سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نثار النبی صلی اللہ علیہ وسلم

غبار راہ مدینہ و خاکپائے اولیاء اللہ

مؤلف

ابو عبداللہ
ابو حبیب اللہ

نثار النبی اویسی چشتی

Marfat.com

نثار النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

DATA ENTERED

مؤلف

خاکپائے اولیاء اللہ

ابو عبداللہ ابو حبیب اللہ نثار النبی اویسی چشتی

عبداللہ حبیب پبلشرز

حسن چوک سمن آباد، لاہور

0332-0308873 0324-4394293

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

297.9921
ن 28 ن
۱۴۵۳۶۹

نام کتاب	:	نثار النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
مصنف	:	نثار النبی اویسی چشتی
ناشر	:	عبداللہ حبیب پبلشرز
سال اشاعت	:	مئی 2015ء
کمپوزنگ	:	ایمان گرافکس
مطبع	:	نفیس پرنٹرز داتا دربار، لاہور
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت فلائنگ پیپر	:	Rs. 1000/-

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، نزد داتا دربار اردو بازار، لاہور، انفال سینٹر، اُردو بازار، کراچی

مکتبہ رضویہ نوریہ، دربار مارکیٹ، لاہور

زاویہ فاؤنڈیشن، دربار مارکیٹ، لاہور

مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ، لاہور

مکتبہ اعلیٰ حضرت، داتا دربار مارکیٹ، لاہور

شبیر برادرز، زبیدہ سنٹر اُردو بازار، لاہور

مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ، لاہور

نوریہ رضویہ پبلشرز، 11 گنج بخش روڈ، لاہور

جامعہ المرکز الاسلامی مین والٹن روڈ، لاہور کینٹ، گنج بخش کتب مارکیٹ، نزد داتا دربار، لاہور

پیر کاشف گوہر، بروک لین، نیویارک

محمد علی مسعود نظامی، نورٹریول، چیتھ ہام ہل روڈ، مانچسٹر

۱۱/۵۰۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نحمدہ ونصلی وسلم علی رسولہ الکریم

اللھم صل وسلم علی رسول الکریم وآلہ الطیبین الطاھرین و علی اٰلہٖ و اصحابہ و بارك وسلم۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٢ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝٣ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝٤ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝٦

یا رسول اللہ انظر حالنا یا رسول اللہ اتما قالنا
اننی فی بحرغم مغرق خذیدی سھلنا اشقالنا

فدا امی و ابی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللھم صل علی سیدنا مولانا محمد النبی الامی و علی آلہ واصحبہ وبارك وسلم۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝١٢٨

ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

کتاب بنام حضور نبی کریم رووف الرحیم
سرور کون و مکان آسرائے بے آسراں
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

و از نام پیر و مرشد خواجہ گوہر الدین قدس سرہ رضی اللہ عنہ
از جینڈڑ شریف کڑیانوالہ، گجرات پاکستان

احقر العباد
از نثار النبی از ابو عبداللہ ابو حبیب اللہ بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ

Marfat.com

تقریظ

بِسْمِ اللہِ الرحمٰن الرحیم

میرے نزدیک سیرتِ پاک کا مطالعہ اس حیثیت میں ہونا چاہیے کہ ایک طرف آقائے دو جہاں کی صحبت و الفت بوئے گل بن کر گلستانِ حیات میں مہک اٹھے آپ ﷺ کے رخِ زیبا کی دید جانِ جاں بن کر مشتاق نگاہوں میں جگمگا اٹھے اور دوسری طرف حضور ﷺ کے پیغام کی مشعل ہمارے سامنے اور پوری انسانیت کے سامنے ایک بار پھر نور باش ہو اور قافلۂ زندگی دورِ حاضر کی تاریکیوں میں اس طرح جادۂ فلاح کا سراغ پالے جس طرح اسے چھٹی صدی عیسوی کے بحران سے نجات پانے کا راستہ ملا تھا کیونکہ حضور ﷺ کی سیرت ایک فرد کی سیرت نہیں بلکہ وہ ایک تاریخ طاقت کی داستان ہے جو ایک انسان پیکر میں جلوہ گر ہوئی وہ زندگی سے کٹے ہوئے ایک درویش کی سرگزشت نہیں جو کنارے پر بیٹھ کر محض اپنی انفرادی تعمیر میں مصروف رہا ہو بلکہ وہ ایک ایسی ہستی کی آب بیتی ہے جو ایک اجتماعی تحریک کی روح رواں تھی وہ ایک انسان نہیں بلکہ ایک انسان ساز کی داستان ہے وہ عالم نو کے معمار کے کارنامے کی تفصیل اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ آقائے دو جہاں ﷺ کی سیرت غارِ حرا سے غارِ ثور تک حرمِ کعبہ سے لے کر طائف کے بازاروں تک ازواجِ مطہرات کے حجروں سے لے کر میدان ہائے جنگ تک چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے اس کے نقوش بے شمار انسانوں کی کتابِ حیات کے اوراق کی زینت ہیں۔ ایک چمن کا چمن ہے جس کے لالہ وگل اور نرگس ونسترن کی ایک ایک پتی پر اس چمن کے مالی کی زندگی مرقوم ہے وہ قافلۂ بہاری وقت کی جس سرزمین سے گزرا ہے اس کے ذرے ذرے پر نگہت کی مہریں ثبت کر گیا ہے۔ (ماخوذ از محسن انسانیت)

محترم نثار النبی صاحب نے بڑی محنت اور شوق سے آقائے دو جہاں کی بارگاہ میں اپنا نذرانہ پیش کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ سرکار ﷺ اس کو قبول فرمائیں اور جناب نثار النبی صاحب کو دونوں جہانوں میں اس کا اجر عطا فرمائیں۔ آمین!!!

بندہ امیدوار شفاعت
محمد خان چشتی سیالکوٹ
پرنسپل الفاروق اسلامک یونیورسٹی
ملکے خورد سیالکوٹ فون نمبر 0346-5848113

Marfat.com

کلمات تبریک

راحت جاں، شہنشاہ حسیناں، مرکز و نبوت و رسالت، محبوب پروردگار، سید الثقلین، سرور انبیاء، امام المرسلین ﷺ کی حیات طیبہ ساری نسل انسانی کے لیے مینارہ نور، مشعل راہ اور سعادت دارین کے حصول کا موجب ہے، آپ کی سیرت طیبہ کے ہر ہر گوشہ پر ہر رخ اور پہلو کو اہل عشق و محبت بیان کرتے آئے ہیں تا کہ روشن و تابندہ زندگی کا کوئی بھی رخ آنے والی نسل سے اوجھل اور مخفی نہ رہے۔

آپ کی ذات اطہر و صفات سے متاثر ہو کر ایک قلیل دورانیہ میں پورے جزیرۂ عرب پر پرچم اسلام لہراتا ہوا چار سو پھیل گیا۔ خون کے پیاسے ایک اشارہ آبرو پر دیوانہ وار قربان ہونے کے لیے بے تاب نظر آتے ہیں۔ زندگی سے پیار کرنے والے موت کو عزیز از جان سمجھنے لگے۔ دولت سے پیار کرنے والے اپنا سب کچھ قدم نبوت پر قربان کرنا باعث فخر جاننے لگے، بتوں کے سامنے ماتھا ٹیکنے والے اِن دیکھے معبود کے سامنے سر بسجود ہونے لگے، بھیڑ بکریوں کی طرح اپنی "ماں" کو منڈی میں لے جا کر فروخت کرنے والے اپنی ماں کے قدموں میں جنت تلاش کرتے نظر آتے، بے وقعت و حقیر غلام بیت اللہ شریف کی چھت پر شہادتِ توحید و رسالت کا نغمہ لاہوتی الاپتے ہوئے دکھائی دیتے۔ دنیا حیران ہے کہ یہ تبدیلی ماہیت کیسے وقوع پذیر ہو گئی۔ یہ انقلاب کیسے رونما ہو گیا، یہ دلوں کی بنجر کھیتی کیسے سرسبز و شاداب ہو گئی، خون کے پیاسے سگے بھائیوں کی طرح ایک دوسرے سے کیسے پیار اور ایثار کرنے لگے، تہذیب و تمدن سے نا آشنا، مذہب معاشرے کے بانی کیسے بن گئے، اجڈ گنوار اور علم سے بے بہرہ مفسر قرآن، محدثِ دوراں، امام الفقہاء، استاذ الاساتذہ کیسے ہو گئے۔ باغی و سرکش، مطیع و فرمانبردار کیسے بنے، عشاق کے دل میں شمعِ عشق کس نے روشن کر دی۔ یا صنم یا صنم کہنے والی زبانوں پر یا صمد، یا صمد کا ذکر کس نے جاری کیا۔ وحشیوں کے دلوں کو مرکز و مہر و وفا کس نے بنایا۔ آنکھوں میں شدتِ انتقام کی وجہ سے لڑنے والے خون کے قطرات کو خوف خدا سے گریہ کناں آنسوؤں میں کس نے تبدیل کیا۔ ظلم کے خوگر ہاتھوں کو سخاوت کے گر کس نے سکھائے۔ شرم سے عاری آنکھوں میں نورِ حیاء کس نے پیدا کیا۔ یہ اور اِن جیسے ان گنت سوالات سطح ذہن پر جنم لیتے ہیں۔ جناب محترم شیخ نثار النبی صاحب کو سیرت طیبہ کے لکھنے والوں میں شامل ہونے پر میں صمیم قلب سے مبارک باد دیتا ہوں۔ اس دعا کے ساتھ کہ اللہ رب العزت ان کی اس کوشش اور شب و روز کی مسلسل جد و جہد کو شرف قبولیت سے نوازے۔ محترم نثار النبی صاحب جو ایک نیک اور صاف دل انسان ہیں، اہل اللہ سے پیار کرنے والے ہیں۔ لذت گریہ سے آشنا ہیں انہوں نے سیرت پاک لکھنے کی سعی فرمائی ہے اور عام فہم زبان استعمال کی ہے۔ نسل نوع کو دیگر سیرت کی کتب کے ساتھ اس کتاب کا بھی مطالعہ کرنا چاہیے تا کہ سیرت طیبہ کے انوار سے تاریک دلوں کو روشن اور منور کیا جا سکے۔ میری دعا ہے کہ یہ کتاب ہر پڑھنے والے کے لیے رشد و ہدایت کا باعث ہو اور قاری کے دل میں عشق رسول اکرم ﷺ پیدا کرنے کا سبب ہو۔

ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد

صاحبزادہ محمد ظہیر الدین معظمی (ناظم: قمر العلوم گجرات، فون: 0300-9626100)

Marfat.com

مختصر تعارف

''نثار النبی (ﷺ)'' کے مؤلف جناب نثار النبی ربیع الاول کے مبارک مہینے میں بروز جمعۃ المبارک 18 ستمبر 1958ء کو گجرات میں پیدا ہوئے۔ جناب کا تعلق متوسط شیخ (ملک انند) برادری کے ایک متوسط گھرانہ سے ہے۔ اور موصوف کے دادا جان بچپن سے ہی پیر طریقت رہبر شریعت شہباز لامکاں، اویس زماں، سلطان اخیار دو جہاں خواجہ خواجگان اِنسان کامل خواجہ گوہر الدین قدس سرہٗ کے در اقدس پر نثار النبی صاحب کو لے گئے اور بچپن سے ہی آپ کی غلامی کا طوق گلے میں ڈال دیا گیا کہ بن ظاہری دیکھے ہی اپنا دل اُن کے قدموں میں نچھاور کر دیں۔ ظاہری روحانی تربیت اُن کے بڑے پوتے پیر کامل خواجہ میاں محمد عبداللہ صاحب نے کی اور اُن کے دوسرے پوتے ولی اکمل صاحبزادہ محمد حبیب اللہ صاحب نے کی۔ 1974ء میں میٹرک گورنمنٹ جامع ہائی سکول جی ٹی روڈ گجرات میں کیا، اور 1976ء میں ایف ایس سی میڈیکل گورنمنٹ زمیندارہ ڈگری کالج بھجر روڈ گجرات میں کی لیکن میڈیکل کالج میں داخلہ نہ مل سکا تو اِسی کالج میں بی ایس سی میڈیکل کالج میں داخلہ لے لیا۔ دورانِ تعلیم فوج میں سیکنڈ لیفٹیننٹ کے لیے امتحان پاس کرتے ہوئے آئی ایس ایس بی کوہاٹ میں اپیئر ہوئے اور تین دن تک بہترین کارکردگی دکھائی لیکن خدا کو منظور نہیں تھا اور سلیکشن نہ ہو سکی۔ بی ایس سی فائنل ایئر میں بسلسلہ تعلیم جرمنی چلے گئے۔ وہاں جب فرینکفرٹ میں پہلی پاک محمدی مسجد بنی تو وہاں اعتکاف کی سعادت حاصل کی۔ اِس کے بعد حرمین شریفین سے حج کے لیے اللہ تعالیٰ کا بلاوہ آن پہنچا۔ دنیا کے عیش و آرام کو چھوڑ کر اور تین سال میں بنی بنائی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نچھاور کر کے موصوف کے قدموں کو منزل عشق کی طرف اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا۔ اللہ تعالیٰ عین جوانی میں پیر و مرشد کے طفیل اُن راستوں کی طرف لے گیا، جہاں سکونِ قلب لُٹ جاتا ہے، بے تاب نگاہیں اُس حسین والضحیٰ کے چہرہ کی زیارت کے لیے تڑپنیں لگ جاتی ہیں۔ اور جب نثار النبی صاحب واپس پاکستان آئے تو اُن کا دل وہیں دیارِ حبیب ﷺ کی خدمت میں رہ گیا۔ پاکستان واپس آنے کے بعد 1984ء میں اللہ تعالیٰ نے ایک نیک سیرت پاکیزہ بیوی سے شادی کی نعمت سے سرفراز فرمایا، جس سے شادی کے اٹھارہ سال بعد اللہ جل شانہٗ نے موصوف کو دو بیٹوں سے نوازا۔ 1988ء میں جاپان کے ملک میں تشریف لے گئے۔ دوبارہ حرمین شریفین عمرہ کے لیے 1992ء میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور قبلہ پیر کرم شاہ صاحب آف بھیرہ کے ساتھ سعادتِ عمرہ سے فیض یاب ہوئے۔ 1993ء میں اللہ تعالیٰ نے موضع شیخ چوگانی نزد ہیڈ مرالہ ضلع گجرات میں سیدنا حضرت طانوخ علیہ السلام اور سیدنا حضرت آمنون علیہ السلام کے قدموں میں دو بڑے بند دریائے چناب کے کنارے بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ واضح رہے کہ موصوف کے پیر و مرشد نے ضلع گجرات میں مختلف مقامات پر انبیاء کے مزارات کی نشاندہی کشف القبور کے ذریعے سے فرمائی ہے۔ یہ مقامات اللہ تعالیٰ کی توحید کے سمندر ہیں، جہاں سے مخلوق فیض پاتی ہے۔

موصوف آج کل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے چراغ دل میں لیے شہر لاہور میں زندگی کو گھونٹ گھونٹ پی رہے ہیں کہ نہ جانے کب یہ عذاب ختم ہو اور حضور علیہ السلام کے قدموں میں جینا نصیب ہو کہ اصل زندگی تو وہی اخروی زندگی ہے۔

لا عیش الا العیش الآخر۔ (الحدیث) ''نہیں عیش مگر آخرت کی عیش۔''

Marfat.com

ترتیب مضامین

❁	مقدمہ	37
❁	دعا	38
❁	پیش لفظ	39
❁	وجہ تسمیہ	40
❁	بشکریہ حضور علیہ السلام و انبیاء علیہ السلام	42
❁	بعث نبی علیہ السلام سے قبل دنیا کی حالت	45
❁	شیطان کا کام	45
❁	زندگی کا مقصد	45
❁	ہدایت اللہ تعالیٰ کی مرضی سے	45
❁	ابتدایہ	46
❁	نفس کی قسمیں	46
❁	جنت و دوزخ والوں کا ازل میں ہی فیصلہ ہوگیا	46
❁	اللہ جل شان کی تقدیر	46
❁	انبیاء علیہ السلام کی تعلیمات سے لوگوں کا منہ موڑنا	47
❁	مختلف چیزوں کی برکتیں	47
❁	اللہ جل شان کسی پر ظلم نہیں فرماتے	47
❁	ہر قوم میں نبی کا معبوث ہونا	47
❁	حضور علیہ السلام اولین و آخرین کے نبی ہیں	47
❁	چیدہ چیدہ انبیاء علیہ السلام کے نام	47
❁	گجرات پاکستان کے علاقے میں	48
❁	انبیاء علیہ السلام کے نام	48
❁	حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور علیہ السلام تک زمانے کے نشیب و فراز	48
❁	چھٹی صدی عیسوی میں دنیا کی حالت	48
❁	دنیا کا جاہلی معاشرہ	49
❁	ایران	49
❁	ایران کی اس وقت کی وسیع سلطنت	49
❁	ساسانی خاندان کی حکمرانی کا آغاز	49
❁	ایرانی لوگوں کی مظاہر پرستی	49
❁	مشرکانہ نظام	49
❁	زرتشت کی پیدائش	50
❁	اِن کے حکمرانوں کا زرتشت کو ماننا	50
❁	بابل کے بادشاہ یہودا کے زوال کا دور	50
❁	زرتشت کے عقائد	50
❁	اس مذہب میں کُتے کی اہمیت	50
❁	آود بلا یعنی دریائی بلی کا تقدس	50
❁	آگ کی پرستش	50
❁	بیمار لوگ قبل نفرت ہو جاتے	50
❁	مرنے والے سے ان کا عجیب سلوک	50
❁	مرنے والے کا گوشت چیلیں کوئے وغیرہ کھاتے تھے	51
❁	سگ دید کی رسم	51
❁	ساسانیوں کے خدا زروان کا ہزار سال تک اھور مزدا کی پیدائش کے لیے قربانیاں کرنا	51

Marfat.com

اھورمزدا اور اَرمن کی پیدائش	51
ایرانیوں کا بیٹوں اور بہنوں کو منکوحہ بنانا	51
یزدک کی پیدائش	51
یزدک نے تمام عورتوں اور جائیدادوں کی ملکیت ختم کر دی	51
نتیجتاً کوئی باپ کسی بیٹے کو نہیں پہنچانتا تھا	51
ظالمانہ سزائیں	51
یونان	51
یونان کا محل وقوع اور حالت	52
سکندر اعظم کی فتوحات	52
یونانیوں کے عقیدے	52
یونانیوں کے دیوتا	52
سود کی لعنت	52
بچوں کی افزائش کو روکنا	52
غلاموں سے ظالمانہ سلوک	53
افلاطون کی بے علمی	53
آزادانہ عورتوں اور مردوں کا چھٹی والے دن اختلاط	53
ضرورت سے زیادہ اولاد کا قتل	53
ارسطو کی افلاطون کی تردید	53
ارسطو کی ناسمجھی	53
حکمران طبقہ بذات خود قانون ہے	53
ہٹلر کی ارسطو کی تقلید میں لاکھوں لوگوں کا قتل	53
امریکہ کا ایٹم بم سے لاکھوں جاپانیوں کو مروانا	53
اسلام کا مذہب جس نے سب کو انصاف مہیا کیا	53
سلطنت روم	53
دفاعی لحاظ سے مضبوط مملکت	54
رومیوں کو آزادی	54
چوکیداری سے غفلت برتنے پر پتھر مار مار کر لوگوں کو ہلاک کر دیتے تھے	54
وسیع وعریض رومی سلطنت	54
ان کے عقائد	54
عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور	54
یہودیوں کی فلسطین کے گورنر پیلاطس کو دھمکیاں	54
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی سازش اور آپ کا آسمان پر اُٹھایا جانا	54
حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر صرف بارہ آدمی (حواری) ایمان لائے	54
عیسائیوں پر مظالم عیسائیت میں مختلف عقائد کی شمولیت	55
مختلف فرقوں کے عقائد	55
عیسائیوں کی تاریخ	55
رومی سلطنت میں لوگوں کی حالت	55
اخلاقی اور جنسی بے راہ روی	55
مصر	55
مصریوں کے عقائد	56
مصر کا سرکاری مذہب	56
گوبھر میں پیدا ہونے والے کیڑے تک کی پرستش	56
خداؤں کی قسمیں	56
مختلف چیزوں کی پرستش	57

Marfat.com

آفتانون کا زمانہ	57
ہندوستان	57
قدیم آثار قدیمہ	57
موہنجوداڑو ہڑپہ وٹیخ جوگانی ضلع گجرات	57
اولین لوگ اہل توحید تھے	57
شرک کی آمیزش	58
برہمن دیوتاؤں کے پجاری	58
مختلف دیوتا	58
ہندوستان کی الہامی کتابیں	58
ہندومت چار چیزوں سے استوار ہے	59
رامائن اور مہابھارت	59
دیوتاؤں کی قسمیں	59
خوشنو، شیوا اور برہمن	59
ہندوازم بذات خود کوئی مذہب نہیں	59
برہمنوں کی تعظیم	60
شودروں کی بے قدری اور ان پر مظالم	60
ان کی متبرک چیزیں	60
ہندوؤں کے عقائد	60
بدھ مت اور جین مت کا آغاز	60
دونوں نظریات کے عقائد	60
بدھ مت کی تعلیمات	61
ہندوؤں کی ذات پات اور اونچ نیچ کا بیان	61
خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان پیدا فرمایا	61
چین	62
دنیا کا بڑا ملک	62
چین کی قدیم ترقی	62
چین کے لوگوں کی پرستش	62
دیوتاؤں کے لیے قربانیاں کرنے کے بعد بادشاہوں کی پوجا	62
چین میں بدھ مت اور کانفیوشس	62
ٹاؤازم	62
کئی درجن دیوتا	62
چینوں کا بیک وقت بدھ مت ٹاؤازم اور کانفیوشس کے نظریات کو اپنانا	62
بدھ مت کی پذیرائی	62
حضور علیہ السلام کا وطن مبارک	62
جزیرہ نمائے عرب	62
محل وقوع و رقبہ	63
اسلام کی افزائش کے لیے موزوں جگہ	63
بوادغیر ذی زَرْع	63
عرب میں شامل ریاستیں	64
عرب کی سرزمین	65
آب وہوا اور جانور	65
نجد کا علاقہ	65
حجاز کا علاقہ	65
مکہ المکرمہ	65
مکہ مکرمہ کے مختلف نام	65
مکہ مکرمہ کا محل وقوع	65

Marfat.com

زمزم	66	❁
قریش کی عزت وتوقیر	66	❁
قریش کی تجارت	66	❁
عربی قبائل	66	❁
العرب البائدہ	66	❁
العرب الباقیہ	66	❁
العرب العاربہ	67	❁
یمن اور سبا کے بادشاہ	67	❁
مختلف قبائل مختلف سمتوں میں	67	❁
العرب المستعربہ	67	❁
سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام	67	❁
حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ فرزند	68	❁
ان کا اِتحاد	68	❁
بعد کی نااتفاقیاں اور مختلف علاقوں میں ہجرت	68	❁
الیاس بن مضر	69	❁
عرب کی آزاد سلطنتیں	70	❁
سلطنت معین	70	❁
سلطنت سبا	70	❁
سلطنت حمیر	71	❁
الحرث بادشاہ کی فتوحات	71	❁
بادشاہ کا حضور علیہ السلام سے اظہار محبت	71	❁
زونواش بادشاہ	71	❁
ابرہہ سے مقابلہ	72	❁
گرجے کی تعمیر	72	❁
ابرہہ کی حکومت	72	❁
ابرہہ کا عبرتناک انجام	72	❁
ابراہہ کے بعد حکومت	72	❁
سیف زی یزن الحمیری کی تگ ودو	72	❁
سیف زی یزن کا قتل	72	❁
بازان یمن کا آخری والی	72	❁
اہل عرب کی خوبیاں	72	❁
اہل عرب کی فراست	73	❁
اہل عرب کی یاداشت	73	❁
عربی زبان کی وسعت	73	❁
اہل عرب کی سخاوت	73	❁
اہل عرب کی شجاعت	74	❁
اہل عرب کا ایفائے عہد	74	❁
اہل عرب کی خیرات	74	❁
الیکم بن صیف کی اپنے بیٹوں کو نصیحت	74	❁
عربوں کی زندگی کے گھٹاٹوپ اندھیرے	75	❁
عربوں کی خوبیاں صرف فخر کرنے کے لیے	75	❁
ریا کی تعریف	75	❁
کسی بہت بڑے رہنما کی ضرورت	75	❁
نبوت کی تعلیمات سے دوری	75	❁
عربوں میں بت پرستی کا آغاز	75	❁
عمرو بن لحی نے بت پرستی کی ابتداء کی	76	❁
عمرو بن لحی دوزخ میں	76	❁
عمرو بن لحی کی بیماری	76	❁

Marfat.com

❁	عمرو بن لحی کا سفر شام اور بتوں کا مکہ مکرمہ میں لے کر آنا	76
❁	قریش کا فال ڈالنا	76
❁	پورے عرب میں مختلف بتوں کی پوجا	77
❁	حضور علیہ السلام نے تمام بتوں کو ختم کرادیا	77
❁	مختلف بتوں کے نام	77
❁	اہل عرب کی پرستش	78
❁	صائبین	78
❁	دہریون	78
❁	ستاروں کی پوجا	79
❁	حق پرست لوگ	79
❁	سیف بن یزن	80
❁	اہل عرب کی عبادات	81
❁	اہل عرب کی بُری عادات	81
❁	مقتول کی دیت	82
❁	معاقرہ	82
❁	بحیرہ، سائبہ، وصیلہ	83
❁	رسم الحام	83
❁	شادی بیاہ	83
❁	بغیر نکاح کے بڑے آدمی کے پاس عورتوں کو بچے کے لیے بھیج دینا	83
❁	اجتماعی بدکاری	83
❁	بدکار عورتوں کا جھنڈے لگانا	83
❁	نکاح بدل	84
❁	بچیوں کا زندہ دفن کرنا	84
❁	حضور علیہ السلام سب سے بڑے غم گسار ہیں	84
❁	حضور علیہ السلام سے پہلے گمراہی کا راج	84
❁	تاریخ عالم کا سب سے بڑا انقلاب	85
❁	حضور علیہ السلام کا حسن ازل	85
❁	اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر احسان عظیم	85
❁	سیدنا حضرت ابرہیم علیہ السلام کی دعا	87
❁	اللہ جل شان ایک چھپا ہوا خزانہ تھے	87
❁	حضور علیہ السلام کے نور مبارک کا ظہور	88
❁	حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مبارک	88
❁	حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نورِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	88
❁	حضرت آدم علیہ السلام کی توجہ کا وسیلہ	88
❁	سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل میں	89
❁	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بتوں سے سلوک	90
❁	قوم نمرود کی شرمندگی	90
❁	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں گرنا اور اس کا گلزار بن جانا	90
❁	نمرود کی شرمندگی	91
❁	نمرود کی ہلاکت مچھر سے	91
❁	نفس کا ذکر	91
❁	نفس کی ہلاکت	91
❁	قرآن پاک ذریعہ ہدایت ونجات	91
❁	غور طلب بات	91

Marfat.com

قرآن پاک غور فکر کے لیے	92
پیر کامل کی نظر	92
کشف المحجوب بے پیروں کی پیر	92
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت	92
فراعنہ کافرعون اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	92
حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	92
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش مبارک	92
حضرت اسماعیل علیہ السلام مکہ مکرمہ میں	92
حضرت ابرہیم علیہ السلام کی دعا	93
نبی کا معنی	93
حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صفا مروہ پر سعی سنت بن گئی	93
حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ایڑھیاں رگڑنے سے جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے چشمہ زم زم جاری فرمادیا	94
قبیلہ جرہم کی آمد	94
حضرت ابرہیم علیہ السلام کا خواب	94
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اطاعت	95
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ دنبہ قربان ہوگیا	95
حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مبارک گلے پر چھری نہ چلنے کی وجہ	95
جتنا بڑا رتبہ اتنا بڑا امتحان	95
انبیاء علیہ السلام پر مصائب سب سے زیادہ آتے ہیں	95
عافیت کی دعا	95
حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش مبارک	96
حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو عذاب	96
حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد شام میں	96
حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گھر کی دہلیز بدلنے کا حکم	96
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نئی شادی	96
حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک	97
کعبہ معظمہ کی تعمیر	97
مقام ابراہیم مصلی بنایں	97
حضرت ابرہیم علیہ السلام کی دعا	97
حج کا اعلان	98
حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ فرزند	98
ایک سو تیس سال کی عمر میں وصال	98
حضور علیہ السلام کا نور مبارک پاک	98
پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا	98
حضور علیہ السلام کے آباؤ اجداد عین توحید پر	98
حضور علیہ السلام کے آباؤ اجداد کو زمانہ جاہلیت کی کسی چیز نے نہیں چھوا	99
حضور علیہ السلام کا سلسلہ نسب حضرت عدنان تک	99
حضرت عدنان	99
بخت نصر کی یلغار	99
حضرت عدنان کے بیٹے دو پیغمبروں کی تربیت میں	99
حضرت معد	100
حضرت نزاز	100

Marfat.com

❁	حضرت مُضر	100
❁	حضرت الیاس	101
❁	حضرت مدرکہ	101
❁	حضرت خذیمہ	101
❁	حضرت کنانہ	102
❁	حضرت نضر	102
❁	حضرت مالک	102
❁	حضرت فہر	103
❁	حضرت غالب	103
❁	حضرت لوی	103
❁	حضرت کعب	104
❁	جمعہ المبارک کا اجتماع	104
❁	حضرت کعب کا وعظ و نصیحت	104
❁	حضرت مرہ	105
❁	حضرت کلاب	105
❁	حضرت قصی بن کلاب	105
❁	غریب الوطنی کا طعنہ	105
❁	حضرت قصی مکہ مکرمہ میں	105
❁	ابوغیشان کا گھاٹے کا سودا (ضرب المثال)	106
❁	فریقین کی لڑائی	106
❁	کعبہ کی متولیت	106
❁	افادہ	106
❁	حجابہ	106
❁	سقایہ	106
❁	ندوہ	106
❁	اللواء	107
❁	مناصب کی تقسیم	107
❁	حضرت قصی کے اشادات	107
❁	حضرت عبد مناف	107
❁	حضرت ہاشم	108
❁	عہدوں کا اختلاف	108
❁	صلح صفائی	108
❁	احتفاء کی رسم کا خاتمہ	109
❁	حضرت ہاشم کی سخاوت	109
❁	حضرت ہاشم کی پچیس سال کی عمر میں وفات	109
❁	حضرت ہاشم کے خصائل	109
❁	حضرت عبد المطلب	109
❁	یثرب میں پرورش	110
❁	نام کی وجہ تسمیہ	110
❁	رفاہ اور سقایہ کے مناصب پر فائز منصبی حفاظت	110
❁	چاہ زمزم زمزم کی کھدائی کا خواب	110
❁	کاہنہ کی ثالثی	111
❁	اونٹ کے نیچے سے پانی چشمہ	111
❁	زمزم کا چشمہ	111
❁	کھدائی سے نکلنے والی چیزوں کا جھگڑا	111
❁	تیروں سے فال	111
❁	حضرت عبد المطلب کے چہرے کی وجاہت	111
❁	غار حرا میں عبادت کرنے والے پہلے شخص	111

Marfat.com

حضور علیہ السلام کے والد محترم حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	112
حضرت عبدالمطلب کی نذر	112
خیبر کی کاہنہ	112
اونٹوں کا قرعہ	112
حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے بدلے سو اونٹ کی قربانی	112
حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسن	112
حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاکیزگی	113
حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے شادی	113
حضور علیہ السلام کا نور مبارک حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں	113
حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سفر شام	113
سفر سے واپسی پر بیماری	113
یثرب میں قیام	113
یثرب میں وفات	113
حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خبر	113
حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جدائی کے اشعار	113
یتیمی کی حکمت	114
اصحاب فیل کا واقعہ	114
عام الفیل	114
کعبہ کی شان دوبالا ہوگئی	114
ارباط اور ابراہہ	114
یمن میں گرجا تعمیر کرنا	114
عرب میں ایک آدمی کا گرجا میں قضائے حاجت کرنا	115
ذونفر نای یمنی سردار کا ابرہہ سے مقابلہ اور اس کی شکست	115
نفیل بن حبیب کی شکست	115
نفیل کی معافی	115
مسعود ثقفی کا استقبال	115
ابورغال کی موت	115
حضرت عبدالمطلب کے اونٹوں کا پکڑا جانا	115
ابراہہ کا مکہ مکرمہ قاصد روانہ کرنا	115
حضرت عبدالمطلب کی ابراہہ سے ملاقات	116
بادشاہ تخت سے نیچے قالین پر بیٹھ گیا	116
اونٹوں کی واپسی اور ابرہہ کا مذموم ارادہ	116
حضرت عبدالمطلب کی دعا	116
نفیل بن حبیب کی ہاتھی کو نصیحت	116
محمود ہاتھی کا آگے نہ بڑھنا	117
سمندر کی طرف سے ابابیلوں کے غول	117
لشکر کا فرار اور مارا جانا	117
ابراہہ کا عبرتناک انجام	117
اس واقعے کے پچاس دن بعد حضور علیہ السلام کی اس دنیا میں تشریف آوری	117
ولادت باسعادت	118
تاریخ ولادت پاک	119

Marfat.com

❁	حضور علیہ السلام کا نام مبارک	1119
❁	كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ	119
❁	رضاعت مبارک	121
❁	مدینہ منورہ کی طرف پہلا سفر	124
❁	مکۃ المکرمہ واپسی	127
❁	سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عم محترم حضرت ابو طالب کے ساتھ	128
❁	عہد شباب اور کسب معاشی کا دور	128
❁	سفر شام	129
❁	ابر رحمت	130
❁	اللہ تعالیٰ کی حفاظت	131
❁	حربِ فجار	132
❁	حلف الفضول	132
❁	شام کی طرف دوسرا سفر	133
❁	نکاح کا پیغام	136
❁	حضرت ابوطالب کا خطبہ نکاح	137
❁	نکاح کا پیغام	138
❁	کعبہ شریف کی تعمیر نو	139
❁	بعثت سے پہلے	142
❁	بعثت مبارک	143
❁	دعوت اِسلام	147
❁	حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ	147
❁	سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	148
❁	سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ	149
❁	سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی اسلام کی اشاعت	151
❁	سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	151
❁	۲-حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ	151
❁	۳-حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	152
❁	۳-حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	152
❁	۵-حضرت طلحہ بن عبید اللہ	152
❁	تبلیغ اِسلام کا یہ سلسلہ خفیہ جاری رہا	152
❁	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اظہارِ اِسلام	152
❁	خفیہ تبلیغ	152
❁	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	154
❁	حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ	155
❁	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	155
❁	حضرت صہیب رضی اللہ عنہ	157
❁	حضرت حصین رضی اللہ عنہ	157
❁	حضرت عمرو بن عتبہ سلمی رضی اللہ عنہ	158
❁	حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	159
❁	حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اسلام	160
❁	اللہ تعالیٰ کا اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوت حق دینے کا حکم!	162
❁	بنی عبدالمطلب	163
❁	صفا کی چوٹی پر تشریف آوری	165
❁	کھلی دعوت	166
❁	روٗوسا قریش کی آمد	166
❁	روٗوساء قریش کی دوبارہ آمد	167

Marfat.com

❁	حضور علیہ السلام سے بات چیت	167
❁	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب	167
❁	اہلِ مکہ کی چال	168
❁	حضرت ابوطالب کے اشعار	168
❁	عتبہ بن ربیعہ	169
❁	قرآن پاک کا اعجاز	174
❁	ابوجہل کی کوشش	175
❁	قرآن پاک کا جواب	175
❁	ابوجہل کی بدتمیزی	176
❁	کفار مکہ کی ایک اور چال	177
❁	قرآن پاک کا چھپ چھپ کر سننا	177
❁	کفار کی عجیب فرمائش	177
❁	نضر بن حارث اور عتبہ بن ابی محیط	177
❁	تین سوالات	177
❁	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مظالم کی انتہا	178
❁	صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مظالم	183
❁	ہجرت حبشہ	186
❁	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اپنی اہلیہ اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہجرتِ حبشہ	186
❁	سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت	187
❁	ایک افواہ	188
❁	دوسری ہجرت حبشہ	188
❁	کفار کا ایلچی	189
❁	حضرت جعفر بن ابی طالب کا خطاب	190
❁	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	192
❁	شعب ابی طالب	193
❁	اللہ تعالیٰ کی قدرت	196
❁	حضرت ابوطالب کے اشعار در شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	197
❁	صحیفہ کو پرزہ پرزہ کرنے کا واقعہ	198
❁	شعب ابی طالب سے رہائی	199
❁	تبلیغ اسلام ایک نئے جوش کے ساتھ اور طفیل بن عمرو الدوسی کا قبول اسلام	200
❁	رکانہ پہلوان	201
❁	ضماد ازدی کا اسلام لانا	202
❁	وفد بخران کا قبول اسلام	202
❁	وفات حضرت ابوطالب	203
❁	وفات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	205
❁	بعد از وفات حضرت ابوطالب	206
❁	کفار کو عذاب	207
❁	قحط	207
❁	کفار کی فریاد	207
❁	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا درجہ اور فضیلت	208
❁	طائف کا سفر	208
❁	طائف کے تین سردار	209
❁	طائف کے لوگوں کا ظلم	210
❁	باغ میں داخلہ	210
❁	طائف میں حضور علیہ السلام کی دعا	211
❁	طائف سے واپسی اور جنوں کا قبولِ اسلام	213

Marfat.com

❁	نخلی سے واپسی	214
❁	مطعم بن عدی	215
❁	حج کے لیے آئے قافلوں کو تبلیغ	216
❁	بنی شیبان بن ثعلبہ	217
❁	بنی عبس	220
❁	تجارتی منڈیاں	221
❁	معجزہ شق القمر	223
❁	معراج النبی ﷺ (از حرم کعبہ تا بیت المقدس)	224
❁	معراج النبی ﷺ (از بیت المقدس تا سدرۃ المنتہیٰ و از سدرۃ المنتہیٰ تا بیت المقدس)	225 تا 232
❁	دیدارِ الٰہی	234
❁	معراج سے واپسی	238
❁	اوقات نماز کا تعین	239
❁	انصار کے مشرف باسلام ہونے کا آغاز	240
❁	تحریک قبولِ اسلام کا آغاز	242
❁	مقامِ ہجرت	244
❁	آبادیاں	244
❁	مدینہ منورہ کا ماحول	245
❁	یثرب کے باشندے	245
❁	یہودیوں کی آمد	245
❁	اوس وخزرج کی آمد	246
❁	قبائل انصار میں اشاعت اسلام کا آغاز	247
❁	یثرب سے آنے والا قافلہ	248
❁	اسید بن حضیر کا قبولِ اسلام	249
❁	سعد بن معاذ کا قبولِ اسلام	250
❁	بیعت عقبہ ثانیہ	251
❁	حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا	252
❁	حضور علیہ السلام کی تشریف آوری	252
❁	نقیبوں کے نام	254
❁	عزم مصمم	254
❁	بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد	255
❁	حضرت سعد بن عبادہ پر مظالم	256
❁	عمرو بن جموع کی ترک بت پرستی	257
❁	بیعت ثانیہ کی شرائط	258
❁	ہجرت کا حکم	259
❁	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	259
❁	ہجرت سیدنا حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	260
❁	حضرت نافع، حضرت عبداللہ	261
❁	حضرت عیاش رضی اللہ عنہ	261
❁	دیگر مہاجرین	262
❁	ہجرت رسول اللہ ﷺ	263
❁	فوری وجوہات ہجرت	264
❁	حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے بستر مبارک پر	266
❁	حضور علیہ السلام کا گھر سے نکلنا	267
❁	غار ثور میں داخلہ	268
❁	مکہ سے تاجدارِ مدینہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد	272
❁	غارِ ثور سے روانگی	272

Marfat.com

❁	شاہراہِ ہجرت	273
❁	تفصیل ہجرت	274
❁	اثنائے سفر واقعات	275
❁	سراقہ کا واقعہ	275
❁	ام معبد	280
❁	ایک چرواہا	282
❁	نظر کیمیا	282
❁	پیاسے راستے	283
❁	سیدنا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ	284
❁	حضرت بریدہ بن حصیب الاسلمی رضی اللہ عنہ	284
❁	قبا میں تشریف آوری	285
❁	مسجد قبا	287
❁	مدینہ منورہ میں تشریف آوری	288
❁	اِستقبال اور خطبہ	290
❁	قصویٰ اونٹنی	292
❁	حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور مسجد نبوی کے لیے جگہ	294
❁	درد وفراق کے مارے لوگ	295
❁	مہاجرین کی جائیدادوں پر کفار مکہ کا قبضہ	296
❁	مدینہ منورہ کی فضیلت	296
❁	تبدیلی نام	297
❁	یاد مکہ المکرمہ	297
❁	محبت مدینہ	298
❁	سال اول ہجری	299
❁	مسجد نبوی میں پہلا خطبہ	301
❁	ہجروں کی تعمیر	302
❁	لمحہ فکریہ	302
❁	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان مبارک کی آمد	307
❁	اذان کی ابتداء	307
❁	مواخات	307
❁	اسلامی قومیت کی محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بنیاد	312
❁	حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ اور کلثوم بن ہدم کی وفات	316
❁	حضرت عبداللہ بن زبیر کی ولادت	316
❁	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی	316
❁	عبداللہ بن سلام کا ایمان لانا	317
❁	فتنہ پرور یہودی	319
❁	منافقین کا گروہ (خذلہم اللہ تعالیٰ)	326
❁	غزوات وسرایا کے مقاصد	329
❁	سرایہ وغزوات	332
❁	سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ	332
❁	سریہ عبیدہ بن حرث رضی اللہ عنہ	332
❁	سریہ سعد بن ابی وقاص	333
❁	سلسلہ غزوات	333
❁	پہلا غزوہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ ابواء	333
❁	غزوہ بواط	334
❁	غزوہ صفوان	334
❁	غزوہ العشیرہ	334

Marfat.com

❁	سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ	336
❁	دین کی راہ اور زندگی کا مقصد	338
❁	غزوہ بدر الکبری	346
❁	عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب	347
❁	جنگ کی تیاری	349
❁	بنی کنانہ	350
❁	شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں	350
❁	ابوسفیان	351
❁	ابوجہل کی بدبختی	351
❁	حضور علیہ السلام کی مدینہ منورہ سے روانگی	352
❁	افطار روزہ	355
❁	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جذبہ جہاد	356
❁	خوشخبری	356
❁	نزولِ بدر	356
❁	جہیم بن صلت کا خواب	358
❁	کفار مکہ میدانِ بدر میں	359
❁	عتبہ بن ربیعہ	360
❁	ابوجہل کی چال	361
❁	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں	361
❁	جبرائیل علیہ السلام کی فرشتوں سمیت آمد	363
❁	صفوں کی درستگی	364
❁	خطبہ بدر	365
❁	آغاز جنگ	366
❁	امیہ بن خلف کی ہلاکت	369
❁	حضور علیہ السلام کا کنکریاں پھینکنا	371
❁	قرآن پاک کا حکم	372
❁	ابوجہل کا انجام	373
❁	حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا نشانہ	376
❁	ابوبختری بن ہشام	376
❁	حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ	376
❁	حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ	377
❁	کفار کا پیچھا کرنا	377
❁	ایک مشورہ	377
❁	پرانا کنواں	378
❁	حضور علیہ السلام کا مردوں سے خطاب	378
❁	ایک اہم مسئلہ	379
❁	حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ	381
❁	مکہ میں کہرام	381
❁	حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی روایت	382
❁	ابولہب کا انجام	382
❁	مدینہ منورہ میں فتح کی خوشخبری	384
❁	شہدائے بدر	385
❁	مالِ غنیمت	386
❁	رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری	387
❁	اسیران جنگ	389
❁	ابوالعاص	390
❁	ابوالعاص کا ایمان	392

Marfat.com

اسیرانِ جنگ کا مسئلہ	394
قیدیوں سے حسن سلوک	395
قیدیوں سے فدیہ	395
فتح کے اثرات	396
ایک سازش	396
۲ ہجری کے واقعات	398
کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم	398
رمضان کے روزے	400
شرک کا مسئلہ	402
صدقہ عید الفطر	405
عید الفطر	405
زکوٰۃ	405
قانون قصاص و دیت	407
نکاح سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا	408
غزوہ بنی سلیم	413
غزوہ سویق	413
غزوہ ذی امر یا غطفان	414
سریہ سالم بن عمیر	415
عصماء یہودن کا انجام	415
غزوہ الفریع	416
غزوہ بنو قینقاع	416
کعب بن اشرف یہودی	417
سریہ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ	421
غزوۂ اُحد	422
کافروں کی منصوبہ بندی	422
ابوسفیان کی تیاری	422
کفار کی تجارت کا راستہ کٹ گیا تھا	422
مختلف قبائل کو جنگ کے لیے اُکسانا	423
وحشی	423
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا اپیلچی حضور علیہ السلام کی خدمت میں	423
حضور علیہ السلام کو اطلاع	423
راز کا خفیہ رکھنا	423
لشکر کفار	424
لشکر کی تعداد	424
ابو عامر فاسق	424
حضور علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی قبر مبارک کی بے حرمتی کا منصوبہ	424
اللہ تعالیٰ کی حفاظت	424
حضور علیہ السلام کی تدابیر	424
اللہ تعالیٰ کافی ہے	424
اوس و خزرج کا پہرہ دینا	425
حضور علیہ السلام کا خواب	425
حضور علیہ السلام کی مدینہ منورہ میں جنگ کی تجویز پر جوش صحابہ کرام	425
صحابہ کے جذبہ کو دیکھ کر حضور علیہ السلام مان گئے	425
جمعۃ المبارک کا خطبہ	425
عورتوں کی حفاظت	426

Marfat.com

❁	حضور علیہ السلام اسلحہ سے سجے ہوئے	426
❁	صحابہ کرام کی شرمندگی	426
❁	حضور علیہ السلام کا عزم مصمم	426
❁	اُحد کی طرف روانگی	427
❁	کم سن بچوں کی واپسی	427
❁	مختصر راستہ	427
❁	دل اور آنکھوں کا اندھا منافق	427
❁	عبداللہ بن ابی کی ساتھی منافقوں سمیت واپسی	427
❁	اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ثابت قدمی	428
❁	صبح سویرے کفار کے سروں پر	428
❁	ترجمہ خطبہ مبارک	428
❁	عینین کے ٹیلہ پر تیر اندازوں کا تعین	430
❁	حضور علیہ السلام کی تیر اندازوں کو تاکید	430
❁	لشکر اسلام کی صف آرائی	431
❁	مسلمانوں کا شعار یعنی کوڈ ورڈز	431
❁	حضور علیہ السلام کی تلوار کا حق	431
❁	فاخرانہ چال	432
❁	مشرکین کی صف آرائی	432
❁	جنگ کا آغاز	432
❁	ابو عامر فاسق کی شرمندگی	432
❁	حضور علیہ السلام کی دعا	433
❁	حواری	433
❁	حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ	433
❁	ہندہ تلوار کی زد میں	433
❁	حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ	433
❁	کفار کے جھنڈا برداروں کا یکے بعد دیگرے قتل	434
❁	لشکر کفار کی پسپائی	435
❁	نہایت خطرناک غلطی	435
❁	خالد بن ولید کی چال	435
❁	شہادت سیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	435
❁	حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کرنا	436
❁	وحشی کا فرار	437
❁	وحشی کا اِسلام لانا	437
❁	شہادت حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ	437
❁	حضرت عبداللہ بن جموع رضی اللہ عنہ	438
❁	ابو سعد خثیمہ رضی اللہ عنہ	438
❁	حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ	439
❁	تقدیر کا مسئلہ اور اصیرم بن عمرو	440
❁	حسیل اور ثابت بن دقش رضوان اللہ علیہم اجمعین	441
❁	مخریق النفری الاسرائیلی	442
❁	قزمان	442
❁	تیر افگن دستے کی خطرناک غلطی	443
❁	حضور علیہ السلام کی بے حکمی کی سزا	443
❁	مسلمانوں کا قتل عام	444
❁	حضور علیہ السلام کی شہادت کی افواہ	445
❁	مسلمانوں کا دل ہار جانا	445
❁	آقا دو جہاں حضور علیہ السلام کی ثابت قدمی	446
❁	حضور علیہ السلام پر اپنا سب کچھ قربان کرنا	446

Marfat.com

دانتوں مبارک کا شہید ہونا	447
حضور علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر زخم آنا اور داڑھی مبارک کا خون سے رنگین ہونا	447
حضور علیہ السلام کی شان رحمت اللعالمین اپنے چہرہ مبارک کو زخم لگانے والے کے دل کو اسلام سے منور فرمادیا	447
خود کی کڑیاں چہرہ مبارک میں پیوست ہوگئیں	447
حضور علیہ السلام کا گڑھے میں گرنا	447
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں دعا	447
خود کی کڑیوں کا باہر نکالنا	447
دوزخ کی آگ سے حفاظت	447
حضور علیہ السلام کا دشمن پر تیر چلانا	447
حضرت طلحہ اور حضرت ابو دجانہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اپنے جسم کو ڈھال بنانا	448
سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ	448
حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضوان اللہ علیہم اجمعین	449
حضور علیہ السلام کا ابی بن خلف کو نیزہ مارنا	450
حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا	450
حضور علیہ السلام کا پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنا	451
چمکتی آنکھیں	451
خوش قسمتی کی انتہا، حضور علیہ السلام کے قدموں پر جان نکلنا	452
مسجد حرام میں حاجیوں کو پانی پلانا اور اللہ کی راہ میں لڑنا برابر نہیں	452
حضور علیہ السلام کا سر منہ دھونا اور پانی نوش فرمانا	452
اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں دعا	452
لشکر کفار کی واپسی	454
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکر کفار کا پیچھا کرنا	454
شہدا اُحد	456
شہید محبت حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	456
رسول اللہ آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا	458
معرکہ ہار جیت کے بغیر ختم ہوگیا	459
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ واپسی	459
منافقین اور یہود	461
غزوہ حمراء الاسد	461
سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	464
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح	466
حضور علیہ السلام کا حضرت زینب بنت خریمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح	466
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت پاک	466
واقعات سنہ ۴ ہجری	467
سریہ ابی سلمہ رضی اللہ عنہ	468
واقعہ رجیع	468
اللہ تعالیٰ کی حفاظت	471
بیر معونہ	472
غزوہ بنی النضیر	474
عبداللہ بن ابی کی مکاری	476
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روانگی	477

۱۲۵۲۶۹

Marfat.com

کھجوروں کے درخت کاٹنے کا حکم	478
بنی نضیر کی روانگی	478
بنی نضیر کے اموال کی تقسیم	479
غزوہ ذات الرقاع	480
غورث کا واقعہ	481
قرآن پاک کی حلاوت	482
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اونٹ	484
غزوہ بدر الصغریٰ	485
سال چہارم دیگر واقعات	487
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح مبارک	487
سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کی وفات	488
حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش مبارک	489
سریانی زبان سیکھنے کا اہتمام	490
شرعی احکام ۴ ہجری	490
صلوٰۃ الخوف	490
حرمت خمر کا حکم	491
پانچویں ہجری کے اہم واقعات	492
غزوہ دومۃ الجندل	493
غزوہ مریسیع مصطلق	494
شدید آندھی	496
اونٹنی کی گمشدگی	496
حارث بن ضرار کا اسلام	498
نکاح ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	498
واقعہ افک	499
غزوہ احزاب (غزوہ خندق)	507
تاریخ غزوہ احزاب	507
مسلمانوں اور کافروں کے لشکروں کی تعداد	507
کافروں کا مختلف قبائل کو اکٹھا کرنا	507
خانہ کعبہ میں قسمیں	508
یہودیوں نے کافروں کو مسلمانوں کے مقابلے میں راہ راست پر کہہ دیا	508
بنی غطفان	509
ابوسفیان کا خط	509
حضور علیہ السلام کا جوابی خط	510
مسلمانوں کی ظاہری حالت	510
حضور علیہ السلام کا مشورہ	510
خندق کی تجویز	510
مدینہ مبارک کا محل وقوع	510
خندق کی کھدائی	510
حضور علیہ السلام نے خود بھی خندق کھودی	511
حضور علیہ السلام کا صحابہ کرام کے ساتھ مل کر اشعار پڑھنا	511
شام ایران اور یمن کی فتح کی خوشخبری اور چٹان کا توڑنا	512
غیب کے خزانوں کی چابیاں	512
حضور علیہ السلام ہی اصل ہر ہر چیز کے بانٹنے والے ہیں	513

Marfat.com

❁	رحمت للعالمین ﷺ	513
❁	حضور علیہ السلام کی برکات	515
❁	پیٹ پر دو پتھر	515
❁	حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا کھانا	515
❁	تھوڑا سا کھانا ہزار سے اوپر آدمیوں نے کھایا	516
❁	ام عامر اشہیلہ کا حلوہ	516
❁	خندق کی چھ دن میں تیاری	517
❁	لشکر کفار کی آمد	517
❁	مدینہ منورہ کی کل آبادی سے بھی بڑا لشکر	517
❁	عورتوں کے لیے محفوظ ٹھکانے	518
❁	بنی نضیر اور بنی قریظہ کی باہم سازش	518
❁	بنو قریظہ کی تیاری	519
❁	خبر کی تصدیق	519
❁	مدینہ منورہ کی گلیوں میں گشت	520
❁	خندق عبور کرنے کی کوشش	520
❁	خالد بن ولید کا حملہ	520
❁	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	521
❁	بنی غطفان	521
❁	نصرت خداوندی	522
❁	حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کا خفیہ مشن	522
❁	سرداران قریش کے پاس	522
❁	بنی غطفان کے پاس	523
❁	حضرت نعیم رضی اللہ عنہ کی تدبیر کی کامیابی	523
❁	حضور علیہ السلام کی دعائیں	524
❁	حضرت سعد بن معاذ	525
❁	قرآن پاک کے ارشادات	525
❁	زوردار آندھی اور لشکر کفار کی واپسی	528
❁	حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ	528
❁	دوررس نتائج	530
❁	شہدائے غزوہ خندق	531
❁	مقتولین کفار	531
❁	غزوہ بنی قریظہ	531
❁	حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ	533
❁	حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ	534
❁	یہودی مردوں کا قتل	536
❁	اموال غنیمت کی تقسیم	537
❁	آیات ربانی کا نزول	538
❁	دیگر شرعی احکام	538
❁	حضرت سعد بن معاذ کی شہادت	539
❁	یہودی ابو رافع سلام بن الحقیق	539
❁	خالد بن سفیان ابن الہذمی	540
❁	کاشانہ نبوت میں حضرت زینت بنت جحش رضی اللہ عنہا	541
❁	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح	544
❁	پانچ ہجری کے دوسرے واقعات	545
❁	آغازِ وفود	545
❁	زلزلہ	545
❁	گھڑدوڑ	546
❁	چاند گرہن	546

Marfat.com

ہجرت کا چھٹا سال	546
غزوہ بنی لحیان	546
غزوہ الغابہ یا ذی قرد	547
غزوہ عضبا اونٹنی	549
سریہ محمد بن مسلمہ الاشہلی رضی اللہ عنہ	550
سریہ عکاشہ بن محصن الاسدی رضی اللہ عنہ	551
سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ	551
سریہ حضرت ابی عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ	551
پہلا سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	552
سریہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	552
دوسرا سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	553
سریہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	553
سریہ کرز بن جابر رضی اللہ عنہ	554
سریہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ	554
سریہ زید بن حارث رضی اللہ عنہ	555
ام رومان رضی اللہ عنہا کا وصال	555
غزوۂ حدیبیہ	556
پس منظر	556
حدیبیہ	556
منافقین	557
روانگی	557
انٹیلی جنس	557
تحفہ	558
قریش کی بے قراری اور جنگی تیاریاں	558
حضور علیہ السلام کا ردِ عمل	558
حضور علیہ السلام کی مشاورت	559
راستے کے واقعات	559
حضور علیہ السلام کا قیام	561
باہمی مذاکرات	561
حلیس بن علقمہ	561
سفیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	562
بدیل بن ورقا	562
عروہ بن مسعود	562
قریش کی شرارتیں	563
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بطور سفیر	564
بیعت رضوان	565
ایک غلطی کا ازالہ	565
بیعت رضوان کی حکمت	567
صلح کی بات چیت	567
صلح نامے کی شرائط	568
مسلمانوں کا ردِ عمل	569
فتح مبین	572
حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی آمد	573
اہل بدر اور اہل حدیبیہ کی فضیلت	575
بنو ثقیف	575
دعوت حق	576
شجرہ بیعت	576
سال چھ ہجری کے دیگر واقعات	577

Marfat.com

حرمت شراب	581
دیگر احکام واظہار کا حکم	582
مومن ومشرک کے نکاح کی حرمت	583
ہجرت کا ساتواں سال اسلام کی فتح مندیوں کا سال	583
مکتوب مبارک نجاشی بادشاہ کی طرف	583
نجاشی کا جوابی خط	585
قیصر روم کے نام مکتوب گرامی	586
خط مبارک	589
گرامی نامہ بنام مقوقس شاہ مصر	582
جوابی خط	593
مکتوب مبارک بنام حارث بن ابی شمر الغسانی	594
حضور علیہ السلام کا خسرو پرویز بادشاہ ایران کے نام خط مبارک	595
غزوہ خیبر	598
خیبر کا محل وقوع	598
غزوہ خیبر کا پس منظر	598
واقعات غزوہ خیبر	598
خیبر میں ورود مسعود	600
جنگ کا قلعہ ناعم سے آغاز	602
محمود بن مسلمہ کی شہادت	605
سیاہ فام حبشی	605
حصن (قلعہ) معب	606
حصن (قلعہ) زبیر	607
شق کے قلعے	608
حصن ابی	608
حصن البراری	608
حصون کتیبہ	608
حصن القموص	609
حصن وطیح وسلالم	609
حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا	610
تورات کے نسخے	611
ایک یہودی کی سازش	611
مال غنیمت	612
حجاج بن غلاط	612
اخلاص عمل کا نمونہ	614
حضرت جعفر اور اشعری صحابہ رضی اللہ عنہم کی آمد	615
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے قبیلہ بنی دوس کی آمد	616
عینیہ بن حصین اور بنو فزارہ کی آمد	616
دیگر شرعی احکام	616
متعہ کی حرمت کا اعلان	617
اہل فدک کے ساتھ معاہدہ صلح	618
اہل فدک کی شرائط صلح	619
حضور علیہ السلام کا مال فدک کا تصرف	619
آسان سنتیں	620
معجزات	625
غزوہ وادی القریٰ	626
وادی تیما	626

Marfat.com

❁	جزیہ	627
❁	سورج کا واپس پلٹنا	627
❁	قضاء نماز کی تربیت	628
❁	حضرت عبداللہ ابن سہل رضی اللہ عنہ کے قتل کا مقدمہ	630
❁	صلح حدیبیہ کے معاہدہ سے خواتین کا استثناء	631
❁	دیگر مہمات ۷ ہجری	632
❁	سریہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	632
❁	سریہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	633
❁	سریہ حضرت عبداللہ بن رواحہ	633
❁	سریہ بشیر بن انصاری رضی اللہ عنہ	634
❁	سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ	635
❁	حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت دوسرا سریہ	635
❁	سریہ ابی حدرد الاسلمی رضی اللہ عنہ	635
❁	سریہ حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ	636
❁	غزوہ ذات الرقاع	637
❁	سریہ بنی غطفان	638
❁	عمدہ القضاء	639
❁	شق کے علاقے کے قلعے	639
❁	ہجرت کا آٹھواں سال	644
❁	دنیا عرب کی تین عظیم شخصیتیں بارگاہ نبوی ﷺ میں	644
❁	حضرت عمرو بن عاص	644
❁	خالد بن ولید	646
❁	صفوان بن اُمیہ اور عثمان بن طلحہ ابی طلحہ	648
❁	غزوہ موتہ	649
❁	محل وقوع	649
❁	جنگ کے اسباب	650
❁	قاصد کے ساتھ بُرا سلوک	650
❁	حضور علیہ السلام کی سپہ سالار کو نصیحتیں	650
❁	حضور علیہ السلام کی پیش گوئیاں	650
❁	راہ جہاد کی فضیلت	650
❁	تین ہزار کا لشکر ایک لاکھ کے مقابلے میں	651
❁	مومن کا مطلوب یعنی شہادت	651
❁	دشمن کی کثرت کی پرواہ نہیں	652
❁	آغاز جنگ	652
❁	شہادت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	652
❁	شہادت حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	652
❁	شہادت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	652
❁	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بطور سپہ سالار	653
❁	لشکر کی نئی ترتیب	654
❁	دشمن ڈر گیا	654
❁	مدینہ منورہ میں حضور علیہ السلام کا جنگ کا آنکھوں دیکھا حال بیان فرمانا	654
❁	خاندان حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	656
❁	سریہ ذات اسلاسل حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ	658
❁	سریہ ابی عبیدہ بن جراع رضی اللہ تعالیٰ عنہ	660
❁	فتح مکہ	662

Marfat.com

کفار کی اکڑی گردنیں حضور علیہ السلام کے قدموں کے نیچے	662
غزوہ فتح مکہ کے ظاہری اسباب	663
محاہدہ حدیبہ کی خلاف ورزی	664
حضور علیہ السلام کی آگاہی	665
عمرو بن سالم خزاعی کی آمد	666
قریش کی طرف ایلچی	666
قریش کی مذامت اور مشورے	667
ابوسفیان کی آمد	667
ابوسفیان کی واپسی	669
رسول اللہ ﷺ کا اپنے صحابہ اکرام سے مشورہ	670
حاطب ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	671
مدینہ پاک سے سوئے حرم کی طرف	673
افطار روزہ	674
مقدر کا ستارہ چمکا	675
آقا علیہ السلام کا دل بھر آیا	675
آخری ہجرت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	677
مرا ظہران میں پڑاؤ	677
ابوسفیان اور حکیم بن حزام	678
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ابوسفیان سے ملاقات	678
لشکر اسلام کی شان وشوکت	681
ایک فیصلہ	683
حضور علیہ السلام کی امان	683
رونق بزم کائنات علیہ السلام کا مکہ مکرمہ میں داخلہ	684
حضور علیہ السلام حرم کعبہ میں	686
وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ	687
حضور علیہ السلام کے فرمان	689
شکرانے کی نماز	690
بیعت عامہ	691
ہند بن عقبہ زوجہ ابوسفیان	691
ازان بلال	692
خطبہ مبارک	693
بت کدوں کو مسمار کرنے کا حکم	694
عزیٰ	694
سواع	694
مناۃ	694
حضور علیہ السلام کے انصار	694
عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	695
فتح مکہ کے بعد	695
مباح الدم مجرمین	695
عبداللہ بن ابی سرح	696
عبداللہ بن حنطل	696
دو کنیزیں	697
عکرمہ بن ابی جہل	697
حویرث بن نقید بن وہب	699
مقیس بن صبابہ لیثی	699
ہبار بن اسود	699

Marfat.com

❁	کعب بن زہیر المزنی	700
❁	احارث بن ہشام المخزومی اور زہیر بن ابی امیہ	701
❁	سارہ	702
❁	صفوان امیہ	702
❁	ہندہ بن عتبہ	704
❁	وحشی بن حرب	704
❁	اللہ تعالیٰ کی شان کریمی	705
❁	ابولہب کے بیٹے	706
❁	سہیل بن عمرو	706
❁	شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ	707
❁	عبداللہ بن الزبیری کا قبولِ اسلام	708
❁	خصالہ بن عمر کا قبول اسلام	708
❁	والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	709
❁	غزوہ حنین	711
❁	محل وقوع	711
❁	بنو ہوازن کی تیاریاں	711
❁	حضور علیہ السلام کی تیاریاں	712
❁	لشکر کی ترتیب	713
❁	بنو ہوازن کی جاسوسی	714
❁	آغاز جنگ	714
❁	جنگ کا مختصر خاکہ بہ زبان قرآن	714
❁	تیروں کی بوچھاڑ	715
❁	حضور علیہ السلام کے قدموں کا بوسہ	715
❁	حضور علیہ السلام کی دعا مبارک	716
❁	مسلمانوں کا دوبارہ اکٹھا ہونا	716
❁	حضور علیہ السلام کا کنکریاں پھینکنا	717
❁	شہدا کی تعداد اور مال غنیمت	717
❁	معرکہ اوطاس	717
❁	حضرت ابو عامر اور حضرت موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	718
❁	زوالکفین کی تباہی	719
❁	غزوہ طائف	720
❁	حضرت خالد بن ولید کی ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ پہلے روانگی	720
❁	طائف کی طرف پیش قدمی	720
❁	اسلام میں پہلا قصاص	720
❁	عینیہ بن حصن	722
❁	حضور علیہ السلام کا خواب	722
❁	نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	723
❁	حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ	724
❁	حضور علیہ السلام کی جعرانہ روانگی	724
❁	بنی ہوازن کے وفد کی آمد	725
❁	اموال فیئ کے مطالبہ کے لیے شدت	726
❁	حضور علیہ السلام کا درگزر فرمانا	726
❁	ایمانداری	726
❁	متولفتہ القلوب	727
❁	حضور علیہ السلام کے انصار	728
❁	مالک بن عوف نضری	730

Marfat.com

❁	کعب بن زہیر کا قبول اسلام	731
❁	قبیلہ ثقیف کا قبول اسلام	732
❁	آٹھ ہجری کے دیگر واقعات	734
❁	حضور علیہ السلام کے بیٹے کی وفات	734
❁	سورج گرہن	734
❁	حرمت شراب	734
❁	چور کی سزا	734
❁	قانون شریعت	735
❁	ہجرت کا نواں سال مبارک	736
❁	سریہ عینیہ بن حصن	736
❁	سریہ علقمہ بن مجزر	737
❁	سری ولید بن عقبہ بن ابی معیط	738
❁	سریہ ضحاک بن سفیان الکلابی	739
❁	سریہ قطبہ بن عامر	739
❁	سریہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	739
❁	حاتم طائی کی بیٹی	740
❁	عدی بن حاتم کا ایمان لانا	740
❁	نو ہجری کے دیگر واقعات	742
❁	حضور علیہ السلام کی پیروی میں نجات	742
❁	غزوک تبوک	746
❁	محل وقوع	746
❁	غزوہ تبوک کے اسباب	746
❁	قیصر روم کی بری نیت اور تیاری	746
❁	ایک واقعہ	747
❁	جہاد کے لیے مسلمانوں کا بے پناہ ایثار	748
❁	سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	748
❁	سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	750
❁	سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	751
❁	سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	751
❁	حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ	752
❁	حضرت ابو عقیل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	752
❁	بعض اصحابہ کا رنج وغم	752
❁	حضرت علیہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	753
❁	خواتین کا ایثار	754
❁	منافقین مدینہ	754
❁	معذرت کرنے والے	754
❁	روانگی	755
❁	پیچھے رہ جانے والے	755
❁	حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	756
❁	سازش گاہ جلادی	756
❁	مسجد ضرار کی تعمیر	757
❁	پُرصعوبت سفر	757
❁	عذاب کی بستی	757
❁	ویستسق الغمام وجہ الکریم	758
❁	حضور علیہ السلام کی برکت	759
❁	اونٹنی کی گمشدگی	759
❁	حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت	760

Marfat.com

❁	انصاف کا فیصلہ	760
❁	ازل کے فیصلے	761
❁	استرافت فرماتے سورج کا طلوع ہو جانا	762
❁	تبوک میں تشریف آوری	762
❁	خطبہ تبوک	762
❁	ہرقل کی فوجوں کا فرار	765
❁	گرامی نامہ بنام ہرقل	765
❁	ہرقل کا جوابی خط	766
❁	شاہ ایلہ	768
❁	زومتہ الجندل	769
❁	دم آخر نمائی جلوہ دیدار را	769
❁	دمشق کی طرف پیش قدمی کے بارے میں مشورہ	773
❁	ناپاک سازش	774
❁	برکت کی دعا	775
❁	لشکر سیراب ہوگیا	776
❁	مدینہ طیبہ میں واپسی	777
❁	مسجد ضرار کا انہدام	779
❁	مخلصین مومن جو بغیر عذر کے غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوئے	780
❁	تین مخلص صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم	782
❁	حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ	782
❁	حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ	783
❁	ہلال بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	784
❁	رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی موت	785
❁	اولیاء اکرام	786
❁	غزوہ تبوک پر ایک نظر	787
❁	مختلف وفود کی آمد	789
❁	وفد نجران	789
❁	وفد ابو تمیم داری	793
❁	وفد بنو ثقیف	793
❁	وفد بنی عامر بن صعصہ	796
❁	وفد ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	797
❁	وفد عبدالقیس	799
❁	وفد بنی حنفیہ	802
❁	وفد طے	803
❁	وفد عدی بن حاتم	804
❁	وفد عروہ المرادی	804
❁	وفد بنی زبید	804
❁	وفد کندہ	804
❁	وفد ازدشنوء	805
❁	حارث بن کلال	806
❁	فروہ بن عمرو الجذامی	806
❁	وفد حارث بن کعب	807
❁	وفد رفاع بن زید الخزاعی	807
❁	وفد ہمدان	807
❁	وفد نجیب	808
❁	وفد بنی ثعلبہ	809
❁	وفد سعد بن ہذیم بن قضاعہ	809

Marfat.com

❁	وفد سلاماں	810
❁	وفد غامد	811
❁	وفد آزد	812
❁	وائل بن حجر	813
❁	وفد انخلح	814
❁	یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت مرحومہ پر کرم فرمائیں	815
❁	واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ	816
❁	اشوریوں اور اہل یمن کی آمد	816
❁	وفد دوس	817
❁	وفد مزنیہ	819
❁	وفد فزارہ	819
❁	وفد بہرا	820
❁	وفد بنی عذرہ	822
❁	وفد بلی	822
❁	وفد زومرہ	823
❁	وفد حولان	823
❁	وفد عارب	824
❁	وفد صداء	825
❁	طارق بن عبداللہ اپنے ساتھیوں سمیت	827
❁	وفد بنی اسد	827
❁	وفد عسان	828
❁	وفد بنی عبث	828
❁	جریرین عبدالبجیلی	829
❁	وفد ہادین	829
❁	سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطور امیر الحج	830
❁	نجران کی طرف حضرت خالد بن ولید کا سریہ	831
❁	حضور علیہ السلام کے چھوٹے صاحبزادے کی وفات	832
❁	حضرت ابوموسیٰ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یمن روانگی	833
❁	سیدنا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	834
❁	سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ	834
❁	حضرت جبرائیل علیہ السلام	835
❁	حجۃ الوادع	836
❁	حسن ازل	838
❁	بیت اللہ پر پہلی نظر	840
❁	طواف	841
❁	صفا و مروہ	841
❁	ایاک نعبد و ایاک نستعین	842
❁	منی میں تشریف آوری	843
❁	عرفات میں تشریف آوری	843
❁	خطبہ حجۃ الوداع	843
❁	حضور علیہ السلام کی دعائیں	846
❁	ایک شخص کی وفات	848
❁	عرفات سے روانگی	848
❁	مزلفہ میں قیام شب	849
❁	مزلفہ میں صبح	832
❁	منی میں دوبارہ تشریف آوری	850
❁	خطبہ منی	850

Marfat.com

❁	قربانی	851
❁	حجامت مبارک	851
❁	طواف زیارت	852
❁	تیسرا خطبہ مبارک	853
❁	مدینہ طیبہ کی طرف واپسی	855
❁	سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد	856
❁	نصحتیں اور اشارے	858
❁	اللہ رب العزت سے ملاقات کی تڑپ	859
❁	رفیق اعلیٰ سے ملنے کی تیاری کا آغاز	860
❁	مہم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	862
❁	چہ مگوئیاں	862
❁	لشکر کا کوچ واپسی اور دوبارہ کوچ	863
❁	لشکر اسلام کی فتح	864
❁	وصال سے پانچ دن پہلے	864
❁	انصار کے لیے وصیت	866
❁	وصال مبارک سے چار دن پہلے	866
❁	سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم	866
❁	وفات سے دو روز پہلے	868
❁	سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے لیے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ کی تائید	868
❁	وصال شریف سے ایک دن پہلے	870
❁	ظاہری حیات مبارک کا آخری دن	870
❁	حضور علیہ السلام کی آخری نصحتیں	874
❁	آخری لمحات	875
❁	بیعت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی تعالیٰ عنہ	878
❁	قیامت صغریٰ	878
❁	حضور علیہ السلام کے دم سے ہی کائنات کا وجود ہے	879
❁	دل دہلا دینے والے آخری مناظر	880
❁	غسل مبارک	884
❁	قبر مبارک	884
❁	کفن مبارک	885
❁	نماز جنازہ	885
❁	اللہ کے رسول علیہ السلام زندہ ہیں	887
❁	خلیفہ الرسول علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سقیفہ بنی ساعدہ	888
❁	شمائل نبوی علیہ السلام	891
❁	سورۃ فاتحہ	894
❁	سورۃ بقرہ	895
❁	آیات بینات در شان مصطفیٰ ﷺ	898
❁	احادیث در شان مصطفیٰ ﷺ	908
❁	حدیث شفاعت	911
❁	بغیر تقسیم نور خداوندی سے نورِ محمدی ﷺ کی تخلیق	918
❁	خلقت اور نبوت میں اول	920
❁	عالم ارواح میں تصدیق رسالت (ﷺ)	921
❁	نسبی شرف و فضیلت	922
❁	حضور علیہ السلام کے نام مبارک	923
❁	حسن سراپا	927

Marfat.com

❁	حضور علیہ السلام کا جسم مقدس	927
❁	چہرہ مبارک	929
❁	ماز اغ کی آنکھیں	930
❁	لب مبارک	931
❁	دہن مبارک	931
❁	دندانِ مبارک	932
❁	لعابِ دہن	932
❁	قوت سماعت وگوش مبارک	932
❁	حضور علیہ السلام کی زبان مبارک	933
❁	حضور علیہ السلام کی آواز مبارک	934
❁	داڑھی مبارک	935
❁	گردن مبارک	935
❁	حضور علیہ السلام کے دوش (کندھے) مبارک	936
❁	بازوئے مبارک	936
❁	دست اقدس	936
❁	اُنگلیاں مبارک	938
❁	ہتھیلیاں مبارک	939
❁	بغل مبارک	939
❁	کلائیاں مبارک	939
❁	حضور علیہ السلام کا سینہ مبارک	940
❁	حضور علیہ السلام کا قلب مبارک	941
❁	حضور علیہ السلام کا بطن مبارک	943
❁	ناف مبارک	944
❁	پُشت اقدس	944
❁	مُہر نبوت	945
❁	رانیں مبارک	946
❁	گھٹنے مبارک	947
❁	پنڈلیاں مبارک	947
❁	قدم مبارک	948
❁	قدمبارک	949
❁	خون مبارک	950
❁	پسینہ مبارک	951
❁	حضور علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ	952
❁	جود وکرم	957
❁	حضور علیہ السلام کی قوت وشجاعت	959
❁	رعب و دبدبہ	964
❁	حضور علیہ السلام کی شرم وحیا اور چشم پوشی	965
❁	حضور علیہ السلام کی تواضع	966
❁	رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکیمانہ انداز نصیحت	971
❁	وفائے عہد	973
❁	صلہ رحمی	973
❁	صداقت وامانت، پاکدامنی	974
❁	زہد وقناعت	974
❁	خشیت الٰہی	975
❁	حضور علیہ السلام کا توبہ واستغفار	976
❁	لمبی اُمیدوں سے اجتناب	978
❁	حضور علیہ السلام کی شان عدل	979
❁	حضور علیہ السلام کی شانِ ظرافت	981
❁	اندازِ گفتگو	983
❁	مختلف تماثیل سے سمجھانا	984

Marfat.com

❁	حضور حبیب کبریا ﷺ کی دلربا ادائیں	986
❁	حضور علیہ السلام کی طبیعت مبارک	987
❁	حضور علیہ السلام کی قرأت مبارک	987
❁	اندازِ نشست و برخاست	988
❁	حضور علیہ السلام کا چلنا پھرنا اور ٹھہرنا	991
❁	استراحت فرمانا	992
❁	سفر مبارک	992
❁	حضور نبی کریم ﷺ کی سواریاں	995
❁	گھوڑے مبارک	995
❁	۱۔اسکب	995
❁	۲۔بحہ	995
❁	۳۔لزاز	995
❁	۴۔الطرب	995
❁	۵۔الورد	995
❁	۶۔لحیف	996
❁	۷۔مرتجز	996
❁	اونٹ مبارک	996
❁	۱۔غضبا	996
❁	۲۔قصواء	996
❁	۳۔جدعا	996
❁	خچر مبارک	996
❁	۱۔شہباء	996
❁	۲۔فضہ	997
❁	دراز گوش مبارک	997
❁	۱۔عفیر	997
❁	۲۔یعفور	997
❁	۳۔حمار (دراز گوش)	997
❁	حضور علیہ السلام ہادیٔ کائنات انس و جان کے آداب خورد و نوش	
❁	مرغوب گوشت	1000
❁	مرغوب حلویات	1001
❁	حضور علیہ السلام کے پسندیدہ پھل	1003
❁	حضور علیہ السلام کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ سبزیاں	1004
❁	پسندیدہ چیزیں	1004
❁	ناپسندیدہ چیزیں	1004
❁	پسندیدہ شرینی	1004
❁	پانی کھڑے یا بیٹھ کر پینا	1004
❁	پسندیدہ مشربات	1005
❁	ظروف مبارک	1005
❁	آقا علیہ السلام کے مبارک ملبوسات	1006
❁	کملی مبارک	1006
❁	جُبہ مبارک	1006
❁	شلوار مبارک	1007
❁	ازار مبارک	1007
❁	عمامہ مبارک	1008
❁	ٹوپی مبارک	1008
❁	نعلین مبارک	1009
❁	موزے مبارک	1009
❁	حضور علیہ السلام کے لباس مبارک کے مختلف رنگ	1009
❁	حضور علیہ السلام کی خوشبو اور پھولوں سے محبت	1010

Marfat.com

❁	حضور علیہ السلام کی انگوٹھی مبارک	1011
❁	حضور علیہ السلام کی کنگھی، سرمہ اور آئینہ	1011
❁	بال مبارک کٹوانا	1011
❁	حضور علیہ السلام کی گھریلو استعمال کی چیزیں	1012
❁	حضور علیہ السلام کے برتن مبارک	1013
❁	حضور علیہ السلام کا سامانِ جنگ مبارک	1013
❁	عصا مبارک	1013
❁	آقا علیہ السلام کا دوا استعمال فرمانا	1014
❁	مسواک فرمانا	1015
❁	المعجزات	1016
❁	معجزہ معراج	1019
❁	نزول بارانِ رحمت کے معجزے	1019
❁	پانی کا کثیر ہونا	1020
❁	تھوڑے کھانے کا زیادہ ہونا	1020
❁	تھوڑے دودھ کا زیادہ ہونا	1020
❁	حضور علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا	1020
❁	بچوں کا گفتگو فرمانا	1022
❁	بیماروں کا شفایاب ہونا	1022
❁	حضور علیہ السلام کی دعاؤں کی برکت	1022
❁	چیزوں کی ماہیت تبدیل ہوگئی	1022
❁	نباتات کا حضور علیہ السلام کا حکم ماننا	1023
❁	ستون کا رونا	1024
❁	جمادات کا بولنا اور اطاعت کرنا	1024
❁	جانوروں کی اطاعت	1024
❁	بکریوں کا سجدہ کرنا	1025
❁	بھیڑیے کا گواہی دینا	1025
❁	گدھے کا گفتگو کرنا	1025
❁	گوہ کا گفتگو کرنا	1026
❁	ہرنی کا گفتگو کرنا	1028
❁	شیر کی اطاعت	1028
❁	حالت نماز میں بھی حضور علیہ السلام کے حکم کی اطاعت سے نماز نہیں ٹوٹتی	1029
❁	حضور علیہ السلام کے چودہ نقباء یا وزیر	1029
❁	اجنبی زبانوں کا ماہر بنانا	1030
❁	امورِ غیبیہ	1030
❁	درود وسلام	1032
❁	موت کے بعد زندگی	1034
❁	حضور علیہ السلام سے محبت	1038
❁	اللہ تعالیٰ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ السلام کی محبت	1038
❁	حضور علیہ السلام کا ادب خدا اور اُس کے رسول علیہ السلام کے عشق کی لذت	1039
❁	مقام تسلیم	1045
❁	یا اللہ حضور علیہ السلام کی تمام اُمت کو بخش دے	1045
❁	حضور علیہ السلام کی ایک خاص دعا	1046
❁	تمت بالخیر	1046
❁	وَاَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّث	1047

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہٖ الطاھرین طیبین و علی سائر صحابۃ اجمعین و اولیاء العلمین و امتہٖ اجمعین ابداً ابداً بِرحمتك الرحم الرحمین یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین

وَ كُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا ؕ

ترجمہ: اور تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر پہنچے ہوتے تھے۔ بس تم کو بچالیا۔ (سورۃ آل عمران، ۱۰۳)

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۞

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا مومنین پر جب اُن میں بھیجا رسول جو اُنہیں اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور اُن کو پاک کرتا ہے اور اُنہیں علم کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور اِس سے پہلے وہ غافلین میں سے تھے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ۞

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے حضور علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی حضور علیہ السلام پر درود بھیجو جیسا درود بھیجنے کا حق ہے۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم اِنك حمید مجید اللھم بارك علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آلِ ابراھیم انك حمید مجید۔

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجوداتِ فخر نوع انسانی

تیری صورت تیری سیرت تیرا نقشہ تیرا جلوہ
تبسم گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی

Marfat.com

دعا

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور جب کوئی دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اِسے قبول فرماتا ہے۔

اور اے لوگو جب تم اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھو تو آؤ میرے رسول (علیہ السلام) کے در پر (ظاہری اور باطنی جس طرح ممکن ہو) اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو، اور میرا رسول بھی تمہارے لیے بخشش مانگے تو تم اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاؤ گے۔

یا الٰہی ہم گناہوں میں لتھڑے کیچڑ میں لت پت نہایت ہی گندی حالت میں تیرے محبوب پاک ﷺ کے در پر اپنے گناہوں کے انبار سمیت دل سے حاضر ہیں۔ یا رسول خدا ﷺ آپ کو تو خدا تعالیٰ نے وہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ جہاں کوئی بھی آپ کا تصور کرتا ہے تو آپ کی رحمت اللعالمین اُس کو گھیر نے وہاں پہنچ جاتی ہے کیونکہ آپ علیہ السلام ہی تو رحمت اللعالمین ہیں۔ ہم پر نظر رحمت فرمائیے اور اپنے رب کے ہاں ہماری بخشش کے لیے سفارش فرمائیے اور ہمیں اللہ تعالیٰ سے معافی لے دیجئے اور ہمیں پاک فرمائیے وَيُزَكِّيهِمْ اور ہمیں علم کتاب اور حکمت عطا فرمائیے کیونکہ ہم غافلین میں سے ہیں۔

یا رسول اولین و آخرین علیہ السلام ہمارا آپ کے در کے علاوہ اور کوئی در نہیں اور خدائے پاک تک پہنچنے کا ہر ذی روح کا صرف اور صرف آپ ہی وسیلہ ہیں۔ آپ علیہ السلام اپنے رب کی مخلوق پر رحم فرمائیں۔

یا رسول اللہ ﷺ اِس کتاب کو لکھنے اور اِس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اس کو خلق خدا تک پہنچائیں کہ اِس سے مردہ روحیں زندہ ہو جائیں۔ سیاہ دل سفید ہو جائیں اور تاریکیوں کی جگہ نور آجائے اور جب کہ حق آجاتا ہے تو باطل کا سر پھوڑ دیتا ہے کیونکہ باطل تو بھاگنے والا ہے۔

یا الٰہی حضور علیہ السلام کے اور صالحین کے صدقے میں محض اپنے جود و کرم سے بخشش فرمائیے اور حضور علیہ السلام کی تمام امت کی بخشش فرمائیے۔ آمین ثم آمین بجاہ نبی کریم رؤوف الرحیم ﷺ۔

غبار کف پائے اولیاء و راہ مدینہ

احقر العباد نثار النبی بن محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ لاہور پاکستان

Marfat.com

پیش لفظ

ہزار بار بشویم دہن ز مشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتم کمال بے ادبی

شروع سے ہی حضور علیہ السلام کا کمال کرم زندگی کے شامل حال رہا۔ یہ میرے خدا کی مہربانی ہے۔کہ اس نے ازل میں حضور علیہ السلام کا امتی ہونا نصیب فرمایا۔ جب بھی حضور علیہ السلام کی سیرت پاک کا مطالعہ کرتا۔تو دل ودماغ اس میں ڈوب جاتا اور تصور دل حضور علیہ السلام کے قدموں میں لوٹ پوٹ ہو جاتا اور جب کتاب ختم ہوتی تو دوبارہ اس کے مطالعے کو شروع کر دیتا اور جب یہ دوبار ختم ہو جاتی تو دل میں خیال آتا کہ اتنی جلدی کیوں آپ علیہ السلام کی باتیں ختم ہوگئیں ہیں تو دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ آپ کی سیرت پاک لکھنا شروع کر دوں ۔تو یہ باتیں میرے دل میں گھر کر جائیں۔ میں ان کی گہرائی میں گم ہو جاؤں۔ میرا دل ودماغ ﷺ ان کی خوشبوؤں سے معطر ہوتا رہے میری آنکھوں کے سامنے آپ کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا آتا رہے۔اور آپ ﷺ کی ہر ہر ادا میری آنکھوں میں گھومتی رہتے لیکن کیا کروں کہ ڈیڑھ سال کا تقریباً عرصہ آقا کی باتیں لکھنے کے بعد کتاب پھر مکمل ہونے کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اے میرے اللہ تعالیٰ تو تو بڑا کریم ومہربان ہے تو چاہے تو اپنے بندے کے دل پر اپنی مہربانی فرما سکتا ہے۔کہ وہ جب چاہے اپنے دل میں حضور علیہ السلام کی زیارت کر لے۔اور ان سے باتیں کر لے۔ کیوں کہ اس دنیا اور اس آخرت میں ان کے سوا اور کون ہے؟

یا اللہ تو اپنے عاشقوں کے دلوں میں تو جب چاہتا ہے۔سوراخ کر دیتا ہے جب وہ تیرا دیدار کرنا چاہیں تو اس میں سے جھانک کر تیرا دیدار کر لیتے ہیں۔

یا الٰہی تو تو قادر ہے اگر تو چاہے تو اس سوراخ میں سے تیرے محبوب کی زیارت بھی ہو جائے۔ یا الٰہی تیرا اتنا بے پایاں کرم ہے کہ اس میں سے کوئی کمی نہیں ہو سکتی ہے تو چاہے تو اس کرم کا اپنے گناہ گار بندوں پر بھی نچھاور کر سکتا ہے۔ کیوں جو تو فرماتا ہے۔اسے پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔اور جو ہم کرتے ہیں۔اس کی پوچھ ہوگی۔اور خواب میں اگر حضور علیہ السلام کی زیارت ہو جائے تو یہ محض اُن کا کرم ہی ہوتا ہے اور اُس کی بخشش بھی محض اُس کے کرم سے ہی ہوگی۔

Marfat.com

وجہ تسمیہ

ایک دن میں نے خواب میں ایک بہت ہی مہکی خوبصورت سرزمین جو میرے پیر خانہ موضع جینڈر شریف سے ملتی جلتی تھی اور جس میں چند ایک اکٹھی کھجوریں بھی اُگی ہوتی تھیں، دیکھیں اور وہاں ایک کمرا بڑا سا دیکھا اور اس کے آگے ایک احاطہ جس کی دیواریں۔ چھوٹی چھوٹی تھیں۔ اور اس کے آگے ایک گیٹ لگا ہوا تھا دیکھا۔

میں گیٹ کے اندر سے احاطہ میں سے ہوتا ہوا جب اس کمرہ کے دروازے پر پہنچا تو دل میں خیال آیا کہ اس دروازے کے اندر حضور علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ اور اس دروازے کو بڑی آہستہ اور ادب سے کھولنا چاہیے کہ کہیں آقا علیہ السلام اس دروازے کے بالکل ساتھ ہی نہ تشریف فرما ہوں۔

جب میں نے دروازہ کھولا تو آقا علیہ السلام واقعی بالکل دروازے کے ساتھ ہی آرام فرما تھے اور نیم دراز تکیہ لیے لیٹے ہوئے تھے۔ اور تہمند مبارک اور قمیض مبارک سفید رنگ پہنا ہوا تھا۔ اور اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھے نیم دراز تھے۔ میں سلام کرتے ہوئے آقا علیہ السلام کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

میری آنکھوں کے سامنے حضور علیہ السلام کے قدم مبارک اور پنڈلیاں مبارک تھیں۔ اور حضور علیہ السلام مجھے بغور دیکھ رہے تھے۔ میں نے دل میں حضور علیہ السلام کو دبانے کے لیے خیال کیا۔ تو آقا علیہ السلام کی شفقت نے مجھے اس کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اور میں نے حضور علیہ السلام کی پنڈلیوں کو دبانا شروع کر دیا۔ آپ کی پنڈلیوں مبارک پر تقریباً گولائی میں آپ ﷺ کے سیاہ کالے رنگ کے بال مبارک الگ الگ آج بھی میری آنکھوں کے سامنے اس طرح پھرتے ہیں۔ گویا میں سورج کی تیز روشنی میں ان کو بے حجاب دیکھ رہا ہوں اور حضور علیہ السلام کے جسم مبارک کی خنکی کو آج بھی میں محسوس کرتا ہوں اور آقا علیہ السلام کے قدموں پر ٹخنے پر ایک چھوٹا سا نشان دیکھا۔ میرے دل نے کہا کہ یہ نشان جنگ احد کے موقع پر آقا علیہ السلام کو لگا تھا۔

تھوڑی دیر آقا علیہ السلام کو دبانے کے بعد جب میں فارغ ہوا تو حضور علیہ السلام بڑی محبت و شفقت سے میری طرف دیکھ رہے تھے۔ اور آقا علیہ السلام نے میرا نام نثار النبی لے کر مجھے پکارا میں اس حسین چہرے کو اور ان حسین آنکھوں کو ہر دم اپنے دل میں اترتے ہوئے محسوس کرتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں خیال ڈالا کہ آقا علیہ السلام کی زبان مبارک سے ادا فرمائے ہوئے الفاظ نثار النبی کے نام پر ہی اس کتاب کا نام رکھوں اور آقا علیہ السلام کے نام ہی اس کتاب کو منسوب کروں تو

Marfat.com

میں اِس کتاب کو اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ اور اپنے پیر و مرشد خواجہ گوہر الدین احمد قدس سرہٗ کے نام منسوب کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمت اور حضور علیہ السلام کی رحمت العالمین کے طفیل جو دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی رحمت ہے اس کاوش کو اپنی جناب میں قبول فرمائے۔ اور دونوں جہان میں میری اور ہم سب کی کامیابی فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ حضور علیہ السلام کے عشق پر اور اللہ جل شانہ کی مست کر دینے والی اور ہر چیز سے بے نیاز کر دینے والی محبت میں فرمائے اور ہمیں حضور علیہ السلام کے نقش قدم پر ثابت قدم فرمائے آمین۔ بجانبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

کہاں میں کہاں یہ قسمت تیرے در پہ کھینچ لائی
کبھی خود کو دیکھتا ہوں کبھی تجھ کو دیکھتا ہوں

کہ آقا کی نظر کرم کا کرم ہوگیا۔

احقر العباد کف پائے اولیاء
غبار کوئے دو جہاں
نثارالنبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ

Marfat.com

بشکریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحِیم○

سب تعریفیں اللہ جل شانہٗ کے لیے ہیں۔ جس نے ہمیں محض احسان فرماتے ہوئے حضور نبی کریم رووٴف الرحیم ﷺ کی اُمت کے لیے منتخب فرمایا۔ جن کے لیے کائنات کی ایک ایک چیز بنائی گئی اور جو شفیع اولین و آخرین ہیں اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام جن کی خبر دیتے آئے جو تمام جہانوں کے لیے رحمت اللعالمین ہیں۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسِ لَمْ یَشْکُرِ للہِ۔

ترجمہ: جو انسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکریہ نہیں ادا کر سکتا۔

؎ از طاعت الٰہی دیدن جمال احمد ﷺ

وَ از حب مصطفائی دریافتم خدارا

میں اپنے پیر و مُرشد خواجہ گوہر دین احمد قدس سرہٗ رحمت اللہ متوفی ۱۹۵۲ء سکنہ جیندڑ شریف نزد کڑیانوالہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے حضور نبی کریم رووٴف الرَّحیم علیہ السلام کی چوکھٹ پر پہنچایا۔ جن کا سلسلہ مبارک اویسیہ چشتیہ ہے۔ جن کے صدقے میں دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سیدنا طانوح علیہ السلام و سیدنا آمنون علیہ السلام موضع شیخ چوگانی نزد ہیڈ مرالہ گجرات اور سیدنا حضرت موسیٰ حجازی علیہ السلام موضع گجگراں نزد بھاگوال ہیڈ مرالہ روڈ گجرات اور سیدنا حضرت صفدان علیہ السلام موضع ریحان نزد پل بھاگووال اور سیدنا حضرت نعماطوس علیہ السلام موضع کمالہ چک جوسرائے مرالے نزد کڑیانوالہ گجرات سب کی روحانی مدد بہت زیادہ شامل حال رہی۔

اور میں اپنے والدین اور دادا جان صوفی محمد چراغ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے پیر و مرشد کے در پر پہنچایا، جو عالم شیر خوارگی میں بھی اِن اللہ رب العزت کے دروازوں پر مجھے لے کر جاتے رہے۔

اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں ہمارے پیر و مُرشد کے بڑے پوتے قبلہ میاں محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جو اپنے دادا

Marfat.com

جان کی طرح ظاہری سخاوت اور باطنی سخاوت دونوں میں مشہور تھے اور جن کی ہر طرح کی معاونت ساری زندگی ہمارے شامل حال رہی اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ہمارے پیر و مرشد کے دوسرے پوتے پیر حبیب اللہ صاحب جو کہ ایک نہایت درویش تھے اور ہمیشہ اپنی نفی فرماتے رہے اور تیسرے پوتے پیر یوسف صاحب جو اِس وقت گدی نشین ہیں جن کا کام تمام مزارات اور مساجد کی تعمیر اور انہی جگہوں پر آنا جانا اور لنگر کی خدمت اور خدا اور اُس کے رسول علیہ السلام کی باتیں کرنا ہے۔

اور دوبارہ میں اپنے دادا حضور صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو کہ ایک نہایت کامل ولی تھے لیکن ساری زندگی اپنے آپ کو ظاہر نہیں فرمایا اور ہماری تربیت فرماتے رہے اور دنیا کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر پر رکھا اور اپنے والد صاحب صوفی محمد ریاض صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا اور اپنے حبیب پاک ﷺ کا درد محبت عطا فرمایا اور جنہوں نے باوجود عسرت حالی کے اپنے کثیر بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی اور ساری زندگی اُنہیں کسی چیز کی کمی محسوس نہ ہونے دی اور جو تا حال مہربانی فرما رہے ہیں اور اپنی والدہ ماجدہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو نہایت ہی درویش پاکیزہ پردہ دار صبر و استقامت والی خاتون ہیں اور جنہوں نے میرے نیک اور متقی بھائیوں اور بہنوں کو جنم دیا ہے اور خاص کر بھائی حبیب الرحمان جو کہ ایک صوفی انسان ہیں۔

اور میں شیخ الحدیث صاحبزادہ بشیر الدین صاحب قمر العلوم گجرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو کہ تقریباً چونتیس سال سے اپنی محبتوں سے سرفراز فرما رہے ہیں اور دوران تحریر سیرت النبی ﷺ اِن کا اور اِن کے بیٹے قبلہ ظہیر الدین صاحب جو کہ قدم بقدم مجھے حوصلہ دلاتے رہے اور رہنمائی فرماتے رہے۔

اور شیخ الحدیث قبلہ مولوی محمد خاں صاحب مہتمم الفاروق اسلامک یونیورسٹی کلو وال سیالکوٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اپنے سب کام چھوڑ کر میری ساری کتاب کو لفظ بہ لفظ پڑھ پڑھ کر میری تصحیح فرماتے رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اور میں حاجی ملک محمد بوستان صاحب صدر پاکستان کرنسی ایسوسی ایشن و ڈائریکٹر پاکستان کرنسی ایکسچینج کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی شفقت اور بہت زیادہ مالی معاونت ہمارے ساتھ رہی اللہ تعالیٰ اِن کو دونوں جہانوں میں سرخرو فرمائے۔ آمین!!

اور میں اخوت پاکستان کے ڈائریکٹر محترم محمد سلیم رانجھا صاحب جو کہ پرائم منسٹر ہاؤس میں بائیسویں گریڈ کے آفیسر ہیں اور شیخ جوگانی شریف کے ہمارے پیر بھائی ہیں اور جن کے بزرگ قبلہ حافظ صاحب سکنہ وان میانا سرگودھا موضع شیخ چوگانی حاضری دیتے رہے ہیں اور جو دس پندرہ سال سے ہمارے ساتھ محبت فرما رہے ہیں اور جن کے تعاون اور مالی معاونت کے ساتھ یہ کتاب مکمل ہوئی۔

اور خاص کر قبلہ پیر کرم شاہ صاحب الازہری جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے عمرہ ادا کرنے کی سعادت عطا فرمائی اور جنہوں نے کعبے شریف کا پردہ ایک ہاتھ میں پکڑ کر اور دوسرے ہاتھ سے مجھے پکڑ کر صحن کعبہ میں میرے لیے اور پوری امت

Marfat.com

مسلمہ کے لیے دعا فرمائی اور جن کی کتاب ضیا النبی جو کہ سیرت النبی علیہ السلام کی بہت بڑی ایسی مدلل کتاب ہے جو کہ عشق نبی علیہ السلام سے بھرپور ہوئی ہوئی ہے سے ہر لحظہ میں استفادہ کرتا رہا اور قبلہ پیر کرم شاہ صاحب نے جرمنی سے پاکستان آتے ہوئے میرے بھائی صوفی حبیب الرحمان کو دس دن مسجد نبوی علیہ السلام میں اپنے ساتھ اعتکاف بٹھایا۔

اور میں خاص کر دوسرے حضرات مؤلف سیرت النبی علیہ السلام۔ ابن اسحاق اور ابن ہشام اور دوسری تمام سیرت النبی علیہ السلام کے مؤلفین کا غائبانہ شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!!

اور تمام علماء اکرام اور اساتذہ شیخ الحدیث جنہوں نے میری کتاب کی تصحیح فرمائی اور چیک کیا کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

احقر العباد نثار النبی ابو عبداللہ و ابو حبیب اللہ بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ۔ لاہور، پاکستان

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

ابتدائے کتاب

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسول الکریم رءوف رحیم و علیٰ آلہٖ و اصحابہ و اولیاء امتہ اجمعین۔

بعثت نبوی علیہ السلام سے قبل دنیا کی حالت

اسلام کا معنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے اپنے آپ کو جھکا دینا ہے۔ اور اس دنیا میں آنے والے سب سے پہلے مسلمان مرد حضرت آدم علیہ السلام اور مسلمان عورت حضرت حوا ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو بھی اسلام کی تعلیمات کو پھیلانے کا حکم دیا۔ اور اس طرح اسلام دنیا میں پھیلتا گیا۔

لیکن شیطان نے بھی اپنا کام کرنا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ وہ ہر وقت انسان کی تاک میں لگا رہتا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے مطابق شیطان جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ مگر جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے۔

ترجمہ: القران: میرے بندوں پر اس کا زور نہیں ہے۔

اللہ جل مجدہ نے کائنات کا نظام چلانا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے زندگی اور موت کو اس لیے پیدا فرمایا۔

خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ط

ترجمہ: زندگی اور موت کو اس لیے پیدا فرمایا تا کہ تمہیں آزمایہ جائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔ (سورۃ ملک، ۲)

اللہ جل شانہ کی معشیت کے بغیر ایک درخت کا پتہ بھی حرکت نہیں کر سکتا ہے۔ اور اس کا حکم اِس کی معشیت پر غالب ہے۔

اللہ جل شانہ نے کائنات کا نظام چلانا تھا تو یہ سب کچھ پیدا فرمایا۔ ورنہ کس کی طاقت ہے کہ اس عظیم بادشاہ کی نافرمانی کر سکے۔

وَلَوۡ شِئۡنَا لَاٰتَیۡنَا کُلَّ نَفۡسٍ ھُدٰىھَا ط

ترجمہ: اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت عطا فرما دیتے لیکن ہماری بات سچ ہے۔ کہ میں جنوں اور انسانوں سے

Marfat.com

دوزخ کو بھر دوں گا۔

کیونکہ وہ مالک الملک ہے۔ ہر کوئی اس کے در کی خیرات کا طالب ہے۔ وہ جس طرح چاہے کرتا ہے۔ کوئی اسے پوچھنے والا نہیں ہے۔ اور ہم جو کرتے ہیں اس کی پوچھ ہو گی۔

فرشتوں کو دیکھیں ان میں کس گناہ کی کسی سرکشی کی خواہش ہی نہیں ہے۔

اللہ جل شانہ نے انسان کے نفس کو تین حالتوں میں پیدا فرمایا ہے۔

نفس امارہ، اس کو برائی کا حکم کرتا ہے۔ مگر جس پر اس کے رب کا رحم ہو جائے وہ برائی سے بچ سکتا ہے۔

نفس لوامہ، نفس کی اس حالت میں نفس کبھی کبھی پرانی بُرائی کی عادت کا اعادہ کرتا ہے۔

نفس مطمئنہ، نفس اِس حالت میں اللہ جل شانہ کے آگے اپنا سَر ڈال دیتا ہے۔ اس کے ہر حکم کی اطاعت دل سے کرتا ہے اور وہ اپنے رب سے اس کے ہر ہر حکم پر اس کی ہر ہر تقدیر پر راضی ہو جاتا ہے۔ اور یہ نفس کا آخری درجہ ہے۔ اور اس نفس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں مین داخل فرما لیتے ہیں۔ اور اس نفس کو اللہ تعالیٰ اپنی جنت میں جو اس کی رضا کا مقام ہے۔ میں داخل فرما لیتے ہیں۔

کیونکہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے نیکی اور بدی دونوں کو پیدا فرمایا ہے۔

اللہ جل شانہ نے کیوں کہ وہ مالک ہے۔ جس طرح چاہے فرمائے کچھ لوگوں کو جنت کے لیے پیدا فرمایا اور ان کے لیے اعمال صالحہ کو آسان فرما دیا۔

- اور کچھ لوگوں کو دوزخ کے لیے پیدا فرمایا۔ اور ان لوگوں کے لیے اعمال صالحہ کو مشکل بنا دیا۔

اللہ جل شانہ شقاوت قلبی سے ہر ایک کو بچائے۔ ہم اس کی نافرمانی و سرکشی سے حضور علیہ السلام کے طفیل اسی کی پناہ چاہتے ہیں۔

اس کی تقدیر کے آگے سے بڑے لوگ بھی لرزہ بر اندام ہیں عام لوگوں کا بنیادی طور پر نفس سرکش واقع ہوا ہے اور شیطان اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اور وہ اس کو بُرائی پر اُبھارتا ہے۔

اور اللہ جل شانہ نے انسانوں کو ہدایت دینے کے لیے انبیاء اکرام علیہم السلام اور اس کے بعد اولیاء کرام کو بھیجا ہے۔ تاکہ مخلوق کو ہدایت عطا فرما سکیں۔

اور ہر چیز نے فنا ہونا ہے۔ سوائے (اللہ تعالیٰ کے امر کے) اس کے منہ کے۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَ

Marfat.com

آخر کار سب کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوتا ہے۔ اور وہ سب کو ان کے اعمال کا بدلہ عطا فرمائے گا۔

نیکی بدی کی قوتیں انسان کی پیدائش کے ساتھ میں چلی آرہی ہیں اور قیامت تک رہیں گی۔ کیونکہ شیطان کو بھی اللہ شانہ نے قیامت تک مہلت دے رکھی ہے۔

جب آہستہ آہستہ لوگ زیادہ ہوتے گئے تو جن کے دل میں ایمان نہیں تھا۔ وہ شطان کے ہتھے چڑھتے گئے اور انہوں نے انبیاء علیہ السلام کی تعلیمات کو بھلانا شروع کر دیا۔ تو کسی نے چاند سورج ستاروں کی پرستش شروع کر دی۔ کوئی آگ کو پوجنے لگا۔ کسی نے درختوں اور سانپوں وغیرہ کی پرستش شروع کر دی اور کوئی خود خدا بن بیٹھا اور مخلوق کو اپنی پرستش کا حکم دینے لگا۔

اللہ جل شانہ کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے بلکہ لوگ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مخلوق پر رحم کھاتے ہوئے مخلوق کی ہدایت کے لیے انبیاء علیہ السلام کو ہر قریہ ہر بستی میں بھیجا۔

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (القرآن)

ترجمہ: ہم نے ہر ہر قوم میں اپنا ہدایت دینے ولا بھیجا۔ اور ہر ہر نبی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر بن کر نبی نوع انسان کی ہدایت کے لیے تشریف لاتے رہے۔ لیکن ہر ہر نبی علیہ السلام اپنی اپنی قوم کے نبی بن کر تشریف لائے۔

لیکن حضور علیہ السلام تمام بنی نوع انسانوں کے لیے اول سے لے کر تا قیامت تک کے لیے نبی علیہ السلام بن کر تشریف لائے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨﴾

ترجمہ: اور (اے نبی علیہ السلام) ہم نے آپ کو تمام ہی انسانوں کے لیے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔ (سورۃ سبا، ۲۸)

اور حضور علیہ السلام تمام دنیا کے لیے پیغمبر بن کر تشریف لائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر انبیاء علیہ السلام اجمعین کم و بیش مبعوث فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ کے چند مشہور پیغمبر علیہ السلام کے نام یہ ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام	حضرت نوح علیہ السلام
حضرت ہود علیہ السلام	حضرت صالح علیہ السلام
حضرت ابراہیم علیہ السلام	حضرت اسماعیل علیہ السلام
حضرت اسحٰق علیہ السلام	حضرت یعقوب علیہ السلام
حضرت یوسف علیہ السلام	حضرت لوط علیہ السلام

Marfat.com

حضرت ایوب علیہ السلام
حضرت موسیٰ علیہ السلام
حضرت داؤد علیہ السلام
حضرت الیاس علیہ السلام
حضرت یونس علیہ السلام
حضرت یحیٰ علیہ السلام
حضرت شعیب علیہ السلام
حضرت ہارون علیہ السلام
حضرت سلیمان علیہ السلام
حضرت ذوالکفل علیہ السلام
حضرت زکریا علیہ السلام
حضرت عیسی علیہ السلام

ان کے علاوہ حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت قنبیط علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے حضرت طانوح علیہ السلام حضرت آمنون علیہ السلام حضرت موسیٰ حجازی علیہ السلام حضرت صفدان علیہ السلام ہیں۔علاوہ حضرت نعماطوس علیہ السلام بھی ہیں یہ انبیاء علیہ السلام شیخ چوگانی موضع ریحان ہیڈ سرالہ روڈ اور دریا چناب کے کنارے پر واقع ہیں۔قران پاک میں بھی چند ایک جلیل القدر انبیاء علیہ السلام کا نام آیا ہے۔بنی اسرائیل میں حضرت عیسی علیہ السلام تمام پیغمبروں میں آخر میں تشریف لائے اور اس کے بعد پانچ سو ستر سال تک کوئی نبی تشریف نہیں لاتے اور پھر حضور علیہ السلام آخری نبی علیہ السلام بن کر تشریف لائے۔اور اولین و آخرین کائنات کی ہر ہر شی کیے لیے حضور علیہ السلام رحمت بن کر تشریف لائے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہانوں کے لے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور علیہ السلام تک کئی ہزار سالوں تک دنیا نے بہت سے نشیب و فراز دیکھے۔بے شمار انقلابات سے دنیا گزری بعض بدبخت قومیں صفحہ ہستی سے عذاب الٰہی کی بنا پر مٹ گئیں۔لیکن بہت سی قوموں نے اپنے انبیاء علیہ السلام کی دعوتوں کو قبول بھی کیا۔اور ایک خدائے وحدلاشریک کی پرستش بھی کرتے رہتے۔حضرت نوح علیہ السلام کے وقت تو تمام دنیا ہی پانی سے بھر گئی۔اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے ختم ہوگئی۔پھر اس کی رحمت جوش میں آئی اور وہ لوگ اور باقی جوڑے جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں بچا لیا تھا۔سے پھر نسل انسانی چلی اور دوسری نسلیں چلیں۔

چھٹی صدی عیسوی میں تو تمام دنیا کی قوموں کی یہ حالت تھی کہ وہ کفر و شرک کی دلدل میں پھنسی ہوئیں تھیں اور انبیاء اکرام علیہ السلام اجمعین کی تعلیمات کو یکسر بھلا دیا ہوا تھا۔اور ان میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوگئی ہوئی تھیں۔

مصر، روم، شام، یمن، میں اور کئی اور ممالک میں عیسائیت تھی۔لیکن ان بدبختوں نے انجیل میں تحریف کر کے تین خدا بنا لیے ہوئے تھے۔اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) خدا کا بیٹا کہتے تھے۔اور روح القدس حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھی (نعوذ باللہ) خدائی صفات کا حامل بتاتے تھے۔اور بعض لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے بت اور

Marfat.com

تصاویر بنا کر ان کی پوجا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ یہودی بھی تھے۔ جنہوں نے اپنی توریت میں تبدیلیاں کر لی ہوئی تھیں۔ اگر چہ یہ تمام انبیاء علیہ السلام کو مانتے تھے۔ لیکن ان میں جھوٹ دھوکہ سود خوری عام تھی۔ ایران کے لوگ مجوسی تھے۔ اور آگ کی پرستش کیا کرتے تھے۔ وسط ایشیاء میں اور چین میں بتوں کے علاوہ آگ، پانی، مگر مچھوں سانپوں اور چاند سورج ستاروں کو پوجا جاتا تھا۔ ہندوستان کے لوگ بھی بت (دیوی دیوتا) بنا کر ان کی پوجا کرتے۔ ان کے علاوہ یورپ کے اکثر لوگ اُجڈ گنوار تھے۔ ان کا کوئی دین مذہب نہیں تھا۔ اس طرح روس وغیرہ میں بھی بعض لوگ دہریے قسم کے تھے۔ جو خدا کو (نعوذ باللہ) مانتے ہی نہیں تھے۔ ہر طرف برائی پھیلی ہوئی تھی۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ (سورۃ روم ۴۱)

ترجمہ: یعنی خشکی اور تری میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی تھی۔ جہاں لوگوں کی بداعمالی کی وجہ سے فساد نہ پھیلا ہو۔"

دنیا کا جاہلی معاشرہ

حضور علیہ السلام کی آمد سے پہلے پوری دنیا میں جہالت پھیلی ہوئی تھی۔

وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۱۶۴﴾ (آل عمران: ۱۶۴)

ترجمہ: اور (حضور علیہ السلام کے تشریف لانے سے پہلے قوم صریحی گمراہی میں بھٹک رہی تھی۔)

ایران:

ایران میں دراصل آریہ لوگ آباد تھے۔ اس لیے یہ ایران کہلاتا تھا۔ یہ بلوچستان کچ مکران، کرمان، غور بامیان ہندوکش۔ سیستان، ازبکستان، خراسان ماوراء انہر رشت، اصفہان، مازندران۔ استر آباد گرگان فارس خوزستان۔ افغانستان کابلستان۔ پنجاب، کروستان۔ شیروان۔ بابل، موصل اور دیار بکر پر مشتمل تھا۔ (دائرہ معارف اسلامیہ ۶۴۷) (ضیاالنبی ۱۔ ۳۷)

یہ ساسانی خاندان کی حکمرانی کا عہد تھا۔ اس کا موسس اول اردشیر تھا۔ اس نے ۲۸ اپریل ۲۲۴ء میں میں طیسفوں کو فتح کیا۔ اور اس نے ساسانی خاندان کے جانشین ہونے کا دعوی کی۔ اس طرح ساسانی خاندان کی حکمرانی کا آغاز ہوا۔ ایرانی لوگ اس وقت مظاہر پرستی کا شکار تھی۔ روشنی شفاف آسمان آگ ہوائیں حیات بخش بارشیں ان سب کی معبود کی طرح پرستش کی جاتی تھی۔ جب کہ ظلمت اور قحط سالی کو ملعون دیوتا تصور کیا جاتا تھا۔

اس مشترکانہ نظام میں آسمان کو آنکھ کہا جاتا تھا۔ اور روشنی کو آسمان کا فرزند آسمان دیوتا وارونا جسے یونانی لوگ "یورانس" کہتے تھے اس کو سب سے بڑے خدا کی حیثیت سے پوجا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ ستھرا جو روشنی کا دیوتا تھا۔ اس کی بھی پوجا

Marfat.com

کی جاتی تھی۔ وارونا اور ستھرا کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ وہ انسانوں کے دلوں کے حالات اور ان کے اعمال کا مشاہدہ کرتے اور وہ دونوں سب کچھ دیکھنے والے ہیں۔ (دی ہسٹری آف پرشیا ار ۱۰۰ ضیا النبی ا۔ ۳۹)

اس دور میں زرتشت کی پیدائش آزربائیجان کے صوبہ پورومیا میں جھیل کے مغربی کنارے پر ایک قصبہ میں ہوئی۔ اس نے ایک خدا کی پرستش کی بنیاد ڈالی ابتدائی دس سالوں میں اس پر صرف ایک شخص ایمان لایا پھر یہ ایران کے مشرقی صوبہ خراسان میں آیا اِس جگہ اِس کی ملاقات یہاں کے حکمران وشتاسپ سے ہوئی وہ اس پر ایمان لے آیا۔ اور اس سے قبل اس کی ملکہ اس کے وزیر کے دولڑکے اس پر ایمان لائے تھے۔ اور اس طرح اس کے لائے ہوئے مذہب کو یہاں پر بہت ترقی ملی۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی کو یہ اپنی زبان میں اھورمزدا یا آرمز کہتے تھے۔ اس کا معنی سب کچھ جاننے والا۔ خداوند برتر اور ساری دنیا کا پیدا کرنے والا ہے۔

پھر لوگوں نے اس کے عقیدہ کو رفتہ رفتہ ترک کر دیا اور آرمز کی پرستش کے ساتھ ساتھ دیگر چھ اور مظاہر قدرت کی بھی پرستش کی جانے لگی۔ قوم نے آہستہ آہستہ اپنی عبادت گاہوں میں بتوں کو بھی سجالیا۔

اس طرح زرتشت نے اپنی قوم کو جس گمراہی سے نکالا تھا یہ پھر اس میں جا گری۔

(ہسٹری آف پرشیا ۱۰۷) (ضیا النبی ا۔ ۴۲)

یہ وہ دور ہے۔ جب بابل کے بادشاہ نے یہوداء کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا تھا۔ اور پروشلم کے لاکھوں یہودیوں کو اسیران جنگ کی حیثیت سے سے بابل لے آیا تھا۔ اور وہ پچاس سال تک جنگی قیدیوں کی طرح بابل میں غلاموں زندگی بسر کرتے رہے تھے۔ اور یہی پچاس سال زرتشت اپنے عقائد کی تبلیغ میں مصروف رہا۔

زرتشت کے نزدیک اھورمزدا یا آرمز اچھی اور سفید چیزوں کا خالق تھا۔ جیسے بیل، کتا، اور مرغ (کتے کو ان کے مذہب میں ایک خاص حیثیت حاصل تھی۔) اور بُری چیزوں کا خالق اھرمن (یعنی برائی کا خدا) تھا۔ جیسے درندے سانپ۔ مکھیاں کیڑے مکوڑے وغیرہ۔ اور مضر چیزوں کو مارنا ثواب تھا۔

یہ لوگ کتے کو اپنے بیوی بچوں پر بھی فوقیت دیتے تھے۔ جانوروں میں ان کو اود بلا یعنی درندائی بلی کو خاص تقدس حاصل تھا۔ اور اس کو مارنے کی سزا دس ہزار کوڑے تھے۔ اتنی بڑی سزا کسی اور چیز کے لیے نہیں تھی۔

یہ لوگ آگ کو بہت مقدس خیال کرتے تھے۔ اور ان کا پروہت اپنے منہ کو لپیٹ کر آگ کی پرستش کرتا تاکہ اس کے سانس سے آگ آلودہ نہ ہو۔ ان کے نزدیک بیمار انسان قابل نفرت ہو جاتا تھا۔ کیونکہ بیمار اس چیز کی نشانی تھی کہ اس پر بری قوتوں نے غلبہ پالیا ہے۔ اور یہ لوگ گائے کے پیشاب سے جگہ کو پاک کرتے تھے۔

جب کوئی زرتشتی مرنے کے قریب ہوتا تھا۔ تو روٹی کا ایک ٹکڑا اس کے اوپر رکھ دیا جاتا تھا۔ اور ایک کتے کو اس کے قریب کر دیا جاتا تھا۔ اگر وہ کتا اس روٹی کے ٹکڑے کو کھالیتا تھا۔ تو سمجھا جاتا تھا کہ یہ مرگیا۔

Marfat.com

یہ لوگ اس کو زمین میں دفن نہیں کرتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک یہ مٹی پاک تھی اور دفن کرنے سے یہ پلید ہو جاتی تھی۔ یہ اس کو آگ میں بھی نہیں جلاتے تھے۔ کیونکہ ان کے نزدیک آگ بھی اس مردے کی آلاشوں سے پاک ہو جاتی تھی۔ یہ لوگ اس کو گہرے کنویں (دخمہ) میں لٹکا دیتے تھے۔ اور گوشت خور پرندے یعنی چیلیں، کوے، گرجیں وغیرہ اِس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتی رہتی تھی۔

مرنے والے آدمی کے پاس یہ لوگ ایک رسم کرتے تھے کہ ایک زرد رنگ کے کتے کو اس کے پاس لاتے یا سفید رنگ کے ایک کتے کو جس کے کان کھڑے ہوں اس رسم کو یہ لوگ "سگدید" کہتے تھے۔ اس طرح ان لوگوں کا خیال تھا۔ کہ کتے کے دیدار سے شیطان مرنے والے کے اندر نہیں داخل ہو سکتا ہے۔ (ہسٹری آف پرشیا ۳۔ اضیاالنبی ۱۔ ۴۵)

ڈاکٹر آرتھر کے مطابق ساسانی نظریہ کے مطابق خدائے اصلی یعنی زروان ہزار سال تک قربانیاں دیتا رہا تا کہ اس کے بیٹا پیدا ہو۔ جس کا نام مزدا رکھے۔ لیکن ہزار سال کے بعد اس کے دل میں شک پیدا ہونا شروع ہوا کہ اس کے قربانیاں کا اثر نہیں ہوا۔ تب اس کے دو بیٹے موجود ہو گئے۔ ایک اس کی قربانیوں کا نتیجہ یعنی اھورمزدا اور دوسرا اس کے شک کا نتیجہ "اھرمن" ۔ اور اس طرح کے اور بہت سے بے سروپا اور لغو عقیدے ان میں موجود تھے۔

اخلاقی لحاظ سے بھی ایرانی لوگ نہایت کسم پرسی شکار تھے۔ ان میں اپنی بیٹی اور بہن کو اپنی منکوحہ بنانا معمولی بات تھی۔ اور اپنی بیوی کو اپنے دوست کے حوالے کرنا پسندیدہ فعل تھا۔ زنا۔ بدکاری کا عام رواج تھا۔ شراب کھلے عام پی جاتی تھی۔

پھر ان لوگوں میں یزدک پیدا ہوا اس نے یہ اعلان کر دیا کہ تمام انسان آپس میں برابر ہیں۔ اور تمام جائیدادیں اس نے مشترک قرار دے دیں کیونکہ ان سے ہی طبقاتی ناہمواری پیدا ہوئی تھی۔ دوسرا اس نے تمام عورتوں کی ملکیت ختم کر دی۔ ہر کوئی دوسری عورت سے متمتع ہو سکتا تھا۔ لوگ اس کے گروہ میں جوق در جوق داخل ہونے لگے۔ اور ایک عرصہ بعد یہ حالت ہو گئی کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو اور کوئی باپ اپنے بیٹے کو نہیں پہنچانتا تھا۔ (ارکامل فی التاریخ الدین اثیر ۱۔ ۴۱۴۔ ۴۱۳ ضیاالنبی ۱۔ ۹۱)

ایرانیوں میں بہت ظالمانہ قسم کی سزائیں دی جاتی تھی۔ پگھلی ہوئی دھات ان کے سینوں پر انڈیل دی جاتی تھی گندھک ملا پانی پلایا جاتا اور آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری جاتیں تھی اور جسم کی آدھی کھال اُتروادی جاتی تھی کبھی کانوں آنکھوں میں پگھلا سیسہ ڈال دیا جاتا۔ اور کبھی زبان کھینچ لی جاتی تھی۔ بعض لوگوں کے پیشانی اور چہرے کی کھال کھینچ لی جاتی۔ زخموں پر لیموں، نمک اور سرکہ چھڑکے جاتے اور باقی جسم میں سلاخیں چھبوئی جاتی تھیں یہاں تک کہ یہ لوگ مرجاتے۔ علاوہ ان کو آپ پر اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے لیے جلایا جاتا تھا۔ (ایران مجد ساسانیاں ۴۰۴ تا ۴۰۷ ضیاالنبی ۱۔ ۹۷)

یونان

حضور علیہ اسلام کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے چونکہ ایران کے بعد روم دنیا کی دوسری بڑی طاقت تھی۔ اور رومی

Marfat.com

لوگ یونانیوں کے جانشین تھے۔اس لیے یونانیوں کا تذکرہ فروری ہے۔

یونان بحرروم کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔یہ مختلف پہاڑوں کے سلسلوں کا مجموعہ ہے۔جن کے درمیان وادیاں ہیں کیونکہ راستے نہایت دشوار گزار تھے۔اس لیے آمدورفت نہایت مشکل تھی۔اور مواصلات کا نظام ناقص تھا۔اس لیے یہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا۔ایک بڑی ریاست کا فقدان تھا۔زراعت صرف وادیوں میں اتنی ہوتی تھی کہ وہاں کے لوگ کھا سکیں یہاں بحری قزائی عام تھی۔

سکندر اعظم نے مقدونیہ کی چھوٹی سی ریاست کو وہ عروج بخشا کہ یونان کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں ان کے زیرنگیں ہوگئیں۔ اور یہ ساری دنیا کو فتح کرتا ہوا پنجاب تک چلا آیا۔اور یونان ایک بہت بڑی سلطنت بن گیا۔

یہ لوگ دیوتاؤں پر یقین رکھے تھے۔دیوتاؤں کا ایک وسیع خاندان یہ مانتے تھے۔اور ان لوگوں کے مطابق دیوتاؤں کا یہ خاندان کوہ اولیمپش کی برف پوش وادیوں پر رہتا تھ ان کے مطابق اس خاندان کا سربراہ "زیوس" تھا اور "ہیرا" ان کی بیوی تھی۔جن کے ہاتھ میں تمام بادشاہت تھی۔

سمندروں کے دیوتا کا نام "پوسیڈن" تھا۔یہ دیوتا انسان کی زندگی میں مداخلت کرتے تھے۔اسلحہ بنانے کے دیوتا انسان کی زندگی میں مداخلت کرتے تھے۔اسلحہ بنانے کے دیوتا کا نام "ہیفاسٹاس" تھا۔سورج کو "اپولو" کنٹرول کرتا تھا۔اور یہ لوگ جب تک اپولو سے شگون نہ لے پیتے جنگ شروع نہ کرتے تھے۔"ایوبو" کا اصل مرکز ڈلفی" تھا وہاں پر ایک پجارن ایک شگاف کے اوپر ایک تپائی رکھ کر بیٹھ جاتی اور مبہم الفاظ ادا کرتی۔جسے ایک پجاری دوسرے لوگوں تک مبہم ترجمہ کر کے بیان کرتا۔یہ ان کے مقدروں کا شگون تھا۔

حکمت کی دیوی ایتھینیا تھی۔یہ انسان کو عقل عطا کرتی تھی۔

جنگ کے دیوتا کا نام "ایریز" تھا۔اس کے مدد کے بغیر فتح نہیں کی جاسکتی تھی۔اور ان کے محبت کی دیوی اپفروڈائٹ تھی۔"ونتر" دیوی ان کی زراعت کو چلاتی تھی۔

یہ لوگ اپنی شکلوں میں انسانی قربانی کرتے تھے۔یہ لوگ زیادہ بچوں کی پیدائش کو روکتے تھے۔اور کثرت اولاد سے بچنے کے لیے موگوں کو ہم جنس پرستی کی ترغیب دیتے تھے۔(تاریخ تہذیب ۸۶۔ضیاالنبی ا۔۱۰۸)

ان لوگوں میں سود کی لعنت بہت بُری تھی۔اور جو قرض ادا نہیں کرسکتا تھا۔یہ اس کو اپنا ملازم بنالیتے تھے۔

یہ لوگ بیمار لوگوں کو یا جسمانی عیب دار لوگوں کو ویرانے میں پہاڑ کے دہانے پر چھوڑ آتے تاکہ درندے وغیرہ ان کو کھالیں۔

عورتوں کو کوئی سیاسی حقوق حاصل نہیں تھے۔ان کا کام صرف گھر تک ہی محدود تھا۔ان کا کام گھروں مین کھانا پکانا یا بچوں کی پرورش تھی۔

Marfat.com

غلاموں سے جانوروں جیسا کام لیا جاتا تھا۔ ارسطو جیسا فلاسفر غلاموں کے بارے میں کہتا ہے دو یہ غلام یہ ایک آلہ ہے جس میں جان ڈال دی گئی ہو۔ (ضیاالنبی ا۔ ۱۱۰)

آپ خود انصاف کریں۔ جن کے بڑے بڑے فلاسفر اور محقق انسانیت کے بارے میں یہ خیالات رکھیں۔ یعنی غلاموں کو مشینیں سمجھیں۔ جن میں جان ڈال دی گئی ہو۔ جس میں نہ کوئی احساس ہو۔ نہ کوئی اس کی اپنی خواہشات ہوں تو دوسرے لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ افلاطون جیسا آدمی کہتا ہے۔ کہ شہر کو تین طبقوں میں تقسیم کرنا چاہیے۔ حکام۔ لشکر۔ عوام الناس۔

پہلے حکمران طبقے کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے اور انہیں روپے پیسے وغیرہ کی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ اور ان تمام لوگوں کے لیے چھٹی والے دن ایک جگہ عورتیں ہونی چاہیں۔ جن سے یہ بچے پیدا کر سکیں۔ لیکن کسی کو یہ پتہ نہ ہو کہ ان کا باپ کون ہے۔ اور نہ ماؤں کو پتہ ہو کہ ان کی اولاد کون ہے۔ سب اولاد کو اکٹھا یہ عورتیں دودھ پلا کر بڑا کریں۔ اور کسی میں کوئی تمیز نہ کریں۔

اور اگر یہ اولاد ضرورت سے زیادہ ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے اور وہ بیمار جو ٹھیک نہ ہو رہا ہو اور بد اخلاق لڑکا اس کو بھی قتل کر دیا جائے۔ (کتاب الجمع ۱۸ ضیاالنبی ا۔ ۱۱۲۔ ۱۱۱)

اور اس کا شاگرد ارسطو اس کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ مشترکہ کہ ماں باپ کی اولاد پیدا کرنے سے باہمی محبت و پیار کا دائرہ ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ جو بچہ سب کا ہوتا ہے۔ وہ کسی کا بھی نہیں ہوتا۔ اور مزید یہ کہتا ہے۔ کہ یہ یونانی لوگ پوری اقوام عالم کے سردار ہیں۔ اور باقی تمام قومیں اِن کی غلام ہیں۔ اور اس کے نزدیک قانون تمام اہل ملک کے لیے یکساں نہیں ہوتا حکمران طبقہ کے لیے کوئی قانون نہیں بنایا جا سکتا۔ بلکہ یہ لوگ بذات خود قانون ہیں اور یہ کھلا مذاق ہے۔ کہ ان کو استوار کی پابندی پر مجبور کیا جائے۔ (ضیاالنبی ا۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴) (کتاب الجمع ۳۹ سیاسیات ۲۱۷)

اور ارسطو کے نزدیک یہ عدل کے خلاف ہے۔ کہ کسی عام آدمی کے بدلے میں کسی سردار کو قتل کیا جائے۔

ہٹلر نے اپنی قوم کی برتری ثابت کرنے کے لیے ارسطو وغیرہ کی نقش قدم پر چلتے ہوئے دوسری عالمگیر جنگ شروع کی اور کروڑوں لوگوں کو مروا دیا۔ اور امریکہ نے لاکھوں لوگوں کو ایٹم بم سے مروا دیا۔ اور آج بھی امریکہ اپنی قوم کی برتری کے لیے صرف اپنے مفادات کی حفاظت کے لیے پوری دنیا میں لاکھوں لوگوں کو مروا رہا ہے۔ صرف حضور علیہ السلام نے تشریف لا کر ہر ایک کی زندگی بدل دی اور ہر ایک کو انصاف مہیا کیا۔ اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو ہر ایک کو انصاف مہیا کرتا ہے۔

سلطنت روم

روم اٹلی کا دارالخلافہ ہے۔ اور بحیرہ روم کی آب و ہوا کی بہترین خوبیاں اس میں پائی جاتی ہیں۔ اگرچہ زرعی زمین میں کم

Marfat.com

ہے لیکن بہت زرخیز ہے۔

سلطنت روم کا مشہور شہر پہاڑوں کے اوپر آباد تھا۔ اور اس کے ساتھ دریائے ٹائیر پر پل بنایا گیا تھا۔ او دفاعی لحاظ سے کوئی بڑی فوج بھی اس پر حملہ آور نہیں ہو سکتی تھی۔

۵۰۹ ق م میں رومیوں نے ان پر حکمرانی کرنے والے بادشاہوں میں سے آخری بادشاہ مفرود ٹارکیون کی حکومت ختم کر کے اپنی آزادی کا آغاز کیا۔ انہوں نے اپنی فوج کے چوکیداری نظم کو بہت بہتر بنایا اور اپنے فوجیوں کو چوکیداری سے غفلت برتنے پر سنگ باری کر کے مار دیتے تھے۔ اور جو بچ بھی جاتا اس کو گھر واپس جانے کی اجازت نہ تھی۔ آہستہ آہستہ یہ قوم ترقی کرتی گئی اور برطانیہ سے مصر تک اور مریطانیہ سے آریسنیا تک رومی سلطنت وسیع ہوگئی۔

رومی لوگ ابتدائی طور پر روحوں کی پرستش کرتے تھے۔ جو گھروں، چشموں، کھیتوں اور مضافات کے دوسرے مقاموں پر ہوتی تھیں۔ انہوں نے کوہ اولمپس کے دیوتاؤں کو بھی اپنا معبود بنایا ہوا تھا۔

سیبز بادشاہ نے اپنی رعایا کی اپنی پرستش کرنے کا حکم دے دیا ہوا تھا۔ اور یہ لوگ مرنے کے بعد کی زندگی پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ (تاریخ تہذیب ا۔ ۱۵۶۔ ضیا النبی ا۔ صفحہ ۱۲۵)

اس عرصہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ اور آپ نے ایک خدا کی عبادت کی تعلیم دی۔ آپ علیہ السلام کی زندگی مبارک میں صرف بارہ لوگ ہی آپ پر ایمان لائے۔ جنہیں حواری کہا گیا۔

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے لیے بہت بڑا خطرہ سمجھا۔ اور آپ علیہ السلام کی مخالفت میں سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ آپ علیہ السلام پر ہر بیہودہ الزام لگایا گیا۔

فلسطین و شام کا علاقہ اگرچہ قیصر روم کے زیر نگیں تھا۔ لیکن مذہبی طور پر یہودیوں کے زیر اثر تھا۔ انہوں نے بیت المقدس کے رومی گورنر پیلاطس کو دھمکیاں دیں۔ کہ نعوذ باللہ اگر تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہ کیا۔ تو تمہارے خلاف بغاوت کر دی جائے گی۔ اتنی زیادہ مخالفت کی وجہ سے آپ علیہ السلام کی مذہبی زندگی میں آپ پر زیادہ لوگ ایمان نہ لا سکے۔ سوائے بارہ لوگوں کے۔

جب یہودیوں نے آپ کو قتل کرنا چاہا اور آپ کا پیچھا کرتے ہوئے جب ان کا سردار ایک جگہ داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی بنا دی اور آپ علیہ السلام کو فوری طور پر اوپر آسمانوں پر اٹھا لیا گیا۔ یہودیوں نے اپنے سردار کو پکڑ لیا اور صلیب چڑھا دیا حالانکہ وہ کہتا رہا کہ میں آپ لوگوں کا سردار ہوں۔

حضرت عیسیٰ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کے بعد آپ کے بارہ حواریوں نے آپ علیہ السلام کے دین کی تبلیغ کی۔

پہلے پہل جو لوگ عیسائی ہو جاتے تھے۔ ان پر بے پناہ مظالم ڈھائے جاتے تھے۔ ان لوگوں پر درندے تک

Marfat.com

چھوڑے گئے۔ان کوکتوں سے زخمی کرویا گیا۔ان کوصلیبوں سے باندھا گیا۔اور پھر صلیبوں کو آگ لگا دی گئی۔

(تاریخ تہذیب ا۔ ۱۸۲ ضیاالنبی ا۔ ۱۲۶)

لیکن آخر کار تمام رومی سلطنت میں عیسائیت غالب آگئی۔

رومی سلطنت میں اگر چہ چوتھی صدی تک عیسائیت کا غلبہ ہر طرف ملتا ہے۔لیکن اب عیسائیت میں مخلف عقائد آگئے تھے۔پیر کرم شاہ صاحب ضیاالنبی جلد اول صحفہ ۱۲۹ میں انسائیکلو پیڈیا کے حوالے سے فرمائے تمام عیسائی اس بات پر تو متفق ہیں کہ اللہ جل شانہ جوہر واحد ہے۔اور نعوذ باللہ تثلیث یعنی وجود علم اور حیات کے تین خدا۔ان کو اقانیم کہتے ہیں۔وجود کو باپ علم کو بیٹا اور حیات کو روح القدس (حضرت جبرئیل علیہ السلام) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ان لوگوں کا آپس میں اِس چیز کا اختلاف ہے۔کہ ان تین اقانیم کا تعلق جوہر سے کیا ہے۔

ایک فرقہ کہتا ہے نعوذ باللہ کہ تین اقانیم اور جوہر قدیم ہیں۔اور الگ الگ ہیں۔اور ان میں سے ہر ایک نعوذ باللہ خدا ہے۔اقنوم ثانی (علم) حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام (نعوذ باللہ) ازلی قدیم ہیں اور حضرت مریم نے بھی ازلی قدیم کو جنا ہے۔ (نعوذ باللہ من زلک)

دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے۔کہ (نعوذ باللہ) بیٹا مسیح علیہ السلام کی دو حیثیتیں ہیں۔ایک لاہوتی اور ایک ناسوتی۔اس حیثیت سے وہ خدا کا بیٹا ہے۔وہ خدائے کامل ہے۔اور اس حیثیت سے کہ اس کا ظہور جسد عنصری میں ہو۔انسان کامل ہے۔اس لیے ایک ہی وقت میں یہ قدیم بھی ہے۔اور حادث بھی ہے اور یہ اتحاد نہ قدیم کی قدامت کو متاثر کرتا ہے اور نہ حادث کے حدوث کو متاثر کرتا ہے۔

اور تیسرے گروہ کا عقیدہ ہے (نعوذ باللہ) کہ اقنوم ثانی گوشت اور خون میں تبدیل ہوگیا۔اور خدا (نعوذ باللہ) عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں ظاہر ہوا۔

یہ لوگ خود ہی ان دعووں کی تردید کرتے نظر آتے ہیں۔اور نائش سڈنی ہیر برٹ میکون کہتا ہے۔کہ ''عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے خود یہ دعوی نہیں کیا کہ ان کی اصل کوئی مافوق الفطرت چیز ہے۔بلکہ وہ ان پر مطمئن تھے۔کہ انہیں مریم اور جوزف کے بیٹے کی حیثیت سے پہنچانا جائے۔(انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا جلد ۵ ایڈیشن) ۱۹۶۲ صحفہ ۶۳۲) (ضیاالنبی ا۔ ۱۳۰)

یہی انسائیکو پیڈیا تاریخ کلیسا میں لکھتا ہے۔'' کہ تیسری صدی کے ختم ہونے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کو کلام الٰہی کا مجسمہ تسلیم کرلیا گیا تھا۔لیکن ان کی الوہیت کا عام طور پر انکار کیا جاتا تھا۔اسی اثناء میں ایرنین کے تنازعہ نے چوتھی صدی کے کلیسا کو جس اضطراب و حیرت میں مبتلا کیا۔اس نے لوگوں کی توجہ کو اس طرف مبذول کیا۔اور کیان یقیا کی کونسل نے ۳۲۵ء میں یسوع علیہ السلام کی الوہیت (نعوذ باللہ) خدا ہونا کو مان لیا گیا۔بعد میں سطنطیہ کی منعقد ہونی والی ۸۶۰ء کی کونسل کو نے اس میں مزید اضافہ کیا۔کہ دو ہستیوں کی الگ مرضی اور مشیت ہے۔اور مسیح دونوں ہستیوں کا مالک ہے۔اور مسیح علیہ السلام کے اندر (نعوذ باللہ)

Marfat.com

دو مشیتوں خدائی اور انسانی وجود کے نظریا کو مشرق و مغرب کے کلیساؤں نے بحیثیت پختہ عقیدہ کے مان لیا۔

(انسائیکلو پیڈیا صفحہ ۶۷۸ جلد ۵ ضیاالنبی ا۔ ۱۳۱)

اس بہت بڑی رومی سلطنت میں حکمران لوگ ہر طرح کے آرام و آسائش اور عشرت اور ستیوں میں دولت بے دریغ لوٹاتے تھے۔ اور عوام الناس مفلس اور تنگ دستیوں کے باوجود ان کو ٹیکس وغیرہ دیتے تھے۔

عام طور پر اِن لوگوں میں اخلاقی اور جنسی بے راہ روی پائی جاتی تھی۔ ہر طرف رقص گاہیں عام تھیں۔ سٹیجوں پر ایکڑوں کی بہت پزیدائی ہوتی تھی۔ قانوناً ایک شادی جائز تھی۔ لیکن جنسی بے راہ روی عام تھی۔ پروکوبئس اپنی کتاب سیکرٹ ہسٹری میں لکھتا ہے کہ اس زمانہ میں عملی طور پر تمام عورتیں بدکار تھیں۔ اور ضبط تولید پر توجہ دی جاتی تھی۔ قحبہ خانے عام تھے۔ عصمت فروشی کا دھندا سرعام کیا جاتا تھا۔ (ایج آف فیتھ صحفہ ۱۲۰۔ ضیاالنبی جلد اول صحفہ ۱۴۱)

مصر

یہ تہذیب قدیم ترین ہے۔ یہ لوگ فن تعمیر اور علم ریاضی میں بہت ماہر تھے۔ اور دریائے نیل کی وجہ سے ان کی زمینیں بہت زرخیر تھیں۔

یہ لوگ بادشاہ کو دیوتا تصور کرتے تھے۔ اور بادشاہ بڑے خداؤں کے سامنے اپنی رعایا کی طرف سے قربانیاں پیش کرتا تھا۔ ہر ہر قبیلہ صرف اپنے ہی خدا کی پوجا کرتا تھا۔ کیونکہ ہر ایک کا اپنا اپنا خدا تھا۔

یا یہ لوگ ایک موقع پر صرف ایک دیوتا کی پرستش کرتے اور دوسرے موقع پر کسی اور دیوتا کی صرف پرستش کرتے تھے۔ لیکن کچھ لوگ ہیلو پولس" صرف ایک دیوتا را یعنی سورج کی پرستش کرتے تھے۔ ایمن ہوتپ III کے زمانے میں صرف آفتاب کی پرستش کی جاتی تھی۔ اس کے بیٹے افتانون نے اس کو مصر کا سرکاری مذہب بنا لیا تھا۔ لیکن اس کی وفات کے بعد مصری پھر اصنام پرستی کی طرف لوٹ گئے۔ پہلے پہل ان کے تین خدا اوسیرس۔ آئس ہورس مقبول تھے۔ رفتہ رفتہ ان خداؤں میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ وہ لوگ سانپ، نیولہ، گوبر میں پیدا ہونیوالے بھنورے سب کو تبرک سمجھتے تھے۔ اور ان کی پوجا کرتے تھے۔ بالائی مصر کے اور زیریں مصر کے معبود الگ الگ تھے۔ پہلے پہل تو ہر قبیلہ کا اپنا خدا تھا۔ لیکن جب قبیلوں کا آپس میں امتزاج ہوا تو دو خداؤں کی پرستش ہونے لگی ایک اپنے قبیلے کا خدا اور ایک خاوند کے قبیلے کا خدا، اور اولاد کا الگ الگ خدا ہو جاتا تھا۔ اس طرح ایک خاندان میں تین خداؤں کی پرستش کی جاتی تھی۔ اس طرح ان کے بہت زیادہ خدا بن گئے۔ ان کی چار قسمیں تھیں۔

۱۔ وہ خدا جن کا تعلق حیوانات سے تھا۔

۲۔ وہ خدا جس کا تعلق انسانوں سے تھا۔

۳۔ وہ جس کا تعلق نظام شمسی سے تھا۔

Marfat.com

۴۔ وہ خدا جو مادہ اور صورت سے مجرد تھے۔ جیسے دیوتا جو باپ تھا۔ دیوی جو ماں تھی۔ پیدا کرنے والا خدا سچائی کا خدا ان میں یہ افسانے تھے کہ یہ لوگ اپنے خداؤں کا شکار کر کے ان کو قتل کر کے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کے اعضاء کو پکاتے اور جشن مناتے تھے۔

مصر کے تاریخ میں داخل ہونے کے بعد یہاں ''موپوس'' مین بن باس'' اور ''لق لق'' کی پرستش ہوتی تھی۔ اور ڈیلٹا کے شہروں میں شیر کی پرستش ہوتی تھی۔ ہر مونتھس میں سانڈوں کی اور منڈس اور تھیبس میں مینڈے کی۔ فیوم میں مگرمچھ کی ہیرا کون پولس اور کوپٹاس میں شاہین کی اور بٹو میں ناگ کی اور کئی قسم کی مچھلیوں کی پوجا کی جاتی تھی۔

جو خدا صرف انسان تھے ان میں اوسیرس آسئس نبھاتھ ہورس تھے۔ نظام شمسی والے خداؤں میں آفتاب اور سویڈو (روشنی) تھے۔ اور مجرد خداؤں میں فتا خالق کائنات میں باپ من ہاتھور ماں ماتھ سچائی وغیرہ تھے۔

(انسائیکلو پیڈیا گروپر ۷۔ ۲۸۳) (ضیاالنبی ۱۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸)

اختانون نے اپنے زمانے میں تمام خداؤں کی خدائی کو ختم کر دیا اور صرف آتیں آفتاب کو خدائے واحد تسلیم کیا۔ اس نے کوشش کی کہ مصری قوم صرف سورج دیوتا کی پرستش کرے وہ ہی انسانوں کی قسمت کا مالک ہے۔ نیکی پیدا کرنے والا۔ امن پسند۔ لوگوں کو زندگی بخشنے والا اور مجرموں کو موت کے تھاٹ اُتارنے والا ہے۔ اور اس کے علاوہ کوئی اور خدا کا (نعوذ باللہ) وجود نہیں ہے۔ (ورلڈ سولائزیشن ۳۴) (ضیاالنبی ۱۔ ۱۴۹)

ہندوستان

موہنجوداڑو اور ہڑپہ کی تہذیبیں یہ ثابت کرتی ہیں۔ کہ یہاں آج سے چار پانچ ہزار سال پہلے رہنے والے لوگ بہت ماہر تھے اور آج کی جدید تہذیب کا مقابلہ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ پنجاب میں ہیڈ مرالہ نزد گجرات کے قریب موضع شیخ چوگانی کے ٹیلوں سے اس کے ساتھ دریا کے کنارے موضع دھول چوپالہ اور کڑیانوالہ میں بعض ٹبوں میں سے مختلف برتن اور ان کے مجسمے مٹی سے نکلے ہیں۔ نیز موہنجوداڑو اور ہڑپہ وغیرہ یہ تہذیبیں جو سینکڑوں میلوں میں بچھی ہوئی تھیں انہوں نے بڑے طریقوں سے اپنے گھر اور پانی کے نکاس وغیرہ کا سسٹم بنایا ہوا تھا۔

ابتدائی طور پر یہ صرف ایک خدا کی عبادت کرتے تھے۔

البیرونی کی تحقیق کے مطابق ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو یہ یکتا مانتے تھے۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ ازلی ہے۔ نہ اس کی کوئی ابتداء ہے نہ انتہا وہ اپنے افعال میں مختار کل ہے۔ وہ قدرت کا مالک ہے داتا ہے۔ خود زندہ ہے دوسری چیزوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ اچھی چیزوں کو باقی رکھنے والا ہے وہ اپنی بادشاہی میں یگانہ ہے۔ نہ اس کی کوئی ضد ہے اور نہ اس کا کوئی قد مقابل ہے۔ اور نہ وہ کسی چیز سے مماثلت رکھتا ہے۔ اور نہ اس سے کوئی چیز مماثلت رکھتی ہے۔

(تحقیق الہند ۲۰۔ ضیاالنبی ۱۔ ۱۷۲)

Marfat.com

اور اسی عقیدے کی طرف حضور علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہ السلام اجمعین نے لوگوں کو دعوت دی۔

آہستہ آہستہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک میں شرک کی پرستش شروع کر دی۔ اور ان کے عوام تو برملا جلیل القدر چیزوں جیسے پہاڑوں دریاؤں اور سمندروں کہ الہ کہنے لگے یہ لوگ اپنے دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے قربانیاں پیش کرنے لگے۔ اور دیوتاؤں کے پجاری لوگوں نے عوام الناس کو بتایا کہ برہمن پجاری ہی صحیح قربانی پیش کر سکتے ہیں۔ اس لیے برہمن پجاری لوگ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو گئے۔

مختلف دیوتا

آہستہ آہستہ ہندوؤں نے مختلف دیوتا بنا لیے یہ لوگ ڈائیوس کو درخشدہ آسمان کا دیوتا کہتے تھے اس کے نمائندے کو آسورا کہتے تھے۔ ان کے خیال میں یہ سب چیزوں کو گھیرے ہوئے تھے۔

سورج کے پانچ مظاہر میں سے مترا۔ اور سورج کے زریں قرض کو سوریا اس کی قوت کو پوشان اور آسمان کو تین چھلانگ میں پار کرنے والے دیوتا کو وشنو اور ان کے سب سے طاقتور دیوتا کو اندر کہتے تھے۔ ان کے خیال میں اس نے زہریلے ناگ یعنی قحط) کو ختم کر کے انسانیت کو بچایا۔ یہ پانی بھی جاری کرتا ہے۔ علاوہ روشنی بھی اسی نے دریافت کی اور سورج سے رشتہ ہموار کیا۔ اس نے بہت سے جنوں اور غریبوں کو مارا۔ اور یہ شراب سوما کا بہت رسیا ہے۔ یہ شراب ایک پہاڑی بوٹی سے بنائی جاتی تھی۔ اس نے تین جھیلیں شراب کی پی کر تین سو بھینسوں کا گوشت کھا لیا۔ یہ پجاریوں کی قربانیوں کو کھا کر آسمان کے دیوتاؤں کو پہنچاتا ہے۔ اور یہ کائنات کو گردش میں رکھتا ہے۔ اور دریاؤں کو جاری کرتا ہے۔ اور یہ دیوتا اور انسانوں کو قوانین کا پابند رکھتا ہے۔ اور بُرے لوگوں کو ہتھکڑیاں لگاتا ہے۔ (ورلڈ سولائزیشن صحفہ ۴۲ ضیاالنبی ۱۔۱۷۷)

ہندوؤں کی الہامی کتابیں

ان کی قدیم ترین کتابوں میں سے وید ہے اس کا معنی علم و دانش ہے۔ اور اس کو دیوتاؤں کا کلام کہتے ہیں۔ اس میں مختلف قسم کی دعائیں۔ بجھن اور حمد کے گیت ہیں۔ یہ ان کے نزدیک از حد متبرک ہے۔ اس میں برہمنوں کے منتر ہیں۔ سانپ کے کاٹنے کے علاج کے منتر ہیں۔ دشمنوں کو ہلاک کرنے کے طریقے اور محبت پیدا کرنے کے طریقے بھی ہیں۔ اور ویدوں کے "اپنچشنڈ" میں ان ویدوں کی فلسفانہ باتیں ہیں۔ ہندومت چار چیزوں سے استوار ہے۔

۱۔ اعلیٰ حقیقت روحانی دنیا ہے۔
۲۔ مادی دنیا کی کوئی حقیقت نہیں۔
۳۔ عقیدہ تناسخ ہے۔

Marfat.com

۴۔ انسان بار بار جیتا اور مرتا ہے۔اور اس سے نجات اس کو اس وقت ملتی ہے جب وہ وجود حقیقی میں کھو جاتا ہے۔جب انسان مَرنے کے بعد دوسرے جنم میں ظاہر ہوتا ہے۔تو وہ روپ انسانی حیوانی اور نباتاتی بھی ہوسکتا ہے۔اس میں اچھے کردار کے لوگوں کو دوسری دفعہ اچھے لوگوں کے روپ میں جنم لینا ہے۔اور بُرے کردار کے لوگوں کو بُرے کردار میں جنم لینا ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ ویدوں کی دو طویل رزمیہ نظمیں ہیں ایک کو رامائن اور دوسری مہا بھارت کہلاتی ہے۔پہلی نظم میں رام کہانی ہے جسے اس کے باپ نے اس کی سوتیلی ماں کے اکسانے پر جلاوطن کر دیا تھا۔اس کے ساتھ اس کی بیوی سیتا بھی تھی۔جب یہ لوگ جنگل میں تھے تو لنکا کے راجہ راون نے اس کی بیوی کو اغوا کرلیا۔تو رام نے لنکا پر چڑھائی کر کے اپنی بیوی کو آزاد کرالیا۔

اور دوسری نظم میں کورو اور پانڈو کے درمیان لڑائی کا ذکر ہے۔اس لڑائی میں کرشنا ارجونا کا رتھ بان ہے۔

ان کی ایک اور کتاب بھیگوت گیتا ہے۔یہ کرشنا کا کلام ہے۔جو اس نے ارجونا کے ساتھ کی جو متوقع خوبریزی کے خوف سے جنگ سے بچنا چاہتا ہے۔کرشنا نے اس کو جنگ پر آمادہ کیا۔اور اس جنگ سے بہت تباہی ہوئی اور انسانی خون کا ضیاع ہوا۔

آہستہ آہستہ دیوتاؤں کی فہرست بہت زیادہ ہوگئی اور نئے دیوتاؤں نے ہندوؤں میں جگہ لے لی۔اور ان کے معبودوں کی تعداد لاکھوں تک جا پہنچی لیکن ان کے تین دیوتاؤں کو اہمیت حاصل رہی۔اس میں وشنو نظام شمسیٰ کا دیوتا۔شیوا یہ پانچ چہروں والا دیوتا ہے۔اور اس کے چار ہاتھ ہیں۔اور برہما۔یہ پہلے دیوتاؤں سے عزت میں کم ہے اور اس کا بت چھوٹی انگلی کی طرح چھوٹا سا بنایا جاتا ہے۔

ہندومت بذات خود کوئی مذہب نہیں کیونکہ یہ ہر قسم کے عقیدے کو اپنانے کے لیے تیار رہتا ہے۔ان کے کوئی اصول قواعد نہیں ہیں۔

یہ لوگ برہمنوں کی تعظیم پر زور دیتے اور حیوانی زندگی کو مجروح نہ کرنے پر بھی زور دیتے ہیں۔اور ان کا گوشت نہیں کھاتے۔عورت کے مقام کو مرد سے بالا تر سمجھتے ہیں۔اور ان میں ذات پاک کی زبردست تقسیم ہے۔

اور عورت کو یہ سمجھاتے ہیں کہ اپنے مرد کی لاش کے ساتھ اس کا زندہ جل جانا اس میں اس کی بہت زیادہ عزت ہے۔نچلی ذات کے شودروں کے ساتھ یہ بہت زیادہ ظلم روا رکھتے ہیں اگر ان کا سایہ بھی کسی کنوئیں پر پڑ جائے تو یہ کنواں ناپاک ہو جاتا ہے۔اور ان لوگوں کو انسانی آبادی سے دور چھونپڑوں میں رکھا جاتا ہے۔اور آج بھی یہ لوگ ان بے ہودہ اور قبیح رسموں کو اپنائے ہوئے ہیں۔(ورلڈ سولائزیشن ۹۱ ضیاالنبی ۱۔۱۸۱)

یہ لوگ بیل، کچھوا اور چند اور ایک جانوروں کو بہت متبرک خیال کرتے ہیں۔اور چند ایک درختوں کو بھی بہت متبرک سمجھتے ہیں۔ان میں پیپل اور تلسی کا درخت ہیں۔سمجھتے ہیں۔اور گنگا اور جمنا دو دریاؤں میں نہانے کو گناہوں سے پاک ہونا کہتے ہیں۔

Marfat.com

ہندو لوگ سر اور داڑھی وغیرہ کے بال نہیں منڈاتے تھے۔ ناخن نہیں کاٹتے تھے۔ اور ایسے چبوتروں پر بیٹھ کر اکیلے کھانا کھاتے ہیں جن کو گائے کے گوبر اور پیشاب سے صاف کیا گیا ہو۔ گائے کا پیشاب بہت رغبت سے پیتے اور بچا ہوا کھانا پھینک دیتے۔ اور کھانا کھانے کے بعد وہ مٹی کے برتنوں کو بھی باہر پھینکوا دیا کرتے تھے۔ اور یہ پان کا استعمال بہت کرتے تھے۔ خالی پیٹ یہ شراب پیتے تھے۔ یہ لوگ پہلے غسل کرتے اور پھر اپنی بیوی سے صحبت کرتے تھے۔ غسل کرتے وقت پہلے پاؤں دھوتے تھے۔

کھیتی باڑی کا کام عورتیں کرتیں اور مرد گھر پر بیٹھے رہتے تھے گھروں میں داخل ہوتے وقت یہ اجازت نہیں لیتے تھے لیکن گھروں سے باہر جاتے وقت یہ اجازت لیتے تھے۔ اور ان میں جادو کا رواج عام تھا۔

(تحقیق الہند ۱۴۶ تا ۱۴۴)(ضیاالنبی ۱۔ ۱۹۵۔ ۱۹۴ ان کی کتاب دھرم" کے مطابق)

یہ چاند کو شش لکش" کہتے ہیں۔ اس میں زمین کی جھلک ہے۔ زمین میں پہاڑ اور درخت ہیں۔ ان سب سے خرگوش کی شکل بنی ہے اور چاند کی منزلوں میں پرجاہت کی بیٹیاں ہیں۔ اور چاند نے ان کے ساتھ بیاہ کیا ہے۔ اور ان میں سے روہنی کے ساتھ چاند کو عشق ہو گیا۔ اور دوسری بیویوں پر اس کو ترجیح دینے لگا۔ انہوں نے اپنے باپ سے شکایت کی پرجاہت نے چاند کو بہت سمجھایا لیکن وہ نہ سمجھا تو اس نے چاند پر لعنت کی۔ جس سے اس کے چہرے پر برص کے نشانات ظاہر ہوتے چاند اپنے گناہ سے توبہ کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ میری ایک ہی بات ہوتی ہے۔ اور میں تیری رسوائی کو نصف مہینہ ڈھانپ دوں گا وغیرہ وغیرہ

استغفراللہ کیسی کیسی بے سروپا باتیں ان لوگوں نے گھڑی ہوئی تھی۔

بعد میں ان لوگوں میں چند لوگوں نے بعض رسومات کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور بدھ مت اور جین مت کے مذہبوں کی بنیاد رکھی۔ گوتم بدھ ۵۶۳ قبل مسیح ساکیاس حکمرانی خاندان میں پیدا ہوا پھر کچھ دیر بعد سب بدھ مت تحریک کا سربراہ کچھ چھوڑ کر الگ ہو گیا۔

ایک روشن ضمیر کے نام سے مشہور ہوا اور دوسرا مہاویر تھا۔ ان میں اکثر باتیں یکجا تھیں۔ انہوں نے ویدوں اور برہمنوں کی حکومت کو ختم کیا۔ اور بہت جلد لوگوں میں ان کی پذیرائی ہو گئی۔ لیکن پھر بدھ مت میں بھی بہت سی ہندوؤں کی رسمیں شامل ہو گئیں۔ لیکن پھر اس کو ہندوستان کے باہر چین، جاپان اور دوسرے ایشیائی ملکوں میں زیادہ پذیرائی حاصل ہو گئی۔

دوسرے بدھ مت مذہب کے لوگ ترک ذات کی بجائے فنائے ذات پر توجہ کرتے اور بھوکے رہا کرتے اور بھوک اور پیاس کی حالت میں دم توڑ دیتے۔ ایسی موت کو بہت شاندار کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ کھیتی باڑی بھی نہیں کرتے تھے۔ اور جڑی بوٹیاں کیڑے مکوڑوں کسی چیز کو بھی نہیں مارتے تھے۔ آہستہ آہستہ جین مت میں بھی ہندوؤں کی رسومات کی آمیزش ہو گئی۔ اور مہاویر کو ایک دیوتا مان لیا گیا۔ اور اس کی پوجا پاٹ شروع ہو گئی۔ اور انہوں نے آپس میں سود کا کاروبار شروع کر دیا۔ اور

Marfat.com

اِس طرح سے ایک طبقہ بہت امیر اور ایک بہت غریب بن گیا۔

بدھ مت کی تعلیمات میں ساری زندگی دکھوں سے عبارت ہے۔ اور اس کا سبب خواہشات ہیں خواہشات کو دفن کرنے کے لیے بدھ مت کا راستہ اختیار کرنا چاہیے جس کو گوتم بدھ نے اپنایا تھا اس کا بہترین طریقہ حسن عمل غور وفکر اور مراقبہ اور حکمت ہے۔

اس طریقہ نے ذات پات کو ختم کر دیا قربانی ممنوع قرار دی گئی اور برہمنوں کی بالادستی ختم کر دی گئی۔

خدا کے متعلق ان سب کا جواب تھا کہ ہم نہیں جانتے لیکن ان کے ہندوؤں کے طرح صرف چند ایک دیوتا بھی تھے۔ جیسے بدھ مت میں سکہ کا دیوتا ہندوؤں کے ''اندر'' کے دیوتا کی طرح تھا۔

بدھ مذہب والے روح کو نہیں مانتے تھے لیکن حیرت انگیر بات یہ ہے۔ کہ یہ تناسخ کے قائل تھے۔ حالانکہ کہ اس نظریہ میں جسم فنا ہو جاتا ہے۔ اور روح باقی رہتی ہے۔ اور پھر وہ کسی اور شکل میں ظاہر ہو جاتی ہے۔

یہ لوگ کسی کی ذات کا کوئی وجود نہیں مانتے تھے۔ چند ایک خوبیاں مل کر ایک ذات بن جاتی ہے۔ جب وہ صفات بکھر جاتی ہیں۔ تو وہ ذات فنا ہو جاتی ہے۔ گوتم کے نزدیک خواہش تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ یہ لوگ خواہش کو مارنے پر توجہ دیتے تھے۔

گوتم نے گوشہ نشینی اختیار کی اور کمزور اور بیماروں کی مدد کی طرف سب کو توجہ دلائی اس کا قول ہے۔ کہ محنت اور جدوجہد سے ہر قسم کی محکومی اور قیود سے آزادی حاصل کرو۔

بعد میں بدھ مت بھی مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئی۔

کچھ عرصہ بعد پھر برہمنوں کو دوبارہ عروج نصیب ہو گیا۔ اور پھر یہ لوگ چھا گئے۔

ذات پات کی تقسیم اور اونچ نیچ کا اندازہ آپ درج ذیل عبارت سے بخوبی لگا سکتے ہیں۔

''شودر برہمن کا پس خوردہ کھائے۔ شودر مہینہ میں صرف ایک مرتبہ حجامت بنوائے۔ شودر کسی برہمن کو چور کہے تو اس کے جسم کا کوئی عضو کاٹ دینا چاہیے۔ شودر کسی برہمن کھشتری اور ویش کے ساتھ سخت کلامی کرے تو اس کی زبان میں سوراخ کر دیا جائے۔ اگر شودر کسی برہمن کا نام لے کر کہے۔ کہ تو فلاں برہمن سے نیچ ہے تو اس شودر کے منہ میں بارہ انگلی کی لوہے کی سیخ آگ میں گرم کر کے ڈالی جائے۔ اگر چھوٹی ذات کا آدمی بڑی ذات کے آدمی کے ساتھ ایک آسن پر بیٹھے تو اس کا چوتڑ کاٹ دینا چاہیے اس طرح کہ وہ مرے نہیں شودر کسی برہمن کے بال یا پاؤں یا داڑھی پکڑے تو اس کا ہاتھ کاٹ دینا چاہیے۔ شودر کو کوئی صلاح ومشورہ نہ دو۔ دھرم اور بھرت کی تلقین نہ کرو۔ جو شودر کو دھرم کی تلقین کرتا ہے۔ وہ بدترین دوزخ میں جاتا ہے۔

(مسلم ثقافت صفحہ ۳۹ تا ۳۸ ضیا النبی ۱۔ ۲۲۴)

ہم لوگ اُس خدائے کا پاک کا جتنا شکر ادا کریں اتنا کم ہے۔ کہ ہم کو حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا اور ہم کو حضور علیہ السلام کے لائے ہوئے اسلام پر چلایا۔ حضور علیہ السلام کی امت میں پیدا فرمایا او بدترین خرافات اور رسومات اور اخلاقیات سے نجات

Marfat.com

عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور علیہ السلام کے صدقے میں حضور علیہ السلام کے پڑوس میں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے اور اپنا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درد و عشق عطا فرمائے۔ آمین احقر العباد نثار النبی بن محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ، لاہور پاکستان۔

چین

چین آبادی اور رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک تو ہے ۱۹۸۰ میں اس کی آبادی ایک ارب سے تجاویز کر چکی تھی۔ اس کی تہذیب بھی بہت پرانی ہے۔ دوسری صدی عیسوی میں اس میں کاغذ بننا شروع ہو گیا تھا اور اس کے پانچ سو سال بعد یہاں بلاکوں کے زریعے کتابوں کی اشاعت شروع ہوئی۔ اور یہ کتابیں کوریا اور جاپان میں بھی اکثر ملتی تھیں۔

۱۳۲ء میں انہوں نے ایک آلہ بنایا جس سے زلزلہ کی جگہ کا سراغ لگایا جاتا تھا۔ اور انہوں نے بارود کے اجزا بھی دریافت کیے۔

یہ لوگ زراعت پیشہ تھے اور مویشی پالتے تھے۔

کتے اور سور کے گوشت کو بہت پسند کرتے تھے۔ تیر اور کمان ان کا بہترین ہتھیار تھا۔

یہ لوگ چاند کے لحاظ سے کیلنڈر بناتے تھے۔

ان میں سے پروہتوں کا ایک گروہ بادشاہوں کی جماعت کی مدد کرتا تھا۔ پروہت لوگ علم نجوم جانتے تھے۔ ان میں تخت و بادشاہی اولاد کی بجائے بھائی کو منتقل ہوتی تھی۔

یہ لوگ مختلف مظاہر فطرت کی پوجا کرتے تھے۔ جن میں دریا ہوائیں، سمتیں مشرق و مغرب ان کے معبود تھے۔ اور ان چیزوں کے لیے یہ قربانیاں دیتے تھے۔ ان قربانیوں میں انسانوں کی قربانی بھی ہوتی تھی۔ عموماً ان کی فوج باہر سے دوسرے غیر چینیوں کو پکڑ کر لاتیں تا کہ دیوتاؤں کے آگے ان کی قربانی کی جاسکے۔ ان کے دیوتا کا نام "شانگ ٹی" تھا۔ اس دیوتا کے سپرد ان کے سارے کام تھے۔

بادشاہوں کی زندگی کے بعد ان کی پوجا پاٹ شروع ہو جاتی تھی۔ جبکہ مصر میں اس کے برعکس بادشاہوں کی زندگی میں ہی انہیں "الٰہ" مانا جاتا تھا۔ یہ لوگ اپنے مرنے والے بادشاہوں کے لیے زمین میں گہرے کمرے بنواتے۔ ان تک سیڑھیاں تعمیر کی جاتیں۔ اور اس کمرے میں بادشاہ کی لاش کو رکھ کر اردگرد اس کے قیمتی سامان اور ہیرے جواہرات کو بھی رکھا جاتا اور پھر اس کمرے کو مٹی سے بھر دیا جاتا اور اچھی طرح کوٹ کر ہموار کر دیا جاتا۔

چین میں بدھ مت بہت تیزی سے رواج پا گیا اور دور و نزدیک کے لوگوں نے اس کی دعوت قبول کر لی۔ اس کے علاوہ ان میں ایک اور آدمی اُٹھا جس کا نام کنفیوشس تھا۔ یہ ایک غریب گھر کا آدمی تھا۔ اس نے انسانیت کی بھلائی کے لیے کام

Marfat.com

کرنا شروع کیا اس کی اچھی تعلیمات کی وجہ سے لوگ اس کے اردگرد جمع ہو گئے۔ اس نے بہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔ بعد میں اس کو ایک دیوتا کا درجہ حاصل ہو گیا۔

اس کے علاوہ ان میں ٹاؤ ازم بھی رواج پا گیا۔ یہ پہلے فلسفیانہ نظریات تھے پھر انہوں نے مذہب کی صورت اختیار کر لی۔ اس مذہب میں کئی درجن دیوتاؤں کی پوجا کی جاتی تھی۔ ٹاؤ چن دیوتا کی تصاویر اب بھی چین کے کروڑوں گھروں میں آویزاں ہیں۔ اس کو چولہے کا خدا کہتے ہیں۔ یہ سال بھر تمام اہل خانہ کے حالات کو دیکھ کر سال کے آخر میں شہنشاہ کے دربار میں سب سے بڑے دیوتا کی خدمت میں ان کی رپورٹ پیش کرتا ہے۔ یہ لوگ اس دیوتا کی روانگی سے پہلے اس دیوتا کے منہ میں شراب اور مٹھائی ڈالتے ہیں تاکہ دیوتا کے سامنے وہ کسی کی شکایت نہ لگا سکے۔ اور یہ ایک سال اور راحت و آرام کی زندگی بسر کر سکیں۔

چینی لوگ دنیا کی واحد قوم ہے۔ جو بیک وقت بدھ مت، ٹاؤ ازم اور کنفیوشس کے نظریات کو اپنا لیتی ہے۔ یا موقع مناسب کے لحاظ سے جہاں ضرورت ہو۔ اس طرف چلی جاتی ہے چین میں پورے ملک میں بدھ مت کی پوجا پات کی جاتی تھی۔ بدھا خود خدا کا قائل نہیں تھا۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد اس کی پوجا پاٹ خدا کی طرح کی جانے لگی۔

بدھ مت اگرچہ ہندوستان کی پیداوار تھی۔ لیکن اس مذہب کو ہندوستان میں اتنی پذیرائی نہیں ملی۔ جبکہ یہ چین کے ہر گوشے میں چھا گیا۔ لوگ اس کی تعلیمات میں سکون ڈھونڈتے تھے۔ ہندو لوگ چونکہ تناسخ کے قائل تھے۔ یعنی روحیں ایک زندگی کے بعد دوسری زندگی کسی اور روپ میں حاصل کر لیتی ہیں۔ اچھی روحیں اچھی شکل میں اور بری روحیں بری شکل میں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ جبکہ یہ بدھ مت ان کو یہ تعلیم دیتا تھا۔ کہ اگر وہ لوگ اچھے عمل کریں گے۔ مادی لذتوں سے پرے رہیں گے۔ جنگلوں میں مراقبے کریں گے تو انہیں بہت جلد نرمان نصیب ہو جائے گا۔ اور وہ مرنے اور زندہ ہونے کے تسلسل سے نجات پا جائیں گے۔ اور اگر کوئی زیادہ مجاہدے نہیں کرتا پھر بھی دو تین جنموں کے بعد وہ نرمان تک پہنچ جائے گا۔

(ضیاالنبی ۱۔ ۲۳۱ تا ۲۴۲)

حضور علیہ السلام کا وطن مبارک

جزیرہ نمائے عرب

اللہ جل شانہٗ نے جس خطہ میں اپنے پیارے محبوب حضور محمد ﷺ کو بھیجا۔ اس کا مختصر تذکرہ بھی ضروری ہے۔

ملک عرب کی مثال زمین میں اس طرح ہے۔ جس طرح انسانی جسم میں دل ہوتا ہے۔ اس کے تین طرف پانی ہے۔

Marfat.com

اور ایک طرف خشکی ہے۔اس کے مغرب میں بحرہ احمر۔

جنوب میں بحیرہ قلزم ہے بحیرہ عرب مشرق میں خلیج اور عمان اور خلیج عرب خلیج فارس شمال میں عراق شام اور شمال مغرب میں اردن و فلسطین ہیں۔

اس کا مجموعی رقبہ تقریباً تیرہ لاکھ مربع میل ہے۔اور طول تقریباً بارہ سو میل اور عرض تقریباً سات سو میل ہے۔

خطہ عرب ایک ایسی موزوں جگہ تھی۔جہاں سے اِسلام کا پیغام تمام دنیا میں بہت جلد پہنچ سکتا تھا۔

عرب کا پہلا نام عربہ تھا۔جس کے معنی صحرا کے ہیں۔رفتہ رفتہ اس کو عرب بولا جانے لگا اور یہاں کے باشندے بھی عرب کہلائے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں اس خطے کا نام قرآن پاک میں غَيْرَ ذِيْ زَرْعٍ یعنی وہ وادی جس میں کھیتی باڑی نہیں ہوتی آیا ہے۔

اس وقت عرب کے علاقے میں سعودی عرب یمن مسقط قطر۔بحرین متحدہ عرب امارات۔کویت عراق۔اردن لبنان اور فلسطین بشمول کالعدم اِسرائیل اور شمال مغربی حصے واقع ہیں۔

سعودی عرب کا رقبہ اٹھ لاکھ تہتر ہزار میل ہے۔اس کا زیادہ تر حصہ ریت پر مشتمل ہے۔اور جگہ جگہ پتھر پائے جاتے ہیں۔اور سوائے سوکھی جھاڑیوں کے درخت بہت ہی کم اور کہیں کہیں پائے جاتے ہیں۔اور سینکڑوں میل لمبے صحرا یعنی ریگستان اور ایسے میدان ہیں جو پتھروں سے بھرے ہوئے ہیں۔بعض جگہیں ایسی بھی ہیں جہاں سرسبز وادیاں بھی ہیں جہاں چشمے میں اور کچھ انجیر۔زیتون اور انگوروں کے باغات بھی ہیں۔بعض علاقہ جات ایسے بھی ہیں جہاں تھوڑی بہت کھیتی باڑی بھی ہے۔اور بے شمار ایسے ندی نالے بھی ہیں۔جو اکثر خشک پڑے رہتے ہیں۔ملک میں کوئی دریا نہیں ہے۔

یہاں بارش بھی بہت کم ہوتی ہے یہاں کی آب و ہوا گرم اور خشک ہے۔

یہاں پائے جانے والے جانوروں میں اونٹ گھوڑے۔بھیڑ اور بکریاں خاص ہیں۔

عربی گھوڑے پوری دنیا میں بہت خوبصورت مانے جاتے ہیں۔

یہاں کی خاص سواری اونٹ بھی ہے۔یہ ایک ایسا جانور ہے۔جس کا نام لے کر قرآن پاک میں اس کی تعریف کی گئی ہے۔

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: کیا آپ نے اونٹ کو نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کیسا پیدا فرمایا ہے۔

اونٹ ایک مرتبہ اگر پانی پی لیتا ہے۔تو پھر اسے کئی کئی دن پانی پینے کی حاجت نہیں رہتی ہے۔اور صحرا کی یہ خاردار جھاڑیاں کھا کر گزارہ کر لیتا ہے۔اور صحراؤں کے طویل فاصلے یہ بے تکان طے کرتا چلا جاتا ہے۔

ملک کے درمیان میں نجد کا علاقہ تقریباً آٹھ سو میل لمبا اور سوا دو سو میل چوڑا واقع ہے۔یہاں اکثر جگہوں پر زرخیز

Marfat.com

وادیاں اور چشمے پائے جاتے ہیں۔نجد کا خطہ ایک بلند مرتفع ہے۔ یہ نسبتاً زرخیز خطہ ہے۔

حجاز کا علاقہ اردن کی سرحد خلیج عقبہ سے شروع ہو کر یمن کی سرحد پر ختم ہوتا ہے اور یہ بحیرہ عرب (بحیرہ قلزم) کے کنارے لمبائی پر ہے۔

حجاز کا میدانی علاقہ سرسبز نہیں ہے۔اس میں بہت سی چھوٹی بڑی پہاڑیاں ہیں اور ٹیلے ہیں۔ یہ پہاڑیاں مشرقی جانب بتدریج بلند ہوتی گئی ہیں۔اور پھر یہ حجاز میں پہاڑی سلسلے میں تبدیل ہوگئی ہیں۔یمن اور مغربی جانب یہ پہاڑیاں بتدریج کم ہوتی چلی گئی ہیں۔اور ساحل سمندر تک پہنچتے پہنچتے۔زمین کے کھلے اور وسیع قطعات میں تبدیل ہوگئی ہیں۔زیادہ تر زمین ریگستانی ہے لیکن جب بارش ہو جاتی ہے تو قابل کاشت ہو جاتی ہے۔حجاز کے پہاڑ بھی خشک اور بنجر ہیں حجاز کی ساحلی پٹی کے درمیان سے متعدد وادیاں گزرتی ہیں۔جہاں متعدد سرسبز اور شاداب نخلستان ہیں۔اس ساحلی پٹی کو تہامہ اور غور کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

حجاز کے مشہور شہر مکہ مدینہ۔جدہ طائف اور خیبر ہیں۔حجاز کا طول تقریباً سات سو میل اور عرض مع تہامہ تقریباً دو سو پچھتر میل ہے۔ یہاں سو کے قریب ایسے علاقے ہیں۔جو آتش فشانی مادے سے بنے ہوتے ہیں۔ان کے پتھر سیاہ کھنجر کی طرح ہیں یہ حرے کہلائے ہیں۔ یہ سخت ناہموار ہیں۔اور یہاں راستہ انسانوں اور جانوروں کے لیے نہایت دشوار ہے۔بعض حرے۔بیسوں میل لمبے ہیں۔ یہ سطح سمندر سے کافی بلند ہیں۔بعض کی بلندی تقریباً پانچ ہزار فٹ تک بھی ہے۔مدینہ منورہ بھی منطقہ تہامہ کے دو حروں میں واقع ہے۔ایک حرہ واقم اس کے مشرقی طرف اور دوسرا حرہ الوبرہ اس کے مغرب میں واقع ہے خیبر کے مقام پر بھی نخلستان کھجوروں کے جھنڈ واقع ہیں۔(سیرت رحمت دارین از طالب ہاشمی صفحہ ۴۸ تا ۵۱)

مکہ المکرمہ

یہ اللہ تعالیٰ کا گھر کعبہ معظمہ اور حضور علیہ السلام کی جائے پیدائش کی جگہ ہے۔قرآن پاک میں اس کا نام بکہ فرمایا گیا ہے جو بعد میں مکہ کے نام میں تبدیل ہوگیا۔قرآن پاک میں اس شہر کے نام البلد الامین۔البلد المحرم اور ام القری ہیں۔ یہاں کعبہ شریف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا۔اور اس گھر کو آباد فرمایا۔

مکہ مکرمہ عرب کے صوبہ حجاز میں بحر احمر کے ساحل سے کم و بیش ۷۵ کلومیٹر مشرق میں ہے۔سمندر سے اس کی بلندی تقریباً ساڑھے تین سو فٹ ہے۔اس کا عرض بلد اکیس درجہ شمال اور طول بلد ساڑھے انتالیس درجہ مشرقی ہے۔اس کا عرض تقریبا دو میل اور طول کئی میل تک مشرق سے مغرب کی طرف ہے۔اور اس وادی کا نام وادی ابراہیم وادی بطحا یا وادی ابطح بھی بولتے ہیں۔اس کے اردگرد دو پہاڑی سلسلے ہیں۔جو مغرب سے شروع ہو کر مشرق کی طرف چلے گئے ہیں۔ان میں ایک سلسلہ شمالی اور ایک جنوبی ہے۔اور ان کے نام اخشبان اور اخشبین ہیں۔شمالی سلسلے میں جبل قیقعان بہت مشہور ہے۔اور اس کے جنوب مشرقی حصے کو جبل ہندی کہتے ہیں۔شہر کے جنوب مغربی سرے پر جبل نوبی (جبل عمر) ہے۔اور پھر وادی ہے۔پھر جبل قبیس"

Marfat.com

ہے۔ اور پھر جبل خندمہ ہے۔ ان سب پہاڑوں کے دامن اور بعض کی بلندیاں عمارتوں سے پُر ہیں۔ شہر کے چاروں طرف پتھروں کے ٹیلے یا چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ مسجد حرام مکہ شریف کے بالکل درمیان میں کعبہ معظمہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ جسے بیت اللہ شریف کہتے ہیں۔ اور اس کے شمال مشرقی رخ پر تقریباً سوفٹ کے فاصلے پر چاہِ زمزم" ہے۔ یہ چشمہ اللہ جل شانہٗ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑھیاں رگڑنے کے طفیل جاری فرمایا۔

دور و نزدیک سے لوگ حج کرنے اور کعبہ کی زیارت کے لیے خانہ کعبہ آتے رہتے تھے۔ خاص کر حج کے موقع پر بہت بڑا اجتماع ہوتا تھا۔ اور تمام لوگ کعبے کے متولی ہونے کی بنیاد پر قریش کی بہت عزت کرتے تھے۔ حتیٰ کہ قریش کے قافلوں کو بھی کوئی لوٹ مار کا ڈر نہیں ہوتا تھا۔ اور وہ پورے ملک میں بغیر خوف و رکاوٹ کے سفر کرتے رہتے تھے۔ قریش اپنی تجارت کے لیے شام مصر عراق ایران یمن اور حبشہ وغیرہ کا سفر کرتے تھے۔ یہ لوگ مکہ سے دباعت شدہ چمڑا چاندی کا سامان اور بعض دوسری چیزیں ان ملکوں میں لے کر جاتے رہتے تھے۔ اور وہاں سے اہل عرب کا سامان یعنی غلہ کپڑا شراب، ہتھیار ہاتھی دانت ریشم خوشبویات اور گرم مصالحے وغیرہ لاتے تھے۔ راستے کے عرب قبائل بھی ان سے مال خریدتے تھے۔ اور ارد گرد کے لوگ مکہ مکرمہ میں بھی مختلف قسم کا مال خریدنے کے لیے آتے تھے کیونکہ مکہ کی منڈی بہت مشہور اور پورے ملک میں سب سے بڑی تھی۔ اور قریش اس لحاظ سے پورے ملک کے امیر ترین لوگ مانے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۚ﴿۲﴾ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۙ﴿۳﴾
الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۬ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾ (سورہ قریش پارہ ۳۰)

عربی قبائل

عربی قبائل کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ العرب البائدہ العرب الباقیہ

العرب البائدہ

ان کے بارے میں صحیح تاریخی معلومات نہیں ہیں یہ فنا ہو جانے والی قومیں ہین ان میں عاد و ثمود اور طسم۔ جدیس جرہم الاولی ہیں۔ بعض مؤرخین کے مطابق یہ ابھی موجو ہیں۔ جن کو عمالقہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک عراقی عمالقہ ہیں اور ایک مصری عمالقہ ہیں۔

العرب الباقیہ

ان کی پھر دو قسمیں ہیں۔ ایک عرب الحاربہ اور دوسری العرب المستعربہ ہے۔

Marfat.com

العرب الحاربه

یہ قحطانی کہلائے ان کا وطن یمن تھا۔ ان کے دو مشہور قبیلے جرہم اور یعرب ہیں۔ اور یعرب کی ایک اولاد میں سے کہلان اور حمیر تھے جن میں بہت سے لاتعداد قبائل نے جنم لیا۔ اور حمیر کے مشہور بطن کا نام قضاعہ تھا۔ اور قضاعہ میں یہ قبیلے مشہور ہوئے۔ بلی۔ جہینہ کلب۔ بہرہ بنو لہذا اور جرم بنو کلان کی نسل سے مشہور قبائل میں ازد۔ جو اوس خزرج اور جفنہ اِن کا جد اعلیٰ تھا۔ جفنہ کی اولاد ہی غسانی کہلائی۔ جن سے شام کے کئی حکمران پیدا ہوئے۔ جن میں سے طے مزنج ہمدان وغیرہ ہیں۔

- اہل یمن کے ترقی یافتہ شہروں میں سے یمن سبا۔ اور حمیر کی سلطنتیں بہت مشہور ہوئیں۔

سبا کے بادشاہوں نے یمن کو سیراب کرنے کے لیے ایک بہت بڑا ڈیم بنایا۔ جو بعد میں ان کی بد اعمالیوں کے سبب اللہ تعالیٰ جل شانہ کے قہر و غضب کا نشانہ بنا۔ اور تمام دیہات وغیرہ اور باغات اور فصلوں وکھیتی باڑی وغیرہ کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔

یہاں سے قبیلہ ثعلبہ بن عمرو حجاز میں مدینہ طیبہ پہنچے اور یہاں کے یہودی باشندوں پر فتح پائی اور حکمران بن گئے۔

اور قبیلہ حارثہ بن عمرو جنہیں خزاعہ کہا جاتا تھا۔ مکہ مکرمہ کی طرف رخ کیا۔ اور یہاں کے باشندوں جرہم الثانیہ کو جلا وطن کر کے مکہ مکرمہ پر قبضہ کر لیا۔ اور قبیلہ عمان بن عمرو عمان کی طرف اور قبیلہ جفنہ بن عمرو شام کی طرف روانہ ہوا۔ اور ایک چشمے پر جسے غسان کہتے ہیں۔ جا کر ٹھہر گیا۔ اسی وجہ سے یہ غسانی کہلائے اور ان میں پیدا ہونے والے بادشاہ ملوک غسانہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور لخم بن عدی کا قبیلہ حرہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ ان میں نصر بن ربیعہ ہے۔ یہ مناوزہ خاندان کے بادشاہوں کا باپ تھا۔

بنی طے کا قبیلہ وہاں سے چل کر دو پہاڑوں اجاء اور سلمی کے درمیان جا پہنچا۔ ان کے یہ پہاڑ ان کے دفاعی قلعے تھے۔ اور قبیلہ بنی قضاعہ کی ایک شاخ کلب بن وبرہ صحراء سماوہ کیطرف منتقل ہو گئی۔

العرب المستعربہ

ان کے جد اعلیٰ کی زبان عربی نہیں تھی۔ حضرت اسماعیل السلام کی مادری زبان عبرانی یعنی سریانی تھی۔ جب بنی قحطان کا قبیلہ جرہم مکہ میں وارد ہوا۔ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام پہلے ہی یہاں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ رہ رہے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی بنی جراہم کی ایک خاتون سے ہوتی۔ اسی قبیلہ سے آپ علیہ السلام نے اور آپ علیہ السلام کی اولاد نے عربی سیکھی اس لیے یہ العرب المستعربہ کہلائے۔

عرب کے درمیانی علاقوں اور حدود حجاز سے لے کر باربہ شام تک جتنے عرب آباد ہیں۔ ان میں زیادہ تر العرب المستعربہ ہیں۔ (تاریخ الاسلام حسن ابراہیم صفحہ ۸ تا ۱۱ ضیا النبی ۲۵۱ تا ۲۵۱ تا ۲۵۴)۔

Marfat.com

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ فرزند تھے۔جن کی اولادوں میں اللہ تعالیٰ نے برکت عطا فرمائی اور یہ بے شمار قبائل میں تقسیم ہو کر عرب میں مختلف جگہوں پر پھیل گیا۔آپ کی اولاد میں سے حضرت عدنان سے آپ کی اولاد بہت زیادہ پھیلی۔ حضرت عدنان کے دو بیٹے" عک" اور" معد تھے۔اور معد عدنانی یا اسماعیل قبائل کے جد اعلیٰ تھے۔

عدنانی عرب قبیلوں نے صحرا میں قیام کیا۔انہوں نے تہامہ۔نجد۔اور حجاز میں رہائش اپنائی حضرت عدنان کے دو بیٹے عک اور معد تھے۔

عک کی اولاد تہامہ کے جنوب میں زبیدہ اور اردگرد رہائش پذیر رہی اور اسلام کے آنے تک یہیں سکونت پذیر رہی۔ ان کے چھوٹے بھائی معد کی اولاد نے بڑی شہرت اختیار کی۔اور کارنامے انجام دیے معد کے دو بیٹے تھے۔ایک نزاز" اور دوسرے کا نام قنص تھا۔

نزاز کی اولاد کی پانچ شاخیں تھیں قضاعہ۔مضر، ربیعہ ایاد، انماران کی رہائش گاہیں تہامہ حجاز اور نجد میں تھیں۔

بنی قضاعہ کی رہائش اور ان کی چراہ گاہیں بحر احمر کے ساحل جدہ کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف ذات عرق تک پھیلی ہوئی تھیں۔

مُضر کے قبائل مکہ مکرمہ کے پڑوس میں سردات تک اور اردگرد میں اقامت پذیر تھے۔

ربیعہ عمرزی کندہ کے پہاڑ سے اور زات عرق کے نسبت اور نجد کے نیچے کے علاقوں تک پھیلے ہوئے تھے۔

ایار اور انمار مصر اور نجران کے درمیان علاقہ میں اکٹھے ہو گئے تھے۔ان کے چچا قنص کی اولاد سرزمین مکہ میں رہائش پزیر ہوگئی۔اور گرد ونواح کے علاقہ میں قبضہ جما لیا۔

پہلے پہل تو ان تمام قبائل میں باہمی اتحاد و یگانت تھی۔جس کی وجہ سے یہ امن و امان سے زندگی بسر کرتے رتے۔اور دوسرے قبیلوں پر ان کا تسلط رہا۔لیکن بعد میں جب انہوں نے آپس میں نا اتفاقیاں شروع کیں اور لڑائے جھگڑے شروع کیے۔تو ان کی عزت و وقار جاتا رہا۔(خلاصہ العرب الاسلام ۲۲۶ تا ۲۲۷ ضیا النبی ا۔ ۲۵۵)

جنگ کے نتیجے میں جو ایاد بن معد کی طرف سے ہوتی تھی، اس نے اپنے بھائیوں کو یہاں سے نکال دیا۔اور یہ تہامہ سے ہجرت کر کے پہلے" سواد کوفہ" پھر نہر فرات کو عبور کرتے ہوئے سرزمین جزیرہ میں پھیل گئی۔پھر یہاں سے کچھ لوگ تکریت اور موصل میں اور بعض حمص اور اطراف شام میں آباد ہوئے بعض نے عیسائیوں کی اطاعت قبول کی اور نصرانیت کو اپنا لیا۔بعض ان میں سے جبلہ بن ایہم کے ہمراہ ملک روم چلے گئے۔یہ تقریباً چالیس ہزار کے قریب تھے۔

سیدنا حضرت عمر فاروق کے دور خلافت میں یہاں سب عرب باشندوں نے قرآن پاک کے نسخے پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔

جب اَیاد نے تہامہ سے ہجرت کی تو حضرت عدنان کی اولاد میں سے مضر اور ربیعہ کے سوا یہاں کوئی نہ رہا۔معد کے بعد اس کا بیٹا قنص جانشین ہوا۔اور اس نے اپنے بھائی نزاز کو حرم سے نکالنے کی کوشش کی۔لیکن اہل مکہ نے متحد ہو کر قنص کو مکہ سے باہر نکال دیا۔اور نزاز کو مکہ کے اور گرد کا حاکم بنایا۔نزاز کی اولاد سے دو قبیلے مضر اور ربیعہ ہوئے۔ربیعہ نے عمرزی کنندہ کے

Marfat.com

پہاڑ کے نشیبی حصہ جو نجد سے تہامہ تک پھیلا ہوا تھا۔ میں آبادی اختیار کی۔ اور بنو مُضر حجاز میں پھیل گئے۔ جب ان کی آبادی زیادہ ہوتی تو انہوں نے مکہ کے بہت سے مقامات پر قبضہ کر لیا اور مکہ مکرمہ میں حرم کعبہ کی ریاست ان کو ملی۔

(تاریخ لاسلام حسن ابراہیم ا۔ ۱۲ ضیا النبی ا۔ ۲۵۶ تا ۲۵۷)

بنی مُضر کے دو بیٹے قیس میلان اور الیاس تھے قیس میلان کی اولاد سے دو قبیلے ہوازن اور سلیم ہوئے۔ ہوازن میں سے ہی ایک قبیلہ بنو سعد ہے۔ حضور علیہ السلام نے ابتدائی شیر خوارگی کا زمانہ یہاں گزارا۔ اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی قبیلہ کی تھیں۔ بنی مضر میں سے نخع اور قسی دو خالہ زاد بھائی تھے۔ ان میں سے ایک نخع مشرق کی طرف چلا گیا اور یمن کے کسی علاقہ میں رہائش اختیار کی۔ جب یہاں اس کی اولاد بڑھی تو یہ یہاں سے الدثنیہ منتقل ہو گئے اور آج بھی وہیں آباد ہیں۔

قسی (ثقیف) مغرب کی طرف روانہ ہوا اور وادی القری میں ایک بے اولاد یہودن بڑھیا کے یہاں جا ٹھہرا۔ اس نے اس کو اپنی ماں اور اس نے اس کو اپنا بیٹا تصور کر لیا۔ جب یہ مرنے لگی تو اس بڑھیا نے قسی کو اس کی خدمت کے بدلے میں سونا دیا اور انگور کی قلمیں دیں اور اس کو نصیحت کی کہ اگر تم ایسی وادی میں اترو جہاں پانی وافر ہو۔ تو یہ انگور کی قلمیں وہاں لگانا۔ اس سے تمہیں بہت نفع ہوگا۔ جب یہ طائف پہنچا تو ایک لونڈی کی مدد سے اسے طائف جسے پہلے "وج" کہتے تھے۔ کے سردار کے ہاں پناہ مل گئی اس کا نام عامر بن انطر وتھا۔ انطر وتھا۔ سردار نے اس کی شادی اپنی بیٹی سے کر دی جس کا نام زینب تھا۔ اس سے اس کے تین بیٹے پیدا ہوئے عوف جشم دارس پیدا ہوئے۔ جب یہ فوت ہو گئی تو سردار نے اس کی شادی اپنی دوسری بیٹی آمنہ سے کر دی۔ اس سے اس کا ایک بیٹا ناصر اور دوسری بیٹی مسک پیدا ہوئی جو ام النمر کی کنیت سے مشہور ہوتی۔

قسی نے انگور کی بیلیں یہاں کاشت کیں جو خوب اگیں لوگوں نے اس کو کہا کہ یہ کتنا دانش مند یعنی الثقفہ ہے۔ اس سے اس کا نام تقیف پڑ گیا۔ اس کی اولاد یہاں کافی عرصہ قیام پذیر رہی اور انہوں نے وج یعنی دیوار ارد گرد تعمیر کی جس سے اس کا نام طائف پڑ گیا۔

الیاس بن مضر

الیاس بن مضر کے تین بیٹے تھے۔ قمعہ طانجہ اور مدرکہ جن کی اولاد سے بڑے بڑے قبائل وجود میں آئے مدرکہ کا لڑکا خزیمہ اور خزیمہ کے تین بیٹوں سے ایک کا نام کنانہ اور کنانہ کا بیٹا نذر بن نضر کا بیٹا فہر تھا۔ اور یہی فہر قریش کے جد امجد تھے۔

کنانہ کے سب خاندان مکہ کے گرد و نواح میں آباد ہوئے۔ ان کی اولاد میں سے بنی ہذیل بھی ہیں۔ ہذیل کے دو خاندان بنو لحیان اور سعد ہیں۔ بنو ہذیل کی رہائش طائف کے ارد گرد تھی اور ان کی زمینیں نجد اور تہامہ میں بھی تھیں بنی سلط اور بنو اسد جو خزیمہ کی اولاد میں سے تھے۔ ان کے پڑوس میں آباد ہوئے۔

مدرکہ اور طانجہ کی اولادوں میں جنگ چھڑ گئی۔ اور مدرکہ کو فتح ہوئی اور بنی طانجہ تہامہ سے ہجرت کر کے نجد اور حجاز میں

Marfat.com

آباد ہو گئے۔ اور فہر بن مدرکہ کی اولاد مکہ کے ارد گرد آباد ہو گئی۔ اور انہوں نے قصی بن کلاب کی سربراہی میں مکہ فتح کیا۔ اور یہاں آبادی اختیار کر لی۔ (تاریخ الاسلام از حسن ابراہیم خلاصہ صفحہ ۱۴ تا ۱۲ ضیاالنبی ا خلاصہ صفحہ ۲۵۷ تا ۲۶۰)۔

عرب کی آزاد سلطنتیں

اگرچہ جزیرہ عرب میں صرف چند شہر آباد تھے۔ کیونکہ عرب کا زیادہ حصہ خشک پہاڑوں اور صحراؤں پر مشتمل تھا۔ لیکن اس کے جنوب مشرق اور شمال مغرب میں منظم حکومتیں قائم تھیں۔ یہاں کے سردار کو بادشاہ کہا جاتا تھا۔ چونکہ اس وقت دو عالمیں طاقتیں تھیں۔ ایک مشرق میں کسریٰ (ساسانی خاندان) کی حکومت ایران اور اس کے ارد گرد قائم تھی۔ دوسری مغرب میں رومن مملکت تھی جس کے بادشاہ کو قیصر کہا جاتا تھا۔ شمال مغرب میں عربوں کی سلطنت کو قیصر روم کی حمایت حاصل تھی۔ اس وقت تین عربی سلطنتیں قائم تھیں معین سبا اور حمیر

سلطنت معین

یہ سب سے قدیم سلطنت ہے۔ یہ مملکت سبا سے بھی قدیم تر ہے۔ یہ مملکت سبا اور قتبان کے شمال میں واقع تھی۔ حضر موت اس کے شمال مشرق میں تھا۔ اس کے دارلحکومت کا نام قرن تھا۔ بعد میں اس میں معین۔ حضر موت اور اقلیم ملخ کے علاقے شامل ہو گئے اس حکومت کے کھنڈرات آج بھی منطقہ جوف میں ملتے ہیں۔ یہ عرب کی سب سے قدیم سلطنت تھی۔

ان لوگوں کی ہر شہر میں ایک عبادت گاہ ہوتی تھی۔ بڑے شہروں میں کئی کئی عبادت گاہیں تھیں۔

ان کے بڑے خدر کا نام عشتر باعشار تھا۔ ایہ زہرہ ستارہ کا مجسمہ تھا۔ "ود" اور "نکرح" ان کے دو اور خدا تھے۔

سلطنت سبا

اس کا ذکر قرآن پاک میں ملتا ہے۔ اس کی مدت حکومت نو سو پچاس قبل مسیح سے چھ سو پچاس قبل مسیح ہے۔ اس کے اصل باشندے یعرب بن قحطان کی اولاد سے ہیں۔ اس مملکت نے بہت زیادہ ترقی کی یہاں بہت زرخیز زمینیں تھیں۔ یہاں کے درختوں سے مختلف خوشبودار بخور تیار کیے جاتے تھے۔ اور یہاں خوشبودار گوند بھی درخت پیدا کرتے تھے۔ اور ان کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہاں بکثرت زہریلے سانپ جو اڑنے والے تھے۔ اور ایک بالشت لمبے تھے۔ پیدا فرما دیے تھے۔

(تاریخ العرب آزہنی ا۔ ۵۹) ضیاالنبی ا۔ ۲۶۵)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں قوم سبا کے متعلق فرماتے ہیں:

کہ اِن کی اِن نعمتوں کی ناشکری کے سبب اللہ تعالیٰ نے اِن کے باغات پر سیلاب کا پانی نازل فرما دیا (اِن کا بنایا ہوا ڈیم ٹوٹ گیا) اور اُس نے سب باغات کو تباہ و برباد کر دیا اور باغات کی جگہ چند ایک بیریوں کے درخت اور جھاڑیاں رہ گئیں،

Marfat.com

یہی مورخ لکھتا ہے کہ یہاں شاندار محلات اور خوبصورت عبادت گاہیں تھیں۔ یہاں پر دولت کی بہت فراوانی تھی۔ اور چھری کانٹے تک سونے سے مزین تھے۔ علاوہ ان کے میزان کے دروازے کھڑکیاں ان کے پلنگوں وغیرہ پر سونے چاندی اور ہیرے جواہرات جڑے رہتے تھے۔ اور ہاتھی دانت کا کام ہوتا تھا۔ اور یہاں سونا اتنا صاف پیدا ہوتا تھا کہ اسے گلا کر صاف کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

یہ لوگ متعدد جھوٹے خداؤں کی پرستش کرتے اور یہاں فسق و فجور کا بازار گرم رہتا تھا۔ یہ لوگ اپنی بہنوں اور بیٹیوں سے بھی بدفعلی کرتے تھے۔ ایک عورت کئی کئی مردوں سے شادی کرتی تھی اور عموماً کھجور سے کشید کی گئی شراب پانی کے طرح پی جاتی تھی۔

سلطنت حمیر

حمیر بنی قحطان کی نسل سے تھا۔ یہ مملکت سبا اور بحر احمر کے درمیان تھی۔ یہ علاقے پہلے قسبان کہلاتے تھے۔ یہ سلطنت پہلے قتسبان سے شروع ہوتی۔ اور پھر اسی سلطنت نے سبا اور ایران کو بھی اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔ اور ایران کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ جو بعد میں طفار کے نام سے مشہور ہوا۔ ان کے بادشاہ کو زویدان (زیدان کا مالک) کہتے تھے۔ یہ مملکت چھ سو چالیس برس قائم رہی حضر موت کے علاقے پر بھی انہوں نے قبضہ کر لیا اور ان کے بادشاہوں کو ملوک سبا و ایران و حضر موت کہا جانے لگا۔ قوم سبا تجارت پیشہ زیادہ تھی۔ جب کہ اس کے برلکس یہ لوگ جنگ و جدل اور فتوحات کے شیدائی تھے۔ حمیر کی پندرویں پُشت کے بادشاہ کا نام "الحرث" تھا۔ اِس نے اپنی مملکت کو وسیع کرتے ہوئے بہت سی فتوحات کیں۔ اس کا دور حکومت ایک سو پچیس سال تک ہے۔ اس نے اپنے اشعار میں حضور علیہ السلام کا ذکر بڑی عقیدت و محبت سے کیا ہے۔

اس کا ایک شعر خطہ فرمائیے۔

وَاحْمَدْ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِسمہٗ یالیت اَنِّی اُعمر و بعدہ بعثہ بعام

حضور علیہ السلام کا اسم گرمی احمد ہے کاش میری زندگی وفا کر لے اور حضور علیہ السلام کے مبعوث ہونے کے بعد مجھے صرف ایک سال زندہ رہنے کی مہلت میسر آجائے اس کے ایک اور شعر کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جو تمام روحوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ اگر میری عمر نے حضور علیہ السلام کے مبعوث ہونے تک وفا کی تو میں اُن کا وزیر ثابت ہوں گا اور چچازاد بھائی کی طرح معاون و مددگار بنوں گا۔

ان کا آخری بادشاہ زونواس تھا۔ یہ یہودی تھا۔ اہل نجران نے جب عیسائیت قبول کی تو اس نے ان کو آگ کی خندقوں میں پھینک دیا۔ قیصر روم نے اس سے بدلہ لینے کے لیے ابرہہ کو اس کی طرف بھیجا۔ ابرہہ نے اس کو شکست دی اور یمن

Marfat.com

میں صنعا کے مقام پر ایک گرجا تعمیر کیا اور اہل عرب کو اِس میں عبادت کی دعوت دی۔ لیکن کسی عرب نے اس کے گرجے میں جا کر قضائے حاجت کر دی جس سے یہ آگ بگولا ہو گیا۔ اور اس نے نعوذ باللہ کعبے شریف کو گرانے کا ارادہ کر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اس کو اور اس کے لشکر کو ابابیلوں سے ملیا میٹ کروا دیا۔

ابرہہ کے بعد اس کا لڑکا یکسوم اور پھر اس کا بھائی مسروق تخت پر براجمان ہوتے اور اہل یمن پر ظلم ڈھاتے رہے سیف زی یزن الحمیری اس ظلم وستم کی فریاد لے کر قیصر روم کے پاس پہنچا اور نہایت عاجزی سے مدد کی درخواست کی تا کہ وہ اس کی مدد کر کے حبشوں کو ملک سے نکال دے۔ قیصر روم نے اس کی درخواست مسترد کر دی پھر یہ اپنی درخواست لے کر کسریٰ نو شیرواں ۵۳۱ تا ۵۷۲ء کے دربار میں پہنچا۔ اور عرض کی کہ حبشیوں سے ہمیں نجات دلائے لیکن اس نے بھی انکار کر دیا اور کہا کہ میں اپنے ملک سے صرف اونٹوں و بھیڑ بکریوں کی خاطر نہیں جا سکتا۔ اور اس کو بہت سا نذرانہ دے کر واپس کر دیا۔ بادشاہ کے دربار سے باہر آ کر اس نے اس کا نذرانہ زمین پر دے مارا جسے وہاں کے لشکریوں نے لوٹ لیا۔ بادشاہ کو خبر پہنچی تو اس نے اس کو واپس دربار بلایا اور وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ ہمارے ملک میں اس سے زیادہ خالص سونا ہے۔ مجھے تمہارا نذرانہ نہیں چاہیے۔

بادشاہ سونے کا سُن کر لالچ میں آ گیا اور اس کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ تم قیدیوں کا لشکر تیار کر کے اس کے ساتھ کر دو۔ تا کہ یہ مر گئے تو بھی کوئی بات نہیں اور اگر یہ فتح یاب ہو گئے تو تمہارا نام بلند ہو گا بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ اور چھ سو قیدیوں کا لشکر اس کے ساتھ کیا اور ایک تجربہ کار آدمی وہرز کو اس لشکر کی سرابرہی سونپی اہل یمن کو پتہ چلا کہ ایران کی فوج اِن کو حبشیوں کی غلامی سے نجات دلانے آ رہی ہے۔ تو انہوں نے ان کا استقبال کیا۔ زوردار جنگ ہوئی۔ اور آخر کار فتح واہرز" کو ہوئی۔ اس نے فتح کی خوشخبری کا پیغام کسریٰ شہنشاہ ایران کو بھیجا۔ اس نے کہا کہ سیف زی یزن کو حکومت سونپ دو۔ اور واپس چلے آؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ سیف زی یزن نے بہت سے حبشیوں کو ہلاک کر ڈالا تو ایک حبشی نے موقع پا کر سیف زی یزن کو قتل کر ڈالا۔ کسریٰ شاہ ایران کو پتہ چلا تو اس نے پھر واہرز کو چار ہزار کا لشکر دے کر بھیجا۔ اس نے آتے ہی تمام حبشیوں کو قتل کر ڈالا اور کسریٰ نے یمن کی حکومت واہرز کے سپرد کر دی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا "مرزبان" اور پھر اس کا پوتا خسرو بن البیحان بن مرزبان بن وہرز خود وہاں کا بادشاہ بن بیٹھا۔ کسریٰ شاہ ایران کو پتہ چلا تو اس نے اس کا کام تمام کروانے کے لیے اسے دربار بلایا۔ تو اس نے کسریٰ کے باپ کی تلوار کو اس کے سر کے اوپر رکھ دیا۔ بادشاہ نے باذان کو یمن کا والی مقرر کیا۔ اس کے پاس حضور علیہ السلام کا گرامی نامہ آیا اور یہ مسلمان ہو گیا۔ (تاریخ الاسلام آرحسن ابراہیم ۴۰ تا ۳۲ ضیاالنبی۔ ۱۔ ۲۷۱ تا ۲۷۲)

اہل عرب کی خوبیاں

یقیناً اہل عرب میں دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلے میں باوجود ان کی گمراہیوں کے ایسی خوبیاں اللہ جل شانہٗ نے ان میں ودیعت فرمائی ہوئی تھیں۔ جس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو عربوں کے ہاں پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان

Marfat.com

لوگوں کو فہم و فراست قوت حافظہ۔ فصاحت و بلاغت عزت و شجاعت سخاوت سخت کوشی جفاکشی اور فنون جنگ کی مہارت کی خوبیاں بہت ہی زیادہ عطا فرمائی تھیں۔

ایک دفعہ ایک اعرابی حضور علیہ السلام کی خدمت میں آیا حضور علیہ السلام نے اس کے آگے ایک آیت شریف کی تلاوت فرمائی۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ (سورۃ زلزلہ، ۷)

ترجمہ: پس جس نے زیرہ برابر برائی کی ہوگی۔ وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔

وہ کہنے لگا کہ آپ اس کے بعد مجھے کسی نصیحت کی ضرورت نہیں یہ میرے لیے کافی ہے۔ اور وہ اٹھ کر چلا گیا۔ اہل عرب میں دور و نزدیک سے آئے ہوئے فصاء و بلغاء اپنے اپنے قصیدے سناتے اور خطبات سناتے تو دوسرے لوگ صرف ایک بار سننے سے ان کو پورے قصیدے زبانی ازبر کر لیتے تھے۔ دنیا کی کوئی قوم اس معاملے میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

عربی زبان کی وسعت کا اعتراف پوری دنیا میں کیا جاتا ہے۔ ان کے ہاں مترادفات بے شمار ہیں اور ان کا شعر و سخن بہت بلند ہے۔ ان کے ہاں شہد کے اسی نام ہیں۔ سانپ کے دوسو۔ شیر کے پانچ سو اونٹ کے ایک ہزار تلوار کے ایک ہزار اور تکلیفوں مصیبتوں کے ظاہر کرنے کے چار ہزار الفاظ ہیں۔ ان کے خلیفہ ولید کو ایک حماد نامی شخص نے کہا کہ میں آپ کو کھڑے کھڑے ایک قصیدہ زبانی سنا سکتا ہوں جو کہ ایک ایک سو اشعار پر مشتمل ہوگا۔ اہل عرب میں سے بہت سے فیاض گزرے ہیں۔

جن میں حاتم طائی کعب بن مامہ لایادی۔ اوس بن حارثہ الطانی ھرم بن سنان عبداللہ بن جدحان التیمی وغیرہ۔

ایک مرتبہ بہت سخت قحط پڑا اور بھوک کی وجہ سے لوگوں کا برا حال ہوگیا۔ اور بہت سے جانور بھی ہلاک ہو گئے ماویہ جو کہ حاتم طائی کی بیوی تھی نے اپنے بیٹے عدی کو اور حاتم نے اپنی بیوی سفانہ جو کہ بھوک کی وجہ سے نہیں سو رہے تھے بہلانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ سو گئے۔ ماویہ کہتی ہے کہ کہ میں نے بھی جان بوجھ کر ظاہر کیا کہ میں سو رہی ہوں اور حاتم کے بلانے پر بھی میں نہ اٹھی۔ اتنی دیر میں حاتم کے خیمے میں ایک عورت نے آ کر اپنے بچوں کے بھوکا ہونے کی فریاد کی اور کہا کہ اے سفانہ کے باپ میرے بچے گھر میں بھوک سے بلک رہے ہیں۔ حاتم نے اسے کہا کہ جاؤ اپنے بچوں کو لے آؤ۔ وہ چلی گئی تو میں نے حاتم سے کہا کہ تمہارے اپنے بچے تو بھوکے ہیں تم ان لوگوں کو کیا کھلاؤ گے۔ حاتم اٹھا اور اس نے اپنی سواری گھوڑا جو اسے بہت پسند تھا کو ذبح کر دیا۔ اور آگ روشن کر کے اس کو بھوننے لگا۔ اتنی دیر میں وہ عورت بھی اپنے بچوں کو لے کر آ گئی۔ اس نے ان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور مجھے کہا کہ تم بھی بچوں کو جگا کر کھلاؤ اور اس نے پوری بستی میں اعلان کروا دیا کہ اس کے ہاں آ کر کھانا کھائے سب لوگ آتے اور خوب پیٹ بھر کر بھنا ہوا گوشت کھاتے (اس وقت گھوڑا حلال تھا)۔ حاتم ان لوگوں سے تھوڑی دور چادر میں منہ چھپا کر بیٹھا رہا اور ایک لقمہ بھی منہ میں نہ ڈالا۔

Marfat.com

اہل عرب کی شجاعت بھی بہت مشہور رتھی۔ اپنی عزت اور اپنے قبیلہ کی عزت کی خاطر وہ موت کی وادی میں کود جانا ایک معمولی بات سمجھتے تھے۔ اور میدان جنگ کی موت کو بستر کی موت پر ترجیح دیتے تھے۔

اہل عرب اپنے وعدوں کو پورا کرتے تھے۔ خواہ اس کے لیے ان کو اپنی جان کی قربانی کیوں نہ دینی پڑے عربوں کی وفائے عہد بھی خوب تھی۔ حیرہ کے بادشاہ نے دو دن یوم نعیم خوشی کا دن اور یوم البؤس رنج والم کا دن مقرر کیے ہوئے تھے۔ خوشی کے دن جو اسے سب سے پہلے ملتا وہ اسے سو اونٹ انعام دیتا اور غم کے دن جو اسے ملتا وہ اسے قتل کروا دیتا تھا۔ ایک دن یہ بادشاہ شکار کرتے ہوئے اکیلا دور چلا گیا اور اسے بارش اور رات نے آگھیرا اس نے ایک جھونپڑی میں پناہ حاصل کی۔ یہاں حنظلہ بنی طے قبیلہ کا ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ رہتا تھا۔ انہوں نے اس کو نہ پہنچانا اور باوجود غربت کے اپنی اکلوتی شیر خوار بکری کا پہلے دودھ دھویا اور اسے پلایا پھر اس کو ذبح کر کے بھون کر اسے پیش کی۔ صبح اس نے انہیں بتایا کہ میں حیرہ کا بادشاہ نندر بن ماء السماء ہوں۔ کوئی حاجت ہوئی تو میرے پاس آنا۔ ایک سال گزر گیا۔ کہ قحط نے ان کو آلیا اور کوئی چیز ان کے پاس نہ رہی اس کی بیوی نے اسے بادشاہ کے پاس بھیجا تو یہ دن یوم البوس تھا۔ اس نے اس کو کہا کہ آج تو کاش میرے پاس نہ آتا آج تو میرا بیٹا بھی میرے سامنے آتا ہوا تو میں نے اسے موت کے گھاٹ اُتار دیتا۔ حنظلہ نے اسے کہا کہ اگر مجھے مارنا ہی ہے۔ تو مجھے مہلت دے تا کہ میں اپنے اہل وعیال کا بندوبست کر سکوں اس نے اسے کہا کہ اپنا کوئی ضامن دو۔ اس نے قراد کو اپنی ضمانت کے لیے کہا۔ اس نے قبول کر لیا۔ اور قراد کی ضمانت کے بدلے بادشاہ نے اس کو پانچ سو اونٹنیاں دیں اور ایک سال بعد آنے کا کہا۔ وہ چلا گیا اور ایک سال تک نہ آیا یہاں تک کہ قراد کو قتل گاہ اس کی ضمانت کے طور پر لے جایا گیا۔ اس کو قتل کرنے لگے تو ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ بادشاہ نے جلادوں کو ہاتھ روکنے کا حکم دیا گیا۔ دن کا بھی کچھ حصہ سال مکمل ہونے میں ابھی باقی تھا۔ یہ سوار قریب آیا تو یہ حنظلہ تھا۔

بادشاہ نے حنظلہ سے پوچھا کہ تو نے میرے ساتھ نیکی کی تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ تجھے قتل کروں پھر تو کیوں اپنی موت کو گلے لگانے کے لیے یہاں پہنچ گیا۔ اور تجھے کس چیز نے وفائے عہد پر مجبور کیا۔ اس نے جواب دیا کہ میرے دین نے اس نے کہا کہ تمہارا دین کیا ہے۔ اس نے اسے بتایا کہ میرا دین نصرانیت ہے۔ اور اس کی تعلیمات اسے اس کے پوچھنے پر بتائیں بادشاہ نے انہیں کہا کہ اگر میں تم دونوں کو ہلاک کر دیتا تو حسیس اور ذلیل کہلاتا۔ بادشاہ نے یہ قبیح رسم ختم کر دی اور نصرانیت کو قبول کر لیا اور اس کی ساری قوم نے بھی نصرانیت کو قبول کر لیا۔ (خلاصہ ضیاالنبی ا صفحہ ۲۹۹ تا ۳۰۳)

عام طور پر عرب کے لوگ بہت زیادہ غیرت مند تھے۔ وہ اپنی عزت و ناموس کی خاطر اپنا سر کٹوا دیتے تھے۔ یہ لوگ اپنے شجرہ نسب کو یاد رکھا کرتے تھے۔ ایک عورت کی پکار پر سینکڑوں تلواریں بے نیام ہو جایا کرتی تھیں۔

اکیم بن صیف جو عہد جاہلیت میں بھی دانشوروں میں شمار ہوتا تھا۔ اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے شعر کہتا ہے جن میں سے ایک کا ترجمہ ہے۔

Marfat.com

"اے میرے بیٹو! عورتوں کا ظاہری حسن و جمال تمہیں نسب کی پاکیزگی سے غافل نہ کر دے کیونکہ کمینہ صفت اور بدکردار بیویاں خاندانی شرف کو خاک میں ملا دیا کرتی ہیں۔

عربوں کی زندگی کے گھٹاٹوپ اندھیرے

لیکن عربوں کی یہ خوبیاں بہت بڑے رہنما کی تلاش میں تھیں جو ان کی رہنمائی صحیح طریقے سے کر کے انہیں کسی منزل تک پہنچا سکے۔ان کی سخاوت زیادہ تر اس لیے ہوتی تھی کہ لوگ انہیں سخی کہہ سکیں۔شجاعت اکثر ظلم کی صورت اختیار کر جایا کرتی تھی۔اور اس سے بکثرت ناحق خون ریزیاں ہو جایا کرتی تھیں اور ایسی ایسی لڑائیاں جنم لیتی تھیں جو پشت در پشت چلا کرتی تھیں۔ان کی ہر خوبی کے پیچھے یہ خیال ہوتا تھا کہ کوئی انہیں اچھا کہے۔

حالانکہ فرمایا گیا ہے کہ مخلوق کی خاطر کوئی کام کرنا ریا ہے۔اور ایک اور چیز جسے کم لوگ جانتے ہیں۔یہ ہے کہ مخلوق کے ڈر سے کوئی نیک کام چھوڑ دینا یہ بھی ریا ہے کہ تمہاری نظر میں امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق مخلوق کی حیثیت در و دیوار کی طرح ہونی چاہیے اللہ جل شانہ نے ان کو کمال کی خوبیاں عطا فرمائی ہوئی تھیں لیکن ان کا استعمال صحیح نہیں تھا۔جو کسی ایسے رہنما کی ضرورت تھیں جو ان کا صحیح راستہ متعین کر سکے۔منہ زور گھوڑے کو اگر لگام ڈال دی جائے تو اس کی وہی طاقت صحیح کام میں آسکتی ہے۔

ایٹم بم کا استعمال اگر غلط ہاتھوں میں چلا جائے تو تباہی مچا سکتا ہے اگر وہی استعمال صحیح سمجھدار لوگوں کے پاس چلا جائے تو اس ایٹمی قوت سے ہزاروں لاکھوں لوگوں کا بھلا ہو سکتا ہے۔ان کی تقادیر بدل سکتی ہیں۔عربوں کی فہم و فراست پر آدمی اس وقت حیران رہ جاتا ہے۔جب کہ وہ پتھر کی بنی ہوئی مورتیوں کی پوجا کر رہے ہوتے ہیں۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کی پابندی عمرو بن لحی الخزاعی سے پہلے بنی عدنان اور بنی قحطان تک مکمل رہی۔یہ اللہ وحدہ کی عبادت کرتے رہے۔یہ اس کا کوئی شریک نہیں بناتے تھے۔وہ قیامت روز حشر جنت و دوزخ اور مر نے کے بعد جی اٹھنے پر یقین رکھتے تھے۔غریبوں مسکینوں سب کا خیال رکھتے تھے۔

آہستہ آہستہ جوں جوں نبوت کا زمانہ دور ہوتا گیا۔تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی کو دیکھنے کے لیے ان کی نظریں کمزور ہوتی گئیں۔اور جہالت نے بھی اپنا کام دکھانا شروع کر دیا اور نفس پرستی کا لالچ بھی نمایاں ہونے لگا۔

عربوں میں بت پرستی کا آغاز

حضرت الیاس کے تین بیٹے مدرکہ۔طانجہ اور قمعہ تھے۔ان کی والدہ کا نام خندف تھا۔جو یمن کی رہنے والی تھی۔حضرت الیاس کے تیسرے بیٹے قمعہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔اس کا نام لحی رکھا گیا اور لحی سے عمرو بن لحی پیدا ہوا۔اور یہی عمرو بن لحی نے بت پرستی کی بنیاد ڈالی۔ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ محمد بن حرث ایسی روایت کرتے ہیں کہ ابو صالح لقمان نے حضرت ابو

Marfat.com

ہریرہ سے سنا کہ حضور علیہ السلام حاکم بن جون خزاعی سے فرمارہے تھے۔کہ میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا ہے۔کہ اس کی انتڑیاں آگ میں گھسیٹی جارہی ہیں۔میں اس میں اور تجھ میں نہایت مشابہت جسمانی دیکھ رہا ہوں حاکم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں یہ مشابہت جسمانی مجھے نقصان نہ پہنچائے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں تو مومن ہے۔اور وہ کافر تھا۔وہ وہ شخص تھا جس نے سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا۔اور بتوں کو نصب کیا۔اور بحیرہ۔ صائبہ وصیلہ اور حامی کی حمایت کی (سیرت ابن ہشام۔۲۳۱۔۶۲)

عمرو بن لحی جب بالغ ہوا تو اس نے بنی اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر بنی جرہم کے ساتھ جنگ کی۔اور انہیں شکست دے کر مکہ سے جلاوطن کر دیا اور خود کعبہ کا متولی بن گیا۔اسے کوئی بڑا مرض لاحق ہوگیا۔کسی نے اس کو بتایا کہ ملک شام میں بلقاء کے مقام پر گرم پانی کا ایک چشمہ ہے۔اس میں غسل کرو تو صحت مند ہو جاؤ گے۔اس نے ایسا ہی کیا۔اور صحت مند ہوگیا۔ وہاں پر اس نے لوگوں کو دیکھا کہ بتوں کی پرستش کر رہے ہیں۔ان کے بارے میں اسے بتایا گیا کہ ہم ان سے (نعوذ باللہ) بارش طلب کرتے ہیں۔حاجتیں پوری کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ اس نے ان سے چند ایک بت لیے اور کعبہ معظمہ میں آکر اس کے ادر گرد نصب کر دیے اور اہل عرب کو بتوں کو پرستش کی دعوت دی۔اس طرح عربوں میں بت پرستی کا آغاز ہوا۔علامہ علی بن برہان الدین اپنی کتاب سیرت الحلبیہ میں لکھتے ہیں کہ

''عمرو اہل عرب کے لیے رب بن گیا۔اِن میں جس نئی بات کا آغاز وہ کرتا تھا۔لوگ اسے دین سمجھ لیتے تھے۔اس کی یہ وجہ تھی کہ وہ موسم حج میں لوگوں کو کھانا کھلاتا تھا۔اور انہیں لباس پہنایا کرتا تھا۔اور بسا اوقات موسم حج میں دس دس ہزار اونٹ زبح کر کے لوگوں کو کھلا دیتا۔اور ناداروں کو لباس پہناتا تھا۔یہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کو تبدیل کیا۔'' (سیرت جلبیہ ا۔۱۰ اضیا النبی ا۔۳۰۵)

یہ عمرو تین سو چالیس سال تک زندہ رہا اور اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں سے ایک ہزار جنگ جولڑکوں کو دیکھا۔اور اس کے خاندان نے پانچ سو سال تک حکمرانی کی (سیرہ الجلبیہ ا۔۱۱ اضیا النبی ا۔۳۰۶) اس گمراہی نے اتنی ترقی کی کہ اس کے بعد ہر ہر قبیلہ نے اپنا اپنا خدا بنا لیا ہے۔اپنے لیے بت بنا لیے اور ان کی عبادت کی جانے لگی۔

قریش کے قبیلہ نے اپنے بت بنا لیے۔ان میں سے ایک کعبہ معظمہ کے اندر اور کچھ کو باہر نصب کر دیا۔ان کا بڑا بت ہبل تھا۔یہ سرخ عقیق کا بنا ہوا تھا۔اور اس کی شکل انسان کی سی تھی۔اس کا دایاں ہاتھ ٹوٹ گیا تھا۔قریش نے اس کے ساتھ سونے کا ہاتھ لگا دیا تھا۔اس بت کو سب سے پہلے خزیمہ بن مدرکہ نے نصب کیا۔اس لیے اس بت کا نام ہبل خزیمہ پڑ گیا۔اہل عرب جب کسی کام کا آغاز کرنا چاہتے تو ایک بوری تیروں سے بھری ہبل بت کے پاس لاتے اور اس میں سے تیر نکالتے۔یہ بوری تین قسم کے تیروں سے بھری ہوتی ایک ا تیروں پر نعم ایک پر لا لکھا ہوتا تھا۔اور کچھ تیر خالی ہوتے تھے۔

اگر ا کا تیر نکل آتا تو وہ کام کر لیتے تھے۔اگر لا کا تیر نکلتا تو وہ کام نہیں کرتے تھے۔اور اگر خالی تیر نکلتا تو پھر قال

Marfat.com

ڈالتے تھے۔

ابن الکلبی کے مطابق ہبل کعبہ شریف کے اندر نصب تھا اس کے سامنے فال نکالنے والے سات تیر تھے۔ ایک پر صریح کا لفظ دوسرے پر ملصق کا لفظ تھا۔ ملصق کا مطلب زبردستی ملایا گیا تھا۔ اگر کسی بچہ کے نسب کے متعلق ان کو شک ہوتا تو اس بچہ کو بت کے سامنے لاتے تھے اور اگر تیر صریح کا نکلتا تو اس بچہ کے اصلی اس کے باپ کے ہونے کے متعلق کہا جاتا اور اگر ملصق کا تیر نکلتا تو اس بچہ کو حرامی قرار دے دیا جاتا تھا۔ اس طرح میت کے لیے بھی تیر تھے۔ اور تین اور تیروں کے متعلق مؤرخین لاعلم ہیں۔ (تاریخ الاسلام از حسن ابراہیم ۱۔ ۶۹۔ ۷۰ ضیاالنبی ۱۔ ۳۱۷)

قریش نے کعبہ شریف کے ارد گرد ہر ہر قبیلے کے خدا کا مجسمہ نصب کر دیا ہوا تھا۔ تاکہ اپنے قبیلے کے خدا کو جب وہ حج کے موسم میں آئیں تو دیکھ کر خوش ہوں۔ اس طرح ان کی تعداد تیں سو ساٹھ ہوگئی تھی۔

پورے عرب میں مختلف قسم کے بتوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ یہ بت بعض کسی مکان کی شکل کے۔ بعض درختوں کے جھنڈ کی شکل کے بعض گھڑے ہوئے پتھر اور بعض ان گھڑے پتھر بھی تھے۔

بعض عربوں کی عادت تھی کہ اگر ان ایک پتھر سے کوئی اچھا پتھر مل گیا تو اس پہلے پتھر کو پھینک دیتے تھے۔

اور دوسرے پتھر کو معبود بنا لیتے تھے۔ ان کا سب سے پرانا بت لات تھا۔ یہ ساحل سمندر پر قدید کے مقام پر نصب تھا۔ یہ مکہ اور مدنیہ کے درمیان ایک قصبہ تھا۔ ازد۔ اوس اور خزرج کے قبائل اس کی عبادت کرتے تھے۔ ۸ھ میں سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجل نے حضور علیہ السلام کے حکم مبارک سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے فرما دیا تھا۔

ایک اور بت مناۃ تھا۔ یہ طائف کے مقام پر نصب تھا۔ یہ مربع چٹان کی شکل کا تھا اور اس کے اوپر ایک مکان بنا ہوا تھا۔ بنی تقیف اس کے خدمت گار تھے ایک اور بت کا نام عزی تھا۔ یہ وادی نخلہ میں درختوں کے ایک جھنڈ کی شکل میں تھا۔ عرب لوگ عقیدت کی وجہ سے اپنے بیٹوں کے نام ان بتوں کے ناموں پر رکھتے تھے۔

وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾

(سورۃ نجم، ۲۰ تا ۲۲)

ترجمہ: (اے کفار) کبھی تم نے غور نہیں کیا کہ لات وعزی کے بارے میں اور تیسرے منوۃ کے بارے میں کیا تمہارے لیے تو صرف بیٹے ہیں اللہ کے لیے زی بیٹیاں یہ تقسیم تو بڑی ظالمانہ ہے۔

ان کا ایک اور بت ینبع کی سرزمین میں "سواع" نام کا تھا۔ اس کے محافظ و خدمت گار بنو لحیان تھے۔ ایک اور بت "ود" نام کا تھا یہ زومتہ الجندل میں تھا۔ اور بنی کلب اس کے خدمت گار تھے۔ اور بنی حمیر نے "نسر" کو اہل جیوان نے یعوق کو اور اہل جرش نے یغوث کو اپنا رکھا تھا اور اس کی عبادت کرتے تھے۔ انہی بتوں کی پرستش حضرت نوح علیہ السلام کی قوم بھی کیا کرتی تھی۔ (بلوغ الارب ۲۔ ۲۰۱ تا ۳۔ ۲ ضیاالنبی ۱۔ ۳۱۵ تا ۳۱۸)

Marfat.com

اہل مکہ کی بد اعتقادی کی ایک اور مثال سنیے۔ایک مرد اساف بن لعلہ تھا اور ایک عورت نائلہ بنت زید تھی۔ یہ دونوں بنی جرہم قبیلہ سے تھے۔ یہ دونوں یمن سے قافلہ کے ساتھ حج کے لیے آئے اور کعبہ میں اندر داخل ہوئے۔وہاں کوئی اور آدمی نہیں تھا۔اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر میں بدفعلی کا ارتکاب کیا۔اللہ جل شانہ نے ان دونوں کو وہیں پتھر کا بنا دیا۔لوگون نے ان کو اٹھا کر کعبے کے پاس رکھ دیا تا کہ لوگ ان سے عبرت پکڑ سکیں۔ کچھ عرصہ بعد اہل مکہ نے ان کے بت اساف اور نائلہ بنا لیے اور ان سے اپنی حاجتیں مانگنے لگے۔اور اس بات کی ان کو شرم بھی نہیں آتی تھی۔

حضور علیہ السلام نے جب کعبہ معظمہ فتح فرمایا تو ان تمام بتوں کو گرا دیا اور باہر پھینک دیا اور دور و نزدیک کے مشہور بتوں کی طرف بھی اپنے لشکر کے آدمی بھیجے اور انک و پنست نازد کر جلا دیا گیا۔

کافروں نے ایک خدا کو چھوڑ کر اپنی حاجتوں کے لیے مختلف قسم کے بت بنائے ہوئے تھے کوئی بارش برسانیکے لیے کوئی روزی دینے کے لیے کوئی جنگ کے لیے کوئی اولاد دینے کے لیے وغیر وغیرہ۔

حالانکہ زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا وہ ایک خدا ہی کو جانتے تھے۔اور یہ جانتے تھے۔کہ سورج و چاند ستارے سب پیدا کرنے والا ایک ہی خدا وحدہ لا شریک ہے۔لیکن پھر ان کے دماغ الٹ جاتے تھے۔ یہ لوگ قیامت کو نہیں مانتے تھے اور اہل عرب میں سے ہر خاندان کے ہر ہر فرد نے اپنا اپنا علیحدہ گھر میں بت رکھا ہوا تھا اور عرب لوگ ان بتوں کے نام پر اپنے جانور بھی ذبح کیا کرتے تھے۔تا کہ یہ بت ان کی اور زیادہ مدد کر سکیں۔

اہل عرب میں سے بعض لوگ سورج کی پوجا بھی کیا کرتے تھے۔ یہ اس کو ایک فرشتہ عقل و نفس والا سمجھتے تھے۔ یہ اس کو سجدہ کرتے تھے۔

بنی کنانہ میں سے بعض لوگ چاند کی پرستش کرتے تھے کچھ لوگ ستاروں کی پرستش کرتے تھے۔ بنی تمیم میں سے کچھ لوگ ''الابران'' نامی ستارہ کی پرستش کرتے تھے۔

اور لخم، خزاعہ قریش کے بعض قبائل اشعری ستارہ کی پرستش کرتے تھے۔ بنی طے کے لوگ ثریا'' ستارے کی پرستش کرتے تھے۔

کچھ تھوڑی تعداد کے اہل عرب فرشتوں کی اور کچھ اہل عرب جنات کی پرستش کرتے تھے۔

ایک اور اہل عرب کا گروہ دو خداؤں کو نعوذ باللہ مانتا تھا ایک نیکی اور ایک برائی کا خدا۔علاوہ بعض لوگ صائبین کی قسم کے تھے دراصل انہی لوگوں کی اصلاح کے لیے اللہ جل ثانہ نے حضرت سیدنا ابراہیم نبی علیہ السلام کو معبوث فرمایا تھا ان کی عبادت گاہوں میں ایک سیارہ کی تصویر ہوتی تھی۔شمش۔قمر۔زہرہ۔مشتری مریخ۔عطارد اور زحل کے لیے الگ الگ ہیکل تعمیر کیے ہوئے تھے۔ یہ ان سے دعائیں مانگتے۔قربانیاں کرتے اور مسلمانوں کی طرح ان کی پانچ نمازیں ہوا کرتی تھیں۔

اور بعض لوگ ایسے تھے جن کو دہریون (دہریے) کہا جاتا تھا آج بھی روس میں یہ اکثر پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ

Marfat.com

نعوذ باللہ کائنات کے خالق کا ہی انکار کر دیتے ہیں۔اور کہتے ہیں۔کہ عالم قدیم ہے۔ہمیشہ سے ہے۔اور ہمیشہ رہے گا۔اور یہ عالم خود کائنات کے تمام اجزاء کو آپس میں اکٹھا کیے ہوئے ہے۔ان لوگوں کو معطلہ بھی کہتے ہیں۔یہ لوگ نہ قیامت کو مانتے ہیں۔نہ انبیاء علیہ السلام کو مانتے ہیں یہ لوگ کہتے ہیں۔کہ طبیعت زندہ کرتی ہے۔اور دہر زمانہ فنا کرتا ہے۔

ان میں سے بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ ہر چیز خود بخود ہی پیدا ہوگئی ہے۔اس کو پیدا کرنے والا (نعوذ باللہ) کوئی نہیں ہے۔

اور بعض اہل عرب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے عقائد پر تھے اور ستاروں کی پوجا کرتے اور عبادت گاہیں بناتے تھے۔

اور ان میں سے بعض لوگ کعبہ کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے روزے رکھتے اور حج کرتے اور حلال وحرام کی تمیز کرتے اور محارم سے نکاح نہیں کرتے تھے۔۔یہ لوگ ہر دین سے اچھی چیزیں جمع کر کے ان کی پیروی کرتے اور روحوں کے توسل کے قائل تھے۔تاکہ یہ خدا کا قرب حاصل کر سکیں۔ادھر یہ ان کو شفیع مانتے تھے۔اور کہتے تھے کہ روحیں چونکہ جسم نہیں رکھتیں اس لیے یہ ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہیں یہ لوگ چونکہ کوئی ایک دین نہیں رکھتے تھے۔اس لیے ان کو صابی کہا گیا ہے۔

(بلوغ الارب۔ ۲۲۵۲ تا ۲۲۶ ضیاالنبی خلاصہ صفحہ ۳۲۷ تا ۳۳۲)

علاوہ حمیر میں پہلے مجوسی اور سورج کے پجاری بھی تھے۔پھر یہاں یہودی مذہب کو غلبہ حاصل ہوگیا تھا۔

ربیعہ۔غسان اور قضاعہ کے بعض لوگوں نے نصرانیت قبول کر رکھی تھی۔

حق پرست لوگ

باوجود ان سب خرافات اور عقیدوں کے بعض اہل حق پرست بھی تھے۔جنہوں نے کوئی بھی باطل عقیدہ نہیں اپنایا ہوا تھا۔

ان میں سے قس بن ساعدہ الایادی تھا۔اس نے ۳۸۰ برس کی عمر پائی۔حضور علیہ السلام کا زمانہ بھی پایا۔اور حضور علیہ السلام کے ارشادات کو بھی سنا۔ایک اور زید بن عمرو بن نفیل تھے۔یہ بھی اپنے اہل وطن کے مشرکانہ عقائد سے شروع ہی سے باغی تھے۔اور نفرت کرتے تھے۔اور یہ ملت ابراہیمی کے پیروکار تھے۔حضرت عامر بن ربیعہ سیان سے اِن کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان کو کہا کہ میں نے اپنی قوم کے باطل عقیدہ کو ترک کر دیا ہے۔اور ملت ابراہیمی کا اتباع کر لیا ہے میں اس خدا کی عبادت کرتا ہوں جس کی اسماعیل علیہ السلام اس گھر کی طرف منہ کر کے کیا کرتے تھے۔میں ایک نبی علیہ السلام کا انتظار کر رہا ہوں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام اور پھر حضرت عبدالمطلب کی پشت سے ہوں گے،لیکن میرا خیال ہے میں اِن نبی علیہ السلام کا زمانہ نہیں پا سکوں گا۔اگر تیری عمر دراز ہوئی تو تو نبی علیہ السلام کا زمانہ پائے گا۔ان کی خدمت عالیہ میں میرا اسلام عرض کرنا۔عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مشرف بہ السلام ہوئے تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں ان کا سلام پہنچایا۔حضور علیہ السلام نے جواب دیا اور ان پر رحمت بھی بھیجی۔حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اس کو جنت میں اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ

Marfat.com

اپنی چادر کا پلو گھسیٹتے ہوئے جا رہے ہیں۔

ان میں سے اسعد ابو کرب الحمیری بھی ہیں حضور علیہ السلام کی بعثت سے ساٹھ سال قبل اس نے شعر کہے اور ان میں اپنے اسلام لانے اور حضور علیہ السلام پر ایمان لانے کے متعلق بتایا ہے۔

شَهِدْتُ عَلٰى اَحْمَدَ اَنَّهٗ
رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ بَارِئِ انَّسِمِ

میں گواہی دیتا ہوں اس بات پر کہ حضرت احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں وہ اللہ جو روحوں کو پیدا کرنے والا ہے۔

ان میں سیف بن یزن بھی تھا۔ اس نے حبشیوں سے اہل یمن کو نجات دلائی تھی اس وقت حضور علیہ السلام کی ولادت پاک ہو چکی تھی۔ لوگ اسے جوق در جوق مبارک بادیں دینے کے لیے آ رہے تھے۔ ان میں سے حضرت عبدالمطلب بھی اس کے پاس گئے آپ نے ان کو شاہی مہمان خانے میں ایک مہینہ تک ٹھہرائے رکھا اور ایک دن تخلیہ میں آپ سے کہنے لگا۔ کہ میں آپ کو ایک راز کی بات بتاؤں کہ آپ کی پشت سے حضرت احمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پیدا ہوں گے۔ یا ہو چکے ہیں۔ ان کے والدہ والد فوت ہو جائیں گے۔

اور ان کے دادا اور چچا ان کی کفالت کریں گے ان کی برکت سے بت پاش پاش ہو جائیں گے۔ آتش کدے بجھ جائے گے۔ ان کے دشمن ذلیل و خوار ہوں گے اور اے عبدالمطلب آپ ان کے دادا ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبدالمطلب سجدے میں گر پڑے۔ رخصت کے وقت بادشاہ نے آپ کو دوسرے لوگوں سے دس گناہ زیادہ انعامات دیے۔

(بلوغ الادب ۲۔ ۲۶۶ ضیاالنبی خلاصہ صفحہ ۳۳۴ تا ۳۴۱)

اہل حق میں سے ورقہ بن نوفل تھے ان کا سلسلہ قصی میں حضور علیہ السلام کے سلسلہ نسب سے جا ملتا ہے۔ یہ بتوں سے نہایت بے زار تھے۔ اور اللہ جل شانہ کی وحدانیت پر ایمان رکھتے تھے۔ کئی ملکوں کا سفر کیا۔ اور متعدد اہل علم سے ملاقاتیں کیں آپ حضور علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے۔

حضرت امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ورقہ بن نوفل کا قول نقل کیا ہے۔ جس کا ترجمہ ہے۔

جب ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کو لے کر حضرت ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں تو آپ نے انہیں بتایا کہ یہ وہ فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ اے کاش میں اس وقت جوان ہوتا۔ اے کاش میں اس وقت زندہ ہوتا۔ جب آپ علیہ السلام کی قوم آپ علیہ السلام کو یہاں سے جلا وطن کر دے گی۔ رسول ﷺ نے پوچھا۔ کہ کیا وہ مجھے یہاں سے نکال دیں گے۔ ورقہ بن نوفل نے کہا کہ ہاں جو کوئی آدمی بھی امانت لے کر آیا جو آپ علیہ السلام لے کر

Marfat.com

آئے ہیں۔ مگر یہ کہ ان کے ساتھ عداوت کی گئی۔ اگر آپ کا وہ دن میں پالوں تو میں آپ علیہ السلام کی مدد کروں گا۔ پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد آپ وفات پا گئے۔

ان کے علاوہ بھی کئی ایک لوگ اہل حق پرست تھے۔

اہل عرب کی عبادات

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تین ہزار سال تک اہل عرب میں کوئی نبی علیہ السلام نہیں آئے اس زمانہ کو فترت کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ وحی کا سلسلہ منقطع رہا۔ پہلے پہل تو دین ابراہیم علیہ السلام کی صحیح اتباع ہوتی رہی۔ آہستہ آہستہ اس دین میں لوگوں نے خرافات ڈالنا شروع کر دیں تو دین ابراہیم وہ نہ رہا۔ جس کو لے کر سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تھے۔ اور جس کی تعلیم دی تھی۔ یہ لوگ دین ابراہیمی علیہ السلام کے مطابق تو مردوں کے کفن دفن کا انتظام کرتے لیکن نماز جنازہ پڑھنے کی بجائے مردے کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے تھے۔

(بلوغ الارب ۲۔ ۲۸۸ ضیاالنبی۔ ۱۔ ۳۴۵)

اور اسی طرح ان کا حج و عمرہ بھی ہوتا تھا۔ اور ان کی تلبیہ یہ تھی جس کا ترجمہ ہے۔

حاضر ہیں ہم اے اللہ حاضر ہیں ہم تیرا کوئی شریک نہیں۔ بجز اس شریک کے جس کا تو مالک ہے اور اس کی ہر چیز تیری ملکیت ہے۔

اہل مکہ اپنے آپ کو افضل سمجھتے تھے۔ اور عرفات کے میدان میں وقوف حج کے لیے نہیں جاتے تھے۔ وہ عموماً طواف بھی نہیں کرتے تھے یہ اپنے آپ کو "نحن الحمس" حرم کے اندر رہنے والے کہتے تھے۔ یہ لوگ حالت احرام میں گھی یا پنیر نہیں کھاتے تھے نہ بالوں کے بنے ہوئے خیموں میں رہتے تھے۔ حاجی لوگ جو کھانا ساتھ لاتے تھے۔ حرم میں اس کو کھانا منع تھا اور نہ ہی وہ ان کپڑوں میں طواف کر سکتے تھے۔ جو گھر سے پہن کر آئیں۔ بلکہ وہ اہل حرم سے کپڑے مستعارے کر پہنتے تھے۔ اگر کسی کو کپڑے نہ ملتے تو وہ برہنہ ہو کر طواف کرتا۔ اس طرح عورتیں بھی برہنہ ہو کر طواف کرتی تھیں۔ صرف ایک چھوٹی سی کھلی قمیض ان کے بدن پر ہوتی تھی۔

اہل عرب کی بری عادات

قحط سالی میں یہ لوگ گائے کی دم کے ساتھ درختوں کی خشک ٹہنیاں لگا کر انہیں آگ لگا دیتے تھے۔ اور اسے دشوار گھاٹیوں مین چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس طرح خیال کرتے تھے۔ کہ بادل اُمڈ کر آئیں گے اور بارش برسے گی۔

اگر ان کا کوئی سردار مر جاتا تو اس کی قبر کے ساتھ ایک گڑھے میں اس کی اونٹنی یا اونٹ کی گردن باندھ کر اس کو چھوڑ

Marfat.com

دیتے یہاں تک کہ وہ بھوکی پیاسی مرجاتی یا اس آدمی کی قبر پر اونٹ یا اونٹنی کی چاروں کونچیں کاٹ کر اسے تڑپتا چھوڑ دیتے تھے۔ اس طرح ان کے خیال میں مرنے والے کو قبر سے اُٹھنے کے بعد سواری نصیب ہوگی۔ یا اس مرے ہوتے آدمی کی کھال اُتار کر اس میں ''تمامہ'' نامی گھاس بھر دی جاتی تھی۔

ان لوگوں کے عقیدے کے مطابق جب کوئی آدمی قتل ہو جاتا تھا۔ تو اس کی روح اس کی قبر پر چکر کاٹتی رہتی تھی۔ جب تک کہ اس کے قاتل سے قتل کا انتقام نہ لے لیا جائے۔ اس لیے اس کے پس ماندگان کو قاتل کو معاف کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔

اگر کسی گاؤں میں کوئی وبا یا بیماری پھوٹی ہوتی تو یہ لوگ اس گاؤں کے دروازے پر کھڑے ہو کر پہلے تعشیر کرتے یعنی گدھے کی طرح ہینگتے اور خرگوش کا ٹخنہ اپنے گلے میں بھاندتے اس طرح وہ سمجھتے کہ ہمیں کوئی وبا یا بیماری اب نہیں لگ سکے گی۔

اس کے علاوہ یہ سفر پر جاتے وقت کسی درخت کے ساتھ دِھاگہ باندھ دیتے تھے واپسی پر اگر یہ دھاگہ سلامت ہوتا تو یہ سمجھتے کہ ہماری بیوی نے ہمارے پیچھے خیانت نہیں کی اور اگر یہ دھاگہ ٹوٹا ہوا ہوتا تو سمجھتے کہ ہماری بیوی نے ہمارے پیچھے بدکاری کی ہے اس دھاگے کو امرتم کہتے تھے۔ علاوہ کسی آدمی کے قتل پر یہ لوگ نوحہ خوانی کرتے اور اپنے رخساروں کو پیٹتے تھے۔ گریبان پھاڑ دیتے اور سر منڈوا دیتے تھے۔

اگر کسی عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا تو وہ کسی قتل ہونے والے کی نعش کو روندتی تھی۔ اس طرح کرنے سے ان لوگوں کے خیال میں اس عورت کے ہاں جو بچہ پیدا ہوتا تھا۔ وہ زندہ رہتا تھا۔

مقتول کی دیت

عام طور پر تو مقتول کی دیت ایک سو اونٹ مقرر تھی لیکن اگر کوئی بڑا آدمی قتل ہو جاتا تو اس کی دیت ہزار اونٹ مقرر تھی۔ اگر مقتول کا قبیلہ بڑا طاقتور ہوتا تو دیت کو قبول نہیں کرتا تھا۔ اور اگر قبیلہ کمزور ہوتا۔ تو وہ اپنی خفت مٹانے کے لیے ایک تیر آسمان کی طرف چلاتا تھا اور وہ خیال کرتا تھا کہ اگر یہ تیر خون سے سُرخ آئے گا۔ (جو کہ کبھی نہیں آتا تھا) تو دیت قبول نہیں کریں گے۔ بعد دیگر دیت کو قبول کر لیا جاتا تھا۔

معاقرہ

عربوں کے ہاں ایک اور بڑی قبیح رسم تھی۔ ایک آدمی اگر ایک اونٹ ذبح کرتا تو اس کا شریک دوسرا آدمی دوسرا اونٹ ذبح کرتا تھا۔ پہلا آدمی پھر دو اونٹ ذبح کر دیتا۔ دوسرا آدمی تین اونٹ ذبح کر دیتا اس طرح مقابلہ کرتے کرتے دو دو سو اور تین تین سو اونٹ تک ذبح کر دیتے تھے۔ یہ قربانیاں محض دکھاوے اور بڑائی کے لیے ہوتی تھیں۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ کے زمانے مس بھی ایک آدمی نے دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے تین سو اونٹ ذبح کر ڈالے۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ

Marfat.com

نے لوگوں کو ان کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا اور حکم دیا کہ اس گوشت کو ایک میدان میں ڈال دو۔ کوے اور چیلیں وغیرہ اس گوشت کو کھاتی تھیں۔

اس طرح یہ لوگ اپنی چراگاہوں پر دوسرے کو قریب بھی بھٹکنے نہ دیتے تھے۔ یہ لوگ اپنی چراگاہیں بدلتے رہتے تھے اور جو کوئی چراگاہ اچھی نظر آجاتی وہاں جا کر ڈیرا لگا لیتے۔ یہ کتے کو اونچی جگہ پر کھڑا کر دیتے اس کے بھونکنے کی آواز جہاں جہاں تک جاتی وہاں تک چراگاہ کی حد ہوتی تھی۔ اور کوئی بھی دوسرا اس چراگاہ میں اپنے جانور نہیں چرا سکتا تھا۔

ان کی اس کے علاہ اور رسمیں بحیرہ سائبہ اور وصیلہ تھیں۔

رسم بحیرہ میں جو اونٹنی دس بچے جنتی تھی۔ اس کا کان چیر دیا جاتا تھا اور اس کو آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔ وہ جہاں پھرتی اس کوئی نہ چھیڑتا تھا۔

سائبہ وہ اونٹنی ہوتی تھی۔ جو بتوں کے لیے چھوڑ دی جاتی تھی۔ اور ان بتوں کے خدمت گاروں کو دے دی جاتی تھی۔ اور اس کا دودھ ضرورت مندوں اور مسافروں کے بغیر کوئی نہیں پی سکتا تھا۔ نہ اس پر سواری کی جاتی اور نہ اس پر بوجھ لادا جاتا تھا۔

وصیلہ اس بھیڑ کو کہتے تھے جو سات مرتبہ دو دو بارہ بچے جنتی تھی۔ اور آخری مرتبہ ایک مادہ اور ایک نر جنتی تو کہا جاتا تھا۔ "وصلت اخاھا" کہ اس نے اپنے بھائی کو ملا دیا ہے۔ اس کی مان کا دودھ صرف مرد پی سکتے تھے۔ اور عورتیں نہیں پی سکتی تھی۔ اور یہ آزاد چرنے کے لیے چھوڑ دی جاتی تھی۔ کوئی اس کو منع نہیں کرتا تھا۔

اس کے علاوہ ان کی رسم الحام تھی۔ اس میں "نر" اونٹ جس کا بچہ جفتی کے قابل ہو جائے اس کو بھی چرنے پانی پینے کے لیے آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا کوئی اسے منع نہیں کرتا تھا۔

شادی بیاہ

یوں تو شریف لوگ اسلامی طریقے سے ہی شادی بیاہ کرتے تھے۔ لیکن چند ایک اور طریقے بھی لوگوں میں مروج ہو چکے تھے۔

بعض لوگ اپنی منکوحہ عورتوں کو کسی بڑے آدمی کے پاس بھیجتے تا کہ اس سے جو بچہ پیدا ہو۔ وہ کہہ سکیں کہ یہ اس بڑے آدمی کے بیٹے کا باپ ہے۔

بعض لوگ آٹھ یا نو کی تعداد میں ایک عورت سے اس کی اجازت سے ہم بستری کرتے اور اگر اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا تو وہ سب کو بلاتی کوئی نہ آنے کی جرات نہ کرتا اور وہ جس سے چاہتی اس بچے کی نسبت اس سے کر دیتی تھی لیکن اگر بچی ہوتی تو وہ کسی کو نہیں بلاتی تھی۔

بدکار عورتیں اپنے گھروں کے اوپر جھنڈے لگاتی تھیں۔ یہاں کھلے عام یہاں بدکاری ہوتی تھی۔ اور اگر بچہ پیدا ہو جاتا تو قیافہ شناس کو بلایا جاتا اور وہ جس کو چاہتا بچے کو اس کے نسب کی نسبت کر دیا جاتا تھا۔

Marfat.com

یہ بدکاری کرنے والی عورتیں عموماً لونڈیاں وغیرہ ہوتی تھیں۔ان کے مالک ان سے یہ کام کرواتے تھے ویسے عام طور پر کھلے عام بدکاری کے چرچے کو بُرا سمجھا جاتا تھا۔اور بدکاری چھپ کر کرنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھی جاتی تھی۔علاہ ایک اور برا طریقہ یہ تھا۔کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو دوسرے مرد کے پاس اور دوسرا مرد اپنی بیوی کو پہلے مرد کے پاس ہم بستری کے لیے بھیج دیتا تھا۔علاوہ نکاح مُتعہ کا بھی رواج تھا۔اس میں بغیر گواہوں کے ایک عورت مقررہ وقت کے لیے مقررہ پیسوں کے ساتھ مقرر دن تک اس مرد کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہ سکتی تھی۔

بچیوں کا زندہ دفن کرنا

اس کا رواج عام طور پر تمام قبیلوں میں تھا۔خاص کر بنو تمیم میں اس کا رواج بہت زیادہ تھا۔اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق قرآن پاک میں ذکر فرمایا ہے۔

بِاَیِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ۚ﴿۹﴾

ترجمہ: اس کو کس جرم میں قتل کیا جاتا تھا۔(سورۃ تکویر،۹)

جس لڑکی کو انہوں نے زندہ رکھنا ہوتا تھا۔اس کو یہ لوگ عام سا لباس پہنا کر سخت دھوپ میں بکریوں بھیڑوں وغیرہ کی رکھوالی کے لیے صحرا وغیرہ میں بھیجتے اور اس کو بالوں سے بنا ہوا لباس پہناتے اور جس بچی کو زندہ دفن کرنا ہوتا اس کو سات سال تک بہت لاڈ و پیار اور ناز و نعم سے پالتے تھے۔اور پھر جس دن اس کو دفن کرنا ہوتا تو باپ اس کو اچھے کپڑے پہنا کر باہر جنگل میں لے جاتا اور ایک گڑھا کھود کر یا کسی کنویں میں گرا کر اوپر سے مٹی ڈال کر اس میں زندہ دبا دیتا تھا۔

(ضیاالنبی ا۔خلاصہ ۳۴۸ تا ۳۶۴)

ایسے ہی ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔حضور علیہ السلام نے اس کو اپنی بیٹی کو زندہ دفن کرنے کا واقعہ سنانے کو کہا۔اس نے حضور علیہ السلام کو پورا واقعہ سنایا۔جب اس نے حضور علیہ السلام کو بتایا کہ میں نے کس طرح اس بچی کو گڑھے میں گرا کر زبردستی اس پر مٹی ڈالتا گیا۔حتی کہ میں نے اسے اس میں دفن کر دیا اور وہ مجھے یا ابا یا ابا کہہ کر پکار رہی تھی۔حضور علیہ السلام اس کا واقعہ سن کر روتے جاتے تھے اور یا ابا یا ابا (اس لڑکی کے الفاظ) کو دہراتے جاتے تھے۔

ہمارے رحیم و کریم آقا کتنے مہربان ہیں۔کہ آپ ﷺ نے امت مرحومہ کو کن کن بڑائیاں سے نجات دلائی اور تمام قبیح عادات کو ختم کرا کر انسانیت پر کتنا عظیم احسان فرمایا۔آقا علیہ السلام کی شان رفیع کتنی بلند ہے۔اور حضور علیہ السلام کتنے شفیق و مہربان اور غم گسار اور ہمدرد ہیں۔اور ہماری اپنی جانوں سے بھی زیادہ ہم پر مہربان ہیں۔کیونکہ ہم اپنی جانوں پر ہر وقت ظلم کرتے رہتے ہیں۔اور حضور علیہ السلام ہر وقت ہم کو آگ کے عذاب سے بچاتے رہتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کے اس دنیا مین تشریف لانے سے پہلے پوری دنیا پر کس طرح گمراہی کا راج تھا۔کس طرح لوگوں نے

Marfat.com

لاکھوں معبود بنا لیے ہوئے تھے۔ آقا علیہ السلام نے سب کو ایک خدائے وحدہ لا شریک کی پرستش کرنے کا حکم فرمایا۔ جس معاشرے کی یہ حالت ہو۔ کہ وہ برہنہ ہو کر کعبہ معظمہ کا طواف کریں۔ تو پھر ان کی شرم وحیا کی دوسری جگہوں پر کیا حالت ہوگی۔

کس طرح یہ لوگ اپنی بہادری اور غیرت کے نام پر قتل وغیرت کا بازار گرم کیے رہتے تھے۔ اور ان کی معمولی معمولی باتوں پر لڑائیاں پشت ہا پشت چلتی رہتی تھیں۔

ایسے میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رحمت جوش میں آئی۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے پیارے محبوب اپنے پیارے نبی اپنے پیارے رسول اپنے پیارے پسندیدہ اپنے پیارے مختار کل ﷺ کو لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجا۔

اور حضور علیہ السلام کی آمد پاک سے معاشرے میں ایک ایسا انقلاب پیدا ہو کہ تاریخ عالم اتنے بڑے انقلاب کی مثال دینے سے قاصر ہے اور اس سارے انقلاب میں کوئی خون کے دریا نہیں بہنے کوئی لاشوں کے انبار نہیں لگے۔ حضور علیہ السلام کی شرمیلی مازاغ کی آنکھوں نے لوگوں کے دلوں کو گھائل کر لیا۔ اور لوگ ایسے گھائیل ہوئے کہ وہ مرغ بسمل کی طرح حضور علیہ السلام کے قدموں میں ہی لوٹ پوٹ ہو گئے۔ حضور علیہ السلام کے عشق میں انہوں نے گھر بار چھوڑا بیوی بچے چھوڑے۔ اپنی جائیدادیں چھوڑیں۔ اپنے ملکوں کی بادشاہتوں کو خیر باد کہا۔ اپنی بھیڑ بکریوں اونٹوں محلات باغات اور زمینوں جائیدادوں کو چھوڑا جو ایک دفعہ آگیا اور رخ انور رخ زیبا کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیا۔ تو وہ پیاری صورت اس کے دل میں بس کر رہ گئی۔ کوئی بدقسمت اور دِل کا کا اندھا ہی ہوگا۔ جو کہ آقا علیہ السلام کے قدموں پر فدا نہ ہوا ہوگا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ مصر کی عورتوں نے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر اپنی انگلیوں کو کاٹ لیا تھا۔ اور آقا علیہ السلام کو دیکھ کر تو لوگ اپنے گلوں کو بھی کاٹ لیں تو بھی ان کو خبر ہی نہ ہو۔

اللہ جل شانہ نے تین ہزار سال کے بعد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد حضور علیہ السلام کو مکہ مکرمہ میں کعبہ معظمہ کے دروازے کے عین سامنے گھر میں حضور علیہ السلام کو پیدا فرما کر انسانیت پر احسان عظیم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی ہر دم حضور علیہ السلام کی برکتوں سے ہم سب کو بہرہ ور فرمائے اور قبر میں حشر میں پل صراط پر اور میزان پر حضور علیہ السلام کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے اور حضور علیہ السلام کے پیچھے پیچھے ہم گناہ گاروں کو بھی چپکے سے جنت میں داخل فرما دے۔ اور جنت الفردوس میں حضور علیہ السلام کی ہمسائیگی میں ہمیشہ رکھے۔ کہ حضور علیہ السلام اور حضور علیہ السلام کے خدائے پاک کو دیکھ کر ہر دم ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی رہیں۔ اور سینہ محبتوں سے لبریز ہوتا رہے۔

اے میرے خدا تو بھی بڑا رحیم و کریم ہے کہ تیرا کوئی ثانی نہیں ہے۔ کہ تو نے اتنے بڑے رحیم و کریم آقا علیہ السلام کو ہماری رہنمائی کے لیے بھیجا اور درود ہوں حضور علیہ السلام اور حضور علیہ السلام کی آل پاک پر ازواج مطہرات پر اور تمام صحابہ پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہمیشہ ہمیشہ سب پر درود سلام بھیجتا رہے۔ اور ہمیں قیامت کو حضور علیہ السلام کے جھنڈے تلے رکھے۔

Marfat.com

اللھمر اغفر جمیع امت محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم
اللھمرا حفظ جمیع امت محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم
اللھمرا النصر جمیع امت محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم
وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہٖ خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ سیدنا و مولانا محمد اجمعین برحمتك یا ارحم الرّحمین ابداً ابدا برحمتك یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین

احقر الحبار خاک پائے اولیاء غبار مدینہ طیبہ نثار النبی بن محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ

☆☆☆

Marfat.com

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۳۷﴾ (سورۃ ابراہیم، ۳۷)

ترجمہ: یاالٰہی میں اپنی ذریت کو تیرے پاک گھر کے پاس اِس وادی میں جہاں کوئی کھیتی باڑی نہیں بساتا ہوں تاکہ یہ تیری نماز قائم کریں یاالٰہی تو لوگوں کے دلوں میں ڈال دے کہ وہ اِس طرف متوجہ رہیں اور اِن کو کھانے کو پھل عطا فرما تاکہ یہ تیرے شکر گزار بندے بنیں۔

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

کُنۡتُ کَنۡزًا مَخۡفِیًّ فَاَحۡبَبۡتُ اَنۡ اُعۡرَفَ فخلقتك محمد ﷺ۔

''میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے حضرت محمد ﷺ (اور بعد میں کائنات) کو پیدا فرمایا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

کُنۡتُ اَوَّلَ النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث۔

(سیرۃ الرسول ڈاکٹر طاہر القادری، ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم ۳/ ۴۷۰)

ترجمہ: میں تخلیق کے لحاظ سے تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے (اور افضل) اور مبعوث ہونے کے اعتبار سے سب سے آخری (نبی علیہ السلام) ہوں۔

اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

ان النبی (ﷺ) قال: کُنۡتُ نُوۡرًا بین یَدِیۡ رَبِّیۡ قبل خَلَقَ آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام باربعۃ عشر الف عام۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کی بارگاہ میں نور کی صورت میں موجود تھا۔

(قسطلانی مواہب الدنیا، ۱/ ۷۴۔ سیرت الرسول (علیہ السلام) از ڈاکٹر طاہر القادری ۱۰/ ۴۵۳)

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

"میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان، کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی کا نور (بغیر اپنے نور کو تقسیم کیے) اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ (کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک بغیر تقسیم اور بغیر حلول اور اتحاد ہے) پھر وہ نور مشیت ایزدی کے مطابق جہاں چاہتا سیر کرتا رہا۔ اِس وقت نہ لوح تھی نہ قلم۔ نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتہ تھا نہ آسمان تھا۔ نہ زمین تھی نہ سورج تھا نہ چاند تھا نہ جن تھا نہ انسان تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اِرادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اِس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا۔ دوسرے سے لوح اور تیرے سے عرش۔ پھر چوتھے کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا تو پہلے حصے سے عرش اُٹھانے والے فرشتے بنائے۔ دوسرے سے کرسی اور تیسرے حصے سے باقی فرشتے بنائے۔ پھر چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے آسمان بنائے۔ دوسرے حصے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور پھر دوزخ۔

اِس حدیث کو آج تک اتنے آئمہ محدثین نے روایت کیا ہے کہ یہ قبول عام کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔

(قسطلانی مواہب الدنیا ۱/ ۷۱۔ عجلونی کشف الخفا ۱/ ۳۱۱ رقم ۸۱۱) (سیرت الرسول علیہ السلام از ڈاکٹر طاہر القادری ۱۰/ ۴۵۱)

اللہ جل شانہٗ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو حضور علیہ السلام کے نور مبارک کو آپ علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں رکھا۔ پھر اِس کے بعد یہ نور پاک رحموں اور پاک پُشتوں سے ہوتا ہوا حضور علیہ السلام تک پہنچا اور حضور علیہ السلام تک تمام لوگ جن جن سے یہ نور منتقل ہوتا رہا موحد یعنی توحید یعنی صرف ایک خدا تعالیٰ کو ماننے والے تھے اور شرک کرنے والے نہیں تھے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد پاک ہے:

لم اَزل اُنْقَلُ مِن اَصلاب الطّاھرین الی اَرحامِ الطاھرات و المشرکون نَجِسٌ۔

ترجمہ: کہ میں ابتدا سے آخر تک پاک لوگوں کی پشتوں سے پاک خواتین کے رحموں میں منتقل ہوتا چلا آیا۔

حضور علیہ السلام اپنا شجرہ نسب خود بیان فرماتے ہوئے حضرت عدنان پر آ کر ختم کر دیتے تھے اور اِس سے آگے نہیں بیان فرماتے تھے۔

حضور علیہ السلام کا نور مبارک سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے پے در پے پشتوں اور رحموں سے ہوتا ہوا سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا۔ پھر یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تک منتقل ہوا۔ پھر یہ منتقل ہوتا ہوا عدنان تک پہنچا۔ پھر معد۔ نزار۔ مضر۔ الیاس مدرکہ (عامر) خزیمہ، کنانہ، نضر، مالک، فہر، غالب، لوئ، کعب، مُرّہ، کلاب۔ قصی، عبدالمناف (مغیرہ) ہاشم (عمرو) عبدالمطلب (شیبہ) عبداللہ، محمد رسول اللہ ﷺ۔

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ جل شانہٗ نے پہلا نبی بنا کر اِس دنیا میں مبعوث فرمایا۔ زمین پر تشریف لانے کے بعد آپ علیہ السلام ایک مدت تک روتے اور اَستَغْفَار فرماتے رہے اور ایک دن خیال آیا کہ میں کیوں نہ حضور نبی کریم ﷺ کے

Marfat.com

صدقے میں اللہ تعالیٰ سے استغفار مانگوں۔آپ علیہ السلام نے اللہ جل شانہ سے حضور علیہ السلام کے صدقے میں اُن کلمات سے جو رب تعالیٰ نے اُن کو توبہ کے لیے سکھلائے تھے دعا مانگی تو اللہ جل شانہ نے وہ دعا قبول فرماتے ہوئے آپ علیہ السلام کو معاف فرمادیا کیونکہ وہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ اللام نے گندم کا دانہ بھول کر کھا لیا اور ہم نے اِس دانہ کے کھانے میں اُن کے دل میں کوئی عزم نہ پایا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پاک اور اُس کی مشیت ایزدی کا علم پاک ہے کسی آدمی کو یہاں بولنے کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ تمام انبیاء اکرام گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں۔

اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا کہ تو نے حضور علیہ السلام کے نام (مبارک) کو کیونکر جانا۔آپ علیہ السلام نے عرض کی کہ میں نے یہ نام مبارک عرش مبارک پر اور جنت میں تیرے پاک نام کے ساتھ لکھا ہوا پایا۔لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ تو میں نے دل میں خیال کیا کہ جس نام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔وہ نہایت بابرکت ہے۔تو میں نے اِسی کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میرے محبوب آخری رسول محمد (ﷺ) ہیں اور میں نے تمام کائنات کو پیدا فرمایا ہے اور اگر میں اِن کو پیدا نہ فرماتا تو میں کوئی بھی چیز پیدا نہ فرماتا۔

حضور نبی کریم رووف الرحیم کا نور مبارک پاک رحموں اور پاک پشتوں سے ہوتا ہوا سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا حضرت ابراہیم علیہ السلام کوفہ اور بصرہ کے درمیان مقام ''آر'' اور بعض مؤرخین کے نزدیک بابل اور بعض کے نزدیک سوس اور بعض کے ''کوفی'' کو آپ علیہ السلام کی پیدائش کا شہر بتایا ہے زیادہ مؤرخین مقام ''اُور'' کو ہی پیدائش کا شہر بتاتے ہیں۔

اِس وقت بابل کی وسیع و عریض سلطنت کا حاکم نمرود تھا اور یہاں کے تمام لوگ بت پرست تھے۔آپ علیہ السلام کو شروع سے ہی بتوں سے بہت نفرت تھی۔ایک دن موقع پا کر جب کہ تمام لوگ اپنے مذہبی تہوار کو شہر سے باہر منا رہے تھے آپ نے ان کے بت خانے میں جا کر تمام بتوں کے سر قلم کر کے کلہاڑا اِن کے بڑے بت کے گلے میں ڈال دیا اور مٹھائیوں کے تھال بھی بڑے بت کے آگے رکھ دیے۔جب تمام لوگ واپس آئے تو اپنے بتوں کا حال دیکھ کر دم بخود ہو گئے۔فوراً یہ خبر پورے شہر میں پھیل گئی اور سب لوگ سمجھ گئے کہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی ہیں جو ہمیں بتوں کی پوجا سے روکتے ہیں۔

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿٦٠﴾

ترجمہ: کہنے لگے ہم نے ایک جوان کے بارے میں سنا ہے جس کا نام ابراہیم (علیہ السلام) ہے۔(الانبیاء،۶۰)

فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿٦١﴾

ترجمہ: کہنے لگے پھر پکڑ کر لاؤ اِن کو سب لوگوں کے روبرو۔شاید وہ اِس کے متعلق کوئی شہادت دیں۔(الانبیاء،۶۱)
لوگ آپ کو پکڑ کر لے آتے ہیں اور پوچھتے ہیں۔

Marfat.com

القرآن قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿٦٢﴾

ترجمہ: کیا ہمارے خداؤں کے ساتھ اے ابراہیم (علیہ السلام) آپ نے یہ حرکت کی ہے؟ (الانبیاء ۶۲)

آپ علیہ السلام نے لوگوں کو بتوں کی اصلیت سے آگاہ فرمانے کے لیے فرمایا کہ اپنے بڑے بت سے پوچھو کہ سب مٹھائی کے تھال اُس نے اپنے آگے رکھ لیے ہیں اور جس کلہاڑے سے بتوں کو توڑا گیا ہے وہ بھی اُسی کے پاس ہے۔

وہ سب شرمندہ ہو گئے۔

ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ

ترجمہ: آخر کار یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٥﴾

ترجمہ: (اے ابراہیم علیہ السلام) آپ جانتے ہیں کہ یہ بول نہیں سکتے۔ (الانبیاء ۶۵)

نمرود اِس کے سب اہلکار اور تمام لوگ اِس حقیقت کو مان گئے کہ یہ بت بول نہیں سکتے ہیں لیکن نمرود کو اپنا شاہی تخت جاتا دکھائی دینے لگا۔ اُس نے آپ کو کڑی سزا جو دوسروں کے لیے عبرتناک ہو دینے کے لیے آگ کا بہت بڑا آلاؤ روشن کرنے کا حکم دیا یہ اتنی بڑی آگ تھی کہ اِس کے نزدیک بھی نہیں جایا جا رہا تھا۔ آپ علیہ السلام کو اِس میں پھینکنے کے لیے ایک بہت بڑی منجنیق تیار کی گئی اور آپ علیہ السلام کو اِس میں بٹھا دیا گیا اور جب منجنیق کو کھینچ کر آپ علیہ السلام کو پھینکا گیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کسی حکم کے متعلق عرض کی۔ آپ نے فرمایا:

اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا۔

مجھے آپ کی امداد کی ضرورت نہیں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اپنے خدا سے ہی دعا مانگیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

كَفَانِيْ عِلْمُهٗ بِحَالِيْ مِنْ سُؤَالِيْ۔

ترجمہ: جب وہ میرے حالات کو جانتا ہے تو پھر سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ وہ اُس نورِ محمدی ﷺ کو جو آپ علیہ السلام کی پشت مبارک میں تھا کیسے آگ میں جاتا دیکھ سکتا تھا۔ اللہ جل شانہٗ نے آگ سے بڑی سختی کے ساتھ فرمایا:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾

ترجمہ: فرمایا گیا اے آگ ٹھنڈی اور ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے سلامتی والی ہو جا۔ (الانبیاء ۶۹)

اے آگ خبردار میرے ابراہیم (علیہ السلام) کا بال بھی بیکا نہ کرنا اور واقعی جب آپ علیہ السلام اِس آگ میں تشریف لائے تو وہ آگ مہکتے پھولوں میں تبدیل ہو چکی تھی۔

Marfat.com

لیکن افسوس کہ نمرود جو اپنے آپ کو خدا کہتا تھا اتنا کچھ دیکھنے کے باوجود ایمان نہ لایا۔ اِس سے پہلے بھی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مناظرہ کر چکا تھا تو آپ علیہ السلام نے اِس سے فرمایا تھا کہ میرا خدا تو لوگوں کو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو اُس نے بھی دو آدمیوں کو لا منگوایا ایک کو پھانسی کا حکم ہو چکا تھا۔ اُس کو معاف کر دیا اور ایک بے گناہ تھا اُس کو قتل کر دیا گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دیکھ کر اِس کو فرمایا کہ میرا خدا تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اے نمرود اگر تو سچا ہے تو سورج کو مغرب سے نکال کر دکھا تو آپ علیہ السلام کے اِس جواب سے وہ اپنا سا مُنہ لے کر رہ گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اِس جھوٹے خدا کو اِس طرح ذلیل کیا کہ ایک حقیر مچھر اُس کے ناک سے اُس کے دماغ میں چلا گیا جب وہ تکلیف دیتا تو وہ لوگوں سے کہتا کہ میرے سر میں جوتے مارو اور اِسی طرح یہ خدائی کا جھوٹا دعویدار مغرور ہلاک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی غرور و کبر و بڑائی اور خود پسندی یعنی اپنے آپ کو بڑا کچھ سمجھنا یا دیکھنے سے پناہ عطا فرمائے۔

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کے نفس بھی فرعون سے کم تر نہیں ہیں۔ فرق یہ ہے فرعون کو وہ حالات واقعات میسر آگئے تھے اور ہم لوگوں کو وہ حالات واقعات میسر نہیں ہیں۔ حضور علیہ السلام کی ایک دعا ہے کہ یا اللہ ہم کو پلک جھپکنے کے لحظہ کے لیے بھی اپنے نفس کے حوالے نہ فرما۔

اور نفس ایسا واقعہ ہوا ہے کہ جب یہ گناہ پر آمادہ ہوتا ہے تو بزرگ فرماتے ہیں کہ اِس کو خدا اور اُس کے رسول علیہ السلام کے واسطے بھی دو جنت کا لالچ دو اور دوزخ سے بھی ڈراؤ تب بھی یہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر اپنی راہ نکال لے گا۔

لیکن جب آپ اِس کو بھوک دیں گے تو پھر یہ آپ کے آگے بے بس ہو کر ہمت ہار دے گا اور پھر یہ آپ کے لیے خدا تعالیٰ کی راہ کی سواری بن جائے گا لیکن اِس کے لیے ایک پیر کامل چاہیے جو آپ کی تربیت کر سکے اگر معمولی دنیا کی تعلیم کے لیے اول کلاس سے لے کر اعلیٰ کلاسوں تک تمام زندگی تعلیم حاصل کرتے گزر سکتی ہے تو خدا اور اُس کے رسول علیہ السلام کی راہ سلوک کو طے کرنے کے لیے کیا ایک اُستاد کی ضرورت نہیں؟ کیا قرآن پاک کو جاننے کے لیے جس کی تفسیر بیان کرنے سے اور جس کے کلمات کو لکھنے سے سمندر عاجز آسکتے ہیں تو کیا آپ خود ہی پڑھ کر اس کو سمجھ سکتے ہیں۔

القرآن - يُضِلُّ بِهٖ كَثِيرًا وَّيَهْدِي بِهٖ كَثِيرًا۔

ترجمہ: (اِسے پڑھ کر) بہت لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں اور بہت سے ہدایت پا جاتے ہیں۔

کافر لوگ جب اِس قرآن پاک کو پڑھتے تو کہتے تھے کہ اس کو نعوذ باللہ حضور علیہ السلام نے خود بنا لیا ہے۔

القرآن - هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲

ترجمہ: یہ ہدایت ہے متقی لوگوں کے لیے (یہ غور طلب بات ہے۔)

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

القرآن - وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۳۲

Marfat.com

ترجمہ: اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان فرما دیا ہے۔ تو کوئی ہے جو سوچے سمجھے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾

ترجمہ: کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا کہ اِن کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔

لیکن یہ سب کام اُس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک پیر کامل کی نظر اِس کے دل پر نہ ہو۔

اور ہاں یہ بھی بات ہے کہ وہ پیر جو خود مکمل نہیں ہے اپنے مریدوں کو کیونکر مکمل کر سکتا ہے؟ **کشف المحجوب**

اور بزرگ فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو تو حضور داتا گنج بخش حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب پڑھے تو اُس کی برکت سے اُسے پیر کامل میسر آجائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل و کرم کا مالک ہے۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جو لوگ ایمان لے آئے تھے نمرود کے مَرنے کے بعد بھی وہاں کے لوگ آپ پر ظلم وستم کرتے رہے تو آپ علیہ السلام اپنے چیروکاروں کے ساتھ بابل و نینوا کی عظیم سلطنت کو چھوڑ کر حَران سے ہوتے ہوئے مصر تشریف لے آئے اور یہاں رہنے لگے۔

آپ علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بہت نیک سیرت اور خوبصورت بھی تھیں۔ یہاں کا بادشاہ فراعنہ کے پہلے خاندان کا فرعون تھا۔ اُس کو کسی طریقے سے آپ رضی اللہ عنہا کے حُسن کا پتہ چل جاتا ہے تو وہ آپ کو اپنے دربار میں بلاتا ہے اور جب بُری نیت سے آپ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تو اُس کا ہاتھ وہیں خشک ہو جاتا ہے اور وہ نہایت تکلیف میں بلبلاتا ہے اور پھر بڑی عاجزی کے ساتھ آپ کے آگے عرض کرتا ہے کہ میرے ہاتھ کو ٹھیک کرنے کے لیے اپنے رب تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ آپ کو اس پر رحم آجاتا ہے اور آپ دعا فرماتی ہیں کہ اگر یہ سچا ہے تو اِس کا ہاتھ ٹھیک ہو جائے اُس کا ہاتھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔

اِس بادشاہ کی ایک بیٹی ہاجرہ تھیں۔ بادشاہ نے آپ کی کرامت دیکھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کے متعلق سُنا تو اپنی بیٹی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجیت میں دینے کو اپنا فخر خیال کیا اور اپنی بیٹی کو آپ علیہ السلام کی زوجیت میں دے دیا۔ (رحمت للعالمین ۲/ ۴۶۔ ۴۵) (ضیاالنبی ۱/ ۳۸۲)

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی بیٹی تھیں اور آپ کے چچا کا نام ہاران اکبر تھا۔ واضح رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السالم کے ایک بھائی کا نام بھی ہاران تھا۔ بعض لوگ یہ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے نعوذ باللہ اپنی بھتیجی کے ساتھ شادی کی کیونکہ اُس وقت کی شریعت میں یہ جائز تھی۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ آپ نے اپنے چچا کی بیٹی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی فرمائی تھی۔ (تاریخ طبری ۱/ ۱۲۵۔ ضیاالنبی ۱/ ۳۸۰)

اِن کے ہاں نوے برس کی عمر میں اولاد ہوئی تھی۔ اللہ جل شانہ نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک فرزند عطا فرمایا۔ آپ علیہ السلام نے اِس کا نام اسماعیل (علیہ السلام) رکھا۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مصر کے حالات کو نامناسب خیال فرماتے ہوئے یہاں سے ہجرت فرمائی اور ملک شام میں فلسطین کے ایک مقام "السبع" میں تشریف لے آئے اور یہاں رہائش اختیار فرمالی۔ یہاں نزدیک ہی پیدل تقریباً ایک دن رات کے فاصلے پر آپ کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام "المؤتفکہ" میں رہائش پذیر تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب "السبع" کے باشندوں نے تنگ کیا تو آپ یہاں سے بھی ہجرت فرما کر رملہ اور ایلیا کے درمیان "قط" نامی آبادی میں تشریف لے آئے۔

یہاں پر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک جب ایک سو بیس سال ہوئی اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک نوے سال کی ہوئی تو وہ فرشتے جو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لیے عذاب لے کر آئے تھے۔ انہی فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو ایک فرزند کی خوشخبری عطا فرمائی۔ (ضیاء النبی ۱/ ۳۸۳۔ تاریخ طبری ۱/ ۱۲۷)

اس سے پہلے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی تو آپ علیہ السلام اپنے بیٹے اور اپنی بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو کچھ عرصے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکہ مکرمہ میں لے آئے اور حرم کعبہ میں کعبہ شریف جو کہ اس وقت تعمیر نہیں ہوا تھا کے پاس بے آب وگیاہ وادی میں صرف کھجوروں کا چند روز کا کھانے کا سامان دے کر رخصت ہونے لگے تو آپکی بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پیچھے لپکیں کہ ہمیں کس کے پاس چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ علیہ السلام خاموش رہے۔ انہوں نے پھر سوال کیا آپ پھر خاموش رہے۔ تیسری دفعہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو آپ علیہ السلام نے اثبات میں اشارہ فرما دیا۔ اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام شیر خوار تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک ٹیلے کے پیچھے جا کر اللہ جل شانہ سے دعا فرمائی کہ اے اللہ تعالیٰ میں نے آپ کے حکم سے اپنی زریت کو ایسی جگہ جہاں کوئی کھیتی باڑی نہیں ہے آپ کے گھر کے پاس لا بسایا ہے۔ تاکہ یہ نماز پڑھیں یا اللہ تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل فرما دے اور ان کو پھلوں سے روزی عطا فرما تاکہ یہ شکر ادا کریں۔"

سبحان اللہ بے آب وگیاہ وادی میں جہاں دور دور تک کوئی آدمی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں نبوت کی نظر کتنی دور تک دیکھ رہی ہے۔ یہ ان سادہ لوح لوگوں کے لیے مقام عبرت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نبی (نعوذ باللہ) کچھ نہیں جانتا ہے ہاں بذات خود تو کوئی بھی کچھ نہیں جان سکتا ہے لیکن جب اسے اللہ تعالیٰ بتلائے اس کو غیب کی خبریں عطا فرمائے تو وہ سب کچھ جان سکتا ہے غیب کی خبریں بیان فرما سکتا ہے اور نبی کا معنی ہی غیب کی خبریں بتانے والا ہے۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام جب تشریف لے جاتے ہیں اور نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور ماں بیٹا اس وادی میں اکیلے رہ جاتے ہیں تو حضرت اسماعیل علیہ السلام جو ابھی شیر خوار ہیں پیاس سے بلکنے لگ جاتے ہیں اور مسلسل سفر و فاقے سے ماں کی چھاتی میں دودھ بھی ختم ہو چکا ہے۔ ماں سے بچے کی پیاس برداشت نہیں ہوتی ہے وہ بچے کو نشیب میں بٹھا کر دوڑتی ہوئی صفا کی پہاڑی پر جاتی ہیں تاکہ کہیں کوئی پانی وغیرہ نظر آ سکے لیکن کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی دور مروہ کی پہاڑی نظر آتی ہے صفا کی پہاڑی سے نیچے اترتی ہیں اور نشیب میں سے دوڑتی ہوئی بچے کی طرف دیکھتی ہوئی گزر کر مروہ کی پہاڑی کے اوپر

Marfat.com

تشریف لاتی ہیں اور قرب و جوار میں پانی وغیرہ کی تلاش کرتی ہیں شاید کوئی قافلہ وغیرہ ہی نظر آجائے لیکن کچھ نظر نہیں آتا ہے واپس نیچے اُترتی ہیں اور پھر نشیب کو دوڑتے ہوئے بچے کی طرف دیکھتی دیکھتی بے قراری کے عالم میں صفا کی پہاڑی پر قرب و جوار میں پانی کو دیکھنے یا کسی بستی یا قافلہ وغیرہ کو دیکھنے کے لیے تشریف لے آتی ہیں لیکن پھر بھی کوئی چیز نظر نہیں آتی ہے آپ پھر بے قراری کے عالم میں دوڑتی ہوئی مروہ کی پہاڑی کی طرف جاتی ہیں اور جب آپ رضی اللہ عنہا سات چکر پورے فرماتی ہیں تو اچانک بچے کے پاس جہاں وہ پیاس سے اپنی ایڑھیاں رگڑ رہا ہوتا ہے پانی کا ایک چشمہ اُبلتا ہوا دیکھتی ہیں۔ ہاں اِسے اللہ جل شانہٗ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام جاری فرما دیتے ہیں کیونکہ اللہ جل شانہٗ بھی آپ کی ان دونوں کی بے قراری دیکھ کر بے قرار ہو جاتے ہیں اور اپنے پیارے نبی علیہ السلام جن کی زریت میں اپنے پیارے محبوب پاک ﷺ کا نور جھلک رہا ہے کو بے قرار نہیں دیکھ سکے اور جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے نبی علیہ السلام کے معجزہ پر آپ علیہ السلام کی ایڑھیوں کے رگڑنے پر وہیں پانی کا چشمہ جاری فرما دیا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا پانی کو دیکھتے خوشی کے عالم میں دوڑتے ہوئے بچے کے پاس تشریف لاتی ہیں اور آس پاس کی مٹی کو پانی کے گرداگرد اکٹھا کرتی ہوئی پانی کو "زمزم" "زم زم" پکارتی ہیں (ٹھہر جا۔ ٹھہر جا۔ (حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری ماں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے۔ اگر وہ پانی کو زم زم ٹھہر جا ٹھہر جا نہ فرماتیں تو یہ پانی جاری ہو جاتا (ہر جگہ پھیل جاتا۔)

کچھ عرصہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السالم کے ساتھ یہاں گزارہ کہ اتنی میں جرہم قبیلہ کے لوگ جو ملک شام کی طرف جا رہے تھے کا یہاں سے گزر ہوا۔ انہوں نے خشک پہاڑوں کے اوپر پرندوں کو اِدھر اُدھر اڑتے دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگ کہ یہاں پانی کا کوئی چشمہ معلوم ہوتا ہے جب اُنہوں نے قریب پہاڑی پر چڑھ کر نیچے دیکھا تو اُن کو ایک چشمہ کے پاس ماں بیٹا بیٹھے دکھائی دیے وہ لوگ آپ کے حاضر خدمت ہوئے اور مؤدبانہ عرض کی کہ اگر آپ اِن کو یہاں رہنے کی اجازت دے دیں تو بہت مہربانی ہو گی اور چشمہ کی مالک آپ ہی ہوں گی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے بخوشی اُن کو اجازت دے دی کیوں کہ لق و دق صحراؤں میں پانی کا چشمہ ایک بیش بہا نعمت تھی۔ اِس طرح کچھ عرصہ بعد اور لوگ بھی یہاں آ کر آباد ہونا شروع ہو گئے اور اِس طرح مکہ مکرمہ میں آبادی کی ابتداء ہوئی۔ (تاریخ طبری ۱/ ۱۲۲۔ ضیاالنبی ۱/ ۳۸۴)

جب سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام تیرہ سال کے ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ جل شانہٗ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے حکم سے آپ علیہ السلام کو آگاہ فرمایا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام بولے:

يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

ترجمہ: میرے والد بزرگوار! کر ڈالیے جو آپ علیہ السلام کو حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ (سورۃ صافات، ۱۰۲)

Marfat.com

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹایا اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لی تاکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی محبت آپ کو اِس کام سے نہ منع کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کو قبول فرماتے ہوئے جنت سے ایک دنبہ بھیج دیا۔ جب آپ نے چھری چلا ڈالی تو آنکھوں سے پٹی اُتاری تو دیکھا کہ ایک دنبہ ذبح ہوا ہوا تھا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام صحیح وسلامت تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ "آپ نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا ہے۔" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِس کی جگہ ایک بڑی قربانی دے دی ہے۔ علماء اکرام بڑی قربانی سے مُراد سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کربلا معلیٰ میں شہادت مُراد لیتے ہیں۔

دراصل اسماعیل علیہ السلام کی پشت مبارک میں حضور علیہ السلام کا نور مبارک جلوہ فرما تھا۔ چھری کی کیا مجال تھی کہ آپ کا گلہ کاٹتی۔ یہ تو اللہ جل شانہٗ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بڑے کڑے امتحان لیے جس کا جتنا رتبہ بڑا ہوتا ہے اُتنا بڑا اُس سے امتحان لیا جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ تکالیف انبیاء اکرام علیہ السلام اجمعین پر آتی ہیں اور انبیاء علیہ السلام میں سب سے زیادہ تکالیف مجھ پر آئی ہیں۔ پھر جوں جوں کوئی انبیاء اکرام کے قریب تر ہوتا ہے یعنی اصحابہ اکرام اور اولیاء کرام اور پھر اُن کے قریب تر ہوتا ہے یعنی اصحابہ اکرام اور اولیائے صالحین اور پھر جوں جوں کوئی اولیاء اکرام کے قریب تر ہوتا ہے، اُس پر تکالیف ومصائب اُتنے زیادہ آتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عافیت کا میدان بہت بڑا ہے۔ اُس سے اُس کی عافیت کا سوال کیا کرو۔ یا اللہ ہم امتحانوں کے قابل نہیں ہیں ہم تجھ سے تیری عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ یا الٰہی حضور رحمت اللعالمین کے طفیل اور حضور علیہ السلام کے صبر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صبر کے صدقے میں رحم کی استدعا کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ علیہ السلام ہم پر نظر کرم فرمائیں اور اللہ جل شانہٗ سے ہماری سفارش فرمائیں اور ہمیں دین و دنیا کی کسی آزمائش اور امتحان میں مبتلا نہ فرمائیں اور محض اپنے کرم سے ہمیں جنت الفردوس میں حضور علیہ السلام کے قرب میں جگہ عطا فرمائیں۔ یا الٰہی جنت میں تو نے جو حور و غلمان اور فرشتے مقرر فرمائے ہیں وہ بھی تو بغیر آزمائش وتکالیف ومصیبتوں کے وہاں رہ رہے ہیں یا الٰہی تو تو قادر مطلق ہے جو تو فرمادے تو تجھ سے پوچھنے والا کوئی نہیں اور جو ہم کریں اُس کی ہم سے پوچھ ہوگی۔ یا الٰہی حضور علیہ السلام کی تمام امت پر رحم فرما۔ اُن سے مصائب وتکالیف دور فرمادے اور جس جس مشکل میں کوئی گرفتار ہے اُس سے اُس کو رہائی عطا فرما اور خاتمہ بالخیر فرما اور جنت الفردوس میں ایسی جگہ عطا فرما کہ وہاں سے تیرے محبوب علیہ السلام کی دید ہوتی رہے۔ آمین ثم آمین بجاہ نبی کریم رؤوف الرحیم ﷺ۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے سوائے حضور نبی کریم ﷺ جو کہ آخری نبی علیہ السلام ہیں اور کوئی نبی پیدا نہیں ہوئے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک سو بیس سال کی عمر میں جبکہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک نوے سال تھی اللہ

Marfat.com

جل شانہٗ نے اُن فرشتوں کے ذریعے خوشخبری دی تو جو قوم لوط علیہ السلام کی طرف عذاب لے کر آئے تھے اِس کا مفصل واقعہ قرآن پاک میں آتا ہے کہ کس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن کے لیے پورا بچھڑا گھی میں بھون کر لے آئے۔ پھر جب دیکھا کہ یہ کھاتے نہیں تو خوف سا محسوس کیا۔ تو انہوں نے عرض کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کو اولاد صالح کی بشارت دینے آئیں ہیں تو آپ کی بیوی جو اوٹ میں سُن رہی تھیں بے اختیار بول اُٹھیں کہ بڑھاپے میں اولاد کی خوشخبری؟ جبکہ ہڈیاں بھی ساتھ چھوڑ رہی ہیں۔ فرشتے کہنے لگے کہ آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم پر تعجب نہ کریں یعنی وہ ہر چیز پر قادر ہے اور پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خوف جاتا رہا تو وہ فرشتوں سے قوم لوط علیہ السلام کے عذاب کے بارے میں جھگڑنے لگے تو اللہ جل شانہٗ نے فرمایا کہ اے ابراہیم علیہ السلام جانے دیں۔ اِس بات کا فیصلہ تو ہو چکا ہے۔

تو اِن فرشتوں نے جو اولاد صالح کی خوشخبری دی تھی۔ وہ سیدنا حضرت اسحٰق علیہ السلام تھے۔ جن کی اولاد سے دیگر انبیاء علیہ السلام اجمعین بہت بڑی تعداد میں تشریف لائے۔ اِن کی اولاد ملک شام کے آس پاس جاگزین ہوئی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی جگہ مکہ مکرمہ منیٰ میں اور آپ کی اولاد ملک عرب میں جاگزیں ہوئی۔

اِدھر حضرت اسماعیل علیہ السلام جب بڑے ہوئے تو قبیلہ جرہم کے لوگوں نے اپنی بیٹی کا رشتہ آپ کو عطا فرما دیا لیکن یہ خاتون بہت تند مزاج تھیں کئی سال بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کی ملاقات کے لیے تشریف لائے تو حضرت اسماعیل علیہ السالم کو گھر پر موجود نہ پایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بہو کے اخلاق کو انبیاء کے مناسب خیال نہ فرماتے ہوئے اپنی بہو سے کہا کہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام تشریف لائیں تو اُن سے کہنا کہ اپنے گھر کی دہلیز کو بدل دیں اور آپ تشریف لے گئے۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر پر تشریف لائے تو بیوی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حلیہ بتایا کہ وہ تشریف لائے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا اُنہوں نے کوئی پیغام بھی دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اپنے گھر کی دہلیز بدل دیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السّلام تھے اور وہ دہلیز تم ہو۔ لہٰذا آپ کے حکم کے مطابق میں تم کو طلاق دیتا ہوں۔

کچھ عرصہ بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بنو جرہم کی ایک اور خاتون سے شادی کر لی۔ یہ خاتون بہت اچھی خوش اخلاق تھیں۔ جب کچھ عرصہ بعد دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تو پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر پر نہیں تھے۔ آپ کی بیوی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لے جانے لگے تو آپ نے اپنی بہو سے فرمایا جب حضرت اسماعیل علیہ السلام تشریف لائیں تو اُنہیں پیغام دینا کہ اپنے گھر کی دہلیز برقرار رکھیں۔ چنانچہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ کی بیوی نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے دروازے کی چوکھٹ کو برقرار رکھنے کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حکم سنایا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد بزرگ وار نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے ساتھ رفیقہ حیات کی حیثیت سے زندگی برقرار رکھوں۔

Marfat.com

واضح رہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ آپ کی پہلی شادی کے بعد ہی وصال فرما گئیں تھیں۔

جب تیسری مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر تشریف لائے تو اِس وقت آپ کی عمر تیس سال ہو چکی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اِس دفعہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کعبہ معظمہ کی تعمیر کے متعلق حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بتایا آپ نے فوراً لبیک فرمایا اور دونوں باپ بیٹا اِس عظیم کام میں مصروف ہو گئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پہاڑ سے پتھر توڑ توڑ کر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن کو کعبے شریف میں جوڑتے جاتے تھے۔

آج بھی مقام ابراہیم علیہ السلام پر جو پتھر وہاں پڑا ہے اِس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام پتھر چنتے تھے۔ اِس پتھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشانات جوتوں سمیت آج بھی نقش ہیں۔ اِسی کے متعلق اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں:

القرآن ۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ

ترجمہ: اور مقام ابراہیم کو اپنا مصلیٰ بنا لیجئے۔ (سورۃ بقرہ، ۱۲۵)

ہر ایک کو طواف کے بعد یہاں دو نفل پڑھنے کا حکم ہے اِس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر سب سے پہلے کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی۔

القرآن ۔ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ

ترجمہ: اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کعبہ کی دیواریں بلند فرما رہے تھے۔

(سورۃ بقرہ، ۱۲۷)

کام مکمل فرمانے کے بعد اپنے لیے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے اور تمام امت کے لیے دعا مانگی اور خصوصی طور پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہمارے پیارے نبی حضور علیہ السلام کے لیے دعا فرمائی۔

القرآن ۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾

ترجمہ: اے ہمارے رب بھیج اِن میں سے ایک برگزیدہ رسول (علیہ السلام) انہیں میں سے تاکہ پڑھ کر سنائے اُنہیں تمہاری آیتیں اور سکھائے اِنہیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک و صاف کر دے اِنہیں بے شک تو ہی بہت زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ (سورۃ بقرہ، ۱۲۹)

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ۔

Marfat.com

ترجمہ: یعنی میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے کام کو مکمل کر چکے تو اللہ جل شانہ نے آپ کو حکم دیا کہ

القرآن - اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ

ترجمہ: آپ لوگوں میں حج کا اعلان فرما دیں۔

آپ نے عرض کی یا اللہ میری آواز کہاں تک پہنچے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ اعلان فرمائیں۔ آپ کی آواز کو میں مَردوں کی پشتوں اور عورتوں کے رحموں تک بھی پہنچا دوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی آواز کو تمام انسانوں تک پہنچا دیا۔ حتیٰ کہ جو ابھی مردوں کی پشتوں اور عورتوں کے رحموں میں تھے۔ اُنہوں نے بھی اِس اعلان کو سُنا اور جس نے لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ کہا وہ حج کی سعادت سے بہرہ ور ہو گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جبرون کے مقام پر ایک سو پچھتر سال کی عمر میں وفات پائی۔

(ضیاالنبی ۱/ ۳۹۴۔ تاریخ طبری ۱/ ۱۳۳)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اِن کی دوسری بیوی جو قبیلہ جرہم سے تھیں۔ جن کا نام السیدہ بنت مضاض بن عمرو الجرہمی تھا۔ اِن کے بطن سے آپ کے بارہ فرزند پیدا ہوئے۔ علامہ طبری کے مطابق اِن کا نام نابت۔ قیدر۔ اوبیل۔ میشا۔ مسمع۔ دما۔ ماس۔ اُدو۔ وطور۔ نفیس۔ طما اور قیدمان ہیں اِس کے علاوہ آپ کی ایک صاحبزادی بھی تھیں۔

آپ کی عمر مبارک ایک سو تیس سال کی ہوئی جب وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے بھائی حضرت اسحاق علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ اُن کی بیٹی کی شادی وہ اپنے بیٹے "عصیو" سے فرمائیں۔

آپ کو اپنی والدہ ماجدہ کے پہلو میں "مقام ہجر" میں دفن کیا گیا۔ (تاریخ طبری، ۱/ ۱۶۲۔ ۱۶۱) (ضیاالنبی ۱/ ۳۹۴)

آپ کے دو فرزندوں نابت اور قیدر کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت ڈالی اور یہ پورے عرب میں آباد ہوئے۔ حضور علیہ السلام حضرت نابت کی اولاد میں سے ہیں۔ (سیرت النبی ابن اسحاق ابن ہشام، مطبوعہ ستمبر ۱۹۸۹ء صفحہ ۲۴ جلد ۱)

اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرماتا رہا اور حضور علیہ السلام کے تمام آباء و اجداد توحید پرست تھے اور کسی میں بھی کوئی جاہلانہ رسوم نہیں پائی جاتی تھیں۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار سے وہ اپنے والد بزرگوار حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

الحدیث — ان النبی ﷺ قال خرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لَّدُن ادمَ اَن ولدَنی ابی وامی۔ لم یصبنی من سفاح الجاھلیۃ شیءٌ۔ (ضیاالنبی ۱/ ۳۹۶)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نکاح سے ظاہر ہوا ہوں میں ناجائز طریقہ سے ظاہر نہیں ہوا۔ آدم

Marfat.com

علیہ السلام سے لے کر اِس وقت تک جب کہ میرے والد اور والدہ نے مجھے جنا مجھے زمانہ جاہلیت کی کسی غلط چیز نے نہیں چھوا۔

عکرمہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیت شریف وَ تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام ایک نبی علیہ السلام کی پُشت سے دوسرے نبی علیہ السلام کی پشت میں منتقل ہوتے رہے۔ (اور پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد حضور علیہ السلام ہی اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام ہوئے۔ یہاں تک کہ حضور علیہ السلام نبی ہو کر ظاہر ہوئے۔

حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کا سلسلہ نسب جو کہ حضور علیہ السلام حضرت عدنان تک بیان فرماتے تھے یہ ہے۔ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدامناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزاذ بن معد بن عدنان۔

حضرت عدنان

عدنان پہلے شخص ہیں جنہوں نے بیت اللہ کو غلاف چڑھایا اللہ تعالیٰ نے شیاطین جن و انس سے ان کی حفاظت کے لیے فرشتے مقرر فرما دیے ہوئے تھے۔ اس لیے ان کا نام عدنان پڑا۔

ان کے والد کا نام "ادو" یا "اُد" تھا ان کے دو اور بھائی جو باپ کی طرف سے تھے اِن کا نام نبط اور عمرو تھا۔ یہ لوگ عرب کے لوگوں کے سردار تھے۔

علامہ ابن خلدون کے مطابق جب "حضور" شہر کے باشندوں نے اپنے نبی شعیب علیہ السلام کو شہید کیا تو اللہ تعالیٰ نے اَرمیاء علیہ اسلام جو بنی اسرائیل کے نبی تھے کو وحی فرمائی کہ وہ بخت نصر کو حکم دیں کہ وہ عرب پر چڑھائے کرے اور انہیں اس ظلم و بغاوت کی سزا دے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ان کے ہمراہ ہوگی نیز وہ عرب کے سردار عدنان کے بیٹے کو (ان کی عمر ابھی بارہ سال تھی) کو ہمراہ لا کر ان کی مناسب دیکھ بھال و تربیت فرمائیں کیونکہ قدرت ان کی پشت سے عظیم الشان نبی علیہ السلام پیدا کرنا چاہتی ہے۔

بخت نصر نے ملک عرب پر یلغار کی اور تمام اہل عرب کو جو عدنان کے پرچم تلے جمع تھے شکست دی اور بے شمار جنگی قیدیوں اور مال غنیمت کو تجت نسر ساتھ لے آیا۔ اور جنگی قیدیوں کو عراق میں دریائے فرات کے کنارے انباء شہر میں آباد کیا جس کو حضرت خالد بن ولید رحمتہ اللہ علیہ نے ۶۳۴ء میں فتح کیا۔

حضرت عدنان کی وفات کے بعد ان دونوں پیغمبروں نے عدنان کے بارہ سالہ فرزند حضور معد کو اپنے پاس لا کر اس کی مناسب دیکھ بھال فرمائی عدنان کی وفات کے بعد جب عرب ویران ہوگیا۔ اور بخت نصر نے بھی وفات پائی تو حضرت معد

Marfat.com

نبی اسرائیل کے انبیاء علیہ اسلام کے ساتھ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور حج بیت اللہ فرمایا اور انہوں نے اپنے خاندان کے دو سرے لوگوں کو بھی مختلف جگہوں سے بلا کر مکہ مکرمہ میں آباد فرمایا۔ (تاریخ ابن خلدون البروت ۲ آ ۲۱۸ ضیا النبی)۔

حضرت معد

حضرت عدنان کی عمر اس وقت صرف بارہ سال تھی بخت نصر ان کو عرب سے نکال کر لے آئے اور اس کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کے دو نبیوں نے ان کی تربیت فرمائی۔ یہ دو انبیاء اکرام ارمیاد اور حضرت بلشیاء علیہ اسلام اجمعین تھے۔

علامہ ماوردی لکھتے ہیں کہ حضرت معد پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے بنی اسماعیل کے شرف وجد کی بنیاد رکھی۔ اور اس کا قلعہ تعمیر کا انہوں نے تہامہ پر قبضہ کر لیا۔ اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل کی جاتی تھی اور عرب کے مشہور شاعر مہلہل کے مطابق تہامہ کا علاقہ اسی وجہ سے خوشحال ہو گیا کہ وہاں حضرت معد کی اولاد سکونت پزیر ہو گئی۔ (اعلامہ انبوت الماوردی۔ ۱۲۷۔ ضیا النبی ۱/ ۴۰۳)

ان کو معد اس سے کہا جاتا تھا کہ یہ ہر وقت بنی اسرائیل کے خلاف جنگ و جدل کے لیے تیار رہتے تھے۔ اور حضور علیہ اسلام کے نور کی بدولت ہمیشہ فتح حاصل کرتے تھے۔ (سیرۃ النوبہ زینی وخلان ۱۔ ۲۱)

حضرت نزاد

جب ان کی پیدائش ہوئی تو ان کے باپ حضرت معد نے بہت سے اونٹ ذبح کیے اور بہت بڑی ضیافت کا اہتمام کیا اور بہت زیادہ لوگوں کو مدعو کیا۔ حضور علیہ السلام کا نور مبارک ان کی دو آنکھوں کے درمیان چمک رہا تھا اس وجہ سے ان کے باپ نے کہا کہ میں نے جو کچھ بھی خرچ کیا ہے۔ وہ اس بیٹے کے آگے بہت حقیر ہے۔ اس لیے ان کا نام نزانہ پڑا۔

(سہل الہدی ۱۔ ۳۴۵)

یہ بہت حسین و جمیل تھے اور عقل و فہم میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا اور یہ جس بھی دربار میں جاتے بادشاہ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔

حضرت مضر

یہ بھی نہایت حسین و جمیل تھے کیونکہ ان کی پیشانی میں بھی حضور علیہ السلام کا نور مبارک چمک رہا تھا۔ ان کا نام مضر اس لیے پڑا کہ جو کوئی بھی ان کو دیکھتا تھا ان پر فریفتہ اور شیدائی ہو جاتا تھا (سیرہ النویہ زینی وحدانی ۲۰) یہ چار بھائی تھے مضر۔ ربیعہ ۔ایار اور انہار۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ربیعہ اور مضر کو برا بھلا مت کہو کیونکہ وہ دونوں مومن تھے دوسری روایت کے مطابق

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مُضر کو بُرا مت کہو کیونکہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین پر تھے۔ مضر کی قبر روحاء میں ہے۔
(سیدۃ النبویہ زینی دحلان ا۔ ۲۰)

حضرت الیاس

اِنہوں نے سب سے پہلے جانور کی قربانی کعبہ شریف میں کی تھی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ الیاس کو بُرا بھلا مت کہو وہ مومن تھے اہل عرب میں ان کی مثال ایسی تھی۔ جیسے لقمان حکیم کی اپنی قوم میں تھی۔ (سیرۃ النبوۃ زینی دحلان ا۔ ۱۹ ضیاالنبی ا ا ۴۰۸)

آپ کے اقوال میں سے ہے کہ جو کوئی خیر کو بوتا ہے۔ وہ خوشی کی فصل کاٹتا ہے اور جو بُرائی کو بوتا ہے وہ ندامت کی فصل کاٹتا ہے۔

جب حضرت الیاس جوان ہوئے تو بُرائیاں معاشرے میں پیدا ہوگئی تھی۔ آپ نے ان کی تصیح فرمائی۔
(سہل الہدی ا۔ ۳۴۱)

حضرت مدرکہ

ان کا اصل نام عمرو تھا ان کے ایک بھائی تھے ان کا نام عامر تھا۔ ایک دن دونوں بھائی جنگل میں اپنے اونٹوں کے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک جنگلی ہرن ان کے پاس سے گزرا جس سے اونٹ بدک کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ دونوں بھائیوں نے آپس میں صلاح کی۔ عمرو اونٹوں کو پکڑنے کے لیے دوڑے اور عامر شکار کو پکڑنے کے لیے دوڑے۔ اور دونوں کامیاب ہوئے شام کو اپنے والد کو انہوں نے سارا واقعہ سنایا تو ان کے باپ نے عمرو کو کہا کہ تو مدرکہ ہے۔ اور عامر کو کہا کہ تو طانجہ ہے۔ یہ دونوں بھائی اسی نام سے مشہور ہوئے ان کی والدہ چمن کے ایک قبیلہ کے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ بہت سلیقہ شعار اور اوصاف والی عورت تھیں۔ ہر کوئی ان کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ یہ خندف کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ (تاریخ طبری ۳۔ ۱۸۹)

حضرت خزیمہ

ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ سب خصائص اور اچھے اخلاق ان کی زات میں جمع ہو گئے تھے ان کی والدہ کا نام سلمی بنت اسلم تھا۔ ان کے ایک بھائی کا نام ہذیل تھا۔ جو ان کے سگے بھائی تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق خزیمہ کی وفات بھی دین ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی۔ (تاریخ طبری ۲۔ ۱۸۸۔ سہل الہدی ا۔ ۳۳۸ بنیا النبی ا۔ ۴۱۰)

Marfat.com

حضرت کنانہ

امام محمد یوسف کے مطابق کنانہ کا معنی ترکش ہے۔جس طرح ترکش تیروں کو اپنے اندر چھپا لیتا ہے اس طرح انہوں نے بھی اپنی ساری قوم کو اپنے جود و کرم سے اپنے دامن میں چھُپا لیا تھا۔اس لیے ان کا یہ نام زبان زد عام ہوگیا۔ان کی والدہ کا نام بحوانہ بنت سعد تھا۔اور ان کی کنیت ابو النضر تھی۔

ایک ان یہ حطیم میں سو رہے تھے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ انہیں کہا گیا کہ گھوڑے اونٹ تعمیرات اور دائمی عزت میں سے ایک چیز چن لو۔انہوں نے عرض کی کہ یارب مجھے تمام چیزیں عطا فرما چنانچہ حضور علیہ السلام کے صدقے میں ان کو تمام چیزیں عطا فرمائیں گئیں۔

عامر العداوتی کے مطابق جب کہ یہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور دور دراز سے عرب لوگ ان کی زیارت کے لیے آتے تھے۔تو آپ ان سے فرماتے تھے کہ ایک نبی علیہ السلام کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آگیا ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دیں گے ان کا نام مبارک احمد (ﷺ) ہوگا۔وہ اچھے اخلاق نیکی اور احسان کی تلقین فرمائیں گے۔پس اے اہل عرب تم اس نبی مکرم علیہ السلام کی پیروی کرنا اس سے تمہاری عزت وتوقیر میں اضافہ ہوگا۔(سہل الہدی وارشار ۱۔۳۳۸ ضیا النبی ۱۔۴۱۱)

حضرت نضر

یہ بہت خوبصورت تھے اس لیے ان کا نام نضر پڑا دراصل ان کا نام قیس تھا۔اور ان کی والدہ کا نام برہ بنت مر بن بن طانجہ تھا۔نضر کی اولاد کو قریش کہا گیا۔

کنانہ نے اپنی پہلی بیوی کے بھائی کی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا تھا جس کا نام برہ بنت مر بن اُد بن طانجہ تھا ان کے شکم سے کنانہ کے فرزند النفر پیدا ہوئے تھے۔اتفاق سے کنانہ کی پہلی بیوی کا بھی یہی نام تھا۔لیکن ان سے ان کی کوئی اولاد نہ ہوئی اور وہ فوت ہوگئیں۔(سیرالنبوی ﷺ از زینی دحلان ۱۔۲۱)

حضرت مالک

ان کی والدہ کا نام عاتکہ اور ان کا لقب عکرشہ تھا۔نضر کی اولاد قریش کے نام سے منسوب ہوئی اس کی متعدد وجوہ بیان کی گئیں ہیں۔

کیونکہ مالک کے والد نر لوگوں کی ضروریات کو پورا فرمایا کرتے تھے اور حجاج کی ضروریات پوچھا کرتے تھے اور ان

Marfat.com

کی والدہ بھی یہی کرتی تھی۔اس لیے قریش کہلائے قریش قرش سے ماخوز ہے جس کا معنی نفشیش کرنا ہے۔

ایک دن نفسر بن کنانہ اپنی قوم کی ایک مجلس میں تشریف لائے۔ان کے چہرے کے ہیبت وقار کو دیکھ کر لوگ کہنے لگے۔کہ دیکھو یہ ایک ''جمل قریش'' ہے۔یعنی طاقتور سانڈ ہے۔علاوہ قریش ایک بحری جانور کا بھی نام ہے جو چھوٹے چھوٹے سمندری جانوروں کو ہڑپ کر جاتا ہے۔کیونکہ بنونفسر اپنی ہیبت سے سب پر چھا جاتے تھے اس لیے ان کا نام قریش پڑا اور اِس سبب سے اِن کی اولاد قریش کہلاتی ہے اور بعض کے نزدیک جب قصی نے بنونضر کی اولاد کو عرب کے مختلف علاقوں سے مکہ میں اکٹھا کیا تو لوگوں نے کہا: تقریش بنو نضر آئ تجمعو یعنی بنونضر کی اولاد جمع ہوگئی۔

علاوہ قریش کا لفظی معنی تقرش یعنی تجارت کرنا بھی ہے۔کیونکہ یہ لوگ تجارت پیشہ تھے اس لیے ان کا نام قریش پڑا۔

اور ابی سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف روایت فرماتے ہیں کہ جب قصی حرم میں اترا اور اقتدار ہاتھ میں لے کر لوگوں کے کام کیے۔اس لیے ان کو قریش کہا گیا اور یہ پہلے شخص تھے جنہیں قریش کے نام سے پکارا گیا۔

(تاریخ طبری ۲۔۱۸۷ ضیاالنبی ۱۔ ۴۱۳ تا ۴۱۵)

حضرت فہر

یہ جماع قریش لقب سے مشہور ہوئے ان کی والدہ کا نام جندلہ بنت عامر بن حارث بن مضاض الجرہمی تھا۔ یہ بھی اپنے قبیلہ کے سردار تھے۔

جب حسان بن عبدالکلال الحمیری نے یمنی قبائل کے لشکر کے ساتھ اہل عرب پر اس لیے چڑھائی کی کہ وہ کعبہ کے پتھر اُٹھا کر ملک یمن سے لے جائیں اور وہاں پر کعبہ تعمیر کریں۔تاکہ لوگ وہاں حج کے لیے آیا کریں تو فہر نے اپنے لشکر کے ساتھ مل کر یمنی لوگوں کو شکست دی اور عبدالکلال کو جنگی قیدی بنالیا گیا۔

حسان بن عبدالکلال تین سال تک مکہ میں قید رہا۔عربوں کا یعی کافی جانی نقصان ہوا تھا۔افریں میں جذبہ کے بدلے اس کو رہا کیا گیا لیکن یہ یمن پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں مرگیا۔(تاریخ طبری ۱۸۶۲)

حضرت غالب

ان کی کنیت ابوتیم تھی یہ چار بھائی تھے غالب بن فہر حرث بن فہر اسد بن فہر اور ان کی ماں لیلیٰ بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھی۔(سیرت ابن ہشام ۱۔ ۷۴)

حضرت لوی

ابن اسحاق کے مطابق عامر بن فہر کے دو بیٹے پیدا ہوئے لوی بن غالب اور تیم بن غالب اور ان دونوں کی ماں سلمی

Marfat.com

بنت عمرا الحزاعی اور تمیم بن غالب کی اولاد کو بنوالادرم کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کی ٹھوڑی میں نقص تھا۔ (سیرت ابن ہشام ا۔ ۷۴)

اور پیر کرم شاہ صاحب کی تحقیق کے مطابق "لوی" کی والدہ کا نام عاتکہ بنت یخلد بن کنانہ تھا۔ قریش میں یہ پہلی عورت عاتکہ نامی خاتون ہیں جن کا ذکر کر حضور علیہ السلام کے نسب مبارک میں آتا ہے۔

حضرت لوی کو اللہ تعالیٰ نے حکم اور حکمت سے نوازا تھا۔ بچپن سے ہی ایسے جملے آپ کی زبان سے نکلتے تھے۔ جو ضرب المثل بن جایا کرتے تھے۔ (سہل الہدی وارشاد ا۔ ۲۳۰ ضیا النبی ا۔ ۴۱۶)

"گویا کہ حضور علیہ السلام کے آباؤ اجداد چمکنے والے نمایاں ستارے تھے" یہ الفاظ آج ۱۵ مورخہ ۶ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ بمطابق ۶ جون ۲۰۱۴ رات خواب میں کوئی غیب سے پکار رہا ہے۔" (احقر العباد المجاہد نثار النبی)

حضرت کعب

گویا کہ جوں جوں آپ حضور علیہ السلام کا زمانہ قریب آرہا تھا۔ حضور علیہ السلام کا بڑی بے تابی سے انتظار ہو رہا تھا۔

حضرت کعب کی شخصیت کی بھی ایک بہت بڑی حیثیت تھی۔ وہ ہر جمعہ المبارک کو اپنے قبیلہ قریش کو اکٹھا کرتے اور انہیں وعظ و نصیحت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا درس دیتے تھے اور انہیں زمین و آسمان کی پیدائش اور دیگر مظاہر قدرت میں غور و فکر کا درس دیتے تھے اور لوگوں کو صدقہ وصلہ رحمی اور وعدہ کی پابندی کا درس دیتے اور انہیں بتاتے کہ آخری نبی علیہ السلام ان کی اولاد سے ہوں گے۔ اور اگر ان کی قوم کو حضور علیہ السلام کا عہد نصیب ہو۔ تو ان پر فوراً ایمان لے آئیں۔

امام محمد بن یوسفی کے مطابق از سبل الرشاد از ضیا النبی ا۔ ۴۱۷ آپ کے خطبہ کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

سنو اور یاد رکھو۔ سمجھو اور سیکھو رات کی تاریکی چھا جاتی ہے اور دن کی روشنی پھیل جاتی ہے زمین پنگھوڑا اور آسمان پختہ چھت ہے۔ پہاڑ میخیں ہیں۔ اور ستارے نشانات ہیں۔ یہ تمام چیزیں بے مقصد پیدا نہیں کی گئیں تاکہ تم ان تکوینی آیات سے منہ پھیر لو۔ بعد میں آنے والوں کا حال بھی وہی ہوگا۔ جو پہلوں کا ہوا۔ مرد بھی عورت کی طرح ہے۔ انسان جوڑا جوڑا اور تنہا فنا کی طرف بڑھ رہا ہے۔ پس صلہ رحمی کرو اور اپنے وعدوں کا ایفا کرو۔ اپنے مسرال کی حفاظت کرو اور اپنے مالوں میں اضافہ کرتے رہو کیونکہ ان اموال پر ہی تمہاری مروت و احسان کا دارومدار ہے کیا کسی ہلاک ہونے والے کو دیکھا ہے۔ کہ وہ لوٹ کر آیا ہو۔ یا کسی مردہ کو دیکھا ہے وہ قبر سے اٹھ کھڑا ہوا ہو دار آخرت تمہارے سامنے ہے۔ اپنے حرم کو آراستہ کرو۔ اور اس کی تعظیم کرو اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ اس سے ایک بہت شاندار اہم خبر آئے گی۔ اور اسی سے ایک نبی ظاہر ہوں گے۔ یہی خوشخبری حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امتوں کو دی اس کے بعد آپ شعر پڑھتے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

ہر روز دن اور رات میں واقعات رونما ہوتے ہیں ہم پر ان کی رات اور ان کا دن یکساں ہے اور اچانک نبی کریم جن کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ تشریف لائیں گے۔ اور ہمیں ایسی خبروں سے آگاہ کریں گے۔ جن کا خبر دینے والا

Marfat.com

سچا ہوگا۔ بخدا کاش اس وقت میرے کان اور آنکھیں میرے پاؤں اور ہاتھ صحیح ہوں تو میں اس دعوت کو پھیلانے کے لیے اس طرح سر بلند ہوں جیسے اونٹ کھڑا ہوتا ہے۔ اور اس طرح فخر و ناز سے چلوں جس طرح نر سانڈ چلتا ہے۔ اور اے کاش میں اس وقت موجود ہوتا جب کہ قبیلہ حق کو نامراد کرنے کے لیے معروف عمل ہوتا۔"

کوئی ادنی سا عقل والا بھی اس عبارت سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ دین ابراہیمی علیہ اسلام پر ایک خدا کے پیروکار تھے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ۳۲۰۔۳۲۹)

حضرت کعب اور حضور علیہ السلام کے درمیان پانچ سو ساٹھ سال کا وقفہ ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب حضرت کعب سے جا ملتا ہے۔

حضرت مرہ

حضرت مرہ کی کنیت ابو یقظہ تھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب بھی یہاں آ کر حضور علیہ اسلام سے جا ملتا ہے۔ یہ حضور علیہ اسلام کے نسب کے اعتبار سے چھٹے دادا جان تھے۔ (محمد رسول اللہ ۱۱۔ ضیا النبی ۱۔ ۴۲۰)

حضرت کلاب

یہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تیسرے دادا ہیں اور یہاں آ کر حضور علیہ اسلام کے والد پاک اور والدہ پاک کا نسب آپس میں مل جاتا ہے۔ اور مشہور ہے کہ عربی مہینوں کے موجودہ نام انہوں نے تجویز کیے تھے۔

یہ کتوں کے ساتھ بکثرت شکار کیا کرتے تھے اس لیے ان کا نام کلاب پڑا۔

حضرت قصیٰ بن کلاب

ان کا نام قصیٰ اس لیے پڑا کیونکہ یہ مکہ سے شام میں جوان ہوئے۔ قصی کے معنی دور کے ہیں۔ یہ حضور علیہ اسلام سے تقریباً چار سو سال پہلے پیدا ہوئے۔ ان کا نام زید تھا ان کے والد کلاب کی وفات کے بعد ان کی والدہ نے بنو قضاء کے ایک شخص ربیعہ حرام سے شادی کر لی تھی۔ وہ ان کو لے کر شام کی سرحد پر عذرہ چلے گئے اور قصی بھی کم سنی میں ان کے ساتھ ہی شام چلے گئے۔ اور وہیں پرورش پائی اور جوان ہونے کے بعد ان کو کسی نے غریب وطنی کا طعنہ دیا تو ان سے برداشت نہ ہوا۔ انہوں نے اپنی والدہ سے واپس مکہ جانے کو کہا۔ والدہ نے کہا کہ بیٹا ابھی حج کا موسم آنے والا ہے۔ میں آپ کو کسی قافلے کے ساتھ مکہ بھیج دوں گی اس طرح آپ بحفاظت مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ یہاں ان کے ایک بھائی زید رہتے تھے۔ آپ ان کے پاس ٹھہرے۔ جب جوان ہوئے تو بنو خزانہ کے ایک سردار خلیل بن حبیشہ کی لڑکی مجسی بنت خلیل سے شادی کر لی۔ ان سے آپ کے چار بیٹے عبدلزار۔

Marfat.com

عبدالمناف، عبدلعزی، عبد بن قصی پیدا ہوئے۔ خلیل کیوں کہ کافی بوڑھا ہوگیا تھا۔ اس لیے اس نے کعبے کی متولیت اپنی بیٹی کو دے دی۔ بیٹی نے کہا کہ میں نہ دروازہ کھول سکتی ہوں نہ بند کرسکتی ہوں اس نے اپنے بیٹے ابوغیشان کو متولیت دے دی۔ قصی نے شراب کے ایک مٹکے اور سارنگی کے عوض ان سے کعبے کو متولیت کا حق لیے لیا تو عرب میں جب کسی کو کوئی گھاٹا پڑتا تو لوگ کہتے اَخْسَرَ صَفْقَةٍ مِنْ اَبِیْ غَیْشَان یعنی یہ سودا ابوغیشان کے سودے سے بھی گھاٹے کا ہے۔

بنوخزاعہ قصی کے متولی بننے پر سخت مشتعل ہو گئے اور نوبت جنگ پر پہنچ گئی قصی نے بھی اپنے بھائیوں کو مدد کے لیے بلایا۔ اور اس طرح دوسرے ہمدرد قبیلوں کو بھی ساتھ ملایا۔ اور فریقین میں خوب جنگ ہوئی۔ دونوں طرف کے لوگ مارے گئے۔ آخر میں دونوں فریقوں نے یعمر بن عوف بن کعب کو اپنا نائب مقرر کیا۔ اس نے صمن کعبہ میں اپنا فیصلہ سنایا کہ فریقین کے مقتولوں کا خون معاف ہے اور میں قصی کو کعبے کا متولی بناتا ہوں۔ یہ ۴۴۰ء کا واقعہ ہے (علامہ ابن کثیر کامل۔ سیرۃ النبویہ زینی دحلان رحمتہ اللعالمین ا۔ ۶۶۷ طبقات ابن سعدا۔ ۷۲) قصی نے مندرجہ ذیل اصلاحات نافذ کیں۔

ا- رفادہ

قصی نے حاجیوں کے کھانے پینے کے اس انتظام کے لیے ایک فنڈ قائم کیا۔ سب لوگوں نے اس میں خوب معاونت کی۔ سب حاجیوں کو اس فنڈ میں سے کھلایا پلایا جاتا تھا۔ بنی عباس کی ولادت کے دور تک یہ رفادہ کا انتظام جاری رہا۔

۲- حجابہ

اس سے مراد بیت اللہ کے دروازے کا کھولنا بند کرنا اور لوگوں کی امانتوں کو سنبھالنا اور کعبے کے نذرانے وصول کرنا تھا۔

۳- سقایہ

بہت سا پانی اکٹھا کر کے اس میں کشمکش ملائی جاتی تھی تاکہ یہ پانی میٹھا ہو جائے۔ اور حاجیوں کو یہ پانی پیش کیا جاتا تھا۔

۴- ندوہ

یہ ایک قسم کی مجلس شوریٰ تھی یہ ایک بہت بڑی عمارت تھی جس کا دروازہ صحت کعبہ میں کھلتا تھا۔ اہل مکہ کے نمائندے اس میں شامل ہوتے جن کی عمریں چالیس سال سے اوپر ہوتیں یہاں پر تمام امور کے متعلق فیصلے کیے جاتے تھے۔ بچیوں کی شادیاں بھی یہیں ہوتی تھیں اور بچوں کے ختنے بھی یہیں ہوتے تھے۔ قصی نے اس کا انتظام اپنے بڑے بیٹے عبداللہ کے سپرد کیا۔

Marfat.com

۵- اللواء

خطرے یا لڑائی کے وقت ایک وسیع میدان میں ایک جھنڈا گاڑ جاتا تھا۔ اور تمام قریش فوری طور پر تیار ہو کر مقابلے کے لیے یہاں جمع ہو جاتے تھے۔

اس کے علاوہ قصی نے کعبہ شریف کی عمارت جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے چلی آرہی تی۔ اور کافی بوسیدہ ہو چکی تھی کو شہید کر کے دوبارہ تعمیر کیا۔ اس لیے کعبے کی از سر نو تعمیر کا شرف بھی انہی کو حاصل ہوا۔

قصی نے اپنے تمام بیٹوں کو مناصب تقسیم کر دیئے سقایہ اور ندوہ عبدمناف جن کی اولاد سے حضور علیہ السلام تشریف لائے کو عطا کیا۔ اور حجابہ اور اللواء عبدالزار دیا۔ یعنی خانہ کعبہ کی خدمت اور جھنڈا ان کو دیا۔ اور ایام منیٰ میں حاجیوں کی میزبانی کا فریضہ عبدالعزی کو سونپا یعنی عبدالعزی کی اجازت کے بغیر کوئی اپنا چولھا بھی نہیں جلا سکتا تھا۔ اور دادی کی حفاظت کی ذمہ داری عبد قصی کو سونپ دی۔ (سبل الہدیٰ ۱۔ ۳۲۵ ضیاالنبی ۱۔ ۴۳۲)

قصی بہت زیرک اور سمجھدار تھے۔ اور آپ کے اقوال بھی بہت حکیمانہ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

۱۔ جس نے کسی سفلہ مزاج اور کمینہ صفت آدمی کا احترام کیا۔ وہ گویا اس کی کمینگی کا حصہ دار ہے۔

۲۔ جو شخص کسی قبیح چیز کو مستحسن سمجھتا ہے وہ اس قبیح چیز کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

۳۔ عزت وتقریم سے جس کی اصلاح نہیں ہوتی۔ ذلت و رسوائی اس کی اصلاح کر دیتی ہے

۴۔ جس نے اپنے حق سے زیادہ طلب کیا وہ محرومی کا حقدار ہے۔

۵۔ حاسد تیرا چھپا ہوا دشمن ہے۔

اور مرتے وقت انہوں نے اپنے بیٹوں کو نصیحت فرمائی کہ شراب سے بچے رہنا کیونکہ یہ بدن کو تو درست کر دیتی ہے۔ لیکن زہن کو برباد کر دیتی ہے۔ (سیرۃ النویہ احمد بن زین رحلان ۱۔ ۲۳)

حضرت عبدمناف

حضور علیہ اسلام کا نوران کے چہرہ سے جھلکتا تھا۔ اسی وجہ آپ بہت ہی خوبصورت تھے اس لیے آپ کو قمر البطحا یعنی بطحا کا چاند کہا جاتا تھا۔ آپ کا اصل نام مغیرہ تھا۔

آپ کے ذمہ سقایہ اور ندوہ کی خدمتیں تھیں بلکہ آپ کے دوسرے بھائی عبداللہ کے ذمہ حجابہ اور لواء کی ذمہ داری تھی۔ جب تک یہ دونوں بھائی زندہ رہے ایک دوسرے کا احترام کرتے رہے۔ لیکن بعد میں اولاد میں آپس میں عہدوں کے متعلق اختلاف پیدا ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت ہاشم

حضور علیہ اسلام کے جد امجد حضرت ہاشم بن عبدمناف تھے آپ کا نام عمرو تھا آپ کے دوسرے بیٹے عبدمناف عبدالشمس بن عبدمناف اور نوفل بن عبدمناف تھے۔

عبدمناف اور عبدالدار کی وفات کے بعدان کی اولاد میں عہدوں کا اختلاف پیدا ہوگیا۔ اور بنی عبدمناف چونکہ اپنے آپ کو زیادہ حقدار سمجھتے تھے۔ لیکن بنی عبدالدار بھی اپنے حق سے دستبردار ہونے والے نہیں تھے۔ جب اختلاف شدت اختیار کرگیا اور نوبت لڑائی تک آپہنچی تو بنی عبدمناف نے اپنے قبائل کو ساتھ ملایا اور ایک بہت بڑا پیالہ عطر سے بھرا اور اس کو کعبہ کے صحن میں رکھا اور بنی عبدمناف اور ان کے تمام حلیف قبائل اس میں اپنے ہاتھ ڈال کر اور پھر اپنے ہاتھوں کو کعبہ شریف کے ساتھ لگا کر قسمیں کھائیں کہ وہ اپنے حقوق لے کر رہیں گے۔ ادھر بنی عبدالدار اور اِن کے حلیف قبائل نے ایک بڑا پیالہ خون سے بھر کر تمام لوگوں کو اپنی انگلیوں کو اِس پیالہ میں ڈال کر چاٹنے اور اپنے حقوق کو لینے کے لیے مرمٹنے کا عہد کیا اس وجہ سے ان لوگوں کا نام لاعقة الدّمُ (خون چاٹنے والے) پڑگیا۔ ان کے حلیف قبائل میں سے بنومخزوم۔ بنوسہم بنوجح بنوعدی بن کعب ہیں۔

آخر کار بعض دانشمندوں اور نیک لوگوں نے ان کو لوگوں کو سمجھایا اور یہ بات طے ہوئی کہ رفادہ قیادہ اور سقایہ کے مناصب بنی عبدمناف کو ملیں گے۔ اور حجابہ اور لواء کے مناسب بنی عبدالداء کو ملیں گے اور دارلندوہ دونوں میں مشترک رہے گا۔

چنانچہ گھڑسوار دستوں کی قیادت عبدشمس بن عبدمناف کے سپرد کی گئی اور اس کے بعد امیہ اور امیہ کے بعد حرب اور حرب کے بعد ابوسفیان کو یہ منصب ملا۔ جنگ کے وقت لشکر کے سپہ سالار اس خاندان کے لوگ ہوا کرتے تھے۔ اور تمام جنگوں میں سپہ سالار ابوسفیان رہا۔ علاوہ بدر کی جنگ کے وقت اس وقت یہ مکہ سے باہر تھا۔

(ضیاالنبی ۱۔ ۴۳۶۔ سیرۃ النبویہ زینی دحلان ۱۔ ۲۴۲۵)

اور رفادہ کا منصب عبدمناف کے بعد ہاشم ان کے بعد عبدالمطلب کو ان کے بعد حضرت ابوطالب کو اور ان کے بعد ان کے بھائی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا۔ یہ سلسلہ بنی عباس میں جاری رہا۔ جب تک کہ بغداد اور مصر سے بنی عباس کی حکومت کا خاتمہ نہ ہوا۔

سقایہ کا منصب بھی عبدمناف کے بعد ہاشم کو اور ہاشم کے بعد ان کے بیٹے شیبہ حضرت عبدالمطلب کو ملا۔ لیکن مطلب کی وفات کے بعد نوفل نے اپنے بھتیجے عبدالمطلب سے یہ منصب چھیننے کی کوشش کی۔ تو حضرت عبدالمطلب نے یثرب میں اپنے ننھال سے مدد طلب کی اور آپ کے ماموں اسی سواروں کو ساتھ لے کر یثرب سے مکہ مکرمہ آئے اور نوفل کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ لیکن آخر کار صلح ہوگئی اور سقایہ کا منصب حضرت عبدالمطلب کے پاس آگیا۔ بنی خزاعہ نے بھی عبدالمطلب کا ساتھ دینے کا فیصلہ کرلیا۔ عبدالمطلب کے سقایہ کا منصب حضر ابوطالب کو ملا۔ اور آپ نے اپنی زندگی میں ہی یہ منصب بھی اپنے بھائی حضرت

Marfat.com

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔ ایک روایت کے مطابق ایک سال انہوں نے سقایہ کے منصب کے لیے اپنی مالی کمزوری کی بدولت دس ہزار درہم ایک سال کے لیے اُدھار لیے۔

لیکن پورے سال میں بھی جب ادا نہ کر سکے تو انہوں نے سقایہ کا منصب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا۔ (سیرۃ النبویہ زینی دحلان ا۔ ۲۶۔ ۲۴)

عرب قبیلوں میں ایک "اِحتفاء" کی بُری رسم پائی جاتی تھی وہ یہ تھی کہ جو گ مفلس و کنگال ہو جاتے تھے وہ دور صحرا میں نکل جاتے تھے۔ دور خیموں میں رو پوش ہو کر بلک بلک کر جان دے دیتے تھے۔

حضرت ہاشم نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ اس قبیح رسم کو ختم ہونا چاہیے اور تمام لوگ جو تجارت کرتے ہیں۔ ہر خاندان کو ساتھ ملا لے اور ان کی تمام ضروریات کا خیال رکھے۔ اور ان لوگوں کی خدمت کرے۔ اس طرح اس قبیح رسم کا خاتمہ ہوا۔
(سبل الہدی والرشاد۔ ا۔ ۳۱۷ ضیاالنبی ا۔ ۴۴۰)

حضرت ہاشم لوگوں کی بہت خاطر تواضع کیا کرتے تھے۔ اور لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے آپ کی سخاوت ضرب المثل تھے لوگ آپ کے ہاتھ چومتے تھے۔

یہ سب حضور علیہ اسلام کے نور مبارک کی بدولت تھا ہر چیز آپ کے آگے سجدہ میں گر جاتی تھی۔ اور آپ نے قریش کے دو سفروں سردیوں کے اور گرمیوں کے کے سفروں آغاز فرمایا۔ (ضیاالنبی ا۔ ۴۴۲)

حضرت ہاشم صرف پچیس سال کی عمر میں جبکہ آپ اپنے کاروان کو لے کر شام کے علاقہ میں گئے ہوئے تھے۔ وہیں بیمار ہوئے اور وفات پائی اور آپ کا مزار غزہ شہر میں ہے۔

آپ کے خطبات کے بڑے حکیمانہ اقوال ہیں۔

ایک روز قحط پڑا کھانے کی کوئی چیز کسی کو نہیں ملتی تھی تو حضرت ہاشم مکہ سے شام گئے اور بہت سا آٹا اونٹوں پر لاد کر لائے اور اس کی روٹیاں پکائیں اور روٹیوں کا چورا کر کے شوربے میں ڈالا اور اس ثرید کو لوگوں کو عام کھانے کے لیے دیا۔ روٹیوں کا چورا کرنے کو ہشم کہتے ہیں۔ اس لیے ان کا نام ہاشم پڑا۔

آپ نے مختلف ملکوں کے بادشاہوں سے تجارت کے لیے آنے جانے کے اجازت نامے حاصل کیے ہوئے تھے۔ ایک روز شام جاتے ہوئے آپ یثرب میں رکے۔ تو وہاں کی ایک معزز عورت سلمہ بنت عمرو بن زید سے شادی کی۔ تو ان سے ان کے فرزند شیبہ یعنی حضرت عبدالمطلب پیدا ہوئے جو کہ حضور علیہ اسلام کے دادا پاک ہیں۔

حضرت عبدالمطلب

آپ کا اصل کا شیبہ ہے شیبہ کے معنی بوڑھے کے ہیں۔ کیونکہ پیدائش کے وقت آپ کے کچھ بال سفید تھے۔ اس لیے

Marfat.com

آپ کا نام شیبہ پڑا۔ (سیرت رحمۃ دارین ۸۴)

یہ اپنی والدہ کے پاس یثرب میں پرورش پاتے رہے ان کی والدہ اپنے خاوند ہاشم کی وفات کے بعد یثرب آ گئی تھیں یہ بہت خوبصورت اور خوب سیرت تھے۔اور جب یہ بڑے ہوئے اور جوان ہوئے تو اپنے تمام ہمجولیوں میں ممتاز تھے حضرت ہاشم کی وصیت کے مطابق آپ کے مَرنے کے بعد رفادہ، اور سقایہ کے مناصب آپ کے بھائی مطلب نے سنبھال لیے تھے۔جب آپ کو اپنے بھتیجے کے جوان ہونے کا علم ہوا تو یثرب پہنچے اور ان کی والدہ سلمی سے اپنے بھتیجے کو مکہ لانے کے لیے کہا۔آپ نے انکار کیا تو آپ نے کہا کہ میں اس وقت تک مدینہ سے نہیں جاؤں گا۔جب تک شیبہ کو نہ لے جاؤں اور ان کی منت سماجت کی۔آخر کار وہ راضی ہوگئیں اور شیبہ کو مطلب ساتھ لے کر اونٹ پر بٹھا کر مکہ مکرمہ لے آئے۔جب لوگوں نے مطلب کو ایک نوجوان کو اونٹ پر سوار مکہ لاتے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ عبدالمطلب ہے۔یعنی مطلب کا غلام ہے۔آپ نے لوگوں کو بتایا کہ یہ میرا غلام نہیں بلکہ میرا بھتیجا ہے۔لیکن اس طرح کہنے سے آپ کا نام عبدالمطلب پڑ گیا۔

کچھ عرصہ بعد آپ تجارت کی غرض سے یمن گئے تو وہیں مقام رومان میں آپ کی وفات ہوگئی آپ نے اپنی زندگی ہی میں حضرت عبدالمطلب کو اپنا جانشین مقرر کر دیا ہوا تھا۔آپ کی وفات کے بعد رفادہ اور سقایہ کے مناسب حضرت عبدالمطلب کے پاس آ گئے۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ ان کے چچا نوفل نے آپ سے یہ مناصب چھیننے چاہے تو حضرت عبدالمطلب نے یثرب سے اپنے ماموں ابوسعد کو اسی لوگوں کے ساتھ بلایا اور انہوں نے ان کا حق ان کو واپس دلایا۔

اس سے پہلے بنو جرہم کو جب بنو خزاعہ نے مکہ سے جلا وطن کیا تو انہوں نے مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت چاہ زمزم کو مٹی بھر دیا تھا۔اور سونے کے ہرن اور زریں تلواریں وغیرہ بھی اس میں ڈال دی تھیں۔ابن اسحاق کے مطابق یزید بن ابی حبیب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ایک دن حضرت عبدالمطلب سو رہے تھے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی ان کو کہہ رہا ہے کہ طیبہ کو کھود دو۔میں نے پوچھا کہ طیبہ کیا ہے۔تو وہ آدمی بغیر جواب دیے چلا گیا پھر دوسرے دن خواب میں پھر وہی آدمی آیا اور مجھے کہا۔مضنونہ کو کھود دو۔میں نے کہا کہ مضنونہ کیا ہے۔تو وہ آدمی بغیر جواب دیے چلا گیا۔تیسرے دن پھر وہی آدمی مجھے خواب میں ملا اور کہا کہ زمزم کو کھود دو۔اور اس نے مجھے اس کی جگہ بتائی۔کہ جہاں لوگ قربانیاں کرتے ہیں۔اور وہاں ایک چیونٹیوں کی قطار تمہیں ملے گی۔اور وہاں صبح ایک کوا چونچ مار رہا ہوگا۔اتنی واضح نشانیوں کے بعد آپ نے اپنے بیٹے حارث کو صبح اپنے ساتھ لیا اور کھدائی کے اوزار بھی لے لیے۔اس وقت تک آپ کا صرف ایک ہی بیٹا حارث تھا۔آپ نے وہاں ایک کوے کو چونچ مارتے دیکھا اور وہاں چیونٹیوں کی ایک لمبی قطار بھی وہاں آتے دیکھی۔آپ نے وہاں سے کھدائی شروع فرما دی۔اور تھوڑا ہی کھودنے کے بعد وہاں پانی کے آثار ملنے شروع ہو گئے تو جب پانی نظر آیا تو آپ نے زور سے تکبیر کہی۔تو قریش اکٹھے ہو گئے۔اور ان سے کہنے لگے کہ یہ ہمارے باپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا کنواں ہے۔ہم بھی آپ کے ساتھ

Marfat.com

کھدائی کرتے ہیں۔لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا تو نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ گئی۔آخر فیصلہ ہوا کہ فلاں کاہنہ جو ملک شام کی سرحد کے پاس رہتی ہے کو ثالث مقرر کیا جاتے چنانچہ تما قریش کے قبیلوں سے آدمی ان کے ساتھ کاہنہ عورت کے پاس جانے کے لیے نکلے۔یہ راستہ بہت پرخطر اور جنگلوں غاروں کے پاس سے گزرتا تھا۔وہاں پہنچنے سے پہلے اکثر قافلے والوں کے پاس پانی ختم ہوگیا۔حجرت عبدالمطلب نے بھی دوسروں سے پانی مانگا تو کسی نے نہ دیا۔جب پانی کی زیادہ قلت ہوئی تو آپ نے لوگوں سے کہا۔کہ ہر کوئی اپنے لیے قبر کھودے تاکہ تمام لوگ بے گوروکفن نہ مریں۔اس طرح صرف آخری آدمی ہی بے گوروکفن مرے گا۔جب قبریں تیار ہوگئیں اور لوگ تھک کر بیٹھ گئے تو آپ نے ان سے کہا کہ اس طرح بیٹھنے کی بجائے پانی کی تلاش کرتے ہوئے مرنا زیادہ اچھا ہے۔لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے جب آپ نے اپنے اونٹ کو اوپر اُٹھانا چاہا تو اونٹ کے نیچے سے پانی کا چشمہ ابل پڑا آپ نے تمام لوگوں کو اپنے مشکیزے بھرنے کی اجازت دے دی۔لوگ آپ کے پاس حسن سلوک سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے کہا کہ زمزم پر تمہارا ہی حق ہے۔ہمیں کاہنہ کے پاس جانے کی ضرورت نہیں اس طرح یہ جھگڑا ختم ہوا۔

جب زمزم کی پوری کھدائی ہوگئی تو اس میں سے دفن شدہ سونے کے ہرن اور تلواریں اور زرہیں باہر نکلیں تو ایک دفعہ پھر ان کے حصول کے لیے نوبت لڑائی جھگڑے پر پہنچ گئی تو طے ہوا کہ ان کی ملکیت کا فیصلہ تیروں کے قرعہ ڈالنے سے ہوگا۔ چنانچہ دو تیر کعبے کے نام کے اور دو تیر حضرت عبدالمطلب کے نام کے اور دو تیر دوسرے قریش کے نام کے ڈالے گئے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت سے تیر والے دو ہرن کعبے کے نکل آتے۔زرہوں اور تلواروں کے دو تیر حضرت عبدالمطلب کے نام کے نکلے۔اور قریش کے نام کے تیر خالی نکلے۔اس طرح تلواریں اور زرہیں حضرت عبدالمطلب کو ملیں اور سونے کے ہرنوں کو پگھلا کر سونے کے پتروں کو کعبے کے دروازے کے اوپر لگا دیا گیا اس طرح حضرت عبدالمطلب حاجیوں اور تمام لوگوں کو پانی پلانے لگے۔(سیرت ابن ہشام ابن اسحاق مطبوعہ ۱۹۸۹ جلد اول صفحہ ۹۷ تا ۱۰۳)

آپ کے ہاں صرف ایک ہی بیٹا حارث تھا۔آپ نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے دس فرزند عطا کرے گا۔تو ان میں سے ایک کو میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کروں گا۔

والد گرامی

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دس بیٹے عنایت فرمائے جن میں حضرت عبداللہ حضور علیہ السلام کے جد امجد سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔سید محمود شکری الالوی کے مطابق" حضرت عبدالمطلب کے چہرے سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں اور آپ کے خدوخال سے خیر و برکت کے آثار نمایاں تھے اور وہ اپنی اولاد کو سرکشی اور ظلم سے منع کرتے تھے مکارم اخلاق کو اپنانے کی تعلیم دیتے تھے۔اور گھٹیا کاموں سے روکتے تھے۔آپ کی دعا ہمیشہ قبول ہوئی تھی۔آپ نے اپنے اوپر شراب کو حرام کرلیا ہوا تھا۔اور آپ پہلے شخص ہیں جو کہ غار حرا میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔جب ماہ رمضان کا چاند نظر آتا تو غار حرا میں تشریف لے جاتے تھے۔آپ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔اور آپ کے دسترخوان سے پرندوں اور وحشی جانوروں کے لیے بھی خوراک مہیا کی جاتی تھی۔آپ کے جسم اطہر سے خالص کستوری کی خوشبو آتی تھی۔قریش قحط میں آپ کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے تھے۔اور اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے

Marfat.com

موسلا دھار بارش برساتا تھا۔ (بلوغ الدوپ ۲۔ ۲۸۲۔ ضیاالنبی ۱۔ ۴۵۲)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کی ولدیت کے لیے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چن لیا اور آپ کی خوش قسمتی کا کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ دونوں جہانوں کے سردار حضور علیہ السلام کے ہاں پیدا ہوئے۔

حضرت عبدالمطلب نے منت مانی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں دس بیٹے دے گا۔ تو وہ ایک کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیں گے۔ جب حضرت عبدالہ کی عمر تقریباً سترہ اٹھارہ سال کے قریب ہوتی تو آپ نے اپنی منت پوری کرنے کے لیے قرعہ ڈالا تو وہ قرعہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نکل آیا اور جب آپ نے ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح کرنے کا پکا ارادہ کر یا۔ اور اس کام کو سرانجام دینے لگے۔ تو قریش کے تمام سردار آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ مکہ کے سردار ہیں اور اس طرح اپنے بیٹوں کو ذبح کرنے کی رسم چل نکلے گی اور آپ کے پختہ ارادہ کو دیکھ کر سب نے بہت زیادہ منتیں کرنی شروع کر دیں۔ طے یہ پایا کہ حجاز کی عرافہ (اور ابن کثیر کے مطابق الحجر کی کاہنہ تھی) کے پاس جاتے ہیں یہ خیبر کے نزدیک رہتی تھی۔ یہ لوگ حضرت عبدالمطلب کے ساتھ اس عورت کے پاس گئے۔ اس نے دوسرے دن آنے کا کہا کہ وہ اپنے "تابعی" سے پوچھ کر بتائے گی۔ جب دوسرے دن یہ لوگ اس عورت کے پاس گئے تو اس نے ان سے پوچھا کہ تمہارے ہاں جب کوئی قتل ہو جاتا ہے تو اس کی دیت کتنی ہے۔ اس کو بتایا گیا کہ یہ دس اونٹ ہے۔ اس نے کہا کہ میرے تابعی نے مجھے بتایا ہے۔ کہ دس اونٹوں کے نام اور حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نام کا قرعہ ڈالیں اگر قرعہ پھر حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالی عنہ) کے نام نکل آئے تو پھر اونٹوں کو بیس کر کے قرعہ پھر ڈالا جائے اور جب تک قرعہ اونٹوں کے نام نکلے اونٹوں کی تعداد کو دس دس کر کے بڑھایا جائے یہاں تک کہ قرعہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نہ نکل آئے یہ لوگ وہاں سے واپس مکہ مکرمہ آئے اور اسی طرح کیا۔ جب اونٹوں کی تعداد سو ہوئی تو قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا۔ اور اس طرح حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے بدلے میں سو اونٹ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح کیے گئے اور اعلان کیا گیا کہ کسی کو بھی ان کا گوشت کھانے سے نہ روکا جائے حتی کے پرندوں اور وحشی جانوروں کو بھی نہ روکا جائے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوبصورت اور نیک سیرت تھے۔ لیکن عرب کے رواج کے مطابق وہاں کی حسین وجمیل عورتیں ہر وقت آپ کے حسن و جمال کی مشتاق رہتی تھیں۔ لیکن ہر بار آپ ان کو حقارت سے ٹھکرا دیتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں (اما الحرام فلممات دونہٗ۔ والحل لا حل رفاستبینہ) رہا حرام تو اس سے موت بہتر ہے اور حلال میں تو اس میں حلال واضح طور پر نہیں دیکھ رہا۔

فکیف با الامر الذی تبغینہ۔ یحمی الکریمہ عرضہٗ و دینہٗ میں ایسی بات کو کیسے قبول کر سکتا ہوں۔ جو

Marfat.com

تم چاہتی ہو۔ کریم ہمیشہ اپنے دین اور اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمانہ جاہلیت کے ہر قسم کے خرافات سے بچائے رکھا۔

اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کی حکمت سے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی کے لیے حضرت عبدالمطلب کی نظر بنو زہرہ خاندان کے سردار وھب بن عبدمناف کی بیٹی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر آ کر رک گئی۔ آپ نہایت ہی خوبصورت حور صفت تھیں۔ اور ان کے والد نے اپنی بچی کا رشتہ نہایت خوشی سے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔

حضرت عبداللہ کچھ عرصہ اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں رہے۔ اس عرصہ میں اللہ جل شانہٗ نے حضور علیہ السلام کا نور مبارک سیدہ حضرت رآمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو منتقل فرما دیا۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امید سے ہو گئیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قافلہ تجارت لے کر شام کی طرف گئے۔ کامیاب تجارت سے جب آپ واپس لوٹ رہے تھے تو راستے میں بیمار ہو گئے یثرب میں آپ کے ننھال مقیم یہاں آپ ان کے پاس رک گئے کچھ دیر قافلے والوں نے انتظار کیا۔ جب آپ کی طبعت نہ سنبھلی تو وہ کوچ کر کے مکہ مکرمہ آ گئے۔ آپ تقریباً ایک ماہ یثرب رہے۔ لیکن بیماری سے جانبر نہ ہو سکے اور داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کو یثرب (مدینہ منورہ) میں ہی دار النابغہ الجعدی میں دفن کر دیا گیا۔

جب یہ خبر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچی تو آپ کے دل پر قیامت ٹوٹ پڑی اس صدمے کو نہ جانے آپ نے کیسے برداشت کیا ہو گیا۔ آپ نے اس موقع پر چند اشعار کہے:

عفا جانب البطحآ مِن ال هاشم

وجاور لحدًا خارجافی الغماثم

بطحاداری کے کنارے نے ہاشم کے بیٹے کو موت کی نیند سلا دیا۔ وہ لحد لف پردوں میں لپٹا ہوا مکہ سے باہر لحد کا پڑوسی بن گیا۔

دعتهٗ المنایا دعوةٌ فاجابها

وَمَا تزکت فِی النَّاس مثل ابن هاشم

موتوں نے اسے اچانک دعوت دی۔ جسے اس نے قبول کر لیا۔ اور موت نے لوگوں میں ہاشم کے بیٹے کا کوئی مثل نہیں چھوڑا۔

عَشِیَّةٌ رَاحُوْ یحمِلُوْن سَرِیرهٗ تُعَاوِرُهٗ اصحَابهٗ التَّرَحِم

عشاء کے وقت جب اس کے دوست اس کی چار پائی کو اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ تو وہ انبوہ کی وجہ سے باری باری کندھا بدل رہے تھے۔

فِان تَك غالَتهُ المنون وریبها فقد کان مِعطَاءِ ك ثیر التراحِم

Marfat.com

اگر چہ موت اور اس کی مشکلات نے اس کو چھپٹ لیا ہے۔لیکن درحقیقت وہ بہت سخی اور بہت رحم کرنے والا تھا۔
حضور علیہ السلام ابھی اپنی والدہ طیبہ کے شکم مبارک ہی میں تھے۔جب آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔اور آقا علیہ السلام یتیم ہو گئے۔

حضرت امام جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ حضور نبی کریم علیہ السلام کو یتیم پیدا کرنے میں کیا حکمت تھی آپ نے فرمایا تا کہ کسی مخلوق کا حق آپ پر نہ رہے۔اور حضور علیہ السلام کی قوت کار از صرف اللہ تعالیٰ کی نصرت ہو۔(سیرۃ النبویہ زینی دھلان ا۔ ۲۴).

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کے مطابق حضور علیہ السلام کے والد پاک حضرت عبداللہ نے وفات پائی تو فرشتوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار۔ہمارے سردار تیرا نبی علیہ السلام یتیم ہوگیا۔اس کا باپ نہ رہا۔اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا۔کہ ہم اس کے حافظ اور مددگار ہیں۔اور ایک دوسری روایت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کا دوست ہوں۔
نگہبان ہوں۔مددگار ہوں۔اس کی مدد کرنے والا ہوں۔اس کو رازق دینے والا ہوں۔اور ہر بات میں اس کے لیے کافی ہوں پس تم اس پر درود پڑھا کرو۔اور اس کے نام سے برکت حاصل کیا کرو۔

(سیرۃ النبویہ زینی دھلوان جلد اول۔ ۲۴ ضیاالنبی ا۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳)

اصحاب فیل کا واقعہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا۔عرب لوگوں نے اس واقعہ کے پیش نظر اس سال کو عام الفیل'' کا نام دیا۔اور اس سال سے اپنی نئی تاریخ کا آغاز کیا۔

اور بقول سید ابوالحسن علی ندوی اس بہت بڑے واقعہ کا پیش آنا اس بات کی قوی دلیل تھی۔کہ کوئی بہت بڑا واقعہ عنقریب رونما ہونے والا ہے۔اور اللہ تعالیٰ عربوں کے ساتھ خیر کا ارادہ رکھتا ہے۔اور کعبہ کی شان دوبالہ ہونے والی ہے۔ایسی شان کہ وہ عظمت دنیا کی کسی اور عبادت گاہ حاصل نہیں ہوگی۔(نبی رحمت ا۔ ۸۳۔رحمت دارین ۸۸)

حبشہ کے بادشاہ نے یمن فتح کرنے کے بعد اریاط کو اپنا گورنر اور ابرہہ کو نائب گورنر بنایا گیا۔کچھ عرصلہ بعد ان کی آپس ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کشمکش شروع ہوگئی۔اور ہر ایک نے اپنی اپنی حمایتی فوجیں اکٹھی کرلیں۔ابرہہ نے اریاط کو پیغام بھیجا کہ فوجوں کو آپس میں لڑانے کا کوئی فائدہ نہیں بہتر یہ ہے۔کہ ہم آپس میں مقابلہ کرتے ہیں۔جو جیت جائے گا۔سارا اقتدار اس کا ہوگا۔

دونوں کا مقابلہ ہوا اور ابرہہ نے اریاط کو قتل کر دیا۔
ابرہیہ نے حبشہ کے بادشاہ کو خوش کرنے کے لیے یمن میں ایک بہت بڑا گرجا بنانے کا حکم دیا۔
جب گرجا بن گیا تو اس نے بادشاہ کو خط لکھا۔کہ میں چاہتا ہوں کہ لوگ حج کرنے کے مکہ جانے کی بجائے یہاں آیا

Marfat.com

کریں اگر لوگوں نے میری دعوت کو قبول نہ کیا تو میں (لغوذ باللہ) کعبہ کو ڈھادوں گا۔

عرب کے لوگوں کو جب اس کے مذموم اِرادہ کی خبر ہوئی تو ان میں غم وغصہ کی لہر ڈورگئی۔ تمامہ کے ایک آدمی نے یہاں پہنچ کر گرجے میں اپنی قضائے حاجت سے اس کو گندا کر دیا۔ جب ابرہہ کو پتہ چل تو اس نے کعبہ کو (نعوذ باللہ) مسمار کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور ایک بہت بڑا ہاتھیوں کا لشکر تیار کیا۔ اور چل پڑا۔

یمن کے لوگ بھی کعبے کی بہت عزت کرتے تھے۔ ذونفر نامی یمنی سردار نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور اس کے مدمقابل ہو گیا۔ دونوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی لیکن فتح اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ابرہہ کو ہوئی۔

جب یہ بنی خشعم کے علاقے سے گزرا تو نفیل بن حبیب خشعمی نے قبائل عرب کو ساتھ ملا کر اس سے جنگ کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت سے پھر ابرہہ کو فتح نصیب ہوئی اور وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کی عبرتناک موت اس کو آگے لا رہی تھی۔ اور وہ خود بھی بدمست ہاتھی کی طرح بڑھتا چلا آرہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی عزت شرف لوگوں پر ظاہر فرمانی تھی۔ اور قریش کو عزت عطا کرنا تھی۔ جب اس نے نفیل کو قتل کرنا چاہا۔ تو نفیل نے اس کو کہا کہ مجھے قتل نہ کریں میں تیری رہنمائی کروں گا۔ اور میں خشعم کے دونوں قبیلوں شہران اور ناحس کے لوگوں کی اطاعت کے لیے ان کے دونوں ہاتھ تمہیں پیش کرتا ہوں۔ ابرہہ نے اس کو معاف کر دیا اور اسے ساتھ لے لیا۔

جب یہ طائف کے علاقے سے گزرا تو مسعود ثقفی اپنے قبیلہ کے چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر اس کے استقبال کو نکلا۔ اور اس کو اپنی اطاعت کا یقین دلایا۔ اور اس کی راہنمائی کے لیے آدمی "ابورغال" ساتھ بھیجا۔ مغمس کے مقام پر ابورغال جب کہ لشکر آرام کر رہا تھا۔ فوت ہوگیا اور اس کو مٹی میں دبا دیا گیا۔ عرب کے لوگ جب بھی اس کی قبر کے پاس سے گزرتے تو اس کی قبر پر سنگ باری کرتے۔

جب یہ مکہ مکرمہ کے قریب ہوا تو اس نے اپنے ایک گھڑسوار دستے کے حبشی سردار اسود بن مقصود کو بھیجا تاکہ وہ تہامہ کی چراہ گاہوں میں مکہ کے لوگوں کے اونٹوں کو پکڑ لائے۔ ان میں دوسو اونٹ حضرت عبدالمطلب کے بھی تھے۔ کنانہ ہذیل قریش نے اس کا مقابلہ کرنا چاہا۔ لیکن ہمت ہار دی۔

ابرہہ نے اپنا ایک قاصد "حناط الحمیری" مکہ روانہ کیا۔ تاکہ وہ مکہ کے سردار کو اس کا پیغام دے۔ وہ مکہ میں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ان کو ابرہہ کا پیغام دیا کہ وہ یہاں پر صرف کعبہ کو (نعوذ باللہ) ڈھانے کے لیے آیا ہے۔ آپ لوگوں کی خونریزی ہمارا مقصد نہیں۔

آپ نے اس سے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کی تعمیر کی تھی۔ وہ خود اس کی حفاظت کے لیے کافی ہے۔ اور اگر اس نے اس کو ڈھانے میں اپنی حکمت سمجھی تو پھر اس کی مرضی ہے۔ ہم میں اتنی طاقت نہیں کہ ہم ابرہہ کا مقابلہ کر سکیں۔

Marfat.com

"حباط" نے آپ سے دوخواست کی کہ آپ ہمارے ساتھ ہمارے بادشاہ کے پاس چلیں۔ آپ رضا مند ہو گئے۔ اور اپنے چند بیٹوں کو بھی ہمراہ لے لیا۔

جب آپ لشکر میں پہنچے تو آپ کی ملاقات یمن کے سردار "ذونفر" سے ہوگئی جس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ یمن میں ابرہہ کا مقابلہ کیا تھا۔ لیکن شکست کھائی تھی اور ابرہہ نے اس کو قید کیا ہوا تھا۔ یہ حضرت عبدالمطلب کا پرانا واقف کار تھا۔ اس نے بادشاہ کی ملاقات کے لیے ایک آدمی کو آپ کے ساتھ کیا اور بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ یہ سب سے بڑے سخی ہیں۔ اور ان کے دستر خوان سے انسانوں کے علاوہ چرند پرند بھی پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنے والے کھاتے ہیں۔

بادشاہ نے جب آپ کو اپنی ملاقات کے لیے بُلا یا تو آپ کی نورانی شکل وصورت سے اس پر ہیبت چھا گئی اور وہ آپ کی تعظیم پر مجبور ہو کر تخت سے نیچے اُتر کر قالین پر بیٹھ گیا اور آپ کو اپنے پلو میں بٹھایا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ہمارے اونٹوں کو تمہارے آدمیوں نے پکڑ لیا ہے۔ ہمارے اونٹ واپس کر دو۔

ابرہہ حیران ہو کر کہنے لگا کہ مجھے تو یقین تھا کہ آپ کعبہ کے بارے میں گفتگو کریں گے۔ لیکن آپ نے تو اونٹوں کے بارے میں بات بڑی عجیب کی ہے۔

آپ فرمانے لگے کہ اونٹوں کا مالک میں ہوں اور کعبے کا مالک خدا ہے۔ وہ خود ہی اس کی حفاظت کرے گا۔

ابرہہ غرور میں کہنے لگا۔ کہ آج اس کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔

آپ اپنے اونٹ لے کر واپس تشریف لے آئے اور مکہ کے لوگوں سے کہا کہ پہاڑوں کے اوپر چلے جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کریں۔

آپ اپنے چند ساتھیوں کو لے کر کعبے میں آئے اور کعبے کے پردے کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں بڑی عاجزی سے عرض کی۔

"اے اللہ بندہ بھی اپنے بجاوے کی حفاظت کرتا ہے۔ تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی صلیب کل تیرے گھر پر غالب آجائے۔ اور نصب کر دی جائے۔ اگر تو ان کو اور ہمارے قبلہ کو آزاد چھوڑنے والا ہے۔ جو جس طرح تیری مَرضی ہو اس طرح فرما" اس کے بعد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہ ایک غار میں چلے گئے۔

اور علامہ جلا علی قاری فرماتے ہیں۔ "جب قریش حرم سے نکل گئے اور اصحاب فیل نے حملہ کیا تو حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ نجدا میں اللہ کے حرم ہرگز نہیں نکلوں گا۔ تاکہ اس کے علاوہ کسی اور کے پاس عزت تلاش کروں میں تو اللہ تعالیٰ کے بدلے میں کسی اور چیز کا متمنی نہیں ہوں ابرہہ نے (نعوذ باللہ) کعبے کو گرانے کا پکا ارادہ کر لیا ہوا تھا۔ صبح اس نے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور اس کے لیے بڑے ہاتھی محمود کو تیار کیا جانے لگا۔ تو نفیل بن حبیب آیا اور اس نے ہاتھی کے کان کو پکڑ کر کہا۔

"اے محمود (ہاتھی) بیٹھ جاؤ یا جدھر سے آئے ہو۔ ادھر لوٹ جاؤ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مقدس گھر ہے۔"

Marfat.com

ہاتھی یہ سنتے ہی بیٹھ گیا اور نفیل بن حبیب وہاں سے نکل کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔

"جب بادشاہ کے کارندے اسے اُٹھانے کے لیے آئے تو وہ نہیں اُٹھا۔ انہوں نے اس کو اُٹھانے کے لیے بہت مارا اور لہولہان کر دیا۔ لیکن وہ پھر بھی نہ اٹھا۔ انہوں نے اس کے منہ کو یمن کی طرف پھیر کر اٹھایا تو وہ اُٹھ کر دوڑنے لگا۔ جب پھر انہوں نے اس کا منہ کعبہ کی طرف کیا تو وہ فوراً بیٹھ گیا انہوں نے اس کا منہ شام و مشرق کی طرف کیا۔ تو وہ اٹھ کھڑا ہوا لیکن وہ کعبے کی طرف نہیں اُٹھتا تھا۔

اِسی اثناء میں سمندر کی طرف سے ابابیلوں کے جھنڈ اُڑتے ہوئے آئے ہر پر کنکر نے گئے چھوٹی چھوٹی کنکریاں اپنی چونچ اور اپنے پنجوں میں پکڑی ہوئی تھیں۔ انہوں نے لشکر کے اوپر آ کر سنگ باری شروی کر دی۔ وہ کنکریاں گولی سے بھی تیز جس کو لگتی تھیں۔ اس کو فوراً زمین چاٹنے پر مجبور کر دیتی تھیں۔ اور وہ جس کو بھی لگتی تھیں اس کا جسم گلنے لگ جاتا تھا۔

لوگ نفیل کو ڈھونڈنے لگے تاکہ وہ ان کو ساتھ لے کر یمن کی طرف بھاگ چلیں لیکن وہ پہاڑ میں روپوش ان کی بربادی کا منظر دیکھ رہا تھا۔

ابرہہ کے شکر میں تیرہ ہاتھی تھے۔ سوائے محمود ہاتھی کے سب کے سب ہلاک ہوئے۔

ابرہہ کو بھی کنکریاں لگی تھیں اور اس کا انگ انگ گلنے لگ گیا تھا۔ اور اس کے جسم میں پیپ پڑھ گئی تھی۔ اور اس میں سے بدبو آنے لگی تھی۔ مرنے سے پہلے اس کا سینہ پھٹا اور اس کا دل باہر آگیا۔ اور وہ المناک موت سے دو چار ہوا ہم اللہ تعالیٰ کی اس کے غضب سے اور اس کے عذاب سے حضور علیہ السلام کے وسیلے سے پناہ چاہتے ہیں۔

(سیرت ابن ہشام) والروض الانف ۷۳ تا ۲۳ ضیا النبی ۴۵۴۱ تا ۴۵۳)

اس واقعے کے پچاس دن کے بعد حضور علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے اللہ تعالیٰ کے گھر کی عزت و شان لوگوں کے دلوں میں اور زیادہ ہوگئی۔ اور باقی قریش کی عزت بھی اور زیادہ ہوگئی۔ (سیرت رحمت دارین ۸۹)

Marfat.com

ولادت باسعادت

سوموار کے دن ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو سحری کے وقت حضور نبی کریم ﷺ حضرت آمنہؓ کے گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے والد پاک آپ کی پیدائش سے چھ ماہ پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾

ترجمہ: اور جب حق آگیا تو باطل رخصت ہوگیا کیوں کہ باطل تو بھاگنے والا ہی ہے۔

جب آقا دو جہاں ﷺ تشریف لائے۔ تو بی بی آمنہ پاکؓ فرماتی ہیں کہ مجھ سے ایک نور نکلا جس سے ہر طرف روشنی پھیل گئی اور جس کی روشنی میں شام کے محلات بھی جگمگا اٹھے اور میں ان کو دیکھنے لگی۔

جب حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ تو آپ گھٹنوں کے بل بیٹھے تھے۔ اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور آپ ﷺ کی ناف مبارک کٹی ہوتی تھی۔ اور آپ مختون تھے۔ اور ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ سر سجدے میں رکھ کر امتی امتی پکار رہے تھے۔

جب آپ تشریف لائے۔ تو آپ کی دایہ الشفا فرماتی ہیں جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں کہ آپ کو فرشتے اٹھا کر لے گئے۔ اور کچھ دیر بعد لے آئے۔ کسی نے پوچھا۔ اس بچے کو لے کر آپ کہاں گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مغرب کی طرف لے کر گیا تھا۔ پھر پہلے کی طرح اندھیرا چھا گیا۔ اور مجھ کو رعب و کپکپی طاری ہوگئی پھر میری بائیں جانب بھی روشنی ہوئی۔ تو کسی نے پوچھا اب کہاں لے کر گئے تھے۔ جواب ملا کہ اب مشرق کی طرف لے گیا تھا۔ اب نہیں لے جاؤں گا۔ یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی۔ بعد میں حضور ﷺ جب مبعوث ہوئے تو میں اولین لوگوں میں اُن پر ایمان لے آئی۔

بی بی آمنہ پاکؓ نے حضرت عبدالمطلبؓ جو کہ نبی پاک ﷺ کے دادا پاک تھے کی طرف آدمی بھیجا آپ کعبہ شریف میں اپنے بیٹوں اور اپنی قوم کے پاس بیٹھے تھے۔ اور انوار تجلیات کا جو ظہور ہوا تھا۔ وہ ان کو بتایا آپ حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر کعبہ شریف میں گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی کہ اس نے مجھے پاک آستینوں والا بچہ عطا فرمایا ہے یہ اپنے پنگھوڑے میں بھی سارے بچوں کا سردار ہے۔ میں بیت اللہ شریف کی پناہ میں دیتا ہوں۔

یہاں تک کہ میں اسے طاقتور اور توانا دیکھوں، میں اسے ہر دشمن و حاسد اور آنکھوں کے گھمانے والے کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آٹھ برس کا تھا۔ اور زی شعور اور باہوش تھا میں نے ایک صبح ایک

Marfat.com

یہودی کو ایک ٹیلے پر چڑھ کر چیختے ہوئے دیکھا۔ اس نے سب یہودیوں کو اکٹھا کیا اور ان کو بتایا کہ وہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس نے اس رات طلوع ہونا ہوں۔ اور جس رات کو احمد (ﷺ) کی تشریف آوری ہونی تھی۔

ایک یہودی اس رات تمام مکہ المکرمہ میں پھرا اور سب گھروں سے معلوم کیا۔ اُسے بتایا گیا کہ حضرت عبدالمطلبؓ کے ہاں فرزند پیدا ہوا ہے۔ تو آپ کے پاس آیا اور بچے کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ جب اس نے بچے کی پشت کو دیکھا تو غش کھا کر پیچھے گرا۔ جب اسے ہوش آیا تو کہنے لگا کہ آج بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہوگئی۔ تم لوگ خوشیاں مناؤ۔ کہ اس بچے کی بدولت اے قریش مشرق و مغرب میں تمہارا ڈنکا بجے گا۔

حضرت عبدالمطلبؓ فرماتے ہیں کہ میں اسی رات کعبہ میں تھا۔ میں نے بتوں کو دیکھا کہ سب اپنی اپنی جگہ سر بسجود سر کے بل گر پڑے تھیں۔ اور دیوار کعبہ سے آواز آرہی ہے۔

"مصطفیٰ اور مختار پیدا ہوئے ان کے ہاتھ سے کفار ہلاک ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیں گے جو حقیقی بادشاہ اور سب کچھ جاننے والا ہے۔" (ضیاالنبی از پیر کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ جلد دوم)

تاریخ ولادت پاک

امام ابن ضریر طبری علامہ ابن خلدون اور مشہور سیرت نگار علامہ ابن ہشام سب کا اتفاق ہے۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ بارہ ربیع الاول سوموار کے دن صبح کے وقت پیدا ہوئے۔ یہ نوشیروان کے عہد میں عام الفیل کے چالیسویں سال بمطابق بیس اگست ۵۷۰ پانچ سو ستر عیسوی کو مکہ مکرمہ میں کعبہ شریف کے بالمقابل گھر میں پیدا ہوئے۔

اور حضرت جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ سوموار مبارک کو بارہ ربیع الاول کو اس جہان ہست و بود میں اپنے جسد عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔ اسی روز حضور ﷺ کی بعثت ہوئی۔ اور اسی روز معراج ہوا اور اسی روز آپ علیہ السلام نے ہجرت فرمائی۔ (ضیاء النبی صفحہ ۳۷ جلد دوم از پیر کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ بھیرہ شریف)

حضور علیہ السلام کا نام مبارک

حضور ﷺ مختون پیدا ہوئے۔ ساتویں روز حضرت عبدالمطلب نے تمام قریش کو مدعو کیا جانور ذبح کر کے عقیقہ کیا گیا۔ اور سب کو بتایا گیا کہ اس بیٹے کا نام نامی "محمد" (ﷺ) یعنی بار بار تعریف کیا جانے والا" تجویز کیا گیا یعنی، آسمانوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور زمینوں میں اس کی تمام مخلوق اس کی تعریف کرے۔ "محمد" (ﷺ) کے معنی ہیں کہ ہر لمحہ ہر گھڑی بار بار ایک نئی آن ایک نئی شان سے جس کی تعریف ہو۔ اور اس طرح حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا اور

الرحمٰن — كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿٢٩﴾

Marfat.com

ترجمہ: ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی ایک نئی ہی شان ہے۔ (سورۃ الرحمٰن)

کا کمال مصداق بنیں۔

دوسرا آپ ﷺ کا نام نامی مبارک ''احمد'' (ﷺ) ہے اس کا معنی ہر حمد کرنے والے سے زیادہ اپنے رب کی حمد کرنے والا ہے۔

اور حضور ﷺ کی یہ شان احمدیت پوری آب وتاب سے روز محشر ظاہر ہوگی۔ جب حضور نبی کریم ﷺ اپنے رب کے سامنے قیامت کو اپنے امتیوں کو بخشوانے کے لیے سجدہ ریز ہوں گے۔ بہت دیر جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ آپ علیہ السلام اپنے رب کے حضور سجدہ ریز رہیں گے اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ خاص اپنی تعریف کے کلمات میرے دل میں ڈال دے گا۔ جس کے ساتھ میں اس کی حمد کروں گا۔ اور جتنی دیر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا آپ سجدہ ریز اس گے۔ پھر اس کی رحمت جب جوش پر آئے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔

ارفع راس یا محمد۔

اے میرے پیارے محبوب اپنا سر مبارک اوپر اٹھایئے۔

قل تسمع۔

آپ فرمائیں تو سہی سنا جائے گا آپ اتنا کیوں بے قرار ہوتے ہیں۔ آپ اتنا کیوں تڑپتے ہیں۔ میں جو ہوں سننے والا آپ اتنی کیوں گریہ وازاری فرماتے ہیں۔ میں جو ہوں قبول فرمانے والا۔ اس وقت آپ کی شان ہی نرالی ہوگی۔

پھر فرمایا جائے گا۔

سل تویتی۔

آپ سوال تو فرمائیں آپ جو بھی مانگیں آپ جتنا بھی مانگیں۔ آپ کو دیا جائے گا۔

اور اجر میں فرمایا جائے گا۔

اشفع تشفع۔

آپ شفاعت فرمائیں آپ کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی آپ اپنے امتیوں کے لیے بخشش فرمائیں آپ فرما کر تو دیکھیں اے میرے محبوب آپ کے یہ پیارے پیارے ہاتھ نیچے آنے سے پہلے میں آپ کی ساری امت کو بخش دوں گا چاہے وہ جتنی مرضی گنہگار ہو۔ میں ان کے گناہوں کو نہیں بلکہ میں تمہارے ان یاقوتی ہونٹوں کو دیکھوں گا۔ جن سے آپ ان کی مغفرت کے لیے فرما رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اگر سو رحمتیں تصور کریں تو صرف ایک حصہ دنیا میں وقوع پذیر ہوا ہے جس سے ہر کوئی دوسرے سے شفقت کرتا ہے ماں بچے سے محبت کرتی ہے۔ چرند پرند گویا ہر چیز میں اس ایک حصہ سے محبت قائم ہے زمین وآسمان کی کشش اسی

Marfat.com

ایک حصہ سے قائم ہے۔کہ ہر کوئی ایک مقرر دائرہ میں تیر رہا ہے۔اور اُس ایک حصہ کو بھی قیامت کو اللہ تعالیٰ واپس کھینچ لیں گے۔تو نفسانفسی کا دور ہوگا اور میرے محبوب جب آپ دعا فرمائیں گے تو میں اپنی سو کی سو رحمتیں نازل فرمادوں گا۔

امام ترمذی نے جبیر بن مطعم کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ان لى اسمااانا محمد و آنا الماحى يمحو الله بى ا كفر وآنا حاشر الذى يحشر الناس على قدمى وآنا العاقب الذى ليس بعدى نبى (الحديث)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں احمد ہوں۔میں الماحی ہوں۔یعنی اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر مٹا دے گا۔میں الحاشر ہوں لوگ حشر کے دن میرے قدموں پر جمع ہوں گے۔میں العاقب ہوں یعنی میرے بعد کوئی نہیں آئے گا۔

رضاعت مبارک

سب سے پہلے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا۔پھر ثوبیہ ابولہب کی جو لونڈی تھی اس نے یہ سعادت حاصل کی۔اور اسی ثوبیہ نے ابولہب کو بھتیجے کی خوشخبری دی تھی۔اور اپنے بھائی مرحوم کے بیٹے کے پیدا ہونے کی خوشی میں ابولہب نے ثویبہ کو جو آزاد کر دیا تھا۔اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کو سوا موار کے دن اس کے عذاب میں کمی کر دیں گے اور اس ملعون کو دوزخ میں بھی ٹھنڈا پانی سوموار کو ملا کرے گا۔

ثوبیہ کے علاوہ اور متعدد خواتین جن میں حولہ بنت ام ایمن۔حلیمہ سعدیہ اور بنی سعد کی ایک خاتون علاوہ ہیں سب سے زیادہ مسلسل دو سال تک حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا۔

قریش اور دیگر عرب کے امیر لوگ اس میں اپنے بچوں کو دودھ پلانے والیوں کے سپرد کرتے تھے۔تاکہ ان کی بیویاں فراغت پاسکیں اور ان کے بچے فصیح عربی بول سکیں صحرائی زندگی کی جفاکشی اور مشقتوں کے خوگر ہو جائیں اور ان کے جدامجد حضرت معد کی جسمانی قوت ہڈیوں کی مضبوطی اور اعصاب کی پختگی کے اوصاف ان میں پیدا ہوں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اے مسلمانوں معد کا تن وتوش پیدا کرو مشقت طلبی کو اپنا شعار بناؤ اور اپنے جسم اور اعصاب کو مضبوط بناؤ۔

ایک دن سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ سے زیادہ کوئی فصیح نہیں دیکھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

فما يمنعى وانا من قريش و ارضعت نى بنى سعد۔

ترجمہ: ایسا کیوں نہ ہو میں قبیلہ قریش کا فرزند ہوں اور میں نے اپنی رضاعت کا زمانہ بنی سعد قبیلہ میں گزارا ہے۔

حضرت عبدالمطلب نے بھی اسی لیے الحضرت ﷺ کو دودھ پلانے کے لیے حلیمہ سعدیہ کو دے دیا۔حضرت حلیمہ سعدیہ

Marfat.com

فرماتی ہیں۔ یہ سال قحط کا تھا اور خشک سالی عام تھی۔ ہمارے پاس ہماری گزراوقات کے لیے کچھ نہ تھا۔ ہم ایک لاغری گدھی اور ایک لاغری اونٹنی کے ساتھ نکلے جس کی کھیری میں ایک قطرہ بھی دودھ نہیں تھا۔ اور وہ کمزوری کے باعث ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتی تھی اور ہماری وجہ سے ہمارا سارا قافلہ مصیبت میں تھا۔ سب لوگ قافلے والے آگے چلے جاتے تھے اور پھر کھڑے ہو کر ہمارا انتظار کرتے تھے۔

بنی سعد کی عورتیں سارے مکہ شریف سے بچوں کو لے کر آگئیں اور میری غریبی کی وجہ سے کسی نے مجھے بچہ نہ دیا میں نے کسی سے ایک یتیم بچے کا سنا تھا تو میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ خالی ہاتھ واپس لوٹنے کی بجائے ہم اسی در یتیم کو لے آتے ہیں شاید ہماری قسمت کا ستارہ بدل جائے۔ میں حضرت عبدالمطلبؓ کے پاس گئی اور اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نے میرا نام پوچھا میں نے حلیمہ سعدیہ بتایا آپ بہت خوش ہوئے فرمانے لگے۔ واہ واہ سعد اور حلم کیا کہنا یہ دو خوبیاں ہیں۔ جن میں زمانہ بھر کی بھلائی اور ابدی عزت ہے۔

پھر فرمیا میرے اس یتیم بچہ کو کیا تو گود میں لینے کو تیار ہے۔ کہ اس کی برکت سے تیرا دامن یمین وسعادت سے لبریز ہو جائے۔ میں نے کہا میں تیار ہوں وہ بچہ مجھے دیجئے۔ میں اس کو دودھ پلانے کے لیے تیار ہوں۔

وہ مجھے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر لے گئے۔ سیدہ آمنہ نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھے ساتھ لے کر اپنے نورنظر کے پاس لے گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید صوف کے کپڑے میں لپیٹے تھے۔ جو دودھ کی طرح سفید تھا۔ اور نیچے سبز رنگ کی ریشمی چادر بچھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما رہے تھے۔ اور بھینی بھینی کستوری کی مہک آپ علیہ السلام سے آرہی تھی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی فدا ہوگئی۔ اور میں نے اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اور مسکرانے لگے۔ آپ کی آنکھوں سے انوار نکل رہے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھایا، سینے سے لگایا اور اپنے خاوند کے پاس لے آئی۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے کے لیے اپنی دائیں چھاتی پیش کی حضور علیہ السلام نے اسے پیا۔ جتنا چاہا۔ پھر میں نے اپنی بائیں چھاتی پیش کی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرما دیا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک رضاعی بھائی تھا اور اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دیا تھا۔ اور آپ علیہ السلام نے بائیں چھاتی کا دودھ کا حصہ اپنے بھائی کے لیے رکھ دیا پہلے میری چھاتیوں میں برائے نام دودھ تھا۔ آپ کی برکت سے میری دونوں چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں۔

میرا خاوند جب لاغر اونٹنی کے پاس گیا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس کی کھیری بھی دودھ سے لبالب بھر گئی تھی اس نے اسے دھویا خود بھی دودھ پیا اور ہمیں بھی پلایا۔

جب تمام عورتیں اپنے بچے لے کر واپس گھروں کو چلنے لگیں تو میں بھی ان کے ساتھ اپنی گدھی جو پہلے بہت کمزور وناتوان تھی پر سوار ہو کر ان کیے ساتھ چلنے لگی۔ تو وہ گدھی ہوا کے ساتھ باتیں کرنے لگی۔ سب قافلے والے حیران ہو گئے۔ کہ حلیمہ یہ

Marfat.com

تمہاری پہلے والی گدھی ہے، میں نے کہا ہاں ہے تو وہی لیکن دیکھو اب اس پر سوار کون ہے؟

آخر کار ہم واپس اپنے گھروں کو پہنچ گئے۔ ہمارعلاقہ بہت قحط زدہ تھا۔لیکن میری بکریاں شام کو خوب چر کر آتیں اور ان کی کھریاں دودھ سے بھی ہوئی ہوتی تھیں۔ دوسرے لوگ کہتے۔ جہاں حلیمہ سعدیہ کی بکریاں چرتی ہیں وہاں تم لوگ بھی بکریاں چرایا کروں لیکن پھر بھی ان لوگوں کی بکریوں کی دودھ کی کھریاں تقریباً خشک ہی ہوتیں تھیں۔

دن بدن انعامات اور برکتیں ظہور پذیر ہوتی رہتی تھیں۔ دو سال کا عرصہ گزر گیا۔ میں نے حضور ﷺ کا دودھ چھڑا دیا ۔آپ ﷺ ماشاء اللہ کافی قوی اور توانا ہو گئے۔

ایک دن حلیمہ سعدیہ حضور ﷺ کو لے کر گود میں بیٹھی تھیں۔ بکریوں کے ایک ریوڑ کا ادھر سے گزر ہوا۔ایک بکری ان میں سے آئی۔ حضور ﷺ کو سجدہ کیا۔ اور سر مبارک کو بوسہ دیا۔ حضور ﷺ کی برکتیں سارے قبیلہ میں پھیل گئیں۔ ہر گھر سے کستوری کی مہک اٹھتی تھی۔جس کسی کو کوئی بدنی تکلیف ہوتی۔ وہ آتا حضور اکرم ﷺ کی مبارک ہتھیلی کو پکڑ کر اس جگہ لگاتا۔اس کو آرام آجاتا تھا۔

دو سال بعد ہم آپ کو لے کر واپس بی بی آمنہ کے پاس آئے۔ ہم لوگ آپ علیہ السلام کی جدائی سے بہت آزردہ تھے۔ ہم نے بی بی آمنہ پاک سے دوبارہ بچے کو کھلے ماحول اور صاف آب وہوا میں ن لے جانے کے لیے اتنا اصرار کیا۔کہ آپ کو یہ بات ماننی ہی پڑی۔

واپسی پر تقریباً تین ماہ کا عرصہ بیت گیا۔ تو ایک دن آپ کا رضاعی بھائی جو آپ کے ساتھ مکانوں کے عقب میں بکریاں چرا رہا تھا۔ دوڑتا ہوا آیا۔ اور کہنے لگے کہ دو آدمی سفید لباس میں میرے بھائی کے پاس آئے ہیں۔ انہوں نے میرے بھائی کو لٹایا ہے اور اس کے پیٹ کو چاک کر دیا ہے۔

میرا خاوند اور میں دوڑتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس گئے دیکھا تو آپ علیہ السلام ایک طرف کھڑے ہیں۔ اور چہرہ مبارک زرد ہو رہا ہے۔ میرے خاوند نے آپ ﷺ کو گلے سے لگا لیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ سفید کپڑوں میں ملبوس آدمیوں نے مجھے زمین پر لٹایا۔ پھر میرے شکم کو چیرہ۔ اس میں سے کوئی چیز نکالی اس کو باہر پھینک دیا پھر میرے پیٹ کو پہلے کی طرح کر دیا، ہم آپ کو لے کر واپس گھر آگئے۔ میرے خاوند نے کہا شاید یہ کوئی آسیب وغیرہ ہو۔ اس سے پہلے کہ اس کے اثرات ظاہر ہوں بچے کو واپس اس کے گھر بی بی آمنہؓ کے پاس چھوڑ آؤ۔

چنانچہ میں بچے کو لے کر واپس مکہ شریف بی بی آمنہ کے پاس آئی۔ وہ گھبرا گئیں کہ کیوں واپس کر رہی ہو۔ دوبارہ تو اتنے اصرار سے لے کر گئی تھی۔ میں نے بہانہ بنانا چاہا لیکن جب آپ نے بہت اصرار کیا تو میں نے شق صدر کا واقعہ بتایا۔ آپ فرمانے لگیں بخدا میرے بچے کو شیطان ہرگز تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ میرے بچے کی شان ہی نرالی ہے۔ اور میرا یہ بچہ آفتاب بن کر چمکے گا۔ پھر آپ نے حلیمہ سعدیہ کو پیدائش تک کے تمام واقعات بتائے۔ اور بچے کو اپنے پاس ہی رکھ لیا۔

Marfat.com

مدینہ منورہ کی طرف پہلا سفر

چونکہ آپ علیہ السلام کے والد پاک کا ننھال مدینہ منورہ تھا۔ اس وقت لوگ اسے یثرب کہتے تھے۔ اس لیے ملک شام کے سفر سے واپسی پر آپ یہاں رک گئے۔ اسی اثناء میں وہ بیمار ہوگئے۔ آپ کے ساتھیوں نے کچھ انتظار کیا۔ جب آپ کی بیماری زیادہ ہوگئی۔ تو واپس مکہ مکرمہ چلے آئے کچھ دنوں کے بعد آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور آپ کو مدینہ منورہ میں ہی مدفون کر دیا گیا۔ یہ جانکاہ خبر جب مکہ المکرمہ پہنچی تو حضرت عبدالمطلب اور بی بی آمنہ پر ایک قیامت ٹوٹ پڑی۔ اتنے جواں سال بیٹے کا صدمہ بڑی مشکل سے حضرت عبدالمطلب نے برداشت کیا۔ اور کتنی حسرتیں تھیں۔ جو بی بی آمنہ پاک کے دل میں تھیں۔ وہ سب دھری کی دھری رہ گئیں آپؓ کے دل میں اپنے خاوند کی قبر دیکھنے کا جو شوق تھا۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرائض کی بدولت اندر ہی اندر بڑھتا چلا گیا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقریباً چھ سال کے ہوگئے۔ اور دیکھنے میں آپ علیہ السلام تقریباً آٹھ سال کے صحت مند لگتے تھے۔ تو آپ نے حضرت عبدالمطلب سے اپنے خاوند کی قبر کی زیارت کے لیے مدینہ منور جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے بخوشی اجازت دے دی۔

سیدہ آمنہؓ اپنے معصوم بیٹے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ روانہ ہوئیں۔ آپ کے ساتھ آپ کی کنیز ام ایمن تھی۔ جن کا نام برکت تھا۔ اور آپ کا تعلق حبشہ سے تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دادا سے ورثہ میں ملیں تھیں یہ مختصر سا قافلہ حضرت عبدالمطلب کے ننہال بنو عدی بن نجار کے ہاں اترا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ماہ تک اپنی والدہ کے ہمراہ اپنے والد پاک کے ننہال میں رہے۔ اس دوران میں آپ علیہ السلام نے بنی عدی بن نجار کے تالاب میں نہانے کی مہارت حاصل کی اور ہجرت کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو فرمایا:

ھھنا نزلت لی امی واحسنت العوم فی بئر عدی النجار۔

یعنی میں اس مکان میں اپنی والدہ کے ساتھ اترا تھا۔ اور میں نے بنی عدی بن نجار کے تالاب میں تیرنے کی مہارت حاصل کی تھی۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے بعد یہاں تشریف فرما ہوئے۔ تو اکثر پرانی یادوں کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ایک یہودی نے آپ علیہ السلام کو دیکھا۔ تو اس نے آپ علیہ السلام کا نام پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا نام احمد ہے۔ پھر اس نے آپ علیہ السلام کی پشت مبارک کو دیکھا۔ تو اس نے کہا کہ اس امت کا نبی علیہ السلام ہے۔ پھر اس نے دوسرے یہودیوں کو بتایا۔ تو وہ یکے بعد دیگرے مجھے دیکھنے کے چلے آتے تھے۔ میری والدہ کو یہودیوں کی طرف سے مختلف اندیشے پیدا ہونے لگے۔ آپ نے یہاں ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور مکہ جانے کی تیاری شروع کر دی۔ ام ایمن کہتی ہیں۔ جب ہم ابواء کے مقام پر پہنچے تو بی بی آمنہ کی طبیعت خراب ہوگئی۔ اور بگڑتی ہی چلی گئی۔

Marfat.com

بی بی آمنہ پاک کو جب اپنی زندگی کی امید نہ رہی۔ اور آپ نے اپنے پاس اپنے پیارے بیٹے حضرت محمد ﷺ کو دیکھا کہ اس حالت میں ان کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حوالے کر کے چھوڑ کر جا رہی ہیں۔ تو بے اختیار آپ کے لبوں پر شعر آ گئے۔

اسما بنت درھم کی والدہ آپ کی وفات کے وقت حاضر تھیں۔ ابو نعیم نے دلائل میں روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میرا خواب اگر صحیح ہے (اور یقیناً صحیح ہے)

"ان صح ما ابصرت فی المنام

"فا انت مبعوث الی الانام تبعث فی الحل وفی الحرام

تبعث فی التحقیق والاسلام دین ابیك البر ابراهام

فالله انهاك عن الاصنام و الا تولیها مع الاقوام"

"یعنی میں نے جو خواب دیکھا ہے وہ صحیح ہے آپ علیہ السلام تمام لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے جائیں گے۔ حل اور حرام سب جگہ آپ ﷺ نبی ہوں گے۔ آپ علیہ السلام کو اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر مبعوث کیا جائے گا۔ اور میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر بتوں سے روکتی ہوں۔ کہ آپ دوسری قوموں کے ساتھ مل کر ان سے دوستی نہ کریں"

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ

کل حی میت وکل جدید بال وکل کبیر یفنی و انا میتة و ذکری باق ولدت طهرا۔

"یعنی ہر زندہ موت کا مزہ چکھے گا۔ اور ہر نئی چیز پرانی ہو جائے گی اور ہر بڑی چیز فنا ہو جائے گی میں تو مر رہی ہوں لیکن میرا ذکر ہمیشہ باقی رہے گا کیونکہ میں نے ایک پاکباز بچہ جنا ہے۔ (ضیاء النبی از پیر کرم شاہ الازہری بھیرہ شریف صفحہ ۷۷)

علامہ زرقانی شرح مواھب الدینہ میں ان اشعار کو نقل کرنے کے بعد علامہ سیوطی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

یہ اشعار اس بات کی دلالت کرتے ہیں۔ کہ سیدہ آمنہ موحدہ تھیں انہوں نے دین ابرہیمی کا ذکر کیا انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ان کا فرزند اسلام کے ساتھ اللہ کی طرف سے مبعوث ہوگا۔ اور آپ نے اپنے فرزند کو خدا کا واسطہ دے کر بتوں کی دوستی سے منع فرمایا۔ اور یہی عین توحید ہے۔ جو آپ نے بیان فرمائی۔

من بندہ آں روے کہ دیدن نہ گزاں

دیوانہ زلف کہ کشیدن نہ گزارن

میں اِس حسین مکھڑے کا غلام ہوں جس کو دیکھنے کی تاب ہی نہیں اور ان حسین زلفوں کا اسیر ہوں جن تک پہنچنے کی تاب نہیں۔

دیدہ لبریزم سراپا انتظار کیستم ذوق دیدار تو دارم بے قرار کیستم

یا رسول اللہ آپ کے انتظار میں میرے صبر کا پیمانہ بھر چکا ہے اور میں سراپا انتظار ہوں اور آپ کے دیدار کے ذوق نے میرے جسم کے رُوئے رُوئے کو بے قرار کر دیا ہے۔

Marfat.com

خسرو تو بس بلند شوی در طریق عشق ۔ گویا پہ بائے بوس سگانش رسیدہ اِی

خسرو کا اس دن سے عشق میں طریق بہت بلند ہو چکا ہے۔جس دن سے اس نے آپ کی گلی کے کتے کے پاؤں کو چوما ہے۔ دم توڑتی ہوئی ماں کی ممتا نے جب اپنے بیٹے کو جو پوری دنیا اور آخرت کا سردار ہے کو آخری دم اپنے شہزادے کو دیکھا ہوگا۔تو اس پر کیا گزری ہوگی۔شفیق باپ کا سایہ پہلے ہی اٹھ چکا ہے۔اب والدہ ماجدہ بھی اپنے گھر سے دور مکہ شریف سے تقریباً ڈیڑھ سو کلو میٹر ابواء کے مقام پر اپنے خالق حقیقی سے مل رہی ہیں۔اردگرد نہ کوئی آبادی نہ کوئی پرسان حال اس نازک قلب مصطفی ﷺ پر کیا بیت رہی ہوگی۔

وہ نازک قلب جس نے پوری امت کے یتیموں۔بے کسوں۔دردمندوں اور بے آسروں کا بوجھ اٹھایا ہے۔اس کو بچپن سے ہی درد آشنا کیا جا رہا ہے۔اے میرے پیارے حبیب ﷺ تیرے لیے میں ہی کافی ہوں۔تو کیوں بے چین ہوتا ہے۔تیرا دل کیوں تڑپتا ہے۔تیرے لیے تو میں نے ساری دنیا بنائی ہے۔وہ مالک ہے اس کے فیصلے بھی حکمت پر مبنی ہیں۔

القرآن ۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢١﴾

ترجمہ: اور وہ خدا واحد و یکتا اپنے حکم میں غالب ہے۔لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔

حضور نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ تکلیفیں و مصیبتیں انبیاء علیہ السلام پر آتیں ہے ہیں۔ اور سب انبیاء سے مجھ پر سب سے زیادہ آئی ہیں۔پھر اولیاء اللہ پر یہ تکلیفیں مصیبتیں آتی ہیں۔پھر جو کوئی ان کے جتنا جتنا مثل ہو۔ان کے نزدیک ہو۔اس پر آتی ہیں۔

ہمارے پیر و مرشد کے پوتے میاں عبداللہ صاحب جو ایک کامل انسان تھے فرماتے تھے۔"یہ لوگوں نے روپے پیسے کو ہی اللہ تعالیٰ کا کرم و رحمت سمجھ لیا ہے۔حالانکہ اس کا کرم کچھ اور چیز ہے۔"

مکۃ المکرمہ واپسی

حضرت ام ایمن بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو جب ابوا کے مقام پر حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر جب اوپر ٹیلے پر دفن کر چکیں تو آپ نے نبی پاک ﷺ کے نازل دل کو کیا تسلی دی ہوگی۔بلکہ آپ علیہ السلام نے ہی ام ایمن کو تسلی دی ہوگی۔کیوں کہ جس نے سب امت کے دلوں پر مرہم رکھا ہے۔اس کو کوئی دوسرا کیا تسلی دے سکتا ہے۔وہ تو سراپا تسلیم و رضا ہیں۔خدا تعالیٰ کے ہر ہر فیصلے کے آگے۔وہ تو بچپن سے ہی سراپا تسلیم خم تھے، اور آپ علیہ السلام کے پیش نظر تو شروع سے آخر تک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی خشنودی تھی۔

سیاہ فام ام ایمن کی بے مثال محبت خلوص اور محنت نے آپ کو دوسری ماں کا درجہ دے دیا۔اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کی ایسی محبت اور خدمت کا جذبہ بھر دیا کہ اس کا اٹھنا سونا جاگنا ہر چیز کا مقصد حضور آقا دو جہاں

Marfat.com

سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت ہوگیا۔ (از ماخوز ضیاالنبی جلد دوم صفحہ ۱۹۶ از پیر کرم شاہ صاحب الازہری بھیرہ شریف)

ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے آپنے کسی صحابہ کو دوسرے کو عار دلاتے ہوئے سنا۔ اُس نے کہا:

یا ابن السوداء۔

ترجمہ: اے کالی ماں کے بیٹے!

تو حضور نبی کریم ﷺ ایک دم غضب میں آگئے۔ آپ نے بڑے جوش سے فرمایا:

لقد طفح الکیل لقد طفح الکیل لقد طفح الکیل لیس لابن البیضاء علی ابن السوداء فکان ابنا لهما معا۔

"پیمانہ چھلک گیا۔ پیمانہ چھلک گیا۔ پیمانہ چھلک گیا۔ کسی سفید رنگ والی ماں کے بیٹے کو کسی سیاہ رنگ والی ماں کے بیٹے پر کوئی فضیلت نہیں۔ بجز تقوی کے پس محمد (ﷺ) سفید رنگ والی ماں کا بیٹا ہے۔ اور اس کی پرورش سیاہ رنگ والی ماں نے کی ہے۔ پس وہ ان دونوں کا بیک وقت بیٹا ہے۔"

حضرت ام ایمن کے ساتھ حضور ﷺ اونٹنی پر سوار ہو کر سنگلاخ چٹانوں تپتے ہوئے ریگزاروں کو عبور کرتے ہوئے پتہ نہیں کتنے دنوں میں کس حال کے ساتھ مکہ المکرمہ پہنچے ہوں گے۔ یہ آپ علیہ السلام کا رب ہی جانتا ہے۔

جب حضرت عبدلمطلب نے سیدہ آمنہ کی وفات کا سنا تو آپ پر غم و اندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ حضرت عبداللہؓ کی نشانی کو آپؓ نے بار بار چوما سینے سے لگایا۔ اور آپ کے اندر محبت کے جذبات نے جو حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں تھے، نے ایک طوفان کی شکل اختیار کرلی۔

اے جان من، جانان من، اَز من نگر سلطان مَن

ہر دم ہر وقت اور ہر جگہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کو ساتھ ساتھ رکھتے تھے۔

کعبہ شریف میں اس کے سائے تلے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی نشست لگائی جاتی تھی۔ کسی بڑے سے بڑے آدمی کی یہاں بیٹھنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی سوائے حضور نبی کریم ﷺ کے وہ بلا جھجک اس پر بیٹھ جاتے تھے۔ اور آپ ﷺ کے چچا آپ ﷺ کو روکنے کی کوشش کرتے تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے میرے اس بیٹے کو مت روکو۔ خدا کی قسم اس کی بہت بڑی شان ہوگی۔

یہ اپنے دادا کی عظیم شفقت و محبت بھی صرف دو سال ہی آپ ﷺ کا ساتھ دے سکی جب عمر مبارک آٹھ سال کی ہوئی۔ تو دادا کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ وفات سے پہلے آپ ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت ابوطالب کو اپنے پاس بلایا۔ اور آقا دو عالم ﷺ کی نگہداشت اور خدمت کو ان کے سپرد کیا۔ کیوں آپ حضرت عبداللہ کے آپ ﷺ کے والد پاک رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی تھے۔ دونوں فاطمہ بنت عمرہ بن عائذ کے بطن سے تولد ہوئے تھے۔

Marfat.com

حضرت عبدالمطلب نے ایک سو دس اور ایک روایت کے مطابق ایک سو چالیس سال عمر پائی اور آپ کی وفات پر کئی دن بازار بند رہے آپ کی چھ بیٹیاں تھیں۔

سرکار دو عالم ﷺ عم محترم حضرت ابو طالب کے ساتھ

باوجود حضرت ابو طالبؓ کی مالی حالت اچھی نہ تھی۔لیکن وہ آنحضرت ﷺ کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔اور آپ علیہ السلام کی محبت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر آپ کے رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔اور وہ کسی حال میں بھی آپ علیہ السلام کو اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے۔اور ہمیشہ اپنے ساتھ کھلاتے اور اگر حضور علیہ السلام کہیں باہر ہوتے تو اس وقت تک کھانا شروع ہی نہیں کرتے تھے جب تک آپ علیہ السلام تشریف نہیں لے آتے تھے یا آپ علیہ السلام کو بلوا نہ لیتے۔حضرت ابو طالب کے بچے اگر آپ علیہ السلام کے بغیر کھانا کھا لیتے تو کھانا جلدی ختم ہو جاتا تھا اور وہ بھوکے ہی اٹھ جاتے۔جب آقا دو عالم ﷺ ساتھ بیٹھتے تو سب خوب سیر ہو کر کھاتے تھے اور کھانا بھی بچ جاتا تھا۔تو آپ کے چچا فرماتے تھے۔

انك مبارکٌ۔

میرے بھتیجے کا حال اس کے عظیم مستقبل کا پتہ دیتا ہے ایک دفعہ ایک قیافہ شناس مکہ المکرمہ آیا لوگ اس کے پاس اپنے بچے لے کر آئے حضرت ابو طالب بھی حضور کو لے کر اس کے پاس گئے تو اس نے کہا خدا کی قسم اس کی شان بہت بلند ہوگی۔

عہد شباب اور کسب معاشی کا دور

جب حضور نبی کریم ﷺ نو دس سال کے ہوئے تو چونکہ آپ علیہ السلام کے چچا کی مالی حالت تسلی بخش نہ تھی۔تو آپ کے احساس میں آپ ﷺ نے اجرت پر بکریاں چرانا شروع کر دیں۔امام بخاری نے صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قال قال رسول الله ﷺ کما بعث الله نبیا الا راعی غنم و قال له اصحابه وانت یارسول الله قال و انا راعیتها لاهل مکة بالقرایط۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو بھی مبعوث نہیں فرمایا کہ اس نے بکریوں کو نہ چرایا ہو۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا آپ نے بھی فرمایا کہ میں قراریط کے عوض اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔

قراریط قراط کی جمع ہے۔اور یہ دینار کے چھٹے حصے کی چوتھائی کو کہتے ہیں۔

لیکن شیخ ابو زہر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ قراریط بکریوں کے دودھ کا حصہ ہوتا تھا جو حضور ﷺ کو بطور اجرت مہیا

Marfat.com

کرتے تھے۔اور جو حضرت ابو طالب کے اہل وعیال کے ساتھ بطور غذا استعمال فرماتے تھے۔

اور یہی مفہوم قریب تر معلوم ہوتا ہے۔

سفر شام

جب سرکار دو عالم ﷺ کی عمر مبارک بارہ سال کی ہوگئی، تو حضرت ابو طالب نے اپنے تجارتی مقاصد کے لیے شام کے سفر کی تیاری کی۔تو رحمت دو عالم ﷺ نے ساتھ جانے پر اصرار فرمایا آپ ﷺ نے اونٹنی کی مہار پکڑ لی۔اور فرمایا آپ مجھے کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں۔میرا باپ ہے اور نہ ہی ماں۔چنانچہ آپ ﷺ کے چچا آپ ﷺ کو ساتھ لے جانے پر راضی ہو گئے اور آپ کو اپنے ساتھ اپنی اونٹنی پر سوار کر لیا۔

کئی دنوں کی مسافت کے بعد جب یہ قافلہ بصریٰ پہنچا تو عیسائی راہبوں کی خانقاہ کے قریب شب بسری کی۔وہاں ایک عیسائی راہب جرجیس تھا جو بحیرہ کے نام سے مشہور تھا۔اس کی نظر اپنے دریچہ سے قدرتی طور پر اس قافلہ پر پڑ گئی اس نے دیکھا کہ ایک نوخیز بچے پر بادل نے اپنا سایہ کیا ہوا ہے وہ بچہ جدھر جاتا ہے۔بادل ادھر ہی جاتا ہے۔جب قافلہ ایک درخت کے سایہ میں اترا تو درخت کے سائے میں جب سب قافلے والے بیٹھ گئے۔وہ بچہ سائے سے باہر بیٹھا۔تو درخت ادھر ہی جھک گیا۔اس نے اپنی کتابوں میں آخری نبی کی یہ نشانیاں پڑھ رکھی تھیں۔اس کو اس بچے کو دیکھنے کا شوق ہوا۔اس نے تمام قافلہ والوں کی دعوت کی۔تمام قافلے والے حیران ہو گئے۔کہ ہم کئی دفعہ گزرے تھے لیکن اس راہب نے کبھی رتی برابر بھی پروا نہیں کی تھی۔اب اس کو کیا ہو گیا ہے۔انہوں نے اس سے پوچھا تو اس نے ٹال دیا۔

جب قافلے والے آ گئے تو اس نے اس میں جان عالم ﷺ کو نہ پایا پوچھا تو انہوں نے کہا کہ پیچھے تو کوئی نہیں رہا۔بس ایک بچے کو چیزوں کی حفاظت کے لیے چھوڑ آئے ہیں۔اس نے کہا کہ اس بچے کو بھی ضرور بر ضرور بلائیں۔قافلے والوں کو کیا پتہ کہ اس بچے کے لیے تو اس راہب نے سب کی دعوت کی تھی۔آپ کے چچا حارث بن عبدالمطلب گئے اور آپ ﷺ کو ساتھ لے آئے۔وہ آپ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔جب قافلے والے کھانا کھا چکے تو اس نے آپ ﷺ کو روک لیا۔اس نے آپ ﷺ کو آزمانے کے لیے لات وعزیٰ وغیرہ کا واسطہ دے کر کہا کہ جو بات پوچھوں آپ صحیح بتائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

بخدا جتنی مجھے لات وعزیٰ سے نفرت ہے۔اتنی کسی سے نہیں۔

پھر اس نے کہا۔کہ میں آپ ﷺ کو خدا کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ آپ میری بات کا صحیح صحیح جواب دیں

آپ ﷺ نے فرمایا پوچھو:

وہ آپ ﷺ سے آپ کی نیند و بیداری اور دوسرے کئی سوالات پوچھتا رہا۔تو اس نے دیکھا کہ یہ سب نشانیاں تو نبی

Marfat.com

اخر الزمان ﷺ کی ہیں ۔ پھر آخر میں اس نے آپ ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت کے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ ﷺ نے قبول فرمالیا۔ اس نے اسے دیکھا تو بے اختیار چوم لیا۔ پھر اس نے آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب سے آپ کا رشتہ پوچھا آپ نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ یہ آپ کا بیٹا نہیں ہوسکتا۔

آپ نے فرمایا کہ اِن کے باپ کا انتقال ہوگیا تھا۔ جب یہ شکم مادر میں تھے۔

پھر اس نے آپ ﷺ کی ماں کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا کہ ان کی ماں بھی کچھ عرصہ ہوا۔ آپ کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے پاس چلی گئیں ہیں۔ اس نے کہا کہ اب آپ نے سچی بات کہی ہے۔

پھر وہ آپ ﷺ کے چچا کو کہنے لگا کہ آپ کے بھتیجے کی بڑی شان ہوگی۔ آپ انہیں جلدی جلدی واپس اپنے وطن لے جائیں۔ کہیں یہودی ان کو نقصان نہ پہنچائیں اور وہ یہ سارے جہانوں کے سردار ہیں اور یہ رب العالمین کے رسول ﷺ ہیں اور یہ رحمت العالمین ﷺ ہیں آپ کے چچا نے جلدی شام میں کاروبار کیا۔ اور بہت جلد آپ ﷺ کو واپس مکہ المکرمہ لے آئے۔

اَبر رحمت

ایک دفعہ مکہ شریف میں شدید قحط پڑ گیا۔ لوگ پانی کی ایک بوند کو ترسنے لگے۔ کافی دیر یہ حالت رہی آخر میں کسی نے کہا۔ آؤ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نشانی کے پاس چلتے ہیں۔ وہ لوگ حضرت ابو طالب کے پاس آئے تو آپ نے حضور نبی کریم ﷺ سے سراپا نیاز بن کر عرض کی۔ کہ آپ کی قوم کا بہت برا حال ہوا ہوا ہے۔ خدارا اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ آپ تیار ہوگئے اور حضرت ابو طالب آپ کو لے کر کعبہ شریف میں آئے۔ اور ساری قوم یہ دیکھ رہی تھی۔ آپ نے نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک کعبہ شریف کے ساتھ لگائی اور آپ کے ننھے ننھے ید بیضا والے ہاتھ اللہ تعالیٰ کے حضور بلند ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی ابھی ہاتھ نیچے بھی نہیں ہوئے تھے۔ کہ وہ آسمان جہاں پہلے بادل کا ٹکڑا تک نہ تھا وہاں ہر طرف سے بادل اُمڈ اُمڈ کر آگئے۔ اور اتنی بارش ہوئی۔ اتنی بارش ہوئی کہ ہر طرف جل تھل ہوگئی۔

حضرت ابو طالب نے اسی وقت فی البدیہہ شعر کہے:

و ابیض یستسق الغمام بوجه الکریم
ثمام الیتامی وعصمة الارامل

ترجمہ: یہ سفید رنگت والے ہیں، ان کے رخ انور کا واسطہ دے کر بارش کی بھیک مانگی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی عصمتوں کے محافظ ہیں۔

یلوزبه الهلاك من آل هاشم
فهم عنده فی نعمة و فواضِل

Marfat.com

ترجمہ: ہاشم خاندان کے مسکین لوگ آپ کے دامن کرم میں ہلاک ہونے سے پناہ لیتے ہیں آپ ان کو ہر قسم کے احسانات اور انعامات سے مالامال فرما دیتے ہیں۔

ایک دفعہ مدینہ منورہ میں ایک اعرابی حاضر ہوا۔عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ مال مویشی ہلاک ہو گئے لوگ ایک ایک بوند پانی کو ترس گئے۔ بارش کے لیے دعا فرمالیتے۔

آپ نے بارش کی دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے۔ابھی ہاتھ نیچے بھی نہیں آئے تھے کہ موسلہ دار بارش ہونے لگی۔۔

تو نبی کریم ﷺ مسکرادیے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہوئے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا آج اگر ابوطالب زندہ ہوتے۔تو دیکھ کران کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں کون ہے۔جو آپ کے شعر سنائے۔تو سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ اٹھے اورعرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کی مراد ان اشعار سے ہے۔

وابیض یستسق الغمام بوجھه الکریم۔

آپ نے فرمایا کہ ہاں یہی شعر مراد ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حفاظت

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب کبھی میں ایسے کام کا ارادہ کرتا جو میری شان کے لائق نہ ہوتا،تو اللہ تعالیٰ مجھے بچالیتے۔

ایک دفعہ میں دوسرے بچوں کے ساتھ پتھر ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھ رہا تھا۔چونکہ عرب شریف میں قمیض بہت لمبی ہوتی تھیں۔تو دوسرے بچوں نے اپنے تہبند اتار کر کندھوں پر رکھے ہوئے تھے تاکہ پتھروں کی سختی محسوس نہ ہو میں نے بھی ایسا کرنے کا ارادہ کیا تو کسی غیر مرئی طاقت نے مجھے اس سے باز کر دیا۔اور آواز آئی جلدی کرو۔تہبند باندھ لو۔

ایک دفعہ میں بچپن میں دوسرے لوگوں کے ساتھ بکریاں چرایا کرتا تھا۔لوگ قصے کہانیاں سننے مکہ شریف جایا کرتے تھے۔کیونکہ ہم باہر صحرا میں ہی رات بسر کرتے تھے۔ایک دفعہ میں نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا تم میری بکریوں کا خیال رکھنا۔میں مکہ شریف ہو کر آتا ہوں۔

میں مکہ چلا آیا۔وہاں ایک شادی تھی۔لوگ دف بجا رہے تھے۔مجھے گانے دفوں اور مزامیر کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔میں وہاں سننے کیے لیے بیٹھا ہی تھا۔کہ مجھے نیند نے آلیا صبح سورج کی گرمی کی تمازت نے میری آنکھ کھول دی۔ واپس آیا۔تو دوسرے ساتھی نے پوچھا رات کیسی گزری۔میں کہا۔مجھ پر تو نیند مسلط ہوگئی تھی۔

ایک مرتبہ پھر میں نے مکہ کی دفوں سے لطف اندوز ہونے کی کوشش کی اس کا بھی یہی انجام ہوا۔

Marfat.com

حربِ فجار

زمانہ جاہلیت میں مختلف جنگیں لڑی جاتی تھیں۔ یہ بے مقصد جنگیں قبائلی عصبیت وتفاخر اور شخصی رعونت، انانیت اور تفاخر کی وجہ سے ہوتی تھیں لوگ ذرا ذرا سی بات پر لڑ پڑتے اور تلواریں چل پڑتی تھیں۔ ایسی ایک جنگ میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے چچاؤں کے ساتھ شرکت فرمائی تھی۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک صرف پندرہ سال تھی۔ اس جنگ میں فریق قریش اور بنی کنانہ تھے اور دوسرا فریق بنی ہوازن تھا۔ یہ جنگ مکہ کے نزدیک "شرب" گاؤں کے پاس لڑی گئی۔

اور یہ ان لوگوں کی تیسری جنگ تھی۔ جو ہر سال لڑی جارہی تھی۔ اور ایک معمولی سی بات اس جنگ کا باعث بنی تھی کہ حیرہ کے بادشاہ کے قافلے کو ہوازن قبیلہ کے عروۃ الرجال نے پناہ دی تھی۔ لیکن برافی نامی ایک شخص نے اس کو ہلاک کر دیا۔ اس بات پر بنی ہوازن اور قریش و بنی کنانہ کی آپس میں جنگ ہر سال مقررہ جگہ پر ہوتی تھی۔

پہلے دو جنگوں میں بنی ہوازن کی فتح ہوئی تھی۔ اس جنگ میں چونکہ نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے۔ اس لیے اس جنگ میں قریش کو فتح ہوئی۔ آپ علیہ السلام ترکش سے تیر نکال نکال کر اپنے چچاؤں کو دیتے جاتے تھے۔

چوتھے سال جنگ کے لیے قریش اور بنی ہوازن اکھٹے ہوئے تو عتبہ بن ربیعہ نے ان دونوں فریقوں کی صلح کرادی۔

حضور ﷺ نے صرف تیسری جنگ میں اپنے چچاؤں کی حفاظت کے لیے حصہ لیا۔ اور ترکش سے تیر نکال نکال کر اپنے چچاؤں کو دیتے رہے۔

حلف الفضول

پورے عرب کے جزیرہ میں کوئی منظم حکومت نہ تھی اور نہ ہی کوئی عدالت تھی اگر کوئی قتل ہوجاتا تو قاتل قبیلے کے پورے افراد کو ذمہ دار ٹھہرایا جاتا۔ اور سب سے بدلہ لیا جاتا۔ نہ کہ فرد واحد سے اور صرف طاقتور قبائل ہی اس پر پورے اتر سکتے تھے۔ کمزور لوگ بدلہ نہیں لے سکتے تھے۔

ایک دفعہ زبید جو یمن کا ایک تاجر تھا اپنے سامان تجارت کے ساتھ مکہ آیا یہاں عاص بن وائل نے اس سے سامان تجارت خریدا۔ جب اس نے سامان لے لیا۔ تو اس کی قیمت لینے سے انکار کر دیا زبید نے کعبہ شریف میں جب قریش کی محفلیں لگی ہوئی تھیں آکر دہائی دی، اور اپنی فریاد کے اشعار پڑھے اور کہا کہ کوئی ہے جو مجھے میرے پیسے واپس دلائے۔

حضرت زبیر بن عبدالمطلب کھڑے ہوگئے اور کہا کہ میں تمہیں اس سے پیسے واپس دلاؤں گا۔

چنانچہ عبداللہ بن جدعان کے گھر میں بنی ہاشم، بنی زہرہ، بنی تیم بن مرہ کے قبائل جمع ہوئے ابن جدعان نے سب کو پرتکلف کھانا کھلایا۔

Marfat.com

ان سب لوگوں نے کھانے کے بعد کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ وہ "سب متحد ہو کر ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کریں گے۔ یہاں تک کہ ظالم مظلوم کو اس کا حق ادا کر دے اور ہم اس عہد پر پابند رہیں گے۔ جب تک سمندر صوف (اون) کو تر کرتا رہے اور جب تک حراء و اور ثبیر کے پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہیں اور ہم ایک دوسرے کی ہمدردی کریں گے۔"

رحمت دو عالم ﷺ کی عمر مبارک اس وقت بیس سال تھی۔ اور آپ نے اس میں شرکت فرمائی تھی۔ بعثت کے بعد بھی حضور ﷺ اس معاہدے میں شرکت پر اظہار مسرت فرماتے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

لقد شهدت فی دار عبدالله بن جدعان حلفاً ما اُحب آن لی به حمرا البحر ولو دعی به فی اسلام لاجبت۔

ترجمہ: کہ میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں حاضر تھا۔ جب حلف الفضول طے پایا گیا اس کے بدلے میں اگر کوئی مجھے سرخ اونٹ دے۔ تب بھی میں لینے کے لیے تیار نہیں اور اس قسم کے معاہدہ کی دعوت آج بھی اسلام میں مجھے کوئی دے۔ تو میں اسے قبول کرنے کو تیار ہوں۔

اس طرح سب لوگوں نے مل کر زبید کو عاص بن وائل سے اس کے پیسے واپس دلا دیے اور یوں یہ معاہدہ مدتوں نافذ العمل رہا۔

اس کے بعد مظلوموں میں سے جو کوئی بھی دہائی دیتا حلف الفضول کے ارکان کے مسلح دستے اس کی فریاد رسی کے لیے سامنے آجاتے۔

حلف الفضول کا آغاز حضرت زبیر بن عبدالمطلب کی تحریک پر شروع ہوا تھا اور اس کا پہلا اجلاس عبداللہ بن جدعان کے گھر ہوا تھا اور اس میں حضور ﷺ بھی شریک ہوئے تھے۔ اور حضور ﷺ کی تحریک پر ہی نوجوانوں کا ایک مسلح دستہ تیار ہوا۔ جو اس کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے میں سر دھڑ کی بازی لگا دیتا تھا۔ اور کسی بڑے سے بڑے آدمی کو بھی اس سے انحراف کی مجال نہیں تھی اس لیے مورخ حلف الفضول کے نظریہ کو حضور ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

آقا دو جہاں ﷺ اگرچہ اپنی قوم کی مشرکانہ رسوم اور دوسری بری حرکات سے مکمل دور رہا کرتے تھے۔ لیکن ان کے اچھے کاموں اور ہر غمی و خوشی میں ضرور شرکت فرماتے تھے۔

شام کی طرف دوسرا سفر

مکہ کے اکثر لوگ تجارت پیشہ تھے یہ مشرق اور شرق بعید کے ممالک سے درآمد کی ہوئی اجناس اور گرم مصالحے اور کئی دوسری مصنوعات یمن کی بندرگاہوں سے خرید کر اور ان کو اپنے اونٹوں پر لاد کر بحیرہ روم کی بندرگاہوں اور شام کی طرف لے

Marfat.com

جاتے اور گرمیوں میں یہ قافلے شام کی طرف جاتے اور لوگ ان میں بڑا بڑا بھاری سرمایہ لگاتے تھے۔

مکہ المکرمہ میں ایک نیک دل خاتون جن کا نام نامی حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن الغری بن قصی تھیں۔ آپ بہت ہی با اخلاق اور پاک دامن خاتون تھیں۔ اور جہاں سب قافلے والوں کا جتنا سامان ہوتا تھا۔ وہاں اکیلے آپ کا اتنا سامان ہوتا تھا۔ اور آپ یا تو اجرت پر لوگ رکھتیں تھیں۔ یا بصورت دیگر آپ لوگوں کا نفع میں کوئی سا نصف تہائی یا چوتھا حصہ مقرر کر لیتیں۔

پس اگر نفع ہو جاتا تو لوگ حصہ لے لیتے اور بصورت نقصان دیگر ساری ذمہ داری حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ پر ہوتی تھی اس کو شریعت میں "عقد مضاربہ" کہتے ہیں۔

کاش یہ چیزیں ہمارے معاشرے میں بھی آجائیں۔ جہاں سود کا کاروبار عروج پر ہے اور جس کی بے برکتی میں پورا معاشرہ مبتلا ہے اور سود کے ڈسے ہوئے لوگوں میں اٹھنے کی سکت نہیں رہتی ہے اور یہ خدا اور اس کے رسول ﷺ سے کھلی جنگ ہے۔

اگر کسی کے جسم پر خارش کے دانے نمودار ہوتے ہوں۔ کچھ لوگ اس کا آدھا علاج ہی کرتے ہیں۔ کہ ان دانوں پر مرہم لگا دیتے ہیں۔ پھر دانے جسم کے کسی اور حصے سے باہر نکل آتے ہیں۔ لیکن اس کا اصل علاج تو دانوں پر مرہم لگانے کے ساتھ ساتھ خون کا علاج کرنا اور خون کو صاف کرنے والی دوائیاں کھانا ہے۔ تاکہ جڑ سے اس کی بیماری ختم ہو سکے۔

یہی حال ہمارے معاشرے میں انگریز کے بنے ہوئے کالے قوانین کا ہے۔ آج ہمارے معاشرہ میں اگر شریعت محمدی ﷺ اور قرآن کا قانون نافذ ہو جائے۔ تو سب کے سب مسائل چشم زدن میں ختم ہو جائیں گے، اور اتنے اتنے بڑے مفکر اور سمجھدار دنیا داری پڑھے لکھے لوگ جو ٹی وی چینلوں پر اپنا سر پیٹتے رہتے ہیں۔ کوئی کسی قسم کے مشورے دیتا ہے۔ کوئی کسی قسم کے لیکن اسلامی قوانین کا مشورہ کوئی نہیں دیتا۔

وہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک جس نے اس انسان کو تخلیق کیا ہے۔ اس کو اس کی سب کمزوریوں کا پتہ ہے۔ اس کی سب لغزشوں سے وہ آگاہ ہے۔ اس کو پتہ ہے۔ اس کو کیسے ٹھیک کرنا ہے۔

اگر انسان کوئی گناہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ایسی سزائیں تجویز فرمائی ہیں۔ اور وہ ایسی نفسیاتی سزائیں بھی ہیں۔ کہ اس کو دیکھ کر پورا معاشرہ سیدھا ہو جاتا ہے۔ اور اس میں خدا تعالیٰ کی شرم وحیا اور اس کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔

اور ایک یہ ہمارے قانون ہیں کہ اگر ان کی سزا میں کوئی جیل جاتا ہے تو بہت بڑا مجرم بن کر ابھرتا ہے۔

اور ہمارا انصاف اور ہماری عدالتیں انگریز کے بنائے ہوئے کالے قوانین کی وجہ سے کئی پیچیدگیوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ اور ہمارے کیس بعض دفعہ کئی کئی سالوں پر محیط ہو جاتے ہیں۔ اور انہیں انصاف نہیں مل سکتا۔ اور بعض دفعہ گناہ گار صاف بچ جاتا ہے۔ اور کئی بے گناہ دھر لیے جائے ہیں۔

اور بعض لیڈر جن کو لوگ دھکے دے دے کر اور گلے سے پکڑ کر کرسی سے اتار دیتے ہیں۔ اگر کوئی اسلامی قوانین نافذ

Marfat.com

کرنے میں اور اپنے خدا اور اس کے رسول ﷺ کو خوش کرنے کے لیے اپنے فیصلوں پر ڈٹ جائے گا۔ اور اسلامی قانون نافذ کر دے گا۔ تو دنیا اور آخرت میں بھی سرخرو ہو جائے گا۔ اور لوگ اسے اسلامی دنیا کا ہیرو بنا دیں گے۔ اور شاید اس کی کرسی بھی تادیر قائم رہے۔ لیکن وہ کرسی کی خاطر نہیں بلکہ خدا اور اس کے رسول کو خوش کرنے کے لیے یہ کام کریں تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔

"کیوں کہ اگر کوئی خالق کو خوش کرنے کے لیے مخلوق کی پروا نہ کرے۔ تو خالق اس سے خود بھی خوش ہو جاتا ہے۔ اور مخلوق کو بھی اس سے خوش کر دیتا ہے۔

اور اگر کوئی مخلوق کو خوش کرنے کے لیے خالق کی پروا نہیں کرتا۔ تو خالق بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ اور مخلوق کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے۔"

خیر شریعت میں عقد مضاربہ کا بیان ہو رہا تھا۔ جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے کاروبار میں کرتیں تھیں۔ اور شریعت کے قوانین کا خیال آتے ہی بات ہمارے معاشرے کی کمزویوں کی طرف چلی گئی۔ جن کو ٹھیک کرنے کی از حد ضرورت ہے۔

حضرت ابو طالبؓ جن کی مالی حالت اچھی نہ تھی۔ جب ان کو حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے قافلے کے جانے کا علم ہوا۔

تو آپ نے حضور نبی کریم ﷺ سے اپنی مالی مجبوریوں کا ذکر فرمایا اور آپ کو حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس جانے کے لیے کہا۔

لیکن حضور پاک ﷺ کی غیرت نے اِن کے پاس جانا گوارہ نہ کیا اور فرمایا: لعلها ترسِلُ الی فی زالك کہ شاید وہ خود ہی اس سلسلہ میں مجھے بھیجے۔

حضرت ابو طالب کہنے لگے کہ شاید وہ کسی اور کو مقرر کر دے۔ تو پھر آپ ایسی چیز کو طلب کریں جو پیٹھ پھیر چکی ہو۔

جواب میں سرکار دو عالم ﷺ نے خاموشی اختیار کر لی۔

حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے نبی کریم ﷺ کے اخلاق آپ ﷺ کی ایمانداری اور دیانت اور آپ کی پاکبازی کی شہرت سن رکھی تھی لیکن اس کو آپ ﷺ کو کہنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ جب اسے چچا بھتیجے کی گفتگو کا علم ہوا تو اس نے فوراً پیغام بھیج کر بلایا۔ اور عرض کی کہ اگر آپ ﷺ قبول فرمائیں تو سب سے دوگنا معاوضہ آپ ﷺ کو دوں گی۔

حضور نبی کریم ﷺ بڑا خوش ہوئے اور اپنے چچا سے فرمایا کہ یہ رزق اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ سے ہماری طرف بھیجا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے روانہ فرمایا اور ساتھ اسے نصیحت کی کہ آپ کے کسی فرمان کی خلاف ورزی نہ کرنا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اس سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔

چند روز کی کٹھن مسافت کے بعد پر قافلہ شام کے شہر بصریٰ میں جا اترا اور ایک خانقاہ کے قریب ایک سایہ دار درخت

Marfat.com

کے نیچے پڑاؤ کیا۔

حضور اکرم ﷺ پہلے بھی شام کے سفر کے دوران یہاں ہی پڑاؤ کر چکے تھے۔ دونوں سفروں میں تقریباً تیرہ سال کا فرق تھا۔

اَب یہاں ایک دوسرا راہب نسطورا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے غلام میسرہ سے آپ کے بارے میں پوچھا اور آپ علیہ السلام کی ملاقات کا خواہشمند ہوا۔ اور جو جو نشانیاں آخری نبی ﷺ کی تھیں۔ جب آپ علیہ السلام میں موجود پائیں اور آپ علیہ السلام کی مہر نبوت کی زیارت بھی کی تو پاؤں مبارک پر گر گیا۔ اور اس کے بوسے لینے لگا۔ (آج بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ پاؤں کا بوسہ لینا شرک ہے) کاش خدا ان کے دل میں اپنی محبت اور اپنے پیارے رسول پاک ﷺ کی محبت کا طوفان ڈال دے۔

اور اس راہب نے کہا کہ کیا آپ ﷺ وہی نبی علیہ السلام ہیں جن کے آنے کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی؟

میسرہ راستہ میں حضور ﷺ کے کئی کمالات دیکھ کر پہلے بھی گرویدہ ہو چکا تھا۔ اس نے بار بار دیکھا۔ تو سخت دھوپ میں حضور ﷺ پر بادل کا سایہ ہوتا تھا۔

جب اس نے یہ بات سنی تو اپنا سب کچھ حضور ﷺ پر قربان کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ اس سفر میں حضور نبی کریم ﷺ کی برکت سے اتنا زیادہ نفع ہوا جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ دوران سفر کسی نے لین دین پر نبی کریم ﷺ سے لات و عزیٰ کی قسم کھانے کو کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان جھوٹے خداؤں کی قسم نہیں کھایا کرتا۔ وہ آپ کی بات سے بہت متاثر ہوا اور آپ کو صادق اور امین کہا۔ واپسی پر نبی کریم ﷺ جب مکہ شریف کے نزدیک مرا مظہران کے نزدیک پہنچے تو میسرہ کو آگے جا کر اپنی مالکن کو خوشخبری دینے کا فرمایا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مکان کے اوپر چڑھ کر قافلے کا نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کا استقبال کیا اور خود دیکھا کہ سخت دھوپ میں فرشتوں نے نبی پاک ﷺ پر سایہ کر رکھا ہے۔

میسرہ نے تمام راستے حضور ﷺ کی جو خوبیاں دیکھی تھیں، آپ سے بیان کیں اور خاص کر نسطورا راہب کا واقعہ بھی بیان کیا اور حضور پاک ﷺ کی امانت دیانت اور کاروباری خوبیوں کا ذکر کیا۔

آپ کی ہر ہر ادا اس پاک باز عورت کے دل میں سرایت کر گئی اور وہ آپ پر فریفتہ ہو گئیں اور انہوں نے دل میں طے کر لیا کہ اگر آپ ﷺ اس کو اپنی زوجیت میں قبول فرمالیں تو یہ اس کی بڑی خوش قسمتی ہوگی۔

نکاح کا پیغام

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کے سفر سے واپس آنے کے بعد ہر روز نبی کریم ﷺ کی عقیدت کے چراغ اور نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔ آپ کی پہلے دو شادیاں ہو چکی تھیں اور دونوں شوہر فوت ہو چکے تھے۔ اس وقت ان کی

Marfat.com

عمر مبارک تقریباً چالیس سال تھی۔ کئی ایک رشتے آئے تھے۔ لیکن آپ نے قبول نہیں کیے تھے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کی مرضی معلوم کرنے کے لیے آپ نے اپنی ہمراز سہیلی نفیسہ کو مامور کیا۔ نفیسہ کہتی ہیں۔ میں آپ علیہ السلام کے پاس گئی اور آپ ﷺ سے پوچھا کہ آپ شادی کیوں نہیں فرماتے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سرمایہ نہیں کہ شادی کا فریضہ ادا کرسکوں میں نے کہا اگر آپ کو خوش حالی شرافت اور خوبصورت جمال کی طرف دعوت دی جائے تو کیا آپ اسے قبول فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا: کون؟ عرض کی: ''خدیجہ'' حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیوں کر ممکن ہے۔ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور سب کچھ بیان کر دیا۔ اور انہوں نے حضور ﷺ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی اور عرض کی کہ آپ رشتہ میں میرے چچازاد قریبی ہیں اور آپ کی شان اپنی قوم میں بہت بلند ہے امانت دیانت حسن خلق اور سچائی اس طرح کی آپ میں بہت صفات ہیں۔ اس طرح انہوں نے نہایت ادب واحترام سے اپنی خواہش کا اظہار فرمایا۔ آپ علیہ السلام نے قبول فرمایا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ آپ علیہ السلام حضرت ابو طالب کے پاس جائیں اور انہیں ہمارے پاس بھیجیں۔ آپ ﷺ حضرت ابو طالب کے پاس گئے اور سارا ماجرا ان سے فرمایا۔ آپ نے قبول کیا دوسرے روز حضرت ابو طالب حضرت خدیجہ کے پاس گئے آپ نے عرض کی کہ آپ میرے چچا کے پاس جائیں اور اپنے بھتیجے کے لیے میرا رشتہ طلب کریں آپ نے خوشی کا اظہار کیا۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا کے پاس گئے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کا رشتہ مانگا۔ جو انہوں نے قبول فرمایا اور نکاح کے لیے تاریخ مقرر کر دی۔ (ضیاء النبی صفحہ ۱۳۶)

مقررہ تاریخ پر مکہ کے شرفاء وامراء اور قبیلہ مضر کے روؤسا اکٹھے ہوئے حضرت خدیجہ کی طرف سے ان کے چچا عمرو بن اسد وکیل بنے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے حضرت ابو طالب۔

حضرت ابو طالب کا خطبہ نکاح

حضرت ابو طالب نے فرمایا:

''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ جس نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کھیتی میں معد کی نسل اور مضر کے اصل سے پیدا فرمایا نیز ہمیں اپنے گھر کا پاسبان اور اپنے حرم کا منتظم مقرر کیا۔ ہمیں ایسا گھر دیا جس کا حج کیا جاتا ہے اور ایسا گھر بخشا جہاں امن میسر آتا ہے۔ نیز ہمیں لوگوں کا حکمران مقرر کیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد یہ میرا بھتیجا جس کا نام نامی محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہے اس کا دنیا کے جس بھی نام نامی کے ساتھ موازنہ کیا جائے۔ اس کا پلڑا بھاری ہے اور اگر یہ مالدار نہیں تو کیا ہوا مال تو ایک ڈھلنے والا سایہ اور بدل جانے والی چیز ہے۔ اور محمد (ﷺ) جس کی قرابت کو تم خوب جانتے ہو اس کا خدیجہ بنت خویلد سے رشتہ میں ساڑھے بارہ اوقیہ سونا مہر مقرر کیا ہے۔ بخدا مستقبل میں اس کی شان بہت بلند ہوگی۔

حضرت ابو طالب کے خطبہ کے بعد ورقہ بن نوفل کھڑے ہوئے۔ جو حضور ﷺ کے چچازاد بھائی تھے نے کہا کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ کہ جس نے ہمیں ان انعامات سے نوازا جن کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ اور ہمیں وہ فضیلتیں بخشیں

Marfat.com

جن کو آپ نے گنا ہے پس ہم سب عرب کے سردار و راہبر ہیں۔ اور تم بھی ان صفات سے متصف ہو قبیلہ کا کوئی فرد ان کا اِنکار نہیں کرتا اور کوئی فرد تمہاری فضیلت کو رد نہیں کرتا ہے۔ ہم اپنا تعلق تم سے استوار کرنے میں بڑا اشتیاق رکھتے ہیں۔

اے خاندان قریش کے سردارو!

گواہ رہو! میں نے خدیجہ دختر خویلد کا نکاح محمد بن عبداللہ (ﷺ) کے ساتھ کر دیا ہے۔ حضرت ابو طالب نے فرمایا اس کارِ خیر میں مَیں چاہتا ہوں کہ خدیجہ کے چچا بھی شریک ہوں چنانچہ حضرت خدیجہ کے چچا بولے: ''اے قبائل قریش گواہ رہنا! میں نے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبداللہ (ﷺ) سے کر دیا ہے۔''

اس پر قریش کے سردار گواہ مقرر ہوئے۔ یہ آقا دو جہاں حضور ﷺ کی پہلی شادی مبارک تھی۔ اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر مبارک صرف پچیس سال اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی۔ اور آپ دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں۔

(ضیاء النبی جلد دوم، صفحہ ۱۳۷، خاتم النبیین، جلد اول، صفحہ ۱۶۲)

اَزواجی زندگی کا آغاز

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی یہ شادی بڑی ہی بابرکت ثابت ہوئی۔ امت مسلمہ کو اس سے بہت ہی فائدہ ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا تن من دھن سب کچھ حضور اکرم ﷺ پر قربان کر دیا اور حضور اکرم ﷺ کا دل بے چین جو بچپن سے محرومیاں سہتا آیا تھا۔ اس کو دلاسا دینے کی سعی جمیل کی۔

سیدنا حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے ہی آپ کی اولاد مبارک سیدنا حضرت قاسم جن سے آپ ﷺ کی کنیت ابو القاسم اور آپ علیہ السلام کے بیٹے حضرت عبداللہ جو طیب اور طاہر کے لقب سے مقلب ہوئے، دونوں پیدا ہوئے۔

آپ کے تیسرے بیٹے حضرت ابراہیم مدینہ پاک میں حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ تینوں بیٹے عالم شیر خوارگی میں انتقال فرما گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی چار صاحب زادیاں سیدہ رقیہ، سیدہ زینب، سیدہ ام کلثوم اور سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمہ البتول الزہرا رضوان اللہ علیہن اجمعین کی ولادتِ باسعادت بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے ہی ہوئی اور سب نے عہد نبوت پایا اور مشرف بااسلام ہوئیں۔ (ضیاء النبی، جلد دوم، صفحہ ۱۳۶)

اللھم صل علی سیدنا محمد بنی امی وعلی آلہ وصحبہ وبارك وسلم۔

(نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ)

Marfat.com

کعبہ شریف کی تعمیر نو

جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک تقریباً پینتیس سال ۳۵ سال ہوئی اور آپ کی شادی کو تقریباً دس سال بیت گئے۔ اس وقت قریش کو کعبہ شریف کو دوبارہ تعمیر کرنے کا خیال آیا۔ جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو ان کے شیر خوار بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اس جگہ میں چھوڑ کر گئے تھے۔ تو یہ ایک بے آب وگیاہ میدان تھا۔ جو پہاڑوں سے گھرا ہوا تھا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے گئے اور بچے کو شدید پیاس لگی تو بی بی ہاجرہ پاک ؓ بہت بے چین ہوگئیں انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام (اپنے شیر خوار بچے) کو بٹھایا۔ اور ساتھ صفا کی پہاڑی تھی آپ اس پر دوڑتی ہوئی تشریف لے گئیں۔ کہ دور کہیں آبادی یا پانی کا نشان نظر آئے تو بچے کو وہاں لے جائیں۔ جب کچھ نظر نہ آیا۔ تو وہاں سے دوڑتے ہوئے سامنے مروہ کی پہاڑی جو تقریباً ایک کلومیٹر ہے، دوڑتی ہوئی وہاں تشریف لے گئیں۔ وہاں سے بھی کوئی پانی یا آبادی نظر نہ آئی تو واپس دور سے ہی بچے کو دیکھتے ہوئے واپس صفا پہاڑی پر تشریف لائیں۔ اس طرح دوڑتے ہوئے بے قراری میں جو ان کو اپنے بچے کے لیے تھی سات چکر پورے کیے۔ تب دیکھا کہ بچے کے پاس سے پانی کا چشمہ اُبل رہا ہے۔ آپ دوڑتی ہوئی بچے کے پاس تشریف لائیں۔ اور پانی کو کہا: زمزم، زمزم۔ یعنی ٹھہر جا، ٹھہر جا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا پانی کو زمزم زمزم یعنی ٹھہر جا ٹھہر جا نہ کہتیں تو تمام روئے زمین پر یہ پانی پھیل جاتا اللہ تعالیٰ کو بی بی ہاجرہ پاک ؓ کا بے قراری میں دوڑنا اتنا پسند آیا کہ قیامت تک سب مسلمانوں کو حکم فرما دیا کہ تمہارا حج وعمرہ مکمل تب ہوگا جب میرے رسول ﷺ کی ماں، میرے نبی (علیہ السلام) کی بیوی اور میرے نبی (علیہ السلام) کی والدہ کی سنت پوری کرو گے۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ مشرفہ کو تعمیر فرمایا حضرت اسماعیل علیہ السلام اُس وقت بڑے ہو گئے ہوئے تھے، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سب سے پہلے کعبہ کو تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام۔

پتھر پکڑاتے جاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی تعمیر کرتے جاتے تھے۔ اور ایک روایت کے مطابق وہ پتھر جو مقام ابراہیم علیہ السلام پر نصب ہے۔ اور جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں مبارک کے نشانات ہیں۔ خود بخود پتھر لگانے کے لیے بلند ہو جاتا تھا۔ اب تک کعبہ شریف پر کئی سال بیت چکے تھے۔ پتہ نہیں کسی نے تعمیر نو کی یا نہیں۔ بہر حال اب کعبہ شریف صرف ایک چار دیواری تھا۔ جو انسانی قد سے ذرا اونچی تھی، اور جو پتھر جوڑ جوڑ کر بنایا گیا تھا اور پتھروں کو ایسے ہی جوڑا گیا تھا۔ کوئی چیز ان کو جوڑنے کے لیے استعمال نہیں کی گئی تھی اور کعبہ شریف کے اوپر چھت بھی نہیں تھی اور جس کو تعمیر کرنے کی بار بار ضرورت محسوس کی جاتی تھی کعبہ شریف کے اندر ایک کنواں تھا۔ جس میں خزانہ تھا۔ تمام سونے وغیرہ کی اور قیمتیں چیزیں اس میں ڈالی جاتی تھیں۔ ہوا یہ کہ ایک دن اس سے کچھ قیمتی چیزیں چوروں نے چرا لیں۔ جب تلاش کی گئیں تو دو یک

Marfat.com

نامی ایک شخص کے پاس ملیں۔ دویک بنو یلیح بن محروخزاعی کا آزاد کردہ غلام تھا۔قریش نے چوری کے جرم میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔اس لیے بھی قریش نے کعبہ شریف کی تعمیرنو کو ضروری سمجھا اور سب نے اپنے حلال مال سے اس کی تعمیر کرنے کا عہد کیا اتفاق سے انہیں دنوں میں ایک بادبانی کشتی کو سمندر کے طوفان نے جدہ کے ساحل پر پھینک دیا۔جو ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔قریش نے اس کے تختے خرید لیے۔

شیخ ابراہیم مرجون فرماتے ہیں کہ قیصر روم نے حبشہ کے گرجا گھر کی مرمت کے لیے اس کشتی میں تعمیر کا سامان بھی بھیجا تھا۔جب یہ کشتی شعیبہ کی بندرگاہ پر پہنچی تو سمندری طوفان کی وجہ سے ساحل سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔قریش کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے تختے خرید لیے اور باقوم جس کو قیصر روم نے کشتی کے ساتھ حبشہ میں گرجا گھر کی مرمت کے لیے ساتھ بھیجا تھا اور جو ایک انجینئر تھا،کو ساتھ لیا۔ابن اسحاق کے مطابق وہ ایک قبطی بڑھئی تھا جو مکہ ہی میں رہتا تھا۔

قریش نے اس کی خدمات حاصل کیں لیکن اب کعبہ کو گرانے کا مسئلہ درپیش تھا۔قریش کو ابرہہ کا انجام معلوم تھا۔اس کے علاوہ کعبہ کے اندر جو کنواں تھا جس میں سونے چاندی وغیرہ کی قیمتی چیزیں لوگ ڈالتے تھے۔اس میں بڑا سا سانپ رہتا تھا۔ جو کبھی کبھی کعبہ شریف کی دیوار پر آ کر بیٹھ کر دھوپ سینکتا تھا۔انہی دنوں ایک دن وہ کعبہ کی دیوار پر بیٹھا تھا کہ ایک پرندہ آیا اور اسے اچک کر لے گیا۔اس چیز کو قریش نے اللہ تعالیٰ کی مدد سمجھا۔اب ولید بن مغیرہ آگے بڑھا اور اس نے کعبہ شریف کی جنوبی دیوار کو گرانا شروع کر دیا اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ہم بھلائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔پھر وہ اس کا انجام دیکھنے کے لیے بیٹھ گئے۔جب ایک رات خیریت سے گزر گئی تو صبح اٹھ کر سب لوگ مل کر کام کرنے لگے۔مختلف قبائل کو ایک ایک دیوار دی گئی۔

اور کعبہ شریف کے دروازہ والی سائیڈ بنو عبدمناف اور بنو زہرہ قبیلوں کے سپرد کی گئی جنوبی دیوار حجر اسود سے لے کر رکن یمانی تک بنو مخزوم اور چند دوسرے قریشی قبائل کے حوالے کی گئی مغربی دیوار یعنی پشت کعبہ بنو جمع بنو سہم جو عمرو بن ہصیص بن کعب لوئی کے سپرد کی گئی شمالی دیوار حطیم والی بنو عبدالدار، بنواسد، بنو عدی کے سپرد ہوئی۔

سب قریش مل کر کام کرنے لگے لیکن جو ان کے پاس ساز وسامان تھا۔جلد ان کو معلوم ہوگیا کہ وہ کام کو مکمل نہیں کر سکیں گے۔اس لیے انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم کچھ حصہ کعبے کا بغیر تعمیر کے چھوڑ دیتے ہیں اور اس کی حد بندی میں جس کو حطیم کہتے ہیں۔اور باقی حصہ پر چھت ڈال لیتے ہیں۔

حضور آقا دو جہاں حضرت محمد ﷺ شروع سے آخر تک اس کار خیر میں شریک رہے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی ساتھ شریک رہے اور آپ کے کندھوں مبارک پر پتھروں کی رگڑ سے خراشیں پڑ گئیں۔جب باقی کام مکمل ہوگیا اور حجر اسود رکھنے کی باری آئی تو ہر قبیلہ نے اس برکت والے کام کو خود کرنا چاہا اور آپس میں الجھ پڑے اور قریب تھا کہ تلواریں نکل آتیں بنو عبدالدار نے اجتماعی طور پر ایک خون کا بھرا ہوا پیالہ لے کر اس میں سب نے اپنے ہاتھ ڈبوئے اور اپنے عہد پر ثابت قدم رہنے کی قسمیں کھائیں۔مسلسل چار پانچ روز تک حالات بہت خراب رہے۔

Marfat.com

آخر سب لوگ اس کا فیصلہ کرنے کے لیے مسجد حرام میں اکٹھے ہوئے۔ ابوامیر نے کہا کہ اے گروہ قریش تم لوگ اپنے فیصلے کے لیے اس شخص کو اپنا حاکم مان لو جو کل سب سے پہلے مسجد حرام میں داخل ہو۔ اس پر سب لوگ مان گئے۔

دوسری صبح حضور نبی کریم ﷺ باب بنی شیبہ سے تشریف لائے۔ جب دوسرے لوگ حرم شریف میں آئے تو حضور ﷺ کو دیکھ کر لوگ خوش ہو گئے اور کہنے لگے یہ حضرت محمد (ﷺ) ہیں، یہ امین ہیں۔ ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں انہوں نے اپنا مسئلہ آپ علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ھلم الی ثوبا۔ ایک چادر لائی جائے۔

وہ چادر لے آئے حضور ﷺ نے چادر کو بچھایا اور اپنے ہاتھ مبارک سے حجر اسود کو اٹھا کر اس کے درمیان میں رکھ دیا۔ اور ہر قبیلہ کے سردار کو بلایا اور کہا کہ اس چادر کو پکڑ کر اٹھاؤ اور پتھر کو اٹھا کر مخصوص جگہ پر لے آؤ۔ اس طرح وہ پتھر کو چادر کے درمیان لیے ہوئے مخصوص جگہ تک پہنچ گئے۔ تو حضور ﷺ نے وہ پتھر چادر کے درمیان سے اٹھا کر مقررہ جگہ پر رکھ دیا۔ اس طرح سب لوگوں کی اس نیک کام میں شرکت ہو سکی اور سب لوگ خوش ہو گئے اور حضور علیہ السلام کے اِس حُسن عمل سے بہت بڑا فتنہ وفساد ٹل گیا اور کعبہ کی تعمیر کا باقی کام دوبارہ شروع ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

ان رسول الله ﷺ قال لها الم تری ان قومك قر قصرت بهم النفقة ولو حدثان قومك بكفر لنفضت الكعبة ووجعلت لها بابا شرقيا وبابا غربيا وادخلت فيها الحجر (الصحيحين)

آپ فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! تو نہیں دیکھتی کہ تیری قوم کا سرمایہ کم ہو گیا تو انہوں نے حجر کا رقبہ کعبہ سے باہر نکا دیا اگر تیری قوم کفر سے نئی نئی تائب نہ ہوئی ہوتی۔ تو کعبہ کو گرا دیتا اور اس کے شرقاً غرباً دروازے رکھ دیتا اور حجر کو کعبہ میں داخل کر دیتا۔ یہ عمارت عہد رسالت، عہد خلافت راشدہ اور اس کے بعد کچھ عرصہ تک جوں کی توں رہی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر نے ۶۴ھ میں مکہ مکرمہ پر قبضہ فرما لیا۔ تو یزید نے اپنا لشکر حصین بن نمیر کی قیادت میں بھیجا۔ اس نے کعبہ پر پتھر برسا برسا کر اس کی عمارت کو شہید کر دیا اسی دوران اسے یزید کی موت کی اطلاع ملی تو وہ واپس لوٹ گیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر نے کعبہ مقدسہ کی دوبارہ تعمیر فرمائی، دو دروازے شرقاً و غرباً رکھے۔ حطیم کو کعبہ میں داخل کیا۔

پھر کچھ عرصہ بعد حجاج بن یوسف نے کعبہ پر قبضہ کیا اور عبداللہ بن زبیر کو شہید کیا اور ازراہِ تعصب کعبہ کو دوبارہ گرا کر پہلے کی طرح تعمیر کیا۔ حجر کو دوبارہ کو کعبہ سے باہر نکال دیا اور صرف ایک ہی دروازہ رہنے دیا۔

یہ کام حجاج کو اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے کرنے کا کہا تھا۔ جب حجاج نے اس کام کو مکمل کیا۔ تو خلیفہ کو اپنی غلطی

Marfat.com

کا شدید احساس ہوا اور وہ حجاج پر لعنت کیا کرتا تھا۔ جب بنی امیہ کا دور ختم ہوا اور عباسی خلیفہ آیا تو سیدنا حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے دوبارہ کعبہ مقدسہ کو پہلے کی طرح تعمیر کرنے کے متعلق مشورہ کیا۔

آپ نے منع فرما دیا اور کعبہ کو جوں کا توں رہنے دیا اور کہا کہ اس طرح کعبہ شریف بادشاہوں کے ہاتھ میں کھلونا بن جائے گا اور وہ اپنی مرضی سے کعبہ کا تقدس مجروح کرنے لگیں گے۔

بعثت سے پہلے

بعثت سے پہلے قریش نے لوگوں پر حج کے متعلق مختلف قسم کی ناجائز پابندیاں لگا رکھی تھیں کیونکہ وہ اپنے آپ کو ان سب سے بالاتر سمجھتے تھے۔ گو کہ فریضہ حج بھی ان چیزوں میں سے ایک تھا۔ جو کہ دین ابراہیمی میں لوگوں کی تحریف اور تبدیلی سے بچا ہوا تھا۔

نو (۹) ذوالحج کو لوگ عرفات کے میدان میں اکٹھے ہوتے تھے۔ لیکن قریش اور ان کے حلیف قبائل کنانہ اور خزاعہ نے آپس میں فیصلہ کیا تھا کہ وہ وقوف کے لیے میدان عرفات میں نہیں جائیں گے اور نہ ہی طواف افاضہ کریں گے نہ ہی از راہ غرور وہ کسی مکان یا خیمہ میں احرام کی حالت میں داخل ہوں گے۔ وہ صرف چمڑے کے بنے ہوئے خیموں کے سایہ میں بیٹھ سکتے ہیں۔

انہوں نے باہر سے آئے ہوئے حاجیوں پر بھی بہت پابندیاں لگا رکھی تھیں کہ کوئی حاجی احرام کی حالت میں اپنے ساتھ لائے ہوئے کھانے کے سامان میں سے کھانا نہیں کھا سکتا اور وہ صرف قریشیوں کا کھانا ہی کھائیں گے۔

نیز طواف کے وقت وہ صرف قریشوں سے کپڑے مانگ کر ہی پہن سکتے تھے اور اگر ان کو قریشیوں کے کپڑے میسر نہ ہوں تو وہ برہنہ طواف کریں گے چاہے مرد ہو یا عورت اور اگر وہ اپنے کپڑوں میں طواف کریں گے۔ تو بعد طواف ان کو اتار کر پھینک دیں گے نہ وہ دودھ کو بلو کر مکھن نکال سکتے تھے اور نہ ہی پنیر، اپنے کھانے کو نہ چربی سے اور نہ ہی گھی سے پکا سکتے تھے۔

یہ تمام بدعات ان میں پائی جاتی تھیں ان سب کو "الحمس" کہا جاتا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام خرافات کو یکسر منسوخ فرما دیا۔

اور خود بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی نازل ہونے سے پہلے عرفات شریف کے میدان میں گئے اور طواف افاضہ بھی فرمایا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦﴾

ترجمہ: میں تمہارے درمیان عمر کا ایک حصہ اس سے پہلے گزار چکا ہوں کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔

اللھم صل علی محمد قدر حسنه بجماله وجوده بكماله وعلى آله وصحبه وبارك وسلم ابدا ابدا برحمتك يا ارحم الرحمين۔

Marfat.com

بعثت مبارک

حضور نبی کریم ﷺ پر آثار نبوت کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا۔ رات کو جو آپ علیہ السلام خواب دیکھتے۔ صبح وہ ہو بہو بالکل سچ ہو کر سامنے آتا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک چالیس سال ہوگئی تھی۔

پھر آپ کے دل مبارک میں خلوت نشینی کی محبت پیدا ہوگئی۔ آپ کچھ سامان خورد ونوش ساتھ لے جاتے۔ تو غار حرا میں کئی کئی دن اور راتیں بسر فرماتے۔ کبھی کبھی رمضان کے مہینہ میں پورا پورا مہینہ بھی بسر فرماتے۔ یہ غار مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ پہاڑ جس کی چوٹی پر غار حرا ہے کو "جبل نور" کہتے ہیں۔ یہ دور ہی سے سب پہاڑوں میں ممتاز دکھائی دیتا ہے۔ اس کی چوٹی پر اللہ تعالیٰ کا نور برستا نظر آتا ہے۔ ۱۹۸۱ میں جب میں جرمنی سے واپس حج کرنے کے لیے آیا تو اس غار کو دیکھنے کے لیے گیا۔ تو اس کی چوٹی پر بیٹھا ہوا تھا۔ تو ایک ایسی اللہ تعالیٰ کی محبت کی لہر چلی۔ جس کی باوجود کم عمری کے (تقریباً ۲۱ سال کا میں تھا) میں نے محسوس کیا اور اس محبت کی ہوا کے جھونکے میں میرا تن بدن سب اور میری روح بھی محو ہوگئی۔ اور کچھ لحظہ کے لیے میں دنیا و مافیہا سے بے پروا ہوگیا اور عین اسی لمحے میرے دوستوں نے میری تصویر کھینچ لی جو کہ آج تک محفوظ ہے۔ واقعی اس پہاڑ کے ایک ایک ذرہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی یاد ٹپکتی ہے۔ پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بائیں طرف تھوڑا سا پھرا ترنا پڑتا ہے اس پہاڑ کی چوٹی بہت مشکل ہے۔ اور نیچے راستہ بہت خطرناک اور تنگ ہے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ رات دن یہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت فرمایا کرتے تھے۔

یہ غار بارہ فٹ لمبی اور تقریباً ۶ فٹ چوڑی ہے۔ ایک آدمی آسانی سے یہاں لیٹ سکتا ہے۔ اس غار کی خوبی یہ ہے کہ اس کے سامنے والے حصہ میں پہاڑ کے دو حصے آپس میں اس طرح سے ملے ہیں کہ ان میں درز پیدا ہوگئی ہے۔ جو کافی چوڑی ہے اور آسانی سے وہاں سے کعبہ شریف کی زیارت ہوتی ہے۔ غار کے دائیں طرف دو تین قدم کے فاصلہ پر بالکل سیدھی پہاڑ کی ڈھلوان ہے جو بہت ہی گہری اور خطرناک ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ یہاں اپنے رب کی یاد میں محو ہو جایا کرتے تھے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ﴿٨﴾

غار حرا میں آپ ﷺ اس طرح اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو ہوتے کہ اس کو خدا ہی جانتا ہے۔ یا اس کا محبوب ہی جانتا ہے۔ وہ راز و نیاز، وہ دل ربائیاں، وہ کیفیتیں کوئی اس کا کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔ اسی طرح ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

فجاءة الملك فقال اقرأ قال مآنا بقاری قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرا قلت ماانا بقاری فااخذنی فعطنی الثانیة حتی بلغ مِنی الجهد ثم

Marfat.com

ارسلنی فقال اقرا فقلت ما انابقاری فاخذنی فغطنی الثالثة ثم ارسلنی فقال اقرا باسم ربك الذی خلق خلق الانسان مِن علق۔ اقرا و ربك الاکرام۔ فَرَجَعَ بها رسول الله ﷺ۔

پھر آپ ﷺ کے پاس (غار میں) فرشتہ حاضر ہوا اور کہا پڑھیے آپ نے جواب دیا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ پھر اس فرشتہ نے مجھے پکڑا مجھے اپنے سینہ سے لگا کر خوب بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے اس کے زور سے بھینچنے سے تکلیف محسوس ہوئی پھر مجھے چھوڑ دیا اور دوبارہ کہا کہ پڑھیے میں نے پھر کہا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ اس نے دوبارہ مجھے پکڑا اور اپنے سینے سے لگا کر زور سے بھینچا کہ مجھے بھینچنے سے درد محسوس ہوئی۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے میں نے کہا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ اس نے تیسری بار مجھے پکڑا اور اپنے سینے سے لگا کر زور سے بھینچا یہاں تک کہ اس کے بھینچنے سے مجھے درد محسوس ہوئی۔ اور مجھے چھوڑ دیا۔ اور تیسری بار مجھے کہا:

"آپ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔ پیدا کیا انسان کی جمے ہوئے خون سے پڑھیے آپ ﷺ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

جب تک حضرت جبرئیل علیہ السلام نے صرف اقراء کہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مَا انا بقاری۔ یعنی میں پڑھنے والا نہیں ہوں اور جب اُنہوں نے اقرا باسم ربك الذی خلق کہا۔ کہ اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھیے! تو آپ ﷺ نے فوراً پڑھنا شروع فرما دیا۔

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ گھر تشریف لے گئے۔

و رجَعَ بها رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم یرجف فوادہ و دخل علی خدیجه بنت خویلد رضی الله عنها فقالا زملونی زملونی فزملوہ حتی ذهب عنه الروع فقال لخدیجة و اخبرها الخبر لقد خشیت علی نفسی فقالت خدیجةُ کَلَّا والله ما یخزیك اللهُ اَبدًا انك لتصل الرحمة، و تحمل الکل و تکسب المعدو مَرد تقدی الضیف و تعین علی نوائب الحق۔ (ضیاء النبی حصہ دوم صفحہ ۱۹۱)

پس: اِن آیات کو سن کر دل میں محفوظ کر کے آپ ﷺ واپس گھر تشریف لائے۔ حضور ﷺ کا دِل مبارک کانپ رہا تھا۔ آپ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے چادر اُڑھاؤ۔ مجھے چادر اُڑھاؤ۔ پس اُنہوں نے حضور ﷺ کو چادر اُڑا دی۔ یہاں تک کہ وہ ہراس دور ہو گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ کو سارا ماجرہ سنایا اور فرمایا کہ مجھے اپنے بارے میں ڈر لگ رہا ہے۔ آپ نے عرض کی: ہرگز نہیں!

Marfat.com

خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بے آبرو نہیں کرے گا۔ آپ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ کمزوروں اور ناتوانوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں جو مفلس نادار ہو اُس کو اپنی نیک کمائی سے حصہ دیتے ہیں۔ مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ حق کی وجہ سے کِس پر کوئی مصیبت آجائے تو آپ اُس کی مدد اور دستگیری فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے جو انبیاء علیہ السلام ہوتے ہیں اُن میں اپنی نبوت کا عرفان اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتا ہے اور اس سے پہلے بھی کئی شجر و حجر آپ کو اسلام علیک یارسول اللہ کہا کرتے تھے۔ جب یہ قرآن پاک قلب انور پر نازل ہوا تو اُس قرآن کی ہیبت جس سے پہاڑ لرز لرز جائیں کو سوائے نبی کریم ﷺ کے اور کون اُٹھا سکتا تھا۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ (الحشر:۲۱)

ترجمہ: اگر ہم اِس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ ﷺ دیکھتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا۔

وہ قلب نازک اِس قرآن پاک کے اُترنے سے لرز لرز گیا ہوگا۔

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ

"حضور (ﷺ) کو اِس بار پر اندیشہ ہوا کہ اِس امرِ عظیم کی ذمہ داریوں کے آپ ﷺ کیونکر متحمل ہو سکیں گے اور وحی کے اِس بارگراں کو آپ ﷺ کیوں کر اُٹھا سکیں گے۔"

(عمدۃ القاری، طبع البابی الحلبی جلد اول صفحہ ۶۸، فتح الباری جلد اول صفحہ ۲۰) (ضیاالنبی جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایک چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل تھے جو بتوں کی پوجا نہیں کرتے تھے اور تلاش حق میں کئی ممالک بھی ہو آئے تھے انہوں نے عیسائیت قبول کر لی تھی اور عبرانی زبان پر بھی مہارت حاصل کر لی تھی اور اُنہوں نے انجیل کو بھی پڑھا ہوا تھا۔ حضرت خدیجہ حضور اکرم ﷺ کو لے کر اُن کے پاس آئیں۔ آپ نے عرض کیا۔ اے میرے چچا کے بیٹے حضور ﷺ کی بات سنو! اُنہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کو کیا نظر آیا ہے۔ آپ ﷺ نے سارا ماجرہ بیان فرمایا۔

ورقہ بن نوفل نے کہا کہ یہ وہی ناموس جبرائیل علیہ السلام ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اُتارا تھا اے کاش میں اِس وقت جوان ہوتا زندہ ہوتا۔ جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکالتی۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا میری قوم مجھے نکال دے گی۔ ورقہ نے کہا جو چیز آپ لے کر آئے ہیں جو کوئی بھی وہ لے کر آیا اُس کی قوم نے اُس کو نکال دیا۔ اے کاش میں اُس وقت زندہ ہوتا تو آپ کی پرزور مدد کرتا۔

اِس کے بعد ورقہ بن نوفل زیادہ دیر زندہ نہ رہے۔

کچھ عرصہ کے لیے وحی کا سلسلہ رُک گیا۔ اِس عرصہ کو "فترۃ الوحی" کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

وہ دِل جو وحی کی لذت سے آشنا ہو چکا تھا آپ پھر اِس کے انتظار میں دِن رات بے چین رہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب پاک ﷺ کو یوں بے قرار دیکھا تو دوبارہ وحی کا سلسلہ شروع فرما دیا۔

آپ ﷺ غارِ حرا سے واپسی تشریف لا رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر کی تو آپ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھے نظر آئے۔ اِس حالت میں آپ ﷺ کو دیکھ کر مرعوب سے ہو گئے۔

جب نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے تو چادر لے کر لیٹ گئے تو آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی۔

يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَأَنْذِرْ ۝٢ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝٣ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝٤ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝٥

(المدثر، آیت: ۱ تا ۵)

ترجمہ: اے چادر میں بیٹھنے والے! اُٹھئے اور لوگوں کو ڈرائیے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے لباس کو پاک رکھیے اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہیے۔

اِس کے بعد نزول وحی کا سلسلہ بڑی سرگرمی سے شروع ہو گیا۔

یا ایھا المدثر والی آیات کریمہ نازل ہونے سے حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا آغاز ہو گیا۔

! سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ پر سورۃ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝١ نازل ہوئی پھر کچھ دن وحی کا سلسلہ رکا رہا۔ تاکہ جو پہلی وحی نازل ہوئی اُس کا خوف جاتا رہے اور ایک بڑے کام رسالت کے لیے حضور نبی کریم ﷺ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تیار کر لیں۔ کچھ عرصہ پہلے وحی کے نازل ہونے کے بعد جب وحی رُکی رہی تو دوبارہ وحی نازل ہونے کا شوق بھی دل میں بہت زیادہ ہو گیا۔

پھر سورۃ مدثر نازل ہونے سے آغاز رسالت ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ کچھ عرصہ بیمار ہو گئے اور قیام لیل بھی موقوف ہو گیا اور ایک مشرک عورت نے یہاں تک کہہ دیا کہ (نعوذ باللہ) شیطان نے آپ ﷺ کو چھوڑ دیا ہے اِس سے قلب نازک کو بہت ٹھیس پہنچی اور آپ از حد غمگین ہو گئے۔

تو پھر سورۃ والضحیٰ نازل ہوئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بھڑکی ہوئی اِنسانیت کو خدا کے حکم سے سیدھی راہ دکھانے کے لیے اپنے آپ کو سرگرم فرما لیا۔

نزولِ وحی کے بعد سب سے پہلا حکم نماز کا ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر ایک وادی میں آئے۔ آپ نے پَر مارا۔ ایک چشمہ نمودار ہو گیا اس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وضو فرمایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے بھی وضو فرمایا پھر جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کی معیت میں نماز ادا کی سب سے پہلے دو رکعتیں صبح سورج طلوع ہونے سے قبل اور دو رکعتیں سورج غروب ہونے کے بعد فرض ہوئیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اِن اوقات میں دو روز برابر آتے رہے۔

Marfat.com

دعوت اِسلام

سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔تمام اُمت کا اِس پر اجماع ہے۔

حضرت سیدنا خدیجہ رضی اللہ عنہا ہر وقت حضور اکرم ﷺ کی ڈھارس بندھاتی رہتی تھیں۔طعن و تشنیع کے جو تیر مشرکین حضور نبی کریم ﷺ کے قلب نازک اور قلب اکرم پر چلاتے۔آپ اُن کو مندمل فرمایا کرتی تھیں۔آپ کا غم ہلکا فرماتیں۔اللہ تعالیٰ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کی معرفت آپ کو سلام پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے ذریعے آپ کو جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے ایک محل کی خوشخبری دی۔ جس میں کوئی شور نہیں ہوگا۔

آپ نے عرض کی۔اللہ تعالیٰ خود سلام ہے پس جبرئیل پر سلام ہو اور یا رسول اللہ ﷺ آپ پر بھی سلام ور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں۔

کتنا پیارا، کتنا خوبصورت اور دانشمندانہ جواب ہے۔

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ

حضرت زید بھی حارثہ کا پورا نام زید بن حارثہ بن شرجیل الکعبی تھا۔ان کی والدہ کا نام سعدی تھا۔جو بنی معض خاندان کی ایک خاتون تھیں بچپن میں وہ اپنی ماں کے ساتھ ننھیال آئے ہوئے تھے کہ بنی قیس کے شہسواروں نے ان کے خیموں پر حملہ کر دیا۔ان کے ساز و سامان کو لوٹا اور زید کو بھی پکڑ کر ساتھ لے گئے اور عکاظ کی منڈی میں اسے فروخت کر دیا۔حکیم بن حزام جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے تھے، نے چار سو درہم کے عوض ان کو خرید لیا اور انہیں اپنی پھوپھی صاحبہ کو پیش کر دیا۔جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی زوجیت میں آئیں تو آپ نے حضرت زید کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ دے دیا۔آپ ﷺ نے حضرت زید کو فوراً آزاد کر دیا اور بچوں کی طرح آپ کے ساتھ محبت و پیار سے پیش آتے رہے۔حضرت زید کو آپ سے بہت زیادہ انسیت و پیار ہوگیا۔

ادھر حضرت زید کا والد اپنے بیٹے کے فراق میں دن رات روتا رہتا تھا اور غم میں ڈوبے ہوئے درد والے اشعار بھی پڑھتا رہتا تھا۔

اتفاق سے بنی کلب قبیلہ کا ایک قافلہ حج کے لیے مکہ آیا حضرت زید نے انہیں دیکھا۔اور پہچان لیا انہوں نے زید کو بتایا کہ تیرا باپ تیری جدائی میں بہت غمگین ہے۔اور ہر وقت روتا رہتا ہے۔آپ نے اپنے باپ کو پیغام بھیجا۔

"میرے دل میں بھی اپنی قوم کا شوق ہے اگرچہ میں بہت دور ہوں۔لیکن ایسے گھر میں رہتا ہوں جو مشاعر کے

Marfat.com

نزدیک ہے میں اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی سے ایک نہایت ہی شریف خاندان میں زندگی بسر کر رہا ہوں۔ جو بڑے کریم النفس اور پشت ہا پشت سے اپنے علاقہ کے رئیس ہیں۔"

قافلہ جب واپس گیا تو انہوں نے حضرت زید کا پیغام اس کے والد کو دیا۔ اِن کا والد اپنے بھائی کعب کو لے کر مکہ آیا اور نبی کریم ﷺ کے سامنے سراپا التجا بن گیا اور عرض کی کہ آپ احسان فرمائیں، فدیہ لے کر ہمارے بیٹے کو آزاد فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میں نے پہلے دن ہی آزاد کر دیا تھا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو بلائیں اور اسے اختیار دیں کہ چاہے تو آپ کے ساتھ واپس چلا جائے، چاہے تو ہمارے ساتھ رہے۔ انہوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پوچھا تو حضرت زید نے اپنے باپ کے ساتھ جانے سے صاف انکار کر دیا۔ ان کا باپ اور ان کا چچا حضرت زید رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ سے سخت حیران رہ گئے اور انہوں نے کہا:

"اے زید تو آزادی پر غلامی کو اور اپنے ماں باپ پر اِن کو پسند کر رہا ہے۔"

حضرت زید نے جواب دیا:

"کہ تم کو کیا پتہ کہ جس ہستی کی غلامی کو میں ترجیح دے رہا ہوں وہ کتنی دلربا، کتنی اچھی، کتنی شفیق مہربان اور کتنی عظیم ہے اور اس کو چھوڑنے کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ (الشوریٰ، آیت: ۱۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے لیے چُن لیتا ہے اور جو اُس کی طرف رجوع کرتا ہے اُس کو اپنی راہ دکھاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

ما دعوت احدا الی الاسلام اِلَّا کَانَتْ عندہ کبوۃ و تَرَدُّدٌ وَ نَظَرٌ اِلا ابابکر ما عکم عَنْهُ حین ذکرتہ لہ و لا تَرَدَّدَ۔ (ضیاء النبی جلد دوم، صفحہ ۲۲۶، از ماخوذ بل الہدی والرشاد، جلد دوم، صفحہ ۴۰۶)

ترجمہ: میں نے جس کو بھی اِسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو اُس کا پاؤں پھسلا اور وہ تشویش میں مبتلا ہوا اور غور و فکر کرنے لگا۔ سوائے ابوبکر کے۔ اس نے نہ تردد کیا نہ جھجکا۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی رفاقت کے لیے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چن لیا تھا۔

بعثت سے پہلے بھی آپ کے نبی کریم ﷺ کے ساتھ گہرے دوستانہ مراسم تھے اور وہ سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہتے تھے اور آپ کے کمالات اور آپ کے محالات کے مشرف تھے۔ بیرون ملک شام کے سفر میں بھی حضور ﷺ کے ہمراہ رہے تھے اور راہب جس کا نام نسطورا تھا کی گفتگو بھی آپ نے سنی تھی۔ ورقہ بن نوفل کی زبانی بھی آپ کی نبوت کا سنا تھا اور کئی دوسرے علماء

Marfat.com

سے بھی آنے والے نبی کے بارے میں سُن رکھا تھا۔

ایک دن آپ نے خواب دیکھا کہ چاند مکہ میں اُترا ہے ہر گھر میں اس کا ٹکڑا گرا ہے۔ پھر وہ یکجا ہو کر مکمل آپکی گود میں آگیا ہے۔ اہل کتاب میں سے آپ نے کسی عالم سے تعبیر پوچھی۔ اُس نے کہا کہ وہ نبی جس کی آمد کے ہم سب منتظر ہیں وہ عنقریب ظاہر ہوگا اور آپ اُس کی اطاعت سے سارے جہان میں سعید ترین شخص ہوں گے۔

آپ تو انتظار فرما رہے تھے کہ کب وہ سورج طلوع ہو اور کب وہ سر تسلیم خم اُس کے قدموں میں کریں۔

ایک روز آپ حکیم بن حزام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کی لونڈی آئی کہنے لگی کہ آپ کی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کے خاوند نے کہا ہے کہ وہ نبی مرسل علیہ السلام ہیں۔ اُس کی یہ بات سنکر آپ چپ کر کے وہاں سے اُٹھ گئے اور فوراً حضور نبی کریم رؤوف و رحیم صلی اللہ علیہ والہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ علیہ السلام نے وحی کے نازل ہونے کا واقعہ اِن کو سنایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول مبعوث فرمایا ہے۔

آپ نے فوراً پڑھا:

اَشھد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ و اشھد انک رسول اللہ۔

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آپس میں تلخ کلامی ہوئی۔ اِس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دل میں بڑی تکلیف پہنچی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر مجھے مبعوث کیا تو تم نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکر نے کہا کہ یہ سچا ہے۔ اِس نے اپنی ذات اور اپنے مال سے میری دلجوئی کی کیا تم میرے لیے میرے اِس دوست کو چھوڑو گے یا نہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کا پرانا نام عبد الکعبہ بدل کر عبداللہ رکھا ابوبکر آپ کی کنیت تھی۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ

مکہ مکرمہ میں قحط کے باعث حضرت ابوطالب کی حالت پہلے سے بھی کمزور ہو چکی تھی۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔ طالب، عقیل، جعفر اور علی رضوان اللہ علیہم اجمعین چاروں میں دس دس سال کا فرق تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے چھوٹے تھے اور آپ کی عمر مبارک اُس وقت دس سال تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپس میں فیصلہ کیا کہ اُن کا بوجھ ہلکا کریں۔ یہ حضرت ابوطالب کے پاس گئے۔ آپ نے کہا کہ طالب اور عقیل کو میرے پاس رہنے دیں اور باقی بچوں کے بارے میں جیسا آپ فیصلہ کریں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس رکھ لیا اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو حضرت عباسؓ کو دے دیا گیا۔

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گھر میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ حضرت علی حاضر ہوئے۔ اُنہوں نے

Marfat.com

دونوں کو نماز پڑھتے دیکھا۔ نماز کے بعد آپ ﷺ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور یہ نماز ہم پر فرض کی ہے اور اے علیؓ تم بھی ایمان لے آؤ۔ آپ نے فرمایا: اچھا میں اپنے ابا جان سے پوچھ لوں۔ آپ گھر گئے اور ایک روایت کے مطابق آپ کے دل کو اللہ تعالیٰ نے نور ایمان بھر دیا اور آپ اپنے والد کو بتائے بغیر ہی دوسرے دن منگل کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر ایمان قبول کر لیا۔

حضرت ابوطالب نے آپ کو حضور ﷺ کی معیت میں ایک دفعہ نماز پڑھتے دیکھا تو نبی کریم ﷺ سے اِس دین کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا:

هذا دين الله و دين ملئكته و دين رسله و دين آبيناء ابراهيم۔ بعثنى الله رسولاً اِلى العباد و انت اى عم احق من بذلت لهٗ الاصيحة و دعوتهٗ الى الهدى و احق آجابنى اليه و اعاننى عليه۔ (سیرت النبویہ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۲۶۵)

ترجمہ: اے محترم چچا یہ اللہ کا دین ہے اس کے فرشتوں کا دین ہے اِس کے رسولوں اور ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر مجھے اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہے اور اے محترم چچا آپ اِس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ میں آپ کو نصیحت کروں اور ہدایت کی دعوت دوں اور آپ سب سے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ میری دعوت کو قبول کریں اور اِس سلسلہ میں میری مدد کریں۔

حضرت ابوطالب نے عرض کی کہ اے میرے بھتیجے ابھی سر دست میں اپنے آباء کے دین کو نہیں چھوڑ سکتا لیکن کوئی شخص جب تک میں زندہ ہوں تیرے نزدیک تجھے تکلیف پہنچانے کے لیے نہیں آسکتا۔

اِس سے پہلے جب آپ نے حضرت علی کو حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا تو کہا کہ اے میرے بیٹے یہ کیا دین تو نے اختیار کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اے میرے باپ میں اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لے آیا ہوں اور جو دین یہ لے کر آئے ہیں میں نے اِس کی تصدیق کی ہے اور آپ ﷺ کی معیت میں مَیں نے اللہ کی نماز پڑھی ہے اور آپ ﷺ کی پیروی کی ہے حضرت ابوطالب نے کہا کہ اے میرے بیٹے اُنہوں نے تجھے خیر کی طرف بلایا ہے اُن کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔

میرے ذاتی خیال میں حضرت ابوطالب کی حضور نبی کریم ﷺ سے از حد دلی محبت تھی اور آپ کے لائے ہوئے دین کو بھی آپ دل سے چاہتے تھے۔ اِسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے اِس دین کو مضبوطی سے پکڑنے کو کہا اور کافروں سے آپ کو خیال تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو بہت تکالیف دیں گے کہ حضور علیہ السلام اِس دین مبارک پر ہیں اور حضرت ابوطالب کے خیال میں وہ اگر سر دست اِس دین کو قبول کرنے کا اعلان کر دیں تو وہ کفار سے حضور نبی کریم ﷺ کا دفاع کیوں کر کر سکیں گے حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے مطابق جب حضرت علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے سب سے پہلے اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا اور حضرت علیؓ نے آپ کی زبان مبارک چوسی اور چوستے چوستے سو گئے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی اسلام کی اشاعت

آپ خاندان قریش میں بہت معزز تھے بہت بڑے تاجر تھے۔ صاف اور کھرے دیانت دار، غریبوں، یتیموں کے آسرہ تھے اور آپ زمانہ جاہلیت کی آلودگیوں سے پاک تھے آپ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا تھا مکہ کے تمام لوگ آپ کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو اِسلام سے منور فرما دیا تو آپ نے گوارہ نہ کیا کہ آپ لوگوں کو اندھیرے سے نہ نکالیں۔ آپ نے اپنے قریبی حلقہ احباب میں اِسلام کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ آپ کی کوششوں سے حضرت سیدنا عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم یہ خاص خاص چیدہ چیدہ ہستیاں تھیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور عالم اِسلام میں بڑا نام پیدا فرمایا۔

سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

آپ حضرت ابوبکر صدیق کی وساطت سے مسلمان ہوئے۔ آپ اِن دس خوش نصیبوں میں سے ہیں جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی ہی میں جنت کی بشارت دی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں دیں۔ اِس لیے آپ کو ذوالنورین بھی کہا جاتا ہے۔

آپ بہت امیر تاجر تھے۔ اِسلام کی ترقی کے لیے آپ نے دل کھولکر سخاوت کی۔

آپ بہت خوبصورت، گھنی داڑھی اور گندم گوں چہرہ کے مالک تھے۔ آپ کو بیالیس سال کی عمر میں باغیوں نے شہید کر دیا آپ کے عہد میں دور دور تک اِسلامی سلطنت پھیل گئی تھی۔

۲- حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اسلام کی طرف راغب کیا۔ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے فرزند تھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ پندرہ سال سے کم عمر ہی میں آپ نے اِسلام قبول کر لیا۔ آپ کا چچا آپ کو چٹائی میں لپیٹ کر دھونی دیتا۔ لیکن آپ فرماتے خدا کی قسم میں کبھی بھی واپس کفر کی طرف لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔ آپ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

Marfat.com

۳-حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔آپ نے پہلے حبشہ پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔آپ بہت بڑے دولتمند تاجر اور سخی تھے۔آپ نے بہتر سال کی عمر پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

۳-حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

آپ حضرت صدیق اکبرؓ کی کوششوں سے مسلمان ہوئے۔آپ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔آپ اِسلام کے پہلے تیر انداز ہیں۔آپ کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیر چلاؤ۔میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔تمام ہجرتوں میں آپ نے شرکت کی اور فارس اِسلام کے شہسوار کے نام سے مشہور ہوئے جس لشکر نے شہنشاہ ایران کو شکست دی۔آپ اُس کے سپہ سالار تھے۔

آپکی ماں کو جب آپ کے اِسلام لانے کا پتہ چلا تو اُس نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔نہ ہی وہ سائے میں بیٹھتی تھی۔

آپ نے اُس کا یہ حال دیکھا تو کہا۔اے ماں اگر تیری سو جانیں ہوں اور وہ یکے بعد دیگرے نکلتی جائیں تو پھر بھی میں یہ دین نہیں چھوڑوں گا جب اُس نے آپ کا پختہ عزم دیکھا۔تو کھانا پینا شروع کر دیا۔

۵-حضرت طلحہ بن عبید اللہ

آپ بھی سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے مسلمان ہوئے۔آپ بصری تجارت کے لیے گئے۔تو وہاں ایک راہب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی خوشخبری دی اور آپ کو نصیحت کی کہ آپ سب سے پہلے ایمان لائیں واپس آ کر آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت بارے علم ہوا تو آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے آپ کو اسلام کی طرف راغب کیا اور اُن کو لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور وہ ایمان سے مشرف ہوئے۔آپ کی چونسٹھ برس عمر تھی اور آپ کا مزار مبارک بصرہ میں ہے۔

اِس کے علاوہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح۔ابوسلمہ عبداللہ بن عبد الاسد، ارقم بن ابی الارقم، عثمان بن مغعون رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی آپ کی کوششوں سے مسلمان ہوئے۔(سیرۃ النبویہ، ابن کثیر جلد اول صفحہ ۴۳۹)

تبلیغ اِسلام کا یہ سلسلہ خفیہ جاری رہا

اللہ تعالیٰ نے اِن میں سے حضرت عبیدہ بن حارث سعید بن زید۔اِن کی اہلیہ فاطمہ (حضرت عمر فاروقؓ کی بہن) اسما اور عائشہ (دختران حضرت ابوبکر صدیق) خباب بن الارث عمیر بن ابی وقاص حضرت سعد کے بھائی، عبداللہ بن مسعود، مسعود بن القاری۔سلیط بن عمر اور اِن کے بھائی حاطب، عباس بن ربیعہ اِن کی اہلیہ اسما، حنین بن خذافہ۔عامرؓ بن ربیعہ، عبداللہ بن جبش،

Marfat.com

اِن کے بھائی ابو احمد، حضرت جعفر بن ابی طالب اور اُن کی اہلیہ اسما بنت عمیس، حاطِب بن الحارث عثمان بن مطعون کے دو بھائی قدامہ اور عبداللہ وغیرہم رضوان اللہ عنہم اجمعین سب لوگ تقریباً پیش ہو گئے لیکن یہ سب لوگ سابقون الاولون خفیہ مسلمان ہوئے۔

(محمد رسول اللہ محمد رضا جلد اول صفحہ ۶۹ رضیا النبی جلد دوم صفحہ ۳۳۷)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اظہارِ اِسلام

جب مسلمانوں کی تعداد تقریباً اڑتیس ہوگئی تو سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم کیوں نہ کھلم کھلا اعلان کر دیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی ہماری تعداد کم ہے لیکن سیدنا صدیق اکبر بار بار عرض کرتے رہے کہ آخر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بات مان لی اور آپ دار ارقم سے نکل کر حرم شریف کعبہ معظمہ کے صحن میں جس وقت سب کافر یہاں جمع تھے تشریف لائے۔ سب مسلمان اپنے اپنے قبیلہ میں تشریف فرما ہوئے۔ تو سیدنا صدیق اکبر نے اُٹھ کر اِسلام کا اعلان کیا اور لوگوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا بتایا اور سب کو کہا کہ ایک خدا کی عبادت کرو! بتوں کی پرستش چھوڑ دو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاؤ۔

تمام لوگ بپھر گئے اور سب لوگ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر پل پڑے اور اُن کو مار مار کر ادھ موا کر دیا۔ اِس کے علاوہ دوسرے مسلمانوں پر جنہوں نے اپنی اپنی جگہ اپنے ایمان لانے کا اعلان کیا تھا۔ اُن پر بھی برس پڑے۔

سب سے زیادہ غصہ تو اُنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر نکالا۔ اُن کو نیچے گرا کر ڈنڈوں اور لاتوں سے مارتے رہے عتبہ بن ربیعہ نے تو حد ہی کر دی۔ اُس نے اپنا جوتا اُتار کر سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے منہ چہرہ مبارک پر مارنا شروع کر دیا۔ اتنا مارا اتنا مارا کہ آپ کا چہرہ مبارک سوج گیا۔ آنکھیں بڑی مشکل سے نظر آتی تھیں۔ اِس حالت میں اُٹھا کر آپ کے قبیلہ بنی تیم کے لوگ آپ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر کافروں سے زبردستی باہر نکال لائے اور آپ کو گھر لے گئے۔

قبیلہ بنو تیم کے لوگ آپ کو گھر چھوڑ کر واپس حرم شریف آئے اور اعلان کیا کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق کی موت (خدانخواستہ) واقع ہوگئی تو وہ عتبہ کو مار دیں گے۔

سارا دن آپ بے ہوشی کی حالت میں رہے۔ شام کے وقت آپ کے منہ مبارک سے تھوڑا ہوش آتے ہی یہ الفاظ نکلے کہ

مَا فَعَلَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ: میرے محبوب میرے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بتاؤ کیا حال ہے؟

لوگ جو آپ کا پتہ لینے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ آپ کو بُرا بھلا کہنے لگے اور وہاں سے واپس جانے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اِن کی والدہ ام الخیر کو آپ کا خیال رکھنے کا کہہ کر چلے گئے۔ آپ کی والدہ جب اکیلی رہ گئیں تو وہ بھی بار بار آپ کو بلاتی رہیں۔ آپ کو پھر جب ہوش آتی تو فرماتے کہ میرے کریم آقا علیہ السلام کی مجھے خبر دو۔

Marfat.com

مَا فعل رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم

ترجمہ: میرے رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟

آپ کی والدہ نے کہا کہ مجھے خبر نہیں آپ نے فرمایا کہ ام جمیل بنت خطاب سے آپ دریافت فرما آئیں۔

ام جمیل کے پاس آپ کی والدہ گئیں تو اُنہوں نے صاف لاعلمی کا اظہار کیا لیکن کہا کہ میں خود حضرت ابوبکرؓ کے پاس جاتی ہوں جب وہ خود آئیں تو آپ کی حالت دیکھ کر رونے لگیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے آپ سے پھر حضور اکرم ﷺ کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے کہا کہ آپ کی والدہ سُن رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں آپ بیان فرمائیے۔ آپ نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ دار ارقم میں خیر خیریت سے ہیں۔ آپ نے کہا کہ مجھے اُن کے پاس لے چلو میں اُس وقت تک کہ جب تک آپ کو دیکھ نہ لوں کچھ نہیں کھاؤں پیوں گا۔

رات کے وقت جب لوگوں کی آمد و رفت ختم ہوگئی اور ہر طرف خاموشی چھا گئی تو یہ چپکے سے آپ کو لے کر نکلیں یہ دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں آپ کو سہارا دے کر لائیں۔

نبی کریم ﷺ نے آپ کو دیکھا تو آپ پر جھک گئے اور آپ کو بوسے دیے۔ دوسرے مسلمان بھی آپ پر جھک گئے۔

آپ نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ سوائے عتبہ کی جوتیوں کے مجھے اور کسی ضرب کی اتنی تکلیف نہیں۔

اور نبی کریم ﷺ کے حضور عرض کی کہ میری والدہ کے لیے دعا فرمائیں کہا اللہ تعالیٰ اِن کا سینہ اِسلام کے لیے کھول دے اور اِس کو مسلمان کر لیں۔

حضور ﷺ نے آپ کی والدہ کے بارے میں دعا کی اور اُن کی والدہ کو اسلام لانے کو کہا۔ اُنہوں نے اس کو قبول فرما لیا اور مشرف باسلام ہوگئیں۔

خفیہ تبلیغ

پھر مسلمان ایک مہینہ تک دار ارقم میں خفیہ طریقے سے تبلیغ کرتے رہے اور کچھ اور لوگ اسلام کے دائرہ میں داخل ہوئے۔ اِن میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

آپ مکہ کے گرد و نواح میں ایک روز بکریاں چرا رہے تھے کہ آپ کے پاس حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق تشریف لے آئے اور فرمایا کہ ہمیں دودھ پلاؤ۔ آپ نے عرض کی کہ حضور میں اِن بکریوں کا مالک نہیں ہوں آپ نے فرمایا ایسی نوعمر بکری لاؤ جس سے کسی نر نے جفتی نہ کی ہو۔

Marfat.com

وہ لائے تو نبی کریم ﷺ نے اُس کی سکڑی ہوئی کھیری پر اپنا برکت والا ہاتھ پھیرا تو وہ سکڑی ہوئی کھیری ایک دم دودھ سے بھر کر بڑی ہوگئی آپ نے دودھ دوہا۔ پہلے حضرت عبداللہ بن مسعود پھر حضرت ابوبکر اور پھر خود نوش فرمایا پھر کھیری پر ہاتھ پھیر کر اُس کو دوبارہ سکڑنے کو کہا تو وہ سکڑ گئی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ معجزہ دیکھ کر میں آپ پر ایمان لے آیا اور مسلمان ہوگیا۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے کچھ سکھلایئے۔ عَلِّمْنِیْ نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا بارك اللهُ فَاِنَّكَ غُلَامٌ مُعَلَّمٌ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی برکتوں سے نوازے تم تعلیم یافتہ نوجوان ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ کی دعا سے آپ کا شمار امت کے بڑے بڑے علما میں ہوتا ہے اور آپ ﷺ کی خاص نوازشوں سے یہ آپ ﷺ کے ذاتی خدمتگار بھی رہے اور عشرہ مبشرہ میں داخل ہوئے۔ (السیرۃ جلیلہ جلد اول۔ سیرہ النبویہ ابن کثیر جلد اول صفحہ ۴۴۴، ضیاالنبی جلد اول صفحہ ۲۴۱، صفحہ ۲۶۶)

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ

سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں حضرت خالد بن سعید بھی تھے۔ اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ نے اُن کو دوزخ میں گرنے سے بچایا ہوا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنا خواب بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا نبی کریم ﷺ کا دامن پکڑلو تو بچ جاؤ گے۔ آپ کے ساتھ حضور پاک ﷺ جب آپ محلہ جیاد میں تھے حاضر خدمت ہوئے اور آپ ﷺ سے اِسلام کے بارے میں پوچھا کہ آپ ﷺ کیا دعوت دیتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں دعوت دیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کو ایک وحدہٗ لا شریک مانو۔ مجھے اُس کا بندہ اور اُس کا رسول مانو۔ بتوں کی پوجا نہ کرو وہ نہ تمہیں فائدہ نہ نقصان دے سکتے ہیں آپ نے بے ساختہ کہا:

فانی اشهد اَن لَا اِلٰهَ اِلَّا الله و اشهد انك رَسُولَ الله۔

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔

آپ کے والد کو پتہ چلا تو اُس نے ہر طرح آپ کو سمجھایا لیکن آپ کے پائے اِستقلال میں کوئی لغزش نہیں ہوئی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

سابقون الاولون میں حضرت سیدنا ابوذر غفاری بھی تھے۔ آپ کا نام نامی جندب بن جنادہ تھا۔ یہ قبیلہ بنی غفار سے تعلق رکھتے تھے یہ شروع ہی سے کفر و شرک سے بیزار تھے۔ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے بارے میں سنا تو اپنے بھائی کو پتہ کرنے کا کہا۔ وہ مکہ شریف آئے واپس جا کر آپ کو بتایا کہ واقعی مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک نبی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔

Marfat.com

آپ مکہ معظمہ آئے اور کعبہ شریف میں رات سونے کے لیے لیٹے تو حضرت علی کرم اللہ وجہ آپ کو ساتھ اپنے گھر لے گئے۔ کھلایا پلایا اور صبح آپ وہاں سے واپس کعبہ شریف میں آگئے۔ رات پھر آپ کو اکیلا دیکھ کر اپنے ساتھ گھر لے گئے آپ کی خدمت کی وہ صبح آپ کے پاس سے اُٹھ کر واپس حرم شریف آگئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تیسرے دن پھر رات کو آپ کو اکیلا دیکھ کر آپ کو ساتھ گھر لے گئے۔ اب آپ کو پوچھا کہ کیسے آنا ہوا۔ آپ نے بشرط راز داری آپ کو بتایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام کی تلاش میں ہوں آپ حضرت ابوذر کو صبح اپنے ساتھ بڑی احتیاط سے حضور اکرم ﷺ کے پاس لے گئے انہوں نے آپ ﷺ سے اِسلام کے بارے میں پوچھا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے پیارے انداز سے مجھے تبلیغ کی کہ آپ ﷺ کی ہر ہر بات میرے دل میں اُترتی چلی گئی اور میرا رونگٹا رونگٹا آپ کی محبت میں سرشار ہوتا چلا گیا۔

جب حضور ﷺ نے مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا تو اس خوشی میں سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہم سب کی حضور نبی کریم ﷺ سمیت رات کی دعوت کی اور میں نے پہلی مرتبہ طائف کے خشک میوہ جات کھائے۔

آپ علیہ السلام نے میری اِس بات پر بیعت لی کہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کرنا اور حق بات کہنا چاہے وہ کتنی کڑوی ہو۔

حضور پاک ﷺ نے انہیں ہدایت کی کہ اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھیں اور اپنے قبیلہ کے پاس واپس جا کر اُن کو اِسلام کی دعوت دیں جب ہمارے فتح یاب ہونے کی خبر ملے تو پھر ہمارے پاس آجائیں۔

آپ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اِس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں تو بھرے مجمع میں اپنے ایمان لانے کا اور آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کروں گا۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز جب سب قریش کعبہ شریف میں جمع تھے تو میں نے زور سے کہا:

اشھد اَن محمد رسول اللہ۔

یہ سن کر سب لوگ بھڑک اُٹھے اور مجھے خوب مارا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے پہچانا اور مجھے اُن سے چھڑایا۔

دوسرے روز میں نے پھر ایسا ہی کیا تو پھر لوگوں نے مجھے بہت مارا پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے اور فرمایا بے وقوفو! یہ قبیلہ بنی غفار کا آدمی ہے جہاں سے تمہارے قافلے گزرتے ہیں۔ تب اُنہوں نے مجھے چھوڑا۔

وطن واپس آ کر میں نے بھائی کو سارا واقعہ سنایا اُس نے کہا کہ میں پہلے ہی اسلام قبول کر چکا ہوں پھر میں نے دوسرے لوگوں کو اِسلام کی دعوت دی اور میرے نصف قبیلہ نے اُسی وقت اِسلام قبول کر لیا اور نصف نے بعد میں جب نبی کریم ﷺ مدینہ پاک تشریف لائے تو اِسلام قبول کیا۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ

مَا اَظَلَّتِ الخضراءُ (اسماءُ) ولا اقلَّتِ الغبراءُ (الارض) اَصْدَقُ مِن ابی ذر رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

ترجمہ: جن پہ نیلگوں آسمان سایہ فگن ہے اور جن کو گرد آلود زمین نے اُٹھایا ہوا ہے کہ اِن میں سب سے زیادہ سچا (ابوذر) ہے۔ (سیرۃ النبویہ احمد بن زینی دحلان جلد اول صفحہ ۱۹۳ المطابق ضیاء النبی جلد اول صفحہ ۲۴۷)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ

سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ آپ کو بچپن ہی میں رومی سپاہی ایران سے اُٹھا کر روم لے گئے وہیں آپ جوان ہوئے۔ وہاں کسی عرب تاجر نے آپ کو خریدا اور عکاظ کی منڈی میں عبداللہ بن جدعان کے ہاں فروخت کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مبارک کے پاس آپ کی ملاقات حضرت عمار بن یاسر سے ہوگئی۔ اُنہوں نے آپ سے پوچھا کدھر کا اِرادہ ہے آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے کا کہا۔ وہ بھی ساتھ ہو لیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر خدمت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اُنہیں اِسلام کے بارے میں بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کے دلوں کو ایمان سے منور کر دیا اور دونوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ عمار بن یاسر جب رات کو اپنے گھر گئے تو والدین نے پوچھا تو آپ نے صاف صاف اپنے ایمان لانے کا بتا دیا اور اُن کے آگے قرآن پاک کی تلاوت کی وہ دونوں بھی ایمان لے آئے۔

حضرت حصین رضی اللہ عنہ

حصین کے بیٹے عمران پہلے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے۔

لوگوں نے حصین رضی اللہ عنہ کو کہا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں تم اُن کو سمجھاؤ۔ آپ اُن کے ساتھ کاشانہ اقدس کی طرف چلے وہاں پہنچ کر وہ باہر بیٹھے۔ آپ اندر چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دیکھا تو کہا اپنے سردار کے لیے جگہ کشادہ کرو! سب لوگوں نے سکڑ کر آپ کے لیے جگہ کشادہ کر دی۔ آپ بیٹھ گئے۔ آپ نے کہا کہ میں نے سنا ہے آپ ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ کیا یہ ٹھیک ہے۔

آپ نے فرمایا: تم کتنے خداؤں کی پوجا کرتے ہو۔ حصین نے کہا۔ سات خداؤں کی۔ زمین میں اور ایک کی آسمان میں۔

آپ نے پوچھا کوئی تکلیف پہنچے تو کس خدا کو پکارتے ہو۔ وہ کہنے لگا آسمان والے خدا کو۔ پھر پوچھا اگر مال ہلاک ہو جائے تو کس خدا کو پکارتے ہو۔ وہ کہنے لگا آسمان والے خدا کو پکارتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ تکلیف کے وقت تو تم آسمان والے خدا کو پکارو۔ وہی تمہاری دعائیں قبول کرتا اور تکلیفوں سے تمہیں نجات دیتا ہے لیکن جب عبادت کا وقت آئے تو زمین کے خداؤں کو اِس میں شریک کر لیتے ہو۔ کتنے افسوس کی بات ہے کیا تم اِس شرک کو پسند کرتے ہو۔ آپ نے فرمایا حصین اِسلام قبول کر لو اور اللہ کے دوزخ کے عذاب سے بچ جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے اِن کا دل نور ایمان سے بھر دیا۔ اِنہوں نے اُسی وقت پڑھا اشھد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ و اشھد اَنک

Marfat.com

رسول اللہ۔ حضرت حصین رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عمران فوری اُٹھے اور اپنے باپ کے ہاتھ اور پاؤں چومنے لگے۔ یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ پر رقت طاری ہوگئی۔ آپ نے فرمایا جب اِس کا باپ آیا تو یہ خاموش رہا جب اِس کا باپ مسلمان ہوگیا تو یہ جوش میں اُٹھا اور اِس نے اپنے باپ کے ہاتھ اور پاؤں کے بوسے لینے شروع کر دیے۔

حضرت حصین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے ہوئے دوسرے لوگ جو باہر آپ کا اِنتظار کر رہے تھے جب اُنہوں نے آپ کا بدلہ ہوا چہرہ دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ بھی اُن کے ہاتھ سے جاتے رہے۔

حضرت عمرو بن عتبہ سلمی رضی اللہ عنہ

اِن ہی پہلے اولین لوگوں میں حضرت عمرو بن عتبہ سلمی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

آپ فرماتے ہیں میں شروع ہی سے بتوں کی پرستش سے بیزار تھا۔ ایک دن اہل کتاب کے ایک عالم نے مجھے بتایا کہ عنقریب مکہ مکرمہ میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ وہ ایک خدا کی عبادت کریں گے۔ بتوں سے مُنہ موڑیں گے تم سب پر اُن کی اطاعت فرض ہے مکہ معظمہ میں بار بار اُن کی جستجو میں جاتا تھا یا پھر مکہ جانے والی شاہراہ جو ہمارے علاقے کے قریب سے گزرتی تھی پر بیٹھ کر مکہ معظمہ کے حالات پوچھتا رہتا تھا۔ چونکہ وہاں سے کافی قافلے مکہ جانے یا آنے والے گزرتے تھے۔ ایک دن ایک قافلے میں سے ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ وہاں ایک نبی علیہ السلام ظاہر ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی قوم کے معبودوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور وہ ایک خدا وحدہٗ لا شریک کی عبادت کا فرماتے ہیں۔

یہ سن کر میری خوشی کی کوئی حد نہ رہی میں نے سامان سفر باندھا اور فوراً مکہ مکرمہ روانہ ہوگیا۔ بڑی مشکل سے تلاش کرتے کرتے میں آپ علیہ السلام تک پہنچ گیا۔ آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا نبی ہوں کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم صلہ رحمی کرو۔ خونریزی سے اجتناب کرو۔ راستوں کو پُر امن رکھو۔ بتوں کو توڑ دو اور ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اُس کا شریک نہ بناؤ۔

میں نے کہا کہ یہ بہترین دعوت ہے میں کلمہ پڑھ کر آپ ﷺ پر ایمان لے آیا۔

میں نے آپ ﷺ سے وہاں رہنے یا چلے جانے کا پوچھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہاں سے تم چلے جاؤ۔ جب میں ہجرت کر کے یہاں سے چلا جاؤں تو تم میرے پاس آجانا۔

جب آپ ﷺ مدینہ منورہ پہنچے تو میں آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے پہچان لیا اور فرمایا کہ میں نے تمہیں مکہ معظمہ میں یہ یہ باتیں کہی تھیں۔ میں نے عرض کی دعا کی قبولیت کی بہترین ساعتیں کون کون سی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ جُوْفُ اللَّیْلِ اٰخِرِ وَالصَّلٰوۃَ مَشْھُوْدَ متقبلۃٌ۔

(ضیاء النبی از پیر کرم شاہ صاحب بھیرہ شریف جلد دوم صفحہ ۲۵۱)

Marfat.com

ترجمہ: نصف رات کا پچھلا پہر اور نماز کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ وہ بھی دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے جن اکابر صحابہ کے ساتھ اِس دین کو مضبوط فرمایا اُن میں سے سیدنا حضرت امیر حمزہ بھی ہیں۔

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

آپ کے متعلق زیادہ نزدیک ترین قول آپ کے اِسلام لانے کا یہ ہے کہ آپ نبوت کے دوسرے سال اِسلام لائے۔

ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا کی پہاڑی کے پاس تشریف فرما تھے۔ کہ ابوجہل لعین وہاں آگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس نے بہت زیادہ نازیبا گفتگو کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے تو اُس نے ڈنڈے سے آپ کو خوب زدوکوب کیا۔ آپ پھر بھی خاموش رہے ابوجدعان کا گھر صفا کی پہاڑی سے قریب تھا۔ اُس کی لونڈی یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ وہاں سے ابوجہل سیدھا کعبہ شریف گیا جہاں کے لوگوں نے محفلیں سجا رکھی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے گھر تشریف لے گئے۔ اِتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ تشریف لائے جو کہ آپ کے رضاعی بھائی اور خالہ کے بیٹے بھی تھے اور اُن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا پیار تھا۔ آپ شکار پر گئے ہوئے تھے چاشت کے وقت واپس آرہے تھے ابوجدعان کی لونڈی فوراً آپ کے پاس آئی اور سارا آنکھوں دیکھا واقعہ آپ سے بیان کیا کہ کس طرح ابوجہل لعین نے آپ کے بھتیجے کو مار مار کر لہولہان کر دیا ہے۔

آپ وہاں سے غصہ میں بھرے ہوئے فوراً حرم شریف گئے۔ ابوجہل کو تلاش کر کے وہ کمان جس سے آپ شکار کر کے آئے تھے ابوجہل کے سر پر اِس زور سے ماری کہ اُس کے سر سے خون کا فوارہ نکل پڑا دوسرے لوگوں کو مداخلت کی جرأت نہ ہوئی آپ نے کہا کہ تو نے میرے بھتیجے کو گالیاں نکالنے اور زدوکوب کرنے کی جرأت کیسے کی؟ خبردار آج کے بعد تو نے ایسا کیا۔ اگر تیری جرأت ہے تو مجھے روک کر دیکھ۔ میں اپنے اِسلام قبول کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ کسی کی آپ کو روکنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اور مشہور سیرت نگار قاضی محمد سلمان منصور پوری کے مطابق آپ وہاں سے فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کی اے بھتیجے میں نے آپ کا بدلہ لے لیا ہے آپ نے فرمایا اے چچا اگر آپ ایمان لے آئیں تو اِس کی مجھے زیادہ خوشی ہوگی۔ آپ نے فوراً کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے۔ (رحمۃ العالمین جلد اول صفحہ ۶۳)

آپ وہاں سے گھر چلے گئے اور اپنے اعلان اِسلام پر ساری رات گومگو کی کیفیت میں رہے۔ صبح اُٹھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی:

یَا ابن اخی اِنِّی قَدْ وَقَعْتُ فِی اَمْرٍ لَا اعرِفُ الْمَخْرَجَ مِنْهُ وَاِقَامَةُ مَثلِی علی مَالا اَدری مَا هُوَ۔ اَرُشْدٌ اَمْ هُوَ غَیٌّ شَدِیْدٌ و حَدِّثْنِیْ وَ قَدْ اَشْتَهِیْتُ یَا اِبْنِ اَخِیْ اَن تُحَدِّثَنِیْ۔

Marfat.com

ترجمہ: اے میرے بھتیجے میں بڑی مشکل میں گرفتار ہوگیا ہوں جس سے نکلنے کا راستہ میں نہیں جانتا اور ایسی بات پر قائم رہنا میرا بڑا مشکل ہے جس کے بارے میں مجھے پتہ نہیں یہ ہدایت ہے یا گمراہی اِس لیے مجھے اِس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے میرے بھتیجے میری خواہش ہے کہ آپ اِس سلسلہ میں گفتگو کریں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے نگاہ کرم فرمائی کہ اُن کے دل کی کیفیت ہی بدل گئی اور آپ نے بڑے حکیمانہ انداز میں آپ کو سمجھایا۔ ہر بات حضرت امیر حمزہ کے دل میں اُترتی چلی گئی اور آپ نے فوراً کلمہ طیبہ پڑھ لیا اور فرمایا۔ اَشْهَدُ اَنَّكَ صَادِقٌ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں آپ اپنے دین کا اظہار فرماتے رہیں اور دنیا کی تمام نعمتیں جن پر آسمان سایہ فگن ہے وہ بھی اگر مجھے مل جائیں تو میں اپنے سابقہ دین کی طرف نہیں جاؤں گا۔ (ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۲۵۴)

آپ کے اسلام لانے سے کفار پر رعب طاری ہوگیا اور غریب مسلمانوں پر جور وستم میں کمی آگئی۔

ایک دن پہلے حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے حضرت عمر بن خطاب یا ابو جہل کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ایمان لانے کے لیے دعا مانگی۔ آپ کی دعا اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن خطاب کے بارے میں قبول فرمالی اور آپ اِسلام لے آئے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اسلام

ہوا یہ کہ ایک دن عمر بن خطاب غصہ میں بپھرے ہوئے اُٹھے کہ وہ آج نعوذ باللہ حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی کا خاتمہ کر دیں گے کہ اُنہوں نے نعوذ باللہ مکہ میں اِنتشار پیدا کر دیا ہے اور وہ ہمیں ہمارے بُتوں کی پیروی سے روکتے ہیں۔ آپ نے تلوار اپنے گلے میں لٹکائی اور چل پڑے۔ راستہ میں ایک قریشی نوجوان نعیم بن عبداللہؓ سے ملاقات ہوئی جو کہ خفیہ مسلمان ہو چکے تھے۔ پوچھا عمر کدھر کا اِرادہ ہے کہنے لگے آج میں (نعوذ باللہ) فتنے کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے جا رہا ہوں۔ (حالانکہ حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں بخل کو ختم کرنے کا سامان بنا رہا تھا)

اُنہوں نے فرمایا پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو! آپ کی بہن اور بہنوئی تو مسلمان ہو چکے ہیں۔

آپ نے اپنا رخ اپنی بہن کے گھر کی طرف موڑ لیا۔ گھر کے اندر سے آہستہ آہستہ قرآن پاک کی تلاوت کی آواز آرہی تھی۔

زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر بہن بہنوئی سہم گئے قرآن پاک کے اوراق کو احتیاط سے رکھا۔ بہن نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا۔ آپ نے اندر داخل ہوتے ہی ڈنڈے سے اپنی بہن کو مارنا شروع کر دیا کہ اُس نے اپنے آبائی دین کو کیوں چھوڑ دیا ہے۔ یہاں تک کہ اُن کے سر سے خون نکل پڑا۔

پھر اپنے بہنوئی کو ڈنڈے سے مارنے لگے اور لہولہان کر دیا۔

جب حد سے بڑھنے لگے تو بہن نے چیخ کر کہا کہ اے عمر تو اگر ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بھی مار دے تو ہم اپنا دین

Marfat.com

چھوڑنے والے نہیں۔

یہ بات آپ کے دِل میں تیر کی طرح لگی کہ وہ کون سا دین ہے جس کی اتنی کشش ہے کہ اِتنی مار کے باوجود یہ لوگ اُس کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ آپ نے کہا۔ اے بہن ذرا مجھے بھی وہ صحیفہ دکھاؤ جس کو تو پڑھ رہی تھی۔

بہن نے کہا خبردار اُس کو تو ہاتھ نہ لگانا تم مشرک، نجس اور ناپاک ہو۔ پہلے غسل کرو پھر تمہیں یہ پڑھنے کے لیے دوں گی۔ اُٹھے، غسل کیا۔ واپس آئے۔ بہن نے صحیفہ پڑھنے کے لیے دیا۔ سامنے سورہ طٰہٰ کی آیتیں تھیں۔

جوں جوں پڑھتے گئے آیتیں دل میں اُترتی چلی گئیں۔ ایسا پیارا کلام تو پہلی بار سنا تھا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب چھلک پڑا۔ عرض کی مجھے حضور اکرم ﷺ کے قدموں میں لے چلو کہ میں بھی اپنی بگڑی قسمت سنوار لوں۔

آپ کے بہنوئی اور آپ کی بہن آپ کو لے کر دارارقم جہاں آپ تشریف فرما تھے لے کر چلے۔ دارارقم کے نزدیک پہنچے تو مسلمانوں نے دیکھا کہ عمر آرہا ہے۔ تلوار گلے میں حائل ہے حضور ﷺ کو اطلاع دی۔ حضرت امیر حمزہ نے کہا کہ اِسے آنے دو اگر اُس نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو اُسی کی تلوار سے اُس کا سر قلم کر دوں گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو۔

وَقَالَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ و الہٖ وسلم اِفْتَحُوْلَهٗ اِنْ يُرِدْ بِهٖ خَيْرًا يَهْدِ بِهٖ۔

ترجمہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا دروازہ کھول دو۔ اللہ تعالیٰ نے اگر اِس کی بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے تو اُس کو ہدایت دے دے گا۔

دروازہ کھولا تو دو آدمیوں نے حضرت عمر کو دائیں بائیں سے پکڑ کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اِسے چھوڑ دو۔ حضور ﷺ اُٹھے اور حضرت عمر کی چادر کو پکڑ کر زور سے جھٹکا اور فرمایا:

اَسْلِمْ يَا اِبْنِ خَطَّابٍ! اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهٗ اللهم اِهْدِ عُمَرَ بِنِ خَطاب اللهم اعز الدين بعمر بِنِ الخطاب اللهم اُخْرُجْ مَا فی صدر عُمَرَ مِن غِلٍّ و اَبْدِلْهُ اِيمَانًا۔

(ضیاالنبی از پیر کرم شاہ صاحب صفحہ ۲۶۱)

ترجمہ: فرمایا اے عمر ایمان قبول کر لے اے اللہ ہدایت کے نور سے اِس کے دل کو روشن کر دے اے اللہ عمر بن خطاب کو ہدایت عطا فرما۔ اے اللہ عمر بن خطاب کے ذریعہ دین کو عزت دے۔ اے اللہ عمر کے سینہ میں اِسلام کی جو عداوت ہے اُس کو نکال دے اور اُس کو ایمان سے تبدیل کر دے۔

حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے اِس کے بعد عرض کی:

اشهد اَن لا اِلٰهَ اِلَّا الله و انك رسول الله۔

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ سنا تو فرط مسرت سے زور سے نعرہ تکبیر بلند فرمایا۔ دوسرے مسلمانوں نے بھی آپ کے پیچھے

Marfat.com

نعرہ تکبیر اِس زور سے بلند کیا کہ مکہ کے در و دیوار گونج اُٹھے۔

پھر آپ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں؟ خواہ ہم مریں یا جئیں۔ آپ نے فرمایا تم حق پر ہو خواہ تم جیو یا مرو۔

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ پھر ہم کیوں چھپتے پھرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری تعداد کم ہے اور تم دیکھتے ہو کہ کفار ہمارے ساتھ جو برتاؤ کرتے ہیں۔

آپ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں ہر اُس محفل میں ایمان کے ساتھ جاؤں گا جس میں میں ایمان لانے سے پہلے بیٹھا کرتا تھا۔ میں اِن سب میں بیٹھوں گا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ہم دو لائنوں میں دار ارقم سے باہر نکلے ایک کے آگے آگے حضرت امیر حمزہ تھے اور دوسری لائن میں میں آگے آگے حضور ﷺ کی حفاظت میں چل رہا تھا۔ اِسی حالت میں ہم حرم کعبہ کے صحن میں پہنچے۔

میں نے اپنے ایمان کی خبر منتشر کرنے کے لیے جمیل بن معمر کو اطلاع دی۔ اُس نے صحن کعبہ میں میرے ایمان کے متعلق شور مچا دیا۔

میں حضور ﷺ کے آگے آگے چل رہا تھا اِسی حالت میں حضور ﷺ نے طواف فرمایا۔ میں نے زور سے کہا کہ اگر کسی نے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو میں اپنی تلوار سے اُسے گھائل کر دوں گا۔

اُس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر صرف چھبیس سال تھی اور یہ واقعہ حضرت امیر حمزہ کے ایمان لانے کے صرف تین دن بعد کا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ بتاتے ہیں کہ اِس طرح میرے ایمان لانے سے جو پہلے اُنتالیس مسلمان تھے اب ہم پورے چالیس ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوت حق دینے کا حکم!

بعثت کے بعد تین سال تک آپ خفیہ طریقہ سے دین کی تبلیغ فرماتے رہے۔ حضور اکرم ﷺ نے پُر امن رہتے ہوئے بڑی بڑی اسلام کی نامور ہستیوں کے دلوں کو اپنے من موہنے انداز سے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ جو بندہ ایک بار آپ کے قدموں میں آجاتا وہ اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیتا۔ دنیا کی کوئی طاقت اُس کے چہرہ کا رُخ تبدیل نہیں کر سکتی تھی۔ اُس کی زندگی کا مقصد نبی کریم ﷺ کے ہر فعل کی اطاعت بن جاتا۔ وہ کون سی طاقت تھی جو اتنے اتنے زیرک اور باہوش مکہ کے سرداروں کو آپ کے قدموں کے نیچے لے آئی۔ مکہ کے سردار تو ایک طرف اگر کوئی نادار عاجز مسلمان غلام بھی آپ کے پاس آجاتا تو دنیا کی کوئی طاقت کوئی سا بھی سلوک اُس کو واپس پہلی دنیا میں نہیں دھکیل سکتا تھا۔

یہاں آیا ہوا ہر آدمی ہر ستم تو برداشت کر سکتا تھا لیکن اِس دین کو چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اور ہر ہر آدمی اپنی

Marfat.com

جان سے بھی زیادہ نبی کریم ﷺ کو چاہتا تھا۔ پیار کرتا تھا بعثت کے تین سال بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾

(الشعراء، آیت: ۲۱۴، ۲۱۵)

ترجمہ: اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو اور نیچے کیا کیجئے اپنے پروں کو اِن لوگوں کے لیے جو اہل ایمان سے آپ کی پیروی کرتے ہیں۔

اِس حکم الٰہی کے بعد آپ کے لیے ایک بہت ہی کٹھن اور پُرخطر کام کا آغاز ہوگیا اور یہ کام کیونکر مکمل ہوگا اِسی سوچ میں آپ ﷺ کئی ہفتے مستغرق رہے اور رات دن اِسی سوچ میں گزار دیے۔ اتنے بڑے اور بھاری بھر کام کو شروع کرنا بھی تو معنی رکھتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ گھر ہی میں تشریف فرما رہے یہاں تک کہ آپ کی پھوپھیوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ حضور کہیں بیمار تو نہیں ہو گئے وہ جب عیادت کے لیے آئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری صحت بالکل ٹھیک ہے کہ میں اِس سوچ میں ہوں کہ رب کریم کے حکم کو کیوں کر اور کس طرح شروع کروں۔ اُنہوں نے عرض کیا۔ آپ سب کو بلائیں لیکن ابولہب کو نہ بلائیں کیونکہ وہ آپ کی بات نہیں مانے گا۔

بنی عبدالمطلب

آپ نے سب بنی عبدالمطلب کو بلایا تو وہ بھی اور عبد مناف کی اولاد میں سے بھی لوگ آئے تو ابولہب بھی بغیر بلائے ہی آگیا تقریباً پینتالیس لوگ ہو گئے تو آپ کے ارشاد فرمانے سے پہلے ہی ابولہب بول اُٹھا

کہ اے بھتیجے جس طرح کا فتنہ و فساد کا پیغام لے کر آپ آئے ہیں۔ اس طرح کا پیغام لے کر کوئی بھی نہیں آیا۔ آپ کے سب رشتے داروں کو چاہیے کہ آپ کو اِس کام سے روک دیں۔ یہ ہمارے لیے پورے اہل عرب سے مخالفت مول لینے سے زیادہ آسان کام ہوگا۔ ابولہب ہانکتا رہا لیکن سرکار دو عالم ﷺ خاموش رہے اور کوئی گفتگو نہ فرمائی۔

(السیرۃ جلیلہ جلد اول، صفحہ ۲۷۲، از سیرۃ النبویہ زینی دحلان جلد اول صفحہ ۱۶۸، بمطابق ضیاالنبی جلد دوم صفحہ ۲۶۹، از پیر کرم شاہ صاحب)

چند روز خاموشی میں گزر گئے پھر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و مددگار ہوگا۔ دوسری بار پھر سب جمع ہو گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ اَشْهَدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

ثُمَّ قَالَ

اِنَّ الرَّائِدَ لَا يَكْذِبُ اَهْلَهٗ وَاللّٰهِ لَوْ كَذِبْتُ النَّاسَ جَمِيْعًا مَا كَذَبْتُكُمْ وَ لَوْ غَرَرْتُ

Marfat.com

النَّاسَ مَا غَرَرْتُكُمْ وَاللهِ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ اِنِّیْ رَسُوْلَ اللهِ اِلَیْكُمْ خَاصَّةً وَاِلَی لنَّاسِ كَافَّةً وَاللهِ لَتَمُوْتُنَّ كَمَا تَنَامُوْنَ وَلَتُبْعَثُنَّ كَمَا تَسْتِيقِظُوْنَ وَلَا تُحَاسَبَنَّ بِمَا تَعْلَمُوْنَ وَ تُجزَوُنَّ بِالاِحْسَانِ احْسَانًا وَ بِالسُوْءِ سُوْءًا۔ وَاِنَّهَا لِلْجَنَّةِ اَبَدًا وَ النَّارِ اَبَدً وَاللهِ یا بَنیٰ عَبْدِ الْمُطْلِب مَا اَعْلَمُ شَابًا جَاء قُومَهٗ بِاَفْضَلَ مِمَّا جِئْتَكُمْ بِهٖ اِنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاَمْرِ الدُنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ میں اِس کی حمد کرتا ہوں اور اِس سے مدد طلب کرتا ہوں اور اِس پر ایمان لایا ہوں اور اِسی پر توکل کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے جو یکتا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ پھر فرمایا: قافلہ کا پیشرو اپنے قافلہ والوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ بفرض محال اگر میں دوسرے لوگوں سے جھوٹ بولوں تو بخدا میں تم سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ بفرض محال میں ساری دنیا سے دھوکہ کروں تو تم سے دھوکہ نہیں کر سکتا۔ اس ذات کی قسم جس کے بغیر اور کوئی معبود نہیں میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تمہاری طرف بالخصوص اور ساری انسانیت کی طرف بالعموم۔ بخدا تمہیں موت اِس طرح آئے گی جس طرح تمہیں نیند آتی ہے اور قبروں سے زندہ یوں اُٹھائے جاؤ گے جیسے تم خواب سے بیدار ہوتے ہو اور جو عمل تم کرتے ہو اِس کا تم سے محاسبہ ہوگا۔ تمہارے اچھے اعمال کی اچھی جزا اور تمہارے برے اعمال کی بری سزا تمہیں دی جائے گی۔ ٹھکانہ یا ابدی جنت یا ابدی جہنم۔ بخدا اے فرزندان عبدالمطلب میں کسی ایسے نوجوان کو نہیں جانتا جو اِس چیز سے بہتر اپنی قوم کے پاس کوئی چیز لے کر آیا ہو جو میں لے کر آیا ہوں میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی فلاح لے کر آیا ہوں۔

دوسرے لوگوں نے تو اِس کا معقول جواب دیا لیکن ابولہب نے پھر بڑی ذلالت کا ثبوت دیا کہنے لگا تم آگے بڑھ کر اِس کے ہاتھ پکڑ لو۔ پیشتر اس کے کہ دوسرے لوگ اِس کے ہاتھوں کو پکڑیں۔ یہی چیز ہماری ذلت و رسوائی کا سبب بنے گی۔ اِس وقت اگر تم لوگ اِس کو اُن کے حوالے کر دو تو ذلیل و خوار ہو گے اور اگر اِس کا دفاع کرو گے تو وہ لوگ تمہیں تہ تیغ کر دیں گے۔

حضرت صفیہ رسول خدا ﷺ کی پھوپھی نے کہا کہ اے ابولہب تمہیں یہ بات زیب نہیں دیتی کہ تو اپنے بھتیجے کو بے یار و مددگار چھوڑ دے۔ بخدا! ہمیں اہل علم ہمیں آج تک یہ بتاتے رہیں ہیں کہ بنی عبدالمطلب کی اولاد سے ایک نبی ﷺ ظاہر ہوگا۔ بخدا یہ وہی نبی علیہ السلام ہے۔ ابولہب کہنے لگا کہ سب باتیں بے سر و پا اور خوش فہمیاں ہیں اور پردہ نشین عورتوں کی باتیں ہیں کہ جس وقت سارے قریش تمہارے خلاف کھڑے ہو جائیں گے اُس وقت تمہیں اپنی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

اِس کے بعد ابوطالب اُٹھے اور اُنہوں نے اعلان کر دیا:

وَاللهِ لَنَمْنَعَنَّهٗ مَا بَقِيْنَا۔ (السیرۃ جلیلہ جلد اول صفحہ ۲۷۱ بمطابق ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۲۶۸ تا ۲۷۱)

Marfat.com

ترجمہ: بخدا جب تک ہمارے جسم میں جان ہے ہم اِن کی حفاظت اور دفاع کریں گے۔

صفا کی چوٹی پر تشریف آوری

ان دو پہلے اجتماعات میں صرف عبدالمطلب کا خاندان مدعو تھا اور وہی لوگ شریک ہوئے تھے۔ اَب حضور علیہ السلام نے تیسرے اجتماع کا اہتمام فرمایا۔ امام بخاری نے ابو ہریرہ سے امام مسلم نے امام قبیعہ بن المخارق سے اور بلاذری نے ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ آیت کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ صفا پہاڑ کی چوٹی پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے اعلان کیا یا صباحاہ "میری فریاد سنو" یا صباحا "میری فریاد سنو" عرب کے رواج کے مطابق لوگ اِس آواز پر دوڑتے ہوئے آتے تھے۔ چنانچہ جب سب لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا:

اے لوگو! اگر میں تم سے کہوں کہ پہاڑ کی دوسری جانب سے ایک لشکر حملہ کرنے کے لیے تم پر بڑھتا چلا آرہا ہے کیا تم میری بات تسلیم کرو گے؟ سب نے جواب دیا کہ تسلیم کریں گے آج تک آپ کی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں سنی جو غلط ہو۔

(ضیاالنبی جلد دوم صفحہ ۲۷۰)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے گروہ قریش آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ میں تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ میں عذاب شدید سے پہلے تمہیں بروقت ڈرانے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ اے کعب بن لوی کے بیٹو آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اے مرہ بن کعب کے فرزندو آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اے بنی ہاشم آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اے بنی عبد مناف آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اے بنی زہرہ آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اے بنی عبدالمطلب آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اے فاطمہ آگ سے اپنے آپ کو بچا۔ اے صفیہ آگ سے اپنے آپ کو بچا۔ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں مگر یہ کہ تم کہو لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ (السرۃ جلیلہ جلد اول صفحہ ۲۷۱، بمطابق ضیاالنبی جلد دوم صفحہ ۲۷۱)

یہ سن کر ابولہب لعین (نعوذ باللہ) بولا: خدا اُسے برباد کرے کہ کیا اِسی لیے آج ہمیں جمع کیا تھا۔ اور اُس نے حضور علیہ السلام کی طرف اُنگلی اُٹھائی۔

حضور اکرم ﷺ کے رب نے اپنے محبوب کی گستاخی کو برداشت نہ کیا اور اُسی وقت سورۃ لہب نازل ہوئی۔ اے ابولہب تو نے ایک انگلی میرے محبوب کی گستاخی میں اُٹھائی تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں تیرا مال اور جو تو نے کمایا سب تیرے کچھ کام نہ آئے اور تو دوزخ کی بڑھکتی آگ میں داخل ہو اور تیری بیوی (بھی ہلاک ہو)

اُس کے گلے میں مونجھ کی رسی ہو۔ اور اِسی طرح ہی ہوا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے فرزندان عبدالمطلب بخدا کوئی نوجوان اپنی قوم کے پاس اِس سے بہتر اور افضل چیز لے کر نہیں آیا جیسی میں تمہارے لیے لایا ہوں۔ میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی فوز و فلاح لے کر آیا ہوں۔

Marfat.com

اِس کے بعد یہ آیت شریف نازل ہوئی:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ (الحجر، آیت: ۹۴)

ترجمہ: اے میرے پیارے حبیب حق گو کھول کر بیان کیجئے اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجئے۔
یعنی کسی کی پرواہ نہ کیجئے۔ میری تائید اور میری مدد آپ کے ساتھ رہے گی۔

کھلی دعوت

اَب دعوت کا تیسرا دور ہے۔ دعوت کا دائرہ رشتہ داروں سے بڑھا کر سب انسانوں تک کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے برملا اللہ تعالیٰ کا اعلان سب تک پہنچانے کے لیے کام شروع فرما دیا۔ مختلف قبائل کی اہم شخصیتیں ایمان لانے لگیں اور آپ کا پیغام دور دور تک پھیلنے لگا۔

رؤسا قریش کی آمد

کفار مکہ نے دیکھا کہ یہ تو آپ کا کام بڑھتا ہی جا رہا ہے اگر بروقت اِس کو نہ روکا گیا تو اِن کے بتوں کو لوگ فراموش کر دیں گے اور کوئی اِن کے پاس نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی نذرانے اکٹھے ہو سکیں گے اور پھر اِن کی سب وقعت ختم ہو جائے گی اور اِن کو کوئی بھی نہیں پوچھے گا۔

اُن بے وقوفوں نے یہ نہ خیال کیا کہ اِن کی عزت ہماری عزت ہے اِن کا غلبہ ہمارا غلبہ ہے اگر یہ پوری دنیا پر چھا جاتے ہیں تو ہم اِن ہی کی وجہ سے پہچانے جائیں گے۔

اُنہوں نے یہ نہ خیال کیا کہ کیا ہی اچھا پیغام لے کر آپ ﷺ تشریف لائے ہیں۔

اور کیا ہی اچھی باتیں ہیں جو یہ فرما رہے ہیں اے کاش وہ ہمارے نبی پاک ﷺ کو اِتنی تکلیفیں نہ دیتے۔ آپ کی آواز پر لبیک کہتے۔ وہ آپ ﷺ کی مدد کرتے۔

اُنہوں نے آپ ﷺ کے قلب نازک کو کتنی تکلیف دی۔ آپ ﷺ نے اُن کی بھلائی چاہی لیکن اُنہوں نے اندھے تعصب اور غرور میں آپ ﷺ کا اِنکار کیا اور کون سا ستم نہیں تھا جو اُنہوں نے آپ ﷺ پر روا نہ رکھا۔

اللہ کے ایک بندہ نے ایک خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی کہ آپ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر اپنے چند صحابہ کے ہمراہ تشریف فرما ہیں اور سامنے کفار کا بہت بڑا لشکر ہے تھوں میں نیزے لیے ہوئے ہے۔

اچانک حضور نبی کریم ﷺ اپنی جگہ سے ہوا میں پرواز فرماتے ہوئے کفار کے سروں پر معلق ہو جاتے ہیں۔ کفار اپنے نیزوں سے حضور ﷺ کو مارنا چاہتے ہیں لیکن آپ علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر اُن سب کے لیے شفقت ہے کہ اُن میں

Marfat.com

سے کوئی یا اُن کی اولادوں سے ہی کوئی مسلمان ہو جائے۔

اَب کفار نے منصوبہ بندی سے آپ ﷺ کی تبلیغ کو روکنے کا پروگرام بنایا۔

اَب اِن کے روساء میں سے لوگ آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کے پاس گئے اور اِن کو کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے خداؤں کو بُرا بھلا کہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ آپ اِسے روک لیں یا درمیان سے ہٹ جائیں۔ حضرت ابو طالب نے اُن کو بڑی خوبصورتی سے ٹال دیا۔

لیکن حضور نبی کریم ﷺ حسبِ سابق اپنے خوبصورت انداز میں تبلیغ فرماتے رہے۔

رؤوساء قریش کی دوبارہ آمد

کچھ عرصہ بعد پھر کفار مکہ کے روساء کا وفد حضرت ابو طالب کے پاس گیا اور بڑے درشت لہجے میں آپ سے بات کی کہ یا تو آپ اِنہیں خود روک لیں ورنہ ہم آپ سب کے خلاف اعلان جنگ کر دیں گے یہاں تک کہ کوئی فیصلہ نہ ہو جائے۔

حضور علیہ السلام سے بات چیت

حضرت ابو طالب کے دِل پر اس کا بہت اثر ہوا اور اُن کے الفاظ سے آپ کو بہت تکلیف پہنچی۔ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ سے اِن کی دھمکیوں کے بارے میں بات کی اور عرض کی کہ اے میری جان مجھ پر بھی اور اپنے آپ پر بھی رحم کریں اور مجھ پر ایسا بوجھ نہ ڈالیں جسے میں نہیں اٹھا سکتا۔

حضور ﷺ کا جواب

آپ ﷺ بڑے اطمینان سے آپ کی گفتگو سنتے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا عَمِّ وَاللهِ لَوْ وَضَعُوْا الشَّمْسَ فِيْ يَمِيْنِيْ وَ الْقَمَرَ فِيْ يَسَارِيْ عَلٰى اَنْ اَتْرُكَ هٰذَا الاَمْرَ حَتّٰى يُظْهِرَهُ اللهُ اَوْ اَهْلَكَ فِيْهِ مَا تَرَكْتُهُ۔

(السیرۃ النبویہ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۲۷۸، بمطابق ضیاء النبی پیر کرم شاہ صاحب الازہری جلد دوم صفحہ ۲۷۵، السرۃ النبویہ ابن کثیر جلد اول صفحہ ۴۷۴)

ترجمہ: اے میرے چچا! اگر وہ سورج کو میرے دائیں ہاتھ میں رکھ دیں اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ میں رکھ دیں اور یہ چاہیں کہ میں دعوت حق ترک کر دوں تو ایسا ناممکن ہے یا تو اللہ تعالیٰ اِس دین کو غلبہ دے گا یا میں اِس کے لیے اپنی جان دے دوں گا۔ اِس وقت تک میں اِس کام کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔

حضور ﷺ آبدیدہ ہو گئے اور آپ ﷺ کے آنسو چھلک پڑے اور آپ ﷺ اُٹھ کر چل دیے۔

Marfat.com

چچا نے پیچھے سے بلایا۔ اے میری جان کی جان! کہاں جاتے ہو۔ آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو حضرت ابوطالب نے عرض کی:

اِذْهَبْ يَا اِبْنَ اَخِیْ وَقُلْ مَا اجبت فَوَ اللهِ مَا لَا اُسَلِّمُكَ لِشَیْ اَبَدًا۔

ترجمہ: اے میرے بھتیجے آپ کا جو جی چاہے کیجئے۔ خدا کی قسم میں آپ کو کسی قیمت پر کفار کے حوالے نہیں کروں گا۔

اور چند شعر کہے جن میں ایک کا ترجمہ یہ ہے:

ترجمہ: بخدا یہ سارے مل کر بھی آپ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک مجھے مٹی میں دفن نہ کر دیا جائے۔

اور ایک اور موقع پر آپ نے جو اشعار فرمائے اُن میں سے ایک کا مطلب یہ ہے:

ترجمہ: کہ ہماری لاشیں آپ کے اِرد گرد گری ہوئی ہوں گی اور ہماری لاشوں کے اوپر سے گزر کر ہی وہ آپ تک پہنچ سکیں گے۔

اہلِ مکہ کی چال

اب اہل مکہ نے ایک اور چال چلی ولید بن مغیرہ کا خوبرو جوان بیٹا تھا۔ اُس کا نام عمارہ تھا۔ اُنہوں نے حضرت ابوطالب کو کہا کہ آپ ہمارے اس جوان اور تندرست توانا خوبصورت بیٹے کو لے لیں۔ یہ ہر جگہ آپ کے کام آئے گا ہمارا اِس سے تعلق ختم! اور اِس کے بدلے میں آپ ہمیں اپنا بیٹا یعنی حضور نبی کریم ﷺ عطا کر دیں تاکہ ہم اِن کا قصہ ہی پاک کر دیں اور جو ہماری قوم میں پھوٹ پڑ گئی ہے وہ ختم ہو جائے۔

آپ نے فرمایا بخدا! تم میرے ساتھ بہت بُرا سودا کر رہے ہو۔

وَاللهِ لَبِئْسَ مَا تَسُوْمُوْنِیْ اَتُعْطُوْنِیْ اِبْنَكُمْ اَغْذُوْهُ لَكُمْ وَ اُعْطِیْكُمْ اِبْنِیْ تَقْتُلُوْنَهٗ هٰذَا وَاللهِ مَا لَا يَكُوْنُ اَبَدًا۔ (السیرۃ النبویہ ابن کثیر جلد اول صفحہ ۲۷۴، بمطابق ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۲۷۶)

ترجمہ: بخدا! تم میرے ساتھ بہت بُرا سودا کر رہے ہو مجھے تو اپنا بیٹا دے رہے ہو کہ اِس کی خاطر مدارت کروں اور اِس کی پرورش کروں اور اِس کے بدلے میرا بیٹا لینا چاہتے ہو تاکہ تم اِس کو قتل کر دو۔ بخدا ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

حضرت ابوطالب کے اشعار

اِس طرح دن بدن کفار مکہ کے ساتھ کشیدگی میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا نبی پاک ﷺ کے کئی قریبی رشتہ دار بھی آپ ﷺ کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ حضرت ابوطالب نے چند شعر کہے جن میں آپ نے اپنے دو سگے بھائیوں اور عبد الشمس اور نوفل کا ذکر کیا۔ کہ اُنہوں نے ہمیں دہکتے انگارے کی طرح دور پھینک دیا ہے۔ پھر آپ نے کچھ اور شعر فرمائے جن میں سے کچھ حاضر

Marfat.com

خدمت ہیں:

كَذَّبْتُمْ وَ بَيْتِ اللهِ نبزِی مُحَمَّدً
وَ لَمَّا نُطَاعِن دونَهٗ وَ نُنَاضِل

ترجمہ: خانہ خدا کی قسم تم نے جھوٹ بولا ہے کہ ہم محمد کو چھوڑ دیں گے جب تک اِن کا دفاع کرتے ہوئے نیزوں اور تیروں سے تم پر حملہ آور نہیں ہوں گے۔

وَ نُسْلِمُهٗ حتی نصَرَّعَ حولَهٗ
وَ نُذْهَلَ عَنْ ابْنَاءِنا وَ الحَلَائِلِ

ترجمہ: اور ہم اِسے تمہارے حوالے کر دیں گے کہ اِس سے پیشتر ہمارے لاشے اِس کے اردگرد خاک آلود پڑے ہوں اور ہم اپنے بچوں اور اُن اپنی بیویوں کو بھی فراموش کر چکے ہوں۔

وَ ابْيَضُ يُسْتَسْقِ الغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثَمَالُ اليتمٰی و عصمته لِلاَرَامِلِ

ترجمہ: میرا بھتیجا گوری رنگت والا ہے۔ جس کے چہرے کی برکت سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی ناموس کا محافظ ہے۔

بنو ہاشم اور بنو مطلب کے جملہ افراد نے آپس میں وعدہ کیا کہ وہ حضور ﷺ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے بلکہ وہ اِن پر اپنی جان نچھاور کر دیں گے۔ سوائے ابولہب و ابوجہل کے۔ سب لوگوں نے حضور ﷺ کا ساتھ دینے کا وعدہ کر لیا لیکن ابولہب و ابوجہل نے حضور ﷺ کی مخالفت پر کمر کس لی۔ (ضیاء النبی، جلد: ۲، صفحہ ۲۷۹، ۲۷۸، السیرۃ النبویہ ابن ہشام، صفحہ ۲۹۰، ۲۹۱)

عتبہ بن ربیعہ

ایک دن حضور نبی کریم ﷺ کعبہ شریف کے صحن کے ایک کونے میں بیٹھے مصروف عبادت تھے کہ کفار مکہ جو ایک طرف اپنی محفل لگائے بیٹھے تھے، میں سے عتبہ بن ربیعہ جو کہ قریش کے بڑے لوگوں میں سے تھا۔ کہنے لگا اگر تم مجھے اجازت دو تو میں محمد (فدا امی و ابی و روحی) سے بات کرتا ہوں۔

وہ آنحضرت ﷺ کے پاس گیا اور کہنے لگے: اے میرے بھتیجے میرے پاس چند تجاویز ہیں اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے سامنے پیش کروں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: پیش کرو!

عتبہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے!

۱- اگر آپ کا مقصد اپنے کام سے مال جمع کرنا ہے تو ہم آپ کے آگے دولت کے انبار لگا دیتے ہیں۔

Marfat.com

۲- اگر آپ کا مقصد اپنے کام سے یہ ہے کہ آپ بادشاہ بن جائیں تو ہم آپ کو بادشاہ تسلیم کرتے ہیں۔
۳- اگر آپ کا مقصد سرداری ہے تو ہم آپ کو سردار تسلیم کر لیتے ہیں اور آپ کا ہر حکم مانیں گے۔
۴- اگر آپ پر جن کا اثر ہے تو ہم آپ کا علاج کرواتے ہیں جتنا روپیہ پیسا لگتا ہے کہ ہم لگا دیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ خاموشی سے سنتے رہے وہ کہتا رہا جب وہ خاموش ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے آبا ولید! تم نے اپنی بات پوری کر لی۔

قَدْ فَرَغْتَ يَا اَبَا الْوَلِيْدِ

اُس نے کہا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اب میرا جواب سُن! اُس نے عرض کی فرمائیے میں سنتا ہوں۔

وقال بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحِیم

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶﴾ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۸﴾ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۗ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹﴾ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۗ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۗ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۗ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ۗ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۱۲﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۗ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۗ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۗ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۗ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ

Marfat.com

فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾
وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾
حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾
وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ
وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ
سَمْعُكُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾
فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا
لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ
خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا
تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا
شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ
فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَيْنِ
اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا
بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا
مَا تَشْتَهِيْۤ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ ؕ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ
قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ
وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾
وَمَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ
الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ
كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ
وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾ السجدة

آپ نے سورۃ حم السجدہ کی آیتیں سجدہ تلاوت تک تلاوت کیں۔

Marfat.com

ترجمہ: حٰمٓ۔ یہ کتاب خدائے رحمٰن و رحیم کی طرف سے اُتری ہے ایسی کتاب جس کی آیتیں واضح المعانی ہیں یعنی قرآن عربی اُن لوگوں کے لیے جو سمجھ رکھتے ہیں جو بشارت بھی سناتا ہے اور خوف بھی دلاتا ہے لیکن اُن میں سے اکثروں نے مُنہ پھیر لیا ہے اور وہ سمجھتے ہی نہیں اور کہتے ہیں جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اُس سے ہمارے دل پردے میں ہیں اور کہتے ہیں ہمارے کانوں میں بوجھ (بہرہ پن) ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے تم اپنا کام کرو۔ ہم اپنا کام کرتے ہیں آپ فرمادیں کہ میں بھی تمہارے جیسا اادمی ہوں مگر مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود خدائے واحد ہے تو سیدھے اُسکی طرف متوجہ رہو اور اُسی سے مغفرت مانگو اور مشرکین پر افسوس ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے بھی قائل نہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے اُن کے لیے ایسا ثواب ہے جو ختم ہی نہ ہو۔ آپ فرمائیں کیا تم اُس سے انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور بتوں کو اُس کا مدمقابل بناتے ہو۔ وہی تو سارے جہان کا مالک ہے اور اُسی نے زمین کے اوپر پہاڑ بنائے اور زمین میں برکت رکھی اور اُس نے اس میں سامان معیشت مقرر کیا تمام طلبگاروں کے لیے یکساں یہ سب کچھ چار دنوں میں کیا۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا۔ اُس نے اُس سے اور زمین سے فرمایا دونوں آؤ۔ خواہ خوشی سے خواہ ناخوشی سے۔ اُنہوں نے کہا ہم خوشی سے آتے ہیں پھر دو دن میں سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اُس (کے) کام کا حکم بھیجا اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے مزین کیا اور (شیطانوں سے) محفوظ رکھا۔ یہ زبردست اور خبردار کے مقرر کیے ہوئے اندازے ہیں۔ پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو آپ فرمادیں کہ میں تمہیں ایسے چنگھاڑ کے عذاب سے آگاہ کرتا ہوں کہ جیسے عاد اور ثمود پر چنگھاڑ کا عذاب آیا تھا جب اُن کے پاس پیغمبر اُن کے آگے اور پیچھے سے آئے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے اُتار دیتا سو جو تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اِس کو نہیں مانتے۔ جو عاد تھے وہ ناحق زمین میں غرور کرنے لگے اور کہنے لگے ہم سے بڑھ کر قوت میں کون ہے۔ کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا جس نے اُن کو پیدا کیا اُن میں قوت سے بہت بڑھ کر ہے اور وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے رہے اور ہم نے اُن پر نحوست کے دنوں میں زور کی ہوا چلائی تاکہ اُن کو دنیا کی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزہ چکھا دیں اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی ذلیل کرنے والا ہے اور اُس روز اُن کو مدد بھی نہیں ملے گی۔ اور جو ثمود تھے ہم نے اُن کو سیدھا رستہ دکھا دیا تھا اور اُنہوں نے ہدایت کے بدلہ میں اندھا رہنا پسند کیا تو اُن کے اعمال کی سزا میں کڑک نے اُن کو آپکڑا اور وہ ذِلت کا عذاب تھا۔ اور جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے ہم نے اُن کو بچا لیا اور جس دن خدا کے دشمن دوزخ کی طرف بلائے جائیں گے یہاں تک

Marfat.com

کہ جب اُس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اُن کے کان اور آنکھیں اور چمڑے (یعنی دوسرے اعضا) اُن کے خلاف اعمال کی شہادت دیں گے وہ اپنے چمڑوں (یعنی اعضاء) سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی وہ کہیں گے کہ جس خدا نے سب چیزوں کو گویائی دی اُسی نے ہم کو بھی گویائی دی اور اُسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور اُسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے اور تم لوگ اِس چیز سے تو پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے (یعنی دوسرے اعضاء) تمہارے خلاف گواہی دیں گے بلکہ تم یہ خیال کرتے تھے کہ خدا کو تمہارے بہت سے اعمال کی خبر ہی نہیں۔ اور اِسی خیال نے جو تم خدا کے بارے میں رکھتے تھے تم کو ہلاک کر دیا تو تم خسارہ پانے والوں میں ہو گئے پھر اگر یہ جبر کریں گے تو اِن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور اگر یہ توبہ کریں گے تو اِن کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اور ہم نے شیطانوں کو اُن کا ہمنشین مقرر کر دیا تھا تو اُنہوں نے اُن کو اُن کے اگلے اور پچھلے اعمال آراستہ کر دکھائے تھے اور جنات اور اِنسانوں کی جماعتیں جو اِن سے پہلے گزر چکیں ان پر بھی خدا کے عذاب کا وعدہ پورا ہو گیا بے شک یہ نقصان اٹھانے والے ہیں اور کافر کہنے لگے کہ اِس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور جب یہ پڑھنے لگیں تو شور مچا دیا کرو تاکہ تم غالب رہو تو ہم بھی کافروں کو سخت عذاب کے مزے چکھائیں گے اور اُن کے بُرے عملوں کی جو وہ کرتے تھے سزا دیں گے یہ خدا کے دشمنوں کا بدلہ (دوزخ) آگ ہے۔ اُن کے لیے اِسی میں ہمیشہ کا گھر ہے یہ اِس کی سزا ہے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے اور کافر کہیں گے اے ہمارے پروردگار جنوں اور انسانوں میں سے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا اُنہیں ہمیں دکھا تاکہ ہم اُن کو پاؤں تلے روند ڈالیں تاکہ وہ نہایت ذلیل ہوں۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ اُس پر قائم رہے اُن پر فشتے اُتریں گے اور کہیں گے کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت کی زندگی میں بھی تمہارے دوست ہیں اور اِس جنت میں تمہارا جو جی چاہے وہ نعمت تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے وہ تمہارے لیے آموجود ہو گی یہ بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔ اور اُس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں اور بھلائی اور بُرائی دونوں برابر نہیں ہو سکتی۔ تو برائی کو اچھائی کے ساتھ دور کرو۔ تو ایسے طریقے سے آپ دیکھیں گے کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست بن جائے گا اور یہ بات اُن لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ بات اُن لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن کی بہت ہی اونچی قسمت ہے۔ اور جب تمہیں شیطان کی جانب سے وسوسہ ہو تو خدا کی پناہ مانگ لیا کرو بے شک وہ سنتا اور جانتا ہے اور رات اور دن اور سورج اور چاند اُس کی

Marfat.com

نشانیوں سے ہیں تم لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ خدا ہی کو سجدہ کرو جس نے اِن چیزوں کو پیدا کیا اگر تم کو اُس کی عبادت منظور ہے اور اگر یہ لوگ سرکشی کریں (تو خدا کو اِن کی پرواہ نہیں) اور جو (فرشتے) تمہارے پروردگار کے پاس ہیں وہ رات دن اُس کی تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں اور تھکتے ہی نہیں۔

(ترجمہ مولانا فتح محمد خاں صاحب تاج کمپنی، صفحہ ۷۷۴ تا ۷۸۱)

یہ سارا کلام عتبہ دم بخود ہو کر دونوں ہاتھوں سے پیچھے ٹیک لگا کر سنتا رہا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے سجدہ تلاوت فرمایا۔ اور پھر عتبہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

قد سَمِعَتْ یَا اَبَا الْوَلِیْد مَا سَمِعْتَ فَاَنْتَ وَذَاكَ۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم صفحہ ۴۴۹، بمطابق ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۲۸۲)

ترجمہ: جو تجھے سننا چاہیے تھا وہ تم نے سن لیا اب تم جانو اور تمہارا کام۔

اب جو عتبہ وہاں سے واپس چل کر واپس ساتھیوں کی طرف آرہا تھا تو اُس کی بدلی ہوئی شکل دیکھ کر ہی اُس کے ساتھی سمجھ گئے اُس نے کہا کہ میرے ساتھیو میری مانو! تو اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دو۔ بخدا میں نے ایسا کلام سنا ہے نہ وہ جادو ہے نہ کہانی۔ بخدا اِس کا بہت بڑا نتیجہ نکلنے والا ہے اگر وہ پورے عرب پر غالب آگیا تو اِس میں تمہاری ہی عزت ہے اور اگر دوسرے قبائل اِس کا خاتمہ کر دیں تو تمہارا مطلب خود ہی حل ہو گیا۔

اِس کے ساتھی چیخ اُٹھے کہ اُن کی زبان کا جادو تم پر چل گیا عتبہ نے کہا میں نے تمہیں اپنا خیال بتا دیا۔ تمہاری جو مرضی آگے وہ کرو اور وہ اُٹھ کر گھر چلا گیا اور کئی روز تک اپنے قریشی ساتھیوں سے بالکل ملاقات نہ کی اور نہ ہی وہ گھر سے نکلتا تھا کئی روز جب اُس کی یہ حالت رہی تو ابو جہل اپنے ساتھیوں کو لے کر اُس کے پاس گیا اور اِس طرح کی طعن امیز باتیں کیں کہ اُس کی رگِ حمیت بھڑک اُٹھی اُس نے کہا محمد (ﷺ) کے لذیذ کھانے کھا کر تو اُن کا گرویدہ ہو گیا ہے اور اُن کا جادو اثر کلام سن کر تو نے اپنا آبائی مذہب تبدیل کر لیا ہے غرض یہ کہ اُنہوں نے عتبہ کو غضب ناک کر دیا اور اُس نے اعلان کر دیا اب وہ محمد (ﷺ) سے کبھی بات نہیں کرے گا کفر کی نحوست نے اُس کی عقل سلیم کو مسخر کر دیا۔

قرآن پاک کا اعجاز

یہ تھا قرآن کریم کا اعجاز کہ اُس نے ہر دل کو مسخر کیا ہر ہر قبیلہ میں سے کوئی نہ کوئی مسلمان ہو گیا۔

اگر کوئی کمزور بندہ مسلمان ہوتا تو سب لوگ اُس کے درپے ہو جاتے اور اگر کوئی طاقتور مسلمان ہوتا تو اندر ہی اندر پیچ تاب کھاتے رہتے۔

Marfat.com

ابوجہل کی کوشش

اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد پھر ابوجہل نے چند چیدہ چیدہ سرداروں کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ سے عتبہ جیسی گفتگو فرمائی جس نے جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"نہ مجھے مال و دولت کی خواہش ہے نہ ہی عزت و سیادت کی اور نہ ہی تخت و تاج سلطانی کی میری خواہش ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا رسول بنا کر تمہاری طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں اُس کی رحمت کا مژدہ سناؤں اور اُس کے عذاب سے ڈراؤں۔ میں نے اپنے رب کے پیغامات تمہیں پہنچا دیے ہیں اور اپنی طرف سے تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا ہے جو دعوت حق لے کر آیا ہوں اُس کو قبول کرلو گے تو دنیا و آخرت میں تم سعادت مند ہو گے اور اگر مسترد کر دو گے تو پھر بھی صبر کروں گا کہ یہاں تک میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دے۔" (ضیاالنبی جلد دوم صفحہ ۲۸۵، پیر کرم شاہ صاحب)

آپ ﷺ کے اِس فیصلہ کن جواب کے بعد وہ لاف زنیوں پر اُتر آئے اور مختلف قسم کی بے معنی باتیں کیں۔ جس کا جواب اللہ تعالیٰ نے سورۃ اسراء میں اپنی آیتوں میں دیا۔

قرآن پاک کا جواب

ترجمہ: اور کفار نے کہا کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ زمین سے ایک چشمہ جاری نہ کر دیں۔ یا آپ کے لیے ایک کھجوروں اور انگوروں کا باغ لگ کر نہ تیار ہو جائے یا پھر آپ اِس باغ میں ہر طرف ندیاں نہ جاری کر دیں یا پھر آپ آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر نہ گرا دیں یا پھر آپ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو بے نقاب کر کے ہمارے سامنے نہ لے آئیں یا تعمیر ہو جائے آپ کے لیے ایک سونے کا گھر! یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں بلکہ ہم اِس پر بھی ایمان نہیں لائیں گے کہ آپ آسمان پر چڑھیں اور یہاں تک کہ آپ اُتاریں وہاں سے ایک کتاب جسے ہم پڑھیں۔ آپ فرما دیں میرا رب ہر عیب سے پاک ہے اور میں کون ہوں مگر اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ایک آدمی۔

پھر اُنہوں نے کہا کہ ہمیں پتہ ہے یمامہ کا ایک شخص جس کا نام رحمان ہے آپ کو سکھاتا ہے۔ کفار کی ان باتوں سے حضور اکرم ﷺ کے قلب نازک کو بہت تکلیف پہنچی آپ ﷺ وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور گھر کی طرف چل دیے۔

عبداللہ بن امیہ بن مغیرہ جو آپ کی پھوپھی عاتکہ بن عبدالمطلب کا بیٹا تھا وہ بھی ساتھ ہو لیا وہ کہنے لگا کہ میری قوم نے آپ کے سامنے بہت سی تجویزیں رکھیں لیکن آپ نے کسی کو بھی نہیں مانا اب تو میں آپ پر کبھی بھی ایمان نہیں لاؤں گا۔

Marfat.com

ابوجہل کی بدتمیزی

نبی کریم ﷺ نے چلے جانے کے بعد ابوجہل اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کل میں جب آپ نماز میں سجدہ میں جائیں گے تو ایک بہت بھاری پتھر مار کر (نعوذ باللہ) اِن کا سر کچل دوں گا پھر چاہے تم میرا دفاع کرنا یا پھر اُن کے حوالے کر دینا سب نے اُسے یقین دلای اکہ ابوالحکم ہم تمہارے ساتھ ہیں اور تمہارا دفاع کریں گے۔

دوسرے روز ابوجہل (ابوالحکم) ایک بہت بھاری پتھر ڈھونڈ کر لایا اور ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا جب نبی کریم ﷺ تشیرف لائے اور نماز پڑھنے لگے اور سجدہ میں گئے تو یکبارگی اُٹھا اور پتھر لے کر جونہی آپ کے پاس آیا تو اُلٹے قدم بھاگا سب ساتھیوں نے کہا ابوالحکم تمہیں کیا ہوگیا۔ اُس نے کہا جب میں پتھر لے کر آپ کو مارنے کے لیے آپ کے پاس پہنچا تو ایک بہت ہی موٹا تازہ اونٹ موٹی گردن والا مجھے کھانے کے لیے میری طرف لپکا۔ اگر میں ذرا سا بھی آگے ہوتا تو وہ مجھے کھا جاتا۔

کفار مکہ کی ایک اور چال

اس کے کچھ عرصہ بعد کفار نے ایک اور چال چلی کہ ایک وفد کی شکل میں پھر آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے بڑی پیاری تجویز ہمیں سوجھی ہے اگر آپ اِس پر عمل کریں تو آپ کا بھلا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہو!

وہ کہنے لگے کہ آپ ایک سال ہمارے بتوں کی پرستش کریں اور پھر ایک سال ہم آپ کے خدا کی پرستش کریں گے۔ اِس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر سورۃ الکافرون نازل فرمائی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۝۶

ترجمہ: آپ فرمادیں اے کافرو میں پرستش نہیں کرتا اِن بتوں کی جن کی تم پرستش کرتے ہو اور نہ ہی تم عبادت کرنے والے ہو اِس خدا کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں کبھی عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم پوجا کرتے ہو اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کیا کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔ (سورۃ الکافرون)

Marfat.com

قرآن پاک کا چھپ چھپ کر سننا

باوجود اِن سب باتوں کے قریش کے بڑے بڑے روٴسا چھپ چھپ کر قرآن سنتے تھے وہ لوگ اِس کی اثر آفرینی کے بھی قائل تھے لیکن اُن کے اندر کے عناد، بغض اور حسد نے اُن کو اِس پر ایمان لانے سے روکا ہوا تھا۔

کفار کی عجیب فرمائش

ایک دن اِن لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ صفا کی پہاڑی کو سونا بنا دیں اور اِن پہاڑوں کو پیچھے کر دیں تاکہ ہم کھیتی باڑی کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آپ پر نازل فرمایا۔

امام احمد نسائی حاکم اور ضیاء نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے آپ نے کہا اہل مکہ نے اللہ کے پیارے رسول ﷺ سے مطالبہ کیا کہ صفا کی پہاڑی کو سونا بنا دیا جائے اور پہاڑوں کو دور ہٹا دیا جائے تاکہ کھلے میدانوں میں وہ زراعت کر سکیں جبریل امین حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کا پروردگار آپ کو سلام دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو صفا کی پہاڑی سونا بن جائے اِس کے بعد اگر کسی نے کفر کیا تو میں انہیں ایسے المناک عذاب میں مبتلا کروں گا جس میں آج تک کسی کو مبتلا نہ کیا ہو اور اگر آپ کی مرضی ہو تو میں اِن کے لیے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھلا رکھوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے کریم و رحیم خدا کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے میرے پروردگار تیرے اِس بندے کی مرضی ہے کہ اِن کے لیے تو اپنی رحمت کا دروازہ کھلا رکھے۔ (سبل الہدیٰ جلد دوم صفحہ ۴۵۸، سیرۃ النبویہ ابن کثیر صفحہ ۴۸۲، بمطابق ضیا النبی جلد دوم صفحہ ۲۹۳)

نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی محیط

کفار مکہ نے نفر بن حارث اور عقبہ بن ابی محیط کو نامزد کیا اور اُنہیں کہا کہ آپ یثرب جائیں اور وہاں کے علما احبار اور اہل کتاب سے پوچھیں کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں؟

چنانچہ جب یہ بڑی تکلیفوں کے بعد جب یثرب کے علماء جو اہل کتاب تھے کے پاس پہنچے اور اُن سے پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ واپس جائیں اور حضور نبی کریم ﷺ سے تین سوالات پوچھیں اگر وہ اِن کے جوابات دے دیں تو وہ سچے نبی ہیں اور اگر جوابات نہ دیں تو پھر تم اُن کو سچا نبی نہ ماننا۔

تین سوالات

- پہلا سوال یہ تھا کہ وہ کون نوجوان تھے جنہوں نے ظالم بادشاہ کے خوف سے اپنا وطن چھوڑا تاکہ وہ اُنہیں کافر ہونے پر مجبور نہ کرے۔

Marfat.com

- دوسرا سوال کہ وہ سیاحت کرنے والا شخص کون تھا جو زمین کے مشارق و مغارب تک پہنچا۔
- تیسرا سوال یہ تھا کہ روح کی حقیقت کیا ہے؟

جب یہ لوگ واپس مکہ پہنچے اور سب اہل مکہ کو بتایا کہ اب مسئلہ حل ہو گیا ہے یہ تین سوالات ہیں جو علماء یثرب نے ہمیں بتائے ہیں اگر اِن کے جوابات دے دیے گئے تو آپ سچے نبی ہیں۔ سب اہل مکہ اکٹھے ہو کر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کرنے لگے کہ اگر آپ ﷺ سچے نبی ہیں تو اِن سوالات کے جوابات بتائیے۔

آپ ﷺ نے اِن کا جواب نزول وحی کے بعد دینے کا بتایا۔ چنانچہ چند روز بعد (تین یا پندرہ روز) حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور سورہ کہف آپ پر نازل فرمائی اور سوالوں کے تفصیل سے جوابات دیے۔

پہلے سوال کا تفصیل سے اصحاب کہف کا واقعہ ارشاد فرما دیا۔ دوسرے سوال کا ذوالقرنین بادشاہ کا ذکر تفصیل سے فرما دیا اور تیسرے سوال کے جواب میں صرف یہ فرمایا کہ

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۵﴾ (الاسراء، آیت: ۸۵)

ترجمہ: آپ فرما دیں روح میرے رب کا ایک حکم ہے اور تم لوگوں کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

باوجود کہ اِن کافروں کو ان کے سوالات کے سیر حاصل جوابات مل گئے لیکن اِن کی ہٹ دھرمی نے پھر بھی اِن کو ایمان لانے سے باز رکھا۔

حضور نبی کریم ﷺ پر مظالم کی انتہا

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ وَ مَا یُؤْذٰی اَحَدٌ وَ اُخِفْتُ فِی اللّٰہِ وَ مَا یَخَافُ اَحَدٌ وَ لَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلَاثُوْنَ مِنْ بَیْنِ یَوْمٍ وَ لَیْلَۃٍ وَ مَالِیْ وَ لِبِلَالٍ مَا یَأْکُلُہٗ ذُوْ کَبِدٍ اِلَّا مَا یُوَارِیْ اِبْطُ بِلَالٍ

(اخرجہ الترمذی قال حَسَنٌ صحیح)

ترجمہ: مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اِتنی اذیت دی گئی کہ وہ کسی کو نہیں دی گئی اور اللہ کی راہ میں مجھے اِتنا خوفزدہ کیا گیا جتنا کسی اور کو نہیں کیا گیا مجھ پر تیس دن اور تیس راتیں ایسی بھی گذری ہیں کہ میرے لیے اور بلال کے لیے کھانے کے لیے کوئی ایسی چیز موجود نہ تھی کہ جسے کوئی جاندار کھا سکے۔ مگر قلیل مقدار۔

اور ایک اور حدیث پاک ہے جس کا مفہوم یہ ہے:

"دنیا میں سب سے زیادہ مصیبتیں اور تکلیفیں انبیاء اکرام پر آتی ہیں اور انبیاء میں سے مجھ پر سب سے زیادہ تکلیفیں اور مصیبتیں آئی ہیں اور پھر ان لوگوں پر جو کوئی جتنا جتنا اُن کے مثل یعنی نزدیک ہوا۔"

Marfat.com

اور آپ کو خاص کر کفار مکہ نے اِتنی تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچائی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو سہارا دینے کے لیے فرمایا:

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

(الحجر، آیت: ۹۵، ۹۶)

ترجمہ: ہم کافی ہیں آپ کو مذاق اُڑانے والوں کے شر سے بچانے کے لیے جو بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور یہ ابھی جان لیں گے۔

یہ آیات خاص کر اِن پانچ لوگوں کے متعلق ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، حرث بن قیس، اسود بن عبد یعوث اور اسود بن مطلب کے متعلق آئیں جو ہر وقت آپ سے مذاق اور آپ کو تنگ کیا کرتے تھے۔

آپ کے دو ہمسائے تھے۔ ایک ابولہب اور ایک عقبہ بن محیط یہ دونوں بھی حضور اکرم ﷺ کو بہت زیادہ تکلیف دیتے تھے۔

یہ دونوں حضرات کوڑا کرکٹ اور غلاظت اکٹھی کر کے حضور اکرم ﷺ کے گھر کے دروازے پر پھینک دیتے تھے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

كُنْتَ بَيْنَ شَرِّ جَارَيْنِ اَبُوْ لَهَبٍ وَ عُقْبه بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ اِنْ كَانَا لَيَاتِيَانِيْ بِالْفُرُوْثِ فَيَطْرَحَانِهَا عَلٰى بَابِيْ۔ (السیرۃ النبویہ احمد بن زینی دحلان جلد اول صفحہ ۲۲۶)

ترجمہ: میں دو شریر پڑوسیوں میں گھرا ہوا تھا ایک طرف ابولہب دوسری طرف عقبہ بن ابی معیط تھا وہ دونوں لید اور گوبر اکٹھا کر کے لے آتے اور میرے دروازے پر آ کر پھینک دیا کرتے تھے۔

اور آپ ﷺ فرماتے:

يَابَنِيْ عَبْدِ مناف اَيُّ جِوَارِ هٰذَا۔ (السیرۃ النبویہ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۲۱۰)

ترجمہ: اے عبد مناف کے بیٹو تم ہمسائیگی کا خوب حق ادا کر رہے ہو۔

ابولہب تو ہر جگہ جہاں آپ لوگوں کو تبلیغ کرنے جاتے اور فرماتے کہ ایک خدا کی پوجا کرو۔ بتوں کی پرستش چھوڑ دو۔ اُس خدائے واحد کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یہ بت تمہیں نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اے لوگو! تم کہو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه تُفْلِحُوا "تم فلاح پا جاؤ گے۔"

تو یہ ہر ہر جگہ آپ کے پیچھے پیچھے جاتا اور جونہی آپ ﷺ گفتگو فرما کر فارغ ہوتے تو یہ کہتا۔ اے لوگو! تم اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑنا۔ اِس کے کہنے میں نہ آنا۔ یہ تمہیں تمہارے باپ دادوں کے دین سے منکر کر رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔

کسی جگہ یہ آپ پر مٹی بھی ڈالتا آپ اِس کی کسی گستاخی کا جواب نہ دیتے اور آگے تشریف لے جاتے۔

اِس کی بیوی خبثِ باطن میں اور بڑھ کر تھی۔ ایک دفعہ وہ ایک لمبوترہ پتھر لے کر نعوذ باللہ آپ ﷺ کو مارنے کے لیے

Marfat.com

آئی۔ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حرم شریف کے صحن میں مصروف عبادت تھے یہ واقعہ سورۃ لہب کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ یہ عورت بہت بدزبان ہے اور فحش کلام ہے۔ آپ علیہ السلام یہاں سے تشریف لے جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی وہ آئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی۔ آپ کا دوست میری ہجو میں شاعری کرتا ہے آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم میرا دوست شاعری نہیں کرتا ہے وہ کہنے لگی آپ صدیق ہیں پھر ایسا ہی ہوگا۔

اور وہ پتھر آپ کو مارنے کے لیے لے کر آئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اِس کی بینائی ہی سلب کر لی کہ وہ اُس کے پیارے حبیب ﷺ کو نہ دیکھ سکی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا تھا کہ اُس نے میرے اور اُس کے درمیان پردہ کر دیا۔ پس وہ مجھے نہ دیکھ سکی۔ بلکہ آپ علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اِسی سے پوچھو کیا یہ مجھے دیکھ رہی ہے آپ نے پوچھا تو وہ کہنے لگی کیا آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں وہ کہنے لگی اگر میں آپ کو پاتی تو (نعوذ باللہ) آپ کا سَر اِس پتھر سے کچل دیتی۔

ابولہب کے گھر میں حضور اکرم ﷺ کی دو بیٹیوں کا نکاح بعثت سے پہلے ہوا ہوا تھا۔ جب آپ علیہ السلام نے تبلیغ اِسلام شروع کی اور خدائے واحد کا پیغام پہنچانے کا کام شروع کیا تو اِس نے از راہ عناد اپنے دونوں بیٹوں کو کہا کہ اپنی دونوں بیویوں کو فوری طلاق دے دو۔ اُنہوں نے فوراً نبی کریم ﷺ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دے دی۔

عقبہ بن ابی محیط نے ایک دفعہ آپ کی دعوت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تم لَا اِلٰہَ اِلا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہو! میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اگر کوئی بندہ عرب میں کسی کا کھانا نہ کھائے تو وہ اِس کو اپنی بڑی بے عزتی سمجھتا تھا۔ اُس نے فوراً کلمہ پڑھ لیا۔ آپ ﷺ نے کھانا تناول فرمایا اور چلے آئے۔ عقبہ بن ابی محیط سے اُس کا دوست عقبہ بن ابی حلف کہنے لگا تو کلمہ پڑھ کر مرتد ہو گیا ہے وہ کہنے لگا کہ ایک مرد شریف میرے گھر آیا۔ اُس نے میرا کھانا کھانے سے اِنکار کر دیا۔ یہاں تک کہ میں کلمہ شہادت پڑھوں میں نے کلمہ شہادت اِس لیے پڑھا کہ مجھے شرم محسوس ہوئی کہ کوئی میرے گھر سے کھانا کھائے بغیر چلا جائے۔ میرے دل نے اِس کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ ابی نے کہا کہ جب تک تو محمد (ﷺ) سے ملاقات کر کے (نعوذ باللہ) آپ کے چہرے پر نہ تھوکے اور طمانچے نہ لگائے اور گردن پر پاؤں نہ رکھے تیرا چہرہ دیکھنا مجھ پر حرام ہے۔ عقبہ نے اُس سے ایسا کرنے کا وعدہ کر لیا۔

جب عقبہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے ہوا اور اُس نے رخ انور پر تھوکنے کی جب جسارت کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے تھوک کو اُس پر واپس انگارہ بن کر لوٹا دیا اور برس ہا برس مرتے دم تک اُس کے چہرے پر داغ رہا اور اِسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

القرآن - وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى

Marfat.com

لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ (الفرقان، آیت: ۲۷ تا ۲۹)

ترجمہ: اِس روز ظالم (فرطِ ندامت سے) اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا کہ کاش میں نے رسول کریم ﷺ کی بیعت میں نجات کا راستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے افسوس کاش میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔ واقعی اس نے مجھے اس قرآن سے بہکا دیا۔ میرے پاس آ جانے کے بعد اور شیطان ہمیشہ انسان کو (مشکل وقت) بے یارومددگار چھوڑنے والا ہے۔

سورۃ الفرقان آیت نمبر ۲۷ تا ۲۹۔

ابوجہل نے کئی دفعہ (نعوذ باللہ) حضور نبی کریم ﷺ پر دست درازی کرنے کی کوشش کی۔

ہر ہر دفعہ اللہ تعالیٰ نے اس کا منہ موڑ دیا۔ کبھی اس کے اور آنحضرت ﷺ کے درمیان آگ کی خندق حائل ہو جاتی کبھی جبرئیل علیہ السلام نر اونٹ کی شکل میں منہ کھولے اس کو ڈرا دیتے وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو اس کے شرمناک ارادوں سے بچائے رکھا۔

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے تو عقبہ بن معیط اٹھا اور اونٹ کی گندی اوجڑی لا کر آپ ﷺ کی کمر کے اوپر رکھ دی لیکن آپ ﷺ اپنے رب کی بارگاہ میں ایسے مگن تھے کہ آپ ﷺ نے اس کی پرواہی نہ کی۔ کسی نے حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں جا کر عرض کیا۔ آپ دوڑیں آئیں اور آ کر اس گندگی کو ہٹایا۔ پھر آپ نے سجدہ سے سر اٹھا کر قریش کے جن جن سرداروں کے متعلق بددعا کی تو اس دن سے کفار کی بربادی کا آغاز شروع ہو گیا اور وہ سردار بھی کتے کی موت مارے گئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اللهم عليك بهذ الملا من قريش اللهم عليك بعتبه بن ربيعه۔ اللهم عليك لشيبه بن ربيعة اللهم عليك يا ابى جهل بن هشام اللهم عليك بعقبه بن ابى معيط اللهم عليك بابى بن خلف او اميه بن خلف۔

"الٰہی ان حق کے دشمنوں کو ہلاک کر دے"

عبداللہ کہتے ہیں جن جن لوگوں کے نام لے کر آپ ﷺ نے بددعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے بدر کے میدان میں ان کو موت دے دی۔ ان کو قتل کیا گیا اور گھسیٹ گھسیٹ کر ان کو لا کر ایک پرانے کنویں میں ڈال دیا گیا۔ سوائے ابی بن خلف یا ابی امیہ بن خلف کے کہ اس کا جسم بہت بھاری تھا اور وہ باہر ہی پھول کر پھٹ گیا اور ریزہ ریزہ ہو گیا۔

(السیرۃ النبویہ ابن کثیر جلد اول صفحہ ۴۲۸ بمطابق جلد دوم)

ایک مرتبہ جب قریش مکہ حرم شریف میں ٹولی لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ طواف فرماتے

Marfat.com

ہوئے جب قریش کے پاس سے گزرے تو کفار مکہ نے نبی کریم ﷺ پر آوازیں کسیں اور بدتمیزیاں کیں لیکن نبی کریم ﷺ خاموش رہے جب دوسرے طواف کے چکر پر آپ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو پھر کفار نے بہت زیادہ بدتمیزیاں کیں اور آوازیں کسیں۔ جب آپ ﷺ تیسرے چکر پر ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ایسے ہی بدتمیزیاں کیں اور آوازیں کسیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ (السیرۃ النبویہ ابن کثیر جلد اول صفحہ ۴۷۱)

آپ ﷺ نے فرمایا:

اتسمعون یا معشر قریش اما والذی نفسی بیدہ لقد جئتکم بالذبحہ۔

ترجمہ: ''اے گروہ قریش میری بات سنو۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے پاس تمہارے قتل و ہلاک کا پیغام لے کر آیا ہوں۔''

یہ سن کر سارے قریش کفار مکہ ایک دم چپ ہو گئے اور سہم گئے۔ اور آپ ﷺ سے نرمی سے باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے اے ابوالقاسم آپ تشریف لے جائیں ایسا تلخ جواب آپ ﷺ کی عادت نہ تھی؟

آپ ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے۔ دوسرے دن پھر جب آپ ﷺ دوبارہ تشریف لائے توکل کی خفت مٹانے کے لیے یک بارگی سب مل کر آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو کہنے لگے۔ آپ ہیں جو ہمارے بتوں کو ایسے اور ایسے کہتے ہیں۔ آپ (ﷺ) ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ آپ ﷺ تسلی سے سب کو جواب دیتے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہاں بیشک میں ہی ایسا کہتا ہوں۔''

ایسے میں ایک شخص آگے بڑھا۔ اور آپ کے گلے میں چادر کے پلو زور سے پکڑے۔ اسی اثنا میں اچانک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو دھکے دے دے کر ہٹایا۔ آپ کفار سے کہنے لگے کہ کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔

کفار کی ان ایذا رسانیوں کا سلسلہ کئی سال جاری رہا۔ لیکن حضور ﷺ نے کفار کا ہر ہر ستم بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ ایک تو وہ قلب انور پر تکلیف آئی تھی جو وہ آپ سے ظاہری جسمانی طور پر یا ظاہری زبان سے آپ ﷺ کو دیتے تھے وہ بہت بڑی تھی اور دوسری وہ بہت ہی زیادہ تکلیف جو آپ رضی اللہ عنہ کے نازک قلب پر پہنچی کہ وہ ایمان نہیں لاتے تھے۔ اس کا تو اندازہ کرنا ہی مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

الشعراء - لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۳

ترجمہ: اے میرے پیارے حبیب شاید آپ ﷺ اپنی جان کو اس غم میں کہ یہ کیوں ایمان نہیں لاتے ہلاک ہی نہ کر ڈالیں۔

اور سورۃ طٰہٰ میں فرمایا:

Marfat.com

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾

ترجمہ: (''اے چودھویں کے چاند کے چہرے والے میرے پیارے حبیب) میں نے قرآن آپ پر اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔''

یہ تو وہ تکلیف تھی جس پر آپ ﷺ رات دن اندر ہی اندر کڑھتے رہتے تھے کہ کاش دل سے ایمان لے آئیں۔ یہ مسلمان ہو جائیں۔ یہ سدھر جائیں۔ یہ دوزخ کی آگ سے بچ جائیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مظالم

آپ ﷺ دن رات ان کو ڈراتے رہتے تھے۔ سارا دن آپ ﷺ تبلیغ فرماتے رہتے ان کی سخت سخت باتیں برداشت کرتے اور رات اپنے رب کریم کے آگے عجز و نیاز میں بسر کر دیتے جو لوگ حضور اکرم ﷺ پر ایمان لاتے۔ اگر کوئی امیر اور زور آور ہوتا اور اونچے قبیلے سے تعلق رکھتا تو کفار اندر ہی اندر کھول کر رہ جاتے اور اگر کوئی غلام یا عام بندہ مسلمان ہوتا جو اتنا طاقت ور نہ ہوتا تو کفار اس کو بہت زیادہ اذیتیں اور تکلیفیں دیتے کہ ان کے تصور سے ہی روح کانپ اٹھتی تھی۔

جب سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے حرم شریف میں اپنے ایمان کی گواہی دی اور حضور نبی کریم ﷺ کی صداقت کی گواہی دی تو کفار نے آپ کو اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ عقبہ بن ابی محیط آپ کے چہرے مبارک پر جوتے مارتا رہا۔ جس سے آپ کا چہرہ مبارک اتنا سوج گیا کہ آپ کی آنکھیں بمشکل دکھائی دیتی تھیں۔ اور لوگ آپ کو مردہ سمجھنے لگے۔

سیدنا حضرت عثمان غنیؓ جب مسلمان ہوئے تو آپ کا چچا ان کو کچے چمڑے میں لپیٹ کر رسی سے باندھ کر دھوپ میں ڈال دیتا تھا۔ آپ سخت دھوپ میں کچے چمڑے کی بدبو برداشت کرتے تھے۔ لیکن اف تک نہ کرتے تھے۔

حضرت سعدؓ جب ایمان لائے تو آپ کے گھر والوں نے آپ پر بہت زیادہ ظلم کیے اور تو اور آپ کی سگی والدہ نے کہا۔ جب تک تم واپس اپنے دین میں داخل نہیں ہو جاؤ گے میں نہ کچھ کھاؤں گی نہ پیوں گی۔ اور نہ سایہ میں چلوں گی اور نہ ہی نہاؤں گی اور نہ ہی کنگھی کروں گی اور اس نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ قریب المرگ ہوگئی تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمانے لگے اے ماں اگر تیری سو جان بھی ہو اور وہ ایک ایک کر کے نکلتی جائے تو پھر بھی میں واپس تمہارے دین میں نہیں جاؤں گا۔ آپ کی یہ بات سُن کر اس نے ضد ترک کر دی۔

سیدنا حضرت بلال حبشیؓ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ امیہ بہت ظالم اور کمینہ انسان تھا۔ اس کو جب آپ کے اسلام لانے کا پتہ چلا تو آپ کو سخت تپتی دھوپ میں گرم ریت پر چٹانوں پر لٹا دیتا۔ وہ اتنی گرم ہوتی تھیں کہ اگر کچے گوشت کی بوٹی بھی اوپر رکھیں تو پک جائے۔ اور آپ کے سینہ مبارک پر بھاری پتھر رکھ دیتا۔ اور آپ کو کہتا کہ دین کو چھوڑ دو۔ لیکن آپ اس کے جواب میں احد احد کے نعرے بلند فرماتے۔ وہ آپ کے گلے میں رسی ڈالتا اور بچوں کو کہتا کہ ان کو لے کر مکہ کی گلیوں میں گھومو۔

Marfat.com

وہ بچے آپ کو گلیوں میں گھسیٹتے لیکن آپ پھر بھی احد احد کے نعرے بلند فرماتے۔

ایک دن وہ آپ کو تپتی دھوپ میں لٹا کر یونہی عذاب دے رہا تھا کہ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ نے اس کو کہا کہ اس مسکین کے بارے میں تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو۔ کب تک اس بے کس پر یونہی ظلم کرتے رہو گے۔ امیہ بولا۔ اگر تم کو اس پر اتنا ترس آتا ہے تو اس کو خرید لو۔

آپ نے فرمایا میرے پاس تیرا ہم مذہب غلام ہے۔ اس کو لے لو اور اسے مجھ کو دے دو اس نے منظور کر لیا۔ آپ نے اپنا غلام قسطاس جس کی قیمت کئی ہزار دینار تھی اور وہ خوب تنومند بھی تھا۔ اس کو دے کر کمزور و ناتواں بلال کو خرید لیا۔ حالانکہ آپ کے کاروبار کو قسطاس نے خوب سنبھالا ہوا تھا۔ لیکن آپ نے پروانہ کی۔ لوگ بہت حیران ہوئے اور کئی ایک کہنے لگے ۔شاید بلال کا آپ پر کوئی احسان ہوگا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آیتیں نازل فرما دیں۔

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾

ترجمہ: اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ اسے دینا ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنے پروردگار کی خوشنودی کا طلب گار ہے۔ (سورۃ واللیل)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نہ صرف حضرت بلال بلکہ اور بھی کئی غلاموں کو جو ایمان لے آئے تھے اور ان کے مالکان ان پر جور و ستم کر رہے تھے کو خرید کر آزاد کر دیا۔

ان میں حضرت حمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضرت عامر بن فہیرہ' ابوفکیہ اور زنیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھیں۔ آخر الذکر پر ان کے مالک نے اتنے ظلم کیے کہ وہ اندھی ہوگئیں تو ان کا مالک کہنے لگا۔ لات وعیرہ نے تم کو اندھا کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا لات وغیرہ نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ تکلیف پہنچا سکتے ہیں۔ یہ تو میرے رب کا حکم ہے۔ وہ میری بینائی واپس بھی کر سکتا ہے ۔صبح اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی اس کو واپس لوٹا دی۔ اب قریش کہنے لگے۔ نعوذ باللہ محمد ﷺ کا جادو اثر کر گیا ہے۔

دیگر خواتین میں ام عنیس' الہندیہ اور اس کی بیٹی لطیفہ بھی شامل تھیں۔ جنہیں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کیا۔

ام عمار کے ایک غلام خباب بن الارت رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور ﷺ کی محبت کی برکت سے مسلمان ہو گئے تو ان کی مالکن ام عمار ان پر بہت ظلم کرتی تھیں۔ اس کا پیشہ آہن گری تھا وہ لوہے کا ایک کڑا لے کر اس کو خوب آگ میں گرم کر کے آپ کے سر مبارک پر رکھ دیتی اور کہتی کہ بتوں پر ایمان لے آ لیکن آپ انکار فرما دیتے۔

جب اس نے آپ کو بہت زیادہ تکلیفیں دیں تو آپ نے اس کی شکایت بارگاہ نبوت میں کی۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت خباب کے لیے دعا فرمائی۔

آپ ﷺ کا فرمانا تھا کہ:

Marfat.com

اس ظالم کو دردسر کی اتنی تکلیف ہوگئی کہ وہ اتنی مجبور ہوگئی کہ جب تک لوگ لوہے کا کڑا گرم کر کے اس کے سر پر نہ لگاتے اس کے سر کو آرام نہ آتا تھا۔

کفار آپ پر بہت زیادہ ظلم کرتے تھے۔آپ کو گرم گرم ریت پر سخت دھوپ میں لٹا دیتے تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کافروں نے آگ بنائی اور اس کے گرم گرم انگارے میری پشت پر رکھے میری پشت کی چربی پگھلتی رہی یہاں تک کہ وہ انگارے بجھ گئے۔

ایک دفعہ کافروں نے آگ کے انگارے گرم کر کے مجھے گھسیٹ کر ان کے اوپر لٹا دیا اور ایک کافر نے میری چھاتی پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔

حضرت خباب نے اپنے ساتھ ظلم کی داستان ایک دن حضور اکرم ﷺ سے جب کہ آپ حرم شریف میں تشریف فرما تھے شکایتاً عرض کیا اور کہا کیا حضور ﷺ ہمارے لیے دعا نہیں فرماتے۔آپ ﷺ بات سن کر اٹھ کر بیٹھ گئے۔آپ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہوگیا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تھے۔کفار لوہے کی کنگھیوں سے ان کی ہڈیوں سے گوشت ادھیڑ لیا کرتے تھے اور بعض مومنین کے سروں پر آری رکھ کر چلا دی جاتی تھی جو ان کو دو حصوں میں کاٹ دیتی تھی پھر بھی وہ اپنے دین سے منحرف نہیں ہوتے تھے۔اے خباب سنو"یقیناً اللہ تعالیٰ دین اسلام کو غلبہ دے گا۔یہاں تک صنعاء (یمن) سے ایک مسافر اکیلا روانہ ہو کر حضر موت تک جائے گا اور اسے خدا کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا اور کسی کو یہ بھی خوف نہ ہوگا کہ کوئی بھیڑیا اس کی بکریوں کو پھاڑ ڈالے گا۔"

دیگر جن کو آگ کا عذاب کفار دیتے تھے ان میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔کسی وقت وہ دوران عذاب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے تو آپ ﷺ فرماتے"اے آگ جس طرح تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی کا باعث تھی اسی طرح عمار کے لیے بھی ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا۔"

اس دعا کے بعد آپ کو آگ بالکل تکلیف نہیں دیتی تھی۔

حضرت عمار کے والد حضرت یاسر ان کی والدہ سمیہ اور ان کے بھائی حضرت عبداللہ یہ پورا خاندان کفار کی ایذا رسانیوں کو سہتا رہا۔یہاں تک کہ حضرت یاسر ان ایذا رسانیوں ہی میں شہید ہو گئے۔آپ کی والدہ حضرت سمیہ جو کہ ابو حذیفہ بن مخزومہ کی لونڈی تھیں نے آپ کو اجو جہل کو دے دیا جو آپ کو دین سے ورغلاتا رہا۔لیکن آپ نے اس کی بات نہ مانی تو اس نے مکہ کے ایک ہجوم میں آپ کی شرمگاہ میں نیزہ مارا جس سے شہید ہو گئیں۔نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ حضرت یاسرؓ سے جب آپ کو عذاب دیا جا رہا تھا فرمایا:

صَبْرًا اٰلَ یَاسِرُ صَبْرًا اٰلَ یَاسِرُ فَاِنَّ مَوْعِدَ کُمُ الْجَنَّۃ۔

ترجمہ: اے اہل یاسر صبر کرو۔اے اہل یاسر صبر کرو۔تمہارے ساتھ جنت کا وعدہ ہے۔

(ضیاء النبی جلد دوم از پیر کرم شاہ الازہری بھیرہ شریف)

Marfat.com

بے شمار وہ لوگ جنہوں نے اسلام کی خاطر اتنی تکالیف برداشت کیں۔ ان میں سے یہ صرف چند لوگ ہیں جن کا ذکر کیا گیا۔

ہجرت حبشہ

جب مسلمانوں پر ان مشرکین کے مظالم کی انتہا ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الزمر نازل فرمائی۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بیان فرمایا:

القرآن - لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩

ترجمہ: ان کے لیے جنہوں نے اس دنیا میں نیک اعمال کیے اس دنیا میں بھی نیک صلہ ہے اور اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے (مصائب و آلام میں) صبر کرنے والوں کو ان کا بے حساب اجر دیا جائے۔ (سورۃ الزمر)

اس سے پہلے سورۃ کہف میں مسلمانوں کی دل جوئی فرمادی گئی تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ان آیات کی روشنی میں مسلمانوں کو کافروں کے جور وستم سے نجات دلانے کے لیے حبشہ جانے کی ترغیب دلائی۔ کیونکہ وہاں کا بادشاہ رحم دل مشہور تھا۔

چنانچہ نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں مسلمانوں کا قافلہ جس میں گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔ حبشہ کی طرف روانہ ہوا ان میں حضرت عثمانؓ بن عفان آپ کی اہلیہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ ابوحذیفہ اور ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل۔ زبیر بن عوام مصحب بن عمیر، عبدالرحمن بن عوف، ابوسلمہ مظعون، عامر بن ربیعہ اور ان کی بیوی لیلہ بنت ابی حثمہ، ابوبسیرہ بن ابی رحم حاطب بن عمرو، سہیل بن بیفا اور عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ (تاریخ ابن کثیر جلد ۳ ۴ صفحہ نمبر ۱۳ باب نمبر ۴)

ابن جریر اور بعد کے لوگوں نے ان کی تعداد بیاسی بتائی ہے جو عورتوں اور بچوں کے علاوہ ہے۔ اگر عمار بن یاسر کو بھی ان میں شمار کیا جائے تو مردوں کی کل تعداد تراسی ہوتی ہے۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی اس پہلی جماعت کے بعد جس نے مکہ کی طرف پہلے ہجرت کی وہ جعفر بن ابی طالب اپنی اہلیہ اسما بنت عمیس تھے۔ جہاں ان کے بطن سے عبداللہ بن جعفر کی ولادت ہوئی۔ ان کے بعد باقی وہ سب مسلمان بھی جنہیں آنحضرت ﷺ نے ہجرت کی اجازت دی تھی۔ مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے اور وہاں جا کر جمع ہو گئے۔

سیدنا حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت میں قافلہ مکہ مکرمہ سے رات کی تاریکی میں روانہ ہوا اور جدہ کے پاس شعیبہ کی بندرگاہ سے روانہ ہوئے انہوں نے فی کس نصف دینار دیا۔

قریش اس قافلے کا پیچھا کرتے کرتے جب بندرگاہ پر پہنچے تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا وہ نامراد واپس لوٹ گئے۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

انهما اول بیت ها جر فی سبیل الله بعد ابراهیم و لوط علیهما السلام۔

یعنی ابراہیم اور لوط علیہ السلام کے بعد یہ پہلا گھرانہ ہے جس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔

حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی خدمت گزاری کے لیے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی ساتھ گئیں۔

جب یہ قافلہ حبشہ پہنچا تو نجاشی بادشاہ حبشہ نے انہیں بڑے عزت اور احترام کے ساتھ جگہ عطا فرمائی اور یہ بڑے سکون کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت

جب کچھ مسلمان حبشہ ہجرت کر گئے تو مکہ کے مشرکین نے مسلمانوں پر مظالم کی حد کر دی۔ یہاں تک کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کا فیصلہ کر لیا۔ اور ایک روز آپ مکہ سے حبشہ کی طرف چل نکلے۔ جب آپ "برک الغماد" پہنچے۔ یہ ایک بستی ہے جو مکہ سے پانچ دن کی مسافت پر ہے تو آپ کی ملاقات قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ سے ہوئی۔ اس نے آپ کو ہجرت سے منع کیا اور کہا کہ آپ تو مفلس اور نادار کو کھانا کھلاتے ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔ لوگوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ مصیبت میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ آپ واپس چلے جائیں۔ میں آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ آپ آزادی سے اپنے رب کی عبادت کریں۔

چنانچہ وہ آپ کو ہمراہ لے کر مکہ آیا اور مکہ کے سرداروں کو شرمندہ کیا کہ اس جیسے آدمی کو شہر سے نکالنا زیادتی ہے۔ میں ان کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ کوئی ان کو تکلیف دینے کی جرأت نہ کرے۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوبارہ مکہ مکرمہ میں رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے گھر کے صحن میں چھوٹی سی مسجد بنا لی۔ آپ وہاں نماز پڑھتے اور قرآن پاک کی تلاوت بھی کرتے۔ آپ کی آواز خوش الحان تھی۔ آپ جب تلاوت کرتے تو آپ پر بہت زیادہ گریہ طاری ہو جاتا۔ مکہ کی عورتوں، بچوں اور مردوں کا جم غفیر آپ کے گرد اکٹھا ہو جاتا تھا۔ مشرکین کو آپ کی یہ بات بھی ناگوار گزری۔ انہوں نے ابن الدغنہ کو بلایا اور کہا کہ ہمیں ہماری عورتوں اور بچوں کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے یا تو تم اپنی پناہ واپس کر دو یا ان کو کہو کہ گھر کے اندر عبادت کیا کریں۔ نہ کہ گھر کے صحن کی مسجد میں۔

ابن الدغنہ نے یہ آپ سے بات کی تو آپ نے فرمایا کہ

"میں تیری پناہ تیری طرف لوٹا دیتا ہوں۔ میرے لیے میرے خدا کی پناہ کافی ہے۔"

(السیرۃ النبویہ احمد بن زینی دحلان جلد اول صفحہ ۲۴۷ از ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۳۴۶)

اس کے بعد جب تک آپ مکہ مکرمہ میں رہے۔ آپ نے سوائے خدا کے کسی کی پناہ قبول نہیں کی۔

Marfat.com

ایک افواہ

بعثت کے پانچویں سال ماہ رجب میں مہاجرین کا جو پہلا قافلہ حبشہ گیا تھا وہاں انہوں نے تین ماہ آرام وسکون کے ساتھ بسر کیے نجاشی بادشاہ نے وہاں ان کے قیام وطعام اور لباس کا بندوبست کرنے کے لیے اپنے نمائندوں کی ذمہ داری لگادی تھی۔

تین ماہ بعد ایک دن ان لوگوں نے ایک افواہ سنی کہ مکہ میں تمام لوگوں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور اب وہاں امن قائم ہوگیا ہے تو وہاں سے کچھ لوگوں نے واپس مکہ مکرمہ آنے کا فصلہ کرلیا۔حالانکہ کچھ لوگوں نے ان کو منع کیا کہ جب تک اچھی طرح سے تصدیق نہیں ہوجاتی اور کوئی قاصد حضور نبی کریم ﷺ کا نہیں آجاتا واپسی بہتر نہیں۔

جولوگ واپس مکہ مکرمہ آئے ان میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی بیوی بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔مکہ مکرمہ واپسی پر سب لوگ کسی نہ کسی کی پناہ میں داخل ہوئے سوائے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔آپ کو کسی نے پناہ نہ دی۔آپ تھوڑا عرصہ یہاں رہے پھر واپس لوٹ گئے۔

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ولید بن مغیرہ کی پناہ میں داخل ہوئے تھے۔کچھ عرصہ آپ اس کی پناہ میں رہے لیکن آپ کی طبیعت نے ایک کافر کی پناہ میں رہنا گوارہ نہ کیا۔آپ نے اس کی پناہ واپس کردی۔اس نے کہا کہ آپ حرم میں بھرے مجمع میں اس کی پناہ واپس کریں۔آپ نے ایسا ہی کیا۔اسی مجمع میں آپ کا جھگڑا کفار سے ہوگیا کسی کافر نے آپ کے ایک طمانچہ مارا جس سے آپ کی ایک آنکھ سوج گئی۔ولید بن مغیرہ نے کہا۔اے بھتیجے اب بھی میری پناہ میں آجا۔آپ نے فرمایا:

"میری دوسری آنکھ بھی خدا کی راہ میں ایسا ہی طمانچہ چاہتی ہے۔میں اب اس کی پناہ میں ہوں جو تجھ سے زیادہ طاقت ور اور تجھ سے زیادہ معزز ہے۔" (سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم صفحہ ۴۹۰)

دوسری ہجرت حبشہ

جب کفار نے پھر غریب مسلمانوں پر ظلم وستم کا بازار گرم کردیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے دوبارہ ان لوگوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دے دیا۔اب حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والون کی کل تعداد تقریباً تراسی تھی۔

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ ہماری پہلی اور دوسری ہجرت نجاشی کی طرف ہے اور حضور ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔"

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

فقال رسول اللہ ﷺ انتہم مہاجرون الی اللہ اولی لکم ہانان الہجرتان جمعیاً۔

"حضور نے فرمایا (افسوس مت کرو) تمہاری یہ دونوں ہجرتیں اللہ تعالیٰ کی طرف اور میری طرف ہیں۔"

(طبقات ابن سعد، صفحہ ۲۰۷، جلد اول، از ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۳۵۹)

Marfat.com

حضرت عثمانؓ نے عرض کی: فحسبنا یارسول اللہ۔

یارسول اللہ ہمیں یہ چیز کافی ہے۔

کفار کا ایلچی

جب مسلمانوں کی کافی تعداد مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے چلی گئی تو کافروں کو تشویش ہوئی کہ حبشہ میں یہ نہ ہو کہ یہاں مسلمانوں کی بہت طاقت نہ اکٹھی ہو جائے تو انہوں نے باہم مشورہ کر کے عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو حبشہ بہت سے تحائف دے کر جو کہ نجاشی بادشاہ کے لیے تھے۔ بھیجا تا کہ نجاشی یہاں سے مسلمانوں کو نکال باہر کرے۔

علاوہ ازیں انہوں نے بادشاہ کے لیے ایک قیمتی عربی گھوڑا ایک ریشمی جبہ اور بڑے بڑے بادشاہ کے امراء و پیشواؤں کے لیے دیگر چمڑے کے تحائف دیے تا کہ پہلے ان امراء و پیشواؤں کو تحائف دے کر مسلمانوں کے خلاف اپنا ہم نوا بنائیں۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ان مذہبی پیشواؤں اور امراء نے بھی ان کی بادشاہ کی خدمت میں حمایت کرنے کی یقین دہانی کروائی۔ جب یہ بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے تو بادشاہ نے ان کی بہت عزت افزائی کی۔ انہوں نے سارے تحائف بادشاہ کی خدمت میں پیش کیے۔ بادشاہ نے انہیں اپنے دائیں بائیں بٹھایا اور ایک روایت کے مطابق عمرو بن العاص کو اپنے تخت پر بٹھایا۔

انہوں نے کہا کہ اے بادشاہ سلامت ہمارے کچھ عزیز مکہ سے ہجرت کر کے یہاں آپ کے پاس آ گئے ہیں۔ انہوں نے ایک نیا دین بھی اختیار کر لیا ہے جو آپ کے دین سے بھی جدا ہے برائے مہربانی ان کو واپس مکہ مکرمہ بھیج دیں۔

بادشاہ کے پادریوں اور اس کے رفقاء نے بھی ان کی حمایت کی۔ بادشاہ نے کہا میں ان کو بلاتا ہوں تا کہ ان کی بات سن سکوں۔

انہوں نے کہا بادشاہ سلامت ان کو بلانے کی ضرورت نہیں۔ آپ فرمان جلدی کر دیں تا کہ ان لوگوں کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ بادشاہ نے کہا میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ کیونکہ انہوں نے دوسرے بادشاہوں کے ممالک کو چھوڑ کر میری پناہ میں رہنا پسند کیا ہے۔ جب تک میں ان سے بات نہ کروں تو کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ چنانچہ بادشاہ نے ان کو بلا بھیجا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم یہاں آرام و سکون سے رہ رہے تھے۔ کہ کفار نے ان دو آدمیوں عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو یہاں بھیجا۔

جب یہ یہاں آئے اور یہاں بڑے بڑے لوگوں کو تحائف دینے شروع کیے اور ان کو اپنا ہم نوا بنانے لگے تو ہم کو بہت تشویش ہوئی۔ ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر بادشاہ نے ہمیں بلایا تو ہم بادشاہ سے وہی بات کریں گے جو سچ ہے اور جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتائی ہے۔ چاہے اس کا کوئی بھی نتیجہ نکلے۔

Marfat.com

چنانچہ جب بادشاہ نے ہم سب کو بلایا تو ہم نے اپنی ترجمانی کے لیے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا۔

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا خطاب

آپ نے فرمایا:

''اے بادشاہ! ہم جاہل قوم تھے۔ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے' مردار کھاتے اور بدکاریاں کرتے' رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ساتھ بے رحمی کا سلوک کرتے تھے۔ ہم میں سے طاقت ور غریب کو کھا جاتا تھا۔ ہمارا یہ حال ناگفتہ بہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ہم میں سے ایسا رسول بھیجا جو ایک مدت ہم میں رہا۔ جس کے نسب کو بھی ہم جانتے ہیں اور جس کی صداقت' امانت اور حقیقت سے بھی ہم اچھی طرح آگاہ ہیں۔ اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی کہ ہم اس کو وحدہ لاشریک مانیں اور اسی کی عبادت کریں اور وہ پتھر اور بت جن کی پوجا ہم اور ہمارے آباؤ اجداد کیا کرتے تھے۔ ان کی بندگی کا پٹہ ہم اپنی گردنوں سے اتار پھینکیں۔ انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ سچ بولیں' امانت میں خیانت نہ کریں' رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کریں' ہمسایوں کے ساتھ عمدگی سے پیش آئیں' برے کاموں اور خونریزیوں سے باز آئیں۔

انہوں نے ہمیں فسق و فجور' جھوٹ بولنے' یتیموں کا مال کھانے' پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع کیا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ہمیں نماز پڑھنے' زکوٰۃ دینے اور روزے رکھنے کا بھی حکم دیا ہے۔

چنانچہ ہم نے رسول کریم ﷺ کی تصدیق کی۔ ان پر ایمان لائے اور جو حکم آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمائے ہم نے ان کی پیروی کی۔

ہم صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں جن کو خدا نے حرام کیا۔ ہم ان کو حرام مانتے ہیں اور جن کو حلال کیا ان کو ہم حلال سمجھتے ہیں۔

ان چیزوں کو ہماری قوم ہمارا جرم سمجھتی ہے۔ اسی وجہ سے ہماری قوم نے ہمارے ساتھ بہت زیادتیاں کیں تا کہ ہم واپس اپنے آبادئی دین میں پلٹ آئیں۔ اور بتون کی پوجا شروع کر دیں۔ انہوں نے ہم پر ظلم و ستم اور قہر کی انتہا کر دی۔ یہاں تک کہ ہم نے اے بادشاہ سلامت آپ کے ملک کی طرف ہجرت کی۔ دوسرے بادشاہوں کو چھوڑ کر آپ کو پسند کیا اور آپ کی پناہ کو ترجیح دی اور ہم یہ امید کرتے ہیں کہ ہمیں آپ کے زیر سایہ تنگ نہیں کیا جائے گا۔'' (ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۳۶۴)

نجاشی نے کہا کہ جو اللہ کے رسول ﷺ آپ کی طرف اللہ کی کتاب لے کر آئے ہیں کیا اس کا کچھ حصہ یاد ہے؟ اسے

Marfat.com

پڑھ کر سنائیں۔

حضرت جعفر نے کہا کہ ہاں مجھے یاد ہے۔آپ نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیتوں کی تلاوت شروع کی:

القرآن - كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾

آپ جوں جوں پڑھتے گئے دربار پر سناٹا چھاتا گیا۔ یہاں تک کہ نجاشی بادشاہ اور عیسائی علماء پر رقت طاری ہوگئی۔اور جو کتابیں وہ لے کر بیٹھے ہوئے تھے وہ آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔

نجاشی بے اختیار بول اٹھا کہ بخدا یہ کلام اور جو کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے ہیں۔ یہ دونوں ایک ہیں اور ایک ہی شمع کی شعاعیں ہیں اور ایک ہی چشمہ کی موجیں ہیں۔

پھر نجاشی نے ان دونوں سفیروں کو طلب کیا اور ان کو کہا کہ آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں میں ان لوگوں کو کبھی بھی آپ کے حوالے نہیں کروں گا۔

جب یہ دونوں یہاں سے خائب وخاسر ہو کر باہر نکلے تو عمرو بن عاص نے کہا کہ کل میں ایک اور چال چلوں گا جو ان کی جڑیں اکھیڑ دے گی۔

اس کے ساتھی عبداللہ بن ابی ربیدہ نے ترس کھا کر کہا کہ ایسی کوئی چال نہ چلنا جس سے ان کی زندگی کو خطرہ ہو کیوں کہ آخر وہ ہمارے قریبی رشتہ دار ہیں۔

دوسرے دن جب بادشاہ تخت نشین ہوا تو عمرو بن العاص نے اٹھ کر کہا کہ اے بادشاہ سلامت! یہ مسلمان حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں (نعوذ باللہ) نازیبا باتیں کہتے ہیں۔

بارشاہ نے پھر تمام مسلمانوں کو بلا بھیجا۔دوسری بار طلبی سے مسلمان بڑے متفکر ہوئے۔جب یہ دربار میں گئے تو بارشاہ نے ان سے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا۔

حضرت جعفر بن ابی طالب نے بڑی دلیری سے فرمایا کہ:

''ہم وہی کہتے ہیں جو نبی کریم ﷺ نے ہمیں بتایا ہے کہ آپ اللہ کے بندے اللہ کے رسول اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔جسے اللہ تعالیٰ نے کنواری اور عبادت گزار مریم کے رحم میں فرشتہ کے ذریعہ پھونکا تھا۔''

یہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ

''بخدا جو تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے وہ اس تنکا کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہیں۔''

نجاشی نے مسلمانوں کو کہا میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں اور جس ہستی کے پاس سے تم آئے ہو۔اسے بھی مرحبا کہتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کا ذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں۔ یہ وہی رسول ﷺ ہیں جن کو خوشخبری عیسیٰ بن مریم نے ہمیں دی تھی۔میرے ملک میں تم جہاں چاہو قیام کرو۔خدا کی قسم اگر مجھے حکومت کی مجبوریاں نہ

Marfat.com

ہوتیں تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور حضور ﷺ کا کفش بردار بنتا۔ اور وضو کرانے کی سعادت حاصل کرتا۔

(السیرۃ النبویہ ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۱۱۰ بمطابق ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۳۹۷)

مسلمانوں کو کہا کہ تم جاؤ اور میرے ملک میں آرام سے رہو جس نے تمہارے ساتھ بدکلامی کی میں اس پر تاوان لگاؤں گا۔ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ تم میں سے کسی ایک کو ان کے حوالے کروں اور اس کے بدلے میں مجھے سونے کا ایک پہاڑ دیا جاوے۔ بادشاہ نے اِن کے تمام تحائف اِن کو واپس کروا دیے۔

اس طرح یہ دونوں کافر خائب وخاسر ہو کر واپس مکہ میں آ گئے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

ابوموسیٰ اشعری پچاس مہاجرین کے ساتھ مکہ مکرمہ سے یمن چلے گئے تھے۔ جب آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرت کا سنا تو آپ وہاں سے مدینہ طیبہ آپ کے پاس آنے کے لیے یمن سے سمندری راستے سے مدینہ پاک کے لیے روانہ ہوئے۔

راستہ میں سمندری طوفان نے آلیا اور ان لوگوں کی کشتی حبشہ کے ساحل سے جالگی۔ وہاں ان لوگوں کی ملاقات حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ آپ نے وہاں حبشہ میں رہنے کا ارادہ کرلیا۔ آپ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہاں کافی دیر رہے۔

آپ نے وہاں سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات فتح خیبر کے موقع پر ہوئی۔

آقا دو عالم ﷺ نے اس موقع پر فرمایا:

واللہ ما ادری بایہما انا اسر بفتح خیبر ام بقدوم جعفر بن ابی طالب۔

''میں نہیں جانتا کہ ان دو باتوں میں مجھے کس سے زیادہ مسرت حاصل ہوئی ہے خیبر کی فتح سے یا جعفر وغیرہ کے آنے سے۔'' (السیرۃ النبویہ ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۳۰)

نجاشی نے حضرت جعفرؓ کے ساتھ اپنے دو بھتیجوں کو بھیجا تا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت بجا لائیں اور بہت سے تحائف بھی آقا دو جہاں ﷺ کے لیے ارسال فرمائے۔

حبشہ میں مسلمانوں کے دو ساتھی عبیداللہ بن جحش اور سمران بن عمرو بن عبدالشمس عیسایوں کی چمک دمک دیکھ کر عیسائی ہو گئے۔ لیکن ان دونوں حضرات کی بیویاں۔ عبیداللہ کی بیوی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور عمرو بن عبدالشمس کی بیوی سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ان کے جال میں نہ آئیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تو واپس مکہ مکرمہ آ گئیں اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اسی وقت اپنے خاوند سے قطع تعلق کرلیا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں اپنی نیک بندیوں کو اپنے نبی کریم ﷺ کی زوجیت کا شرف عطا فرمادیا۔

حضرت سیدنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حصرت سودہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجیت میں آئیں۔

اور سیدنا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا عقد وہاں ہی نجاشی نے حضور نبی کریم ﷺ سے کر دیا اور اپنی جیب سے آپ کا مہر چار سو دینار ادا کیا۔

حبشہ میں نجاشی کی وفات پر حضور ﷺ نے نماز جنازہ مدینہ پاک میں ادا فرمائی اور اس کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی اور آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے اس کی قبر سے نور نکلتا دکھائی دیتا تھا۔ اس سے مردے کی وفات پر نماز جنازہ کے بعد دعائے مغفرت ثابت ہوتی ہے۔

شعب ابی طالب

شعب اس گھاٹی کو کہتے ہیں جو کہ دو پہاڑوں کے درمیان ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ رؤوف و رحیم ﷺ پر جب ظالم کفار نے بہت زیادہ ظلم و زیادتیاں شروع کر دیں اور انہوں نے باہم اس چیز پر اتفاق کرلیا کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ کو شہید کر کے ہی دم لیں گے۔ کیوں کہ انہوں نے سمجھا تھا کہ نعوذ باللہ جب تک آپ ﷺ شہید نہیں ہو جاتے آپ ﷺ کا یہ کام بڑھتا ہی جائے گا۔

اس کام کے لیے انہوں نے کسی غیر قریشی کی تلاش جاری رکھی تا کہ سب مل کر اس کا خون بہا دے دیں۔

حضرت ابو طالب کو آپ ﷺ کی بہت زیادہ فکر لگی رہتی تھی وہ ہر وقت آپ ﷺ کی فکر میں رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کا بہت زیادہ خیال آپ کے دل میں ڈال دیا تھا۔

آپ نے سب بنو ہاشم اور بنو مطلب کو اکٹھا کیا اور ان کی تعریف میں اشعار کہے اور کفار کے خلاف دورے کیے ان کو برانگیختہ کیا۔

سب نے آپ کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا سوائے ابولہب کے۔

جب حضرت ابو طالب کو آپ ﷺ کی زندگی کی فکر بہت زیادہ لاحق ہوگئی تو آپ نے مکہ سے نزدیک شعب یعنی گھاٹی میں جانے کا فیصلہ فرمالیا۔ جو کہ نزدیک ہی تھی اور آپ کی ملکیت تھی۔ جسے شعب ابو طالب کہا جاتا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ اور دوسرے لوگوں کو لے کر آپ وہاں چلے گئے۔

حضرت ابو طالب حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی کی طرف سے اس قدر فکر مند رہتے تھے کہ رات کو آپ ﷺ کے لیے جہاں بستر بچھایا جاتا کچھ رات گزرنے کے بعد آپ وہاں سے چپکے سے حضور نبی کریم ﷺ کو اٹھا دیتے اور اس جگہ اپنے کسی بیٹے یا بھائی کو لٹا دیتے۔ اور حضور ﷺ کو کسی دوسری جگہ بستر بچھا دیتے تا کہ آپ ﷺ محفوظ طریقے سے آرام فرماتے رہیں۔

Marfat.com

کفار نے جب دیکھا کہ آپ ﷺ اس طرح یہاں محفوظ ہو گئے ہیں تو سب کفار مکہ اور منا کے درمیان مصحب ایک جگہ پر اکٹھے ہوئے اور سب نے متفقہ فیصلہ کیا کہ سب مسلمانوں کے ساتھ سوشل بائیکاٹ کیا جائے کوئی چیز کوئی غلہ کوئی کھانے پینے کی معمولی چیز بھی ان کو فروخت نہ کی جائے بلکہ باہر سے جو غلہ آتا ان کو کہہ دیتے کہ ان لوگوں کو بہت زیادہ قیمتیں بتاؤ تا کہ یہ خرید نہ سکیں۔ بعد میں ان چیزوں کو خود خرید لیتے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان لوگوں کے ساتھ کوئی رشتہ داری نہ کی جائے نہ ان کو رشتہ دیا جائے اور نہ ہی ان سے رشتہ لیا جائے۔

غرض کہ انہوں نے آپ سے مکمل سوشل بائیکاٹ کر دیا۔ اور اس معاہدہ کو تحریری شکل دے کر سب نے اپنے دستخط اس کے اوپر ثبت کیے۔ اور لوگوں کی دست برد سے محفوظ کرنے کے لیے اسے کعبہ شریف کے اندر لٹکا دیا۔ وہ آدمی جس نے یہ معاہدہ لکھا اس کا نام منصور بن عکرمہ بن عامر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ہاتھ شل کر دیا۔

یہ لوگ نہ ان لوگوں کے پاس کسی کو کوئی غلہ فروخت کرنے دیتے اور نہ ہی کوئی کھانے کی چیز ان تک پہنچنے دیتے۔ ان ظالموں نے پہرے دار مقرر کر رکھے تھے اور ایسا کوئی کرتا تو اس سے بہت سختی سے پیش آتے تھے۔

لیکن اُس کے باوجود بعض لوگ چوری چھپے رات کی تاریکی میں ان تک کچھ نہ کچھ پہنچا آتے۔ ان میں ہشام بن عمرو عامری نمایاں تھا۔ جو کہ بعد میں مسلمان ہو گیا۔

ایک دن یہ غلہ سے بھری بوریاں تین اونٹوں پر لاد کر لے کر گیا۔ قریش کو پتہ چل گیا۔ وہ اس کے گھر گئے اس نے ایسا نہ کرنے کا وعدہ کیا۔

لیکن دوسرے دن پھر یہ غلے سے بھرے ہوئے دو اور اونٹ لے کر شعب ابی طالب پہنچ گیا۔ کفار پھر اس کے درپے ہو گئے اور بعض نے تلواریں بھی نکال لیں۔ ابوسفیان نے اس کی جان چھڑائی۔

یہ طویل محاصرہ پورے تین سال جاری رہا۔ بعض اوقات مسلمانوں کو درختوں کے پتے بھی کھا کر گزارہ کرنا پڑتا۔ اور جب وہ قضائے حاجت کرتے تو بکری کی مینگنیوں کی طرح خشک مادہ خارج ہوتا۔

معصوم بچے جب شور مچاتے تو یہ ان کی آوازیں شعب ابی طالب سے دور تک جاتیں۔ ایک دن ابوجہل نے ایک آدمی کو غلہ شعب ابی طالب میں لے جاتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا۔ اس کا نام حکیم بن حزام تھا۔ اس کے ساتھ اس کا غلام تھا جس نے گندم کی بوری اٹھائی ہوئی تھی۔ ابوجہل جب ان کو روک رہا تھا تو اچانک وہاں ابو البختری بھی پہنچ گیا۔ اس نے ابوجہل کو ٹوکا کہ گندم حکیم بن حزام کے پاس اس کی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی امانت تھی۔ یہ لے کر جا رہا ہے تو ابوجہل کے ساتھ اس کی تلخ کلامی بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ ابو البختری نے ایک اونٹ کی ہڈی ابوجہل کے سر پر ماری۔ جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور پھر اس پر چڑھ کر اسے خوب مارا۔ (السیرۃ النبویہ احمد بن زینی دحلان جلد اول صفحہ ۲۶۴، بمطابق ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۳۸۶)

علامہ سہیلی لکھتے ہیں کہ شعبہ میں محصورین کو بڑی مصیبت اور مشکل کا سامنا کرنا پڑا وہاں وہ درختوں کے پتے اور بیری

Marfat.com

کے پتے کھا کر گزارہ کرتے تو بکریوں کی مینگنیوں کی طرح خشک مادہ خارج ہوتا تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں از حد بھوکا تھا۔ رات کو اندھیرے میں میرا پاؤں کسی گیلی چیز پر آ گیا۔ میں نے اسے اٹھا کر منہ میں ڈالا اور نگل لیا۔ مجھے اتنی ہوش بھی نہ تھی کہ میں پتہ کرتا۔ وہ کیا چیز ہے۔ اور آب تک مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں۔

یونہی حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک رات میں پیشاب کرنے کے لیے باہر نکلا۔ جب میں پیشاب کرنے لگا تو جہاں میرا پیشاب گر رہا تھا تو مجھے اپنے پیشاب کے کہیں سخت چیز سے ٹکرانے کی آواز آئی میں نے فارغ ہو کر رات کے اندھیرے میں ٹٹول کر اسے اٹھایا تو وہ اونٹ کا خشک چمڑے کا ٹکڑا تھا۔ میں اسے لے آیا۔ لا کر پھر میں نے اسے دھویا۔ پھر اسے جلا کر راکھ کیا۔ پھر اسے کوٹا۔ پھر اسے پانی میں ملایا اور تین دن تک اسے کھاتا رہا۔

ان مصائب و آلام کے باوجود اور اس بھوک و پیاس کے باوجود اور کافروں کے اس حد درجہ ظلم کے باوجود مسلمانوں نے عزم و استقلال کو اللہ تعالیٰ نے چٹان کی طرح مضبوط رکھا۔

حضور نبی کریم ﷺ پورے جوش سے اعلانیہ اور خفی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا رتے رہے۔ اور تبلیغ اسلام کا کام بڑھتا ہی رہا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہر گھڑی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہی اور اللہ تعالیٰ خود حضور اکرم ﷺ کو کفار کے عزائم اور ان کے ہاتھوں سے بچاتے رہتے۔

آج ہم لوگوں پر بڑی تھوڑی سی کوئی مصیبت خدانخواستہ آ جاتی ہے جو ہمارے اپنے اعمال کا ہی نتیجہ چاہے کیوں نہ ہو۔ لیکن ہم اس پر بھی وہ شور مچاتے ہیں کہ سارے جہاں میں اس کا اعلان اور خدا تعالیٰ سے شکوے گلے اور مخلوق کے آگے فریاد شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن آفرین ہے کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کہ جن پر خدا کی راہ میں خدا پر ایمان لانے کے جرم میں مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹتے لیکن وہ پھر بھی اس پر اُف تک نہیں کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ

زمانے میں سب سے زیادہ تکلیفیں، مصیبتیں انبیاء اکرام پر آئیں اور ان انبیاء میں مجھ پر سب سے زیادہ تکلیفیں اور مصیبتیں آئیں۔ اس کے بعد زیادہ تکلیفیں اولیاء پر آئیں اور پھر جو جو ان کی مثل ہوا۔ اس پر اتنی اتنی مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں۔

اللہ تعالیٰ تمام امت مرحومہ پر رحم فرمائے اس کو اپنی حفظ اور امان میں رکھے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تکلیفوں اور مصیبتوں کے صدقے میں ہماری سب کی خلاصی اور دونوں جہاں میں عطا فرمادے اور قبروں میں اپنے پیارے حبیب کی رحمت میں رکھے اور قیامت کو ہمیں حضور علیہ السلام اور قبر میں بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ کی رحمت کے جھنڈے کے سائے میں اٹھائے اور رکھے۔ اور پل صراط پر ہمارے قدموں کو اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کی رحمت کے صدقے میں جن پر طائف میں کفار نے پتھر برسائے اور وہ لہولہان ہو گئے اور خون جوتوں مین جم گیا۔ ثابت قدم رکھے۔ اے میرے رب کریم تیرے پیارے حبیب علیہ السلام کے سوا ہمارا کوئی آسرا نہیں۔ ہماری کوئی جگہ نہیں۔

اے رب محمد ﷺ تمام امت مرحومہ کو دونوں جہانوں میں عزت عطا فرما۔

Marfat.com

نہ اس دنیا میں غیر کے آگے ذلیل ورسوا کر اور نہ ہی اس جہان میں ذلیل ورسوا کر۔ کہ کہیں کفار یہ نہ کہیں کہ باالله یہ تو وہ لوگ تھے جو مسلمان تھے اور آج یہ بھی ہمارے ساتھ دوزخ میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت

یہ محاصرہ یہ ظلم یہ زیادتیوں کی انتہا نبوت کے ساتویں سال ماہ محرم سے لے کر نبوت کے دسویں سال تک بڑی زور وشور میں رہیں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے دیمک کو اس عہد نامے پر جو کفار نے کعبہ شریف کی چھت کے ساتھ آویزاں کر دیا تھا پر مسلط کر دیا۔ اس نے سوائے اللہ کے باقی سب الفاظ کو حذف کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر بھی اپنے پیارے نبی ﷺ کو کر دی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس بات سے اپنے چچا حضرت ابو طالب کو آگاہ فرما دیا۔ آپ نے حیرانگی سے پوچھا کہ تیرے رب نے یہ بات تجھے بتائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

حضرت ابو طالب نے کہا کہ آپ نے کبھی آج تک جھوٹ نہیں بولا۔ آپ کی یہ بات سچ ہے۔

آپ نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے چند افراد کو ساتھ لیا اور کعبہ شریف میں آئے اور کفار سے کہا کہ ہمارے درمیان چند باتیں تبدیلی کی رونما ہوتی ہیں جو ہم آپ کو نہیں بتا سکے۔ تم لوگ کعبہ کی چھت میں جو کئی پردوں میں لپٹا ہوا معاہدہ جو آپ نے لوگوں کی دست برد سے محفوظ رکھا ہوا ہے لے آؤ تا کہ ہم اس پر کوئی بات کر سکیں۔

کفار بڑے خوش ہوئے کہ شاید یہ لوگ اتنے سال محصور رہنے کے بعد ہماری بات ماننے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ جلدی سے گئے اور اس معاہدے کو اتار کر لے آئے اور کہنے لگے کہ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے بھتیجے کی مدد سے باز آ جائیں اور ہمارے تمہارے درمیان صلح ہو جائے۔

آپ نے کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھے بتایا ہے کہ اس تہہ در تہہ غلافوں میں لپٹے ہوئے معاہدے جس کو آج تک ہاتھ بھی نہیں لگایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دیمک مسلط کر دی ہے اور سوائے لفظ "اللہ" جہاں جہاں لکھا تھا ہر جگہ کی عبارت کو دیمک کھا گئی ہے۔ اگر اس کی بات سچ ہے تو ہم کسی قیمت پر اپنے خون کے آخری قطرے تک اس کی حفاظت کریں گے۔ اور اس کو کسی قیمت پر تمہارے حوالے نہیں کریں گے اور اگر اس کی بات سچ نہیں تو تم لوگ جس طرح چاہے کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں میں خود اپنے بھتیجے کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔

وہ لوگ کہنے لگے۔ یہ بات تم نے دانائی کی کی ہے۔ غرض یہ کہ وہ فوراً اس معاہدہ کو لے کر حاضر ہو گئے۔ انہوں نے کہا۔ آپ نے جو فرمایا ہے۔ ہم اس پر راضی ہیں۔ جب انہوں نے اس معاہدہ کو کھولا تو وہ یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے کہ اس کاغذ کو جس پر معاہدہ لکھا گیا تھا۔ سوائے اللہ کے کوئی لفظ بھی ایسا نہیں تھا جو رہا ہو۔ وہ بڑی ڈھٹائی سے کہنے لگے کہ یہ تمہارے بھتیجے

Marfat.com

کا جادو ہے۔

آپ نے کفار کو مخاطب کیا اور کہا کہ تم نے کس طرح ہمارا محاصرہ کیا ہوا ہے۔ حالانکہ تم کو پتہ چل گیا ہے کہ تم ہی ظالم قطع رحمی کرنے والے اور برا معاملہ کرنے والے ہو۔

پھر آپ اور آپ کے ساتھیوں نے کعبہ شریف کے پردوں کے ساتھ لپٹ کر دعا مانگی کہ یا خدایا جن لوگوں نے ہمارے ساتھ ظلم کیا ہے ان کے خلاف ہماری مدد فرما۔

حضرت ابوطالب کے اشعار در شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس کے بعد آپ واپس شعب ابی طالب آ گئے اور پھر پہلے کی طرح زندگی گزارنے لگے۔ آپ کو یہ خیال ستانے لگا کہ کہیں دوسرے عرب بھی کفار کے اکسانے پر ہمارے خلاف نہ ہو جائیں۔ آپ نے اس وقت ایک قصیدہ کہا جس میں آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے نہایت خلوص اور محبت کا اظہار فرمایا۔ یہ قصیدہ کافی لمبا ہے۔ چند ایک اشعار پیش کرتے ہیں۔

و نسلمه حتی نصرعَ حوله ونذهل عن ابناء ناوالحلائل

ترجمہ: اور اللہ کے گھر کی قسم تم جھوٹ کہتے ہو کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے حوالے کر دیں گے جب تک ہماری لاشیں ان کے ارد گرد نہ پڑی ہوں۔ (السیرۃ النبویہ ابن کثیر جلد اول صفحہ ۴۹۱ بمطابق ضیاء النبی، جلد دوم، صفحہ: ۳۹۲)

ہم اپنے بچوں اور اپنی بیویوں سے بھی بے پروا ہو جائیں گے۔

و ابیض یستسقی الغمام بوجهه الکریم ثمال الیتامیٰ وعصمة للارامل

ترجمہ: وہ گوری رنگت والا جس کے چہرہ کریم کے صدقے بارش کی دعا کی جاتی ہے جو یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کی عصمت ہے۔

یلوز به الهلاك من ال هاشم فهم عنده فی نعمة و فواضل

ترجمہ: بنی ہاشم کے لوگ فقر و افلاس سے ہلاک ہونے لگتے ہیں تو وہ اس کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اور ان کے پاس آ کر انہیں ہر طرح کی رحمتیں اور آسائشیں نصیب ہوتی ہیں۔

لعمری لقد کلفت وجدیا احمد (ﷺ) و اخوته داب المحب المواصل

ترجمہ: میری زندگی کی قسم میں احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بھائیوں کے ساتھ عشق کی حد تک محبت کرتا ہوں جس طرح ایسا محب جو محبت کی راہ پر گامزن رہتا ہے۔

فلا زال فی الدنیا جمالا لاهلها و زینا علی رغم العدو المخاتل

ترجمہ: آپ کی ذات سارے اہل جہاں کے لیے حسن و جمال ہے اور سب کے لیے زینت ہے اگرچہ دھوکہ باز

Marfat.com

دشمن اس کو ناپسند ہی کریں۔

صحیفہ کو پرزہ پرزہ کرنے کا واقعہ

ایک روز ہشام بن عمر بن حارث زبیر بن امیہ کے پاس گئے جو کہ حضرت عبدالمطلب کی صاحبزادی حضرت عاتکہ کے فرزند تھے۔اور ان کو کہا کہ تم کس طرح برداشت کرتے ہو کہ تم تو اپنے بال بچے کے ساتھ عیش و آرام اور سکون سے زندگی بسر کرو۔ اور قسم قسم کے کھانے صبح و شام کھاؤ اور تمہارے ننھال بھوکے ننگے خستہ حال طرح طرح کی تکلیفوں اور مصیبتوں میں گھرے زندگی گزار رہے ہوں۔

زبیر نے کہا کہ میں تنہا ہوں اگر کوئی ساتھی مل جائے تو میں اس معاہدے کو توڑنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوں۔ہشام نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔زبیر نے کہا کہ ایک اور آدمی بھی تلاش کرو۔چنانچہ ہشام مطعم بن عدی کے پاس گیا اور اس کے پاس بھی اس طرح کی باتیں کیں۔وہ بھی تیار ہوگیا۔ہشام نے اسے بتایا کہ ایک آدمی زبیر بھی ہمارے ساتھ ہے۔

مطعم نے کہا کہ چوتھا آدمی بھی تلاش کرو اس طرح ہم اکٹھے ہو کر ان کا مقابلہ کریں گے۔ہشام وہاں سے ابوالبختری بن ہشام کے پاس گیا اور اس کے ساتھ بھی یہی گفتگو کی۔وہ بھی تیار ہوگیا۔اس طرح یہ چار ساتھی ہو گئے۔

اس کے بعد ہشام زمعہ بن الاسود کے پاس گیا اور وہی گفتگو اس کے ساتھ کی۔یہ بھی بنو ہاشم سے قریبی رشتہ داری رکھتا تھا۔اس نے کہا کہ کیا اور بھی کوئی اس کام کے لیے تیار ہے؟ ہشام نے اسے بتایا کہ چار آدمی پہلے تیار ہو چکے ہیں اور اس نے ان کے نام بھی اسے بتا دیے۔وہ بھی تیار ہوگیا۔ابن سعد کے مطابق عدی بن قیس اور حضرت ابو طالب نے سہل بن بیضاء کا نام بھی اپنے شعروں میں لیا ہے۔ان میں سے ہشام، زبیر، سہیل بن قیس نے اسلام قبول کیا۔وہ سارے حجون کے گوشہ میں اس رات اکٹھے ہوئے اور صبح حرم شریف میں سب اکٹھے ہوئے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔

زہیر اس دن ایک قیمتی پوشاق پہن کر کفار میں آئے۔آپ بڑے وقار کے ساتھ ان کے پاس آئے اور باآواز بلند سب کو مخاطب کیا۔کہ اے اہل مکہ۔ہمارے لیے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ ہم سب تو لذیذ کھانے کھائیں، اچھا لباس پہنیں اور بنی ہاشم کے لوگ بھوکے ہوں۔ان کے بچے پیاس سے بلک رہے ہوں اور ہم ان کو کوئی چیز قیمتا بھی نہ دیں۔میں آج اس معاہدہ کو پرزے پرزے کر کے رہوں گا۔

ابو جہل نے کہا میں اس کو نہیں پھاڑنے دوں گا۔زمعہ بن اسود بھی کھڑا ہوا اور ابو جہل کو کہا۔کہ ہم لوگ بھی اس تحریر پر راضی نہ تھے۔ہم بھی اس معاہدہ کو ختم کر کے رہیں گے۔ابو جہل نے کہا کہ یہ سوچی سمجھی سکیم رات کو بنائی گئی ہے۔

مطعم اٹھ کھڑے ہوئے اور زمعہ اور ابوالبختری کی حمایت کی اور کہا تم لوگ کہتے ہو۔اس کے علاوہ باقی سب جھوٹ کہتے ہیں۔آپ آگے گئے اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔لوگوں نے دیکھا کہ اس پر سوائے اللہ تعالیٰ کے نام کے سب لفظ مٹ چکے ہیں۔

Marfat.com

شعب ابی طالب سے رہائی

اس طرح حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے خاندان اور سب مسلمانوں کو تین سال بعد نجات نصیب ہوئی۔ یہ نبوت کا دسواں سال تھا اس وقت آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک ۴۹ سال تھی۔

حضرت ابوطالب نے اس موقع پر بھی قصیدہ کہا جس میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور کہا کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے وہ فنا ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جزائے خیر دے جنہوں نے یہ معاہدہ توڑنے کے لیے جدوجہد کی اور حضرت محمد ﷺ اور آپ کے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو مسرور کر دیا۔

تبلیغ اسلام ایک نئے جوش کے ساتھ اور طفیل بن عمرو الدوسی کا قبول اسلام

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک شان ہے کہ کفار مکہ کے اتنے ظلم وستم نے مسلمانوں کی پورے عرب میں تشہیر کر دی۔ ہر ایک کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ کیا وجہ ہے کہ لوگ ہمیں اس دین سے روک رہے ہیں۔ یہ لوگ مکہ کے باہر سے آنے والے لوگوں کو جتنا روکتے۔ اُن لوگوں کے دلوں میں اس دین کے بارے میں جاننے کے لیے اتنا زیادہ شوق موجزن ہوتا۔ اس طرح عرب کے طول وعرض میں ہر جگہ اس دین کی خبر پہنچ گئی کہ مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک نبی ﷺ کو معبوث فرمایا ہے۔ ایک ایسا ہی واقعہ طفیل بن عمرو الدوسی کے ساتھ پیش آیا۔

یہ قبلیہ دوس کے سردار تھے۔ اور بہت ہی معزز تھے۔ جب یہ مکہ مکرمہ میں طواف عمرہ کے لیے آئے تو قریش نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور ان کی خوب خاطر مدارت کی اور ساتھ ساتھ یہ بھی نصیحت کی کہ یہاں ایک آدمی نے ایک نئے دین کی ابتدا کی ہے۔ اس کے جادو اثر کلام سے لوگ تفرقہ میں پڑ گئے ہیں۔ تم ان کے قریب بھی نہ جانا۔ اور یہ بات انہوں نے اتنے تواتر سے کہی کہ میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ اس آدمی کے پاس میں بالکل نہیں جاؤں گا۔ اور میں نے ان کی بات اپنے کانوں میں نہ پڑے اس غرض سے کانوں میں روئی ٹھونس لی۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حرم شریف میں گیا تو حضور اکرم ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ مجھے آپ کا کلام بہت خوبصورت لگا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ تیری ماں کے بچے مریں کتنا خوبصورت کلام ہے میں خود فیصلہ کر سکتا ہوں کہ اچھی بری کون سی چیز ہے۔ اگر یہ چیز اچھی ہوئی تو مجھے روکنے والا کون ہے؟

میں آپ کے قریب ہو گیا اور آپ کی تلاوت سننے لگا۔ بخدا اس سے شریں کلام میں نے آج تک نہ سنا تھا۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جب حضور اکرم ﷺ اپنے گھر میں داخل ہونے لگے تو میں نے آپ کو سلام کیا اور سارا ماجرہ کہہ سنایا۔ کہ کس طرح آپ کی قوم مجھے آپ سے روکتی رہی۔ اور میں نے کانوں میں روئی ٹھونس لی۔ مجھے آپ کا

Marfat.com

کلام جو آپ نے پڑھا ہے بہت اچھا لگا ہے۔ برائے مہربانی مجھے آپ اسلام کی تعلیمات پیش کریں۔

آپ ﷺ مجھے اندر لے گئے۔ میں بیٹھا تو آپ ﷺ نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ اسلام کی تعلیمات پیش کیں جو میرے دل میں گر کرتی گئیں۔ پھر جب آپ ﷺ نے قرآن پاک کی تلاوت فرمائی تو میرا نصیب جاگ اٹھا۔ میں نے عرض کی کہ آپ ﷺ مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان فرمالیں۔ آپ ﷺ نے مہربانی فرمائی۔ مجھے کلمہ شہادت پڑھایا اور مسلمان فرمالیا۔ آپ ﷺ نے میری دو آنکھوں کے درمیان چمکتے نور کی نشانی مجھے عطا فرمائی جسے اللہ تعالیٰ نے دعا کے بعد میری چھڑی کے منہ پر منتقل کر دیا۔ میں آپ ﷺ سے اجازت لے کر اپنے قبیلہ کے پاس پہنچا۔ میرے ماں باپ بیوی جب میرے پاس آئے تو میں نے ان سب سے کہا کہ میرا آپ کا رشتہ ختم کیونکہ اسلام نے میرے اور آپ لوگوں میں دوری کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہم پر اسلام پیش کریں میں نے ان کو اسلام کے متعلق بتایا۔ تو انہوں نے بہت پسند کیا اور مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے ان کو کہا کہ پہلے آپ نہا کر پاک صاف ہو کر میرے پاس آئیں۔ جب سب لوگ آئے تو میں نے ان کو کلمہ شہادت پڑھا کر مسلمان کیا۔ پھر میں نے اسلام کو اپنے قبیلہ دوس پر پیش کیا۔ جنہوں نے میری بات پر توجہ نہ دی۔ میں ان کو سمجھاتا رہا لیکن وہ لوگ نہ مانے پھر میں دوبارہ مکہ شریف میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اپنے قبیلہ کی ہدایت کے لیے دعا کروائی۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اللھم اھد دوسا

ترجمہ: اے اللہ اہل دوس کو ہدایت نصیب فرما۔

اور آپ ﷺ نے مجھے نرمی کی تلقین فرمائی میں پھر دوبارہ اپنے قبیلہ میں آ گیا تو وہ نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے مسلمان ہونا شروع ہو گئے۔

یہاں تک کہ فتح خیبر کے موقع پر میں قبیلہ دوس کے قریباً ستر یا اسی لوگوں کو لے کر خیبر کے مقام پر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ہمیں مال غنیمت میں سے دوسرے صحابہ کے ساتھ مشورہ کے بعد یا اموال فئی میں سے حصہ عنایت فرمایا۔ ہم سب لوگوں نے آپ ﷺ کو بہت دعائیں دیں۔ دوسرے لوگ تو واپس چلے گئے لیکن میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا۔ یہاں تک کہ فتح مکہ کے دن میں نے آپ ﷺ سے ذوالکفین کے بت کو نذر آتش کرنے کی اجازت مانگی جو آپ ﷺ نے مرحمت فرما دی۔ میں نے اس کے اوپر ایندھن رکھ کر اسے آگ لگا دی اور اسے کہا کہ میں نے تیرے دل میں آگ جھونک دی ہے اور کہا کہ میری تاریخ پیدائش تیری تاریخ پیدائش سے پہلے کی ہے۔ پھر میں واپس آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور آپ ﷺ کے وصال پر ملال کے بعد مسلمہ کذاب کے خلاف جہاد میں یمامہ کے مقام پر آپ نے شہادت پائی۔

استرجاع - اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

Marfat.com

ترجمہ: ہم سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور ہم سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

آپ کا بیٹا جنگ یرموک میں عہد فاروقی میں جامِ شہادت سے سرفراز ہوا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ایں چیز بزور بازو نیست

ـ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جس کو چاہتا ہی عطا فرما دیتا ہے اور خدا بہت بڑے فضل کا مالک ہے

یہ بات اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے لیکن وہ بے نیاز بھی ہے۔ قبیلہ بنی بکر بن وائل کا رئیس اعشیٰ بن قیس نے آپ ﷺ کی شان میں قصیدہ بھی لکھا اور آپ ﷺ کے پاس قبول اسلام کے لیے بھی آیا۔ جب مکہ پہنچا تو کفار نے اس کو کہا کہ اگر تو اسلام لے آیا تو اس میں زنا بالکل حرام ہے اور تو کیسے گزارہ کرے گا وہ کہنے لگا بخدا اب مجھے بالکل اس کا شوق نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام میں تو شراب بھی حرام ہے۔ اس نے کہا کہ اس چیز کی طاقت میں اپنے دل میں نہیں پاتا۔ میں اس سال چلا جاتا ہوں اور غور وخوض کے بعد اگلے سال دوبارہ آؤں گا۔ لیکن اگلے سال تک موت نے اسے مہلت نہ دی اور وہ بغیر اسلام لائے ہی فوت ہوگیا۔

رکانہ پہلوان

رکانہ پہلوان بہت نامی گرامی قریش کا پہلوان تھا۔ کوئی بھی اسے نہیں پچھاڑ سکتا تھا۔ ایک دن مکہ کی گھاٹیوں میں حضور ﷺ کی اس سے ملاقات ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اسے خدا کا خوف دلایا اور اسلام کی دعوت دی۔

وہ پس وپیش کرنے لگا اور کہنے لگا اگر مجھے یقین ہوجائے کہ آپ کی دعوت سچ ہے تو ضرور ایمان لے آؤں گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں پچھاڑ دوں تو کیا ایمان لے آؤ گے؟ وہ بولا کہ ہاں اور آپ کو اتنی بکریاں بھی دوں گا۔ وہ تیار ہوگیا۔

آپ ﷺ نے کشتی کی غرض سے اس کے ہاتھ کو پکڑا اور اس کو ایک دم زمین پر چاروں شانے پٹخ دیا۔ وہ حیران و ششدر رہ گیا۔ اوپر اٹھا تو پھر کشتی کے لے عرض کی آپ ﷺ نے دوسری بار بھی اس کو صرف ہاتھ سے پکڑ کر زمین پر گرا دیا۔

اس نے تیسری بار کشتی کے لیے عرض کی۔ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ بھی اسے زمین پر پچھاڑ دیا۔ اس نے کہا کہ آج تک کسی نے اسے نہیں پچھاڑا ہے۔

حضور ﷺ نے اس کی بکریاں بھی اسے واپس کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے بڑی نشانی تجھے دکھاؤں وہ بولا: ہاں۔

Marfat.com

آپ نے دور سامنے کھڑے درخت کو اشارہ فرمایا تو درخت اپنی جڑوں سمیت آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوگیا۔ پھر آپ نے درخت کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ اسی طرح واپس بھی اپنی جگہ پر چلا گیا۔

وہ یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا اور بے اختیار کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔

اشھد لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ ○ (ضیاء النبی جلد:۲، صفحہ ۴۰۸، ۴۰۹، سیرت ابن ہشام، صفحہ:۴۱۸)

ضماد ازدی کا اسلام لانا

یہ قبیلہ ازد شنوءۃ جو کہ ایک نامور قبیلہ تھا۔ کا ایک رئیس فرد تھا اور لوگوں کو دم کیا کرتا تھا۔ جب وہ مکے آیا تو لوگوں نے اسے کہا کہ یہاں ایک شخص ہے جسے (نعوذ باللہ) دورے پڑتے ہیں اور وہ (نعوذ باللہ) بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ علاوہ ازیں اس نے ایک نئے مذہب کا آغاز کیا ہوا ہے۔ اگر تو ان کو دم کر کے ٹھیک کر دے تو یہ تیرا احسان پوری قوم پر ہوگا اس نے حامی بھر لی۔

ایک دن حضور نبی کریم ﷺ صحن کعبہ میں تشریف فرما تھے وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اگر آپ فرمائیں تو میں آپ ﷺ کو دم کر دوں۔ کیونکہ میرا دم اچھا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے شفا بخش دیتا ہے۔ اس کے جواب میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الحمد للہ۔ نحمدہٗ و نستعینہٗ من یھد اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ و ان محمد عبدہٗ و رسولہ○

حضور اکرم ﷺ کے یہ کلمات سن کر ضماد سکتے میں آ گیا اور بے اختیار کہنے لگا کہ آپ ان کو دوبارہ ارشاد فرمائیں نبی کریم ﷺ نے یہ کلمات تین بار دہرائے۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے جادوگروں، کاہنوں اور شعرا کے اشعار سنے ہیں۔ آپ کے کلام مثل کوئی کلام نہیں۔ بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔ آپ اپنا ہاتھ دیں۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو اس نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور آپ علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بیعت صرف تیری نہیں بلکہ تیری قوم کی طرف سے بھی ہے۔ اس نے کہا بے شک آپ علیہ السلام میری قوم کی طرف سے بھی بیعت قبول فرمائیں۔

وفد نجران کا قبول اسلام

علامہ صلبی کی تصنیف سیرت جلیہ کے مطابق یہ وفد نجران کے عیسائیوں کا تھا جو کہ بیس افراد پر مشتمل تھا یہ شہر مکہ اور یمن کے درمیان ہے اور ان لوگوں نے ہجرت حبشہ کرنے والوں سے حضور اکرم ﷺ کے نبی معبوث ہونے کا سنا تھا۔ لیکن ابن اسحاق کے مطابق یہ حبشہ کے نصاریٰ تھے جو حبشہ ہجرت کرنے والوں سے ملتے رہتے تھے اور ان کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ سے

Marfat.com

ملنے کا شوق موجزن تھا۔

یہ آپ ﷺ کے پاس اس وقت حاضر ہوتے جب آپ صحن کعبہ میں تشریف فرما تھے۔انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری دی اور اپنے دل میں جو سوالات تھے وہ پوچھے۔آپ ﷺ ان کو جوابات دیے۔جن سے یہ لوگ بہت مطمئن ہوئے۔پھر آپ ﷺ نے ان پر آیات تلاوت فرمائیں تو ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو امڈ کر باہر آنے لگے۔اور کلام الٰہی سن کر ان کے دل بے اختیار پکار اٹھے کہ یہی چیز حق ہی اور وہ فوراً آپ ﷺ پر ایمان لے آئے اور ان لوگوں ہی کی شان میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

القرآن - وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾

ترجمہ: اور جب سنتے ہیں (قرآن) جو اتارا گیا رسول (علیہ السلام) کی طرف تو دیکھے گا ان کی آنکھوں کو کہ ان سے آنسو امڈ امڈ کر باہر آ رہے ہیں۔اس لیے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں تو ہمیں (اسلام کی صداقت کی) گواہی دینے والوں میں لکھ دے۔

جب یہ لوگ یہاں سے واپس چلے تو کفار مکہ اور ابو جہل نے ان لوگوں کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ تمہاری قوم نے تو تم لوگوں کو حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا اور تم لوگ آپ پر ایمان لے آئے۔تم نے اپنا پرانا دین ترک کر دیا۔تم لوگ کتنے بے وقوف اور احمق ہو۔انہوں نے کہا کہ ہم جاہلوں اور بے وقوفوں سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے۔اور ہم نے جو پسند کیا ہے وہ ہمارے لیے ہے اور تم جس دین کو پسند کرتے ہو وہ تمہارے لیے ہے۔ہم لوگ تم سے کوئی جھگڑا کرنا نہیں چاہتے۔اس طرح یہ لوگ ازلی سعادت کے خزانے سمیٹے واپس چلے گئے۔

عام الحزن (غم واندوہ کا سال)

وفات حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آقا دو جہاں حضور نبی کریم ﷺ نبوت کے دسویں سال شعب ابی طالب کے حصار سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے تبلیغ کا کام اور زور و شور سے شروع کر دیا۔مسلسل تکلیفوں اور مصیبتوں نے آپ کے عزم میں اور اضافہ کر دیا تھا۔

اچانک حضرت ابو طالب بیمار ہو گئے۔جب آپ کے بچنے کی امید نہ رہی تو کفار کے سردار آپ کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے کہ آپ اپنے بھتیجے کو بلائیں۔تاکہ کچھ دو کچھ لو کے اصول پر ہم آپس میں مفاہمت کر لیں۔آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بلا بھیجا۔جب آپ ﷺ تشریف لائے تو حضرت ابو طالب نے کہا کہ یہ لوگ کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر آپ سے

Marfat.com

صلح کرنے کو تیار ہیں۔

آقا دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میری صرف ایک بات مان لیں۔ ابوجہل جھٹ بولا کہ ہم آپ کی دس باتیں ماننے کو تیار ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم لوگ صرف یہ کہہ دو:

لا اله الا الله ۔ ونخلعون ما تعبدون من دونه۔

یعنی عبادت کے لائق کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے علاوہ تم جن معبودوں کی پرستش کرتے ہو ان کو پرے پھینک دو۔

یہ سنتے ہی وہ لوگ کہنے لگے آپ چاہتے ہیں کہ ہم لوگ بہت سے معبودوں کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کی عبادت کریں۔ تم لوگ اپنے عقیدے پر پکے رہو۔ یہاں تک خدا ان کے اور ہمارے درمیان فیصلہ کر دے۔ پھر وہ لوگ واپس چلے گئے۔

حضرت ابو طالب نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجے تم نے کسی غلط بات کا ان سے مطالبہ نہیں کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے میرے محترم چچا آپ یہ کلمات کہیے۔ کہ اس سے میری شفاعت قیامت کے دن آپ کے لیے واجب ہو جائے گی۔''

آپ نے جواب دیا۔

اے میرے بھتیجے اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ میرے کہنے کے بعد تمہیں اور تمہارے بھائیوں کو لوگ مطعون کہیں گے اور قریش یہ گمان کریں گے کہ میں نے یہ کلمہ موت کے خوف سے پڑھا ہے تو میں یہ ضرور پڑھتا اور میں یہ کلمہ تمہیں خوش کرنے کے لیے بھی پڑھتا۔

جب موت کا وقت قریب آ گیا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ آپ ہونٹ ہلا رہے ہیں۔ آپ نے کان ان کے قریب کیے تو آپ نے حضور اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا کہ اے میرے بھتیجے میرے بھائی نے وہی کلمہ پڑھا ہے جس کا آپ نے انہیں پڑھنے کا حکم کیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے نہیں سنا۔

حضرت ابو طالب نے آخری وقت میں بھی لوگوں کو حضور اکرم ﷺ کی مدد کی تلقین کی۔ اچھے اخلاق کی اور آپس میں صلہ رحمی کی تلقین کی۔ سچ بولنے کی تلقین کی۔ بیت اللہ کی تعظیم کی تلقین کی اور جنگوں میں حضور ﷺ کے ساتھ مل کر کفار سے لڑنے کی تلقین کی اور کہا کہ میری موت میں تاخیر ہوتی تو میں تمام جنگوں میں ان کے ساتھ رہتا اور تمام آلام و مصائب سے ان کا دفاع کرتا اور کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ عام عرب و عجم کے لوگ ان کی دعوت کو قبول کر رہے ہیں اور آپ علیہ السلام تمام عرب و عجم کے سردار بن گئے ہیں۔

Marfat.com

ایک کثیر تعداد علماء نے حضرت ابو طالب کے ایمان لانے کو تسلیم کیا ہے۔

وفات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

حضرت ابو طالب کی کے صرف پینتیس دن کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اپنے مالک حقیقی سے جا ملیں۔

آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسلسل دو صدمے برداشت کرنے پڑے۔اس لیے اس سال کو عام الحزن (غم و اندوہ) کا سال کہتے ہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے پینسٹھ سال کی عمر پائی اور آپ کو حجون کے قبرستان (جنت المعالیٰ) میں دفن کیا گیا۔ابھی تک نماز جنازہ کا آغاز نہیں ہوا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لے گئے اور آپ کو مرقد میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔

راقم الحروف فقیر پرتقصیر نثار النبی کو ۱۹۸۱ء میں جرمنی سے واپسی کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے صرف اکیس سال کی عمر میں حج کی دولت سے نوازا تو میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی مرقد پر حاضری کے لیے حاضر ہوا۔کافی دیر بالکل اکیلا اپنی والدہ کے پاس بیٹھا رہا۔آپ کے ساتھ ایک قبر خالی تیار پڑی تھی۔میرا دل بے اختیار چاہا کہ اس قبر میں داخل ہو کر لیٹ جاؤں۔تاکہ ان پاک لوگوں کی ہمسائیگی کا شرف حاصل ہو جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی زندگی میں اور کوئی شادی نہیں فرمائی۔آپ ہمیشہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دِل جوئی فرماتے رہے سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے باقی ساری اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔شام کے سفر سے واپسی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے آپ کو اپنی زوجیت کے لیے قبول فرمایا تھا۔

آپ نے بھی اپنا تن من دھن سب کچھ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کر دیا۔سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نچھاور فرما دیا۔آپ مکہ کی امیر ترین عورت تھیں۔لیکن جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔

آپ ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلجوئی فرماتیں جب کہ مصیبتوں و تکلیفوں کے پہاڑ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ٹوٹتے تو آپ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو تسلی دیتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا۔آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ابھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی بیوی حاضر ہونا چاہتی ہیں۔ان کے ہاتھ میں برتن ہے۔برتن میں سالن ہے۔آپ ان کو اللہ تعالیٰ اور میری طرف سے سلام دیں۔اور اللہ تعالیٰ ان کو خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت میں موتیوں سے بنا ہوا ایک محل ان کو عطا فرمایا ہے جس میں نہ کسی قسم کا شور ہوگا اور نہ ہی کوئی پریشانی ہوگی۔جب آپ کو اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ خود سلام ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام پر سلامتی ہو۔

آپ کی وفات کے بعد حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ آپ کا ذکر کثرت سے فرمایا کرتے تھے۔یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی

Marfat.com

فرماتی ہیں کہ مجھے کسی عورت پر اتنا رشک نہ آتا تھا جتنا آپ پر آتا تھا۔
نبی کریم ﷺ جب بھی بکری ذبح فرماتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو گوشت بھیجتے تھے۔

بعد از وفات حضرت ابو طالب

حضرت ابو طالب کی وفات کے بعد کفار مکہ کے تو جیسے بند کھل گئے۔ اِس سے پہلے تو کفار صرف زبانی ہی آپ علیہ السلام کو ستاتے تھے اس کے بعد انہوں نے آپ ﷺ کو ہاتھوں سے بھی تکالیف دینا شروع کر دیں۔ آپ ﷺ تو ان ظالموں کے لیے ہر وقت ہدایت کے طالب رہتے اور وہ لوگ ہر وقت آپ کو شہید کرنے اور آپ کو تکالیف دینے کے درپے رہتے تھے۔

راقم الحروف فقیر پُرتحصیر نثار النبی کو ایک دن اللہ تعالیٰ نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ آپ ﷺ ایک پہاڑی پر اپنے چند صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام پوری پہاڑی پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہیں اور سامنے کفار کا لشکر ہے۔ جو قدرے نیچے کھڑا ہے اور کفار سب اکٹھے ایک میدان میں کھڑے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں نیزے ہیں۔ اتنے میں حضور ﷺ پہاڑی سے ہوا میں پرواز فرماتے ہوئے کفار کے سروں پر آکر تیرنے کی شکل میں معلق ہو جاتے ہیں۔ کفار کا پورا لشکر اپنے نیزوں کے ساتھ آپ ﷺ کو (نعوذ باللہ) ہلاک کرنے کی کوشش میں ہیں اور اپنے اپنے نیزے اوپر آپ ﷺ کو مارنے کو کرتے ہیں اور آپ ﷺ ان کی پہنچ سے دور ہیں اور آپ ﷺ نہایت شفقت ان پر فرما رہے ہیں کہ شاید یہ یا ان کی اولاد ہی اسلام لے آئے ہدایت کا راستہ اپنا لے۔"

حضور نبی کریم ﷺ رات دن ان لوگوں کی ہدایت کے فکر میں رہتے تھے لیکن وہ لوگ ہر وقت آپ ﷺ کے قلب نازک کو تکالیف پہنچاتے رہتے تھے۔

ایک دفعہ حضور ﷺ گزر رہے تھے کہ ایک کمینہ خصلت انسان نے آپ ﷺ کے سر مبارک پر مٹی ڈال دی۔ آپ ﷺ کے وہ بال وہ گیسو جن کی قسم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمائی ہے، مٹی سے بھر گئے۔ اور تو اور اس خدائے پاک کو کتنا غصہ آیا ہوگا کیوں نہ زمین پھٹ گئی اور آسمان گر نہ پڑا۔ کہ اس کے محبوب ﷺ کو اتنی تکالیف دی گئیں۔

اس خدائے پاک نے اپنے غصے کو حضور علیہ السلام کی خاطر ضبط کیا۔

القرآن - وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ان کو عذاب دے تاوقت کہ آپ بھی ان میں موجود ہوں۔

آپ گھر تشریف لائے آپ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا رو پڑیں اور سر مبارک پر پانی ڈالا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مت روؤ۔ بیشک اللہ تعالیٰ تیرے باپ کا نگہبان ہے۔

Marfat.com

کفار کو عذاب

یہ بھی میرے خدا کا ان پر کرم تھا کہ آپ ﷺ کی ذات پاک ان میں تشریف فرما تھی اس لیے ان کو عذاب نہ آیا۔
لیکن اللہ تعالیٰ تھوڑا تھوڑا ان کو ضرور جھنجوڑتے رہتے تا کہ وہ سنور جائیں جب کفار نے حد سے زیادہ زیادتیاں شروع کیں تو آپ ﷺ نے ولید بن مغیرہ اسود بن عبدالبعوث، اسود بن مطلب ابو زمعہ حارث بن لیطل اور عاص بن وائل سہمی کے بارے میں جو یہ لوگ زیادہ۔ استہزاء کیا کرتے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام سے شکایت کی تو انہوں نے اول الذکرون کا گلہ دبا کر قلع قمع کیا۔ اسود بن یعوث کا سر دبایا تو اس کے سر میں مستقل زخم ہوگیا حارث بن لیطل کا پیٹ دیایا تو اس نے بھی آپ سے دست کش ہونے کا اقرار کیا ان لوگوں کو اپنی ہی پڑ گئی۔ عاص بن وائل اتنا بیمار ہوا اور اس کے اتنی پھنسیاں پیدا ہوگئیں۔ اس کو اتنی سوزش بڑھ گئی کہ وہ بھی اپنی حرکت سے باز آ گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے ولید کی جب کے وہ بنی خزامہ کے کسی شخص کے ساتھ جا رہا تھا گردن پر وار کیا۔ اسود بن مطلب اندھا ہوگیا تھا۔ حارث بن لیطل کے پیٹ میں پانی جمع ہوگیا اور اسے مرض استسقا ہوگیا تھا جس سے وہ فوت ہوگیا۔ اس کے منہ سے ہر وقت پانی خارج ہوتا رہتا تھا۔ عاص بن وائل کے سر میں زخم ہوگیا تھا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ (البدایہ والنہایہ، تاریخ ابن کثیر جلد ۳، صفحہ ۱۵۵)

قحط

اس کے علاوہ دوسرے عام کفار قریش بھی عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے۔ کفار قریش بھوک کے مرض میں مبتلا ہوگئے۔ اس حد تک کہ وہ مردہ جانور اور ان کی ہڈیاں تک کھانے کو مجبور ہوگئے لیکن پھر بھی ان کی بھوک نہیں کم ہوتی تھی۔ پھر قحط پڑا اور اس کے باعث درخت سوکھ گئے۔ گھاس کا نام ونشان نہ رہا۔ بارش قطعی طور پر بند ہوگئی۔ زمین و آسمان کے درمیان دھوئیں کی ایک چادر تنی رہتی تھی۔ جس سے زمین پر ایسی تپش ہوتی کہ کفار بھنے جاتے تھے۔ البتہ حضور اکرم ﷺ پر ابر رحمت اللہ تعالیٰ کے حکم سے سایہ فگن رہتا تھا۔ (البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۲، صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸)

کفار کی فریاد

ابن سعود کہتے ہیں کہ عاجز آ کر مشرکین قریش سے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بڑی عاجزی سے کہا کہ آپ ﷺ کے خدا نے تو آپ ﷺ کے بقول آپ ﷺ کو ساری دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس عذاب سے نجات کے لیے آپ ﷺ سے دعا کے طالب ہوئے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ روایت عبدالرزاق کی زبانی محمد ایوب عکرمہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے حوالے سے بیان کی ہے اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ ابوسفیان نے حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تھا کہ مذکورہ بالا عذاب اور بھوک سے قریش کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ وہ خشک سالی کی وجہ سے اون

Marfat.com

کے کھانے تک مجبور ہو گئے ہیں اور ان کا یہ بیان سن کر نبی رحمت ﷺ کا ابر رحمت جوش میں آیا اور آپ ﷺ نے ان جان کے پیاسے دشمنوں کے لیے بھی دعائے خیر فرمائی اور تب کہیں جا کر ان پر سے عذاب ختم ہوا۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا درجہ اور فضیلت

ایک دن سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ نے لوگوں سے فرمایا۔ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے۔ لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین آپ ہی فرمایئے۔ آپ نے فرمایا سب سے زیادہ بہادر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کہ ایک دن سب کفار مکہ نے حضور اکرم ﷺ کو گھیر لیا۔ کوئی آپ ﷺ کو زدوکوب کر رہا تھا' کوئی کہہ رہا تھا کہ آپ ہی ہیں جو ہمارے معبودوں کو یوں اور یوں فرماتے ہیں۔ کوئی گالیاں بک رہا تھا۔ وہ لوگ اس قدر غضب ناک اور بپھرے ہوئے تھے کہ ہم میں سے کسی کی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ آپ ﷺ کو ان سے چھڑا سکے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کفار کے اندر گھس گئے۔ کسی کو تھپڑ مارا کسی کو دھکا دیا۔ وہاں سے نبی ﷺ کو کھینچ کر باہر نکالا اور ان لوگوں سے کہا کہ ظالموں تم ایک شخص کو صرف اس لیے ہلاک کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔

پھر سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اپنی چادر جو اوڑھ رکھی تھی۔ اسے اٹھایا اور اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی۔ پھر آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ مجھے یہ بتاؤ کہ آل فرعون کا مومن بہتر تھا یا ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ لوگ خاموش ہو گئے۔ آپ نے انہیں جھنجھوڑا اور فرمایا میرے سوال کا جواب دو۔ لوگ پھر بھی خاموش رہے۔ آپ نے خود ہی جواب ارشاد فرمایا:

"بخدا! ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ کی ایک گھڑی مومن آل فرعون کی ساری زندگی سے بہتر ہے وہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ایمان کا ببانگ دہل اعلان فرماتے تھے۔"

طائف کا سفر

طائف کے شہر کو طائف اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے گرداگرد ایک فصیل ہے کہتے ہیں کہ طائف کے ایک شخص نے ایران کے بادشاہ کی عظیم خدمات کی تھیں۔ اس نے خوش ہو کر کہا کہ کیا چاہیے۔ اس نے کہا کہ اے بادشاہ میرے شہر کے گرداگرد ایک فصیل بنا دیں یہ کاریگر ایران کے تھے۔ جنہوں نے فصیل بنائی۔ پہلے طائف کا نام دج تھا۔

طائف شہر مکہ مکرمہ سے ایک سو بیس میل دور واقع ہے۔ یہاں بنو ثقیف آباد تھے جو حضور اکرم ﷺ کے دور کے رشتے

Marfat.com

دار بھی تھے۔ یہ بہت سرسبز اور شاداب علاقہ ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ یہاں کے لوگ کھیتی باڑی میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ خاص کر یہاں انگوروں اور سیبوں کے باغات تھے۔ اہل مکہ کے خاص خاص امیر لوگ مکہ کی گرمی سے گھبرا کر یہاں آ کر رہا کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے یہاں زمینیں اور مکان بھی خرید رکھے تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ مکہ کے کافر بہت سخت دل ہیں اور کسی طرح سے بھی ہدایت اپنانے کو تیار نہیں تو آپ ﷺ نے سوچا کہ بنو ثقیف جو دور کے رشتے دار بھی ہیں کے پاس طائف جا کر ان کو تبلیغ کرتے ہیں۔ شاید وہ راہ راست پر آ جائیں۔

آپ ﷺ نے طائف میں ایک روایت کے مطابق بارہ دن اور ایک روایت کے مطابق ایک مہینہ قیام فرمایا۔ پہلے آپ علیہ السلام نے چیدہ چیدہ لوگوں کو ذاتی طور پر نصیحت کی آپ مختلف لوگوں کو ملتے رہے اور اپنے رب کی طرف بلاتے رہے لیکن کسی نے بھی آپ کی بات نہ مانی۔

طائف کے تین سردار

آخر میں آپ طائف کے تین سرداروں کے پاس گئے۔ جن کے نام عبد یالیل بن عمرو، مسعود بن عمرو حبیب بن عمرو تھے۔ یہ تینوں سگے بھائی تھے اور ان میں سے ایک کی شادی خاندان قریش میں ہوئی تھی۔

آپ نے ان تینوں کو بڑی محبت سے اپنے رب کی طرف بلایا اور دونوں جہانوں میں سرخروئی کا وعدہ فرمایا اور دوزخ کے عذاب سے ڈرایا۔ لیکن ان لوگوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ بجائے یہ خدا کے خوف سے ڈرتے اور آپ کی تعظیم و عزت کرتے ان لوگوں نے الٹے بکواس شروع کر دیے۔ (نعوذ باللہ)

ایک نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے تو گویا میں نے غلاف کعبہ کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔

دوسرا بولا کہ (نعوذ باللہ) خدا تعالیٰ کو آپ ﷺ کے سوا اور کوئی نہیں ملا کہ اس کو رسول بنا کر معبوث کرتا۔

تیسرا بولا کہ میں تو کچھ نہیں بولوں گا اگر آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں تو آپ کا مقام اور شان بہت بلند ہے۔ مجھ میں طاقت نہیں کہ آپ کے کلام کا جواب دوں۔ اور اگر (نعوذ باللہ) آپ خدا کے رسول نہیں تو مجھے زیب نہیں دیتا کہ آپ سے کلام کروں۔

آپ جب ان کی طرف سے ناامید ہو کر واپس چلنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ تم اس بات کو راز رکھنا۔ کہ سارے قریش کو اس کی خبر ہو جائے اور وہ مزید سرکشی کریں۔

Marfat.com

طائف کے لوگوں کا ظلم

ان لوگوں نے حضور ﷺ کی بات ماننے کی بجائے الٹا طائف کے اوباش نوجوانون کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ وہ لوگ آپ پر آوازیں کستے ۔مذاق اڑاتے۔ وہ لوگ ایک جلوس کی شکل میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے اس طرح کی حرکتیں کرتے گئے ۔ وہ لوگ سڑک کے دونوں کناروں پر کھڑے ہو گئے ۔انہوں نے اب ہاتھوں میں پتھر پکڑ لیے اور ان کا نشانہ حضور اکرم ﷺ کے پاؤں مبارک تھے ۔آپ ﷺ ایک قدم رکھتے تو ایک طرف سے پتھر آ کر آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر پڑتا۔ آپ ﷺ دوسرا قدم اٹھاتے تو دوسرا پتھر آپ ﷺ کے قدم مبارک پر آ کر پڑتا۔آپ ﷺ کے غلام حضرت زید جو آپ ﷺ کے ساتھ تھے ۔ان پتھروں سے آپ ﷺ کو بچاتے ہوئے خود زخمی ہو گئے۔

باغ میں داخلہ

مسلسل پتھروں کی چوٹوں سے آپ ﷺ کے پاؤں مبارک لہولہان ہو گئے اور ان سے خون بہہ بہہ کر آپ ﷺ کے جوتوں میں جمنا شروع ہو گیا۔ جس سے آپ کا چلنا بھی محال ہو گیا۔ جب آپ ﷺ درد سے بیٹھتے تو آپ کو بازوؤں سے پکڑ کر یہ لوگ پھر اٹھا دیتے آپ ﷺ چلتے تو وہ پتھر مارتے۔ آپ ﷺ نڈھال ہو کر ایک باغ میں داخل ہو گئے۔ یہ باغ مکہ کے ربیعہ کا تھا۔اس کے دو بیٹے یہاں موجود تھے یہ عتبہ اور شیبہ تھے جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ بنو ثقیف کے سلوک کو خود اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیا تھا۔ حضور نبی کریم رؤف رحیم جب باغ میں داخل ہوئے تو اوباش نوجوان عتبہ اور شیبہ کی وجہ سے باغ کے اندر نہ داخل ہو سکے ۔آقا دو جہاں ﷺ نے ایک انگور کی بیل کے نیچے آ کر دم لیا۔ بنو ثقیف کے سلوک کو دیکھ کر مکہ کے ان کافروں کو بھی رحم آ گیا۔ اُنہوں نے اپنے ملازم کو جس کا نام عداس تھا۔ وہ عیسائی تھا اور نینوا کا رہنے والا تھا۔کہا کہ انگور توڑ کر آپ کی خدمت میں لے جاؤ۔ وہ تازہ انگور توڑ کر ایک برتن میں رکھ کر آپ کے لیے لایا۔

حضور اکرم ﷺ نے انگور کھانے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھی تو عداس نے کہا کہ یہ کلام اس بستیوں کے لوگ تو نہیں کہا کرتے ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔اور تمہارا دین کیا ہے۔

اس نے کہا کہ میں نصرانی ہوں اور نینوی کا باشندہ ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ نینوا جو مرد صالح یونس بن متی کا شہر ہے۔

عداس بولا۔آپ یونس بن متی کو کیسے جانتے ہیں۔آپ نے فرمایا:

ذٰلِكَ اَخِیْ كَانَ نَبِیًّا وَ اَنَا نَبِیٌّ۔

وہ میرے بھائی ہیں۔ وہ نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔

Marfat.com

عداس نے اُٹھ کر حضور نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کو بوسا دیا۔ پھر آپ کے ہاتھوں کو چوما۔ اور آخر میں آپ کے پاؤں کو چومنے لگا۔

عتبہ اور ربیعہ یہ منظر دیھک رہے تھے۔ آپس میں کہنے لگے کہ اب یہ کام کا نیہں رہا۔ واپس اُن کے پاس گیا تو اُسے کہنے لگا۔ تو ان کے سر اور پاؤں کو کیوں بوسے دے رہا تھا۔

وہ کہنے لگا کہ ساری روئے زمین پر اس ہستی سے بہتر کوئی ہستی نہیں۔ اُس نے ایسی بات مجھے بتائی ہے کہ سوائے نبی کے اور کوئی نہیں بتا سکتا۔

نبی کریم ﷺ نے دو رکعت نفل ادا کیے اور اپنے رب کے حضور یوں عرض پرداز ہوئے۔

طائف میں حضور علیہ السلام کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَشْکُوْ الیك ضعف قوتی و قِلَّۃَ حیلتی وَھُوَ اِنِّیْ عَلی النَاسِ یا ارحم الرّحمین اَنت رب المستضعفین۔ و انت ربی الیٰ من تکلنی اِلیٰ بعید یَتَھَجَّمُنِیْ او علیٰ عَدُوٍّ مَللَکْتَہٗ اَمْرِیْ اِنْ لم یَکُن بِکَ علیَّ غضبٌ فَلَا اُبَالِیْ وَ لَکِنْ عافیتك اوسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِكَ الَّذِیْ اشرقت لہُ الظُّلُمٰتُ وَ صَلُحَ عَلَیہ امْرَ الدنیا والاخِرَۃِ مِن ان تُنْزِلَ بِیْ غَضْبُكَ اَوْ تَحُلَّ عَلَیَّ سُخطَكَ لك الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِكَ۔

ترجمہ: اے اللہ میں اپنی طاقت کی ناتوانی اور اپنی قوت عمل کی کمی اور لوگوں کی نگاہوں میں بے بسی کا شکوہ تیری بارگاہ میں کرتا ہوں۔ اے ارحم الرٰحمین تو کمزوروں کا رب ہے اور تو میرا بھی رب ہے۔ تو مجھے کس کے حوالے کرتا ہے۔ ایسے بعید کے حوالے جو ترش روئی سے میرے ساتھ پیش آتا ہے کیا کسی دشمن کو تو نے میری قسمت کا مالک بنا دیا ہے۔ اگر تو مجھ پر ناراض نہ ہو۔ تو مجھے ان تکلیفوں کی ذرا پروا نہیں۔ پھر بھی تیری طرف سے عافیت اور سلامتی میرے لیے زیادہ دلکشا ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کے نور کے ساتھ جس سے تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اور دنیا و آخرت کے کام سنور جاتے ہیں کہ تو نازل کرے اپنا غضب مجھ پر اور تو اُتارے ناراضگی مجھ پر۔ میں تیری رضا طلب کرتا رہوں گا یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے۔ تیری ذات کے بغیر نہ میرے پاس کوئی طاقت ہے اور نہ قوت ہے۔ (ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۴۲۴)

حضور نبی کریم رؤوف رحیم ﷺ پر جب لوگ پتھر برسا رہے تھے۔ تو آپ نے دیکھا کہ ایک ابر آپ پر سایہ فگن ہے۔ آپ نے اوپر نظر کی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آواز آئی۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ پہاڑوں کا فرشتہ ملک الجبال حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کے ساتھ آپ کے طرزِ عمل کو دیکھ لیا ہے۔ آپ جو چاہیں اِسے فرما دیں یہ وہی کرے گا پھر ملک الجبال آپ

Marfat.com

کے پاس آیا اور بولا یارسول اللہ ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اگر آپ فرمائیں تو میں یہاں کے دائیں اور بائیں دونوں پہاڑوں کو اِن پر اُلٹ دوں۔ آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ ان کی اولاد خدائے واحد پر ایمان لے آئے گی اور پھر شرک میں مبتلا نہیں ہوگی۔ (البدایہ والنہایہ تاریخ ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۹۴، ضیاء النبی جلد: ۲، صفحہ ۴۴۴)

علامہ ابن کثیر نے صحیحین کے حوالے سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ

هَلْ اَتٰی عَلَیْكَ یَوْمٌ كَان اشدَّ علیكَ مِن یومِ اُحدٍ؟ (فقال لَقَدْ لَقَیْتُ قَوْمِكِ وَ كان اشَدَّ مَا لقیتُ یَوْمَ العقبه)

آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا:

''یارسول اللہ ﷺ کیا اُحد کے دن سے بھی زیادہ تکلیف دہ دن آپ پر گزرا ہے؟

(فرمایا تیری قوم کے ہاتھوں جو تکلیفیں مجھے یوم العقبہ کو پہنچیں وہ بہت زیادہ سخت تھیں)۔ (یعنی جس روز میں نے بنی ثقیف کے سرداروں عبد یالیل وغیرہ کو دعوت دی اور اُنہوں نے جو سلوک میرے ساتھ روا رکھا وہ بڑا روح فرسا تھا)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ میں اُس روز لوٹا۔ میں سخت غمگین و پریشان تھا اور اپنے افکار و اندیشوں میں کھویا ہوا چلتا رہا جب میں قَرن الثعالب [1] کے مقام پر پہنچا تو مجھے پتہ چلا کہ میں یہاں پہنچ گیا ہوں۔ میں نے اچانک سر اوپر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل کا ٹکڑا مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے وہاں دکھائی دیے انہوں نے بلند آواز سے مجھے پکارا۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ گفتگو سن لی ہے کہ جو آپ کی قوم نے آپ سے کی ہے اور جو روکھا اور درشت جواب انہوں نے آپ کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتوں کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ آپ اُسے جو حکم کریں گے وہ آپ کی خدمت میں بجالائے گا۔ پہاڑوں کے فرشتے نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ آپ کی قوم نے آپ سے جو گفتگو کی ہے وہ اللہ تعالیٰ نے سن لی ہے۔ آپ جو حکم دیں گے میں اُس کی تعمیل کروں گا۔ اگر آپ فرمائیں تو میں دونوں پہاڑوں کو آپس میں ملا دوں اور یہ سارے ظالم لوگ پس کر رہ جائیں۔ رحمت مجسم ﷺ نے فرمایا:

اَرْجُوْا یُخْرِجَ اللّٰهُ مِن اصْلَابِهِمْ مِنْ یعبدُ اللّٰهَ لَا یُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا۔

ترجمہ: میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسی اولاد پیدا فرمائے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ اور کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔

راقم الحروف فقیر پُرتقصیر نثار النبی نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ ایک بہت ہی کھلا میدان ہے۔ جس میں کھجور کے

(۱) ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جو اہلِ نجد کا میقات ہے۔ (از ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۷۲۴)

Marfat.com

درخت بھی ہیں۔اور یہ علاقہ میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ گوہر الدین موضع چندڑ شریف نزد کڑیانوالہ ضلع گجرات کے مزار مبارک کا قرب و جوار ہے۔لیکن مزار مبارک نظر نہیں آرہا اور وہاں صرف بڑا سا کمرہ ہے جس کے آگے چھوٹا سا صحن ہے جس کی چھوٹی چھوٹی چار دیواری ہے۔اور اس کا ایک گیٹ ہے اور اس کمرہ میں حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں۔باہر کا گیٹ کھول کر جب اندر داخل ہوتا ہوں۔تو دل میں خیال کرتا ہوں۔کمرہ کا جو دروازہ بند ہے۔اُس میں حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں۔تو میں بہت آہستہ اور ادب سے اِس کو کھولوں کہ کہیں آپ دروازے کے بالکل ساتھ ہی تشریف فرما نہ ہوں۔میں آہستہ سے دروازہ کھولتا ہوں۔تو دیکھتا ہوں کہ آقا دو جہاں سرورِ کون و مکان وہ جن کے لیے دونوں جہانوں کی محفل سجی ہے۔وہ جو ٹوٹے دِلوں کا ارمان اور بے کس لوگوں کی پناہ گاہ ہیں۔وہ محبوب رب العالمین ﷺ بالکل دروازہ کے ساتھ تشریف فرما نیم دراز لیٹے ہوئے ہیں۔میں آپ کے پاس پاؤں کے قریب آپ کی خدمت میں سلام کرتا ہوا بیٹھ جاتا ہوں۔آپ نیم دراز ہیں۔آپ نے سفید تہبند پہنا ہوا ہے اور ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی ہے۔اور آپ کی پنڈلیاں مبارک جو چاندی جیسی ہیں نظر آرہی ہیں۔اور اُن پر کالے کالے بال اتنے خوبصورت نظر آرہے ہیں وہ بال تر و تازہ خوبصورت اور گول گول علیحدہ علیحدہ اور خوبصورتی کے ساتھ ساتھ پھیلے ہوئے ہیں۔میں آپ سے اجازت لے کر آپ کی پنڈلیوں مبارک کو دبانا شروع کر دیتا ہوں۔کچھ دیر دباتا رہتا ہوں۔آپ بغور مجھ پر توجہ فرما رہے ہیں۔پنڈلیوں کو دباتا ہوا جب پاؤں کے پاس جاتا ہوں تو وہاں ایک زخم کا نشان جو مندمل ہو چکا ہے۔نظر آتا ہے۔میں پنڈلیوں مبارک کو دباتا جاتا ہوں اور اس زخم کے نشان کو دیکھ رہا ہوں جو کسی جگہ آپ کو لگا تھا۔پھر میں آپ کی پنڈلیوں کی خنکی کو محسوس کرتا ہوں اور اسے دل میں خیال کرتا ہوں کہ زیادہ دبانے سے میرے ہاتھوں کی گرمی سے آپ کو تکلیف نہ پہنچ رہی ہو تو میں ایک دم چھوڑ دیتا ہوں۔آپ ﷺ میرے دل کے خیال کو پہچان کر مسکراتے ہیں اور مجھے میرے نام نثار النبی سے پکارتے ہیں تو ایک دم میری جاگ اُگڑ جاتی ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اِتنی مصیبتیں اٹھائیں کہ اگر یہ پہاڑ پر بھی اُترتیں تو وہ زمین کے ساتھ دَب کر ہموار ہو جاتا۔(السیرۃ النبویہ ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰، سبل الہدیٰ، جلد: ۲، صفحہ ۵۷۷، ضیاء النبی جلد: ۲، صفحہ ۴۴۳)

طائف سے واپسی اور جنوں کا قبولِ اسلام

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۶

ترجمہ: پس تکلیف کے بعد آسانی ہے۔بیشک ہر تکلیف کے بعد آسانی ہے۔

يُسْرًا: تکلیف کے بعد دو آسانیوں کا فرمایا گیا ہے۔آپ ﷺ نے رات واپسی پر نخلہ کے مقام پر بسر فرمائی۔نماز صبح ادا فرمانے کے بعد آپ اللہ تعالیٰ کے حضور تلاوت میں مشغول تھے کہ نصیبین کے جنوں کا ایک گروہ وہاں سے گزرا۔انہوں نے جب تلاوت کلام پاک حضور نبی کریم ﷺ کی دلکش آواز میں سنی تو اس کو سننے کے لیے ٹھہر گئے۔اور اُسے بغور سننے لگے۔کتنی

Marfat.com

پیاری آپ کی آواز ہوگی۔ کتنے خوش قسمت وہ لوگ ہوں گے جو اس کو سنتے ہوں گے۔ کتنی خوش قسمت وہ وادیاں وہ در و دیوار ہوں گے۔ جو اس آواز کو سنتے ہوں گے۔ یا اللہ ہمیں بھی آپ ﷺ کے پیارے پیارے لبوں کے صدقے آپ کی آواز سنوا دے۔ تاکہ ہمارے دونوں جہانوں کے بخت بیدار ہو جائیں۔ کتنے خوش قسمت وہ ذرے ہوں گے جو آپ کے پاؤں کو چومتے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جنوں کے واقعہ کو قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا ہے:

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ (سورۃ جن)

ترجمہ: اور جس وقت ہم نے متوجہ کیا جنات کی ایک جماعت کو تاکہ قرآن سنیں تو جب وہ آپ کی جماعت میں پہنچے تو بولے کہ خاموش ہو کر سنو۔ پھر جب تلاوت ہو چکی تو لوٹے اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے ہوئے۔ انہوں نے جا کر کہا کہ اے ہماری قوم کہ ہم نے آج ایک کتاب سنی ہے جو اتاری گئی ہے موسیٰ علیہ السلام کے بعد تصدیق کرنے والی ہے۔ پہلی کتابوں کی راہنمائی کرتی ہے۔ رب کی طرف اور راہِ راست کی طرف۔ اے ہماری قوم قبول کر لو اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو۔ اس پر ایمان لاؤ۔ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو اور بری کر دے گا تمہیں دردناک عذاب سے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات سے حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے جنوں کی قوم کو بھی ہدایت عطا فرما دی۔ وہ ہادی برحق ﷺ دونوں جہانوں اور دونوں جہانوں کی تمام مخلوق کے لیے ہادی بنا کر رحمت بنا کر قیامت تک کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اُس کا انتظام ہے جس طریقہ سے جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے اور وہ بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔

نخلی سے واپسی

نخلہ سے واپسی پر سرکارِ دو عالم ﷺ پا پیادہ چلتے ہوئے غارِ حرا میں پہنچے۔ اِس وقت شام کا وقت ہو چکا تھا۔ حضرت زید عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یہ کفار تو ہمارے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ ہم کس طرح مکہ میں داخل ہوں گے۔ یہ تو آپ کو اور زیادہ اذیتیں پہنچائیں گے۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا:

یَا زَیْدُ اِنَّ اللّٰہَ جَاعِلٌ لِمَا تَرٰی فَرَجًا وَ مَخْرَجًا اِنَّ اللّٰہَ مُظْھِرُ دِیْنِہٖ وَ نَاصِرُ نَبِیِّہٖ۔

ترجمہ: اے زید اللہ تعالیٰ اِس مشکل کو خود آسان فرمادے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غلبہ دے گا اور اپنے نبی کی مدد فرمائے گا۔ (ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۴۵۱)

دراصل طائف والوں کے سلوک کے متعلق قریش کو خبر مل گئی ہوتی تھی اس لیے کہ سیدنا حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آقا دو جہاں سرکارِ دوعالم ﷺ کو مشورہ دیا کہ عرب کے رواج کے مطابق ہمیں کسی کی پناہ لے کر مکہ میں داخل ہونا چاہیے تاکہ وہ کفار مکہ کسی قسم کی آپ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچا سکیں۔ حرا کے مقام پر حضور نبی کریم ﷺ کی ملاقات عبداللہ بن اریقط سے ہوئی۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن اریقط کو اخنس بن شریف الثقفی کے پاس بھیجا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کو اپنی پناہ میں مکہ مکرمہ میں لے آئے۔ لیکن اُس نے اس عظیم شرف کو حاصل کرنے سے معذرت کرلی۔ اس طرح آپ نے عبداللہ بن اریقط کو سہیل بن عمرو کے پاس بھیجا۔ اس کی بھی بدقسمتی آڑے آئی اور اُس نے بھی نفی میں جواب دے دیا۔

مطعم بن عدی

پھر آپ ﷺ نے عبداللہ بن اریقط کو مطعم بن عدی کے پاس بھیجا۔ اُس نے کہا: میں حاضر ہوں۔ حضور ﷺ مطعم بن عدی کے پاس تشریف لے آئے اور رات اُس کے پاس بسر کی۔ صبح اٹھ کر مطعم بن عدی اپنے چھ جوان بیٹوں کو ہتھیار سجائے ہوئے لے کر کعبہ شریف میں ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر آیا۔ اُس کے چار بیٹے بیت اللہ شریف کے چار کونوں پر کھڑے ہو گئے اور اس کے باقی بیٹے مطاف میں اپنے باپ کے ساتھ موجود رہے۔ یہاں تک کہ حضور علیہ السلام نے طواف مکمل فرمایا۔ اِس طرح تمام مکہ والوں کو معلوم ہوگیا کہ مطعم بن عدی نے حضور اکرم ﷺ کو پناہ دی ہے۔ ابوسفیان نے مطعم بن عدی سے پوچھا کہ تو نے پناہ دی ہے یا ان کی اطاعت قبول کرلی ہے۔ مطعم نے کہا کہ صرف پناہ دی ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ جس کو تو نے پناہ دی ہے اس کو ہم نے بھی پناہ دی ہے۔ ورنہ کفار نے حضور علیہ السلام کو مکہ میں داخل نہ ہونے دینے کا فیصلہ کیا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے اس حکیمانہ فیصلے کے بعد حضور علیہ السلام آرام سے مکہ میں رہنے لگے۔

یہ ملک اللہ تعالیٰ کا ہے۔ وہ دونوں جہانوں کا مالک ہے۔ جس سے چاہے اپنے دین کی مدد کروالے۔ آقا دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ اس دین کی امداد کسی فاسق و فاجر سے بھی کروا دیتا ہے۔ اور دوسری حدیثوں کے مطابق ”اللہ تعالیٰ ایسی قوموں سے جن کا اس دین سے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ اپنے دین کی مدد کروا دیتا ہے۔

(ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۴۵۴)

آپ ﷺ نے ارشاد فتح بدر کے موقع پر ارشاد فرمایا ”کہ اگر مطعم آج زندہ ہوتا اور وہ ان قیدیوں کے بارے میں

Marfat.com

سفارش کرتا تو اس کی وجہ سے میں ان تمام قیدیوں کو آزاد کر دیتا۔"

(السیرۃ النبویہ احمد بن زینی دحلان، جلد:۱، صفحہ ۲۷۴، ضیاء النبی جلد:۲، صفحہ ۴۵۴)

حج کے لیے آئے قافلوں کو تبلیغ

آقا دو جہاں سرکارِ دو عالم ﷺ شوال کے مہینہ میں طائف سے واپس تشریف لائے۔ کچھ دنوں بعد مختلف عرب کے علاقوں سے حج کے وفود آنے شروع ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ منیٰ میں ان قافلہ والوں کے پاس تشریف لے جاتے۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے۔ اور فرماتے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول تمہاری طرف ہوں، ابن اسحاق، ربیعہ بن عباد سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے انہیں بتایا کہ میں ابھی نوجوان تھا اور میں نے منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ فرداً فرداً تمام قبیلہ والوں کے پاس جاتے اور فرماتے:

یا بنی فلان اِنی رسولُ اللہ اِلیکم امرکم ان تعبدا اللہ ولا تشرکو شیئا ان تخلعو ما تعبدون من دونہ من ھذہ انداد و ان تومنو بی و تصدقوا بی و تمنعونی حتی اُبَیِّنَ عن اللہ ما بعثنی بہ۔ (سیرۃ النبویہ ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۱۵۵، ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۴۵۵)

ترجمہ: اے بنی فلاں! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جن بتوں کی تم پوجا کرتے ہو۔ ان کی بندگی کا قلادہ اپنے گلے سے اتار پھینکو۔ مجھ پر ایمان لاؤ میری تصدیق کرو۔ اور کفار کی دست درازیوں سے میری حفاظت کرو۔ تاکہ میں تمہیں تفصیل سے بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کیا دے کر تمہاری طرف مبعوث کیا ہے۔"

ربیعہ کے والد عباد کہتے ہیں کہ آپ کے پیچھے ایک بھینگا شخص ہوتا تھا اور اس کی دو لٹیں تھیں جب آپ علیہ السلام اپنے خطبہ سے فارغ ہوتے تو وہ کہتا کہ اے بنی فلاں۔ ان کی بات نہ ماننا۔ یہ تمہیں اپنے آباؤ اجداد کے مذہب سے برگشتہ کرتا ہے اور بتوں کی پیروی سے روکتا ہے۔ اس کی بات مت ماننا۔ میں نے پوچھا وہ بھینگا شخص کون تھا۔ وہ کہنے لگے کہ وہ ابولہب تھا جو کہ آپ کا چچا تھا۔

آقا دو جہاں ﷺ بنی کلب قبیلہ کی ایک شاخ بنی عبداللہ کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا اے بنی عبداللہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ کا نام (عبداللہ) بہت خوبصورت رکھا ہے۔ دستور یہ ہے کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اس کو ایک مانو لیکن انہوں نے بھی انکار کر دیا۔

اِس کے بعد آپ بنی حنیفہ کی طرف اُن کے خیمہ میں تشریف لے گئے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف ایمان لانے کی

Marfat.com

دعوت دی۔ اِسی قبیلہ میں مسیلمہ کذاب جھوٹا مدعی نبوت پیدا ہوا تھا۔ ان لوگوں نے بھی آپ کی دعوت کو مسترد کر دیا۔

پھر آپ بنی عامر قبیلہ میں تشریف لے گئے اور ان کو ایک خدا کو ماننے کی دعوت دی وہاں بحیرہ بن فراس یا فراس بن عبداللہ تھا اس نے کہا کہ ''بخدا اگر میں اس شخص کو قابو کرلوں تو سارے عرب پر حکومت کرسکتا ہوں۔

اس نے آپ علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر ہم آپ کے دین کو قبول کرلیں تو کیا آپ اپنے مخالفین پر قابو پانے کے بعد ہم کو مملکت کا وارث بنا دیں گے۔ آپ ﷺ نے جواب فرمایا کہ یہ سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کا ہے جس کو چاہے گا اس کا سربراہ بنا دے گا۔

وہ کہنے لگا کہ عجیب بات ہے۔ گردنیں ہم کٹائیں، جب آپ کو فتح وغلبہ ہو جائے تو کسی اور کو آپ مالک بنا دیں۔ اس لیے ہمیں ایسے دین کی ضرورت نہیں۔

جب یہ لوگ واپس گئے تو ایک بوڑھا جو بہت عقلمند تھا۔ اور کمزوری کی وجہ سے ان کے ساتھ نہیں آسکا تھا اور اس قبیلہ کا شیخ بھی تھا۔ نے ان سے حج کی باتیں پوچھیں۔ جب اس کو نبی کریم ﷺ کی دعوت کا علم ہوا تو اس نے حسرت اور افسوس سے اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھ لیے۔ اور کہا کہ آج تک حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کسی نے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ نہیں کیا۔ آپ نے تم کو سچ بات کی دعوت کی ہے اور آپ اللہ کے سچے نبی علیہ السلام ہیں۔ اے بنو عامر تمہاری عقل کہاں چلی گئی ہوئی تھی۔ تم نے اُن کی بات کیوں نہیں مانی کہ تم ان کو ساتھ لے کر یہاں آجاتے اور ان کی حفاظت کرتے اور ان کی دعوت پر لبیک کرتے۔ تم نے موقع ضائع کر دیا۔ (السیرۃ النبویہ ابن کثیر، جلد: ۲، صفحہ ۱۵۸)

بنی شیبان بن ثعلبہ

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کے موقع پر مختلف قبائل کی نشست گاہوں سے ہوتے ہوئے ایک ایسی محفل میں پہنچے۔ جس پر وقار غالب تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اُنہیں سلام کیا آپ ہر کار خیر میں آگے آگے ہوتے تھے۔ آپ نے اُن سے پوچھا کہ کس قبیلہ سے ان کا تعلق ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ بنی شیبان بن ثعلبہ سے۔ وہاں مفروق بن عمرو، ہانی بن قبیصہ، مثنی بن حارثہ، نعمان بن شریک ان کے سرداروں میں سے موجود تھے۔ مفروق بن عمرو چونکہ آپ کے نزدیک تھا۔ اس کی دو زلفیں اس کے سینہ پر لٹک رہی تھیں۔ آپ نے اُن سے اس کے قبیلہ کی تعداد کا پوچھا۔ اس نے کہا کہ ایک ہزار سے زیادہ ہے۔ اور یہ اتنا لشکر ہوتا ہے کہ قلت تعداد سے مغلوب نہیں ہوتا ہے۔ آپ نے اُس سے کہا کہ آپ لوگوں کو ایک رسول ﷺ کے مبعوث ہونے کی خبر تو مل چکی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ بے شک ہمیں آپ کے مبعوث ہونے کی خبر ملی ہے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ یہ وہ رسول علیہ السلام ہیں آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف اشارہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ تھوڑا آگے ہو کر بیٹھ گئے اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

کھڑے ہو کر آپ ﷺ پر اپنی چادر سے سایہ کر لیا۔

آقا و مولا و ہادی دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہٗ لا شریک کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور میں اللہ کا رسول ہوں اور مجھے پناہ دو۔ اور میری مدد کرو۔ تاکہ جو دین اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے اُس کی تبلیغ کا حق ادا کر سکوں۔ کیونکہ قریش نے حکم الٰہی کے خلاف بغاوت کی۔ اُس کے رسول کو جھٹلایا اور حق کو چھوڑ کر باطل کو پسند کیا ہے۔ (واللہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ)

(ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۴۵۹)

مفروق نے کہا اور فرمائیے اللہ تعالیٰ کے رسول سرکارِ دو عالم، رہبرِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

ترجمہ: آپ فرما دیں آؤ میں پڑھ کر سناؤں جو حرام کیا ہے تمہارے رب نے تم پر (وہ یہ) کہ نہ شریک بناؤ اُس کے ساتھ کسی چیز کو اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف کے سبب قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں اور ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کی باتیں جو ظاہر اور چھپی ہوں۔ ان کے نزدیک نہ جاؤ اور سوائے حق کے اُس جان کو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرو۔ ان باتوں کو اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو (حقیقت کو) اور مت قریب جاؤ یتیم کے مال کے۔ مگر اس طریقہ سے جو بہت اچھا ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور پورا کرو ناپ اور تول انصاف کے ساتھ ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ اور جب بات کہو تو انصاف کی بات کہو۔ چاہے وہ رشتہ دار ہی ہو۔ اور اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرو۔ ان باتوں کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت کو قبول کرو۔ بے شک یہ میرا راستہ ہے۔ سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو اور راستوں کی ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے جدا کر دیں گے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا تمہیں حکم دیا ہے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ (سورۃ انعام: ۱۵۱ تا ۱۵۳)

Marfat.com

مفروق یہ آیات سن کر حیران و ششدر رہ گیا۔ اس نے کہا۔ بخدا یہ کسی انسان کا کلام نہیں اگر یہ کسی انسان کا کلام ہوتا تو ہم بھی اسے جانتے۔ مفروق نے کہا کہ آپ اور کس چیز کی دعوت دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ (سورۃ النحل: ۹۰)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ہر معاملہ میں انصاف اور ہر ایک کے ساتھ بھلائی اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور تمہیں بے حیائی، برے کاموں سے اور سرکشی سے منع فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم اسے قبول کرو۔ (سورۃ النحل: ۹۰)

مفروق نے یہ سن کر کہا کہ اے میرے قریشی بھائی خدا کی قسم آپ نے بہت اعلیٰ اخلاق اور اچھے اعمال کی طرف دعوت دی ہے۔ وہ لوگ جھوٹے ہیں جو آپ کی تکذیب کرتے ہیں اور آپ کا مقابلہ کرتے ہیں۔

مفروق نے ہانی بن قبیصہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ ہمارے شیخ اور دین کے رہنما ہیں۔ ہانی کہنے لگا: میں نے آپ کا کلام اور آپ کی گفتگو سنی۔ میں آپ کی بات کی تصدیق کرتا ہوں۔ ہم پیچھے اپنی قوم چھوڑ آئے ہیں ہم ان سے مشورہ کریں گے۔

ہانی کے ساتھ مثنہ بن حارثہ بیٹھا ہوا تھا وہ کہنے لگا: مجھے آپ کی گفتگو نے بہت متاثر کیا ہے۔ لیکن میرے خیال میں پہلی ہی نشست میں ہم اپنا آبائی دین نہیں چھوڑ سکتے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے غلط جواب نہیں دیا ہے کیونکہ تم نے سچی بات ظاہر کی ہے۔ اللہ کے دین کا کوئی آدمی حق نہیں ادا کر سکتا ہے۔ جب تک وہ اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ نہ کر لے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایرانیوں کے جس غلبہ سے تم لوگ خوفزدہ ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے اموال اور ممالک کا مالک بنا دے تو کیا تم اللہ کی تسبیح اور تقدیس کرو گے۔ نعمان بن شریک کہنے لگا: اے میرے قریشی بھائی! اگر ایسا ہوا تو ہم ضرور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے آخر اٹھنے سے پہلے آیت شریف تلاوت فرمائی:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ (الاحزاب)

ترجمہ: بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر (گواہ) اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چراغ روشن (چمکا دینے والا آفتاب۔)

پھر حضور نبی کریم ﷺ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کے بہت اچھے اخلاق کا مظاہرہ اُنہوں

Marfat.com

نے کیا ہے اور انہی اعلیٰ اخلاق کی بنا پر وہ لوگ دنیاوی زندگی میں اپنا دفاع کر رہے ہیں۔

کچھ عرصہ بعد ان کی جنگ ایرانیوں سے ہوئی اور قراقر کے مقام پر فرات کے قریب ان کا معرکہ ہوا۔ جنگ کے دوران ان لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کے نام مبارک کو اپنا جنگی شعار بنایا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور اکرم ﷺ کے نام مبارک کی برکت سے ان لوگوں کو فتح عطا فرمادی۔ پھر یہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔

(السیرۃ النبویہ، جلد: ۲، صفحہ ۱۶۹، ضیاء النبی جلد: ۲، صفحہ ۴۶۲)

بنی عبس

عبداللہ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم جمرۃ اولیٰ کے سامنے منیٰ میں خیمہ زن تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ حضرت زید بن حارث آپ کے ساتھ اونٹنی پر بیٹھ کر آئے تھے۔ آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو خدا اور اس کے رسول کی طرف بلایا۔ لیکن ہم میں سے کسی نے آپ کی دعوت قبول نہ کی۔ ہمارے ساتھ میسرہ بن مسروق العبسی تھا۔ اس نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم ان کی تصدیق کریں اور ان کو اپنے علاقہ میں لے جائیں۔ تو یہ بہت اچھی بات ہوگی۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کا دین دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل جائے گا۔

میسرہ کی قوم نے کہا کہ ہم اس ذمہ داری کو نہیں قبول کر سکتے اور نہ نبھا سکتے ہیں۔

میسرہ کی بات سن کر ہادی دو عالم ﷺ کو امید ہوئی آپ ﷺ نے اس سے گفتگو فرمائی۔ تو اس نے کہا آپ کی گفتگو بڑی عمدہ اور سراپا نور ہے لیکن میری قوم میرے مخالف ہے۔

آقا دو عالم ﷺ واپس تشریف لے آئے اور وہ لوگ بھی واپس اپنے گھروں کو چلے گئے۔

اپنے گھروں کو فدک کے مقام پر واپس جاتے میسرہ نے کہا کہ یہاں یہود بہت عالم ہیں۔ میں ان سے سرکار، دو عالم ﷺ کے بارے میں پوچھتا ہوں۔ میسرہ فدک کے مقام پر یہودیوں کے پاس گیا۔ انہوں نے اپنی کتاب میں آپ ﷺ کے بارے میں دیکھا۔ وہاں لکھا تھا:

النبی الاُمی العربی یرکب الحمار و یجتزی بالکسرۃ لیس بالطویل ولا بالقصر ولا بالسبط فی عینیہ حمرۃ مشرق اللَّوْنِ○ (ضیاء النبی جلد دوم ۴۶۳)

ترجمہ: نبی اُمی (بن پڑھے) عربی۔ درازگوش پر سواری فرمانے والے مبعوث ہوں گے انتہائی کفایت شعاری ان کی شان ہوگی۔ درازگوش پر سواری فرمائیں گے۔ بدنی حسن کے لحاظ سے نہ ضرورت سے زیادہ لانبے اور نہ پست قامت گیسوئے مبارک نہ زیادہ گھنگھریالے نہ بالکل سیدھے۔ آپ کی آنکھوں میں سرخی کا ڈورا اور چہرہ چمکدار ہوگا۔

Marfat.com

یہودی علماء نے میسرہ سے کہا کہ جنہوں نے تمہیں دعوت دی ہے اگر ان میں یہ نشانیاں ہیں تو ان کی دعوت کو قبول کرلو۔

میسرہ نے کہا: اے میری قوم، واقعی اُن میں یہ سب نشانیاں ہیں۔ آپ دوبارہ موسم حج میں آئیں گے۔ تو ان سے ملاقات کریں گے۔ وہ واپس لوٹ گئے اور کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ یہاں تک کہ جب اسلام غالب آ گیا تو حج الوداع کے موقع پر میسرہ کی ملاقات نبی کریم ﷺ سے ہوئی۔ آقا دو عالم ﷺ نے اس کو پہچان لیا۔ میسرہ کہنے لگا۔ میں بڑی تاخیر سے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ دوسرے لوگ جو اُس دن آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے بغیر اسلام لائے مر گئے۔ یا رسول اللہ ﷺ اُن کا ٹھکانہ کہاں ہوگا۔ آپ نے فرمایا: ''جو اسلام قبول کیے بغیر مر گیا اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔''

میسرہ کہنے لگا: اللہ تعالیٰ کے لیے سب تعریفیں ہیں جس نے مجھے آتش جہنم سے بچا لیا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میسرہ کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔

ہادی دو عالم ﷺ اس کے بعد بھی مختلف قبائل کو دعوت اسلام دیتے رہے۔ آپ ﷺ حج کے اجتماعات میں لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے۔ اُن کو اپنے رب کی طرف بلاتے۔ ان کو بتاتے میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول (علیہ السلام) ہوں۔ مجھ پر ایمان لاؤ۔ میری پیروی کرو۔ بتوں کی پوجا چھوڑ کر خدا وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لو۔ اُن چند چیدہ چیدہ قبیلوں کے یہ نام ہیں:

بنی عامر، غسان، بنی خزارہ، بنی مروہ، بنی حنیفہ، بنی سلیم، بنی قیس، بنی نصر بن ہوازن، بنی ثعلبہ، کندہ، کلب، بنی حارث، بنی کعب، بنی عذری، قیس بن حطیم وغیرہ وغیرہ۔

آپ ﷺ اِن سے فرماتے: ''کیا تم میں ایسا مرد ہے جو مجھے اپنے ساتھ قبیلہ میں لے جائے جہاں مجھے تبلیغ اسلام کی آزادی ہو کیونکہ قریش نے مجھ پر قدغن لگا دی ہے کہ میں اپنے رب کا کلام اس کے بندوں تک پہنچاؤں۔

لیکن کسی کی قسمت نے بھی اُن کے ساتھ یاوری نہ کی۔ اور وہ اس عظیم نعمت سے بے بہرہ رہے۔

(السیرۃ النبویہ ابن ہشام جلد: ۲، صفحہ ۱۷۱، ضیاء النبی جلد: ۲، صفحہ ۴۶۴)

تجارتی منڈیاں

آقائے دو عالم ﷺ نے چیدہ چیدہ تجارتی منڈیوں میں جہاں سب عرب لوگ جمع ہو گئے تھے اور شعر و شاعری ہوتی اور لوگ اپنی برتری کو ایک دوسرے پر ثابت کرتے تشریف لے جاتے تھے۔

ان منڈیوں میں عکاظ، ذوالمجاز اور مجنہ کی منڈیاں مکہ مکرمہ سے بہت نزدیک تھیں۔ اور یہ حج کے دنوں کے قریب لگتی تھیں۔ اور ان میں بہت زیادہ رش ہوتا تھا۔ اور معاہدہ کے مطابق جانی دشمن بھی یہاں ایک دوسرے کو کچھ نہیں کہتے تھے۔

Marfat.com

عکاظ نخلہ اور طائف کے درمیان واقع تھا۔ ذوالمجاز عرفہ کے پیچھے اور مجنہ مرالظہران میں واقع تھا۔

(معجم البلدان جلد چہارم صفحہ ۱۴۳)

عکاظ کی منڈی پورے شوال کے مہینہ میں لگتی تھی۔ یہ سب سے بڑی منڈی ہوتی تھی پھر لوگ مجنہ کی منڈی بھی آتے تھے۔ جو ذوالقعدہ کے پہلے بیس دن لگتی تھی۔ وہاں سے لوگ ذی المجاز میں عرفہ کے پاس آتے۔ یہ حج کے دنوں تک لگی رہتی تھی پھر لوگ زمانہ جاہلیت کے رواج وطریقوں کے مطابق حج کرتے پھر واپس اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے۔

ابوطارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ذوالمجاز کی منڈی میں دیکھا۔ قبائل کے سامنے آپ ﷺ اپنے آپ کو پیش کر رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا۔

ترجمہ: اے لوگو کہو لا الہ الا اللہ یعنی کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر اللہ۔ تو دونوں جہانوں میں فلاح پا جاؤ گے۔

ابن طارق کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے پیچھے پیچھے ایک آدمی کھڑا تھا جس کے بال دونوں طرف سے اس کے سینے پر لٹکے ہوئے تھے۔ وہ آپ کے قدموں پر پتھر بھی مار رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا اے لوگو اس کی بات (نعوذ باللہ) ہرگز نہ ماننا یہ جھوٹا ہے (نعوذ باللہ) وہ کہتے ہیں۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ یہ آدمی کون ہے؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کا چچا ابولہب ہے۔

مدرک نے کہا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ حضور فرما رہے تھے۔ اے لوگو! کہو: لا الہ اِلَّا اللہ۔ دونوں جہانوں میں فلاح پا جاؤ گے۔ یہ سن کر کسی نے حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر تھوکنا شروع کر دیا۔ کسی نے مٹھی میں بھر بھر کر خاک ڈالنی شروع کر دی۔ کوئی گالیاں بکنے لگا۔ آقا دو جہاں ﷺ سب کی برداشت فرماتے رہے یہ سلسلہ دوپہر تک جاری رہا۔ پس ایک بچی ایک پانی کا پیالہ لے کر آئی۔ حضور ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں کو دھویا۔ اپنے چہرہ مبارک کو دھویا اور فرمایا: اے میری بیٹی! اپنے باپ کے بارے میں یہ اندیشہ نہ کرو کہ کوئی ان کو مغلوب کر لے گا۔ یا کوئی ان کو رسوا کرے گا۔ میں نے کہا: یہ بچی کون ہے؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی بیٹی ہے جس کا نام زینب ہے۔

(ضیاء النبی از پیر کرم شاہؒ جلد دوم صفحہ ۴۷۰ ماخوذ از سبل الہدیٰ والرشاد جلد دوم صفحہ ۵۹۴)

سرکارِ دوعالم اپنے نبوت کے فرائض ادا کرنے میں بڑی تندہی سے مصروف رہتے۔ کسی بھی تکلیف کو آپ خاطر میں نہ لاتے۔ نہ کبھی رات دن کی پرواہ کی۔ نہ کبھی موسم کی سختی آپ کو اپنے کام سے باز رکھ سکی۔ نہ کسی کا بھی خوف آپ کی راہ کی رکاوٹ بنا۔ آپ تن تنہا ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کے سامنے سینہ سپر رہے۔ اپنی جان کی پروا کیے بغیر آپ بہت ہی دلیری اور شجاعت اور جوانمردی کے ساتھ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تبلیغ کا حق ادا کیا۔ آپ اپنے راستے کی سب رکاوٹوں کو تن تنہا اللہ تعالیٰ کے حکم سے

Marfat.com

پار کرتے گئے۔ کیوں نہ ہو آپ کا رب عظیم آپ کے ساتھ تھا۔ آپ ہر ہر لحظہ اُس کو دیکھتے تھے۔ ہر ہر لمحہ آپ کی اُس خدائے وحدہ لاشریک کی بڑائی پر نظر تھی۔ ہر ہر لحظہ اُس کی رحمت آپ کے ساتھ شریک تھی۔ جس سے آپ لوگوں کی ناگوار باتوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔

اس طرح کے کمال حوصلے اور عزم والے انسان کی مثال پوری تاریخ عالم میں نہیں ملتی ہے۔ دنیا کا کوئی بھی لالچ آپ ﷺ کے قدموں کو نہ ڈگمگا سکا۔ آپ کے دل پر ہر وقت اللہ کی محبت کا ایسا غلبہ تھا کہ دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت اُس کے سامنے ہیچ تھی۔ کسی بھی بڑے سے بڑے بادشاہ کو آپ کبھی خاطر میں نہ لائے تھے اور آپ نے جس کو بھی کوئی پیغام بھیجا حکماً بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات پاک کو اپنی ذات کے سوا ہر ایک چیز سے مستغنی کر دیا ہوا تھا۔

(معجم البلدان، جلد: ۴، صفحہ ۱۴۲) (السیرۃ الحلبیہ، جلد: ۱، صفحہ ۳۹۷)

آپ سب لوگوں کو اسی طرح سمجھاتے رہے۔ ایک دفعہ آپ کی قوم نے آپ سے ایک عجیب مطالبہ پیش کر دیا۔

معجزہ شق القمر

علامہ قرطبی نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک دن مشرک اکٹھے ہو کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ سچے ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھائیے۔ آپ نے فرمایا کہ "اِنْ فَعَلْتُ تُؤْمِنُوْن" کہ اگر میں ایسا کر دوں تو کیا ایمان لے آؤ گے؟ وہ بولے ضرور۔ اُس دن چاند کی چودھویں تاریخ تھی۔ آپ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے چاند کی طرف اشارہ فرمایا۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک دائیں طرف چلا گیا ایک بائیں طرف۔

آپ ﷺ اس وقت مشرکین کا نام لے کر پکار رہے تھے: یا فُلاں یا فُلاں اِشْهَدُوْ۔

اے فلاں فلاں اپنی آنکھوں سے دیکھ لو اور شہادت دو۔

لیکن ان بدقسمت کفار نے آپ کے اس عظیم معجزہ کو دیکھنے کے بعد بھی کہا۔ (نعوذ باللہ) یہ ابی کبشہ کے بیٹے کی نظر بندی کا اثر ہے۔

یہ معجزہ ہجرت سے پانچ سال پہلے رونما ہوا۔ جن قصہ گو لوگوں نے یہ کہا ہے کہ چاند آپ کی بغلوں مین سے ہوتا ہوا واپس چلا گیا غلط کہا ہے۔

جب چاند دو ٹکڑے ہو کر دائیں بائیں چلا گیا تو پھر کچھ دیر بعد آپ نے اُسے دوبارہ ملنے کا اشارہ فرمایا تو وہ دوبارہ پہلے کی طرح مل گیا۔ (السیرۃ الحلبیہ امام محمد زہرہ، جلد: ۱، صفحہ ۴۰۰، السیرۃ النبویہ جلد: ۲، صفحہ ۱۵۸، ضیاء النبی جلد: ۲، صفحہ ۴۲۷)

Marfat.com

معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حرم کعبہ تا بیت المقدس)

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ① (الاسراء)

ترجمہ: ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف بابرکت بنا دیا ہے ہم نے اس کے گرد و نواح کو۔ تاکہ ہم دکھائیں اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں۔ بے شک وہی ہے سب کچھ سننے اور دیکھنے والا۔"

آقا دو جہاں، سرورِ کون و مکاں، ہادی دو عالم، رحمۃ للعالمین اور محبوب رب العالمین۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن کعبہ شریف میں آرام فرما رہے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور نہایت ہی ادب سے آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیدار فرمایا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ مجدہٗ کے ارادہ پاک سے مطلع فرمایا۔ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمزم کے کنوئیں کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو لٹایا اور سینہ مبارک کو چاک فرما دیا اور سینہ مبارک میں ایمان و حکمت سے بھرا ہوا طشت انڈیل دیا۔

یہ طشت زمرد سے بنا ہوا تھا۔ اس کے چار گوشے تھے اور ہر گوشے پر ایک ایک گوہر تاباں جڑا ہوا تھا اور ان سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوثر کے پانی سے غسل فرمایا اور وہ نورانی لباس مرقع زیب تن فرمایا جو جبرئیل امین ساتھ لائے تھے اور وہ نورانی عمامہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر رکھا جو آپ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی سات ہزار سال پہلے سنبھال رکھا تھا۔ اور چالیس ہزار فرشتے اس عمامہ کی تعظیم کے لیے اس کے گرد اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے اور درود پڑھتے تھے۔ اس وقت وہ چالیس ہزار فرشتے بھی حاضر تھے تاکہ آپ کی زیارت کر سکیں۔ اس عمامے پر چالیس ہزار تحریریں تھیں۔ اور ہر تحریر پر سونے کی طرح چمکتی چار سطریں تھیں اور ان پر محمد رسول اللہ محمد نبی اللہ محمد خلیل اللہ محمد حبیب اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لکھا تھا۔ (مرقع نبوت (سوالاً جواباً) از آغا اشرف صفحہ ۱۸۳، ۱۸۴)

اور پھر سینہ مبارک کو درست فرما دیا۔ وہ کیا چیز تھی جو خاص آپ کو عطا فرمائی گی، اس کی کیفیت خدایا خدا کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی جانتے ہیں اور اس خاص چیز کو عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دیدار کے لیے تیار فرمایا۔ اے میرے پیارے تو نے دنیا میں میری خاطر بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ بہت ستم برداشت کیے۔ بہت مصیبتیں سہیں۔ بہت پریشانیاں اٹھائیں۔ تیرا رب تجھے یوں ہی نہیں چھوڑ دے گا۔ تجھے میں وہ چیز عطا فرماؤں گا اور تجھے وہ مقام عطا فرماؤں گا جو آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ اے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو میری ملاقات کے لیے تیار ہو جا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک نورانی چادر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر ڈال دی اور زمرد کے نعلین جوتے مبارک آپ کو

Marfat.com

پہنا دیے اور یاقوت کا پٹکا حضور ﷺ کی کمر میں باندھا اور زمرد کا چابک آپ ﷺ کے ہاتھ میں دیا جس میں چار مروارید جڑے ہوئے تھے جو چمک رہے تھے۔

سرکار دو عالم ﷺ حرم شریف سے باہر تشریف لائے باہر آپ کے لیے براق تیار تھا جس پر آپ علیہ السلام سوار ہوئے۔ اُس کی رفتار ایسی تھی کہ جہاں تک نظر جاتی تھی وہاں پر اس کا قدم پڑتا تھا۔ یہ براق حضور ﷺ کے انتظار میں کوہِ صفا پر کھڑا تھا اس کے دو بڑے خوشنما اور چمکدار پَر تھے۔ بُراق کا سینہ سرخ یاقوت کی طرح چمک رہا تھا۔ اس کی پشت پر سرخ یاقوت کی زین تھی۔ اس کے سَر پر جواہرات کا تاج تھا۔ اس کی لگام زبرجد کی تھی۔ رکابیں زمرد کی تھیں اور دونوں طرف لٹک رہی تھیں۔ اور اِس کی پیشانی پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحمد رسولَ اللہ لکھا ہوا تھا۔ دائیں بائیں براق کے اسی اسی ہزار فرشتے کھڑے تھے۔

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ سے کوئی سوال کرے تو آپ نے جواب نہیں دینا۔ راستے میں ایک عورت نے کہا کہ آپ راستہ بھول گئے ہیں۔ دوسری نے آپ ﷺ کو آواز دی۔ پھر راستے میں تیسری عورت نے آپ ﷺ کو بلایا اور کہا میرے آپ کے درمیان بُعد ہے۔ آپ ﷺ نے کسی کو جواب نہ دیا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اگر آپ پہلی عورت کا جواب دیتے تو آپ ﷺ کی امت یہودیوں کی طرف مائل ہو جاتی۔ اگر آپ ﷺ دوسری عورت کو جواب دیتے تو آپ کی اُمت عیسائیوں کی طرف مائل ہو جاتی۔ اور آخری عورت کا جواب دیتے تو آپ ﷺ کی امت دنیا کی طرف مائل ہو جاتی۔ پھر تین شخص آپ ﷺ کے سامنے آئے۔ جوان، بوڑھا اور ادھیڑ عمر۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ ﷺ حق کی طرف پہنچ گئے۔ بوڑھا شخص دولت، ادھیڑ عمر قسمت اور جوان شخص عافیت ہے۔ چونکہ آپ ﷺ نے عافیت کی طرف توجہ فرمائی ہے اس لیے آپ ﷺ کی امت کو عافیت رہے گی۔

پھر آپ ﷺ کو دائیں ہاتھ میں دودھ اور بائیں مین شراب کا پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے دودھ پسند فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی آپ ﷺ کی امت کو سچا دین دیا گیا ہے۔ اور شراب آپ ﷺ کی امت پر حرام کی گئی ہے۔ پھر ایک خوشبودار لباس والے نوعمر نے آپ ﷺ کا استقبال کیا اور آپ ﷺ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ پھر غائب وہ گیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یہ دین تھا آپ ﷺ کی امت دین کی حالت میں زندگی بسر کرے گی۔

حضور نبی کریم ﷺ مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے جہاں آپ ﷺ کے استقبال کے لیے تمام انبیاء کرام علیہم السلام موجود تھے۔ سب نے آپ ﷺ کو مرحبا (خوش آمدید) کہا۔

سرورِ دو جہاں ﷺ نے وہاں پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو دو رکعت نماز کی امامت فرمائی۔ سب انبیاء کرام علیہم السلام آپ کو دیکھ کر رشک فرما رہے تھے۔ (مرقع النبوت، جلد: ۱۸۳، ۱۸۴)

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط

ترجمہ: (تم سب انبیاء کرام علیہم السلام میرے رسول ﷺ پر ضرور ایمان لانا اور اُس کی مدد کرنا) کی تکمیل ہوئی۔

Marfat.com

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ بلندیوں کی طرف اٹھائے گئے۔ وہ کس طرح گئے اور کتنی تیز رفتاری سے گئے اس کی کیفیت سے عقل عاجز ہے۔

اور گئے بھی اس طرح کہ نہ صرف آپ ﷺ کی روح مبارک گئی بلکہ ساتھ آپ ﷺ کا جسم مبارک بھی گیا۔

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دِگر　　مَا سَراپا انتظار اُو منتظر

بندہ ہونا او چیز ہے اور خدا کا بندہ ہونا اور چیز۔ بندہ تو ہر وقت اُس خدا کے انتظار میں ہے اور خدا کے بندے کے لیے خدا خود انتظار فرما رہا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا (بنی اسرائیل:۱)

ترجمہ: ”پاک ہے وہ ذات ہر عیب سے جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی رات کے قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔“

بندہ اُس وقت ہی اُس کو کہا جاتا ہے جب وہ جسم اور روح کا مرکب ہو۔ بعض لوگ جو آپ ﷺ کی صرف روحانی معراج کے قائل ہیں۔ وہ اس آیت شریف میں غور نہیں کرتے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ دکھائے اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس سفر کے دوران جب مقام ضحبان میں پہنچا تو فلاں لوگ مجھ کو ملے۔ یہ قافلہ سو رہا تھا اور ایک طرف پانی کا برتن بھر کر ڈھک کر رکھا تھا میں نے اس کو کھول کر پانی پیا اور پھر اُسی طرح اُس کو ڈھک دیا۔ اَب وہ قافلہ مقام بیعۃ النعیم (مکہ کے قریب ایک مقام) کی طرف سے آرہا ہے اُن کے آگے ایک اونٹ پر ایک سیاہ اور ایک مٹیالے رنگ کے دو بورے لدے ہوئے ہیں۔ اگر یہ واقعہ خواب ہوتا تو قافلے والوں کے برتن سے پانی نہ غائب ہوتا۔ جیسا کہ انہوں نے آنے کے بعد تصدیق کی۔ دوسرے قافلے والوں نے بھی آنے کے بعد تصدیق کی کہ ہمارا اونٹ واقعی بھاگ گیا تھا اور ہم نے آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ یہاں اِس طرف آپ کا اونٹ ہے ہم نے کہا یہ آواز تو حضرت محمد ﷺ کی ہے۔ حضور علیہ السلام نے اُنہیں سلام بھی کیا۔

خواب میں تو ہر کس و ناکس طویل ترین مسافتیں پل بھر میں طے کر لیتا ہے اِس پر نہ کوئی انکار کرتا ہے اور نہ کوئی تعجب۔

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت کس طرح ایک اللہ تعالیٰ کے ولی نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے پلک جھپکنے میں اتنی دور سے بلقیس کا تخت آپ علیہ السلام کے حضور لا حاضر کیا۔ کیا آپ کی عقل یہاں کوئی توجیہہ پیش کر سکتی ہے کیا زمین و آسمان کے پیدا کرنے اور زمین پر پہاڑ نصب کرنے اور زمین و آسمان پر ہر چیز بنانے کی عقل کوئی دلیل پیش کر سکتی ہے۔

چنانچہ قاضی عیاض الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ میں رقم طراز ہیں:

”سلف صالحین اور امت مسلمہ کی غالب اکثریت کی رائے یہ ہے کہ اسراء جسم مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں ہوا

Marfat.com

اور یہی قول حق ہے اور حضرت ابن عباس، جابر، انس، حذیفہ، عمر ابوہریرہ، مالک بن معصعہ ابی حبہ البدری اور ابن مسعود سب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ضحاک، سعید بن جبیر، قتادہ ابن المسیب، ابن شہاب، ابن زید، حسن، ابراہیم، مفروق، مجاہد عکرمہ اور ابن جریج۔ ان کے علاوہ طبری، امام ابن حنبل رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت کا یہی قول ہے۔ نیز علماء متاخرین میں سے فقہاء، محدثین، متکلمین اور مفسرین کی اکثریت کا یہی قول ہے۔

(الشفا جلد اول صفحہ ۲۴۶ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت از ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۴۸۲)

سفر معراج کا واقعہ جمہور علماء کے نزدیک ۲۷ رجب کو ہوا ہے۔ اور یہ واقعہ حضور نبی کریم ﷺ کے طائف شریف کے واقعہ کے بعد اور مدینہ منورہ ہجرت سے پہلے رونما ہوا۔ بعض لوگوں کے نزدیک ہجرت ایک سال اور جمہور علماء کے نزدیک یا ۳ سال پہلے رونما ہوا۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے مخصوص فرمالیتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ (النساء)

ترجمہ: اے حبیب اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے۔

اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾ (بنی اسرائیل:۸۷)

ترجمہ: اے حبیب ﷺ! یقیناً اس کا فضل و کرم آپ پر بہت بڑا ہے۔

یہ ہے وہ بات جس کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام خواہش کرتے رہتے۔ یہ ہیں وہ خلعتیں جن کو دیکھ کر دوسرے پیغمبر علیہ السلام آپ علیہ السلام پر رشک کرتے رہے۔

کتنے خوش قسمت ہیں۔ وہ نعلین مبارک جو آپ کے جسم مبارک کے ساتھ مَس رہے۔ کتنا عظیم مرتبہ ہے اُن ذرات کا جو آپ کے نعلین مبارک سے چھوتے رہے۔

یہ وہ مسئلہ ہے کہ

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔

ترجمہ: آدمی اُس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اُس کی محبت ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کتاب مدارج النبوت کے آخری باب تکملہ میں فرماتے ہیں کہ ہر نبی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کسی نہ کسی صفاتی نام کا مظہر ہے اور آقا دو جہاں سرور دو عالم حضور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لفظ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام کے مظہر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام لفظ اللہ میں اللہ تعالیٰ کے سب صفاتی نام بھی شامل ہیں۔

Marfat.com

حُسن یوسف علیہ السلام دم عیسیٰ علیہ السلام ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کا حسن سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو زندہ کرنا اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا سورج کی طرح چمکتا ہوا ہاتھ اے میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصیات کو اکٹھا کیا جائے تو آپ علیہ السلام کی خصوصیات بنتی ہیں۔

آقا دو جہاں، سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے رکاب تھامی ہوئی تھی اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے باگ پکڑی ہوئی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دور چلے تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی آقا یہاں رُک جائیں اور دو رکعت نماز ادا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے عرض کی کہ حضور علیہ السلام یہ مقام جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوافل پڑھے ہیں آپ کی ہجرت کا مقام ہے۔ پھر کچھ دیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر فرماتے رہے۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے رکنے اور دو رکعت نماز ادا فرمانے کا عرض کیا۔ آپ نے دو نوافل ادا فرمائے اور پھر چل پڑے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے مدین میں موسیٰ علیہ السلام کے درخت کے پاس نماز ادا کی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے اور کچھ دیر بعد جبرئیل علیہ السلام نے رک کر دو نوافل ادا کرنے کا عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو کر چل پڑے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مقام طورِ سینا تھا۔ جہاں پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محویت اُس ذات پاک میں خاص کر اس سفر کے دوران اتنی تھی کہ محبوب، محبوب کی ملاقات کو جا رہا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون سی جگہ ہے تو آپ فرماتے مجھے معلوم نہیں۔ تو آپ عرض کرتے کہ یہ، یہ جگہ ہے۔ پھر آپ علیہ السلام آگے چل پڑتے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ﴿۱۷﴾ (النجم)

ترجمہ: نہ درماندہ ہوئی چشم مصطفیٰ اور نہ حد ادب سے آگے بڑھی۔

اس کے بعد پھر آقا دو جہاں علیہ السلام آگے چلے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مولد پر اُتر کر نماز ادا فرمائی۔

اِس سفر کے دوران آقا علیہ السلام نے ایک عفریت کو دیکھا جو آگ کا شعلہ لیے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں آپ کو ایسے کلمات نہ بتاؤں جس سے اِس کا شعلہ بجھ جاتے اور یہ منہ کے بل گر پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ضرور۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ دعا سکھائی:

قل اعوذ بوجه الله الكريم و بكلمات الله التامات التی لا يجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما ينزل من السماء ومن شر ما يعرج فيها و من شر ما ذرا فی الارض و من شر ما يخرج منها و من شر فتن اليل والنهار و من طوارق اليل والنهار الا طارقا

Marfat.com

یطرق بخیر یارحمٰن○ (ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۵۰۶)

حضور ﷺ نے یہ دعا پڑھی تو آگ کا شعلہ بجھ گیا اور عفریت منہ کے بل نیچے جا گرا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے منظر دیکھا کہ ایک قوم کھیتی باڑی کرتے ہوئے جو آج فصل بوتے ہیں۔ وہ دوسرے دن تیار ہو جاتی ہے۔ وہ اس کو کاٹ لیتے ہیں۔ تو پھر وہ دوسرے دن پھر تیار ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: جبرئیل یہ کیا ہے؟ آپ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ اللہ کے مجاہد ہیں۔ جن کی نیکیوں کو سات سو گنا کر دیا جاتا ہے اور جو وہ خرچ کرتے ہیں۔ ان کو اس کی جگہ اُسی وقت دے دیا جاتا ہے۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے بڑی دلکشا خوشبو سونگھی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ فرعون کی بیٹی کا بناؤ سنگھار کرنے والی کی ہے۔

یہ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز وہ فرعون کی بیٹی کی کنگھی کر رہی تھی کہ اس کی کنگھی گر گئی۔ اس نے کہا: اللہ کے نام سے اٹھاتی ہے فرعون ہلاک ہو۔ اس کی بیٹی نے کہا کہ کیا میرے باپ کے علاوہ بھی تیرا کوئی خدا ہے۔ وہ بولی خدا تو وہی اکیلا ہے جو مجھ کو اور تجھ کو اور سارے جہاں کو بنانے والا ہے۔ فرعون کو جب اس کی بات کا پتہ چلا تو اس نے اس کو اس کے خاوند اور اس کے دو بچوں سب کو اکٹھا کر لیا۔ ان کو کہا کہ مجھ کو خدا مانو۔ انہوں نے انکار کر دیا تو اس نے کہا۔ ایک دیگ میں تانبا گرم کرو۔ جب وہ خوب گرم ہو گیا۔ تو اس نے پھر کہا کہ مجھے خدا مانو ورنہ میں تم سب کو اِس میں ایک ایک کر کے ڈال دوں گا وہ پھر بھی نہ مانے۔ اس نے ان کے شیر خوار بچے کو پہلے اس میں ڈالا۔ تو خدا نے شیر خوار بچے کو زبان دے دی۔ اس نے کہا۔ اے میری ماں صبر کرنا اور حق سے منہ نہ موڑنا۔ تو ہی حق پر ہے۔ اس نے ایک ایک کر کے سب کو گرم گرم تانبے کی دیگ میں ڈال دیا۔

پھر آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے سروں کو کوٹا جا رہا ہے وہ پھر پہلے کی طرح صحیح ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز کی ادائیگی نہیں کرتے۔

پھر آپ نے ایسی قوم دیکھی جن کے آگے پیچھے چیتھڑے تھے وہ اونٹ اور بکریوں کی طرح چر رہے تھے اور ضریح (خاردار بوٹی) اور زقوم کھا رہے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے۔

پھر آپ نے ایسی قوم دیکھی ایک ہانڈی میں پکا ہوا مزیدار گوشت ہے۔ اور دوسری طرف بدبودار گوشت ہے۔ وہ لوگ اس حلال و پاک لذیذ گوشت کو چھوڑ کر بدبودار حرام گوشت کو کھا رہے ہیں۔ آپ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ وہ لوگ ہیں جن کے گھر میں حلال بیویاں ہیں۔ لیکن یہ ان کو چھوڑ کر بدکار عورتوں کے ساتھ بدکاری کرتے ہیں اور یہی حال اس بدکار عورت کا ہے جو اپنے خاوند کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے ساتھ بدکاری کرتی ہے۔

پھر آقا دو جہاں ﷺ نے ایک لکڑی کو دیکھا جو کوئی اس کے نزدیک ہوتا تھا۔ وہ اس کو پھاڑ دیتی تھی۔ جبرئیل علیہ

Marfat.com

السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کی اُمت کے وہ لوگ ہیں جو راستوں پر اکٹھے ہو کر بیٹھتے ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ جو خون کی نہر میں تیر رہا ہے۔ اُس کے منہ کو پتھر سے مارا جا رہا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ سود خور ہے۔

پھر آپ نے دیکھا ایک آدمی نے بڑی بھاری گٹھڑی باندھی ہوئی ہے جس کو وہ اٹھا نہیں سکتا اور اُس میں وہ اور اضافہ چاہتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کی اُمت کے وہ لوگ ہیں۔ جو لوگوں کی امانتیں ادا نہیں کرتے اُن میں اور اضافہ کرنے پر خواہشمند ہیں۔

پھر آپ نے منظر دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ قینچی سے کاٹے جا رہے ہیں اور وہ پھر اُسی طرح ہو جاتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو فتنہ باز خطیب ہیں۔ جو دوسروں کو کہتے ہیں اُس پر خود عمل نہیں کرتے ہیں۔

پھر آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ناخن تانبے کے ہیں جس سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو کھرچ رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے ہیں یعنی لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزتوں پر حملہ کرتے ہیں۔

سفر کے دوران آپ کو ایک خوبصورت عورت نے آواز دی جس کے سر پر دوپٹہ نہیں تھا۔ اس نے کہا: یا محمد انظرنی اسئلك۔ یارسول اللہ ﷺ توجہ فرمائیں میں کچھ سوال کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن آپ ﷺ نے اُس کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ اِس کی طرف توجہ فرماتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔

پھر آقا علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس کے سرخ ٹیلے سے گزرے۔ حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز ادا فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں سلام کیا۔ آپ علیہ السلام نے اُن کے سلام کا جواب دیا۔ پھر آپ ﷺ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ بیت المقدس پہنچ گئے وہاں پر جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ آپ نے دو رکعتیں ادا کیں۔ یہاں تمام انبیاء کرام علیہم السلام اجمعین حضور علیہ السلام کے استقبال کے لیے موجود تھے پھر اقامت پڑھی گئی۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر آگے امامت کے مصلّے پر کھڑا کر دیا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔

نماز ادا فرمانے کے بعد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا:

الحمد للہِ الذی اتخذنی خلیلاً وَّ اَعْطَانِیْ مُلْکًا عَظِیْمًا وَ جَعَلَنِیْ اُمَّةً قَانِتًا یُؤْتَمُّ بِیْ وَاَنْقَذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَ جَعَلَهَا عَلَیَّ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا۔

Marfat.com

ترجمہ: ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا۔ مجھے ملک عظیم عطا فرمایا۔ مجھے اپنا فرمانبردار بنایا۔ جس کی پیروی کی جاتی ہے۔ مجھے آگ سے بچا لیا۔ اور اُسے میرے لیے ٹھنڈا اور سلامتی والا بنا دیا۔

آپ علیہ السلام کے بعد حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر کیا۔ پھر حضرت سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبینا نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائی۔ اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے انعامات کو گنوایا۔ آخر میں آقا دو جہاں سرکارِ دو عالم سرورِ کون و مکان حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کی حمد وثناء فرمائی۔ آپ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِلْعَالَمِین وَ کَافَّةً لِلناس بشیرا و نذیرًا و انزل علی الفرقان فیه بیان کل شیءٍ و جعل اُمتی خیر اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلناس وَجَعَلَ اُمَّتِی وَسَطًا وَ جَعَلَ اُمتی هُوَ الاولون والاخرون و شرح لی صدری ووضع عنی وزری و رفع لی ذکری و جعلنی فاتِحًا و خاتما۔

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ جس نے مجھے سارے جہانوں کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث فرمایا اور مجھ پر فرقان نازل کیا اور میری اُمتوں کو تمام اُمتوں سے افضل بنایا۔ اور اُسے لوگوں کی بھلائی کے لیے پیدا فرمایا اور میری اُمت کو وسط بنایا اور میری اُمت ہی اول و آخر ہے۔ مجھے شرح صدر کی نعمت سے نوازا۔ میرا بوجھ مجھ پر سے اُٹھا لیا۔ میرے ذکر کو میرے لیے بلند فرما دیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔

یہ پیارے پیارے محبت بھرے الفاظ جب آقا علیہ السلام کے سب انبیاء علیہم السلام نے سنے تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر فرمایا:

بهذا فضلکم محمد صلی الله علیه وآله وسلم۔

انہیں احسالات اور انعامات کی بدولت محمد ﷺ ہم سب پر فضیلت پا گئے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تین برتن پیش کیے۔ جن میں سے ایک میں دودھ دوسرے میں شربت اور تیسرے میں پانی تھا۔

آقا دو عالم ﷺ نے دودھ کو پسند فرمایا، اور پیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ علیہ السلام کا دودھ پینا یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی اُمت ہدایت یافتہ ہو گی۔

(البدایہ والنہایہ تاریخ ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۱۶۲، ضیاء النبی جلد: ۲، صفحہ ۵۰۶ تا ۵۱۰)

Marfat.com

معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از بیت المقدس تا سدرۃ المنتہیٰ، از سدرۃ المنتہیٰ تا بیت المقدس)

حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس کے بعد آسمانوں پر جبرئیل علیہ السلام کے ہمراہ تشریف لے گئے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ (النجم)

ترجمہ: قسم ہے اِس (تابندہ) ستارے کی جب وہ نیچے اُترا۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

هو النبی ﷺ وهويه نزوله من السماء ليلة المعراج و جوذ على هٰذا ان يراد بِهَوَاهُ صَعُوْدُهٗ و عروجه عليه الصلوٰة والسلام الى منقطع الاين۔ (روح المعانی)

یعنی النجم سے مراد ذات پاک مصطفیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اِذ هَوٰی سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شب معراج آسمان سے واپس زمین پر نزول فرمانا (اور جب کوئی آسمان پر چڑھایا گیا ہو پھر ہی وہ واپس آتا ہے۔) اِس کے بعد آلوسی فرماتے ہیں۔ اِذ هَوٰی سے یہ مراد لینا بھی جائز ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شب معراج وہاں تک عروج کرنا جہاں مکان کی سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ (ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۵۱۳)

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝

ترجمہ: تمہارا (زندگی بھر کا) ساتھی نہ راہ حق سے بھٹکا اور نہ بہکا۔

آیت شریف میں مَا صَاحِبُكُمْ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ صاحب کا معنی سید اور مالک بھی ہے۔ صاحب البیت گھر کا مالک اور اِس کا معنی ساتھی اور رفیق بھی ہے۔ لیکن صرف ایسے ساتھی کو صاحب کہا جاتا ہے۔ جس کی رفاقت اور سنگت بکثرت ہو۔ رحمت دوعالم آقا دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنی قوم کو مکہ مکرمہ میں اپنے رب کی طرف بلایا اور دعوت توحید کا آغاز کیا۔ تو کافر کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) آپ (علیہ السلام) گمراہ ہو گئے ہیں۔ آپ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ اللہ جل شانہ نے پہلے قسم کھائی پھر ان کے الزامات کی تردید کی۔ اور فرمایا کہ ان کے قول و فعل و عمل و کردار میں کج روی اور گمراہی کا نام و نشان تک نہیں ہے اور نہ ہی ان کے عقیدہ میں کوئی کج روی اور غلطی ہے۔

اور صاحبکم کا لفظ فرما کر سب کو بتا دیا کہ اپنے پیارے صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تم شروع سے جانتے ہو۔ اِنہوں نے اپنی ایک عمر تم میں گزاری ہے۔ آج تک تم نے ایک ذرہ بھر کی بھی کج روی نہیں دیکھی۔ تم سب ان کو صادق و امین کے نام سے یاد کرتے ہو۔ زمانہ جاہلیت کی کوئی عادت کوئی خو تم نے ان میں نہیں دیکھی ہے۔ تو پھر تم کس طرح اور کس منہ سے اِن پر (نعوذ باللہ) گمراہ ہونے کا الزام لگاتے ہو۔ تمہیں شرم آنی چاہیے۔

Marfat.com

نیز اس آیت شریف سے وَوَجَدَكَ ضَالًّا کا معنی بھی صاف واضح ہوگیا ہے۔ ضالاً کا معنی گمراہ ہونا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرگرداں اور حیران ہونا ہے۔

یعنی اے نبی ﷺ اے میرے پیارے اے میرے محبوب آپ (علیہ السلام) کو میں نے اپنی محبت میں سرگرداں اور حیران پایا تو میں نے آپ ﷺ کو راہ بتائی راہ دکھائی۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝٣ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝٤

ترجمہ: اور وہ تو اپنی خواہش نفس سے بولتا ہی نہیں۔ نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

هُوَ کا مرجع قرآن کریم ہے۔ وہ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ هُوَ کا مرجع صرف قرآن نہیں۔ بلکہ قرآن کریم اور جو بات حضور علیہ السلام کی زبان فیض ترجمان سے نکلتی ہے۔ وہ سب وحی ہے۔ وحی کی دو قسمیں ہیں جب معانی اور کلمات سب مُنَزَّلٌ مِنَ اللہ ہوں تو وحی جلی کہتے ہیں جو قرآن کریم کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے اور جب معانی کا نزول من جانب اللہ ہو اور اُسے الفاظ کا جامع خود حضور ﷺ نے پہنایا ہو تو وحی خفی یا وحی غیر متلو کہتے ہیں۔ جیسے احادیث طیبہ۔ بعض علماء نے ان آیات کے پیش نظر حضور ﷺ کے اجتہاد کا انکار کیا ہے۔ لیکن جمہور علماء نے حضور ﷺ کے اجتہاد کو تسلیم کیا ہے اور ساتھ ہی تصریح فرمائی ہے یہ اجتہاد بھی باذن اللہ ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ خود ہی اس اجتہاد کی پاسبانی فرماتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ آپ نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے اُس وقت یہ فرمایا تھا جب وہ آپ کی ہر بات لکھتے تھے اور پھر لوگوں کے کہنے پر انہوں نے موقوف کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ خَرَجَ مِنِّي اِلَّا الْحَقُّ۔

ترجمہ: اے عبداللہ تم میری ہر بات لکھ لیا کرو۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میری زبان سے حق کے سوا کبھی کوئی بات نہیں نکلتی۔

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝٥ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝٧ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝٨ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝٩ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝١٠ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝١١ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝١٢ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝١٣ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝١٤ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝١٥ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝١٦ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝١٧ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝١٨

ترجمہ: انہیں سکھایا ہے زبردست قوت والے نے۔ اور وہ سب سے اونچے کنارے پر تھا۔ پھر وہ قریب ہوا پھر اور قریب ہوا۔ یہاں تک کہ صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ پس وحی کی اللہ نے اپنے محبوب بندے کی طرف جو وحی کی۔ نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا (چشم مصطفیٰ) نے کیا تم جھگڑتے ہو ان سے جو انہوں نے دیکھا۔ اور انہوں نے تو دوبارہ بھی دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس کے پاس ہی جنت

Marfat.com

الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ نہ درماندہ ہوئی چشم (مصطفیٰ ﷺ) اور نہ (حد ادب سے) آگے بڑھی۔ یقیناً انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

ایک مکتبہ فکر عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى سے لے کر لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى تک کی تفسیر کو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کی طرف منسوب کرتا ہے۔ عموماً یہ وہ لوگ ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے ان ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے قائل نہیں ہیں۔

دیدارِ الٰہی

اور دوسرے لوگ جو آنحضرت ﷺ کے چشم ظاہر سے بیداری میں اللہ تعالیٰ کے معراج شریف کے موقع پر سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیدارِ الٰہی کے قائل ہیں۔ وہ ان آیات بینات کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ مجددہٗ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

اور کیوں نہ ہو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تو آپ کے بُراق کی رکاب پکڑنے میں اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ اور جہاں آپ کی پرواز ختم ہو جاتی ہے۔ باوجود یہ کہ آپ کے چھ سو پَر ہیں۔ اور آپ سدرۃ المنتہیٰ سے زمین تک چشم زدن میں آجا سکتے ہیں۔ اور جہاں آپ فرماتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ اگر میں یہاں سے ایک بال کے برابر بھی آگے جاؤں تو میرے پَر جل جائیں گے۔

دوسرے مکتبہ فکر کے علماء کے سرخیل امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ان حضرات نے آیات کی تفسیر بڑی ہی خوبصورت فرمائی ہے۔

عَلَّمَهٗ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ شَدِيْدُ الْقُوٰى اور ذُوْ مِرَّةٍ اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو زبردست قوتوں والا دانا ہے۔ اُس نے اپنے نبی کریم ﷺ کو قرآن حکیم کی تعلیم دی۔ جیسے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وہ خدائے رحمٰن جس نے قرآن سکھایا۔ فَاسْتَوٰى کا فاعل نبی کریم ﷺ ہیں۔ یعنی حضور علیہ السلام نے قصد فرمایا جب کہ آپ سفر معراج میں اُفق اعلیٰ پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر نبی کریم رؤوف رحیم ﷺ مکان کی سرحدوں کو پار کرتے ہوئے لامکان میں رب العزت کے پاس فائز ہوئے اور وہاں فائز ہو کر فَتَدَلّٰى (سجدہ ریز ہو گئے) پس اتنے قریب ہوئے جتنی دو کمانیں جب انہیں ملایا جاتا ہے بلکہ ان سے بھی زیادہ قریب۔ اُس قربت کا کیا ہی کہنا۔ اِس کیفیت کو خدا تعالیٰ یا اس کے حبیب اُس کے محبوب ﷺ ہی جانتے ہیں۔ اور یہ کیفیت کتنی دیر رہی اس کو بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کا لاڈلا پیارا حبیب اُس کے محبوب ﷺ ہی جانتے ہیں۔

اِس حالت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر وحی فرمائی، جو وحی فرمائی۔

عرب شریف میں رواج تھا کہ جب دو سردار جو اپنے اپنے قبیلہ کے ہوئے تھے۔ آپس میں شیر و شکر ہو کر ایک دوسرے کے دفاع کے لیے قسمیں کھاتے تھے تو وہ دونوں اپنی اپنی کمانوں کو باہم ملا کر ایک تیر اُن میں رکھ کر چھوڑتے تھے یعنی اب ہمارے دوست بھی مشترکہ ہوں گے اور دشمن بھی مشترکہ ہوں گے۔ اور وہ ہمیشہ ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔

Marfat.com

اس حریم ناز میں اس حریم قدس میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے ذاتی انوار اور صفاتی تجلیات کا جو مشاہدہ ان بے قرار و بے تاب نگاہوں نے کیا دل نے اس کی تصدیق کی۔ اور تمہارا یہ جھگڑا کہ یہ دیکھا کہ یہ نہیں دیکھا۔ محض بے سود ہے۔ دکھانے والے نے جو دکھانا تھا۔ دکھا دیا۔ دیکھنے والے نے جو جی بھر کر دیکھنا تھا دیکھ لیا۔ تم لوگ بے مقصد آپس میں بحث کرتے ہو۔

یہ نعمت دیدار صرف ایک بار نہیں بلکہ اُترتے ہوئے دوسری بار بھی نصیب ہوئی اور یہ دوبارہ شرف دید سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہوا۔

دیکھیں اللہ تعالیٰ کس اہتمام سے ملاقات کا ذکر فرما رہتے ہیں اور کس محبت سے اپنے محبوب کی ملاقات کو بیان فرما رہے ہیں۔ اگر صرف حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات کا بتانا ہوتا تو اس اہتمام اور اس کیف انگیز اسلوب سے بیان نہ کیا جاتا۔ صرف ایک آیت ہی میں ملاقات کا ذکر کر دیا جاتا۔ لیکن یہاں عشق بے نیاز ہے سرافندگی ہے۔ اور دوسری طرف حُسن ہے شان صمدیت ہے اور شان بندہ نوازی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کا تصور ذہن میں رکھتے ہوئے محبت و چاہت میں ڈوب کر جب ہم یہ آیات پڑھیں گے تو اس کا کیف ہی اور ہوگا۔

اور کفار جو یہ کہتے تھے کہ (نعوذ باللہ) آپ ﷺ خود قرآن گھڑ لاتے ہیں۔ س کا جواب بھی اُنہیں مل گیا کہ اس کو سکھلانے والی تو رب کائنات کی ذات پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ مجدہ نے خود ہی یہ قرآن اپنے پیارے محبوب ﷺ کو سکھلایا ہے۔ اس کے علاوہ انتشار ضمائر کی وجہ سے جو پریشانی ذہن میں پیدا ہوتی ہے وہ بھی قرآن پاک کے معیار فصاحت سے مناسبت نہیں رکھتی ہے۔ اسی لیے ہم حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو تسلیم کرتے ہیں۔ (ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۵۲۲)

اس کے علاوہ احادیث میں جو بیان فرمایا گیا ہے۔ وہ بھی اس مفہوم کی تائید کے لیے کافی ہے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں اور یہ حدیث سب سے زیادہ محفوظ اور اعلیٰ پایہ کی ہے۔

ثُم عرج بنا الی السمآء سے لے کر حتی استحیت منہ تک۔ (الشفاء جلد اول صفحہ ۲۳۶)

ترجمہ: پھر مجھے اور جبرئیل کو ساتویں آسمان پر لے جایا گیا۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ آواز آئی کون ہے۔ (جبرئیل نے) کہا میں جبرئیل ہوں۔ پھر پوچھا گیا کہ ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا انہیں بلایا گیا ہے۔ جبرئیل نے کہا: ہاں۔ پس دروازہ کھلا میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے تشریف فرما ہیں۔ بیت المعمور وہ مقدس مقام ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ لیکن دوبارہ انہیں یہ سعادت نصیب نہیں ہوتی۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ (فقط مجھے لے جایا گیا) (اگر صرف جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات کا ذکر ہوتا تو پھر آگے کیوں سفر فرماتے۔) (مصنف) اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر اور اس کے پھل مٹکوں کے برابر ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر ڈھانپ لیا اس سدرۃ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس نے ڈھانپ لیا۔ تو

Marfat.com

وہ اتنا خوبصورت ہوگیا کہ مخلوق میں سے کوئی بھی اُس کے حسن و جمال کو بیان نہیں کرسکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی میری طرف جو وحی فرمائی۔ اور مجھ پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں وہاں سے اُتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ اُنہوں نے پوچھا فرمائیے۔ آپ کے رب نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا ہے۔ میں نے کہا: پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جائیے اور تخفیف کی التجا کیجیے۔ آپ کی اُمت اِس بوجھ کو نہیں اُٹھا سکے گی۔ میں نے بنی اسرائیل کو آزما کر دیکھا ہے۔ چنانچہ میں اپنے رب کی طرف لوٹا اور عرض کی اے پروردگار میری امت پر تخفیف فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے پانچ کم کر دیں۔ چنانچہ میں بار بار اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا اور موسیٰ علیہ السلام ان کو کم کرنے کا کہتے رہے اور اللہ تعالیٰ کم فرماتے گئے یہاں تک کہ یہ پانچ رہ گئیں پھر یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے محبوب یہ تعداد میں تو پانچ ہیں لیکن حقیقت میں پچاس ہیں۔ آپ کے اُمتیوں میں سے جس نے نیک کام کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کیا تو مین اُس کے لیے ایک نیکی لکھ دوں گا۔ اور اگر اس پر عمل بھی کیا تو دس نیکیاں لکھوں گا۔ اور جس نے برائی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کیا تو کچھ نہیں لکھا جائے گا۔ اور اگر اُس نے اِس بُرائی کو کیا تو اس کے بدلے ایک گناہ لکھا جائے گا۔ اس کے بعد میں اُتر کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ اور انہیں خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ پھر اپنے رب کے پاس جائیے اور تخفیف کے لیے عرض کیجیے تو آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں کئی بار اپنے رب کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ اَب مجھے شرم آتی ہے۔" (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۹۱)

ساتویں آسمان تک تو حضرت جبرئیل علیہ السلام گئے۔ یہاں تک کے لیے عُرِجَ بِنَا جمع کی ضمیر استعمال کی جارہی ہے۔ اس سے آگے جبرئیل علیہ السلام کی حد پرواز ختم ہوگئی اور حضور علیہ السلام کو اکیلے لے جایا گیا۔ اس لیے "ذَهَبَ بِيْ" میں واحد متکلم کی ضمیر استعمال کی گئی۔ پھر "اَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى اور فَاَوْحٰى اِلَيَّ مَآ اَوْحٰى میں جو یکسانیت ہے۔ وہ صاف ظاہر ہے۔ وحی کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس مقام پر وحی کی جارہی ہے۔ جہاں جبرئیل علیہ السلام کی مجال نہیں پھر فَرَضَ کا فاعل خود اللہ تعالیٰ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے جب ملاقات ہوئی تو واپس بارگاہِ الٰہی میں لوٹنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام کے پاس جانے کا مشورہ نہیں دیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام بار بار فرماتے ہیں۔ میں اپنے رب کی بارگاہ عزت و جلال میں شرف باریابی حاصل کرتا رہا۔

دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ سے وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى تک۔ (ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۵۲۵)

ان آیات بینات میں جتنا غور کریں صاف حقیقت واضح ہوتی جائے گی۔

نویں مرتبہ جب بارگاہِ الٰہی میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو نہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔ بلکہ آپ کی امت پر یہ مزید

Marfat.com

کرم فرما دیا کہ اگر نیکی کا ارادہ بھی کر لے تو ایک نیکی لکھی جائے اور اگر نیکی کرے تو دس نیکیاں لکھی جائیں اور اگر بُرائی کا ارادہ کرے تو کوئی برائی نہ لکھی جائے گی اور اگر برائی کر بیٹھے تو صرف ایک برائی ہی لکھی جائے گی۔

امت محمدیہ ﷺ پر کتنی مہربانی و شفقت فرمائی جا رہی ہے۔ آپ کی ذات والا برکات ہی کی وجہ سے ہمارے لیے صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔ ہم پر تیمم کی آیات اُتریں۔ ہمارے لیے تمام زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور ہمیں الحمد شریف عطا فرمائی گئی۔

ہم لوگوں کی کتنی خوش قسمتی ہے کہ ہمیں آقا علیہ السلام عطا فرمائے گئے۔ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی اُمت میں بھیجا گیا۔

گناہ گارم ولیکن خوش نصیبم

گناہ گار ضرور ہیں، لیکن خوش نصیب ہیں۔

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی میں کیا عطا فرمایا گیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں یا اُس کے محبوب ﷺ ہی جانتے ہیں۔ شاید یہ بھی کہا گیا ہو کہ اے میرے پیارے محبوب:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝

کہ آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اور آپ علیہ السلام کی اس وقت کیا ہی شان ہوگی، جب آپ ﷺ کو مقامِ محمود عطا فرمایا جائے گا۔ جب سرورِ کائنات ﷺ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوں گے۔ اور امت تمام طرف سے ناامید ہو کر صرف آپ علیہ السلام کے دروازے کے آگے گری ہوئی ہوگی۔ کسی کو اُس وقت خدا تعالیٰ کے حضور میں گفتگو کی مجال نہیں ہوگی۔

آپ کتنی ہی دیر سجدہ میں رہیں گے، تو رحمت الٰہی جوش میں آجائے گی۔ حکم ہوگا: اِرْفَعْ رَأْسَكَ يَا مُحَمَّدُ۔ اے میرے حبیب محمد (ﷺ) اپنا سرِ مبارک اٹھائیے۔ سَلْ تُعْطَ۔ آپ سوال فرمائیں۔ آپ کو عطا فرمایا جائے گا۔ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ۔ آپ شفاعت فرمائیں آپ کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝

ترجمہ: آپ کا رب آپ کو (اے حبیب ﷺ) اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اور آقا علیہ السلام جس امتی کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اس کو بھی دوزخ سے نکال لیں گے۔

اے میرے پروردگار، اے میرے اللہ تعالیٰ ہمارے نبی مکرم تاجدارِ کائنات، سرورِ کون و مکاں حضرت محمد ﷺ پر اتنی رحمتیں نازل فرما کہ ان کی کوئی گنتی ہی نہ ہو۔ اُس کا کوئی اندازہ ہی نہ ہو اور آپ کی روح مبارک کو ہماری طرف سے خوش فرما دے۔ اور یا اللہ تو ہمارے گناہوں پر پردہ ڈال دے تاکہ ہم تیرے حبیب پاک ﷺ کی بارگاہ میں شرمندہ نہ ہوں۔ کیوں کہ تو ستار العیوب ہے۔ ہمیں بخش دے۔ تمام امت مرحومہ کو بخش لے۔ کیوں کہ تو ہی غفار الذنوب ہے۔ گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیوں بار بار حاضر ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کیوں بار بار اپنے حضور آپ ﷺ کو بلاتا

Marfat.com

رہا۔اس راز کو اہلِ محبت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(الشفاء، جلد:۱،صفحہ ۲۳۵،۲۳۶،ضیاءالنبی جلد:۲،صفحہ ۵۳۹،۵۱۱) (فیض الباری،شرح البخاری،عمدۃ القاری)

یاالٰہی! تیری ذات پاک ہے ہم صرف وہی سمجھ سکتے ہیں۔جس کو تیری ذات پاک ہی سمجھائے۔تو یقیناً جاننے والا اور حکمت والا ہے۔(نثارالنبی ولدصوفی محمد ریاض ولدصوفی محمد چراغ)

معراج سے واپسی

اس کے بعد حضور علیہ السلام جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ واپس بیت المقدس اور پھر وہاں سے مسجد حرام میں تشریف لائے۔حضور نبی کریم ﷺ جب اس سفر مبارک سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے ان حالات ومشاہدات سے اپنی چچازاد بہن حضرت ابوطالب کی صاحب زادی اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کو آگاہ فرمایا۔اور اُنہیں یہ بھی بتایا کہ وہ صبح سویرے حرم شریف جا کر اپنی قوم سے یہ حالات بیان فرمائیں گے۔

حضرت ام ہانی نے اَز راہِ شفقت ومحبت حضور ﷺ کی چادر کا پلو پکڑ لیا۔اور عرض کی کہ آپ علیہ السلام کی قوم آپ ﷺ کی تکذیب کرے گی۔اور آپ علیہ السلام کا مذاق اڑائے گی۔آپ ﷺ اُن سے یہ حالات بیان نہ فرمائیں۔حضور اکرم ﷺ نے جھٹکا دے کر اپنی چادر کو چھڑایا اور حرم شریف کی طرف چل دیے۔آپ فرماتی ہیں۔اس وقت حضور اکرم ﷺ کے قلب انور سے نور کی ایک شعاع نکلی۔جس سے میری آنکھیں خیرہ ہوگئیں۔اور میں سجدہ میں گرگئی۔جب میں نے سجدہ سے سر اٹھایا تو آپ علیہ السلام تشریف لے جاچکے تھے۔میری ایک لونڈی تھی اس کا نام نبغہ تھا۔میں نے اس کو پیچھے بھیجا۔دیکھو حضور ﷺ کیا فرماتے ہیں۔اور لوگ کیا جواب دیتے ہیں۔جب وہ حرم شریف پہنچی تو اس نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کعبہ شریف اور حجراسود کے درمیان تشریف فرما ہیں۔اور لوگ آپ علیہ السلام کے گرد انبوہ کیے ہوئے ہیں۔ان میں مطعم بن عدی اور ابوجہل بھی تھا۔آپ علیہ السلام نے ان کو اپنے سفر کے حالات سے آگاہ فرمایا۔تو لوگوں نے ازراہِ حیرت شور مچانا شروع کر دیا۔کچھ لوگ سیٹیاں بجانے لگے۔کچھ لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو اپنے سروں پر رکھ لیا۔کچھ تالیاں بجانے لگے۔مطعم بن عدی نے کہا کہ ہم کیسے یہ یقین کریں کہ آپ اتنی جلدی اتنا زیادہ سفر طے کر کے آگئے ہیں۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مطعم تو نے اپنے بھتیجے کا دل دکھایا ہے تو نے ان کی تکذیب کی ہے۔غور سے سن میں ان کی باتوں کی تصدیق کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں جو کچھ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے وہ حق ہے، سچ ہے۔لوگ حضرت ابوبکر صدیق سے الجھ پڑے۔آپ نے فرمایا کہ میں تو اس کی بھی تصدیق کرتا ہوں کہ ان پر رات دن میں کئی کئی بار وحی آتی ہے۔

مشرکین نے آپ علیہ السلام سے طرح طرح کے سوالات کرنے شروع کر دیے۔حتیٰ کہ بیت المقدس کی کھڑکیوں دروازوں کی تعداد کے متعلق بھی معلوم کرنا شروع کر دیا۔آپ علیہ السلام کے آگے اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس تک کے درمیانی پردے اٹھا

Marfat.com

یے اور آپ ﷺ نے ان کے ہر ہر سوال کا صحیح صحیح جواب دینا شروع کر دیا۔ ہر ہر جواب پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ یہ سچ ہے۔ یہ سچ ہے۔ اور فرماتے میں گواہی دیتا ہوں اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلَ اللهِ کہ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا اَبَابَكْرٍ اِنَّ اللهَ سَمَّاكَ الصِّدِّيق۔

اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام صدیق رکھ دیا ہے۔

یہی نبغہ حضرت ام ہانی کی لونڈی کہتی ہے کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ حضرت ابوبکر کا نام صدیق اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر رکھا ہے اور آسمانوں سے نازل فرمایا ہے۔

اَب لوگوں نے آپ علیہ السلام سے راستہ کے حالات کے متعلق پوچھا اور راستہ کے قافلوں کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے راستہ کے قافلوں کے بالکل ٹھیک ٹھیک حالات نشانیوں کے ساتھ فرما دیے اور جب یہ قافلے واپس آئے تو انہوں نے ان واقعات کی تصدیق کی۔

اللهم صلی وسلم علی رسول الکریم الطاهرین طیبین الی یوم الدین ابدًا ابدا
برحمتك یا ارحم الرحمین۔

اوقات نماز کا تعین

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اسی روز زوال کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں بھیجا۔ وہ دو روز آپ ﷺ کی امامت فرماتے اور آقا علیہ السلام حرم شریف کے پاس اپنے صحابہ کرام کی امامت فرماتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے:

امنی جبرئیل عند البیت و لفظ شافعی والطحاوی والبیهقی عند باب البیت مرتین فصلی بی الظهر حین زالت الشمسُ و کانت قدر الشراك و صلی بی العصر حین صار ظل کل شیءٍ مثله و صل بی المغرب حین افطرَ صائم و صلی بی العشآءَ حین غاب الشفق و صلی بی الفجر حین حَرُم الطعام والشراب علی الصَّآئِمِ فلما کان الغد صلی بی الظهر حین کان ظله مثله و فی لفظٍ کوقت العصر بالامس و صل بی العصر حین کان ظله مثلیه و فی و صل بی المغرب حین افطر الصائم و صل بی العشاء الی ثلث اللیل الاول و هل بی الفجر فاسفر ثم النفت فقال یا محمد هذا وقت الانبیاء من قبلك والوقت ما بین هذین۔

Marfat.com

ترجمہ: جبرئیل علیہ السلام نے میری امامت کرائی بیت اللہ کے پاس اور امام شافعی طحاوی و امام بیہقی کے الفاظ میں بیت اللہ کے دروازے کے پاس دو مرتبہ۔ پہلے دن جبرئیل علیہ السلام نے مجھے ظہر کی نماز اِس وقت پڑھائی جب سورج ڈھلا اور سایہ صرف ایک تسمے کے برابر تھا۔ اور مجھے عصر کی نماز اُس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اُس کی ایک مثل ہو چکا تھا اور مجھے مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت روزے دار روزہ افطار کرتا ہے۔ مجھے عشاء کی نماز پڑھائی جب شفق غائب ہوتی ہے۔ اور مجھے صبح کی نماز پڑھائی جب روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ یعنی طلوع صبح صادق کے فوراً بعد۔ دوسرے روز پھر جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ اور انہوں نے مجھے اس وقت نماز ظہر پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اُس کی ایک مثل کے برابر ہو چکا تھا۔ اور عصر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اُس کی دو مثل ہو چکا تھا۔ مغرب کی نماز پڑھائی جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔ اور عشاء کی نماز پڑھائی جب رات کا پہلا تیسرا حصہ گذر چکا تھا۔ اور مجھے صبح کی نماز پڑھائی جب صبح کی روشنی پھیل چکی تھی پھر جبرئیل علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء علیہم السلام اجمعین کی نمازوں کا یہی وقت تھا۔ اور ہر نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے جن میں دو روز میں نے آپ کی جماعت کروائی۔

علامہ ابن کثیر کے مطابق پہلے مسلمان دو رکعتیں صبح اور دو رکعتیں شام کے وقت ادا کرتے تھے۔ شب اسریٰ جب پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ تو ظہر، عصر، عشاء کی بڑھا کر چار چار کر دی گئیں۔ اور مغرب کی نماز دو کی بجائے تین رکعتیں اور صبح کی نماز دو رکعتیں ہی رہنے دی گئی۔ بعد میں مسافروں کے لیے چار رکعتوں والی نمازیں چار رکعتوں کی بجائے دو رکعتیں کر دی گئیں اور تین رکعتوں والی نماز کو یوں ہی رہنے دیا گیا۔

انصار کے مشرف باسلام ہونے کا آغاز

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ (سورہ انفال ۷۴)

ترجمہ: اور جنہوں نے پناہ دی اور اُن کی امداد کی وہی خوش نصیب لوگ سچے ایماندار ہیں انہی کے لیے بخشش اور باعزت روزی ہے۔ (یہ آیت شریف انصار کے حق میں نازل ہوئی۔ اَب انصار کے مشرف بہ اسلام ہونے کا وقت آگیا۔)

حضور نبی کریم ﷺ نے بعثت کے تیرہ سال تک تبلیغ فرمائی لیکن سوائے چند لوگوں کے کسی کو بھی اسلام لانے کی توفیق نہ ہوئی۔ کون سی جگہ ہے جہاں آپ ﷺ نہ گئے ہوں اور کون سی سختی ہے جس کو آپ نے برداشت نہ کیا ہو۔ لیکن ان عقل کے اندھوں کو ہدایت نہ نصیب ہوئی۔ ان لوگوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔ خوش قسمتی نے بار بار ان کے دروازے پر دستک دی۔ لیکن ان کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ ان کے کانوں میں ثقل پڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات نے آگے پیچھے دیوار

Marfat.com

کھڑی کر دی اور اوپر سے اس کو ڈھانپ دیا۔لیکن یہ دیکھتے ہی نہ تھے۔نبی کریم ﷺ کا ہی اخلاق تھا کہ آپ نے ان کی ہر تیز و سست بات برداشت کی۔آپ ﷺ نے ہمت نہ ہاری۔ ہر لحظہ ہر گھڑی آپ ان کی ہدایت کے منتظر رہتے۔بجائے ہدایت پکڑنے کے اُلٹا انہوں نے آپ علیہ السلام کو بارہا قتل کرنے کی کوشش کی۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے ہاتھوں سے بچا لیا۔یہ لوگ تو اسلام کی شمع کو گُل کرنا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ:

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (سورہ الصف:۸)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کر کے رہیں گے چاہے کافر برا ہی مانیں۔

اور اِسی نور کو مکمل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی مدد کے لیے انصار مدینہ کو چُن لیا۔

من یھدی له فلا مضل له ومن یضلله فلا ھادی له۔

ترجمہ: جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اُس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کی قسمت میں خدا نے گمراہی لکھ دی ہے تو وہ ہدایت نہیں پا سکتا۔

یہ اُس کے فیصلے ہیں۔اس کی تقدیر ہے۔وہ مالک ہے۔جسے چاہے ہدایت دے جسے چاہے گمراہ ہی رکھے اس کا علم پاک ہے اس کی بے نیازی ہے۔جو وہ کرتا ہے اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔اور جو ہم کرتے ہیں اُس کی پرسش ہوگی۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت رویا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: اے اللہ تعالیٰ! جب تو نے مخلوق بنائی تو ایک کو دائیں ہاتھ والا بنایا اور ایک کو بائیں ہاتھ والا بنایا یا اللہ ہمیں دائیں ہاتھ والوں میں کرنا۔

ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ جمیلہ سے دعا کرتے ہیں یا اللہ تو غفور و رحیم ہے۔تیری شان پاک ہے۔تیرا ذکر بلند ہے۔دونوں جہانوں میں تیری ہی ثناء ہے۔ہمیں اپنے پیارے محبوب پاک ﷺ کے صدقے میں دائیں ہاتھ والوں میں سے کرنا۔بائیں ہاتھ والوں میں سے نہ کرنا۔ہمیں قیامت کو ہمارے اعمال پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں نہ پکڑانا۔ہمیں دائیں ہاتھ میں اعمال نامے پکڑانا اس دنیا میں تو جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے یا اللہ اس دنیا میں تو ہمیں رسول اللہ ﷺ کے صدقے میں بغیر حساب کے بخش دینا۔ہمارے اہل و عیال ہمارے ماں باپ بہن بھائیوں، دوستوں عزیزوں اور تمام مسلمانوں کو بخش دینا۔کیونکہ تو غفور و رحیم ہے۔یا اللہ نبی کریم ﷺ کی ساری اُمت کو بخش دینا۔اگر تو نہیں بخشے گا تو تجھے غفور و رحیم کون کہے گا۔اگر ہم گناہ نہیں کریں گے تو تُو کن کے عیبوں پر پردہ ڈالے گا۔کیونکہ تو تو ستار العیوب ہے۔غفار الذنوب ہے۔یا اللہ تو ہمیں قیامت کو نبی کریم ﷺ کے جھنڈے تلے رکھنا۔اور ہمارا خاتمہ بالایمان کرنا۔ہمیں آپ ﷺ کے عشق میں زندہ رکھنا۔ہمیں آپ ﷺ کے عشق میں موت دینا۔ہر لحظہ آپ ﷺ کی پیاری شان کو ہماری آنکھوں کے سامنے نمایاں کرتے رہنا۔اور قیامت کو آپ ﷺ کو مقام محمود عطا فرمانا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔اور ہم کو اُن کی شفاعت سے بہرہ مند فرمانا۔کیونکہ تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہے۔

Marfat.com

یا اللہ حضور نبی کریم ﷺ کی ساری امت پر رحم فرماتارہ۔ اُن پر کرم فرماتارہ ان کی تکلیفیں مصیبتیں دور کرتارہ۔ اُن کی پریشانیوں کو حل فرماتارہ۔ ان کو دور کرتے رہنا۔ اور اپنے پیارے حبیب پاک ﷺ کی امت کی مدد فرماتے رہنا۔ اور دشمنوں اور اغیار دین کے شروں سے اُن کو محفوظ فرماتے رہنا۔ اور ان سب کو شیطان مردود سے بھی اپنی پناہ میں رکھنا کیونکہ تو ہمارے رسول اللہ ﷺ کا رب ہے۔ (احقر العباد فقیر پُرتحصیر نثار النبی ولد صوفی محمد ریاض ولد صوفی محمد چراغ)

تحریک قبولِ اسلام کا آغاز

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو اپنے پاس بُلا یا۔ آپ علیہ السلام سے اپنی نصرت کا وعدہ فرمایا اور اِس نصرت کی ابتدا انصار مدینہ سے شروع ہوگئی۔

یہ دو قبیلے یثرب میں اوس و خزرج کے تھے۔ جو باہم بہت برسرپیکار رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِن کے دلوں میں اپنے پیارے حبیب ﷺ کی محبت ڈال دی تو یہ انصار بن گئے یعنی آپ علیہ السلام کی مدد کرنے والے بن گئے اور جب آپ علیہ السلام یثرب (فساد کی سرزمین) کیونکہ یہاں بہت وبائیں بیماریاں ہوا کرتی تھیں۔ تشریف لے گئے تو یہ یثرب سے مدینہ طیبہ بن گیا۔ اور اس کی بیماریاں اور اس کا فساد یہاں سے نکل گیا۔

لغت میں اَوس کا معنی عطیہ ہے اور خزرج ٹھنڈی ہوا کو کہتے ہیں۔

(الروض الانف جلد دوم صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳، ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۵۴۶)

اوس خزرج دونوں بھائی تھے ان کے والد کا نام ثعلبہ اور ان کی والدہ کا نام قیلہ تھا۔

سبل الہدیٰ کے امام محمد یوسف ثعلبی کے مطابق ان کا شجرہ نسب یہ ہے:

اوس و خزرج بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر ماء السماء بن حارثہ بن امرو بن ثعلبہ بہلول بن مازن زاد السفر بن ازد بن غوث بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا اِسمہ عامر بن یشجب بن یعرب بن قحطان یقطن۔

بیت عقبہ سے بہت پہلے ایک دفعہ اوس کا ایک وفد اپنے مخالف قبیلے خزرج کے خلاف مدد مانگنے کے لیے اہلِ مکہ کے پاس آیا۔ اس کا سردار ابو الحسیر تھا۔ اُن کے ساتھ ایک ایاس نامی نوجوان بھی تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حسبِ معمول اس قافلے والوں کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف بلایا۔ اور ان کو قرآن پاک کی آیات بینات سنائیں۔ ایاس بن معاذ ان آیات کو سُن کر بہت متاثر ہوا۔ اس کا دل تھا کہ اہلِ مکہ سے معاہدہ نہ کریں اور حضور نبی کریم ﷺ کی بات کو تسلیم کرلیں۔ لیکن ابو الحسیر نے خاک اٹھا کر اُس کے منہ پر ماری۔ اور اس کو جھڑک دیا لیکن آپ کی تعلیمات اُس کے دل میں گھر کر گئیں اور جب وہ مَرا تو تسبیح و تہلیل کر رہا تھا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ اور ہے کہ ایک دفعہ معاذ بن رفاعہ بن رافع عن ابیہ عن جدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے

Marfat.com

خالہ زاد بھائی معاذ بن عفرا کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ مکہ پہنچے۔ جب اونچے درے سے نیچے اترے تو انہوں نے ایک شخص کو ایک درخت کے سائے کے نیچے بیٹھے ہوئے پایا۔ ہم نے زمانہ جاہلیت کے رواج کے مطابق انہیں سلام کیا انہوں نے اسلام کے طریقہ کے مطابق اس کا جواب دیا۔ ہم نے پوچھا آپ کون ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے سواریوں سے نیچے اترو۔ ہم نیچے اتر کر ان کے پاس بیٹھ گئے۔ اور کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ یہاں ایک نبی مبعوث ہوئے ہیں جو طرح طرح کی باتیں کرتے اور دعوے کرتے ہیں۔ اس شخص نے جواب دیا کہ وہ نبی میں ہی ہوں۔ ہم نے کہا کہ اپنا دین ہمیں پیش فرمائیں۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ زمین و آسمان کو کس نے پیدا کیا۔ ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ آپ لوگوں کو کس نے پیدا کیا۔ ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ نے۔ پھر آپ علیہ السلام نے ہمیں پوچھا کہ تم لوگ جس کی عبادت کرتے ہو اُن کو کس نے بنایا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہمارے ہاتھوں نے۔ پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ عبادت کا زیادہ حقدار خالق ہے یا مخلوق؟ ہم نے کہا کہ خالق ہے۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اس بات کے زیادہ حقدار ہو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو بجائے اس کے کہ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے ان بتوں کی پوجا کرو۔ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ عزوجل کی عبادت کرو اور یہ گواہی بھی دو کہ اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ میں اس کا رسول (ﷺ) ہوں۔ نیز اپنے قریبی رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرو۔ اور لوگوں پر زیادتی کرنا چھوڑ دو۔ ہم نے کہا کہ بفرض محال اگر آپ علیہ السلام کی بات درست نہ بھی ہو تب بھی یہ باتیں آپ علیہ السلام کی مکارم اخلاق اور محاسن اطوار کی ہیں میرا خالہ زاد بھائی معاذ بن عفرا آپ کے پاس بیٹھا رہا۔ اور میں طواف کرنے کے لیے حرم شریف کی طرف چل دیا۔ رافع کہتے ہیں میں نے جب بیت کا طواف کر لیا تو میں نے فال کے لیے سات تیر لیے اور ایک تیر پر حضور نبی کریم ﷺ کا نام مبارک لکھا اور کعبہ کی طرف منہ کر کے اپنے دل میں کہا کہ یا اللہ اگر محمد ﷺ کا دین سچ ہے تو ساتوں بار ان کا تیر نکال۔ میں نے سات مرتبہ فال نکالی ساتوں مرتبہ آپ کے نام مبارک والا تیر نکلا۔ میں بے اختیار ہو کر چیخ اٹھا:

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله۔

میرا کلمہ شہادت سن کر لوگوں کی میرے اردگرد بھیڑ لگ گئی۔ اور لوگ مجھے مجنون رجل صباء یعنی یہ پاگل ہے اپنے دین سے برگشتہ ہو گیا ہے۔ میں نے کہا: بل رجل مومن۔ یعنی وہ مرد ہوں جس کا دل نور ایمان سے روشن ہو گیا ہے۔

جب میں وہاں سے واپس رسول اکرم آقا دو جہاں ﷺ کے پاس آیا تو مجھے دور سے ہی دیکھ کر معاذ بن عفرا نے کہا کہ رافع تم جو چہرہ لے کر گئے تھے اس کے ساتھ واپس نہیں آئے۔

چنانچہ ہم دونوں مسلمان ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں سورۃ یوسف اور سورۃ اقراء پڑھائی۔ چنانچہ ہم ان دو سورتوں کے ساتھ واپس مدینہ پاک چلے آئے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد جلد سوم صفحہ ۲۶۴، ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۵۵۷)

Marfat.com

مقامِ ہجرت

یثرب جو بعد میں مدینہ طیبہ بنا۔ مکہ مکرمہ سے تقریباً دوسو اسی میل شمال میں واقع ہے۔ یہ پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع مستطیل ہے جس کا رقبہ طول تقریباً بارہ میل ہے۔ اور عرض تھوڑا کم ہے اس کے جنوب میں جبل عیر ہے۔ جو کافی بلند ہے شمالی حد والے پہاڑ کا نام جبل ثور ہے۔ دائیں اور بائیں یعنی شرقاً غرباً لاوے کی دیواریں ہیں۔ جنہیں ''لاہتین'' یا ''حرتین'' کہتے ہیں مشرقی جانب حرہ واقم اور غربی جانب حرہ وبرہ ہے میدان کے جنوبی اور مشرقی حصے کی سطح کسی قدر بلند ہے۔ اس لیے یہ عالیہ یا عوالی کہلاتا ہے۔ پھر جیسے جیسے شمالی جانب جائیں سطح کسی قدر پست ہوتی جاتی ہے۔ میدان کے بیچ میں چھوٹے بڑے ٹیلے ہیں مثلاً جبل سلع جو شہر مدینہ سے قریب شمالی جانب ہے اس سے آگے جبل زباب اور آگے وادی قناۃ کے جنوبی کنارے پر جبل عینین یا جبل رماۃ ہے۔ اس وادی کے شمال میں جبل عینین کے سامنے جبل احد ہے جو خاصہ بلند اور طویل ٹیلہ ہے۔

اس کے علاوہ اس کی وادیاں ہیں جن میں پانی بارش کے وقت بھر جاتا ہے ان میں۔

۱- وادی رانونا ۲- حرہ واقم م ہزور ۳- وادی مذنیب
۴- وادی بطحان ۵- وادی عقیق ۶- وادی زغابہ

آبادیاں

مدینہ منورہ میں پہلے چھوٹی چھوٹی آبادیاں تھیں۔

۱- ان میں قبا مدینہ منورہ سے تین میل جنوب میں جہاں سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ پہنچے۔
۲- عالیہ یا عوالی جنوب مائل بہ شرق یہ واقع ہے۔
۳- یہود کے قبیلہ بنی نضیر کی بستی وادی مذنیب کے جنوبی کنارہ پر کعب بن اشرف کے قلعہ کے پاس۔
۴- یہود بنی قریظہ کی بستی عوالی میں وادی مہزور کے جنوبی کنارے پر تھی۔
۵- بنی ظفر بن عبدالاشہل بن حارثہ اور بنی معاویہ کی بستیاں۔
۶- یثرب یہ بڑی بستی جبل سلع کے شمال مغرب میں وادی قناۃ و وادی بطحان کے مقام کے اتصال پر واقع تھی۔
۷- قبا اور مدینہ منورہ کے درمیان کئی بستیاں تھیں۔ بنی سالم کا محلہ یہاں ہی واقع تھا۔
۸- یہ حضرت عبدالمطلب کے ننہیال کی آبادی یعنی یہاں حضرت ابوایوب انصاری کا مکان واقع تھا۔ یہاں حضور اکرم ﷺ نے ابتدائی سات مہینہ قیام فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے یہیں زمین خرید کر مسجد تعمیر کروائی۔ ازواجِ مطہرات کے حجرے تعمیر کروائے۔ آگے چل کر یہاں آبادی نے شہر کی شکل اختیار کر لی اور یہی مقام مدینۃ النبی ﷺ اور مدینہ

Marfat.com

الرسول ﷺ کے نام سے مشہور ہوا۔ (ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۵۵۸)

مدینہ منورہ کا ماحول

مدینہ منورہ کے جنوب مشرق اور شمال مشرق میں کھجور کے گھنے باغات تھے۔ شمال مشرق میں اُحد تک ایسے یہ باغات تھے شمال جانب تھوڑا سا حصہ خالی تھا۔ یہاں ہی جنگ احزاب میں خندق کھودی گئی تھی۔

یثرب کے باشندے

علامہ نور الدین سمہودی (وفاء الوفاء) کے مطابق یثرب کے بانی عمالقہ تھے جو عملاق بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السالم کی نسل سے تھے۔ بحرین، عمان، حجاز کا سارا علاقہ شام اور مصر کی حدود تک ان کے زیرنگیں تھا۔ عمالقہ میں سے سب سے پہلے یثرب شہر کی نشاندہی یثرب بن مہلال بن عوض بن عملیق نے کی اور اسی کے نام پر اس کا نام یثرب پڑا۔

(مقدمہ ابن خلدون ۱۳۹ المجلد الثانی القسم الاول بمطابق ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۵۶۱)

علامہ یاقوت حموی کے مطابق عمالقوں نے یہاں سب سے پہلے کھیتی باڑی کی۔ کھجور کے درخت لگائے مکانات اور قلعے تعمیر کیے۔

یہودیوں کی آمد

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ایک لشکر فرعونیوں پر غلبہ کے بعد شام کو فتح کرنے کے لیے اور دوسرا لشکر حجاز کو فتح کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ جہاں عمالقہ آباد تھے ان لوگوں نے حجاز کے باشندوں کو دین موسوی قبول کرنے کے لیے کہا لیکن یہاں کے بادشاہ ارقم بن ارقم سمیت کسی بھی عمالقہ نے دین موسوی قبول نہ کیا۔ تو ان سب نوجوانوں کو لشکر نے تہ تیغ کر دیا سوائے ایک نہایت خوبصورت نوجوان کے جس کے حسن کے سبب وہ اس کو ساتھ واپس لے گئے۔ اتنی دیر میں یہاں موسیٰ علیہ السلام وصال فرما چکے تھے۔ بنی اسرائیل کے لوگ ان پر اس بات پر بہت خفا ہوئے کہ انہوں نے اس نوجوان کو کیوں قتل نہیں کیا۔ تم نے اپنے نبی علیہ السلام کی حکم عدولی کی۔ اَب یہاں تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں یہاں سے نکل جاؤ۔

ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور سب لوگ یہاں یثرب آ کر جہاں انہوں نے فتح حاصل کی تھی آباد ہو گئے اس کے علاوہ یہاں آباد ہونے کی وجہ یہ بھی تھی کہ ان کے علماء نے ان کو بتایا تھا کہ آخری نبی ﷺ یہاں مبعوث ہوں گے۔ وہ یہاں آباد ہو کر ان کا انتظار کرنے لگے۔ لیکن جب حق ظاہر ہو گیا اور آپ ﷺ یہاں تشریف لے آئے تو حسد کے مارے جانتے بوجھتے اور آپ ﷺ کو پہچاننے کے باوجود آپ ﷺ کا انکار کر دیا۔

امام ابن جریر طبری کے مطابق جب بخت نصر نے شام کو فتح کیا۔ تو چند قبائل نے وہاں سے بھاگ کر یثرب کو اپنا وطن

Marfat.com

بنایا۔ اِس زمانہ سے یہود کے دو قبیلے یہاں آباد ہوئے۔ان کی تعداد بڑھی تو یہ پچیس قبیلے بن گئے۔انہوں نے یہاں مختلف قلعے تعمیر کر لیے ان یہودیوں کے قلعوں کی تعداد ۵۹ تھی۔

اوس وخزرج کی آمد

یہ دونوں سگے بھائی تھے۔جو قحطان کی اولاد سے تھے۔ان کا آبائی وطن یمن تھا جہاں پر ڈیم تھا۔جب یہ ڈیم تباہی کے نزدیک پہنچا تو اوس وخزرج کے جد اعلیٰ عمرو بن عامر نے یہاں سے اپنا سب کچھ بیچ کر ہجرت کی اور وہاں سے اپنی سب اولاد کو نکال لایا۔پیچھے سے ڈیم تباہ ہوگیا اور وہاں باغات مکانات وغیرہ ہر چیز تباہ ہوگئی اور وہاں آثار کے طور پر صرف چند جھاڑیاں وغیرہ رہ گئیں۔اس کا ذکر قرآن پاک میں سورۃ ''سبا'' میں آتا ہے۔

اُس نے اپنے قبائل کو عرب کے مختلف علاقوں کی خوبیاں بتائیں۔

تو قبیلہ ازد نے عمان میں سکونت اختیار کی اس کا بیٹا وداعہ ہمدان میں جا کر آباد ہوا۔بنی خزاعہ نے بطن مرّ کو اپنا وطن بنایا اور اوس وخزرج نے یہاں یثرب میں آکر رہائش اختیار کر لی کیونکہ یہاں نخلستان تھے اور قحط کے زمانہ میں یہاں پھلدار درخت تھے۔

آل جفنہ شام کے دو شہروں میں آباد ہوئے اور جزیمہ الابرش بنی عسان حیرہ کے لوگ عراق میں آکر آباد ہوئے۔

خود عمرو بن عامر پر اپنے فرزندوں اور اپنے خاندان کے ساتھ بنی ازد کے قبائل کو ہمراہ لے کر مارب سے یثرب کی طرف روانہ ہوا اور ازد کے چند قبائل اور اس کا بیٹا عمران سراۃ اور مکہ کے درمیان علاقہ میں ٹھہر گیا۔یہاں سے یہ قافلہ آگے چلا۔تو وہ ایک چشمہ پر پہنچے جس کا نام غسان تھا یہاں سے ''لحی'' جس کا نام ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن حارثہ تھا۔قافلہ سے جدا ہو کر مکہ آیا اُس نے بنو جرہم کے بادشاہ عامر جرہمی کی بیٹی سے شادی کی اس کے بطن سے عمرو بن لحی پیدا ہوا جس نے عرب میں بت پرستی کا آغاز کیا۔اور دین ابراہیمی میں طرح طرح کی تحریفیں کی۔اور اس کا حلیہ بگاڑ دیا ان کی اولاد خزاعہ کے نام سے موسوم ہوئی۔

اوس وخزرج کے قبائل جب یثرب پہنچے تو اس وقت وہاں کے تمام زرعی زمینیں تجارتی منڈیاں اور بازار یہودیوں کے قبضہ میں تھے۔اوس وخزرج ان کے ساتھ مل کر اپنا وقت گزارتے رہے انہوں نے یہودیوں سے اپنا معاہدہ کر لیا تھا۔زمانہ کے نشیب وفراز کے بعد یہودی یہاں کمزور ہو گئے اور اوس وخزرج یہاں مضبوط ہوتے گئے۔جب یہود نے دیکھا کہ یہ قبیلے بہت مضبوط ہو رہے ہیں تو انہوں نے ان دونوں قبیلوں میں بدگمانیاں پیدا کرنی شروع کر دیں۔اس طرح ان کی آپس میں جنگیں شروع ہوگئیں۔

پہلی صدی عیسوی سے چھٹی صدی عیسوی تک اوس وخزرج میں خونریزی کا بازار گرم رہا۔

واقعۂ ہجرت سے چار یا پانچ سال پہلے اوس وخزرج میں ایک بہت ہی خونریز جنگ ہوئی۔جس میں دونوں قبیلوں کے سینکڑوں لوگ مارے گئے۔یہ جنگ بعاث کے مقام پر لڑی گئی۔اس کو جنگ بعاث کہتے ہیں اس جنگ میں قبیلہ اوس کے

Marfat.com

سردار کا نام حفیر تھا جو حضرت اُسید کا والد تھا۔ یہ بھی اس جنگ میں مارا گیا۔ قبیلہ خزرج کے سردار کا نام عمرو بن لحمان البیاضی تھا۔ یہ بھی اس جنگ میں مارا گیا۔ لڑائی کے آثار میں خزرج کا پلڑا بھاری تھا۔ بعد میں ہلکا ہوگیا۔ اور اوس کو فتح حاصل ہوئی۔ یہ سب یہودیوں کی سازش تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کے بعد یہ سب لوگ آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ یہودی پھر بھی ان میں ہمیشہ آگ بھڑکانے کی کوشش کرتے رہے لیکن ناکام رہے۔

قبائل انصار میں اشاعت اسلام کا آغاز

جب آقا دو جہاں سرکارِ دو عالم ﷺ کو لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے گیارہ سال ہو گئے اور آپ نے اس راستے میں ہر ہر طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں سہیں۔ لیکن آپ علیہ السلام کے پائے استقلال میں ذرا فرق نہ آیا۔ ایک دن خزرج قبیلہ کے چھ افراد رجب کے مہینہ میں عمرہ کی غرض سے مکہ معظمہ آئے۔ وہ عقبہ کے پاس ٹھہرے۔ جو مکہ معظمہ کے پاس دو میل کے فاصلے پر ایک گھاٹی ہے۔ حضور اکرم ﷺ حسبِ معمول ان کے پاس بھی تشریف لے گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔

یہ لوگ چونکہ یہود کے پڑوس میں رہتے تھے اور ان کی ان سے چھیڑ چھاڑ رہتی تھی۔ تو یہود ان سے کہتے تھے کہ عنقریب ایک نبی (علیہ السلام) آنے والے ہیں ہم ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اور پھر اس نبی (علیہ السلام) کے ساتھ مل کر ہم تم لوگوں کو قوم عاد و اِرم کی طرح قتل کر دیں گے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے اِن کے سامنے ہدایت اسلام پیش کی تو یہ آپس میں کہنے لگے یہ تو وہی نبی (ﷺ) معلوم ہوتے ہیں جن کی بشارت یہودی ہمیں دیتے آرہے ہیں۔ ہم اس سے پہلے کہ یہودی ان پر ایمان لا کر ہم پر غالب آجائیں ہم ان پر ایمان لے آتے ہیں۔ چنانچہ وہ چھ کے چھ آقا دو جہاں پر ایمان لے آئے اور کلمہ شہادت پڑھا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کا پیغام دوسرے لوگوں تک بھی پہنچائیں گے۔ کیونکہ لڑائیوں نے ہمیں اندر سے پارہ پارہ کر دیا ہے۔ اگر ہماری قوم بھی ایمان لے آئی تو آپ ﷺ ہم میں ہم سب سے معزز و محترم ہوں گے۔ ان افراد کے نام یہ ہیں:

۱- ابوامامہ اسعد بن زراہ رضی اللہ عنہ۔ یہ سب سے پہلے اسلام لائے۔ یہ بنی نجار کی شاخ میں سے تھے۔
۲- عوف بن حارث ابن عفرا۔
۳- رافع بن مالک رضی اللہ عنہ۔ یہ بنی زریف سے تھے۔
۴- قطبہ بن عامر بن حدیدہ رضی اللہ عنہ یہ بنی سلمہ سے تھے۔
۵- عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا تعلق بنی خرام سے تھا۔
۶- جابر بن عبداللہ بن رعناب رضی اللہ عنہ یہ قبیلہ بنی عبید سے تھے۔

یہ سب لوگ مدینہ میں اپنی قوم کے پاس آئے اور سب لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ کے نبی مبعوث ہونے اور آپ علیہ

Marfat.com

السلام کی ہدایات کے متعلق بتایا۔ اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی حتیٰ کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی ایسا گھر نہیں تھا جس میں حضور ﷺ کا ذکر خیر نہ ہوتا ہو۔ (سیرت النبی ﷺ ابن ہشام ابن اسحاق جلد اول مطبوعہ ستمبر ۱۹۸۹، صفحہ ۲۸۷، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

آئندہ سال حج کے موقع پر جو انصار یہاں آئے۔ ان کی تعداد بارہ تھی۔

یثرب سے آنے والا قافلہ

اِس دفعہ حج کے لیے یثرب سے آنے والوں میں پہلے پانچ لوگ بھی شامل تھے۔ سوائے چھٹے جابر بن عبداللہ۔

۱- اسد بن زراع بن عدس یعنی ابوامامہ۔

۲،۳- عوف اور معاذ نصرا کے دونوں بیٹے۔

۴- رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔

۵- اور زکوان بن عبدقیس بن خلدہ بن مخلہ بن عامر بن زریق۔ ابن ہشام کے مطابق زکوان مہاجر بھی ہیں اور انصاری بھی ہیں۔

۶- بنی عوف بن خزرج میں سے جن کو قواقل کہتے ہیں۔ عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرام بن فہر بن ثعلبہ بن غنم۔

۷- اور عبدالرحمٰن یعنی یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن احرام بن عمرو بن عارہ جو بنی غعینہ میں سے اُن کے حلیف تھے۔

۸- ابن اسحاق کے مطابق بنی سالم بن عوف بن خزرج میں سے عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان۔

۹- بنی خزرج کی شاخ میں سے عقبہ بن عامر۔

۱۰- اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر اور بنی اوس قبیلہ سے دو صاحبان۔

۱۱- عویم بن ساعدہ بن اوس بن عوف بن مالک۔

۱۲- ابوالہیثم بن التیہان۔

یہ بارہ لوگ آقا علیہ السلام کے پاس حج کے موسم میں آئے۔ اور عقبہ کے مقام پر حضور ﷺ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔

حضرت عبادہ بن صامت ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے آپ ﷺ کے دست حق پرست پر اس بات پر بیعت کی کہ ''ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ ہم چوری نہیں کریں گے۔ ہم بدکاری نہیں کریں گے۔ ہم اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے۔ اور کوئی جھوٹا الزام جو ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیا ہو نہیں لگائیں گے۔ اور کسی بھی نیک کام میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم نے اس معاہدہ کو پورا کیا تو تمہیں جنت ملے گی۔ اور اگر تم نے کسی شرط کو پورا نہیں کیا تو تمہارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا۔ چاہے تو عذاب دے چاہے بخش دے۔

Marfat.com

اسی طرح کی بیعت حضور ﷺ نے ہجرت کے بعد عورتوں سے لی تھی جس کا ذکر سورۃ الممتحنہ میں آتا ہے۔

جو بیعت آپ ﷺ نے لی۔ اس کو ''بیعت العقبۃ الاولیٰ'' لیکن امام یوسف بن محمد الصالحی کے مطابق پہلی چھ لوگوں کی بیعت کو بیعت عقبہ الاولیٰ اور بارہ آدمیوں والی بیعت کو بیعت عقبہ الثانیہ کہتے ہیں۔ جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو حضور ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ مصعب بن عمیر بن ہاشم رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا اور حکم فرمایا کہ نومسلموں کو قرآن پاک کی ہدایت دو۔ یعنی ان کو پڑھاؤ اور دین کے بنیادی احکام ان لوگوں کو سکھاؤ۔ جوامع السیرۃ ابن حزم کے مطابق اور عیون الاثر کے ابن سید الناس کے مطابق حضور ﷺ نے دو مبلغ مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم یثرب بھیجے تھے۔

چونکہ اوس وخزرج قبیلے دونوں ایک دوسرے کے پیچھے نماز ادا کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ کیوں کہ ان کی پرانی عداوت تھی۔ اس لیے سب نے مصعب بن عمیر کو متفقہ اپنا امام بنالیا۔ مصعب کو یثرب میں ''مقری'' کہا جاتا تھا۔ یہ یثرب میں اسد بن زرارہ کے پاس ٹھہرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یثرب میں آپ کی طرف لکھا کہ نماز جمعہ قائم کی جائے۔ جب پہلی نماز جمعہ قائم ہوئی تو اس وقت مسلمانوں کی جمعے میں چالیس کی تعداد تھی۔

(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد:۳، صفحہ ۲۸۱، ۲۸۳، السیرۃ الحلبیہ، جلد:۱، صفحہ ۴۱۰) (ضیاء النبی جلد:۲، صفحہ ۵۸۴)

اسید بن حضیر کا قبولِ اسلام

ایک روز ابوامامہ رضی اللہ عنہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر کی طرف بنی ظفر کے ایک باغ میں گئے جو ابوامامہ (اسد بن زرارہؓ) کے خالہ زاد بھائی سعد بن معاذ بن نعمان بن امریٰ القیس بن زید بن عبدالاشہل کا تھا۔ اس باغ میں ایک کنواں تھا۔ جس کو بئر مرق کہتے ہیں یہ دونوں ابوامامہ اور مصعب بن عمیر اس باغ کے اندر آ کر بیٹھ گئے۔ اور چند اور نومسلم بھی ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر کو اس کی خبر ہوئی یہ بھی اسلام نہیں لائے تھے اور اپنی قوم عبدالاشہل کے سردار تھے۔ سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا۔ ان دونوں آدمیوں ابوامامہ اور مصعب بن عمیر کو میرے باغ سے نکال آؤ۔ کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارے جاہلوں کو بہکا کر مسلمان نہ کرلیں۔ اور چونکہ ابوامامہ میرے خالہ زاد بھائی ہیں اس سبب سے میں نہیں جاتا تم جاؤ۔ اسید بن حضیر اپنا ہتھیار لے کر باغ میں آیا۔ ابوامامہ نے مصعب بن عمیر سے کہا کہ اسید بن حضیر اپنی قوم کا سردار ہے۔ اس کے سامنے اسلام پیش کرو اتنے میں اسید بھی آیا۔ اور آتے ہی کہنے لگا کہ تم یہاں سے نکل جاؤ۔ تم لوگ ہمارے جاہلوں کو گمراہ کر رہے ہو۔ مصعب نے کہا: بیٹھ جاؤ اور ہماری بات سنو۔ اگر اچھی معلوم ہوئی تو مان لینا ورنہ جو تمہارا دل چاہے کرنا۔ اس نے کہا: یہ آپ نے انصاف کی بات کی ہے۔ وہ بیٹھ گیا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اُس کے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن پاک کی تلاوت بھی کی۔ قرآن پاک سنتے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کا دل نور ایمان سے روشن کر دیا۔ اس نے کہا: سبحان اللہ بہت اچھا کلام ہے۔ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: تم اٹھ کر غسل کرو کپڑوں کو

Marfat.com

پاک کرو اور پھر کلمہ شہادت پڑھو اور دو رکعت نماز پڑھو۔

اسید بن حضیر نے اُسی وقت غسل کیا۔ کپڑے بھی دھوئے۔ کلمہ شہادت پڑھا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اُس نے کہا میں سعد بن معاذ کو بھی بھیجتا ہوں کیونکہ وہ اپنی قوم کے سردار ہیں۔ اگر اُنہوں نے اسلام قبول کرلیا تو اُن کی تمام قوم اسلام قبول کرلے گی پھر اسید بن حضیر واپس سعد بن معاذ کے پاس آئے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، جلد: ۳، صفحہ ۲۷۳)

سعد بن معاذ کا قبولِ اسلام

سعد بن معاذ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اسید بن حضیر جو چہرہ لے کر گیا تھا اب اُس چہرہ سے واپس نہیں آیا ہے۔

اسید بن حضیر نے آتے ہی کہا کہ میں نے ان میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔ میں نے ان کو بیٹھنے سے منع کیا تو انہوں نے کہا اچھا چلے جاتے ہیں۔ البتہ ہم کو خبر پہنچی ہے کہ بنی حارثہ کے لوگ ابوامامہ کے قتل کے ارادے سے نکلے ہیں اس لیے کہ ان کو معلوم ہوا ہے کہ ابوامامہ تمہارا خالہ زاد بھائی ہے۔

یہ سنتے ہی سعد بن معاذ غضب آلود اُٹھے اور ہتھیار لے کر چلے۔ جب یہ مصعب بن عمیر اور ابوامامہ کے پاس آئے اور ان کو اطمینان سے بیٹھے دیکھا۔ تو سمجھ گیا کہ اسید بن حضیر نے مجھے بہانے سے یہاں بھیجا ہے اور مصعب بن عمیر اور ابوامامہ سے سخت سست کہا۔ انہوں نے اسے کہا۔ تم بیٹھ جاؤ۔ اگر ہماری بات اچھی معلوم ہو تو مان لینا ورنہ اپنی مرضی کرنا۔ اس نے کہا کہ یہ بات آپ لوگوں نے انصاف کی کی ہے۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے اسعد بن معاذ کو اسلام کی تلقین کی۔ اس کو اسلام کے سنہری اصول بتائے اور پھر اس کو قرآن پاک سنایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُس کا سویا ہوا بخت بیدار ہوگیا اور نورِ اسلام سے اس کا چہرہ روشن ہوگیا اس نے کہا کہ کیسے اسلام میں داخل ہوا جاتا ہے۔ آپ نے اُسے فرمایا کہ پہلے نہاؤ اپنے کپڑے پاک صاف کرو پھر کلمہ شہادت پڑھو اور دو رکعت نماز ادا کرو۔

سعد بن معاذ پہلے نہائے، کپڑے دھوئے اور آ کر کلمہ شہادت پڑھا اور پھر دو رکعت نماز ادا کی۔

پھر یہاں سے سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اپنی اپنی قوم کے پاس گئے اور اُن کو اسلام کی تلقین کرنا شروع کر دی۔

سعد اپنی قوم بنی عبدالاشہل کے پاس آئے اور اُن سے پوچھا۔ تم مجھے کیسا سمجھتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے سردار ہیں۔ ہم سب میں افضل اور بہتر ہیں۔ اور صاحب رائے اور عقلمند ہیں۔ سعد بن معاذ نے کہا کہ آج سے میرا تم سب سے کلام کرنا حرام ہے جب تک کہ تم سب لوگ مسلمان نہ ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شام سے پہلے پہلے بنی عبدالاشہل کی ساری قوم مسلمان ہوگئی۔

ادھر ابوامامہ اور حضرت مصعب بن عمیر اور اسید بن حضیر کی کوششوں سے باقی سب انصار بھی مشرف باسلام ہوگئے۔ اور انصار میں سے کوئی بھی گھرانہ ایسا نہ بچا کہ جس کے مرد و عورت اور سب بچے بھی مسلمان نہ ہوگئے ہوں سوائے بنی اُمیہ

Marfat.com

بن زید اور خطمہ اور وائل اور واقف کے قبیلوں کے جو بنی اوس میں سے تھے کیوں کہ ان مین ایک شاعر ابو قیس بن سلف تھا۔ یہ اسلام نہ لایا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بدر اور احد اور غزوہ خندق کے بھی واقعات ہو چکے۔

(سیرت النبی ابن ہشام صفحہ ۲۹۱)

اِس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کو اسلام نصیب ہوا۔ دوسرا شخص ایسرم بن عمرو احد کی جنگ میں مسلمان ہوا اور شہید ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "یہ جنتی ہے۔" حالانکہ اس نے ایک بھی سجدہ نہیں کیا تھا۔

(اسد الغابہ، جلد: ۴، صفحہ ۹۰، ۹۱، سبل الہدیٰ والرشاد جلد: ۳، صفحہ ۳۷۳)

بیعت عقبہ ثانیہ

یثرب (مدینہ منورہ) میں ہر ہر محلہ اور ہر ہر قبیلہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی نہ کوئی مسلمان ہو گیا تھا۔ اور گھر گھر آپ کا ذکر خیر ہوتا تھا۔ یہاں مسلمانوں کو اِس چیز کا شدید احساس تھا کہ ہمارے آقا دو عالم ﷺ مکہ مکرمہ میں کن کن مصائب کا شکار ہیں اور آپ کے ساتھ جو دوسرے مسلمان ہیں وہ بھی بڑی تکالیف میں ہیں۔ چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں قبیلہ خزرج کے باسٹھ اور قبیلہ اوس کے گیارہ مرد کل تہتر مرد اور دو عورتیں بھی تھیں جو اسلام لے آئی ہوئی تھیں۔ ان کے ساتھ تھیں اس کے علاوہ یثرب کے بہت سے مشرک بھی ان کے ساتھ حج کرنے کے لیے آئے۔ یہ سب لوگ حج کرنے کے بعد منیٰ کے مقام میں اکٹھے ہوئے۔

راستہ میں اِن کے ساتھ براء بن محرور بھی تھے جنہوں نے خواب دیکھا کہ وہ کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز ادا کر رہے ہیں تو انہوں نے کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنی شروع کر دی۔ ہم سب لوگ شام یعنی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور یہ کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے۔ ہم نے کہا ہم یہ معاملہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ چنانچہ براء بن معرور کو اپنے ساتھ لیے ہوئے کعب بن مالک مکہ مکرمہ میں آئے۔ ہم میں سے کسی نے حضور نبی کریم ﷺ کو پہلے نہیں دیکھا ہوا تھا۔ جب ہم نے لوگوں سے پوچھا تو لوگوں نے ہم سے پوچھا کہ کیا آپ نے عباس (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا ہوا ہے۔ ہم نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا کہ کعبہ شریف میں چلے جاؤ۔ وہاں ان کے ساتھ جو آدمی بیٹھا ہوا ہوگا وہ حضرت محمد ﷺ ہوں گے۔ چنانچہ ہم کعبہ شریف میں آئے تو یہاں ہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اور ہم نے آپ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا پھر حضور ﷺ نے عباس سے پوچھا کہ اے ابوالفضل کیا آپ ان کو جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ یہ براء بن معرور اپنی قوم کے سردار ہیں اور یہ کعب بن مالک ہیں۔ کعب بن مالک کہتے ہیں میں آپ کا ارشاد نہیں بھولوں گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ کعب بن مالک جو شاعر ہیں۔ عباس نے کہا کہ ہاں۔

پھر براء بن معرور نے کہا: اے نبی اللہ ﷺ اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسلام کی ہدایت دی۔ اور میں نے کعبہ

Marfat.com

شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی ہے۔ میرے ساتھی میرے کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے مخالف ہیں۔ آپ ارشاد فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم صبر کرتے تو قبلہ ہی پر ہوتے۔''

پھر حضور ﷺ نے ہمیں شام یعنی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھائی تو براء بن معرور بھی اُسی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔

ایام تشریق میں عقبہ کے مقام پر منیٰ میں ملاقات رات کے تیسرے شب میں پائی گئی۔ جب ہمارے تمام قافلے والے گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ تو ہم اِکا دُکا اُٹھ اُٹھ کر جانے لگے۔ اس سے پہلے ہم نے ایک اور مشرک سردار عبداللہ بن عمرو بن حرام کو اپنے اعتماد میں لیتے ہوئے کہا تھا کہ ہم کو ہرگز یہ بات پسند نہیں کہ تم کفر پر مرو اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کا ایندھن بن جاؤ۔ ہم نے اس کے آگے اسلام پیش کیا وہ فوراً اسلام لے آیا۔ اب ہم نے اسے بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ ہم سب تہتر مرد اور دو عورتیں جن میں ام عمارہ تسیبہ بنت کعب قبیلہ بنی مازن ابن نجار سے تھیں اور دوسری کا نام اسماء بنت عمرو بنت عدی تھا یہ بنی سلمہ کے خاندان سے تھیں۔ (سبل الہدیٰ والرشاد جلد: ۳، صفحہ ۲۷۷)

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا

ام عمارہ تسیبہ اپنے خاوند اور دو بیٹوں سمیت جنگوں مین شریک ہوتی رہیں ایک مرتبہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ میں ان کے بیٹے حبیب کو گرفتار کر لیا گیا۔ مسیلمہ کذاب نے ان کو کہا تم کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ انہوں نے کلمہ شریف پڑھا۔ پھر اس نے کہا کہ تم کہو کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ آپ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جھوٹا ہے، جھوٹا ہے، جھوٹا ہے۔ اس نے غصے میں آ کر آپ کے جسم کا ایک عضو کاٹ دیا۔ پھر اس نے یہی عمل کیا۔ جب آپ اُس کی رسالت کا انکار کرتے تو وہ آپ کا ایک عضو کاٹ دیتا۔ اسی طرح حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے اپنے جسم کا ایک ایک عضو کٹوا کر جامِ شہادت نوش کیا۔ لیکن ہر بار اُس کو جھوٹا کہتے رہے۔

جب لشکر اسلام مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا تو حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا بھی اُس لشکر میں تھیں اور آپ کو اس جنگ میں نیزوں اور تلواروں کے بارہ زخم آئے۔

حضور علیہ السلام کی تشریف آوری

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا ہم عقبہ میں اکٹھے ہو کر انتظار کر رہے تھے تھوڑی دیر بعد آپ اپنے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت علی اور حضرت عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین کو لیے ہوئے تشریف لائے۔ آپ علیہ السلام نے احتیاط کے طور پر سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وادی کے دہانہ پر اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشرق

Marfat.com

کی نگرانی پر مامور فرمادیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیے ہوئے آپ انصار کے مجمع میں تشریف لائے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے بیٹھ جانے کے بعد خطاب شروع کیا:

''اے گروہ خزرج حضرت محمد ﷺ ہمارے اندر جو وقعت اور عزت رکھتے ہیں تم اس کو خوب جانتے ہو۔ ان کے مخالفین سے ہم ان کے محافظ اور بچانے والے ہیں۔ مگر ان کا خود ارادہ ہے کہ اس شہر کو چھوڑ کر تمہارے پاس چلے جائیں۔ اور تم سے مل جائیں۔ اگر تم اس بات کو دیکھتے ہو کہ جس بات کی طرف تم ان کو بلاتے ہو۔ اس کو پورا کر سکو گے اور ان کے دشمنوں سے ان کو محفوظ رکھ سکو گے تو تم اس کام کو کرو اور اگر تم سے یہ بات نہ ہو سکے تو بہتر ہے تم اسی وقت جواب دے دو۔ کیونکہ محمد ﷺ اس وقت ہماری حفاظت میں ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم یہاں سے ان کو لے جا کر پھر ان کے دشمنوں کے سپرد کر دو۔''

انصار نے عرض کی: ہم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی باتوں کو سن لیا ہے۔ اب آپ ﷺ ارشاد فرمائیے اور جن باتوں کا عہد آپ ہم سے لینا چاہتے ہیں انہیں ارشاد فرمائیے۔

آقا دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اشترط لربی عزوجل ان تعبدوہ ولا تشرکو به شیئًا ولنفسی ان تمنعونی مما تمنعون منه نساء کم و ابناء کم و انفسکم۔

ترجمہ: میں اپنے رب کے لیے تم سے یہ شرط منوانا چاہتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور اپنے لیے تم سے یہ شرط منوانا چاہتا ہوں کہ میرا ہر دشمن سے اسی طرح دفاع کرو گے جس طرح تم اپنی مستورات اور اولاد اور اپنی جانوں کا دفاع کرتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم نے آپ کی شرائط کو پورا کر دیا تو ہمیں کیا ملے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''تمہیں جنت ملے گی۔''

وہ عرض کرنے لگے کہ سودا تو بڑا نفع بخش ہے نہ ہم اسے توڑیں گے نہ کسی کو توڑنے دیں گے۔

حضرت براء بن معرور نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کی: بے شک یا رسول ﷺ ہم آپ کی ایسی حمایت اور حفاظت کریں گے جس طرح ہم اپنے اہل و عیال کی کرتے ہیں۔

کعب کہتے ہیں۔ پھر ہم سب نے آپ کی بیعت کی اور عرض کی کہ ہم جنگجو لوگ ہیں اور جنگیں ہماری وراثت میں چلی آ رہی ہیں۔ پھر ابوالہیثم نے عرض کی کہ ہمارے اور یہودیوں کے درمیان قدیمی عداوت ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلبہ دیا تو کیا پھر آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم سے پھر دوبارہ نہیں مل جائیں گے؟

سرکارِ دو عالم ﷺ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا: نہیں اس بات سے تم اطمینان رکھو۔ جس سے تم لڑو گے۔ اس سے میں لڑوں گا اور جس سے تم صلح کرو گے اس سے میں صلح کروں گا۔

Marfat.com

حضرت کعب کہتے ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے میں سے بارہ آدمی میرے سامنے پیش کرو تاکہ میں ان کو تمہارے اوپر نقیب بناؤں۔ چنانچہ ہم نے آپ کے سامنے بارہ آدمی پیش کیے۔ نو آدمی خزرج میں سے اور تین آدمی اوس میں سے۔ (سیرت ابن ہشام ابن اسحاق صفحہ ۲۹۴، جلد اول مطبوعہ ۱۹۸۹)

نقیبوں کے نام

بنی خزرج کے نقیب یہ ہیں:

۱- ابوامامہ بن اسعد بن زراہ
۲- رافع بن مالک
۳- سعد بن ربیع
۴- عبداللہ بن رواحہ
۵- سعد بن عبادہ
۶- المنذر بن عمرو
۷- البراء بن معرور
۸- عبداللہ بن عمرو
۹- عبادہ بن صامت

بنی اوس کے نقیب یہ ہیں:

۱۰- اُسید بن حضیر یہ بنی عبدالاشہل کے نقیب بنائے گئے۔
۱۱- رفاعہ بن عبدالمنذر، اور
۱۲- سعد بن خیثمہ۔ یہ دونوں بنی عمرو بن عوف کے نقیب بنائے گئے۔

عزم مصمم

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے بیان کیا ہے کہ پھر عباس بن عبادہ بن نضلہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ آپ نے کہا کہ اے گروہ خزرج تم جانتے بھی ہو کہ کس چیز پر بیعت کر رہے ہو۔ سب نے کہا: ہم جانتے ہیں۔ کہا یہ اس بات کی بیعت ہے کہ ہر ایک سرخ و سیاہ سے تم کو لڑنا ہوگا۔ اگر تم یہ دیکھو کہ تمہارے مال برباد ہوں گے تمہارے اشراف قتل ہوں گے تو پھر اس وقت اس سے پھر جاؤ۔ اور اس بیعت کو ترک کر دو۔ واللہ اگر اس وقت تم نے ایسا کیا تو دنیا و آخرت کی ذلت

Marfat.com

تمہیں نصیب ہوگی اور اگر تم یہ جانتے ہو کہ کہیں یہی مصیبت تم پر پہنچے، مال برباد ہوں، اشراف قتل ہوں، تم اپنی بیعت پر قائم رہو گے تو پھر بسم اللہ بیعت کرو۔ کیوں کہ اس میں تمہارے واسطے دین و دنیا کی خوبی ہے۔

سب نے کہا کہ ہم ان سب باتوں کی بیعت کرتے ہیں۔

پھر انہوں نے کہا کہ ہم سب ان باتوں کو پورا کریں تو ہمارے واسطے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت ہے۔ انہوں نے کہا: اپنا ہاتھ دراز فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ دراز فرمایا۔ ان سب نے بیعت کی۔ چند انصار نے فرداً فرداً اپنے جذبات محبت کا آپ ﷺ سے اظہار فرمایا اور اپنے عہد کی پختگی کا ذکر کیا۔ ان میں حضرت ابوالہیثم، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت نعمان بن حارثہ، حضرت عبادہ بن الصامت اور حضرت سعد بن الربیع ہیں۔ اس بیعت کو بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے، اس بیعت کے بعد اَب ایک ایسے تاقیامت اسلام کے دور کا آغاز ہو رہا ہے جس پر بنی نوع انسانی نے فخر کیا ہے۔ اب سوئے ہوئے لوگوں کی قسمتیں بیدار ہونے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اِن انصار پر کتنا کرم و رحمت و مہربانی ہے کہ اس نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی رفاقت کے لیے انصار کو چن لیا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، جلد سوم، صفحہ ۲۸۱)

اور بے حد و حساب رحمتیں اور درود ہمارے آقا ﷺ پر جنہوں نے اس کام کو انجام تک پہنچایا۔

اللھم صل وسلم علی نبی امی و علیٰ اٰلہٖ و صحبہٖ اجمعین۔

کتنی رحمت و مہربانی ہے ہم لوگوں پر کہ اس نے ہم سب کو اسلام سے بہرہ ور فرمایا اور اپنے نبی پاک ﷺ کی امت میں لا کھڑا کیا۔ یا اللہ ہمیں محشر میں بھی اپنے پیارے نبی پاک ﷺ کے جھنڈے تلے رکھنا اور جنت میں آپ ﷺ کی ہمسائیگی عطا فرمانا۔ اٰمین بجاہ نبی الکریم رؤوف الرحیم و علیٰ آلہٖ و صحبہ و عترتہٖ اجمعین۔

(احقر العباد عبدالمسکین نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ)

بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد

حضرت عباس بن نضلہ انصاری نے بیعت کے بعد عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اجازت دیں تو صبح ہم اہلِ منیٰ میں مشرکین پر اپنی تلواریں لے کر پل پڑیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لن تومر بذالك ولكن ارجعو الیٰ رحالکم۔

ترجمہ: اس امر کی تمہیں ابھی اجازت نہیں تم اب اپنی آرام گاہوں کی طرف چلے جاؤ۔

جب سب لوگ بیعت کر چکے تھے تو عقبہ کی پہاڑی کے اوپر سے شیطان نے زور سے آواز دی:

"اے مکانوں کے رہنے والو! تمہیں مذمم کی (نعوذ باللہ) کیا ضرورت ہے کہ اس کے ساتھ ہو کر اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤ۔"

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے دشمن خدا سن لے واللہ میں تیری بھی خبر لوں گا۔''

آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ یہاں کا شیطان ہے۔اس کا نام ابن ازیب ہے۔

تمام انصار کے لوگ چپکے چپکے واپس آ کر اپنی خوابگاہوں میں سو گئے۔کسی کو ان کے آنے کی خبر نہ ہوئی۔

ان تمام احتیاطی تدابیر کے باوجود بھی رؤسائے قریش کو یہ اطلاع مل گئی کہ عقبہ کے مقام پر انصار نے آنحضرت ﷺ سے بیعت کی ہے۔

صبح ہوتے ہی رؤسائے قریش ہمارے خیموں کی طرف آئے اور ہمارے مشرک لوگوں میں سے سرداروں سے اُنہوں نے پوچھا کہ تم لوگ یثرب سے یہاں اِس لیے آئے ہو کہ محمد (ﷺ) سے بیعت کر کے ہمارے ساتھ اور تمام عرب کے لوگوں سے لڑائی کرو۔ہمیں کسی کے ساتھ لڑائی کرتے اتنا افسوس نہیں ہوگا جتنا کہ تمہارے ساتھ لڑنے پر ہوگا۔

ہمارے مشرکین سردار نے قسمیں کھا کھا کر انہیں یقین دلایا کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ہم تو ساری رات کے یہاں سوئے ہوئے ہیں۔ان کی یہ بات سچی تھی کیوں کہ ان کو پتہ ہی نہیں تھا۔

قریش کو ابھی اطمینان نہ ہوا تھا۔اس کے بعد وہ لوگ عبداللہ بن ابی کے پاس گئے۔وہ بھی بہت حیران ہوا اور اس نے بھی اس بات سے بالکل انکار کر دیا۔(السیرۃ النبویہ،ابن کثیر، جلد:۲،صفحہ ۲۰۵،۲۰۶)

حضرت سعد بن عبادہ پر مظالم

انصار نے جب منیٰ سے کوچ کیا تو قریش کے لوگ اس انتظار میں تھے لیکن یہ قافلہ اُن کی پہنچ سے دور نکل گیا۔تو دو آدمیوں کو انہوں نے پالیا جو پیچھے رہ گئے تھے۔ایک ان میں سعد بن عبادہ اور دوسرے منذر بن عمرو تھے۔یہ دونوں نقیب تھے۔ ان میں سے منذر بن عمرو تو ان سے بچ نکلے۔لیکن سعد بن عبادہ کو انہوں نے پکڑ لیا اور مارتے پیٹتے ہوئے مکہ میں لے آئے۔سعد بن عبادہ کہتے ہیں کہ لوگ مجھ کو مار پیٹ رہے تھے کہ اتنے میں ایک خوبصورت شخص جس کے ماتھے پر خوش اخلاقی نمایاں تھی۔ مجھے نظر آیا۔میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر اس نے میرے ساتھ نیک سلوک کیا تو بہتر ورنہ یہاں کسی سے نیک سلوک کی توقع نہیں۔اُس نے آتے ہی مجھے زور سے ایک گھونسہ مارا۔میں نے کہا کہ اب مجھے کسی سے نیک سلوک کی توقع نہیں۔یہ سہیل بن عمرو تھا۔جس نے گھونسہ مارا تھا۔اتنے میں ایک شخص نے (ابوالبختری بن ہشام) مجھے اپنے قریب کیا اور کہا: تجھ کو خرابی ہو کیا قریش میں سے کسی شخص کے ساتھ تمہارا عہد یا پناہ کا واسطہ ہے۔میں نے کہا کہ ہاں دو آدمیوں سے وہ میرے ملک میں تجارت کے واسطے آتے ہیں۔تو میں ان کو پناہ دیتا ہوں۔ایک جبیر بن مطعم اور دوسرا حرت بن امیہ ہے۔اس شخص نے کہا کہ ان کا نام لے کر پکار۔تو وہ شخص ان کو تلاش کرنے کے لیے چلا گیا۔اس شخص نے اُن دونوں کو حرم کعبہ کے دروازہ کے پاس پایا اور کہا کہ

Marfat.com

ایک بنی خزرج کا شخص تمہارا نام لے کر پناہ کے واسطے پکار رہا ہے اور لوگ اس کو مار رہے ہیں وہ دونوں شخص فوراً میرے پاس آئے۔ اور انہوں نے مجھ کو کفار کی مار پیٹ سے بچایا۔

عمرو بن جموع کی ترک بت پرستی

پھر جب سب لوگ مدینہ طیبہ (یثرب) میں واپس پہنچ گئے تو انہوں نے یہاں آ کر بھی بغیر کسی خوف کے اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ اور جو باقی لوگ تھے اُن سب کو بھی مسلمان بنانا شروع کر دیا لیکن چند بوڑھے لوگ اَب بھی کفر پر قائم تھے۔ ان میں سے ایک عمرو بن جموع بھی تھا۔ جو سردار بھی تھا۔ لیکن اس کا بیٹا معاذ مسلمان ہو گیا تھا۔ لوگوں نے اور اِس کے بیٹے نے اسے بہت سمجھایا۔ لیکن یہ اپنی ہٹ دھرمی پر مصر رہا۔

ایک دن اِس کے بیٹے معاذ اور اس کے ایک اور دوست معاذ بن جبل نے آپس میں مشورہ کیا۔ جب رات ہو گئی اور ان کا باپ بھی سو گیا تو یہ دونوں چپکے سے اٹھے اور دبے قدموں انہوں نے اس کے بت کو جس کا نام ''منات'' تھا۔ وہاں سے اٹھایا اور باہر جا کر بنی سلمہ کے ایک کنویں میں جہاں کوڑا کرکٹ لوگ پھینکتے تھے اوندھے منہ پھینک دیا۔

صبح جب عمرو بن جموع اٹھا اور عبادت کے لیے اپنے بت کے پاس گیا تو اس کو وہاں موجود نہ پا کر اس نے آسمان سر پر اٹھا لیا اور اسی حالت میں وہ گھر سے باہر آ گیا لوگ اس سے پوچھنے لگے تو اس نے ان کو بت کی گمشدگی کا بتایا۔ پھر وہ اس کو تلاش کرتے کرتے کوڑے کے ڈھیر والے کنویں پر پہنچا تو اس کو اوندھے منہ اس میں گرے پایا بڑی مشکل سے اس کو وہاں سے نکالا اور واپس لا کر دھو کر صاف کر کے خوشبو لگا کر واپس اپنی جگہ پر رکھ دیا۔

پھر تو اس کے بت کے ساتھ ہر روز ایسا ہی ہونے لگا کہ صبح وہ کوڑے کے کنویں میں ملتا تھا۔

اب عمرو بن جموع کو بہت غصہ آیا۔ اس نے رات سوتے وقت ننگی تلوار بت کے گلے میں ڈال کر اس بت سے کہا اب جو تجھے اٹھانے آئے اس کا خون کر دینا۔

رات ہوئی۔ عمرو بن جموع کے بیٹے معاذ بن عمرو اور ان کے دوست معاذ بن جبل نے چپکے سے اس تلوار کو بت کے گلے سے اُتارا اور اس کو باہر لے آئے۔ باہر اُن کو ایک مردہ کتا ملا۔ اُنہوں نے رسی سے اس مردہ کتے کو اس سے باندھا۔ اور اب اس کو دور ایک ایسے کنویں میں پھینک آئے جس میں لوگوں کا بول و براز پڑا ہُوا تھا۔

صبح پھر جب اس نے بت کو غائب پایا اور اس نے دیکھا کہ بت نے تو کسی کا خون نہیں کیا ہے اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے بت کو دور گندگی میں لت پت ایک کنویں میں ایک کتے کے ساتھ بندھا ہوا پایا تو ایک دم خدا کے فضل و کرم سے اس کی آنکھیں کھل گئیں اُس نے سوچا کہ اگر یہ خدا ہوتا تو اس طرح اس ذلت میں ایک کتے کے ساتھ بندھا ہوا گندگی کے ڈھیر میں نہ پڑا ہوتا۔ اس نے فوراً کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

Marfat.com

اور اس نے بت کی ہجو میں فی البدیہہ شعر پڑھے جن کا ترجمہ ہے:

''کہ بخدا اگر تو معبود ہوتا تو تیری لاش کتے کے ساتھ بندھی ہوئی کنویں میں نہ ملتی۔ اس ذلت آمیز حالت میں تمہاری ملاقات پر صد حیف اب مجھے پتہ چلا کہ میں تمہارے بارے میں دھوکا میں تھا۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو بلند اور بڑے احسانات والا ہے۔ وہ عطا بھی کرتا ہے، رازق بھی ہے اور تمام اہلِ دین کو جزا دینے والا ہے۔ اس کی وہ ذات ہے جس نے کفر کے اندھریوں سے مجھے نجات دی۔ اس سے پیشتر کہ میں قبر کے اندھیروں میں رہن رکھ دیا جاتا۔'' (ضیاء النبی، جلد دوم، صفحہ ۶۰۹)

بیعت ثانیہ کی شرائط

ابن اسحاق کہتے ہیں جہاد کی شرط عقبہ کی پہلی بیعت میں نہ تھی۔ اب بیعت ثانیہ میں آپ ﷺ نے انصار سے کفار سے لڑنے اور اپنی حفاظت کے متعلق بیعت لی۔

چونکہ بیعت ثانیہ سے پہلے نبی کریم ﷺ کو کفار سے جنگ کا ابھی حکم نہیں ملا تھا۔ اس لیے آپ علیہ السلام سب کی تکلیفیں سہتے رہے اور کفار کی ایذا رسانی میں بھی دن بدن انتہا درجہ کی سختی آتی گئی۔ چنانچہ کفار نے بہت سے مسلمانوں کو ان کے گھروں میں قید کیا۔ بہت سے مسلمانوں کو شہر بدر کیا۔ کئی ایک مسلمان حبشہ چلے گئے۔ اور باقی مسلمانوں پر انہوں نے اتنے مظالم ڈھائے۔ خاص کر جو غریب اور غلام مسلمان ہوتے تھے کہ ان پر مظالم کا سن کر انسانیت بھی کانپ اٹھی ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ اپنے دین کو غالب کر دے۔ تو مسلمانوں کو قتال اور ہجرت کی اجازت دے دی۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٤١﴾ (الحج: ۳۹ تا ۴۱)

ترجمہ: اجازت دی گئی ہے۔ جہاد کی اُن مسلمانوں کو جو کفار سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ اس واسطے کہ ان مسلمانوں پر ظلم کیا گیا۔ اور بے شک خدا اُن کی مدد پر قادر ہے۔ یہ مسلمان وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ بغیر حق کے صرف اس لیے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ بعض کو بعض پر غالب نہ کرتا تو ضرور گوشہ نشینوں کی خلوت گاہیں اور نصاریٰ کے گرجے اور یہودیوں کے معبد اور مسلمانوں کی مسجدیں ڈھا دیں جاتیں جن میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے اور ضرور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی

Marfat.com

مدد فرمائے گا جو خدا کے دین کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا طاقتور ہے۔ مسلمان ایسے لوگ ہیں کہ اگر زمین پر ہم ان کو حکومت دیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ اور نیک کام کا لوگوں کو حکم کریں اور بُرے کاموں سے لوگوں کو روکیں اور اللہ ہی کے اختیار میں سب کاموں کا انجام ہے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ

ترجمہ: اور کفار سے اتنا لڑو کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ ہی کے واسطے ہو جائے۔

ہجرت کا حکم

جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جہاد کا حکم دے دیا اور انصار کے گروہ بھی دائرہ اسلام میں آگئے تو آقا دو جہاں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو ہجرت کر کے مدینہ جانے کا حکم دے دیا۔ تاکہ وہ وہاں جا کر انصار سے مل جائیں اور فرمایا کہ اَب اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے بھائی کر دیے ہیں اور امن کا گھر تمہیں عنایت فرما دیا ہے پس تم وہاں چلے جاؤ۔ چنانچہ یہ لوگ تھوڑے تھوڑے کر کے وہاں جانے لگے۔ اور حضور اکرم ﷺ اسی کے انتظار میں تھے کہ جس وقت حکم آئے تو میں بھی روانہ ہوں۔ چنانچہ مہاجرین صحابہ سے سب سے پہلے ہجرت کرنے والے صحابی قریش کے قبیلہ بنی مخزوم میں سے تھے۔ یعنی ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن معمر بن مخزوم یہ عقبہ کی بیعت سے ایک سال بھی پہلے مدینہ چلے گئے تھے کیونکہ انہوں نے انصار کے اسلام قبول کرنے کی خبر سن لی تھی۔ اس سے پہلے یہ حبشہ جا کر پھر مکہ واپس آگئے تھے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب مدینہ طیبہ جانے کے لیے ہجرت کا وقت آیا۔ تو میرے خاوند ابوسلمہ نے اونٹ پر پالان کس کر باندھا اور مجھ کو میرے بیٹے سلمہ سمیت اُس پر سوار کیا اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر چل دیے۔ جب کچھ دور گئے تو اچانک بنو مغیرہ ہمارا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے ابوسلمہ اگر تم نے (یثرب) مدینہ جانا ہے تو بہتر۔۔۔۔ ہماری بچی ام سلمہ کو ہم تمہارے ساتھ نہیں جانے دیں گے۔ ابوسلمہ نے ان سے کافی کہا سنا لیکن وہ نہ مانے چنانچہ وہ مجھے اپنے خاوند سے چھین کر اپنے ساتھ لے چلے۔ جب ابوسلمہ کے خاندان کو اس کا علم ہوا تو وہ بھی دوڑتے ہوئے آگئے۔ اور وہ غصہ میں بھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے بنو مغیرہ سے کہا کہ اگر تم ہمارے بھائی ابوسلمہ کے ساتھ اپنی بیٹی کو نہیں بھیجتے تو پھر ہم بھی اپنے بیٹے سلمہ جو ابھی شیر خوار تھے کو تمہارے ساتھ نہیں جانے دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے میری گود سے میرے بچے کو چھیننا شروع کر دیا۔ اس کھینچا تانی میں میرے بیٹے کا بازو بھی اتر گیا۔ اس طرح میرا خاوند بھی مجھ سے چھن گیا اور میرا بیٹا بھی مجھ سے چھین لیا گیا۔ میں ہر صبح

Marfat.com

بلخ کے مقام پر جہاں پر میرا خاوند اور میرا بیٹا مجھ سے جدا ہوئے تھے۔ پہنچتی اور سارا دن وہاں بیٹھ کر روتی رہتی۔ اسی طرح ایک سال بیت گیا۔

ایک دن میں یوں ہی بیٹھی وہاں حسبِ معمول رو رہی تھی کہ میرا ایک چچازاد بھائی بنو مغیرہ سے وہاں گزرا۔ اس کے دل میں میری حالت زار دیکھ کر بہت رحم آیا۔ اس نے واپس آ کر اپنے قبیلہ والوں کو ملامت کی اور کہا اس بیچاری کو تم اپنے خاوند کے پاس کیوں نہیں جانے دیتے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے اپنے خاوند کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔ جب میرے سسرال کو اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے میرا بیٹا بھی مجھے واپس کر دیا۔

میں نے اپنے اونٹ پر کجاوا کیا اور اپنے بیٹے کے ساتھ اُس پر سوار ہو کر تن تنہا یثرب (مدینہ) جانے کے لیے چل دی۔ مکہ کے باہر جب میں پہنچی تو عثمان بن طلحہ مجھے وہاں مل گیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہے۔ میں نے کہا: اُس اللہ تعالیٰ کی ذات اور اِس بچے کے سوا میرے ساتھ اور کوئی نہیں ہے۔

اس نے کہا کہ میں تم کو یوں اکیلے نہیں جانے دوں گا۔ اس نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور چل پڑا۔

جب ہمارے آرام کا وقت آتا تو وہ اونٹ کو بٹھاتا اور خود دور ہٹ کر کھڑا ہو جاتا جب میں اونٹ سے اتر جاتی تو وہ پھر آ کر اونٹ کو لے کر پرے چلا جاتا۔ اس پر سے پالان اتارتا اور پھر دور کسی درخت کے سائے میں بیٹھ جاتا۔ جب چلنے کا وقت ہوتا تو وہ پھر اونٹ پر پالان کس کر پرے ہٹ کر کھڑا ہو جاتا اور جب میں بیٹھ جاتی تو اونٹ کی نکیل پکڑ کر چل دیتا۔

اسی طرح اُس نے مجھے یثرب (مدینہ) پہنچا دیا۔ جب میں قبا کے پاس پہنچی تو عثمان بن طلحہ نے مجھے کہا کہ میرا خاوند یہیں رہتا ہے تم اس کے پاس چلی جاؤ۔ اور خود پیدل ہی وہ واپس مکہ کی طرف چل دیا۔

ام سلمہ کہتی ہیں میں کوئی ایسا خاندان نہیں جانتی جس پر ہجرت کے وقت اتنی مصیبتیں آتی ہوں اور کوئی آدمی عثمان بن طلحہ جیسا شریف النفس نہیں دیکھا۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بعد عامر بن ربیعہ مع اپنی زوجہ حیات لیلیٰ بنت ابی خثیمہ اور پھر عبداللہ بن جحش اپنے سارے خاندان سمیت یثرب (مدینہ) پہنچے۔

یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے خدا اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں اپنے گھر بار چھوڑ دیے۔ اپنا آرام چھوڑا۔ اپنا کاروبار چھوڑا اور دنیا کی محبت کے مقابلے میں آخرت کی محبت کو ترجیح دی۔ (سیرت ابن کثیر، جلد دوم، صفحہ ۲۱۷)

ہجرت سیدنا حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ سوائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کسی اور نے علی الاعلان ہجرت فرمائی ہو۔

Marfat.com

حضرت نافع، حضرت عبداللہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اور عیاش بن ابی اور ہشام بن العاص نے مکہ سے باہر بنی غفار کے تالاب کے پاس مدینہ منورہ کے راستے پر "تناصب" کے مقام پر تینوں نے اکٹھا ہونے کا پروگرام بنایا۔ اور طے کیا کہ اگر کوئی ایک آدمی نہ پہنچ سکے تو باقی دونوں ہی مدینہ کی طرف کوچ کر جائیں۔

ہشام کی کفار مکہ کو خبر ہوگئی اور انہوں نے ہشام کو روک لیا۔ لیکن حضرت عیاش چھپتے چھپاتے وہاں پہنچ گئے۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تلوار اپنے گلے میں حائل کی۔ چھوٹے نیزے کو اپنے پہلو میں آویزاں کیا۔ اپنی کمان کو کندھے پر اور تیروں کو اپنی مٹھی میں لیا۔ حرم شریف تشریف لائے۔ کعبہ شریف کا طواف کیا۔ مقام ابراہیم پر دو نفل ادا کیے اور پھر کفار کی ہر ہر ٹولی کے پاس گئے اور فرمایا:

"تمہارے چہروں پر پھٹکار ہو۔ اللہ تعالیٰ ان ناکوں کو خاک آلود کرے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی ماں اس کو روئے اس کی اولاد یتیم ہو اور اس کی بیوی بیوہ بنے تو وہ اس وادی کے دوسری طرف آئے اور مجھ سے مقابلہ کرے۔"

لیکن کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ اور یثرب (مدینہ) کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ مقام مقرر پر ہشام تو نہ پہنچ سکے لیکن عیاش پہنچ گئے اور ہم دونوں ہی چل پڑے۔ حتیٰ کہ قبا میں پہنچ گئے اور ہم نے وہاں بنی عمرو بن عوف کے ہاں قیام کیا۔ (سیرت حلبیہ، جلد:۱، صفحہ ۴۱۶)

حضرت عیاش رضی اللہ عنہ

عیاش ابوجہل اور حارث کے چچا کا لڑکا تھا اور ماں کی طرف سے ان کا سوتیلا بھائی بھی تھا۔ یہ دونوں اس کی تلاش میں جب ان کو پتہ چلا کہ عیاش یثرب (مدینہ) ہجرت کر گیا ہے۔ تو یثرب پہنچ گئے اور انہوں نے آ کر عیاش کو کہا کہ تمہاری والدہ نے تمہاری جدائی میں رو رو کر برا حال کر لیا ہے اور اس نے قسم کھائی ہے کہ نہ سر میں کنگھی کرے گی اور نہ ہی سایہ میں بیٹھے گی۔ یہ باتیں سن کر عیاش کا دل پسیج گیا اور وہ واپس مکہ جانے کے لیے تیار ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عیاش کو بہت منع کیا کہ یہ ان لوگوں کے جال میں نہ آنا۔ تمہاری ماں کو جب جوئیں پڑیں گی تو وہ سر میں کنگھی کر لے گی۔ اور جب مکہ کی چلچلاتی دھوپ اس کو لگے گی تو وہ سایہ میں ہو جائے گی۔

لیکن عیاش جب نہ مانے اور کہنے لگے کہ میں ایک دفعہ ماں کی قسم پوری کرنے کے لیے مکہ ضرور جاؤں گا تو آپ نے فرمایا کہ تم ایسا کرو کہ میری اونٹنی "نابغہ" لے جاؤ۔ یہ بڑی تیز رفتار ہے۔ جب تم ان کی طرف سے کوئی شرارت محسوس کرو تو اس

Marfat.com

کو ایڑ لگا دینا۔ یہ خود بخود تمہیں واپس یثرب (مدینہ) پہنچا دے گی۔ عیاش نے یہ بات مان لی۔

دوران سفر ابو جہل عیاش سے کہنے لگا کہ میرا اونٹ تھک گیا ہے۔ اگر تم مناسب سمجھو تو مجھے اپنے پیچھے بٹھا لو تاکہ میرے اونٹ کو تھوڑا آرام مل جائے۔ عیاش ٹھہر گیا۔ دونوں طے شدہ منصوبے کے مطابق اُترے اور عیاش کو قابو کر لیا۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے اور اِسی حالت مین اُس کو مکہ میں لائے۔

لوگ جب عیاش کو اس حالت میں دیکھتے تو ان کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جاتے اور ابو جہل لوگوں کو کہتا کہ ''اے مکہ والو! تم بھی اپنے احمقوں کے ساتھ یہی سلوک کرو جو ہم نے اس احمق کے ساتھ کیا ہے۔''

دونوں نے عیاش کو سو سو دُرے لگائے اور مکہ پہنچ کر عیاش کو چلچلاتی دھوپ میں ڈال دیا اور ان کی ماں نے قسم کھائی کہ جب تک یہ دین اسلام ترک نہیں کرے گا اس کی رسیاں نہیں کھولی جائیں گی اور یہ یونہی تڑپ تڑپ کر جان دے دے گا۔ کفار مکہ عیاش اور ہشام کو دین اسلام سے پھیرنے کے لیے طرح طرح کی سزائیں دیتے رہے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ پہنچ گئے تو مسلسل چالیس دن ہر صبح کی نماز میں ان کے لیے دعا مانگتے رہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے:

''یا اللہ کفار کے پنجہ استبداد سے نجات دے دے۔ ولید بن ولید، عیاش بن ربیعہ، ہشام بن العاص نیز ان کمزور اہلِ ایمان کو بھی نجات دے دے جو مکہ میں ہیں۔ جو کسی حیلہ سے ہجرت کی استطاعت نہیں رکھتے اور نہ انہیں کوئی اور راہِ فرار دکھائی دیتی ہے۔''

یہ دونوں عیاش بن ربیعہ اور ہشام بن العاص کئی برس تک کفار کی قید میں رہے۔

ایک دن آقا دو جہاں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ ''کون ہے جو عیاش بن ربیعہ اور ہشام بن العاص کو میرے پاس لے آئے۔''

ولید نے عرض کی: یہ کام میں انجام دوں گا۔ جب وہ چھپتے چھپاتے مکہ میں پہنچے تو ان کو ایک عورت ملی جو کھانا لے کر جا رہی تھی۔ انہوں نے پوچھا کس کے لیے کھانا لے جا رہی ہو۔ اس نے ان دو قیدیوں کا نام لے کر بتایا کہ اِن قیدیوں کے لیے کھانا لے کر جا رہی ہوں۔ انہوں نے خفیہ چھپ کر اس عورت کا پیچھا کیا اور معلوم کر لیا کہ ان کو کہاں قید رکھا گیا ہے۔

جب رات کی تاریکی پھیل گئی تو دیوار کو پھلانگ کر اندر داخل ہوئے اور ان کی ہتھکڑیوں کو پتھر پر رکھ کر تلوار کا وار کیا جس سے ہتھکڑیاں ٹوٹ گئیں ان کو باہر نکال کر اونٹ پر سوار کر کے خود نکیل پکڑ کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں پہنچا دیا۔

(سیرت ابن کثیر، جلد دوم، صفحہ ۲۲۲) (سیرت حلبیہ جلد اول، صفحہ ۴۱۶)

دیگر مہاجرین

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (یثرب) مدینہ جانے کے بعد ان کے خاندان والے بھی قبا کے مقام پر آ کر ان سے مل گئے۔

Marfat.com

ان میں ان کے بھائی زید بن خطاب عمرو وعبداللہ فرزندان سراحۃ بن عمر آپ کے داماد خشیس بن حذافہ سہمی و آپ کے بہنوئی سعید بن زید نیز واقد بن عبداللہ تیمی خولی ابن حولی و مالک بن ابی خولی رضی اللہ عنہم۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۸۸)

اس کے بعد مہاجرین کا یثرب (مدینہ) جانے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ جس کسی کو بھی موقع ملتا وہ یثرب (مدینہ) چلا جاتا۔ ان میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بھی تھے جن کا اصلی وطن دریائے دجلہ کے ساحل پر ایک گاؤں تھا۔ رومی لشکر نے گاؤں کو تاراج کیا۔ یہ کم سنی میں ہی غلام بنا لیے گئے۔ بنی کلب کا کوئی شخص ان کو خرید کر مکہ لے آیا۔ یہاں انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ یہاں آپ نے کاروبار شروع کیا جو بہت چمکا۔ آپ نے بہت دولت کمائی۔ جب آپ ہجرت کرنے لگے تو کفار نے روک لیا اور کہا جب آپ آئے تھے تو خالی ہاتھ تھے۔ آپ نے فرمایا: اچھا سارا مال لے کر مجھے جانے دو گے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے سارا مال ان کو دے دیا۔ اور ہجرت کر کے یثرب مدینہ چلے گئے۔ نبی پاک ﷺ نے یہ بات سنی تو فرمایا "صہیب نے بہت نفع کمایا۔" (ضیاء النبی جلد سوم، صفحہ ۳۶)

ہجرت رسول اللہ ﷺ

یہ اللہ تعالیٰ کی سنت چلی آرہی ہے کہ اس کے بہت سے پیارے انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکالیف اٹھائیں۔ لوگوں کی اذیتیں برداشت کیں اور جب اُن لوگوں کی بدتمیزیاں حد سے بڑھ گئیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم پاک کے مطابق اپنے ارادے کے مطابق انبیاء علیہم السلام کو ان لوگوں کے ہاتھوں سے بچالیا۔

جب اسلام کا پرچم یثرب (مدینہ) میں پھلنے پھولنے لگا اور عقبہ ثانیہ میں بھی ستر سے زائد مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تو کفار نے مسلمانوں پر اور زیادہ سختیاں شروع کر دیں۔ مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہجرت کر کے چلے جانے کا پوچھا۔ تو آپ نے کچھ روز توقف فرمایا۔ ایک روز آپ ﷺ مسکراتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا:

"مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہارا مقام ہجرت یثرب ہے جو شخص ہجرت کا ارادہ رکھتا ہو وہ یثرب چلا جائے۔"

اس طرح لوگ یثرب (مدینہ) کی طرف ہجرت کرنے لگے۔

آقا دو عالم سرورِ کائنات ﷺ کی ہجرت میں اللہ تعالیٰ کی وہ بہتریاں پوشیدہ تھیں۔ جنہیں وہ اور اس کا رسول ﷺ ہی جانتے ہیں۔

آپ نے مدینہ طیبہ میں توحید کی بنا پر ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جو عالمگیر تھا۔

یثرب (مدینہ) ایک ایسا مقام ثابت ہوا جہاں اسلام کا پودا بڑی تیزی کے ساتھ پھلا پھولا۔ اس پر بہار آئی اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا پر چھا گیا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے کفار مکہ کے ساتھ بہت جدوجہد فرمائی۔ کاش یہ اسلام قبول کر لیں اور انکا سویا بخت بیدار

Marfat.com

ہو جائے۔لیکن ان عقل کے اندھوں نے اپنے بے جا تعصب کی وجہ سے حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔تو اللہ تعالیٰ نے توحید کی شمع یثرب (مدینہ) کے باشندوں میں جگا دی۔اور چند ہی دنوں مین وہاں اسلام بہت زیادہ پھیل گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کئی دفعہ آپ سے ہجرت کی اجازت چاہی تو آپ نے ہر دفعہ یہ فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ تمہارا کوئی ساتھی بنا دے۔

حضور ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ اُمید ہوگئی کہ شاید وہ ساتھی آپ ﷺ ہی ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں بہت کاروبار کیا تھا۔بہت سا مال اور دولت کمائی تھی۔آپ کا شمار مکہ کے متمول لوگوں میں ہوتا تھا۔آپ نے اپنے پاس تقریباً چالیس ہزار دینار اکٹھے کیے ہوئے تھے۔لیکن آہستہ آہستہ تمام مال و دولت غربا و فقرا اور مساکین اور غلاموں کو آزاد کرنے میں لگا دی۔خود آقا علیہ السلام نے اپنی اور اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سارا مال و دولت غربا و فقرا و مساکین اور غلاموں کو آزاد کرنے میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا تھا۔

لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پانچ ہزار درہم ہجرت کرنے کے واسطے بچا چھوڑے تھے۔آپ نے دو بہترین اونٹنیاں خرید چھوڑی تھیں۔اور ان کو جنگل میں نہیں چراتے تھے۔بلکہ مکان کے عقب میں باندھ رکھا تھا۔اور چارہ وغیرہ وہیں ڈالتے تھے۔تاکہ بوقت ضرورفوراً کام آسکیں۔(سیرت ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ ۹۲)

فوری وجوہات ہجرت

ایک دن کفار کے چیدہ چیدہ سردار جن کی عمریں چالیس سال سے زائد تھیں۔دارالندوہ کے مقام پر اکٹھے ہوئے صرف ابوجہل ان میں کم عمر تھا۔اس کی اِس وقت داڑھی بھی نہیں پھوٹی تھی۔لیکن یہ نبی کریم ﷺ کی عداوت میں سب سے پیش پیش تھا۔دارالندوہ کے دروازے پر اُن کو ایک شخص ملا جس نے ریشمی جُبہ پہنا ہوا تھا۔اس نے اپنے آپ کو اہلِ نجد کے سردار کے طور پر متعارف کرایا۔اس نے انہیں کہا کہ میں یہاں اس لیے حاضر ہوا ہوں تاکہ تمہاری گفتگو سنوں اور ہو سکے تو کوئی اچھا مشورہ تمہیں دوں۔یہ دراصل شیطان تھا۔

کفار مکہ نے کہا کہ بہت اچھا تم بھی آجاؤ۔

جو لوگ یہاں آئے تھے ان کے نام علامہ ابن ہشام نے نقل کیے ہیں۔یہ (۱) عتبہ بن ربیعہ (۲) شیبہ بن ربیعہ (۳) ابوسفیان بن حرب بنی عبدالشمس سے تھے (۴) طعیمہ بن عدی (۵) جبیر بن مطعم (۶) حرث بن عامر بن نوفل بنو نوفل میں عبد مناف سے تھے۔(۷) نصر بن حارث بن کلدہ بنی عبدالدار بن قصی (۸) ابوالبختری بن ہشام (۹) زمعہ بن اسود بن مطلب (۱۰) اور حکیم بن حزام بنی اسد بن العزی سے (۱۱) بنی مخزوم میں سے ابوجہل بن ہشام (۱۲) بنی سہم سے منبہ (۱۳، ۱۴) و پسران منبسہ (۱۴) بن جمع سے امیہ بن خلف تھا اس کے علاوہ بھی بہت سے لوگ تھے۔

Marfat.com

ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ (حضرت) محمد (ﷺ) کا کام دن بدن بڑھ رہا ہے اور اس طرح تو ایک دن ہمارا نام ونشان ہی مٹ جائے گا۔

ایک آدمی نے کہا کہ نعوذ باللہ آپ کو زنجیروں مین قید کر دیا جائے یہاں تک کہ آپ دم دے دیں۔ (نعوذ باللہ)

شیخ نجدی (شیطان) بولا کہ بھونڈی تجویز ہے۔ اِس طرح تو ان کے پیروکاران کو چھڑا کر لے جائیں گے۔

ایک اور بولا کہ ان کو کہیں باہر نکال دیں۔

شیخ نجدی نے کہا کہ یہ اس سے بھی بھونڈی تجویز ہے۔ اس طرح تو یہ جہاں جائیں گے وہاں اپنا حلقہ اثر بنالیں گے۔ ان کے کلام میں جادو ہے۔ اور پھر ایک لشکر اکٹھا کر کے تمہیں اپنے گھوڑوں کے پاؤں تلے روند دیں گے۔

اتنے میں ابوجہل بول اٹھا کہ میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔

تمام لوگ ہمہ تن گوش ہو گئے۔

ابوجہل کہنے لگا کہ تمام قبائل سے ایک ایک آدمی ننگی تلوار لے کر یکبارگی شخص واحد کی طرح اُن پر حملہ آور ہو اور ان کو (نعوذ باللہ) قتل کر دیا جائے۔ اس طرح بنوہاشم تمام قبیلوں سے انتقام نہیں لے سکیں گے اور آخرکار خون بہا پر راضی ہو جائیں گے۔

ابوجہل کی تجویز سن کر شیطان یعنی جو شیخ نجدی کے روپ میں تھا کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔ اس نے کہا کہ یہ بہت اچھی تجویز ہے۔

ابن کثیر نے یہ لکھا ہے کہ یہ تجویز شیطان لعین نے دی تھی اور ابوجہل نے سب سے پہلے اس کی تصدیق کی۔

بہرحال تمام لوگ اس تجویز سے بہت خوش ہو گئے۔

اُدھر رب کائنات نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اپنے محبوب ﷺ کو کفار کی یہ تجویز بتا دی اور ساتھ ہی ہجرت کا حکم بھی فرما دیا۔ اُسی روز آپ ﷺ پر یہ آیت شریف اُتری:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ (سورۃ انفال)

ترجمہ: اور یاد کرو جب خفیہ تدبیریں کر رہے تھے آپ کے بارے میں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا کہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو شہید کر دیں یا آپ کو جلاوطن کر دیں اور وہ بھی خفیہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی خفیہ تدبیریں کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم آجانے کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا کہ آج رات آپ ﷺ اپنے بستر پر آرام نہ فرمائیں اور جو چادر آپ اوڑھ کر سوتے ہیں کسی اور کو اوڑھا کر سلا دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے

Marfat.com

اپنے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لٹا کر اپنی چادر اڑھا دی۔ (سیرت زینی دحلان، صفحہ ۳۰۴، جلد اول)

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے بستر مبارک پر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا تم اس بات پر رضامند ہو کہ دشمن مجھے تلاش کر لے اور نہ پائے تو شاید جلدی میں تمہاری طرف دوڑ کر آئے اور تمہیں قتل کر دے۔ آپ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس بات پر راضی ہوں کہ میری روح حضور کی روح کی حفاظت میں کام آئے میرا نفس حضور کی ذات پر قربان ہو۔ میں زندگی سے بجز اس کے محبت کر سکتا ہوں کہ وہ حضور کی خدمت میں گزرے حضور کے اوامر و نہی میں بسر ہو۔ حضور کے دوستوں کی محبت احباب کی نصرت اور آپ کے دشمنوں سے جہاد کرنے میں بیت جائے اگر یہ امور نہ ہوتے تو ایک لمحہ بھی دنیا میں زندہ رہنا پسند نہ کرتا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کی طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا: اے ابوالحسن! تیرے اس کلام کی تصدیق لوح محفوظ کے مؤکلین نے کی ہے اور انہوں نے اس بات کی بھی تصدیق کی ہے کہ جو ثواب دارالقرار میں تمہارے لیے تیار کر رکھا ہے اس کی مثل نہ کسی نے سنی نہ دیکھی اور نہ کسی کے ذہن میں اس کا تصور آیا ہے۔''

اور خود دوسرے بستر پر تھوڑی دیر اُن کی چادر اوڑھ کر لیٹ گئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت والے دن خلاف معمول دوپہر کے وقت تشریف لائے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر صبح یا شام کو تشریف لاتے تھے۔ اور میرے والد کو بتایا کہ تمام لوگوں کو کمرے سے نکال دو کوئی بات کرنی ہے۔

میرے والد نے بتایا کہ آقا یہاں ہمارے اور ان بچیوں کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج رات مجھے اللہ تعالیٰ نے یہاں سے ہجرت کا حکم دے دیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ آقا مجھے بھی ساتھ معیت کا شرف عطا ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا: قَالَ الصُّحْبَةُ۔ ابوبکر اس سفر میں تم میرے ساتھی ہو گے۔

اس خوشخبری کو سن کر خوشی کے مارے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنسو نکل آئے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آج سے پہلے مجھے یہ نہیں پتا تھا کہ کوئی خوشی سے بھی رو پڑتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو اونٹنیاں خرید کر مکان کے پیچھے باندھ رکھی تھیں۔ آپ ان کو چرنے کے لیے باہر جنگل نہیں بھیجا کرتے تھے۔

یہ آپ نے اسی مقصد کے لیے باندھی ہوئی تھیں کہ شاید کسی وقت بھی ہجرت کا حکم آجائے۔ اور شاید آپ مجھے بھی اپنی رفاقت کی سعادت سے بہرہ مند فرما دیں۔

Marfat.com

بہر حال حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا۔ تو آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے تم دونوں میں مواخات قائم کر دی ہے۔ تو تم دونوں میں سے کون ہے جو اپنے نفس کو دوسرے کے لیے قربان کر دے تو کوئی بھی نہ مانا۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو میرے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ اور (حضرت) علی (کرم اللہ وجہہ) کو کہ میں نے ان دونوں میں مواخات قائم کر دی ہے اور (حضرت) علی اپنے نفس کو میرے حبیب کے لیے قربان کرنے کے لیے اُن کے بستر پر لیٹ گئے ہیں اور اپنی جان کی بھی پروا نہیں کی ہے۔

آقا علیہ السلام سے باوجود عداوت و بغض اور باوجود اتنی دشمنی کے تمام مکہ والے اپنی امانتوں، قیمتی چیزوں کے رکھنے کے لیے آپ ﷺ ہی کی طرف ہی رجوع کرتے تھے۔

حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وصیت فرمائی کہ ساری امانتیں اُن کے حقداروں اُن کے مالکوں کو واپس کر کے تم بھی یثرب (مدینہ) چلے آنا۔

حضور علیہ السلام کا گھر سے نکلنا

آدھی رات کے قریب حضور سرورِ کائنات علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس وقت ابوجہل دوسرے لوگوں الحکم بن عاص، عقبہ بن ابی محیط، نصر بن حارث، اُمیہ بن خلف، زمعہ بن اسود، ابوالبیثم وغیرہ کے ساتھ باہر کھڑا کہہ رہا تھا کہ محمد (ﷺ) ہم لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر میری اطاعت کرو گے خدا پر ایمان لاؤ گے تو مرنے کے بعد جنت میں جاؤ گے اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو مرنے کے بعد دوزخ کے بھڑکتے شعلوں میں گرو گے۔

آپ ﷺ نے اچانک دروازہ کھولا اور ان سب سے فرمایا کہ ہاں میں ہی ایسا کہتا ہوں اور اے ابوجہل ان میں سے ایک تم ہو وہ سب ایک دم حیران رہ گئے۔

حضور ﷺ ایک طشت میں مٹی بھر کر ہاتھ میں لیے ہوئے تھے اور آپ ﷺ سورۃ یٰسین کی ابتدائی آیات پڑھ رہے تھے۔ اور جب ان آیات پر پہنچے:

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝۹

ترجمہ: اور ہم نے ان کے آگے اور پیچھے دیوار کھڑی کر دی ہے اور اوپر سے اس کو ڈھانپ دیا ہے پس وہ دیکھ نہیں سکتے۔

تو حضور ﷺ نے ان پر دم کر دیا تو ان سب کو یکبارگی اونگھ آ گئی اور نیند نے آ گھیرا۔ آپ ﷺ نے طشت سے مٹی بھر بھر کر اُن کے سروں میں ڈالی اور باہر تشریف لے آئے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کے جانے کے بعد شیطان لعین نجدی شیخ کی صورت میں اُن کے پاس آیا اور کہا کہ حضور (ﷺ) تو یہاں سے نکل گئے ہیں۔تم یہاں کیوں کھڑے ہو۔انہوں نے دیوار سے اندر جھانک کر دیکھا تو کہا کہ آپ تو چادر اوڑھ کر وہ سامنے سو رہے ہیں۔تو جھوٹ کہتا ہے وہ پھر پہرے پر کھڑے ہو گئے۔

حضور ﷺ یہاں سے سیدھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔اور آپ ﷺ اُن کے مکان کے پچھواڑے سے اُن کو ساتھ لے کر باہر نکل گئے اور سیدھے پیدل چلتے ہوئے غارِ ثور کی طرف چل دیے۔

جب دشوار راستہ چڑھنے لگتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیتے۔پھر اُتار کر کبھی آپ ﷺ کے دائیں کبھی آپ کے بائیں کبھی آپ کے پیچھے اور کبھی آگے چلنے لگ دیتے۔آقا ﷺ نے فرمایا: ابوبکر کیا وجہ ہے۔آپ نے عرض کی کہ جس طرف سے مجھے دشمن کا ڈر ہوتا ہے میں اُدھر ہو جاتا ہوں کہ مبادا آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے۔

اس سے پہلے آپ ﷺ نے مکہ سے وداع ہوتے وقت یہ دعا مانگی کہ ''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔جس نے مجھے پیدا کیا جب کہ میں تو کوئی چیز نہ تھا۔اے اللہ دنیا کی ہولناکیوں زمانے کی تباہ کاریوں اور شب و روز کے مصائب برداشت کرنے پر میری مدد فرما۔اے اللہ میرے سفر میں تو میرا ساتھی ہو۔میرے اہل وعیال میں تو میرا قائم مقام ہو اور جو رزق تو نے مجھے دیا ہے اس میں میرے لیے برکت ڈال اور اپنی جناب میں مجھے عجز و نیاز کی توفیق دے۔اور بہترین اخلاق پر میری تربیت فرما اے رب مجھے اپنا محبوب بنالے۔اے کمزروں کے پروردگار تو میرا بھی پروردگار ہے میں تیری ذات کریم کے طفیل جس کی روشنی سے آسمان و زمین چمک رہے ہیں اور جس کی برکت سے اندھیرے دور ہو رہے ہیں اور اولین و آخرین کے کام درست ہو گئے ہیں میں (تیری ذات کریم کے طفیل) اس چیز سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر اُترے۔یا کہ تو مجھ پر اپنی ناراضگی نازل کرے۔میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تیری نعمت زائل ہو اور تیرا غضب اچانک اُتر پڑے اور تیری سلامتی کا رخ مجھ سے پھر جائے میرے پاس بجز تیرے نہ کوئی طاقت ہے اور نہ کوئی قوت ہے۔''

غارِ ثور میں داخلہ

حضور ﷺ نے مکہ سے باہر نکل کر ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر مکہ کی طرف رُخ کر کے یہ فرمایا: ''بخدا! مکہ کی سرزمین تو اللہ کی ساری زمینوں سے مجھے محبوب ہے اور بیشک اللہ کی ساری زمینوں سے اللہ کو پیاری ہے۔اگر تیرے رہنے والوں نے مجھے یہاں سے نہ نکالا ہوتا تو میں کبھی تجھ سے نہ نکلتا۔'' (ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۶۲)

غار میں داخل ہونے سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ پہلے مجھے جا کر اندر صفائی کر لینے دیں تاکہ کوئی موذی چیز آپ کو تکلیف نہ پہنچائے۔آپ اندر تشریف لائے اور ساری غار کو صاف کیا اور اس کے سوراخوں کو اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر بند کر دیا۔سوائے

Marfat.com

ایک سوراخ رہ گیا آپ بیٹھ گئے اور اپنی ایڑھی اُس سوراخ پر رکھ دی۔ اور آقا علیہ السلام کو اندر بلایا۔

حضور ﷺ اندر تشریف لے آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زانو پر اپنا سر مبارک رکھ کر استراحت فرمانے لگے۔

واہ ری قسمت! حضرت ابوبکر صدیق دو جہانوں کا سردار تیری گود میں آرام فرما رہا ہے۔ آپ اُس رخِ زیبا کی زیارت کرتے جاتے ہیں اور اپنی آنکھوں کو سیراب کرتے جاتے ہیں۔

حضرت داتا علی ہجویری کے مزار مبارک پر ایک شعر لکھا ہوا ہے:

چہ حسنت کہ صد بار رخت بینم
ہنوزم آرزو بندے کہ یک بارے دگر بینم

ترجمہ: میرے محبوب کا حسن کتنا خوبصورت ہے کہ اُس کے چہرے کو سو بار دیکھنے کے بعد بھی میرے دل میں آرزو ہے کہ ایک بار پھر دیکھ لوں۔

جتنی دیر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میرا محبوب آپ کی گود میں آرام کرے آپ نے آرام فرمایا۔

اچانک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑھی مبارک پر سانپ نے ڈس لیا۔ جس سے نہایت زور کی تکلیف ہوئی اور زہر سارے جسم میں سرایت کرنے لگا۔ پھر اِس سانپ نے آپ کو کئی بار ڈسا۔ لیکن آپ نے ایڑھی کو وہاں سے ذرا نہیں ہلایا کہ مبادا حضور ﷺ کے استراحت فرمانے مین آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

اس سے پہلے کہ جب آپ نے حضرت ابوبکر کو ساتھ لے جانے کی خوشخبری دیتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ "کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تم میرے ساتھ ہو اور جس طرح میری تلاش کی جاتی ہے اس طرح تمہاری تلاش ہو اور تم اس بات سے پہچانے جاؤ کہ جس دین کی میں تبلیغ کر رہا ہوں اس پر تم نے مجھے برانگیختہ کیا ہے پھر میری وجہ سے تمہیں طرح طرح کے عذاب دیے جائیں۔"

اس کے جواب مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی تھی:

"یارسول اللہ ﷺ اگر میں اتنی دیر زندہ رہوں جتنی دنیا کی عمر ہے اور اس طویل زندگی میں مجھے طرح طرح کے عذاب دیے جائیں نہ مجھ پر وہ موت نازل ہو۔ جو مبتلائے عذاب کو راحت پہنچاتی ہے۔ اور نہ مجھے اس مصائب سے نجات دی جائے اور یہ سب اذیتیں مجھے حضور ﷺ کی محبت کے باعث دی جائیں تو یہ ساری اذیتیں اور عذاب مجھے اس بات سے محبوب تر ہیں۔ کہ میں آپ کی مخالفت میں نعمت و مسرت کی زندگی بسر کروں اور دنیا کے سارے بادشاہوں کے ملکوں کا مالک بنوں۔ میرے بیوی بچے سب حضور ﷺ پر قربان ہوں۔"

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جواب کو سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے دل پر آگاہ ہو گیا ہے۔ اور تمہاری زبان پر جو کلام جاری ہوا ہے۔ اُس کو تمہارے

Marfat.com

دل سے بالکل مطابق پایا ہے اور تجھے میرے لیے بمنزلہ کان اور آنکھوں کے کر دیا ہے۔ نیز بدن سے سر کا اور بدن سے روح کا جو تعلق ہے وہ تیرا میرا تعلق ہے۔" (تفسیر امام حسن عسکری جلد ا، صفحہ ۲۱۴)

آقا علیہ السلام نے استراحت فرماتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تکلیف کو محسوس فرماتے ہوئے آپ سے پوچھا کہ کیا بات ہے آپ نے عرض کی یا رسول اللہ سانپ نے میری ایڑھی پر کاٹ لیا ہے۔

حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن آپ کی ایڑھی پر لگایا تو فوراً سارا درد کافور ہو گیا۔

صبح جب اہلِ مکہ نے آپ کو نہ پایا تو اِدھر اُدھر تلاش شروع کر دی۔ ایک ماہر کھوجی آپ کے قدموں کو دیکھتا غارِ ثور پر پہنچ گیا۔

حضرت ابوبکر نے عرض کی کہ یہ اگر اپنے قدموں کی طرف دیکھیں تو ہمیں پالیں آپ علیہ السلام نے فرمایا:

یا ابابکر ما ظنتك باثنين الله ثالثهما۔

ترجمہ: اے ابوبکر ان دو کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو۔

مشرکین کا غالب یہ گمان تھا کہ حضور (ﷺ) یثرب چلے گئے ہیں جہاں لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس لیے مشرکین کی ٹولیاں ہر طرف پھیل گئیں اور آپ کو تلاش کرنے لگیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک درخت کو غار کے منہ پر اُگا دیا۔ جس کا قد انسانی قد کے برابر ہوتا ہے۔ اس درخت کو عرب "ام غیلان" سے منسوب کرتے ہیں۔ اس کی بہت گھنی بہت سی شاخیں ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں مکڑی نے بہت بڑا اور گھنا جالا بُن دیا۔ اور وہاں جنگلی کبوتروں نے انڈے دے دیے اور ایک کبوتری اُن پر بیٹھ گئی۔ ایک روایت کے مطابق حرم شریف کے کبوتر اُن کبوتروں کی اولاد میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کی خدمت کا صلہ اُنہیں دیا ہے۔

یہ سارے انتظامات رب کائنات کے تھے جو اس نے اپنے حبیب کی حفاظت کے لیے کیے تھے۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے تمہاری حفاظت فرمائے گا۔

تو جس کی حفاظت کرنے والا اللہ کارب ہو تو اس کو کون تکلیف پہنچا سکتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں۔ یہ کیسے چیزیں اُگ آئیں مکڑی نے جالا بن دیا یا کبوتری نے انڈے دے دیے۔

وہ اللہ تعالیٰ جس کے کن کہنے سے یہ دونوں جہان وجود میں آگئے اس کے آگے کوئی بھی بڑے سے بڑا کام کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ میری اور آپ کی عقل اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی چیزوں کی ماہیت کا اندازہ نہیں لگا سکتی۔ تو خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کا کس طرح احاطہ کرے گی۔ ہمیں تو خود اپنے آپ کا پتہ نہیں ہمیں یہ نہیں پتہ کہ ہمارا جسم کیسے کام کرتا ہے۔ اُس کے اندرونی نظام کو سمجھنے کے لیے صدیاں بیت گئیں اب تک اُس کی الف ب سے واقف نہیں۔ کیا انسان نے موت پر قابو پالیا یا اس

Marfat.com

کی ماہیت کو سمجھ گیا۔ اگر لاکھ ڈاکٹر بھی چاہیں تو ایک مرتے ہوئے آدمی کی روح کو واپس نہیں لا سکتے۔ یہ اُس ذات پاک کا نظام ہے جو وحدہ لاشریک ہے جس کی طاقت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ ہمارے لیے یہی فخر کی بات کافی ہے کہ ہم اُس کے بندے اور اُس کے محبوب ﷺ کی اُمت سے ہیں۔

اصل میں غارِ ثور مکہ کے جنوب میں جو راستہ یمن کو جاتا ہے۔ اُس پر واقع ہے۔ مشرکین کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ آپ اِدھر جا سکتے ہیں لیکن پھر بھی چند لوگ اپنے کھوجی سمیت جب اِدھر آئے تو کھوجی نے کہا کہ ایک پاؤں کا نشان تو حضرت ابوبکر (صدیق) کا ہے۔ اور دوسرے نشان کو میں نہیں پہچانتا یہ مقام ابراہیم کے نشان سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔

ایک آدمی نے امیہ بن خلف سے کہا کہ غار کے اندر دیکھو۔ تو امیہ بن خلف نے کہا کہ مکوی کا گھنا جالا دیکھ رہے ہو کہ یہ محمد (ﷺ) کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے۔

حضور ﷺ یہاں تین دن آرام فرما رہے۔ آپ نے قیام فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی یہاں آپ کو کھانا پہنچا جاتی تھیں اور آپ کے صاحبزادے ہر روز کی خبروں سے آپ کو آگاہ فرماتے رہے اور آپ کا چرواہا عامر بن فہیرہ بکریاں لے کر رات کو یہاں آتا اور تازہ دودھ آپ کی خدمت میں پیش کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کتنی مہربانی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق کے پورے خاندان کو آپ کی خدمت میں لگا دیا۔ بلکہ آپ کے غلام عامر بن فہیرہ تک نے بھی آپ کا راز افشانہ کیا۔ اور خدمت سرانجام دیتا رہا۔ اور اس کے کے ذہن میں مکہ والوں کے آپ کو زندہ پکڑنے کے ایک سو سرخ اونٹوں کا لالچ تک نہ آیا۔ (الروض الانف، جلد دوم، صفحہ ۴۴۱) (دلائل النبوۃ البیہقی جلد دوم، صفحہ ۴۷۷) (ضیاء النبی جلد سوم، صفحہ ۶۳)

کوئی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان پاک کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ لوگوں کا کیا ہے۔ جس کی عقل پر خدا پردہ ڈال دے وہ تو حضور ﷺ کو دیکھتے ہوئے بھی آپ کا انکار کر دیتا ہے۔

یہ اس کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ ہی رہنے دیتا ہے۔

یا اللہ ہمیں حضور ﷺ کی غلامی میں زندہ رکھ۔ اسی میں جیتا رکھ اور اسی غلامی میں موت عطا فرما اور ہمیں ہر دم مقام برزخ میں بھی حضور ﷺ کی خدمت میں رکھ اور قیامت کو ہمیں حضور ﷺ کی معیت میں اُٹھا اور ہمیں آپ کے جھنڈے کے سائے تلے رکھ۔ بیشک تو اپنے محبوب پاک کے صدقے میں دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ اور جنت میں ہمیں حضور ﷺ کی معیت اور آپ ﷺ کی ہمسائیگی میں اپنا دیدار عطا فرما۔ بیشک تو طاقتور ہے اور طاقتور ہی کمزوروں پر رحم فرماتا ہے کیونکہ ہم کمزوروں کا تو ہی رب ہے۔ بیشک تو رحیم ہے تو کریم ہے اور رحیم و کریم ہی بے کسوں پر رحم و کرم فرماتا ہے۔ یا اللہ تیرے سوا ہمارے لیے کون ہے۔ ہم تیری جناب میں حضور ﷺ کو شفیع بناتے ہیں۔ یا اللہ تو ان کی سفارش کو قبول فرما اور ان کو اُس مقام محمود پر فائز فرما۔ جس کا تو نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے۔ بیشک تُو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ یا اللہ حضور ﷺ کی ساری اُمت کو بخش دے۔ اُس پر رحم

Marfat.com

فرما۔ اُس کو تکلیفوں مصیبتوں سے نکال لے۔ اُن کی اصلاح فرما دے۔ اُن کی کافروں کے خلاف مدد فرما۔ بیشک تو سب سے بہتر مدد فرمانے والا ہے۔

یا اللہ ہم سب کو تو حق کو حق کر کے دکھا اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ہم سب کو یا اللہ تو باطل کو باطل کر کے دکھا اور اُس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

مکہ سے تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد کفار مکہ پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا۔ انہوں نے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ آپ نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ پھر وہ آپ کو تلاش کرتے ہوئے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے۔ دروازہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کھولا۔ آگے آگے ابوجہل تھا۔ اُس نے کڑک کر کہا: تمہارا باپ کہاں ہے؟ آپ نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اُس نے غصے سے اِس زور سے آپ کے گال پر طمانچہ مارا کہ آپ کے کان کا آویزہ ٹوٹ کر نیچے جا گرا اور گال سرخ ہو گیا۔

ابوجہل اپنے ساتھیوں کے ساتھ بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد آپ کے والد ابوقحافہ نے حضرت اسماء سے کہا کہ تمہارا والد ہمیں قلاش کر گیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پانچ ہزار بقیہ درہم بھی غار میں اپنے بیٹے کے ہاتھ منگوا لیے تھے۔

آپ نے اپنے دادا جو کہ نابینا تھے کو مطمئن کرنے کے لیے ان کا ہاتھ پوٹلی میں کچھ سنگریزے وغیرہ ڈال کر اُن پر رکھا۔ جس سے انہوں نے سمجھا کہ کافی کچھ درہم وہ ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں اور وہ مطمئن ہو گئے۔

غارِ ثور سے روانگی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین دن غارِ ثور میں قیام فرمایا۔ ہر روز عامر بن فہیرہ آپ کو دودھ گرم کر کے پیش کرتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر آپ کو کفار کے دن بھر کے واقعات سے خبر دیتے۔

تیسرے روز حسب وعدہ عبداللہ بن اریقط آ گیا یہ یثرب کے عام راستوں کے پیچ وخم جانتا تھا۔ علاوہ وہ اردگرد کے علاقوں سے بھی خوب واقف تھا۔ اسے اجرت پر مقرر کیا گیا تھا۔ اور اس سے پوری رازداری کا وعدہ لیا گیا تھا۔ جس پر وہ پورا اترا تھا۔ یہ شخص اگرچہ کفار قریش سے تھا۔ لیکن آل عاص میں عاص بن وائل سہمی کے قبیلے کے حلیفوں میں سے تھا۔

یہ دو اونٹنیاں لے کر پہنچ گیا۔ اُدھر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی کھانا لے کر پہنچ گئیں لیکن جب توشہ دان کو اونٹ کے کجاوے سے باندھنے لگیں تو کوئی رسی وغیرہ نہیں تھی۔ آپ نے فوراً اپنا کمر بند اُتارا اُس کے دو ٹکڑے کیے ایک سے توشہ دان کو اونٹ سے باندھا اور دوسرے سے اپنی کمر کو باندھ لیا۔ اُسی دن سے آپ کا نام مبارک ذات النطاقین پڑ گیا۔ (یعنی دو کمر بندوں والی)

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بہترین اونٹنی سوار ہونے کے لیے پیش کی۔لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اُس پر سوار نہیں ہوتا جو میرا اپنا نہ ہو۔آپ نے عرض کی: حضور یہ سب کچھ آپ علیہ السلام ہی کا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے بتاؤ۔ یہ کتنے میں خریدی تھی۔آپ علیہ السلام نے قیمت بتائی۔تو آپ نے فرمایا: میں تم سے اتنے میں خریدتا ہوں۔اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔

دوسری اونٹنی پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کا غلام عامر بن فہیرہ جس کو آپ نے حضور ﷺ کی خدمت کے لیے ساتھ لے لیا تھا۔سوار ہو گیا۔اور یہ چار بندوں کا قافلہ جن کے ساتھ پانچواں خدا تھا۔سوئے منزل جاناں روانہ ہو گیا۔حضور اکرم ﷺ کی اِس اونٹنی کا نام "الجدعا" تھا۔اس کے علاوہ آپ ﷺ کی ایک اونٹنی جو مدینہ پاک میں آپ کے زیر استعمال رہی کا نام "الغضبا" تھا۔

راستہ میں اگر کوئی حضرت صدیق اکبر سے حضور ﷺ کے متعلق پوچھتا تو آپ فرماتے کہ "رجل یھدی الطریق" یہ مجھے راستہ بتانے والے ہیں۔سبحان اللہ کیا خوبصورت الفاظ ہیں۔پردہ بھی رکھا اور بات بھی سچی فرمائی۔

(سیرت ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ ۱۰۰)

شاہراہِ ہجرت

چونکہ یثرب (مدینہ) اور مکہ کے درمیان قافلے اکثر آتے جاتے رہتے تھے۔کیونکہ یہی شاہراہ یثرب (مدینہ) سے ہوتی ہوئی شام کو جاتی تھی۔اِس لیے عین اِس شاہراہ کے اوپر چلتے ہوئے یثرب (مدینہ) جانا خطرے سے خالی نہیں تھا۔

میں بار بار یثرب کا لفظ اس لیے استعمال کر رہا ہوں کہ جب تک حضور ﷺ اِس میں قدم رنجہ نہ ہوئے یہ یثرب ہی کہلاتا رہا۔آقا دو عالم ﷺ کے یہاں تشریف لانے کے بعد اس کا نام آپ علیہ السلام نے یثرب سے مدینہ ڈال دیا۔اور فرمایا: آج سے یہ مدینہ ہے کیوں کہ یثرب دراصل فساد کی سرزمین کو کہتے ہیں کیونکہ یہاں بہت بیماریاں اور وبائیں ہوا کرتی تھیں۔آپ ﷺ کی برکت سے یہاں کی وبائیں جاتی رہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: اِسے اَب یثرب نہیں مدینہ کہا کرو۔

حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار سے روانہ ہوئے تو پہلے حضور علیہ السلام نے مکہ کے نشیبی علاقے سے گزر کر ساحل سمندر کا رُخ کیا۔اور عسفان کے نیچے سے گزرتے ہوئے عمومی راستہ پر آ گئے۔پھر یہ یہاں سے اَنج گاؤں سے پھر قدید سے ہوتے ہوئے پھر اصل راستہ پر آ گئے۔وہاں سے چلتے چلتے خرار وہاں سے المرۃ کے موڑ پر اور وہاں سے لفت آئے اور یہاں سے "مدلجہ لقف" پہنچے۔اس کے درمیان درمیان سے گزرتے ہوئے مدلجہ لجاج پھر وہاں سے مرج لجاج پھر وہاں سے مرج ذی العضوین وہاں سے ذی کشر وہاں سے جداجد سے ہوتے ہوئے اجرد تشریف لے آئے پھر مدلجہ تہن سے عبابیہ پہنچے۔اسے عبابیب بھی کہتے ہیں۔وہاں سے یہ فاجہ پہنچے۔فاجہ سے نیچے اُترتے ہوئے عرج تشریف لائے۔

Marfat.com

یہاں سے حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو جو بنی اسلم کا تھا اور اس کا نام اوس بن حجر تھا کو اونٹ پر سوار کر کے یثرب (مدینہ) بھیجا۔ اور اس کے ساتھ ایک غلام بھی روانہ کیا۔ جس کا نام مسعود بن ہنیدہ تھا تاکہ یہ لوگ پہلے جا کر اہلِ یثرب کو اطلاع کر دیں۔

عرج سے یہ عائر کے موڑ پر پہنچے اور پھر یہ رکوبہ کے موڑ کے دائیں طرف سے گزرتے ہوئے رئم کی وادی میں اُترے اور پھر آخر میں یہ یہاں سے قبا میں تشریف لے آئے۔

یہ سارا سفر بارہ دن میں طے ہوا۔ آقا دو عالم ﷺ بارہ ربیع الاول کو سوموار کے دن ڈھلنے کے وقت مدینہ طیبہ اُس وقت پہنچے۔ (اب یہ یثرب سے مدینہ طیبہ بن گیا) جب سورج چمک رہا تھا۔ (ضیاء النبی، جلد سوم، صفحہ ۸۳)

تفصیل ہجرت

آقا دو عالم ﷺ سب سے پہلے عسفان پہنچے یہ مکہ سے دو منزل کے فاصلے پر ہے اور جحفہ اور مکہ کے درمیان پانی کی گزرگاہ پر ہے پھر آپ یہاں سے اَلج تشریف لائے اَلج اور ہران دو وادیاں میں جو بنی سلیم کے حرہ سے نکلتی ہیں اور سمندر میں آ کر گرتی ہیں پھر آپ قدید تشریف لائے یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک گاؤں ہے۔ جہاں پانی کا ایک چشمہ بھی ہے پھر آپ الفرار تشریف لائے۔ یہ جگہ حجاز میں جُحفہ کے قریب ہے پھر آپ یہاں سے ثنیۃ المرہ اور پھر یہاں سے تقفا پہنچے یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک موڑ ہے۔ پھر یہ یہاں سے مدلجہ گاؤں اور ذی کثر گاؤں پھر ذی کثر پہنچے یہ گاؤں مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہیں۔ پھر یہاں سے جداجد پہنچے یہاں بہت پرانے کنویں ہیں۔ پھر یہاں سے اجرد پہنچے اجرد ایک پہاڑ کا نام ہے۔ ہاں بنو جہینہ قبیلہ آباد ہے۔ یہ مدینہ اور شام کے درمیان واقع ہے۔ یہاں بنو جہینہ قبیلہ آباد ہے۔ یہ مدینہ اور شام کے درمیان واقع ہے پھر آپ یہاں سے تعہن پہنچے یہ ایک چشمہ ہے یہ شہر بھی اسی نام سے موسوم ہے۔ یہ السقیفہ سے تین میل کے فاصلے پر مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ پھر یہ یہاں سے عبابید یا عبابیب بھی اسے لوگ کہتے ہیں۔ پہنچے اور پھر الفاجہ پہنچے۔ یہ مدینہ سے سقیہ کی سمت تین منزل پر واقع ہے۔ اسے القاحہ بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اس میں دو کنویں ہیں جن کا پانی بہت میٹھا ہے اور وافر ہے۔ پھر یہ یہاں سے عرج پہنچے یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک گھاٹی ہے جو کہ حاجیوں کے راستے پر واقع ہے۔ پھر یہ یہاں سے ثنیۃ العائر جو کہ ایک پہاڑی موڑ ہے پر پہنچے پھر یہ یہاں سے رکوبہ عرج کے قریب پہاری گھاٹی پر پہنچے پھر یہاں سے رئم مدینہ طیبہ سے چار منزل کی مسافت پر پہنچے اور پھر یہاں سے آقا دو جہاں حضور ﷺ قبا مدینہ کی مشہور بستی میں پہنچ گئے۔

(سیرت ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۸)

Marfat.com

اثنائے سفر واقعات

سراقہ کا واقعہ

جب یہ قافلہ غارثور سے چل کر نشیبی ساحلی علاقے کی طرف جارہا تھا۔تو ایک آدمی نے ان کو اِدھر جاتے ہوئے دیکھ لیا۔ یہ بنومدلج قبیلہ کا تھا۔کفار قریش نے ہر طرف اپنے آدمی حضور ﷺ کی تلاش میں بھیجے ہوئے تھے۔وہ ہر ہر قبیلہ میں جا کر اعلان کر رہے تھے کہ کوئی آپ (ﷺ) کو اگر گرفتار کرلے گا تو اُس کو سو سُرخ اونٹ انعام میں دیے جائیں گے۔ یہ لوگ بنومدلج قبیلہ والوں کے پاس آ کر ان کو بھی انعام کا لالچ دے رہے تھے۔ان میں سُراقہ بن مالک جعشمی جو ایک ماہر شمشیر زن اور ماہر تیر پھینکنے والا تھا بھی موجود تھا۔ یہ آدمی سیدھا اِس کے پاس آیا چونکہ یہ اس کا خاص واقف تھا۔اور کہنے لگا کہ میں نے ابھی ابھی چار آدمیوں کا قافلہ مکہ کے نشیبی ساحلی علاقے کی طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے۔

سُراقہ کہتا ہے کہ میں فوراً سمجھ گیا کہ کہیں یہ وہی لوگ نہ ہوں۔جن کے لیے سو سرخ اونٹ انعام رکھا ہوا ہے۔میں نے اُس کو ٹالتے ہوئے کن انکھیوں سے خاموش رہنے کا کہا۔پھر اُسے تھوڑی دیر بعد کہا کہ نہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا اونٹ گم ہوگیا ہوا ہے۔ابھی ابھی میرے پاس سے اُدھر گئے ہیں۔

تھوڑی دیر میں لاتعلق ہو کر محفل میں بیٹھا رہا اور پھر چپکے سے وہاں سے کھسک گیا۔اور سیدھا اپنے گھر آیا۔آتے ہی اپنی کنیز کو کہا کہ میرے گھوڑے کو لے کر فلاں ٹیلے کے عقب میں پہنچا۔جب وہ چلی گئی تو گھر کے پچھلے طرف سے میں بھی چپکے سے اپنا نیزہ اور تیر وغیرہ لے کر نکل آیا۔ٹیلے کے پیچھے آتے ہی میں فوراً گھوڑے پر جست لگا کر سوار ہوا اور اُس کو سرپٹ مکہ کے نشیبی علاقے کی طرف دوڑا دیا۔

جلد ہی میں نے آپ لوگوں کو جالیا۔میری خوشی کی انتہا نہ رہی لیکن اچانک میرے گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور میں گر گیا۔اور میں نے ان کو پکڑنے کے لیے اپنے پاس سے فال کا تیر نکالا لیکن میرے کام کے حق میں نہ نکلا۔اس پر لکھا تھا تم اس کام کو نہیں کرسکو گے۔

لیکن سو سرخ اونٹوں کے انعام نے مجھے اندھا کر رکھا تھا۔میں نے تیر کی پروا نہیں کی اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

زمانہ جاہلیت میں لوگ ہر کام شروع کرنے سے پہلے فال کا تیر نکالتے تھے۔ایک پر لکھا ہوتا تھا یہ کام کرو، دوسرے پر لکھا ہوتا تھا تم یہ کام نہیں کرسکو گے۔اور باقی تیر خالی ہوتے تھے اگر کام کرنے والا تیر نکلتا تو لوگ وہ کام کرتے اور اگر ایسا تیر نکلتا کہ لکھا ہوتا یہ کام نہ کرو تو رُک جاتے۔اور اگر خالی تیر نکل آتا تو دوبارہ وہ تیروں سے فال نکالتے تھے۔

ٹیلے کے پیچھے جب سراقہ گھوڑے پر بیٹھنے لگا تھا۔اُس وقت بھی اُس نے فال نکالی تھی تو ایسا تیر نکلا تھا جس پر لکھا تھا۔

Marfat.com

یہ کام نہ کرو۔لیکن اُس نے لالچ میں پروا نہیں کی تھی۔ پھر ایسا ہی تیر نکلا جس پر اس کام کو کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ پھر اس نے انعام کے لالچ میں پروا نہیں کی۔

اور گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے آپ ﷺ کے قریب پہنچ گیا۔ سراقہ کہتا ہے کہ اچانک میرے گھوڑے کے پاؤں سخت پتھریلی زمین میں پھنس گئے اور میں چکرا کے پھر آگے جا گرا۔

میں نے پھر فال کے تیر نکالے تو اس کام سے منع ہونے کا تیر نکلا۔

لیکن انعام کے لالچ نے مجھے اندھا کر دیا تھا۔ میں نے پھر گھوڑے پر سوار ہو کر اُسے ایڑھ لگائی۔ تو آپ ﷺ کے میں اتنے قریب پہنچ گیا کہ آپ (علیہ السلام) کے قرآن پاک کے پڑھنے کی مجھے آواز سنائی دے رہی تھی۔ آپ (علیہ السلام) بڑے سکون کے ساتھ تلاوت فرما رہے تھے اور آپ (ﷺ) نے ایک دفعہ بھی میری طرف پلٹ کر نہیں دیکھا۔ لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار میری طرف دیکھ رہے تھے۔ اچانک پھر اس سخت اور پتھریلی زمین میں میرے گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک دھنس گئے اور میں پھر گھوڑے سے گر پڑا۔ اور اس زور سے آندھی آئی کہ کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ میں نے پھر فال نکالی تو لکھا تھا کہ تم اس کام کو نہیں کر سکو گے اب مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی میں یہ کام نہیں کر سکوں گا۔

میں نے زور سے فریاد کرتے ہوئے کہا: ''مہربانی فرما کر مجھ پر نظر کرم فرمائیں میں آپ (علیہ السلام) کو کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔ اور نہ آپ (ﷺ) مجھ سے ایسی بات سنیں گے جسے آپ (علیہ السلام) ناپسند کریں گے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سراقہ نے ہمارا تعاقب شروع کیا تھا۔ اس وقت ہم سخت پتھریلی زمین میں سفر کر رہے تھے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ہمارا تعاقب کرنے والا اَب ہمارے بالکل نزدیک پہنچ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

القرآن - لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ

ترجمہ: غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ اور نزدیک ہو گیا کہ اُس کا ہمارا فاصلہ ایک دو نیزے کا رہ گیا میں نے پھر وہی عرض کی اور میں رونے لگ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیوں روتے ہو۔ میں نے عرض کی حضور میں اپنے لیے نہیں بلکہ میں آپ ﷺ کے لیے روتا ہوں۔ حضور ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی:

اکفناء بما شئت۔

ترجمہ: اے اللہ اپنی مشیت کے مطابق اس دشمن کے شر سے بچا۔

آپ کے دعا فرماتے ہی اچانک اُس کے گھوڑے کے پاؤں پتھریلی زمین میں گھٹنوں تک دھنس گئے وہ چکرا کر گرا اور کہنے لگا یا محمد (ﷺ) یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہوا میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ (علیہ السلام) کو کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا اور

Marfat.com

آپ (علیہ السلام) کے تعاقب میں آنے والے ہر شخص کو لوٹا دوں گا۔

آپ (علیہ السلام) کو گرفتار کرنے کے لیے اہلِ مکہ نے سو سرخ اونٹوں کا انعام رکھا ہے اور آپ (ﷺ) کے بارے میں ان کے برے خطرناک ارادے ہیں۔ اور آپ کو ایک طویل سفر بھی درپیش ہے۔

حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ یہ کیا چاہتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تو سراقہ نے کہا کہ آپ جس راستے سے جا رہے ہیں اس راستے پر میری جاگیر ہے اور وہاں اونٹ اور گھوڑے بھی ہیں۔ آپ (علیہ السلام) میرے ترکش کے یہ تیر لے لیں۔ میرے آدمی ان کو پہچان لیں گے۔ آپ (علیہ السلام) اُن سے جتنے مرضی چاہیں گھوڑے اور اونٹ لے لیں۔ لیکن آپ (ﷺ) نے میری اس پیشکش کو ٹھکرا دیا کہ مجھے نہ تمہارے اونٹوں اور نہ بھیڑ بکریوں کی ضرورت ہے۔

سراقہ نے پھر عرض کیا کہ حضور (ﷺ) مجھے اَمان لکھ دیں۔ آپ (ﷺ) نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ اِسے امان لکھ دو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک چمڑے کے ٹکڑے پر حضور ﷺ کی طرف سے سراقہ کو امان لکھ دی۔ اس نے یہ چمڑے کا ٹکڑا لے کر سنبھال کر اپنے پاس رکھ لیا۔ آپ ﷺ نے اس سے بات خفیہ رکھنے کا کہا اس نے ہامی بھر لی۔ اور جب لوٹنے لگا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے سراقہ! اُس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جب کسریٰ کے کنگن تجھے پہنائے جائیں گے۔"

سراقہ نے سراپا حیرت بن کر عرض کیا: یعنی کسریٰ ابن ہرمز ایران کے عظیم بادشاہ کے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں۔

یہ ایک اللہ تعالیٰ کے نبی ہی کی شان ہو سکتی ہے کہ بے آب و گیاہ صحرا مین سفر کرتے ہوئے جب کہ آپ علیہ السلام کی قوم نے آپ ﷺ کو بے وطن کر کے نکال دیا ہے اور سارا شہر آپ کے خون کا پیاسا ہے آپ کو گرفتار کرنے کے لیے ایک گرانقدر انعام مقرر ہے اور ظاہر اس حالت میں آپ ایران کے عظیم بادشاہ کی عظیم سلطنت کی پامالی اور اس کی سلطنت کے غرق ہونے چھن جانے اور اہلِ اسلام کے فتح یاب ہونے اور اُس کے ہاتھوں کے کنگن جو نہایت قیمتی زر و جواہر مرصع سونے کے تھے اور اس کو ایک بدو کو پہنائے جانے کے متعلق پیش گوئی فرما رہے ہیں۔

کیا یہ ظاہر کی بات ہے یا کہ غیب کی بات ہے۔ نبی کا لفظی معنی ہی غیب کی باتیں بتانے والا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ اگر آپ کا رب آپ کو کوئی بات بتا دے تو اُس میں کیا مضائقہ ہے۔

اس طرح کی بے شمار آپ نے پیشین گوئیاں کیں۔ جو حرف بہ حرف پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور اِنشاء اللہ ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ جا بجا قرآن پاک میں آپ کے علم غیب کے متعلق فرماتے ہیں۔ سورۃ یوسف کے آخر میں ارشاد ہے:

Marfat.com

القرآن ۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

بعض لوگ عقل کے اندھے ہیں جو آپ حضور ﷺ کے علم غیب پر اعتراض کرتے ہین۔ ارے خدا کے بندو! اگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو کچھ بتانا چاہے تو کیا وہ نہیں بتا سکتا۔

اور قرآن پاک میں کیا غیب کی خبروں سے بھرا ہوا نہیں ہے اور وہ ہمیں کس نے بتایا ہے۔ یہ سارا قرآن تو ہمیں حضور ﷺ کی زبانی ہی معلوم ہوا ہے۔

القرآن ۔ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ

ترجمہ: اور کوئی بھی اُس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتا مگر جتنا وہ چاہے۔

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

القرآن ۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝

ترجمہ: کثیر کو وہ گمراہ کرتا ہے اور کثیر کو وہ ہدایت دیتا ہے اور فاسقوں کے سوا گمراہ نہیں ہوتے۔

اس لیے ہر دم ہدایت کے لیے اُسی کا دامن پکڑنا چاہیے اور اُسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اُس کے نبی ﷺ کا وسیلہ پکڑنا چاہیے۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت کے آخری باب تکملہ میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ تک پہنچا ہے حضور ﷺ کے وسیلہ جمیلہ سے ہی پہنچا ہے۔

القرآن ۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔

ترجمہ: تم سب کو میرے رسول کی پیروی کرنا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک عدم ہے اور ایک وجود ہے۔ اور عدم اور وجود کو دو حصوں میں ایک وتر تقسیم کرتا ہے اور سب کچھ وجود عدم کی طرف جو بھی جاتا ہے وہ اس وتر سے ہو کر ہی جاتا ہے۔ ورنہ وہ جا ہی نہیں سکتا ہے۔ اور وہ وتر کی ذات مبارکہ حضور نبی کریم ﷺ کی ہے۔

Marfat.com

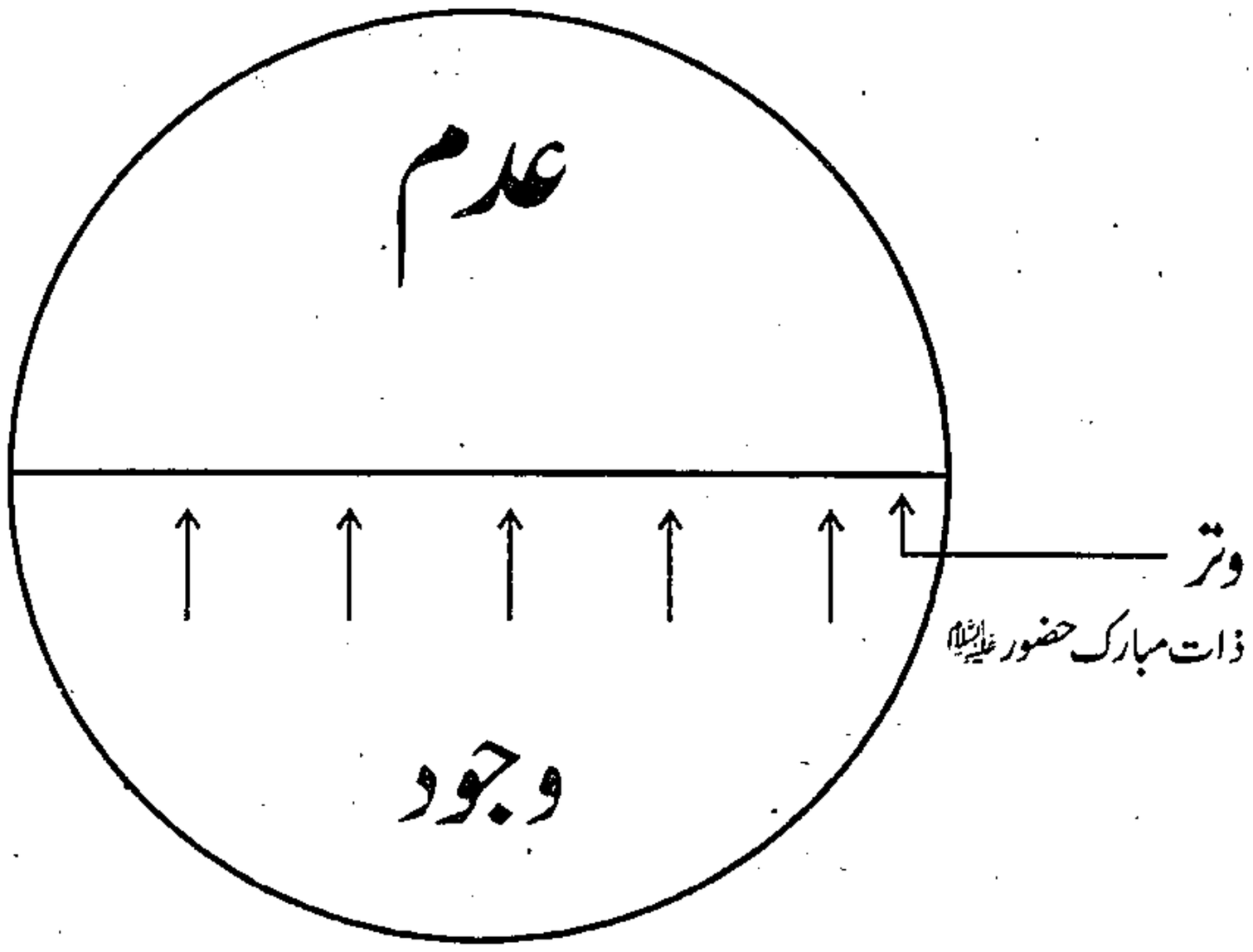

سُراقہ کہتے ہیں: میں یہاں سے واپس آ گیا۔ اور بالکل چپ ہو گیا۔ اس واقعہ کا میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا۔ یہاں تک کہ آٹھ ہجری میں مکہ فتح ہو گیا۔ غزوہ حنین اور طائف کے معرکے بھی ہو گئے تو اچانک مجھے خیال آیا۔ سُراقہ تو نے بہت دیر کر دی۔ تجھے تو بہت پہلے مسلمان ہو جانا چاہیے تھا۔ میں فوراً حضور ﷺ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اُس وقت آپ ﷺ انصار کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے۔ انصار نے مجھے اجنبی سمجھتے ہوئے اپنے نیزوں کی انیوں سے آپ کے پاس جانے سے روکا۔ لیکن میں آپ کے نزدیک ہو ہی گیا اور میں نے آپ کے امان نامے کو نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور دور ہی سے زور سے پکارا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ ﷺ کا دیا ہوا امان نامہ ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے میری آواز سن لی۔ اور انصار سے کہا کہ اسے میرے قریب آنے دو۔ آج وعدے کو وفا کرنے کا دن ہے۔

میں آپ ﷺ کے نزدیک ہوا اور کلمہ شہادت پڑھ کر آپ ﷺ پر ایمان لے آیا۔ سُراقہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اِس بابرکت گھڑی میں آپ ﷺ کے فیض سے مستفید ہونے کے لیے بہت سوچا کہ آپ ﷺ سے کیا پوچھوں۔ لیکن مجھے کچھ یاد نہ آیا۔ صرف میں اتنا پوچھ سکا: ''یارسول اللہ ﷺ جب میں اپنے اونٹوں کو پانی پلانے لگتا ہوں تو بعض دفعہ کئی اور اونٹ بھی پانی پینے کے لیے آجاتے ہیں کیا اس پر ہمیں ثواب ہوگا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

نعم! فی کل ذات کبید حری اجر○

ترجمہ: ہر زندہ جانور کو جس کا جگر تر ہو پانی پلانا باعث اجر ہے۔

سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب ایران فتح ہوا اور آپ کی خدمت میں کسریٰ کا تاج اُس کا مرصع کمر بند اور اُس کے سونے کے کنگن پیش کیے گئے تو آپ نے سُراقہ کو یاد فرمایا۔ جب یہ حاضر ہوئے تو آپ نے اِن کو

Marfat.com

سونے کے کنگن پہنائے اور سُراقہ کو کہا کہ اپنے ہاتھ بلند کرو اور کہو کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے کسریٰ سے یہ زیورات چھین لیے۔ جو یہ گمان کرتا تھا کہ وہ لوگوں کا رب ہے اور بنو مدلج کے ایک بدو کو پہنائے۔"

(سبل الہدیٰ جلد: ۳، صفحہ ۳۵۴ تا ۳۵۲)

سراقہ نے اپنے ہاتھ بلند کر کے انہی الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔

آقا دو عالم ﷺ مسلسل سارا دن بغیر رُکے چلتے رہے۔ پھر ساری رات بھی آپ چلتے رہے پھر دوسرے دن بھی چلتے رہے یہاں تک کہ دھوپ کی تمازت جب بہت زیادہ ہوگئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دوپہر کی گرمی میں ٹھہرنے کے لیے ہر طرف کسی سایہ دار درخت کی تلاش میں نظر دوڑائی۔ لیکن کوئی درخت نہ ملا تو آپ نے ایک چٹان کو دیکھا کہ وہ اس طرح آگے کی طرف جھکی ہوئی تھی کہ عین دوپہر میں بھی اس کا سایہ تھا۔ آپ اُس چٹان کے پاس گئے۔ اُس کے نیچے سایہ والی جگہ کو صاف کیا۔ اور حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام تشریف لے آئیں۔ جب آپ ﷺ تشریف لے آئے اور آرام فرمانے لگے۔ اور تھوڑی دیر بعد سو بھی گئے۔ تو حضرت صدیق اکبر اُٹھ کر چٹان پر کھڑے ہو کر اس پاس پہرہ دینے لگے۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے دیکھا کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں لے کر اِسی چٹان کی طرف آرہا ہے۔ آپ آگے بڑھ کر اُس سے ملے۔ اُس کے مالک کا نام پوچھا۔ اُس نے بتایا تو آپ اُس کے مالک کو پہچان گئے۔ آپ نے اُس سے دودھ مانگا۔ وہ ایک بکری کو لے کر دوہنے لگا۔ تو پہلے آپ نے فرمایا کہ اِس کے تھن صاف کرو۔ پھر آپ نے برتن کے اوپر کپڑا رکھا اور اُس نے اِس میں دودھ دوہا۔ پھر آپ وہ دودھ لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں آئے۔ اتنی دیر میں آپ ﷺ جاگ چکے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے وہ دودھ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا آپ ﷺ نے وہ دودھ نوش فرمایا جس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دل خوش ہوگیا۔ باوجود مسلسل سفر میں حضور اکرم ﷺ نے کسی تھکاوٹ وغیرہ کا اظہار نہیں کیا۔

ام معبد

چٹان کے نیچے سائے میں آرام فرمانے کے بعد آقا دو عالم ﷺ ساتھیوں سمیت پھر چلنے لگے۔ سخت دھوپ، گرم ریت اور گرم چٹانوں پر مسلسل سفر کرتے ہوئے حضور ﷺ کو راستے میں ایک خیمہ نظر آیا۔ آپ یہاں رُک گئے۔ قافلے کی آہٹ سُن کر خیمے سے ایک بوڑھی عورت باہر نکلی۔ جس نے اپنا نام ام معبد بتایا۔ خیمے کے اندر ایک لاغر سی بکری بندھی تھی۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ یہ بکری کیسی ہے۔ ام معبد نے بتایا کہ یہ بکری کمزوری کے باعث دوسری بکریوں کے ساتھ نہیں جا سکی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہم اس کا دودھ دوہ سکتے ہیں۔ ام معبد نے کہا کہ اس کی کھیری میں تو ایک قطرہ بھی دودھ نہیں لیکن اگر آپ اِسے دھو سکیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بڑا سا برتن لے آؤ۔ وہ فوراً بڑا سا برتن لے کر حاضر ہوگئی۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا

Marfat.com

نام لے کر اُس کی کھیری پر ہاتھ پھیرا۔ آپ ﷺ کا مبارک ہاتھ لگنا ہی تھا کہ اُس کی کھیری دودھ سے بھر گئی۔ آپ نے اِسے دوہنا شروع کیا تو وہ برتن لبالب بھر گیا اور اُس کے اوپر جھاگ بھی آ گئی۔

حضور ﷺ نے سب سے پہلے یہ دودھ ام معبد کو پیش کیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں کو پیش کیا اور سب سے آخر میں خود نوش فرمایا اور فرمایا:

ساقی القوم اٰخرھم۔

ترجمہ: قوم کو پلانے والا آخر میں پیتا ہے۔

آقا علیہ السلام نے ایک دفعہ پھر اس بکری کو دوہنا شروع کر دیا۔ پھر اس برتن کو لبالب بھر کر ام معبد کو دے دیا۔

جب اِس کا خاوند آیا اور اُس نے دودھ سے لبالب بھرا برتن دیکھا۔ تو حیران ہو کر پوچھنے لگا۔ ام معبد دودھ کی نہر کہاں سے جاری ہوگئی۔

ام معبد نے کہا کہ ہمارے پاس ایک مبارک آدمی آیا تھا۔

اس کے شوہر نے کہا کہیں یہ وہ تو نہیں جن کی تلاش میں قریش پھر رہے ہیں۔ ان کا حلیہ بیان کرو۔

ام معبد کہنے لگی:

میں نے ایک ایسا مَرد دیکھا کہ اُس کا حسن نمایاں تھا۔ جس کی ساخت بڑی خوبصورت اور چہرہ ملیح تھا نہ بڑھی توند اِسے معیوب بنا رہی تھی اور نہ پتلی گردن اور چھوٹا سر اس میں نقص پیدا کر رہا تھا۔ بڑا حسین اور خوبرو تھا آنکھیں سیاہ اور پلکیں لمبی تھیں۔ اس کی آواز گونجدار تھی۔ اس کی آنکھیں سیاہ اور سرمگین تھیں اور ریش مبارک گھنی تھی۔ جب وہ خاموش ہوتے تو پروقار ہو جاتے اور جب گفتگو کرتے تو چہرہ پرنور اور بارونق ہو جاتا۔ آپ نہایت شیریں گفتار تھے۔ آپ کی گفتگو واضح تھی نہ کہ بے فائدہ اور بے ہودہ تھی۔ آپ کی گفتگو ایسے جیسے موتیوں کی لڑی تھی جس سے موتی جھڑ رہے ہوں دور سے دیکھنے سے سب سے زیادہ بارعب اور جمیل نظر آ رہے تھے اور قریب سے دیکھنے سے سب سے زیادہ خوبرو اور حسین دکھائی دیتے تھے۔ قد مبارک درمیانہ تھا۔ نہ اتنا لمبا کہ آنکھوں کو برا لگے اور نہ اتنا پست کہ آنکھیں حقیر سمجھنے لگیں آپ دو شاخوں کے درمیان ایسی شاخ کی مانند تھے جو سب سے سرسبز و شاداب اور قد آور ہو۔ ان کے ساتھی ان کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ اگر آپ (علیہ السلام) انہیں کچھ کہتے تو فوراً اس کی تعمیل کرتے اگر آپ اُنہیں کوئی حکم دیتے تو فوراً اُس کو بجالاتے۔ سب کے مخدوم اور سب کے محترم تھے نہ وہ ترش رو تھے نہ ان کے فرمان کی مخالفت کی جاتی تھی۔ (ترجمہ اردو ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۸۸ تا ۹۰، سیرت ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۶۱ تا ۲۶۲)

ام معبد کا خاوند حسرت سے کہنے لگا کہ کاش میں یہاں ہوتا تو آپ کی ہمراہی کا شرف حاصل کرتا۔ خدا کی قسم یہ وہی ہیں جن کے لیے کفار مارے مارے پھر رہے ہیں۔

کچھ عرصہ بعد یہ دونوں میاں بیوی خدا کے فضل و کرم سے نعمت ایمان پا کر پرانی زندگی کو خیرباد کہہ کر مدینہ پاک

Marfat.com

ہجرت کر گئے اور وہیں رہائش حاصل کر لی۔

مدینہ پاک میں جب یہ حضور ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ نے ان سے کمال شفقت فرمائی انہیں کھانا کھلایا، انعام و اکرام سے نوازا اور نیا لباس پیش کیا۔

حضور ﷺ نے ام معبد کے خیمے سے پھر سفر شروع فرما دیا۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نام کی تسبیح کرتے ہوئے چلتے رہے۔ لق و دق صحرا، دو اونٹ اور چار آدمی۔ سفر منزل بہ منزل طے ہوتا رہا۔ یہ قافلہ جان جاناں کو ساتھ لیے کشا کشا چلتا رہا۔ یہ وہ قافلہ تھا جس نے لوگوں کی تقدیر بدلنی تھی۔

قرآن - يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

ترجمہ: یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا چاہے کافر بُرا ہی مانیں۔

ایک چرواہا

اثنائے سفر اِس قافلے کی ملاقات ایک چرواہے سے ہوئی۔ حضور ﷺ نے چرواہے سے فرمایا کہ کیا کوئی دودھ ہے۔ اُس نے کہا کہ حضور ﷺ دودھ والی کوئی بکری تو نہیں ہے۔ البتہ وہ ایک بھیڑ بیٹھی ہے جو سال کے ابتداء میں بار آور ہوئی تھی اَب اِس کے تھنوں میں کوئی دودھ نہیں۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا کہ اُسے لے آؤ۔ آپ ﷺ نے اس کی ٹانگوں کو باندھا۔ اس کی کھیری پر اپنا ہاتھ پھیرا تو فوراً اُس کی کھیری دودھ سے بھر گئی۔ آپ ﷺ کو برتن پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے بھیڑ کو اِس برتن میں دوہا۔ برتن دودھ سے لبالب بھر گیا۔ آپ علیہ السلام نے اُس چرواہے اور دوسرے ساتھیوں کو پلایا اور آخر میں خود نوش فرمایا۔ چرواہا کہنے لگا: خدارا آپ فرمائیں آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہمارا راز تو افشا نہیں کرو گے؟ اس نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ میں ''محمد رسول اللہ'' ہوں۔ چرواہے نے کہا کہ آپ وہی ہیں کہ جن کے بارے میں قریش طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ چرواہا بولا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ کیوں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے نبی کے کوئی یہ کام نہیں کر سکتا۔ چرواہے نے عرض کی کہ کیا میں اپنے ایمان کو ظاہر کر دوں۔

حضور ﷺ نے اس چرواہے سے ارشاد فرمایا کہ صبر کرو۔ موجودہ حالات میں تم ان چیزوں کو برداشت نہیں کر سکو گے۔ جب تمہیں اطلاع ملے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے غلبہ اور فتح عطا فرمائی ہے تو اس وقت ہمارے پاس چلے آنا۔

نظر کیمیا

یہ حضور ﷺ کی نظر کیمیا ہی تھی کہ جس پر پڑتی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے سکے سے سونا بنا دیتی۔ جو آپ ﷺ کو ایک دفعہ دیکھ لیتا آپ ﷺ کا گرویدہ ہو جاتا۔ کوئی بدقسمت اور عقل کا اندھا ہی ہوگا جس کی قسمت میں ہی ہدایت نہ لکھی ہو یا جو کوئی

Marfat.com

تعصب کا مارا ہوا نہ ہو۔ کیونکہ یہودی وغیرہ لوگ آپ ﷺ کو اِس طرح پہچانتے تھے جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا جاتا ہے۔ اور وہ لوگ صرف تعصب و بغض کی وجہ سے آپ ﷺ پر ایمان نہ لا سکے۔ یہ کفار لوگ بھی آپ ﷺ کو صادق و امین کے نام سے جانتے تھے اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو بھی سچ سمجھتے تھے۔ لیکن بغض و عداوت و عناد کی وجہ سے دور رہے۔ یہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تقدیر ہے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ ہی رکھتا ہے وہ پاک ہے اس کا علم پاک ہے۔ ہر کام میں اس کی اپنی مصلحتیں ہیں۔ ہم لوگ نہیں سمجھ سکتے یا اللہ حق کو حق کر کے دکھا اور اُس پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اور باطل کو باطل کر کے دکھا اور اُس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ (العبد المسکین نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ)

پیاسے راستے

آقا دوعالم سرورِ کائنات رونق بزم کائنات وجہ کون و مکان حضور رسالت مآب ﷺ آہستہ آہستہ اُن پیاسے راستوں کو سیراب کرتے ہوئے جو آپ علیہ السلام کو دیکھنے کے لیے ازل سے بے تاب چلے آرہے تھے۔ وہ چٹانیں جہاں آپ ﷺ نے آرام فرمایا وہ پتھر وہ ٹیلے جنہوں نے آپ ﷺ کی زیارت کی اور صحرا کے وہ ذرے جو آپ ﷺ کی سواری کے پاؤں کے ساتھ چمٹے اور اُترے۔ وہ صحرا کے درخت جنہوں نے آپ ﷺ کی زیارت کی اور وہ جانور جو آپ ﷺ کو پہچانتے تھے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کا لمس لگتے ہی آپ ﷺ پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے پر تیار ہو جاتے۔

کتنے ہی پیاسے دلوں کو سیراب کرتے ہوئے آپ ﷺ چلے جا رہے ہیں۔ کتنے سوئے ہوئے لوگوں کی تقدیروں کو سنوارنے کے لیے آپ ﷺ تشریف لے جا رہے ہیں۔ ہر تکلیف اپنے پر سہہ لی۔ تاکہ مخلوق کو تکلیف نہ ہو۔ تاکہ آپ ﷺ کی اُمت کو تکلیف نہ ہو۔ کتنے درد خود برداشت کر لیے تاکہ اُمت کا درد کم ہو جائے۔

لوگوں کو اللہ جل شانہ کا پتہ بتایا یا اللہ اگر تیرا پیارا حبیب ہی ہمیں تیرے متعلق نہ بتاتا تو ہم اندھیروں ہی میں بھٹکتے رہ جاتے۔ دوزخ کی آگ ہی ہمارا مقدر ہوتی یہ تیرا رحم ہے۔ یہ تیرا کرم ہے۔ یہ تیری عنایت ہے۔ یہ تیری رحیمی و کریمی ہے کہ تو نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے میں ہمیں ہدایت عطا فرمائی۔ یا اللہ حضور ﷺ کی ساری اُمت کی اصلاح فرما۔ ہم پر رحم فرما۔ ہر ایک کو ان تمام تکلیفوں مصیبتوں سے نکال لے۔ جن جن میں ہر کوئی پھنسا ہوا ہے۔ یا اللہ سب اُمت مرحومہ کی مدد فرما اور یا اللہ حضور اکرم ﷺ کی سب اُمت کو بخش دے۔ بیشک تو ہی ہمارا مولی ہے اور کیا ہی اچھا مولا ہے اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

(احقر العباد نثار النبی ودل صوفی محمد ریاض ولد صوفی محمد چراغ)

القرآن ۔ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾ (الانفال)

ترجمہ: کیا ہی اچھا مولیٰ ہے اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں جو قافلہ تجارت کے لیے مکہ مکرمہ سے شام کو گیا ہوا تھا۔ وہ واپس آرہا تھا۔ راستے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک سفید رنگ کا جوڑا پیش کیا۔ جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیب تن فرمایا۔ اسی سفر مبارک میں ایک دوسرا قافلہ جس کی قیادت حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے۔ آپ کو ملا۔ انہوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک جوڑا اور ایک حضرت ابوبکر کو پیش کیا جو قبول فرما لیے گئے۔

(ضیاء النبی جلد سوم، صفحہ ۹۹، ۱۰۰)

حضرت بریدہ بن حصیب الاسلمی رضی اللہ عنہ

راستے میں آپ کو حضرت بریدہ بن حصیب الاسلمی جو اپنے ساتھ ستر شہسوار لیے آپ (علیہ السلام) کی تلاش میں سو سرخ اونٹوں کے انعام میں پھر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملے۔ حضرت بریدہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے کہا کہ بریدہ ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوبکر ہماری مہم کی تپش ٹھنڈی ہوئی اور ہم کامیاب ہوئے۔ پھر پوچھا تم کس خاندان سے ہو۔ میں نے کہا: بنی اسلم سے۔ آپ نے فرمایا: "سَلِمْنَا" ہم محفوظ ہو گئے۔ پھر فرمایا بنی اسلم کی کون سی شاخ؟ میں نے عرض کیا کہ بنی سہم سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "خرج سهمت یا ابابکر" اے ابوبکر تیرا تیر نکل آیا ہے۔

بریدہ کہنے لگے: آپ کون ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ، اللہ کا رسول ہوں۔

بریدہ تو آپ کے رُخِ انور کی ایک جھلک دیکھتے ہی اپنا سب کچھ نچھاور کر بیٹھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کیمیا نے اس کے دل کی نجاست کو پاک کر دیا اور اس کے دل کو صاف فرما دیا۔ جس سے اُس نے آپ علیہ السلام کے چہرہ مبارک کو پہچان لیا کہ یہ تو واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ فوراً پڑھا:

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد انا محمد رسول الله۔

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک وحدہٗ لاشریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے رسولِ پاک ہیں۔

بریدہ رضی اللہ عنہ کے ستر کے قریب شہسوار تھے۔ وہ سب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے۔

بریدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بنی سہم قبیلہ کے لوگ بغیر کسی مجبوری کے اپنی خوشی کے

Marfat.com

ساتھ آپ پر ایمان لے آئے پھر عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ پرچم لہراتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوں۔ اُنہوں نے اپنا عمامہ کھولا اور نیزے کی اَنی پر لہراتے ہوئے آپ ﷺ کے آگے آگے چل دیے۔

راستہ میں حضور ﷺ کو بنی اسلم قبیلہ کے دو چور جنہیں المہانان کہا جاتا تھا، ملے۔ حضور ﷺ نے ان کو بلایا وہ آئے۔ آپ ﷺ نے ان کے آگے اسلام پیش کیا۔ جو انہوں نے فوراً قبول کر لیا۔ آپ علیہ السلام نے ان سے نام پوچھا۔ اُنہوں نے کہا کہ ''المہانان'' آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ ''المکرمان'' رکھا۔ المہانان کے معنی ذلیل کے ہیں لیکن آپ علیہ السلام نے فرمایا اسلام لا کر اب تم المکرمان یعنی عزت و شرف والے ہو گئے ہو۔ حضور ﷺ نے اُنہیں قافلے کے آگے آگے مدینہ تک چلنے کا حکم دیا اور اِس طرح یہ قافلہ رب کریم کی رحمت بے پایاں کے سائے تلے اس کی حفاظت میں اور ہر ہر لمحہ اس کی نظر میں مدینہ کے نزدیک قبا کے قریب پہنچ گیا۔

قبا میں تشریف آوری

حضور ﷺ کے دیوانے آپ کے عاشق لمحہ بہ لمحہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ خبر کہ آپ علیہ السلام یثرب (مدینہ طیبہ) تشریف لا رہے ہیں۔ یہاں پہنچ چکی تھی۔ اور اہلِ مدینہ نے ایک ایک دن کر کے اسے شمار کرنا شروع کر دیا تھا۔ کیونکہ عموماً مکہ سے مدینہ کا سفر اونٹ وغیرہ پر بارہ دن میں طے ہوتا تھا۔ لیکن آج تو تیرواں دن بھی شروع ہو گیا تھا۔ دل حلقوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ صبح سے ہی لوگ جوق در جوق مکہ کی راہ کی طرف اپنی آنکھیں بچھائے بیٹھے تھے۔ آہستہ آہستہ سورج بلند ہوتا گیا۔ اس کی گرمی بڑھتی چلی گئی۔ لیکن کوئی بھی مشتاق دید اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ آہستہ آہستہ جب گرمی ناقابل برداشت ہو گئی تو لوگ اِکا دکا کر کے واپس جانے لگے۔ کیونکہ عرب شریف میں رواج تھا۔ کہ قافلے عموماً راتوں کو چلتے تھے اور دن کی سخت گرمی میں کہیں سایہ دار جگہ پر آرام کر لیا کرتے تھے۔ اب جب کہ دھوپ بہت شدت سے چمکنے لگی تو لوگ آپ ﷺ کے آنے سے نا اُمید ہو گئے اور آہستہ آہستہ میدان خالی ہو گیا۔

اب چودھواں دن بھی آ گیا۔ لوگوں نے صبح سویرے ہی یہاں آ کر ڈیرہ ڈال دیا۔ ہر کوئی مکہ کے راستے کی طرف منتظر تھا کہ وہ ماہ مبین کب طلوع ہو گا۔ کب اُس کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ کب پیاسی روحیں سیراب ہوں گی۔ کب سوئے ہوئے بخت بیدار ہوں گے۔ کب بگڑی قسمت سنورے گی اور کب کوئی درد کا درماں آئے گا سارا دن یہ بھی بیت گیا۔

ہر کوئی سوچ رہا تھا کہ اُس کا دلبر اب تک کیوں نہیں پہنچا۔ وہ کہاں ہو گا۔ اور کس حال میں ہو گا۔ ہر کوئی اپنے اندر فکر مند تھا لیکن اس دن کے بیت جانے پر بھی کسی کی ڈھارس نہ بندھی۔ اُمید بر نہ آئی۔

پندرھویں دن بھی حسبِ معمول لوگ اپنے اپنے گھروں سے نکل کر اپنے سب کام کاج چھوڑ کر مشتاق دید کے لیے ٹیلوں پر اکٹھے ہو گئے آج تو شاید دلربا آ جائے۔ آج تو شاید بے قرار آنکھوں کو قرار آ جائے۔ آج تو بے سہاروں کا سہارا آ جائے۔

Marfat.com

دن آہستہ آہستہ بیتنے لگا۔ جب بھی کوئی سفید کپڑوں میں ملبوس کوئی قافلہ دیکھتے تو کہتے کہ شاید وہی ہوں لیکن نزدیک آ کر پتہ چلتا کہ کوئی اور ہے۔ اور اسی طرح یہ اس دن بھی سورج اپنی گرمی دکھانے لگا۔ سورج کی تمازت جب حد سے زیادہ ہونے لگی اور سخت چلچلاتی دھوپ میں ٹھہرنا ناقابل برداشت ہوگیا اور یہ یقین ہوگیا کہ اس سخت دھوپ میں کوئی بھی قافلہ نہیں پہنچ سکتا کیوں کہ اس وقت سب قافلے آرام کرتے ہیں تو لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے آئے۔

جب سب لوگ واپس چلے گئے اور پچھلا پہر شروع ہوا تو ایک یہودی اپنے کسی کام سے ایک ٹیلے پر چڑھا تو اُسے دور ایک قافلہ چار لوگوں پر مشتمل نظر آیا۔ اُس کے دل نے کہا کہ یہ وہی قافلہ ہوسکتا ہے۔ جس کی دید کے لیے لوگ ترس گئے ہیں۔ اُس نے وہاں سے ہی زور سے آواز لگائی:

یابنی قیلة هذا جدکم قد جآء۔

ترجمہ: اے قیلہ کے فرزندو! جس کا تم انتظار کر رہے تھے وہ آگیا ہے۔

قیلہ انصار کی ایک وادی کا نام ہے۔ جس کسی نے یہ آواز سنی اُس نے دوسروں کو بھی بتایا۔ اور یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح آناً فاناً پورے علاقے میں پھیل گئی اور ہر کوئی اپنے آقا علیہ السلام کے استقبال کے لیے دوڑا چلا آیا۔

اِتنی دیر میں حضور ﷺ حرہ کے میدان میں ایک کھجور کے سائے تلے پہنچ گئے۔ آپ علیہ السلام نے اپنی اونٹنیوں کو سائے میں بٹھایا اور خود بھی اُتر کر سائے میں تشریف لے آئے۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری عمر اُس وقت صرف آٹھ یا نو سال تھی۔ میں نے ہجوم کر کے لوگوں کو آپ کے دیدار کے لیے اکٹھے ہوتے ہوئے دیکھا یہ آپ ﷺ کی قبا میں تشریف آوری کا موقع تھا کہ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ مدینہ کے در و دیوار چمک رہے ہیں۔

تھوڑی ہی دیر میں پانچ سو کے قریب لوگ اکٹھے ہو گئے۔ لوگوں نے آپ علیہ السلام کے گرد احاطہ بنا لیا سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگوں کو حضور ﷺ کی زیارت میں دشواری ہو رہی ہے اور آپ پر دھوپ بھی آ رہی تھی تو ایک دم اُٹھ کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اپنی چادر سے سایہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ سب لوگوں نے اپنے آقا کو پہچان لیا۔

اِس بستی کا نام قبا تھا اور یہاں عوف بن عمرو کا قبیلہ آباد تھا اور یہی وہ لوگ تھے جن کو سب سے پہلے حضور ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔

قبا میں حضور ﷺ نے مکتوم بن ہدم جو قبیلہ عمرو بن عوف کا ایک سردار تھا کے ہاں قیام فرمایا۔ اور جب لوگ زیادہ ملاقات کے لیے تشریف لے آئے تو ساتھ ہی سعد بن خیثمہ کا کافی بڑا مکان تھا آپ علیہ السلام وہاں اُن سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق حبیب بن اساف کے گھر میں تشریف فرما ہوئے۔

حضور ﷺ کے قبا میں قیام کے متعلق مختلف روایتیں کسی کے نزدیک چار راتیں اور کسی کے نزدیک ۲۲ راتیں ہیں۔

لیکن زیادہ لوگ اس بات پر مجتمع ہیں۔ خاص کر امام بخاری نے اپنی صحیح روایت میں بخاری شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ "آپ ﷺ نے بنی عمرو بن عوف کے قبیلہ میں نزول فرمایا اور دس دن اور چند روز یہاں مقیم رہے اور اس اثناء میں مسجد قبا کی تعمیر فرمائی۔" (ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۵)

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق لوگوں کی امانتیں ادا کرنے کے لیے مکہ میں رہ گئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی محبت اور فراق نے آپ کو بے چین کر رکھا تھا۔ آپ نے جلد از جلد لوگوں کی امانتیں لوٹائیں۔ آپ ہر صبح کھلی وادی میں کھڑے ہو کر اعلان فرماتے۔

"لوگو سن لو! جس کسی نے اپنی کوئی امانت رسول اللہ ﷺ کے پاس رکھی ہوئی تھی وہ آئے اور اپنی امانت لے جائے۔"

اس حکم کی تکمیل میں آپ کو تین دن لگ گئے۔ جب آپ اس کام سے فارغ ہو گئے تو اکیلے ہی پاپیادہ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ راتوں کو چھپ چھپ کر چلتے اور دن کو آرام فرمائے۔ پیدل چل چل کر آپ کے پاؤں میں آبلے پڑ گئے۔ اور آبلوں سے خون رسنے لگا۔

جب آپ رضی اللہ عنہ قبا میں حضور علیہ السلام کے پاس پہنچے تو پاؤں مبارک بھی بہت سوجے ہوئے تھے آپ ﷺ نے انہیں اپنے پاس بلایا تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ کے پاؤں کو بہت تکلیف ہے۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ خود آپ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضور ﷺ نے آپ کے پاؤں پر اپنا لعاب دہن مبارک لگایا۔ تو فوراً آپ کے پاؤں ٹھیک ہو گئے اور ان کی تکلیف بھی درد ہو گئی۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگایا۔ آپ جس تکلیف میں یہاں پہنچے تھے اس کا احساس کرتے ہوئے حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ یہ آپ کے لعاب دہن کی برکت تھی کہ شہادت تک کبھی آپ کے پاؤں میں تکلیف نہ ہوئی۔ آپ قبا میں کلثوم بن ہدم کے مکان میں تشریف فرما رہے۔ اس گھر کے ساتھ ایک بیوہ عورت رہتی تھی۔ جب رات ہوئی تو کوئی آدمی چپکے سے اُن کو کوئی چیز دے جاتا۔ آپ نے اُس عورت سے پوچھا تو اُس نے بتایا کہ یہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ ہے جو میری خدمت خاموشی سے کرتا ہے۔ یہ مجھ کو لکڑی کے بت اپنی قوم کے توڑ کر دیتا ہے۔ اور دوسری چیزیں بھی دیتا ہے تاکہ گزر بسر کر سکوں۔ یہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مراف کو چلے گئے تھے۔ وہاں بھی یہ غرباء کی اسی طرح سے چپکے سے مدد کیا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان سے بہت محبت تھی۔ (سیرت ابن کثیر جلد دوم، صفحہ ۱۰۶)

مسجد قبا

حضور ﷺ نے یہاں قبا میں ایک مسجد تعمیر فرمائی۔ آقا دو عالم ﷺ دوسرے لوگوں کے ساتھ ساتھ اینٹیں اٹھا رہے

Marfat.com

تھے جب کوئی کہتا کہ حضور آپ کے حصے کی اینٹ میں اُٹھا لیتا ہوں تو آپ فرماتے:

لا اُحد مثلَہٗ۔

تم اِس جیسا کوئی اور پتھر اُٹھاؤ۔

اِس میدان میں ٹیلے کھجوریں خشک کی جاتی تھیں یہ جگہ کلثوم بن ہدم کی تھی۔ اُنہوں نے اس زمین کو آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ اس مسجد کے بارے میں آیت تشریف نازل ہوئی۔

القرآن — لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

ترجمہ: وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ پہلے دن سے وہ زیادہ مستحق ہے کہ آپ کھڑے ہوں اس میں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں صاف ستھرا رہنے کو۔ اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

یہ آیت شریف اس مسجد کے متعلق نازل ہوئی اور اس آیت شریف کا مقصد یہ ہے کہ ہر مسجد کی بنیاد تقویٰ پر ہی رکھنی چاہیے۔

اور وہ مسجد ضرار جس کی بنیاد تقویٰ پر نہیں رکھی گئی تھی اس کو منافقوں نے مسلمانوں کے فتنہ کے لیے بنایا تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے گرا دینے اور جلانے کا حکم دیا تھا۔ جس کو گرا کر جلا دیا گیا۔

مسجد قبا کی بہت بڑی شان ہے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کے مطابق ''اس میں عمدہ وضو کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے ثواب کے برابر ہے۔'' حضور علیہ السلام نے یہاں مختلف روایات کے مطابق چار دن، بائیس دن، چودہ دن اور ایک روایت کے مطابق دس دن قیام فرمایا۔ (سیرت ابن کثیر جلد دوم، صفحہ ۲۶۷)

حضور اکرم ﷺ اس مسجد میں اکثر سوموار کے دن تشریف لایا کرتے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سوموار اور جمعرات کو یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد جلد سوم، صفحہ ۳۸۰)

مدینہ منورہ میں تشریف آوری

آج جمعۃ المبارک کے دن مبارک کی وہ صبح ہے جب حضور اکرم ﷺ قبا سے مدینہ منورہ روانہ ہو رہے ہیں۔ دیواریں سج گئی ہیں۔ فضا روشن ہوگئی ہے۔ پرندے نغمے گا رہے ہیں۔ پہاڑ خوشی سے دیوانے ہو رہے ہیں۔ فضا مخمور ہو رہی ہے ہوا میں بینی بینی مسرور کن خوشبو بسی ہوئی ہے۔ سورج نے اپنی روشنی حضور اکرم ﷺ کے قدموں میں بچھانی شروع کر دی ہے۔ درخت خوشی سے جھوم رہے ہیں کیونکہ آج کائنات کا دولہا مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرما رہا ہے۔

Marfat.com

اے وقت کاش تو تھم جا اور پیچھے کی طرف چلا جا اور ہمیں بھی اُس وقت میں پہنچا دے تا کہ ہم بھی اپنے پیارے خدا کے پیارے حبیب پاک ﷺ کے دیدار کا شرف حاصل کر سکیں۔ ہم بھی آپ علیہ السلام کے استقبال کرنے والوں میں موجود ہو سکیں۔ ہم بھی مدینہ منورہ کی رونق آپ ﷺ کی ہمراہی میں دیکھ سکیں اور آپ کی نعلین کی جوتیاں جس جس زمین کے چپے چپے پر لگتی ہیں اس چپے چپے کے بوسے لے سکیں۔

کدوں میرے گھر پھیرا پاوو گے آقا
عمر میری کُلی بجیدیں گزر گئی
آقا دی ڈاچی دا کر کے تصور
کھرے ڈاچیاں دے چمیدیں گزر گئی

آج وہ چودھویں کا چاند مدینہ منورہ میں تشریف لا رہا ہے جسے دیکھ کر سورج بھی شرما رہا ہے۔ جس کے صدقے میں سورج بھی روشنی پاتا ہے۔ ستارے منور ہوتے ہیں۔ آسمان سجایا جاتا ہے۔ زمین پر بہار آتی ہے۔

اور زمین پر ایک شہد کی مکھی بھی مختلف پھولوں سے رس چوس کر جتنی دیر درود پاک نہیں پڑھتی اتنی دیر وہ پھولوں کا رس شہد میں تبدیل نہیں ہوتا ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ حضور اکرم ﷺ کو پہچانتا ہے۔

قرآن - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ①

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے فرمایا ہے اور رسولِ پاک ﷺ کے لیے فرمایا۔

قرآن - وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ⑩⑦

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

وہ سب جہان ~~علیہ السلام~~ جو جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں۔ ان کو وہ ہی خوب جانتا ہے اور جو جو جہان اُس نے پیدا فرمائے ہیں۔ ان سب کے لیے رحمت حضور نبی کریم ﷺ کو بنا کر بھیجا گیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے استقبال کے لیے لوگ جمع ہو گئے ہیں۔ وہ سب آپ علیہ السلام کو اپنے ہمراہ لیے مدینہ منورہ چلنے کے لیے بے تاب ہیں۔ حضور ﷺ کے لیے اونٹنی قصویٰ تیار کھڑی ہے۔ اس پر پالان ڈال دیا گیا ہے اور تقریباً صبح چاشت کا وقت ہو گیا ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ مہربانی فرماتے ہیں اور اونٹنی پر سوار ہونے کے لیے اپنا دایاں پاؤں رکھتے ہوئے (بسم اللہ شریف پڑھ کر دعا پڑھتے ہوئے) اس پر سوار ہو گئے ہیں۔ اچانک فضا اللہ اکبر قد جاء رسول اللہ۔ اللہ اکبر جاء محمد۔ اللہ اکبر جاء محمد۔ اللہ اکبر جاء رسول اللہ کے نعروں سے گونج اٹھتی ہے۔ آپ ﷺ جدھر جدھر جاتے ہیں۔ جاں نثار ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ مدینہ کے لوگ زرق برق کپڑے پہنے اور اپنے ہتھیار اپنے جسموں پر سجاتے ہوئے آپ

Marfat.com

ﷺ کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور مکانوں اور ٹیلوں پر عورتیں آپ ﷺ کے استقبال کے لیے کھڑی ہیں۔ جب آپ ﷺ ثنیۃ الوداع ایک پہاڑی چوٹی ٹیلہ جو مکہ مکرمہ کی طرف جانے والے راستے پر واقع ہے جہاں مکے جانے والے لوگوں کو الوداع کہا جاتا پر تشریف لاتے ہیں تو وہاں بچیاں یہ پڑھتی ہیں:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا جئت با لامر المطاع

ثنیۃ الوداع کی چوٹی سے چودھویں کے چاند نے ہم پر طلوع فرمایا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو پکارنے والا پکارتا ہے ہم پر لازم ہے کہ اس نعمت کا ہم شکر ادا کرتے رہیں۔ اے ہم پر مبعوث ہونے والے نبی علیہ السلام آپ اس طرح ہم پر مبعوث ہوئے ہیں کہ آپ ﷺ کے ہر حکم کی اطاعت کی جائے گی۔

ایک دفعہ خواب میں مَیں نے دیکھا کہ حضور داتا گنج بخش حضرت عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک سڑک کے ایک کنارے پر واقع ہے۔ اور اُس کے آگے ایک سڑک ہے جس پر سے حضور ﷺ گزرے ہوئے ہیں۔ میں اس سڑک پر خواب میں بیٹھ جاتا ہوں اور اس سڑک کو چومنا شروع کر دیتا ہوں اور مسلسل لگاتار ساتھ ساتھ چومتا جاتا ہوں کہ ان پر میرے نبی ﷺ کے پاؤں کے نشانات ہیں کہ یہ نہ ہو کہ میں ایک جگہ کو چوموں اور پھر تھوڑے وقفے کے بعد چوموں تو اُس وقفے والی جگہ میں ہی شاید نشان نبی ﷺ ہوں۔ تو مسلسل اس سڑک کے ایک ایک انچ کو چوم رہا ہوں۔ اچانک اس سڑک کو پار کر کے ایک جگہ میں پہنچتا ہوں جس کے اندر حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ اُس جگہ کی سیڑھیاں بالکل میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ گوہر دین رحمۃ اللہ علیہ گجرات جینڈڑ شریف نزد کڑیانوالہ کے مزار مبارک جیسی ہیں۔ میں اُن پر چڑھتا ہوں تو آگے ایک دروازہ ہے۔ جس کے اندر حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ میں اُس دروازے کو کھول کر اندر جاتا ہوں تو حضور نبی کریم ﷺ اندر تشریف فرما ہیں اور میں اپنے پیر و مرشد کے روضے میں حضور علیہ السلام کی زیارت کرتا ہوں۔

اِستقبال اور خطبہ

حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ مبارک کی طرف چلے تو ساتھ ساتھ بہت سے لوگوں کا جم غفیر چلا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ دوپہر کے وقت بنی سالم بن عمرو بن عوف میں پہنچے۔ کیونکہ لوگوں کے جم غفیر کی وجہ سے آپ بہت آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ اس وقت دوپہر ڈھلنے لگ گئی تھی اور نماز جمعہ کا وقت ہو گیا تھا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ اپنی اونٹنی سے نیچے تشریف لائے اور وہیں ایک کھلے میدان میں جہاں کھجوریں خشک کی جاتی تھیں۔ نماز جمعہ ادا فرمانے کے لیے لوگوں کو صفیں درست کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ پل بھر میں لوگوں نے صفیں درست کر لیں۔ آقا دو جہاں ﷺ نے یہاں مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے

Marfat.com

آزاد ماحول میں ایک جم غفیر کو نماز جمعہ ادا فرمانے کے لیے خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں مَیں اُسی سے مدد مانگتا ہوں اُسی سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اُسی سے ہدایت کا سوال کرتا ہوں۔ اُسی پر ایمان لے آیا ہوں اور اُس کے ساتھ کفر نہیں کرتا۔ جو اُس کے ساتھ کفر کرتا ہے میں اُس کا دشمن ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو وحدہٗ لا شریک ہے۔ بیشک میں محمد (ﷺ) اُس کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے اور نور اور موعظت کے ساتھ اُس وقت بھیجا ہے۔ جب کافی مدت سے رسولوں کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا جبکہ علم بہت قلیل ہو چکا تھا اور لوگ گمراہ ہو رہے تھے اور اس وقت زمانہ ختم ہونے والا ہے اور قیامت قریب آ گئی ہے اور موت کا وقت نزدیک پہنچ گیا ہے۔

جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی نافرمانی کرتا ہے تو وہی حد سے نکلا ہوا گمراہی میں دور نکل گیا ہے۔ اور میں وصیت کرتا ہوں کہ تم سب اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ کیوں کہ بہترین وصیت جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کرتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اُسے اپنی آخرت بہتر کرنے کے لیے برانگیختہ کرے اور اُسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دے اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرتے رہو کیوں کہ اس سے بہتر کوئی نصیحت کوئی یاد دہانی نہیں اور یہی تقویٰ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اور خوفزدہ ہو کر نیک عمل کرتا ہے۔ اور یہی سچی مدد ہے۔ اُس چیز پر جس کی تم خواہش رکھتے ہو قیامت کے دن کے لیے۔

اور جو شخص اپنے باطنی اور ظاہری معاملات کی اصلاح کرتا ہے جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں اور وہ بجز اللہ تعالیٰ کی رضا کے ارادہ نہیں کرتا ہے تو یہ بات دنیا میں اُس کے ذکر کو بلند کر دے گی۔ اور موت کے بعد اس کے لیے سرمایہ ہوگی۔ جب انسان اپنے اعمالِ حسنہ جو اس نے آگے بھیجے ہوئے ہیں کا محتاج ہوگا اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے سوا ہے۔ قیامت کو اس کے اور ان چیزوں کے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ بہت مہربان ہے تو جس شخص نے اپنی بات کو سچا کر دکھایا اور اپنے وعدے کو پورا کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے وعدے کو پورا کرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''میرے نزدیک میرا قول نہیں بدلتا ہے اور میں اپنے بندوں کے ساتھ ظلم کرنے والا نہیں ہوں''۔

اور پوشیدہ اور اعلانیہ اپنے کاموں جو ہو رہے ہیں اور جو ہوں گے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔ کیوں کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا اور جو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا۔ تو وہی عظیم کامیابی حاصل کرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ڈر اُس کے غضب اور اُس کے عذاب اور اُس کی ناراضگی سے بچاتا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کا خوف چہرے کو روشن کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرتا ہے اور اِس کے درجوں کو بلند کرتا ہے۔ اپنا حصہ لے لو اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوتاہی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب سکھا دی ہے اور اپنا راستہ واضح کر دیا ہے۔ تاکہ وہ سچے اور جھوٹے لوگوں کو جان لے اور تم بھی بھلائی کرو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان فرمایا ہے اور اس کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا حق ادا کرتے رہو۔ کیوں کہ اُس نے تم کو چُنا ہے اور اُسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تاکہ ہلاک ہو جس نے ہلاک ہونا ہے۔ دلیل سے اور زندہ رہے جس نے زندہ رہنا ہے دلیل سے اور کوئی قوت بھی اللہ کی مدد کے بغیر نہیں ہے پس کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو اور موت کے بعد زندگی کے لیے عمل کیا کرو۔ پس جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اپنا معاملہ درست کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے اور لوگوں کے درمیان اُس کا معاملہ خود درست فرما دیتا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر اپنی مرضی نافذ کر سکتا ہے اور لوگ اُس پر اپنی مرضی نافذ نہیں کر سکتے ہیں وہ لوگوں کے تمام احوال کا مالک ہے اور لوگ اُس کے مالک نہیں بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور کوئی بھی قوت سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ بہت اعلیٰ اور بڑی عظمت والا ہے۔" (سیرت ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۹۹، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۱۱۸)

یہ جگہ جہاں حضور اکرم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے نماز جمعہ ادا فرمائی تھی یہاں بعد میں مسجد بنا دی گئی۔ جس کا نام "مسجد غبیب" رکھا گیا۔

قصویٰ اونٹنی

اس کے بعد آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پھر دوبارہ اپنی ناقہ "قصویٰ" پر سوار ہوئے۔ تو قبیلہ بنی سالم کے چند حضرات حضرت عتبان بن مالک اور حضرت عباس بن نضلہ کی قیادت میں حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے:

"یارسول اللہ ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔ ہمارے قبیلہ کی تعداد بھی کافی ہے اور ہمارے پاس ساز و سامان اسلحہ بھی وافر ہے اور ہم حضور ﷺ کے دفاع کی بھی طاقت رکھتے ہیں۔"

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خلو سبیلها فانها مامورة۔

میری اونٹنی کا راستہ خالی کر دو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے۔

Marfat.com

سب نے اپنے سر جھکا لیے اور اونٹنی کا راستہ خالی کر دیا۔

جب اونٹنی بنی بیاضہ کے محلہ میں پہنچی تو زیاد بن ولید اور فروہ بن عمرو اپنے قبیلہ کے چند لوگوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے۔ جو عرض پہلے لوگوں نے کی تھی۔ وہی کہا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں بھی کہا فرمایا۔

خلو سبیلها فانها مامورة۔

یہ لوگ بھی سر تسلیم خم کر کے بہت ادب سے پیچھے چلے گئے۔

اس کے بعد یہ جلوس بنی ساعدہ میں پہنچا۔ یہاں سعد بن عبادہ اور مندر بن عمرو بھی اپنے لوگوں کی ہمراہی میں پہنچے اور اپنے ہاں قیام کی نسبت عرض کی۔ آپ ﷺ نے ان کو بھی یہی جواب عطا فرمایا: یہ لوگ بھی ادب سے خاموش ہو گئے۔

اِسی طرح اونٹنی بنی خزرج سے ہو کر بنی عدی بن نجار میں پہنچی۔ یہ لوگ حضور ﷺ کے ماموں تھے۔ کیوں کہ سلمہ بنت عمرو حضرت عبدالمطلب کی ماں اِن لوگوں میں سے ہی تھی۔ ان لوگوں نے بھی یہی عرض کیا اور آقا علیہ السلام نے انہیں بھی یہی جواب عطا فرمایا۔ یہ لوگ بھی نہایت ادب سے پیچھے ہٹ گئے۔ یہاں تک کہ اونٹنی بنی مالک بن نجار کے محلہ میں پہنچی۔ تو جس جگہ مسجد نبوی کا دروازہ ہے۔ وہاں بیٹھ گئی۔ یہ ایک کھلا میدان تھا جو بنی نجار کے دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل جو عمرو کے بیٹے تھے کا تھا۔ یہاں لوگ کھجوریں خشک کیا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ اونٹنی سے نیچے نہیں اُترے۔ تھوڑی دیر بعد اونٹنی پھر کھڑی ہو کر چل دی پھر یہ خود بخود ہی واپس مڑی پھر یہ پہلے والی جگہ پر پہنچی اور کھڑی ہو گئی۔ پھر ایک جھرجھری لی اور پھر بیٹھ کر اپنی گردن زمین پر ڈال دی۔ (سیرت ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ ۱۱۲-۱۱۴)

آقا علیہ السلام اونٹنی سے نیچے تشریف لائے اور حضور ﷺ نے قرآن پاک کی تلاوت چار مرتبہ فرمائی:

- وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾

ترجمہ: اور آپ فرمائیں کہ اے رب مجھے بابرکت منزل پر اتار اور تو ہی سب سے بہتر اُتارنے والا ہے۔

تھوڑی دیر حضور علیہ السلام پر نزول وحی کی کیفیت طاری رہی پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہی انشاء اللہ ہماری قیام گاہ ہے۔

یہاں سب سے قریب حضرت ابوایوب انصاری کا گھر تھا۔

بنی نجار کی بچیاں دوڑتی ہوئی آ گئیں اور کہنے لگیں:

نحن جوار بنی نجار۔

ہم بنو نجار کی بچیاں ہیں۔ یا محمد (ﷺ فداك امی و ابی) آپ کتنے بہترین پڑوسی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان بچیوں سے پوچھا: "اَتُحِبِّیْنَنِیْ" کیا واقعی تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔ قُلْنَ نَعَمْ۔ ہاں بے شک یا رسول اللہ ﷺ ہم محبت کرتی ہیں۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: و انا واللہ احبکن۔ و انا واللہ احبکن۔ و انا واللہ احبکن۔ بخدا میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔ بخدا میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔ بخدا میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور مسجد نبوی کے لیے جگہ

یہاں سامنے حضرت ابوایوب انصاری کا گھر تھا۔ انہوں نے سرکارِ دوعالم ﷺ کا سارا سامان اٹھایا اور اپنے گھر لے گئے۔

حضرت ابوایوب انصاری آپ کتنے خوش قسمت ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بڑے بڑے کشادہ مکانوں اور حویلیوں کو چھوڑ کر آپ کا آشیانہ پسند کیا۔ آپ کی جھولی میں اللہ تعالیٰ نے کل کائنات کی نعمتیں بھیج دیں۔

قصوا اُونٹنی کے بیٹھنے کی جگہ جو کھلی زمین تھی وہ سہل اور سہیل دو یتیم بچوں کی تھی اور ان کے کفیل معاذ بن عفرا تھے۔ سرکار دوعالم ﷺ نے ان سے اس قطعہ زمین کو خریدنے کے لیے کہا۔ انہوں نے ان بچوں سہل اور سہیل سے پوچھ کر اس قطعہ زمین کو سرکارِ دوعالم ﷺ کے ہاتھ بیچ دیا۔ اور سرکار دوعالم ﷺ نے یہ جگہ مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے مخصوص فرمائی۔

حضرت ابوایوب انصاری نے سرکارِ دوعالم ﷺ کو مکان کے اوپر والے حصے میں رہنے کی پیشکش کی۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ لوگ میرے پاس آتے رہتے ہیں۔ اس لیے مجھے نیچے ہی آسانی ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری نے اوپر کے حصے میں رہنا شروع کر دیا۔ لوگوں کا حضرت ابوایوب انصاری کے گھر تانتا بندھا رہتا تھا۔ اور لوگ صبح و شام آپ کے لیے کھانا لے کر حاضر ہوتے تھے۔ (سیرت ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۲۷۸)

حضرت ابوایوب انصاری بھی جو ہو سکتا آپ ﷺ کی خدمت میں پیش فرماتے اور جو سالن آپ کا بچا ہوا ہوتا وہ اور ان کے گھر والے بعد میں آپ کی انگلیوں کے نشانات کی جگہ سے کھاتے۔ ایک دفعہ حضرت ابوایوب انصاری نے آپ علیہ السلام کے کھانے میں پیاز ڈال دی۔ تو سالن یونہی واپس آ گیا اور اس میں آپ ﷺ کی انگلیوں کے نشانات نہیں تھے۔ حضرت ابوایوب انصاری دوڑے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آئے اور بڑی بے تابی سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی انگلیوں کے نشانات آج میں نے سالن میں نہیں دیکھے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پیاز کی بو کی وجہ سے اِس کو نہیں کھایا ہے۔ کیونکہ میں فرشتوں سے کلام کرتا ہوں۔ تم لوگ اسے کھاؤ۔ کیونکہ فرشتے پیاز اور لہسن کی بو کو پسند نہیں کرتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت ابوایوب انصاری یا اُن کے گھر کا کوئی فرد اوپر رکھے ہوئے مٹی کے پانی کے گھڑے سے پانی انڈیل رہا تھا تو وہ ٹوٹ گیا اور اس سے سارا پانی بہہ گیا۔ حضرت ابوایوب انصاری اور ان کے گھر والوں نے وہی اکیلا لحاف جو وہ اوڑھتے تھے۔ فوراً اُس پانی کے اوپر ڈال دیا۔ تاکہ وہ نیچے آپ ﷺ پر نہ ٹپکے۔

پھر بار بار حضرت ابوایوب انصاری سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کرتے رہتے کہ حضور آپ علیہ السلام اوپر تشریف لے جائیں ہم بے ادبی سمجھتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بے ادبی نہیں ہے۔

Marfat.com

لیکن پھر بھی آپ کے بار بار اصرار سے حضور ﷺ اوپر کے حصے میں تشریف لے آئے اور حضرت ابوایوب انصاری اپنے کنبے سمیت نیچے رہنے لگے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کے کھانے میں ہر روز پانچ سے سولہ افراد شریک ہوتے تھے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت اقدس میں سب سے پہلے جو اپنی ماں کی طرف سے تحفہ پیش کیا۔ وہ ثرید تھا۔ جو گندم کے آٹے گھی اور دودھ سے تیار کیا تھا۔ آپ نے عرض کی حضور یہ میری والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں نے آپ علیہ السلام کے لیے بھیجا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بارك الله فيها۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے۔ حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کو بلایا اور سب نے مل کر کھایا۔

تھوڑی دیر بعد سعد بن عبادہ کی طرف سے ان کا غلام بھی ثرید سے بھرا ہوا پیالہ جس میں گوشت کی ہڈیاں نظر آرہی تھیں لے کر حاضر ہوگیا۔ ہر رات تین چار آدمی رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر کھانا لے کر حاضر ہو جاتے تھے۔ پھر انہوں نے آپس میں باریاں مقرر کرلیں۔

حضور اکرم ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تقریباً سات ماہ رہے۔

حضرت ابوایوب انصاری فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے کسی کھانے میں کبھی کوئی نقص نہیں نکالا تھا۔ البتہ آپ شوربے والا کھانا پسند فرماتے تھے۔ اس لیے ہم اکثر آپ کے لیے شوربے والا کھانا بناتے تھے۔

درد وفراق کے مارے لوگ

اُو خون ریز ٹبیو تُسی دسو میرے شاہ سلطان نوں ویکھیا جے
اُو ڈھنگ پھڑنگیو راہو تسی دَسو میری جند جان نوں کدھرے وکھیا جے

مکہ مکرمہ میں رہ جانے والے یہ وہ لوگ تھے کہ حضور ﷺ کے فراق و ہجر میں جن کی دنیا تاریک ہوگئی تھی۔ ہر وقت اٹھتے بیٹھے آپ کو یاد کرتے رہتے تھے۔ اُن کا دل چاہتا تھا کہ اُڑ کر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچ جائیں۔ کیونکہ دردوں کے مارے لوگوں کا درماں تو اَب ہجرت کر کے مدینہ منورہ آگیا تھا۔ اَب ان کے آنسوؤں کو کون پونچھتا کون ان کے زخموں پر مرہم رکھتا۔ کون ان کو دلاسا دیتا۔

اِن لوگوں میں جندع بن ضمرہ اور دوسرے قبیلہ خزاعہ کے ضمرہ بن عیض تھے۔ باوجود بہت زیادہ بیمار و نحیف ہونے کے ان لوگوں نے اپنے وارثوں سے کہا کہ ہماری چارپائی اُٹھالیں اور سوئے جاناں لے چلیں۔ لیکن اول الذکر مکہ سے صرف دس میل کی مسافت پر اپنے رب کریم سے جا ملے اور دوسرے تنعیم کے مقام پر مکہ سے صرف تین چار میل کی مسافت پر اپنے محبوب کی جدائی برداشت نہ کرسکے اور اپنی جان کی امانت اپنے رب کے سپرد کر کے پرسکون ہوگئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

Marfat.com

ان لوگوں کے بارے میں قرآن پاک کی سورت نازل ہوئی۔

مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ط

ترجمہ: جو شخص اپنے گھر سے نکلتا ہے تا کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے جائے پھر اگر راستہ میں اُس کو موت آلے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر واجب ہو جاتا ہے۔

مہاجرین کی جائیدادوں پر کفار مکہ کا قبضہ

کفار نے بنو مظعون بن جمع اور بنو جحش بن راب جو بنو اُمیہ کے حلیف تھے بنی سعد بن لیث کا قبیلہ بنو بکید جو بنو عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ یہ بھی اپنے شاندار مکانات و حویلیوں سے نکل آئے تھے۔ کفار نے ان کے مکانات پر قبضہ کر لیا۔ بنو جحش بن راب کے مکان پر ابوسفیان نے قبضہ کر کے اس کو عمرو بن علضم کے ہاتھ فروخت کیا۔ اور اپنا قرضہ اتارا۔ جب ان کو مدینہ منورہ میں پتہ چلا تو انہوں نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تجھے یہ بات پسند نہیں اے عبداللہ کہ اس مکان کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں اس سے بہتر مکان عطا فرمائے انہوں نے عرض کیا: بے شک۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: یہ مکان تجھے دے دیا گیا۔"

جب مکہ فتح ہوا تو ان کے خاندان کے ایک فرد ابواحمد نے اپنے مکان کی واپسی کے لیے حضور ﷺ سے عرض کیا تو حضور ﷺ جواب میں خاموش رہے۔

مدینہ منورہ کی فضیلت

حضور اکرم ﷺ کی آمد سے ایک ہزار سال پہلے تبع کے بادشاہ کا یہاں سے گزر ہوا۔ اس کے ساتھ یہودی علما بھی تھے۔ اُنہوں نے اس جگہ کا ذکر اپنی کتابوں میں پڑھا کہ یہاں آخری نبی ﷺ مبعوث ہوں گے۔ انہوں نے یہاں سے جانے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ کو جب پتہ چلا کہ یہاں آخری نبی ﷺ مبعوث ہوں گے تو اس نے آپ ﷺ کے لیے ایک عریضہ لکھا۔ اور اس کو سر بمہر کر کے اپنی آنے والی نسلوں کو اس عریضہ کو حضور ﷺ تک پہنچانے کی وصیت کی اور اُن چار سو عالموں کو یہاں بسانے کے لیے چار سو مکانات تعمیر کرنے کا کہا۔ یہ عریضہ ہجرت کے موقع پر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ اُس بادشاہ نے لکھا تھا کہ "میں اے اللہ کے رسول ﷺ آپ علیہ السلام پر اور آپ ﷺ کی کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ تعالیٰ آپ پر نازل فرمائے گا۔ میں نے حضور کا دین قبول کیا ہے۔ آپ کی سنت پر عمل کروں گا۔ اور آپ ﷺ کے رب جو کائنات کا پروردگار ہے، پر ایمان لایا ہوں جو احکامِ شریعت آپ اللہ کی طرف سے لے آئیں گے۔ ان پر محکم یقین رکھتا ہوں۔ اگر مجھے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے تو یہ میری خوش قسمتی ہوگی۔ ورنہ حضور قیامت کے روز میری شفاعت فرمائیے۔ مجھے فراموش نہ

Marfat.com

کیجیے۔ میں حضور ﷺ کے فرمانبرداروں میں سے ہوں جو حضور ﷺ کی آمد سے پہلے آپ پر ایمان لائے ہیں۔

ہجرت کے موقع پر حضرت ابولیلی رضی اللہ عنہ نے آپ کو یہ خط پہنچایا۔ آپ ﷺ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا: کیا تو ابولیلی ہے۔ وہ حیران ہوگیا۔ کہنے لگا: آپ ﷺ کو کس نے میرا نام بتایا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تبع اول کا خط دو! وہ اور حیران ہو کر کہنے لگا۔ آپ ﷺ کو کس نے خط کا بتایا۔ کیا آپ ﷺ جادوگر ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں میں محمد رسول اللہ (ﷺ) ہوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس خط کو حضور ﷺ کو پڑھ کر سنایا۔ آپ علیہ السلام نے سن کر تین مرتبہ فرمایا:

مرحبا یا اخ الصالح۔

میں اپنے نیک بھائی کو مرحبا کہتا ہوں۔

ان یہودی علماء کے آباد ہونے کے بعد یہاں اوس وخزرج قبیلہ کے لوگ آ کر آباد ہوئے۔ یہ یہاں یمن سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ یہ تفصیل آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔

تبدیلی نام

حضور نبی کریم ﷺ کی یہاں آمد سے پہلے یہاں وبائیں پھوٹتی تھیں۔ پانی خوش ذائقہ نہ تھا۔ اس لیے اس کا نام یثرب پڑا۔ یعنی فساد کی سرزمین۔ آپ ﷺ کی آمد کے ساتھ ہی اس سرزمین کی حالت بدل گئی۔ یہاں سے وبائیں آپ کی برکت سے دور چلی گئیں۔ آپ ﷺ نے اس کا نام مدینہ رکھ دیا اور فرمایا کہ "آپ اس کو یثرب نہ کہا کرو۔" فرمایا:

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ: "لا تدعوھا یثرب فانھا طیبۃ۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مدینہ کو یثرب کہے اُسے چاہیے کہ اپنی غلطی پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے۔ یہ تو طابہ ہے۔ طابہ ہے۔ طابہ ہے۔"

علماء نے اس کے پچانوے نام بتائے ہیں۔ جن میں الحبیبہ، حرم رسول اللہ، قبۃ اسلام، الشافیہ طابہ، طیبہ، العاصمہ، الغراء، المبارکہ، المجبہ، المحبوبہ، المدینہ ہیں۔ (سبل الہدیٰ جلد ۳، صفحہ ۴۲۷)

حضور ﷺ کو اِس شہر سے بے پایاں محبت تھی۔ آپ ﷺ فرماتے "یا اللہ اس شہر کو ہمارے لیے قرارگاہ بنا دے اور ہمیں خوبصورت رزق عطا فرما۔" (ضیاء النبی حصہ سوم صفحہ ۱۳۶)

یاد مکۃ المکرمہ

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں حضور ﷺ سے اجازت لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو ایک ہی مکان میں رہتے تھے کی عیادت کے لیے گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ شدید

Marfat.com

قسم کے بخار میں مبتلا ہیں۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ کیا حال ہے تو فرمانے لگے کہ "ہر آدمی اپنے اہلِ خانہ کے پاس رہتا کرتا ہے اور اُس کی جوتی کے تسمہ سے زیادہ اُس کی موت اُس کے نزدیک ہے۔"

پھر ان پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر میں نے عامر بن فہیرہ سے پوچھا کیا حال ہے۔ وہ فرمانے لگے کہ "میں نے موت کا مزہ چکھنے سے پہلے ہی موت کو پالیا۔ بزدل کی موت اس کے اوپر سے آتی ہے۔ ہر آدمی اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرتا ہے اور بیل اپنے سینگ سے اپنی جلد کی حفاظت کرتا ہے۔" میں نے کہا کہ عامر بھی بے ہوشی میں بول رہے ہیں۔ پھر میں حضرت بلال کے پاس گئی۔ وہ کہنے لگے "کہ اے کاش میں کبھی وادی میں رات بسر کروں گا اور میرے اردگرد اذخر اور جلیل کی خوشبودار گھاس ہوں گے۔ کیا میں کبھی مجنہ کے چشمہ پر وارد ہوں گا اور کیا میں ایسی جگہ اُتروں گا جہاں سے شامہ اور طفیل کی پہاڑیاں نظر آئیں گی۔"

محبت مدینہ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے سارا ماجرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

"اے اللہ! مدینہ کو ہمارے لیے اس طرح محبوب فرمادے جس طرح تو نے مکہ کو ہمارے لیے محبوب فرمایا تھا۔ بلکہ اِس سے بھی زیادہ اور اس کی آب وہوا کو صحت بخش بنادے اور ہمیں اس کے پیمانوں اور وزنوں میں برکت عطا فرما اور اس کی وبا کو جحفہ کی طرف منتقل کردے۔" (صحیحین)

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "میں نے ایک سیاہ رنگت والی بکھرے بالوں والی عورت کو خواب میں دیکھا کہ وہ مدینہ سے نکل کر معبد میں جا اُتری۔ میں نے کہا کہ اس کی تاویل یہ ہے کہ مدینہ کی وبا جحفہ میں منتقل کردی گئی۔"

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اے اللہ جو برکت تو نے مکہ کو دی ہے اس سے دوگنی برکت مدینہ کو دے دے۔" (سبل الہدیٰ جلد سوم، صفحہ ۴۴۸، ۴۴۹)

اور حضرت عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مدینہ کو حرم بناتا ہوں اور اس کے پیمانوں اور وزنوں کے لیے برکت کی دعا کرتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لیے دعا فرمائی اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

"اے اللہ تیرے بندے اور تیرے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لیے برکت کی دعا فرمائی تھی اور میں تیرا بندہ اور تیرا رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اہلِ مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے پیمانوں اور وزنوں میں برکت عطا فرما۔ جس قدر برکت تو نے اہلِ مکہ کو عطا فرمائی اور اس برکت کے ساتھ مزید دو برکتوں کا اضافہ فرما۔"

Marfat.com

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''مدینہ میں داخل ہونے والے راستوں پر اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر دیے ہیں جو اس کی نگہبانی کرتے ہیں نہ ان میں طاعون داخل ہوگی اور نہ دجال۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جس کے لیے ممکن ہو کہ مدینہ کے سوا کسی جگہ نہ مرے تو اسے ایسا کرنا چاہیے کیوں کہ جو شخص مدینہ میں وفات پائے گا اس کی شفاعت کی جائے گی اور اس کے ایمان کی گواہی دی جائے گی۔''

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اہلِ مدینہ کو از راہِ ظلم خوفزدہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو خوفزدہ کرے گا۔ اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور سب لوگوں کی پھٹکار ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے قیامت کے دن نہ عذاب پھیرے گا اور نہ کوئی معاوضہ قبول کرے گا۔''

معقل بن یسار کی روایت میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''مدینہ میری ہجرت گاہ ہے اس میں میرا مزار ہوگا یہیں سے میں قیامت کے دن اُٹھوں گا۔ میری امت پر لازم ہے کہ میرے پڑوسیوں کی حفاظت کریں جب تک کہ وہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب نہ ہوں۔ جو شخص اِن کی حفاظت کرے گا قیامت کے دن میں اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا اور جو ان کی حفاظت نہیں کرے گا۔ اس کو دوزخیوں کی پیپ اور خون پلایا جائے گا۔'' (سبل الہدیٰ جلد سوم صفحہ ۴۴۶)

کیوں کہ سب عیسائیوں یہودیوں وغیرہ نے اپنے کیلنڈر بنائے ہوئے تھے۔ اس لیے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجلس مشاورت بلائی اور سب نے مل کر مشورہ کیا کہ مسلمانوں کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کی سن ہجرت سے ''سال ہجری'' کا آغاز کر دیا جائے۔

کوئی بھی سلیم الطبع شخص یہ جانتا ہے کہ دن کا آغاز صبح صادق کے وقت سے ہوتا ہے نہ کہ رات بارہ بجے کے بعد سے۔ مسجد نبوی شریف اور حرم مکہ میں مسلمانوں کا اپنا وقت، انگریز کے وقت کے علاوہ ہے۔ کیونکہ جب جمعہ کا دن آتا ہے یا چاند رات آتی ہے یا رمضان کا آغاز ہوتا ہے تو سورج ڈوبنے کے ساتھ ہی اس رات کا پہلے آغاز ہوتا ہے اور دن بعد میں آتا ہے اور یہی نیچر ہے، یعنی قدرت ہے۔

سال اول ہجری

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں نزول فرمانے کے بعد سب سے پہلے یہاں پر جہاں اونٹنی بیٹھی تھی کی زمین دو یتیم بچوں سے خرید کر قیمت ادا فرما کر وہاں مسجد کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے یہ زمین بلا معاوضہ دینا چاہی۔ لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور یہ سونے کے دس دیناروں میں اس کا سودا طے ہوا۔ اور یہ رقم سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس سے ادا کی۔

یہاں میدان میں مسلمان پہلے نماز ادا کرتے تھے اس میں گڑھے وغیرہ بھی تھے۔ اور ایک طرف چند مشرکین کی قبریں بھی تھیں۔ گڑھوں کو بھر دیا گیا کھجوروں کے درخت کاٹ دیے گئے اور مشرکین کی قبروں کو اکھاڑ کر ان کی ہڈیاں دور ایک

Marfat.com

گڑھے میں پھینک دی گئیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق آپ علیہ السلام کے لیے بھی یہاں ایک موسیٰ علیہ السلام کے چھپر کے مطابق چھپر تعمیر فرما دیا گیا کہ جب آپ ﷺ ہاتھ بلند فرماتے تو اس کی چھت سے جا لگتا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے خود بنفس نفیس اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ ایک آدمی جو حضر موت کا تھا جس کا نام طلق بن علی تھا۔ اس نے مٹی کو گوندھا تو آقا علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو جس کام کو کرتا ہے بڑی حسن وخوبی سے کرتا ہے۔'' اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اس حنفی کو گارا ہی بنانے دو کیونکہ یہ کام وہ تم سب سے زیادہ عمدگی سے کر رہا ہے۔''

جب گارا تیار ہو گیا تو اینٹیں اور پتھر ایک جگہ جمع کیے گئے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے اوپر لی ہوئی چادر مبارک اُتار دی اور اینٹیں اٹھا کر لانے لگے۔ جب مہاجرین اور انصار نے رسول اللہ ﷺ کو اینٹیں اٹھاتے دیکھا تو فوراً بول اٹھے کہ ''اگر ہم بیٹھے رہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کام کرتے رہیں تو ہمارا یہ فعل گمراہ کن ہوگا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لا عیش الا عیش الاخر اللھم ارحم الانصار والمھاجر۔

''کوئی عیش نہیں مگر آخرت کی عیش۔ اے اللہ انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔''

صحابہ پاک بھی کام کرتے جاتے اور یہی شعر پڑھتے جاتے۔ حضرت عمار دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے ایک اپنے حصے اور ایک آقا دو جہاں ﷺ کے حصے کی۔ ایک دفعہ اُن پر صحابہ نے زیادہ اینٹیں لاد دیں۔ راستے میں نبی کریم ﷺ ملے تو فرمایا حضور آپ کے صحابہ تو مجھے قتل کرنے کے درپے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے سمیہ کے بیٹے، لوگوں کو ایک اجر ملے گا اور تمہیں دو اجر ملیں گے۔ اور یہ لوگ تجھے قتل نہیں کریں گے بلکہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور تمہارا آخری زاد دودھ ہوگا۔''

پہلی بار مسجد نبوی ﷺ کچی اینٹوں سے تیار کی گئی۔ اس کے ستون کھجور کے اور اس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں کی تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب عمارت بوسیدہ ہو گئی تو آپ نے اسی رقبہ میں اسی سامان سے نئی عمارت بنا دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں اس کی جگہ میں اضافہ فرمایا لیکن میٹریل سامان وہی رہنے دیا۔ لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں پتھروں کو باقاعدہ تراش کر ان کو چونے سے چُن دیا اور چھت ساگوان کی ڈالی اور پتھروں پر نقش ونگار بنائے۔ (سیرت ابن کثیر جلد سوم صفحہ ۳۰۵)

حضور اکرم ﷺ نے مسجد کے ساتھ کی زمین مسجد کو بڑا کرنے کے لیے ایک انصاری سے مانگی اور اس کے بدلے میں جنت کی زمین کا کہا۔ لیکن اس نے اپنی تنگ دستی اور عیال داری کا کہا۔ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ زمین اُس سے دس ہزار درہم میں خرید کر حضور نبی کریم ﷺ کو جنت میں محل کے بدلے میں دے دی۔

Marfat.com

مسجد نبوی میں پہلا خطبہ

جب مسجد تیار ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جو مسجد نبوی میں خطبہ ارشاد فرمایا:

"لوگو مرنے سے پہلے سامان سفر اختیار کرلو۔ اللہ کی قسم ایک روز تم پر موت کی بے ہوشی ضروری طاری ہوگی اور تم اپنی بھیڑوں کو بغیر کسی نگہبان کے چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔ پھر اللہ سوال کرے گا۔ وہ اللہ جس کو نہ کسی ترجمان کی ضرورت ہے اور نہ کسی دربان کی کہ کیا تمہارے پاس میرا رسول نہیں آیا تھا جس نے میرا پیغام تم تک پہنچایا اور کیا میں نے تم کو مال و دولت سے نہیں نوازا تھا۔ پس اب تم بتاؤ کہ تم نے اپنے فائدہ کے لیے کیا کچھ کیا ہے؟ اس وقت انسان حیران و پریشان اپنے دائیں بائیں دیکھے گا لیکن اسے کچھ سجھائی نہیں دے گا۔ پھر وہ سامنے دیکھے گا تو اسے دوزخ کے شعلوں کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔ جان لو کہ جو شخص دوزخ سے بچنا چاہتا ہے اور وہ کھجور کا ایک ٹکڑا دینے کی طاقت ہی رکھتا ہے تو وہی دے کر اپنے آپ کو دوزخ سے بچالے اور جو اس کی بھی گنجائش نہ رکھتا ہو تو وہ لوگوں سے اچھی بات کہہ کر ہی اپنے آپ کو دوزخ سے محفوظ کرے کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک دیا جائے گا۔"

اور ایک دوسری جگہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں میں اُسی کی تعریف کرتا ہوں اور اُسی سے مدد چاہتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں نفس کی شرارتوں اور بُرے اعمال سے۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے اُسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اللہ تعالیٰ راستے سے بھٹکا رہنے دے اُسے کوئی سیدھی راہ دکھانے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ سب سے اچھا کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اُتارا اور وہ اس کے ذہن نشین ہوگئی اور جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر کے بعد دین اسلام میں داخل کر دیا اور جس نے اس کتاب کو لوگوں کی (بیہودہ) باتیں چھوڑ کر اپنا راہنما قرار دیا۔ وہ شخص ضرور کامیاب و بامراد اور نجات یافتہ ہوگیا۔ اللہ کی کتاب بہترین اور سچی کتاب ہے۔ تم ان چیزوں کو اپنا محبوب بناؤ جن کو اللہ نے پسند کیا۔ تم دل سے اللہ کی محبت اختیار کرو۔ اللہ کی یاد اور اس کے کلام سے مت تھکو۔ اور اپنے دلوں کو بھول اور غفلت میں پڑھ کر مت سیاہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے زیادہ جو بھی اس نے پیدا کی ہیں اور سب نیک باتوں سب حلال و حرام یا بہترین عبادتوں میں سے سب سے اچھا نیک اور برگزیدہ اعمال میں سے اپنے ذکر کو افضل قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور جہاں تک ہو سکے اس سے ڈرتے

Marfat.com

رہو اور جو بات اچھی منہ سے نکالو۔ وہ اللہ کے سامنے پوری کر دکھاؤ اور اللہ کے فضل سے باہم ایک دوسرے کے دوست و مددگار بن جاؤ۔ اللہ اس سے بہت ناراض ہوتا ہے جو اپنے وعدہ کو پورا نہ کرے۔ تم سب پر (اللہ کی طرف) سے امن وسلامتی ہو۔" (سبل الہدیٰ جلد سوم صفحہ ۴۹۰، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۱۵۵ تا ۱۵۷)

حُجروں کی تعمیر

مسجد نبوی کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے لیے حجرہ تعمیر فرمایا۔ سیدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال تو مکہ مکرمہ میں ہوگیا تھا۔ اس کے بعد آقا علیہ السلام نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی تھی۔

پھر ہجرت کے سات یا آٹھ ماہ کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن سے مکہ مکرمہ میں ہی نکاح ہوگیا تھا۔ شادی فرمائی اور ایک اور حجرہ تعمیر فرمایا۔

اسی طرح ضرورت پڑنے پر آہستہ آہستہ نو ہجرے مبارک تعمیر فرمائے جو مسجد نبوی کے اردگرد تھے اور ان کی اونچائی زیادہ نہ تھی اور یہ ایسے سامان سے تیار کیے گئے تھے جو زیادہ دیرپا نہ تھا۔

یہ ہجرات ازواجِ مطہرات بالکل سادہ سے تعمیر ہوئے تھے کچھ کی دیواریں پتھر رکھ کر بنادی گئیں کچھ دیواروں میں کھجور کی ٹہنیاں رکھ کر اوپر سے مٹی کو لیپ دیا گیا۔ ان کی چھتوں پر کھجور کے تنے کو رکھ کر بطور شہتیر استعمال کیا گیا۔ اور اوپر کھجور کی ٹہنیاں وغیرہ رکھ کر اوپر مٹی سے لیپ کر دیا گیا۔

لمحہ فکریہ

یہ تھی حضور آقا دو جہاں سرکارِ کائنات، سرورِ کون و مکان ﷺ کی اس دنیا کی عارضی رہائش گاہ جن کو آپ ﷺ نے اپنے لیے پسند فرمایا۔ جہاں آپ ﷺ نے شب و روز گزارے۔ یہ تھے وہ ہجراتِ مطہرات جہاں جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی وحی لے کر تشریف لاتے تھے۔ نہ آپ ﷺ نے بڑی حویلیوں کو پسند فرمایا۔ نہ آپ ﷺ نے اپنے لیے بڑے بڑے محلات کو پسند فرمایا۔ یہ تھی آپ ﷺ کی سادگی اور یہ تھی آپ ﷺ کی سادہ طرزِ زندگی۔

یہ ہم لوگوں کے نفسوں کی شرارتیں ہیں اور ہمارے نفسوں کا ہم کو طول امل کا دلاسا ہے کہ یہاں شاید ہم ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اتنا اتنا پیسہ اپنے مکانات، حویلیوں اور محلات پر لگا دیتے ہیں اور کوئی بہن بھائی چاہے بھوکا مر رہا ہو، اس کی طرف خیال نہیں کرتے ہیں۔

ہم لوگ اپنے لیے مال و دولت اکٹھی کر کر کے اتنی اکٹھی کرتے رہتے ہیں کہ اپنے خدا عزوجل بھول جاتے ہیں۔ اپنے رسول ﷺ کو بھول جاتے ہیں۔ اپنے دین کو بھول جاتے ہیں۔ اپنی زندگی کے مقصد کو بھول جاتے ہیں۔ بلکہ خود اپنے آپ کو

Marfat.com

ی بھول جاتے ہیں۔ہم یہ مال نہیں اکٹھا کرتے بلکہ اپنے لیے دوزخ کا سامان اکٹھا کرتے ہیں۔

ہم لوگ اپنے لیے حضور ﷺ کی آسان سنتیں تو اپنا لیتے ہیں اور منبروں پر بیٹھ کر لوگوں کو تو درس دے لیتے ہیں لیکن ب خود اس چیز کو اپنانا پڑے تو نفس تنگ ہوتا ہے لیکن کیا یہ سنت نہیں ہے۔جو امام عالی مقام سید امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنائی تھی کہ ایک سائل مانگنے کے لیے آیا تو اندر تشریف لے گئے اور اندر سے سونے کی بھری ہوئی دس ہزار اشرفیوں کی تھیلی لیے روتے ہوئے تشریف لائے اور اس سائل کو دے دی۔وہ عرض کرنے لگا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے، مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ آپ رو کیوں رہے ہیں۔آپ فرمانے لگے کہ میں اس بات پر رو رہا ہوں کہ تمہاری حالت کا مجھے پہلے کیوں نہ پتہ چل گیا اور تجھے سوال کی کیوں زحمت اٹھانا پڑی۔

ایک دفعہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدہ خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور دونوں شہزادے امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہما سب روزے سے ہیں اور روزہ افطار کے وقت دروازے پر ایک سائل نے صدا لگائی کیا کوئی ایک مسکین کو کھانا کھلائے گا اور ایک ہی روٹی جس کو سب نے کھانا تھا اٹھا کر مسکین کو دے دی۔اور پانی سے روزہ افطار کر لیا، دوسرے دن پھر روزہ رکھا اور افطار کے وقت پھر ایک روٹی ہی میسر آئی روزہ کھولتے وقت پھر سائل نے آواز دی کہ ہے کوئی جو یتیم کو کھانا کھلائے اور پھر وہ روٹی سائل کو دے دی اور خود پانی سے روزہ افطار کر لیا اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا کہ روزہ افطار کے وقت ایک ہی روٹی تھی تو سائل نے آواز لگائی کہ ہے کوئی جو اسیر کو روٹی دے دے کھانا کھلائے تو تیسرے دن بھی وہ روٹی سائل کو دے کر خود پانی سے روزہ افطار کر لیا۔تو انہی لوگوں کی شان میں یہ آیت شریف اُتری:

ن - وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝

ترجمہ: اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اور حضور علیہ السلام کے انصار کی شان میں یہ آیت شریف اُتری:

ن ـ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ

ترجمہ: اور وہ اپنی جانوں پر دوسرے کو ترجیح دیتے ہیں چاہے خود اس کی ضرورت ہی کیوں نہ ہو۔

کہ اگر ایک انصاری کی دو بیویاں تھیں تو جو نبی کریم ﷺ نے ان کا دینی بھائی بنا دیا تھا اس کو کہا کہ بھائی میری دو بیویوں سے جو تم کو زیادہ خوبصورت لگتی ہے۔اس کو میں طلاق دے دیتا ہوں اور اس سے تم شادی کر لو۔

اگر میرے دو باغ ہیں تو ایک تم لے لو میری جتنی چیزیں ہیں آدھی تم لے لو۔

یہ ہے جذبہ ایثار۔آج کس میں یہ دکھائی دے رہا ہے۔یہ ہے اخوت و بھائی چارہ یہ ہے یگانگی۔

یہ چیز اُس وقت دل میں پیدا ہوتی ہے جب انسان اپنا ناطہ حضور نبی کریم ﷺ سے اِستوار کر لیتا ہے۔جتنا کوئی ان کے قریب ہوتا ہے اتنا ہی وہ سخی ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور کیا حضور نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی میرے پاس آجائے تو تین دن کے اندر اندر اُس کو لوگوں میں بانٹ دوں۔ کیا یہ سنت نہیں ہے؟ ہاں یہ ضرور ہے لیکن یہ سخاوت کی اِنتہا ہے۔

اور کیا آپ ﷺ نے ہر ہر وقت اِس چیز کو کر کے نہیں دکھایا۔ غزوہ حنین کے موقع پر کتنا کتنا کچھ آپ علیہ السلام نے لوگوں میں تقسیم فرمایا اور اپنے لیے کچھ نہ رکھا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد کئی دن کی بھوکی ہیں۔ کوئی کھانے کی چیز نہیں ہے۔ آپ کی لونڈی بھی ساتھ بھوکی ہی ہیں۔

اتنے میں کسی نے بہت زیادہ گوشت آپ کی خدمت اقدس میں بھیجا سب مسکینوں کو بلا کر بانٹ دیا۔ جب فارغ ہوئیں تو لونڈی کہنے لگی: کچھ اپنے لیے بھی رکھ لیتیں تو آپ نے فرمایا: تم مجھے پہلے یہ یاد کروا دیتیں تو تھوڑا سا اپنے لیے بھی رکھ لیتی۔

کیا یہ جذبہ آج دکھائی دیتا ہے۔ اتنا زیادہ جذبہ تو ایک طرف اُس کا عشر عشیر بھی دکھائی نہیں دیتا۔

آج ہم مسلمانوں کو جو یہ سزا مل رہی ہے کہ اغیار ہم پر غالب آرہے ہیں وہ اسی وجہ سے ہے۔

ہمارے عقلمند حضرات اتنے اتنے بڑے مکالے ٹی وی وغیرہ پر کرتے ہیں۔ ان چیزوں کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

مجھ سمیت ہر کوئی دوسرے کی طرف دیکھتا ہے اور اپنی طرف غور نہیں کرتا۔

آج اگر سب دنیا کے مسلمان ایک ہو جائیں خدا اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں کو پورا پورا اپنا لیں۔ پورے کے پورے دین میں داخل ہو جائیں تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ دین اسلام پوری دنیا پر غالب نہ آئے۔ نہ ہم کسی بھی بیرونی امداد کے محتاج رہیں۔ ہم یہ تو کہتے ہیں کہ بچے تھوڑے پیدا کریں تا کہ آبادی زیادہ نہ ہو۔ لیکن اس چیز کی طرف توجہ نہیں کرتے کہ سادی زندگی اپنا کر لہو ولعب کو ترک کر کے خدا اور اُس کے رسول ﷺ کو خوش کر کے اپنی زندگیاں آسان بنا لیں اگر ایک منہ کھانے کے لیے ہے تو دو ہاتھ اور دو پاؤں کمانے کے لیے ہمارے پاس ہیں اور رسولِ پاک ﷺ کی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

ترجمہ: تمہارے لیے میرے رسول ﷺ کا اسوہ حسنہ قابل تقلید ہے۔

یہ تھے حضور نبی کریم ﷺ کے وہ حجرات مطہرات جہاں آپ تشریف فرما رہتے تھے، جہاں آپ ﷺ سوتے تھے، کھاتے پیتے تھے اور جہاں سے بنی نوع انسان کی قسمت تبدیل ہوئی یہ تھے وہ ہیڈ کوارٹر جہاں بیٹھ کر ایران وروم میں قیصر و پرویز اور دوسرے بادشاہوں کی تقدیر کا فیصلہ سنایا گیا۔ یہاں نہ دبیز قالین تھے نہ ہی زر و نگار کرسیاں اور فانوس تھے اور نہ ہی سونے چاندی کے پلنگ تھے۔ لیکن یہ وہ حجرات مطہرات تھے جہاں دروازے پر جبرئیل امین اپنے ملائکہ کے ساتھ ادب سے حاضر ہوتے تھے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

نزرع -اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى

Marfat.com

تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ط (الحجرات: ۴،۵)

ترجمہ: اے رسول ﷺ جولوگ آپ کو حجرات کے باہر سے زور سے آوازیں دے کر پکارتے ہیں بلاتے ہیں ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے اور اگر وہ صبر کرتے حتیٰ کہ آپ خود ان کے پاس تشریف لے آتے تو یہ ان کے حق میں بہتر تھا۔

سیال شریف ضلع سرگودھا میں حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی خواجہ غلام قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ جن کے جنازہ میں مجھے صاحبزادہ غلام بشیر الدین صاحب قمر العلوم گجرات والے ساتھ لے کر گئے تھے کا ایک شعر بہت خوبصورت ہے:

باب جبرئیل پر ذرا دھیرے سے — فخر یہ کہتے ہوئے جبرئیل کو پایا گیا
اپنی پلکوں سے درِ یار پہ دستک دینا — اُونچی آواز ہوئی عُمر کا سرمایہ گیا

حضور علیہ السلام نے اُمت محمدیہ ﷺ کو قرآن وسنت کا نظام دے کر ہم پر بہت بڑا احسان فرما دیا۔ ہر ہر تر چیز اور ہر ہر خشک چیز کا بیان اس میں موجود ہے یہ ایک ایسی کتاب ہے جس سے ہر ہر آدمی ہر ہر چیز میں رہنمائی حاصل کرسکتا ہے۔

کاش کہ آج ہمارے معاشرے میں قرآن وسنت کا نظام داخل ہو جائے۔ کاش کہ اس نظام کو ہم اپنی زندگیوں میں بھی اپنالیں۔ تو سب بے چینیاں سب پریشانیاں ختم ہو جائیں۔

کوئی بھی آدمی جس کو خدا نے عقل سلیم عطا فرمائی ہے یہ سمجھ سکتا ہے کہ انسانی نفسیات کو خدا ہی سب سے زیادہ سمجھتا ہے اور کوئی بھی خدا کی بنائی ہوئی چیز میں ذرہ برابر بھی نقص نہیں نکال سکتا ہے۔ اگر کوئی نقص نکالتا ہے تو وہ غیر مسلم ہی ہوسکتا ہے اور اس کے ذہن کا یہ فتور ہی ہوگا۔

آج ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے قرآن پاک کے بنائے ہوئے قانون کو پس پشت ڈال کر قرآن پاک کے ضابطوں قانونوں اخلاقوں کو ایک طرف رکھ کر انگریز کے بنائے ہوئے قانون کی پیروی کر رہے ہیں اور اس چیز نے معاشرے میں بہت بگاڑ پیدا کر دیا ہے اگلے دن ٹی وی میں ایک پولیس انسپکٹر بتا رہا تھا کہ میں نے رنگے ہاتھوں کراچی میں کار چوروں کے ایک بہت بڑے سرغنہ کو تین بار گرفتار کیا۔ لیکن وہ قانون میں سقم کی وجہ سے ہر ہر بار ضمانت پر رہا ہوگیا۔

اگر آج چور کا بازو اور ڈاکو کی ٹانگ کاٹ دی جائے تو کیا دوسرے اپنے انجام سے خوف زدہ ہو کر یہ کام چھوڑ نہیں دیں گے؟

مغرب کا معاشرہ ہمارے کوڑوں کی سزاؤں کو غیر انسانی کہتا ہے اور مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے بچے جو اسرائیل فلسطین میں شہید کرتا ہے اس کو غیر انسانی فعل قرار دیتے وقت اُن کی زبانوں کو تالا لگ جاتا ہے۔

اگر کسی انسان کے جسم کا خون خراب ہو جائے تو اس کے جسم پر پھوڑے پھنسیاں نکلنی شروع ہو جاتی ہیں۔ تو سمجھ دار حکیم

Marfat.com

اس کے خون کا علاج کرے گا اور اناڑی حکیم اس کی ایک پھنسی کو باہر مرہم لگا کر ختم کرے گا تو وہ پھنسی پھوڑا دوسری جگہ سے نکل آئے گا یہی حال ہمارے قانون کا ہے ایک جرم کو ہم اپنے طریقے سے ختم کرتے ہیں تو وہ کسی اور طریقے سے دوسری جگہ سے سر اُٹھا لیتا ہے۔ ہر کوئی قرآن وسنت کو سب سے پہلے اپنے اوپر لاگو کرے اور ہمارا نظام نظامِ مصطفیٰ ہو جائے تو ہمارے معاشرہ کی تمام برائیاں ختم ہو جائیں۔

ہم نے سودی نظام اپنے ملک میں رائج کیا ہوا ہے تو کیا ہمارا پورا ملک مل کر بھی ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود بھی نعوذ باللہ خدا سے جنگ کی طاقت رکھتا ہے؟ کیونکہ سود کے کاروبار کو خدا سے کھلی جنگ قرار دیا گیا ہے اور اس طریقے سے کیا کوئی معاشرہ ترقی کر سکتا ہے۔ اگر کوئی غریب ان بنکوں سے قرضہ لے لے تو اُس کی جائیداد بیچ کر ایک ایک پائی سود سمیت اُس سے وصول کر لیتے ہیں اور یہی پیسہ بڑے بڑے لیڈرا گر بنکوں سے نکلوا کر چاہے اُن کو کنگال ہی کیوں نہ کر دیں تو ان کا قرضہ معاف کر دیا جاتا ہے ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر پہنچے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچا لیا۔ تو کس طرح بچایا اپنے نبی رسول ﷺ کو بھیج کر بچایا انہوں نے آ کر یہاں اللہ تعالیٰ کا لایا ہوا نظام نافذ فرمایا اور مسلمان اس قرآن وسنت پر عمل کر کے پوری دنیا پر چھا گئے۔

ہمارے معاشرے میں لوگ نہ پوری زکوٰۃ دیتے ہیں نہ کسی غریب کو کوئی پیسہ دیتے ہیں نہ کسی رشتہ دار کی خبر لیتے ہیں اور چاہے کوئی ہمسایہ بھوکوں مر رہا ہو۔ ایک آنہ بھی کسی کو دینے کو دل نہیں چاہتا اور وہی لاکھوں کروڑوں وغیرہ ساری زندگی جمع کر کے وہی کوئی چور ڈاکو یا اغوا کار ایک منٹ میں اُن سے چھین لیتا ہے یا کسی بیماری پر لاکھوں روپیہ لگا دیتے ہیں۔

اے خدا کے بندو! اگر یہی پوری زکوٰۃ دی ہوتی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ زکوٰۃ تمہارے مال کی حفاظت کرتی ہے۔ اگر غریب مسکین یتیم کو دیا ہوتا تو ہمارے معاشرے میں بگاڑ نہیں پیدا ہونا تھا اور چور ڈاکو نے جنم نہیں لینا تھا۔

اور اگر خدا اور رسول علیہ السلام کے حکم کے مطابق اپنی زندگی بسر کی ہوتی تو اتنا اتنا لاکھوں بیماریوں پر نہیں لگنا تھا۔

مسلمانوں نے صدیوں تک غیر مسلموں پر حکومت کی۔ اس لیے کہ انہوں نے خدا اور اس کے ہر ہر معاملے ہر ہر مسئلے میں اطاعت کی اور ہم لوگوں نے جب خدا اور اس کے احکامات کو پس پشت ڈالا تو اغیار کو ہم پر حاکم بنا دیا گیا۔ ہم اغیار کی غلامی میں چلے گئے۔

غیر قوموں نے ہمارے مسلمانوں کے قانون اپنا کر اپنی ظاہری دنیا کی حالت سنوار لی ہے جتنا جتنا جس بھی معاشرے نے اس قانون کو اپنایا اتنا اتنا وہ سرفراز اس دنیا میں ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو آپ نے یہاں ایک ایسے اسلامی معاشرہ کی بنیاد رکھی جس نے بنی نوعِ عالم میں انقلاب برپا کر دیا۔ (احقر العباد نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کی آمد

آقا علیہ السلام نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کے ساتھ پانچ سو درہم زادِ راہ دے کر ساتھ دو اونٹ بھی کر دیے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساتھ عبداللہ بن اریقط جوان کے ساتھ آیا تھا اپنے گھر پیغام دے کر بھیجا کہ ان کا بیٹا عبداللہ اپنی والدہ اور اپنی سب بہنوں کو بھی لے کر مدینہ طیبہ آجائے۔

چنانچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائی حضرت ام ایمن اور اُن کے بیٹے حضرت اسامہ جن کے والد حضرت زید رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے بھی ساتھ آگئے ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابی بکر اپنی والدہ ماجدہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت ام رومان آپ کی دونوں صاحبزادیاں سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوبکر صدیق کی والدہ ماجدہ کو بھی ساتھ لے کر پہنچ گئے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری صاحبزادی سیدہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پہلے ہی اپنے شوہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ میں مقیم تھیں۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھوٹی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ساتھ مکہ ہی میں رہیں۔ کیونکہ اُس وقت تک ان کا شوہر ایمان نہیں لایا تھا۔ اور اس نے ان کو مدینہ جانے کی اجازت نہ دی تھی۔ جنگ بدر کے موقع پر جب وہ قیدی بن کر مدینہ منورہ آیا۔ اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو آزاد کر دیا۔ تب اُس نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ آنے کی اجازت دی یہ سب لوگ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے۔ کیونکہ ان دنوں حجرات کی تعمیر ہو رہی تھی۔ جب ایک مکان مکمل ہوگیا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ام المومنین کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مکان میں منتقل ہو گئے۔

اذان کی ابتداء

جب مسجد نبوی میں نمازیوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوگیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب اصحاب کو رائے کے لیے بلایا کہ نماز کے لیے کیسے بلایا جائے کسی نے نماز کے وقت جھنڈا لہرانے کا کہا۔ آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔ کسی نے یہودیوں کی طرح بگل بجانے کا کہا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بھی ناپسند فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ هُوَ مِن اَمْرِ الْیَهُوْدیه یہودیوں کا طریقہ کار ہے کسی نے کہا کہ ہم ناقوس پھونکا کریں۔ آپ نے فرمایا: هُوَ مِنْ اَمْرِ اَلنَصَارٰی۔ یہ عیسائیوں کا طریقہ کار ہے۔ کسی نے کہا کہ نماز کے وقت اونچی جگہ پر آگ روشن کریں۔ آپ نے فرمایا کہ ذٰلِكَ لِلْمَجوس۔ یہ مجوسیوں کے لیے ہے۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں نہ ہم نماز کے لیے پکارا کریں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تجویز کو پسند کیا۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز کے لیے بلانے کا کہا۔ اس محفل مین حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے۔ آپ کا دن بہت بے چینی میں گزرا۔ جب رات ہوئی تو دیکھا کہ ایک بندہ نے دو سبز چادریں اوڑھی ہوئی ہیں اور اُس کے ہاتھ میں

Marfat.com

ناقوس ہے۔ آپ نے اُس سے کہا کہ اے بندہ خدا! کیا یہ ناقوس بیچو گے۔ اُس شخص نے آپ سے کہا تم ناقوس لے کر کیا کرو گے۔ آپ نے اُس سے کہا کہ لوگوں کو نماز کے لیے بلایا کریں گے۔ اُس شخص نے کہا کہ میں تم کو اِس سے بہتر چیز کیا نہ بتاؤں؟ آپ نے کہا کہ ضرور اُس نے کہا کہ تم نماز کے وقت لوگوں کو اِن الفاظ سے دعوت دیا کرو۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط	اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط	اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط	اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط	حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط
اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط	لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط

ترجمہ: اللہ بہت بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں گواہی دیتا ہوں حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں۔ آؤ نماز کی طرف۔ آؤ فلاح کی طرف۔ اللہ بہت بڑا ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

آپ خواب سے بیدار ہوتے ہی دوڑتے ہوئے آقا دو عالم ﷺ کے پاس تشریف لائے آپ بہت جوش میں تھے اور آدھی رات کا بھی خیال نہ کیا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کو جگا کر ساری خواب سنائی۔ آپ ﷺ نے آدھی رات مخل ہونے پر ناراضگی نہ فرمائی۔ بلکہ فرمایا کہ تم بلال رضی اللہ عنہ کو کہو کہ وہ صبح انہی الفاظ کے ساتھ لوگوں کو بلائے۔ تم ساتھ ساتھ اسے یہ الفاظ بتاتے جانا اور وہ انہی الفاظ کے ساتھ پکارتا جائے گا۔ جب یہ الفاظ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کان میں پڑے تو آپ دوڑتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں نے بھی خواب میں انہی الفاظ کے ساتھ کسی کو پکارتے سنا ہے۔ (سبل الہدیٰ جلد سوم صفحہ ۵۱۰ تا ۵۱۲)

یہ ہیں وہ مختصر سے جامع الفاظ جن کے ساتھ مسلمانوں کو نماز کے لیے پکارا جاتا ہے۔ جب جب یہ الفاظ کانوں میں گونجتے ہیں تو روح مسرور ہو جاتی ہے۔ ان الفاظ کی قدر دیارِ غیر میں بسنے والے لوگوں سے پوچھیں۔ میں جرمنی اور جاپان رہا لیکن کان اِن الفاظ کے سننے کو ترس گئے۔ (خاکپائے اولیاء نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ)

مواخات

حضور سرورِ کون و مکان حضرت محمد ﷺ نے مکہ مکرمہ میں جو مسلمان ہوئے تھے اُن میں مواخات قائم کر دی تھی۔ کیونکہ جب کوئی مسلمان ہوتا تھا تو اس کے دوسرے کافر بہن بھائی ماں باپ وغیرہ اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس طرح سے آپ ﷺ نے اِن کی تنہائی دور کر دی۔ مکہ مکرمہ میں آپ علیہ السلام نے جن لوگوں میں بھائی چارہ قائم کیا تھا اُن میں:

Marfat.com

۱- خود حضور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مواخات قائم فرمادی تھی۔
۲- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔
۳- حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔
۴- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ۔
۵- حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔
۶- حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔
۷- حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔
۸- حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ، حضرت سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ۔
۹- حضرت سعید بن ابی زید رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ۔

یہ صرف چند خاص خاص لوگوں کے نام ہی لکھے ہیں۔

اور جو بھائی چارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں قائم فرمایا تھا اور مہاجرین اور انصار کو آپس میں بھائی بھائی کر دیا تھا۔ تاکہ مہاجرین و انصار آپس میں فرق نہ سمجھیں اور مہاجرین کو بھی تنہائی محسوس نہ ہو۔ ان کے خاص خاص نام یہ ہیں۔ دوسرا یہ کہ بھائی چارہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی کی تعمیر کے ساتھ ہی شروع فرمادیا تھا۔

۱- آقا علیہ السلام نے اپنی اور حضرت علی کی اخوت کو برقرار رکھا تھا۔
۲- اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب آپ کے چچا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (حضور کے آزاد کردہ غلام) کی اخوت کو بھی برقرار رکھا تھا۔
۳- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ۔
۴- عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ۔
۵- جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (جب آپ ہجرت کر کے فتح خیبر کے موقع پر تشریف لائے تھے)، معاذ بن جبل۔
۶- ابوعبیداللہ بن عبداللہ بن جراح رضی اللہ عنہ، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، قیل ابی طلحہ رضی اللہ عنہ، زید بن سہل رضی اللہ عنہ۔
۷- حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ، سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ۔
۸- زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، مسلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ۔
۹- عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، اوس بن ثابت بن المنذر رضی اللہ عنہ۔
۱۰- طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ۔
۱۱- سعید بن زید رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

۱۲- مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ۔
۱۳- ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ، عباد بن بشر رضی اللہ عنہ۔
۱۴- عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حذیفہ بن یمان یا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ۔
۱۵- ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، المنذر بن عمر رضی اللہ عنہ۔
۱۶- حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ، عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ۔
۱۷- سلمان انصاری رضی اللہ عنہ، ابوالدرداء رضی اللہ عنہ۔
۱۸- حضرت بلال رضی اللہ عنہ، ابورویحہ عبداللہ بن عبدالرحمان رضی اللہ عنہ۔
۱۹- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ۔
۲۰- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ۔
۲۱- عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ۔
۲۲- عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ، عمیر بن ہمام رضی اللہ عنہ۔
۲۳- طفیل بن حارث رضی اللہ عنہ، سفیان بن نصر رضی اللہ عنہ۔
۲۴- عثمان مظعون رضی اللہ عنہ، عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ۔
۲۵- عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ، معاذ بن ماعص رضی اللہ عنہ۔
۲۶- صفوان بن وہب رضی اللہ عنہ، رافع بن معطی رضی اللہ عنہ۔
۲۷- مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن رواہ رضی اللہ عنہ۔
۲۸- ذی الشمالین رضی اللہ عنہ، یزید بن حارث رضی اللہ عنہ۔
۲۹- ابوسلمہ بن الاسد رضی اللہ عنہ، سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ۔
۳۰- عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ
۳۱- عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہ، قتبہ رضی اللہ عنہ۔
۳۲- شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ، حنطلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ۔
۳۳- زید بن خطاب رضی اللہ عنہ، معن بن عدی رضی اللہ عنہ۔
۳۴- عمرو بن سراقہ رضی اللہ عنہ، سعد بن زید الاشہلی رضی اللہ عنہ۔
۳۵- عاقل بن بکیر رضی اللہ عنہ، مبشر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ۔
۳۶- عبداللہ بن محرمہ رضی اللہ عنہ، فردوس عمرو البیاضی رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

۳۷- خیس ابن حذافہ رضی اللہ عنہ، منذر ابن محمد رضی اللہ عنہ۔
۳۸- ابی سبرا ابن ابی رہم رضی اللہ عنہ، عبادہ بن خشخاش رضی اللہ عنہ۔
۳۹- مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ، زید بن المزین رضی اللہ عنہ۔
۴۰- ابی مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ۔
۴۱- عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ، امجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ۔
۴۲- عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ، حارث بن صمۃ رضی اللہ عنہ۔
۴۳- مہجع رضی اللہ عنہ، سراقہ بن عمرو بن عطیہ رضی اللہ عنہ۔ (ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۱۷۵ تا ۱۷۷)

حضور اکرم ﷺ کی نظر کرم کا نتیجہ ہی تھا اور یہ اسلام لانے کا کرشمہ ہی تھا اور یہ حضور نبی کریم ﷺ کو ایمان کی حالت میں دیکھنے کا نتیجہ ہی تھا کہ انہوں نے ان لوگوں کو دلی طور پر اپنا بھائی تسلیم کر لیا تھا۔ انہوں نے اپنی ہر چیز ان پر فدا کر دی۔ حتیٰ کہ جس کی دو بیویاں تھیں اس نے کہا کہ جو بیوی تمہیں خوبصورت لگتی ہے میں اس کو طلاق دے دیتا ہوں اور تم اس سے شادی کر لو۔ انہوں نے ان کو اپنے مکانوں میں ٹھہرایا۔ اپنے باغات کے پھلوں سے ان کو حصہ دیا۔ وہ لوگ حضور اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے: یہ ہمارے باغات ہیں۔ آپ ہمارے انصار بھائیوں مین ان کو بانٹ دیں۔ سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ ان کی ملکیت میں ان مہاجرین کو حصہ دار نہیں بناؤں گا بلکہ ان باغات کے پھلوں میں سے تم ان کو حصہ دیتے رہو۔ مہاجرین نے کہا کہ تمہاری چیزیں، تمہیں مبارک ہوں۔ تم ہم کو بازار کا راستہ بتا دو۔ لیکن پھر بھی انصار چھوٹی چھوٹی باتوں میں ان کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ مجبوراً یہ مہاجرین حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ ﷺ کہیں یہ سارے کا سارا ثواب انصار ہی نہ لے جائیں اور کہیں ہم محروم ہی نہ رہ جائیں کہ وہ ہمارا اتنا خیال رکھتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ جب تک کہ تم ان کی فیاضی اور ایثار پر ان کی ستائش نہیں کرتے رہو گے۔ جب بنی نضیر یہودیوں کو جلاوطن کر دیا گیا۔ تو آقا علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ چاہو تو تمہارے اموال اور ان زمینوں کو مہاجرین اور تم میں برابر برابر تقسیم کر دوں اور چاہو تو تمہاری زمین تمہاری ملکیت میں ہی رہنے دوں اور بنی نضیر کی زمینوں کو ان میں تقسیم کر دوں۔ انصار نے عرض کی: یارسول اللہ آپ ساری کی ساری بنونضیر کی زمینوں کو صرف مہاجرین ہی کو دے دیں اور ہماری زمینوں میں سے بھی جس طرح چاہیں ان مہاجرین کو بانٹ دیں۔ حضور ﷺ ان کے اس جذبہ ایثار سے بہت خوش ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

الحشر - وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

ترجمہ: اور ترجیح دیتے ہیں انہیں اپنے آپ پر اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے دینی بھائی نے ایسی ہی پیشکش کی۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے بازار کا راستہ بتا دو۔ اور آپ بھی دوسرے مہاجرین کی طرح بازار میں جا کر اپنا کاروبار کرنے لگے۔ کچھ دنوں بعد جب آپ حضور

Marfat.com

اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو ان کے کپڑوں پر زعفران کے نشان دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ یہ کیسے ہیں؟ عرض کیا کہ میں نے ایک خاتون سے شادی کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: اس کو کیا مہر دیا ہے۔ آپ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کو کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا دیا ہے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ اس عورت سے تمہیں کیا ملا۔ عرض کی کہ بہت سا سونا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر بکریاں ہوتیں تو زیادہ بہتر تھا۔ اور آپ نے فرمایا کہ ولیمہ کرو۔ چاہے ایک بھیڑ ہو۔

باوجود انصار کے بے مثال ایثار کے غیور مہاجرین نے اپنے انصار بھائیوں پر بوجھ بننا پسند نہ فرمایا۔ بلکہ وہ لوگ بازار میں جا کر کاروبار کرنے لگے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کا کاروبار کرنا شروع کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو وصیت فرمائی کہ جب کھجوریں خریدو تو ماپ کر خریدو اور جب بیچو تو ماپ کر بیچو۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ کی نواحی بستی سخ میں اپنی رہائش اختیار فرمائی اور آپ نے کپڑے کی تجارت شروع کر دی۔ (خاتم النبیین جلد دوم، صفحہ ۵۵۹)

اسلامی قومیت کی محمدی (ﷺ) بنیاد

آقا دو جہاں سرورِ کون و مکان ﷺ نے اسلامی معاشرے کی بنیاد مدینہ طیبہ میں نزول فرمانے سے پہلے ہی منیٰ کے مقام پر مکہ مکرمہ میں جب مدینہ طیبہ سے انصار یہاں حج کے موقع پر ۷۰ کی تعداد میں آئے تھے، رکھ دی تھی۔ اور ان سے فرمایا تھا کہ ہر بات میں تم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو گے اور تم لوگ اپنے رسول ﷺ کا اس چیز سے دفاع کرو گے جس سے تم اپنی بیویوں اور بچوں کا دفاع کرتے ہو۔

جب آقا دو جہاں ﷺ نے یہاں نزول فرمایا تو یہاں مختلف قومیتیں آباد تھیں جن میں سے یہاں یہود بھی تھے۔ آقا علیہ السلام نے سب لوگوں کو ایک معاہدہ میں پرو دیا۔

سرکار دو عالم ﷺ نے جب مدینہ منورہ میں نزول فرمایا۔ تو رنگ و نسل زبان اور وطن کے تمام امتیازات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تمام قوموں کو ایک دین اسلام کے نظام میں پرو دیا۔ کیونکہ حضور ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ اور تا قیامت اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آقا علیہ السلام ایک عالمگیر پیغام کے علمبردار ہیں اور حضور ﷺ کا مقصد تمام امتیازات کو بالائے طاق رکھ کر تمام انسانوں کو اور جنوں کو ایک امت بنانا تھا۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کا درس دینا تھا اور ایک ایسا معاشرہ آپ نے تشکیل دیا کہ جس کے آگے پہاڑ بھی سرنگوں ہو گئے۔ سمندروں نے اپنا سینہ چاک کر دیا۔ اور وہ مسلمان ہر فاصلے کو مٹاتے ہوئے عرب و عجم کے حکمران بن گئے۔

سید دو عالم ﷺ نے جو معاہدہ اہلِ مدینہ میں نافذ فرمایا۔ سیرت النبی ابن ہشام ابن اسحاق جلد اول کے صفحہ ۳۳۶ تا ۳۳۹ تک درج ہے۔ میں ناچیز اس کو نقل کرتا ہوں:

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ ایک عہد نامہ ہے۔ محمد نبی خدا ﷺ کی طرف سے مومنین اور مسلمین قریش اور اہلِ یثرب جو لوگ کہ آ کر ان سے ملے ہیں اور جہاد میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔

۱- ان سب کے درمیان میں اس بات پر کہ یہ سب مذکورین غیر لوگوں کے مقابل ایک گروہ ہیں۔

۲- مہاجرین جو قریش سے ہیں۔ اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے۔ اپنے آدمی کی طرف سے خون بہا ادا کریں گے۔ اپنے قیدیوں کو مناسب فدیہ دے کر چھڑائیں گے اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کریں گے۔

۳- اسی طرح بنوعوف بھی اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے اور خون وغیرہ کا لین دین ان میں اسی طور پر جاری رہے گا جو پہلے سے ہے۔ اور ہر گروہ اپنے قیدی کو مسلمانوں کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ فدیہ دے کر چھڑائے گا۔

۴- بنی ساعدہ بھی اپنی جگہوں پر قائم ہیں۔ قدیمی طور سے خون بہا کا لین دین ان میں جاری رہے گا اور ہر گروہ اپنے قیدی کو مسلمانوں میں عدل و انصاف کے ساتھ فدیہ دے کر چھڑائے گا اور اسی طرح سے بنی حرث اور بنی جشم اور بنی نجار اور بنی عمرو بن عوف اور بنی نبیت اور بنی اوس کا ذکر کیا ہے۔

۵- اور بے شک مسلمان آپس میں کسی مفلس اور زیر بار شخص کو مدد دیے بغیر نہ چھوڑیں گے۔ خون بہا یا فدیہ یا تاوان ادا کرنے میں اُس کی مدد کریں گے۔

۶- کسی مومن کے آزاد غلام کو کوئی مومن حلیف نہ بنائے گا۔

۷- مسلمانوں میں سے کوئی شخص ظلم یا زیادتی یا گناہ کرے گا تو سب مسلمان اس کو پکڑ کر سزا دیں گے چاہے وہ بدکار اُن میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

۸- کافر کی خاطر مسلمان، مسلمان کو قتل نہیں کرے گا اور نہ مسلمان مسلمان کے مقابلے میں کافر کی مدد کرے گا۔

۹- بے شک خدا کا ذمہ ایک ہے۔ ادنیٰ مسلمان کافر کو پناہ دے سکتا ہے اور بے شک مسلمان ایک دوسرے کے دوست اور موالی ہیں ماسوا اور لوگوں کے۔

۱۰- یہود میں سے جو شخص ہماری پیروی کرے گا۔ اس کے واسطے ہم پر مدد کرنا ضروری ہے کہ ہم اُن کے دشمنوں کے مقابلے میں اُن کی مدد کریں۔

۱۱- مسلمانوں کی صلح ایک ہے یعنی اگر جہاد میں ایک مسلمان صلح کرے گا۔ تو سب کو منظور ہوگی اور کوئی

Marfat.com

مسلمان تنہا عدل و انصاف کو چھوڑ کر مسلمانوں کے برخلاف کفار سے صلح نہ کرے گا۔

۱۲- جو لشکر ہمارے ساتھ جہاد میں شریک ہوگا وہ نوبت بنوبت جنگ کرے گا۔ اور بے شک مسلمان کفار سے انتقام لینے کے واسطے ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور بے شک پرہیزگار مسلمان اچھے اور عمدہ طریقے پر ہیں۔

۱۳- اور کوئی مشرک قریش میں سے کسی کے جان و مال کی پناہ نہ دے گا اور نہ مسلمان کے مقابلے میں اُس کی حمایت کرے گا۔

۱۴- اور کوئی شخص کسی مسلمان کو گواہوں کے سامنے قتل کرے گا اس سے قصاص لیا جائے گا مگر جب کہ اِس مقتول کے وارث معاف کر دیں خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں۔

۱۵- سب مسلمان اس عہدنامہ پر متفق ہیں۔ ان کے واسطے اس کا ترک کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ جس مسلمان نے اس عہد کا اقرار کیا ہے۔ اور وہ خدا پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کو ہرگز جائز نہیں ہے کہ وہ کسی بدعتی کو پناہ دے۔ اور جو اُس کو پناہ دے گا اس پر قیامت کے روز خدا کی لعنت اور غضب ہوگا اور کوئی نیک کام اُس کا مقبول نہ ہوگا اور جب کسی مقدمہ میں جھگڑا ہوگا تو وہ خدا اور رسول ﷺ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

۱۶- لڑائی کے وقت یہودی بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اپنا مال خرچ کریں گے۔

۱۷- اور یہود بنی عوف اور ان کے اپنے صنعاء و موالی۔ سب مل کر مسلمانوں کے ساتھ ایک جماعت (فریق) تصور ہوں گے۔ مسلمانوں کے واسطے اُن کا دین ہے اور یہودیوں کے واسطے اُن کا دین ہے۔ البتہ جس نے ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کیا وہ محض اپنے آپ کو یا اپنے گھر والوں کو مصیبت میں ڈالے گا۔

۱۸- اور بنی نجار کے یہودیوں کے واسطے بھی وہی ہے جو بنی عوف کے یہود کے واسطے ہے۔

۱۹- اور بنی حرث اور بنی ساعدہ اور بنی جشم اور بنی اوس اور بنی ثعلبہ اور بنی اشطیبہ ان سب کے یہود کے واسطے وہی ہے۔ جو بنی عوف کے یہود کے واسطے ہے اور جو شخص کوئی بُرا کام کرے گا۔ اُس کا وبال اُس کے اوپر ہے۔ اور بنی ثعلبہ کے موالی کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل اِن کے لیے ہیں۔

۲۰- یہود کے قبیلوں کی شاخوں کو بھی اُنہی کی طرح سمجھا جائے گا۔

۲۱- اور اِن میں سے کوئی بھی بغیر اجازت حضرت محمد ﷺ باہر سفر کو نہیں جائے گا۔

۲۲- جو شخص دھوکہ دے کر یا پوشیدہ قتل کرے گا۔ اُس کا ذمہ دار وہ خود ہے اور اُس کے گھر والے ہیں۔ مگر جو شخص کہ مظلوم ہے اور خدا اِس عہد پر گواہ ہے۔

Marfat.com

۲۳- بے شک یہود کا خرچ اُن کے ذمہ ہے اور مسلمانوں کا خرچ اُن کے ذمہ ہے۔

۲۴- اور اُن پر یہ بات لازم ہے کہ اس عہدنامہ کے شریکوں میں سے جس کو جنگ درپیش ہوگی۔ سب اُس کی مدد کریں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کریں گے اور اُس کی بھلائی چاہیں گے۔

۲۵- اور جو بُرائی کرے گا اس کی سزا اُس کو ملے گی۔

۲۶- اور کوئی شخص اپنے حلیف کے بدلے گناہ گار نہ ٹھہرایا جائے گا۔

۲۷- اور مدینہ شہر کا میدان اِس عہد کے شریک لوگوں کے واسطے حرام ہے۔ یعنی اس میں وہ کسی قسم کا قتل وفساد برپا نہ کریں گے۔

۲۸- اور جس کو پناہ دی گئی وہ پناہ دہندہ کی طرح ہے کہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے گی۔

۲۹- اور کسی کے اہل وعیال کو بغیر اُس شخص کی اجازت کے پناہ نہ دی جائے گی۔

۳۰- اور اِس عہد کے شریکوں میں جو اختلاف یا قضیہ پیدا ہوگا وہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے رو برو پیش کیا جائے گا۔

۳۱- اور قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہ دی جائے گی۔

۳۲- اس عہدنامے میں شریکوں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ اس لشکر کے مقابلے میں لازمی ہے جو مدینہ میں چڑھ کر آئے اور جب اس لشکر سے صلح ہو جائے تو سب کی صلح ہوگی۔

۳۳- اگر اُنہیں صلح کی طرف بلایا جائے تو اُسے قبول کریں گے۔ اسی طرح جب وہ کسی کو صلح کے لیے بلائیں گے تو مسلمانوں پر بھی قبول کرنا لازم ہوگا۔ سوائے اس کے کہ کوئی دینی جنگ کرے۔

۳۴- ہر شخص کے حصے میں اُسی کی مدافعت کی جائے گی جو اُس کے مقابل ہوگا۔

۳۵- اور اوس کے یہود اور ان کے موالی یہود کے واسطے وہی ہیں جو اس عہدنامہ کے اور لوگوں کے واسطے ہے۔

۳۶- اور یہ عہدنامہ کسی ظالم یا گناہگار کی حمایت نہ کرے گا اور بے شک جو شخص مدینہ سے نکل گیا وہ بھی امن والا ہے اور مدینہ میں بیٹھا رہا وہ بھی امن والا ہے۔

۳۷- اور بے شک خدا اور اس کا رسول ﷺ اُس شخص کے پناہ دینے والے ہیں جو ایمان لایا اور متقی بنا۔

(ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۴، الوثائق السیاسیہ صفحہ ۵۹ تا ۶۴)

Marfat.com

حضرت ابوامامہ اسد رضی اللہ عنہ بن زرارہ رضی اللہ عنہ اور کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کی وفات

مکہ مکرمہ میں منیٰ کے مقام پر حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ نے نقیب مقرر فرمایا تھا۔ جو حضور علیہ السلام نے بارہ نقیب مقرر فرمائے تھے۔ اُن میں سے آپ ایک تھے۔ جب مسجد نبوی تعمیر ہو رہی تھی تو آپ کو گردن میں ایک پھوڑا نکلا جس سے آپ کی وفات ہوگئی۔ بنی نجار نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمارے لیے کوئی دوسرا نقیب مقرر فرما دیجیے۔ کیونکہ آپ بنی نجار کے نقیب تھے اور بنی نجار آپ کے ننھیال تھے۔ آقا دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم میرے ننھیال ہو، میں تمہارے معاملات میں شریک ہوں، میں خود تمہارا نقیب ہوں۔''

اس بات پر بنی نجار بہت فخر کیا کرتے تھے کہ آقا علیہ السلام خود ہمارے نقیب ہیں۔ ابوامامہ پہلے مسلمان تھے جو حضور ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد فوت ہوئے۔ اس وقت ابھی مسجد نبوی تعمیر ہو رہی تھی۔

حضرت کلثوم بن ہدم بھی سرکارِ دو عالم ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ قبیلہ بنی اوس سے تعلق رکھتے تھے اور عمر رسیدہ تھے۔ قبا میں رات آرام فرمانے کے بعد آپ ان کے گھر تشریف لے آتے اور صبح سعد بن ربیع کے کشادہ مکان میں جلوہ افروز ہوتے تھے۔ علامہ ابن جریر طبری کے مطابق حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ نے پہلے اور اِن کے بعد ابوامامہ اسعد بن زراہ نے وفات پائی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر کی ولادت

آپ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں پیدا ہوئے۔ اس طرح سے یہود کا یہ پروپیگنڈہ دم توڑ گیا کہ انہوں نے مسلمانوں کی عورتوں کو بانجھ بنا دیا ہے۔

آپ قبا کے مقام پر پیدا ہوئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے کھجور کو اپنے منہ میں اچھی طرح چبا کر سب سے پہلے گھٹی آپ کو دی۔ اور آپ کی ولادت پر مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا۔ (سیرت ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۳۳۰)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے ماہِ شوال میں آپ ﷺ سے ہوگیا تھا۔ آپ کی رخصتی نکاح کے سات ماہ بعد ہوئی۔

Marfat.com

عبداللہ بن سلام کا ایمان لانا

آپ یہود کے بہت بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے۔ یہود آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں میں کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا۔ جب مجھے آنحضرت ﷺ کی مدینہ طیبہ میں آنے کی خبر ملی۔ میں نے بہت زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اور قبا کے مقام پر ہجوم میں جب آپ علیہ السلام کی پہلی زیارت کی، تو میرا دل پکار اٹھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ﷺ ہیں۔ پہلی بات جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی سنی وہ یہ تھی:

اَفْشُوْ السَّلَامَ وَ اطعموا الطعام و صلو الارحام و صلو باللیل والناس نیام تدخلو الجَنَّةَ بِالسَّلَامَ۔

ترجمہ: لوگوں کو بکثرت سلام کرو۔ (امن اور سلامتی کو پھیلاؤ) بھوکوں کو کھانا کھلاؤ صلہ رحمی اختیار کرو اور نماز پڑھو۔ جب لوگ سوئے ہوں، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

آقا علیہ السلام کا ارشاد مبارک آپ کے دل میں جاگزین ہو گیا۔ اور آپ حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لے آئے۔ ایمان لانے کے بعد آپ نے عرض کیا کہ حضور علیہ السلام آپ پہلے یہود کو بلا کر میرے بارے میں پوچھیں اور اُن پر میرا ایمان لانا ظاہر نہ فرمائیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہود کو بلا بھیجا۔ جب وہ آگئے تو آپ نے اُن سے عبداللہ بن سلام کے بارے میں پوچھا۔ وہ کہنے لگے۔ وہ بہت بڑے عالم ہیں اور ان کی تعریفیں کرنے لگے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ساتھ کمرہ سے عبداللہ بن سلام کو آواز دی وہ باہر آئے اور اُنہوں نے آتے ہی یہود کے سامنے کلمہ پڑھا۔ اور آپ ﷺ پر ایمان لانے کا اظہار کر دیا۔ (سیرت ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۲۹۷)

یہود ایک دم سے برہم ہو گئے اور ان کو اور ان کے باپ کو برا بھلا کہتے ہوئے چلے گئے۔

اصل میں یہود حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے بیٹوں سے زیادہ پہچانتے تھے۔ یہ خود کہتے تھے کہ ہمیں اپنے بیٹوں پر تو شک ہو سکتا ہے، لیکن ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں شک نہیں ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبی ﷺ ہیں۔

ان یہود کو اُمید تھی کہ آخری نبی ﷺ شاید انہی میں بنی اسرائیل کی اولاد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اولاد میں سے پیدا ہو۔ اور جب ان کو پتہ چلا کہ سرکار دو عالم ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے پیدا ہوئے ہیں تو حسد و بغض کے مارے آپ ﷺ کو پہچاننے کے باوجود آپ ﷺ کا انکار کر دیا۔

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میرا یہودی باپ حی بن اخطب اور میرا چچا ابو یاسر مجھے بہت پیار کرتے تھے۔ جب حضور ﷺ قبا میں تشریف لائے تو میرا باپ اور چچا صبح سویرے ہی قبا میں چلے گئے اور رات گئے واپس آئے۔ تو میں ان کی طرف دوڑی۔ لیکن کسی نے میری طرف توجہ نہ کی۔ ابو یاسر نے حی بن اخطب سے کہا کہ کیا یہ وہی نبی ﷺ ہیں جن کی علامتیں

Marfat.com

ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔ حی بن اخطب نے کہا کہ ہاں میں نے ان کی علامتوں سے پہچان لیا ہے خدا کی قسم یہ بالکل وہی ہیں۔ ابو یاسر نے کہا پھر تمہارا کیا خیال ہے؟ حی بن اخطب کہنے لگا: ''جب تک میں زندہ رہوں گا ان کی دشمنی پر قائم رہوں گا۔'' اس کے بھائی ابو یاسر نے اس کو بہت سمجھایا کہ حی بن اخطب میری ماں کے بیٹے میری بات مان لے۔ اس کے بعد میری کوئی بات نہ ماننا۔ اس نبی رحمت ﷺ پر ایمان لا کر اپنے آپ کو بچا لے۔ لیکن اس نے کہا۔ میں تمہاری بات نہیں مانوں گا۔

اسی طرح یمن کے یہودیوں میں سے ایک نعمان بن السبیٔ تھا۔ اس کے باپ نے تورات کو ایک جگہ سے سر بمہر کر کے اسے کہا تھا کہ ان صفحات کی مہر توڑ کر انہیں اس وقت پڑھنا اور یہودیوں کو سنانا جب تمہیں آخری نبی ﷺ کی آمد کے بارے میں پتہ چلے۔ جب اس کو آپ ﷺ کے آنے کا پتہ چلا تو اس نے یہ مہر توڑ دی اور یہودیوں کو بھی بلا کر انہیں یہ صفحات سنائے۔ لکھا تھا کہ ''آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کی امت آخری ہے۔ اور جیسا آپ فرما رہے تھے۔ حلال و حرام کے بارے میں اس میں ویسا ہی لکھا تھا۔ اور آپ ﷺ کا نام مبارک احمد (ﷺ) بھی تھا اور آپ کی امت کی قربانی جانوروں کا خون بہانا لکھا تھا۔ اور لکھا تھا کہ ان کی انجیلیں ان کے سینے تھے اور لکھا تھا کہ جہاد کے وقت جبرئیل علیہ السلام ان کے ہم رکاب ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عزوجل ان پر اس طرح اپنی رحمت سے جھکتا ہے جس طرح پرندے اپنے بچوں پر جھکتے ہیں۔

میرے باپ نے مجھے وصیت کی تھی جب میں ان کی آمد کا سنوں تو فوراً ان پر ایمان لے آؤ اور میں نے ایسا ہی کیا اور آپ علیہ السلام کو دیکھتے ہی آپ ﷺ پر ایمان لے آیا۔

صحابہ کرام کی محفل میں حضور ﷺ نے اس واقعہ کو بیان کرنے کے لیے مجھے ارشاد فرمایا۔ میں نے دوبارہ سارا واقعہ سب کے سامنے بیان کیا۔ آقا دو عالم ﷺ سنتے رہے اور تبسم فرماتے رہے اور آپ نے آخر میں فرمایا کہ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔''

نبوت کے جھوٹے مدعی اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو نعمان السبیٔ اس کے پاس گئے۔ اور اس کو سمجھایا، لیکن وہ نہ مانا۔ الٹا اس نے آپ کو کہا کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ لیکن آپ نے انکار کیا۔ جب وہ آپ سے کہتا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو آپ فرماتے کہ میں نہیں سن رہا اور جب وہ کہتا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ (حضرت) محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول (علیہ السلام) ہیں تو آپ فوراً گواہی دیتے کہ آپ (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں تو وہ آپ کے جسم کا کوئی عضو کاٹ دیتا۔ وہ آپ کا ایک ایک عضو کاٹتا جاتا تھا۔ لیکن آپ بار بار اس کا انکار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس نے آپ کا ایک ایک عضو کاٹ کر آپ کو آگ میں جلا دیا۔ جب بھی وہ آپ کا کوئی عضو کاٹتا تو آپ زور سے اور جوش سے نعرہ لگاتے اور فرماتے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو کذاب ہے، جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف غلط بات منسوب کرتا ہے۔''

Marfat.com

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

ایں چیز بزور بازو نیست

اسی طرح مخریق یہودیوں کا بہت بڑا عالم تھا۔ اس کے بہت بڑے نخلستان تھے۔ وہ اپنی کتابوں میں میں حضور ﷺ کے متعلق پڑھتا رہتا تھا۔ اور ان نشانیوں کو وہ حضور ﷺ میں دیکھتا بھی تھا اور اس کا دل آپ علیہ السلام پر ایمان لانے کو کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ جب اُحد کا واقعہ رونما ہوا تو وہ بے اختیار ہو گیا اور اپنی قوم سے کہنے لگا:

"اے گروہِ یہود بخدا تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ کی مدد کرنا تم پر فرض ہے۔"

یہود کہنے لگے کہ آج ہفتہ کا دن ہے ہمارے لیے جنگ ممنوع ہے۔ مخریق نے کہا کہ تم لوگ بہانے بناتے ہو۔ یہ کہا اور خود اپنے جسم پر ہتھیار سجا کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور کلمہ پڑھا:

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله۔

اور مسلمان ہو گیا اور وارثوں کو وصیت کی کہ اگر میں جنگ میں مارا جاؤں تو میرے سارے اموال رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیے جائیں۔ حضور ﷺ اُنہیں جس طرح چاہیں خرچ فرمائیں۔

اور خود احد کی جنگ میں داد شجاعت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو گئے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مخریق تمام یہودیوں سے بہتر ہے۔"

(سیرت زینی دحلان جلد اول، صفحہ ۳۳۵، سیرت ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۲۹۷)

فتنہ پرور یہودی

ایک دفعہ کچھ اوس و خزرج کے لوگ ایک کنویں کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہودیوں میں ایک بوڑھا شخص شاش بن قیس تھا۔ وہ مسلمانوں کا بہت مخالف تھا اور بہت فتنہ پرور آدمی تھا۔ اس نے ایک نوجوان یہودی کو کہا کہ تم ان کے پاس جا کر بیٹھ جاؤ اور بہانے سے جنگ بعاث کا ذکر شروع کر دو۔ اُس نوجوان نے ایسا ہی کیا اور جنگ بعاث کے موقع پر بولے گئے فریقین کے اشعار بھی پڑھے۔ اوس و خزرج کے لوگ اس کی اس کارروائی سے آپس میں ایک دوسرے پر اپنا فخر ظاہر کرنے لگے۔ یہاں تک کہ باہم سخت کلامی شروع ہو گئی۔ اور قبیلہ اوس میں سے اوس بن قبضی اور قبیلہ خزرج میں سے جبار بن صخر دونوں مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔

حضور نبی کریم رؤوف و رحیم ﷺ اسی وقت مہاجرین کی جماعت کے ساتھ تشریف لائے جب کہ آپ علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی سرکار دو عالم ﷺ نے آتے ہی ارشاد فرمایا:

"اے مسلمانوں کے گروہ! اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ کیا تم جاہلیت کا نعرہ بلند کرنے لگے ہو۔ حالانکہ میں

Marfat.com

تمہارے درمیان موجود ہوں اور اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے تمہیں ہدایت دی ہے اور تمہیں اس کے ذریعے عزت عطا فرمائی ہے اور جاہلیت کی (خرابیوں) سے تمہیں نجات دی ہے اور کفر سے تمہیں بچایا ہے اور تمہارے دلوں کو رشتہ اُلفت میں پرو دیا ہے اور اس کے بعد کیا تم پھر کفر کی طرف لوٹ جانا چاہتے ہو؟'' (سیرت ابن ہشام ابن اسحاق جلد اول صفحہ ۳۸۰، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۲۱۶)

آقا علیہ السلام کے وہاں تشریف لاتے ہی اور ان الفاظ کے حضور علیہ السلام کی زبان منہ مبارک سے نکلتے ہی ان کی آنکھوں سے اجنبیت کے پردے اُتر گئے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ شیطان تھا جو ان میں لڑائی کی آگ بڑھکا رہا تھا۔ ان کو اِتنی ندامت ہوئی کہ فرطِ غم سے اُن کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا۔ فوراً ایک دوسرے سے معافی مانگنے لگے اور ایک دوسرے کو گلے لگانے لگے۔

اُس وقت یہ آیات نازل ہوئیں کہ آج کے مسلمان بھی ان کو پڑھ کر عبرت حاصل کر سکتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ ان پر عمل کر کے آج بھی جو عالم اسلام کی وحدت پارہ پارہ ہو رہی ہے۔ سب آپس میں شیر و شکر ہو کر کفار کے مقابلے میں سیسہ پلائی دیوار بن سکتے ہیں۔ آج یہ کفار باوجود اپنے اختلافات کے آپس میں ایک ہو سکتے ہیں تو مسلمان باوجود قرآن و سنت کے والی ہونے کے کیوں نہیں ہو سکتے۔ آج اگر سب یورپی یونین مل کر ایک کرنسی جاری کر سکتے ہیں اور آپس میں ویزہ ختم کر سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ مسلمان انتشار میں بٹے ہوئے ہیں۔ کیا یہ غور نہیں کرتے کہ یہ سب شیطان کا کیا دھرا ہے کہ سب لوگ گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

اُس وقت یہ آیات نازل ہوئیں:

القرآن - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ: اے ایمان والو اگر تم کہا مانو گے ایک گروہ کا اہل کتاب میں سے تو وہ لوٹا کر چھوڑیں گے تمہیں تمہارے ایمان کرنے کے بعد کافروں میں۔

اور یہ آیت کہ:

القرآن - وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ: اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اب پھر تم کفر کرنے لگو۔ حالانکہ پڑھی جاتی ہیں تم پر اللہ کی آیتیں اور تم میں اللہ کا رسول بھی تشریف فرما ہے اور جو اللہ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑتا ہے تو اللہ اُسے سیدھی راہ تک ضرور پہنچا دیتا ہے۔

اور:

القرآن - وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

Marfat.com

ترجمہ: اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جا بجا فرمایا ہے:

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ اور (خبردار) نہ مرنا، مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو اور یاد رکھو اللہ کی وہ نعمت جو اُس نے تم پر فرمائی ہے۔ جب تم آپس میں دشمن تھے۔ تو اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی اور بن گئے اس کے احسان سے تم بھائی بھائی۔ اور تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے تو اُس نے تمہیں اِس میں گرنے سے بچا لیا اور ایک جگہ قرآن پاک میں فرمایا:

اور تم میں ضرور ایسی جماعت ہونی چاہیے جو بلایا کرے نیکی کی جانب اور حکم دیا کرے بھلائی کا اور روکا کرے بدی سے۔ یہی لوگ ہیں جو کامیاب و کامران ہیں۔"

اور ایک جگہ اور فرمایا کہ

القرآن - وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۚ وَأُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٥﴾

ترجمہ: اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے اور اختلاف کرنے لگے اس کے بعد بھی جب آچکی تھیں ان کے پاس روشن نشانیاں اور ان لوگوں کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

ایک دفعہ سیدنا حضرت صدیق اکبر کا گزر یہودیوں کے ایک مذہبی پیشوا فخاص نامی شخص کے پاس سے ہوا۔ اس وقت لوگ اس کے پاس ایک درس گاہ میں اکٹھے تھے۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ اے فخاص تیرا بھلا ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اسلام قبول کر لے۔ بخدا تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہ اس کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں اور ان کی آمد کی بشارتیں توریت و انجیل میں موجود ہیں۔

یہ سن کر وہ گستاخ کہنے لگا کہ (نعوذ باللہ) ہم اللہ کے محتاج نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ہمارا محتاج ہے اس طرح کی اور بھی بکواس کی۔

حضرت ابوبکر صدیق کو اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی بہت ہی بُری لگی۔ آپ سے صبر نہ ہوا اور ایک زبردست تھپڑ اُس کو مارا اور فرمایا کہ اگر ہم اور تم میں معاہدہ نہ ہوتا تو میں تمہارا سر قلم کر دیتا۔

یہودی سیدھا حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بلا لیا آپ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ اس نے اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ یہودی صاف مکر گیا اور کہنے لگا کہ میں نے کچھ نہیں کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:

Marfat.com

القرآن - لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے اِن (گستاخوں کا) قول سن لیا۔ جنہوں نے کہا کہ اللہ مفلس ہے۔ حالانکہ ہم غنی ہیں۔ ہم لکھ لیں گے جو انہوں نے کہا۔ نیز قتل کرنا انبیاء کا بغیر حق کے بھی (لکھا جائے گا) اور ہم کہیں گے کہ (اَب) مزا چکھو آگ کے عذاب کا۔

یہود طرح طرح سے انصار کو اُکساتے تھے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ تعلقات ختم کر دیں۔ وہ ان کو یہ بھی کہتے تھے کہ تم مسلمانوں پر کیوں اپنا پیسہ خرچ کرتے ہو۔ جس کو تم نے اتنی مشکل سے کمایا ہوا ہے۔ اس پیسے کو تم اپنے، اپنی بیوی بچوں کے لیے اور جب تم بوڑھے ہو جاؤ گے اس وقت کے لیے بچا کر رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما کر ان کی تذلیل کر دی:

القرآن - اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾

(النساء)

ترجمہ: جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں جو عطا فرمایا ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور ہم نے کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے اور نہیں ایمان رکھتے اللہ پر اور روزِ قیامت پر اور شیطان جس کا ساتھی ہو جائے تو پس وہ بہت برا ساتھی ہے۔ اور کیا نقصان ہو جاتا ان کا اگر وہ ایمان لے آتے اللہ پر اور روزِ آخرت پر اور خرچ کرتے جو دیا اللہ تعالیٰ نے اُن کو اور اللہ تعالیٰ ان سے خوب واقف ہے۔

ایک دفعہ ان یہودیوں کے ایک شادی شدہ مرد اور ایک شادی شدہ عورت نے آپس میں زنا کیا۔ یہود آزمانے کے لیے ان کو لے کر حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آئے کہ دیکھتے ہیں کہ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ آپ ان کو لے کر ان کی درسگاہ تشریف لے گئے اور ان کے چیدہ چیدہ یہودی علماء کو بلایا ان میں سے ابو یاسر بن اخطب اور وہب بن یہودا اور عبداللہ بن صوری پیش ہوئے۔ عبداللہ بن صوری نوجوان تھا۔ آپ اس کو لے کر ایک طرف تنہائی میں چلے گئے اور فرمایا کہ

"میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں اور وہ انعامات جو خدا نے تم پر کیے ہیں یاد دلاتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ تم مجھے بتاؤ کہ تورات میں زانی محصن کے لیے رجم کی سزا ہے۔"

Marfat.com

وہ بولا کہ ہاں واقعی رجم کی سزا ہے اور کہنے لگا کہ سب جانتے ہیں کہ آپ نبی مرسل ﷺ ہیں۔ لیکن آپ سے حسد کرتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لائے اور تورات لانے کا حکم دیا اور تورات پڑھتے ہوئے ان کے ایک عالم نے رجم کی آیات پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو چھپا لیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام جو پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے اس کے ہاتھ کو جھٹک دیا اور کہنے لگا کہ یہ ہیں وہ رجم کی آیات۔

سرکارِ دوعالم ﷺ نے اُس زانی جوڑے کو رجم کا حکم دیا اور اُس کو مسجد کے دروازے کے پاس رجم کیا گیا۔

ایک دفعہ یہودی سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم سب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اگر آپ ہمارے چند معاملات جن میں ہمارا چند لوگوں سے نزاع ہے، کے فیصلے ہمارے حق میں کر دیں تو ہم سب بے چون و چرا آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ لیکن آقا دو جہاں ﷺ نے ان کے اس مطالبے کو ٹھکرا دیا اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ کی یہ آیات نازل فرمائیں:

القرآن ۔ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ (سورہ المائدہ)

ترجمہ: اور یہ کہ آپ فیصلہ فرمائیں ان کے درمیان جو نازل فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے اور نہ پیروی کریں ان کی خواہشات کی اور آپ ہوشیار رہیں ان سے کہ کہیں برگشتہ نہ کر دیں آپ کو اس کے کچھ حصہ سے جو اُتارا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے بعض گناہوں کی سزا دینے کا بے شک ارادہ کر لیا ہے اور بے شک بہت سے لوگ نافرمان ہیں۔

ان یہود کو یہ بھی تکلیف تھی کہ مسلمان عیسیٰ ابن مریم کو کیوں نبی مانتے ہیں اور وہ کہتے تھے کہ

"نہ ہم عیسیٰ ابن مریم پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہم اس پر ایمان لانے کے لیے تیار ہیں جو عیسیٰ ابن مریم کو نبی مانتا ہے۔"

ایک دفعہ یہود آپ ﷺ سے کہنے لگے کہ ہم اس قرآن کو مانتے ہی نہیں۔ ہمیں یہ (نعوذ باللہ) تورات کی طرح ترتیب والا نظر نہیں آتا۔ اور کہنے لگے کیا کوئی جن آپ کو (نعوذ باللہ) تعلیم دیتا ہے۔ یا کوئی انسان سکھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب قرآن پاک میں دیا:

القرآن ۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ (سورہ الاسراء)

Marfat.com

ترجمہ: آپ فرمادیں کہ اکٹھے ہوجائیں سارے انسان اور سارے جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہرگز نہیں لاسکیں گے اس کی مثل اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوجائیں۔

ایک دفعہ چند یہودی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اس کائنات کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے آپ فرمائیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ان کو سخت لعن طعن کی۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا کہ اے نبی ﷺ آپ مطمئن ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات بھیجی ہیں۔

الفرقان - قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴ (سورہ اخلاص)

ترجمہ: آپ فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ یکتا ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور اس کی ہمسری کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ (سورۃ اخلاص)

(سیرت ابن ہشام، جلد دوم صفحہ ۲۰۱، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۲۱۵ تا ۲۴۲)

Marfat.com

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۶﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ جل شانہ کے لیے ہیں۔ جو آسمانوں کا بھی رب ہے اور زمینوں کا بھی رب ہے اور تمام جہانوں کا بھی رب ہے اور اُسی کی آسمانوں اور زمینوں میں بڑائی ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم۔

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آلِ محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آلِ ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علیٰ محمد و علیٰ آلِ محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔

رب جعلنی مقیم الصلوٰۃ و من ذریتی ربنا و تقبل دعا ربنا اغفرلی ولوالدی و للمومنین یوم یقوم الحساب۔

اللھم اصلح جمیع اُمت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

اللھم فرج عن جمیع اُمت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

اللھم انصر جمیع اُمت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

اللھم حفظ جمیع اُمت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

اللھم اغفر جمیع اُمت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

آمین ثم آمین۔ بجاہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

Marfat.com

حضور نبی کریم رووف الرحیم ﷺ کا ارشاد مبارک حضرت او ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''قریب ہے کہ لوگ آپس میں گفتگو کریں گے اور ایک دوسرے سے مختلف امور کے بارے میں دریافت کریں گے۔ یہاں تک کہ کوئی کہنے والا کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا۔ جب وہ اس طرح کی بات کہیں تو تم کہو۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

ترجمہ: ''آپ فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ (ایک) یکتا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ جنایا گیا۔ اور نہ اس نے کسی کو جنا۔ اور اس کی ہمسری کرنے والا کوئی نہیں ہے۔''

(پھر آدمی اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھوکے اور اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کہے)۔

منافقین کا گروہ (خذلھم اللہ تعالیٰ)

یہ لوگ یہودیوں میں سے بھی تھے۔ اور اوس وخزرج میں سے بھی تھے۔ اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو پہلے منافق تھے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت عطا فرمادی۔ اور انہوں نے سچے دل سے توبہ کرلی۔ یہ لوگ مسلمانوں کی باتیں سنتے۔ بعد میں ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ ان کو جانتے تھے۔ لیکن درگزر فرماتے تھے۔ ایک منافق زید بن العلت تھا۔ ایک دفعہ حضور نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی گم ہوگئی۔ یہ منافق کہنے لگا کہ یوں تو یہ دعوہ کرتے ہیں کہ میں نبیؑ (علیہ السلام) ہوں اور ان کے پاس آسمان کی خبریں آتی ہیں اور (نعوذ باللہ) اتنا بھی علم نہیں کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے۔

جب یہ بات حضور نبی اکرم ﷺ نے سنی تو ارشاد فرمایا:

''بخدا میں اس چیز کو جانتا ہوں جس کا علم اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتادیا ہے کہ اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے اور اس کی نکیل ایک درخت میں پھنسی ہوئی ہے اور وہ وہاں رکی ہوئی ہے۔''

مسلمان اس وادی میں گئے اور بالکل اسی حالت میں اونٹنی کو پایا۔ اور اس کو لے کر آگئے۔

حضور نبی اکرم ﷺ جب غزوہ تبوک سے واپس تشریف لارہے تھے تو سخت آندھی چلی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بڑا منافق آج ہلاک ہوگیا ہے۔ جب آپ ﷺ واپس مدینہ پاک تشریف لائے تو پتہ چلا کہ اس دن رفاعہ ہلاک ہوا تھا۔

بڑے منافقوں مین لقمان بن اوفی، عثمان بن اوفی اور رافع بن حریملہ بھی تھے۔

سرکار دو عالم حضور نبی اکرم ﷺ جب مسلمانوں سے مسجد میں خطاب فرماتے تھے تو بعض منافقین اکٹھے ہو کر کبھی بلند

Marfat.com

آواز اور کبھی سرگوشیوں میں گفتگو کرتے تھے۔ اور آپ کو تنگ کرتے تھے ایک دفعہ سرکار دو عالم حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ ان کو مسجد سے باہر نکال دو۔ چنانچہ ابو ایوب نے اپنے ہم قبیلہ عمرو بن قیس کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ کر باہر نکالا۔ اور آپ نے ایک دوسرے ہم قبیلہ رافع بن ربیعہ البخاری کو طمانچے مار کر باہر نکالا اور چادر سے پکڑ کر گھسیٹ کر باہر نکالا۔

ایک دوسرا منافق زید بن عمرو تھا اس کی بڑی لمبی داڑھی تھی۔ اس کو صحابی رسول ﷺ حضرت عمارہ بن حرم نے داڑھی سے پکڑ کر مسجد سے باہر نکال کر دھکا دیا جس سے وہ نیچے گر کر زخمی ہو گیا۔

قیس بن عمرو بن سہل جو منافقوں میں سے نوجوان تھا کی طرف ابو محمد مسعود بن اوس رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی تھے، لپکے اور اس کو دھکے دیتے ہوئے باہر نکالا۔

حارث بن عمرو منافق کی طرف ایک صحابی بنی حذرہ سے لپکے اور اس کو اس کے سر کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر باہر نکالا۔

اسی طرح چند لوگ اوس و خزرج میں سے بھی تھے۔ جو منافق تھے۔ ان میں سے جلاس بن سوید بن الصامت تھا اس نے غزوہ تبوک کے موقع پر کہا تھا کہ اگر حضور ﷺ سچے ہیں تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔ اس کی بیوی کا پہلے خاوند سے ایک بیٹا تھا۔ اس کا نام حمیر بن سعد تھا۔ یہ سچا مسلمان تھا۔ اس نے یہ بات حضور ﷺ کو پہنچا دی۔ آپ ﷺ نے اسے بلایا اور پوچھا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرما کر اس کے جھوٹا ہونے اور صحابی کے سچا ہونے کا فرما دیا۔

الفرقان ۔ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۗ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ (سورہ توبہ)

ترجمہ: منافق جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا تھا حالانکہ انہوں نے کفر کی بات کہی تھی۔ اور کفر اختیار کیا تھا۔ اسلام لانے کے بعد اور انہوں نے ارادہ بھی کیا۔ ایسی چیز کا جسے وہ نہ پا سکے۔ اور وہ اس چیز سے خشمناک ہوئے کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے انہیں غنی کر دیا تھا۔ پس اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کے لیے یہ بہتر ہوگا۔ (سورۃ توبہ)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل و کرم سے جلاس پر توبہ کا دروازہ کھول دیا تھا اور وہ مسلمان ہو گیا تھا۔

ایک اور شخص نبتل بن حارث بھی بدکلامی کرتا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ جو کوئی شیطان کو دیکھنا پسند کرتے ہیں وہ نبتل بن حارث کو دیکھ لے۔ یہ بدشکل آدمی تھا۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے ایک دفعہ حضور ﷺ سے فرمایا تھا کہ یہ آپ کی باتیں منافقوں کو بتاتا ہے اس سے محتاط رہیے۔

ایک منافق ابو عامر فاسق تھا۔ اس نے زمانہ جاہلیت سے ہی رہبانیت اختیار کر لی تھی۔ اور چند لوگ بھی اپنے ساتھ اکٹھے کر لیے تھے۔ اور یہ کمبل کا لباس پہنتا تھا۔ ایک دن حضور ﷺ سے کہنے لگا کہ آپ کس دین پر ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ دین

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام پر۔ وہ کہنے لگا اس پر تو میں ہوں ۔آپ نے تو اس میں بہت سی چیزوں داخل کر دی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو اس کو بہت سی چیزوں سے پاک کر دیا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ جھوٹے کو اللہ تعالیٰ اپنے وطن سے دور اپنے اہل و عیال سے دور موت دے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے آمین کہا۔

اور اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا وہ پہلے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ گیا۔ پھر طائف گیا۔ جب طائف فتح ہوا تو شام بھاگ گیا۔ اور بڑی کسمپرسی میں وہاں ہلاک ہوا۔

سرکار دو عالم ﷺ فرماتے تھے کہ اس کو ابو عامر راہب نہیں بلکہ ابو عامر فاسق کہا کرو۔

خزرج کے لوگوں میں سے منافق عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ یہ بہت بلند قامت تھا۔ اوس و خزرج دونوں قبیلوں نے اس کو اپنا سردار مان لیا تھا۔ اور اس کی رسم تاج پوشی کے لیے سونے کا تاج بھی بننا دے دیا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ اور اس کی سرداری بھی غائب ہوگئی۔ یہ آپ سے بہت حسد کرتا تھا۔

ایک دفعہ سرکار دو عالم ﷺ اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھا کر حضرت سعد بن عبادہؓ کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔ جب حضور ﷺ عبداللہ بن ابی کے پاس سے گزرے تو اتر کر اس کے پاس تشریف لائے۔ اور کچھ دیر اس کے پاس بیٹھے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی، بشارتیں دیں اور اس کی نافرمانی سے ڈرایا۔ یہ بدبخت کہنے لگا۔ اگرچہ آپ کی باتیں حق ہی ہوں تو بھی آپ یہ باتیں اس کو سنائیں جو آپ کے پاس آئے۔ اور جو آپ کے پاس نہ آئے اس کے پاس جا کر اسے نہ سنائیں۔ جسے وہ پسند نہیں کرتا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ اس کی یہ گستاخی برداشت نہ کر سکے۔ فوراً بولے۔ یارسول اللہ ﷺ آپ شوق سے ہمارے پاس تشریف لائیں۔ ہماری مجلسوں ہمارے گھروں میں اپنی آمد سے رونق بخشیں۔ بخدا یہ ایسی چیز ہے جسے ہم پسند کرتے ہیں۔ اور یہ وہ چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں شرف بخشا ہے۔ ہماری عزت افزائی کی ہے۔ اور ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

حضور ﷺ وہاں سے اٹھ کر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر عبداللہ بن ابی کی باتوں کا اثر تھا۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ناگواری کا اثر چہرہ مبارک پر پہچان لیا۔ اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یارسول اللہ ﷺ۔ چہرہ مبارک پر ناگواری کا اثر محسوس کر رہا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے اسے عبداللہ بن ابی کی بات سنائی۔ حضرت سعد بن عبادہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ آپ رنجیدہ نہ ہوں اس کو اس بات کا رنج ہے کہ آپ علیہ السلام کے تشریف لانے سے پہلے ہم نے اس کو سردار مان لیا تھا۔ اور اس کے لیے سونے کا تاج بنوا رہے تھے۔ لیکن آپ علیہ السلام کی آمد کے بعد اس کی سرداری جاتی رہے۔

Marfat.com

اس کے علاوہ کچھ منافق لوگوں نے مسجد ضرار بنائی تھی۔ اور سرکار دو عالم ﷺ نے اس کو جلانے کا حکم ارشاد فرما دیا تھا۔

ایک منافق مربع بن قبطی تھا۔ یہ بوڑھا بھی تھا۔ اور اندھا بھی تھا۔ جب سرکار مدینہ ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ اس کی زمین سے احد کی طرف جاتے ہوئے گزرے تھے تو اس نے آپ علیہ السلام پر نعوذ باللہ مٹی پھینکی تھی۔ اور بدزبانی کی تھی۔

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آنکھوں کا اندھا ہی نہیں بلکہ دل کا بھی اندھا ہے۔

اس کو قوم والوں نے ہی بعد میں قتل کر دیا۔

ایک منافق بنی ظفر کا حلیف تھا۔ اس کا نام قزمان تھا۔ اس نے غزوہ احد میں مسلمانوں کی طرف سے ہو کر کفار کے نو آدمی مارے تھے۔ اور بہت داد شجاعت دی تھی۔ لیکن سرکار دو عالم ﷺ نے اِسے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ جہنمی ہے۔ ایک صحابی اس کے پیچھے پیچھے رہے تاکہ دیکھیں کہ باوجود اتنی شجاعت کہ یہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرما دیا ہے جہنمی ہے یہ کیا کرتا ہے۔ جب یہ زخموں کے چور ہو گیا تو اس نے تلوار کو زمین میں گاڑ کر اپنے جسم کو اس کے اوپر گرا کر خودکشی کر لی۔ اور مرتے ہوئے کہ کہنے لگا کہ میں مسلمانوں کی خاطر نہیں بلکہ اپنی قومی غیرت وحمیت کے لیے لڑا ہوں۔ اور جہنم واصل ہو گیا۔

ابن اسحاق کے مطابق قبیلہ خزرج میں سے رافع بن ودیع، زید بن عمرو، غزو بن قیس، قیس بن عمرو بن سہلؓ اور جد بن قیس بھی تھے۔ ان کا سرغنہ عبداللہ بن ابی سلول تھا۔

اس کے علاوہ وہ بنی عوف میں سے ودیعہ اور مالک بن ابی نوفل سوید اور داحس بھی تھے۔ یہ لوگ بھی منافق تھے۔

(الاکتفاء جلد اول صفحہ ۴۸۲، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۰۳، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۲۳۶)

غزوات وسرایا کے مقاصد

حضور اکرم ﷺ پر کفار نے بہت ظلم وستم ڈھائے تھے۔ انہوں نے اسلام کی شمع کو گل کرنے کی کونسی کوشش و سازشیں تھیں جو نہ کی ہوں۔ جو لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائے تھے ان لوگوں پر بھی کفار نے ظلم وستم کی انتہا کر دی تھی۔ شعب ابی طالب میں کس طرح کافروں نے مسلمانوں پر ظلم وستم کیا تھا اور کوئی چیز بھی ان تک پہنچنے نہیں دیتے تھے اور بھوک سے مسلمانوں کے بچے اتنے بلکتے اور روتے تھے کہ ان کی آوازیں مکہ مکرمہ میں کفار کے گھروں میں پہنچتی تھیں۔ لیکن پھر بھی ان ظالموں کے دلوں میں ترس پیدا نہیں ہوتا تھا۔

کس طرح ان ظالموں نے سرور کائنات نور مجسم پیکر حسن عالم ﷺ کو طائف کی گھاٹی میں پتھروں سے مشق ستم بنایا تھا اور باوجود کہ سرکار دو عالم ﷺ چاہتے تو یہ لوگ دو پہاڑوں میں پس کر ہلاک ہو سکتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو معاف فرمایا۔ اور کمال حوصلے کے ساتھ ان کے لیے دعا فرمائی اور واپس اس امید کے ساتھ تشریف لے آئے کہ شاید ان کی اولادیں ہی مسلمان ہو جائیں۔

اور مسلمانوں پر کفار نے اتنے ظلم کیے کہ نوع عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ کئی دفعہ مسلمانوں نے آقا علیہ السلام ﷺ

Marfat.com

سے بدلہ لینے کے لیے عرض کی۔ لیکن حضور ﷺ نے سب کو صبر کرنے کی تلقین فرمائی۔ اور فرمایا کہ ابھی مجھے جنگ کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔

پھر حضور اکرم ﷺ کو مدینہ جانے کی اجازت مل گئی۔ اور سرکار دو عالم ﷺ یہاں تشریف لے آئے۔ اور جو آپ ﷺ پر ایمان لائے تھے وہ بھی آہستہ آہستہ آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔

لیکن اب بھی ظالموں کو سکون نہ آیا۔ انہوں نے یہاں بھی اپنی کارروائیاں جاری رکھیں۔ انہوں نے یہاں عبداللہ بن ابی اور اوس وخزرج کے منافقین کو خط لکھا کہ تم لوگ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کر کے ان کو باہر نکال دو ورنہ ہم تمہارے ساتھ جنگ کر کے تمہیں قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں کو لونڈیاں بنالیں گے۔

منافق عبداللہ بن ابی نے اپنے حواریوں کو اکٹھا کیا اور مشورہ کیا اور انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

جب سرکار دو عالم ﷺ کو ان کی اس سازش کا علم ہوا تو آپ علیہ السلام اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اور ان سے دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ ''اگر قریش کی دھمکی سے مرعوب ہو کر تم ہمارے ساتھ جنگ کرو گے تو تمہیں زیادہ نقصان ہو گا نسبت اس کے کہ تم اہل مکہ کے ساتھ جنگ کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے رشتہ دار نہیں۔ تمہارے قبیلہ کے افراد نہیں۔ ان سے لڑائی کے وقت تم ان کو قتل کرو۔ تو تم اغیار کو قتل کرو گے۔ لیکن اگر ہمارے ساتھ جنگ کرو گے تو تمہیں اپنے بیٹوں، اپنے بھائیوں اور اپنے عزیز و اقارب جو مسلمان ہو چکے ہیں ان سے جنگ کرنا پڑے گی۔ اس طرح تم اپنے بیٹوں، اپنے بھائیوں اور اپنے رشتہ داروں کو قتل کرو گے۔ تم خود سوچ لو کہ تمہارے لیے کون سا راستہ بہتر ہے۔''

سرکار دو عالم ﷺ کے فرمان مبارک کا ایسا اثر ہوا کہ وہ سب لوگ منتشر ہو گئے اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کا منصوبہ ناکام ہو گیا۔

یہی طریقہ کار کفار مکہ نے یہود کیساتھ اپنایا۔ انہوں نے دونوں قبیلوں بنی نظیر اور بنو قریظہ کو بھی برانگیختہ کر دیا تھا۔ انہوں نے بھی سب معاہدے پس پشت ڈال دیے تھے۔ ان لوگوں نے بھی سرکار مدینہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ اپنے تیس اصحاب کو لے کر فلاں مقام پر آئیں۔ ہم بھی اپنے تیس اصحاب کو لے کر وہاں آجاتے ہیں۔ ہمارے علماء آپ کی بات سنیں گے۔ اگر انہوں نے آپ کی تصدیق کر دی تو ہم ایمان لے آئیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مجمع عام میں اس مقام کے بارے میں اعلان فرمایا۔ دوسرے روز آقا دو جہان ﷺ اپنی فوج لے کر تشریف لائے اور بنی نضیر کا محاصرہ کر لیا اور فرمایا:

''بخدا جب تک تم میرے ساتھ امن کا معاہدہ نہ کرو میں تمہیں امن نہیں دوں گا۔''

لیکن انہوں نے معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اس روز ان سے جنگ ہوئی۔

دوسرے دن حضور اکرم ﷺ نے اپنے لشکر سمیت بنی قریظہ کی بستی پر چڑھائی کی۔ اور انہیں معاہدہ کرنے کی دعوت

Marfat.com

دی۔ چنانچہ یہ لوگ معاہدہ کرنے پر رضامند ہو گئے۔

یہاں سے فارغ ہو کر نبی کریم ﷺ پھر بنی نضیر کی بستی کی طرف تشریف لائے اور پھر ان سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ انہوں نے مدینہ طیبہ سے جلاوطنی پر آمادگی ظاہر کر دی۔ چنانچہ بنی نضیر یہاں سے ہجرت کر کے چلے گئے۔ اور جاتے ہوئے انہوں نے اپنے دروازوں تک کو اپنے اونٹوں پر لادا۔ اور چلے گئے۔

کفار مکہ نے براہ راست مسلمانوں کو بھی دھمکی آمیز خط لکھے کہ

"مسلمانوں تم خوش نہ ہو کہ تم ہمارے چنگل سے بچ کر نکل گئے اور آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہو۔ یاد رکھو کہ ہم تمہاری بستی پر چڑھائی کریں گے۔ اور تم میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

ان حالات میں حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو جہاد کی تربیت کے لیے چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں مختلف جگہوں پر بھیجنا شروع فرما دیا۔ تاکہ بوقت ضرورت یہ جہاد کر سکیں۔ اور گردونواح کے محل وقوع سے بھی یہ واقفیت حاصل کر لیں۔ اور جو شاہراہ تجارت شام کو جاتی تھی۔ اور اس پر کفار مکہ کے قافلے آتے جاتے رہتے تھے اس کا کنٹرول بھی حاصل کر لیا۔ یہ بحر احمر کے کنارے کنارے یمن سے شام کی طرف جاتی تھی۔ صرف اہل مکہ کی تجارت تقریباً دو اڑھائی لاکھ کے قریب ہوتی تھی۔ اور سامان سے لدے ہوئے دو دو ہزار اونٹوں تک کا قافلہ بھی ہوتا تھا۔ اہل مکہ کا دارومدار صرف تجارت پر تھا۔ اس طرح شاہراہ تجارت پر کنٹرول سنبھالنے کے بعد کفار مکہ کی نخوت وثروت پر کاری ضرب پڑی۔

ان ابتدائی فوجی مہموں میں دس بارہ لوگوں سے لے کر تقریباً اسی لوگوں تک ہی لوگ ہوتے تھے جن مہموں میں سرکار دو عالم ﷺ کسی اصحابی کو امیر بنا کر بھیجتے اس کو سریہ کہتے ہیں۔ اور جس مہم میں آقا دو جہاں ﷺ بنفس نفیس خود شرکت فرمائے اس کو غزوہ کہتے ہیں۔

اس طرح سے حضور نبی کریم ﷺ نے شاہراہ تجارت کے گردونواح کے قبیلوں سے بھی معاہدے فرما لیے تھے۔ جن غزوات میں سرکار دو عالم علیہ السلام نے شرکت فرمائی ان کی کل تعداد ستائیس یا انتیس ہے۔

(سنن ابوداؤد جلد دوم صفحہ ۶۷، ۶۸، سیرت ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۳۸۴، ضیاء النبی صفحہ ۲۴۷-۲۵۶)

Marfat.com

سرایہ وغزوات

سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں یہ لشکر کفار کے تجارتی قافلہ پر چھاپہ مارنے کے لیے بھیجا۔ یہ تیس افراد پر مشتمل تھا۔ اس میں صرف مہاجرین شامل تھے۔ جنگ بدر سے پہلے سب مہموں میں صرف مہاجرین شامل تھے جنگ بدر کے بعد انصار نے بڑی عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بھی آپ کے ساتھ جہاد کیا کریں گے۔ اور آپ علیہ السلام کی حفاظت فرمائیں گے۔ چاہے آپ علیہ السلام سمندر میں ہی کیوں نہ ہمیں کودنیں کا حکم فرمائیں۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خا جائیں گے۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف مہاجرین کی تخصیص ختم کر دی تھی۔ اس لشکر کا جھنڈا خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہا مبارک سے باندھا۔ اس لشکر کا سامنا الحیص کی سمت مین سیف البحر میں سمندر کے پاس کفار کے قافلے سے ہو گیا۔ اس قافلہ سربراہ ابو جہل تھا۔ اور اس کے ساتھ تین سو لوگ قافلے کی حفاظت کے لیے تھے۔ دونوں لشکروں نے جنگ کے لیے صفیں باندھ لیں۔ قریب تھا کہ جنگ شروع ہو جائے کہ قبیلہ جہنیہ کے سردار عمرو بن الجہنی نے جنگ روکنے کے لیے کوششیں شر کر دیں۔ اس کے دونوں فریقوں سے اچھے تعلقات تھے۔ وہ کئی بار دونوں فریقوں کے پاس گیا۔ اور بڑے خلوص سے ان درمیان صلح کی کوشش کی۔ ابو جہل نے باوجود کے اس کے ساتھ تین سو کا لشکر تھا اس میں عافیت سمجھی کہ صلح کر لے اور یو دونوں لشکر بغیر لڑائی کے جدا ہو گئے۔ مسلمان واپس مدینہ طیبہ آ گئے۔ واپس آ کر انہوں نے سارے سفر کے حالات سے آقا علیہ السلام کو آگاہ فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ الجہنی مبارک خصلتوں والا بابرکت شخص ہے۔" (معجم البلدان جلد اول، صفحہ ۳۹۹، الہدیٰ والرشاد، جلد چہارم، صفحہ ۱۶)

سریہ عبیدہ بن حرث رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن حرث رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت ساٹھ یا اسی مہاجرین کو بھیجا۔ اس میں بھی کسی انصار کو دعوت نہیں دی گئی۔ یہ ہجرت کے آٹھ ماہ بعد شوال کے مہینہ میں بھیجا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفید رنگ کا پرچم حضرت مسطح کو باندھ دیا۔ ثنیۃ المرہ کے پاس جو چشمہ ہے یہ دس میل کے فاصلے پر جحفہ میں ابلخ کی وادی میں واقع ہے۔ یہاں خبر ملی تھی کہ ابوسفیان اپنے دوسو جوانوں کیساتھ فروکش تھا۔ جب دونوں لشکروں کی مدبھیڑ ہوئی تو سب سے پہلا تیر مسلمانوں کی طرف سے کفار پر چلا۔

Marfat.com

الے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تھے۔ اور انہوں نے اپنے سارے تیر چلا دیے اور ہر تیر سے کوئی نہ کوئی زخمی ہوا۔

ابوسفیان کے قافلہ سے دو شخص جو پہلے مسلمان ہو چکے ہوئے تھے موقع دیکھ کر فرار ہو کر مسلمانوں کے لشکر میں آملے۔ یہ دو شخص بن زہرہ کے حلیف مقدار بن عمرو لبرانی اور بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف عتبہ بن غزوان بن جابر مارنی تھے۔ ابن اسحاق کے مطابق کفار کا سردار عکرمہ بن ابوجہل تھا اور ابن ہشام کے مطابق مشرکین کا سردار اس وقت مکرز بن حفص بن احنیف بن معیص بن عامر بن معتی میں سے ایک شخص تھا۔ ابن اسحاق نے اس سریہ کو پہلا قرار دیا ہے۔ (الامتاع جلد اول، صفحہ ۲۶)

سریہ سعد بن ابی وقاص

رسول اللہ ﷺ نے آٹھ آدمیوں کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو سربراہ بنا کر روانہ فرمایا اور مقداد بن عمرو بن البہرانی کو سفید رنگ کا پرچم عطا فرمایا۔ یہ سریہ ہجرت کے نو ماہ بعد ذیقعدہ کے مہینہ میں بھیجا گیا۔ اور ہدایت کی کہ قافلہ کے تعاقب میں الخرار سے آگے نہیں بڑھیں۔ یہ ایک بستی ہے جو جحفہ کے قریب ہے یہ لوگ رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپے رہتے اس طرح یہ پیدل چلتے ہوئے پانچ دن میں الخرار پہنچے تو پتہ چلا کہ قافلہ ایک دن پہلے یہاں سے آگے چلا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق یہ یہاں سے ہی واپس لوٹ آئے۔ (الامتاع جلد اول صفحہ ۶۷، خاتم النبیین جلد دوم صفحہ ۵۷۷، الطبقات جلد دوم صفحہ ۷)

سلسلہ غزوات

غزوہ ابواء

پہلا غزوہ مبارک رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے بارہ ماہ بعد ابواء کی طرف ماہ صفر میں پہلا سفر جہاد فرمایا۔ اس کا مقصد بھی قریش کے تجارتی قافلہ پر چھاپہ مارنا تھا۔ اس میں حضرت حمزہؓ کو علم عطا فرمایا گیا اور سعد بن عبادہؓ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا گیا۔ جب یہ لشکر ابواء کے مقام پر پہنچا تو قافلہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس میں بھی صرف مہاجرین شریک ہوئے۔ اس علاقے میں بنو حمزہ قبیلہ آباد تھا۔ اس غزوہ کو غزوہ ودان کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یہ بحر احمر کے ساحل کے پاس فرعہ ضلع کے قریب واقع تھا۔ یہاں دو شہر آباد تھے۔ جن میں سات یا آٹھ میل کا فاصلہ ہے۔

بنو حمزہ قبیلہ کے سردار کا نام مخشی بن عمرو الضمری تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے دوستی کا معاہدہ کیا۔ کیونکہ یہ لوگ ابھی مشرک تھے۔ اور یہ جگہ قریش کے قافلوں کی گزرگاہ سے قریب تھی۔ اس لیے ان سے معاہدہ بڑے دوررس نتائج رکھتا تھا۔ یہ معاہدہ درج ذیل ہے:

Marfat.com

"اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بہت رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ یہ تحریر محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لکھی گئی ہے۔ یہ بنی ضمرہ کے لیے ہے۔ یعنی وہ امن سے رہیں گے اور ان کی جان و مال کو امن ہوگا۔ اور جو آدمی ان کے ساتھ مقابلے کا ارادہ کرے گا انہیں اس کے خلاف مدد دی جائے گی۔ بجز اس کے کہ وہ اللہ کے دین میں لڑائی کرے یہ معاہدہ باقی رہے گا۔ جب تک کہ سمندر کا پانی اون کو گیلا کرتا رہے گا۔ اور نبی کریم ﷺ جب ان کو اپنی مدد کے لیے دعوت دیں گے تو وہ اس دعوت پر لبیک کہیں گے۔ اور جو ان پر حملہ کرے گا چاہے نیک اور متقی ہو اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) اس بات کے ذمہ دار ہیں۔ کہ ان کی مدد کی جائے گی۔" (ضیاء النبی جلد سوم، صفحہ ۲۷۰، سبل الہدیٰ جلد چہارم، صفحہ ۲۵، الوثائق السیاسیہ صفحہ ۲۶۷)

غزوہ بواط

رسول خدا حضور نبی کریم ﷺ اپنے ساتھ دو سو سواروں کو لے کر ہجرت کے تیرہ ماہ بعد ابن سعد کے مطابق ربیع الاول اور ابن ہشام کے نزدیک ربیع الثانی میں بواط کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینہ میں سرکار دو عالم ﷺ نے بقول ابن سعد سعد بن معاذ کو اور بقول ابن ہشام، صائب بن عثمان ابن مظعون کو نائب مقرر فرمایا۔ بواط جہنیہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے جو رضواء پہاڑ کے نزدیک ہے۔ اور ینبع کے قریب واقع ہے۔ کفار قریش کا ایک قافلہ امیہ بن حلف کی قیادت میں آرہا تھا۔ اس کے ساتھ سو مسلح لوگ تھے۔ اور اونٹوں کی تعداد دو ہزار پانچ سو تھی۔ لیکن جب آپ علیہ السلام بواط کے مقام پر پہنچے تو قافلہ نکل گیا تھا۔

غزوہ صفوان

رسول خدا ﷺ اپنے ساتھ مہاجرین کی جماعت لے کر ہجرت سے تیرہ ماہ بعد ۱۰ ربیع الاول کو لے کر نکلے۔ مدینہ طیبہ میں حضرت زید بن حارث کو نائب مقرر فرمایا۔ اور اس لشکر کا علمبردار سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مقرر فرمایا۔

کفار نے مسلمانوں کو ہراساں کرنے کے لیے مدینہ سے باہر جو مسلمانوں کی چراگاہ تھی وہاں لوٹ مار کرنے کے لیے ایک ٹولی بھیجی۔ ان لوگوں نے کرز بن جابر کی زیر قیادت یہاں چرواہے کو قتل کر دیا اور کچھ درختوں کو کاٹ کر اونٹ اور بکریوں کو ہانک کر لے گئے۔

سرکار دو عالم ﷺ کو جب اطلاع ملی تو آپ نے یہ مہم سر زد کی۔ اور ان کا پیچھا وادی صفوان تک کیا۔ جو بدر کی وادی کے نزدیک ہے۔ لیکن یہ بہت تیزی سے آگے نکل گئے۔ اس غزوہ کو غزوہ بدر الاولی بھی کہتے ہیں۔

غزوہ العشیرہ

حضور نبی کریم رووف الرحیم آقا دو جہان سرکار دو عالم ﷺ اپنے ڈیڑھ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیساتھ جمادی الاول میں مدینہ

Marfat.com

مبارک سے عشیرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ ینبع کے علاقہ میں ذوالعشیرہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ ایک قلعہ ہے جو ینبع اور زی المروہ کے درمیان واقع ہے۔ یہاں عرب کی بہت بہترین کھجوریں ہوتی ہیں اور یہ علاقہ بنومدلج قبیلہ کا ہے ان کے پاس سواری کے صرف تیس اونٹ تھے۔ باری باری سوار ہوتے تھے۔

(سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۵۱۳، معجم البلدان جلد چہارم صفحہ ۱۲۷، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۲۷۲)

رسول خدا ﷺ کفار کے اس قافلے کو ہراساں کرنے کے لیے نکلے جو شام جارہا تھا۔ اور کفار نے علی اعلان اس میں بہت بڑھ چڑھ کر سرمایا کاری کی تھی۔ تاکہ مسلمانوں کا نام ونشان مٹایا جاسکے۔ اور اس مقصد کے لیے انہوں نے تقریبا پچاس ہزار سونے کی اشرفیوں کے برابر رقم لگائی تھی۔ اور یہ قافلہ ابوسفیان کی قیادت میں شام کی طرف جارہا تھا۔ رسول خدا ﷺ نے مدینہ طیبہ میں ابوسلمہ بن عبدالاسد کو نائب مقرر فرمایا۔ اور اس لشکر کا جھنڈا سیدنا حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ اپنے چچا کو عنایت فرمایا۔

مدینہ منورہ سے چل کر رسول خدا ﷺ پہلے مقام نقب بنی دینار تشریف لائے۔ پھر وہاں سے آپ فیض الحبار پہنچے اور پھر یہاں سے آگے بڑھ کر بطحا بن الازہر کے قریب پڑاؤ فرمایا۔ جہاں ایک درخت کے نیچے سرکار دو عالم ﷺ کا خیمہ نصب کیا گیا وہاں آپ نے نماز بھی ادا فرمائی۔ یہیں کچھ عرصہ بعد مسجد بھی بنائی گئی تھی۔ یہاں پر ہی آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے فوجی رسالے کے لیے کھانا تیار کیا گیا اور چولہے کے وہ پتھر اب تک جوں کے توں پڑے ہیں۔ یہاں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا اور جس جگہ سے پانی لایا گیا وہ مشیرب کہلاتی ہے۔ یہ ایک چشمہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ یہاں سے آگے بڑھتے ہوئے راستے میں ان کنوؤں کو پیچھے چھوڑتے چلے گئے۔ جو خشک تھے اور سفر کرتے ہوئے شعبہ عبداللہ پہنچے۔ پھر یہاں سے حسب الشاد مصری پہنچے اور ابن ہشام کے مطابق حی ہے اور خشی کے مطابق حسب الشاد ہے اور ابن اسحاق کے مطابق مبغہ سے ہوتے ہوئے مخیرات یمام اور مقام فرش کے پتھریلے میدانوں کو طے کرتے ہوئے مقام عشیرہ کے صاف راستے پر پہنچے۔ تو پتہ چلا کہ قافلہ یہاں سے چند روز پہلے گزر کر آگے جاچکا ہے۔ یہاں چند روز قیام فرمایا گیا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے یہاں بنی مدلج جو بنی ضمرہ کے حلیف تھے سے انہی شرائط پر دوستی کا معاہدہ فرمایا جس طرح آپ علیہ السلام نے بنی ضمرہ کے ساتھ فرمایا تھا۔ یہاں ایک باغ میں چند لوگ کھجوروں کے درختوں کو پانی دے رہے تھے۔ کہ حضرت عمار بن یاسر اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کریم وہاں تشریف لے آئے۔ اور کھجور کے درختوں کے ٹھنڈے سائے میں بیٹھ گئے۔

تھوڑی دری بعد ان کو نیند نے آلیا اور یہ وہیں استراحت فرمانے لگے۔ جس کی وجہ سے زمین کی تمام مٹی ان کے کپڑوں پر لگ گئی۔ کچھ دیر بعد سرکار دو عالم ﷺ کا گزر ادھر سے ہوا۔ آپ ﷺ نے ان کو سوتے دیکھ کر ان کے پاس تشریف لے آئے۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تو تمام جسم مٹی سے بھر گیا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے پاؤں سے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ کریم کو جگاتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

"اے ابوترابؓ (مٹی کے بیٹے) اُٹھو۔"

اس دن سے آپ کا لقب ابوتراب پڑ گیا۔

سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو لگی ہوئی مٹی نہایت محبت سے صاف کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم کو وہ دو شخص نہ بتاؤں کہ جو مخلوق میں سب سے بدتر ہیں۔ ہم نے عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک وہ شخص جس نے حضرت صالح علیہ السلام کے معجزہ والی اونٹنی کو ہلاک کیا یعنی قتل کیا اور دوسرا وہ شخص جو اے علی رضی اللہ عنہ تمہارے اس جگہ ضرب لگائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھا اور داڑھی کو پکڑتے ہوئے فرمایا کہ یہ خون سے تر ہو جائے گی۔

سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے سترہ ماہ بعد یہ دستہ روانہ فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ایک دن سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ صبح کی نماز میں مسلح ہو کر آنا۔ جب وہ صبح حاضر ہوئے تو سرکار دو عالم ﷺ نے ابی بن کعب سے خط لکھوا کر عبداللہ بن جحش کو دیا اور آپ کے ہمراہ آٹھ یا بارہ مہاجروں کو کر دیا۔ اور فرمایا کہ نجد کی طرف منہ کر کے چل پڑو اور دو راتیں سفر کرنے کے بعد اس خط کو کھولنا۔

جب الارشاد انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب خط کو کھولا تو لکھا تھا۔

"اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے سفر جاری رکھو۔ یہاں تک کہ بطن نخلہ پہنچ جاؤ۔ کسی کو اپنے ساتھ چلنے پر مجبور نہ کرنا۔ وہاں پہنچ کر قریش کے قافلہ کا انتظار کرنا۔ اور ان کے حالات سے ہمیں آگاہ کرنا۔"

اس مہم کا مقصد بھی حسب معمول کفار کو دہشت زدہ کرنا تھا۔ تاکہ ان کے دلوں پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ جائے۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں ہر طرح کے حکم کا مطیع ہوں، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم اپنے ساتھیوں پر زبردستی نہ کرنا۔ لہذا تم میں سے جو شہادت کی آرزو رکھتا ہو وہ میرے ساتھ چلے۔ اور جو واپس جانا چاہے وہ چلا جائے۔ مگر کوئی بھی ساتھی واپس نہیں آیا۔ اور سب ان کیساتھ حجاز کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب یہ مقام بحران تک پہنچے تو سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ گم ہو گیا۔ یہ دونوں ایک ہی اونٹ پر سوار تھے۔ یہ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے اور عبداللہ بن جحش باقی ساتھیوں کے ساتھ مقام نخلہ پہنچ گئے۔ وہاں ان کا سامنا قریش کے اس قافلے سے ہوا۔ جس میں کشمش، چمڑا اور مال تجارت کثرت سے تھا۔ اس قافلہ میں عمرو بن حضری بھی تھا۔ کفار کے قافلہ میں اس کے علاوہ عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ اس کا بھائی نوفل بن عبداللہ مخزومی اور حکم بن کیسان ہشام بن مغیرہ کا غلام بھی اس قافلہ میں شریک تھے۔

عکاشہ بن محصن نے کفار کے سامنے آنے سے پہلے سر منڈوا لیا۔ تاکہ کفار سمجھیں کہ یہ عمرہ ادا کرنے کے لیے جا رہے

Marfat.com

ہیں۔مسلمان ٹیلہ کے اوپر چڑھ گئے۔

کفار پہلے تو مسلمانوں کو دیکھ کر سہم گئے۔لیکن جب ان کی نظر عکاسہ بن محصن پر پڑی اور انہوں نے ان کا سر منڈا ہوا دیکھا تو مطمئن ہو گئے کہ یہ لوگ عمرہ کے لیے جا رہے ہیں۔اور ڈر کی کچھ بات نہیں۔

اب مسلمانوں نے سوچا کہ آج رجب کا آخری دن ہے۔اگر ان سے لڑتے اور ان کو قتل کرتے ہیں تو یہ مہینہ حرام ہے۔ اور اگر ہم ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔تو یہ پھر حرم کی حدود میں داخل ہو جائیں گے اور پھر یہ ہمارے ہاتھ نہیں آئیں گے۔

آخر مسلمانوں نے اپنے دل قوی کر کے جنگ کرنے پر ہی اتفاق کیا۔

واقد بن عبداللہ تمیمی نے ایک تیر ابن حضری کے ایسا مارا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکا اور جہنم رسید ہوا۔

عثمان بن عبداللہ و حکم بن قیس کو مسلمانوں نے گرفتار کر لیا۔اور نوفل بن عبداللہ بھاگ گیا۔باوجود تلاش بسیار وہ نہ ملا۔

حضرت عبداللہ بن جحش ان دونوں قیدیوں کو لے کر مدینہ منورہ مال غنیمت کے ساتھ پہنچ گئے اور آتے ہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن جحش نے پہلے ہی مال غنیمت سے پانچواں حصہ سرکار دو عالم ﷺ کے لیے نکال لیا تھا۔انہوں نے سارا واقعہ سرکار دو عالم ﷺ سے عرض کیا۔اور مال غنیمت بھی پیش کیا۔یہ واقعہ خمس کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے خمس مال غنیمت لینے سے انکار فرما دیا۔اور فرمایا کہ میں نے تم سے کب کہا تھا کہ تم حرام مہینہ میں جنگ کرو۔

حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھی بہت رنجیدہ ہوئے کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔سب مسلمان بھی ان کی اس حرکت کو برا سمجھتے تھے۔

قریش یہ کہنے لگے کہ محمد ﷺ کے صحابہ نے حرام مہینہ کو بھی حلال کر لیا ہے۔اور اس میں خون بہایا ہے اور مال لوٹا ہے۔اور لوگوں کو بھی قید کیا ہے۔مکہ کے مسلمان ان کو کہتے تھے کہ یہ دن شعبان کا تھا رجب کا نہیں تھا

آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے حق میں یہ آیت شریف نازل فرمائی۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ط قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ط وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ وَ كُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ز وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ ج وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ط

ترجمہ: اور آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ حرام مہینہ میں لڑنا کیسا ہے۔آپ فرما دیں کہ حرام مہینہ میں لڑنا بڑا گناہ ہے۔اور خدا کی راہ سے روکنا یعنی لوگوں کو مسلمان نہ ہونے دینا اور لوگوں کو مسجد حرام میں نہ جانے دینا اور اس کے اہل یعنی مسلمانوں کا اس سے نکال دینا۔اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔اور یہ کفار اے مسلمانوں تم

Marfat.com

سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے۔ تاکہ ان سے ہو سکے تو تم کو اپنے دین سے پھیر دیں۔

جب یہ آیت شریف نازل ہوئی تو پھر مسلمانوں کا تردد ختم ہوا اور سرکار دو عالم ﷺ نے بھی خمس قبول فرمایا اور قیدیوں کو اپنے قبضہ میں کیا۔

قریش نے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن قیسان کے چھڑانے کے لیے آنحضرت ﷺ کے پاس فدیہ بھیجا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان واپس نہیں آجاتے ہیں قیدیوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ اور اگر ان کو تم لوگوں نے ہلاک کر دیا تو ان کے بدلے ان قیدیوں کو ہلاک کر دوں گا۔

چنانچہ جب تک سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان واپس نہیں آگئے ان قیدیوں کو نہیں چھوڑا گیا۔

ان میں سے حکم بن کیسان تو مسلمان ہو گئے اور اس کا اسلام بہت اچھا ہو گیا۔ یہاں تک کہ بئر معونہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور عثمان بن عبداللہ مکہ مکرمہ چلا آیا۔ اور کفر کی حالات میں ہی مر گیا۔

عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ کیا ہمیں اس غزوہ کا ثواب ہو گا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں آیت شریف نازل فرمائی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۱۸﴾

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور راہ خدا میں جہاد کیا وہ خدا کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ اور خدا بخشنے والا رحمت فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے مسلمانوں کے فعل کو صحیح قرار دے دیا کہ

''آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ حرام مہینہ میں جنگ کرنے کا کیا حکم ہے۔ آپ ﷺ فرما دیں کہ لڑائی کرنا اس میں بڑا گناہ ہے لیکن اللہ کی راہ سے روک دینا۔ اور کفر کرنا اور مسجد حرام سے اس میں بسنے والوں کو نکال دینا اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔''

اور یہ بھی فرمایا کہ ''فتنہ و فساد قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔''

اور آخر میں یہ بھی فرمایا کہ ''یہ کافر آپ سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اگر ان سے بن پڑے تو تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں۔''

دین کی راہ اور زندگی کا مقصد

یہ ہیں وہ گناہ عظیم جن کی پاداش میں مسلمان کفار سے برسرِ پیکار ہوئے۔ ان لوگوں نے تیرہ چودہ سال مسلمانوں پر اور

Marfat.com

آقا دو جہان ﷺ پر کون سا ظلم تھا جو نہ کیا۔کس طرح حق کے ماننے والوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے گئے۔اپنی پوری قوت و طاقت سے کفار نے اور طاغوتی طاقتوں نے مل کر اسلام کے ننھے پودے کو اکھاڑنے کی کوششیں کیں۔کس طریقے سے اور ظلم سے معصوم بچوں اور عورتوں اور بے گناہ مردوں کو صرف کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے جرم میں قید کیا گیا۔اور بچوں اور بوڑھوں کی دم توڑتی سسکیوں کی بھی پرواہ نہ کی گئی۔اور کلمہ توحید کہنے کے جرم میں کس طریقے سے چلچلاتی دھوپ میں گرم گرم ریت اور گرم گرم چٹانوں پر لٹایا گیا۔گرم گرم انگاروں پر لٹایا گیا۔اور گلیوں میں گھسیٹا گیا۔لیکن کسی مسلمان نے سی تک نہ کیا۔

کون سا ظلم تھا جو حضور نبی کریم رووٴف الرحیم ﷺ پر نہ ڈھایا گیا۔ان عقل کے اندھوں نے یہ نہ سوچا کہ آپ ﷺ فرماتے کیا ہیں۔تعلیم کس چیز کی دیتے ہیں۔اس میں بھلائی کس کی ہے۔نہ آپ ﷺ نے ان سے کوئی روپیہ پیسہ مانگا نہ کوئی عہدہ چاہا۔اور نہ ہی کوئی سلطنت چاہی۔

صرف نوع انسانی کے بھلے کے لیے ساری ساری رات حضور اکرم ﷺ کھڑے ہو ہو کر روتے رہے۔کہ کاش ان کی آخرت سنور جائے۔کاش یہ اسفل السافلین سے اعلیٰ علیین میں پہنچ جائیں۔یہ لکڑی اور پتھر کے بے جان اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے پتھروں کی پوجا چھوڑ کر جو نہ ان کو نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان دے سکتے ہیں۔ایک خدائے واحد پر ایمان لے آئیں۔جو ساری کائنات کا اکیلا اور یکتا وارث ہے۔مالک ہے آقا ہے۔نگہبان ہے۔پیدا کرنے والا ہے۔جو رات اور دن کو لے کر آتا ہے۔جس نے سورج اور چاند کو اپنے اپنے کاموں پر لگایا ہوا ہے۔جو پالنے والا ہے۔نعمتیں بانٹنے والا ہے۔قیامت کے دن کا مالک ہے۔جنت و دوزخ کا مالک ہے۔وہی غریبوں کا آسرا ہے۔وہی تمام نبیوں اور رسولوں کا بھیجنے والا ہے۔جس نے مردہ زمین سے ہمارے لیے اناج اگائے۔قسم قسم کے میوہ جات پیدا فرمائے ہیں۔تاکہ سب مخلوق اس سے مستفید ہو۔وہی رات کو آرام کے لیے لاتا ہے۔وہی صبح اٹھاتا ہے۔اس کی ساری تعریفیں ہیں۔اس کی سب پاکیاں ہیں۔اسی کی سب بڑائیاں ہیں۔کوئی اس کا ہمسر نہیں۔کوئی اس کا ثانی نہیں۔وہی معبود برحق اکیلا ہے۔یکتا ہے۔نہ اس کو کسی نے جنا اور نہ ہی وہ جنایا گیا۔وہ بے نیاز ہے۔اور اس کی ہمسری کرنے والا کوئی نہیں ہے۔اگر روئے زمین کی تمام مخلوق (نعوذ باللہ) اس سے سرکشی کرے اس کہ نہ مانے تو اِس کی بادشاہی کو کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔لیکن وہ اپنے بندوں سے کفر پسند نہیں کرتا ہے۔اسی نے زندگی وموت کو پیدا فرمایا۔تاکہ آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔اور وہ زبردست بخشنے والا مہربان ہے۔جس نے کیسے سات آسمان اوپر تلے پیدا فرمائے۔اور اے دیکھنے والے کیا تو ان آسمانوں میں کوئی نقص دیکھتا ہے۔غور سے دیکھ اور بار بار پلٹ کر دیکھ کہیں کوئی نقص دیکھتا ہے۔تیری نظر پلٹ کر تھک ہار کر تیری طرف واپس آجائے گی۔اور اس نے کیسا آسمانوں کو ستاروں کے ساتھ مزین کیا۔اور اسی نے تمام آسمانوں کو بغیر ستون کے پیدا فرمایا۔اور زمین کو کیسے تہہ در تہہ بچھایا اور اس میں کیسی کیسی نعمتیں پیدا فرمائیں۔تاکہ میرے بندے ان سے مستفید ہوں۔اور اس خدائے واحد کا شکر ادا کریں۔وہ ہم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا ہے۔

Marfat.com

وہ ہم کو ہمارے ہی بھلے کے لیے چاہتا ہے۔

اے انسان تو کاہے کو اپنے رب کریم سے دور بھاگ رہا ہے۔جس نے تجھے پیدا کیا۔ پھر پورا بنایا پھر جس خوبصورت صورت میں چاہا تجھے اٹھا کھڑا کیا۔

اے انسان تجھے بچ بچ کر چلنا ہے۔اور پھر رب سے آملنا ہے۔

اے انسان تو یوں ہی نہیں چھوڑ دیا جائے گا۔اور تو کیا سمجھتا ہے کہ تجھ کو یوں ہی پیدا فرمایا گیا ہے۔تیری ایک ایک چیز بات نوٹ کی جارہی ہے۔لکھی جارہی ہے۔ایک بہت بڑا کتابچہ تیار کیا جارہا ہے۔ایک ایسی ڈسک تیار کی جارہی ہے جو چھوٹے سے چھوٹے عمل کو بھی نہیں چھوڑے گی۔

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے بنائے اور جو چیز زمین میں بوتے ہیں اس کے بھی جوڑے بنائے اور خود انسان کے بھی جوڑے بنائے۔اور اس چیز کے بھی جوڑے بنائے جن کو ہم جانتے نہیں ہیں۔کبھی اندھیرا ہے تو ساتھ اجالا بھی ہے۔کہیں شر ہے تو ساتھ خیر بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمادیا۔اگر دوزخ ہے تو ساتھ جنت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے پیدا فرمادی۔کوئی بد ہے تو کوئی خدا کے فضل و کرم سے نیک بھی پیدا فرمادیا۔کہیں دھوپ ہے کہیں چھاؤں ہے۔کہیں موسم گرم ہے تو کہیں ٹھنڈا ہے۔کہیں بارش ہے کہیں موسم خشک ہے۔کہیں کبھی برفانی ہوائیں چل رہی ہیں۔اور کبھی لو چل رہی ہوتی ہے۔انسان کے دل میں بھی کبھی برائی کا خیال ڈالا جاتا ہے اور کہیں اس کے دل پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نیکی کا خیال ڈال دیتا ہے۔تو جو برائی کے خیال پر دوڑ پڑتا ہے اور اس برائی کی مخالفت نہیں کرتا ہے۔خراب ہوتا ہے۔اپنے تئیں خراب کرتا ہے۔اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سنورتا ہے اپنے لیے سنورتا ہے۔وہ کامیاب و کامران ہو جاتا ہے۔

ہر ہر چیز کی دوئی ہے۔اگر یکتا ہے تو وہ خدائے واحد لا شریک ہے۔اگر کسی کو تغیر نہیں تو صرف اسی کی ذات ہے۔ حتی کہ انسان کا اپنی بیوی کے پاس جانا اور سکون حاصل کرنا بھی ذات وحدہٗ لا شریک لہ کی توحید کا پتہ دیتا ہے کہ نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ ہی اس کا کوئی بیٹا ہے۔اور نہ ہی وہ کسی کا بیٹا ہے۔

اگر انسان کا اس زندگی کا مقصد اگر صرف اولاد پیدا کرنا ہو تو اتنی حقیر سے حقیر مخلوق اتنے بچے پیدا کرتی ہے۔اتنے انڈے دیتی ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔آپ مکھیوں مچھروں کو ہی لے لیں۔دیمک کا وہ چھوٹا سا کیڑا جو مکڑی کو لگتا ہے۔ ایک سیکنڈ میں کتنے انڈے دیتا ہے۔

اگر انسان کی اس زندگی کا مقصد طاقت ہے تو جنگل میں رہنے والے جانور اس سے کہیں زیادہ طاقتور ہیں۔کہ یہ ساری زندگی بھی لگا رہے تو اتنی طاقت حاصل نہیں کرسکتا۔

اگر انسانی زندگی کا مقصد محض دوسروں پر غلبہ حاصل کرنا ہی ہو تو ایک جانور کی بھی حکومت اور شیر کا دبدبہ دوسرے جانوروں پر اس سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔اور کوئی اس کے آگے ہل نہیں سکتا۔اور ایک شیر اور ایک کتا بھی اپنے پیشاب سے

Marfat.com

اپنے علاقے کا تعین کرتا رہتا ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس کے پیچھے دنیا بر بار ہو رہی ہے۔ ہر کوئی بڑا عہدہ چاہتا ہے۔ ہر کوئی حکومت چاہتا ہے۔ ہر کوئی عزت چاہتا ہے۔ حالانکہ سب عزت خدا ہی کی ہے۔

القرآن ۔ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ط

ترجمہ: اور سب عزتیں خدا کی ہیں۔

اس کا مطلب ہے جو کوئی بھی خدا کے زیادہ نزدیک ہے وہی عزت والا ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط

ترجمہ: خدا کے نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔

قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جلال میں فرما رہے ہوں گے۔

القرآن ۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ط

ترجمہ: آج کس کی بادشاہی ہے۔

بڑی دیر تک یہ آواز گونجتی رہے گی۔ کوئی نہیں بولے گا۔ کسی کو جرات ہی نہیں ہوگی بولنے کی۔ اور پھر خود خدائے واحد ہی فرمائیں گے۔

القرآن ۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: آج خدائے واحد قہار کی ہی بادشاہی ہے۔

اور اس دن آوازیں اس کے سامنے پست ہو جائیں گی۔

اس دن بڑے بڑے بادشاہوں کو خدا کی ذات پاک کے فرشتوں نے بالوں کو چوٹیوں سے پکڑ کر زمین آسمان کے درمیان معلق کیا ہوگا۔ اور خدا کی ذات پاک سے پوچھ رہے ہوں گے یا اللہ ان کو کہاں ڈالیں۔ جنت میں ڈالیں یا دوزخ میں ڈالیں۔ اس دن بڑی بڑی دنیاوی عزت والے لوگوں کو دوزخ کی پیپ پلائی جائے گی اور فرمایا جائے گا۔

القرآن ۔ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾

ترجمہ: آج اس کا مزہ چکھ تو تو دنیا میں بہت عزت والا تھا۔

اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اگر زندگی کا مقصد صرف روپیہ پیسہ اور دولت اکٹھی کرنی اور زر و جواہر اور سونے کے انبار اکٹھے کرنا اور صرف جائیدادیں بنانا ہے تو قارون کا خزانہ اتنا تھا کہ اس کے خزانے کی چابیاں کئی طاقتور اونٹ اٹھاتے تھے۔ تو اس کو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو بڑائی نہ کر۔ کیونکہ خدا کو بڑائی کرنے والے پسند نہیں۔ لیکن وہ نہ مانا تو اس کو اپنے خزانے سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا۔ تو اس کی شامت اعمال دیکھ کر لوگ پکار اٹھے کہ خدا کا ثواب سب سب بڑی چیز ہے۔

Marfat.com

جتنی بھی انسان کی جائیداد و زمین ہو گی تو اس کا وارث تو خدا ہی ہے۔ وہ تو خالی ہاتھ آیا ہے اور خالی ہاتھ ہی جائے گا۔ بجز نیک و بد اعمال جو اس نے کیے وہ ساتھ جائیں گے۔

تو زندگی کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ

قرآن - خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط (سورۃ الملک)

ترجمہ: موت اور زندگی کو اس لیے پیدا کیا تا کہ اللہ تعالیٰ آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔

جس جس طرح کے حالات و واقعات ہر ایک کو دیے گئے ہیں۔ اور جو جو بھی جس کسی کو دیا گیا ہے وہ ان حالات میں رہ کر کس طرح اپنا راستہ خدائے واحد کی طرف بناتا ہے۔

کیا وہ دنیا کی طرف راغب ہوتا ہے۔ اور کیا وہ خدائے رحمن کی طرف رجوع کرتا ہے۔

اس کا مقصد اپنے رب غفور کی محبت ہونی چاہیے۔ نہ کہ دنیا کی چند روزہ زندگی کی محبت ہونی چاہیے۔

دنیا تو ایک دھوکہ ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

الدنیا ءزَّوْر۔

ترجمہ: دنیا ایک دھوکہ ہے۔

کبھی ایک جھونپڑی میں بیٹھا ہوا کوئی انسان جس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ بہت بڑا دنیا دار ہو سکتا ہے۔ اور کبھی مسند حکومت پر پوری دنیا کی حکمرانی کرتا ہوا انسان سب سے بڑا درویش ہو سکتا ہے۔"

دنیا کی تعریف یہ ہے کہ ہر ہر وہ چیز جو تجھ کو خدا سے غافل کر دے وہ دنیا ہے۔

اس دنیا میں تو نے اس طرح جینا ہے کہ یہاں سے تو آخرت کو تلاش کر سکے۔ اپنی آخرت کو سنوار سکے۔ جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ جب تو سبحان اللہ، الحمد للہ یا اللہ اکبر صرف ایک بار ہی کہتا ہے۔ اپنی جنت تو نے خود بنانی ہے۔

رحمت دو عالم ﷺ اگر یوں ہی مدنیہ منورہ میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے تو اسلام کے اس ننھے پودے کو کفار و یہود و نصاریٰ جڑ سے اکھیڑ پھینکتے۔

سرکار دو عالم ﷺ جب مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو ان ظالم کفار نے ان سب مسلمانوں کی جائیدادوں و املاک و روپیہ پیسہ پر قبضہ کر لیا۔ اور زبردستی بعض مسلمانوں سے روپیہ پیسہ جو انہوں نے کمایا تھا، بھی چھین لیا اور ان کو خالی ہاتھ مدینہ طیبہ جانے دیا۔ ان کا یہی علاج تھا جو آقا علیہ السلام نے ان سے فرمایا۔ جب ان کے قافلوں کو خوفزدہ کیا گیا تو سارے مکہ میں بے چینی پھیل گئی۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ مسلمانوں کو کعبہ میں عبادت سے روکنا اور ایک خدا پر ایمان لانے سے روکنا سب سے بڑا گناہ ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے جذبے سے اور ان فوجی مہموں سے مسلمانوں میں چیتے کی سی پھرتی پیدا کر دی۔ وہ بلا خوف و خطر

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر اپنے سے کئی گناہ لشکر سے ٹکراتے ہوئے بھی نہیں ڈرتے تھے۔

خدا کے دین کو بلند کرنے کا مقصد اور ولولے نے ان کے اندر ایک ایسا جوش پیدا کر دیا تھا جس کے آگے چٹانیں بھی سرنگوں تھیں۔ جذبہ شہادت ان کی زندگی کے پیش نظر تھا اور وہ خدا کے دین کی خاطر لڑتے ہوئے شہید ہونے کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے تھے۔ اور واقعی اگر کسی خوش قسمت کو اس ذاتِ پاک وحدہ لاشریک کی خاطر قربان ہونے کا موقع مل جائے۔ تو اس کی خوش قسمتی کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ ذات پاک جس نے ہی تجھے یہ سب نعمتیں دی ہیں اور تیری جان بھی اسی کی ہی امانت ہے۔ اور اس نے واپس بھی جانا ہی ہے۔ اور اسی کے پاس ہی جانا ہے۔ اگر تو چاہے یا نہ چاہے ایک دن اس نے ضرور اپنے رب کے پاس چلے جانا ہے۔ اگر تو خود ہی اس جان کو اپنے رب کریم کو خوشی سے پیش کر دے اور وہ تیرے اس فعل سے خوش ہو جائے تو یہ تیری خوش قسمتی کی انتہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہی مسلمانوں کو ایمان کے اس جذبے سے روشناس کرایا اور مسلمانوں میں شیروں جیسی جرات پیدا کر دی۔ اور فوجی مہموں نے ایک ایک صحابی کو ایسا فوجی کمانڈو بنا دیا جو اکیلا ایک ایک ہزار کے لشکر سے بھی ٹکرانے کا حوصلہ رکھتا تھا۔ اور یہ ایسی فوجی دستے جو مٹھی بھر ہوتے تھے خدا کے حکم سے ہزاروں اور لاکھوں کی مقدار والے لشکروں پر بھی غالب آتے رہتے۔ اور انہوں نے مکہ مکرمہ کی گلیوں سے اسلام کو شروع کر کے مدینہ منورہ کے گرد و نواح میں پھیلاتے ہوئے ساری دنیا میں پھیلا دیا۔ ایسی بڑی فتح مبین نوع انسانی کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی۔

اور اس پوری فتح میں پوری سختی سے حکم تھا۔ کہ نہ کوئی بچہ مارا جائے اور نہ ہی کوئی بوڑھا۔ اور نہ ہی کوئی عورت اور نہ ہی کوئی مزدور یا وہ جو تجھ سے نہیں لڑتا ہے۔ اس کو مارا جائے۔ نہ ہی کسی پھلدار درخت کو کاٹا جائے۔ سوائے یہود کے ساتھ جنگ میں صرف کھجوروں کے چند درخت جنگی حکمت عملی سے کاٹے گئے۔ اور نہ ہی اتنی زیادہ اموات کسی بھی غزوہ و سرایہ میں ہوئیں۔ سوائے یہود کے ساتھ جنگ میں۔ جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ دہی کی تھی۔ اور خود ہی اپنا ثالث حضرت سعد بن معاذ کو مقرر کیا تھا۔ کہ وہ جیسا فیصلہ کریں ہمیں منظور ہے۔ اور یہ چھ یا سات سو یہودی تھے۔ جو زبردست دھوکے باز اور فتنہ باز تھے۔ ان کو قتل کرنے سے ایسی دھاک مسلمانوں کی کفار پر بیٹھ گئی کہ ہر کوئی ان کے سامنے آنے سے ڈرتا تھا۔

اگر اسلام چور کے ہاتھ کاٹنے یا ڈاکو کی ٹانگ کاٹنے کا حکم دیتا ہے اور زانی کو سنگسار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور زخم کے بدلے زخم اور دانت کے بدلے دانت کا حکم دیتا ہے۔ اور قتل کے بدلے قتل کا حکم دیتا ہے۔ تو یہ ایسی نفسیاتی سزائیں ہیں جن سے کوئی بھی معاشرہ سدھر جاتا ہے۔ اور اس میں بگاڑ پیدا نہیں ہوتا۔ آج دین اسلام کے قوانین کو پس پشت ڈال کر ہمیں کیا ملا۔ چوری۔ ڈاکہ۔ بے راہروی۔ معاشرتی بے حیائی۔ قتل و غارت و خونریزی و بدکاری۔

اور اسی شراب نوشی اور بے حیائی کا نتیجہ ہے کہ ہم میں وہ جرات نہیں کہ کفار کے طاغوتوں سے ٹکرا سکیں۔ اور اسی لیے کفار ہر جگہ مسلمانوں کو دبوچ رہے ہیں۔

Marfat.com

یہ آپس کی نا اتفاقی ہے کہ اس کا ثمر ہمیں یہ ملا ہے کہ کفار و یہود و نصاری ہمیں اکیلا اکیلا کر کے ہمیں پیسے کا لالچ دے کر اور ہمارے پیسے کو ہمیں کے خلاف استعمال کرتے ہوئے ہم پر حاوی ہوتے جا رہے ہیں۔

اور یہ سب سازشیں، یہ سب بغاوتیں۔ یہ سب خونریزیاں اور لڑائی اور قتل و خون و دہشت گردی اور دھماکے صرف مسلمان ممالک میں ہی زیادہ تر ہو رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کا ہی خون پیا جا رہا ہے اور ہم لوگ نامرد ہو کر بیٹھ کر ان حالات کا صرف جائزہ لے رہے ہیں۔

آج جو یہودی و عیسائی و غیر مسلم مورخ مسلمانوں کو ظالم کہہ رہے ہیں وہ پہلے اپنا منہ تو دیکھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پورے غزوات میں فریقین سے اموات کی تعداد یہودیوں کو ملا کر دس یا گیارہ سو چالیس بنتی ہے۔ اتنی کم تعداد میں اموات دونوں فریقین کو ملا کر ہوئیں اور یہ اسلام مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔ اس کے مقابلہ میں جدید تہذیب اور سائنسی ترقی میں ڈوبے ہوئے یورپ کے دانشوروں اور حکمرانوں نے صرف دو جنگ عظیموں میں فریقین میں مرنے والوں کی تعداد ڈیڑھ دو کروڑ کے قریب ہے۔ ان میں جاپان کے پندرہ لاکھ پچاس ہزار انسانوں کو صرف ایک دن میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر ہلاک کر دیا گیا اور اس سب کارروائی کے نتیجے میں صرف ایک دیوار برلن ہی پوری نوع انسانی کو ملی اور اس کے علاوہ اور کوئی نتیجہ نہ ملا۔

لیکن اسلام نے اپنی روشنی پھیلا کر پوری بنی نوع آدم کو دونوں جہانوں میں سنوار دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے پورے تیرہ چودہ سال کفار مکہ کے ظلم و ستم سہنے کے باوجود ان کو بڑے پیار و محبت سے اسلام کی طرف راغب کیا۔ ان کو انہی کی بہتری کے لیے سمجھایا لیکن حضرت عیسی علیہ السلام نے پونے تین سال کی قلیل مدت میں بنی اسرائیل کو رشد و ہدایت کی دعوت دی اور ان کی کج رویوں، دل آزاریوں اور سازشوں سے تنگ آ کر اپنے حواریوں کو حکم دیا۔

انجیل: ''اس نے ان سے کہا۔ مگر اب جس کے پاس بٹوہ ہو وہ اسے لے۔ اور اسی طرح جھولی بھی اور جس کے پاس نہ ہو اور وہ اپنی پوٹ کی بیچ کر تلوار خریدے۔''

(لوقا، باب: ۲۲، آیت: ۳۶، ماخوذ از ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۲۸۸)

انجیل: کیا تم گمان کرتے ہو کہ زمین پر صلح کروانے آیا ہوں۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ جدائی کرانے۔

(لوقا، باب: ۱۲، آیت: ۵۴، ماخوذ از ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۲۸۸)

انجیل: یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں۔ صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔

(متی، باب: ۱۰، آیت: ۳۵، ماخوذ از ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۲۸۸)

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف پونے تین سال تبلیغ فرمانے کے بعد تلوار اٹھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور یہ عیسائی لوگ آپ کو امن و صلح کا پیغمبر کہتے ہیں۔ اور رسول کریم رؤوف الرحیم ﷺ تیرہ چودہ سال کا عرصہ گوناگوں مشکلات و ظلم ستم سہنے کے

Marfat.com

بعد اپنے ماننے والوں کو کفار کے مقابلہ میں جہاد کا حکم دیتے ہیں تو یہ لوگ رسول خدا ﷺ پر اور مسلمانوں پر طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں۔ اور بہتان تراشتے ہیں۔ تو یہ کیا بے انصافی کی انتہا نہیں ہے۔ کفر کی سیاہی نے ان کی عقلوں اور ان کے دلوں پر گہری سیاہی مل دیہے۔ اور یہ اندھیروں میں بھٹک رہے اور کے آگے بھی دیوار ہے۔ پیچھے بھی دیوار ہے۔ اور اوپر سے ان کو ڈھانپ دیا گیا ہے۔ پس یہ دیکھ نہیں سکتے ہیں۔

یااللہ مسلمانوں کو کفار و یہود و نصاریٰ پر فتح مبین عطا فرما۔ اے میرے رب کریم حضور اکرم ﷺ کی نعلین پاک کے صدقے میں مسلمانوں کے گناہوں کو معاف فرما آپ کی زلفوں کے صدقے میں ہمیں مہیب اندھیروں سے نکال دے۔ آپ کے روشن چہرہ پاک کے صدقے ہیں۔ جس سے سورج و چاند و ستارے روشنی کی بھیک لیتے ہیں۔ ہمیں دونوں جہانوں میں کامیابیاں و کامرانیاں عطا فرما اور ہمیں بخش دے اور اپنے نبی کریم ﷺ کی غلامی میں زندہ رکھ اور اسی میں موت دے۔ اور اسی غلامی میں قیامت کے دن ہمیں اٹھا۔ اور سرکار دو عالم ﷺ کی ہمسائیگی میں جنت میں ہمیشہ کے لیے رکھ۔ اور ہمیں اپنے پیارے پیارے وجہ کریم سے کردوں کو ہٹا۔ جنت میں اپنے دیدار سے مشرف فرماتا رہ۔ بے شک تو ہی اپنے گناہ کار بندوں پر رحمت فرماتا ہے۔ ہمارا تیرے سوا کوئی آسرہ نہیں ہے۔ کوئی جگہ نہیں کہ ہم تیرے سوا بھاگ کر کس کے پاس جاسکیں گے۔ ایک تیرا در ہی تو ہے۔ تیرے نبی کریم ﷺ یا تیرے پسندیدہ بندوں کا در ہی دراصل تیرا در ہے۔ ہمیں ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا نہ کہ ان لوگوں کے راستے پر جن پر تیرا غضب ہوا۔ اور نہ ہی ان لوگوں کے راستے پر چلا جو گمراہ ہوئے۔

(نثار النبی ولد صوفی محمد ریاض ولد صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ)

(انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا، جلد سوم صفحہ ۷۹۳، ایڈیشن ۱۹۶۲ء، خاتم النبیین جلد دوم صفحہ ۵۸۵، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۲۷۷ تا ۲۸۸)

نوٹ۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ رسولہٖ خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ و زینت فرشہٖ و قاسم رِزقہٖ
سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ اجمعین برحمتك یا ارحم الرٰحمین۔
اللھم صل وسلم علیٰ سیدنا محمد نور ذات و سر الاسرار و جمیع صفات
والاوصاف و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ اجمعین عبداً اَبدا برحمتك یا ارحم الرٰحمین۔

Marfat.com

غزوہ بدر الکبری

القرآن - وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ

ترجمہ: بے شک مدد کی تھی تمہاری اللہ تعالیٰ نے (میدان) بدر میں حالانکہ تم بہت کمزور تھے۔ (آل عمران، آیت: ۱۲۳)

جب اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ارادہ پاک میں ہوا کہ مسلمانوں کو غالب فرمادے۔ اور مسلمانوں کی دھاک کفار کے دلوں میں بٹھادے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا انتظام بدر کے معرکے میں فرمادیا۔

ہوا یہ کہ جو قافلہ غزوہ العشیرہ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اور جس کے تعاقب میں رسول اللہ ﷺ بھی مسلمانوں کے ساتھ گئے تھے۔ اب خبر ملی تھی کہ وہ واپس آرہا ہے۔ اس کی قیادت ابوسفیان کر رہا تھا۔ اور اس میں زر کثیر مکہ کے کفار نے لگایا ہوا تھا اور اگر یہ ہاتھ آجاتا تو کفار مکہ پر بہت کاری ضرب پڑنی تھی۔ اس میں قریش کفار کے تیس یا چالیس آدمی تھے۔ جن میں مخذمہ بن نوفل اور عمرو بن عاصی بن وائل بن ہشام بھی تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا:

"یہ ہے ابوسفیان جو اپنے قافلے سمیت واپس آرہا ہے۔ نکلو شاید اللہ تعالیٰ ان کے اموال ہمیں مرحمت فرمادے۔"

اور سرکار دو عالم نے فرمایا کہ

"جس کی سواری حاضر ہے وہ تو سوار ہو جائے اور ہمارے ساتھ چلے۔ اور وہ جن کی سواریاں چراہگاہوں وغیرہ میں باہر تھیں ان کا انتظار نہ فرمایا۔"

مسلمانوں کو اس بدر کے معرکہ کا اندازہ نہیں تھا۔ اور انہوں نے یہی سمجھا کہ ابوسفیان کے تیس یا چالیس کے قافلہ کے لیے تھوڑے سے مسلمان ہی کافی ہوں گے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے چونکہ زور دے کر سب کو نہیں فرمایا تھا۔ اس لیے کئی مسلمان سواریاں فوری موجود نہ ہونے کی وجہ سے ساتھ نہ گئے۔

سرکار دو عالم ﷺ رمضان المبارک کی آٹھ تاریخ (ابن اسحاق) کے مطابق اور بعض مصنفین کے مطابق پیر کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق رمضان المبارک کی بارہویں تاریخ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ تین سو تیرہ اصحاب تھے۔ جن میں سے پورے لشکر کے پاس صرف ایک گھوڑا اور اسی اونٹ تھے۔ باقی سب پاپیادہ تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ایک اونٹ کے ساتھ تین تین سوار باری باری سوار ہونے کے لیے مقرر فرمادیے۔ اور قربان جائیں آقا علیہ السلام کے انصاف پر۔ خود اپنے لیے کوئی سواری مختص نہ کی۔ بلکہ اپنے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت لبابہ رضی اللہ عنہ کو اپنے اونٹ کی باری

Marfat.com

بس شامل فرمالیا۔ حالانکہ اگر آپ علیہ السلام اپنے لیے سواری مختص بھی فرمالیتے تو کسی کو اعتراض نہ ہوتا۔

جب سرکار دو عالم ﷺ اپنی باری پر اونٹ سے اترتے تو دوسرے اور تیسرے صاحب نے سوار ہونے سے انکار کر دیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اے میرے دوستو! تم نہ تو مجھ سے طاقتور ہو اور نہ یہ بات ہے کہ صرف تمہیں اجر کی ضرورت ہو۔ اور مجھے نہ ہو۔"

سرکار دو عالم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی سن کر لوگوں پر کیف و سرور کا عالم چھا گیا ہو گا۔ قربان جائیں آقا علیہ السلام کی اداؤں پر۔ ان کی حسین زلفوں کی متبرک دھول پر۔ اے کاش ہم وہ مٹی کے ریزے ہوتے جنہوں نے آقا علیہ السلام کے قدموں کو چوما ہوتا۔ واری جائیں ان صحابہ کرام ؓ کی آنکھوں پر جنہوں نے ان "مازاغ البصر" والی دلفریب اور حسین آنکھوں کو دیکھا۔

ابوسفیان کو واپسی پر مسلمانوں کی طرف سے بہت فکر لگی ہوئی تھی۔ ہر آتے جاتے سے مسلمانوں کے احوال کے متعلق پوچھتا۔ جب اُسے پتہ چلا کہ سرکار دو عالم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ میرے قافلے کی تلاش میں چل پڑے ہیں تو اس کے ہوش گم ہو گئے۔ اس نے فوراً ایک ماہر شہ سوار ضمضم غفاری کو مکہ مکرمہ بھیجا اور اس کو بیس مثقال سونا بطور اجرت دیا کہ فوراً مکہ مکرمہ پہنچ کر کفار مکہ کو خبردار کرے کہ ان میں سے کسی کا سامان بھی نہیں بچے گا کہ اگر وہ اس قافلے کی مدد کو نہ آئے۔

(اِنساب الاشراف جلد اول صفحہ ۲۸۹، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۲۹۳)

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب

حضرت عبدالمطلب کی بیٹی عاتکہ نے ضمضم غفاری کے مکہ مکرمہ پہنچنے کے تین دن پہلے خواب دیکھا کہ جس کو دیکھ کر وہ ڈر گئیں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ اور راز داری کا وعدہ لے کر ان کو خواب سنایا۔ کہ ایک شتر سوار آیا ہے اور ابطح کی وادی میں کھڑا ہو گیا ہے۔ اور اس نے بلند آواز سے آواز دی ہے۔ اور چیخ کر پکارا: "اے دھوکہ بازو اپنی قتل گاہوں کی طرف تین دن کے اندر اندر دوڑ کر آؤ۔ میں نے دیکھا کہ لوگ اس شتر سوار کے گرد اکٹھا ہو گئے اور پھر یہی شخص مسجد احرام میں آیا۔ اور یہی آواز دی۔ پھر وہاں سے ابوقیس پہاڑ پر آیا۔ اور وہی آواز دی۔ پھر اس نے ایک پتھر پہاڑی سے نیچے لڑھکا دیا۔ وہ پتھر نیچے آ کر پھٹ گیا۔ اور ہر گھر میں اس کا ٹکڑا گرا۔ جس سے ہر گھر میں قلق اور بیچینی پھیل گئی۔ حضرت عباس نے عاتکہ سے کہا کہ تمہارا خواب سچا معلوم ہوتا ہے۔ تم ابھی اس کا ذکر نہ کرنا۔ پھر حضرت عباس اس کے پاس سے آ گئے۔ ان کا ایک دوست ولید بن عتبہ بن ربیعہ باہر ان کو ملا۔ انہوں نے اس سے راز داری کا وعدہ لیتے ہوئے اس کو اس خواب کے متعلق بتا دیا۔ ولید گھر گیا۔ تو اس نے اس خواب کے متعلق بتا دیا۔ ولید گھر گیا۔ تو اس نے اس خواب کو عتبہ کو اپنے باپ کو بتا دیا۔ عتبہ نے اس خواب کو اور لوگوں کو بتا دیا۔ یہاں تک کہ تمام مکہ میں اس خواب کا چرچا پھیل گیا۔ اور جہاں دو آدمی بیٹھتے اسی خواب کا تذکرہ کرتے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ جب دوسرے روز میں صبح مسجد احرام میں طواف کرنے کے لیے آیا تو ابوجہل اپنے

Marfat.com

دوسرے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دیکھ کر کہنے لگا اے ابوالفضل طواف سے فارغ ہو کر میرے پاس آنا۔

میں طواف سے فارغ ہو کر جب اس کے پاس آیا تو وہ کہنے لگا۔ کہ تم میں نبیہ کب سے پیدا ہوگئی ہے۔ میں نے کہا کیوں وہ کہنے لگا کہ عاتکہ نے یہ خواب دیکھا ہے اور اس نے بیان کیا۔ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ تو وہ کہنے لگا کہ ہم تین روز انتظار کریں گے۔ اگر یہ واقعہ ظہور پذیر ہوگیا تو ٹھیک ورنہ ہم ایک کاغذ پر لکھ کر لگا دیں گے کہ یہ لوگ تمام عرب میں جھوٹے ہیں (نعوذ باللہ) حضرت عباس کہنے لگے بزدل جھوٹ تجھ میں یا تیرے خاندان میں ہے۔

جب شام کو حضرت عباس گھر گئے تو بنی عبدالمطلب کی عورتیں ان کے پاس آئیں۔ اور کہنے لگیں کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ابوجہل تمہارے مردوں کو برا کہتا تھا۔ اب اس نے تمہاری عورتوں کو بھی برا بھلا کہنا شروع کر دیا ہے۔ اور ان کی توہین کرتا ہے اور تم نے اس کی اس بیہودہ گوئی کا کوئی جواب نہیں دیا۔

حضرت عباس کہنے لگے کہ میں اس وقت خاموش ہوگیا تھا۔ اب اس نے ایسی بات کی تو میں اس کی خبر لوں گا۔

حضرت عباس تیسرے دن نہایت غصے میں بھرے ہوئے حرم شریف گئے۔ آپ نے اس کو ایک طرف بیٹھا ہوا دیکھا۔ یہ اس کی طرف چلے۔ اور سوچ رہے تھے کہ اگر اس نے پھر مجھ سے کوئی ایسی ویسی بات کی تو میں خوب اس کی خبر لوں۔

ابوجہل دبلا پتلا بہت تیز نظر کا آدمی تھا۔ حضرت عباس کو اس طرح غصے میں دیکھتے ہی سہم گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وہ مجھ کو دیکھ کر اٹھ کر دروازے کی سمت بھاگا۔ میں نے سمجھا کہ یہ میرے ڈر سے اٹھ کر بھاگا ہے۔ بعد میں اس نے اسی وقت ابوسفیان کے فرستادہ ضمضم غفاری کی آواز سن لی تھی۔ جو میں نے نہیں سنی تھی۔ میں نے سمجھا کہ یہ میرے ڈر سے بھاگ رہا ہے۔

حضرت عباس فرماتے ہیں میں اس کے پیچھے باہر آیا تو دیکھا کہ ضمضم غفاری وادی کے درمیان کھڑا ہو کر اپنے اونٹ کے اوپر کھڑا تھا۔ اس نے اپنے اونٹ کا کجاوہ الٹ دیا تھا اور اپنی قمیض آگے اور پیچھے سے پھاڑ دی تھی اور چیخ چیخ کر یہ اعلان کر رہا تھا۔

اللطیمہ، اللطیمہ۔ یعنی اپنے اس قافلے کو بچاؤ۔ جس پر خوشبو، بزاری اور دیگر اموال تجارت لدے ہوئے ہیں۔ اس پر حملہ کرنے کے لیے محمد (ﷺ) اور ان کے صحابہ نے چڑھائی کر دی ہے۔ میرے گمان میں تم بروقت وہاں نہیں پہنچ سکتے۔ فریاد پھر فریاد۔ (سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۵۳۱، سیرت دحلان جلد اول صفحہ ۳۶۳، سیرت ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۳۸۲)

حضرت عباس فرماتے ہیں کہ اس نئے واقعہ نے ہمیں اور دوسرے سب لوگوں کو مصروف کر دیا۔

ضمضم کا یہ اعلان سنتے ہی لوگوں نے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ کفار کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) اور ان کے صحابہ نے یہ حضرمی والا قافلہ سمجھ رکھا ہے۔ یہ لوگ جب ہم سے ٹکریں گے تو ان کو حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

Marfat.com

ک کی تیاری

ہر کوئی اس مہم میں حصہ لینے کے لیے بے تاب ہو رہا تھا۔ جو خود نہیں جا رہا تھا وہ اپنی جگہ دوسرے کو بھیج رہا تھا۔
ابولہب نے اپنی جگہ عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیج دیا۔ یہ اس کا مقروض تھا۔ چار ہزار درھم اس کے ذمہ ابولہب کے جب الادا تھے۔ ابولہب نے اس کے تمام درہم جو اس کے ذمے تھے۔ ان کو معاف کر دیا اور اپنی جگہ اس کو بھیج دیا۔
سہل بن عمرو نے لوگوں سے کہا۔ کہ جس کو اسلحہ کی ضرورت ہو۔ یا روپیہ پیسہ کی ضرورت ہو وہ مجھ سے لے لے۔
عبداللہ بن ابی ربیعہ نے پانچ سو اشرفیاں دیں۔ طمیمہ بن عدی نے بیس اونٹ پیش کیے۔ اور وعدہ کیا کہ جو لوگ جنگ کے لیے جائیں گے ان کے اہل وعیال کو تمام ضرورتیں پیچھے سے پوری کروں گا۔
اُسید بن خلف جو سرداران مکہ میں سے تھا۔ اور بہت امیر تھا۔ اور اس نے حضرت سعد بن معاذ سے جو عمرہ کے لیے کہ آئے تھے۔ سے یہ سنا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ قتل کیا جائے گا۔ تو اس بات کا بڑا خوف لگا ہوا تھا، اور اسی وف کی وجہ سے وہ نہیں جا رہا تھا۔
ابوجہل نے ایک ترکیب سوچی۔ اس نے عتبہ بن ابی محیط جو بیوقوف تھا۔ کو آمادہ کیا۔ اس نے ایک انگیٹھی لی۔ اس میں کوئلے لیے ان کو خوب گرم کیا۔ اور ساتھ دھونی لے کر جہاں امیہ بن خلف اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کے پاس آ گیا۔ اور اس کو دھونی دینے لگا اور اِسے کہنے لگا کہ آپ مَرد نہیں عورت ہیں۔ ابوجہل دور کھڑا تماشہ دیکھنے لگا۔ امیہ بن خلف نے عتبہ بن ابی محیط کو بہت گالیاں دیں۔ اتنی دیر میں ابوجہل بھی اس کے پاس آ گیا۔ اور کہنے لگا۔ آپ سردار ہیں اگر آپ ہی نہیں جائیں گے۔ تو دوسرے لوگوں پر بھی بہت برا اثر پڑے گا۔ اور امیہ بن خلف بادل نخواستہ رضامند ہو گیا۔
اس کے علاوہ ابوجہل نے عتبہ، شیبہ، زمعہ بن اسود، عمر بن وہب، حکیم بن حزام وغیرہ دوسرے لوگ جنہوں نے فال نہ نکلنے کی وجہ سے ساتھ نہ جانے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ کو بھی اتنا مجبور کیا کہ وہ بھی جانے پر رضامند ہو گئے۔
علاوہ اس جو کہ عتبہ اور شیبہ کا غلام تھا۔ اور جس نے حضور ﷺ پر طائف کے سفر کے موقع پر آپ علیہ السلام پر ایمان لا کر آپ ﷺ کو انگور پیش کیے تھے، نے عتبہ اور شیبہ کو کہا کہ تم لوگ اپنی قتل گاہوں کی طرف جا رہے ہو۔ بہتر ہے کہ یہ ارادہ ترک کر دو۔ لیکن ابوجہل کے کہنے پر وہ بھی چلے گئے۔ قریش کفار کے اس لشکر نے مکہ سے کوچ کیا۔ تو اس کی تعداد تقریباً نو سو پچاس تھی۔ جن میں سے ایک سو کے قریب لوگ گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور بقایا لوگ بھی اسلحہ اور زرہوں سے لیس تھے۔ اور ان کے ساتھ رقص کرنے والی عورتیں تھیں۔ جو دفیں بجا بجا کر ایسے ہجو کے شعار پڑھ رہی تھیں۔ جن سے کفار کی آتش انتقام مسلمانوں کے خلاف اور بڑھ رہی تھی۔
اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔

Marfat.com

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾

ترجمہ: اور ان لوگوں کی طرح نہ بن جانا۔ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور محض لوگوں کے دکھلاوے کے لیے نکلے تھے۔ اور وہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے سب کاموں کو گھیرے ہوئے ہیں۔

بنی کنانہ

جب کفار مکہ کوچ کرنے لگے تو ایک خیال نے انہیں پریشان کر دیا۔ قریش نے ایک دفعہ بنی کنانہ کے بوڑھے شخص کو قتل کر دیا تھا۔ قریش کا ایک نہایت خوبصورت لڑکا جس کے سر پر بڑی خوبصورت زلفیں تھیں۔ یہ اپنا گم شدہ جانور ڈھونڈتا ڈھونڈتا مقام صہبان میں جا پہنچا۔ وہاں عامر بن یزید بن عامر ملوح جو بنی کنانہ سے تھا۔ اس کو ملا اور پوچھا تو کون ہے اس نے بتایا کہ میں قریش سے ہوں۔ اور میرا نام ابن حفض احیف ہے۔ جب یہ لڑکا واپس چلا تو عامر بن یزید نے اپنے لوگوں سے کہا کہ قریش سے اپنے خون کا بدلہ لینے کا بہت اچھا موقع ہے۔ چنانچہ بنی کنانہ نے اس لڑکے کو قتل کر دیا۔ قریش نے ان سے گفتگو کی۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمارا بھی ایک آدمی تم لوگوں نے قتل کر دیا تھا۔ یہ اس کا بدلہ ہے اب جو ہوا اسے جانے دو۔

پھر ایک روز اس مقتول لڑکے کا بھائی مکرز بن حفض مقام اظہران میں جا رہا تھا کہ یکا یک اس کی نظر عامر بن یزید پر پڑی جو کے اونٹ پر سوار جا رہا تھا۔ اور بنی کنانہ کا سردار تھا۔ اس نے دوڑ کر اس کے اونٹ کو پکڑا اور نیچے بٹھا دیا۔ اور عامر کو قتل کر دیا۔ اور اس کی تلوار لا کر کعبہ شریف کے پردے کے ساتھ لٹکا دی۔

صبح ہوئی تو قریش نے بنی کنانہ کے سردار عامر کی تلوار کو پہچان لیا۔ اور ان کو یہ بھی پتہ چل گیا کہ فلاں قریش نے اس کو قتل کیا ہے۔

شیطان سُراقہ بن مالک کی شکل میں

اب قریش کو فکر لگی کہ ہمارے گھروں کو خالی پا کر پیچھے سے بنی کنانہ ہمارا گھروں پر دھاوا نہ بول دیں۔ کہ اتنے میں شیطان لعین سراقہ بن مالک کی شکل میں کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری غیر موجودگی میں بنی کنانہ تمہارے گھروں پر حملہ نہیں کریں گے۔ بلکہ وہ تو تمہاری امداد کرنے کے لیے آنے کا صلح و مشورہ کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

الانفال ۔ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ

ترجمہ: اور یاد کرو جب آراستہ کر دیے ان کے لیے شیطان نے ان کے اعمال اور کہا کہ آج ان لوگوں میں سے تم

Marfat.com

پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور میں تمہارا نگہبان ہوں۔(الانفال:۴۸)
شیطان کی اس تسلی نے کام کیا۔اور وہ پھر (نعوذ باللہ) مسلمانوں کا نام ونشان مٹانے کے ارادہ سے چل پڑے۔
(ضیاءالنبی جلد سوم صفحہ ۳۰۲،بدرالکبریٰ صفحہ ۴۸،دلائل النبوۃ للبیہقی جلد سوم صفحہ ۳۲)

ابوسفیان

ادھر ابوسفیان کو ہر وقت مسلمانوں کا خوف لگا ہوا تھا۔اس نے ہر طرف آس پاس اپنے جاسوس مسلمانوں کے متعلق پھیلائے ہوئے تھے۔تاکہ معلومات لے سکے کہ رسول اللہ ﷺ کس طرف سے اس پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔اور وہ خود بھی بدر کی طرف نکل آیا۔

یہاں رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے دو جاسوس لبیس بن عمرو الجہنی اور عدی بن ابی زعبا اپنے اونٹوں کے ساتھ ہو کر گزرے تھے۔اور انہوں نے دو عورتوں کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ کل یہاں سے کفار مکہ کا قافلہ گزرے گا۔اور ایک عورت دوسری عورت سے کہہ رہی تھی کہ جو قرضہ میرے ذمے تمہارا واجب الادا ہے میں اس قافلے کی خدمت کر کے ادا کر دوں گی۔ان کی یہ باتیں سن کر وہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دینے چلے گئے۔تو پیچھے سے ابوسفیان وہاں پہنچا۔اور اس نے ٹیلے کے پاس اونٹوں کے لیدنے دیکھے۔اس نے ایک لیدنے کو اٹھایا اور اس کو توڑا تو اس میں سے کھجور کی گٹھلی نکلی۔وہ چیخ اٹھا کہ یہ اہل یثرب کے چارہ کے لیدنے ہیں۔

وہ فوراً جلدی جلدی واپس پلٹا اور اپنے قافلے کو لے کر سمندر کی طرف نکل گیا۔اور اس کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا مکہ کی طرف نکل گیا۔جب وہ کافی دور نکل آیا اور اس نے سمجھا کہ اب میں مسلمانوں کی زد سے محفوظ ہو گیا ہوں اور میرا قافلہ بھی بچ گیا ہے۔اس نے مطمئن ہو کر کفار کی طرف قیس بن امرو القیس کو بھیجا کہ ان کو اطلاع کرو کہ میں قافلے کو بچا کر مسلمانوں کی زد سے بہت دور آ گیا ہوں۔تم لوگ واپس چلے جاؤ۔لیکن جب ان لوگوں نے واپس جانے سے انکار کر دیا تو قیس بن امرو نے واپس آ کر ابو سفیان کو بتا دیا۔ابوسفیان بولا کہ ہائے میری قوم کی بدبختی۔یہ عمرو بن ہشام کا کارنامہ ہے۔

ابوجہل اپنے لشکر سمیت مقام جحفہ پر خیمہ زن تھا۔جب اس کے پاس ابوسفیان کا پیغام پہنچا کہ

"لشکر کو لے کر واپس چلے جاؤ۔میں مکہ سے صرف چار منزل کی مسافت پر ہوں۔"

ابوجہل کی بدبختی

ابوجہل نے ابوسفیان کے مشورے کی ذرا پرواہ نہ کی اور کہنے لگا کہ ہم ہرگز واپس نہیں جائیں گے۔یہاں تک کہ مقام بدر پر پہنچیں گے۔وہاں تین دن قیام کریں گے۔اونٹوں کو ذبح کریں گے۔لشکر کو کھلائیں گے۔شراب پئیں گے اور ہماری

Marfat.com

کنیزیں سارنگیاں اور دفیں بجا کر رقص و سرور کی محفل گرم کریں گی۔ سارا عرب ہمارے متعلق اور ہمارے لشکر کے متعلق سنے لگا۔ پھر مسلمان ہم سے ہمیشہ کے لیے خوفزدہ ہو جائیں گے۔ اے دوستو! بڑھتے چلو۔

لیکن بعض لوگوں نے ابوجہل کے اس فیصلے کو قبول نہیں کیا۔ جحفہ کے مقام پر اخنس بن شریف الثقفی جو بنی زہرہ کا حلیف تھا۔ بنی زہرہ کے پاس آیا اور ان کو سمجھایا کہ تمہارے اموال اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرما لیے ہیں۔ اس لیے لڑائی کا کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ بنی زہرہ کے سب لوگ واپس چلے گئے۔ کئی مورخین جن میں مقریزی بھی شامل ہیں کہتے ہیں کہ ابواء کے مقام پر یہ لشکر جدا ہوئے لیکن اکثر مورخین کا کہنا ہے کہ یہ لشکر جحفہ کے مقام پر جدا ہوئے۔ کیونکہ اخنس بن شریف نے ایک دفعہ ابوجہل سے پوچھا کیا محمد (ﷺ) جھوٹے ہیں۔ ابوجہل نے جواب دیا۔

وہ اللہ پر کیسے جھوٹ باندھ سکتے ہیں۔ حالانکہ ہم خود انہیں امین کہا کرتے تھے۔ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا لیکن بات یہ ہے کہ عبد مناف کے پاس پہلے ہی سقایہ، رفادہ اور مشورہ کے اہم اور اعلیٰ منصب ہیں۔ اگر ان میں نبوت بھی آجائے تو ہمارے لیے کیا بچے گا۔

بنی عدی قبیلہ کے افراد بنی زہرہ سے پہلے ہی مراظہران کے مقام سے ابوجہل کے لشکر سے جدا ہو کر چلے گئے تھے۔

حضرت ابوطالب کے بیٹے طالب جو لشکر کے ساتھ شریک تھے۔ کو اثنائے سفر کسی قریش نے کہا کہ تم بظاہر ہمارے ساتھ شریک ہو لیکن ہم جانتے ہیں کہ تمہاری ہمدردیاں محمد (ﷺ) کے ساتھ ہیں۔ یہ سن کر طالب کو بہت غصہ آیا اور وہ بھی اپنے کئی ساتھیوں سمیت مکہ واپس لوٹ گئے۔

حضور علیہ السلام کی مدینہ منورہ سے روانگی

آقا دو جہاں سرور بزم کون و مکان حضور ﷺ ایک روایت کے مطابق آٹھ رمضان المبارک اور ایک روایت کے مطابق بارہ رمضان المبارک کو مدینہ طیبہ سے چلے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم جو بنی عامر بن لوح سے تھے۔ مدینہ طیبہ میں نائب مقرر فرمایا۔ جب سرکار دو عالم ﷺ مقام روحاء پہنچے تو آپ نے حضرت ابولبابہ کو بھی واپس بھیج دیا۔ تاکہ واپسی تک وہ بھی نیابت کے فرائض ادا کریں۔ (ابن اسحاق، سیرت النبی ابن ہشام صفحہ ۴۲۷)

امام بخاری کعب بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں لشکر اسلام میں شامل نہیں ہوا تھا۔ اور سرکار دو عالم ﷺ نے شرکت نہ کرنے والوں سے ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا تھا۔ کیونکہ لشکر کی روانگی کے وقت پیش نظر ابوسفیان کا قافلہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنی حکمت و قدرت کی بدولت مسلمانوں اور کفار کو بدر کے مقام پر آمنے سامنے کر دیا۔

قوی دلیل یہ معلوم ہوتی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ آٹھ رمضان المبارک کو روانہ ہوئے ہوں گے۔ چوں کہ کچھ دن سفر کے اور پھر ابوسفیان کا ضمضم غفاری کو مکہ بھیجنا۔ اس نے بھی کچھ دن لیے۔ اور پھر ضمضم غفاری کا واپس ابوسفیان کو آ کر اطلاع دینا

Marfat.com

اور ضمضم غفاری کے وہاں پہنچنے پر تین دن۔ ابوجہل کا لشکر وہاں سے روانہ ہو کر راستے میں پڑاؤ کرتا کرتا مقام بدر تشریف لائے۔ ادھر سرکار دو عالم ﷺ مختلف مقام پر پڑاؤ فرماتے ہوئے مقام بدر پر پہنچے اور سترہ رمضان المبارک کو جنگ بدر لڑی گئی۔

(سیرت ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۳۸۷، بخاری شریف، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۰۶)

سرکارِ دو عالم ﷺ نے لشکر اسلام کا پرچم جو سفید رنگ کا تھا۔ حضرت معصب بن عمیرؓ کو عنایت فرمایا۔ ایک پرچم جس کا نام عقاب تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور دوسرا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا۔

لشکر کے آخری حصہ ساقہ پر قیس ابن ابی صعصعہ کو مقرر فرمایا۔ جو بنو نجار (بنی مازن) کے تھے۔ اور میمنہ (دائیں جانب) سعد بن خثیمہ کو اور میسرہ (بائیں جانب) مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ لشکر کی روانگی کے وقت راز داری کی وجہ سے اونٹوں کے گلوں کی گھنٹیاں کاٹ دی گئیں تھیں۔

حضور ﷺ کے لشکر میں کل اسی اونٹ تھے۔ اور تین تین آدمی ایک اونٹ پر باری باری سوار ہو رہے تھے۔

خود حضور ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ ایک اونٹ پر سوار ہوئے۔ حضرت حمزہ، زید بن حارثہ اور ابوکبشہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اونٹ پر سوار ہوئے۔ اور ایک اونٹ پر حضرت ابو بکر و حضرت عمر فاروق اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم سوار ہوئے۔

آقا علیہ السلام اپنے لشکر سمیت پہلے روحاء سے ہوتے ہوئے پہلے عقیق پہنچے۔ پھر وہاں سے ذوالحلیفہ پھر ذات الجیش پھر تربان پھر منل پھر عمیس الحمام پھر الحمام کی پتھریلی زمین سے ہوتے ہوئے امام السیالہ پہنچے۔ پھر یہاں سے فج روحاء میں آئے۔ پھر شنوکہ کے سیدھے راستے سے مقام عرق الظبیہ یا مرج الظبیہ پہنچے۔

یہاں ایک بدوی شخص سے ملاقات ہوئی۔ مسلمانوں نے اس سے لشکر کفار کے بارے میں پوچھا۔ تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ لوگوں نے اسے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرو۔ اس نے کہا کہ تم میں رسول خدا ﷺ ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ ہیں۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اور کہنے لگا کہ اگر آپ رسول خدا ﷺ ہیں تو بتائیے کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟

سلمہ بن سلالہ رضی اللہ عنہ نے اس بدو سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال نہ پوچھو۔ ادھر آؤ۔ میں تمہیں بتاتا ہوں تم نے اس سے بدمعاشی کی ہے۔ اور اس کے پیٹ میں تجھ سے بچہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے سلمہ خاموش ہو جاؤ تم نے اس سے فحش بات کی ہے اور اسے رسواء کیا ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے یہاں اس مقام پر اپنے لشکر کا جائزہ لیا اور کم سن بچوں کو واپس بھیج دیا۔ یہ عبداللہ بن عمر، اسامہ بن زید، رافع بن خدیج، براء بن عازب، ولید بن حضیر، زید بن ارقم، زید بن ثابت، انصاری النجاری (رضوان اللہ علیہم اجمعین) تھے۔ عمیر بن ابی وقاص کو جب آپ نے واپسی کا حکم دیا تو آپ رو پڑے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ترس کھا کر ان کو ساتھ آنے

Marfat.com

دیا۔ یہ مقام بدر میں لڑائی کے وقت شہید ہو گئے۔ ان کی عمر صرف سولہ سال تھی۔

بئر سقیا میں آپ ﷺ نے پانی نوش فرمایا اور سب لشکر کو یہاں سے پانی پینے کا حکم فرمایا اور نماز ادا فرمائی اور دعا فرمائی:

"یا اللہ! ابراہیم (علیہ السلام) تیرے بندے تیرے خلیل اور تیرے نبی (علیہ السلام) تھے۔ انہوں نے اہل مکہ کے لیے تجھ سے دعا مانگی اور میں محمد (ﷺ) (فدا اُمی و ابی) تیرا بندہ تیرا نبی (ﷺ) ہوں۔ میں اہل مدینہ کے لیے تجھ سے دعا مانگتا ہوں۔ کہ تو ان کے لیے ان کے صاع میں ان کے مد میں اور ان کے پھلوں میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ۔ مدینہ کو ہمارے لیے محبوب بنا دے۔ اور جو وبائی امراض یہاں ہیں انہیں خم میں بھیج دے۔ اے اللہ میں نے مدینہ کے دو کناروں کے درمیان کے علاقہ کو حرم بنا دیا ہے۔ جس طرح تیرے خلیل ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو حرم بنا دیا تھا۔"

اسی مقام پر خبیب بن اساف اپنے قبیلہ خزرج کا نام روشن کرنے کے لیے حاضر خدمت ہوا وہ ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا کہ ہم کسی ایسے شخص کو ہمراہ نہیں لے جائیں گے۔ جو ہمارے دین پر نہ ہو۔

اتوار کی شام کو سفیا کے مکانوں سے روانگی کے وقت دعا فرمائی۔

"اے اللہ یہ پیادہ ہیں۔ ان کو سواریاں عطا فرما۔ یہ عریاں ہیں ان کو لباس عطا فرما۔ یہ بھوکے ہیں ان کو سیر کر۔ یہ مفلس ہیں۔ ان کو اپنے فضل سے غنی فرما۔"

یہاں سے چل کر حضور ﷺ (تنجسح) بئر الروحاء اترے۔ جب یہاں سے منصرف کے مقام پر پہنچے تو مکہ کے راستے کو بائیں جانب چھوڑا اور ناز یہ کے راستے بدر کا قصد فرمایا۔

پھر سرکار دو جہاں ﷺ وادی رحقان سے گزر کر رحقان اور مضیق الصفراء کے درمیان وادی رحقان کو درمیان سے چیرتے ہوئے اصفراء کے قریب پہنچے تو آپ نے دو جاسوس لبسبس بن عمرہ جہنی جو بنی ساعدہ کا حلیف تھا اور عدی بن ابی زعبا جو بنی نجار کا حلیف تھا کو بدر کی طرف ابوسفیان کے بارے میں معلومات کے لیے بھیجا۔

پھر رسول اللہ ﷺ خود بھی ان کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ جب آپ علیہ السلام اصفراء گاؤں کے پاس پہنچے۔ جو کہ دو پہاڑوں کے درمیان تھا تو سرکار دو عالم ﷺ نے ان پہاڑوں کا نام پوچھا۔ عرض کیا گیا کہ ایک کا نام سلح ہے اور دوسرے کا نام بختری ہے۔ پھر سرکار دو عالم ﷺ نے پوچھا کہ یہاں کون لوگ رہتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ بنی غفار کے دو قبیلے بنو نا اور بنو خراق رہتے ہیں۔ یہ مکروہ نام سن کر نبی علیہ السلام نے ان کے درمیان سے گزرنا پسند نہ فرمایا۔ اور اس راستے کو چھوڑ کر اس کے دائیں طرف سے وادی زفران کو عبور کر کے یہاں اتر پڑے۔ اور قیام فرمایا۔

Marfat.com

افطار روزہ

رمضان کے مہینہ میں باقی صحابہ بھی سرکار دو جہاں علیہ اسلام کے ساتھ روزے رکھ رہے تھے۔آپ نے اعلان فرمادیا کہ میں نے روزہ افطار کرلیا ہے۔تم لوگ بھی افطار کرلو۔

سب لوگوں نے روزہ افطار کرلیا۔ یہاں پہنچ کر آقا دو جہاں علیہ السلام کو خبر ملی۔کہ کفار کا لشکر بڑی شان وشوکت سے اپنے قافلہ کو بچانے کے لیے چلا آرہا ہے۔

اس خبر سے ساری صورتحال یکسر تبدیل ہوگئی تھی۔اب ایک بہت بڑے لشکر کا سامنا تھا۔

سرکار دو عالم ﷺ نے مجلس مشاورت قائم فرمائی۔اور مہاجرین و انصار واوس وخزرج کے سب قبیلے اس میں شامل تھے۔سرکار دو عالم ﷺ نے سب کو کفار کے لشکر کے متعلق آگاہ فرمایا۔اور سب کی رائے لی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جذبہ جہاد

سب سے پہلے سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بڑے خوبصورت الفاظ میں آقا دو جہان ﷺ کے سامنے تقریر فرمائی۔ پھر سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی بڑی جامع گفتگو فرمائی۔پھر حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ اٹھے اور فرمانے لگے۔

''یارسول اللہ ﷺ تشریف لے چلئے جدھر اللہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے۔ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ہم آپ کو وہ جواب نہ دیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا۔جائیے آپ اور آپ کا خدا ان جنگ کیجئے۔ہم تو یہاں ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔بلکہ ہم یہ کہیں گے تشریف لے چلئے۔آپ ﷺ اور آپ ﷺ کا رب جنگ کیجئے۔ہم آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔اس پاک رب کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔اگر آپ برک الغماد تک بھی جائیں گے۔تو ہم آپ کے ساتھ چلیں گے۔اور آپ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ وہاں پہنچ جائیں۔''

آقا علیہ السلام نے یہ الفاظ سن کر حضرت مقداد کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

سرکار دو عالم ﷺ نے پھر فرمایا مجھے مشورہ دو۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔جیسے حضور ﷺ ہماری رائے پوچھ رہے ہیں۔

آقا علیہ السلام نے فرمایا بیشک!

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

''یارسول اللہ ﷺ بے شک ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ہم نے گواہی دی

Marfat.com

جو دین لے کر آپ آتے ہیں۔ وہ حق ہے۔ اور اس چیز کے ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ وعدے کیے ہیں۔ اور ہم نے آپ کا حکم سننے اور اسے بجالانے کے کے وعدے پیمان باندھے ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ آپ تشریف لے چلئے۔ جدھر آپ کا ارادہ ہے۔ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اگر آپ ﷺ ہم کو سمندر کے سامنے لے جائیں۔ اور خود اس میں داخل ہو جائیں تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ سمندر میں چھلانگیں لگا دیں گے۔ ہم میں سے ایک بھی شخص پیچھے نہیں رہے گا۔ ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے۔ آپ ﷺ کل ہی دشمن کیساتھ مقابلہ کریں۔ ہم جنگ کے گھمسان میں صبر والے ہیں۔ دشمن سے مقابلہ کے وقت ہم سچے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے وہ کارکردگی آپ ﷺ کو دکھائے گا۔ جس سے آپ کی چشم مبارک ٹھنڈی ہو جائے گی۔ پس اللہ کی برکت سے آپ ﷺ روانہ ہو جائیے۔"

خوشخبری

آقا دو جہاں سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو سن کر بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا:

"روانہ ہو جاؤ اور تمہیں خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو گروہوں میں سے ایک پر غلبہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ بخدا میں قوم کے مقتولوں کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں۔"

نزول بدر

پھر سرکار دو عالم ﷺ زفزان سے روانہ ہو کر چند ٹیلوں پر سے گزرے۔ جنہیں اصافر کہتے ہیں۔ اور حنان جو ایک بڑا ٹیلا تھا۔ اس کو دائیں طرف چھوڑ دیا اور بدر کے قریب جا کر نزول فرمایا:

بدر ایک کنوئیں کا نام ہے۔ یہ مدینہ منورہ سے اسی میل مغرب مائل بہ جنوب واقع ہے۔ یہ مکہ اور شام کے درمیان شاہراہ پر واقع ہے۔ ۱۹۸۱ء میں جرمنی سے حج کے موقع پر واپسی پر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں زیارت کا موقع دیا۔ اس وقت مکہ مدینہ کے درمیان یہ شاہراہ پر واقع تھا۔ ۱۹۹۳ء میں جب اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھے عمرہ کا موقع دیا۔ تو میں نے دیکھا کہ نئی شاہراہ اب اس سے کافی دور سے گزر رہی تھی۔ بحرہ احمر کا ساحل بدر کے میدان سے دس بارہ کلو میٹر دور ہے۔

بدر کا میدان بیضوی شکل کا ہے۔ جسے پہاڑوں نے چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے۔ اس کا طول ساڑھے پانچ میل اور عرض چار میل کے قریب ہے۔

حضور علیہ السلام ایک اور شخص کے ساتھ سوار ہو کر معلومات حاصل کرنے کے لیے خود تشریف لے گئے۔ آگے جا کر آپ ﷺ

Marfat.com

کی ایک بوڑھے شخص سے ملاقات ہوگئی۔آپ نے اس سے پوچھا کہ قریش کہاں ہیں۔اور محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب کہاں ہیں۔اس نے کہا کہ میں اس وقت تک نہ بتلاؤں گا جب تک کہ آپ لوگ نہ بتلائیں کہ آپ کون ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا۔پہلے تم ہمارے سوالوں کا جواب دو۔پھر ہم بتلائیں گے۔وہ کہنے لگا۔اچھا یہ بات ہے تو مجھے ایک شخص نے خبر دی کہ محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب فلاں روز تو مدینہ سے روانہ ہوئے تو اگر وہ مخبر سچا ہے تو محمد (ﷺ) آج اس مقام میں ہوں گے جس مقام میں حضور علیہ السلام تھے۔اور ایک اور شخص نے مجھے بتلایا کہ قریش فلاں روز کو مکہ مکرمہ سے چلے تھے۔اور اگر وہ مخبر سچا ہے تو آج قریش فلاں مقام میں ہوں گے۔اور جہاں قریش تھے اسی جگہ کا نام لیا۔

پھر اس بوڑھے نے پوچھا کہ آپ لوگ کون ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے بتلایا کہ "ہم پانی سے ہیں" (یعنی ہماری پیدائش پانی سے ہے)۔وہ بوڑھا ان سے رخصت ہو کر یہ کہتا ہوا چلا کہ کون سے پانی سے؟ کیا عراق کے پانی سے؟ یہ بوڑھا سفیان ضمری تھا۔

رسول خدا ﷺ سب سے پہلے العدواۃ الدنیا کی طرف سے میدان بدر میں داخل ہوئے۔جب پہلے کنوئیں پر پہنچے تو قیام کا ارادہ فرمایا۔حضرت خباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کیا یہاں ہمیں ٹھہرنے کا حکم ہے۔یا ہم آگے بھی جا سکتے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا۔یہ رائے ہے حضرت خباب بن منذر نے عرض کی۔حضور علیہ السلام ہم آگے بڑھ کر قیام فرماتے ہیں کہ سارے کنوئیں پیچھے رہ جائیں۔ہم سب کنوؤں کو بند کر دیتے ہیں۔اور ایک کنوئیں کو حوض میں تبدیل کر دیتے ہیں۔اور سارا پانی وہیں اکٹھا کر لیتے ہیں۔

جنگ کے دوران ایسی پوزیشن پر ہم ہوں گے کہ ہم یہاں سے سیر ہو کر پانی پی سکیں گے۔اور ہمارے دشمنوں کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نصیب نہیں ہوگا۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور کافروں کے درمیان کوئی فیصلہ فرما دے۔

آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری رائے بڑی صائب ہے (یعنی اچھی اور عمدہ ہے) اور تمام کنوؤں کو بند کرنے اور ایک کنوئیں میں پانی جمع کر کے اس کو حوض بنانے کا حکم فرما دیا۔

شام کو حضرت علی اور زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو چند لوگوں کے ساتھ معلومات لینے کے لیے بھیجا۔یہ لوگ دو لوگوں کو پکڑ کر لے آئے۔یہ دونوں غلام تھے۔ایک کا نام اسلم تھا اور یہ بنی حجاج کا غلام تھا۔دوسرے کا نام عریض ابو یسار تھا۔یہ بنی عاص کا غلام تھا۔ان لوگوں سے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ یہ قریش کے غلام ہیں۔صحابہ کو ان کی باتوں پر یقین نہ آیا۔اور انہوں نے ان کو خوب مارا۔جب ان لوگوں کو خوب مار پڑی تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم ابوسفیان کے غلام ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ اکرام نے ان کو آپ کے سامنے پیش کیا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ان غلاموں نے سچ بات کہی تو تم لوگوں نے انہیں خوب مارا اور جب انہوں نے جھوٹ بولا تو تم لوگوں نے انہیں چھوڑ دیا۔یہ کیا عقلمندی ہے۔واللہ یہ ضرور قریش کے غلام ہیں۔

Marfat.com

پھر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بتلاؤ کہ قریش کے ساتھ کتنے آدمی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر نہیں۔ فرمایا: روز کس قدر اونٹ ذبح کرتے ہیں؟ غلاموں نے کہا کہ کسی دن نو اونٹ اور کسی دن دس اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ معلوم ہوا کہ نو سو یا ہزار کے قریب لوگ ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے ان غلاموں سے پوچھا کہ کفار قریش نے کہاں قیام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ جو ٹیلہ آپ دوسری طرف دیکھ رہے ہیں اس کے پس پشت۔

پھر حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اشراف قریش سے کون کون لوگ آئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، امیہ بن خلف، حجاج کے دونوں بیٹے، مینہ اور نبیہ علاوہ سہل بن عمرو، عمرو بن عبدود وغیرہ۔

صحابہ کو مخاطب کر کے یہ سن کر سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"یہ مکہ ہے۔ جس نے اپنے جگر کے ٹکڑے نکال کر تمہارے آگے کر دیے ہیں۔"

اس رات کو خوب بارش ہوئی۔ مسلمان ریتلے علاقے میں خیمہ زن تھے۔ جس سے وہ ریت جم کر پختہ ہو گئی اور مسلمان آسانی سے چلنے پھرنے لگے۔ لیکن جہاں قریش کفار مکہ تھے وہاں کیچڑ ہو گیا۔ ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ تھا۔

یہ جمعہ کی رات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر گہری نیند طاری کر دی۔

حضرت سعد بن معاذ نے پھر دوبارہ مشورہ دیا کہ حضور ﷺ ہم آپ کے لیے ٹیلہ پر عریش بنا دیتے ہیں۔ جہاں آپ بیٹھ کر جنگی حالات کا جائزہ لیں گے۔ وہاں آپ کی سواری کے اونٹ بھی تیار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو فتح عطا فرمائے۔ خدانخواستہ اگر دوسری صورت ہوئی تو آپ اونٹوں پر مدینہ طیبہ تشریف لے جائیں۔ وہاں آپ علیہ السلام کے صحابہ آپ ﷺ پر اپنی جانیں نثار کرنے کے لیے موجود ہیں۔ آقا علیہ السلام نے ان کو دوبارہ دعائے خیر سے نوازا۔ اور حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق ٹیلے پر آپ ﷺ کے لیے عریش بنا دیا گیا۔ جہاں سے آپ ﷺ سارا نظارہ دیکھ سکتے تھے۔ اس میں حضور علیہ السلام اور دوسرے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ تیسرے کسی کو یہاں ٹھہرنے کی اجازت نہ تھی۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تلوار سجا کر خود عریش کے آگے پہرا پر کھڑے ہو گئے۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ

"ہم میں سے مقداد کے بغیر کوئی بھی گھڑسوار نہ تھا۔ ہم نے دیکھا کہ تمام لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ سوائے آنحضرت ﷺ کے۔ حضور ﷺ رات بھر ایک درخت کے نیچے نماز ادا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔" (رسولِ رحمت صفحہ ۲۷۶، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد سوم صفحہ ۳۵، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۳۱، ۳۱۵)

جہیم بن صلت کا خواب

کفار قریش مکہ سے آئے ہوئے جب مقام جحفہ پر پہنچے تھے تو یہاں جہیم بن صلت بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف نے خواب دیکھا اور اسے لوگوں سے بیان کیا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار آیا ہے اور ایک اونٹ بھی اس کے ساتھ ہے۔ وہ شخص

Marfat.com

آ کر کھڑا ہوا ہے۔ اور کہنے لگا کہ عتبہ بن ربیعہ قتل ہوا۔ شبیہ بن ربیعہ قتل ہوا۔ ابوجہل بن ہشام قتل ہوا۔ امیہ بن حلف قتل ہوا۔ اور اشراف قریش میں سے فلاں فلاں قتل ہوئے۔ اس نے سب کا نام لیا۔ پھر اس شخص نے اپنے اونٹ کی گردن میں نیزہ مار کر زخمی کر کے اسے ہماری طرف چھوڑ دیا۔ ہمارے لشکر میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔ جس کو اس اُونٹ کا خون نہ لگا ہو۔

ابوجہل نے جب یہ خواب سنا تو کہنے لگا کہ بنی مطلب میں ایک اور نبی پیدا ہو گیا ہے۔ کل ہم نے جنگ کی تو خوب معلوم ہو جائے گا۔ کہ کون قتل ہوتا ہے۔

کفار مکہ میدانِ بدر میں

صبح کو کفار اٹھ کر بدر کے میدان کی طرف آئے۔ یہ بڑے غرور میں بن سنور کر اور ہتھیار اور زرہوں وغیرہ کے ساتھ آ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا:

"اے اللہ یہ قریش کا لشکر ہے۔ جو بڑے تکبر اور غرور سے چلا آ رہا ہے۔ تا کہ تیرے ساتھ ٹکرائے اور تیرے رسول (ﷺ) کو جھٹلائے۔ اے اللہ اپنی وہ مدد بھیج جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ اے اللہ کل ان کو ہلاک کر دے۔"

پھر حضور اکرم ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے جو قریش کے قریب تھے دریافت فرمایا یہ سرخ اونٹ والا کون ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ عتبہ بن ربیعہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لشکر قریش میں سے کسی سے خیر چیز کی توقع کی جا سکتی ہے تو یہ عتبہ بن ربیعہ ہے۔ لوگ اگر اس کی بات مانیں گے تو فلاح پالیں گے۔ (یہ لوگوں کو جنگ سے باز رہنے اور واپس چلے جانے کی ترغیب دے رہا تھا)

چند لوگ قریش کے حضور اکرم ﷺ کے لشکر کے پاس حوض جو مسلمانوں کے قبضے میں تھا۔ پانی پینے کے لیے آئے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ ان کو پانی پینے دیں۔ ان سب لوگوں میں سے جس نے بھی پانی پیا۔ سب میدان بدر میں قتل ہوئے سوائے ایک حکیم بن حزام کے۔ جن کا اسلام بعد میں بہت اچھا ہوا۔ ان پر اس واقعہ کا بہت اثر ہوا۔ کہ یہ جب بھی قسم کھاتے تو فرماتے۔ "قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بدر کی جنگ میں نجات دی۔"

جب قریش کے لوگ اطمینان کے ساتھ بدر کے میدان میں اتر آئے تو انہوں نے عمیر بن وہب الجمحی کو بھیجا۔ تا کہ مسلمانوں کی قوت کا اندازہ لگائے۔ عمیر بن وہب الجمحی نے گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے گرد چکر لگایا۔ اور آ کر بتایا کہ ان کی تعداد تقریباً تین سو کے قریب ہے کچھ اور یا کم ہے۔

پھر اس نے کہا کہ ٹھہرو کہ کہیں انہوں نے کوئی کمک نہ چھپا رکھی ہو۔ اس نے پھر گھوڑے کو ایڑ لگائی اور دور نکل گیا۔ وہ واپس آیا تو اس کے ہوش اڑے ہوئے تھے۔ اس نے کہا میں نے نہیں دیکھا کہ ان کے کوئی اور لوگ چھپے ہوئے ہوں۔ مگر

Marfat.com

اے قریش میں نے دیکھا ہے کہ تم پر بلائیں موت کو لے کر نازل ہو رہی ہیں۔ ان لوگوں کے خاموش چہروں کو دیکھ کر ایسے نظر آتا ہے کہ وہ کم از کم تم لوگوں کا ایک ایک آدمی ہر ایک ان میں سے ضرور قتل کر لے گا۔ اور جتنی ان کی تعداد ہے تمہارے اتنے آدمی بھی قتل ہو گئے تو پھر زندگی کا کیا لطف باقی رہ جائے گا۔ میں نے اپنی رائے تمہیں بتا دی ہے باقی تمہاری مرضی۔

پھر کفار نے ایک اور آدمی ابوسلمہ الخشمیٰ کو بھیجا۔ تاکہ وہ مسلمانوں کی طاقت کا اندازہ لگائے۔ اس نے بھی گھوڑے پر چکر لگایا۔ واپس آ کر اس نے بتایا:

''بخدا میں نے ان کے پاس نہ ہی اسلحہ کے انبار اور نہ ہی کوئی قوت دیکھی ہے۔ لیکن میں نے ایسی قوم دیکھی ہے جو گھروں کو لوٹنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ وہ لوگ اپنی جان کی بازی لگا دیں گے۔ ان کے پاس سوائے ان کی تلواروں کے کوئی جائے پناہ نہیں۔ ان کی نیلگوں آنکھیں دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ وہ چمڑے کی ڈھال کے نیچے کنکریاں ہوں۔ میں نے تمہیں اپنی رائے دے دی۔ اب جیسے مرضی کریں۔

عتبہ بن ربیعہ

حکیم بن حزام ان لوگوں کی باتیں سن کر مختلف لوگوں سے ملتا ہوا عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا۔ اور اسے کہا۔ اگر تم ایسا کارنامہ کرو کہ لوگ تمہیں ساری زندگی یاد رکھیں۔ تو ضرور کرو۔ کیونکہ تم ایک معزز سردار ہو۔ اور اس نے اسے ابوولید (عتبہ کی کنیت) سے اُسے مخاطب کیا تھا۔

حکیم بن حزام نے مزید کہا کہ تم اپنے حلیف عمرو بن حضری کا خون بہا اپنے ذمہ لے لو۔ اور لوگوں کو واپس لے چلو۔

عتبہ نے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ اور کہا کہ ''میں نے عمرو بن حضری کا خون بہا اپنے ذمہ لے لیا۔ اس کی دیت میں اپنی گرہ سے ادا کروں گا۔ اور اس کے مال کا نقصان بھی پورا کروں گا۔

اے قریش کے لوگو تم محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب سے جنگ کر کے کیا کرو گے۔ وہ سب تمہارے قریبی رشتہ دار ہیں۔ پھر تم زندگی بھر ایک دوسرے کا منہ دیکھنا گوارہ نہیں کرو گے۔ کسی نے کسی کا بھائی کسی کا بیٹا کسی کا چچا یا ماموں قتل کیا ہو گا۔ میرا مشورہ ہے کہ تم اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ محمد (ﷺ) کو عرب کے دوسرے لوگوں کے ساتھ لڑنے دو۔ اگر ان قبائل نے ان کو قتل کر دیا تو تمہارا مطلب پورا ہو جائے گا۔ اور اگر یہ غالب آ گئے تو ان سے ملتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آئے گی۔ کیونکہ تم نے ان کا کچھ نہیں بگاڑا ہو گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ محمد (ﷺ) کے اصحاب نے اپنی جانیں دینے کا عزم کر رکھا ہے۔ تم اپنی جانوں کے نقصان کے بغیر ان تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔ اور نہ انہیں نقصان پہنچا سکتے ہو۔ اے قوم بزدلی کی تہمت تم مجھ پر لگا دو اور اعلان کر دو کہ عتبہ کی بزدلی کی وجہ سے ہم جنگ نہیں کر سکے۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں بزدل نہیں ہوں۔

پھر اس نے حکیم بن حزام کو ابن حنظلہ ابوجہل کے پاس جانے کے لیے کہا۔ ابن حنظلہ ابوجہل کو کہتے تھے۔ حنظلہ ابوجہل

Marfat.com

کی ماں کا نام تھا۔ کیونکہ عتبہ کو اندیشہ تھا کہ لوگ بغیر ابوجہل کی رائے کے واپس نہیں ہوں گے۔ ابوجہل کو ابوالحکم کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔

حکیم بن حزام ابوجہل کے پاس آیا۔ وہ اپنی زرہ درست کر رہا تھا۔ اس نے کہا کہ اے ابوالحکم! مجھے عتبہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور یہ یہ کہا ہے۔

ابوجہل کی چال

ابوجہل نے عتبہ کی باتیں سن کر کہا کہ محمد (ﷺ) کو دیکھ کر عتبہ کا سانس پھول گیا ہے۔ واللہ ہم واپس نہ جائیں گے کہ جب تک خدا ہمارے اور محمد (ﷺ) کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔ عتبہ کا بیٹا (ابوخزیفہ بن عتبہ) چونکہ محمد (ﷺ) کے ساتھ ہے اس لیے وہ تم لوگوں کو محمد (ﷺ) سے ڈراتا ہے۔

پھر ابوجہل نے ایک چال چلی۔ اس نے عامر بن حضرمی جو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔ اس کے بھائی عمرو بن حضری کو بلا بھیجا۔ جب وہ آیا تو اس نے اس کو کہا کہ تم لوگوں میں کھڑے ہو کر اپنے بھائی کے خون کی فریاد کرو۔

عمرو بن حضرمی لوگوں کے درمیان آیا۔ اور اس نے اپنا گریبان پھاڑ کر لوگوں کو دہائی دی۔ ''واعمراہ واعمراہ'' اس کے اس طرح چیخنے سے لوگ پھر جنگ پر آمادہ ہو گئے۔

جب عتبہ نے ابوجہل کی بات سنی تو کہنے لگا۔ ''اس ذلیل کو جلدی معلوم ہو جائے گا کہ کس کا سانس پھولا ہوا ہے۔ میرا یا اس کا۔''

عتبہ کا سر بہت بڑا تھا۔ سارے لشکر میں اس نے اپنے لیے خود تلاش کیا۔ مگر نہ ملا۔ تو اس نے اپنے سر پر چادر لپیٹ لی۔ (سبل الہدیٰ جلد چہارم صفحہ ۵۱ تا ۵۳)

رسول اللہ ﷺ کی دعائیں

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے:

''بدر کے دن ہمارے پاس حضرت مقداد کے بغیر کوئی سوار نہیں تھا۔ اس رات سب گہری نیند سوتے رہے سوائے اللہ تعالیٰ کے رسول کریم ﷺ کے۔ آقا دو جہاں ﷺ ساری رات اللہ تعالیٰ کے آگے نوافل پڑھتے رہے۔ اور رحمت الٰہی کے لیے اپنے آنسو بہاتے رہے۔''

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ بدر کی جنگ شروع ہوئی۔ تو میں کچھ دیر کافروں سے برسرپیکار رہا۔ پھر میں تیزی سے عریش کی سمت آیا تاکہ آقا علیہ السلام کو دیکھوں۔ سرکار دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود تھے۔ اور یا حی یا قیوم کا ورد فرما رہے تھے۔ میں پھر واپس آ کر لڑائی میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر دل بے چین ہوا۔ اور میں تیزی سے

Marfat.com

سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھنے کے لیے آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ابھی تک سربسجود ہیں۔ اور یا حیی یا قیوم کا ورد فرما رہے ہیں۔ میں پھر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر آیا۔ اور آپ ﷺ یوں ہی سربسجود یا حیی یا قیوم کا ورد فرما رہے تھے۔ اس کے علاوہ اور کوئی لفظ نہیں فرما رہے تھے۔ میں کئی بار لشکر میں گیا۔ کافروں سے لڑا اور واپس آیا۔ لیکن آپ ﷺ یوں ہی سربسجود یا حیی یا قیوم کا ورد فرماتے رہے۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح مبین عطا فرمائی۔

حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے اس شدت اور قوت سے کسی کو اپنے حق کا واسطہ دیتے ہوئے نہیں سنا جس شدت اور قوت سے حضور ﷺ نے روز بدر اللہ تعالیٰ کو واسطہ دیا۔ حضور ﷺ عرض کرتے رہے۔ اے اللہ میں تجھے اس عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں جو تو نے میرے ساتھ کیا ہے۔ یا اللہ اگر تو اس گروہ کو ہلاک کر دے گا تو پھر تیری عبادت کبھی نہیں کی جائے گی۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ اس دن فرما رہے تھے اور آپ ﷺ اپنے قبہ میں تشریف فرما تھے۔

"اے اللہ۔ میں تجھے اس عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں جو تو نے میرے ساتھ کیا ہے۔ اے اللہ اگر تو اسے پورا نہیں کرے گا تو پھر تا ابد تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔"

(دلائل النبوۃ جلد سوم صفحہ ۵۴، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۲۳ تا ۳۲۸)

(اس وقت میں ٹی وی پر ڈائریکٹ مسجد نبوی شریف کی زیارت کر رہا ہوں۔ مواجہ شریف کے سامنے صرف آٹھ دس لوگ کھڑے ہیں۔ ایک دو سپاہی بھی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ ان میں صرف ایک سعودی لگتا ہے۔ باقی پاکستانی وغیرہ لگتے ہیں۔ میں بھی آپ علیہ السلام کے حضور سلام عرض کرتا ہوا لکھ رہا ہوں اور دعا مانگ رہا ہوں۔ یا اللہ حضور ﷺ کی ساری امت کی اصلاح فرما۔ اس پر رحم کر اور اس کو بخش دے۔ یا اللہ اس وقت بھی امت مسلمہ کا بیڑہ بڑے خوفناک منجدھار میں پھنسا ہوا ہے۔ سوائے تیرے حبیب ﷺ کی دست رسی کے اسے اس مہیب گہرائی سے کوئی نہیں نکال سکتا ہے۔ یا اللہ ہم تجھے تیری پیارے حبیب ﷺ کا واسطہ دیتے ہیں جنہوں نے طائف کے میدان میں اسی امت مسلمہ کے لیے تیرے نام کو بلند کرنے کے لیے پتھر کھائے۔ آپ علیہ السلام کو لہولہان کیا گیا۔ آپ ﷺ کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔ یا اللہ ہماری طرف سے آپ ﷺ کا دل ٹھنڈا فرما۔ وہ ہمیں دیکھ کو خوش ہوں۔ وہ دوسری امتوں پر اپنی امت کا فخر کر سکیں۔ یا اللہ ہمیں ایسا بنا دے جیسا تیرے حبیب ﷺ پسند فرماتے ہیں۔ اور ہمیں ایک لحظہ آنکھ کے جھپکنے کے برابر بھی اپنے نفسوں کے حوالے نہ فرما۔ یا اللہ ہمیں ایسا بنا دے کہ تو ہم سے راضی ہو جائے۔ ہم سے کبھی بھی غصہ نہ ہو۔ ہمیں قبر کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ ہمیں حشر میں حضور نبی کریم ﷺ کی ہمسائیگی اور آپ ﷺ کی شفاعت نصیب فرما۔ حوض کوثر سے ایسا پانی پلا کہ پلانے والا ساقی تیرا حبیب ﷺ ہو۔ اور جس کے پینے کے بعد ہم حضور ﷺ کے دیدار سے مستفید ہوتے رہیں۔

Marfat.com

چہ منت آں کہ در یکدم رخت را صد نظر بینم
ہنوزم آرزو مندے کہ یک بار دگر بینم

یا اللہ تو نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کا کیسا حسن بنایا ہے کہ سو سو بار اور ہزار ہزار بار اور لاکھوں لاکھوں کروڑوں بار بھی تیرے پیارے حبیب ﷺ کا رخ انور دیکھنے کے بعد بھی دل سیر نہیں ہوتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ ایک بار پھر دیکھوں۔)

(نثار النبی ولد صوفی محمد ریاض ولد صوفی محمد چراغ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یوم بدر رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی طرف دیکھا۔ ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ اور حضور ﷺ قبلہ رو کھڑے ہو گئے۔ اور اپنے دونوں ہاتھ بارگاہ رب العزت میں پھیلا دیے۔ اور اسی حالت میں اپنے رب کے حضور فریاد شروع کر دی۔ (اور اتنی فریاد کی۔ اتنی فریاد کی) کہ محویت کے عالم میں آقا علیہ السلام کی چادر مبارک ان کے مبارک کندھوں سے نیچے گر پڑی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تیزی سے وہ چادر اٹھا کر دوبارہ آپ ﷺ کے کندھوں مبارک پر ڈال دی۔ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم ﷺ کو اپنی گود میں لے کر آپ علیہ السلام کی پشت مبارک کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ آپ نے واسطہ دینے میں انتہا کر دی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے عہد کو ضرور پورا فرمائے گا۔

سرکار دو عالم ﷺ فرمانے لگے۔ اے اللہ اگر یہ کافر مسلمانوں کے اس گروہ پر غالب آ گئے تو شرک غالب آ جائے گا۔ اور پھر تیرا دین قائم نہیں ہو سکے گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بخدا اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور غالب فرمائے گا۔ اور حضور کے رخ انور کو فتح کی مسرت سے روشن فرما دے گا۔ (ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۴۱۰)

جبرائیل علیہ السلام کی فرشتوں سمیت آمد

اچانک سرکار دو عالم ﷺ کو اونگھ آ گئی۔ اور جبرائیل علیہ السلام یہ آیت شریف لے کر اترے۔

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ (الانفال)

ترجمہ: یاد کرو جب تم فریاد کر رہے تھے۔ اپنے رب سے تو سن لی۔ اس نے تمہاری فریاد۔ اور فرمایا کہ یقیناً میں مدد کرنے والا ہوں۔ تمہاری ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ جو پے در پے آنے والے ہیں۔

اسی وقت ایک ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ اور کافروں کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا یہ ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام جو زرد عمامہ پہنے گھوڑے کی باگ پکڑے آ گئے ہیں۔ آسمان و زمین کے درمیان کھڑے ہیں۔ پھر وہ نیچے اترے اور ایک ساعت مجھ سے غائب ہو گئے۔ پھر ظاہر ہوئے۔ اس وقت ان کے پاؤں پر گرد جمی ہوئی تھی اور عرض کی۔

Marfat.com

جس وقت آپ علی ہالسلام نے اپنے رب کو پکارا اللہ تعالیٰ کی نصرت آپ ﷺ کے پاس آ گئی۔

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ؕ﴿۱۲﴾

ترجمہ: یاد کرو۔ جب وحی فرمائی آپ علیہ السلام کے رب نے فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پس تم ثابت قدم رہو۔ اے ایمان والوں میں ڈال دوں گا کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب۔ سو تم مارو ان کی گردنوں کے اوپر اور چوٹ لگاؤ ان کے ہر بند پر۔ (الانفال)

سورۃ آل عمران آیت ۱۲۳ تا ۱۲۶ میں اللہ تعالیٰ میدان بدر میں نشان لگے پانچ ہزار فرشتوں کا بتایا۔

یعنی پہلے ایک ہزار فرشتے جبرئیل علیہ السلام کی رفاقت میں زمین پر اترے بعد میں پے در پے چار ہزار فرشتے اور مدد کو آئے۔

اس فرشتوں کی جماعت نے سفید عمامے زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ سوائے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے۔ آپ نے صرف زرد رنگ کا عمامہ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔

صفوں کی درستگی

سرکار دو عالم ﷺ نے بڑی عمدگی سے صفیں درست فرما دیں۔

ہر ہر آدمی کو اس کا مورچہ سمجھا دیا گیا۔ سرکار دو عالم ﷺ صفیں درست فرما رہے تھے۔ اور لوگوں کو صف شکنی سے منع فرما رہے تھے۔ آپ کے ہاتھ مبارک میں تیر تھا۔ حضرت سواد بن غزیہ کے پاس سے گزرے۔ چونکہ یہ صف سے تھوڑا آگے کھڑے تھے۔ آپ علیہ السلام نے تیر سے ان کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان کو استویا برابر کیا۔ تو تیر ہلکا سا ان کو چھب گیا۔

حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ حضور آپ ﷺ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ اس کا بدلہ مجھے دیجئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آقا علیہ السلام نے اسی وقت بغیر کسی برہمی کے اپنی زرہ کے بند کھولے اور اپنی قمیض اوپر اٹھا دی۔ اور شکم مبارک کو ان کے سامنے کرتے ہوئے فرمایا۔ "اِستَقِد" اے سواد آؤ۔ اور بدلہ لے لو۔ وہ دوڑ کر آگے بڑھے۔ اور شکم مبارک سے لپٹ گئے۔ اور اس کو چومنا شروع کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا۔ اے سواد تو نے ایسا کیوں کیا۔ عرض کی:

"میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ یا رسول اللہ ﷺ جو مرحلہ ہمیں درپیش ہے وہ حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ میری یہ آرزو تھی کہ اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت میری جلد حضور کی جلد سے مس ہو جائے۔"

سرکار دو جہاں ﷺ نے انہیں دعائیں دیں۔

Marfat.com

خطبہ بدر

جب ساری صفیں برابر ہوگئیں تو آقا علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد وثنا کی پھر فرمایا:
''میں تمہیں اس بات پر برانگیختہ کرتا ہوں جس پر اللہ تعالیٰ نے تمہیں برانگیختہ کیا ہے۔
اوران کاموں سے منع کرتا ہوں جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع کیا ہے۔
اللہ کی شان بہت بڑی ہے وہ حق کا حکم دیتا ہے۔اور سچائی کو پسند کرتا ہے۔
اور نیک کام کرنے والوں کو اپنی بارگاہ میں ان کی بلند منزلوں پر فائز کرتا ہے۔
اسی کے ساتھ ان کا ذکر بلند ہوتا ہے۔اور اسی کے ساتھ انہیں فضیلت حاصل ہوتی ہے۔
اور آج تم حق کی منزلوں میں سے ایک منزل پر کھڑے ہو۔اس مقام پر اللہ تعالیٰ محض اس کی رضا کے کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔
اور جنگ کے موقع پر صرف صبر ہی ایسی چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ حزن وملال کو دور کرتا ہے۔
اور اسی صبر کی برکت سے غم سے نجات دیتا ہے۔اور اسی چیز سے آخرت میں تم نجات پاؤ گے۔
تم میں اللہ کا نبی موجود ہے۔جو بعض چیزوں کے کرنے کا تمہیں حکم دیتا ہے اور بعض چیزوں سے تمہیں منع کرتا ہے۔
آج تمہیں حیا کرنا چاہیے۔کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کسی ایسے عمل پر آگاہ نہ ہو جس سے وہ تم پر ناراض ہو کہ اللہ تعالیٰ کی بیزاری بہت سخت ہے۔اس بیزاری سے جو تمہیں اپنے آپ سے ہے۔
اس نے اپنی کتاب میں جن چیزوں کا تمہیں حکم دیا ہے۔ان کو غور سے دیکھو۔اور جو اپنی نشانیاں تمہیں دکھائی ہیں اور زلت کے بعد تمہیں عزت بخشی ہے۔
اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو۔اس سے تمہارا رب تم پر راضی ہوگا۔
اور ان مقامات پر اپنے رب کو آزماؤ۔تم اس کی رحمت اور مغفرت کے مستحق ہو جاؤ گے۔جس کا اس نے تم سے وعدہ کیا ہے۔
بے شک اس کا وعدہ حق ہے۔اور اس کا قول سچا ہے۔اور اس کا عذاب بہت سخت ہے۔بیشک میں اور تم اس اللہ کی مدد طلب کرتے ہیں جو حی و قیوم ہے۔
وہی ہماری پشت پناہی کرنے والا ہے۔اور اسی کا دامنِ کرم ہم نے پکڑا ہوا ہے۔
اسی پر ہم نے بھروسا کیا ہے۔اور اسی کی طرف ہم لوٹ کر جائیں گے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہماری اور سارے مسلمانوں کی مغفرت فرمائے۔"

سبحان اللہ حضور علیہ السلام کی کیا شان ہے کہ اس حالت جنگ میں بھی لوگوں کو جنگ پر اُبھارنے کی بجائے بندے کا اپنے رب سے رشتہ استوار فرما رہے ہیں۔ (سبل الہدیٰ جلد چہارم صفحہ ۵۵، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۳۴، سیرت ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۴۲۷)

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ جب عریش بن گیا تو ہم نے اعلان کیا کہ کون اس عریش میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے گا۔ ہم میں سے کوئی بھی نہ اٹھا سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے۔ جو اپنی تلوار لہراتے ہوئے اٹھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے پاس آ کر پہرہ دینے لگے۔

آغاز جنگ

لشکر کفار کے ایک بدخو شخص نے اعلان کیا کہ وہ مسلمانوں کے حوض سے پانی پیئے گا۔ یا تو اسے منہدم کر دے گا یا اپنی جان دے دے گا۔ اس خبیث کا نام اسود بن عبدالاسد المخزومی تھا۔ جب وہ فاسد نیت کے ساتھ پانی کے تالاب کی طرف بڑھا۔ سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس کے مدمقابل ہوئے اور اس کی پنڈلی کاٹ دی۔ وہ اپنی خون آلود پنڈلی کے ساتھ حوض کے اندر گھس کر پانی کو خراب کرنے کے لیے پھر حوض کی طرف لپکا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے دوسرے وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔

یہ پہلا کافر تھا جو جہنم رسید ہوا۔

اسود کا کام تمام ہوتے دیکھ کر عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید کو لیے ہوئے صفوں کے آگے کھڑا ہو کر پکارنے لگا۔

ھل من مبارز۔

ترجمہ: ہے کوئی جو ہم سے مقابلہ کرے۔

انصار کے تین نوجوان عوف اور معاذ پسران حارث اور عفراء اور علاوہ عبداللہ بن رواحہ شیروں کی طرح ان کے مدمقابل آئے۔ عتبہ نے پوچھا تم کون ہو۔ وہ کہنے لگا ہم انصار سے ہیں۔ عتبہ کہنے لگا۔ ہمیں ضرورت نہیں۔

ان میں سے ایک نے زور سے آواز دی۔

یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اخرج علینا اکفاءنا من قومنا۔

یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہماری قوم کے لوگوں میں سے کوئی بھیجو۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے مدمقابل بھیجا۔ جب یہ سامنے گئے تو جنگی ہتھیاروں کی وجہ سے یہ ان کو پہچان نہ سکے۔ پوچھا تم کون ہو۔ انہوں نے نام بتایا۔ تو یہ کہنے لگے۔ تم واقعی ہمارے ہم پلہ و مدمقابل ہو۔

Marfat.com

حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو للکارا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عتبہ کے بیٹے ولید کو للکارا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار سے اپنے مدمقابل شیبہ اور عتبہ کے بیٹے ولید کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ البتہ عبیدہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔ اور تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرتے رہے۔ عتبہ شدید زخمی ہو گیا اور عتبہ کے وار سے عبیدہ رضی اللہ عنہ کی ٹانگ کٹ گئی۔ اور یہ شدید زخمی ہو گئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے مدمقابلوں سے فارغ ہونے کے بعد بڑی تیزی سے بڑھے اور عتبہ پر وار کر کے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور حضرت عبیدہؓ کو شدید زخمی حالت میں اٹھا کر لے آئے اور آقا علیہ السلام کے قریب لے گئے۔ اور ان کو لٹا دیا۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنا رخسار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک قدموں پر رکھ دیا۔ اور عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج حضرت ابو طالب اس حالت میں دیکھتے تو اِن کو پتہ چل جاتا کہ ان کے اشعار کا حق دار میں ہوں۔ شعر ابو طالب ؎

کذ بتھم و بیت اللہ نبدی محمدا

ولما نطاعن حولہ و نناضل

ترجمہ: اے مشرکو خانہ خدا کی قسم تم جھوٹ بول رہے ہو جب تم کہتے ہو کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو چھوڑ دیں گے۔ اور اس کے ارد گرد نیزوں اور تیروں سے جنگ نہیں کریں گے۔

؎ ونسلمہ حتی نصرع حولہ

و تذھل عن ابناء ناوالحلائل

ترجمہ: سن لو ہم انہیں تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ جب تک ہمارے لاشوں کے ڈھیر اِن کے آس پاس نہ لگ جائیں۔ ہم اس کے دفاع میں اپنے بیٹوں اور اپنی بیویوں سے بھی بے پرواہ ہو جائیں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا:

اشھد انک شھید۔

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو شہید ہے۔

قربان جائیں حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر۔ وقت آخر سر آپ علیہ السلام کے قدموں پر ہے۔ اپنی آنکھوں کی پیاس حضور علیہ السلام کی دید سے بجھا رہے ہیں۔ ایسا وقت کس کو نصیب ہو گا۔ اے ہمارے محبوب ہمارا سر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر ہو اور یوں ہمیں موت آئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیار سے ہماری طرف دیکھ رہے ہوں۔ اور ناز اں والی نظروں سے ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہے ہوں۔ ایسے میں ہمیں موت آجائے۔ آمین

واقعی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے بیعت کا حق ادا کر دیا۔

Marfat.com

دم آخر نمائی جلوہ دیدار جامی را

(نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ)

ابوجہل کو ڈر لگ گیا کہ لشکر کفار کے حوصلے نہ پست ہو جائیں۔ کیونکہ یکبارگی تینوں بڑے سرداروں عتبہ شیبہ اور ولید قتل ہو گئے تھے۔ اس نے زور سے اعلان کیا۔ ہمارا مددگار عزیٰ ہے۔ اور تمہارے پاس کوئی عزی نہیں جو تمہاری مدد کرے۔

آقا علیہ السلام نے صحابہ کرام کو فرمایا۔ اس کو یہ جواب دو۔

"اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے۔ اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ ہمارے مقتول جنت میں اور تمہارے مقتول دوزخ میں ہیں۔"

ہندہ زوجہ ابوسفیان کو جب عتبہ شیبہ اور ولید کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے قسم کھائی کہ وہ (نعوذ باللہ) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نکال کر چبائے گی۔ (سیرت ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۴۱۴، ۴۱۵)

ابوجہل نے کفار کو عام حملے کا حکم دے دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مجاہدین کو یہ حکم فرمایا تھا۔ کہ آپ کے حکم کے بغیر حملہ نہ کریں۔ اگر کفار گھیرا تنگ کر لیں۔ تو ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر کے اُنہیں پرے ہٹا دیں۔

اب آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عریش سے صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے۔ ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اور اپنے صحابہ کرام کو جہاد پر برانگیختہ کرتے ہوئے فرمایا:

"کھڑے ہو جاؤ۔ اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جو شخص آج مشرکین سے جنگ کرے گا۔ اور وہ اس حالت میں قتل ہو جائے کہ وہ صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا امیدوار ہو۔ دشمن کی طرف منہ کیے ہوئے ہو۔ پیٹھ پھیرے ہوئے نہ ہو۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔"

آقا علیہ السلام کا ارشاد گرامی سن کر حضرت عمر بن حمام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت عمر بن حمام رضی اللہ عنہ اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے۔ عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کیا جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک۔ عرض کیا کہ میں کھجوریں کھانے تک زندہ رہوں تو یہ لمبا عرصہ ہو گا۔ اور عرض کی کہ میرے اور جنت کے درمیان سوا اس چیز کو کوئی چیز حائل نہیں کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں۔

یہ کہتے ہی اپنے ہاتھ کی کھجوریں پرے پھینکیں۔ اور اپنی بے نیام تلوار سے اتنا جہاد کیا کہ شرف شہادت تک پہنچ گئے۔

آقا علیہ السلام کے ایک صحابی عوف بن حارث کی والدہ کا نام حضرت عفراءؓ ہے۔ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ بندے کی کس بات پر خوش ہوتا ہے؟ فرمایا:

Marfat.com

"بندے کا سَر برہنہ حالت میں دشمن کے حلقہ میں اپنا ہاتھ گھسیڑ دینا۔"

آقا علیہ السلام کا ارشاد گرامی سن تے ہی آپ پر وارفتگی طاری ہوگئی۔ فوراً اپنی زرہ اور خود اتارا اور تلوار بے نیام کرتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور اتنی شجاعت دی کہ لڑتے لڑتے اپنی جان دے دی۔ اور رتبہ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔

جب خوب گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی تو سرکار دو عالم ﷺ نے خود بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کفار کے ساتھ شدید جنگ شروع کر دی۔ (سبل الہدیٰ جلد چہارم، صفحہ ۷۰، ۷۱، سیرت ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۴۶۲، سبل الہدیٰ جلد چہارم صفحہ ۷۱)

حضور علیہ السلام خود پیشوائی فرما رہے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

"بدر کے دن جب جنگ شروع ہوئی تو حضور علیہ السلام ہماری پیشوائی فرما رہے تھے۔ اور ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنا بچاؤ کر رہے تھے۔ اور سب سے سخت جنگ کرنے والے اس دن حضور علیہ السلام تھے۔ اور سب سے زیادہ مشرکوں کے نزدیک حضور علیہ السلام کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

ابو جہل کہنے لگا:

"اے اللہ! ہم دونوں فریقوں میں سے جو زیادہ قطع رحمی کرنے والا اور غیر معروف چیزیں لانے والا ہے اس کو ہلاک کر دے۔ یا اللہ۔ جو تیرا زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے آج اس کی مدد فرما۔"

اللہ تعالیٰ نے ابو جہل کی دعا قبول کی اور اسے اور اس کی بہت ساری قوم کو ہلاک کر دیا۔

امیہ بن خلف کی ہلاکت

امیہ بن خلف کو اپنی موت کا بہت عرصہ پہلے ہی ڈر لگ گیا ہوا تھا۔ کیونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی زبانی۔ اسے معلوم ہوا تھا۔ کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ امیہ قتل کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے وہ مکہ سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہونا چاہتا تھا۔ لیکن ابو جہل زبردستی اسے ساتھ لے آیا تھا۔ اور وہ بھی اس امید پر کہ وہ شاید راستے سے ہی واپس ہو جائے۔ لوگوں کو دکھانے کے لیے ساتھ چل دیا تھا۔

لیکن تقدیر اس کو میدان میں لے ہی آئی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ایمان لانے سے پہلے اس کے دوست تھے اور اس وقت آپ کا نام عبد عمرو تھا۔ جسے آقا علیہ السلام نے تبدیل کروا کر عبدالرحمٰن رکھ دیا تھا۔ یہ آپ کو طعنہ دیتا کہ جو نام تیرے باپ نے رکھا تو نے اسے تبدیل کر دیا۔ وہ کہتا کہ میں رحمن کو (نعوذ باللہ) نہیں جانتا۔ میں تجھے تیرے پرانے نام سے بلاتا ہوں۔ تو تو جواب نہیں دیتا۔ اب ایسا کرتے ہیں کہ میں تجھے عبداللہ کہا کروں گا۔ تو تو مجھے جوب دے دیا کرنا۔ حضرت عبدالرحمن نے فرمایا۔ بہت اچھا۔

جنگ بدر کے دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے جب اسے دیکھا تو آپ نے فرماتے ہیں۔ میرے دل میں خیال

Marfat.com

آیا کہ اسے جنگ سے منع کر دوں۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑے آرہا تھا۔ اس نے مجھے دیکھ کر عبد عمرو کہہ کر پکارا۔ میں نے جواب نہ دیا۔ پھر اس نے عبداللہ کہہ کر پکارا تو میں نے جواب دیا۔ میں اس وقت چند زرہیں جو میں نے اپنے مقتولوں کے جسموں سے اتاری تھیں۔ اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے کہا کہ میری زندگی ان زرہوں سے زیادہ قیمتی ہے میری جان کو بچاؤ۔

حضرت عبدالرحمنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے زرہیں پھینک دیں۔ اور اس کو اور اس کے بیٹے کو لے کر ان کا ہاتھ پکڑ کر چلا۔ راستہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر اس کے بیٹے نے پوچھا کہ کو کون ہیں۔ میں نے نام بتایا تو کہنے لگا۔ انہوں نے سب سے زیادہ ہم پر بجلیاں گرائیں ہیں۔ انہوں نے اپنے سر پر اس دن بطور علامت شتر مرغ کا پر سجایا ہوا تھا۔

سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ بن خلف مکہ مکرمہ میں بہت زیادہ تکلیف دیتا۔ آپ کے گلے میں رسی ڈال کر گلیوں میں گھماتا۔ اور اوباش لوگوں کو آپ کے پیچھے لگاتا اور جب آپ کا سر گھسیٹتے ہوئے کسی پتھر سے ٹکراتا تو یہ لوگ قہقہے لگاتے تھے۔

اچانک حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ یہ دوڑے ہوئے آئے۔ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو کہا: اسے چھوڑ دیں۔ میں اس کو قتل کروں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے قیدی ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ یہ ان کو نہیں چھوڑتے۔ تو اچانک زور سے انصار کو آواز دی۔

آس پاس انصار آ گئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا:

"یہ ہے کفر کا سرغنہ امیہ بن خلف۔ اگر آج وہ بچ کر نکل گیا تو میرا بچنا محال ہے۔"

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے انصار کے ساتھ ہمارا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ ہم آگے بھاگ رہے تھے۔ امیہ بن خلف کا بیٹا علی فربہ و موٹا تھا۔ وہ تیز نہیں بھاگ سکتا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ انصار نزدیک آ گئے ہیں تو اس کا ہاتھ چھوڑ کر امیہ کو بچانے کے لیے بھگانے لگے۔ انصار نے امیہ کے بیٹے کو پکڑ لیا اور ایک ہی وار میں اس کی ٹانگ کاٹ دی۔ امیہ نے یہ منظر دیکھا تو اس نے ایسی چیخ ماری کہ لوگوں کے دل دہل گئے۔ میں نے ایسی چیخ پہلے نہیں سنی تھی۔ اب لوگ ہماری طرف آئے۔ میں نے امیہ کو نیچے گرا کر خود اس کے اوپر لیٹ گیا اور اس کو بچانے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور انصار نے اسے چھین کر قتل کر دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

"اللہ تعالیٰ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، میری زرہیں بھی چلی گئیں۔ اور میرے قیدیوں کو قتل کر کے مجھے ان کے فدیہ سے بھی محروم کر دیا۔"

اب کافروں کا بری طرح قتل عام ہو رہا تھا۔

ابلیس جو سراقہ بن مالک کی شکل میں تھا۔ فرشتوں کو دیکھ کر بھاگ اٹھا۔ حارث بن ہشام نے اسے پکڑ لیا۔ اور کہا کہ

Marfat.com

ہم کو جنگ میں جھونک کر خود کہاں بھاگ رہا ہے۔

ابلیس نے ایک گھونسا حارث بن ہشام کے مارا۔ اور بھاگ کھڑا ہوا۔ اور وہ کہہ رہا تھا۔

"میں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کا عذاب شدید ہے۔"

مشرکین بھی میدان چھوڑ کر بھاگ رہے تھے۔ ابوجہل نے دیکھا کہ سراقہ بھی بھاگ گیا ہے اور بڑے بڑے سردارانِ مکہ بھی قتل ہو گئے ہیں۔ تو لوگوں کو آوازیں دے دے کر اکٹھا کرنے لگا اور جنگ پر اکسانے لگا اور انہیں جرات دلانے لگا۔ جس سے لوگ پھر اکٹھا ہو کر مسلمانوں پر حملے کرنے لگے۔ (ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۲۸ تا ۳۲۹، الکشاف، ضیاء القرآن جلد دوم صفحہ ۱۳۸)

حضور علیہ السلام کا کنکریاں پھینکنا

آقا علیہ السلام نے پھر اپنے رب کے حضور دعا مانگی:

یارب ان تھلك ھذہ الحصابة فلن تعبدنی الارض ابدا۔

"اے میرے پروردگار۔ اگر یہ گروہ ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس زمین میں تیری عبادت کبھی نہیں کی جائے گی۔"

فوراً جبرائیل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی حضور علیہ السلام ایک مٹھی بھر مٹی لے کر ان ظالموں کی طرف پھینکئے۔

حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: "مجھے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر دو۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کنکریاں آپ کو دیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں اور فرمایا:

شاھت الوجوہ۔ اللھم ارعب قلوبھم و زلزل اقدامھم۔

ترجمہ: اے اللہ۔ ان کے چہروں کو بگاڑ دے۔ ان کے دلوں کو مرعوب کر دے۔ ان کے قدم ڈگمگانے لگیں۔

اچانک ہی جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ کفار میدان جنگ سے بھاگنے لگے۔ ہر ہر کافر کے چہرے پر وہ کنکریاں لگیں۔ اور اس کی آنکھوں میں مٹی پڑی۔ اور وہ خوفزدہ ہو کر بھاگ اٹھا۔

مسلمان ان کو قتل کرنے کے لیے پیچھے لپکے۔ تو ان کے پہنچنے سے پہلے ہی یہ دیکھتے کہ اس کافر کا سر کٹ کر دور جا گرا ہے۔ یہ فرشتے تھے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی مدد کر رہے تھے، اور کافروں کے سر قلم کر رہے تھے۔

دیکھیں کیا شان ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کہ شدید حالت جنگ میں بھی ان کا عشق ان کو پیارے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آس پاس رکھا ہوا ہے۔ یہ آپ علیہ السلام کی خاطر اپنی جان نچھاور کرنے کے لیے ہر ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بھی آواز دی۔ جب بھی پکارا۔ ان لوگوں نے فوراً لبیک کہا۔ آپ جب بھی کہیں تشریف لے گئے۔ یہ لوگ ہمراہ تھے۔

Marfat.com

جب کفار میں افراتفری مچ گئی۔تو سرکار دو عالم ﷺ نے اعلان فرمادیا کہ مجھے علم ہے کہ بنی ہاشم کے لوگ اپنی خوشی سے نہیں آئے۔بلکہ زبردستی لائے گئے ہیں۔اگر کوئی ان کو پائے تو ان کو قتل نہ کرے۔اگر کوئی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پائے تو قتل نہ کرے۔کیوں کہ وہ رضامندی سے نہیں آئے۔

"اور جو شخص ابوبختری کو پائے تو اس کو بھی قتل نہ کرے۔"

کیونکہ مکہ میں ابوبختری حضور علیہ السلام کا دفاع کیا کرتا تھا۔اور شعب ابی طالب سے حضور علیہ السلام ﷺ اور آپ کے رفقاء کو باہر نکالنے میں اس کا بڑا ہاتھ تھا۔

حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا باپ عتبہ، ان کا چچا شیبہ ان کا بھائی ولید قتل ہوگیا تھا۔اور یہ اس وقت بڑے جوش میں تھے۔جب یہ بات سنی کہ آقا ﷺ فرمارہے ہیں کہ میرے چچا کو قتل نہ کیا جائے۔تو اس وقت آپ کے ہوش کے اوپر جوش غالب تھا۔بے خیالی میں نکل گیا کہ ہم تو اپنے باپوں بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کریں۔اور عباس کو چھوڑ دیا جائے۔مجھے اگر عباس ملے تو میں ان کے منہ میں تلوار کی باگ ڈالوں گا۔

آقا علیہ السلام نے جب یہ بات سنی تو آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو پاس ہے تھے کو فرمایا:

"اے ابوحفص رضی اللہ عنہ! کیا رسول اللہ ﷺ کے چچا کے منہ میں تلوار کی باگ ڈالی جائے گی۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دن پہلی مرتبہ سرکار دو عالم ﷺ نے مجھے ابوحفص کہہ کر پکارا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ابوحذیفہ منافق ہوگیا ہے۔آپ اجازت دیں تو میں ابھی اس کا سر قلم کردوں۔

حضرت ابوحذیفہ کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔اور آپ اتنا پچھتائے اتنا پچھتائے کہ ساری زندگی پچھتاتے پچھتاتے گزر گئی۔اور آپ فرماتے ہیں مجھے زندگی بھر یہ دھڑکا لگا رہتا تھا کہ میرے منہ سے ایسی کیوں بات نکل گئی۔جس سے رسول اللہ ﷺ کی دل آزاری ہوئی۔آپ ہر وقت ڈرتے رہتے تھے۔اور اللہ تعالیٰ سے شہادت کی آرزو کرتے تھے۔کہ شاید شہادت کے عمل سے اللہ تعالیٰ میرے اس گناہ کو معاف فرمادیں۔آپ کی یہ دعا جنگ یمامہ میں قبول ہوئی۔اور آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

(سیرت ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۴۳۳، سبل الہدیٰ جلد چہارم صفحہ ۷۴، ۷۵)

قرآن پاک کا حکم

جب خاتمہ بالخیر کا تعلق بھی حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم سے ہے۔اور جب قرآن پاک فرماتا ہے۔

- لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

Marfat.com

ترجمہ: اپنی آوازوں کو حضور علیہ السلام کی آوازوں سے پشت رکھو۔ اور نہ آپ ﷺ سے اس طرح جھڑک کر بولو۔ جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے جھڑک کر بولتے ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہی نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر ہی نہ ہو۔

تو ان سادہ لوح لوگوں کا کیا کہنا جو اس چیز کی خبر ہی نہیں رکھتے ہیں جن کو حضور ﷺ کا عشق ابھی مَس بھی نہیں ہوا ہے۔

ایک دفعہ ستائیس رمضان المبارک کی شب کو کر ایک دوست زبردستی مجھے ایک محفل میں لے گیا۔ یہ صاحب ٹی وی بہت بڑے مقرر تھے۔ اور ستائیسویں شب کو خدا تعالیٰ سے گناہ بخشوانے کے طریقے بتا رہے تھے۔ ایک گھنٹہ تقریر کی۔ لیکن کہیں بھی حضور علیہ السلام کی وساطت کا ذکر نہ کیا۔ محفل کے اختتام پر میں بے اختیار اٹھ کھڑا ہو گیا اور کہا کہ جناب بتائیں کہ قرآن پاک میں گناہ بخشوانے کا کیا طریقہ اللہ رب العزت نے بتایا ہے۔

کہنے لگے کہ آپ ہی بتائیں۔ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

نفرزن ۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ (النساء)

ترجمہ: اور اے لوگو! جب تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو تو آؤ میرے رسول (ﷺ) کے پاس اور آ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور میرا رسول بھی تمہارے لیے معافی کی سفارش کرے تو تم اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاؤ گے۔

تو یہ صاحب کہنے لگے کہ تم نے یہ بنیادی بات کہی ہے۔ تو میں نے عرض کی آپ لوگوں کو بنیادی بات کیوں نہیں بتاتے۔ خیر ہر ایک کا اپنا حصہ ہے۔ جس کے نصیب میں جو ہے وہ اس کو مل کر رہتا ہے۔

ایک دفعہ ایک بزرگ ایک محفل میں لوگوں کو سمجھا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ آیت الکرسی میں فرماتے ہیں۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ کہ کون اس کے آگے سفارش کر سکتا ہے اور اس پر بحث کرتے رہے۔ جب بات ختم کر چکے تو میں نے عرض کی جناب اگلی بات بھی لوگوں کو بتائیں۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ

ترجمہ: کون ہے جو سفارش کرے اس کے آگے۔ مگر اس نے جس کو اذن دیا ہے، وہ کر سکتا ہے۔

ابوجہل کا انجام

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ بدر کے دن میں نے اپنے دائیں بائیں دو نو عمر انصاری نوجوانوں کو

Marfat.com

دیکھا۔تو میں نے خیال کیا کہ بجائے ان کے میرے آس پاس بہادر جنگ جولوگ ہوتے تو زیادہ اچھا تھا۔میں سوچ ہی رہا تھا کہ ان میں سے ایک نے آہستہ سے پوچھا۔ چچا جان کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں۔میں نے کہا۔بھتیجے میں اسے خوب پہچانتا ہوں۔لیکن تمہیں اس سے کیا کام ہے۔اس نے کہا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ میرے آقا کے بارے میں بے ادبی کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔وہ کہنے لگا کہ:

بخدا اگر میں اسے دیکھ لوں تو میرا جسم اس کے جسم سے اس وقت تک جدا نہ ہوگا جب تک کہ دونوں میں سے وہ نہ مر جائے۔جسے مرنے کی جلدی ہے۔

اتنے میں دوسرے نوجوان نے بھی آہستہ سے یہی بات دہرائی۔

اچانک میں نے دیکھا کہ ابوجہل لوگوں کے درمیان رجز پڑھ پڑھ کر انہیں جوش دلا رہا ہے۔وہ کہہ رہا تھا۔

"یہ شدید جنگ مجھ سے کیا انتقام لے سکتی ہے۔میں نوجوان اور طاقتور اونٹ ہوں۔جو عفوان شباب میں ہے۔میری ماں نے مجھے ایسی جنگوں کے لیے ہی جنا ہے۔"

میں نے انہیں کہا کہ یہی نوجوان ابوجہل ہے۔وہ دونوں فوراً اس کی طرف لپکے۔اور اپنی تلواروں کے واروں سے اُسے قتل کر دیا۔ابوجہل کا پاؤں مع نصف پنڈلی کے کٹ گیا تھا۔

یہ دونوں بھائی حضرت عفراء رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے معوز رضی اللہ عنہ اور معاز رضی اللہ عنہ تھے۔ان کے تیسرے صاحبزادے عوف بن حارث رضی اللہ عنہ بھی تھے۔جو پہلے ننگے سر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔وہ اپنی زرہ بھی اتار کر لڑتے رہے تھے۔یہ واقعہ پہلے بیان کر دیا ہے۔اس کے علاوہ بھی ان کے چار اور صاحبزادے تھے جو جنگ لڑتے رہے۔یہ وہ واحد خاندان تھا جس کے ایک ہی گھر کے اتنے افراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے رہے۔حضرت عفراء رضی اللہ عنہا ان بہادر تین خواتین میں تھیں جو عقبہ اول میں منیٰ کے مقام پر حضور ﷺ پر ایمان لائیں تھیں۔جب کہ آٹھ آدمیوں نے آپ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی ان میں ایک یہ بھی تھیں۔یہ واقعہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے۔حضرت عفراء بھی سب جنگوں میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک جنگ ہوتی رہیں۔

جب ابوجہل کا پاؤں کٹ گیا۔تو عکرمہ ابوجہل کے بیٹے نے حضرت معاذ کو تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ ان کا ہاتھ شانہ سے کٹ کر پشت کی طرف اپنی کھال سے لٹک گیا۔تو انہوں نے ایسے ہی دشمن سے لڑنا شروع کر دیا۔لیکن ان کو لٹکتا ہاتھ بہت تکلیف دیتا تھا۔تو انہوں نے اپنے ہاتھ کو اپنے پاؤں کے نیچے رکھ کر زور سے جسم سے الگ کر دیا۔اور یوں ہی لڑتے رہے۔

بہرحال معوذ اور معاذ دونوں بھائیوں نے مل کر ابوجہل کا کام تمام کیا۔تو آقا علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔اور آپ کو ابوجہل کے مارے جانے کی خوشخبری دی۔آقا علیہ السلام نے فرمایا۔تم دونوں اپنی تلواریں مجھے دکھاؤ۔دونوں کی تلواریں خون آلود تھیں۔آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں نے ابوجہل کو مارا ہے۔

Marfat.com

سرکارِ دوعالم ﷺ نے حضرت معاذؓ کا کٹا ہوا بازو واپس اپنی جگہ پر لگایا اور اس کے اوپر اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ لعاب دہن کے لگانے کی دیر تھی کہ وہ فوراً ٹھیک ہوگیا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ابو جہل کی لاش تلاش کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گئے اور اس کو ایسی حالت میں پایا کہ وہ بے حس وحرکت پڑا ہوا تھا۔ اور مرنے کے قریب تھا۔ اس کی تلوار اس کی رانوں پر تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اس کی چھاتی پر چڑھ گئے۔ آپ اس کے غرور کو دیکھیے۔ وہ اس حالت میں بھی کہنے لگا۔

"اے بکریوں کے نکے چروا ہے۔ تو نے بڑے دشوار زینے پر قدم رکھا ہے۔"

آپ نے اٹھ کر اس کے سر پر ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ جس سے اس کی اپنی تلوار پر گرفت ڈھیلی ہوگئی۔ آپ نے اس کی تلوار چھین لی۔ کیونکہ آپ کی تلوار پرانی ہوگئی تھی۔ آپ کو ڈر تھا کہ یہ شاید اس کا سر نہ کاٹ سکے۔

پھر آپ نے اس کے خود کو اتارا۔ اور داڑھی سے پکڑ کر اسے جھنجھوڑا۔ اس نے جان کنی کے عالم میں پوچھا کہ فتح کس کی ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کی فتح ہوئی۔ (للہ والرسولہ) وہ کہنے لگا۔ اپنے نبی (علیہ السلام) کو میرا پیغام دینا۔ کہ میں عمر بھر ان کا دشمن رہا اور میرا جذبہ عداوت اب بھی بہت شدید ہے۔

اور آپ اسے کہنے لگے کہ اے اللہ کے دشمن خدا کا شکر ہے کہ اس نے تجھے ذلیل کیا۔ آپ نے ایک ہی وار سے اس کی گردن کاٹ دی۔ اور اس کا اور اس کی زرہ وغیرہ اور اس کا سر لے کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں پہنچ گئے۔

سرکار دوعالم علیہ السلام نے تین بار فرمایا:

الحمد للہ الذی اعز الاسلام و اھلہ۔

ترجمہ: خدا تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت دی۔

پھر آقا علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجا لائے اور فرمانے لگے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا سارے لشکروں کو شکست دی۔

جب ابو جہل کے جذبہ عداوت کی آخری بات آپ نے سنی تو فرمایا کہ جس طرح میں بارگاہ الٰہی میں تمام نبیوں سے منفرد و مکرم ہوں۔ اور جس طرح میری امت تمام امتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اسی طرح میری امت کا فرعون بھی تمام امتوں کے فرعونوں سے زیادہ سنگدل اور کینہ توڑ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کو جب بحر احمر کی موجیں ڈبونے لگیں تو وہ کہنے لگا:

"میں ایمان لایا۔ کہ اس خدا کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے تھے۔"

لیکن اس امت کا فرعون جب مرنے لگا تو اس وقت بھی اس کی اسلام دشمنی کم نہیں ہوئی بلکہ اس میں اضافہ ہوگیا۔

(محمد رسول اللہ ﷺ جلد سوم صفحہ ۴۳۱، سیرت ابن کثیر جلد سوم صفحہ ۴۱۰)

Marfat.com

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا نشانہ

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں میرا سامنا عبیدہ بن سعید بن عاص سے ہوا۔ وہ سرتاپا لوہے میں غرق تھا۔ صرف اس کی دو آنکھیں دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی کنیت ذات الکرش تھی۔ وہ مجھے دیکھ کر کہنے لگا میں ذات الکرش ہوں۔ ہمت ہے تو میرے سامنے آ۔

آپ نے اپنا نیزا کھینچ کر اور تاک کر اس کی آنکھ مین مارا۔ وہ اس کی آنکھ سے ہوتا ہوا سیدھا اس کے دماغ میں جا کر کھب گیا۔ جس سے فورا اس کی موت ہوگئی۔ آپ نے اس کی کھوپڑی پر پاؤں رکھ کر زور لگا کر نیزے کو نکالا۔ جس سے نیزے کا پھل ٹیڑھا ہوگیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے نیزہ مانگ لیا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے واپس لے لیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ نیزہ مانگ لیا۔ پھر حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان نے اور پھر حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین نے۔ (سبل الہدیٰ جلد چہارم صفحہ ۸۰)

ابوبختری بن ہشام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کوئی ابوبختری کو قتل نہ کرے۔ کیوں کہ اس نے بھی آقا علیہ السلام اور ان کے صحابہ کو اذیت نہیں پہنچائی تھی۔ اور شعب ابی طلب سے آپ کے نکالنے میں بڑی مدد کی تھی۔ مجذر بن زیاد سے اس کا سامنا ہوا تو اپ نے اسے بتایا کہ آقا علیہ السلام نے تمہارے قتل سے منع کیا ہے۔

ابوالبختری کیساتھ اس کا ایک دوست جنادہ بن ملیحہ اللثی بھی تھا۔ اس نے پوچھا کہ میرے دوست کا کیا بنے گا۔ مجذر نے کہا کہ ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔ اس نے کہا مرنا ہے تو ہم دونوں مریں گے۔ تاکہ مکہ کی عورتیں میرے بارے میں یہ نہ کہیں کہ اپنی جان بچانے کے لیے اِس نے اپنے دوست کو قربانی کا بکرا بنا دیا۔

ابوالبختری نے اپنی تلوار سے مجذر بن زیاد پر حملہ کر دیا۔ مجذر نے ابوالبختری اور اس کے دوست دونوں کو قتل کر دیا۔

(ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۵۹)

حضرت عکاشہ بن محض رضی اللہ عنہ

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی دوران جہاد تلوار ٹوٹ گئی۔ فورا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام کے پاس ایک لکڑی تھی۔ آپ نے یہ فرمایا کہ اس سے جنگ کرو۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑا تو وہ ٹہنی تلوار بن گئی۔ جو کافی لمبی تھی۔ اس تلوار کا نام العون تھا۔ آقا علیہ السلام نے اِن کے لیے دعا فرمائی تھی۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ تو حضرت عکاشہ بن محض رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں کہ میں بھی ان میں سے

Marfat.com

ایک ہوں۔ سرکار دو عالم سرورِ کائنات ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ ''اے اللہ اسے تو ان میں سے کر دے۔ ایک اور صحابی نے بھی اسی دعا کے لیے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ تم سے دعا میں سبقت لے گیا۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں آپ نے واقعہ جسر میں شہادت پائی۔

(سیرت ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۴۴۶)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ

بدر کی جنگ میں ان کی آنکھ میں تیر لگ گیا۔ یہ اپنے رخسار پر بہتے ڈھیلے کو پکڑ کر آقا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے ڈھیلے کو دوبار درست فرما کر اپنا لعابِ دہن لگا دیا۔ جس سے وہ فوراً ہی ٹھیک ہو گیا۔ اور اس کی بینائی بھی دوسری آنکھ سے زیادہ ہو گئی۔

کفار کا پیچھا کرنا

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں میں نے آقا علیہ السلام کو خود کفار کا پیچھا کرتے ہوئے یہ فرماتے سنا:

''عنقریب پسپا ہو گئی یہ جماعت۔ اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ بلکہ ان کے وعدہ کا وقت روز قیامت ہے اور قیامت بڑی خوفناک اور تلخ ہے۔''

ایک مشورہ

جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کفار کو رسیوں سے باندھ کر قیدی بنا رہے تھے تو حضرت سعد بن معاذ عریش میں حضور ﷺ کے ساتھ کھڑے نظارہ فرما رہے تھے۔ اور آپ کے چہرہ کے اتار چڑھاؤ کو دیکھ کر آقا علیہ السلام نے فرمایا:

''تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ کفار کو قیدی بنایا جائے۔''

آپ نے عرض کی: ''بیشک مجھے یہ بات پسند نہیں۔ یہ پہلا معرکہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی ہے۔ اس لیے ان کا زیادہ سے زیادہ مارنا ان کو زندہ رکھنے سے بہتر تھا۔''

جنگ سے فراغت کے بعد کسی نے مشورہ دیا کہ اب قافلے پر حملہ کر دیں۔ آقا علیہ السلام کے پاس حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسی سے بندھے ہوئے تھے۔ فرمانے لگے۔ یہ بات مناسب نہیں۔ آقا علیہ السلام سے فرمایا کیوں۔ عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام سے دو گروہوں میں سے ایک گروہ پر غلبے کا وعدہ فرمایا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا عباس رضی اللہ عنہ تم سچ کہتے ہو۔

Marfat.com

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔کہ نبی کریم آقا علیہ السلام نے ایک روز پہلے جس جس جگہ جس جس کافر سردار کے قتل ہو کر گرنے کا پتہ دیا تھا۔خدا کی قسم اس جگہ اس کی لاش پائی گئی۔

پرانا کنواں

آقا علیہ السلام اور ان کے صحابہ صبح سویرے سے کافروں کے ساتھ لڑ رہے تھے۔اب زوال کا وقت ہو گیا تھا۔آپ نے میدان جنگ کا معائنہ کیا اور تمام کفار کی لاشوں کو ایک پرانے کنویں میں ڈالنے کا حکم دے دیا اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔امیہ بن خلف بہت موٹا تھا۔اس کو جہاں اس کی لاش تھی وہیں اوپر مٹی ڈال دی گئی۔

حضور علیہ السلام کا مردوں سے خطاب۔

آقا علیہ السلام اس کنویں پر تشریف لائے جہاں کافروں کو پھینکا گیا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابو جہل، اے امیہ بن خلف، اے عتبہ بن ربیعہ، اے شیبہ بن ربیعہ اگر تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتے تو کیا مسرور نہ ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ کیا تھا۔کیا اس وعدہ کو تم نے سچا پایا۔میرے ساتھ تو میرے رب نے جو وعدہ کیا تھا میں نے اسے سچا پایا۔''

پھر ارشاد فرمایا:

''اپنے نبی علیہ السلام کے تم بہت بُرے رشتہ دار تھے۔تم نے میری تکذیب کی اور دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی۔تم نے مجھے اپنے گھر سے نکالا اور دوسرے لوگوں نے مجھے پناہ دی۔تم نے میرے ساتھ جنگ کی اور دوسرے لوگوں نے میری مدد کی۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور ان کو مَرے ہوئے تین دن گزر گئے ہیں۔آپ انہیں ندا فرما رہے ہیں۔بے روح جسم کیسے گفتگو کر سکتا ہے؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما انتهم باسمع لما اقول منهم ان هم الان يسمعون ما اقول لهم غير انهم لا يستطيعون ان يردو علينا شيئًا۔

ترجمہ: جو میں کہہ رہا ہوں۔تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے۔وہ اب سن رہے ہیں۔جو میں کہہ رہا ہوں لیکن وہ جواب دینے کی قوت سے محروم ہیں۔(ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۶۴، بل الہدیٰ جلد چہارم صفحہ ۸۴)

Marfat.com

ایک اہم مسئلہ

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کفار اپنی قبروں میں سنتے ہیں تو مسلمان بھی بعد از وفات بطریق اولی سنتے ہیں۔ اور اگر کوئی مر کر مٹی ہو گیا ہے تو پھر سزا اور جزا کس کو ملے گی۔

اور حدیث پاک کے مطابق قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور یا پھر کفار کے لیے دوزخ کے گھڑوں میں سے ایک گھڑا ہے۔ اور حدیث پاک میں ہے۔

جس نے کہا: من کان لا الہ الا اللہ۔ اس کے لیے دوزخ کی آگ حرام ہو گئی۔

علماء سلف کا اس بات پر اجماع ہے کہ

"میت اپنے زیارت کرنے والے کو پہچانتی ہے۔ اور خوش بھی ہوتی ہے۔"

اور فرمایا گیا ہے۔ جب قبرستان میں آدمی السلام علیك یا اهل القبور کہتا ہے۔ تو تمام مردے اس کو جواب دیتے ہیں اور اگر وہ دنیا میں اس کو پہچانتا تھا تو اب بھی اس کو پہچانتا ہے۔ اور یہ جو فرمایا گیا قرآن پاک میں ارشاد گرامی ہے۔

القرآن - اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔ (الانفال)

ترجمہ: بیشک آپ نہیں سنا سکتے مردوں کو

القرآن - وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ (فاطر)

ترجمہ: بیشک آپ نہیں سنا سکتے مردوں کو۔ اور آپ نہیں سنانے والے ہیں۔ جو قبروں میں ہیں۔

"بیشک آپ نہیں سنا سکتے مردوں کو اور نہ بہروں کو جب وہ پیٹھ پھیر کر پھر جائیں۔" (سورۃ نمل)

اس کا مطلب ہے کہ آپ بذات خود ان مردوں اور بہروں کو جو پیٹھ کر پھرنے والے ہیں۔ نہیں سنا سکتے اور اگر آپ کا خدا چاہے تو پھر سنوا سکتے ہیں۔ جیسا کہ آگے ہے۔

القرآن - اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾

ترجمہ: آپ ان کو سنوا سکتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان لائے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

یعنی اے نبی ﷺ ہم نے ان کے دلوں پر ان کی شنوائی پر ان کو بصارتوں پر مہریں لگا دی ہیں اور اوپر سے ڈھانک دیا ہے۔

القرآن - خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۷﴾ (البقرہ)

ترجمہ: ہم نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ ان کی شنوائی پر مہر لگا دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر مہر لگا دی

Marfat.com

ہے۔اور اوپر سے ڈھانک دیا ہے (پردہ ڈال دیا ہے)۔اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

یہ تو بڑی محبت سے آپ سے کلام کیا جارہا ہے۔

القرآن - لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

ترجمہ: اے میرے پیارے محبوب۔آپ کہیں اس غم میں کہ یہ لوگ مومن کیوں نہیں ہو جاتے اپنے نفس کو ہلاک ہی نہ کر لیں۔

اور فرمایا:

القرآن - طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ (طٰہٰ)

ترجمہ: (اے چودھویں کے چاند کے چہرے والے۔) ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لیے نازل نہیں کیا ہے کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔

اور سورۃ فاطر میں فرمایا گیا ہے:

القرآن - وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝

ترجمہ: اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں ہو سکتے۔اور نہ اندھیرا اور روشنی اور نہ سایہ اور دھوپ اور نہ زندے اور مردے برابر ہو سکتے ہیں۔خدا جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے۔اور تم ان کو جو قبروں میں مدفون ہیں۔ نہیں سنوا سکتے۔"

اے میرے حبیب علیہ السلام! یعنی یہ خدا کا کام ہے جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے۔

اور ایک جگہ ان کو فرمایا ہے۔

مفہوم: کہ ان کے دل ہیں۔مگر یہ ان سے سمجھتے نہیں۔ان کے کان ہیں مگر یہ ان سے سنتے ہیں۔ان کی آنکھیں ہیں مگر یہ دیکھتے نہیں۔یہ جانور جو پائے ہیں بلکہ ان سے بھی برے ہیں۔

اور ایک جگہ فرمایا ہے:

مفہوم: یعنی کہ زمین پر چلتے پھرتے بھی مردہ ہیں۔ہر بات کا ایک مطلب ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک دوسرے فرقے کے ایک مولوی صاحب نے جو کہ ظاہر میں بھی آنکھوں سے محروم تھے۔پیر مہر علی شاہ صاحب سے فرمایا۔تم لوگ مجھ سے صاف قرآن کی روشنی میں بات کرو۔تم ادھر ادھر سے مطلب نکال کر لے آتے ہو۔صاف ظاہری معنوں میں بات کرو۔آپ نے اس سے فرمایا:

القرآن - وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

Marfat.com

ترجمہ: جو اس دنیا میں اندھا رہا۔ وہ آخرت میں بھی اندھا اٹھایا جائیگا۔ اور وہ راہ سے گمراہ ہوا۔
وہ جو ظاہری بھی اندھا تھا لاجواب ہو کر بھاگ گیا۔

حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ

آپ ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے شعب ابی طالب سے بھی پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ عتبہ بن ربیعہ کے بیٹے تھے۔ یہ اسلام لائے تو ان کے اہل خاندان اور دوسرے کفار نے ان کی زندگی اجیرن کر دی۔ یہ اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کر گئے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹا دیا۔ جس کا نام محمد رکھا گیا۔ پھر یہ واپس مکہ مکرمہ نہ آئے۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد یہ آپ علیہ السلام کے پیچھے پیچھے مدینہ طیبہ چلے آئے۔ جب ان کے باپ عتبہ کی لاش کو آقا علیہ السلام نے کنوئیں میں ڈالنے کا حکم دیا تو ان کے چہرے کے رنگ کو دیکھ کر آقا علیہ السلام نے فرمایا:

"اے ابوحذیفہ اپنے باپ کی یہ حالت دیکھ کر تمہارے دل میں کچھ خیال کو پیدا نہیں ہو گیا"

فوراً عرض کی:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخدا مجھے اپنے باپ اور اس کے انجام کے بارے میں کوئی شک نہیں۔ لیکن میں اپنے باپ کو صاحب الرائے حلیم اور اچھی صفات کا مالک خیال کرتا تھا۔ مجھے امید تھی کہ اس کی یہ خوبیاں اسے اسلام کی طرف لے آئیں گی۔ میں نے اس کے انجام کو دیکھا اور حالت کفر میں اس کے مرنے کو دیکھا۔ تو اس بات سے مجھے بہت دکھ ہوا۔" (سبل الہدیٰ جلد ۲ صفحہ ۸۷، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۶۹)

رسول اکرم حضور علیہ السلام نے انہیں دعاؤں سے نوازا۔ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد سوم صفحہ ۴۴۷)

مکہ میں کہرام

الحیسمان بن راس الخزاعی سب سے پہلے مکہ پہنچا۔ یہ بعد میں مسلمان ہو گیا۔ لوگ اس کے اردگرد اکٹھے ہو گئے۔ اور اس سے لڑائی کے نتیجے کے بارے میں پوچھنے لگے۔ اس نے انہیں بتایا۔ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوجہل جس کو ابو الحکم بن ہشام بھی کہتے تھے۔ امیہ بن خلف، زمعہ بن اسود، بنیہ پسران حجاج، ابوالبختری وغیرہ اور کئی اور روسا قریش بھی مارے گئے ہیں۔ اس کی یہ بات سن کر لوگ ایک دم حیرت زدہ ہو گئے۔ صفوان بن امیہ اس وقت حجر اسود کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگا کہ یہ پاگل ہو گیا ہے۔ اس کے ہوش و حواس اڑ گئے ہیں۔ اس سے پوچھو کہ میں کون ہوں۔ الحیسمان نے کہا کہ تو صفوان بن امیہ ہے۔ اور یہ کہ میں نے خود تیرے باپ اور تیرے بھائی کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ (سبل الہدیٰ جلد چہارم صفحہ ۱۰۳)

Marfat.com

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

آقا دو جہاں سرور کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک آزاد کردہ غلام ابو رافع ہیں۔ یہ حضرت عباس کے گھر رہتے تھے۔ حضرت ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ ہم سب لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ اور میں حضرت عباس کے پاس رہتا تھا۔ آپ بھی مسلمان ہو گئے ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ آپ نہایت ہی مالدار شخص تھے۔ اور آپ کا بہت سارو پیہ و مال کفار کے پاس تھا۔ اور آپ اس ڈر سے کہ یہ کہیں میرا سارا مال و پیسہ قبضہ نہ کر لیں اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

میں لکڑی کے تیر زمزم کے پاس حجرہ میں بنایا کرتا تھا۔ ایک دن تیر بنا رہا تھا اور ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ بھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ کہ ابولہب پاؤں گھسیٹتا ہوا حجرہ میں آ کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ اس کی پشت میری طرف تھی۔ اور اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ اتنے میں ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب بھی وہاں آ گیا۔ لوگوں نے ابولہب کو کہا۔ کہ ابھی میدان جنگ سے آیا ہے۔ وہاں کے بہتر حالات تمہیں بتائے گا۔ ابولہب نے ابوسفیان کو کہا کہ میرے بھتیجے ادھر آ۔ اور مجھ کو میدان جنگ کے حالات سنا۔

وہ کہنے لگا کہ جب جنگ شروع ہوئی تو ہم نے اپنے کندھے مسلمانوں کے سامنے کر دیے۔ وہ جس طرح چاہیں ہمیں قتل کر دیں۔ اور جیسے چاہیں ہمیں قید کر لیں۔ اور میں لوگوں کو ملامت نہیں کروں گا کیونکہ ہمارا سامنا سفید لباس میں ملبوس ان لوگوں سے ہوا۔ جو ابلق گھوڑوں پر سوار تھے اور زمین و آسمان کے درمیان صفیں باندھے کھڑے تھے۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ بے اختیار میرے منہ سے نکل گیا۔

"خدا کی قسم یہ فرشتے تھے۔"

ابولہب میری بات سن کر فوراً میری طرف آ گیا۔ اور آتے ہی اس نے مجھے ایک زبردست طمانچہ میرے منہ پر رسید کیا۔ اور مجھے مارنے لگ گیا۔ میں بھی اس سے چمٹ گیا۔ اس نے مجھے مارتے ہوئے نیچے گرا دیا۔ اور میری چھاتی پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ کیوں کہ میں ایک ناتواں کمزور سا شخص تھا۔ حضرت عباس کی بیوی ام الفضل نے دیکھا۔ تو ایک چوب اٹھالی۔ اور زور سے ابو لہب کے سر پر دے ماری۔ جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ اور لہو بہنے لگا۔

ام الفضل بولیں تو کیا سمجھتا ہے کہ اس کا مالک گھر نہیں ہے۔ تو یہ کمزور ہے۔ میں تمہارا دماغ درست کر دوں گی۔ ابولہب ذلیل ہو کر وہاں سے چلا گیا۔ (سبل الہدیٰ جلد چہارم صفحہ ۱۰۳، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۷۵، ۳۷۶)

ابولہب کا انجام

ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ اس واقع کے بعد سات دن کے اندر اندر ابولہب ہلاک ہو گیا۔ اس کا انجام بہت برا ہوا۔

Marfat.com

اس کو ایک پھنسی نکل آئی۔جس کو عرب لوگ بہت منحوس اور متعدی سمجھتے تھے۔اور اس بندے کے پاس بھی نہیں جاتے تھے۔

ابولہب کے بیٹوں نے بھی اس کے پاس جانا چھوڑ دیا۔وہ کئی روز تن تنہا ازیت میں تڑپتا رہا۔اور اسی حالت میں ہی مر گیا۔تو پھر بھی اس کے پاس کوئی نہ گیا۔پھر اس کی لاش سے بدبو آنے لگی۔اور یہ پھٹ گئی۔تو لوگوں نے اس کے بیٹوں کو عار دلای۔ان لوگوں نے بڑی بڑی لکڑیوں کی مدد سے اس کی لاش کو اٹھایا اور ایک گھڑے میں پھینک دیا۔اور ایک روایت کے مطابق ایک دیوار کے پیچھے کھڑا کر کے دوسری طرف سے اس کے اوپر پتھر پھینکے کہ وہ دب گیا۔

نعوذ باللہ العظیم من اساءۃ الادب فی حضرۃ حبیبہ و ھنیہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

ہم نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کا انجام دیکھ لیا۔اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔آمین ثم آمین۔

حضور اکرم ﷺ کو مکہ میں ایک شخص بہت تکلیفیں دیا کرتا تھا۔یہ بدبخت دوسرے مسلمانوں کو بھی بہت تنگ کیا کرتا تھا۔اس کا نام اسور بن مطلب تھا۔آقا علیہ السلام نے اس کی حرکتوں اور شرارتوں سے تنگ آ کر اس کے لیے بددعا کی تھی۔کہ یہ اندھا ہو جائے اور اپنے بیٹوں پر روئے۔تو یہ واقعی اندھا ہو گیا اور بدر کی جنگ میں اس کے دو جوان بیٹے اور ایک پوتا قتل ہو گیا۔تو یہ ان پر بہت رویا کرتا تھا۔

ایک ماہ تک مسلسل مکہ کے کفار اپنے مقتولین پر نوحہ کناں رہے۔لوگ اپنے اپنے عزیزوں کی سواریوں کے پاس آتے اور ان کے اردگرد حلقہ بنا لیتے اور پھر ان کو لے کر سارے مکہ میں گھومتے اور پھر ساتھ ساتھ نوحا کرتے جاتے اور پیٹتے جاتے۔اپنے سر کے بال نوچتے۔عورتوں نے اپنے سروں کے بال منڈوا دیے۔یہ سینہ کوبی کرتیں اور اپنے گریبان پھاڑ ڈالتیں اور اپنے منہ پر طمانچے مارتیں۔یہ سلسلہ ایک ماہ تک جاری رہا اور مکہ کی فضا سوگوار رہی۔

(سبل الہدیٰ جلد ۴ صفحہ ۱۰۳،ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۷۵)

ایک ماہ بعد قریش مکہ کو ہوش آیا کہ ہماری ان حرکتوں پر مسلمان ہنستے ہوں گے۔اور خوش ہوتے ہوں گے۔

انہوں نے پابندی لگا دی کہ آج کے بعد کوئی نہیں روئے گا نہ ماتم کرے گا۔

اسود بن مطلب نے یہ سنا تو اس کو بھی ضبط کرنا پڑا۔لیکن بڑی مشکل سے اس نے چند دن نکالے۔اور ایک دن ایک عورت کے رونے کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔تو اس نے اپنے غلام سے کہا کہ پتہ کر کے آؤ کہ کیا قریش نے رونے کی اجازت دے دی ہے۔

غلام جا کر پتہ کر کے آیا۔کہ ایک عورت کا اونٹ گم ہو گیا ہے۔اور وہ اس کے فراق میں رو رہی ہے۔

اسود کا زخم پھر تازہ ہو گیا۔اور اس نے فی الدلیہ اشعار کہے۔جن کا مطلب یہ ہے۔

Marfat.com

وہ اس بات پر رو رہی ہے۔کہ اس کا اونٹ گم ہوگیا ہے۔اور بے خوابی اسے سونے نہیں دیتی۔
اسے کہو کہ اونٹ کے گم ہونے پر نہ روئے۔اور سانحہ بدر پر روئے۔جب دشمنوں نے ہمارا ساتھ نہیں دیا تھا۔
اگر تم رونا چاہتی ہو تو عقیل اور حارث پر روؤ جو شیروں کے شیر تھے۔
اور اگر تم رونا چاہتی ہو تو ابی حکیمہ (اس کا بیٹا) پر روؤ۔جس کا کوئی ہمسر ہے ہی نہیں۔
اب ایسے لوگ ہمارے سردار بن گئے ہیں۔اگر جنگ بدر کا حادثہ پیش نہ آتا تو یہ ہمارے سردار بن ہی نہیں سکتے تھے۔
(سبل الہدیٰ جلد چہارم صفحہ ۱۰۳، دلائل النبوۃ جلد سوم صفحہ ۱۴۶)

مدینہ منورہ میں فتح کی خوشخبری

خاتم الرسول حضور نبی کریم رووٴف الرحیم آقا دو جہاں سرورکون و مکان ﷺ نے بدر کے میدان میں فتح مبین کے بعد وہاں تین روز گزارے۔کہیں بھی فتح کے بعد آقا علیہ السلام کا یہ معمول مبارک تھا۔اس کے بعد لشکر واپس مدینہ روانہ ہوا۔جب یہ لشکر اُثیل کے مقام پر پہنچا تو سرکار دو جہان علیہ السلام نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کو مدینہ منورہ فتح کی خوشخبری دینے کے لیے بھیجا۔یہ دوپہر کے وقت مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ محلہ عالیہ کی طرف چلے گئے۔اور آپ اونٹ پر سوار تھے۔اور اسی حالت میں آپ نے با آواز بلند آقا علیہ السلام کی خیریت کی خوشخبری سنائی اور مسلمانوں کی فتح کی اور کفارِ مکہ کے بڑے بڑے سرداروں کے قتل ہونے کی خوشخبری بھی سنائی اور کہا کہ ربیعہ کے دونوں بیٹے حجاج کے دونوں بیٹے۔ابو جہل، زمعہ بن اسود، امیہ بن خلف وغیرہ قتل ہو گئے ہیں اور سہل بن عمرو وغیرہ بڑے بڑے لوگوں کو جنگی قیدی بنالیا گیا ہے۔

عاصم بن عدی آپ کو ایک طرف لے گئے۔اور کہا کہ کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں۔انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم۔میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔کل رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔تم خود مکہ کے بڑے بڑے رووٴسا کو جنگی قیدی زنجیروں سے بندھے ہوئے دیکھو گے۔آپ نے انصار کے گھر گھر جا کر خوشخبری سنائی۔بچے خوشی سے مدینہ کی گلیوں میں دوڑتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ فاسق و فاجر ابو جہل کو قتل کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح حضرت زید بن حارث اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ کے نشیبی علاقوں کی طرف چلے گئے۔اور وہاں سب لوگوں کو آقا علیہ السلام کی خیریت اور مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری سنائی۔اور کفار کے قتل ہونے اور اسیر ہونے کی خوشخبری بھی سنائی۔بعض لوگ کہنے لگے کہ زید (رضی اللہ عنہ) بھاگ کر آ گیا ہے۔اُن کے بیٹے حضرت اسامہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں۔جب تک جنگی قیدیوں کو نہ دیکھ لیا مجھے تسلی نہ ہوئی۔

حضور اکرم ﷺ کی روانگی کے وقت سرکار دو عالم ﷺ کی لختِ جگر بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بہت بیمار تھیں۔اسی وجہ سے

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو آپ علیہ السلام نے ان کے پاس ان کی تیمارداری کا حکم دیا تھا اور ساتھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بھی مقرر کر دیا تھا۔

منافقین طرح طرح کی باتیں کرنے لگے۔ ایک منافق نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارا لشکر تتر بتر ہو گیا ہے اور (نعوذ باللہ) آقا علیہ السلام قتل کر دیے گئے ہیں۔ اور آپ کی اونٹنی قصوا کو ہم پہچانتے ہیں۔ اور زید کفار مکہ سے ڈر کر ایسی باتیں کر رہا ہے اور یہ خود میدان سے بھاگ کر آیا ہے۔

یہود کی بھی یہی رائے تھی۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے پوچھا: کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا خدا کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس منافق کو کہا تو جھوٹ بک رہا ہے۔ آقا نامدار سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور تشریف لے آئیں گے۔ اور میں تم کو آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ جو تو نے کہا ہے وہ آپ کو بتاؤں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارا سر قلم کر دیں گے۔ اور کہنے لگا۔ کہ میں نے تو جو سنی سنائی بات کہی ہے۔ میری اپنی رائے نہیں ہے۔

(سبل الہدیٰ جلد چہارم صفحہ ۹۴، سیرت ابن کثیر جلد دوم صفحہ ۴۷۳، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۸۰)

شہدائے بدر

ابن اسحاق کے مطابق یہ گیارہ ہیں۔ جمہور علماء کے مطابق ان کی تعداد چودہ ہے۔ یہ وہ خوش قسمت ہیں جنہوں نے اپنی پیاری جانوں کو اپنے پیارے خدا کے سپرد کر دیا اور ہمیشہ کے لیے اس کی رضا اور اس کی جنت کے وارث بن گئے۔ ان میں چھ مہاجر تھے۔ اور آٹھ انصاری تھے۔

۱۔ عبیدہ بن حارث
۲۔ عمیر بن ابی وقاص
۳۔ عمیر بن حمام
۴۔ سعد بن خثیمہ
۵۔ ذوالشمالین بن عبد عمرو بن نضلہ خزاعی
۶۔ مبشر بن عبدالمنذر
۷۔ عاقل بن بکیر اللیثی
۸۔ مہجع
۹۔ صفوان بن بیضاء الفہری

Marfat.com

۱۰۔ یزید بن حارث خزرجی
۱۱۔ رافع بن معلیٰ
۱۲۔ حارث بن سراقہ
۱۳۔ عوف بن عفراء
۱۴۔ معوذ بن عفراء رضوان اللہ علیہم اجمعین (ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۹۷، ۳۹۸)

مالِ غنیمت

آقا دو جہاں حضور نبی سرور کائنات رؤوف الرحیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر سے نکل کر عقیق الصفراء کے پاس سے گزرتے ہوئے جب عقیق اور نازیہ کے درمیان ٹیلہ پر پہنچے تو تمام مجاہدین میں برابر حصہ تقسیم کیا گیا۔

یہ مال غنیمت ان لوگوں میں بھی تقسیم کیا گیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم میں لگے ہوئے تھے۔

عرب کے پرانے رسم و رواج کے مطابق جنگوں میں جو چیز جس کے ہاتھ لگتی وہ اس کا مالک بن جاتا تھا۔ اس جنگ میں بھی کچھ لوگ تو کفار کا پیچھا کر رہے تھے۔ کچھ آقا علیہ السلام کی حفاظت میں تھے۔ کچھ لوگوں نے مال و اسباب اکٹھا کرنا شروع کر دیا تھا۔ تو کچھ تھوڑا سا نزع پیدا ہوا کہ مال غنیمت کو کس طرح تقسیم کیا جائے۔ کیوں کہ مال غنیمت اکٹھا کرنے والے اپنا حق جتا رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ اور اس رحمت نے گوارہ نہ کیا کہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والے کسی جھگڑے میں پڑیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال نازل فرمادی۔ اور تمام مال کو اللہ اور اس کے رسول کا مالک قرار دے دیا۔

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ

ترجمہ: آپ فرمادیں کہ سب مال غنیمت اللہ اور اُس کے رسول (علیہ السلام) کا ہے۔

(سیرت ابن کثیر جلد چہارم صفحہ ۴۷۲، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۹۸)

یعنی تمام مال کا مالک اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے حضور نبی کریم رؤوف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنا دیا۔

حضور علیہ السلام نے تمام مجاہدین کو برابر برابر حصہ تقسیم فرمادیا۔ بعض علماء سیرت کے مطابق یہ مال بغیر خمس نکالے تقسیم کیا گیا۔ لیکن علامہ ابن کثیر کے مطابق اس مال غنیمت میں سے خمس نکالا گیا تھا۔

جن لوگوں کو مال غنیمت میں سے جنگ میں شریک نہ کرنے کے باوجود حصہ دیا گیا۔ کیوں کہ یہ آقا علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں لگے ہوئے تھے۔ ان میں سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ آقا علیہ السلام کے حکم سے اپنی بیوی یعنی آقا علیہ السلام کی بیٹی کی تیمارداری میں مصروف تھے۔ حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کو حضور علیہ السلام نے مدینہ میں قائم مقام مقرر کیا تھا۔ حضرت عاصم بن عدی کو قبا اور

Marfat.com

العالیہ میں انتظام کے لیے مقرر کیا تھا۔ الروحا کے مقام پر خوات بن جبیر کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ اس لیے واپس بھیج دیا گیا تھا۔ حضرت حارث صمہ بھی چوٹ لگنے کی وجہ سے واپس چلے گئے تھے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت سعید بن زید کو ابوسفیان کے قافلہ اور قریش مکہ کی سرگرمیوں کے بارے میں معلومات کے لیے بھیجا گیا تھا۔ جب آقا علیہ السلام واپس مدینہ شریف لا رہے تھے تو ان کی ملاقات آپ سے ہوئی تھی۔ اور لبیس بن عمر اور عدی بن الزعباء جو بنی جحم قبیلہ سے تھے۔ اور دشمن کی نقل وحرکت پر متعین تھے۔ کو بھی مال غنیمت سے برابر کا حصہ دیا گیا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مبین حاصل کرنے کے بعد جب واپس ہوئے اور جنگ ختم ہوگئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے اور عرض کی۔ آپ کا رب فرماتا ہے کہ تم اس وقت تک واپس نہ آنا جب تک کہ میرا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی نہ ہو جائے۔ اور ابھی تک حضرت جبرائیل علیہ السلام کا چہرہ گرد آلود تھا۔ اور آپ ایک گھوڑی پر سوار تھے۔ اس وقت اثیل کے مقام پر آپ نماز ادا فرما چکے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں راضی ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے کثیر مقدار میں مال غنیمت مسلمانوں کو عطا فرمایا تھا۔ اس میں ایک سو چالیس اونٹ، دس گھوڑے، مختلف قسم کا سامان، چمڑے کے دسترخوان، مختلف پارچات، کثیر مقدار میں رنگا چمڑا۔ کثیر مقدار میں ہتھیار، ابوجہل کا اونٹ، یہ سرکار دو عالم علیہ السلام نے اپنے پاس رکھ لیا۔ اس پر سوار ہو کر غزوات میں تشریف لے جاتے اور حدیبیہ کے مقام پر قربانی کے جانوروں میں اس کو بھی لے جایا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال نازل فرما کر تمام مال غنیمت رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضے میں دے دیا۔ تاکہ کسی مسلمان کو اختلاف نہ رہے۔ اور ہر ایک کو برابر برابر حصہ مل جائے۔ کیونکہ کچھ لوگ تو کفار سے برسر پیکار رہے تھے۔ اور کچھ لوگ مال غنیمت اکٹھا کرتے رہے تھے۔ اور کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت پر متعین رہے تھے۔

آقا علیہ السلام تمام قیدیوں اور تمام مال غنیمت کو لے کر جب مفیق الصفرا کے قریب ایک ٹیلہ پر پہنچے تو تمام مجاہدین میں مال غنیمت تقسیم فرمایا گیا۔ اس سے قبل عبداللہ بن کعب نجاری مال غنیمت پر نگران تھے۔ جب کوئی آدمی آقا علیہ السلام سے کوئی بھی چیز مانگا کرتا تھا تو آپ علیہ السلام اسے عنایت فرما دیا کرتے تھے۔ ابواسیر اساعدی جن کا نام مالک بن ربیعہ تھا کو اس جنگ میں بنی عائذ کی ایک تلوار ملی تھی۔ جس کا نام برزبان تھا۔ آپ نے وہ تلوار مال غنیمت کے ڈھیر پر لا کر رکھ دی۔ اس تلوار کو ارقم بن ابی ارقم نے پہچان لیا۔ اور آپ سے مانگا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دے دی۔

الروحا کے مقام پر مدینہ کے لوگ آپ کو مبارک دینے اور آپ کا استقبال کرنے یہاں پہنچ گئے۔ ان میں اُسید بن حضیر بھی تھے۔ انہوں نے عرض کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پیچھے رہنے کی وجہ یہ تھی کہ میں نے سمجھا تھا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ابوسفیان

Marfat.com

کے قافلے کی غرض سے تشریف لے گئے ہیں۔ اگر مجھے بدر کی جنگ مین دشمن سے ٹکرانے کا پتہ ہوتا تو میں ضرور اس میں شرکت کرتا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

"صدقت"۔ اے سید بن حضیر تم نے سچ کہا۔

سلمہ بن سلامہ بن رقش اہلِ مدینہ کی مبارکوں کے جواب میں کہنے لگے۔ تم لوگ کس چیز کی مبارکباد ہمیں دیتے ہو۔ بخدا ہمارے مقابلے میں تو گویا بوڑھی گنجی عورتیں نکلیں۔ ان اونٹنیوں کی طرح رسیوں سے بندھی ہوئی تھیں اور ہم نے ان کو ذبح کر دیا۔

آقا علیہ السلام اس کی یہ بات سن کر مسکرا دیے۔ اور فرمایا "وہ بوڑھی عورتیں تو نہ تھیں۔ وہ لوگ اپنے قبیلے کے نامور سالار اور بہادر تھے۔

جنگی قیدیوں میں عقبہ بن ابی محیط اور نضر بن حارث کو بہت زیادہ اسلام دشمنی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا۔

الزبیحہ کے مقام پر سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ کریم نے عقبہ کو قتل کیا تو یہ کہنے لگا کہ میری بچیوں کا کون پرسان حال ہو گا۔ فرمایا گیا۔ "آگ"۔

اور عاصم بن ثابت جب نصرین حارث کو قتل کرنے کے لیے بڑھے تو نصر بن حارث کہنے لگا۔ اتنے دوسرے قریشی لوگوں کو چھوڑ کر صرف مجھے کیوں قتل کیا جا رہا ہے۔ عاصم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دشمنی کی وجہ سے۔

حضور اکرم ﷺ ن فرمایا کہ ایک دن مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے میں سر بسجود تھا۔ کہ نصرین حارث آیا اور میری گردن کے اوپر اس زور سے اپنا پاؤں رکھا اور اس کو اتنا زیادہ دبایا کہ مجھے محسوس ہوا کہ میری آنکھیں باہر ابل پڑیں گی۔

پھر یہ ایک دن آیا۔ اور بدبودار اوجڑی اٹھا لایا۔ جب میں سجدہ میں گیا تو اس نے وہ اوجڑی میری گردن اور میرے سر پر رکھ دی۔ میری بیٹی فاطمہ آئی اور میری گردن اور میرے سر کو دھویا۔

قربان جائیں آقا علیہ السلام کے سجدوں پر۔ ہم لوگوں کے اوپر نماز پڑھتے ہوئے ایک دو مکھیاں بیٹھ جائیں تو ہم انہیں اڑانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور سرکار دو عالم ﷺ کا ایک وہ سجدہ نیاز جو اپنے کریم کی عظیم بارگاہ میں آپ علیہ السلام فرماتے تھے۔ اور امت کی بخشش کے لیے دعائیں مانگی جاتی تھیں۔ اور وہ اتنا طویل ہوتا تھا۔ کہ اس کے آگے رات بھی سمٹتی جاتی تھی۔ اور دن بھی سکڑتا جاتا ہے۔ لیکن وہ ختم نہیں ہوتا تھا۔ اس سجدے کی حالت میں اگر ایک کافر کوئی اوجڑی کا بوجھ رکھ دیتا ہے تو آقا علیہ السلام اس بوجھ کو دور کرنے کے لیے فوراً سجدے کو ختم نہیں فرما دیتے۔ آپ اپنے رب کریم کی عظیم بارگاہ میں یوں ہی سجدہ ریز جوں کے توں راز و نیاز میں مصروف رہتے ہیں۔ کوئی گھر جا کر حضرت فاطمہ زہرہ، آپ کی لخت جگر، آپ کی بیٹی کو اطلاع کرتا ہے تو وہ دوڑی ہوئی آتی ہیں۔ آپ جوں کے توں سجدہ میں ہوتے ہیں۔ اور وہ تشریف لا کر کافروں کو سخت سُست فرماتی ہیں اور اس بدبودار اوجڑی کو اتارتی ہیں۔

Marfat.com

اور یہ نضر بن حارث آقا علیہ السلام کی وجوس اشعار لکھا کرتا تھا۔ اور پڑھتا تھا۔ اس کے قتل ہونے کے بعد اس کی بہن نے اس کا دردناک مرثیہ لکھا۔ جب حضور علیہ السلام نے سنا تو آپ کی رحم دلی کی انتہا دیکھیے۔ آپ نے فرمایا کہ ان اشعار کو میں نے پہلے سنا ہوتا۔ تو اس کو میں فدیہ لیے بغیر ہی آزاد کر دیتا۔

فتح مکہ کے موقع پر اس کے بھائی نضیر بن حارث کو آقا علیہ السلام نے سو اونٹ مرحمت فرمائے تھے اور اس نے دس اونٹ اس خوشخبری سنانے والے کو دے دیے تھے۔ پہلے اس نے کہا تھا کہ میں اسلام لانے پر کوئی انعام نہیں لینا چاہتا۔ بعد میں اس نے سوچا کہ یہ تو بن مانگے آقا علیہ السلام نے عطا فرمائے ہیں۔ اور ان کا نہ لینا کہیں بے ادبی نہ ہو جائے تو اس نے وہ سو اونٹ قبول فرما لیے۔

اور آقا علیہ السلام نے سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی فرمایا تھا کہ "اگر تمہیں کچھ مال دیا جائے لیکن تم اسے للچائی نظروں سے نہ تک رہے ہو تو اسے لے لیا کرو۔"

اور آقا علیہ السلام کے ہجام ابو ہند نے جو خاص حلوہ کی ایک مشک آپ علیہ السلام کو یہاں ہدیہ کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام انصار میں اس کی تقسیم کرنے کا حکم فرما دیا۔ (سبل الہدیٰ جلد چہارم صفحہ ۹۸، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۸۶)

اسیران جنگ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قیام و طعام وغیرہ کے بارے میں بہت تاکید فرمائی تھی۔ صحابہ اکرام میں سے جس جس کے حصے میں کوئی قیدی آیا۔ انہوں نے اسے بہت آرام سے رکھا۔ خود بھوکے رہتے۔ اپنے بچوں کو بھی بھوکا رکھتے اور روٹی اپنے اپنے قیدی کو کھلاتے رہتے۔

ان کے اس رویے سے بہت سے قیدی بعد میں مسلمان ہو گئے۔

یہ ہے آقا علیہ السلام اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کریمانہ اخلاق۔ جس کی اسلام بار بار تاکید کرتا ہے۔ اور اسی اخلاق کی بدولت حضور نبی کریم رؤف الرحیم نے پوری انسانیت میں انقلاب برپا کر دیا۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝

ترجمہ: بے شک (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو عظیم اخلاق عطا فرمایا گیا ہے۔"

حضور پرنور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۲ رمضان المبارک جمعہ المبارک کے دن مدینہ طیبہ میں فتح و کامرانی کے ساتھ رونق افروز ہوئے۔ تمام اہلِ مدینہ آپ کے استقبال کے لیے امڈ آئے۔ انصار کی بچیوں نے دف بجا بجا کر یہ اشعار پڑھے۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

Marfat.com

ایھنا المبعوث فینا جئتَ بالامر المطاع

آقا علیہ السلام ثنیۃ الوداع کی طرف سے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے یہود کے دلوں میں اس فتح و کامرانی سے خوف بٹھا دیا۔ اور عبداللہ بن ابی بھی بادل نخواستہ لوگوں کو دکھانے کے لیے مسلمان ہوگیا۔

مدینہ منورہ کے نواح میں نقیع نام کی ایک بستی میں حضرت سعد بن نعمان الانصاری رضی اللہ عنہ رہتے تھے۔ انہوں نے سنا تھا کہ عمرہ و حج کے لیے جانے والے لوگوں سے کفار مکہ کوئی تعرض نہیں کرتے ہیں۔ یہ اپنی بیوی کے ساتھ عمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ گئے۔ تو ابوسفیان نے ان کو اپنا قیدی بنالیا۔

ہوا یہ تھا کہ ابوسفیان کا بیٹا عمرو بھی مسلمانوں کی قید میں تھا۔ ابوسفیان کہتا تھا کہ اس کا خون بھی مسلمانوں نے بہایا ہے۔ اب ان کو میں فدیہ بھی ادا کروں۔ میں ایسا نہیں کروں گا۔ مسلمان خود ہی اسے قید کر کے اِسے چھوڑ دیں گے۔

اب اس کو موقع ہاتھ آگیا۔ اس نے حضرت سعد بن نعمان انصاری کو قید کیا۔ اور ان کی رہائی کے بدلے میں اپنے بیٹے عمرو کی رہائی کی شرط رکھی۔

جب ان کے قبیلے کو حضرت سعد کی گرفتاری کی اطلاع ملی تو یہ آقا علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے۔ اور بڑے ادب سے گزارش کی کہ ابوسفیان نے یہ چال چلی ہے۔ آپ احسان فرمائیں۔ اور عمرو کو چھوڑ دیں اور اسے ہمیں دے دیں تاکہ ہم سعد بن نعمان کو آزاد کروا سکیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گزارش کو قبول فرمایا۔ اور عمرو کو ان کو دے دیا گیا اور انہوں نے عمرو کو ابوسفیان کو دے کر سعد بن نعمان کو آزاد کرالیا۔ (سبل الہدیٰ جلد چہارم صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۸، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۸۸)

ابوالعاص

ابولعاص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا داماد تھا۔ جنگ بدر میں یہ بھی قید کرلیا گیا۔ یہ حضور علیہ السلام کی پہلی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن حولہ کا بیٹا تھا۔ آقا علیہ السلام پر سب خاندان کے لوگ ایمان لے آئے۔ اور آپ کی بیٹیاں بھی ایمان لے آئیں۔ لیکن یہ ایمان نہیں لایا تھا۔ ابھی مشرکوں سے رشتہ ازواج توڑنے کا حکم نہیں آیا تھا۔ یہ حکم صلح حدیبیہ کے بعد ۶ ہجری میں نازل ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سفارش پر آقا علیہ السلام نے اپنی بیٹی حضرت زینب کا رشتہ ابوالعاص سے کر دیا تھا۔ دوسری بیٹی کا نکاح آپ نے ابولہب کے بیٹے سے کر دیا تھا۔ لیکن ابھی رخصتی نہیں کی تھی۔

جب آقا علیہ السلام نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو کفار مکہ نے آپ علیہ السلام کو ایذا دینے کے لیے ہر طرح کے ہتھکنڈے اپنائے۔

انہوں نے باہم مشورہ کیا۔ کہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کو طلاق دے دیں۔

Marfat.com

کفار نے ابوالعاص سے یہ بات کی اور اس کو کسی اور جگہ شادی کروا دینے کا لالچ دیا۔لیکن یہ تیار نہیں ہوا۔اور کہا کہ میں اپنی بیوی زینب کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔حضور علیہ السلام اس کی اس بات کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

کفار کے لوگ ابولہب کے بیٹے عمرو کے پاس بھی گئے۔اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت محمد ﷺ کی بیٹی جن کی ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔کو طلاق دینے کا کہا۔

اس نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔اس طرح رخصتی سے پہلے ہی آقا علیہ السلام کی بیٹی اس کے چنگل سے بچ گئی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا مکہ ہی میں تھیں۔انہوں نے ابولعاص کو آزاد کرانے کے لیے اپنا وہ ہار جو ان کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو دیا تھا۔حضور علیہ السلام کے پاس بھیجا۔

حضور سرور کائنات رونق بزم کون و مکان ﷺ نے اپنی بیوی کا یہ ہار پہچان لیا اور آپ ﷺ پر رقت طاری ہوگئی۔آقا علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اگر مناسب سمجھو تو ان کا یہ ہار بھی واپس کر دو۔اور ان کے قیدی کو بھی واپس کر دو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بخوشی حضور علیہ السلام کی اس بات کو قبول فرماتے ہوئے۔ابوالعاص کو بھی آزاد کر دیا اور اس ہار کو بھی اس کو واپس کر دیا۔

حضور علیہ السلام نے ابوالعاص سے وعدہ لیا کہ وہ مکہ جا کر آپ (علیہ السلام) کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ طیبہ روانہ کر دے گا۔اور آپ علیہ السلام نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ابوخثیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کو اس کے ساتھ بھیجا۔ اور ان کو نصیحت کی کہ تم لوگ اس کے ساتھ مکہ جاؤ اور مقام بطن یاجج کے قریب رک جانا۔جب حضرت زینت رضی اللہ عنہا یہاں پہنچیں تو ان کو ساتھ لے کر مدینہ طیبہ آجانا۔

انہوں نے ایسا ہی کیا۔اور مقام بطن یاجج میں رک گئے۔ابوالعاص واپس مکہ پہنچ گیا اور وعدے کے مطابق حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ جانے کی اجازت دے دی۔

ابوسفیان کی بیوی ہندہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور کہنے لگی۔کہ مردوں کی باتوں کو ہم درمیان میں نہیں لاتیں۔میں نے سنا ہے کہ تم مدینہ کی تیاری کر رہی ہو۔میرے چچا کی بیٹی میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتاؤ۔کسی چیز کی ضرورت ہو یا زادِ راہ کی یا پیسوں کی ضرورت ہو تو بتاؤ۔میں تمہارا راز ہی رکھوں گی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔اس نے یہ پیشکش خلوص نیت سے کی تھی۔لیکن میں نے اس راز کا فاش کرنا مناسب نہ سمجھا۔اور کہا کہ میرا جانے کا کوئی ارادہ نہیں۔

آپ کے خاوند کا بھائی آپ کی تیاری مکمل ہونے کے بعد آپ کے پاس ایک اونٹ لے آیا۔آپ کو اس پر سوار کیا۔ اور اپنی کمان اور ترکش حمائل کر کے دن کے اجالے میں آپ کو لے کر روانہ ہوگیا۔

قریش مکہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو ان کے چند جوانوں نے ان کا پیچھا کیا اور ذی طوی کے مقام پر ان کو روک لیا۔

Marfat.com

ہسبار بن اسود بن مطلب اس بد بخت نے اپنے نیزے سے آپ کو اتنا خوفزدہ کیا کہ آپ کے پیٹ کا بچہ ضائع گیا۔

آپ کے خاوند کے بھائی کنانہ نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے اپنے تیروں کو نکال کر سامنے رکھ لیا اور ایک تیر اپنی کمان میں ڈال کر ان کو للکارا۔ کہ خبردار جو آگے بڑھا۔ میں یہ تیر اس کے سینے میں پیوست کر دوں گا۔

سب لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ اتنے میں ابوسفیان چند اور لوگوں کو لے کر آ گیا۔ اس نے صورتحال بھانپ لی۔ اور کنانہ کو کہا ٹھہر جاؤ۔ میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے اپنے لوگوں کو بھی پیچھے کر دیا۔ اور علیحدگی میں کنانہ کو کہا۔ کہ تم دن کے اجالے میں سب کے سامنے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر جا رہے ہو۔ اس میں ہم لوگوں کی بہت بے عزتی ہے۔ ہمیں اس عورت سے کوئی تعرض نہیں۔ ایک دو دن کے بعد تم چپکے سے ان کو چھوڑ آنا۔ اب ان کو واپس لے جاؤ۔

چنانچہ کنانہ بن ربیع نے ایسا ہی کیا۔ اور دو دن کے بعد رات کی تاریکی میں چپکے سے آپ رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر سوار کر کے اور اس کی باگ خود پکڑ کر وادی ذی طوی یا بطن میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور ابوخثیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے کر آیا۔

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور ابوخثیمہ انصاری رضی اللہ عنہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر خیر و عافیت سے مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔

ہسبار بن اسود اور اس کے جس ساتھی نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو خوفزدہ کر کے ان کا بچہ ضائع کروایا تھا کہ متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت دکھ ہوا۔

ایک سریہ میں حضرت ابوہریرہ کی روایت کے مطابق جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی شریک تھے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ہسبار اور اس کے ساتھی کے متعلق فرمایا کہ اگر یہ قابو آ جائیں تو ان کو آگ میں جلا دینا۔ لیکن دوسرے دن آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ آگ میں جلانے کا صرف اللہ تعالیٰ سزاوار ہے۔ تم ان کو قتل کر دینا۔

ابوالعاص کا ایمان

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بخیر و عافیت مدینہ منورہ میں رہنا شروع کر دیا۔ ابوالعاص مکہ میں رہنے لگا۔

کچھ عرصہ بعد ابوالعاص ایک قافلہ میں کفار مکہ کا بہت سا سامان لے کر ملک شام گیا۔ یہ خود بھی بہت امیر آدمی تھا۔

شام سے واپسی پر راستہ میں ایک اسلامی لشکر سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ یہ اپنی جان بچا کر فرار ہو گیا۔ مسلمانوں نے کفار کے مال کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور اسے لے کر مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ پیچھے سے چپکے سے ابوالعاص بھی مدینہ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صبح کی نماز شروع کی تو پیچھے سے حضرت زینب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر زور سے آواز

Marfat.com

دی کہ اے لوگو! میں نے ابوالعاص کو پناہ دے دی ہے۔

آقا علیہ السلام نے سلام پھیرنے کے بعد صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم نے وہ آواز سنی ہے جو میں نے بھی سنی ہے۔ صحابہ نے عرض کی ہم نے بھی سنی ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا۔ اس زات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ مجھے اس واقعہ کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ میں نے بھی یہ بات اب سنی ہے جیسے تم نے سنی ہے۔

آقا علیہ السلام نے مزید فرمایا کہ مسلمانوں سے ایک ادنیٰ درجے کا آدمی بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔

یعنی میری بیٹی کی ابوالعاص کو پناہ کا احترام تم سب پر واجب ہے۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ حضرت زینب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"اے بیٹی! ابوالعاص کی تعظیم و تکریم کرنا۔ لیکن اس کو اپنے قریب نہ آنے دینا کیونکہ تم اس کے لیے حلال نہیں ہو۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس سریہ کے مجاہدین کو بلایا۔ اور ان سے فرمایا کہ تم لوگ احسان کرتے ہوئے ابوالعاص کا مال واپس کر دو۔ تو مجھے بہت خوشی ہوگی اور اگر واپس نہ کرو تو یہ مال فیئ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے۔ تم اس کے زیادہ حق دار ہو۔

سب مجاہدین نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنی خوشی سے یہ مال واپس کرتے ہیں۔ اور انہوں نے چھوٹی سے چھوٹی چیزیں بھی واپس کر دیں۔

ابوالعاص کے دل پر اس چیز کا بہت اثر ہوا۔ اسے کسی نے کہا کہ تم ایمان لے آؤ۔ تو تمام مال تمہارا ہو جائے گا۔ اس نے کہا کہ "اگر میں امانت میں خیانت کر کے اپنے اسلام کا آغاز کروں تو یہ آغاز بہت برا ہوگا۔"

ابوالعاص تمام مال لے کر مکہ مکرمہ واپس آیا۔ اور اس تمام مال کو نفع سمیت اس کے وارثوں کو دینے کے بعد اس نے بھرے مجمع میں اعلان کیا کہ:

"اے گروہ قریش، کیا کسی کا کوئی مال رہ گیا ہے۔ جو اس نے نہ لیا ہو۔"

سب نے بہ یک زبان کہا کہ بالکل نہیں۔ تم امانتوں کو ادا کرنے والے بہت کریم النفس ہو۔ ابوالعاص نے کہا۔ تو پھر سب سنو۔

فانا اشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا عبده و رسوله۔

کلمہ طیبہ پڑھ کر اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان سب کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ کہ میں نے اس سے پہلے اپنے اسلام کا اعلان اس لیے نہیں کیا تھا۔ کہ کہیں تم یہ کہو کہ میں نے تمہارا مال واپس نہ کرنے کے بعد اپنے اسلام کا اعلان کرتا ہوں۔

Marfat.com

اس کے بعد حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۳۰۲، ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۳۸۹ تا ۳۹۲)

اسیرانِ جنگ کا مسئلہ

حضور علیہ السلام نے جنگ بدر سے دوسرے روز اپنے صحابہ کرام کو اکٹھا کیا تھا۔ اور ان سے فرمایا کہ "تم لوگ مشورہ دو اسیرانِ جنگ سے کیا سلوک کیا جائے۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ان سے فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دیا جائے تا کہ فدیہ سے جو سرمایہ اکٹھا ہو اس سے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہو گی۔ اور اللہ کی رحمت سے کوئی بعید نہیں کہ ان میں سے بہت سے لوگ مسلمان ہو جائیں۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری رائے اس چیز کے بالکل خلاف ہے۔ میرے خیال میں ہر قیدی کو اس کے رشتہ دار کے حوالے کیا جائے۔ اور ہمیں حکم دیا جائے کہ ہم اس کی گردن کاٹ دیں۔ تا کہ یہ لوگ پھر اسلام کی راہ میں رکاوٹ نہ بنیں۔"

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک وادی میں بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے اس کو آگ لگا کر سارے قیدیوں کو اس میں ڈال دیا جائے۔

آقا علیہ السلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تجویز کو پسند فرمایا۔ اور باقی تجویزوں کو مسترد فرمایا۔

دوسرے دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور پرنور سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یار غار کو روتا دیکھ کر عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بتائیں کہ آپ علیہ السلام کیوں رو رہے ہیں۔ تا کہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روسکوں۔ اور اگر نہ روسکوں تو آپ علیہ السلام کا اتباع کرتے ہوئے رونے والی صورت ہی بنا لوں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرے دوستوں نے فدیہ لینے کا جو مشورہ دیا تھا۔ میں اس کے لیے رو رہا ہوں۔ اس رائے کے باعث جو عذاب انہیں دیا جانے والا تھا۔ وہ اس درخت سے بھی نزدیک تر میرے سامنے پیش کیا گیا۔"

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۡ وَاللّٰهُ

Marfat.com

يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾

ترجمہ: نبی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ اس کے پاس جنگی قیدی ہوں یہاں تک کہ غلبہ حاصل کرے۔ زمین میں تم چاہتے ہو۔ دنیا کا سامان اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لیے) آخرت چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور دانا ہے۔

حضور علیہ السلام کا یہ گریہ فرمانا۔ ان لوگوں کے لیے تھا۔ جنہوں نے متاع دنیا حاصل کرنے کے لیے فدیہ کی تجویز پیش کی تھی۔ اس کے باعث وہ عذابِ الٰہی کے مستحق قرار پائے تھے۔ آقا علیہ السلام کے گریہ فرمانے سے ان سے عذاب ہٹا لیا گیا۔

کیوں کہ متاع دنیا کے لیے فدیہ وصول کرنے کا ارادہ نہ ہی آقا علیہ السلام کا تھا اور نہ ہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ یہ بعض عام مجاہدین تھے جنہوں نے متاع دنیا کے لیے فدیہ لینے کا ارادہ کیا تھا۔

قیدیوں سے حسن سلوک

حضور علیہ السلام نے مفلس و نادار قیدیوں سے فرمایا کہ تم میں سے جو لکھنا پڑھنا جانتا ہے وہ دس دس لوگوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے تو وہ آزاد ہے۔ آقا علیہ السلام نے ان کے ساتھ حسن سلوک کی بہت تاکید فرمائی۔

مسلمانوں نے آپ علیہ السلام کے فرمان کے مطابق ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔

یہ لوگ خود بھوکے رہتے لیکن ان کو کھانا کھلاتے۔

قیدیوں سے فدیہ

حضور علیہ السلام نے فدیہ کی کوئی رقم مقرر نہیں فرمائی تھی۔ ہر ایک کی حیثیت کے مطابق اس سے فدیہ لیا جاتا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی فرمایا کہ آپ آزاد ہونا چاہتے ہیں تو چار سو درہم ادا کریں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میرے پاس اتنا مال نہیں کہ میں اتنا فدیہ ادا کر سکوں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

"چچا وہ مال کدھر گیا جو آپ نے میری چچی ام الفضل کے ساتھ مل کر زمین میں دفن کر دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر میں میدان جنگ میں مارا جاؤں تو میرے بیٹوں، فضل، عبداللہ اور قثم کے حوالے کر دینا۔"

حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی سن کر آپ کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور پکار اٹھے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے واقعی سچے رسول ہیں۔

سب سے مہنگا فدیہ ایک سو اوقیہ سونا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے لے کر انہیں رہا کیا گیا۔

اسی طرح حضور علیہ السلام نے نوفل کو جو بدر کی جنگ میں قید ہو کر آیا تھا۔ فرمایا تھا کہ جو نیزے تم جدہ میں رکھ کر آئے ہو وہ

Marfat.com

فدیہ کے طور پر دے کر آزاد ہو سکتے ہو۔ وہ ہکا بکا رہ گیا۔ اور بے اختیار کہہ اٹھا کہ آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ اس بات کا کسی کو پتہ نہیں تھا۔ انہوں نے یہ سب نیزے فدیہ میں دے کر رہائی حاصل کی۔

فتح کے اثرات

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

القرآن - وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

ترجمہ: اور یاد کرو جب تم ملک میں تھوڑے کمزور اور بے بس سمجھے جاتے تھے۔ اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ کہیں اچک کر نہ لے جائیں۔ پھر تمہیں اللہ نے پناہ دی اور طاقت بخشی۔ اپنی نصرت سے۔ اور تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا کیں تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت سے مسلمان کفار پر غالب آ گئے۔ اور مسلمانوں کی دھاک ان کے دلوں پر بیٹھ گئی۔ پہلے مسلمانوں کو بہت کمزور سمجھتے تھے۔ اب ان کو معلوم ہو گیا کہ ہمارے بت ہمیں کچھ فائدہ نہیں دے سکے۔

لیکن مدینہ منورہ کے یہودی قبائل اس فتح سے انگاروں پر لوٹنے لگے۔ ان کے اندر بغض و حسد اور زیادہ ہو گیا۔

اسی طرح عبداللہ بن ابی منافق کی کارکردگی میں دوسرے منافقوں نے بھی اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔

لیکن کچھ ایسے ان میں سے اچھے لوگ بھی تھے۔ جنہوں نے حق کو قبول کر لیا تھا اور ایمان لے آئے۔

اور قرآن پاک میں اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو منافقوں اور یہود و نصاریٰ سے محتاط رہنے کا حکم فرما دیا۔

(ضیاء النبی ۳، ۴۰۳)

ایک سازش

مکہ مکرمہ میں حجر کے مقام پر ایک دن عمیر بن وہب اور امیہ بن خلف جو بدر میں مارا گیا تھا۔ کا بیٹا صفوان بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں میں دوستی تھی۔ عمیر بن وہب کہنے لگا۔ اگر میرے اوپر قرضہ اور بال بچوں کی کفالت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں (نعوذ باللہ) مدینہ جا کر حضور ﷺ کو قتل کر آتا۔ صفوان نے کہا۔ تو کسی بات کی فکر نہ کر۔ میں تیرا دوست ہوں۔ تیرے بال بچوں کی ساری کفالت میرے ذمے آئی۔ اور تیرا سارا قرض بھی میں اتاروں گا۔ تو بے فکر ہو کر مدینہ جا کر اپنا کام کر۔

اس نے اپنی تلوار کو زہر میں بجھایا اور مدینہ آیا۔ اور اپنے اونٹ کو مسجد نبوی کے دروازے کے باہر کھڑا کیا۔ اس کی ٹانگیں باندھیں۔

Marfat.com

حضرت عمر فاروقؓ نے عمیر بن وہب کو دیکھا اور تلوار اس کے گلے میں دیکھی۔ تو گھبرا گئے کہ یہ کسی اچھی نیت سے نہیں آیا۔ اور آقا علیہ السلام سے عرض کی۔ حضور عمیر کسی اچھی نیت سے نہیں لگتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ اسے پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گئے اور جس چمڑے سے اس نے گلے میں تلوار حمائل کی ہوئی تھی۔ اس سے پکڑ کر اسے گھسیٹتے ہوئے بارگاہ سالت ﷺ میں لے آئے۔

آقا علیہ السلام نے پوچھا۔ عمیر کیوں آئے ہو۔ وہ کہنے لگا۔ حضور میرا بیٹا آپ کے پاس قیدی ہے۔ میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ کہ مجھ سے رعایت کی جائے اور اس کا کم سے کم فدیہ لے کر اسے رہا کر دیا جائے۔

آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تلوار گلے میں کیوں حمائل کی ہے۔

وہ کہنے لگا: حضور ان تلواروں کا ستیاناس ہو۔ یہ ہمارے کون سے کام آتی ہیں۔ میں نے جلدی میں اسے گلے سے نہیں اتارا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: مجھے سچی بات بتاؤ۔

وہ پھر پس و پیش کرنے لگا۔ کہ حضور ﷺ اور کوئی بات نہیں ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مقام حجر میں تو نے صفوان کے ساتھ کیا گفتگو کی ہے۔ اس نے پھر پس و پیش کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "تم نے مجھے قتل کرنے کی اس شرط پر ذمہ داری قبول کی ہے کہ وہ تمہارے بچوں کے اخراجات کا بھی کفیل ہوگا اور تیرے قرض خواہوں کو تیرا قرض بھی ادا کرے گا اے عمیر سن میرے اور تیرے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہے۔ تیری مجال نہیں کہ میرا بال بھی بیکا کر سکے۔"

آقا علیہ السلام کی اس بات سے اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد عبده و رسوله۔

یا رسول اللہ ﷺ جس بات سے آپ (علیہ السلام) نے پردہ اٹھایا ہے۔ اسے میرے اور صفوان کے بغیر کوئی نہیں جانتا تھا۔ بے شک آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جو مجھے آپ علیہ السلام کے قدموں میں لے آیا۔ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہوں۔ اور جس طرح میں پہلے مسلمانوں کو تکلیفیں دیتا تھا۔ اب میں کافروں کو تکلیفیں دیا کروں گا۔ آپ مجھے مکہ جانے کی اجازت عطا فرمادیں۔ آقا علیہ السلام نے اسے مکہ جانے کی اجازت فرمادی۔ اور حکم دیا کہ اس کے بیٹے کو بغیر فدیہ چھوڑ دیا جائے۔ عمیر بن وہب اپنے بیٹے کے ساتھ مسلمان ہو کر مکہ پہنچ گیا۔ صفوان کو پتہ چلا تو اس نے اس سے اپنی دوستی ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔

Marfat.com

حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

(سیرت ابن کثیر، ۴/ ۴۸۶ تا ۴۸۹)

۲ ہجری کے واقعات

آقا علیہ السلام نے پہلے مختلف سریہ روانہ فرمائے۔ اور پھر سب سے پہلے اس ۲ ہجری میں جنگ بدر وقوع پذیر ہوئی۔ اسی ۲ ہجری میں روزے فرض کیے گئے۔ پہلے سفر و حضر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ اس ۲ ہجری میں حکم الٰہی کے مطابق سفر کی وہی دو رکعتیں رہیں۔ اور حضر میں یہ چار کر دی گئیں۔ مسلمانوں میں سے جو غنی تھے۔ ان پر زکوۃ فرض کی گئی۔ اور ان کے مصارف کا تعین فرمایا گیا۔ قصاص کا قانون نافذ کیا گیا۔ دستوں کا نظام مقرر ہوا۔ اور یکم شوال کو عید الفطر کی ابتداء کی گئی۔ اور عید الفطر سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور اسی ۲ ہجری میں تحویل کعبہ ہوا۔

کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ

ترجمہ: ہم بار بار آپ ﷺ کا آسمان کی طرف منہ فرمانا دیکھ رہے ہیں۔ تو ہم ضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے۔ جسے آپ پسند کرتے ہیں۔ لو اب پھر لو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف۔ (اے مسلمانوں) جہاں کہیں تم ہو پھیر لیا کرو۔ اپنے منہ اس کی طرف۔

حضور نبی کریم ﷺ ہجرت کے بعد سے بھی ابھی (تک الحمدللہ) تک بیت المقدس کی طرف ہی منہ فرما کر نمازیں ادا فرما رہے تھے۔ مکہ معظمہ میں حرم شریف کے اندر آقا دو جہاں علیہ السلام اس طرح نماز ادا فرماتے تھے کہ کعبہ شریف آقا علیہ السلام اور بیت المقدس کے درمیان ہوتا تھا۔

حضور پرنور حضور اکرم ﷺ کی دیرینہ خواہش تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کعبہ معظمہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم فرما دیں۔ اور اسے ہی مسلمانوں کا قبلہ بنا دیں۔ اور اپنی اس خواہش کا اظہار مدینہ منورہ میں آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے بھی فرمایا۔ اور آقا علیہ السلام دعا مانگتے ہوئے بار بار آسمان کی طرف بھی دیکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے حبیب حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قرآن پاک میں فرما دیا کہ

"ہم بار بار آپ کا آسمان کی طرف دیکھنا دیکھ رہے ہیں۔ تو ہم ضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے۔ جسے آپ پسند فرماتے ہیں۔ تو پھیر لو اپنا چہرا مسجد حرام کی طرف۔ تو اے (مسلمانو) جہاں کہیں تم ہو پھیر

Marfat.com

لیا کرو اپنے منہ اس کی طرف۔"

الحمدللہ ۱۹۸۱ء میں جرمنی سے واپسی کے دوران اللہ تعالیٰ نے مجھے حج کی سعادت عطا فرمائی۔ جب میں مدینہ منورہ آقا ﷺ کے قدموں میں حاضری کے لیے گیا تو وہاں مسجد قبلتین کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اس مسجد کے دو آمنے سامنے محراب ہیں۔ آقا علیہ السلام شمال کی طرف چہرہ مبارک فرما کر نماز ادا فرما رہے تھے۔ آقا علیہ السلام اس وقت بشر بن براء کی والدہ کو بخشنے گئے ہوئے تھے۔ کھانے کا انتظام بھی تھا۔ کہ نماز ظہر کا وقت ہوگیا۔ دو رکعتیں نماز ظہر کی پڑھ چکے تھے۔ کہ جبرائیل امین علیہ السلام یہ آیت مبارکہ لے کر اترے۔ اور آپ علیہ السلام کو اپنا رخ انور کعبہ شریف کی طرف کرنے کا حکم الٰہی سنایا۔ آقا علیہ السلام نے دوران نماز ہی اپنا چہرہ انور کعبہ شریف کی طرف موڑ لیا۔ نماز کی حالت میں چلتے ہوئے آقا علیہ السلام پیچھے تشریف لے آئے۔ اور پچھلی رکعت میں کھڑی عورتوں کی جگہ تک چلے آئے۔ اور عورتیں مردوں سے پیچھے چلی گئیں۔ یہ سب کچھ دوران نماز ہوا۔ کسی صحابی کے دل میں بھی یہ خیال نہ آیا کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ ان کی جانیں آقا علیہ السلام کی اداؤں پر قربان تھیں۔ ان کے دل بے چون چرا آپ ﷺ کے ہر ہر حکم کے سامنے تسلیم و رضا کے پیکر بنے ہوئے تھے۔ اور ان کے دلوں میں کسی بھی کام میں کیا اور کیوں کی گنجائش ہی نہیں تھی۔

حضرت عباد بن بشر آقا علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے بعد انصار کے محلہ بنی حارثہ میں گئے۔ اس وقت عصر کا وقت ہوگیا تھا۔ انصار باجماعت نماز ادا فرما رہے تھے۔ اور اس وقت وہ حالت رکوع میں تھے۔ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے باآواز بلند کہا۔ "میں اللہ کے نام کی شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز ظہر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے ادا کی ہے۔ یہ سنتے ہی تمام نمازی بغیر کسی چوں و چرا کے سب نے اپنا رخ بیت اللہ کی طرف موڑ لیا۔ اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دی۔

اسی طرح حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم محلہ بنی اشہل میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی آیا۔ اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوگیا ہے کہ کعبہ شریف کی طرف منہ پھیر لیں۔ یہ آواز سنتے ہی ہمارے امام نے اپنا منہ بیت اللہ کی طرف موڑ لیا۔ اور ہم سب نے بھی اپنے منہ بیت اللہ کی طرف موڑ لیے۔

اب یہودیوں اور منافقوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ مسلمان پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ اب انہوں نے کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دی ہے۔ دیکھو یہ آہستہ آہستہ مشرکوں کی طرف (نعوذ باللہ) مائل ہو رہے ہیں۔ اور اس طرح کی اور لغو باتیں بنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حجت بازیوں کا جواب فرمایا:

"اور نہیں مقرر کیا ہم نے بیت المقدس کو قبلہ مگر اس لیے کہ دیکھ لیں کہ کون پیروی کرتا ہے رسول (ﷺ) کی۔ اور کون پھرتا ہے الٹے پاؤں۔" (سورۃ البقرہ)

اب یہودیوں نے ایک نئی چال چلی۔ ان کا ایک وفد جس میں رفاع بن قیس۔ جزدم بن عمرو۔ کعب بن اشرف۔ رافع

Marfat.com

بن ابی رافع حجاج بن عمر۔ ربیع بن ربیع۔ کنانہ بن ربیع پسران۔ ابی الحقیق شامل تھے۔ اکٹھے ہو کر آقا علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور آ کر کہنے لگے کہ یا محمد (ﷺ) آپ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور دین پر ہونے کا دعوہ کرتے ہیں۔ تو آپ نے بیت المقدس کی طرف سے کیوں منہ موڑ لیا ہے۔ اگر آپ واپس بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگیں۔ اور بیت المقدس کو ہی کعبہ بنا لیں تو ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تمام یہودی آپ کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ اور آپ کی نبوت کی تصدیق کریں گے۔

ان لوگوں کی یہ باتیں کسی خلوص نیت پر مبنی نہیں تھیں۔ یہ صرف چاہتے تھے کہ دیکھیں کہ آقا علیہ السلام کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا:

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

"بیشک جنہیں کتاب دی گئی ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ حکم برحق ہے۔ ان کے رب کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ ان کے کاموں سے جو وہ کرتے ہیں۔ بے خبر نہیں ہے۔" (سورۃ بقرہ، ۱۴۴)

اور آقا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۵﴾

"اور اگر (بفرض محال) آپ کے پاس علم آچکنے کے بعد بھی آپ ان کی خواہشوں کی پیروی کریں گے۔ تو آپ اس وقت ظالموں میں شمار ہوں گے۔" (سورۃ بقرہ ۱۴۵)

دیکھیں اللہ کریم کو اپنے پیارے محبوب کبریا علیہ السلام سے کتنی والہانہ محبت ہے۔ کہ جہاں کہیں بھی کوئی مسئلہ پیش ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً اسے حل فرما دیا۔ (سیرت ابن ہشام ۲/ ۱۷۶)

رمضان کے روزے

الفرقان — یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔ تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔" (سورۃ بقرہ: ۱۸۳)

اللہ کریم جل شانہ نے یہ آیت کریم ہجرت کے دوسرے برس شعبان میں نازل فرما کر مسلمانوں پر روزے فرض کر دیے۔

Marfat.com

اور فرمایا کہ یہ اس لیے نازل فرمائے گئے ہیں تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

روزہ انسان کو صبر سکھاتا ہے۔ضبط نفس سکھاتا ہے۔ادب سکھاتا ہے۔

پیاس سخت لگی ہوتی ہے۔کڑاکے کی گرمی پڑ رہی ہے۔اور ٹھنڈا پانی بھی موجود ہے۔دیکھنے والا بھی سوائے خدا کے اور کوئی نہیں۔تو صرف خدا کو راضی کرنے کے لیے اس کے حکم کی اطاعت کے لیے اپنے نفس پر کنٹرول کرے۔اور پانی نہ پیئے۔اور اپنے خدا کو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے۔

اسی طرح تمام زندگی میں بندے کے اندر خواہش موجود ہے۔موقع موجود ہے۔بظاہر دیکھنے والا بھی کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔گناہ کے سارے لوازمات موجود ہیں۔محض اپنے رب کی خوشنودی کے لیے بندہ گناہ سے باز رہے۔

ہمارے پیر و مرشد خواجہ گوہر الدین قدس رحمتہ اللہ علیہ موضع جیندڑ شریف نزد کڑیانوالہ ضلع گجرات فرماتے ہیں کہ ایک تو ہوتا ہے۔خدا کے عذاب کے خوف سے گناہ سے باز رہنا اور دوسرا خدا کے حیا کی وجہ سے گناہ سے باز رہنا اس کا زیادہ درجہ ہے۔

اور امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ تعالیٰ احیاء علوم الدین کی چوتھی جلد میں لکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کے اخبار میں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"اگر میں نہ جنت پیدا کرتا اور نہ دوزخ پیدا کرتا تو پھر بھی میں کیا اس قابل نہیں تھا کہ میری اطاعت کی جائے۔"

اور روزے کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں:

الصوم لی وان اجزبه۔

ترجمہ: روزہ صرف میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔

یعنی روزے کی جزا نہ تو جنت فرمائی نہ کوئی اور صلہ فرمایا۔بلکہ فرمایا کہ میں ہی اس کی جزا ہوں۔میری خوشنودی۔میری رضا ہی اس کی جزا ہے۔

اور وہ خدا جس نے ہمیں پیدا کیا۔اپنے محبوب پاک کی امت میں پیدا کیا۔اپنے اولیاء کاملین کے قدموں میں رکھا۔اپنی اور اپنے حبیب پاک اور اپنے پیارے اولیاء کی صحبت عطا فرمائی۔ہمیں صحت اور بے شمار نعمتیں عطا فرمائی۔کیا وہ اس قابل نہیں کہ اس کی اطاعت کی جائے۔بیشک کیوں نہیں۔وہ اسی قابل ہے۔ہم اس کے بندے ہیں۔ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔اور اسی کی پیروی کرتے ہیں۔اس کے محبوب پاک ﷺ کے حکموں کی پیروی کرتے ہیں۔کیوں کہ اس خدا سے روشناس کرانے والے وہی ہیں۔

دعا: اللهم رزقنا حبك و حب حبيبك الكريم۔ و حب من يحبك و حب عملك من يقربُ عليك و حب عليك احب من الماء بارد الاتشان۔

ترجمہ: اے اللہ تو مجھے اپنی خالص محبت کی روزی عطا فرما۔اور اپنے پیارے محبوب کریم حضرت محمد ﷺ کی

Marfat.com

محبت عطا فرما۔ اور جن لوگوں سے تو محبت کرتا ہے ان کی محبت عطا فرما۔ اور اپنی محبت کو میرے لیے پیاسے کی ٹھنڈے پانی سے محبت سے زیادہ محبوب تر بنا دے۔"

یہ ہے وہ تعلیم جو آقا علیہ السلام نے ہمیں دی ہے۔ اور ہمیں اس طرح دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے نیک لوگوں کی محبت ہی اصل میں زندگی کی میراث ہے۔ ان کی پیروی کا ہی سورۃ فاتحہ میں حکم دیا گیا ہے۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ

جن پر تیرا انعام ہوان لوگوں کے راستے پر چلا۔ نہ کہ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تیرا غضب ہوا۔ اور نہ ہی ان لوگوں کے راستے پر جو گمراہ ہوئے۔

شرک کا مسئلہ

یہاں اللہ تعالیٰ یہ بھی فرما سکتے تھے کہ اے لوگو دعا مانگا کرو۔ کہ ہمیں یا اللہ تو اپنے راستہ پر چلا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلنے کو اپنا راستہ ہی فرمایا ہے اور اِنعام یافتہ لوگوں سے اگر محبت کریں گے تب ہی اُن کے راستہ پر چلیں گے۔

ترجمہ: ۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

ترجمہ: جس نے میرے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے گویا میری ہی اطاعت کی۔

خدانخواستہ ہم لوگوں کا کوئی بندہ بیمار ہو جائے۔ کسی کا خدانخواستہ کوئی ایکسڈینٹ ہو جائے۔ خدانخواستہ کسی کا بچہ گر پڑے یا خدانخواستہ کسی گاڑی کے نیچے آجائے تو فورا مسجد نہیں لے کر جاتے۔ فورا ہسپتال ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتے ہیں۔ ڈاکٹر میرے بچے کو بچا لے۔ ہم تمہارے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں۔ یہی ہمارا اکیلا بچہ ہے۔ تو کیا ہم شرک کر رہے ہوتے ہیں۔ حالانکہ بچانے والی تو خدائے پاک کی ذات ہے۔ وہی زندگی اور موت دینے والی ہے۔ نہیں نہیں۔ بلکہ اگر ہمارا عقیدہ ہو کہ اس بچے کو صرف ڈاکٹر نے ہی شفا دینی ہے تو یہ شرک ہوا۔ اور اگر یہ عقیدہ ہو کہ اسے خدا پاک نے شفا دینی ہے اور ڈاکٹر تو ایک وسیلہ ہے۔ تو یہ عین توحید ہوئی۔ اسی طرح ہمارا ایک روحانی بیمار اگر کسی ولی کے پاس جاتا ہے اور وہ خدا کے حکم سے اس کی روحانی بیماری کا علاج کرتا ہے تو وہ عین توحید ہے۔ خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر و مُرشد عینک کا کام کرتا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ مزار پر جانے کا حق اُس کا ہے۔ جس کو مزار پر جا کر صاحب مزار بھی یاد نہ رہے یعنی صرف خدا ہی یاد رہے۔

اور اگر وہ کسی مزار پر جاتا ہے۔ اور وہ اس قبر کو خدانخواستہ سجدہ کرتا ہے۔ اور وہ خدا کو چھوڑ کر اس قبر والے کو اپنا معبود سمجھتا ہے تو وہ عین شرک ہوا۔ اور اگر وہ شرعی حکم کے مطابق قبر پر جاتا ہے۔ اور وہاں اس لیے جاتا ہے کہ یا اللہ یہ تیرے نیک بندے ساری زندگی تیری اطاعت میں فرمانبردار رہے۔ یہ تیرے محبوب بندے ہیں۔ تو اس محبت کے طفیل جو ان سے تجھ کو ہے

Marfat.com

اور اپنے پیارے حبیب پاک ﷺ کے وسیلے سے ہمیں ہدایت عطا فرمادے۔اس کے پیارے حبیب کے وسیلے کو سامنے رکھتے ہوئے ان نیک اولیاء کے طفیل اپنے خدا سے مانگے تو یہ عین توحید ہے۔

القرآن ۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (النساء:۸۰)

ترجمہ: جس نے میرے رسول کی اطاعت کی۔اس نے گویا میری ہی اطاعت کی۔

اور وسیلے کا حکم تو خدا تعالیٰ ہی ہمیں دے رہا ہے۔

جب بندہ سے کوئی گناہ ہو جائے اور وہ اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈائریکٹ بھی گناہ کی معافی مانگ سکتا ہے۔لیکن نہیں نہیں یہ نہیں فرمایا جارہا۔بلکہ حکم ہو رہا ہے آؤ میرے رسول علیہ السلام کی طرف۔

القرآن ۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

ترجمہ: اور اے لوگو جب تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو تو آؤ میرے رسول (ﷺ) کے پاس۔اور مجھ سے بخشش طلب کرو (معافی مانگو)۔اور میرا رسول بھی تمہارے لیے مجھ سے بخشش طلب کرے تو پاؤ گے تم اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

جب پیر کرم شاہ صاحب الازہری بھیرہ شریف والے مدینہ منورہ گئے تو وہاں کے قاضیوں نے آپ سے یہ سوال کیا کہ تم لوگ مدینہ منورہ کیوں آتے ہو۔تو آپ نے اِن کو اس کے جواب میں یہی آیت شریف پڑھ کر سنائی تو وہ لاجواب ہو گئے۔

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا۔میری قبر کو عیدین نہ بنالینا۔یعنی سال میں دو عیدیں ہوتی ہیں۔اور تم لوگ صرف سال میں دو دفعہ ہی آؤ۔بلکہ بار بار بار بار میرے پاس آنا۔

اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

"جو میری زندگی کے بعد میرے پاس آیا۔وہ ایسا ہے کہ گویا میری زندگی میں ہی میرے پاس آیا۔"

اور ایک بزرگ فرماتے ہیں۔تم یہ نہ کہو کہ میں روضہ رسول ﷺ کی زیارت کر کے آیا ہوں۔بلکہ یہ کہا کرو کہ میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کر کے آیا ہوں۔

اور صرف منافقوں کی قبروں پر جانے سے آقا علیہ السلام کو منع فرمایا گیا۔

القرآن ۔ وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ

ترجمہ: اور اے محبوب ﷺ آپ ان کی قبروں پر بھی کھڑے نہ ہوں۔

اور کسی مسلمان کی قبر پر کھڑا ہونے سے منع نہیں فرمایا۔

بلکہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ "تم قبرستان جایا کرو۔اس سے دل نرم ہوتا ہے۔"

Marfat.com

اور اپنے والدین کی قبروں پر جانے کا بھی ذکر ہے۔ اور قبرستان جا کر السلام علیك یا اهل القبور کہنے کا بھی حکم ہے۔ اور فرمایا گیا ہے کہ تمام مُردے جواب دیتے ہیں۔ وعلیکم السلام کہتے ہیں اور جو زندگی میں اس کو پہچانتے تھے یہاں بھی اس کو پہچانتے ہیں۔

یہ تو عام مسلمانوں کا حال ہے۔ بلکہ کفار کو بھی غزوہ بدر کے موقع پر کنویں میں جب ڈالا گیا تو اُن کو تین دن کے بعد حضور علیہ السلام نے خطاب فرمایا تھا کہ کیا اللہ کا وعدہ سچا نہیں تم نے پایا۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مردوں سے خطاب فرما رہے ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ یہ صرف جواب دینے پر قادر نہیں ہیں۔

اور فرمایا گیا ہے جب مردے کو دفنا کر آتے ہیں تو وہ جانے والے لوگوں کے پاؤں کی آہٹ کو بھی سنتا ہے۔

اور شہدا کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ

ترجمہ: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

ترجمہ: اور تم نہ کہو مردہ جو میری راہ میں مارے گئے ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

اور ایک جگہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

ترجمہ: عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

ترجمہ: (یہ شہید) اپنے رب کے ہاں روزی دیے جاتے ہیں۔

ہاں اصل میں یہ بات ہے کہ ہم لوگ اس زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ اور جب ہماری عقلیں اس چیز کو نہیں پا سکتیں تو ہم انکار کر لیتے ہیں۔

الحمدللہ جب ۱۹۹۳-۱۹۹۲ء میں موضع شمع چوگانی میں انبیاء کرام کے مزارات پر بند بنوا رہا تھا اور ایشیائی ترقیاتی بینک بلیو ایریا اسلام آباد سے (جے ہیڈ۔ سپر بھی منظور کروایا تھا) کی اور چوہدری گل نواز MPA جلالپور جٹاں نے بند وغیرہ کے خرچہ وغیرہ کے متعلق وزیر اعظم پاکستان کو رپورٹ بھی پیش کر کے منظوری بھی لے لی تھی۔ اور رقم بھی جاری ہوگئی تھی۔ تو ڈی سی ہاؤس گجرات میں ڈی سی راجہ احسن اور چوہدری گل نواز MPA اور دوسرے بہت سارے لوگوں کی موجودگی میں SSP رانا عبدالواسع صاحب نے مجھ (نثار الٰہی) سے سوال کیا۔

کہ کیا ثبوت ہے تمہارے پاس کہ تم لوگ ایک قبر بنا کر اسے کہو گے کہ یہ کسی ولی کی یا کسی نبی کی قبر ہے۔

تو اس کے سوال کے جواب میں میں نے تقریباً آدھا گھنٹہ کی تقریر کی تھی اور قرآن و حدیث اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے انبیاء کے برصغیر میں آمد کے حوالے دینے کے بعد میں نے عرض کی تھی کہ آسمان پر تیرتے ہوئے سیارے اور چھوٹے

Marfat.com

چھوٹے آلات زمین میں چھپی معدنیات اور گیسوں کا پتہ دے سکتے ہیں تو کیا ایک ولی کامل کی نظر زمین میں چند فٹ گہرے کسی نبی علیہ السلام کے مدفن کا پتہ نہیں دے سکتی۔ اور میں نے عرض کی اگر کوئی غیر مسلم جو خدا کو اور اس کے فرشتوں کو ہی نہیں مانتا آپ کے ساتھ کندھوں پر جو کراماً کاتبین فرشتے بیٹھے ہیں۔ ان کے ثبوت کے متعلق آپ کو کہے تو آپ کیا جواب دیں گے۔

صدقہ عید الفطر

اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی امت مرحومہ پر اتنا مہربان ہے کہ کسی امت پر اتنا کرم اتنی مہربانی نہیں فرمائی گئی۔ جتنی کہ آقا علیہ السلام کی امت پر فرمائی گئی ہے۔

دوسری ہجری میں ہی صدقہ عید الفطر کا حکم فرمایا گیا۔

یہ ہر روزہ دار سوا دو سیر گندم یا اس کے بدل اپنے کنبہ کے ہر فرد کی طرف سے ادا کرے چاہے کوئی بچہ عید کی نماز سے پہلے ہی کیوں نہ پیدا ہوا ہے۔

وہ روزہ دار جو نہ عید الفطر پر کچھ کھا سکتے ہیں۔ نہ ان کے گھر میں آٹا ہے۔ نہ کچھ کھانے کو ہے۔ مسلمانوں کو فرمایا جا رہا ہے۔ کہ جو تم کو تمہارے خدا نے عطا فرمایا ہے اس میں سے صرف سوا دو سیر گندم یا اس کے برابر کے حساب سے صدقہ فطر عید کی نماز سے جانے سے پہلے پہلے ادا کر دیا کرو۔ تاکہ وہ لوگ بھی تمہاری خوشیوں میں شامل ہو جایا کریں۔ اور اسی طرح آگے زکوۃ کا حکم بھی نازل فرمایا گیا۔

عید الفطر

ہجرت کے دوسرے سال ہی آقا علیہ السلام نے یکم شوال کو عید الفطر ادا کرنے کا حکم دیا۔ اور اس کا اجراء فرمایا گیا۔

زکوٰۃ

حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ جو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہجرت کے دوسرے سال ہی زکوۃ ادا کرنے کا حکم جاری فرمایا۔

زکوٰۃ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ (التوبہ:۶۰)

ترجمہ: صدقات تو صرف ان کے لیے ہیں۔ جو فقیر ہیں۔ مسکین ہیں۔ زکوٰۃ وصول کرنے کے کام پر جانے والے

Marfat.com

ہیں۔اور وہ لوگ جن کی دلداری مقصود ہے۔ نیز گردنوں کو آزاد کرنے اور مقروضوں کے لیے اور اللہ کی راہ میں مسافروں کے لیے یہ سب فرض ہے۔اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا دانا ہے۔

آقا علیہ السلام نے ایک نہایت اچھے معاشرے کی بنیاد ڈالی۔اور بہترین زکوۃ کا نظام قائم فرمایا اور اِس زکوٰۃ کو تقسیم کرنے کا طریقہ سمجھایا، زکوٰۃ کا نظام رائج فرما کر نوع انسانیت کی بھلائی کا ایک باب رقم فرما دیا۔

آج وہ لوگ جو اپنے آپ کو ایک مہذب معاشرے کا فرد کہتے ہیں۔ یہ میرے نبی علیہ السلام کی خیرات کا ہی نتیجہ ہیں۔

ان لوگوں نے مسلمانوں کے سنہرے اصول اپنا کر صرف دنیاوی زندگی میں اپنے آپ کو سرفراز کر لیا۔اور ہم لوگوں نے ان کافروں کے پرانے اصول اپنا کر اور اپنے اصولوں کو ایک طرف رکھ کر کے دنیاداری خود کو نیچے ذلت کے گھڑے میں گرالیا ہے۔میں جاپان ٹوکیو میں ایک جگہ ایک ڈرائی کلینر کی چھوٹی سی دکان پر گیا۔اندر اور آس پاس کوئی آدمی نہیں تھا اور اس کے غلے کے اوپر ہی کوئی بندہ پیسے رکھ گیا تھا۔ٹوکیو میں ۱۹۸۸ء میں میں نے کسی بنک کے آگے کوئی گن مین کھڑا نہیں دیکھا۔کسی ٹوکیو کی چھوٹی گلی میں چل رہے ہیں تو اچانک دیکھیں گے کہ پیچھے ساؤنڈ پروف گاڑیوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں۔اور وہ آپ کے احترام میں پیچھے پیچھے آرہی ہیں۔کوئی ہارن مار کر آپ کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا۔وہاں ہارن ایک گالی سمجھا جاتا ہے۔اور وہ انسان کی اتنی تعظیم کرتے ہیں کہ ان پر رشک آتا ہے۔ یہ اصول تمام اسلام سے لیے گئے ہیں۔ ۱۹۷۸ء میں میں جرمنی گیا۔وہاں پر سوشیال اور آربڈلوس کا نظام قائم تھا۔سوشیال مین وہ لوگ بے روزگاروں کو پیسہ کپڑے اور گھر کے برتن اور گھر کا کرایہ تک دیتے تھے۔اور آربڈلوس میں وہ لوگ جن کا کام کرتے ہوئے چھوٹ جاتا تھا یا ایک جگہ وہ کام چھوڑ کر دوسرے جگہ کرنا چاہتے تھے۔ اِس درمیان عرصہ میں ان کی تنخواہ کے برابر ہی ان کی مدد کی جاتی تھی۔اور جرمنی میں اگر کوئی بیمار ہوتا ہے تو چاہے اس کے خرچ پر لاکھوں روپے لگیں یا اُس کے لیے ہیلی کاپٹر سروس مہیا کرنی پڑے۔ بالکل فری تھی۔اور یہاں لوگوں کو فری دوائی کے لیے کس طرح دھکے کھانے پڑتے ہیں۔روز ڈاکٹر ہڑتال پر گئے ہوتے ہیں۔انسانیت کی قدر نہیں۔ ہر کوئی اپنے آپ کو سچا کہتا ہے۔دوسرے کی بھلائی سے کوئی غرض نہیں۔ ہر طرف نفسا نفسی کا دور ہے۔خدا خوفی نہیں رہی ہے۔ یہ ہم کن لوگوں کے اصول اپنائے ہوئے ہیں۔کیا ہم نے قبر کو بھلا دیا ہے۔کیا ہم آخرت کے حساب کو بھول گئے ہیں۔اور کیا ہم نے پل صراط کو اور دوزخ کو بھلا دیا ہے۔اور کیا ہم کو جنت کی آرزو نہیں ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ان اللہ اشتریٰ بانا لھم الجنۃ ط

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔

تو کون ہے۔جو اپنی جان کو جنت کے بدلہ میں فروخت کر دے۔جو اس کے رب کی اس کے مالک کی مرضی ہے۔ اس پر اپنی مرضی کو قربان کر دے۔

تو اللہ تعالیٰ کی بات ہی سچی ہے۔کہ وہ جس کو چاہتا ہے۔اپنی رحمت کے لے مخصوص فرما لیتا ہے۔

Marfat.com

يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

ترجمہ: جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے مخصوص فرمالیتا ہے۔

رومیوں میں مقروض کو قرض خواہ کا غلام بنا دیا جاتا تھا لیکن اِسلام نے ہر ایسے شخص کا قرضہ ادا کرنے کی ذمہ داری لے لی جو کہ اپنی غریبی اور ناداری کی وجہ سے قرض ادا نہ کرسکتا ہو۔ (ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۴۱۹)

اگر زکوۃ ہم سب لوگ بالکل خدائے پاک کے حکم کے مطابق ادا کرتے جائیں۔ اور اس کی تقسیم کرتے جائیں تو ہمارے معاشرے میں ایک بھی غریب نہ رہے۔ بے روزگاری نہ رہے۔ چوری نہ رہے۔ ڈاکہ نہ رہے۔

یہ ہمارے اتنے مفکر حضرات جو ٹی وی پر آ کر اتنی نصیحتیں کرتے ہیں۔ کیوں ایک اسلامی معاشرے کے اجراء کے لیے کوشش نہیں کرتے۔ اس لیے کہ یہ خود ان چیزوں میں ملوث ہیں۔ یہ لوگ یہ نظام لانا ہی نہیں چاہیے کیوں کہ اس طرح ان لوگوں کی بے پناہ جائیدادیں جاتی ہیں۔ جن پر زکوۃ فرض ہے۔

ہم لوگوں کی بھی کیا زندگی ہے۔ ہمارا کھانا حرام ہمارا پینا حرام۔ ہمارا جینا حرام ہمارا مرنا حرام۔ ہمارا سونا حرام۔ ہمارا چلنا حرام۔ اور ہمارا دیکھنا بھی حرام۔ اور ہمارا سننا بھی حرام۔ ہاں جس کو خدا بچالے۔

اگر کوئی آدمی نماز نہیں پڑھتا ہے تو اس کے لیے رونے کا مقام ہے۔ کہ یا اللہ مجھ سے کیا غلطی ہوگئی ہے کہ تو مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑا نہیں کر رہا ہے۔

یا اللہ! اپنے محبوب پاک کے صدقے حضور علیہ السلام کی تمام امت پر رحم فرما۔ اس کی اصلاح فرما۔ اور اس کو بخش دے۔ اور ہمارے کرتوتوں کی وجہ سے اغیار کو ہمارے اوپر مسلط نہ فرما۔ (نثار النبی ولد صوفی محمد ریاج ولد صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ)

قانون قصاص و دیت

اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے دوسرے سال سے ہی یہ قانون بھی نافذ فرمادیا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! فرض کیا گیا ہے۔ تم پر قصاص جو ناحق مارے جائیں۔ آزاد کے بدلے آزاد۔ غلام کے بدلے غلام۔ عورت کے بدلے عورت۔ پھر جس کو معاف کی جائے۔ اس کے بھائی (مقتول کے وارث) کی طرف سے کوئی چیز تو چاہیے کہ طلب کرلے (مقتول کا وارث) خون بہا۔ دستور کے مطابق اور (قاتل کو چاہیے) کہ اسے ادا کرے اچھی طرح۔ یہ رعایت ہے۔ تمہارے رب کی طرف سے اور رحمت ہے۔ تو جس

Marfat.com

نے زیادتی کی اس کے بعد تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اور اِس قانون قصاص کے متعلق قرآن پاک میں اللہ جل شانہ نے فرمایا:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

ترجمہ: اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔اے عقلمندو! تاکہ تم قتل کرنے سے پرہیز کرنے لگو۔(سورۃ بقرہ،۱۷۹)

نکاح سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا

سرکار دو عالم ﷺ کی آپ سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔

جنگ بدر سے واپسی پر سرکار دو عالم ﷺ کی بڑی سے چھوٹی صاحبزادی جو سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔وفات پا گئیں۔آپ کا نام نامی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا تھا۔اس کے بعد آقا علیہ السلام نے ان سے بھی چھوٹی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا۔سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔جن کی شادی حضرت ابو العاص سے ہوئی تھی اس کا واقعہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے اللہ تعالیٰ نے آقا علیہ السلام کو دو بیٹے حضرت قاسم اور حضرت طاہر عبداللہ عطا فرمائے اور پھر حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور سب سے آخر میں سیدۃ نسا حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا عطا فرمائیں۔ اس وقت آقا علیہ السلام کی عمر مبارک ۳۹ سال تھی۔یعنی آپ کی ولادت مبارک بعثت سے پانچ سال قبل ہوئی تھی۔

یہ آقا علیہ السلام کی بڑی پیاری اور لاڈلی بیٹی تھیں۔ان کی چال حضور اکرم ﷺ سے بہت مشابہ تھی۔اور یہ آقا علیہ السلام کا بہت زیادہ خیال رکھتی تھیں۔

جب آپ سن بلوغ کو پہنچیں تو آقا علیہ السلام کے پاس ان کے لیے بہت سے شرفاء کے رشتے آئے۔لیکن آپ ﷺ نے سب سے یہی فرمایا کہ جیسے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔

ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آج تک بہت سے رشتے آقا علیہ السلام کے پاس حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے لیے آئے ہیں لیکن آپ علیہ السلام نے کسی کو قبول نہیں فرمایا ہے۔آؤ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے ہیں۔اور آپ کو کہتے ہیں کہ آقا علیہ السلام سے اس رشتہ کے بارے میں پوچھیں۔اس وقت حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دونوں حضرات کو ساتھ لے کر سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلے۔پہلے آپ کے گھر گئے۔یہ وہاں نہیں ملے۔پتہ چلا کہ فلاں انصاری کے باغ کو سیراب کرنے کے لیے اپنی اونٹنی لے کر گئے ہیں۔جب یہ دونوں حضرات وہاں پہنچے تو ایک روایت کے مطابق آپ وہاں ایک کھجور کے درخت پر

Marfat.com

چڑھے ہوئے کھجوریں اُتار رہے تھے۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی آمد کا مقصد بتایا۔سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔کہ میں نے جب ان کی آمد کے مقصد کے متعلق سنا تو مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ قریب تھا کہ میں درخت کے اوپر سے نیچے گر پڑوں۔میں بڑی مشکل سے کھجور کے اونچے درخت سے نیچے آیا۔سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب تک کئی رشتے آقا علیہ السلام کی خدمت میں سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے آئے ہیں۔لیکن ہر ایک کو آپ علیہ السلام نے یہی جواب فرمایا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی۔مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول علیہ السلام نے یہ رشتہ آپ کے لیے روکا ہوا ہے۔آپ کیوں نہیں پوچھتے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔کہ مجھے اپنی تہی دامنی کا احساس ہے۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔کہ پیسے وغیرہ یا کسی چیز کی ضرورت ہو تو ہم حاضر ہیں۔آپ ضرور آقا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں جائیں۔اور سوال کریں۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر خوشی سے رونے لگے۔اور موٹے موٹے آنسو آپ کی آنکھوں سے گرنے لگے۔

یہ سب لوگ آقا علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔باقی لوگ باہر رک گئے۔اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اکیلے آقا دو جہاں سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں نہایت ادب سے حاضر ہوئے۔اور سلام عرض کرنے کے بعد بالکل خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔

آقا علیہ السلام نے آمد کا مقصد پوچھا۔آقا علیہ السلام نے فرمایا:

ما جاء بك لك حاجة۔

ترجمہ: اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے آئے ہو۔کیا کوئی کام ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر بھی بول نہ سکے اور خاموش ہی رہے۔

آقا علیہ السلام نے دوبارہ پوچھا:

لعلك جئت تخطب فاطمة۔

ترجمہ: کیا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتے کے لیے آئے ہو۔

عرض کی: ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آقا علیہ السلام کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اٹھا۔حضور علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے پوچھا:

تمہارے پاس مہر ادا کرنے کے لیے کیا کوئی چیز ہے۔عرض کی: میری حالت آپ علیہ السلام سے چھپی نہیں ہے۔

بخدا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔

حضور اکرم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ زرہ جو میں نے تمہیں پہنائی تھی وہ کدھر گئی۔

عرض کی: حضور وہ تو میرے پاس ہے۔اِس کے علاوہ ایک تلوار اور ایک اونٹنی بھی ہے۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تلوار تو تمہاری ضرورت کی ہے اور اونٹنی بھی تمہاری ضرورت کی ہے۔میں تمہاری زرہ

Marfat.com

(حق مہر) کے عوض تمہارا نکاح فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا سے کر دیتا ہوں۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ مژدہ جاں فزا سن کر باہر تشریف لائے۔ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضوان اللہ علیہم اجمعین باہر تشریف فرما آپ کا انتظار کر رہے تھے۔

آپ نے ان حضرات کو خوشی سے بتایا کہ آقا علیہ السلام نے میری عرض یعنی سیدۃ فاطمہ الزاہرہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ میرے لیے قبول فرما لیا ہے۔

یہ بات سن کر ان دو حضرات کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ یہ لوگ مل کر دوبارہ آقا علیہ السلام کی خدمت کو چلے۔ اتنی دیر میں آقا علیہ السلام مسجد میں تشریف لے آئے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس خوشی سے چمک رہا تھا۔

حضور علیہ السلام نے انصار و مہاجرین کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ جب لوگ آ گئے تو آقا علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد (نکاح) پڑھا دیا۔

پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جاؤ اور اس زرہ کو بیچ کر اس کی رقم میرے پاس لے کر آؤ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اور وہ زرہ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چار سو درہم میں فروخت فرمائی۔

جب میں نے یہ زرہ آپ کو فروخت کر دی اور ان کے حوالے کر دی تو آپ نے چار سو درہم جب مجھے دے دیے تو آپ فرمانے لگے۔ کہ اس زرہ کی قیمت میں نے آپ کو دے دی ہے۔ اب یہ زرہ آپ میری طرف سے قبول فرمائیں۔ آپ نے قبول فرما لی۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ چار سو درہم اور زرہ کو بھی لے کر آقا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور دونوں چیزیں آقا علیہ السلام کے قدموں میں رکھ دیں۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے تحفتاً زرہ کے واپس دینے کا بھی عرض کیا۔

حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ رقم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دی۔ اور ساتھ سلمان فارسی اور حضرت بلال رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو بھیجا تا کہ وہ حضرت فاطمہ الزاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ضروری چیزیں خرید کر لے آئیں۔

جو چیزیں آقا علیہ السلام نے حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائیں ان میں بان کی چارپائی، چمڑے کا گدا جس کے اندر کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں اور دو مٹی کے گھڑے تھے۔

حافظ ابن حجر کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح مبارک ماہ رجب میں ایک ہجری میں ہوا۔ اور رخصتی غزوہ بدر کے بعد دو (۲) ہجری میں ہوئی۔ اسوقت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اٹھارہ (۱۸) سال تھی۔

Marfat.com

شب زفاف کو حضور نبی کریم ﷺ نے دونوں کو پیغام بھیجا کہ میرے آنے سے پہلے نزدیک نہ ہونا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اور وضو فرمایا اور پھر پانی کو دم کیا۔ اور ان دونوں پر چھڑک دیا اور پھر ان کے لیے دعا فرمائی:

اللھم بارك فیھما و بارك علیھما و بارك لھما فی نسلھا۔

ترجمہ: اے اللہ ان دونوں میں برکت ڈال اور ان دونوں پر برکت نازل فرما۔ اور ان کی نسل میں بھی برکتیں عطا فرما۔

(الاصابہ (ابن حجر) جلد ۲ صفحہ ۴۶۶)

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ کریم نے ایک کرایہ پر مکان لیا اور چند دن وہاں بسر کیے۔ کیوں کہ آپ کے پاس کوئی موزوں مکان نہیں تھا۔

ایک دن حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آقا علیہ السلام سے عرض کی کہ حضور آپ کے غلام حضرت حارثہ بن نعمان کے پاس کئی مکان ہیں۔ آپ حکم فرمائیں تو وہ ایک مکان ہمیں دے دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حارثہ نے اس سے پہلے مجھے کئی مکانات دیے ہیں۔ مجھے شرم آتی ہے کہ اس سے پوچھوں۔

یہ بات کسی طرح سے کسی سے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نے سن لی۔ وہ آقا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ حضور ﷺ یہ سب کچھ آپ ﷺ ہی کا ہے۔ بخدا جو مکان آپ لیتے ہیں۔ وہ مجھے اس سے بہت پیارا لگتا ہے۔ جو میرے پاس رہ گیا ہے۔ آپ جس مکان کو چاہیں قبول فرمائیں۔ یہ میرے لیے سعادت ہوگی۔

حضور ﷺ بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا۔ صدقت بارک اللہ۔ تم سچ کہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ چنانچہ سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سیدنا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اِن کے مکان میں تشریف لے آئیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ چاہے میں ایک بادشاہ اور ایک نبی بن جاؤں۔ اور چاہے اس کا بندہ اور اس کا نبی بن جاؤں۔ تو میں نے اس کا بندہ اور اس کا نبی بننا پسند کیا۔

اور آقا دو جہاں علیہ السلام چاہتے تو پہاڑ سونے کے بن جاتے اور زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطا فرمائی گئی تھیں۔

لیکن آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پاس احد جتنا سونا بھی ہو تو میرا دل چاہتا ہے کہ اس کو بھی تین دن کے اندر اندر ختم کر دوں بانٹ دوں۔

اور جتنا بھی زیادہ سے زیادہ مال حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آیا آپ ﷺ نے فوراً اسے حاجت مندوں میں بانٹ دیا۔

سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا بڑی مشکل سے چکی پیستیں۔ آٹا گوندھ کر روٹیاں پکاتیں۔ گھر کی صفائی کرتیں، برتن صاف کرتیں۔ کپڑے اپنے ہاتھوں سے دھوتیں اور اس کے علاوہ بہت سے سب گھر کے کام کاج خود فرماتی تھیں۔ چکی پیستے پیستے آپؓ کے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے تھے۔ ایک دفعہ حضور علیہ السلام کے پاس بہت سی لونڈیاں اور غلام آئے تو سیدنا حضرت علی

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا۔ کہ آپ اپنے والد پاک حضور علیہ السلام کے پاس جائیں اور ان سے کسی کنیز وغیرہ کا عرض کریں۔ تاکہ کام کاج میں وہ ہاتھ بٹا سکے۔ حضرت فاطمہ الزہرہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں۔ اور آقا علیہ السلام اِن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔

میں آپ کو سلام کرنے حاضر ہوئی ہوں۔ شرم کے مارے اپنی گزارش پیش نہ کرسکیں۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد واپس تشریف لے آئیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سارا واقعہ عرض کیا۔ کہ میں شرم کے مارے آپ سے کچھ سوال نہیں کرسکی۔

آپ دوبارہ سیدہ طاہرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی حضور ﷺ یہ اس لیے آپ کے پاس حاضر ہوئی تھیں۔ کہ کام کرتے کرتے ان کے ہاتھوں میں گھٹے بھی پڑ گئے ہیں۔ آپ مہربانی فرمائیں اور کوئی کنیز ان کو عطا فرمادیں۔ جو ان کے کام کاج میں ہاتھ بٹا سکے۔ آقا علیہ السلام نے سن کر فرمایا:

"نہیں۔ بخدا میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اہل صفہ کو نظر انداز کر دوں۔ جب کہ ان کے پیٹ شدت فاقہ سے سکڑ کر رہ گئے ہیں۔ اور میرے پاس کچھ نہیں جو میں ان پر خرچ کرسکوں۔ ان غلاموں اور لونڈیوں کو فروخت کر کے جو رقم ملے گی۔ وہ میں ان پر خرچ کروں گا۔ ان کی ضرورتیں پوری کروں گا۔"

یہ جواب سن کر دونوں خوشی خوشی سراپا تسلیم و رضا واپس تشریف لے آئے۔

کچھ دیر بعد رحمت العالمین سرور کائنات رسول اکرم ﷺ ان کے پیچھے ان کے گھر تشریف لائے اور فرمانے لگے۔

الا اخبر کما بخیر مما اسئلتمانی۔

ترجمہ: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں۔ جو کئی گنا بہتر ہے۔ اس چیز سے جس کا تم نے مجھ سے سوال کیا ہے۔

دونوں نے یکبارگی عرض کی:

بلی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اے اللہ کے رسول علیہ السلام ضرور ارشاد فرمائیں۔

رسول اکرم سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے چند کلمات سکھائے ہیں۔ وہ یہ کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ دس مرتبہ الحمدللہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہو، اور سونے سے پہلے تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور پینتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔

ان دونوں حضرات نے اس وظیفے کو اپنا معمول بنالیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق جنگ صفین کی رات بھی یہ وظیفہ آپ سے کبھی قضا نہ ہوا۔

(حیات القلوب ۳/ ۵۵۴۔ امام علی محمد رضا ۱/ ۷) (الاصابہ جلد ۴/ ۳۶۷۔ ۳۶۶) (سیرت النبوۃ ۱/ ۶۰۳۔ ۶۰۱) (ضیاء النبی ۳/ ۲۲۴ تا ۴۲۹)

Marfat.com

خدا رحمت کنند این عاشقانِ پاک طینت را

غزوہ بنی سلیم

حضور نبی کریم سرور دو جہان ﷺ اور ان کے صحابہ کرامؓ نے جس جہد مسلسل سے اسلام کو پھیلایا اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کی ہمت و جدو جہد تھی کہ ہم تک اسلام پہنچا۔

آقا علیہ السلام کو اطلاع ملی تھی کہ قبیلہ بنی سلیم اور بنی عطفان ایک لشکر مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے جمع کر رہے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ اپنے دو سو مجاہدین کیساتھ غزوہ بدر سے واپسی سے تقریباً ایک ہی مہینہ بعد ان کے سرکوبی کے لیے روانہ ہو گئے۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ کریم کو لشکر کا سفید رنگ کا پرچم عطا فرمایا گیا۔ مدینہ میں حضرت ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کیلیے قائم مقام مقرر کیا گیا۔ اور دیگر کاموں کو انجام دینے کے لیے سباع بن عرفطہ الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا گیا۔ ان لوگوں نے جب آقا علیہ السلام اور ان کے لشکر کی آمد کے متعلق سنا تو آپ علیہ السلام کی ہیبت سے ہی اپنے اونٹوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وادی کے درمیان سے یسار نامی غلام جو اونٹوں کو پانی پلا رہا تھا۔ ہاتھ آیا۔ یہ حضور علیہ السلام کے حصے میں آیا۔ جسے آپ ﷺ نے آزاد فرما دیا۔

حضور علیہ السلام نے تین شب وادی کے درمیان قیام فرمایا۔ پانچ سو اونٹ مال غنیمت کے طور پر ملے۔ ایک سو اونٹ خمس میں آقا علیہ السلام کو ملے۔ باقی چار سو اونٹ مجاہدین میں واپسی پر مدینہ منورہ سے تین میل دور صرار کے کنوئیں کے پاس مجاہدین میں تقسیم فرما دیے گئے۔ ہر مجاہد کو دو دو اونٹ ملے۔ غزوہ بدر اور غزوہ احد کے درمیان بعض مورخین کے مطابق پانچ اور بعض کے مطابق چھ غزوات ہوئے۔ (سیرت عربی علیہ السلام (شبلی))

غزوہ سویق

حضور علیہ السلام اپنے دو سو ساتھیوں کے ساتھ اس غزوہ کے لیے مدینہ طیبہ سے نکلے۔ مدینہ طیبہ میں بشر بن عبد المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نائب مقرر فرمایا۔

بدر میں بری طرح کافروں کو شکست ہوئی تھی۔ اور ان کافروں کو خدا نے زلیل کر کے رکھ دیا تھا۔ ابوسفیان نے قسم کھائی کہ جب تک میں شکست کا بدلہ نہ لوں گا نہ گھی کھاؤں نہ جنابت کا غسل کروں گا۔ وہ دو سو کافروں کو ساتھ لے کر چھپتا چھپاتا لمبا راستہ اختیار کر کے مدینہ کی وادی قناۃ سے ہوتا ہوا تیبب نامی پہاڑ جو مدینہ منورہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے کے قریب پہنچا۔ اور لشکر کو وہاں چھوڑ کر مدینہ میں رات کو چھپتا چھپاتا حی بن اخطب یہودی کے گھر آیا۔ اور مدد کی درخواست کی۔ اس نے دروازہ نہ کھولا۔ پھر یہ سلام بن شکم یہودی کے گھر گیا اور مدد کی درخواست کی اس نے اس کو کھانا کھلا کر یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ ہمیں امید

Marfat.com

نہیں تھی کہ تم اتنی جلدی بدلہ لینے آؤ گے۔ ہماری تیاری نہیں ہے۔ جب یہ نامراد ہو کر واپس لوٹا اور اس کو کسی طرف سے کوئی مدد نہ ملی تو اس نے ساتھیوں کی مدد سے مدینہ طیبہ کے باہر مسلمانوں کے ایک چھوٹے نخلستان کے درختوں کو آگ لگا دی۔ اور وہاں دو انصاریوں معید بن عمرو اور ان کے ایک ساتھی کو تنہا پا کر شہید کر دیا۔ اور اپنے خیال میں اس نے ایسا کر کے قسم پوری کر لی۔ کہ مسلمانوں سے بدلہ لے لیا ہے۔

اب اس کو اپنی فکر ہوئی کہ آقا علیہ السلام کو خبر ہوئی تو وہ ان سب کو نہ ہلاک کر دیں۔ وہ سر پر پاؤں رکھ کر واپس بھاگا۔

آپ علیہ السلام کو خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے تعاقب میں نکلے۔ ابوسفیان نے لشکر اسلام کی آمد کا سنا تو اس نے اور زیادہ تیزی سے بھاگنا شروع کر دیا۔ اپنی تیز رفتاری کو قائم رکھنے کے لیے ساتھ لائے ہوئے ستو کی بوریوں کو پھینکنے کو کہا۔ وہ لوگ راستے میں بوریوں کو پھینکتے گئے۔ آقا علیہ السلام کے صحابہ مجاہدین اِن بوریوں کو اٹھاتے گئے۔ ایک کثیر تعداد بوریوں کی ستوؤں کی ملی۔ ستو کو سویق بھی کہتے ہیں۔ اس لیے اس غزوہ کا نام غزوہ سویق پڑا۔ آقا علیہ السلام نے قرقرتک اس کا پیچھا کیا۔ جب آپ علیہ السلام کو یقین ہو گیا کہ یہ بھاگ گئے ہیں۔ تو آقا علیہ السلام واپس مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔

(نظریہ جدید جلد ا رصفحہ ۴۴۳۔ ۴۴۲)

غزوہ ذی امر یا غطفان

آقا دو جہاں سرورکون ومکان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساڑھے چار سو صحابہ کرامؓ کے ساتھ ابوعمر کے مطابق صفر کے مہینہ میں اور شیخ محمد ابوزہرہ کے مطابق ربیع الاول بروزِ پنج شنبہ اس غزوہ کے لیے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ آقا علیہ السلام کو اطلاع ملی تھی کہ دعثور بن حارث بن محارب نامی کفر کا سرغنہ بنو عطفان کی ایک شاخ بنو ثعلبہ بن سعید بن زبیان اور بنو محارب بن حضیفہ کے کچھ لوگوں کو ذی امر کے مقام پر مسلمانوں کے زیرنگیں علاقوں میں لوٹ مار کے لیے اکٹھا کر رہا ہے۔ آقا علیہ السلام نے حضرت عثمان بن عطفان رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر فرمایا۔ بہت سے مجاہدین گھوڑوں پر سوار تھے۔ ذوالقصہ کے مقام پر جبار بن ثعلبہ نامی شخص سے ملاقات ہوئی۔ یہ مدینہ منورہ میں روزگار کی تلاش میں جا رہا تھا۔ آقا علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آقا علیہ السلام نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ یہ ایمان لے آیا۔ اس نے بتایا کہ یہ لوگ آپ سے مقابلہ نہیں کریں گے۔ اور پہاڑوں پر چڑھ جائیں گے۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے لشکر کو ساتھ لے کر ان کے بڑے چشمے ذی امر تک پہنچا۔ وہاں مسلمانوں نے خیمے نصب کیے۔ اس روز خوب بارش ہوئی۔ سب لوگ بھیگ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ دوسرے مسلمان بھی اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ کہ ان کا سردار دعثور بن محارب چپکے سے تلوار لے کر آپ کے سرہانے آپہنچا۔ اور کہنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو آج میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ آقا علیہ السلام نے بغیر خوف وخطر کے فرمایا اللہ۔

Marfat.com

یہ سنتے ہی اس پر ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی حضور نبی کریم ﷺ نے یہ تلوار اٹھا کر اسے فرمایا کہ تجھے کون بچائے گا۔ وہ آپ علیہ السلام کے قدموں میں گر گیا۔ اور معافی مانگنے لگا۔ اور بے اختیار اس نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور آپ علیہ السلام پر ایمان لے آیا۔

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔

جب وہ واپس گیا۔ تو مشرکین نے اس سے پوچھا۔ دعثور کیا ہوا وہ کہنے لگا۔ جب میں برے ارادے سے آگے بڑھا اور تلوار لہرائی تو ایک طویل کامت شخص اچانک ظاہر ہوا اور اس نے زور سے میرے سینے پر مارا۔ جس سے میں گر پڑا۔ اور میں نے جان لیا کہ یہ فرشتہ ہے۔ اور میں آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لے آیا ہوں۔

اس معرکہ میں مشرکین نے بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں۔ اور حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ پندرہ دن بعد بخیر و عافیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت واپس تشریف لے آئے۔ (سہل الہدی ۴/ ۴۶۱۔ خاتم النبیین ۲۔ ۶۷۹)

سریہ سالم بن عمیر

حضور علیہ السلام کی شان مبارک میں یہودیوں میں سے ایک ابوعفک بہت ہجو کے اشعار کہتا تھا۔ اور لوگوں کو سنا سنا کر داد وصول کرتا تھا۔ اس نے اور کوئی شغل ہی نہیں رکھا تھا۔ وہ لوگوں کو جنگ پر اکساتا رہتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

مَن لی بھذا الخبیث۔

اس خبیث کو کون کیفر کردار تک پہنچائے گا۔ حضرت سالم بن عمیر کھڑے ہوئے۔ اور دست بستہ عرض کی۔ حضور میں یہ کام کروں گا۔ یا اپنی جان دے دوں گا۔

آپ اس کے پاس پہنچے۔ جب گرمیوں کے موسم میں وہ رات کو اپنے گھر کے صحن میں سو رہا تھا۔ آپ نے اپنی تلوار اس کے سینے میں پار کر دی۔ اس نے زور سے چیخ ماری اور جان دے دی۔ آپ وہاں سے بھاگ کر چھپتے چھپاتے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ اور آقا علیہ السلام کو اس کے مرنے کی خوش خبری سنائی۔ حضور اکرم ﷺ بہت خوش ہوئے۔ اور اسے دعاؤں سے نوازا۔

عصماء یہودن

حضور نبی کریم ﷺ کی شان مبارک میں عصماء بنت مَروان ایک یہودن بدکلامی کیا کرتی تھی۔ آقا علیہ السلام نے حضرت عمیر بن عوف کی ڈیوٹی لگائی کہ اسے انجام تک پہنچائیں۔

آپ نے اسے رات کو قتل کیا۔ اور جب ان کے بیٹے اس کو دفن کر رہے تھے تو آپ پاس سے گزرے انہوں نے کہا کہ

Marfat.com

عمیر کیا آپ نے ہماری ماں کو قتل کیا ہے۔ آپ نے بے خوف وخطر فرمایا۔ ہاں۔ تم بھی اگر آقا علیہ السلام کی شان میں گستاخی اور بدکلامی کرو گے تو تم لوگوں کو بھی قتل کر دوں گا۔ یہ لوگ ڈر گئے۔ اِن میں سے بہت سے لوگوں نے ڈر کے مارے اپنے ایمان کو ظاہر نہیں کیا تھا۔ ان لوگوں نے اپنے ایمان کو ظاہر کر دیا۔ یہ آقا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے قتل کی خوشخبری سنائی۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں دعاؤں سے نوازا۔ (حیات سیدنا محمد (علیہ السلام) از ہیکل ۲۷۲)

غزوہ الفُرَیع

حضور اکرم ﷺ نے بنی سلیم بن منصور جو لشکر اکٹھا کر کے مسلمان پر حملے کا پروگرام بنا رہے تھے کی سرکوبی کی کے لیے تین سو مجاہدین کے ساتھ تشریف لے گئے۔ یہ آقا علیہ السلام کی آمد کے متعلق سن کر بھاگ گئے اور نبی کریم علیہ السلام بخیر و عافیت مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ (امتاع الاسماع ۱۔ ۱۲۷)

غزوہ بنو قینقاع

حضور نبی کریم ﷺ بنو قینقاع کے یہودیوں کے بازار میں ایک دن تشریف لے گئے اور ان کو فرمایا:

''اے گروہ یہود۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرو۔ کہیں تم پر بھی وہ ایسا عذاب نہ نازل کر دے جیسا عذاب اس نے مکہ کے مغرور لوگوں پر نازل کیا ہے۔ اسلام کو قبول کر لو۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا رسول ﷺ ہوں۔ اور یہ بات میرے بارے میں تم اپنی کتاب توریت میں لکھی ہوئی پاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایمان لانے کا بار بار فرمایا ہے۔''

بجائے اس کے کہ وہ ڈر جاتے اور آپ ﷺ پر ایمان لے آتے۔ وہ بکواس کرنے لگے۔

''اے محمد (ﷺ) آپ نے اپنی قوم کے ان لوگوں کو شکست دی ہے۔ جنہیں فن حرب کا پتہ بھی نہیں تھا۔ اگر آپ ﷺ نے ہم لوگوں سے جنگ کی تو نعوذ باللہ آپ ﷺ کا غرور نکل جائے گا۔''

آقا علیہ السلام خاموشی سے واپس تشریف لے آئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت میں آیات نازل فرما دیں۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾ (آلِ عمران)

ترجمہ: ''(اے میرے رسول ﷺ) آپ فرما دیں۔ ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا کہ عنقریب تم مغلوب کیے جاؤ گے۔ اور ہانکے جاؤ گے۔ جہنم کی طرف۔ اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ بے شک ان دو گروہوں میں

Marfat.com

تمہارے لیے عبرت کا نشان تھا۔ایک گروہ لڑتا تھا اللہ کی راہ میں ۔اور دوسرا کافر تھا۔مسلمان انہیں اپنے سے دو چند دیکھ رہے تھے۔اور اللہ اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے۔مدد فرماتا ہے۔اس واقعہ (بدر) میں آنکھ والوں کے لیے بہت بڑا سبق ہے۔"

ایک دن بنوقینقاع کی نواحی بستی سے ایک مسلم خاتون خرید وفروخت کے لیے بنوقینقاع کے بازار میں آئی۔اور ایک یہودی زرگر کی دوکان پر آ کر بیٹھ گئی۔ایک یہودی نے داؤ لگا کر بڑی صفائی سے ایک کانٹے کی مدد سے اس کے تہہ بند کے نیچے والے حصے کو اوپر اس کی قمیض کی پشت سے ٹانک دیا۔جب یہ خاتون اٹھی تو اس کا ستر کھل گیا۔یہ دیکھ کر اس یہودی نے قہقہے لگائے۔

خاتون نے فریاد کی۔ایک مسلمان نے اس یہودی کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔دوسرے یہودی اکٹھے ہو گئے۔اور انہوں نے اس مسلمان کو شہید کر دیا۔

حضور علیہ السلام کو خبر ملی تو آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کرنے کا حکم دے دیا۔مسلمانوں نے پندرہ دن تک ان کا محاصرہ جاری رکھا۔حضور علیہ السلام خود نگرانی فرما رہے تھے۔مدینہ منورہ میں ابولبابہ بشر بن منذر کو آپ ﷺ نے نائب مقرر فرمایا۔اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سفید رنگ کا پرچم عنایت فرمایا۔

بنوقینقاع کے پاس تین سو زرہپوش اور چار سو بغیر زرہ کے مرد تھے۔اور ان کے پاس اسلحہ کا بے پناہ ذخیرہ تھا۔یہ لوگ حضور علیہ السلام کی ہیبت سے ڈر گئے۔آقا علیہ السلام نے پندرہ دن محاصرہ جاری رکھا۔لیکن ایک دن بھی ان کو لڑنے کی جرات نہ ہوئی۔

آخر کار انہوں نے ذلیل ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کو اپنا حکم تسلیم کیا۔اور آپ ﷺ کے فیصلے کے مطابق عمل کرنے کا کہا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو تین دن کے اندر اندر یہاں سے نکل جانے کا حکم دیا۔اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان پر نگران مقرر فرمایا۔ان لوگوں نے آپ سے مزید مہلت مانگی تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک گھڑی کی بھی مزید مہلت نہیں دوں گا۔

یہاں سے نکل کر یہ لوگ شام کی ایک بستی الذرعاۃ میں آباد ہوئے۔لیکن کچھ عرصہ بعد یہ لوگ یہاں سے بھی غائب ہو گئے۔(سبل الہدیٰ ۴/ ۳۶۵)

کعب بن اشرف یہودی

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جب حضور نبی کریم رؤوف الرحیم ﷺ کو اور تمام مومنین کو اپنے احسان سے جنگ بدر میں فتح مبین عطا فرمائی۔اور اپنے پیارے محبوب حضور نبی کریم رحمت اللعالمین ﷺ کا دل ٹھنڈا فرمایا۔تو تمام یہود اس فتح مبین سے

Marfat.com

جل بھن گئے۔ان یہود میں سے ایک کعب بن اشرف یہودی بھی تھا۔اس کا باپ ایک اعرابی تھا۔جوکہ بنی نبہان قبیلہ سے تھا۔ اس کے باپ نے اپنے قبیلہ میں کسی کو قتل کیا۔اور جان بچانے کے لیے یثرب بھاگ آیا۔یہاں آ کر اس نے بڑی دولت کمائی اور ایک یہودن سے شادی کر لی۔اس کے بطن سے کعب بن اشرف پیدا ہوا۔یہ بہت اونچا لمبا بڑی توند والا نوجوان تھا۔ اور اس نے بھی بہت سارو پیہ پیسا کمایا۔اور یہود علماء کے وظیفے مقرر کر دیے۔جب آقا علیہ السلام کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری ہوئی تو اس نے علماء سے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔انہوں نے کہا کہ یہ وہی نبی علیہ السلام ہیں جن کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔اس نے حسد کے مارے ان سب علماء کے وظیفے بند کر دیے۔جب ان علماء نے یہ دیکھا تو پھر دوڑتے ہوئے اس کے پاس گئے۔اور کہا کہ (نعوذ باللہ) ہم کو غلطی لگی ہے۔یہ وہ نہیں ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے۔تو اس نے دوبارہ ان کو وظائف دینے کا اعلان کر دیا۔

بدر میں جب اس نے حضور علیہ السلام کی فتح کی خبر سنی تو کہنے لگا۔اگر یہ بات واقعی صحیح ہے تو زمین کے اوپر سے زمین کے نیچے والا حصہ ہمارے لیے بہتر ہے۔

اور جب مدینہ منورہ میں آقا علیہ السلام کامیاب و کامران جنگی قیدیوں کو بیڑیوں میں جکڑے تشریف لے آئے اور آپ کے صحابہ پاک رضی اللہ عنہم بھی کامیاب و کامران آگئے۔تو پھر مسلمانوں کی فتح اس کو ہضم نہ ہو سکی اور اس نے ان کی ہجو میں اور آقا علیہ السلام کی ہجو میں اشعار کہنے شروع کر دیے۔

پھر یہ مکہ چلا گیا۔اور وہاں کعبہ معظمہ کے غلاف کے پاس مشرکین مکہ کو اکٹھا کیا اور مسلمانوں کو ہجو میں اشعار کہہ کہہ کر ان کو جنگ کے لیے بھڑکایا۔

مکہ میں یہ مطلب بن ابی وداعہ الاسہمی اور اس کی بیوی عاتکہ بنت اسید کے پاس رہا۔ان لوگوں نے اس کی خوب خاطر تواضع کی۔یہ بدبخت یہاں بھی باز نہ آیا۔اور آقا علیہ السلام اور مسلمانوں کی ہجو میں اشعار کہتا رہا۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت کو اس کے اشعار کا جواب دینے کو کہا۔

آپ نے اس کے جواب میں بہت زبردست اشعار کہے۔اور ان میں مطلب اور اس کی بیوی عاتکہ کا بھی ذکر کیا۔

جب ان لوگوں نے ان اشعار میں اپنا نام سنا تو اس کو دھکے دے کر نکال دیا۔اور اس کا سامان باہر پھینک دیا۔پھر اس کو پورے مکہ میں اور کوئی جائے پناہ جب نہ ملی تو یہ بے نیل ونرام واپس مدینہ آ گیا۔

جب یہ مکہ میں رہ رہا تھا۔تو ایک دن کفار مکہ نے اس سے پوچھا کہ ہم بہتر ہیں یا کہ مسلمان۔اس نے فوراً جواب دیا کہ تم لوگ بہتر ہو۔

سیرت النبی ابن اسحاق ابن ہشام میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق۔اس کے ساتھ اور یہودی علماء و روساء جی بن اخطب وسلام الحقیق بن اور ابو رافع وغیرہ بھی تھے۔

Marfat.com

اور علامہ بیضادی کے مطابق ان لوگوں نے کفار مکہ کو اپنی وفاداری کا یقین دلانے کے لیے ان کے بتوں کو سجدہ بھی کیا۔ اور کفار مکہ سے کہا کہ اگر تم مدینہ پر حملہ کرو گے تو ہم لوگ تمہارا ساتھ دیں گے۔

جب یہ لوگ مدینہ آ گئے تو کعب بن اشرف نے اپنی خباثت کی انتہا کر دی۔ اور اس نے مسلمانوں کی عصمت شعار بیویوں کے نام لے کر اپنے اشعار میں ان کی عزت کو اچھالنا شروع کر دیا۔ اس بات پر اس کو کئی دفعہ منع کیا گیا۔ لیکن جب یہ باز نہ آیا۔ اور اپنے اشعار میں یہ حضور علیہ السلام کی شان پاک میں بھی گستاخی کرتا رہا تا حضور نبی رکریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ

من ینتدب لِقتل کعب۔

ترجمہ: کعب کے قتل کے لیے کون اپنے آپ کو پیش کرتا ہے۔

حضرت محمد بن مسلمہ اوسی کھڑے ہو گئے اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ اس خبیث کو میں قتل کروں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ سے پہلے مشورہ کر لینا۔

انہوں نے آقا علیہ السلام سے اجازت لی اور ابو نائلہ اور عباد بن بشیر۔ حارث بن اوس اور ابو لبیس بن جبیر کو بھی تیار کیا۔

پھر ان لوگوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے اجازت لی کہ ہم جس طرح چاہیں اس سے گفتگو کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت عطا فرما دی۔

سب سے پہلے منصوبے کے مطابق حضرت محمد بن سلمہ تنہا کعب بن اشرف کے پاس گئے۔ اور کہا کہ یہ (حضور نبی کریم علیہ السلام) ہم کو بار بار صدقہ دینے پر مجبور کرتے ہیں۔ اور ہمارے کھانے کے لیے انہوں نے دانہ تک نہ چھوڑا ہے۔ ہم بہت تنگ آئے ہوئے ہیں۔ اس لیے مجبوراً تم سے غلہ لینے کے لیے میں آیا ہوں۔ تم مجھے پانچ دس من غلہ دے دو تا کہ میں اپنے بچوں کے پیٹ پال سکوں۔

وہ کہنے لگا۔ تمہارا اپنا مال کدھر گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اسے ان پر اور دوسرے مسلمانوں پر خرچ کر دیا ہے۔

کعب بن اشرف کہنے لگا۔ کہ میں نے تم لوگوں سے پہلے ہی کہا تھا۔ کہ مجھے تمہاری ضرورت کا بہت خیال ہے۔ تم بے شک غلہ لے جاؤ لیکن میرے پاس کچھ رہن رکھ جاؤ۔

انہوں نے پوچھا کہ کیا رہن رکھیں تو اس نے بڑی ڈھٹائی سے کہا کہ اپنی عورتیں رہن رکھ دیں۔ آپ نے فرمایا کے تم بلا کے حسین ہو۔ ہمیں خطرہ ہے کہ وہ تمہارے عشق میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ اس نے کہا اچھا پھر اپنے بیٹے رہن رکھ دو۔ آپ نے فرمایا کہ اس طرح لوگ ہمیں عمر بھر طعنہ دیتے رہیں گے۔

میں اکیلا نہیں ہوں میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں۔ جو تم سے غلہ لینے کے خواہش مند ہیں۔ ہم لوگ تمہارے پاس اپنا اسلحہ رہن رکھ دیتے ہیں۔

Marfat.com

آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ اگر یہ دوسرے لوگوں کیساتھ مسلح ہو کر بھی آئیں تو یہ لوگ کچھ اعتراض نہ کریں۔

کعب نے یہ بات منظور کر لی۔ اور اسلحہ کے عوض غلہ دینے کا وعدہ کر لیا۔ حضرت ابو نائلہ جو اس کے رضاعی بھائی تھے انہوں نے بھی اسی طرح اس سے بات کی۔ اور ہتھیاروں کے عوض اس نے ان لوگوں کو غلہ دینے کا وعدہ کر لیا۔

حضرت محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی کے بیٹے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود ان کو بقیع تک رخصت کرنے تشریف لائے۔

یہ لوگ اس کے قلعہ کی طرف چلے جو کہ مدینہ منورہ سے شمال مشرک کی طرف تھا۔

جب یہ یہاں پہنچے تو انہوں نے اسے آواز دی۔ سب سے پہلے ابو نائلہ نے آواز دی۔

اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ اور یہ اپنی بیوی کے پاس آرام کر رہا تھا۔

یہ اٹھنے لگا تو اس کی بیوی نے اسے کہا کہ اس آواز سے مجھے خون کی بوندیں ٹپکتی نظر آتی ہیں۔ تم لوگوں سے جنگ آزما رہتے ہو۔ ایسے لوگوں کو اس رات کے وقت باہر نہیں جانا چاہیے۔

اس نے لحاف کو پرے پھینکا۔ اور کہنے لگا کہ ایک میرا رضائی بھائی ہے۔ اور دوسرا میرے رضاعی بھائی کا بیٹا ہے۔ مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

جب یہ باہر آیا تو ابو نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ اسے بڑے تپاک سے ملے اور ابو نائلہ نے اس کی بڑی تعریف کی۔ اور اس کو کہا کہ آؤ چاندنی رات ہے۔ آؤ شعب العجوز (ایک جگہ کا نام ہے) تک چلیں۔ وہ چل پڑا۔

حضرت ابو نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے پیار سے اس کے پاؤں میں ہاتھ پھیرا اور کہا کہ تمہارے بالوں سے بڑی اچھی خوشبو آرہی ہے۔

وہ کہنے لگا کہ کیوں نہ ہو میری بیوی عرب کی معطر ترین بیوی ہے۔

آپ اس کے ساتھ چلتے رہے۔ اور اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے رہے۔ پھر اچانک آپ نے اس کو بالوں سے جکڑ لیا اور فرمایا اس اللہ کے دشمن کو مار دو۔

سب نے حملہ کر کے چشم زدہ میں اس کو جہنم رسید کر دیا۔ اور سر تن سے جدا کر کے بورے میں ڈال کر مدینہ کی طرف عام راستہ سے ہٹ کر جلدی جلدی چل نکلے۔

قتل کے وقت اس نے بڑی خوفناک چیخ ماری تھی۔ جو اس کی بیوی نے سن لی۔ اور شور مچا دیا۔ یہودیوں نے خطرے کو محسوس کر کے قلعوں کے اوپر آگ روشن کر دی۔ اور ان لوگوں کو ڈھونڈنے لگے۔

یہ لوگ چھپتے چھپاتے جب بقیع کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔

آقا علیہ السلام ان کے انتظار میں تھے۔ اور آپ نماز اور دعا میں مصروف تھے۔ حضور علیہ السلام نے ان کے جواب

Marfat.com

میں نعرہ تکبیر بلند فرمایا۔

ان لوگوں نے اس بد بخت یہودی کعب بن اشرف کا سر لا کر حضور علیہ السلام کے قدموں میں رکھ دیا۔

حضور علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور ان کو دعاؤں سے نوازا اور فرمایا "خدا آپ کو سرخرہ کرے۔" انہوں نے جوابا عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کے رخ انور کو بھی سرخرو فرمائے۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے اس کامیابی پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کا شکر ادا کیا۔

حضور اکرم ﷺ کے اس اقدام سے مسلمانوں کا یہود پر بہت زیادہ رعب پڑ گیا اور یہودیوں نے عام باہر نکلنا بھی چھوڑ دیا۔ اس طرح تمام دوسرے قبائل پر بھی ہیبت چھا گئی اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کے بہت بڑے دشمن اور ہجو گو شاعر جو مسلمانوں کی عصمت شعار بیویوں کے نام لے کر ان پر اپنے اشعار میں تہمتیں لگاتا تھا۔ سے مسلمانوں کو نجات عطا فرما دی۔

(سیرت زینی دحلان ۲۔ ۲۳ تا ۲۷) (ضیاء النبی ۳/ ۴۴۸۔ ۴۴۱)

سریہ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک سو سواروں کے ساتھ حضرت زید بن حارث کو بھیجا۔ آقا علیہ السلام کو اطلاع ملی تھی کہ کفار مکہ نے مسلمانوں کے خوف سے عام راستے کو شام جانے کے لیے چھوڑ کر دور دراز عراق کے راستے کو اپنایا ہے۔ اور یہ لوگ افرات بن حیان کی رہبری میں جا رہے ہیں۔ یہ علاقہ جنگلوں اور پہاڑوں میں سے گزرتا تھا۔ یہ بڑا دشوار گزار راستہ تھا۔ اور بہت لمبا بھی تھا۔ لیکن کفار نے اسے بہت محفوظ خیال کرتے ہوئے اس میں بہت زیادہ پیسا لگایا تھا۔

زیادہ تر اس میں چاندی تھی۔ اس میں تقریبا ایک لاکھ درہم کا مال تھا۔ اور صفوان بن امیہ ان کا سردار تھا۔

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ نے اس قافلے کو جا لیا۔ اور اس کو گھیر لیا۔ جب کفار کو حضور علیہ السلام کے مجاہدوں کی خبر ملی تو ان پر خوف و کپکپی طاری وہ گئی۔ اور یہ لوگ سراسیمگی کی حالت میں اپنا تمام مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے۔

حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام مال و اسباب کو لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اللہ کے پیارے نبی علیہ السلام نے اس میں سے بیس ہزار درہم خمس نکالا اور باقی مجاہدین میں تقسیم فرما دیا۔

حضور علیہ السلام کے پاس جو بھی روپیہ پیسہ یا کوئی اور چیز یا کسی غزوہ وغیرہ سے کوئی خمس بھی آتا تھا تو فورا حضور علیہ السلام اسے ضرورت مندوں میں بانٹ دیتے تھے۔ (حیاۃ سیدنا محمد ﷺ از ہیکل جلد ۱ صفحہ ۲۷۸)

Marfat.com

غزوہ اُحد

ایک روز چند لوگ جن میں عبداللہ بن ابی ربیعہ عکرمہ بن ابو جہل، حارث بن ہشام اور صفوان بن اُمیہ اور چند ایک اور لوگ ابوسفیان کے پاس آئے اور اُسے کہنے لگے ہمارے سارے چوٹی کے سردار بدر میں مارے گئے ہیں اور محمد (ﷺ) نے ہماری ساری قوم کو پارہ پارہ کر دیا ہے جب تک ہم اپنے مقتولوں کا بدلہ نہ لے لیں ہمارے دلوں کو چین نصیب نہ ہوگا۔ پہلی بات یہ کہ تم ہمارے لشکر کی قیادت کرو اور دوسری بات یہ کہ جو کثیر سرمایہ ہمارا دارلندوہ میں پڑا ہوا ہے (یہ تقریباً ایک لاکھ پونڈ کے قریب تھا۔ جس میں پچاس ہزار پونڈ اُن کا اصل زر اور تقریباً پچاس ہزار پونڈ اُن کا نفع تھا۔) کے اصل زر اُن کے مالکوں کو لوٹا دیں اور جو نفع تقریباً پچاس ہزار پونڈ کے برابر تھا کو جنگ کے اخراجات پر لگا دیتے ہیں۔

ابوسفیان نے فوراً اِن کی دونوں باتیں مان لیں اور سب سے پہلے اپنے اور بنی مطلب کے نفع کو اِس کام میں لگانے کا اعلان کر دیا۔

اصل میں یہ کفار ایک سال سے اپنے مقتولوں کے بدلہ لینے کے لیے پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ ابوسفیان نے جو اس سے پہلے مدینہ میں دو چرواہوں کو مار کر اور نخلستان جلا کر اپنا بدلہ اپنے خیال میں لے لیا تھا۔ وہ اُلٹا اُس کی ہزیمت کا باعث بنا تھا۔

پورے عالم عرب میں اِن کی ناک کٹ گئی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اِن کے بتوں کی رسوائی ہوئی تھی۔ لوگوں کے دلوں میں اِن کی عزت نہیں رہی تھی۔ یہ سب سے بڑے بتوں کے پجاری بنے ہوئے تھے اور لوگ اِن کو اور اِن کے بتوں کو بہت زیادہ نذرانے دیتے تھے۔ اُن پر بھی اثر پڑا تھا۔

ان لوگوں کی راتوں کی نیندیں اِس سے حرام ہوئی تھیں کہ اِن کی تجارت پر بھی بہت برا اثر پڑا تھا۔ یہاں مکہ میں کوئی کھیتی باڑی نہیں تھی جس سے یہ دولت کماتے اِن کی آمدن کا تو سارا انحصار ہی تجارت سے تھا۔ جو یہ ملک شام سے کرتے تھے اور شام کے ساتھ تجارت کا جو راستہ قریب ترین تھا۔ اُس پر مسلمانوں کا قبضہ ہونے کی وجہ سے اب یہ لوگ تجارت نہیں کر سکتے تھے دوسرا راستہ بہت لمبا اور خطرناک تھا جو عراق کی طرف سے ہو کر جاتا تھا اُس میں بہت زیادہ کوہسار اور ریگستان و جنگلات وغیرہ تھے۔

اِن لوگوں کے خیال میں مسلمانوں کا قلع قمع کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ جب انہوں نے اپنا سارا مال جنگ اُحد میں خرچ کرنے کے لیے جمع کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آیت نازل فرمائی:

Marfat.com

مفہوم ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ؕ (الانفال، آیت:۳۶)

ترجمہ: بے شک کافر خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں لوگوں کو اللہ کی راہ سے اور یہ آئندہ بھی اِسی طرح خرچ کریں گے۔ پھر اِن کے لیے یہ خرچ کرنا باعث حسرت و افسوس ہو جائے گا اور پھر وہ مغلوب کر دیے جائیں گے۔

اَب ان لوگوں نے اور لوگوں کو اور قبیلوں کو جنگ کے لیے تیار کرنا شروع کر دیا۔

عمرو بن عاص، عبداللہ بن الزبعری، ہبیرہ بن وہب، ابوعزہ عمرو بن عبداللہ الجمحی لوگوں کو جنگ پر اُکسانے کے لیے مختلف قبائل کی طرف گئے۔ اِن میں ابوعزہ عمرہ بن عبداللہ وہ احسان فراموش انسان تھا۔ جس کو حضور ﷺ نے چھوٹے چھوٹے بچوں کی وجہ سے اور غریب و نادار ہونے کی وجہ سے بغیر فدیہ کے رہا کر دیا تھا۔ اِس نے مختلف قبائل میں جا کر اُن کو لوگوں کو اپنے اشعار اور اپنے خطبات سے قائل کیا اور بہت جلد کفار مکہ نے تین ہزار لوگوں کا ایک لشکر تیار کر لیا جن میں قریش، بنو کنانہ اور اہل تہامہ وغیرہ مختلف قبائل کے لوگ تھے۔ اِن میں دو سو گھڑ سوار اور سات سو زرہ پوش لوگ شامل تھے۔

جبیر بن مطعم کا ایک حبشی غلام وحشی تھا یہ چھوٹا نیزہ پھینکنے میں بہت ماہر تھا اِس کا نشانہ بہت زبردست تھا جبیر بن مطعم نے اور ہندہ ابوسفیان کی بیوی نے اپنے اپنے مقتولوں کا بدلہ لینے کے لیے اِس کو تیار کیا تھا اور اِس سے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کے بدلے میں آزادی کا وعدہ کیا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے ایمان کو مخفی رکھا ہوا تھا نے بنی غفار کے ایک تیز رفتار قاصد کو مناسب اُجرت دے کر کفار کی اِس تیاری کے متعلق خط لکھا جو اِس نے دن رات سفر کر کے دو تین دن کے اندر پہنچانے کا وعدہ کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ اِس وقت قبا میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابی بن کعب نے یہ خط پڑھ کر آپ ﷺ کو سنایا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: بخدا مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ بہتر فرمائے گا۔

پھر تاجدار دو جہاں ﷺ حضرت سعد بن ربیع کے گھر تشریف لائے اور اُن کو فرمایا کہ اِس راز کو افشا نہ کرنا۔ جب آپ ﷺ تشریف لے گئے تو حضرت سعد کی بیوی نے آپ سے پوچھا کہ حضور علیہ السلام کیوں تشریف لائے اور کیا بات فرمائی؟

آپ نے غصے سے فرمایا کہ تیری ماں مَرے۔ تجھے اِس سے کیا غرض ہے۔

اُس نے کہا کہ میں نے آپ کی تمام باتیں سُن لی ہیں۔ حضرت سعد فوراً بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ﷺ میری بیوی نے تمام باتیں سُن لی ہیں کیا حکم ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: خل عنھا یعنی اُس سے درگزر کرو۔

(تاریخ الخمیس ۱/۴۱۹) (غزوہ اُحد۔ سوقی ابوخلیل ۱۴) (سیرت ابن کثیر ۳/۳۰) (سبل الہدیٰ ۴/۲۷۲)

Marfat.com

لشکر کفار

کفر وشرک کے سورماؤں کا لشکر عظیم مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی بستی مدینہ طیبہ کو نعوذ باللہ مٹانے کے لیے بڑے غرور سے اِتراتا ہوا بدھ بارہ شوال کو اُحد کے مقام پر پہنچا۔ اِس کی تعداد تقریباً تین ہزار کے قریب تھی۔

اِن میں دو سو گھڑ سوار سات سو زرہ پوش اور تین ہزار اونٹ تھے۔ اِن میں کئی لوگ اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لائے تھے۔ اِن عورتوں میں ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان ام حکیم زوجہ ابوجہل، فاطمہ زوجہ حارث بن ہشام بن مغیرہ، صفوان بن امیہ کی بیوی عمرو بن عاص کی بیوی، طلحہ بن ابی طلحہ کی بیوی اور اِس کے علاوہ بھی چند ایک اور لوگوں کی بیویاں تھیں۔

یہ عورتیں دفیں بجا بجا کر مشرکین کا حوصلہ بلند کرتیں اور لوگوں کو کٹ مرنے کا کہتیں۔ اِس کے علاوہ اِس لشکر میں قبیلہ اوس کا فاسق ابو عامر فاسق جو پہلے راہب کہلاتا تھا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: اِسے اب ابو عامر فاسق کہا کرو۔ اپنے پچاس حواریوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا۔ ابو عامر فاسق کو حضور علیہ السلام نے یہ دعا دی تھی کہ وطن سے دور تنہائی اور بے کسی کی موت دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

کفار کا لشکر جب ابواء کے مقام پر پہنچا تو کینہ پرور ہندہ نے اپنے خاوند ابوسفیان سے کہا کہ یہاں سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی والدہ کی قبر سے اُن کی (نعوذ باللہ) لاش نکال کر قبضہ میں کرلو۔ اگر مسلمان کفار کو قیدی بنالیں تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بدلے ہم اُن کو رہا کروائیں گے۔ ابوسفیان نے دوسرے مشرکین سے مشورہ کیا تو اُنہوں نے کہا کہ اِس طرح یہ رسم چل پڑے گی بہتر ہے اس رسم کو شروع نہ کیا جائے ورنہ ہمارے مُردوں کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا اس طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی قبر کو محفوظ رکھا۔ (سبل الہدیٰ ۴/ ۲۷۳)

حضور علیہ السلام کی تدابیر

ذی طویٰ کے مقام پر عمرو بن سالم خزاعی مکہ سے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ الگ ہو کر مدینہ منورہ آقا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اور سارے حالات سے حضور علیہ السلام کو آگاہ کیا۔ حضور علیہ السلام نے فضالہ کے دونوں بیٹوں انس اور مونس کو مشرکین کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا پھر حضور علیہ السلام نے حضرت حباب بن منذر کو کفار کی فوجی طاقت کا اندازہ لگانے کے لیے بھیجا جو اِن لوگوں نے واپس آ کر اپنا جائزہ پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنہیں بتایا کہ اِس بات کا چرچہ لوگوں سے نہ کریں۔ آقا دو جہاں سرور کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ ورد فرمانے لگے۔

الفرائم۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَجُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ۔

ترجمہ: ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے۔ اے اللہ میں تیری قوت سے ہی حملہ کرتا ہوں اور اِن کا

Marfat.com

مقابلہ کرتا ہوں۔

مدینہ منورہ کے راستوں کی ناکہ بندی کر دی گئی تھی۔ تاکہ کوئی مشرک حملے کی جرأت نہ کر سکے اور جمعہ کی رات کو انصاری اوس وخزرج کے نوجوانوں حُجرات نبوی ﷺ اور مسجد کا تمام شب پہرہ دیتے رہے۔

جمعہ کی رات کو آقا علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا۔ صبح آقا علیہ السلام نے صحابہ اکرام کو بلایا اور ایک مجلس مشاورت قائم فرمائی اور فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر فرمائے گا۔ میں نے خواب میں ایک گائے کو دیکھا جس کو ذبح کیا گیا۔ میں نے اپنی تلوار کی دھار میں کئی دندانے دیکھے ہیں گائے سے مُراد تو میرے وہ اصحاب ہیں جو شہید ہوں گے اور دندانوں سے مراد میرے اہل بیت سے ایک شہید کیا جائے گا اور پھر میں نے دیکھا کہ میں نے ایک مضبوط زرہ کے اندر اپنا ہاتھ ڈالا ہے اور زرہ سے مُراد شہر مدینہ ہے۔

اگر تم مناسب سمجھو تو شہر کے اندر مورچہ بند ہو کر ہم کفار کا مقابلہ کرتے ہیں اور عورتوں اور بچوں کو ہم گھڑیوں میں محفوظ مقامات پر بھیج دیتے ہیں۔ اِس طرح کفار زیادہ دن باہر نہیں ٹھہر سکیں گے اور اگر اُنہوں نے مدینہ منورہ کے اندر ہم سے مقابلے کی کوشش کی تو ہم گلی کوچوں میں اِن سے جنگ کریں گے اور بلند ٹیلوں اور مکانوں کے اوپر سے اِن پر پتھراؤ کریں گے اور اُن کو پچھاڑ دیں گے۔

اکابر مہاجرین و انصار کی بھی یہی رائے تھی لیکن بعض پرجوش صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم باہر نکل کر اِن سے مقابلہ کریں گے کہیں دشمن ہمیں بزدل نہ سمجھ لے۔

میدان بدر میں ہم نے صرف تین سو صحابہ کے ساتھ کفار کے ایک ہزار کے لشکر کو پچھاڑ دیا تھا۔

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اُس ذات کی قسم ہے جس نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے میں اُس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینہ سے باہر نکل کر کفار کے ساتھ مقابلہ نہ کرلوں۔

حضرت نعمان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ ہمیں جنت سے محروم نہ فرمائیے۔ اِس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں اِس میں ضرور داخل ہوں گا۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا۔ کیوں کر۔ عرض کی: کیونکہ میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں اور میدان جنگ سے بھاگتا نہیں ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے جب زیادہ صحابہ کرام کے جوش و جذبے کو ملاحظہ فرمایا تو آقا علیہ السلام نے بھی شہر سے باہر جا کر دشمن سے مقابلہ کرنے کی حامی بھر لی اور زیادہ صحابہ کرام کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دے دی۔

حضور علیہ السلام نے جمعہ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمایا اور اِس میں اِن کو جدوجہد اور محنت و کوشش کی تلقین فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جب تک تم صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رہو گے اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ شامل رہے گی۔

Marfat.com

اِس کے بعد تمام مستورات کو مختلف گھڑیوں میں ٹھہرا دیا گیا۔ مدینہ طیبہ کے بالائی محلوں (العلوالی) کے سارے لوگ بھی جمع ہو گئے تھے۔ (سبل الہدیٰ ۴/ ۲۷۵)

نماز عصر ادا فرمائی گئی حضور علیہ السلام اپنے صحابہ اکرام کو ہفتہ کو ساتھ لے کر جہاد کے لیے تشریف لے گئے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما آقا علیہ السلام کو جب جنگی لباس زیب تن کروا رہے تھے اور باہر صحابہ اکرام کاشانہ اقدس کے باہر دو رویہ قطاریں بنائے کھڑے تھے کہ سعید بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسید بن حفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے انہوں نے باہر صحابہ اکرام سے فرمایا کہ تم نے حضور علیہ السلام کی مرضی کے بغیر آقا علیہ السلام کو باہر مدینہ سے نکلنے پر مجبور کیا ہے حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہے تمہیں چاہیے تھا کہ اِس فیصلہ میں کلی اختیار آقا علیہ السلام کو دے دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر حکم کو بجالاتے۔

اِتنے میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس طرح باہر تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جسم مبارک پر اسلحہ سجایا ہوا تھا۔ زرہ زیب تن فرمائی ہوئی تھی۔ سر مبارک پر عمامہ تھا۔ گردن شریف میں شمشیر حمائل کی ہوئی تھی کمر مبارک میں کمر بند تھا اور آپ علیہ السلام کی شان مبارک نرالی ہی نظر آرہی تھی۔

سب لوگوں نے آقا علیہ السلام کے سامنے اپنی گردنیں ڈال دیں اور اپنے فیصلہ پر شرمندگی کا اظہار کیا اور عرض کی کہ جس طرح اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ فرمائیں ہم حاضر ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''کسی نبی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ ہتھیار پہننے کے بعد پھر اُنہیں اُتار دے۔ جب تک اللہ تعالیٰ اُس کے اور اُس کے دشمن کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔

اور فرمایا کہ ''اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو جب تک تم صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رہو گے اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہو گی۔''

حضور علیہ السلام نے اپنی اُمت کو سبق سکھا دیا کہ اکثریتی فیصلوں پر عمل کیا جائے اور جب کوئی فیصلہ کیا جائے تو اُس پر آدمی ڈٹ جائے۔

- فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط (آل عمران، آیت:۱۵۹)

ترجمہ: اور جب آپ (اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی فیصلہ فرمالیں تو پھر اللہ پر بھروسا رکھیں۔

حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے لیے مقرر فرمایا۔ آقا علیہ السلام نے تین نیزے منگوا کر اُن پر تین جھنڈے نصب فرمائے۔ مہاجرین کا پرچم سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا قبیلہ اوس کا پرچم اسید بن حفیر رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا اور قبیلہ خزرج کا پرچم حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

(سبل الہدیٰ ۴/ ۲۷۵۔ ضیاء النبی ۳/ ۴۶۷۔ ۴۶۱)

Marfat.com

اُحد کی طرف روانگی

اُحد کا پہاڑ مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل شمال میں شرقاً غرباً خط مستقیم میں پھیلا ہوا اِس کی جنوبی جانب وسط میں نعل نما خلا ہے جو کافی وسیع ہے یہ مقام وادی قناۃ سے پہاڑ کی جانب اونچائی میں واقع ہے۔

حضور علیہ السلام ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ آقا علیہ السلام گھوڑے پر سوار تھے۔ اِس کا نام سکب تھا۔

حضرت سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آگے آگے دوڑ رہے تھے۔ الثنیہ کے مقام پر عبداللہ بن ابی کے یہود حلیف جو ابھی ایمان نہیں لائے ساتھ جانے کے لیے آئے لیکن حضور علیہ السلام نے اُن کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ ''ہم اہل شرک سے جنگ کرتے ہوئے مشرکوں سے مدد طلب نہیں کرتے۔''

شیخین کے قبیلوں کے پاس آقا علیہ السلام نے لشکر کا جائزہ لیا اور کم سن بچوں کو واپس بھیج دیا۔ اِتنے میں سورج غروب ہو گیا۔ سیدنا حضرت بلال علیہ السلام نے اذان دی۔ آقا علیہ السلام کی معیت میں نماز مغرب باجماعت ادا فرمائی گئی۔ نماز عشاء باجماعت ادا فرمانے کے بعد حضور علیہ السلام نے محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچاس نوجوانوں کے ساتھ پہرہ دینے کے لیے لشکر پر مقرر فرمایا اور زکوان بن عبد قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا علیہ السلام کی خدمت میں پہرہ دینے کا شرف حاصل کیا۔ آپ تمام رات ہاتھ میں تلوار اور ڈھال پکڑے اور زرہ پہن کر پہرہ دیتے رہے۔

سحری کے وقت حضور علیہ السلام بیدار ہوئے۔ نماز سے فراغت کے بعد تمام لشکر نے کوچ کیا۔ حضور علیہ السلام کے ارشاد پر حضرت ابوخیثمہ لشکر کو لے کر کفار کی طرف ایسے راستہ سے چلے کہ کفار اِن کو اچانک اپنے سَروں پر دیکھے۔

راستے میں ایک منافق جو کہ اندھا اور عمر رسیدہ تھا کی زمینوں کے درمیان سے جب لشکر گزرا تو اُس نے صحابہ اکرام پر ہاتھوں میں مٹی بھر بھر کر ڈالنی شروع کر دی اور کہنے لگا کہ اگر آپ اللہ کے رسول علیہ السلام ہیں تو میں آپ کو اپنے کھیتوں اور مکانوں کے درمیان سے گزرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اُس کے قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اِسے قتل نہ کرو۔ یہ صرف آنکھوں کا اندھا ہی نہیں بلکہ دل کا بھی اندھا ہے۔

جب سرور دو جہاں علیہ السلام کا لشکر مقام شوط پر پہنچا تو عبداللہ بن ابی منافق اپنے تین سو لوگوں کے ساتھ لشکر سے الگ ہو کر واپس آنے لگا۔ عبداللہ بن ابی کے ہی قبیلہ کے عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ نے اُسے سمجھایا کہ یہ وقت آقا علیہ السلام کا ساتھ چھوڑنے کا نہیں ہے۔ آپ نے اُسے خدا کا واسطہ دے کر فرمایا کہ ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر کفار کے ساتھ جنگ کرنی چاہیے لیکن اُس نے ایک نہ مانی اور اپنے لوگوں کو لے کر واپس چل دیا اور کہنے لگا کہ یہ محض قوت کی نمائش ہے کوئی جنگ نہیں ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ نے اُسے کہا کہ ''خدا تمہیں برباد کرے۔ اللہ کے دشمنو! خدا اپنے نبی کو تم لوگوں سے بے نیاز کر دے گا۔'' (خاتم النبیین ۲/ ۶۹۸۔ رسول رحمت ۲۳۰)

Marfat.com

اب لشکر اسلام کی تعداد صرف سات سو رہ گئی تھی۔ عبداللہ بن ابی نے عین موقع پر مسلمانوں پر بہت کاری وار کیا تھا۔ اُس کے اِس اقدام سے قبیلہ بنی سلمہ اور قبیلہ بنی ثعلبہ کے پاؤں تھوڑی دیر کے لیے ڈگمگا گئے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت نے اُن کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ اِس موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ عمران کی آیات نازل فرمائیں۔ پہلی منافقین کے متعلق اور دوسری مسلمانوں کے دو گروہوں کے متعلق۔۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ط

(آل عمران، آیت:۱۷۹)

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کی شان نہیں کہ چھوڑے رکھے مومنوں کو اِس حال پر جس پر تم اب ہو۔ جب تک کہ پلید کو پاک سے الگ نہ کر دے۔

اور مومنوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

اذ ھمت ۔ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

(آل عمران، آیت:۱۲۲)

ترجمہ: جب اِرادہ کیا تم میں سے دو جماعتوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کا مددگار تھا (اِس لیے اُس نے تمہیں اِس غلطی سے اِس لغزش سے بچا لیا) اور صرف اللہ پر ہی مومنین کو بھروسا کرنا چاہیے۔

جب حضور علیہ السلام میدان اُحد کفار کے سروں پر پہنچے تو اِس وقت نماز صبح کا وقت ہو چکا تھا سامنے کفار کا لشکر نظر آ رہا تھا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت بلال کی اذان کے بعد نماز صبح اپنے صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ باجماعت ادا فرمائی۔ اِس وقت آقا علیہ السلام نے اپنی پہلی زرہ کے اوپر دوسری زرہ بھی زیب تن فرمالی۔

حضور علیہ السلام کا جو بھی عمل ہوتا تھا وہ اُمت کی رہنمائی کے لیے ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ نماز سے فراغت کے بعد حضور علیہ السلام نے صحابہ اکرام کے سامنے ایک روح پرور خطبہ ارشاد فرمایا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ خطبہ مبارک

"اے لوگو! میں تمہیں اِس چیز کی وصیت کرتا ہوں جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی کتاب میں دیا ہے کہ میں اُس کی اطاعت کروں اور حرام کاموں سے باز رہوں۔

آج تم اجر اور ثواب کے مقام پر کھڑے ہو جس نے اپنے اِس مقام کو یاد رکھا اور پھر اِس نے اپنے نفس کو صبر، یقین

Marfat.com

جہد مسلسل اور خوش دلی کا خوگر بنایا۔

کیونکہ دشمن سے جہاد کرنا بہت مشکل کام ہے۔کم لوگ ہیں جو اِس صبر آزما مرحلہ میں ثابت قدم رہتے ہیں۔

بجز اِن لوگوں کے جنہیں اللہ تعالیٰ سیدھے راستہ پر پختہ کر دیتا ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ اُسی کا ساتھی ہوتا ہے جو اللہ کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

اور بے شک شیطان اُس کے ساتھ ہوتا ہے جو اللہ کا نافرمان ہوتا ہے۔

آج اپنے اعمال کی ابتداء جہاد پر صبر سے کرو۔

اور اِس صبر سے اللہ تعالیٰ کا وہ انعام طلب کرو جس کا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ فرمایا ہے۔

جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے اُس کی پابندی لازم جانو۔

کیونکہ میں تمہاری ہدایت یابی پر بہت حریص ہوں۔

باہمی اختلاف جھگڑا اور بزدلی عجز اور کمزوری کی علامتیں ہیں۔

یہ اُن چیزوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا اور اِس پر کسی کو فتح و کامیابی سے نہیں نوازتا۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے یہ چیز اللہ تعالیٰ نے (اَز سَرِ نو) میرے سینہ میں ڈالی ہے کہ جو شخص حرام کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے درمیان اور اُس کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔

اور جو شخص اِس حرام سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مُنہ موڑتا ہے اللہ تعالیٰ اِس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اور جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اُس پر دس بار درود بھیجتے ہیں۔

اور جو شخص کسی مسلمان یا کسی کافر پر احسان کرے اُس کا اجر اللہ تعالیٰ پر لازم ہو جاتا ہے۔

اِس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُس پر جمعہ فرض ہے بجز نابالغ بچے کے عورت، بیمار اور غلام کے۔

اور جو شخص نماز جمعہ سے بے پرواہی کرے گا اللہ تعالیٰ اُس سے بے پرواہی کرے گا۔

اور اللہ تعالیٰ سب تعریفوں سراہا ہے۔

میں کوئی ایسا عمل نہیں جانتا جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے مگر میں نے تمہیں اُس کو بجالانے کا حکم دیا ہے۔

اور میں کوئی ایسا عمل نہیں جانتا جو تمہیں آتش دوزخ سے قریب کر دے مگر میں نے تمہیں اِس سے منع کیا ہے۔

اور میرے دل میں جبرئیل علیہ السلام نے یہ بات ڈال دی ہے کہ کوئی نہیں کرے گا یہاں تک کہ وہ اپنے رزق کا آخری لقمہ بھی پورا پورا نہ حاصل کر لے۔اور اِس سے ذرا کم نہ ہو اور اگر وہ رزق اِس سے لیٹ ہو جائے۔

پس اللہ تعالیٰ جو تمہارا پروردگار ہے اِس سے ڈرتے رہو۔

Marfat.com

اور رزق طلب کرنے میں خوبصورت ذرائع (حلال) اختیار کرو۔
اور رزق سے ملنے پر تاخیر تمہیں اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ذریعہ سے اِس کو طلب کرو۔

کیونکہ جو چیز اُس کے پاس ہے وہ اُس کی فرمانبرداری کے ذریعہ سے ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔
اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال اور حرام کو بیان کر دیا ہے۔

اِن کے علاوہ اِن کے درمیان مشتبہ چیزیں بھی ہیں جو اِن کا مرتکب ہوتا ہے وہ اُس چرواہے کی طرح ہے جو کسی محفوظ چراگاہ کے کنارے پر پہنچ جاتا ہے۔ قریب ہے وہ اِس محفوظ چراگاہ میں داخل ہو جائے کوئی ایسا بادشاہ نہیں مگر اِس کی محفوظ چراگاہ ہوتی ہے۔

خبردار اللہ تعالیٰ کی محفوظ چراگاہیں اِس کے محارم ہیں۔
ایک مومن دوسرے مومن کے لیے اِس طرح ہے جیسے سَر جسم سے ہوتا ہے جب سر بیمار ہوتا ہے تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے اور تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہو۔" (ضیاء النبی از پیر کرم شاہ صاحب الازہری صفحہ ۴۷۴، جلد سوم)

آپ ملاحظہ فرمائیں ایک بادشاہ ایک سپہ سالار اور ایک نبی ﷺ میں فرق۔۔۔

صرف سات سو مجاہدین ہیں اور دوسری طرف کفار کا لشکر عظیم جس کی تعداد تین ہزار ہے۔ اِدھر بے سروسامانی کا عالم ہے اور اُدھر بے شمار اسلحہ، گھوڑے، اونٹ اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام کو صبر کی تلقین کے بعد اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اُس کے حلال وحرام کی تمیز سکھا رہے ہیں۔ (ضیاء النبی ۳/ ۴۷۲ تا ۴۷۷۔ سبل الہدیٰ ۴/ ۲۸۲)

اِس حال میں سوائے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ سے کسی اور سے یہ کام نہیں ہو سکتا ہے۔

خطبہ سے فراغت کے بعد حضور علیہ السلام نے یہاں ایک چھوٹے پہاڑی ٹیلہ پر جس کا نام عینین تھا حضرت عبداللہ بن جبیر کو پچاس ماہر تیر اندازوں کے ساتھ متعین فرمایا اور اُنہیں سفید وردی پہننے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا:

"کہ اگر گھڑسوار ہم پر حملہ کریں تو اُن پر تیروں کی بوچھاڑ کر دو۔ تاکہ ہمارے پیچھے سے ہم پر حملہ نہ کر سکیں۔
ہم فتح یاب ہوں۔ تب بھی تم اپنے مورچوں پر ڈٹے رہنا۔ تمہاری طرف سے دشمن ہم پر حملہ نہ کرنے پائے
اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے دشمن کو شکست دے دی ہے اور ہم اُن کے لشکر میں گھس کر اُنہیں بے دریغ قتل کر رہے ہیں تب بھی تم اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔
اور اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمیں اُچک کر لے جا رہے ہیں اور دشمن ہمیں تہ تیغ کر رہے ہیں تب بھی ہماری مدد کے لیے تم نہ آنا۔ ہمارا دفاع ہرگز نہ کرنا اپنے مورچوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ جب تک کہ میں تمہاری طرف اپنا خصوصی پیغام نہ بھیجوں دشمن پر تیروں کی موسلا دھار بارش کرتے رہنا کیونکہ جہاں تیر برس رہے ہوں۔

Marfat.com

گھوڑے وہاں پیش قدمی نہیں کرتے۔

کان کھول کر سُن لو۔ جب تک تم اپنی جگہ پر ڈٹے رہو گے ہم غالب رہیں گے۔

اے اللہ گواہ رہنا میں نے انہیں سمجھانے میں اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔"

حضور نبی کریم رؤف رحیم نے قیامت تک کے لوگوں کو بتا دیا کہ اگر تم میری اطاعت کرو گے اور میرا حکم بجالاؤ گے تو تم پر دشمن غالب نہیں آئے گا۔

اگر اُحد کے موقع پر بھی وہ تیر انداز جن کو آقا دو جہاں سرورِ کون و مکاں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے جگہ پر ڈٹے رہنے کو فرمایا تھا۔ وہاں پر قائم رہتے تو پھر کفار کو شکست فاش ہو جاتی اور مسلمانوں کے اتنے لوگ نہ مارے جاتے۔ اگر آج بھی اقوام عالم کے مسلمان حضور نبی کریم ﷺ کے فرمانوں پر عمل کریں خدا اور اُس کے رسول علیہ السلام کے حکموں کی پیروی کریں تو وہ دنیا میں سب قوموں پر چھا جائیں گے۔ اغیار کے آگے ذلیل و سرنگوں نہیں ہوں گے کیونکہ جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اُس نے گویا اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت کی۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (النساء، آیت: ۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے گویا اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر کے دائیں بازو پر یعنی میمنہ پر حضرت زبیر بن عوام اور بائیں بازو پر یعنی میسرہ پر حضرت منذر بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔ اِن لوگوں کی قیادت اِن کو مرحمت فرمائی۔ اِس کے بعد پوچھا کہ کفار کے لشکر کا علمدار کون ہے۔ عرض کی گئی: طلحہ بن ابی طلحہ۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نَحْنُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ مِنْهُمْ۔

ترجمہ: یعنی ہم کا اِسی خاندان کے فرد کو اپنا پرچم دینے کا زیادہ حق ہے۔

چنانچہ حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اِسلام کا پرچم عطا فرمایا گیا۔ مسلمانوں کا شعار اَمِتْ اَمِتْ تھا۔ یعنی کفار کو ہلاک کر دے۔

اللہ تعالیٰ کے رسول معظم ﷺ نے اپنی مبارک تلوار نکالی اور فرمایا کہ کون اِس کا حق ادا کرے گا۔ کئی ایک صحابہ اکرام اُٹھے لیکن حضور ﷺ نے اِس کو کسی کو نہ دیا۔

اتنے میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور عرض کی حضور ﷺ اِس کا کیا حق ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ اِس کا حق یہ ہے کہ اِس سے دشمن پر پے در پے اِتنے وار کرو کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے۔ حضرت ابو دجانہ نے اِس شرط کو قبول فرمایا اور عرض کی: حضور ﷺ میں اِس شرط پر تلوار لینے کے لیے تیار ہوں۔ آپ نے ایک سُرخ پٹکہ نکال کر سَر پر باندھا۔ اِس پٹکے کو عصابہ الموت یعنی موت کا دوپٹہ کہتے تھے۔ جب آپ یہ باندھ لیتے تھے تو دشمن کی خیر نہیں ہوتی تھی۔

Marfat.com

آپ اِس کو باندھ کر اور تلوار ہاتھ میں لے کر اِترا اِترا کر چلنے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سوائے اِس موقع کے اللہ تعالیٰ کو یہ چال سخت ناپسند ہے۔ (سیرت ابن ہشام ۳/۱۰۔ الامتاع ۱/۱۱۶)

مشرکین کی صف آرائی

کفار مکہ نے سواروں کے میمنہ کی دائیں طرف کمان خالد بن ولید کو سپرد کی اور میسرہ بائیں طرف کی کمان عکرمہ بن ابی جہل کو سپرد کی۔

تیر اندازوں کے دستہ پر عبداللہ بن ربیعہ کو مقرر کیا اور پیدل لشکر پر صفوان بن امیہ کو سپہ سالار مقرر کیا اور ابوسفیان تمام فوج کا سپہ سالار اعظم تھا وہ تمام لشکر میں چکر لگا لگا کر لشکر کی ترتیب دے رہا تھا اور کفار کو لڑائی پر بڑھکا رہا تھا۔ جب وہ طلحہ بن ابی طلحہ کے پاس جو کہ کفار کے لشکر کا علم بردار تھا پہنچا تو کہنے لگا اے قوم عبدالدار کے فرزندو! میدان بدر میں بھی یہ جھنڈا تمہارے پاس ہی تھا لیکن وہاں ہمیں شکست فاش ہوئی یہ تم بھی جانتے ہو فوجوں کی لڑائی کا دارو مدار جھنڈے پر ہوتا ہے اگر جھنڈا سرنگوں ہو جائے تو فوج پسپائی اختیار کر لیتی ہے آج اگر تم اِس کا حق ادا کر سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ ہم خود یہ جھنڈا لیتے ہیں اور تم دیکھو گے کہ ہم اِس کا کیسا حق ادا کرتے ہیں۔ اِنہوں نے کہا یہ بات ناممکن ہے کہ ہم اپنا جھنڈا تم کو دیں کل تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کہ ہم نے اِس کا کیسے حق ادا کیا۔ اِس طرح جوش دلا کر ابوسفیان کا مقصد پورا ہو گیا۔

اَب اُس نے ایک اور چال چلی۔ اُس نے اعلان کیا کہ یثرب کے رہنے والے اوس و خزرج کے لوگو! ہماری تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں۔ ہم تم پر حملہ نہیں کرنا چاہتے۔ ہماری قوم کے لوگوں کو یہاں رہنے دو۔ تاکہ ہم اِن سے مقابلہ کریں تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔ ہمارا تم سے کوئی سروکار نہیں۔

انصار کے لوگوں نے اس کو وہ جواب دیے کہ یہ لاجواب اور شرمندہ ہو گیا۔ (سیرت ابن ہشام ۳/۱۲۔۱۱)

جنگ کا آغاز

ابوعامر فاسق جو قبیلہ اوس سے تھا اور اُس نے کہا تھا کہ مجھے دیکھتے ہی میری قوم کے لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر میرے پاس آجائیں گے باہر نکلا اور اپنی قوم کو پکار کر کہا کہ میں ابوعامر ہوں۔ مجھے پہچانو!

اوس کے قبیلہ کے لوگوں نے اُسے کہا کہ خدا تیری آنکھوں کو کبھی ٹھنڈا نہ کرے ہماری آنکھوں سے دور ہو جا۔"

وہ شرمندہ ہو کر کہنے لگا کہ میری قوم میرے بعد فتنہ کا شکار ہو گئی ہے۔

اپنے پچاس حواریوں کے ساتھ اُس نے مسلمانوں پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ جب اُس کے تیر ختم ہو گئے تو اُس نے پتھر پھینکنے شروع کر دیے۔

Marfat.com

کفار کی عورتوں نے لشکر میں لوگوں کو جوش دلانا شروع کر دیا۔

آقا دو جہاں سرکارِ دو عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض و التجاء کی اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَجُوْلُ وَبِکَ اَصُوْلُ وَفِیْکَ اُقَاتِلُ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیل۔

ترجمہ: اے اللہ میں تیری قوت کے ساتھ ہی دشمن پر ہلہ بولتا ہوں اور تیری قوت کے ساتھ ہی اِن پر حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی رضا کے لیے اِن سے جنگ کرتا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

ایک مشرک میدان جنگ میں نکلا اور کہنے لگا ھَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ۔ ہے کوئی میرا مقابلہ کرنے والا۔ اُس نے یہ تین دفعہ کہا۔ وہ اونٹ پر سوار تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ چھلانگ لگا کر ایک اونٹ پر بیٹھے اور اُس کے مدمقابل ہو گئے۔ سرکار دو عالم ﷺ ملاحظہ فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو نیچے گرے گا مارا جائے گا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہا نے اُسے ایسی تلوار کی ضرب لگائی کہ وہ سنبھل نہ سکا اور اونٹ سے نیچے آ گرا۔ آپ نے اُس کے اوپر چھلانگ لگا دی اور اُس کا سر کاٹ کر علیٰحدہ کر دیا۔ حضور علیہ السلام آپ کی بہادری پر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہر نبی کا حواری ہوتا ہے اور تم میرے حواری ہو۔ اگر تم اِس کے مقابلے میں نہ نکلتے تو میں خود اِس کے مقابلے کے لیے نکلتا۔

حضرت زبیر نے بھی آقا علیہ السلام سے اپنی تلوار دینے کو کہا تھا لیکن آپ ﷺ نے حضرت ابو دجانہ کو یہ تلوار دے دی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں دیکھوں کہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کیسے اِس کا حق ادا کرتے ہیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے رہا کہ آپ کیسے آقا علیہ السلام کی تلوار کا حق ادا کرتے ہیں۔

میں نے دیکھا کہ آپ جس طرف جاتے ہیں کشتوں کے پشتے لگاتے جاتے ہیں۔ کوئی آپ کے سامنے نہیں ٹھہر رہا تھا۔

ایک کافر میں نے دیکھا کہ ڈھاڑتا ہوا آ رہا تھا وہ ہر زخمی مسلمان کو ڈھیر کر رہا تھا۔ جب وہ آپ کے سامنے آیا تو اُس نے آپ پر بہت زبردست وار کیا آپ نے اُس کے وار کو اپنی ڈھال پر روکا اور اُس کو ایسی تلوار ماری کہ اُس کو دو ٹکڑے کر دیا۔

حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں میں نے ایک بہت طاقتور کافر کو غراتے ہوئے دیکھا ایک مسلمان مجاہد اُس کے سامنے آیا میں پیچھے کھڑا ہو کر تماشہ دیکھنے لگا۔ اُس کافر نے اِس مجاہد پر حملہ کیا جسے اِس نے روک کر اُس کی پشت پر ایسی تلوار ماری جو اِس کی گردن کے قریب نکلی اور یہ اُس کے جسم کو چیرتی ہوئی اُس کی ٹانگوں کے درمیان سے باہر نکل آئی اور یہ دھڑام سے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آ گرا۔ حالانکہ بظاہر یہ کافر اِس مجاہد سے بہت طاقتور لگ رہا تھا۔ اِس مجاہد نے میری طرف منہ کر کے کہا۔ اے کعب کیسا منظر تو نے دیکھا میں ابو دجانہ ہوں۔

ایک دفعہ ہندہ ابوسفیان کی بیوی حضرت ابو دجانہ کی تلوار کی زد میں آئی لیکن آپ فرماتے ہیں میں نے اُس کو چھوڑ دیا کہ میں نے پسند نہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار سے ایک عورت کو قتل کروں جو نہتی ہو اور اُس کا کوئی مددگار بھی نہ ہو۔

مسلمانوں کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے تھاما ہوا تھا۔ کفار نے تمام زور اِن کے اوپر لگا دیا۔ ایک مشرک

Marfat.com

نے آپ کے اُس کندھے پر تلوار ماری جس ہاتھ سے آپ نے جھنڈا پکڑا ہوا تھا آپ کا کندھا کٹ گیا اور بازو علیٰحدہ ہوگیا آپ نے اُسے فوراً دوسرے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اُس مشرک نے آپ کے دوسرے ہاتھ پر وار کیا وہ بھی کٹ کر جا گرا۔ آپ نے اُسے فوراً اپنے سینے سے لگا لیا۔ اُس مشرک نے آپ کو شہید کر دیا اور لشکر میں کہنے لگا نعوذ باللہ میں نے محمد (ﷺ) کو شہید کر دیا ہے۔)
حضور آقا علیہ السلام نے فوراً سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پرچم تھامنے کا کہا۔ آپ نے اُس کو اُٹھا لیا۔ اِتنے میں کفار کا علمبردار طلحہ ابن طلحہ للکارتا ہوا آیا اور زور سے پکارا! ہے کوئی میرے ساتھ مقابلہ کرنے والا۔ پھر کہنے لگا کہ اے محمد (ﷺ) آپ کہتے ہیں کہ ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور مشرکین کے مقتول دوزخ میں تو پھر میرے ساتھ مقابلہ کے لیے کوئی کیوں نہیں آرہا۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً اس کے مقابلہ کو آئے اور اُس کی ڈینگوں کے جواب میں آپ نے اُس کو سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور آپ نے ایک ہی ایسا زبردست وار کیا کہ وہ دھڑام سے زمین پر گرا اور تڑپنے لگا اور اُس کی شرم گاہ کھل گئی۔ آپ نے منہ پھیر لیا اور اُس پر دوسرا وار نہ کیا اور وہ تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہوگیا۔

اِس کے بعد اِس کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے جھنڈا پکڑ لیا۔ جسے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈھیر کر دیا۔

پھر اِس کے بھائی ابوسعد بن ابی طلحہ نے جھنڈا پکڑ لیا حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایسا تیر نشانہ لگا کر اِس کو مارا کہ وہ اُس کے حلق میں گھس گیا اور وہ جہنم رسید ہوگیا۔

اِس کے بعد طلحہ بن ابی طلحہ جو پہلا علمبردار تھا کے بیٹے مسافح بن طلحہ نے علم کو پکڑ لیا۔ اِسے عاصم بن ثابت بن ابی افلح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تیر کا نشانہ بنایا اس کے بعد اِس کے بھائی حارث بن طلحہ نے پرچم کو اُٹھایا اسے بھی حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنے تیر سے ڈھیر کر دیا۔ اِس کی ماں دوڑتی ہوئی آئی اور اُس سے پوچھا کہ تمہیں کس نے تیر مارا ہے اور اُس نے اُس کا سر اپنی گود میں رکھا ہوا تھا وہ بولا! ماں وہ اپنا نام ابن ابی افلح لے رہا تھا۔ اُس کی ماں نے نذر مانی کہ اگر وہ میرے ہاتھ آگیا تو میں اُس کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی اور اُس کے پکڑنے والے کو سو اونٹ انعام دوں گی۔

اَب پرچم کو طلحہ کے تیسرے بیٹے کلاب نے تھام لیا۔ حضرت زبیر بن عوام نے اُسے ایک ہی وار میں قتل کر دیا۔

اَب طلحہ کے چوتھے بیٹے جلاس بن طلحہ نے پرچم تھام لیا۔ اُسے حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے جہنم واصل کر دیا۔

اِس کے بعد اَرطاۃ بن شرجیل نے پرچم پکڑا جسے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا اور ابن ہشام کے نزدیک اِس کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

پھر شریح بن قارظ نے جھنڈے کو پکڑا اور یہ بھی جہنم رسید ہوا۔

پھر ابوزید بن عمیر بن عبد مناف بن ہاشم نے جھنڈے کو پکڑا۔ اِس کو قزمان نے قتل کر دیا۔

آخر میں صواب ایک حبشی غلام نے جھنڈے کو پکڑا لوگوں نے کہا کہ جھنڈے کی لاج رکھنا وہ جھنڈے کو لہرانے لگا۔ قزمان نے اِس کے ہاتھ پر وار کیا وہ کٹ کر دور جا گرا پھر اُس نے دوسرے ہاتھ سے پکڑا اس کو بھی قزمان نے جدا کر دیا۔

Marfat.com

اس نے جھنڈے کو سینے سے تھامتے ہوئے کہا کہ اے قوم میں نے جھنڈے کا حق ادا کر دیا۔ اس کی قوم نے کہا۔ ہاں بے شک جب کفار کے گیارہ علمبردار یکے بعد دیگرے موت کے گھاٹ اُترے تو کفار کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ بھاگنے لگے۔ کسی کو ہوش نہ رہی۔ وہ حواس باختہ ہو گئے۔ جس کا جدھر منہ اُٹھا بھاگ گیا۔ عورتوں نے چیخ و پکار شروع کر دی ہر ایک کو اپنی جان بچانے کی فکر تھی۔

ہندہ ابوسفیان کی بیوی اور دوسری عورتیں نے اپنے پائنچے اوپر چڑھا لیے۔ بھاگتی جا رہی تھیں۔

آپ نے دیکھا کہ یہ کتنے خودسر اور ضدی اور سرکش قسم کے لوگ تھے یہ اسلام کے مجاہد ہی تھے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے اِن مضبوط چٹانوں کو ریزہ ریزہ کر دیا تھا۔

مسلمان اِن کے تعاقب میں دور تک چلے گئے تھے۔ کافروں کی صفوں کا نظم وضبط خراب ہو چکا تھا۔ اَب مسلمان مال غنیمت کو اکٹھا کر رہے تھے۔

پہاڑ کی چوٹی پر جن پچاس تیر اندازوں کو آقا علیہ السلام نے مقرر فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ ہر حال میں چاہے ہمیں فتح ہو اور خدانخواستہ چاہے ہمیں تم دیکھو کہ پرندے ہمیں اُچک رہے ہیں کسی حال میں بھی اِس درے کو نہ چھوڑنا اُنہوں نے کفار کو بھاگتے دیکھ کر سمجھا کہ مسلمانوں کی اَب فتح ہوگئی ہے اور کفار پلٹ کر اَب نہیں آسکتے اور اُنہوں نے آقا علیہ السلام کے فرمان کو فراموش کر دیا اور دوڑ کر مال غنیمت اکٹھا کرنے کے لیے آگئے۔ اِن کے سردار حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِن کو منع کرتے رہے لیکن صرف دس آدمی اُن کے ساتھ رہے باقی لوگ مال غنیمت اکٹھا کرنے کے لیے چلے گئے۔ درے کو خالی پا کر خالد بن ولید اپنے دستے کو لے کر ایک لمبا چکر کاٹ کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے چلے گئے اِدھر عمرو بن علقمہ کفار کی ایک عورت جو بہت قد اور بھرے جسم کی تھی نے چند عورتوں کو ساتھ ملایا۔ اپنے بال کھولے اپنے کپڑوں کو تار تار کیا اور کفار کو غیرت دلانے لگی کہ بزدلو! یوں میدان جنگ سے نہ بھاگو بے غیرتو کم از کم میدان جنگ میں اپنی جان تو دیتے جاؤ شرم کرو۔ تمہاری حمیت کہاں گئی ہے؟ اگر کچھ نہیں کر سکتے تو خیموں میں جا کر بچوں کو دودھ پلاؤ اور تمہاری جگہ ہم لڑتی ہیں اُس کے اِس طرح واویلا کرنے سے کفار پلٹ پڑے اور مسلمان جو مال غنیمت سمیٹنے میں مصروف تھے اور صفوں سے منتشر ہو چکے۔ اُن پر حملہ کر دیا۔

اُدھر خالد بن ولید اِتنی دیر میں چکر کاٹ کر اپنے دستے کے ساتھ آگئے تھے۔ اُنہوں نے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دس ساتھیوں کی مدد سے اِن کو روکنا چاہا لیکن وہ اِن کو نہ روک سکے اور ایک ایک کر کے سب کے سب شہید ہوتے گئے اور خالد بن ولید نے اِن کو شہید کرنے کے بعد مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔

(سبل الہدیٰ ۴/ ۲۸۶۔ ضیاء النبی ۳/ ۴۸۳)

شہادت سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور شیر خدا سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جس طرف جاتے کشتوں کے پشتے لگاتے چلے جاتے کوئی

Marfat.com

آدمی آپ کا راستہ نہ روک سکتا تھا۔ آپ روزے سے تھے۔ جب آپ نے جنگ کا سُنا تو آپ نے نذر مانی تھی کہ جب تک میں کافروں کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر جنگ نہ کرلوں اُس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں گا اور آپ نے اِس وقت تک کچھ نہیں کھایا تھا اور آپ کی شہادت بھی روزے کی حالت ہی میں ہوئی۔

جب کفار کے علمبردار ارطاط بن عبد شرجیل کو آپ نے قتل کیا تو اچانک آپ کا سامنا ایک اور کافر جس کا نام سباع بن عبد العزی الغیثانی تھا سے ہوا اِس کی ماں لڑکیوں کا ختنہ کیا کرتی تھی۔ آپ نے اِسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: هَلُمَّ اِلَیَّ یَا اِبْنَ مُقَطِّعَةِ الْبُظُور۔ اے لڑکیوں کے ختنہ کرنے والی ماں کے بیٹے اِدھر آ اور حمزہ کا مقابلہ کر۔ وہ سامنے آیا تو آپ نے ایک ہی وار میں اُس کا کام تمام کر دیا۔

جب آپ اُس کی زرہ اُتارنے لگے تو اُس وقت وحشی آپ کی تاک میں تھا۔

وحشی جبیر بن مطعم کا حبشی غلام تھا جبیر بن مطعم کے چچا طعیمہ بن عدی کو جنگ بدر میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ جبیر بن عدی (جو بعد میں مسلمان ہوگیا تھا) نے وحشی کو کہا (وحشی بھی بعد میں مسلمان ہوگیا تھا) کہ اگر تم میرے چچا کے عوض حضور علیہ السلام کے چچا کو قتل کر دو تو تم آزاد ہو۔

وحشی کہتا ہے کہ میں بھی لشکر کفار کے ساتھ چلا۔ اِس کے پاس ایک حربہ تھا یعنی یہ ایک چھوٹا نیزہ تھا جس کو یہ گھما کر زور سے پھینکتا تھا اور اِس کا نشانہ بالکل ٹھیک لگتا تھا میدان جنگ میں یہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاک میں رہا۔

وحشی کہتا ہے جب آپ نے سباع کو قتل کیا تو آپ اُس کی زرہ اُتارنے لگے تو آپ کا پاؤں پھسلا اور آپ کے پیٹ کے نیچے سے زرہ اُوپر کو اُٹھ گئی اور آپ کا پیٹ تھوڑا سا ننگا ہوگیا آپ اپنے دھیان میں تھے اور آپ نے مجھے نہ دیکھا تھا۔ میں نے اپنے نیزے کو پوری قوت سے گھمایا اور اُسے تاک کر آپ کو مارا۔ نیزہ ٹھیک آپ کی ناف کے نیچے لگا اور جسم چیرتا ہوا دوسری طرف سے باہر نکل گیا۔ آپ غضبناک شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے مجھ پر جھپٹے لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

الفرقان۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

ترجمہ: ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اور ہم سب کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

ہند نے بھی وحشی کو انعام و اکرام کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ یہ آپ کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکال کر ہند کے پاس آیا۔ ہند نے اِس کو چبایا اور نگلنا چاہا لیکن نگل نہ سکی اور باہر تھوک دیا۔ ہند نے اُسے اپنے زیور وغیرہ اُتار کر انعام میں دیے اور مکہ واپس جا کر اور انعام دینے کا وعدہ کیا۔ پھر وحشی کو کہنے لگی مجھے حمزہ (رضی اللہ عنہ) کی لاش دکھاؤ وحشی نے ہندہ کو لاش دکھائی۔

اِس سنگدل عورت نے آپ کے اور دیگر شہدا کے کان اور ناک کاٹے اور اُن کو پرو کر ہار اور بازو بند اور پازیب بنا کر جب مکہ میں داخل ہوئی تو اِن کو زیور کی طرح پہنا ہوا تھا۔

Marfat.com

وحشی کہتا ہے کہ مکہ آ کر میرے مالک نے مجھے آزاد کر دیا اور میں مکہ ہی میں رہا۔ مکے کی فتح کے بعد میں بھاگ کر طائف چلا آیا۔ جب طائف بھی فتح ہوا تو میں نے بھاگ کر شام جانا چاہا کسی نے مجھے کہا کہ حضور علیہ السلام پر جو ایمان لے آئے آپ اُس کو ہرگز قتل نہیں کرتے۔ میں مدینہ طیبہ آیا اور چھپتا چھپاتا آپ کے قریب پہنچ کر کلمہ شہادت پڑھا۔

اَشھد اَن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ و اَشھد ان محمد عبدہ و رسولہ۔

حضور علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا کہ ایک آدمی کا شرف با اسلام ہونا مجھے ایک ہزار کفار کے قتل سے بہت زیادہ عزیز ہے۔

حضور علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کیا تم وحشی ہو؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے حمزہ کے قتل کا واقعہ سناؤ۔ میں نے تفصیل کے ساتھ سنایا یہ سُن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تیری خیر ہو اپنے چہرہ کو مجھ سے چُھپائے رکھنا مجھے نظر نہ آنا۔''

وحشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمہ کذاب سے جنگ کے دوران میں نے وہی حربہ جس سے سیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا کو تاک کر مسلمہ کذاب کو مارا۔ اور عین اُسی وقت ایک صحابی نے مسلمہ کذاب کو تلوار ماری یہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ کس کے وار سے قتل ہوا۔ میں جب اسلام نہیں لایا تھا تو سب سے بہترین آدمی کو قتل کیا اور جب اِسلام لے آیا تھا تو سب سے بدترین آدمی کو قتل کیا شاید اِس طرح اللہ تعالیٰ میرے گناہ کا مداوا کر دے۔

(تاریخ الخمیس ۱/ ۴۲۶۔ ۴۲۵)

شہادت حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

کفار کو قتل کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی تھی۔ آقا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ علیہ السلام نے اُنہیں کھجور کی ایک شاخ پکڑا دی۔ آپ نے اسے لہرایا تو یہ ایک زبردست تلوار بن گئی تھی۔ آپ اس سے کفار کے ساتھ لڑتے رہے۔ اِس تلوار کا نام العرجون پڑا۔ جنگ بدر میں حضرت عکاشہ کی تلوار ٹوٹنے کے بعد آقا علیہ السلام نے جو کھجور کی شاخ آپ کو پکڑائی تھی اور وہ تلوار بن گئی تھی اُس تلوار کا نام العون پڑا۔

العرجون آپ کی نسل میں منتقل ہوتی ہوتی خلیفہ معتصم بن ہارون رشید امیر سلطنت کے پاس پہنچی۔

حضرت عبداللہ بن جحش اِس تلوار کے ساتھ اپنی بہادری کے جوہر دکھاتے رہے اچانک آپ کے سامنے ایک بڑا تنومند کافر آیا۔ آپ اُس سے لڑے اور اُس کے وار سے آپ گر پڑے اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

جنگ اُحد میں جانے سے پہلے آپ نے اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے دعا مانگی تھی جو قبول ہوئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے دعا مانگی تھی کہ میں میدان جنگ میں ایک تنومند کافر سے لڑوں اور پھر اُس کو مار دوں اور اُس کی زرہ لباس اور

Marfat.com

ہتھیاروں پر قبضہ کرلوں۔آپ نے آمین کہنا تھا۔

اور آپ نے دعا مانگی تھی کہ میدان اُحد میں یا اللہ لڑتے ہوئے ایک تنومند کافر سے میرا مقابلہ ہو اور وہ مجھ پر غالب آتے ہوئے مجھے قتل کر دے اور پھر میرے کان اور ناک کاٹ لے اور میں قیامت کو تیری بارگاہ میں ایسے ہی اُٹھوں اللہ تعالیٰ مجھے پوچھے کہ اے میرے بندے تیرے کان اور ناک کیسے کاٹے گئے تو میں جواب دوں یا اللہ تیری محبت اور تیرے محبوب سے عشق کے جرم میں یہ کاٹے گئے تو اللہ تعالیٰ فرمائے اے میرے بندے تو سچ کہہ رہا ہے (کیونکہ وہ تو ہر ہر بات کا واقف ہے۔) اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے اِس دعا کے جواب میں آمین کہا تھا۔

دونوں کی دعا قبول ہوئی۔حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ میری دعا سے حضرت عبداللہ بن جحش کی دعا بدرجہا بہتر تھی۔(سبل الہدیٰ ۴/ ۳۲۲۔الاکتفاء ۲/ ۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن جموع رضی اللہ عنہ

اِن کا شوق شہادت اِن کو میدان اُحد میں کھینچ لایا یہ لنگڑے تھے۔حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جہاد پر جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ تم معذور ہو۔انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنے لنگڑے پاؤں سے جنگ کی سرزمین کو روندوں۔ان کے چار بیٹے تھے۔خلاد، معود، معاذ اور ابو ایمن۔انہوں نے بھی آپ کو روکنا چاہا لیکن آپ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حرج ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے مشرف شہادت عطا فرمادے چنانچہ اِن کو اجازت مل گئی۔

چلتے وقت انہوں ل ے دعا کہ یا اللہ مجھے نامراد کر کے اپنے اہل وعیال میں نہ لوٹانا۔اِن کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اِن کو شرف شہادت عطا فرمایا۔(سیرت زینی دحلان ۲/ ۵۹)

ابوسعد خثیمہ بن ابوخثیمہ رضی اللہ عنہ

جنگ بدر کے موقع پر انہوں نے اور اِن کے بیٹے نے قرعہ ڈالا کہ کون جنگ میں شرکت کرے قرعہ اِن کے بیٹے کے نام نکل آیا اور وہ جنگ بدر میں شریک ہوئے اور شرف شہادت کو پہنچے جنگ اُحد کے موقع پر انہوں نے حضور علیہ السلام سے شرکت کی درخواست کی اور عرض کی کل رات میں نے خواب میں اپنے بیٹے کو جنت کے باغات اور نہروں میں سیر کرتے دیکھا ہے اور وہ مجھے کہہ رہا ہے کہ ابا جان آجاؤ۔جنت میں مل کر رہیں گے۔یارسول اللہ ﷺ میرے لیے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شرف شہادت عطا فرمائے۔حضور علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شرف شہادت عطا فرمایا۔(سبل الہدیٰ ۴/ ۳۲۳)

Marfat.com

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ

اِن کا نام غسیل الملائکہ بھی ہے۔ یہ ابو عامر فاسق کے بیٹے تھے اور اِن کی بیوی منافق عبداللہ بن ابی کی بہن تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ (الروم، آیت:۱۹)

ترجمہ: وہ زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور زندہ سے مردے کو نکالتا ہے۔

یہ اُس ذات پاک کی بے نیازی ہے وہ اللہ الصَّمَدُ ہے یعنی بے نیاز ہے یہ سب اُس کے فیصلے ہیں یہ سب اُس کی مصلحتیں ہیں جسے چاہتا ہے اپنے لیے چن لیتا ہے وہ مالک ہے اُس کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور ہم اپنے کاموں میں پوچھے جائیں گے۔

جب حضور علیہ السلام نے جنگ کا اعلان فرمایا اور انہوں نے سُنا تو فوراً لبیک لبیک کہتے ہوئے دوڑتے آقا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے (اور شاید تیمم کے ساتھ آقا علیہ السلام کے ساتھ نمازیں ادا فرماتے رہے) کیوں کہ اِس رات اِن کی شب زفاف تھی اور اِنہوں نے اپنی بیوی سے ہم بستری کی تھی اور آقا علیہ السلام کا ارشاد سُن کر یہ یوں دوڑے کہ غسل کی تاخیر بھی گوارہ نہ کی۔

جب جنگ کا میدان گرم ہوا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو یہ ابوسفیان کی تلاش میں نکلے اور جلد ہی اُس کو پا لیا۔ انہوں نے زور سے اسے تلوار ماری جو اُس کے گھوڑے کو لگی۔ ابوسفیان گھوڑے سے گر پڑا۔

اور اُس نے چیخ کر مدد کے لیے پکارا ایک کافر اسود بن شداد دوڑ کر آیا اور اُس نے کھینچ کر نیزہ اِن کو مارا۔ جو اِن کے جسم کو چیرتا ہوا باہر نکل گیا۔ یہ اُس پر حملہ آور ہوئے لیکن نیزہ اپنا کام کر گیا تھا۔ اتنی دیر میں اُس نے دوسرا وار کیا اور انہوں نے اپنی جان اپنے مالک کے سپرد کر دی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

ان کی شہادت کے بعد اِن کی لاش تھوڑی دیر کے لیے غائب ہو گئی۔ آقا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے فرشتوں کو زمین و آسمان کے درمیان چاندی کے تھالوں میں اِن کو غسل دیتے ہوئے دیکھا ہے۔

جب حضور علیہ السلام کے ارشاد پر اِن کی بیوی سے پوچھا گیا تو اُنہوں نے عرض کی کہ اِس رات انہوں نے ہم بستری کی تھی۔ اِنہوں نے یہ گوارہ نہ کیا کہ آقا علیہ السلام بلائیں جہاد کے لیے اور میں غسل کی بھی تاخیر کروں۔

اِن کی بیوی فرماتی ہیں کہ یہ جب چلے گئے تو میں نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور حنظلہ اِن میں داخل ہو گئے ہیں اور دروازے پھر بند ہو گئے ہیں تو میں نے سمجھ لیا کہ یہ ضرور شہید ہوں گے۔ اِنہوں نے اِن کے خاندان کے چار آدمیوں کو اپنے خاوند سے ہم بستری کا گواہ بنایا۔ تاکہ اِن کی شہادت کے بعد کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو۔ اِن کو اللہ تعالیٰ نے فرزند

Marfat.com

دیا اِن کا نام عبداللہ بن حنظلہ تھا اور یہ یزید کے خلاف اہل مدینہ کی جنگ میں سپہ سالار تھے۔

یہ تھے صحابہ اکرام کے جذبہ شہادت اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کا شوق۔ جب بھی آقا دو عالم سرور کائنات اِن کو کسی بھی کام کے لیے یاد فرماتے تو یہ لبیک لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہوئے دوڑتے اور خدمت میں آحاضر ہوتے۔

ایک دفعہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا حضور علیہ السلام نے اُسے بلایا۔ اُس نے جلدی جلدی نماز مکمل کی اور فوراً حاضر خدمت ہو گیا لیکن حضور علیہ السلام نے اُس کی اور تمام اُمت کی تربیت کے لیے اُسے ارشاد فرمایا یعنی کہ جب بھی تم میں سے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلائیں تو چاہے وہ نماز میں ہی کیوں نہ ہو فوراً جواب دے (تو اُس کی نماز نہیں ٹوٹے گی بلکہ وہ کام کرنے کے بعد وہیں سے دوبارہ نماز کو مکمل کرے گا) جس طرح کہ جنگ لڑتے ہوئے قرآن پاک میں آدھے لوگ نماز کی ایک رکعت امام کے پیچھے پڑھ کر کفار سے جنگ کرتے ہیں اور آدھے لوگ آ کر دوسری رکعت امام کے ساتھ پڑھتے ہیں اور پہلے لوگ جب اِن کی جگہ لیتے ہیں تو وہ واپس جا کر دوسری رکعت مکمل کر لیتے ہیں۔ (بل الہدیٰ ۴/ ۳۱۴) (ضیاء النبی ۳/ ۴۹۷)

سبحان اللہ کیا اِس دین کی شان ہے کہ ہر ہر معاملہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کی تربیت فرمائی ہے اور اللہ جل شانہ نے اِس دین میں کوئی کجی نہیں رکھی ہے اور اِس دین کو کتنا آسان فرما دیا ہے۔

تقدیر کا مسئلہ اور اصیرم عمرو بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات بے نیاز ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آدمی نیک عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک اُس کے اور جنت کے درمیان ایک بالشت فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اُس کی ازلی شقاوت اُس پر غالب آجاتی ہے اور وہ بُرے عمل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اِس سے اپنی پناہ میں حضور علیہ السلام کے قدموں کے صدقے میں رکھے۔) اور بعض وقت انسان بُرے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور دوزخ کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اُس کی ازلی سعادت اُس پر غالب آجاتی ہے اور وہ اچھے کام کرنے لگ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسے اپنی رحمت سے حضور علیہ السلام کے طفیل جنت میں پہنچا دیتے ہیں۔

یہ اُس ذات کی بے نیازیاں ہیں وہ اللہ الصمد (اللہ بے نیاز ہے)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے یا اللہ تو نے کچھ دائیں ہاتھ والے پیدا کیے ہیں اور تو نے کچھ بائیں ہاتھ والے پیدا کیے ہیں یا اللہ ہمیں دائیں ہاتھ والوں میں کرنا اور بائیں ہاتھ والے لوگوں میں نہ کرنا یا اللہ تو نے کچھ لوگ جنت کے لیے پیدا فرمائے ہیں اور کچھ لوگ دوزخ کے لیے پیدا کیے ہیں۔ یا اللہ تو ہمیں جنت کے لوگوں میں شامل کرنا۔ دوزخ کے لوگوں میں شامل نہ کرنا یہ اِس لیے ہے کہ کوئی جتنی مرضی عبادت کر لے جیسے شیطان نے کی تھی اپنی عبادت پر غرور و فخر نہ کرے بلکہ اُس کی رحمت سمجھے کہ اُس کا کرم و مہربانی ہے کہ وہ مجھ سے اچھے کام کروا رہا ہے اور اُس پر مغرور نہ ہو جائے اور چاہے کوئی جتنے

Marfat.com

بھی گناہ کر چکا ہو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور شیطان اُس کو نا اُمید نہ کر دے۔

قرآن ۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾

ترجمہ: اے لوگو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ وہ (اللہ تعالیٰ) سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سب سے بڑا گناہ شرک ہے لیکن جب ایک آدمی اگر ساری عمر بھی شرک کرتا رہے تو اگر وہ اللہ تعالیٰ کے کرم و مہربانی سے آخر میں ایمان لے آئے اور کلمہ شہادت پڑھ لے تو ایک کلمہ شہادت پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اُس کے زندگی بھر کے گناہ بخش دیتا ہے۔

اشهد اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ و اشهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عبدهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ط

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اُس کے بندے اور (سچے) رسول ہیں۔

اصیرم بنی عبدالاشہل اسلام کا سخت دشمن تھا غزوہ اُحد کے موقع پر یہ گھر آیا تو اِسے پتہ چلا کہ اِس کے سب قریبی اُحد کی جنگ کے لے گئے، اللہ تعالیٰ نے اِس کے دل کو کھول دیا اور یہ اُسی وقت مسلمان ہو گیا۔

اور اُسی وقت حضرت اصیرم رضی اللہ عنہ نے تلوار اور نیزہ پکڑا تیر کمان ڈھال اور جنگی لباس سجایا اور گھوڑے پر بیٹھ کر میدان اُحد میں جا پہنچے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اِس کے سرہانے حوروں کو کھڑا دیکھ رہا ہوں حالانکہ اِس نے ایک سجدہ بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں کیا ہے۔ (سیرت ابن ہشام ۳/۳۶)

حسیل اور ثابت بن وقش رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضور سرور عالم ﷺ اِن دونوں کی زیادہ عمر کی وجد سے اِنہیں گھڑیوں میں عورتوں و بچوں کے پاس چھوڑ آئے تھے انہوں نے آپس میں صلاح کی کہ کیوں نہ ہم بھی جام شہادت نوش کریں۔ یہ دونوں گئے اور دیوانہ وار کفار سے لڑے۔ حضرت جبل کو کفار نے شہید کر دیا۔ لیکن حضرت ثابت بن وقش کو مسلمانوں نے دشمن کا سپاہی سمجھ کر قتل کر دیا یہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے باپ تھے۔ آپ پکاریے مسلمانو کہ یہ میرے باپ ہیں۔ یہ میرے باپ ہیں۔ مسلمانو نے کہا کہ ہم نے غلطی سے انہیں قتل کر دیا ہے انہوں ں ے مسلمانوں کی معذرت قبول فرمائی۔ آقا علیہ السلام نے مسلمانوں کی طرف سے انہیں دیت دینی چاہی لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیت معاف کر دی۔

Marfat.com

مخریق النفری الاسرائیلی

یہ بھی یہودیون کا بہت بڑا عالم تھا تعصب کی پٹی کے باعث یہ اسلام قبول کرنے سے مانع رہا۔ جب اُحد کا معرکہ درپیش ہوا تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اِس کے دل کو روشن کر دیا اور اِس کی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اُتار دی۔ اِس نے یہودیوں کو کہا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت محمد ﷺ کی امداد تم پر فرض ہے۔ یہود نے کہا کہ آج ہفتہ کا دن ہے اِس نے کہا کہ یہ سب تمہاری باتیں ہیں۔ تمہارے حیلے بہانے ہیں۔ اِس نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا اور اپنے جسم پر ہتھیار سجائے اور اپنے گھر والوں کو نصیحت کی کہ اگر میں جنگ میں مارا جاؤں تو میرے سارے اموال حضور نبی کریم ﷺ کے ہیں۔ آپ جس طرح چاہیں اُنہیں تقسیم فرمائیں اور اُحد کے معرکہ میں داد شجاعت دینے کے بعد جام شہادت نوش کیا۔ حضور آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ مخریق سب یہودیوں سے بہتر ہے۔ (سبل الہدیٰ ۴/ ۲۱۳)

قزمان

قزمان اِسلام نہیں لایا تھا۔ اِس کی کنیت ابو مغید تھی یہ اپنی قوم میں بہت بہادر مانا جاتا تھا۔ یہ انصار بنی ظفر قبیلہ کا حلیف تھا۔ اُحد کے معرکے کے دن یہ گھر بیٹھ رہا۔ بنی ظفر کی عورتوں نے اِسے عار دلائی تو یہ بھی اُٹھا اور ہتھیار سجا کر مسلمانوں کی پہلی صف میں آشامل ہوا۔ سب سے پہلا تیر اِس نے ہی چلایا۔ اس کا تیر اتنا بڑا ہوتا تھا کہ نیزہ معلوم ہوتا تھا اور تیر چلاتے وقت اِس کے سینے سے ایک آواز نکلتی تھی۔ اِس نے سات کافروں کو تہ تیغ کر دیا اور خود بھی زخموں سے چور ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ دوزخیوں میں سے ہے۔ ایک صحابہ فرماتے ہیں کہ میں اِس کے پیچھے پیچھے رہا کہ آقا علیہ السلام کا فرمان ہمیشہ سچ ہی ہوتا ہے۔ میں دیکھوں کہ یہ کیا کرتا ہے؟

حضرت قتادہ بن نعمان نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ تمہیں شرف شہادت مبارک ہو تو یہ کہنے لگا "کہ میں نے تو غیرت قومی سے جنگ کی ہے کہ قریش اِتنی دور سے آ کر ہمارے کھیت اور باغات اُجاڑ جائیں اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔"

یہ زخموں سے چور چور دشمن سے لڑتا رہا جب اس کی برداشت ختم ہو گئی تو اِس نے اپنی تلوار کو زمین میں گھاڑا اور اپنے سینے کو اِس کو اوپر گرا دیا۔ تلوار اس کے سینے کو چیرتی پار نکل گئی۔ اِس نے خودکشی کر لی۔

وہ جو صحابی آقا علیہ السلام کا ارشاد سن کر اس کے پیچھے پیچھے تھے، نے اِس کو دیکھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اِس کے دوزخی ہونے کے بارے میں سچ فرمایا ہے۔

حضور علیہ السلام نے اِس کے بارے میں سنا تو ارشاد فرمایا کہ "یہ اہل دوزخ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ بسا اوقات دین کی امداد کسی فاسق آدمی سے بھی کروا دیتا ہے۔" (سیرت ابن کثیر ۳/ ۷۱) (امتاع الاسماع ۱/ ۱۱۵)

Marfat.com

تیر افگن دستہ کی خطرناک غلطی

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ (آل عمران، آیت: ۱۵۲)

ترجمہ: اور بے شک سچ کر دکھایا۔ اللہ نے اپنا وعدہ جبکہ تم کافروں کو اِس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ تم بزدل ہو گئے اور رسول (ﷺ) کے حکم کے بارے میں جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی اِس کے بعد کہ اللہ نے دکھایا تھا جو تم پسند کرتے تھے بعض تم میں دنیا کے طلبگار ہیں اور بعض تم میں آخرت کے طلبگار ہیں پھر تمہیں اُن کے تعاقب سے پیچھے ہٹا دیا تا کہ تمہیں آزمائے اور بے شک اُس نے معاف فرما دیا تم کو اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت فضل و کرم فرمانے والا ہے۔

سارے کے سارے اسباب و واقعات اور مسلمانوں کی شکست و فتح کی وجوہات نہایت مدلل الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیں اور سب سے بڑی بات یہ فرما دی کہ جب بندہ رسول پاک ﷺ کے حکم کے بارے میں جھگڑنے لگے تو بزدل ہو جاتا ہے یہ آنے والی قیامت تک کی نسلوں کو بھی تربیت فرما دی کہ جب بھی تم میرے رسول ﷺ کے حکم میں جھگڑو گے تو اغیار تم پر غالب ہو جائیں گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ اگر تم فتح چاہتے ہو تو اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

قرآن - وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ (آل عمران، آیت: ۱۰۳)

ترجمہ: اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

اللہ تعالیٰ کی رسی اُس تک پہنچنے کا ذریعہ رسول ﷺ ہیں اللہ کی رسی قرآن پاک ہے اُسی کے اوامر و نواہی میں اور اِس قرآن پاک کا عملی نمونہ حضور ﷺ ہیں جس طرح اُن کا فرمان ہو اُس پر عمل کرو جس کام سے تمہیں منع فرمائیں اُس سے منع ہو جاؤ۔

قرآن - مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (النساء، آیت: ۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی۔ اُس نے گویا اللہ ہی کی اطاعت کی۔

رسول اللہ ﷺ نے پچاس تیر انداز پہاڑ کی اِس گھاٹی پر مقرر فرمائے تھے اور اُنہیں حکم دیا تھا:

"ہماری پشتوں کی حفاظت کرنا۔ اپنی اِس جگہ کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ اگر تم دیکھو کہ ہمیں قتل کیا جا رہا ہے اور پرندے ہمیں اُچک کر لے جا رہے ہیں تو بھی ہماری مدد کے لیے ہرگز نہ آنا اور اگر دیکھو کہ ہم مال غنیمت جمع کر رہے ہیں تو اِس کام میں ہمارا ہاتھ نہ بٹانا۔ تم ہر حالت میں ہماری پشتوں کی نگہبانی کرنا۔"

Marfat.com

جب مسلمان کفار کو قتل کرنے لگے اور یکے بعد دیگرے کفار کے گیارہ سورما لقمہ اجل بن گئے اور داعی نار ہوئے اور کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اُن کا شیرازہ بکھر گیا۔ اُن کی عورتوں نے اپنے پائچے اوپر چڑھا کر بھاگنا شروع کر دیا۔ کفار کے لشکر میں سراسیمگی پھیل گئی ہر کوئی جس طرف منہ آیا اُٹھ کر بھاگ کھڑا ہوا اور مسلمانوں نے کفار کا مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ جب اِس دستہ نے جس کو نبی کریم ﷺ نے خاص نصیحت فرمائی تھی کہ ہر حالت میں درے کو نہ چھوڑنا۔ نے دیکھا کہ مسلمان مال غنیمت اکٹھا کر رہے ہیں اور کفار کے پاؤں اُکھڑ گئے ہیں تو اُنہوں نے دوڑ کر مسلمانوں کا ہاتھ بٹانا چاہا اور وہ آقا علیہ السلام کی نصیحت کو بھول گئے اُن کے سپہ سالار حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کو بہت منع کیا لیکن اُنہوں نے اِن کی بات نہ مانی اور درے کو خالی چھوڑ کر مالِ غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ اَب درے کی حفاظت پر صرف دس صحابہ حضرت عبداللہ کی سرکردگی میں رہ گئے تھے۔ خالد بن ولید نے جب درہ خالی دیکھا تو عکرمہ کے ساتھ کفار کے دستوں کو لے کر اوپر سے ایک لمبا چکر کاٹ کر مسلمانوں کی پشت پر آگئے اور اِس درہ پر حملہ کر دیا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دس ساتھیوں سمیت اِن کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن گئے لیکن وہ اتنے زیادہ کفار کو اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ نہ روک سکے اور یکے بعد دیگرے اپنی جان اپنے نبی علیہ السلام پر نثار کرتے گئے۔ کفار نے اِن کی لاشوں کی انتڑیوں کو بھی باہر نکال دیا۔ اِن کے کانوں اور ناکوں کو کاٹ دیا اور اِن کی آنکھوں کو نکال باہر کیا۔ انہوں نے اپنے نبی علیہ السلام پر اپنی ہر چیز نثار کر دی۔ (دلائل النبوۃ ۳/ ۲۶۴)

یارسول اللہ ﷺ آپ کی ہر ہر ادا پر اپنی جان فدا کر دوں نثار کر دوں۔ کیا کروں کہ میرا ایک جان سے دل نہیں بھرا۔ میری کروڑوں جانیں ہوتیں تو وہ بھی آپ پر نثار ہونے کے لیے تھوڑی تھیں۔ میں اُنہیں بھی آپ علیہ السلام کے قدموں پر نثار کر دیتا۔ یہ صحابہ پاک اِس بات کا عملی نمونہ بن گئے۔ (نثار النبی ولد صوفی محمد ریاض ولد صوفی محمد چراغ)

اِن ہی لوگوں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

النفرن - وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (البقرہ، آیت: ۱۵۴)

ترجمہ: اور نہ کہو تم مردہ اُن لوگوں کو جو میری راہ میں مارے گئے۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن ان کی زندگی کا تم شعور نہیں رکھتے۔

النفرن - وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ (آل عمران)

ترجمہ: اور ہرگز خیال نہ کرو جو قتل کیے گئے ہیں اللہ کی راہ میں وہ مُردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس (اور) رزق دیے جاتے ہیں خوش ہیں اِن (نعمتوں) سے جو عنایت فرمائی ہیں۔ اللہ نے اُنہیں اپنے فضل و کرم سے اور خوش ہو رہے ہیں اُن لوگوں سے جو ابھی تک اُنہیں نہیں ملے۔ اِن سے اِن کے پیچھے رہ

Marfat.com

جانے والوں سے کہ نہیں ہے کوئی خوف اِن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

مسلمان بے خبری کے عالم میں مال غنیمت اکٹھا کر رہے تھے۔ صفوں کی عسکری تنظیم ختم ہو چکی تھی۔ کفار کو شکست ہو چکی تھی کہ خالد بن ولید اور عکرمہ اپنے اپنے دستوں سمیت مسلمانوں پر پیچھے سے آ پڑے اور انہوں نے لات اور العزی کے زور زور سے نعرے لگانے شروع کر دیے۔ بھاگتے ہوئے کفار نے جب اِن نعروں کو سنا تو انہوں نے مڑ کر دیکھا کہ یہاں تو جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا ہے وہ بھی دوڑ دوڑ کر واپس آ کر مسلمانوں پر حملے کرنے لگے اور بے دریغ مسلمانوں کو قتل کرنے لگے مسلمانوں کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔

ہر کوئی اِدھر اُدھر بھاگنے لگا مسلمانوں کی ایک ٹولی تو بھاگ کر مدینہ منورہ میں آ گئی۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اِن کو دیکھا تو اِن کو غیرت دلائی کہ یہاں بچوں کی تم حفاظت کرو اور اپنی تلواریں تم ہم عورتوں کو دو ہم جا کر جہاد کرتیں ہیں اِس طرح یہ لوگ واپس ہوئے۔

اِسی سراسیمگی کی حالت میں کسی شیطان نے جان بوجھ کر ہوا اڑا دی کہ آقا علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) قتل کر دیا گیا ہے۔

اِس اعلان کے بعد تو مسلمانوں کی رہی سہی قوت بھی جاتی رہی اور بعض مسلمان تو تھک ہار کر بیٹھ گئے کہ اب لڑنے کا کیا فائدہ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چچا محترم حضرت انس بن نضیر رضی اللہ عنہ جو جنگ بدر میں شرکت نہیں کر سکے تھے کا گزر چند مہاجر و انصار پر ہوا جو ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے پوچھا کہ کیوں بیٹھے ہو انہوں نے کہا کہ حضور علیہ السلام (نعوذ باللہ) شہید ہو گئے ہیں۔ اب ہم لڑ کر کیا کریں گے۔

انہوں نے ان کو جھڑکتے ہوئے کہا کہ حضور علیہ السلام کے بعد زندہ رہ کر تم کیا کرو گے۔ اُٹھو اور اِس مقصد کے لیے جان دے دو۔ جس کے لیے آقا علیہ السلام نے جان دی اور وہ کفار کی صفوں میں گھس گئے اور فرمایا کہ مجھے اُحد کی طرف سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے اور بے دردی سے لڑے اور اپنی جان اپنے رب کریم کے سپرد کر دی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بھتیجے فرماتے ہیں کہ اپ کے جسم پر تیروں تلواروں اور نیزوں کے اَسی جان لیوا زخم تھے مشرکوں نے اِس بے دردی سے اِن کی جان کا مثلہ کیا۔ کان ناک کاٹ دیے۔ آنکھیں نکال دیں کہ اِن کی لاش پہچانی نہیں جا رہی تھی اِن کی بہن نے اِن کو اِن کی انگلی کے ایک پور پر تل کے نشان سے پہچانا۔

حضرت عباس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں سے کہا کہ اے اہل ایمان اللہ تعالیٰ اور اپنے نبی علیہ السلام کی اطاعت کرو یہ مصیبت تمہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی بدولت پہنچی ہے اُنہوں نے تم سے نصرت کا وعدہ کیا تھا جب تم صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔

حضرت عباس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں سے کہا کہ اگر ہم میں سے کوئی آنکھ جھپک رہی ہو اور پھر حضور

Marfat.com

ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچے تو پھر ہم اپنے رب کی بارگاہ میں کوئی عذر پیش نہ کرسکیں گے۔

حضرت عباس بن عبادہ حضرت خارجہ بن زید اور حضرت اوس بن ارقم رضی اللہ عنہم کفار کے اندر گھس گئے اور بے جگری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ (سبل الہدیٰ ۴؍ ۲۹۲)

آقا دو جہاں حضور علیہ السلام کی ثابت قدمی

مشرکین کا ایک ہی مقصد تھا اور وہ تھا نعوذ باللہ آقا علیہ السلام کو شہید کرنا۔ اِس مقصد کے لیے اُنہوں نے سر توڑ کوشش کی اور کئی ایک واصل جہنم ہوئے۔

حضرت مقدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کفار نے مسلمانوں کا قتل عام کر کے ہمیں بہت دکھ پہنچایا اور رسول اللہ ﷺ کو بھی اذیت پہنچائی۔ اِس ذات کی قسم جس نے حضور علیہ السلام کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ آقا علیہ السلام ایک بالشت بھی اپنی جگہ سے آگے پیچھے نہیں ہوئے۔ حضور علیہ السلام دشمن کے سامنے کھڑے تھے۔ صحابہ کا ایک گروہ حضور ﷺ کی طرف لوٹ کر آتا تھا اور دوسرا گروہ دشمن پر حملہ کرنے کے لیے میدان میں پھیل جاتا تھا۔ میں بسا اوقات حضور علیہ السلام کو دیکھتا کہ آپ ﷺ کھڑے ہو کر اپنی دو کمانوں سے تیر چلا رہے ہیں۔ کبھی دشمن پر پتھر پھینک رہے ہیں یہاں تک کہ دشمن آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ حضور علیہ السلام اِس طرح اپنی جگہ پر ڈٹے رہے کہ حضور علیہ السلام اکیلے نہیں بلکہ آپ علیہ السلام کے پاس طاقتور جوانوں کا ایک دستہ ہے۔"

اِس دن پندرہ صحابہ تو ہر وقت آقا علیہ السلام کے آس پاس رہے۔ اِن میں سے مہاجرین میں سے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت عبد الرحمان بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور انصار میں سے حضرت حباب بن منذر، حضرت ابو دجانہ، حضرت عاصم بن ثابت، حضرت حارث بن الصمتہ، حضرت سہل بن خنیف، حضرت سعد بن معاذ یا سعد بن عبادہ اور محمد بن مسلمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ ہر ایک یہ نعرہ لگا رہا تھا:

وجهي دُون وجهك

ترجمہ: میرا چہرہ حضور علیہ السلام کے چہرہ پر قربان۔

و نفسي دون نفسك

ترجمہ: میری جان حضور علیہ السلام کی جان پر نثار۔

و نحري دون نحرك

ترجمہ: میری گردن حضور علیہ السلام کی گردن پر فدا۔

عليك السلام غير موديع

Marfat.com

ترجمہ: آپ پر سلامی ہو۔آپ ہمیشہ ہم میں بخیریت رہیں۔

مشرکین نے اپنا سارا زور حضور علیہ السلام پر لگا دیا اور ہر طرف سے آپ علیہ السلام پر ہلا بول دیا عتبہ بن ابی وقاص کے چار پتھروں میں سے ایک پتھر آقا علیہ السلام کے سامنے والے دانتوں پر لگا۔جس سے دو سامنے والے اوپر سے اور دو سامنے والے نیچے کے دانت شہید ہوئے۔جڑ سے نہیں اُکھڑے۔حضرت حاطب بن بلتعہ حاضر ہوئے اور پوچھا یہ کس نے حرکت کی ہے فرمایا عتبہ بن ابی وقاص نے۔یہ اُس کے پیچھے گئے اور جلد اُس کو جا لیا اور اُس کا سر تن سے جدا کر کے آقا علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِن کو دعا دی کہ اللہ آپ سے راضی ہو اللہ آپ سے راضی ہو اور عتبہ بن ابی وقاص کی اولاد کے ہر بچہ کے سامنے والے دانت ناپید ہوتے تھے اور اُس کے منہ سے زبردست بو آتی تھی۔

یہ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی ہے کہ عبداللہ بن الشہاب زہری کی ضرب سے چہرہ مبارک پر زخم آیا اور داڑھی مبارک خون سے رنگین ہوگئی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بعد میں اسلام سے مشرف فرما دیا۔

بنو ہذیل قبیلہ کے عبداللہ بن ثمینہ کے وار سے آقا علیہ السلام کے خود مبارک کی کڑیاں رخسار مبارک میں پیوست ہوگئیں پھر اِس نے تلوار کا وار کیا۔آقا علیہ السلام اِس کا بچاؤ کرنے لگے تو ابو عامر فاسق کے مسلمانوں کے لیے کھودے گئے ایک گڑھے میں آپ گر گئے اور آپ کے گھٹنوں پر خراشیں آئیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود کو آقا علیہ السلام کے رخسار مبارک سے نکالنا چاہا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی مجھے اِس سعادت کو حاصل کرنے دیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دانتوں کی مدد سے بڑے زور کے ساتھ خود کا ایک حلقہ باہر نکالا اور اِن کے اپنے سامنے کے دانت اُکھڑ گئے۔انہوں نے پھر دوسرا حلقہ نیچے کے دانتوں سے نکالا تو نیچے کے بھی دانت اُکھڑ گئے لیکن حلقے باہر نکل آئے اور اِن میں سے خون باہر نکلنا شروع ہوگیا۔حضرت مالک بن سنان نے اِسے چوسنا شروع کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”جس کا خون میرے خون سے مس کرے گا اُسے آگ نہیں چھوئے گی۔“

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کمان سے دشمن پر تیر چلاتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چلہ ٹوٹ گیا۔حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار اِس کی مرمت کی۔حضور علیہ السلام پھر تیر برسانے لگے حتیٰ کہ وہ چلہ کئی جگہ سے ٹوٹ گیا۔حضرت ابوطلحہ آقا علیہ السلام کے سامنے ڈھال بن کر جھکے رہے تاکہ کوئی تیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ لگے۔حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا علیہ السلام سے یہ کمان تبرکاً مانگ لی۔

حضور علیہ السلام نے کمان ٹوٹنے کے بعد دشمن پر پتھر برسانے شروع کر دیے۔

ابن قمئہ نے آقا علیہ السلام کی طرف تیر پھینکا اور کہا یہ لو تیر آیا۔میں قمئہ کا بیٹا ہوں۔

خُذھا وَ اَنَا اِبن قمئہ۔

Marfat.com

آقا علیہ السلام نے فرمایا:

اَقْمَعَكَ الله۔

ترجمہ: تمہیں اللہ ذلیل وخوار کرے۔

کچھ عرصہ بعد ابن قمہ کو پہاڑ کی چوٹی پر ایک مینڈھے نے ٹکر ماری اور یہ پہاڑی کی چوٹی سے نیچے گر کر ریزہ ریزہ ہوگیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا جسم آقا علیہ السلام کی حفاظت کرتے کرتے تیروں سے چھلنی ہوگیا۔ اُس دن آپ کو تلواروں نیزوں اور تیروں کے ستر سے زیادہ زخم لگے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے سر پر بھی بہت تیروں سے زخم آئے اور اتنا خون بہا کہ وہ بے ہوش ہو گئے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اِن کے منہ پر پانی چھڑکا جب یہ ہوش میں آئے تو سب سے پہلے یہ سوال کیا مَا فَعَلَ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ حضور علیہ السلام کا کیا حال ہے ہم نے انہیں بتایا کہ آقا علیہ السلام بالکل ٹھیک ہیں۔ انہوں نے یہ سُن کر اطمینان کا سانس لیا اور فرمایا کہ آپ کے ہوتے ہوئے کوئی بھی مصیبت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

حضرت ابو دجانہ بھی آقا علیہ السلام کے اوپر جھک کر تیروں سے حضور علیہ السلام کو بچاتے رہے اور تیروں کو اپنی پشت پر لیتے رہے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام کے آس پاس سے لوگ منتشر ہو گئے تو میں نے مقتولوں میں آقا علیہ السلام کو تلاش کیا لیکن آپ علیہ السلام مجھے نظر نہ آئے۔ میں نے دل ہی دل میں کہا کہ حضور علیہ السلام میدان جنگ سے فرار ہونے والے نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسے ہی نظر نہیں آرہے ہیں اور مقتولوں میں بھی نہیں ہیں شاید ہماری اِس غلطی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم پر ناراض ہوگیا ہے اور اُس نے اپنے رسول علیہ السلام کو اوپر اپنے پاس اُٹھا لیا ہے اب میرے لیے زندگی میں کوئی بھلائی نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ میں لڑتے لڑتے جان دے دوں پس میں نے اپنی تلوار کی نیام توڑ ڈالی اور کفار کی صفوں میں گھس گیا اور حملہ کر دیا۔ کفار ادھر ادھر ہو گئے پس میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام جم غفیر میں کفار سے مصروف پیکار تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس دن کفار سے مصروف پیکار رہے اور آپ کو بیس سے زیادہ زخم آئے اور ساری عمر آپ لنگڑا کر چلتے رہے۔ آپ اِس دن کفار سے چومکھا لڑائی لڑتے رہے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس دن کے بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ جب لوگوں میں بھگدڑ مچی تو میں ایک طرف ہو کر سوچنے لگا اور آخر میں فیصلہ کیا کہ نہ ہتھیار ڈالوں گا نہ بھاگوں گا اور لڑتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ میں شہید ہو جاؤں یا کہ بچ جاؤں۔

اچانک میں نے دیکھا کہ ایک شخص پر کفار نے گھیرا تنگ کر لیا ہوا ہے اور اُس شخص کا چہرہ بہت سُرخ ہو رہا ہے اُس شخص نے مٹی اپنے ہاتھوں میں بھر کر کفار پر ڈالی تو میں نے اِسے پہچان لیا یہ حضرت مقدادؓ تھے۔ میں نے اِن سے آقا علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ حضور علیہ السلام اِدھر ہیں اور تمہیں یاد کر رہے ہیں۔ میں فوراً آپ کی طرف لپکا اور میں نے

Marfat.com

اپنے اندر ایک نئی زندگی محسوس کی۔ حضور علیہ السلام نے مجھے اپنے آگے بٹھا لیا اور میں دشمن پر تیر چلانے لگا اِس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار پر ایک ہزار تیر برسائے۔ جب میرے پاس تیر ختم ہو گئے تو آقا علیہ السلام نے اپنے تیر نکال کر میرے سامنے پھیلا دیے جب میں کوئی تیر مارتا تو کہتا کہ "اے اللہ یہ تیرا تیر ہے۔ اِسے اپنے دشمن کے سینہ میں پیوست کر۔"

آقا علیہ السلام فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعَد۔ اَللّٰھُمَّ سَدِّدْ لِسَعَد رَمِیتَہُ اِیْھَا سَعْدُ فِدَاكَ اَبِی وَ اُمِّی۔

ترجمہ: اے اللہ! سعد کی دعا قبول فرما۔ اے اللہ سعد کا تیر نشانہ پر لگے۔ واہ واہ سعد میرا باپ اور میری ماں تجھ پر فدا ہوں۔

میں جب بھی تیر چلاتا حضور علیہ السلام مجھے اپنی دعا سے نوازتے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے سوائے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کے لیے اپنے ماں باپ اکٹھے نہیں کیے۔

حضور علیہ السلام کی ایک خادمہ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشکیزوں سے لوگوں کو پانی پلا رہی تھی کہ حبان کا تیر آپ کے دامن میں لگا آپ گریں اور آپ کا پردہ اُٹھ گیا۔

حضور علیہ السلام نے ایک تیر بغیر پھل کے حضرت سعد کو دیا۔ آپ نے اُسے تاک کر حبان کے گلے میں مارا وہ ماہی بے آب کی طرح زمین پر لوٹنے لگا اور اُس کا پردہ بھی ستر سے ہٹ گیا۔

اللہ کے نبی علیہ السلام ہنس پڑے اور آپ کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بدلہ لے لیا ہے۔

اِسْتَقَادَ لَھَا سَعْدُ اَجَابَ اللّٰہُ دَعْوَتَكَ و سدد رمیتك۔

ترجمہ: سعد نے ام ایمن کا بدلہ لے لیا۔ اللہ تیری دعا کو قبول کرے اور تیرا ہر ایک تیر نشانہ پر بیٹھے۔

آقا علیہ السلام زخمی ہونے کے بعد جبل احد کی ایک گھاٹی میں تشریف لے گئے۔

عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ المخزومی بدر کی جنگ میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں قید ہوا تھا۔ حضور علیہ السلام نے اِسے فدیہ لے کر رہا کر دیا تھا۔ اِس کی بدبختی اِسے یہاں کھینچ لائی۔ حضور علیہ السلام کو دیکھ کر کہنے لگا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچ گئے تو میرا بچنا محال ہے باوجود زخمی ہونے کے حضور علیہ السلام خود اِس کے مقابلے کے لیے آئے۔ اچانک اِس کے گھوڑے کا پاؤں پھسلا یہ اُس کے اوپر سے نیچے گرا تو گھوڑا بھاگ کھڑا ہوا مسلمانوں نے اِسے پکڑ لیا۔ حارث بن صمہ نے اِس کا راستہ روکا اور ایسا وار کیا کہ اِس کی ٹانگ کٹ گئی اور یہ دھڑام سے نیچے آ گرا۔ آپ فوراً اِس کی چھاتی پر کود کر بیٹھ گئے اور اِس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

ابی بن خلف جو حلف کا بیٹا تھا۔ اِس کا باپ اور اِس کا بھائی اُمیہ دونوں بدر کی جنگ میں واصل جہنم ہوئے تھے۔ اُمیہ کو

Marfat.com

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ ابی جنگی قیدی بنا تھا۔ اس کو فدیہ لے کر رہا کیا گیا تھا۔ اِس نے ایک قیمتی گھوڑا لیا۔ اِس کا نام العود تھا۔ اِس نے منت مانی کہ میں اِس کو اتنے سیر روز مکئی وغیرہ دانہ کھلاؤں گا اور اِس پر سوار ہو کر نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کو قتل کروں گا حضور علیہ السلام نے سُن کر فرمایا تھا بلکہ میں اِسے قتل کروں گا۔ اُحد کے دن حضور علیہ السلام نے صحابہ سے فرمایا کہ اِس کا خیال رکھنا کہ یہ پیچھے سے حملہ نہ کرے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام لڑائی میں پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا کرتے تھے۔ جب آقا علیہ السلام زخمی ہو کر گھاٹی میں تشریف فرما ہوئے تو یہ آدھمکا اور کہنے لگا۔

این محمد لا نجوت اِن نجا

ترجمہ: یعنی (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہاں ہیں۔
اگر آپ (علیہ السلام) بچ گئے تو میں نہیں بچوں گا۔
مسلمانوں نے اِس کا راستہ روکنے کی کوشش کی۔ حضور علیہ السلام نے سب سے کہا کہ پیچھے ہٹ جائیں۔
آقا علیہ السلام نے حضرت حارث بن صمہ کے ہاتھ سے چھوٹا نیزہ لیا اور اِس کے سامنے آگئے۔
حضور علیہ السلام نے ایک ایسی جھرجھری لی کہ صحابہ پاک بھی ڈر گئے۔ آقا علیہ السلام نے تاک کر نیزہ اِس کے خود اور اِس کی زرہ کے درمیان اِس کے گلے پر مارا اس نے ایک دم سے چیخنا شروع کر دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لے مجھے قتل کر دیا ہے لوگوں نے اِسے کہا کہ یہ تو معمولی زخم ہے وہ کہنے لگا لات وعزیٰ کی قسم جو چوٹ مجھے لگی ہے وہ اگر ربیعہ اور مضر کے قبائل کو لگتی تو سارے کے سارے ہلاک ہو جاتے۔ کفار لشکر کی واپسی پر سرف کے مقام پر یہ واصل جہنم ہوا۔

ایک مشرک عبداللہ بن حمید بن زہیر گھوڑے پر سوار سر تا پا لوہے میں غرق پکارتا ہوا آیا: ''میں زہیر کا بیٹا ہوں۔ مجھے بتاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہاں ہیں۔ اُن کو قتل کروں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا۔''

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا کہ پہلے میرے سے تو دو ہاتھ کر لے۔ آپ نے اُس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں وہ نیچے گرا تو آپ نے دوسرا وار اُس کے سر پر کیا اور اُس کو واصل جہنم کیا۔ حضور علیہ السلام دیکھ رہے تھے۔ فرمانے لگے:

اَللّٰھُمَّ ارض عن ابی خرشه کما اَنا عنه راض۔

ترجمہ: اے اللہ ابی خرشہ (ابو دجانہ) سے راضی ہو جا۔ جس طرح میں اِس سے راضی ہوں۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت بہادر خاتون تھیں۔ اِس جنگ میں آپ کے خاوند کے علاوہ آپ کے دو بیٹوں نے بھی شرکت کی تھی۔ حضور علیہ السلام پر جب کفار نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا تو انہوں نے حضور علیہ السلام کا دفاع ہر طرف سے کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ احد کی جنگ میں دائیں بائیں جدھر دیکھتا مجھے ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نظر آتی تھیں۔ اِس جنگ میں آپ کو بارہ یا تیرہ زخم آئے۔

Marfat.com

دیگر خواتین میں جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر مسلمانوں کی مرہم پٹی میں مصروف تھیں اور مسلمانوں کو پانی پلا رہی تھیں میں سَر فہرست خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا تھیں اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ علاوہ حمنہ بنت جحش اور ام ایمن بھی تھیں۔

ابوسفیان حضور علیہ السلام کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا۔ ابن قمیہ نے اُسے بتایا کہ میں نے (نعوذ باللہ) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے تو اِس نے آقا علیہ السلام کو مقتولوں میں تلاش کیا لیکن آپ نہ ملے تو ابوسفیان نے کہا کہ ابن قمیہ نے جھوٹ بولا ہے۔ اِس نے خالد بن ولید سے آقا علیہ السلام کے متعلق پوچھا۔ خالد بن ولید نے کہا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہاڑ کی اِس گھاٹی پر چڑھتے دیکھا ہے۔ ابوسفیان بولا تو ٹھیک کہتا ہے۔

آقا علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی پر جانے کی کوشش کر رہے تھے تو کفار آڑے آگئے۔ اس وقت آپ علیہ السلام کی معیت میں گیارہ انصار اور ایک مہاجر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی ہے جو اِن کا راستہ روکے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں حاضر ہوں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کوئی اور ایک انصاری نے عرض کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر خدمت ہوں۔ وہ انصاری کفار سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ آقا علیہ السلام نے پھر فرمایا کون ہے جو اِن کا راستہ روکے۔ پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور میں حاضر ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کوئی اور ایک اور انصاری آگے بڑھے اور دشمن سے اتنا لڑے کہ شہید ہو گئے۔ اِس طرح گیارہ کے گیارہ انصاری شہید ہو گئے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور آقا علیہ السلام اکیلے رہ گئے۔

پھر حضرت طلحہ نے آگے بڑھ کر کفار کا راستہ روکا اور اکیلے اتنی دیر کفار کا راستہ روکا۔ جتنی دیر گیارہ انصاری صحابہ نے راستہ روکا تھا۔ آپ کے ہاتھ لڑتے لڑتے شل ہو گئے اور آپ کی انگلیاں کٹ گئیں لیکن آپ ایک انچ بھی اپنی جگہ سے پیچھے نہ ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے سب کو جنت میں اپنی رفاقت کی خوشخبری سنائی۔

جب حضور علیہ السلام کے نعوذ باللہ قتل کی افواہ پھیل تھی تو سب سے پہلے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا علیہ السلام کی چمکتی ہوئی سرمگیں آنکھوں کو دیکھ کر پہچان لیا اور زور زور سے اعلان کرنے لگے کہ آقا علیہ السلام زندہ ہیں بالکل صحیح وسلامت ہیں۔ حضور علیہ السلام نے آپ کو انگلی سے اشارہ کر کے چُپ رہنے کی تلقین کی اور آپ کا خود جو زرد رنگ کا تھا خود پہن لیا۔ کفار نے غلط فہمی ہیں۔ اِن کو حضور (علیہ السلام) سمجھ کر اِن پر حملے شروع کر دیے۔

ایک موقع پر کفار نے حضور علیہ السلام کو گھیرے میں لے لیا اور آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ "کون مَرد ہے جو ہمارے لیے اپنی جان کا سودا کرے۔" حضور علیہ السلام کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے حضرت عمار بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان حاضر کر دی تھی اور دشمن سے اتنا لڑے کہ اِن کو بھگانے میں کامیاب ہو گئے لیکن زخموں سے چور ہو گئے جب دشمن بھاگ گئے تو آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

اُوْتُوہ مِنّی۔

Marfat.com

ترجمہ: اِسے میرے پاس لے آؤ۔

یہ حضور علیہ السلام کے نزدیک ہوئے اور اپنے رخسار حضور علیہ السلام کے قدموں پر رکھ دیے اور اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دی۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں کو حضور علیہ السلام کے قدموں پر قربان کیا۔

وہ کیا منظر ہوگا کہ جسم سے روح پرواز کر رہی ہے اور سر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر ہے اور آنکھیں رُخ زیبا کو دیکھ رہی ہیں کہ ہزاروں بار بھی محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھ لینے کے بعد بھی حسرت کر رہی ہیں کہ ایک بار اور بھی دیکھ لیں۔ واقعی اِن لوگوں کے مقام کی بلندیوں کو کون چھو سکتا ہے ہزاروں سجدے ایک طرف لاکھوں عبادتیں ایک طرف کروڑوں وظیفے ایک طرف اور ایک بار ایمان کی حالت میں محبت کے ساتھ صرف ایک بار صرف ایک بار اُس جلوہ جاناں کو اپنی آنکھوں میں سمو لینا ایک طرف۔

چہ ہسلت کہ ہزار بار رُختِ بینم
ہنوزم آرزو بندے کہ یک بار دگر بینم

ترجمہ: میرا محبوب کتنا حسین ہے کہ ہزار بار بھی اُسے دیکھنے کے بعد ایک بار اور دیکھنے کو دِل چاہتا ہے۔

(یہ شعر لاہور میں حضور داتا گنج بخش حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر لکھا ہوا ہے۔)

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ کیا تم نے مسجد حرام میں رہ کر حاجیوں کو پانی پلانا اس کے برابر سمجھ لیا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں (بھوکے پیاسے) جنگلوں میں لڑ رہے ہیں وہ کبھی بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کو گھر بیٹھے رہنے والوں پر بہت زیادہ فضیلت دی ہے اور ہر ایک سے اچھا وعدہ ہے لیکن مجاہدوں کو بہت زیادہ درجہ عطا فرما دیا ہے۔

سب سے قیمتی چیز اِنسان کے لیے اُس کی اپنی جان ہی ہوتی ہے اور جب وہ بھی خدا کی راہ میں قربان کر دی جائے تو اُس کے آگے اور کیا رہ جاتا ہے۔

آج ہم لوگ تو خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر اپنی ایک خواہش بھی قربان نہیں کر سکتے جو بات ہمارے نفس ہمیں مرغوب بتاتے ہیں ہم اُسی پر چلتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ (مفہوم) "کیا تم نے اُس شخص کو نہیں دیکھا کہ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔"

ایک موقع پر کفار نے آقا علیہ السلام پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا تو سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِن کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

پھر اللہ کے فضل و کرم سے جب حضور علیہ السلام گھاٹی کے اُوپر پہنچ گئے تو قدرے سکون مِلا۔ ابھی تک زخموں سے خون بہہ

Marfat.com

رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں فوراً پانی بھر کر لائے۔ اِس پانی میں سے ایک قسم کی بُو سی آرہی تھی۔ حضور علیہ السلام نے اِسے پینا پسند نہ فرمایا۔ رُخ انور سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خون کو صاف کیا اور سر مبارک پر پانی ڈالا۔

محمد بن سلمہ نے پانی کو مسلم خواتین کے پاس تلاش کیا لیکن نہ ملا تو آپ قناۃ کے نالے پر گئے اور وہاں سے پانی بھر کر لائے یہ ٹھنڈا اور میٹھا تھا۔ حضور علیہ السلام نے اِسے نوش فرمایا اور اپنے خادم کو دعا دی۔

سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا خاتون جنت حضور علیہ السلام کے زخم دھونے لگیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پانی ڈالتے اور آپ زخم دھوتیں تھیں لیکن خون رُک نہیں رہا تھا۔ خاتون جنت نے چٹائی کو جلایا اور اُس کی راکھ زخموں پر ڈال دی جس سے خون رُک گیا۔

تھوڑا سکون آنے کے بعد آقا علیہ السلام پھر اُٹھ کھڑے ہوئے اور ٹیلے پر چڑھ کر میدان جنگ کا مشاہدہ کیا۔ چوٹی پر چڑھنے کے لیے جب حضور علیہ السلام کو دشواری ہوئی تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ آگے بڑھے اور اکڑوں بیٹھ گئے۔ حضور علیہ السلام نے اِن کے اوپر پاؤں رکھا اور اِن کو جنت کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:

اَوْجَبَ طَلحَه۔

ترجمہ: طلحہ کے لیے جنت واجب ہوگئی ہے۔ (اکتساب الاشراف ۱/ ۳۴۵)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں دعا

خالد بن ولید نے جب اپنے دستے کے ساتھ گھاٹی پر چڑھنے کی کوشش کی تو حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی:

اللھم لا قوۃ لنا اِلا بك۔ و لیس احد یعبدك بھذہ البلدۃِ غیر ھٰؤُلآءِ النفرِ و لَا تُھلِکُھُم۔ اللّٰھُمَّ اِنَّہٗ لَا یَنبغی لَھُمْ اَنْ یَّعْلُوْنَا۔

ترجمہ: اے اللہ تیرے بغیر ہمارے پاس کوئی قوت نہیں اور اِن لوگوں کے بغیر اِس شہر میں تیری اور کوئی عبادت نہیں کرتا پس تو اِنہیں ہلاک نہ کرنا یا اللہ مشرکین کے اِس دستہ کو اوپر چڑھنے کی ہمت نہ دے۔

مسلمانوں کے تیر اندازوں نے جن میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پیش پیش تھے۔ اِن کا راستہ روکا اور اِن کو بھاگنے پر مجبور کر دیا اور آگے بڑھ کر چوٹی پر قبضہ کر لیا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زخموں کی وجہ سے نماز ظہر بیٹھ کر ادا فرمائی اور صحابہ اکرام نے بھی آقا علیہ السلام کی اقتدا میں بیٹھ کر ہی نماز ادا کی۔

؎ ہر شب منم فتادہ بگردے سرائے تو

Marfat.com

ترجمہ: اے میرے محبوب! اے میری جان میں ہر روز اپنے دل کے گھر کے گرد طواف کرتا ہوں اور آپ علیہ السلام کو تلاش کرتا ہوں۔

ہر روز آہ و نالہ کنم از برائے تو

ترجمہ: اور ہر روز فریاد اور آہ و نالہ کرتا ہوں کہ شاید قبول ہو جائے۔

اے جان من جاناں من از مَن نگر سلطان مَن

ترجمہ: اے میری جان اے میری جان کی جان تو ہی میرے من کی نگری کا بادشاہ ہے۔

یک شب ھا مہمان من از من چرا رنجیدہ ای

ترجمہ: خدا کے واسطے ایک رات میرے دل کے گھر میں مہمان بن کر آجا کہ میرا دل بہت ہی اُداس ہے۔ (نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ) (ضیاء النبی ۳/ ۵۲۷ تا ۵۵۷)

لشکر کفار کی واپسی

جب جنگ بند ہوگئی اور مسلمان بھی آقا علیہ السلام کے پاس آ کر اکٹھے ہو گئے تو ابوسفیان گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ کیا تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں حضور علیہ السلام نے جواب دینے سے منع فرما دیا۔ اُس نے پھر پوچھا یہ سوال تین بار کہا۔ جب جواب میں خاموشی رہی تو اُس نے پوچھا کہ کیا تم میں ابوقحافہ کے بیٹے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کا جواب دینے سے بھی منع فرما دیا۔ پھر اِس نے پوچھا کہ کیا تم میں خطاب کے بیٹے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں؟ حضور علیہ السلام نے اِس کا جواب دینے سے بھی منع فرما دیا۔

ابوسفیان خوشی خوشی گھوڑا دوڑاتا واپس اپنے لشکر میں گیا اور اُنہیں کہا کہ یہ تینوں (نعوذ باللہ) قتل ہو گئے ہیں۔

اب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہو سکا اور دست بستہ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے جواب دینے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

حضور علیہ السلام نے اجازت دے دی۔ آپ نے بلند آواز سے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بول رہا ہے تجھے رسوا و ذلیل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ ہم تینوں کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔

ابوسفیان بولا: اے ہبل تیری شان اونچی ہو۔ اپنے دین کو غالب کر۔

آقا علیہ السلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جواب دینے کو کہا۔ آپ نے فرمایا:

اللہ اعلیٰ و اَجَلّ۔

ترجمہ: اللہ سب سے اعلیٰ اور بزرگ ہے۔

Marfat.com

ابوسفیان پھر کہنے لگا یہ بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ ایام پھرتے رہتے ہیں اور جنگ کنوئیں کے ڈول کی طرح کبھی اوپر کبھی نیچے۔ کسی روز ہمیں شکست ہوتی ہے اور کبھی ہم فتح حاصل کرتے ہیں۔ کسی روز ہمیں دکھ پہنچتا ہے اور کبھی ہمیں خوشی حاصل ہوتی ہے۔ حنظلہ کے بدلے میں حنظلہ (یہ ابوسفیان کا بیٹا تھا جو جنگ بدر میں مارا گیا تھا اور فلاں کے بدلے میں فلاں معاملہ برابر۔"

حضور علیہ السلام نے فرمایا اِس کو جواب دو۔ معاملہ برابر نہیں ہے۔ ہمارے مقتول جنت میں اور تمہارے مقتول دوزخ میں ہیں۔"

ابوسفیان بولا: ہمارے پاس عزی ہے اور تمہارے پاس کوئی عزی نہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِس کو جواب دو:

اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا مددگار کوئی نہیں ہے۔

ابوسفیان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ میری بات سُنیں۔ آقا علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ بات سنو۔

ابوسفیان اِن سے کہنے لگا کیا ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے۔

آپ نے فرمایا: بخدا ہرگز نہیں۔ آقا علیہ السلام ہماری باتیں سُن رہے ہیں۔

ابوسفیان بولا کہ ابن قمیہ نے ہمیں بتایا ہے کہ اِس نے آپ کو قتل کر دیا ہے لیکن میرے خیال میں آپ لوگ اِس سے سچے ہیں اور حق گو ہیں۔

ابوسفیان بولا تم لوگ خشمناک ہو کہ ہم نے تمہارے مقتولوں کا مثلہ کیا ہے۔ بخدا نہ میں اِس حرکت پر خوش ہوں نہ میں نے اِن کو اِس کا حکم دیا تھا اور نہ میں نے اِن کو منع کیا۔ آئندہ ہمارا مقابلہ تم سے بدر الصغریٰ کے مقام پر ینبع کے قریب گاؤں میں ہوگا۔ جہاں کھیت سرسبز و شاداب ہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے کہو کہ ہمیں تمہارا چیلنج منظور ہے۔ ابوسفیان اپنے لشکر کو لے کر واپس چل پڑا۔

حضور علیہ السلام نے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تم لشکر کا پیچھا کرو۔ اگر یہ اپنے اونٹوں پر سوار ہوں اور اپنے گھوڑوں کو ساتھ کوتل میں لے کر چلیں تو یہ واپس مکہ جا رہے ہوں گے اور اگر یہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اپنے اونٹوں کو ساتھ لے کر چلیں تو یہ مدینہ پر حملہ کریں گے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ وَاِنْ سَارُوْا اِلَیْھَا لَاَسِیْرَنَّ اِلَیْھِمْ ثُمَّ لَاُنَاجِزَنَّھُمْ۔

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر یہ مدینہ پر چڑھائی کے لیے پلٹے تو میں اِن کے تعاقب میں جاؤں گا اور اُنہیں جنگ کا چیلنج کروں گا۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وادی عقیق تک اِن کا پیچھا کیا اور واپس آ کر بتایا کہ یہ لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر گھوڑوں کو

Marfat.com

کوتل میں ساتھ لے کر جا رہے ہیں۔ اِن میں بعض لوگوں نے مشورہ دیا تھا کہ مدینہ پر چڑھائی کریں لیکن صفوان بن امیہ نے اِن سے کہا کہ کیوں بنی بنائی بات بگاڑتے ہو۔ چُپ کر کے نکل جاؤ اِسی کو غنیمت جانو۔

ابوسفیان مکہ پہنچ کر سب سے پہلے ہبل کے پاس گیا اور اُس سے اظہار عقیدت کی کہ تو نے ہماری مدد کر کے بڑا انعام کیا اور ہمارے دل میں انتقام کو ٹھنڈا کیا۔ اُس نے اظہار عقیدت میں اپنا سر منڈوا دیا۔

(سبل الہدیٰ ۴/ ۳۲۵۔ ۳۲۳) (ابن کثیر ۳/ ۷۶)

شہدا اُحد

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو ہمیں سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر لا کر دے۔ میں نے بیک وقت بارہ نیزے اُن کے جسم میں پیوست ہوتے دیکھے ہیں۔ حضرت محمد بن سلمہ گئے اور تلاش بسیار کے بعد اُن کو ایک جگہ پایا۔ اِن میں ابھی زندگی کی تھوڑی سی رمک باقی تھی اور اِن کے جسم پر ستر سے زیادہ نیزوں، تیروں اور تلواروں کے زخم آئے تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہ نے اِنہیں رسول کریم ﷺ کا سلام پہنچایا اور پوچھا کیا حال ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ ”میری طرف سے میرے آقا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں میرا ہدیہ سلام پیش کرنا اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہماری طرف سے بہترین جزا دے جو جزا اُس نے کسی نبی (علیہ السلام) کو اُس کی امت کی طرف سے دی ہے اور میں اُحد کی طرف سے جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور اپنی قوم سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتا تھا کہ اگر دشمن رسول کریم ﷺ تک (خدانخواستہ) رسائی حاصل کر لے اور تم میں سے ایک بھی آدمی زندہ آنکھیں جھپک رہا ہو تو تم اللہ تعالیٰ کی جناب میں کوئی عذر نہیں پیش کر سکو گے۔“

اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دی۔ رسول اللہ ﷺ کو اِن کے احوال کی خبر کر دیگئی۔

شہید محبت حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آقا دو جہاں ﷺ بار بار پوچھتے تھے۔

مَا فَعَلَ عَمِّی۔

ترجمہ: میرے چچا نے کیا کیا؟

یعنی کوئی اُن کی خبر لے کر آئے۔ حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِن کی تلاش کو نکلے لیکن یہ اِن کو نہ ملے۔ پھر سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِن کو وادی کے وسط میں پڑا پہچان لیا۔ واپس آ کر آقا علیہ السلام کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے لے چلو۔ چنانچہ حضور علیہ السلام اِن کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ آقا دو جہاں ﷺ نے اپنے چچا کو اِس حالت میں دیکھا کہ تمام جسم خون میں نہایا ہوا ہے ناک اور کان کاٹ لیے گئے ہیں۔ آنکھیں نکال لی گئیں ہیں اور سینہ مبارک چاک کر کے کلیجہ باہر نکال لیا

Marfat.com

گیا ہے۔ حضور علیہ السلام آپ کی یہ حالت دیکھ کر پہلے دم بخود ہو گئے اور پھر زار و قطار رو پڑے۔ پھر آقا علیہ السلام آپ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:

رحمة اللهِ عليك فا انك كنت كما علمتك فعولا للخيرات وصولا للرحم لولا آن تحزَنَ صفية (اونساءُنا) لتركتهٗ حتى يُحشَرَ مِن بطون السباءِ و حواصِلِ الطير.

ترجمہ: آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ آپ جس طرح کہ میں جانتا تھا بھلائیاں کرنے والے تھے۔ اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ آپ کی بہن یا صفیہ ہمارے خاندان کی عورتیں غمزدہ نہ ہوں گی تو میں اِن کی لاش کو یوں ہی چھوڑ دیتا تا کہ قیامت کے دن اِن کا حشر درندوں کے شکموں اور پرندوں کی پوٹوں سے ہوتا۔

پھر آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ مبارکباد کہ ابھی جبرئیل علیہ السلام آئے ہیں اور مجھے بتایا ہے کہ ساتوں آسمانوں میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام حمزہ بن عبدالمطلب اسد اللہ و اسد رسولہٖ "حمزہ بن عبدالمطلب اللہ کا اور اُس کے رسول کا شیر ہے" مشہور ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین پر غلبہ دیا تو میں ستر مقتولوں کا اِن سے بھی بدتر مثلہ کروں گا۔

فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا:

القرآن - وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

(النحل، آیت: ۱۲۶)

ترجمہ: اگر تم اُنہیں سزا دینی چاہو تو اُنہیں سزا دو جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر صبر کرو تو یہ صبر ہی بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے۔

آقا دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر اختیار فرمایا اور کسی کی بھی لاش کو مثلہ کرنے سے اپنے سارے اُمتیوں کو روک دیا۔

سیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن کو آقا رضی اللہ عنہ نے دور سے آتے دیکھا تو آپ کے بیٹے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اپنی ماں کو روکو کہ کہیں وہ اِن کو اِس حالت میں نہ دیکھے (یعنی کہیں اس طرح دیکھ کر وہ اپنے حواس کو قابو میں نہ رکھ سکے) آپ فوراً اپنی ماں کو روکنے کے لیے دوڑے اِن کی ماں نے اِن کو سینے میں ایک گھونسہ رسید کیا اور کہا کہ مجھے پتہ ہے کہ میرے بھائی کا مثلہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے آ کر حضور علیہ السلام کو بتایا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ اِن کو آنے دو۔ جب یہ آئیں تو اِن کی لاش کو دیکھ کر دم بخود رہ گئیں۔ حضور علیہ السلام نے اِن کو تسلی دینے کے لیے اپنی پھوپھی کے سینے پر اپنا ید بید اللہ والا ہاتھ رکھا تو یہ زار و قطار رو پڑیں جس سے غم کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔

آپ اِن کے کفن کے لیے دو چادریں لائیں تھیں لیکن اِن کے ساتھ ایک انصاری بے گور و کفن لاش دیکھ کر حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ ایک چادر اِن کو دے دیں۔ حضرت امیر حمزہ کے کفن کی چادر چھوٹی تھی اگر سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور

Marfat.com

اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ حضور علیہ السلام نے سر ڈھانپنے کا حکم دیا اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دی گئی۔

پھر سیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ ادا کی گئی اور اس کے بعد ایک ایک کر کے دوسرے شہدا کو رکھتے گئے اور نماز جنازہ ادا فرماتے گئے اِس طرح حضرت امیر حمزہ پر ستر بار نماز جنازہ پڑھی گئی۔

کئی ایک دو دو شہدا کو ایک ہی کفن میں اور کسی کو اُسی کے خون آلود کپڑوں میں اُسی طرح دفنا دیا گیا۔ کئی دفعہ ایک قبر میں دو دو دفنایا گیا جس کسی کو زیادہ قرآن یاد تھا اُس کو آگے رکھا گیا۔ (سبل الہدیٰ ۴/۳۲۶)

رسول اللہ آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

اُحد سے واپسی کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی:

"اے اللہ ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ اے اللہ جس کو تو کشادہ کر دے۔ اُس کو قبض کرنے والا کوئی نہیں اور جس کو تو تنگ کر دے اُس کو کشادہ کرنے والا کوئی نہیں جسے تو گمراہ کر دے اُسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں اور جسے تو ہدایت دے دے اُسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں جسے تو روک لے اُسے کوئی دے نہیں سکتا اور جسے تو عطا فرما دے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے تو دور کر دے اُسے کوئی قریب کرنے والا نہیں اور جسے تو قریب کرے اُسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔

یا اللہ اپنی رحمتیں اپنی برکتیں، اپنا رزق ہم پر کشادہ کر دے۔ اے اللہ ہم تجھ سے ہمیشہ رہنے والی نعمت کا سوال کرتے ہیں جو پھرے نہیں اور جو زائل نہ ہو۔

اے اللہ فقر کے دن ہم تیری نعمت کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے خوف کے دن امن کا سوال کرتے ہیں اور فاقہ کے دن تیری غنا کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اُس چیز کے شر سے جو تو نے ہمیں دی ہے اور اُس چیز کے شر سے بھی جو تو نے ہم سے روک لی ہے۔

اے اللہ ایمان کو ہمارے نزدیک محبوب بنا دے اور اِس کو ہمارے دلوں میں مزین کر دے اور کفر و فسوق و نافرمانی کو ہمارے لیے مکروہ بنا دے۔

اور ہم کو ہدایت یافتہ لوگوں میں کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے بغیر رسوا کیے اور بغیر فتنہ میں مبتلا کیے۔

اے اللہ اِن کافروں کے ساتھ جنگ کر۔ جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے راستے سے روکتے ہیں اور اِن پر اپنا غضب اور عذاب بھیج۔ اے اللہ اِن کافروں سے قتال کر جنہیں کتاب دی گئی ہے۔

Marfat.com

اے سچے خدا ہماری دعا قبول فرما۔"

(ضیاالنبی جلد سوم صفحہ ۵۳۷) (بمطابق امام احمد۔ امام نسائی۔ حاکم امام زہبی۔ محمد بن عمرو الاسلمی)

معرکہ ہار جیت کے بغیر ختم ہوگیا

میدان اُحد کا معرکہ جب ہار جیت کے بغیر ختم ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے مسلمانوں کی جیتی جنگ کا نقشہ پلٹ گیا اور اِس جنگ میں مسلمانوں کے وہ جوانمرد جو پہاڑ جیسا حوصلہ اور چٹانوں جیسی مضبوطی رکھتے تھے۔ کام آگئے اور قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے درس مل گیا کہ آقا علیہ السلام کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کی سرتابی میں اپنی جانیں لٹانی پڑتیں ہیں آج بھی مسلمان اگر اِس چیز کو سمجھ جائیں تو اپنے آپ کو سنوار سکتے ہیں۔

عام اِنسان میں طاقت ہی کتنی ہے یہ خدا اور اُس کے رسول کے حکم سے کتنا بھاگ سکتا ہے اگر تمام دنیا کے اِنسان مل کر ایک مکھی بنانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے اور اگر ایک مکھی اُن سے کچھ چھین کر لے جائے تو اُس کو یہ اُس سے دوبارہ اُسی حالت میں واپس نہیں لے سکتے یہ آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا اور دن رات کا آنا جانا اور بڑے بڑے پہاڑ جیسے بحری جہازوں کا سمندر کے سینے کو پھاڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوگوں کی منفعت کے لیے چلنا اور آسمان سے بارش کا اُترنا اور مردہ زمینوں کو سیراب کرنا اور زمین میں ہر جاندار کا پلنا اور ہواؤں کا اِدھر اُدھر چلنا اور بادلوں کا آسمانوں اور زمین کے درمیان معلق ہونا اِس میں اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اور عقل رکھتے ہیں۔

کتنی ہی نشانیوں پر ہر لحظہ ہم گزرتے رہتے ہیں۔ لیکن ہماری بصیرت کی آنکھ اُنہیں نظر انداز کرتی رہتی ہے۔

اے انسان تو کیوں اپنے رب کریم کو بھولا ہوا ہے جس نے تجھے پیدا کیا۔ پھر ٹھیک ٹھیک بنایا اور پھر جیسے چاہا خوبصورت شکل میں اُٹھا کھڑا کیا۔

اے انسان تجھے بڑا بچ بچ کر اپنے رب کے راستے کی طرف چلنا ہے اور اُس سے آملنا ہے۔

(نثارالنبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ)

مدینہ منورہ واپسی

مدینہ منورہ میں خواتین اپنے آقا علیہ السلام کی خیریت دریافت کرنے کے لیے باہر نکل آئیں ہیں۔ ہر ایک کو آقا علیہ السلام کی فکر ہے ہر ایک آپ کی خیریت جاننے کے لیے بے تاب ہیں۔ آنکھیں مدینہ منورہ کی طرف آنے والے راستے پر لگی ہوئیں ہیں۔

رسول خدا ﷺ گھوڑے پر تشریف فرما واپس مدینہ طیبہ تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لگام پکڑے آگے آگے چل رہے ہیں۔ پیچھے پیچھے لشکر اسلام آرہا ہے۔ اِتنے میں حمنہ بنت جحش سب سے پہلے آقا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتیں ہیں۔

Marfat.com

آقا علیہ السلام اسے فرماتے ہیں۔ اے حمنہ اپنی مصیبت کا اجر اپنے رب سے طلب کرو وہ پوچھتی ہیں کسی کی موت کا اجر اپنے رب سے طلب کروں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اپنے باپ کی موت پر۔

یہ اِنا للہ واِنا علیہ راجعون پڑھتی ہیں اور بخشش اور خوشگوار شہادت کی دعا دیتی ہیں۔ حضور علیہ السلام پھر اسے فرماتے ہیں اِحتَسِبِی یعنی اپنی مصیبت کا اجر اللہ تعالیٰ سے طلب کر۔

یہ فرماتی ہیں کہ قالت مَنْ یَا رسول اللہ یعنی کسی کی مصیبت کا اجر۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں تمہارا بھائی عبداللہ بن جحش شہید ہو چکے۔ یہ پھر اِنا للہ پڑھ کر اُنہیں بخش اور خوشگوار شہادت کی دعا دیتی ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر اسے فرماتے ہیں اِحتسبی یہ عرض کرتی ہیں قالت من یا رسول اللہ حضور علیہ السلام اُسے اُس کے خاوند مصعب بن عمیر کی شہادت کا بتاتے ہیں یہ سُن کر اِن کی چیخ نکل جاتی ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر عورت کا اپنے دل میں اپنے خاوند کا ایک خاص مقام ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام اِس سے پوچھتے ہیں تم نے ایسا کیوں کہا۔ یہ عرض کرتی ہیں کہ بچوں کا یتیم ہونا یاد آگیا۔ حضور علیہ السلام اِس کے لیے اور اِس کے بچوں کے لیے دعا مانگتے ہیں۔

اِتنے میں حضور علیہ السلام کا گزر بنی عبد اشہل سے ہوتا ہے یہ اپنے مقتولوں پر رو رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام اِن کو دیکھ کر فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے رونے والا کوئی نہیں۔

یہ تمام عورتیں حضور علیہ السلام کی آمد کا سُن کر باہر نکل آتی ہیں اور آقا علیہ السلام کو صحیح وسلامت دیکھ کر اپنے دکھوں کو بھول جاتی ہیں اور ام عامر اشہیلہ کی زبان سے بے ساختہ نکلتا ہے کُلُّ مصیبته بعدك جلل۔

یعنی حضور علیہ السلام کو سلامت دیکھ کر ہر مصیبت ہیچ لگتی ہے۔

ابن ابی حاتم، عکرمہ سے روایت کرتے ہیں اِتنے میں انصار کی ایک عورت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیریت پوچھتی ہوئی آ رہی ہے لوگ اُسے ایک اونٹ کے اوپر اُس کے بیٹے اور اُس کے خاوند کی لاشوں کا بتاتے ہیں لیکن وہ اِن سب کو نظر انداز کرتی ہوئی پوچھتی ہے کہ مجھے بتاؤ کہ میرے محبوب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگ اُسے بتاتے ہیں کہ آقا علیہ السلام الحمدللہ بخیریت وصحیح و سلامت ہیں وہ کہتی ہے:

کل مصیبته بعدت جلل۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحیح وسلامت ہونے کے بعد ہر مصیبت ہیچ ہے۔

اِسی طرح اور عورتیں جن کے احباب وقریبی عزیز اِس جنگ میں شہادت پا چکے ہیں حضور علیہ السلام کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرتے اور یہی الفاظ ادا کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام کی خیریت کے آگے ہر مصیبت ہیچ ہے۔ (سبل الہدیٰ، ۴/۳۳۶)

Marfat.com

منافقین اور یہود

منافقین اور یہود مسلمانوں کی پریشانی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

عبداللہ بن ابی منافق اپنے بیٹے کو جو سچے مسلمان تھے اور اُن نام بھی عبداللہ تھا کو دیکھ کر کہنے لگا یہ اِس جنگ میں شدید زخمی ہوئے تھے کہ میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ اِس جنگ میں نہ جاؤ۔ یہ نادان بچوں کی بات مان کر گئے ہیں۔

آپنے فرمایا: اِس میں اللہ تعالیٰ کی بہتری ہے۔

حضور علیہ السلام نے یہود کی ہرزہ سرائیاں اور منافقوں کی ہرزہ سرائیاں سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اِن کو قتل کرنے سے منع فرمادیا اور فرمایا کہ اے فرزند خطاب آج کے بعد کفار ہمیں اِس قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

(سبل الہدیٰ ۴/ ۳۳۸) (ضیاالنبی ۳/ ۵۴۴)

غزوہ حمراء الاسد

حضور علیہ السلام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بمشکل ایک رات اپنے گھروں میں اُحد سے واپسی کے بعد گزاری تھی کہ آقا علیہ السلام سے سنا کہ ابوسفیان اور اُس کا لشکر دوبارہ مدینہ منورہ پر حملے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ اس لیے

حضور علیہ السلام نے اعلان فرمادیا کہ سوائے احد کے مجاہدوں کے اور کوئی بھی ہمارے ساتھ نہیں جائے گا سب مسلمان تیار ہو کر دوبارہ جنگ کے لیے چلیں۔

باوجود تمام مسلمان زخمی تھے سب نے لبیک کہا اور فوراً حضور علیہ السلام کے حکم پر نکل پڑے۔

عبداللہ بن ابی نے موقع غنیمت جانا اور حاضر ہو کر عرض کی۔ حضور مجھے بھی جانے کا موقع دیں لیکن آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام کو تمہاری اعانت کی ضرورت نہیں۔

حضرت عبداللہ شہید کے بیٹے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرے باپ نے مجھے گھر عورتوں کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا تھا اِس لیے میں اُحد میں شرکت نہیں کر سکا۔ خدارا مجھے ساتھ لے چلیں اور محروم نہ فرمائیں۔ آقا علیہ السلام نے اِسے اجازت دے دی۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مجاہدوں کے ساتھ ابوسفیان کے تعاقب میں چلے۔ اِس بہادری کی تاریخ عالم میں مثال نہیں مل سکتی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

وَالَّذِی نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ سَوَّمْتَ لَھُمْ حِجَارَۃٌ لَوْ صَبَّحُوْا بِھَا لَکَانُوْ کَامْسِ الذَّاھِب۔

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اِن کے لیے پتھروں کو نشان زدہ کر دیا ہے

Marfat.com

اگر اُنہوں نے لوٹ کر ہم پر حملہ کا قصد کیا تو وہ پتھر اِن پر برسائیں جائیں گے اور صفحہ ہستی سے اِن کا نام و نشان تک مٹا دیا جائے گا۔

جب حضور علیہ السلام حمر الاسد پہنچے تو قیام فرمایا۔ یہاں پر ایک شخص معبد بن معبد آقا علیہ السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ یہ بنی خزاعہ قبیلہ کا تھا حضور علیہ السلام نے اِسے فرمایا کہ ابوسفیان سے ملاقات کر کے اِسے ڈرا۔

یہ ابوسفیان کے پاس پہنچے۔ ابوسفیان کا لشکر اِس وقت الروحاء کے مقام پر تھا۔

اِنہوں نے ابوسفیان سے ملاقات کی اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک بہت بڑا لشکر لے کر تمہارے تعاقب میں چلے آرہے ہیں جو مسلمان پہلے شرکت نہیں کر سکے تھے وہ بہت شرمندہ تھے وہ سب ساتھ ہیں اور سب تمہاری اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔

ابوسفیان کو اِس کے ایمان لانے کا علم نہیں ہوا تھا۔ اُس نے اِس کا مشورہ پوچھا۔ معبد نے کہا کہ اِس سے پیشتر کہ اُن کا پہلا دستہ اِس ٹیلے سے اپنا سر اُبھارے تم فوراً یہاں سے کوچ کر جاؤ۔

ابوسفیان نے اِسی کو غنیمت سمجھا اور اپنے لشکر کو لے کر فوراً مکہ کی طرف چل پڑا۔

راستے میں ابوسفیان کو ایک آدمی ملا جو مشرک تھا اور مدینہ منورہ کی طرف جا رہا تھا۔ اِس نے اسے کشمش سے لدا ایک اونٹ دینے کا وعدہ کیا اور کہا کہ راستے میں تمہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کا لشکر ملے گا تم ہماری طرف سے اُنہیں کہنا کہ ہم دوبارہ حملہ کریں گے اور اُن کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں گے اور اِن کو ڈرانا۔

اِس شخص نے ایسا ہی کیا تو اِس کے جواب میں مسلمانوں نے کہا کہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے وہ ہمارا بہترین کارساز ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی روز حمراء الاسد کے مقام پر ٹھہرے رہے لیکن کسی کو پلٹ کر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

آقا علیہ السلام کئی روز کے بعد واپس مدینہ منورہ کی طرف لوٹ آئے۔

اِس کامیاب و کامران واپسی پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنے احسان عظیم کو بیان فرمایا:

الفرقان - اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ (آل عمران)

ترجمہ: جنہوں نے لبیک کہا اللہ اور اُس کے رسول کی دعوت پر اِس کے بعد کے لگ چکا تھا انہیں گہرا زخم، ان کے لیے جنہوں نے نیکی کی اِن میں سے اور تقویٰ اختیار کیا اجر عظیم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جب کہا: انہیں لوگوں نے بلاشبہ کافروں نے جمع کر رکھا ہے تمہارے لیے (بڑا سامان اور لشکر) سو ڈرو اِن سے تو بڑھا دیا

Marfat.com

(اِس دھمکی نے) اِن کے جوش ایمان کو اور اُنہوں نے کہا کہ کافی ہے ہمیں اللہ تعالیٰ اور وہ بہترین کارساز ہے واپس آئے یہ لوگ اللہ کے انعام اور فضل کے ساتھ۔ نہ چھوا اِن کو کسی لڑائی نے اور پیروی کرتے رہے رضائے الٰہی کی اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

واپسی پر کفار کے دو آدمیوں معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص اور ابوعزۃ الجمحی کو قید کرلیا گیا اور اِن کو جہنم رسید کر دیا گیا۔

معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص جنگ بدر میں بھی قید ہوگیا تھا اور اِس نے اپنی غریبی اور پانچ بچیوں کا واسطہ دے کر رہائی حاصل کی تھی۔ یہ اب بھی دہائی دینے لگا تو آقا علیہ السلام نے فرمایا:

لا واللہ لا تمسَخ عارفیك بمكة بعدها و تقول خدعت محمدًا مرتين إن المُؤمِن لَا يَلدَغُ مِن جحر مرتين اضرب عنه يا زبير۔

ترجمہ: اب تمہیں معافی نہیں مل سکتی تا کہ مکہ جا کر اپنے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے از راہ تعلی تم یہ کہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دوبارہ دھوکہ دیا ہے مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا اے زبیر اُٹھو اور اِس کی گردن اُڑا دو۔

حضور علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لشکر فتح و کامرانی کے ساتھ مدینہ طیبہ قدم رنجا ہوا مسلمان مجاہدین نے آقا علیہ السلام کے ساتھ اِس میں فتح عظیم حاصل کی تھی اور حضور علیہ السلام کو دیکھ کر مسلمانوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔

؎ —— پَری پیکر نگار، سرو قد لالہ رخسار
سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم
تیری صورت، تیری سیرت، تیرا نقشہ، تیرا جلوہ
تبسم گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی

؎ —— سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجوداتِ فخر نوع اِنسانی

ابتدائی جنگ اُحد میں مسلمانوں کے آقا علیہ السلام کے حکم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے لشکر اِسلام کو اُفتاد کا سامنا کرنا پڑا اور کچھ لوگ تقریباً ستر کے قریب شہید ہوئے۔ باقی لوگوں کو بھی کارے زخم لگے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت الٰہی تھی کہ ایسا ہوتا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سب مسلمانوں کو سبق مل جائے کہ خدا اور اُس کے رسول علیہ السلام کے حکم کی سرتابی نہیں کرنی چاہیے۔

Marfat.com

اِس کے علاوہ * یہ سنت الٰہی چلی آرہی ہے کہ انبیاء کو فتح اور کبھی شکست بھی ہوتی رہتی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ (جو سب کچھ جانتا ہے) معلوم کر سکے کہ کون تم میں ثابت قدم رہتا ہے یعنی حجت قائم کر سکے۔ ورنہ اگر صرف مسلمانوں کو فتح ہی فتح حاصل ہوتی رہتی تو منافقوں کا جم غفیر مسلمانوں کے گرد اگرد اکٹھا ہو جاتا۔

جب سختی آتی ہے تو منافق لوگ بھاگ جاتے ہیں۔

اور تا کہ اللہ تعالیٰ بلند درجوں پر اپنے پسندیدہ بندوں کو فائز فرما سکے۔

کہ اپنے عملوں سے بعض دفعہ وہ اعلیٰ ترین مقامات جنت میں بندہ حاصل نہیں کر سکتا جو کہ اللہ تعالیٰ اُن کو کسی تکلیف میں مبتلا کر کے اُن کے صبر و استقامت پر اُن کو عطا فرماتا ہے۔

یہ اللہ جل شانہٗ تعالیٰ کی تقدیر کے فیصلے ہیں۔ اُس کی اُس کے ہر کام میں بہتری ہے جس کو صرف وہ ہی جانتا ہے یا جس کو اپنے بھید سے وہ جتنا چاہے مطلع فرما دے۔ یہ اُس کا فضل عظیم ہے اِس پر ہر شخص کی رسائی نہیں ہے۔

اُس کے انبیاء علیہم السلام اور اُس کے نیک بندے اُس کی ہر بات پر اُس کے ہر فیصلے پر لبیک کہتے ہیں یہ مقام تسلیم ہے۔ اُحد کے واقعہ پر غیر مسلم شعرا نے فخر و مباہات پر مبنی اشعار کہے اور اِن کے جواب میں مسلم شعرا نے بھی بہت پائے کے اشعار کہے۔ اللہ جل شانہٗ کا حضور علیہ السلام کے اور پیر و مرشد خواجہ گوہر دین قدس سرہٗ اور حضور داتا گنج بخش کے اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور اپنے نیک بندوں کے صدقے میں کرم ہے جو کہ بندہ مسکین نثار النبی پر ہوا ہے اور غزوہ احد اختتام کو پہنچا۔

(سیرت ابن ہشام ۳/ ۵۶) (ضیاء النبی ۳/ ۵۶۲ تا ۵۵۸)

سیدہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بڑی پرہیزگار اور فیاض خاتون تھیں۔ آپ کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی جب آپ شرف زوجیت میں آئیں۔ آپ سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ آپ بہت بصیرت کی مالک تھیں اِس سے پہلے آپ کا نکاح خنیس بن حذافہ القرشی اسہمی سے ہوا تھا۔ جنگ احد میں آپ کو کاری زخم لگے تھے کچھ عرصہ بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے۔ انہوں نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

جب سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جواں سال بچی بیوہ ہو گئیں تو آپ کو بہت فکر لگی۔ سوچ سوچ کر اِن کے نکاح کے لیے نظر انتخاب سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر پڑی اِس سلسلے میں آپ کے پاس گئے اور رشتے کا ذکر کیا لیکن آپ کی توقع کے بالکل برعکس آپ نے مکمل خاموشی اختیار کر لی جس کا آپ کو بہت رنج ہوا۔

کچھ عرصہ بعد آپ کی نظر انتخاب سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر پڑی۔ آپ اُن کے پاس گئے اور اپنا مدعا بیان کیا لیکن آپ نے کچھ دنوں کی مہلت سوچنے کے لیے مانگی۔ مقررہ مہلت کے بعد آپ پھر اِن کے پاس گئے لیکن آپ نے معذرت کر لی۔

Marfat.com

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت دل گرفتہ آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور شکایتاً عرض کیا کہ حضور علیہ السلام کیا حفصہ جیسی جواں سال متقی عبادت گزار کے رشتہ کی پیشکش کو مسترد کر دینا مناسب ہے۔

آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی بات کو سُن کر مسکرا دیے اور فرمایا کہ حفصہ کے ساتھ وہ شادی کرے گا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان سے وہ شادی کرے گی جو حفصہ سے بہتر ہے۔

یہ خوشخبری سُن کر آپ کا چہرہ کھل اُٹھا۔ خوشی خوشی باہر آئے تو سب سے پہلے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر نظر پڑی۔ آپ نے اِن کو کاشانہ اقدس سے نکلتے دیکھ لیا تھا اور آپ کی خوشی کو آپ کے چہرہ سے بھانپ لیا تھا۔ آپ نے اِن کو مبارک باد دی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِن سے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا تھا اِس لیے میں نے آقا رضی اللہ عنہ کے راز کو اخفا نہ کیا۔ اگر آقا رضی اللہ عنہ اِن سے نکاح نہ کرتے تو پھر میں اِن کو نکاح کر کے اپنی زوجیت میں لے لیتا۔

آپ بہت عبادت گزار خاتون تھیں۔ قرآن پاک کی بہت تلاوت کرتیں تھیں۔ آپ آقا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آٹھ سال رہیں۔ ساٹھ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

آپ کے پاس قرآن پاک کا کافی بڑا حصہ محفوظ تھا جو سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں آپ سے نقل کرنے کے لیے لیا گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو نصیحت کرتے رہتے تھے۔ صحیح بخاری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ہمارے قریش کی جماعت عورتوں پر غالب رہتی تھی لیکن جب ہم انصار کے پاس آئے تو انصاری حضرات پر عورتوں کو غالب پایا۔ چنانچہ ہماری عورتیں بھی انصاری عورتوں کا اثر قبول کرنے لگیں میں نے ایک دفعہ اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اُس نے پلٹ کر جواب دیا۔ مجھے اِس کا جواب ناگوار گزرا۔ اِس نے کہا کہ آپ میرے جواب دینے کو ناپسند کیوں ٹھہراتے ہیں جبکہ خدا کی قسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج آپ کو پلٹ کر جواب دیتی ہیں اور ایک تو اِن میں سے سارا دن شام تک آپ کو چھوڑ رکھتی ہے میں اِس بات سے ڈر گیا اور میں نے کہا کہ اِن میں سے ایسا کرنے والی تو خسارے میں ہے چنانچہ میں نے کپڑے بدلے اور آقا علیہ السلام کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا چنانچہ میں حفصہ کے پاس پہنچا اور اِس سے کہا کہ اے حفصہ کہ کیا تم میں سے کوئی سارا دن حضور علیہ السلام کو ناراض رکھتی ہے اِس نے جواب دیا: ہاں۔ پس میں نے کہا کہ تم نامراد ہوئیں اور خسارے میں ہوئیں کیا تمہیں اِس بات کا خیال نہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے پس تم ہلاک ہو جاؤ گی۔

لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ نہ مانگا کرو۔ پلٹ کر جواب نہ دیا کرو اور آپ سے کنارہ کشی نہ کرنا اور اپنی

Marfat.com

پڑوسن کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا۔ کیوں کہ وہ تم سے خوبصورت اور حضور علیہ السلام کو زیادہ پیاری ہے اِن کی مراد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تھی۔" (از سیرت الرسول ﷺ جلد ششم، مؤلف ڈاکٹر طاہر القادری، صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲)

آپ کی وفات ۴۵ ہجری ہے۔ اِس وقت آپ ۶۰ رسال کی تھیں۔ مروان نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ حضرت ابوہریرہ، مغیرہ کے گھر سے مدفن تک آپ کا جنازہ لے کر گئے اور جنت البقیع میں آپ دفن ہوئیں۔ (تاریخ الخمیس ۱/ ۴۱۶)

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ماہ جمادی الثانی ۳ رہجری میں یہ شادی ہوئی اور علامہ ابن کثیر کے مطابق اِن کا نکاح ربیع الاول میں ہوگیا تھا۔ اِس سے پہلے حضور علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت رقیہ کا وصال غزوہ بدر کے موقع پر ہوا تھا۔ حضور علیہ السلام حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حسن سلوک اور آپ کی فیاضیوں سے بہت خوش تھے۔ اِس لیے آپ علیہ السلام نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم کو بھی آپ کی زوجیت میں دے دیا۔ ممکن ہے اِس وجہ سے آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سوال پر مہلت مانگی ہو۔

(تاریخ ابن کثیر جلد ۳، ۴، صفحہ ۴۷۴، ضیا النبی جلد سوم صفحہ ۵۷۴، پیر کرم شاہ صاحب، سیرت الرسول ڈاکٹر طاہر القادری صاحب جلد ششم صفحہ ۱۷۳، تاریخ الخمیس جلد ۱، صفحہ ۴۱۶، طبقات ابن سعد)

حضور علیہ السلام کا حضرت زینب بنت خریمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

رسول خدا ﷺ نے ہجرت کے تیسرے سال آپ کو شرف زوجیت بخشا۔ یہ بیوہ تھیں اور پہلے طفیل بن حارث کے نکاح میں تھیں۔ آپ نے انہیں طلاق دے دی پھر انہوں نے اِن کے بھائی حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا۔ غزوہ بدر میں حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ حضور علیہ السلام نے اِن کی دلجوئی کی خاطر اِن سے نکاح کیا۔ یہ نکاح سے آٹھ ماہ بعد تک صرف زندہ رہیں۔ آپ کی نماز جنازہ خود حضور علیہ السلام نے پڑھائی۔ یہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا اعجاز ہے آپ کی ماں جائی بہن حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو بھی اِن کی وفات کے بعد آقا علیہ السلام کی شرف زوجیت کا اعزاز حاصل ہوا۔ (تاریخ الخمیس ۱/ ۴۱۷)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت پاک

۳ رہجری ۱۵ رمضان المبارک کو آپ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے گھر پیدا ہوئے۔ اسماء بنت عمیس اور ام ایمن کو آقا علیہ السلام نے سیدہ پاک کی خدمت میں مقرر فرمایا تھا۔ آپ تمام آلائشوں سے پاک پیدا ہوئے۔

جب آپ پیدا ہوئے تو اسماء بنت عمیس سیدہ پاک کی دایہ آپ کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے آئیں۔ آقا علیہ السلام نے اِن کو آغوش رحمت میں لے لیا اور اِن کے دائیں کان میں آذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی۔

Marfat.com

ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا گیا اور دو دنبے ذبح کیے گئے اور آپ کے بال اُتارے گئے اور اِن کے وزن کے برابر چاندی خیرات کی گئی یہ وزن ایک درہم کے برابر تھا۔ آپ کی دایہ کو ایک دینار اور دنبے کی ران دی گئی۔

حضور علیہ السلام نے خوشبو اپنے ہاتھوں مبارک سے آپ کے سر مبارک پر ملی۔ اِسی دن آپ کا ختنہ کیا گیا۔

یہ سارے کام آپ کے صدقے میں امت مرحومہ کو تحفتاً عنایت فرمائے گئے۔

ساتویں دن جب آقا علیہ السلام آپ کے ہاں گئے تو نومولود کو منگوایا گیا اور اپنی آغوش رحمت میں لیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اِن کا کیا نام رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا حضور میری جرأت نہیں کہ میں اِن کا نام رکھوں۔ ویسے میرے خیال میں حرب تھا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: اِن کا نام حرب نہیں چاہیے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے میں بھی جرأت نہیں کہ اِن کا نام رکھنے میں اپنے رب سے سبقت کروں۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتے ہیں۔ اور ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تعلق آپ سے اِس طرح ہے کہ جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام کا تعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ آپ اپنے بیٹے کا نام وہ رکھیں جو حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹے کا تھا۔ آقا علیہ السلام نے پوچھا کہ اِن کے بیٹے کا کیا نام تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: اُن کے بیٹے کا نام ''شبیر'' تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری زبان تو عربی ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اِن کا نام ''حسن'' رکھیے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کا نام ''حسن'' تجویز فرمایا۔

اِس سے پہلے یہ نام عرب میں رائج نہیں تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نے خواب دیکھی تھی کہ آقا علیہ السلام کے جسم مبارک کا کوئی عضو میرے گھر میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے صحیح خواب دیکھا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بچہ جنے گی اور تم اُس کو دودھ پلاؤ گی۔

آپ صورت کے لحاظ سے آقا علیہ السلام کے ساتھ بہت مشابہت رکھتے تھے۔

آپ نے بیس مرتبہ پیدل چل کر کعبہ مقدسہ کی زیارت کی اور پندرہ حج کیے اور تمام مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔

ہجرت کے تیسرے سال میں مسلمان مردوں اور مشرک عورتوں کی شادی کی ممانعت کا حکم دیا گیا۔

(تاریخ الخمیس ۱/ ۴۱۸)

واقعات سنہ ۴ ہجری

غزوہ بدر میں مسلمانوں کو شاندار فتح ملی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوئی تھی۔ ہر طرف دور دور تک مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔ لیکن غزوہ احد میں مسلمانوں کے کثیر تعداد میں شہید ہونے کی وجہ سے بعض قبائل نے سر اٹھانا شروع کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان قبائل کی سرکوبی کے لیے مہمات روانہ فرمائیں جس سے مسلمانوں کا رعب دوبارہ قائم ہوگیا۔

Marfat.com

سنہ ۴ ہجری میں ہی ام المومنین حضرت زینب بن خزیمہ کی وفات ہوئی اور سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارک ہوئی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو شرف زوجیت ہوا اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کی وفات ہوئی۔

علاوہ اس سنہ ۴ ہجری میں شراب کی حرمت کا حکم ہوا۔ دو یہودیوں کو رجم کیا گیا غزوہ بدر صغری واقع ہوا۔

سریہ ابی سلمہ رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسد کی طرف حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو ڈیڑھ سو مجاہدین کا لشکر دے کر روانہ کیا۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی تھی بنی اسد کے سردار خویلد کے دونوں بیٹے طلحہ اور مسلمہ اپنی قوم کے لوگوں کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے تیار کر رہے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سنبھلنے کا موقع دیے بغیر ان پر حملہ کرنے کے لیے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھیجا۔ یہ واقعہ جنگ احد سے دو ماہ بعد کا ہے۔ آپ ماہ محرم میں بھیجے گئے۔ آپ نے دو ہجرتیں فرمائی تھیں۔ پہلی ہجرت حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ منورہ کی طرف۔ مدینہ منورہ آتے ہوئے آپ کی بیوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کفار مکہ نے جو آپ کے سسرال والے تھے نے چھین لیا تھا اور بچے کو ان کی بیوی کے سسرال والوں نے چھین لیا تھا اور ان کی محبت کی راہ میں نہ بیوی حائل ہو سکی اور نہ ہی بیٹا۔ اور یہ اکیلے سفر کرتے ہوئے آقا علیہ السلام کے قدموں میں مدینہ منورہ آ پہنچے تھے۔

جنگ احد میں انہوں نے بہت جوانمردی اور بہادری کے جوہر دکھائے تھے اور ان کو بہت گہرے زخم لگے تھے جو آب مندمل ہو رہے تھے۔

جب یہ بنی اسد میں پہنچے تو یہ اس لشکر کو دیکھ کر گھبرا گئے اور اپنے اونٹ اور بکریاں چھوڑ کر بھاگ گئے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اونٹ اور بکریاں ہانک کر مدینہ منورہ لے آئے۔ اس سریہ میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم پھر سے کھل گئے کیونکہ آپ کو اس مہم میں پندرہ بیس دن لگ گئے تھے اور آپ نے جمادی الاول کی ۲۶ تاریخ کو وفات پائی۔

حضور علیہ السلام نے مال غنیمت سے جس آدمی نے بنی اسد کی تیاری کے متعلق خبر دی تھی کو مال مال فرما دیا۔
حضور علیہ السلام نے مال غنیمت سے خمس نکال کر باقی مال مجاہدین میں تقسیم فرما دیا۔ (امتاع اور سماع ۱/ ۱۴۴)

واقعہ رجیع

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عضل اور قارہ کے لوگ حاضر ہوئے۔ عضل اور قارہ بنی معون بن خزیمہ کی

Marfat.com

دو شاخیں تھیں۔ انہوں نے عرض کی کہ ہمارے لوگوں میں اگر اسلام کی تبلیغ کی جائے تو یہ اسلام کی طرف راغب ہو جائیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی عرض داشت منظور فرمای اور مرثد بن ابی مرثدؓ خالد بن البکیر' عاصم بن قلعت بن ابی افلع' حبیب بن عدی' زید بن الاثنیہ اور عبداللہ بن طارق رضوان علیہم اجمعین کو ان کے ساتھ بھیج دیا اور حضرت مرثد بن ابی مرثد کو ان کا امیر مقرر فرما دیا۔

حجاز کے اطراف میں قبیلہ ہذیل آباد تھا۔ ان کے قریب ان کا ایک چشمہ تھا جس کو رجیع کہتے تھے۔

جب یہ لوگ یہاں پہنچے تو اچانک ان کے سینکڑوں آدمیوں نے ان کے خیمے کا محاصرہ کرلیا۔ حضرت عاصم مرثد اور خالد نے ان کے ساتھ لڑتے ہوئے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے مرتبہ شہادت پر سرفراز ہوئے جبکہ کافروں نے خبیب بن عدی' زید بن الاثنیہ اور عبداللہ بن طارق کو گرفتار کرلیا۔

حضرت عاصم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی تھی کہ کوی کافر ان کے جسم کو ہاتھ نہ لگا جائے۔ شہادت کے بعد کافروں نے ان کے سر کو جسم سے جدا کرنا چاہا تا کہ مکہ لے جا کر اس کو فروخت کریں۔ کیونکہ انہوں نے سلافہ بنت سعد کے دو بیٹوں کو جنگ احد میں قتل کیا تھا تو اس نے ان کی کھوپڑی میں شراب پینے کی منت مانی تھی۔

جب کافر ان کا سر کاٹنے کے لیے آگے بڑھے تو اچانک شہد کی مکھیوں کا ایک غول آگے بڑھا اور اس نے ان کے سارے جسم کو ڈھانپ لیا۔

کافر ڈر کے پیچھے ہٹ گئے۔ رات کو سیلاب کا ایک ریلہ ان کا جسم بہا کر لے گیا۔ کافروں نے بہت تلاش کیا لیکن یہ ان کو نہ ڈھونڈ سکے۔

باقی تین افراد کو یہ لے کر مکہ چلے تو راستے میں ظہران کے مقام پر حضرت عبداللہ بن طارق نے اپنے ہاتھ رسیوں سے کھول لیے اور تلوار حاصل کر کے ان کو للکارا۔ اپنی جان کے خوف میں کوئی کافر آگے نہ بڑھا اور انہوں نے دور سے ہی پتھر مار مار کر آپ کو شہید کر دیا۔

خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زید بن الاثنیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان لوگوں نے مکہ لے جا کر فروخت کر دیا۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عقبہ نے خریدا۔ اس کے باپ کو آپ نے جنگ بدر میں قتل کر دیا تھا۔ اس کے باپ کا نام حارث بن عامر تھا۔ اور حضرت زید کو صفوان نے خریدا۔ آپ کو جب مکہ سے باہر کفار کے مرد و زن کے ہجوم میں قتل کرنے کے لیے لایا گیا اور ان کو ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا گیا تو ابوسفیان جو کافروں میں موجود تھا۔ آگے بڑھا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگا کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ ہوتے اور تم آرام سے اپنے اہل وعیال میں گھر بیٹھے ہوتے۔

آپ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان خدا کی قسم میرے لیے یہ امر بھی ناقابل برداشت ہے کہ محمد ﷺ جہاں اپنے گھر میں

Marfat.com

تشریف فرما ہیں کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھے اور میں گھر میں آرام سے بیٹھا رہوں۔

ابن عقبہ کے مطابق کافروں نے آپ کو تیروں کے نشانے لے لے کر شہید کر دیا۔تا کہ ان کو زیادہ سے زیادہ درد محسو س ہو۔حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انہوں نے حجیر بن ابی رھاب کی کنیز ماریہ کے گھر میں قید کر دیا۔ یہ بعد میں مسلمان ہوگئیں تھیں۔ یہ بیان کرتی ہیں کہ میں اکثر ان کو تازہ انگور کھاتے دیکھتی اور حیران ہوتی کہ ان کا تو موسم بھی نہیں۔ان کو یہ کون دے جاتا ہے۔

مقتل جانے سے ایک دن پہلے انہوں نے مجھ سے استرا مانگا تا کہ اپنے غیر ضروری زیر ناف بالوں کو صاف کر سکوں۔ میں نے ان کو سترا دے دیا اور اپنے کام میں لگ گئی۔اچانک میرا بیٹا جو بالکل چھوٹی عمر کا تھا۔کھیلتے کھیلتے ان کے پاس چلا گیا۔جب میں نے دیکھا تو یہ آپ کی گود میں بیٹھا ہوا تھا۔میری اچانک چیخ نکل گئی کہ کہیں استرے سے میرے بیٹے کو ذبح نہ کر دیں۔

انہوں نے میری بے بسی محسوس کرلی اور میرا ارادہ جان لیا اور فرمانے لگے کہ تیرا خیال ہے کہ میں تیرے بیٹے کو ذبح کر دوں گا۔ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔بھلا حضور نبی کریم ﷺ کے مکتب کا پڑھا ہوا طالب علم ایسی حرکت کر سکتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

دوسرے دن حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ سے باہر تنعیم کے مقام پر لایا گیا اور ایک درخت کے منڈھ کے ساتھ باندھ دیا گیا۔

باندھنے سے پہلے آپ نے کفار سے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دے دو۔انہوں نے آپ کو مہلت دے دی۔جب آپ نماز ادا کر چکے تو آپ نے فرمایا۔نماز میں جو لذت و سرور حاصل ہو رہا تھا اس کا تقاضا تھا کہ اسے لمبا کروں۔لیکن اس وجہ سے کہ کہیں تم یہ نہ کہو کہ یہ موت کے خوف کی وجہ سے نماز لمبی کر رہا ہے۔میں نے اس کو لمبا نہیں کیا۔(سولی سے پہلے دو رکعت نماز کی ابتداء حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔)

ان لوگوں نے آپ کو باندھ کر اور نیزوں کے وار کر کے شہید کر دیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے پھانسی سے پہلے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

"کفار کے سارے لوگ میرے ارد گرد جمع ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنے سارے قبائل کو میرے ارد گرد جمع کر لیا ہے۔"

انہوں نے اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بھی یہاں جمع کر لیا ہے اور پھانسی دینے کے لیے انہوں نے لمبے مضبوط مڈھ کے قریب کھڑا کر دیا ہے۔

Marfat.com

میں اپنی غریب الوطنی اور مصیبت کا شکوہ صرف اللہ تعالیٰ کی جناب میں کرتا ہوں اور صلیب سے جب میری نعش گر پڑے گی اور اس کے ساتھ یہ لوگ جو سلوک کریں گے اس کا معاملہ بھی اپنے رب کے سپرد کرتا ہوں۔

اے عرش کے مالک ان اذیتوں پر مجھے صبر عطا فرما۔ انہوں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور میری امید یاس میں بدل گئی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کے زیر کرم پر ہے کہ اگر وہ مہربانی فرمائے تو میرے جسم کے کٹے ہوئے اعضاء پر اپنی مہربانی نازل فرمائے۔

اگر مجھے مسلمان ہونے کے جرم میں قتل کیا گیا تو مجھے اس چیز کی پروا نہیں کہ جب میری لاش صلیب سے گرے تو وہ کس پہلو پر گرے۔

میں دشمن کے سامنے جزع وفزع کا بالکل اظہار نہیں کروں گا مجھے گھبراہٹ کیوں ہو میں تو اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جا رہا ہوں۔ (الاکتفاء جلد ۳۔ صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۹ ماخوذ از ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۵۹۰)

اِسی روز حضور علی السلام نے مدینہ منورہ میں اِن لوگوں کی پھانسی کے متعلق لوگوں کو آگاہ فرما دیا اور اِن کے لیے سلامتی کی دعا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کی حفاظت

واللہ عاصمك من الناس۔

ترجمہ: "(اور اے نبی ﷺ) اللہ تعالیٰ لوگوں سے تمہاری حفاظت فرمائے گا۔"

ابوسفیان نے ایک دن مکہ میں ایک محفل میں لوگوں سے کہا کہ محمد ﷺ مدینہ میں اکیلے بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں۔ کوئی ہے جو ان کا (نعوذ باللہ) کام تمام کر کے اس فتنے کو ختم کر دے۔

اس محفل میں اس وقت تو کوئی نہ اٹھا۔ جب ابوسفیان واپس گھر گیا تو ایک آدمی اسے تنہائی میں ملا اور اس نے کہا کہ میرے پاس چیل کے پر برابر ایک خنجر ہے جسے آسانی سے چھپا سکتا ہوں اور صحرائی راستوں کا خوب ماہر ہوں۔ یہ ایک اعرابی تھا۔ ابوسفیان نے اس کو بہت سارا انعام واکرام کا لالچ دیا۔ اور اس کو سواری کا اونٹ اور زاد راہ بھی مہیا کیا۔

یہ پانچ رات سفر کرتا ہوا چھٹی رات مدینہ منورہ پہنچا۔ صبح یہ آقا علیہ السلام کی تلاش میں چل پڑا۔ حضور علیہ السلام اس وقت بنی عبدالاشہل کے پاس عیدگاہ کے قریب تشریف فرما تھے۔

آقا علیہ السلام یہاں ایک مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور کچھ صحابہ بھی آپ علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کو آتا دیکھ کر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شخص غداری کرنے آیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دے گا۔ اس

Marfat.com

نے آتے ہی پوچھا کہ تم میں سے عبدالمطلب کا فرزند کون ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔ یہ آپ کے قریب سرگوشی کے انداز میں جھکنے کے لیے آگے بڑھا۔

حضرت اسید بن بند خفیر نے اسے گلے سے پکڑ کر ادھر گھسیٹ لیا اور فرمایا کہ سرکار علیہ السلام سے دور ہو جا۔ آپ نے دوسرا ہاتھ اس کی تہبند میں ہاتھ ڈال کر اس کو گھسیٹا تو اس کے تہبند کے اندر چھپا ہوا خنجر باہر آ گرا۔

اعرابی کے ہوش اڑ گئے اور اس کو اپنی موت نظر آنے لگی اور یہ حضور علیہ السلام کو پکارنے لگا۔

حضور علیہ السلام نے اسے فرمایا:

کہ سچ سچ بتا دو۔ اس میں تمہارا فائدہ ہے اگر جھوٹ بولو گے تو تمہارا نقصان ہے۔ تم جس مقصد کے لیے آئے ہو۔ ہم اس سے باخبر ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ مجھے جان کی امان دیں۔ تو میں سچ سچ بتا دوں گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تجھے جان کی امان ہے۔

اس نے ساری بات جو ابوسفیان اور اس کے درمیان ہوئی تھی۔ سچ سچ بتا دی۔ حضور ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اس کو لے جاؤ اور قید رکھو۔

دوسرے دن حضور علیہ السلام نے اسے بلایا۔ اور فرمایا کہ جاؤ ہم نے معاف کیا اور تجھے آزاد کیا۔ تم جدھر چاہو جا سکتے ہو۔ لیکن تمہارے لیے ایک تجویز ہے چاہے تو اسے قبول کر لو۔ اس نے عرض کی کہ کیا تجویز ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور کہو کہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کا نگہبان ہے اور ابوسفیان کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔ میں آج تک کسی سے خوفزدہ نہیں ہوا۔ لیکن آپ کو دیکھتے ہی میں خوفزدہ ہو گیا۔ حضور علیہ السلام اس کی باتیں سنتے مسکراتے رہی اور یہ کچھ دن آپ علیہ السلام کے پاس رہنے کے بعد چلا گیا۔

(سیرت ابن کثیر ۳/ ۱۳۵)

بیر معونہ

حضور ﷺ کی خدمت میں اہل نجد کے لوگوں میں سے ایک آدمی ابو براء آیا اور اہل نجد کی ہدایت کے لیے عرض کی کہ حضور ﷺ کچھ آدمی روانہ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اسے اسلام کی ہدایت کی جس پر نہ اس نے آمادگی ظاہر کی اور نہ اس پر برہمی ظاہر کی۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اہل نجد سے نقصان کا خطرہ ہے اس نے کہا کہ میں سب لوگوں کو اپنی پناہ میں لوں گا۔ حضور ﷺ

Marfat.com

نے چالیس لوگوں کا گروہ اس کے ساتھ اسلام کی تبلیغ کے لیے روانہ فرمایا۔ جن میں منذر بن عمرو انصاری حارث بن الصمہ۔ حرام بن سلمان اور عمرو بن اسماء اور عامر بن فہیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا چرواہا) یہ لوگ بھی شامل تھے۔

یہ جب ان لوگوں کی بستی کے قریب پہنچے تو یہاں بیر معونہ ایک کنواں تھا کے پاس انہوں نے خیمے نصب کیے اور حضرت حرام بن سلمان کو اس قبیلہ کے سردار عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔

حضرت حرام بن سلمان جب اس کے پاس گئے تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گرامی نامہ اس کو دیا لیکن اس نے گرامی نامے کو پڑھنا بھی گوارا نہ کیا اور اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا۔

اس نے چپکے سے اپنا نیزہ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مارا جو ان کے کندھوں کو چیرتا ہوا چھاتی سے دوسری طرف سے باہر نکل گیا۔ خون کا فوارہ ان کی چھاتی سے نکلا جو فوراً انہوں نے منہ اور اپنے سر پر مل لیا اور آپ نے فرمایا "اللہ اکبر" فزت ورب الکعبہ۔" اللہ سب سے بڑا ہے کعبہ کے رب کی قسم میں نے زندگی کی بازی جیت لی۔

عامر بن طفیل نے تمام قبیلہ والوں کو کہا کہ مسلمانوں کو ہلاک کر دیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری بات نہیں مان سکتے کیونکہ ابو براء نے ان کو پناہ دی ہوئی ہے۔ اس نے اپنے قبیلہ کی شاخوں عصبہ رعل اور زکوان کو کہا کہ مسلمانوں کو گھیر لو اور ہلاک کر دو۔ یہ لوگ آ گئے اور مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر کر اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے ان کا خوب مقابلہ کیا لیکن یہ سب شہید ہو گئے۔ جب عامر بن فہیرہ شہید ہوئے تو فرشتے ان کے جسم کو آسمان کی طرف بلند کر کے لے گئے۔

ایک کافر جبار بن سلمی نے جب حرام بن سلمان کو نیزہ مارا تھا تو آپ کے منہ سی "فزت واللہ" کے الفاظ سن کر یہ بہت متاثر ہوا تھا۔ اس نے لوگوں سے اس کا مطلب پوچھا۔ لوگوں نے اسے اس کا مطلب بتایا کہ ان لوگوں کی منزل شہادت ہے اور اس نے شہادت پر فائز ہوتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کامیاب فرمایا ہے۔ بعد میں جبار بن سلمی نے اسی بات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

بنی عوف قبیلہ کا ایک انصاری اور عمرو بن امیہ الضمری اس وقت اونٹوں کو چرانے کے لیے گئے ہوئے تھی۔ انہوں نے لشکر کے اوپر پرندے منڈلاتے دیکھے تو سمجھ گئے کہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو انہوں نے تمام لشکر کو خون میں لت پت دیکھا۔ الضمری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دیتے ہیں۔ لیکن انصاری نے کہا کہ میں اپنے سردار نذر کو اس حالت میں نہیں چھوڑ سکتا اور تلوار لہراتے ہوئے کفار پر ٹوٹ پڑے۔ کفار نے ان کو بھی شہید کر دیا اور ضمری کو پکڑ کر اپنے سردار طفیل کے پاس لے آئے۔

طفیل نے ان کے ماتھے کے بال کاٹ دیے اور کہا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی۔ جاؤ اب تم آزاد ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت دکھ ہوا اور آپ علیہ السلام نے ایک ماہ تک صبح کی نماز

Marfat.com

میں رعل زکوان اور عصیہ قبیلوں کے لیے بد دعا فرمائی۔ (زاد المعاد ۳/ ۲۴۷۔ ضیاء النبی ۳/ ۵۹۲)

غزوہ بنی النضیر

حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم نے بنی نضیر کے یہودیوں سے جو معاہدہ فرمایا تھا۔ بنی نضیر نے اس کا کبھی بھی پاس نہیں کیا تھا اور ہر وقت مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں لگے رہتے تھے۔

واقعہ احد اور رجیع اور معونہ جیسے واقعات کے بعد تو ان کی سرکشی اور ابھر گئی تھی۔ علاوہ یہودیوں کو کفار مکہ نے لکھا "کہ تمہارے پاس اسلحہ کے وافر ذخائر ہیں اور تم مستحکم قلعوں کے مالک ہو۔ ہمارا جو آدمی تمہارے شہر میں آ کر سکونت پذیر ہو گیا ہے اس کے ساتھ جنگ کرو اور اس کو وہاں سے نکال دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ہم تم کو تہس نہس کر کے رکھ دیں گے۔ تمہاری عورتوں کو ہماری لونڈیاں بنانے سے کوئی چیز نہیں روک سکے گی۔ (سہل الہندی جلد ۴ صفحہ ۱۴۵۱ از ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۵۹۶)

اب یہود نے حضور ﷺ سے کہا کہ فریقین کے تیس تیس آدمی لے کر آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔ اگر آپ ﷺ سچے ثابت ہوئے تو تمام یہود اسلام قبول کر لیں گے۔

بعد میں یہود منحرف ہو گئے اور کہنے لگے کہ صرف تین تین آدمی فریقین کے آپس میں گفتگو کرتے ہیں پر یہودیوں نے اپنے تینوں آدمیوں کو خنجر دے کر نعوذ باللہ حضور ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ یہودیوں میں سے دو بہن بھائی جو مسلمان ہو چکے تھے۔ جب ان کو اس سازش کا علم ہوا تو انہوں نے حضور ﷺ کو اس واقعہ سے مطلع فرما دیا۔

علاوہ بیر معونہ سے عمرو بن امیہ الضمری نے واپس آتے ہوئے قناۃ کوہستانی تہر کے پاس بنی عامر بن معصعہ کے دو آدمیوں سے ملاقات ہو گئی۔ چونکہ اس قبیلہ کے لوگوں نے چالیس مسلمانوں کو شہید کر دیا تھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے واحد زندہ بچ کر واپس آ رہے تھے۔ آپ نے ان کے انتظام میں ان دونوں کو موقع ملنے پر قتل کر دیا۔ اور واپس آ کر حضور ﷺ کی خدمت میں سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے ان دو آدمیوں کے قتل پر فرمایا کہ "تم نے بہت برا کیا ہے ہم نے تو ان کو امان دے دی تھی۔" انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے آپ علیہ السلام کی امان کا پتہ نہیں تھا۔ میں نے تو مسلمانوں کا بدلہ لینے کے لیے یہ قدم اٹھایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے ہتھیار اور لباس وغیرہ جو اتارا ہے رکھ دو۔ ہم ان کی دیت (خون بہا) بھیجیں گے۔ حضور ﷺ نے قبا کی مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ یہ ہفتہ کا دن تھا اور آپ ﷺ مہاجرین اور انصار کے آٹھ نو صحابہ کو ساتھ لے کر بنی نضیر کی طرف چلے تا کہ معاہدہ کے مطابق یہ خون بہا ادا کرنے میں تعاون کریں۔

یہود نے آپ ﷺ کی بڑی آؤ بھگت کی اور آپ ﷺ کی مسند ایک دیوار کے نیچے بنائی۔ حضور ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے۔ ان لوگوں نے آپ ﷺ کی خوشامد کرتے ہوئے آپ ﷺ کو کھانے کا بھی پوچھا اور خود سرگوشیاں کرنے لگے۔

Marfat.com

حی بن اخطب جوان یہودیوں کا سردار تھا نے دوسرے یہودیوں سے کہا کہ ایسا موقع پھر نہیں ملے گا اور اس نے عمرو بن حجاش کو کہا کہ چھت کے اوپر جو چکی کا پاٹ پڑا ہوا ہے اس کو نعوذ باللہ حضور ﷺ کے اوپر لڑھکا دو تا کہ سارا قصہ ہی ختم ہو جائے اور دوسرے یہود کو بھی اس نے اعتبار میں لے لیا اور عمرو بن حجاش کام کے لیے چھت کے اوپر چڑھ گیا۔ ادھر حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش کے متعلق بتلا دیا اور آپ ﷺ فوراً یہاں سے اس طرح اٹھے جیسے کوئی رفع حاجت کے لیے اٹھتا ہے اور بغیر کسی سے کوئی بات کیے حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

جب کافی دیر سرکار دو عالم ﷺ تشریف لے کر واپس نہ آئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شاید حضور ﷺ کسی ضروری کام سے تشریف لے گئے ہیں اور یہ بھی دوسرے صحابہ کے ساتھ واپس تشریف لے آئے۔

ادھر یہود کو ان کے ایک آدمی نے بتایا کہ میں نے حضور ﷺ کو ابھی ابھی مدینہ میں دیکھا ہے۔

یہودی کنانہ بن صویرہ نے دوسرے یہودیوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تمہاری سازش کی اطلاع دے دی ہے اس لیے آپ ﷺ چلے گئے ہیں۔ بخدا ہم لوگ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔ تم ان پر اس ضد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے ہو کہ یہ نبی علیہ السلام اولاد ہارون علیہ السلام سے کیوں پیدا نہیں ہوئے اور یہ اولاد اسماعیل علیہ السلام سے کیوں پیدا ہوئے ہیں۔ حالانکہ نبوت کی تمام نشانیاں تم ان میں پاتے ہو اور تمہاری غداری کی وجہ سے آپ ﷺ مجھے امید ہے کہ تم لوگ جلا وطن کر دیے جاؤ گے۔ تم لوگ اپنی شاندار حویلیاں اور اپنے اموال پیچھے چھوڑ جاؤ گے اور خود اونٹوں پر سوار ہو کر یہاں سے نکل جاؤ گے اور تمہارے بچے چیخ رہے ہوں گے۔

میرے خیال میں اس بربادی سے بچنے کے لیے تم ان سے معافی مانگ کر ان پر ایمان لے آؤ۔ تم محفوظ ہو جاؤ گے۔ یہود نے کہا کہ ہم ان پر ایمان نہیں لا سکتے۔ انہوں نے کہا کہ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب یہ تم کو یہاں سے نکالنے کے لیے کہیں تو بغیر چوں و چرا کے یہاں سے نکل جانا۔

حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ پہنچ کر محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا بھیجا اسی اثنا میں دوسرے صحابہ بھی پہنچ گئے۔

حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ یہود نے میرے قتل کی سازش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مطلع فرما دیا۔ اسی موقع پر یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ مائدہ، ۱۱)

ترجمہ: (اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ ایک قوم نے کہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ۔ تو اللہ نے روک لیا ان کے ہاتھوں کو تم سے۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔ ایمان لانے والوں کو۔) حضور ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

Marfat.com

فرمایا کہ فوراً جا کر بنی نضیر (یہود) کو میرا پیغام پہنچا دو کہ "رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تمہیں حضور ﷺ کا یہ حکم سنا دوں کہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ میرے شہر سے نکل جاؤ۔"

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو کہا کہ اے یہود تم جانتے ہو کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں اور تم لوگ ان کی نشانیوں کو اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو۔ لیکن تم لوگ صرف حسد کی وجہ سے ان انکار کرتے ہو۔

اب غور سے سنو حضور ﷺ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ تم کو آگاہ کریں کہ تم لوگون نے دھوکہ دہی کر کے معاہدہ کو توڑ ۔عمرو بن حجاش چھت پر گیا تا کہ یہ چکی کا پاٹ گرائے۔ میرے رب نے مجھے اگاہ فرمایا دیا اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میر شہر سے نکل جاؤ۔ تمہیں دس دن کی مہلت ہے۔ اس کے بعد اگر تم میں سے کوئی آدمی نظر آیا تو اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔

یہود حضور ﷺ کا پیغام سن کر لرز گئے اور کوچ کی تیاریوں مین لگ گئے۔

عبداللہ بن ابی کی مکاری

عبداللہ بن ابی نے سوید اور داعس کے ہاتھ بنی نضیر کو پیغام بھیجا کہ تم لوگ قلعوں میں مورچہ بند ہو جاؤ۔ میں اپنے ہزار لوگون کے ساتھ تم سے مل کر مسلمانوں کا اس وقت تک مقابلہ کروں گا جب تک کہ ایک بھی ہم میں سے زندہ رہے گا۔ اس علاوہ تم لوگوں کے ہم مذہب بنی قریظہ بھی تمہاری مدد کو پہنچ جائیں گے۔

اس نے بنی قریظہ کی طرف پیغام بھیجا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہم عہد شکنی نہیں کریں گے۔

سلام بن مشکم نے بنی نضیر کے سردار حی بن اخطب سے کہا کہ عبداللہ بن ابی کی باتوں مین نہ آئیں۔ تم لوگ ام وسلامتی کی پیشکش قبول کرلو اور خاموشی سے یہاں سے چلے جاؤ۔ لیکن حی نے بات نہیں مانی اور کہا کہ میں محمد (ﷺ) کے ساتھ صلا نہیں کروں گا بلکہ دشمنی کرتا رہوں گا اور ان کے ساتھ جنگ کروں گا اور اس نے یہ پیغام اپنے بھائی جدی بن اخطب کے ہا حضور ﷺ کو بھی بھیج دیا کہ آپ ﷺ جو کرنا چاہتے ہیں کرلیں ہم کسی صورت بھی اپنے گھروں کو اپنے اموال کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔

حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپ ﷺ کو یہ پیغام ملا تو آپ ﷺ نے نعرہ تکبیر بلند فرما صحابہ نے بھی زور سے یہ نعرہ لگایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب یہود سے جنگ ہوگی اور حضور ﷺ کی طرف سے یہ اعلان ہونے کہ اٹھو اور چل کر بنی نضیر کے قلعون کا محاصرہ کرلو۔

اس کے بعد جدی بن اخطب عبداللہ بن ابی کے پاس پہنچا۔ لیکن یہاں کا تو منظر ہی بدلا ہوا تھا۔ عبداللہ بن ابی آرا سے بیٹھا ہوا تھا اور اس کا بیٹا جو پکا مسلمان تھا۔ نے حضور ﷺ کی دعوت کو سن لیا تھا اور یہ مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہونے کے

Marfat.com

، بھاگا ہوا جارہا تھا اس نے عبداللہ بن ابی کو مدد کا کہا تو اس نے بے دلی سے اس کو ٹالتے ہوئے کہا کہ اچھا میں بنو غطفان
ں اپنے حلیفوں کی طرف پیغام بھیجتا ہوں۔

جدی بن اخطب فوراً واپس حی بن اخطب کی طرف گیا اور اسے ساری صورت حال سے آگاہ کیا اور عبداللہ بن ابی کی
ری سے بھی آگاہ کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روانگی

آقا دو جہاں ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بنی نضیر کی طرف روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ نے عصر کی نماز بنی نضیر
کے کھلے میدان میں ادا کی۔ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو امامت کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ
کے لشکر کو دیکھ کر یہودی قلعہ کی دیواروں پر چڑھ گئے اور وہاں سے تیر اور پتھر پھینکتے رہے لیکن لشکر اسلام ان کی پہنچ سے دور تھا۔
عشاء کی نماز بھی حضور ﷺ نے اسی کھلے میدان میں ادا فرمائی۔ اور اپنے دس صحابہ کے ساتھ اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے
گئے۔ لشکر میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر چھوڑ آئے تھے۔ صبح سویرے پھر آقا دو جہاں ﷺ اپنے دس صحابہ کے
ساتھ لشکر میں پہنچ گئے۔ حضور ﷺ گھوڑے پر بیٹھ کر اور زرہ پہن کر گئے اور واپس تشریف لائے۔ ساری رات مسلمانوں نے
یہودیوں کے قلعہ کو گھیرے رکھا اور وقتاً فوقتاً نعرہ تکبیر بھی بلند کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

صبح کی نماز حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کے ہمراہ بنی خطمہ کے میدان میں ادا فرمائی اور اس کے بعد حضرت سیدنا بلال
رضی اللہ عنہ کو قبہ نما خیمہ جو غرب کی لکڑی کا بنا ہوا تھا نصب کرنے کا حکم دیا اور اس کے اوپر بالوں والی کمبل نما چادریں ڈالی گئیں۔

اس کے بعد حضور ﷺ اپنے خیمہ میں تشریف لے آئے۔ عروک نامی ایک آدمی یہودیوں کا ماہر تیر انداز تھا۔ اس
نے تیر پھینکنے شروع کر دیے جو کہ حضور ﷺ کے نزدیک پہنچنے لگے۔ حضور ﷺ نے خیمہ دور لگانے کا حکم دے دیا۔ اور خیمہ کو
دور نصب کر دیا گیا۔

سارا دن یہود کا محاصرہ پھر جاری رہا۔ یہود کی مدد کو کوئی بھی نہ آیا تو سلام بن مشکم کنانہ بن صویرہ نے حی بن اخطب
یہودیوں کے سردار سے پوچھا کہ بتاؤ کہاں ہے ابن ابی اور اس کے حلیف۔ وہ تو گھر میں چھپا بیٹھا ہے حی بن اخطب نے بے
چارگی سے کہا کہ ہماری قسمت میں یہ بربادی اور جنگ لکھی تھی۔

رات عشاء کے وقت سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عروک کا سر لے کر آ گئے۔ یہ ایک کمین گاہ میں اپنے ساتھیوں
کے ساتھ مسلمانوں پر تیر برسانے کے لیے چھپا بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھی بھاگ گئے ہیں جن کو دوبارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور
ﷺ کے حکم کے مطابق اپنے دس ساتھیوں سمیت جا کر پکڑ لیا اور قتل کر کے ان کے سر کاٹ کر بنی خطمہ کے ایک کنویں میں
پھینک دیے۔

Marfat.com

کھجوروں کے درخت کاٹنے کا حکم

یہ کھجوروں کا نخلستان بہت گھنا تھا۔ اور اس مین چھپ کر یہودی حملہ کر سکتے تھے۔ نیز ان کو یہ درخت اپنی جان سے بھی پیارے تھے۔ خاص کر عجوہ کھجوروں کے درخت۔ جب حضور ﷺ نے ان کو کاٹنے کا حکم دیا اور مسلمان کاٹنے لگے تو یہود اور ان کی عورتوں نے قلعہ کی دیواروں پر چڑھ کر واویلا کرنا شروع کر دیا اور عورتوں نے اپنے گریبان چاک کرنے شروع کر دیے اور اپنے منہ پر تھپڑ مارنے لگ گئیں۔

چونکہ محاصرے نے طول پکڑ لیا تھا اور یہودیوں کو بل سے باہر نکالنے کے لیے یہ نسخہ کارآمد ثابت ہوا۔

یہودیوں کے صرف دس درخت ہی کاٹے گئے کہ یہود کا غرور خاک میں مل گیا۔ حی بن اخطب نے پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ پھل دار درختوں کو کیوں کٹوا رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے جواب بھیجا تا کہ جنگ کے آتش کدے کو بھڑکا کر اپنی قوم کو اس میں بھسم کرنے سے باز آ جاؤ۔

یہود نے جواب بھیجا کہ ہم آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور کوچ پر آمادہ ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب تم لوگ کوئی ہتھیار ساتھ لے کر نہیں جاؤ گے اور جتنا سامان اونٹوں پر لاد سکتے ہو صرف وہی لے کر جاؤ گے۔

سلام بن مشکم نے یہود کے سردار حی بن اخطب کو مشورہ دیا کہ اس سے پہلے کہ تمہاری اولاد کو قید اور تمہارے جوانوں کو قتل کا حکم دیا جائے فوراً آپ کا حکم مان لو۔ یامین بن عمیر اور ابو سعد بن وہب نے چپکے سے اتر کر اسلام قبول کر کے اپنی جانیں اور اموال محفوظ کر لیے اور اپنی آخرت سنوار لی۔

ابن کرع کے نزدیک یہود کا محاصرہ تقریباً تئیس روز تک جاری رہا۔ جبکہ علامہ ابن سعد کے نزدیک پندرہ دن اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک پچیس دن جاری رہا۔

آخر کار تھک ہار کر یہود حضور ﷺ کی شرائط پر مدینہ سے باہر نکلنے پر آمادہ ہو گئے۔ یہود نے اپنے محل نما مکانات خود اپنے ہاتھوں سے ڈھانے شروع کر دیے تا کہ مسلمان یہاں آ کر آباد نہ ہو سکیں اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے۔

حضرت محمد بن مسلمہ کو حضور ﷺ نے ان کے انخلاء کی ذمہ داری سونپی۔

بنی نضیر کی روانگی

بنی نضیر کے یہودیوں نے اپنا ساز و سامان اپنے اونٹوں پر لادنا شروع کر دیا اور تقریباً چھ سو اونٹ ان کی سواری اور

Marfat.com

باربرداری کے تیار ہوگئے۔ یہودیوں نے اپنے مکانوں کو گرا کر ان کی کھڑکیاں اور دروازے بھی اونٹوں پر لاد لیے۔ ان کی عورتوں نے خوب زیب و آرائش کیا اور خوب زیورات پہنے اور سج دھج کر اونٹوں پر بیٹھ کر اور اوپر ریشمی چادریں لے کر روانہ ہوئیں۔ ان کی لونڈیاں رقص کر رہی تھیں اور گیت گا رہی تھیں۔ انہوں نے یہ ظاہر کروایا کہ ہمیں جلا وطنی کا کوئی دکھ نہیں۔ ابورافع یہودی نے بلند آواز سے کہا کہ یہ سونے چاندی اور جوہرات ہم نے اسی وقت کے لیے بچا کر رکھے ہوئے تھے۔ یہ لوگ بلحارث بن خزرج کے علاقہ سے ہوتے ہوئے چبلیہ اور جسر کو عبور کرتے ہوئے مدینہ منورہ کے بازاروں کے درمیان سے گزرے۔ لوگ دو رویہ قطاروں کے درمیان ان کی جلا وطنی کا منظر دیکھ رہے تھے۔ یہ لوگ آوازیں کستے اور اشتعال انگیز اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

لیکن کمال یہ ہے کہ حضور ﷺ کی تربیت پر کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ پوری اقوام عالم یہ مثال بیان نہیں کر سکتی۔ مسلمان چاہتے تو ان سے ہر چیز چھین سکتے تھے۔ ان کے مردوں کو قتل کرتے۔ ان کی عورتوں کو غلام بنا سکتے تھی۔ ان کے باقی اموال بھی چھین سکتے تھے لیکن ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے طفیل اپنی غنا بھر دی تھی۔ ان لوگوں کے اموال کی سج دھج ان کی آنکھوں کو خیرہ نہ کر سکی اور ان لوگوں کو حضور ﷺ کے حکم کے مطابق جانے دیا گیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر زیادہ تر یہودی خیبر میں جا بسے۔ ان میں حی بن اخطب سلام بن ابی الحقیق کنانہ اور صویرا بھی شامل تھے۔ ان میں سے کچھ لوگ شام جا کر بھی آباد ہو گئے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے شر کے ایک قلعے کو مسمار کر دیا۔

بنی نضیر کے اموال کی تقسیم

جو اموال حضور ﷺ نے اپنے قبضہ میں ہے۔ ان میں تین سو چالیس تلواریں۔ پچاس زرہیں پچاس خود شامل تھے۔ اس کے علاوہ ان کے مکانات زمینیں، نخلستان، باغات وغیرہ بھی حضور ﷺ کے قبضے میں آ گئے۔

مال غنیمت وہ ہوتا ہے جو میدان جنگ میں لڑتے ہوئے مسلمان اپنے قبضے میں لیں۔ اس کا حکم قرآن پاک سورۃ انفال میں ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ (سورۃ انفال، ۴۱)

ترجمہ: اور جان لو کہ جو کوئی چیز تم غنیمت میں حاصل کرو۔ تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اس کا پانچواں حصہ اور رسول ﷺ کے لیے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔

اور اس کے علاوہ جو مال فئی بھی وہ مال جو بغیر جنگ اور لڑائی کے مسلمانوں کے قبضے میں آ جائے تو یہ منقولہ یا غیر منقولہ بھی ہو سکتے ہیں۔

Marfat.com

ان اموال میں سے بطور حق مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اس کو خدا اور اس کا رسول ﷺ جس طرح چاہیں گے۔ تقسیم فرمائیں گے۔ سورۃ الحشر کی آیت میں ہے۔

ریفرنس ۔ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ (سورۃ حشر، ۷)

ترجمہ: جو مال پلٹا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان گاؤں کے رہنے والوں سے تو وہ اللہ کا ہے۔ اس کے رسول (ﷺ) کا ہے اور رشتہ داروں، یتیموں اور مسافروں کے لیے ہے۔

رسول خدا ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ انصار کو یاد فرمایا۔ جب سب لوگ اکٹھے ہو گئے تو آقا دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا "اگر تم چاہو تو تمہارے اور فئی کے احوال اکٹھے کر دیے جائیں اور پھر ان کو مہاجرین و انصار میں تقسیم کر دیا جائے اور اگر تمہاری مرضی ہو تو جو تمہارے مکانات اور زمینیں جو تم نے مہاجرین کو دے رکھی ہیں وہ تم کو واپس کر دی جائے اور بنی نضیر کے اموال مہاجرین میں تقسیم کر دیے جائیں۔ انصار میں سے حضرت سعد بن زراہ یا سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ ہمارے مال ان کے پاس ہی رہنے دیں اور بنی نضیر کے سب اموال بھی ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم فرما دیں۔"

سب انصار نے اس کی تصدیق کی اور حضور ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی:

اللھم ارحم الانصار۔

چنانچہ انصار کے مشورے سے یہ تمام اموال مہاجرین میں تقسیم فرما دیے گئے لیکن انصار کے مکانات وغیرہ اُن کو واپس لوٹا دیے گئے۔

ایک وہ وقت بھی تھا کہ لوگ آگے آگے دوڑتے تھے اور مال پیچھے پیچھے دوڑتا تھا۔ اور آج وہ وقت ہے کہ مال آگے آگے دوڑتا ہی اور لوگ پیچھے پیچھے دوڑتے ہیں۔ ہماری زندگی کا مقصد صرف مال کمانا رہ گیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے زندگی اور موت اس لیے پیدا کی ہیں تاکہ وہ آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔

ریفرنس ۔ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ (الملک، آیت: ۲)

ترجمہ: زندگی اور موت کو اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ تم کو آزمایا جائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔

(سبل الہدیٰ ۴/ ۴۵۱ تا ۴۵۷۔ الامتاع ۱/ ۱۵۱۔ ضیاء النبی ۳/ ۶۱۲ تا ۵۹۶)

غزوہ ذات الرقاع

حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاعات مل رہی تھیں کہ نجد کے علاقہ میں بنو محارب اور بنو ثعلبہ قبیلہ غطفان کے لوگ مسلمانوں

Marfat.com

کے خلاف جنگی تیاریاں کر رہے ہیں۔اس کے علاوہ ان لوگوں نے مسلمانوں کے ستر کے قریب مبلغین کو دھوکے سے اسلام کی تبلیغ کے لیے بلا کر قتل کر دیا تھا۔

حضور ﷺ نے مناسب سمجھا کہ ان لوگوں کو سبق سکھایا جائے۔

یہ علاقہ نجد کی طرف مدینہ منورہ سے کافی دور تھا اور مسلمانوں کے پاؤں سنگلاخ اور پتھریلی گرم زمین پر چلتے چلتے پھٹ پھٹ جاتے تھے اور یہ لوگ جو کوئی کپڑے کا ٹکڑا وغیرہ گرا پڑا ملتا تو اس کو اپنے پاؤں پر لپیٹ لیتے۔اس لیے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع پڑ گیا۔کیونکہ رقاع جمع ہے اور رقعہ واحد ہے۔اس کا معنی کپڑے کا وہ ٹکڑا ہے جس سے پیوند لگایا جاتا ہے۔علاوہ مسلمان اپنے پھٹے ہوئی جھنڈوں کو بھی پیوند لگاتے رہے۔جس وادی میں یہ غزوہ ہوا اور مسلمانوں نے جس درخت کے نیچے حضور ﷺ کی معیت میں پڑاؤ کیا۔اس درخت کا نام بھی ذات الرقاع تھا۔

ذات الرقاع کہنے کی یہ وجہ بھی بیان فرمائی ہے کہ اس وادی کے پہاڑ سخت سیاہ وسفید اور سرخ رنگ کے تھے۔جیسے کپڑے کے ٹکڑے یکجا جوڑ دیے ہوں۔

حضور ﷺ اپنے چار سو صحابہ اور ایک روایت ابن کثیر کے مطابق سات سو صحابہ کے ساتھ یہاں تشریف لے گئے۔مدینہ منورہ میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اور ایک روایت کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر فرمایا۔

جب حضور ﷺ نے یہاں پڑاؤ فرمایا تو یہ لوگ بھی ارد گرد کے بہت سے لوگوں کو اکٹھا کر کے لے آئے لیکن باوجود کثرت سے ہونے کے ان لوگوں کے دلوں میں حضور ﷺ کی دہشت بیٹھ گئی اور ان کو لڑائی شروع کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

حضور ﷺ خود تو لڑائی میں کبھی بھی پہل نہیں فرمایا کرتے تھے۔کچھ دن دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے رہے۔(الاکتفاء ۴/ ۱۵۴ تا ۱۵۲)

غورث کا واقعہ

اللہ تعالیٰ جس کی حفاظت کرے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔بنی محارب قبیلہ کا ایک آدمی جس کا نام غورث تھا اپنے سرداروں کے پاس گیا اور حضور ﷺ کو نعوذ باللہ قتل کرنے کی سازش سے آگاہ کیا۔انہوں نے اس کو خوشی خوشی روانہ کیا۔یہ ایلچی بن کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی باتوں سے یہ ظاہر کیا جیسے یہ بھی ایمان لانا چاہتا ہو۔حضور ﷺ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا جس سے اس نے نہ تو انکار کیا اور نہ اسے قبول کیا۔

باتوں باتوں میں اس نے حضور ﷺ کی تلوار اٹھانی چاہی اور کہا کہ یہ کتنی خوبصورت ہے۔کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں۔حضور ﷺ نے اجازت دے دی۔اس نے دیکھنے کے دوران اس کو نیام سے باہر نکال کر لہرایا۔اور کہا کہ کیا آپ میرے ہاتھ میں ننگی تلوار دیکھ کر ڈرنے لگ گئے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تجھ سے ڈر نہیں لگ رہا ہے اور میرا خدا تیرے مکر سے

Marfat.com

مجھے بچائے گا۔ یہ جواب سنتے ہی حضور ﷺ کا خوف اس کے دل میں بیٹھ گیا۔ تلوار اس نے دوبارہ نیام میں رکھ کر حضور ﷺ کو واپس کردی اور آپ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے ساتھ کبھی بھی جنگ نہ کرنے کا وعدہ کیا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ کبھی بھی آپ ﷺ کے ساتھ جو جنگ کرے گا اس کا ساتھ بھی نہیں دے گا اور چلا گیا۔

کچھ دن آمنے سامنے رہنے کے بعد کفار نے تو واپس لوٹ جانا ہی مناسب سمجھا۔ جب وہ واپس چلے گئے تو حضور ﷺ بھی بغیر لڑائی کے واپس تشریف لے آئے۔ کیونکہ لڑائی کا مقصد بھی کفار کے دلوں میں دھاک بٹھانا تھا۔ اور یہ بغیر لڑائی کے ہی مرعوب ہوگئے کہ ان میں لڑائی کی جرأت بھی پیدا نہ ہوسکی۔

قرآن پاک کی حلاوت

رسول اللہ ﷺ نے اس سفر سے واپسی پر ایک جگہ رات کو پہرے کے لیے مہاجرین میں سے عمار بن یاسر اور انصار میں سے عباد بن بشر رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مقرر فرمایا عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رات کے پہلے پہر اور عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رات کے پچھلے پہر اپنی اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کا پروگرام بنایا۔

رات کے پہلے پہر عباد بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو گئے تو عمار بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دیر پہرہ دیتے رہے پھر آپ نے نماز کی نیت باندھ لی۔ وقت کو گزارنے کا اس سے زیادہ تصرف اور کیا ہوسکتا ہے۔ آج کل ہم لوگ اپنا فالتو وقت کس طرح بسر کرتے ہیں۔ ہمارے مشاغل کیا ہیں حالانکہ وقت کا بہترین مصرف تو اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ ہر دم دل اسی میں لگا رہے۔ اٹھتے بیٹھتے لیٹتے سوتے اور چلتے ہر وقت وہی خدا کی ذات اور وہی خدا کے محبوب کی ذات پیش نظر رہے۔ ہمارے پیر و مرشد خواجہ گوہر این رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور کوئی وظیفہ بتائیں۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ میاں یہ بتاؤ کہ جب کوئی عورت کسی مرد پر عاشق ہوجاتی ہے تو وہ کیا وظیفہ پڑھتی ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ حضور وہ تو کوئی وظیفہ نہیں پڑھتی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا وہ دن رات کسی وقت اس کے خیال سے غافل بھی ہوتی ہے۔ وہ شخص کہنے لگا۔ نہیں حضور ہر وقت اس کو اسی کا خیال رہتا ہے۔ اور وہ کسی دم بھی اس کے خیال سے فارغ نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ یہی وظیفہ ہے کہ ہر دم اسی کا خیال رہے۔

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ (آل عمران)

ترجمہ: اور وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ کھڑے اور رکوع میں اور بیٹھے ہوئے بھی اور فکر کرتے رہتے ہیں۔ زمین و آسمان کی خلقت میں۔ یا اللہ یہ سب کچھ تو نے باطل پیدا نہیں فرمایا۔ تیری ذات پاک ہے۔ تو مجھ کو دوزخ کو عذاب سے بچالے۔ (آمین ثم آمین)

یا اللہ حضور ﷺ کی ساری امت کی اصلاح فرما۔ ساری امت پر رحم فرما۔ یا اللہ ساری امت مرحومہ پر سے تکلیفیں

Marfat.com

مصیبتیں آزمائشیں دور فرما۔ یا اللہ جس جس چیز میں جو جو کوئی بھی پھنسا ہوا ہے اس سے اس کو حضور ﷺ کے صدقے میں رہائی عطا فرما۔ سب کی مدد فرما اور سب کو معافی عطا فرما کر بغیر حساب وکتاب کے بخش لے۔ تیرے سوا ہمارا کوئی مدد گار نہیں۔ تیرے حبیب پاک کے سوا ہمارا کوئی دروازہ نہیں کہ جس کے ذریعے ہم تجھ تک رسائی کر سکیں۔ اور نہ ہی ہم میں طاقت ہے کہ نیکی کر سکیں اور نہ ہی ہم میں طاقت ہے کہ برائی سے بچ سکیں مگر تو چاہے جس طرح تیری پاک ذات عالی اور عظمت والی چاہے۔

یا اللہ! ہمیں دوزخ اور قبر کے عذاب سے بچا لے اور پل صراط پر ثابت قدمی فرما کر گزار دے اور میزان میں ہمارے نیک عملوں کو بھاری فرما دے۔

آمین بجاہ نبی کریم رووف الرحیم ﷺ

نثار النبی ولد صوفی محمد ریاض ولد صوفی محمد چراغ

حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہرہ دیتے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ رات کا سہانا وقت تھا۔ تمام لشکر سویا ہوا تھا۔ اور نماز میں قرآن پاک کی تلاوت نے آپ پر کیفیت وسرور طاری فرما دیا تھا اور اس ذات پاک کی عبادت میں کیف وسرور کا جو نشہ ہے۔ اس کا کوئی بھی نشہ مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔

اچانک دشمن کے ایک آدمی نے گھات لگا کر ایک تیر مارا۔ جو سیدھا نشانے پر لگا اور خون نکلنے لگا۔ آج کل کوئی عام مولوی یہ دیکھتا تو کہتا کہ یہ تو نماز ہی فاسد ہوگئی ہے لیکن قرآن پاک کی تلاوت کا جو سرور ان کو آ رہا تھا۔ انہوں نے تیر کو نکالنا مناسب نہ سمجھا اور یوں ہی قرآن پاک کے سحر میں ڈوبے رہے۔ اس کافر نے دوسرا تیر مارا۔ وہ بھی ٹھیک نشانے پر لگا اور مزید خون بہنے لگا۔ آپ نے پھر بھی نماز جاری رکھی۔

اچانک اس کافر نے ایک اور تیسرا تیر مارا جس سے ایک خون کا فوارہ نکلا۔ آپ کو ڈر ہوا کہ کہیں خون زیادہ بہہ جانے سے موت ہی واقع نہ ہو جائے۔ اس لیے آپ نے نماز مختصر کر کے سلام پھیرا اور اپنے ساتھی مہاجر عمار بن یاسر کو اٹھایا۔ انہوں نے آپ کو خون میں لت پت دیکھا۔ تو فرمایا کہ آپ نے مجھے فوراً ہی مطلع کیوں نہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ نماز میں قرآن پاک کی سورت میں مجھے اتنی لذت آ رہی تھی کہ میں اس کو منقطع نہیں کرنا چاہتا تھا۔

دشمن کے آدمی نے آپ کی جوانمردی دیکھی تو بھاگ گیا۔ ایک اور موقع پر ایک دفعہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک تیر لگا۔ بڑی کوشش کے باوجود وہ باہر نہیں نکل رہا تھا۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ٹھہرو مجھے نماز نیت لینے دو۔ جب آپ نے نماز شروع فرمائی تو آپ کا جسم اتنا نرم ہوگیا کہ لوگوں نے آسانی سے تیر نکال لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو پتہ بھی نہ چلا۔

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اونٹ

لشکر کی واپسی پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اونٹ بہت سست رفتاری سے چل رہا تھا۔ سب لوگ اس سے آگے نکلے جارہے تھے۔ اتنے میں سرکار دو عالم ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا:

مالك یاجابر

ترجمہ: جابر تمہیں کیا ہوگیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضور ﷺ یہ تھکا ماندہ اور لاغر ہے۔ اس لیے نہیں چل رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے بٹھاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اسے بٹھایا تو حضور ﷺ نے بھی اس کے ساتھ اپنا اونٹ بٹھادیا۔ حضور ﷺ نے حضرت جابر کی چھڑی ان کے ہاتھ سے لے کر اونٹ کو اس سے تین کچوکے دیے اور فرمایا کہ جابر اس پر سوار ہو جاؤ۔

اب دوبارہ یہ چلا تو یہ بہت تیز رفتار ہوگیا اور حضور ﷺ کے اونٹ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ جب یہ اونٹ حضور ﷺ کی برکت سے تیز رفتاری سے چلنے لگا تو حضور ﷺ نے حضرت جابر سے پوچھا کیا اسے بیچو گے۔ عرض کی حضور ﷺ کو اسے ہدیتاً نذر کرتا ہوں۔ فرمایا نہیں قیمتاً لوں گا۔ اور ایک اوقیہ سونے کے وزن عوض سودا طے پا گیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ جابر کیا تم نے شادی کرلی ہے۔ عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا کسی کنواری سے شادی کروائی ہے۔ یا کسی ثیبہ (طلاق یافتہ یا بیوہ) عورت سے۔

عرض کی کہ ثیبہ عورت سے شادی کروائی ہے۔ فرمایا کہ کسی کنواری عورت سے شادی کیوں نہیں کروائی۔ کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تجھ سے کھیلتی۔ عرض کی کہ حضور ﷺ کہ جنگ احد میں میرے والد شہید ہوگئے تھے اور انہوں نے سات بیٹیاں چھوڑیں۔ میں کسی ایسی عورت سے شادی کرنا چاہتا تھا کہ جو میری سات بہنوں کو بھی سنبھال سکے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اصبت انشاء اللہ

ترجمہ: تم نے انشاء اللہ درست فیصلہ کیا ہے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ انشاء اللہ ہم صرار (ایک گاؤں) پہنچیں گے تو لشکر اسلام کی ضیافت کریں گے اور اونٹ ذبح کریں گے۔ مجاہدین وہاں دن بھر ٹھہریں گے۔ اسی اثنا میں تمہاری بیویوں کو تمہاری آمد کا علم ہوجائے گا اور وہ تمہارے بستر کی چادریں تکیے اور غلاف وغیرہ دھو دھا کر تیار ہو کر تمہارا استقبال کریں گی۔ عرض کی اس غریب کے پاس پردے وغیرہ کہاں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

انہا ستکون انشاء اللہ

ترجمہ: جلد ہی وقت آئے گا۔

Marfat.com

تمہارے پاس یہ سب چیزیں ہوگی۔

لشکر اسلام جب صرار گاؤں پہنچا تو وہاں اونٹ ذبح کیے گئے اور ان کی ضیافت کی گئی اور دن بھر لشکر یہاں رہا اور شام کو یہ لوگ مدینہ طیبہ پہنچے۔

دوسرے دن حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا اونٹ لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باہر بیٹھ کر آپ ﷺ کا انتظار کرنے لگے۔

سبحان اللہ کیا ادب اور کیا ادائیں حضور ﷺ کے صدقے میں آپ علیہ السلام کے صحابہ اکرام کو ملیں تھیں۔ اتنے میں حضور ﷺ تشریف لے آئے۔ اونٹ کو دیکھ کر فرمایا کہ کس کا اونٹ ہے عرض کی گئی۔ حضرت جابر کا۔ فرمایا۔ اسے بلاؤ۔ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ میرے بھتیجے یہ اونٹ میں نے تمہیں دے دیا ہے۔ اسے لے لو اور آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ جابر کو ایک اوقیہ سونا دے دو۔ آپ نے ایک اوقیہ سے کچھ زیادہ ہی مجھے دے دیا اور میں اونٹ بھی واپس لے کر آ گیا اور حضور ﷺ کے عطیہ کی برکت سے ان کے ہاں برکتیں ہی برکتیں ہوگئیں۔ (الاکتفاء ۲/ ۱۵۴)

غزوہ بدر الصغری

رسول اللہ ﷺ کو غزوہ احد سے واپسی پر ابوسفیان نے چیلنج یاد تھا۔ ابوسفیان نے کہا تھا کہ ہم ایک سال بعد بدر کے مقام پر دوبارہ نبرد آزما ہوں گے اور حضور ﷺ نے اس کے اس چیلنج کو قبول فرمایا تھا۔

ابوسفیان نے مدینہ کے گردونواح میں اپنے جاسوس پھیلا دیے تا کہ مسلمانوں کو خوفزادہ کر سکے۔ کہ وہ بدر کے مقام پر نہ آسکیں۔ ان لوگوں نے مدینہ منورہ میں یہ افواہیں پھیلا دیں کہ ابوسفیان بہت بڑا لشکر اور بہت سا اسلحہ لے کر بدر کے مقام پر لڑنے کے لیے آرہا ہے۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کفار نے افواہوں کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب کرنے والا ہے اور اپنے نبی ﷺ کو عزت دینے والا ہے۔ ہم نے قوم کے ساتھ بدر میں جنگ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ہم پسند نہیں کرتے کہ ہم وہاں نہ پہنچیں۔ اس طرح وہ ہمیں بزدل خیال کریں گے۔ آپ ﷺ اس مقررہ تاریخ پر تشریف لے چلئے اللہ کی قسم اسی میں خیر و برکت ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لاخرجن وان لم یخرج معی احد

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں ضرور ان کے مقابلہ کے لیے نکلوں گا۔ خواہ میرے ساتھ ایک آدمی بھی نہ جائے۔

Marfat.com

سبحان اللہ کیا شان رسالت ہے۔ سبحان اللہ کیا شان جوانمردی ہے اور کیا بہادری ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کو سن کر مدینہ منورہ کا ہر جوان تیار ہوگیا تا کہ آقا دو عالم ﷺ کے ہمراہ جا کر کفار کا مقابلہ کر سکے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے غزوہ ذات الرقاع کے تین ماہ بعد ماہ شعبان میں بدر کی جانب رخ فرمایا۔ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی منافق کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد نبوی میں نماز کے لیے مقرر فرمایا اور لشکر اسلام کا جھنڈا سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔

حضور ﷺ اپنے پندرہ سو صحابہ کے ہمراہ میدان بدر میں تشریف لے گئے۔ ادھر ابوسفیان بھی لوگوں کو دکھانے کے لیے اپنے دو ہزار کے لشکر کے ہمراہ باہر نکلا۔ اس سے پہلے ابوسفیان نے نعیم بن مسعود الاشجعی کو مدینہ میں بیس اونٹوں کا لالچ دے کر اور تیز رفتار اونٹ دے کر حالات کی خبر لینے اور مسلمانوں میں افواہیں پھیلانے کے لیے بھیجا ہوا تھا۔ تا کہ مسلمان مدینہ سے ڈرتے ہوئے باہر ہی نہ نکلیں۔ لیکن نعیم اپنی مہم میں ناکام رہا اور اس نے واپس آ کر ابوسفیان کو بتایا کہ مسلمان ذرا خوفزدہ نہیں اور بدر کے مقام پر خوب تیاری کے بعد پہنچ رہے ہیں۔ اور ان کی تعداد تقریباً دو ہزار کے قریب ہے۔

ابوسفیان کا لڑائی کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اور وہ اندر سے مسلمانوں سے ڈرتا تھا۔ وہ صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے دو ہزار کا لشکر لے کر باہر نکلا اور ظہران کے مقام پر مجنہ کے نواح میں پہنچنے کے بعد اس نے لشکر سے کہا کہ قحط سالی کا دور ہے اور مویشیوں کے لیے چارہ بھی نہیں ہے۔ ہم جب حالات بہتر ہوں گے تو لڑائی کے لیے جائیں گے۔ فی الحال واپس چلے جاتے ہیں۔ سب لوگوں نے شکر کر کے یہ تجویز پسند کی۔ کیوں کہ کسی کی بھی مرضی لڑنے کی نہیں تھی اور ہر ایک خوفزدہ تھا۔ یہ لوگ واپس ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے آٹھ روز تک ابوسفیان اور اس کے لشکر کا انتظار فرمایا۔ لیکن کوئی بھی نہ آیا۔ مخشی بن عمرو ضمری کے ساتھ غزوہ ودان کے موقع پر حضور ﷺ نے دوستی کا معاہدہ کیا تھا۔ اس موقع پر بدر میں حاضر ہوا اور اس طرح گفتگو کی کہ وہ جیسے کفار کی حمایت کر رہا ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو باہمی معاہدہ کو توڑ دو۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک سن کر وہ ڈر گیا اور کہنے لگا کہ ہم کبھی آپ ﷺ پر دست اندازی نہیں کریں گے اور اپنے دوستی کے معاہدہ کو برقرار رکھیں گے۔

لشکر اسلام میدان بدر میں چونکہ تجارتی منڈی لگتی تھی۔ اس لیے وہاں کاروبار کے لیے سامان تجارت ساتھ لے گئے اور وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک درہم کے ساتھ ایک درہم کمایا۔ (سبل الہدی ۴/ ۴۷۹ تا ۴۷۸)

Marfat.com

سال چہارم دیگر واقعات

حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۴ ہجری ربیع الثانی میں وفات پائی۔ آپ کو ام المساکین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ صرف آٹھ ماہ حضور ﷺ کی زوجیت میں رہیں۔ حضور ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھایا اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

آپ کا تعلق نجد کے علاقے سے تھا۔ اِن سے مسلمانوں کے تعلقات نہایت کشیدہ تھے۔ اس سے قبل حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے تین نکاح کیے تھے لیکن اِن کے تینوں خاوند وصال فرما گئے تھے۔ حضور علیہ السلام نے اِن کی دلجوئی کے لیے شادی فرمائی تھی۔ لیکن یہ آٹھ ماہ بعد ہی خالق حقیقی سے جا ملیں۔ (سیرت النبی ﷺ جلد ششم ڈاکٹر طاہر القادری صفحہ ۱۹۵)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح مبارک

حضور ﷺ کے رضاعی بھائی حضرت ابوسلمہ حضور ﷺ پر شروع ہی میں مکہ مکرمہ میں ایمان لے آئے تھے۔ آپ کی بیوی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ جب کافروں نے مسلمانوں کا جینا حرام کر دیا تو آپ دوسرے لوگوں کے ساتھ حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے۔ حضرت ام سلمہ کا نام ہند تھا۔ اور آپ کی کنیت ام سلمہ تھیں اور آپ کا تعلق قریش کے بنی مخزم قبیلے سے تھا۔ حبشہ سے واپس آنے کے بعد حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے ارادے سے اپنی بیوی ام سلمہ اور بیٹے سلمہ کو لے کر چلے تو ام سلمہ کے رشتہ داروں نے آپ کو روک لیا اور کہا کہ ہم اپنی بیٹی کو مدینہ نہیں جانے دیں گے اور وہ ان کی بیوی کو اِن سے چھین کر لے گئے۔ حضرت ابوسلمہ تن تنہا ہی دیار محبوب حضور ﷺ کی خدمت میں روانہ ہو گئے۔ ادھر ابوسلمہ کے رشتہ داروں کو پتہ چلا تو انہوں نے ام سلمہ سے ان کا فرزند چھین لیا کہ یہ تو ہمارا بیٹا ہے۔

جس ٹیلے کے پاس سے ام سلمہ سے ان کا بیٹا اور شوہر جدا ہوئے۔ آپ وہاں روز ایک سال تک جا کر صبح و شام ان کی یاد میں روتی رہیں۔ ایک دن ان کے چچا زاد بھائی کا ادھر سے گزر ہوا اس کو ان پر ترس آ گیا۔ اور ان کا بیٹا ان کی بدولت ان کو واپس مل گیا اور ان کے میکے والوں نے بھی ان پر ترس کھا کر ان کو مدینہ طیبہ اپنے خاوند کے پاس جانے کی اجازت دے دی اور یہ تن تنہا ہی مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑیں۔ راستے میں ان کو ایک شریف النفس آدمی مل گیا جس نے ان کو بحفاظت مدینہ طیبہ پہنچا دیا۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدر اور احد کی جنگوں میں حصہ لیا۔ احد کی جنگ میں آپ شدید زخمی ہو گئے کہ زخم مندمل ہونے لگے تو آپ ایک اور مہم پر روانہ ہو گئے جس کو سر کرنے میں کافی دن لگ گئے اور ان کے زخم پندرہ بیس دن بعد آتے آتے دوبارہ کھل گئے۔ بعد کچھ دن بیمار رہنے کے بعد آپ اپنے رب کریم سے جا ملے۔

Marfat.com

حضرت ام سلمہ پر غم کا پہاڑ آ پڑا۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے خاوند سے سنا تھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی پر کوئی مصیبت آئے اور وہ اس پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے اجر طلب کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ مجھے اس سے بہتر چیز عطا فرما۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی التجا کو قبول فرما لیتا ہے۔

آپ فرماتی ہیں کہ میں نے یہ دعا تو مانگ لی لیکن ابو سلمہ کے بدلے میں مجھے کیا بہتر چیز ملے گی اس کی مجھے سمجھ نہیں آئی تھی۔ مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے نکاح کا پیغام آیا۔ جس کو میں نے قبول نہ کیا پھر مجھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے شادی کا پیغام آیا۔ اسے بھی میں نے قبول نہ کیا۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ جب مجھے حضور ﷺ کی طرف سے پیغام آیا تو میں نے مرحبا کہا اور مجھے اس وقت آپ ﷺ کی دعا یاد آ ائی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابو سلمہ سے بہتر خاوند عطا فرمائے ہیں۔ لیکن میں نے بڑے ادب سے آقا حضور ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میں تین باتوں سے ڈرتی ہوں کہ مجھ میں غریت کا جذبہ بہت شدید ہے (یعنی دوسری امہات المومنین کے ساتھ کیسے گزارہ کروں گی) دوسرا میرا یہاں کوئی ولی نہیں جو میری طرف سے ایجاب و قبول کرے۔ اور تیسرا میں بال بچے دار ہوں۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ

"تمہاری غیرت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا۔ وہ غیرت کا جذبہ تم سے دور کر دے گا اور تمہارے بچوں کا اللہ تعالیٰ خود نگہبان ہے۔"

آپ نے حضور ﷺ کے نکاح کے پیغام کو قبول فرمایا اور ان کے بیٹے حضرت سلمہ نے ان کے ولی کے فرائض انجام دیے۔

جب یہ کاشانہ نبوت میں تشریف لائیں تو آپ میں غیرت جو کہ دوسری عورتوں سے ہوتی ہے بالکل نہ رہی۔

آپ سات سال تک حضور ﷺ کے ساتھ رہیں اور چراسی سال کی عمر میں آپ نے ساٹھ ہجری میں وفات پائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ (سیرت النبی ۶/ ۱۹۵۔ تاریخ الخمیس ۱/ ۴۶۶)

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کی وفات

حضور ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے حضور علیہ السلام کی والدہ کی وفات کے بعد والدہ کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ ان کا ہر طرح سے خیال رکھا۔ یہ اعلان نبوت کے فوراً بعد ہی ایمان لے آئیں تھیں۔ آپ بھی ہاشمی تھیں اور حضرت ابو طالب بھی ہاشمی تھے۔ حضور ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی۔ چار ہجری میں آپ کی وفات ہوگئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

جزاك الله مِن امٍّ خير لقد كنت خيرا۔

ترجمہ: اے میری ماں تجھے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے بیشک تو بہترین ماں تھی۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے انہیں اپنی قمیص پہنائی اور ان کی قبر میں لیٹے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے انہیں اپنی قمیص اس لیے پہنائی ہے کہ انہیں جنت کا لباس پہنایا جائے اور ان کی قبر میں اس لیے لیٹا ہوں کہ یہ قبر اِن پر کشادہ ہو جائے۔ (تاریخ الخمیس ۱/ ۴۶۷) (خاتم النبیین ۲/ ۷۶۳)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش مبارک

آپ کا لقب سبط الرسول اور ریحان الرسول اور کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ سنہ ۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ حضور ﷺ کو جب آپ (سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ) کی پیدائش کی خبر دی گئی تو حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور خود تشریف لے کر آئے۔ بچے کو گود میں اٹھایا اور ایک کھجور لے کر اس کو منہ میں خوب نرم کیا اور اپنے لعاب دہن کے ساتھ ملا کر بچے کو گھٹی دی گئی۔ سبحان اللہ کیا قسمت ہے۔ دنیا میں تشریف لاتے ہی حضور ﷺ کے لعاب دہن کی پہلی خوراک۔ سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اور سید نا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لخت جگر ہونا۔ آپ نے ان کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"جس نے ان دو شہزادوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا۔" (سند احمد بن حنبل ۴۔ ۴۴۰، سیرت النبی ڈاکٹر طاہر القادری ۶۔ ۱۹۴)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

"حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔"

ساتویں دن عقیقہ اور بال منڈائے گئے اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی گئی اور نام رکھا گیا۔ بندہ ناچیز کو امام عالی مقام نے پچھلے دنوں اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ آپ نہایت ہی پرنور روشن چہرے کے ساتھ صحابہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور درمیان میں ایک سڑک ہے جس کے دوسرے کنارے پر بیٹھا میں آپ کے چہرہ مبارک کی تلاوت کرتا رہا اور کافی دیر آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت سے مستفید ہوتا رہا۔

کہاں میں کہاں یہ قسمت تیرے در پہ کھینچ لائی
کبھی خود کو دیکھتا ہوں کبھی تجھ کو دیکھتا ہوں

آپ کی میدان کربلا میں شہادت کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ نے بہت پہلے فرما دیا تھا اور آپ ﷺ ان کی گردن مبارک کو بوسا دیا کرتے تھے۔

حضرت ام الفضل حضور ﷺ کی چچی فرماتی ہیں کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی گود میں لیے ہیں اور آنکھوں سے موتیوں کی جھڑیاں گر رہی ہیں۔ میں نے پوچھا اے نبی اللہ

Marfat.com

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ کیوں رو رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی۔ میں نے کہا کیا اس کو۔ فرمایا ہاں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کربلا کے مقتل کی مٹی بھی میرے پاس لائے۔

(ضیاء النبی سوم صفحہ ۶۲۴)

سریانی زبان سیکھنے کا اہتمام

جب دنیا اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی اور ثقافتی سطح پر بین الاقوامی زبانیں سیکھنے کا رہتمام نہ تھا تو معلم اعظم رسول خدا ﷺ نے سب سے پہلے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم فرمایا۔ تا کہ یہود سے خط وکتابت میں آسانی رہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی نجار قبیلہ سے تھے۔ اور ان کے پاس یہود کے خط وغیرہ آتے جاتے تھے۔ ان کو حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ حضور ﷺ کو بتایا گیا کہ انہوں نے پندرہ سپارے حفظ کر لیے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان سے قرآن پاک سنا اور اِن کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم فرمایا اور آپ نے صرف سترہ دن کی قلیل مدت میں سریانی زبان پر عبور حاصل کر لیا اور خط وکتابت کے قابل ہو گئے۔

شرعی احکام ۴ ہجری

صلوٰۃ الخوف

غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر کفار پر مسلمانوں کا رعب چھایا رہا اور وہ حملہ نہ کر سکے۔ حضور ﷺ بھی جنگ میں پہل نہیں فرمایا کرتے تھے۔ کفار مسلمانوں کی نماز کا انتظار کرنے لگے۔ کہ جب نماز پڑھ رہے ہوں تو یکبارگی ان پر حملہ کر دیا جائے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نماز الخوف کا طریقہ بتایا اور کفار کی سازش سے آگاہ فرمایا۔

حضور ﷺ نے حکم دیا کہ آدھا لشکر کفار کے مقابل چوکس رہے اور آدھا لشکر میرے پیچھے ایک رکعت پڑھ لے اور واپس چلا جائے اور بقیہ آدھا لشکر آ کر میرے پیچھے دوسری رکعت پڑھ لے۔ اور پھر بقایا لوگ بھی نماز مکمل کر لیں۔

سبحان اللہ کیا وحدت ہے کہ سب لشکر کو حضور ﷺ کی امامت بھی میسر آ جائے گی۔ یہ ہے ایک وحدت کا سبق یہ ہے کہ حضور ﷺ کو اپنے ہر ہر کام میں امام ماننے کا درس۔

چاہے حالات کچھ بھی ہوں مصائب کی آندھیاں چلیں۔ طوفانوں کی گھٹائیں چھا جائیں۔ چاہے کتنے مصائب ہوں رسول خدا ﷺ کے اسوہ حسنہ ہی کی طرف دیکھیں۔ آپ ﷺ ہی کو اپنا رہبر مانیں تو آپ کامیاب ہوں گے۔

آج بھی امت مرحومہ اگر زبانی کہنے کی بجائے عملاً حضور علیہ السلام کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لے تو اغیار کے پٹوں

Marfat.com

اِس کو نجات مل جائے گی۔

؎ یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے کرتا ہے بے نیاز تجھے

حرمت خمر کا حکم

اکثر لوگ عرب میں شراب کے رسیا تھے۔ جواء بھی عام تھا اور لوگ تیروں کے ذریعہ فال بھی نکالتے تھے۔
سورۃ بقرہ کی آیت میں ہے:

۔۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ (البقرہ، آیت:۲۱۹)

ترجمہ: آپ ﷺ سے شراب اور جوئے کی نسبت سوال کرتے ہیں آپ ﷺ فرما دیں اِن دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ دنیاوی فائدے بھی ہیں مگر اِن دونوں کا گناہ اِن کے نفع سے بڑھ کر ہے۔
اللہ تعالیٰ کی ذات علیم و حکیم ہے وہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

مدتوں سے شراب و جوئے کے لوگوں کو پہلے ذہنی طور پر تیار کیا جا رہا ہے اور حکمت الٰہی کے مطابق بتدریج احکام الٰہی نازل فرمائے جاتے رہے۔
جب لوگوں کا ذہن بن گیا اور اکثر لوگوں نے شراب کو چھوڑ دیا تو پھر حکم نازل ہوا کہ

۔۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

(النساء، آیت: ۴۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ یہاں تک کہ تم وہ بات سمجھنے لگو جو کہتے ہو۔
اور اِس کے کچھ دیر بعد شراب و جوئے کی قطعی حرمت کا حکم نازل فرما دیا گیا:

۔۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ (المائدہ)

ترجمہ: اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا اور (عبادت کے لیے) نسب کیے گئے بت اور (قسمت معلوم کرنے کے لیے) فال کے تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں۔ سو تم کلیتاً اِن سے پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پا

Marfat.com

جاؤ شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور کینہ ڈلوائے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے کیا تم باز آجاؤ گے۔

اس قطعی حکم کی آواز جس جس کے کان میں پڑی اُس نے فوراً شراب نالی میں بہادی اور مدینہ کی گلیوں میں اُس د شراب پانی کی طرح بہہ رہی تھی۔ (خاتم النبیین ۷۵۷۔ضیاالنبی ۳۔ ۶۳۰)

سبحان اللہ کیا شان پاک ہے۔

النساء — وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

ترجمہ: اور (میرے رسول) تم کو پاک کرتے ہیں اور تم (لوگوں) کو کتاب اور حکمت کا علم سکھاتے ہیں۔

وہ رسول امی ﷺ جو بظاہر کسی انسان سے نہیں پڑھے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے تعلیم یافتہ ہیں۔

الرحمٰن — اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾ (الرحمٰن)

ترجمہ: (وہ) رحمٰن جس نے قرآن سکھایا۔

حضور نبی کریم ﷺ کس طرح تربیت فرمارہے ہیں بلکہ اگر دیکھنے والی آنکھ ہو تو وہ اَب بھی ہر ایک کی تربیت فر رہے ہیں اور پاک فرمارہے ہیں ہر ہر آدمی کے لیے ہر ہر لمحہ کو کس طرح گزارنا ہے لیکن یہ اُس کو نصیب ہوتا ہے جو ہر وقت حضو علیہ السلام کی طرف اپنی توجہ رکھے۔

لیکن افسوس کہ ہم نے اپنی آنکھیں ہی بند کر رکھیں ہیں وہ کرم کا بادل تو ہر لمحہ ہر ایک پر برسنے کے لیے تیار ہے لیکن افسوس کہ ہم نے اِس بارش میں اپنا برتن ہی اُوندھا رکھا ہوا ہے اگر موسلا دھار بارش میں برتن کو سیدھا رکھا جائے گا تو اُس میں رحمت کا پانی برسے گا آج امت مرحومہ میں ہمارے جوانوں، بوڑھوں اور بچوں کو نہایت شدت سے اسلامی تعلیمات کی ضرورت ہے، اپنے نصاب تعلیم میں دنیا جہاں کے علوم وفنون پر زور دیتے ہیں اور کروڑوں اَربوں روپے خرچ کرتے ہیں لیکن قرآن وحدیث کی تعلیم پر اتنا زور نہیں دیتے حالانکہ اِسی تربیت سے ہمارے بچے سدھریں گے اور اپنے ماں باپ کا ادب کریں گے اور نما روزے احکامات دین کی پابندی کریں گے اور ایک نیک اور صالح معاشرہ وجود میں آئے گا جو کل پوری دنیا پر چھا کر اِسلام نام بلند کرے گا۔ (العبد مسکین نثار النبی ولد صوفی محمد ریاض ولد صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ)

پانچویں ہجری کے اہم واقعات

ہجرت کے پانچویں سال کے اہم واقعات میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا آزاد ہونے کے بعد اسلام لانا غزوہ ذمہ الجندل، حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا کی وفات، چاند گرہن بلال بن حارث المزنی کے وفد کی آمد، ضمام بن ثعلبہ کی آمد، غزوہ مریسیع تنازع جھجھاہ، ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے آقا علیہ السلام کا نکاح واقعہ افک۔ غزوہ خندق غزوہ بنو قریظہ، حضرت زینب بنت جحش

Marfat.com

اسے حضور علیہ السلام کا نکاح مبارک، مدینہ طیبہ میں زلزلہ، گھڑدوڑ اور حج کی فرضیت کا حکم ہے۔

غزوہ دُومۃ الجندل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اب تک نزدیک اِردگرد کے حالات ٹھیک فرمانے پر توجہ فرمائی تھی۔ اب ذرا فراغت ہونے بعد اِس دور دراز علاقے کی طرف توجہ فرمائی۔ یہ شہر شام کی سرحد کے نزدیک واقع تھے اور سلطنت روم کا ایک صوبہ تھا اِطلاع تھی کہ یہاں پر راہزنوں اور ڈاکوؤں کا بسیرا رہتا تھا جو آتے جاتے مسافروں کو لوٹتے تھے اور علاوہ اکٹھے ہو کر مدینہ مسلمانوں پر حملے کا پروگرام بھی بنا رہے تھے۔ علامہ ابن قیم کے مطابق دومۃ الجندل اور دومۃ الجندل دو الگ الگ شہر ہیں لوگوں نے ایک شہر کا ہی لکھا ہے یہ مدینہ منورہ سے پندرہ رات کی مسافت پر ہے اور یہاں سے شام کا فاصلہ صرف پانچ رات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سفر میں رات کو سفر فرماتے تھے اور دن کو آرام کرتے تھے۔ مقصد بے خبری میں دشمن کو جالینا تھا۔

سبحان اللہ کیا ہمارے نبی علیہ السلام کی شان ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے سب سے بڑے کمانڈر انچیف ہیں آج فوج کے لوگوں جو بڑی عرق ریزی طریقے لڑائی کے وضع کیے ہیں حضور علیہ السلام اُن سب پر حاوی نظر آتے ہیں فوج میں سب سے بڑی بات ہے راز داری اور دوسری بڑی بات دشمن کو اچانک جالینا اور تیسرا اپنے آپ کو چھپائے رکھنا اور چوتھا نظم وضبط اور اپنے بڑے کی عزت اور اُس کا حکم ماننا اور پانچواں کردار کی پختگی وغیرہ وغیرہ جس بھی چیز کو آپ دیکھیں گے مسلمان مجاہدین میں یہ درجہ کی آپ کو نظر آئیں گی۔

حضور نبی کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں سباع ابن عرفہ الغفاری کو اپنا نائب بنایا اور ربیع الاول کے اخر میں مدینہ رہ سے ایک ہزار لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔

حضور علیہ السلام نے بنو عذرہ قبیلے کے ایک آدمی کو لشکر اسلام کی رہبری کے لیے چُنا۔ یہ بہت تجربہ کار تھا اِس کا نام مذکور تھا۔

اِس آدمی نے قریب پہنچ کر عرض کی کہ پہلے میں جا کر دیکھتا ہوں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کو اجازت فرما دی اِس نے واپس آ کر بتایا کہ یہ لوگ ڈر کر اونٹ و بکریاں بھی چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے پیش قدمی فرمائی اور بہت سے اونٹ و بکریوں پر قبضہ فرما لیا۔ دشمن کا صرف ایک آدمی ہی قابو ن آیا۔ کئی دن اِس پر اسلام پیش کیا جاتا رہا بالآخر اُس کی تقدیر سنور گئی اور وہ اسلام لے آیا۔

واپسی پر حضور علیہ السلام نے عیینہ بن حصین فراری سے معاہدہ فرمایا کہ وہ تغلبین سے مراض تک کے علاقہ میں اپنے اونٹوں مویشیوں کو چرا سکتا ہے۔

حضور علیہ السلام ربیع الثانی کی بیس تاریخ کو تقریباً ایک مہینہ کے بعد واپس مدینہ منورہ خیریت و عافیت کے ساتھ تشریف ائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمارے پیغمبر عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا رہے اور ہر ہر لمحہ حضور علیہ السلام کے درجات کو بلند فرماتا رہے۔

Marfat.com

آمین ثم آمین اور تمام عالمین کو اور خاص کر امت مرحومہ کو حضور علیہ السلام کی رحمت کے سمندر بیکراں سے حصہ ملتا رہے۔ آمین ثم آمین بنی کریم رووف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (زاد المعاد ۳/ ۲۵۵)

غزوہ مریسیع مصطلق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ مریسیع مصطلق کی طرف غزوہ جندل کے پانچ ماہ اور تین دن بعد سات سو صحابہ کرام کے لشکر کے ساتھ چلے۔

عروہ بن زبیر، موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب قتادہ اور واقدی کے نزدیک یہ غزوہ حضور علیہ السلام کی سربراہی میں شعبان ۵ ہجری میں وقوع پذیر ہوا اور ابن اسحاق کے نزدیک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھ ہجری شعبان کو یہ غزوہ لڑا۔ امام بیہقی نے بھی اس قول کی تصدیق کی ہے۔ حضور علیہ السلام اس غزوہ کے لیے دو شعبان کو مدینہ منورہ سے تشریف لے کر چلے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں جانشین مقرر فرمایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاعات ملی تھیں کہ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی نے اپنی قوم اور اردگرد کے بدو قبائل کو جمع کرنا شروع کیا ہوا ہے تاکہ مسلمانوں پر حملہ کیا جا سکے۔ اطلاعات کی تصدیق کے حضور علیہ السلام نے حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ جنہوں نے اس بات کی تصدیق کی تھی۔ مقدمہ الجیش پر حضرت عمر فاروق کو مقرر فرمایا گیا اس سفر میں رفاقت کا قرعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ام المومنین کا نکلا تھا۔ چونکہ یہ نزدیک کا سفر تھا اور اس میں مال غنیمت کی توقع تھی اس لیے کثیر تعداد میں منافقین بھی ساتھ ہو لیے۔

مریسیع کا یہ ایک چشمہ تھا جہاں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ مہاجرین کا علم سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اور انصار کا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مرحمت ہوا۔ مسلمانوں کا شعار یا منصور آمت مقرر ہوا۔

پہلے پہر تک مسلمان اور کفار ایک دوسرے پر تیر اندازی کرتے رہے۔ پھر اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا اور قلیل وقت میں ہی دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور ان کے دس آدمی قتل ہو گئے جب کہ مسلمانوں کا صرف ایک آدمی شہید ہوا۔ سو کے قریب لوگوں کو جنگی قیدی بنا لیا گیا۔ دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں مال غنیمت ہاتھ آیا۔

لیکن اس کے بعد ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آ گیا۔ جسے حضور علیہ السلام نے حسن تدبیر سے رفع فرما دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک ملازم جہجاہ سعود الغفاری تھا۔ سنان بن دبر الجہنی بنی خزرج کا حلیف تھا۔ یہ دونوں بنی حبان کے کنوئیں سے پانی پیتے ہوئے آپس میں جھگڑ پڑے۔ جہجاہ نے سنان کو ضرب لگائی جو زیادہ لگ گئی اور خون بہنے لگا۔ زمانہ جاہلیت کے مطابق اس نے انصار کو مدد کے لیے پکارا۔ ادھر جہجاہ نے مہاجرین کو مدد کے لیے پکارا۔ دونوں میں سے کچھ حضرات دوڑتے آئے اور قریب تھا کہ سب لوگ آپس میں لڑ پڑتے کہ حضور علیہ السلام کو اطلاع مل گئی حضور علیہ السلام فوراً تشریف لائے اور دونوں قبیلوں کو سرزنش کرتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

مَا بَالُ دعْوَى الْجَاهِلِيةِ۔

ترجمہ: زمانہ جاہلیت کے اِس نعرے کا کیا مقصد ہے۔

حضور علیہ السلام نے فریقین کے حالات جان کر فرمایا کہ ہر آدمی کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائی کی مدد کرے، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم یعنی ظالم کو اُس کے ظلم سے منع کر کے اور مظلوم کی مدد کر کے اُس کی اعانت کی جائے۔

حضور علیہ السلام نے اپنے حسن تدبیر سے معاملہ کو رفع دفع کروا دیا۔

اِدھر منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی کو باتیں کرنے کا موقع ہاتھ لگ گیا۔ وہ طرح طرح کے اول فول بکنے لگا وہ اپنے معتقدین سے کہنے لگا کہ تم لوگوں نے اِسی دن کے لیے اِن لوگوں کو پال رہے تھے اور اپنے دروازے اِن کے لیے کھول دیے تھے اور تمہاری وجہ سے ہی اب تمہارے مقابلے میں اِن کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے اور اِسی طرح کے اور بکواس کرنے کے بعد اُس نے یہ بھی کہا کہ بخدا مدینہ واپس جا کر عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دے گا۔

حضرت زید بن ارقم نے اِس کی باتیں سن لیں اور فرمایا کہ بخدا تو ذلیل ہے تیرے ساتھ بہت کم ساتھی ہیں اور تو اپنی قوم میں سخت ناپسندیدہ ہے اور مسلمان قوت والے ہیں۔

اچانک آپ کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا اور کانپ گیا کہ یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہ پہنچ جائیں وہ بات کو بناتے ہوئے کہنے لگا کہ میں نے تو مذاق سے یہ باتیں کی ہیں۔

حضرت زید بن ارقم کو اِس کی باتوں کا بہت دکھ ہوا۔ آپ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آئے اور من وعن سارا قصہ بیان کر دیا۔

یہ باتیں سننے کے بعد حضور علیہ السلام کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوگیا۔ حضور علیہ السلام نے حجت پوری کرنے کے لیے فرمایا کہ اے غلام شاید تم اُس پر ناراض ہو جو ایسی باتیں کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے اپنے کانوں سے باتیں سُنی ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تمہارے کانوں نے سننے میں غلطی کی ہو۔ انہوں نے عرض کیا خدا کی قسم میرے کانوں نے سچ سنا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ شاید اُس کی بات تجھ پر مشتبہ ہوگئی ہو انہوں نے کہا بخدا ایسا نہیں ہے۔

عبداللہ بن ابی کی باتیں سارے لشکر میں پھیل گئیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ حکم دیں تو عیاد بن بشر اس منافق کا سر قلم کر دیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اِس طرح لوگ کہیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کرنے لگ گئے ہیں۔

انصار کا ایک گروہ عبداللہ بن ابی کے پاس گیا اور کہا کہ تو نے ایسی باتیں کیوں کی ہیں یہ جھٹ سے جھوٹی قسمیں کھانے لگا انہوں نے کہا کہ اگر ایسی باتیں کہیں ہیں تو معافی مانگ لو اور توبہ کر لو اور اگر نہیں کہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر اپنی صفائی پیش کرو۔

Marfat.com

یہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھی حاضر ہوا تو آقا علیہ السلام نے اِسے فرمایا کہ "اے ابی! ایسی کوئی بات اگر کی ہے تو فوراً توبہ کر لو۔ یہ پھر قسمیں کھا کھا کر اپنی صفائی پیش کرنے لگا۔

جب یہ چہ مگوئیاں لشکر میں زیادہ پھیل گئیں تو حضور علیہ السلام نے موقع کی نزاکت دیکھتے ہوئے فوراً کوچ کا حکم فرمایا اور خود اپنی اونٹنی قصواء پر تشریف فرما ہونے کے بعد چل دیے۔

لشکر نے آقا علیہ السلام کو اِس طرح فوراً روانہ ہوتے دیکھا تو فوراً سامان سمیٹ کر حضور علیہ السلام کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے۔

حضرت عبداللہ جو اِس منافق کے بیٹے تھے۔ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میرے باپ کو قتل کرنا ہے تو غلام اِس کام کے لیے حاضر ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

"اے عبداللہ نہ میں نے اِس کے قتل کا اِرادہ کیا ہے اور نہ اِس کام کا حکم میں نے کسی کو دیا ہے جب تک وہ ہمارے درمیان رہے گا اِس سے حسن سلوک سے پیش آئیں گے۔"

حضور سرور کائنات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارا دن سفر فرماتے رہے۔ ساری رات سفر فرماتے رہے اور پھر دوسرے دن دوپہر تک سفر فرماتے رہے۔

اِس کے بعد لشکر کو آرام کا حکم ملا تو سب لوگ تھک ہار کر سو گئے اور چہ مگوئیاں ختم ہو گئیں۔ عصر تک آرام کرنے کے بعد لشکر نے حجاز کے علاقہ فویق النقیع نامی چشمہ پر رات گزاری۔ (دلائل النبوۃ ۴/ ۴۶ تا ۴۴)

شدید آندھی

لشکر اِسلام جب مدینہ طیبہ کے نزدیک پہنچا تو شدید آندھی آئی۔ یہ آندھی بہت ہی تیز تھی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک منافق مدینہ میں مر گیا ہے اِس لیے یہ آندھی آئی ہے۔ اِس منافق کا نام زید بن رفاعہ ابن تابوت ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت عبداللہ بن ابی کے پاس آئے اور اُسے بتایا کہ تیرا ساتھی زید بن رفاعہ مر گیا ہے۔ افسوس کہ تم نے ایک کٹی ہوئی دم کا سہارا لیا ہوا تھا۔ اُس نے کہا کہ آپ کو کس نے بتایا ہے یہ فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ یہ حیران و پریشان اور دَم بخود ہو گیا۔

اُونٹنی کی گمشدگی

اِسی شدید آندھی میں ایک اونٹنی گم ہو گئی۔ لوگوں نے اِسے بہت تلاش کیا لیکن یہ نہ ملی زید بن لصیف نامی ایک منافق کہنے لگا کہ یوں تو حضور علیہ السلام آسمان کی خبریں دیتے ہیں لیکن (نعوذ باللہ) اپنی اونٹنی کا پتہ نہیں ہے۔ کیا خدا اُن کو آگاہ نہیں کرتا۔ حضرت اُسید نے اُسے کہا کہ مجھے حضور علیہ السلام کی ناراضگی کا خوف نہ ہوتا تو نیزہ تیرے خصیوں کے پار کر دیتا۔ جب منافق کی بات آقا

Marfat.com

علیہ السلام نے سُنی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِس کی بات کا بہت غصہ لگا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''ایک منافق نے اِس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اونٹنی گم ہوگئی ہے اور کیا اللہ تعالیٰ اِن کو اونٹنی کی جگہ سے آگاہ نہیں کرتا۔ سُن لو میں وہی خبر دیتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے آگاہ فرماتا ہے (یعنی میرا جو بھی علم غیب ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کے بتانے سے ہے) مجھے میرے خدا نے اُس کی جگہ سے آگاہ کر دیا ہے وہ فلاں گھاٹی میں ہے اور اُس کی نکیل ایک درخت کے ساتھ اَڑی ہوئی ہے۔

لوگ وہاں گئے اور اونٹنی کی نکیل واقعی ایک درخت میں اٹکی ہوئی تھی لوگ اُس کو پکڑ کر لے آئے۔

بعض لوگ آج کے اِس دور میں بھی لوگ حضور علیہ السلام کے علم غیب پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ سارے کا سارا قرآن پاک علم غیب ہی ہے اور اِسے حضور علیہ السلام نے ہی ہمیں بتایا ہے اِس میں جو کچھ بھی ہوا ہے اور جو کچھ بھی قیامت تک اور قیامت کے بعد بھی ہونا ہے وہ حضور علیہ السلام نے ہی ہمیں بتایا ہے اور حضور علیہ السلام کو اُن کے خدا نے بتایا ہے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ (سورہ یوسف)

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے علم غیب سے ہی ہمیں آگاہ فرماتے ہیں۔

قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جو کچھ تم گھروں سے کھا کر آتے ہو وہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں اور جو کچھ گھروں میں چھپا کر رکھتے ہو وہ بھی تمہیں بتا دیتا ہوں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے عطا فرمانے سے ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے اپنی صفات کا ظہور اپنے بندوں میں جتنا چاہا ہے اتنا ہی فرمایا ہے۔

وہ ذات پاک علیم ہے وہ ذات پاک سننے والی ہے وہ ذات پاک دیکھنے والی ہے اور بندوں میں بھی اُن کی اہلیت کے مطابق یہ صفتیں جتنی اُس نے چاہیں عطا فرما دیں۔

بذات خود تو علم کسی کے پاس نہیں۔ ہاں جتنا اُس نے جس کو چاہا عطا فرما دیا۔ ہماری عقل ہی کتنی ہے کہ ہم بات کر سکیں اور وہ بھی انبیاء علیہ السلام پر کہ اُن کو کتنا علم غیب عطا فرمایا گیا۔ ہم کیا اندازہ کر سکتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم جیسے بشر ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ (آیت:۶)

ترجمہ: آپ فرما دیں کہ میں بشر ہوں تمہارے جیسا مگر مجھ پر وحی آتی ہے۔

ظاہری بناوٹ میں ہاں بشر تو ہیں ہمارے جیسے لیکن جب اُن پر وحی آتی ہے تو پھر ہم سے ممتاز ہو گئے۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے علم غیب پر اعتراض کرنا منافقوں کا شیوہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس لعنت سے محفوظ رکھے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں ہی زندہ رکھے اور اِسی میں موت دے اور اِسی غلامی میں اُٹھائے آمین بجاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

Marfat.com

جب لشکر وادی عقیق میں پہنچا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ عبداللہ بن ابی کو روک لیا اور اُس کی اونٹنی کو بٹھا کر اپنا پاؤں اُس پر رکھ دیا اور کہا کہ جب تک تو یہ نہ کہے کہ میں عورتوں اور بچوں سے بھی زیادہ ذلیل ہوں تم یہاں سے نہیں جاسکتے۔

حضور علیہ السلام کو پتہ چلا تو آپ تشریف لائے اور حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ اسے جانے دو۔

حارث بن ضرار کا اِسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِس غزوہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت سا مال غنیمت عطا فرمایا اور بہت سے مرد و زن قید ہو کر آئے۔ اِن میں قبیلہ بنو مصطلق کے سردار حارث بن فرار کی بیٹی جویریہ بھی تھی۔ یہ اپنی بیٹی کا فدیہ ادا کرنے کے لیے بہت سے اونٹ ساتھ لے کر آیا لیکن وادی عقیق میں پہنچنے کے بعد دو اعلیٰ نسل کے اونٹوں کو ایک گھاٹی میں چُھپا آیا اور بارگاہ رسالت علیہ السلام میں آکر اپنی بیٹی کا فدیہ ادا کرنے کے لیے باقی اونٹ پیش کر دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو دو اونٹ تم عقیق کی گھاٹی میں چھپا آئے ہو کہاں ہیں؟ یہ بات سنتے ہی اُس نے بے اختیار پڑھا:

اشھدُ انَّکَ رَسُوْلَ اللہ۔

اور کلمہ طیبہ پڑھ کر وہ مسلمان ہوگیا۔ (تاریخ الخمیس جلد اول صفحہ ۴۷۰ تا ۴۷۱۔ زاد المعاد ۳/۲۵۷) (سبل الہدیٰ ۴/۴۹۷)

نکاح اُم المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آپ حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ میں قوم کے سردار کی بیٹی ہوں اور حضرت ثابت بن قیس یا اِن کے چچا کے بیٹے کے حصے میں آئی ہوں اور میں نے اِن سے کتابت کرنی ہے (یعنی میں لونڈی بن کر رہنا نہیں چاہتی ہوں بلکہ رقم دے کر آزاد ہو جانا چاہتی ہوں) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری مدد فرمائیں مجھ پر جو مصیبت پڑی ہے وہ آپ سے مخفی نہیں حضور علیہ السلام نے انہیں اِسلام پیش کیا یہ ایمان لے آئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "تیرے لیے اگر اِس سے بہتر ہو جائے" یعنی میں تیرا زرِ کتابت ادا کر کے تجھ کو اپنی زوجیت میں لے لوں۔ حضرت جویریہ بخوشی فوراً رضامند ہوگئیں۔ چنانچہ آقا علیہ السلام نے اِن سے نکاح فرما لیا۔ جب صحابہ اکرام کو خبر ملی تو اُنہوں نے مصطلق کے ایک سو قیدیوں کو بغیر فدیہ کے رہا کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور مہر نو اوقیہ سونا انہیں دیا۔

ایک روایت کے مطابق آپ کے والد نے حضور علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ میری بیٹی کو کنیز نہ بنایا جائے بلکہ رہا کر دیا جائے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جیسے اِس کی مرضی ہے تو انہوں نے بخوشی حضور علیہ السلام کی خدمت میں رہنا قبول فرما لیا۔

آپ کا نسب جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جزیمہ بن مصطلق ہے۔

(طبقات ابن سعد ۸: ۱۱۶/ از سیرت الرسول ۶: ۲۱۰، قبلہ ڈاکٹر طاہر القادری)

Marfat.com

آپ بہت ہی عبادت گذار اور ایک اور خود دار خاتون تھیں۔ ہر وقت مصلے پر بیٹھی ذکر و اذکار میں مصروف رہتیں تھیں ایک دفعہ حضور علیہ السلام صبح تشریف لے کر گئے تو آپ مصلے پر بیٹھی تسبیح و تہلیل میں مصروف تھیں۔ کافی دیر بعد دن چڑھے آپ واپس تشریف لائے تو آپ ویسے ہی بیٹھی ذکر و اذکار میں مصروف تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم کو ایسے کلمے نہ سکھا دوں۔ جن کا کہہ لینا تمہاری نفلی عبادت سے زیادہ درجہ رکھتا ہو۔ آپ نے عرض کی ضرور فرمائیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یوں کہو کہ

سبحان اللہ بعدد مِل اَلْمیزان و وزنۃِ العرش سبحان اللہ بعدد مَا فی السَّماءِ و الارض

سبحان اللہ بعدد مَا بین السَّمَاء و الاَرض۔

اِسی طرح حضور علیہ السلام نے یہ کلمات ایک دفعہ الحمد للہ اور ایک دفعہ اللہ اکبر کو ساتھ ملا کر یہ کلمات ادا فرمائے۔

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے اِن سے پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے انہوں نے عرض کی کہ حضور میری کنیز کو صدقہ میں گوشت ملا تھا۔ وہ ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: صدقہ اُس تک پہنچ چکا۔ (یعنی جب یہ اُس نے تجھے دیا تو یہ ہدیہ بن گیا۔) (صحیح مسلم ۱: ۴)

واقعہ اِفک

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پاک دونوں جہانوں میں سب سے ارفع و اعلیٰ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی تمام امت کی مائیں ہیں منافقوں نے اِس غزوہ مصطلق میں مال غنیمت کے لیے شرکت کی تھی لیکن اُنہوں نے اِس غزوہ میں شرکت کے دوران مسلمانوں کو اپنی شرارتوں سے باز نہ رکھا۔ حتیٰ کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی عزت کو نشانہ بنانے کی ناپاک جسارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمسفر تھیں پر ناپاک الزام لگانے کی کوشش کی اور اِن کی اِن باتوں میں کچھ سادہ لوح صحابہ کرام بھی آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سورۃ النور کی سولہ آیات نازل فرما کر اپنے نبی علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کی برأت نازل فرمادی۔

سبحان اللہ کیا شان پاک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام پر زلیخا نے تہمت لگانے کی کوشش کی تو خدا کی مرضی سے نوزائدہ بچے نے آپ کی برأت بیان کی۔

حضرت بی بی مریم پاک پر تہمت لگائی گئی تو اللہ کے حکم سے نوزائدہ بچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کی برأت بیان فرما دی۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی پر منافقوں نے تہمت لگانے کی کوشش کی تو خود اللہ تعالیٰ جل شانہ نے نے قرآن پاک کی سولہ آیات نازل فرما کر ہمیشہ کے لیے اِن کی برأت نازل فرمادی۔

غزوہ بنی مصطلق میں سب سے پہلے بنی لحیان کے کنوئیں پر انصار و مہاجرین کو لڑانے کی کوشش کی جسے حضور علیہ السلام نے رفع دفع فرمادیا۔ پھر عبداللہ بن ابی نے بکواس بازی کی جس کے متعلق پوچھنے پر وہ صاف مُکر گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام

Marfat.com

کو مطلعہ فرمادیا۔ اَب اِس نے حضور علیہ السلام کی ذاتی عزت پر حملہ کی کوشش کی اور اِس نے اور اِس کے گروہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک باز بیوی طاہرہ طیبہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سولہ آیات سورۃ نور میں نازل فرما کر اِن کی بریت ظاہر فرمادی۔

ہوا یہ کہ جب لشکر اِسلام مدینہ طیبہ کے نزدیک ہوا تو رات اِس کو ایک جگہ بسر کرنا پڑی۔ رات کے پچھلے پہر جب منادی نے اعلان کوچ کیا تو اِس وقت جو واقعہ پیش آیا اُس کے متعلق خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اِسے بخاری و مسلم دونوں میں روایت کیا گیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

حضور علیہ السلام نے غزوہ بنی مصطلق پر روانگی سے قبل حسب معمول ازواج مطہرات میں قرعہ ڈالا تو میرا نام نکل آیا اور میں حضور علیہ السلام کے ساتھ ہمسفر بن گئی۔ اِس وقت پردہ کے احکام نازل فرمادیے گئے تھے اور میں ہودج میں بیٹھ جاتی تو اِسے اونٹ پر کس دیا جاتا اور لشکر کے رکنے پر اونٹ کو بٹھا کر میرا ہودج کھول دیا جاتا اور اُسے ایک طرف رکھ دیا جاتا اور میں اُس سے باہر آجاتی۔

اُس وقت اِتنی مرغن غذائیں نہیں ہوتی تھیں اور میں تو اُس وقت کم سن بھی تھی اور عورتوں کا اِتنا وزن نہیں ہوتا تھا اور میرا تو وزن بالکل کم تھا۔

جب لشکر میں کوچ کا اعلان ہوا تو میں جلدی جلدی رفع حاجت کرنے کے لیے چلی گئی جب واپس آئی تو میں نے دیکھا کہ میرا ہار وہیں کہیں گر پڑا تھا میں اُسے لینے کے لیے دوبارہ چلی گئی میرا ہار مجھے مل گیا لیکن جب واپس پہنچی تو لشکر کوچ کر چکا تھا۔ ہوا یہ کہ ہودج کسنے والوں کو معلوم ہی نہ ہوسکا کہ میں ہودج میں بیٹھی ہوں یا نہیں۔ اُنہوں نے مجھے اندر ہی بیٹھا سمجھا اور ہودج کو اُٹھا کر اونٹ پر کس دیا گیا اور اونٹ کو ہانک کر لے گئے۔

میں نے مناسب خیال کیا کہ یہاں پر بیٹھ جاؤں تاکہ اگر وہ مجھے نہ پائیں تو یہیں سے آ کر مجھے لے جائیں اور میں کہیں اُن کے پیچھے جاتے ہوئے راستہ ہی نہ بھول جاؤں لہٰذا ایک چادر لے کر لیٹ گئی اور میری آنکھ لگ گئی۔

حضرت صفوان بن معطل حضور علیہ السلام کے صحابی جو تھے، اُن کی ڈیوٹی لشکر سے سب سے پیچھے ہوتی تھی۔ تاکہ گری پڑی چیزیں اُٹھا کر وہ لے آئیں جب وہ وہاں پہنچے جہاں میں لیٹی ہوئی تھی تو اُن کی نظر مجھ پر پڑی انہوں نے پردہ کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے مجھے دیکھا ہوا تھا۔

اُنہوں نے مجھے دیکھ کر بلند آواز سے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا تو میری آنکھ کھل گئی میں نے فوراً پردہ کر لیا۔ اُنہوں نے اپنا اونٹ میرے قریب بٹھایا اور خود دور ہٹ گئے میں اُس پر سوار ہوگئی تو انہوں نے اونٹ کو اُٹھایا اور خود اُس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے پیدل چلنے لگے۔ اِس طرح دوپہر کے وقت اُنہوں نے مجھے لشکر میں پہنچا دیا۔ عبداللہ بن ابی اور اُس کے حواریوں نے اِس چھوٹی سی بات کا پتنگھڑ بنا لیا اور اُنہوں نے نعوذ باللہ مجھ (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) اور صفوان بن معطل پر

Marfat.com

تہمت لگا دی جس کا مجھے بالکل پتہ نہ چلا۔ مدینہ واپس آ کر میں بیمار ہوگئی اور ایک مہینہ تک بیمار رہی لیکن مجھے اپنے متعلق لوگوں کی چہ مگوئیوں کی خبر نہ ہوسکی اور نہ ہی کسی نے مجھے بتایا ہاں میں نے ایک چیز محسوس کی کہ حضور علیہ السلام میری بیماری میں جو مجھ پر التفات فرمایا کرتے تھے وہ نہیں تھا اور آپ صرف مجھ سے کَیْفَ تِیْکُمْ۔ ''تمہارا کیا حال ہے؟'' ہی پوچھا کرتے تھے۔

اُن دنوں بیت الخلاء کے لیے عورتیں باہر جنگل وغیرہ میں جایا کرتیں تھیں۔ ایک دن علی الصبح میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ زاد بہن حضرت ام مسطح کے ساتھ باہر رفع حاجت کے لیے گئی۔ واپسی پر ام مسطح کا پاؤں اُن کی چادر میں الجھ گیا اور وہ گر پڑیں اور گرتے ہوئے اُن کے منہ سے نکلا تقس مسطح ''یعنی مسطح ہلاک ہو'' یہ اِن کا بیٹا تھا اور بدری صحابی تھا۔ میں نے کہا کہ آپ ایک بدری صحابی کے متعلق اِس طرح کہہ رہی ہیں۔ یہ تو بہت بُری بات ہے۔

اُنہوں نے کہا کہ تم نے نہیں سنا جو اِس نے طوفان برپا کر رکھا ہے۔ میرے استفسار پر اُنہوں نے مجھے سارا واقعہ بتایا یہ سُن کر میں دنگ رہ گئی اور میرے دل کو اِس سے اتنی تکلفی پہنچی کہ میرا مرض دوبارہ عود کر آیا میں نڈھال ہو کر گھر آ کر بستر پر گر گئی اِتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے اور حسب معمول میرا حال پوچھا میں نے عرض کی کہ مجھے اپنے الدین کے گھر جانے کی اجازت دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی۔ (یعنی آپ کا اِرادہ گھر جا کر ساری معلومات لینا تھا۔)

جب میں اپنے گھر اپنے والدین کے پاس پہنچی تو میں نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ یہ کیا باتیں لوگ مجھ سے منسوب کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ بیٹی جب کوئی بیوی پاکیزہ صورت ہو اور اُس کا شوہر اُس کو محبوب بھی رکھتا ہو اور اُس کی سوکنیں بھی ہوں تو ایسی باتیں ہوتی رہتیں ہیں میں نے کہا کہ سبحان اللہ لوگ میرے متعلق اِس طرح کی باتیں کر رہے ہیں میں ساری رات روتی رہی اور مجھے نیند نہ آئی صبح ہوئی تو پھر بھی میرے آنسو خشک نہ ہوئے۔

اِدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بریرہ (حضور علیہ السلام کی لونڈی) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور بریرہ سے پوچھا کہ هَلْ رایت مِن شی یریك مِن عائشه۔

''کیا تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا میں کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس سے عائشہ رضی اللہ عنہا پر تجھے شبہ ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ اُس خدا کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا رسول علیہ السلام بنا کر بھیجا ہے میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی سوائے اِس کے کہ یہ آٹا گوندھ کر اور رکھ کر (کمسنی سے) سو جاتیں ہیں اور بکری آ کر اِسے کھا جائے اور خدا کی قسم میں اِن کے متعلق اِس کے بغیر اور کچھ نہیں جانتی کہ جس طرح ایک زرگر خالص سونے کے متعلق جانتا ہے اور مجھے اِن سے کسی غلطی کا کوئی علم نہیں۔

حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے دوران اپنے جوتے اُتار دیے تھے تو جب ہم نے آپ سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ آپ کے جوتے کے نیچے گندگی لگی ہوئی تھی تو تھوڑی سی گندگی اگر اللہ تعالیٰ کی ذات پاک آپ علیہ السلام کے جوتے کے نیچے نہیں برداشت کر سکتے تو (نعوذ باللہ) اگر آپ علیہ السلام کی بیوی میں کچھ ایسی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو اِس سے آگاہ فرما دیتا کیونکہ آپ کے لیے

Marfat.com

عورتوں کی کوئی کمی نہیں۔

حضور علیہ السلام نے حضرت اسامہ بن زید سے پوچھا آپ نے بھی اپنی اہل بیت سے متعلق محبت کو ظاہر فرمایا۔ اِس کے بعد حضور علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو بلا بھیجا اور منبر پر تشریف فرما ہونے کے بعد لوگوں سے فرمایا:

یا معشر المسلمین من یعذرُنی مِن رَّجلٍ قد بلغنِی ازاہ فِی اَھلِیْ فو اللہ ما علمت علی اھلی اِلَّا خیرًا و مَا عُلِمْت علی اھلی مِن سُوْءٍ۔

ترجمہ: اے گروہ مسلمان! اِس شخص کے بارے میں مجھے کون معذور رکھتا ہے جس کی اذیت رسانی میرے اہل خانہ کے بارے میں مجھ تک پہنچی ہے بخدا میں اپنے اہل خانہ کے بارے مین خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا اور مجھے اِن سے کسی غلطی کا کوئی علم نہیں۔

حضرت سعد بن انصاری قبیلہ اوس سے کھڑے ہوئے اور فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر یہ شخص قبیلہ اوس سے ہے تو آپ حکم فرمائیں تو اُس کی گردن اُڑا دیں اور یہ اگر قبیلہ خزرج سے ہے تو پھر بھی جو آپ حکم فرمائیں۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو بہت صالح اور نیک انسان تھے، اور خزرج کے سردار بھی تھے اُن سے یہ برداشت نہ ہو سکا اور اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ تم یہ اس لیے کہہ رہے ہو کہ تم کو پتہ ہے کہ وہ شخص قبیلہ خزرج سے ہے اگر اُوس قبیلہ کا یہ شخص ہوتا تو تم کبھی یہ بات نہ کرتے غرض یہ کہ قبل اِس کے کہ تلخ کلامی بڑھ جاتی۔ حضور علیہ السلام نے اِن کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا۔

اِدھر میرا رو رو کر بُرا حال ہو رہا تھا میں دن رات روتی رہتی تھی۔ میں اتنا روتی تھی کہ میرے والدین کو شبہ ہونے لگا کہ کہیں رو رو کر میرا کلیجہ ہی نہ پھٹ جائے۔

ایک دن میں بیٹھی رو رہی تھی میرے والدین آئے وہ بھی بیٹھ کر رونے لگے۔ ایک انصاری عورت آئی وہ بھی بیٹھ کر رونے لگی کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ اِس واقعہ کو ایک مہینہ گزر چکا تھا اور ابھی تک اللہ تعالیٰ کی حکمت کی وجہ سے اِس واقعہ کے متعلق حضور علیہ السلام کو کوئی وحی نہیں آئی تھی۔

حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) ایسی ایسی بات تیرے متعلق پہنچی ہے اگر تجھ سے قصور سرزد ہوا ہے تو توبہ کر لے کیونکہ بندہ جب گناہ کا اعتراف کرنے کے بعد توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے (بخش دیتے ہیں) توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔

آپ فرماتی ہیں کہ میرے آنسو یک دم خشک ہو گئے اور میں نے اپنے والد سے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیں لیکن اُنہوں نے معذوری ظاہر کی۔ پھر میں نے اپنی والدہ کو جواب دینے کے متعلق کہا لیکن اُنہوں نے بھی معذوری ظاہر کی۔ میں اگرچہ کم سن تھی اور اتنا قرآن بھی نہیں پڑھا ہوا تھا میں نے عرض کیا کہ آپ لوگوں نے ایک بات سنی ہے جو آپ لوگوں کے دلوں میں جم گئی ہے اگر میں یہ کہوں کہ میں بے گناہ ہوں اور میرا خدا جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں تو آپ لوگ اُسے آسانی سے نہیں

Marfat.com

قبول کریں گے اور اگر میں اِس بات کا اعتراف کروں جس سے خدا جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو آپ لوگ اُسے فوراً مان لیں گے میں وہ بات کہوں گی جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد نے کہی تھی۔

الفرقان - فصَبرٌ جمیل واللہُ المستعان علی مَا تصِفون۔ (سورہ یوسف)

ترجمہ: اور میرے لیے صبر ہی بہتر ہے اُن باتوں سے جو لوگ بناتے ہیں۔

اور میں بستر پر لیٹ گئی اور اپنا چہرہ چھپا لیا۔ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ میری برأت ضرور فرمائیں گے لیکن مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ قرآن پاک کی آیات اُتار دی جائیں گی۔

حضور علیہ السلام ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کے آثار نمودار ہو گئے۔ سخت سردی میں بھی وحی کے نازل ہونے کی وجہ سے آقا علیہ السلام پر پسینہ کے موتی اُمڈ آتے تھے۔ جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو حضور علیہ السلام ہنس رہے تھے اور سب سے پہلی آپ علیہ السلام نے جو بات فرمائی وہ یہ تھی:

اَبشِرِی یا عَائشه اَمَّا اللہِ عزوجل فقد بَرّءك۔

ترجمہ: اے عائشہ رضی اللہ عنہا خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے تیری برأت فرما دی ہے۔

حضرت عائشہ نے عرض کی کہ میں اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور اس وقت دس آیات سورۃ النور کی نازل ہوئیں اور بعد میں چھ نازل ہوئیں ان میں سے دس صرف آپ کے متعلق نازل ہوئیں۔

الفرقان ـــ اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡكِ عُصۡبَةٌ مِّنۡكُمۡ ؕ لَا تَحۡسَبُوۡهُ شَرًّا لَّكُمۡ ؕ بَلۡ هُوَ خَیۡرٌ لَّكُمۡ ؕ لِكُلِّ امۡرِئٍ مِّنۡهُمۡ مَّا اكۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ ۚ وَالَّذِیۡ تَوَلّٰی كِبۡرَهٗ مِنۡهُمۡ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۱﴾ لَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِهِمۡ خَیۡرًا ۙ وَّقَالُوۡا هٰذَاۤ اِفۡكٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۲﴾ لَوۡلَا جَآءُوۡ عَلَیۡهِ بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذۡ لَمۡ یَاۡتُوۡا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنۡدَ اللہِ هُمُ الۡكٰذِبُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللہِ عَلَیۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمۡ فِیۡ مَاۤ اَفَضۡتُمۡ فِیۡهِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۴﴾ اِذۡ تَلَقَّوۡنَهٗ بِاَلۡسِنَتِكُمۡ وَتَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِكُمۡ مَّا لَیۡسَ لَكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ وَّتَحۡسَبُوۡنَهٗ هَیِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنۡدَ اللہِ عَظِیۡمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ قُلۡتُمۡ مَّا یَكُوۡنُ لَنَاۤ اَنۡ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبۡحٰنَكَ هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۶﴾

ترجمہ: بے شک جنہوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے وہ ایک گروہ ہے تم میں سے۔ تم اِسے اپنے لیے بُرا خیال نہ کرو بلکہ یہ بہتان ہے تمہارے لیے۔ ہر شخص کے لیے اِس میں اتنا گناہ ہے کہ جتنا اِس نے کمایا اور جس نے اِس میں سے سب سے زیادہ حصہ لیا تو اِس کے لیے عذاب عظیم ہو گا۔ ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے افواہ سنی کہ گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان اور کہہ دیا ہوتا

Marfat.com

کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے (اگر وہ سچے تھے) تو کیوں نہ پیش کر سکے اِس پر چار گواہ۔ پس جب وہ پیش نہیں کر سکے گواہ تو (معلوم ہو گیا کہ) وہی ہیں جو اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اُس کی رحمت دنیا و آخرت میں تو تمہیں اِس سخن سازی کی وجہ سے عذاب پہنچتا۔ جب تم نقل کرتے تھے (ایک دوسرے سے) اِس (بہتان) کو اپنی زبانوں سے اور کہا کرتے تھے اپنے مونہوں سے ایسی بات جس کا تمہیں کوئی علم ہی نہ تھا تم خیال کرتے تھے کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ یہ بات اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ افواہ سُنی تو تم نے کہہ دیا ہوتا کہ ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ ہم گفتگو کریں اِس کے متعلق۔ اے اللہ! تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ نصیحت کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں کہ دوبارہ اِس قسم کی بات ہرگز نہ کرنا اگر تم ایماندار ہو اور کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے۔ بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے بے حیائی اِن لوگوں میں جو ایمان لائے ہیں تو اِن کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ تعالیٰ (حقیقت) کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رحمت اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بہت مہربان اور رحیم ہے (تو تم بھی نہ بچ سکتے۔) (ترجمہ ضیا القرآن)

منافقین کے علاوہ جو سادہ لوح مسلمان بھی اِس میں ملوث تھے اُن میں حضرت حسان، حضرت مسطح اور حمنہ بنت جحش رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔ اِن پر حد قذف لگائی گئی اور ایک روایت مطابق عبداللہ بن ابی پر بھی حد قذف لگائی گئی اور ایک روایت مطابق اُسے اللہ تعالیٰ کی آتش انتقام کے لیے چھوڑ دیا گیا۔

اِن آیات کے نازل ہونے سے پہلے ایک دن حضور علیہ السلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اِس واقعہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتا ہوں یعنی وہ بات بیان نہیں کرتا جو نہ دیکھی یا نہ سنی ہو خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ منافق لوگ جھوٹ بولتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اِس سے بھی محفوظ رکھا ہے کہ ایک مکھی بھی آپ کے جسم پر بیٹھے کیونکہ وہ نجاستوں پر گرتی ہے اور اِس سے آلودہ ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کیسے پسند کر سکتا ہے کہ آپ کو ایسی بیوی دے جو ایسی ویسی حرکت میں ملوث ہو۔ حضور علیہ السلام نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اِس جواب کو بہت پسند فرمایا۔

ایسا ہی جواب ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استفسار پر آپ کو دیا کہ اللہ تعالیٰ یہ برداشت نہیں کرتا کہ آپ کا سایہ بھی زمین پر پڑے کہ مبادا کوئی پاؤں بھی آپ کے سایہ کے اوپر نہ آجائے یا کوئی جگہ زمین کی پلید ہی ہوتی ہے تو اُس کی غیرت کب گوارہ کر سکتی ہے کہ کوئی شخص آپ کی عصمت کی چادر کو آلودہ کرے۔

اِسی طرح کا جواب سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیا تھا جو آپ پڑھ آئے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت زینب بنت جحش سے جب استفسار کیا تو آپ نے بھی یہی جواب دیا کہ میں

Marfat.com

اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتی ہوں۔ خدا کی قسم میں تو عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں خیر ہی جانتی ہوں۔ مسلمانوں کی اکثریت اِن افواہوں پر یقین نہیں رکھتی تھی۔

مشکوٰۃ شریف کے مطابق ایک دن حضرت ابو ایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) نے اپنی بیوی سے پوچھا۔ کہ تم دیکھ رہی ہو جو کہا جا رہا ہے تو اِن کی بیوی نے جواب دیا کہ صفوان کی جگہ اگر آپ ہوتے تو کیا رسول اللہ ﷺ کے حرم کے ساتھ بُرائی کا اِرادہ رکھتے؟ انہوں نے کہا کہ حاشا و کلا ہرگز نہیں۔

پھر ام ایوب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر عائشہ کی جگہ میں ہوتی تو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت کی ہرگز جرأت نہ کرتی تو عائشہ کا مقام مجھ سے بلند ہے اور صفوان کا مقام آپ سے بلند ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بھید وہ ہی خوب جانتا ہے اور سب سے زیادہ اپنے علم پاک سے اُس ذات پاک نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو ہی مطلع فرمایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور علیہ السلام ہر بات جانتے تھے لیکن آپ علیہ السلام پریشان اِس بات پر تھے کہ کہیں لوگ یہ جو غلط بہتان تراشی کر رہے ہیں اِس پر اللہ تعالیٰ کا ان پر عذاب نہ آجائے اِس کے علاوہ جو اور باتیں نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے متعلق کہتے تھے حضور علیہ السلام اُن باتوں سے بھی پریشان ہوا کرتے تھے۔

قرآن ۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ (الحجر)

ترجمہ: اور ہم جانتے ہیں کہ کفار کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ کو اِس کا بھی بہت احساس ہے کہ جو باتیں حضور علیہ السلام کے قلب نازک پر گراں گزرتی ہیں۔

سبحان اللہ اِس امت کی تربیت کی خاطر حضور علیہ السلام نے کیا کیا برداشت نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ کہیں آپ اپنے آپ کو ہلاک ہی نہ کرلیں کہ یہ لوگ ایمان نہی لاتے ہیں۔

قرآن ۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ (الشعراء)

ترجمہ: اے میرے حبیب شاید آپ اپنے آپ کو ہلاک ہی نہ کرلیں۔ اس لیے یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے۔

پیر کرم شاہ صاحب نے ضیا النبی جلد سوم کے آخری صفحہ ۶۵۸ ر میں بڑا خوبصورت پیرہ لکھا ہے کہ ابتلاء میں شدت اِس کی مدت میں طوالت بایں ہمہ صبر و استقامت کا مظاہرہ اِن تمام امور میں جو لُطف ہے اِس کی قدر و منزلت اہل محبت ہی جانتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کو یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ ام المومنین کی بریت خود قرآن پاک میں نازل فرمائے گا۔ اِس لیے آپ انتظار فرماتے رہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بہت ہی بڑا کرم اور فضل و رحمت تھی کہ مسلمان جو اِس میں ملوث تھے اُن پر حضور علیہ السلام ہی کے صدقے میں رحم فرمایا گیا ورنہ حضور علیہ السلام کے آگے تو اللہ تعالیٰ سورۃ حجرات میں اونچا بولنے سے بھی منع فرماتے ہیں کہ کہیں تم ایسا کرو

Marfat.com

تو تمہارے اعمال ہی ضائع نہ ہو جائیں اور اُس سے بڑی بات یہ فرمائی ہے کہ تم کو خبر بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور علیہ السلام اور تم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء وصالحین کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں حضور علیہ السلام کے ادب وغلامی میں ہی رکھے۔ اِسی موت دے اور اِسی ادب وغلامی میں ہی اُٹھائے امین بجاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اِن منافقوں نے جو خدا اور اُس کے رسول علیہ السلام کے دشمن تھے نے یہ بہتان تراشی صرف حضور علیہ السلام کے قلب نازک کو دکھ پہنچانے کے لیے کی تھی۔ اپنی صفائی میں خود کہنا حضور علیہ السلام کی شان پاک نہیں تھی۔ حضور علیہ السلام کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک خود اِس تہمت کی تردید فرمادیں گے۔ اِس لیے حضور علیہ السلام منتظر رہے اور اللہ جل شانہ نے یہ آیات نازل فرما کر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بریت نازل فرمادی۔ آج بھی ہم لوگوں کو یہ نصیحت فرمائی جا رہی ہے کہ ہر سنی سنائی بات پر بغیر تصدیق کیے یقین نہیں کر لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور علیہ السلام کے طفیل ادب وشرم وحیا کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

(تاریخ الخمیس ۱/۴۷۷۔ ضیاء النبی ۳/۶۵۸ تا ۶۴۵) (نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

غزوہ احزاب (غزوہ خندق)

حضور ﷺ نے یہ غزوہ اپنے تین ہزار مجاہدین کے ساتھ شوال پانچ ہجری میں مدینہ منورہ میں لڑا۔ دشمنوں کی تعداد دس ہزار کے قریب تھی بعض دس ہزار سے کچھ زیادہ بتاتے ہیں تاہم قریش مکہ چار ہزار کا لشکر ابوسفیان کی سربراہی میں لائے اور بنی عطفان وغیرہ قبائل جو اردگرد کے تھے چھ ہزار کا لشکر لائے۔

غزوہ احد تین ہجری میں ہوا تھا۔ غزوہ احد کے بعد غزوہ بدر موعود ایک سال بعد دوبارہ بدر کے مقام پر ہونا تھا۔ مسلمانوں نے کفار کے اِس چیلنج کو منظور فرمایا تھا۔ کہ ایک سال بعد دوبارہ بدر کے مقام پر مقابلہ ہوگا لیکن مسلمان پندرہ سو کے لشکر کے ساتھ بدر کے مقام پر پہنچ گئے لیکن کفار مکہ سے صرف تھوڑی دور آنے اور ستو کھانے کے بعد ہی واپس ڈر کے مارے بھاگ گئے۔ اِس کے لیے اُن کی عورتوں نے اُن کو شرم دلائی اور حضور علیہ السلام نے یہودیوں کی بدعہدی کی وجہ سے بنی نضیر کو مدینہ طیبہ سے نکال دیا تھا اور اُن پر احسان فرماتے ہوئے اُن کے اموال اور بیوی بچوں کو ساتھ لے جانے کی اجازت مرحمت فرمادی تھی۔

یہودیوں نے اپنی جان بخشی کا مسلمانوں کو یہ صلہ دیا کہ اُن کے اندر جو مسلمانوں کی نفرت کا لاوا جوش مار رہا تھا وہ آتش فشاں بن کر باہر آگیا۔

خیبر میں آباد ہونے کے بعد یہ لوگ سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ کس طرح مسلمانوں کا خاتمہ کیا جاسکے۔

بنیادی طور پر یہود سازشی لوگ تھے یہ کوئی مرد میدان یا جنگجو قوم نہ تھی بلکہ پیسے کے بل بوتے پر یہ لوگ مراتب حاصل کر لیتے تھے۔

یہود نے چیدہ چیدہ افراد کا وفد تیار کیا۔ اِس میں چوبیس افراد شامل تھے اِن میں حی بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق، سلام بن مشکم اور کنانہ بن ربیع بنی نضیر سے اور ہوزہ بن قیس، ابوعمارہ بنو وائل قبیلہ سے بھی شامل تھے۔ علاوہ ابو عامر قیس بھی اِن میں شامل ہوگیا تھا۔

یہ لوگ دور دراز کا سفر طے کر کے ایک اپنی طرف سے عظیم منصوبہ لے کر مکہ مکرمہ پہنچے وہ عظیم منصوبہ یہ تھا کہ مسلمانوں کا (نعوذ باللہ) نام ونشان تک مٹا دیں۔

یہ لوگ مکہ مکرمہ میں کافروں کے سرداروں سے ملے اور اِن کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اُبھارا اور اپنی معاونت کا یقین دلایا۔ یہ لوگ ابوسفیان سے بھی ملے۔ ابوسفیان نے بھی جنگ کے لیے آمادگی ظاہر کی۔ اِن لوگوں نے کہا کہ ابوسفیان تم قریش کے پچاس چیدہ چیدہ سردار چنو اور خود بھی اُن میں شامل ہو ہم سب لوگ کعبہ کا غلاف پکڑ کر اور اپنے سینے کعبہ کے ساتھ

Marfat.com

لگا کر مسلمانوں سے جنگ کی قسمیں کھائیں گے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ابوسفیان نے یہودی علماء سے پوچھا کہ تم لوگ صاحب علم ہو بھلا یہ تو بتاؤ کہ ہم لوگ راہ راست پر ہیں یا کہ مسلمان۔

یہودیوں کی مکاری دیکھئے، باوجود یہ اہل کتاب تھے اور اپنی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کو لکھا ہوا پاتے تھے کہ یہ آخری نبی علیہ السلام ہیں لیکن صرف اِس حسد کی وجہ سے کہ یہ آخری نبی علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے کیوں پیدا نہیں ہوئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کیوں پیدا ہو گئے ہیں۔ انہوں نے جان بوجھ کر آپ ﷺ کا انکار کر دیا اور سرکشی کی۔ انہوں نے ابوسفیان اور دیگر سرداروں کو جو جواب دیا آج بھی اِن کی قوم اِس وجہ سے شرمندہ ہے کہ اے قریش کے بتوں کی پرستش کرنے والو! تم جان لو کہ تم لوگ مسلمانوں کے مقابلے میں راہ راست پر ہو؟"

ابوسفیان نے کہا: اے یہودیو! اگر تم ہمیں راہ راست پر مانتے ہو تو ہمارے بتوں کو سجدہ کرو۔ چنانچہ سب یہودی علماء نے قریش کے بتوں کو سجدہ کیا۔

(سبل الہدی، (۴۔ ۵۱۲) ضیاء النبی ۴۔ ۲۹۔ سیرۃ الرسول ڈاکٹر طاہر القادری صاحب (۶۔ ۴۷۷) تاریخ ابن کثیر ۴/ ۳۔ ۹۔ ۵)

اللہ تعالیٰ نے یہود کی مکاری کو صاف بیان فرما دیا اور اپنے پیارے نبی ﷺ پر یہ آیت شریف نازل فرما دی:

القرآن - اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ (النساء)

ترجمہ: کیا نہیں دیکھا آپ نے اُن لوگوں کو جنہیں آسمانی کتاب کا حصہ دیا گیا ہے (پھر بھی) وہ بتوں اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں اور کافروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی نسبت (یہ کافر) سیدھی راہ پر ہیں۔

قریش کے لوگ اپنی تعریف سن کر خوشی سے پھولے نہیں سمائے اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ (سبل الہدیٰ ۴/ ۵۱۲)

بنی غطفان

یہود نے یہیں بس نہیں کی بلکہ اُنہوں نے اپنے خیال میں اِسلام کے قلعے کو (نعوذ باللہ) مسمار کرنے کے لیے اپنا پورا زور لگا دیا۔ اب انہوں نے بنی غطفان کی طرف کوچ کیا اور بنی غطفان کے سردار عیینہ بن حصن کو بتایا کہ کس طرح ایک لشکر جرار قریش مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے تیار کر رہے ہیں اور انہوں نے اِن سے کہا کہ اگر تم بھی ہمارا ساتھ دو تو خیبر کے باغات کی کھجوروں کا سارے کا سارا پھل بھی وہ اِس سال کا انہوں کو دے دیں گے۔

چنانچہ عیینہ بن حصن نے اپنے قبیلے کو اور ساتھ ساتھ اپنے ہم نوا دوسرے قبیلوں کو جن میں بنی اسد، بنی مرہ، اشجع اور بنی فزار شامل تھے سب کو ساتھ ملا کر جنگ کی تیاریں شروع کر دیں۔

Marfat.com

اِدھر سے قریش کا چار ہزار کا لشکر کیل و کانٹے سے لیس ہو کر نکلا اِن میں ایک ہزار اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے اور ابوسفیان اِن کا سربراہ تھا۔

مراظہران کے مقام پر اِن کے ساتھ دوسرا بڑا لشکر بھی آ کر مل گیا۔ اِس میں بنی اسد کی قیادت طلحہ السدی اور ابو الاعور بنی سلیم کی قیادت کر رہا تھا۔علاوہ حارث بن عوف المری بنو مرہ کی قیادت کر رہا تھا اور مسعود بن رخیلہ اشجع قبیلے کی قیادت کر رہا تھا اس طرح کل مِلا کر دس یا بارہ ہزار کا لشکر مدینہ طیبہ کی ایک چھوٹی سی بستی کو (نعوذ باللہ) ڈھانے کے لیے نکل کھڑا ہوا عورتوں اور بچوں کو ملا کر بھی پورے مدینہ طیبہ کی کل آبادی بھی اِتنی نہیں بنتی تھی یہ لوگ غرور و تکبر میں بھرے ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کچھ اور تھا جسے یہ لوگ نہیں جانتے تھے۔

وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۝ (آل عمران)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر ترکیب کرنے والا ہے۔

ابوسفیانؓ کا خط

اس موقع پر ابوسفیان نے حضور علیہ السلام کی طرف ایک خط لکھا:

"اے اللہ تیرے نام کے ساتھ لات و عزیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں آپ کی طرف ایک لشکر عظیم لے کر آیا ہوں۔ ہم نے یہ پختہ اِرادہ کر لیا ہے کہ اُس وقت تک نہیں لوٹیں گے جب تک کہ آپ لوگوں کی جڑیں اُکھیڑ کر نہیں رکھ دیں گے میں نے دیکھا ہے کہ آپ نے ہمارے ساتھ مقابلہ کرنے کو مکروہ جانا ہے اور ہمارے راستہ میں خندقیں کھود دی ہیں بڑے تعجب کی بات ہے آپ کو یہ چیز کس نے سکھائی ہے اگر ہم بفرض محال اگر اِس دفعہ واپس چلے گئے تو ہم پھر آئیں گے اور اُحد کی یاد تازہ کر دیں گے۔"

(امتاع الاسماع ۱/ ۱۸۹)

حضور علیہ السلام کا جوابی خط

حضور علیہ السلام نے ابوسفیان کا خط ملتے ہی اُس کو جوابی خط ارسال فرمایا۔ سبحان اللہ قربان جائیں حضور علیہ السلام کے علم و فراست پر اور اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے علم غیب پر کہ کس طرح کے حالات ہیں اور مسلمان کس کسمپرسی کی حالت میں ہیں اور کفار کا ایک عظیم لشکر آندھی و طوفان کی طرح بڑھتا چلا آ رہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنے والے وقت کی باتیں بتا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام ہی کی شان پاک ہے کہ آپ ایسا بیان فرما رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے جوابی خط میں فرمایا:

من محمد رسول اللہ اِلیٰ اَبی سفیان بن حرب اما بعد فقد یما غَرَّكَ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اَمّہ۔

Marfat.com

زَكَرْتَ اَنَّكَ سِرْتَ اِلَيْنَا فِيْ جَمْعِكُمْ وَ اَنَّكَ لَا تُرِيْدُ اَنْ تَعُوْدَ حَتّٰى تستأصِلَنَا فَذٰلِكَ اَمْرٌ يَحُوْلُ اللّٰهُ بينك و بِينهٗ وَ يجعَلُ لَنَا الْعَاقِبَةَ حَتّٰى لَا تَذْكُرَ اللّٰاتَ وَ الْعُزّٰى وَ اَسَافَ وَلَيَاتِيَنَّ عليك يومٌ نَائِلَةَ وَ هُبَلَ حَتّٰى اُزَكِّرَكَ زِلكَ يا سَفِيْهَ بَنِي غالِبٍ.

ترجمہ: یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ابوسفیان بن حرب کی طرف ہے امابعد! عرصہ دراز سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں شیطان تجھے دھوکہ دے رہا ہے اور یہ بات جو تو نے لکھی ہے کہ تم اپنا لشکر جرار لے کر ہماری طرف آرہے ہو اور تم نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اُس وقت تک واپس نہیں جاؤ گے جب تک ہمارا خاتمہ نہ کر دو تو یہ ایسی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے درمیان اور اِس چیز کے درمیان خود حائل ہو جائے گا اور تم اِس میں کامیاب نہیں ہو گے اور انجام کار فتح ہماری ہوگی یہاں تک کہ لات وعزیٰ کو کوئی یاد نہیں کرے گا اور یقیناً وہ دن آئے گا جب میں لات وعزیٰ، اساف و نائلہ اور ہبل کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دوں گا اور اے خاندان بنی غالب کے احمق میں تجھے اِس روز یہ بات یاد کراؤں گا۔ (السیرۃ النبویہ ۲/ ۱۳۱)

مسلمانوں کی ظاہری حالت

ظاہری طور پر باوجود مسلمانوں کی اِس کسمپرسی کی حالت کے حضور علیہ السلام آنے والے وقت میں لات وعزیٰ وغیرہ سب بتوں کو توڑنے اور اُس وقت اِس کو یہ چیز یاد کرانے کے بارے میں ابھی سے آگاہ فرما رہے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے صحابہ اکرام کو مشورہ کے لیے بلایا۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی یہ سنت عالیہ تھی کہ آپ ہر کام میں مشورہ ایک دوسرے سے فرماتے تھے۔

جب صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم تشریف لے آئے تو آقا علیہ السلام نے کفار کے ایک بہت بڑے لشکر کے متعلق صحابہ اکرام کو آگاہ فرمایا کیونکہ مخبر تسلسل سے کفار کی آمد اور اُن کی تعداد وغیرہ کے متعلق خبریں لا رہے تھے۔ اِن صحابہ پاک میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

آپ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ فارس میں ہم اپنا محاصرہ کرنے والوں سے بچنے کے لیے خندق کھود لیتے تھے۔ اس لیے میرے خیال میں جہاں سے کفار کے لشکر کی آمد کی توقع ہے تو وہاں خندق کھود لی جائے تاکہ ہم اُن کی سرکشی سے محفوظ ہو جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اِس تجویز کو منظور فرما لیا۔

مدینہ منورہ کے ایک طرف پہاڑ تھے ایک طرف گھنے جنگلات تھے اور جدھر سے کفار کی آمد متوقع تھی وہاں پر اُن کے راستے میں پانچ گز چوڑی اور پانچ گز گہری خندق کھودی گئی۔ ہر دس آدمیوں کو چالیس گز خندق کھودنے کا حکم دیا گیا۔

Marfat.com

طبری اور سہیلی بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلی ایسی خندق سنوچر بن ایرج بن فریدون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کھدوائی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ اُردو ترجمہ ۴۔ ۳، صفحہ ۵۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے مسلمانوں نے اِس تیزی اور محنت سے کام کیا کہ صرف چھ دن میں خندق تیار ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود مٹی اُٹھا اُٹھا کر باہر پھینکتے رہے جس سے شکم انور وغیرہ پر مٹی کی تہہ جم گئی اور مٹی نے بال مبارک اور جلد مبارک کے بھی بوسے لیے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل کام فرماتے رہے سخت سردی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سخت بھوک کی حالت میں مسلسل کام کرتے رہے۔ حضور علیہ السلام نے اِن کو دیکھ کر فرمایا:

اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشَ الْاٰخِرَۃْ۔

ترجمہ: یعنی عیش کی زندگی تو صرف آخرت کی ہے۔

فَاغْفِرْ لِاَنْصَارِ وَ الْمُهَاجِرَ۔

ترجمہ: میرے پروردگار انصار و مہاجرین کو بخش دے۔

حضور علیہ السلام مٹی ڈھوتے جاتے تھے اور عبداللہ بن رواحہ کے اشعار ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لُوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَیْنَا

وَ لَا تَصَدَّقَا وَ لَا صَلَّیْنَا

ترجمہ: اے اللہ اگر تیری مہربانی نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے، اور نہ صدقہ کرتے یعنی نہ زکوٰۃ دیتے اور نہ ہی ہم نماز پڑھتے۔

فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا

وَ ثبت الْاَقْدَامَ اِنْ لَاَقَیْنَا

ترجمہ: پس ہم پر اطمینان وسکون نازل فرما، اور اگر ہمارا دشمنوں سے مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

اِن الْاُولی قَدْ بَغو عَلَیْنَا

وَ اِنْ اَرَدُوْ فِتْنَۃَ اَبَیْنَا اَبینا

ترجمہ: انہوں نے ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکایا ہے، اور اگر وہ ہمیں فتنے میں ڈالنا چاہیں گے تو ہم ہرگز سرنگوں نہیں ہوں گے۔

ابیناً ابیناً کے الفاظ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمبا فرما فرما کر فرماتے تھے۔

صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ یہ اشعار پڑھتے تھے:

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْ مُحَمَّدً

عَلَی الجهاد مَا بقینا اَبَدً

Marfat.com

ترجمہ: یعنی ہم نے محمد ﷺ کے ہاتھ مبارک پر اِس لیے بیعت کی ہے کہ ہم جہاد کرتے رہیں گے جب تک کہ ہم زندہ رہیں گے۔

شام ایران اور یمن کی فتح کی خوشخبری

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے نبی رسول کریم رؤوف و رحیم ﷺ کے ہاتھ مبارک پر مسلمانوں کے لیے فتوحات کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمان بڑی تندی سے اپنے اپنے حصہ کی خندق کھودنے میں مصروف تھے۔ سارا کام زور و شور سے جاری تھا۔ حضور علیہ السلام بذات خود تمام صحابہ اکرام کے کے ساتھ بڑھ چڑھ کر کام فرما رہے تھے اور سب کو رغبت و شوق دلا رہے تھے کہ اتنے میں خندق کا وہ حصہ حضرت عمرو بن عوف حضرت سلمان، حضرت حذیفہ اور حضرت نعمان بن مقرن المزنی اور دیگر چھ انصاری صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذمہ تھا کا کام رُک گیا۔ اِن کے راستے میں ایک نہایت سخت چٹان حائل ہوگئی تھی جس کے اوپر تمام حضرات رضی اللہ عنہم نے کوشش کی کہ ٹوٹ جائے لیکن وہ نہ ٹوٹی۔ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں حضور آقا علیہ السلام کی خدمت میں ساتھیوں سے مشورہ کے بعد حاضر ہوا اور تمام واقعہ گوش گزار کیا۔ سرکار دو عالم ﷺ میرے ساتھ اُس جگہ تشریف لائے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کدال لے کر زور سے اللہ اکبر فرماتے ہوئے چٹان کو ماری فوراً اُس کا ایک حصہ کٹ کر دور جا گرا اور اُس سے ایک ایسی روشنی نکلی کہ ہر چیز روشن ہوگئی۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

اللہ اکبر اُعطِیتُ مَفَاتیح الشام۔

ترجمہ: اللہ بہت بڑا ہے مجھے ملک شام کی کنجیاں دے دی گئیں۔

پھر آقا علیہ السلام نے دوسری کدال ماری اور اُس سے پھر اِسی طرح روشنی خارج ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ اکبر اُعطِیتُ مَفَاتیحَ الفارس۔

ترجمہ: اللہ سب بڑا ہے مجھے فارس (ایران) کی کنجیاں دے دی گئیں۔

اور پھر حضور سرور کائنات ﷺ نے تیسری دفعہ ضرب لگائی تو باقی ماندہ چٹان بھی ٹوٹ کر جا گری اور پھر اِسی طرح روشنی خارج ہوئی کہ ہر چیز جگمگا اُٹھی اور حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ اکبر اُعطیتُ مفاتیحَ الیَمَنْ۔

ترجمہ: اللہ بہت بڑا ہے مجھے یمن کی کنجیاں دے دی گئیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ فتوحات اکثر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اِن فتوحات کی کنجیاں پہلے ہی حضور علیہ السلام کو عطا فرما دی گئیں ہیں۔ (طبری جلد ۳، صفحہ ۴۶) (فروع کافی ۲/ ۲۵)

سبحان اللہ مسلمانوں کو نہایت کسمپرسی کی حالت میں شام و ایران و یمن کی فتوحات کی خوشخبریاں سنائی جا رہی ہیں۔ اِس

Marfat.com

حالت میں کہ سخت سردی میں مسلمانوں کا بھوک کے سبب کام کرنا بھی مشکل ہو رہا ہے اور لوگوں کے خوف سے دل حلق میں آ رہے ہیں کہ دشمن ایک کثیر تعداد لے کر تہس نہس کرنے کے لیے چلا آرہا ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم ﷺ کے اِن حالات میں کوئی بھی اتنی بڑی خوشخبریاں اپنے صحابہ کو نہیں دے سکتا تھا یہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے غیب کی ہر ہر چیز کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی تھیں۔ زمین و آسمان کی ہر چیز کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی تھیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

وَاللّٰہُ مُعْطِی وَ اَنَا قَاسِمٌ۔

ترجمہ: ہر چیز دینے والی ذات تو اللہ وتبارک وتعالیٰ کی ہے اور ہر چیز کے بانٹنے والا میں (محمد رسول اللہ ﷺ) ہوں۔

اولین و آخرین تمام لوگوں کو جس کو جو کچھ ملا حضور علیہ السلام کے صدقے ہی ملا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء)

ترجمہ: اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا خزانہ جس کی کل عالمین کو ضرورت ہے کو بھی حضور علیہ السلام کے ذریعے سے ہی بانٹا جارہا ہے۔)

یہ انسان اولین و آخرین تو کیا ہم نے اے میرے پیارے حبیب ﷺ آپ علیہ السلام کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جہاں میں رب العالمین ہوں وہاں آپ علیہ السلام رحمت العالمین ہیں۔ کائنات کے ذرے ذرے کا نظام رحمت و محبت حضور علیہ السلام کی وجہ سے ہے اور اِس دنیا میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی رحمت کے صرف ایک حصہ کا اظہار معرض وجود میں آیا ہے اور جب قیامت کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باقی ننانوے حصوں کا وجود معرض وجود میں آئے گا تو اُس وقت حضور علیہ السلام کی شان پاک کا کیا عالم ہوگا۔

صرف بزم محشر کا ہے یہ سبب
کہ آپ کی شان رحمت دکھائی جانے والی ہے

جب کتنا ہی عرصہ تک اللہ جل جلالہٗ کی آواز گونجتی رہے گی کہ

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔

ترجمہ: آج کس کی بادشاہی ہے۔

یعنی بادشاہی تو اب بھی سب اُسی کی ہے لیکن اب جو اختیار اُس نے لوگوں کو عطا فرمایا ہوا ہے وہ واپس لے لیا جائے گا اور دنیا کے تمام بادشاہوں کو فرشتے اُن کے بالوں کی چوٹیوں سے پکڑے ہوئے ہوں گے اور اُن کو زمین و آسمان کے درمیان معلق کیا ہوا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر ہوں گے کہ کدھر پھینکیں۔ دوزخ میں یا جنت میں اور کسی کو دم مارنے کی

Marfat.com

جرأت نہیں ہو گی اور کسی کی آواز بھی نہیں نکل رہی ہو گی اور لوگ ہر طرف سے پھر پھرا کر تمام انبیاء اکرام کے پاس سے ہو کر رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر گریں رہے گے اور شفاعت کے طلبگار ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرمائیں گے۔

الفرقان لِلّٰهِ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾

ترجمہ: آج خدائے واحد کی بادشاہی ہے۔

کتنی ہی دیر یہ آواز گونجتی رہے گی اور کسی کو بھی بولنے کی اجازت نہیں ہو گی۔

اور پھر حضور علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج میں ہی تم سب کا شفیع ہوں اور آپ سجدے میں گر پڑیں گے کتنی ہی دیر آپ سجدہ ریز رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ایک دم حضور علیہ السلام کو سجدہ ریز دیکھ کر رحمت میں بدل جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے پیار سے فرمائیں گے اے میرے پیارے حبیب اِرفَعْ یا محمد ﷺ اپنا سر مبارک سجدے سے اُٹھائیے۔ قُلْ تَسْمَعُ۔ آپ فرمائیں تو سہی سُنا جائے گا سَلْ تُعْطِی۔

آپ ارشاد فرمائیں آپ کو عطا فرمایا جائے گا اِشْفَعْ یَشْفَعْ۔ آپ شفاعت فرمائیں۔ آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور پھر حضور علیہ السلام کو مقام محمود پر بٹھایا جائے گا اور سب سے پہلے حضور علیہ السلام کی بدولت ہی حضور علیہ السلام کی اُمت کو بخشا جائے گا اور پھر دوسری امتیں بھی حضور علیہ السلام کے صدقے ہی بخشی جائیں گی۔

حضور علیہ السلام نے خندق کی چٹان توڑتے وقت جو خوشخبریاں شام و فارس و یمن کی فتوحات کی فرمائیں تھیں اُن کا ظہور اپنے پیارے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کروایا کیونکہ اُن کے ہاتھ پر فتح دراصل حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر فتح ہی۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

الفرقان - وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ

ترجمہ: اور اے میری پیارے حبیب ﷺ وہ کنکریاں جو تو نے پھینکی تھیں وہ تو نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ وہ ہم نے پھینکی تھیں۔

لیکن وہ لوگ جن کے دل محبت سے خالی ہیں وہ اِس چیز کا کیا اندازہ لگا سکتے ہیں جس کی آنکھ میں حضور علیہ السلام کی محبت کا سُرمہ ہی نہیں۔ اُس نے کیا دیکھنا ہے اور جس کے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا جوہر ہی نہیں اُس کا جینا بھی کیا جینا ہے جانور و چارپائے اُس سے بہتر و افضل ہیں۔

جس کا جو محبوب ہوتا ہے اُس کا خیال اُدھر ہی ہوتا ہے۔

اُس وقت بھی منافقوں نے یہ کہا: ''کہ کیا تم کو محمد (ﷺ) کی اِن باتوں سے تعجب نہیں ہوتا کہ وہ تمہیں اُمیدیں دلا رہے ہیں اور جھوٹے وعدے کر رہے ہیں کہ تم قیصر و کسریٰ کے ملکوں کی فتح کرو گے حالانکہ تم دشمن کے خوف سے خندقیں کھودنے پر مجبور ہو اور تم قضائے حاجت کے لیے باہر بھی نہیں جا سکتے۔''

Marfat.com

ایک دفعہ ایک موقع پر ایک غزوے سے واپس آتے ہوئے جب حضور علیہ السلام کی ناقہ (اونٹنی) گم ہوگئی تو ایک منافق نے کہا کہ ویسے تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم لوگوں کو غیب کی آسمان کی خبریں دیتے ہیں لیکن وہ تم کو اپنی اونٹنی کی خبر نہیں دے سکتے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بخدا میں وہ ہی تم لوگوں کو بتاتا ہو جس سے اللہ تعالیٰ مجھ کو آگاہ فرماتے ہیں جاؤ (میرے رب نے مجھے بتا دیا ہے کہ) فلاں گھاٹی میں فلاں درخت کے ساتھ اُس کی نکیل پھنسی ہوئی ہے۔

اور مسلمان وہاں گئے اور واقعی وہ اونٹنی اُن کو اِسی حالت میں وہاں سے ملی۔

جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے شیطان اُن کے دل میں ایسی ہی باتیں ڈالتا رہتا ہے۔ اِس طرح کے لوگ ہر دور میں ہوتے ہیں جس کی قسمت میں جو ہوتا ہے وہ اُس کو مل جاتا ہے جس کا رزق جہاں سے لکھا ہوتا ہے وہیں سے اُس کو ملنا ہے صاف پانی کی مچھلی کی خوراک صاف پانی سے ہی اُس کو ملتی ہے اور گندگی کے کیڑے کی خوراک بھی اُس کیڑے کو گندگی سے ہی ملتی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات معافی عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور علیہ السلام کی گستاخی سے بچائے۔ تمام انبیاء علیہم السلام تمام اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اور اُس ذات پاک جل جلالہ کے مقرب بندوں کی گستاخی سے بچائے۔ آمین بجاہ نبی کریم رؤوف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ حضور علیہ السلام کی آواز سے اونچا بولنے پر تمام زندگی کے اعمال ضائع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ استغفر اللہ ربی من کل زنب و اتوب الیہ۔

جب منافقوں نے یہ بات کہی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پاک میں یہ آیت نازل فرمائی:

وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ (الاحزاب)

ترجمہ: اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہہ رہے تھے کہ نہیں وعدہ کیا ہم سے اللہ نے اور اُس کے رسول نے مگر صرف دھوکہ دینے کے لیے۔

حضور علیہ السلام کی برکات

حضور علیہ السلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تین دن خندق کی کھدائی فرماتے رہے۔ صحابہ پاک رضی اللہ عنہم کی ہمت جواب دینے لگی کسی نے کچھ کھایا پیا نہیں تھا لوگ مسلسل کام کر رہے تھے بھوک کے احساس کو مٹانے کے لیے صحابہ پاک نے پیٹ کے اوپر پتھر باندھے ہوئے تھے جب پتھر باندھنے کے بعد بھی بھوک ناقابل برداشت ہوگئی تو بعض صحابہ اکرام حضور علیہ السلام کے پاس گئے اور قمیض اُٹھا کر اپنے پتھر دکھائے کہ بھوک ناقابل برداشت ہوتی جا رہی ہے حضور علیہ السلام نے اپنے پیٹ پر سے قمیض ہٹائی تو صحابہ پاک نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے دو پتھر باندھے ہوئے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی کیفیت دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا میں فوراً اجازت لے کر گھر گیا۔ بکری کا

Marfat.com

ایک ہی بچہ میرے پاس تھا میں نے اُسی کو ذبح کیا اور تھوڑے بہت جو ادھر اُدھر تلاش کے بعد نکالے۔ بیوی کو کہا کہ اِن کو پیس کر آٹا بنائے اور تھوڑا سا گوشت جو بنا تھا اُس کو دیا کہ پکائے اور آٹا گوندھے۔

میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ زیادہ لوگوں کو نہ بلا کر لانا کہیں ہماری بے عزتی نہ ہو جائے اور چپکے سے حضور علیہ السلام کو کھانے کے لیے عرض کرنا شام کو ہم لوگ کام بند کر کے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے شام قریب تھی میں نے چپکے سے آ کر حضور علیہ السلام سے کھانے کی دعوت کی عرض کی کہ ایک یا دو آدمی آپ ساتھ بھی لے چلیں کیونکہ کھانا بالکل تھوڑا سا پکا ہے۔ حضور علیہ السلام نے کمال محبت سے اپنی انگلیاں مبارک میری انگلیوں میں ڈال دیں اور فرمایا کثیرٌ طیب۔ کہ یہ تو بہت زیادہ اور پاکیزہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ ''میرے آنے سے پہلے ہنڈیا نیچے نہ اُتارنا اور نہ ہی روٹیاں پکانی شروع کرنا۔''

پھر حضور علیہ السلام نے بلند آواز سے تمام خندق والوں کو فرمایا کہ جابر نے تمہارے لیے کھانا پکایا ہے آؤ سب کھاؤ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شرم سے پانی پانی ہوئے جا رہا تھا۔ حضور علیہ السلام آگے آگے چل دیے اور صحابہ اکرام کا جم غفیر حضور علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

جب میں گھر پہنچا تو بیوی کو سب ماجرا بتایا بیوی نے پوچھا کیا تم نے حضور علیہ السلام کو کھانے کی مقدار کے متعلق بتا دیا تھا۔ میں نے کہا کہ ہاں اور اُس نے پوچھا کہ کیا سب صحابہ کو کھانے کی دعوت آپ نے دی یا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے تو بیوی کہنے لگی اللہ و رسولہٗ اَعْلَمُ اللہ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بہتر جانتے ہیں۔

اُس کے کہنے سے میں اور مطمئن ہو گیا۔

حضور علیہ السلام اندر تشریف لائے اور اپنا برکت والا لعاب دہن آٹے میں ڈالا اور ہانڈی میں اپنا برکت والا لعاب دہن ملایا اور فرمایا کہ آٹے اور ہنڈیا کو ڈھانپنے رکھنا اور حکم دیا کہ دس دس آدمیوں کو بلاتے جاؤ اور کھلاتے جاؤ۔''

اِسی طرح ایک ہزار تک آدمیوں نے کھانا کھایا نہ آٹا کم ہوا اور ہنڈیا میں کھانا بھی ویسے ہی لبالب بھرا رہا اور سب لوگ کھا کر فارغ ہو گئے پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی تحفۃً بھیجو۔ ہم دیر تک بانٹتے رہے حضور علیہ السلام نے بھی تناول ہمارے ساتھ فرمایا۔ جب حضور علیہ السلام چلے گئے تو سب کچھ ختم ہو گیا۔

اِسی طرح ایک دفعہ حضرت نعمان بن بشیر کی ہمشیرہ کھجوروں سے بھرا تھیلا لے کر جا رہی تھیں کہ اپنے باپ اور اپنے ماموں عبداللہ بن رواحہ کو دے آئیں کہ ان کو حضور علیہ السلام نے بلا لیا اور کھجوروں کو ایک کپڑے پر بکھیر کر تمام اہل خندق کو بُلا کر فرمایا کہ کھاتے جاؤ کھانا تیار ہے۔ تمام لوگ آ آ کر خوب سیر ہو ہو کر کھاتے رہے لیکن کھجوریں جوں کی توں رہیں۔

ایک دفعہ حضور علیہ السلام ام المومنین حضرت ام سلمہ کے ہاں تشریف فرما تھے کہ ام عامر اشہیلہ نے ایک برتن میں حبس (حلوہ) بھیجا۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ نے کھایا اور بقایا حضور علیہ السلام لے کر باہر تشریف لے آئے اور اعلان فرمایا کہ تمام لشکر والے کھانا

Marfat.com

حضور علیہ السلام کے گھر کھائیں۔ تمام لوگ آئے اور کھانا کھایا لیکن وہ حلوہ ویسے کا ویسا ہی رہا۔

حضور علیہ السلام جب بھی مدینہ منورہ سے کوئی چیز آتی تو سب کی سب مہاجرین انصار میں تقسیم فرما دیتے تھے لیکن جب کافی مقدار میں شہد یا گوشت یا روٹیاں وغیرہ آتیں تو تھوڑا بہت خود بھی چکھ لیتے تھے۔

(البدایۃ النہایہ تاریخ ابن کثیر ۳، ۴/ ۵۱۲) (سبل الہدیٰ ۴/ ۵۲۲۔ ۵۲۰)

اور ہر وقت حضور علیہ السلام کی زبان مبارک پر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور شکر جاری رہتا تھا اور حضور علیہ السلام صحابہ کے حق میں مسلسل دعا فرماتے رہتے تھے۔

خندق کی چھ دن میں تیاری

الغرض چھ دن کی قلیل مدت میں خندق جو پانچ گز چوڑی اور پانچ گز گہری تھی تیار ہوگئی۔ یہ خندق کے شہر کا تمام شمالی حڈہ پر تھی اور اِس کی لمبائی تقریباً ساڑھے تین میل تھی۔ مدینہ منورہ کے شمالی حصہ سے ہی دشمن کی افواج کی آمد کا خطرہ تھا۔ مدینہ کے مشرق و مغرب میں پتھریلی چٹانیں تھیں اور جنوب میں گھنے باغات کھجوروں کے تھے جدھر سے حملے کا خطرہ نہیں تھا۔ حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ میں ام مکتوم کو نمازوں کی ادائیگی کے لیے مقرر فرمایا اور مسلمانوں کے تین ہزار کے لشکر کو بھی مناسب جگہوں پر مقرر فرمایا اور مسلح کی پہاڑی کو پشت پر رکھتے ہوئے یہاں اپنا خیمہ نصب فرمایا۔ مہاجرین کا پرچم حضرت زید بن حارث کو اور انصار کا حضرت سعد بن عبادہ کو مرحمت فرمایا۔ عورتوں اور بچوں کو مضبوط گھڑیوں میں ٹھہرایا گیا۔ امہات المومنین اور حضرت صفیہ حضور علیہ السلام کی پھوپھی کو بھی ایک گھڑی میں رکھا گیا اور وہاں حضرت حسان بن ثابت کو بھی ٹھہرنے کی اجازت دے دی گئی شہر کے اندرونی راستوں پر دیواریں چن دی گئیں۔ اِس طرح شہر کو ایک مضبوط قلعہ میں تبدیل فرما دیا گیا۔

یہ تو ظاہری طور پر انتظام تھا ورنہ حضور علیہ السلام کی برکت سے اور آپ کی دعا سے اگر یہ ظاہری اسباب نہ بھی ہوتے اور کفار کی تعداد اِس سے دوگنی بھی ہوتی تو خدا کے فضل و کرم سے حضور علیہ السلام پر بھی فتح حاصل کرتے اگر ایک مہینہ بعد حضور علیہ السلام کی دعا و برکت سے کفار پر زور کی آندھی چل سکتی تھی تو پہلے دن بھی حضور علیہ السلام کی دعا و برکت سے اِن پر آندھی چل سکتی تھی اور اُن کی ہانڈیاں اُلٹ سکتی تھیں لیکن حضور علیہ السلام کے ہر کام میں توقف ٹھہراؤ ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی مرضی شامل ہوتی تھی۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ (یوسف)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

لشکر کفار کی آمد

مدینہ منورہ کی چھوٹی سی بستی کو نعوذ باللہ ختم کرنے کے لیے کفار کا بہت بڑا لشکر اُمڈا چلا آرہا تھا اور مسلمانوں کی

Marfat.com

تیاریاں مکمل ہونے کے بعد یہ بھی پہنچ گیا لیکن یہ لوگ تو یہاں کا نقشہ دیکھ کر ہی حیران ہو گئے۔ انہوں نے تو کچھ سوچا ہی اور تھا لیکن واقعی اِن کے ارادوں اور مسلمانوں کے درمیان اللہ تعالیٰ خود حائل ہو گئے تھے اور کفار آتے ہی شکستہ دل ہو گئے اور انہوں نے اپنا خیمے نصب کرنا شروع کر دیے۔

کوہ اُحد کی اُترائی میں زنب النعمی کے مقام پر بنو عطفان اور نجد کی طرف سے آنے والے قبیلوں نے پڑاؤ ڈالا۔ اِن لوگوں کا کوئی ایک سردار نہیں تھا اور سب قبیلوں کے اپنے اپنے سردار تھے یہ لوگ چھ ہزار سے اوپر تھے۔

اور مجتمع السیال جہاں برساتی ناموں کا پانی گرتا تھا وہاں جرف اور زغابہ کے مقامات پر قریش اور اِن کے حلیفوں کنانہ وتہامہ وغیرہ کے اپنے پڑاؤ ڈالے۔ اِن کی تعداد چار ہزار کے اوپر تھی۔

عورتیں چھتوں سے جنگ دیکھ سکتی تھیں لیکن ان کو مدینہ منورہ سے باہر آنے کی اجازت نہ تھی۔

کفار نے مسلمانوں پر اپنا گھیرا مکمل کر لیا اور مناسب موقع کی تلاش کرنے لگے۔ ایک دن عمرو بن عبدود جو ایک مشہور شہسوار تھا نے عکرمہ ابوجہل کے بیٹے کو ساتھ لیا اور خندق کا چکر لگایا ایک جگہ اُس کو تنگ ملی جسے عکرمہ تو نہ پھلانگ سکے لیکن یہ اپنے گھوڑے پر اِس کو پھلانگ کر مسلمانوں کی طرف آگیا اور مسلمانوں کو للکارا هَلْ مِنْ مُّبَارِز ہے کوئی اُس کے ساتھ مقابلہ کرنے والا۔

شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور علیہ السلام کی اجازت سے اپنی تلوار لہراتے ہوئے اِس کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور اُسے اِسلام کی دعوت دی جسے اُس نے سن کر انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا پھر میرے ساتھ مقابلہ کر اُس نے کہا کہ آپ کے والد میرے والد کے بہت اچھے دوست تھے۔ اس لیے میں پسند نہیں کرتا کہ آپ میرے ہاتھ سے قتل ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن میں چاہتا ہوں کہ میری تلوار تمہارا سر تن سے جدا کر دے۔ یہ سُن کر وہ غصہ سے پاگل ہو گیا گھوڑے سے چھلانگ لگائی اور گھوڑے کی کونچوں کو کاٹ دیا اور دیوانہ وار آپ سے لڑنا شروع کر دیا۔

یہ دیوانگی یہ جد و جدل اِن کفار کی فطرت میں تھی۔ یہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے اِن کا مقابلہ کر لیا تھا ورنہ یہ لوگ نہایت ہی سرکش اجڈ وگنوار لوگ تھے اور نہایت ضدی قسم کے تھے اپنی انا کی خاطر یہ اپنی جان تک دینے کو تیار ہو جاتے تھے۔ دونوں کی جنگ میں اتنی گرد و غبار اُڑی کہ اس نے دونوں حضرات کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور کوئی بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔

حضور علیہ السلام کی دعا کام آئی جب گرد و غبار چھٹا تو لوگوں نے دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اِس کا سر تن سے جدا کر دیا ہوا تھا۔

اِس واقعہ سے مسلمانوں کا رعب کفار پر اور زیادہ طاری ہو گیا اور پورا ایک مہینہ کسی نے بھی خندق کے پار آنے کی جرأت نہ کی۔

جب بنی نصیر کے یہود نے دیکھا کہ یہ کفار کامیاب نہیں ہو سکیں گے جب تک کہ بنی قریظہ اندر سے مسلمانوں پر حملہ کر

Marfat.com

دیں تو انہوں نے ایک اور سازش کی۔ آج بھی یہود کا سازشی ذہن ہر جگہ مسلمانوں کو نیچا دکھانے کے لیے مصروف عمل ہے لیکن جس کی حفاظت خدا کرے یہ لوگ اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے آج بھی مسلمان اپنا ایمان مضبوط نہ ہونے کی وجہ سے اِن لوگوں کی سازشوں کا شکار ہو رہے ہیں آج بھی اگر مسلمان ہوش کر لیں تو اللہ تعالیٰ اِن کی عظمت رفتہ پھر بحال فرما سکتے ہیں۔

بنی نضیر کا سردار حی بن اخطب موقع پا کر بنی قریظہ کی طرف گیا اور چپکے سے جا کر قلعہ کے باہر سے بنی قریظہ کے سردار کعب کو اپنی آمد کی اطلاع دی۔

بنی قریظہ اَب تک مسلمانوں کے ساتھ اپنے عہد و پیمان کی وفاداری کر رہے تھے جب کعب نے حی بن اخطب کی آمد کے بارے میں سُنا تو دروازے پر آیا لیکن حی بن اخطب کو کہا تو ضرور کسی سازش کے تحت آیا ہے تو خود بھی مَرے گا اور مجھے بھی مروائے گا جا واپس چلا جا۔ میں تیرے لیے دروازہ نہیں کھولوں گا۔

اس نے بہت منتیں کیں لیکن کعب پھر بھی نہ مانا تو حی بن اخطب نے کہا کہ اے کعب تو اِس لیے دروآزہ نہیں کھول رہا کہ تجھے مجھے روٹی نہ کھلانی پڑ جائے۔ یہ طعنہ سن کر کعب نے دروازہ کھول دیا حی بن اخطب اندر چلا آیا اور کعب کے ساتھ اِس کے گھر چلا گیا۔ جب یہ فارغ تنہائی میں بیٹھے تو حی بن اخطب کعب کو کہنے لگا کہ میں تمہاری لیے زمانے بھر کی عزت لے کر آیا ہوں۔ میں تمام مشرکین مکہ اور بنی عطفان کے قبائل وغیرہ کو بھی ساتھ لایا ہوں میں جنگجو سرداروں کو تمہارے پاس لایا ہوں میرے ساتھ ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک سمندر ہے۔

تم صرف ایک کام کرو ہم باہر سے حملہ کریں گے تم اندر سے حملہ کر دینا۔ اِس طرح مسلمانوں کا صفایا ہو جائے گا۔

کعب کہنے لگا اے حی بن اخطب تم زمانے بھر کی ذلت ہمارے لیے لائے ہو۔ ہمارا پیغمبر اسلام (علیہ السلام) سے دوستی کا وعدہ ہے اور اُنہوں نے آج تک اِس کی عہد شکنی نہیں کی۔

حی بن اخطب بہت تیز طرار تھا اُس کو باتوں کے اُلجھاؤ پیچ میں اُلجھا کر اُس کو سبز باغ دکھاتا رہا یہاں تک کہ وہ اِس میں کامیاب ہو گیا اور کعب نے مسلمانوں کے خلاف حملے کا ارادہ کر لیا۔

کعب نے چپکے سے تمام لوگوں کو تیاری کا حکم دے دیا۔

بنو قریظہ سے عمرو بن سعدی نے اِس کو بہت منع کیا اور اِس کے بُرے نتائج سے آگاہ کیا لیکن اِس کے کان پر جوں تک نہ رینگی علاوہ بنی قریظہ سے اسد، اسید، اور ثعلبہ جو بنو سعنہ کی شاخ سے تھے نے اِس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور بعد میں مسلمانوں کے لشکر میں آ کر شامل ہو گئے۔

حضور علیہ السلام کو جب یہ خبر پہنچی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس خبر کی تصدیق کے لیے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ لوگوں کے ساتھ بنی قریظہ بھیجا اور فرمایا کہ اگر یہ بات سچ ہوئی تو واپس آ کر ہمیں اشارے کنایے سے بتانا اور اگر یہ بات جھوٹ ہوئی تو بھرے مجمع میں زور سے اعلان کرنا۔

Marfat.com

حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ گئے تو بنی قریظہ کا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا ہر کوئی جنگ کی تیاری میں مصروف تھا۔ اسلحہ اکٹھا کیا جا رہا تھا اس کو تیز کیا جا رہا تھا۔

انہوں نے اِن کو بہت روکنے کی کوشش کی اور کعب کو اِس سے باز رہنے کے لیے عار دلائی لیکن یہ بالکل اندھا ہو رہا تھا اور اس کے دماغ پر ازلی خباثت چھا رہی تھی یہ بالکل نہ مانا انہوں نے اِسے مسلمانوں سے وعدہ کی یاد دلائی تو اِس نے کہا کہ کیسا وعدہ! اور کئی طرح کے بکواس کیے۔ (سبل الہدیٰ ۴/ ۵۳۰۔ ۵۲۷۔ ضیاء النبی ۴/ ۴۶۔ ۴۴)

یہ لوگ تھک ہار کر واپس آ گئے اور اشارے کنایہ سے حضور علیہ السلام کو بتایا کہ واقعی یہ خبر سچ ہے۔

اچانک ایک دن حضور علیہ السلام کو خبر ملی کہ آج رات بنی قریظہ مسلمانوں پر حملہ کریں گے حضور علیہ السلام نے فوراً حضرت زید بن حارثہ کی قیادت میں تین سو مجاہدین اور حضرت مسلمہ بن اسلم اشہلی کی قیادت میں دو سو مجاہدین کو ترتیب دیا اِن لوگوں نے ٹولیوں کی شکلوں میں مدینہ طیبہ کی گلیوں میں گشت شروع کر دیا اور ساری رات مسلمانوں کا پہرہ دیتے رہے اور یہ وقفے وقفے سے مدینہ طیبہ کی گلیوں میں اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے کہ سارا مدینہ گونج اُٹھتا تھا۔ یہ صورتحال دیکھ کر بنی قریظہ مسلمانوں پر حملہ کی جرأت نہ کر سکے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہی کفار کی طرف سے غافل ہوئے اور نہ ہی بنی قریظہ کے یہودیوں کی طرف سے غافل ہوئے جتنی دفعہ بھی کسی نے حملے کی کوشش کی تو حضور علیہ السلام نے کسی نہ کسی کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ دشمن کو بھگا دے۔

حضور علیہ السلام پیچھے سے مسلمانوں کے حق میں دعا فرماتے رہتے تھے حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ اِن کا شر ہم سے دور کر دے۔ اللہ ہمیں اِن پر فتح عطا فرما۔ تیرے سوا اِن کو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا۔

ایک دفعہ ایک جگہ حضور علیہ السلام نے حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ خندق کی حفاظت کے لیے چکر لگانے کا کہا ایک جگہ انہوں نے دیکھا کہ ابوسفیان اپنے گھڑسواروں کے ساتھ داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے انہوں نے اِن پر تیروں اور پتھروں کی بارش کر دی یہ لوگ دم دبا کر بھاگ گئے کفار نے کئی دفعہ خندق عبور کرنے کی کوشش کی لیکن ہر دفعہ مسلمانوں نے جوانمردی سے اِن کا مقابلہ کیا اور یہ پسپا ہو گئے۔ ابوسفیان، عکرمہ بن ابی جہل اور ضرار بن خطاب ہر دن باری باری اپنے دستوں کے ساتھ حملے کرتے تھے ایک دن انہوں نے یکبارگی حملے کا پروگرام بنایا۔ حضور علیہ السلام نے رات کو ہی اِن کی غیر معمولی سرگرمیاں دیکھیں اور مسلمانوں کو بھی اکٹھا فرما لیا اور فرمایا کہ اگر تم صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو گے اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو گے تو ان شاء اللہ فتح تمہاری ہی ہو گی۔

صبح کفار نے گھیرا ڈال کر ہر طرف سے حملہ کر دیا۔ صبح سے شام تک لڑائی جاری رہی انہوں نے سارا زور حضور علیہ السلام کی طرف لگا دیا۔ اِس دستہ کی قیادت خالد بن ولید کر رہا تھا اِس دن ظہر، عصر، مغرب کی نمازیں بھی قضا ہو گئیں جب اندھیرا چھا گیا تو فوجیں واپس ہو گئیں مسلمان بھی واپس لوٹ گئے اور کفار بھی اپنے خیموں میں واپس چلے گئے۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے حضرت اسید بن حضیر کی دوسو ساتھیوں کے ساتھ ڈیوٹی لگائی کہ دھیان رکھیں اور خندق کا چکر لگاتے رہیں۔

اچانک خالد بن ولید نے ایک جگہ سے اپنے دستے کے ساتھ حملہ کر دیا۔ کفار سمجھ رہے تھے کہ مسلمان غافل ہو کر سو رہے ہوں گے کہ اسید بن حضیر نے اِن کا منہ توڑ جواب دیا اور اِن کو بھگا کر دم لیا لیکن حضرت طفیل بن نعمان وحشی کا حربہ لگنے سے شہید ہو گئے۔

حضور علیہ السلام نے اپنے خیمہ میں واپس آنے کے بعد حضرت بلال علیہ السلام کو اذان کا حکم دیا اور صحابہ اکرام کے ساتھ الگ الگ اقامت کے ساتھ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں الگ الگ پڑھائیں حضور علیہ السلام تازہ دم تھے اور تھکاوٹ کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ (امتاع الاسماع ۱/ ۱۸۵۔ ضیا النبی ۴/ ۴۸)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

حضور علیہ السلام کی پھوپھی، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن ایک یہودی اِن کے قلعے کے نیچے جہاں عورتیں اور بچے ٹھہرے تھے جائزہ لینے کے لیے آیا۔ میں نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو کہا کہ جاؤ اور جا کر اِس یہودی کو قتل کر دو۔ انہوں نے کہا کہ یہ کام میرے بس کا نہیں۔

اِن کا جواب سن کر آپ خود ایک لٹھ ہاتھ میں پکڑ کر نیچے اُتریں اور جب وہ چکر لگاتا آپ کے پاس سے گزرنے لگا تو اچانک اس کے سر پر انہوں نے زور سے لٹھ ماری وہ وہیں گر گیا آپ نے اِس کو واصل جہنم کیا اور واپس آ کر حضرت حسان کو کہا کہ اِس یہودی کا لباس اُتار لاؤ۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اِس کی ضرورت نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر اِس کا سر کاٹ کر یہودیوں کی طرف پھینک دو۔ آپ نے پھر اِنکار کر دیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خود گئیں اور یہودی کا سر کاٹ لائیں اور قلعہ کے اوپر سے زور سے یہودیوں کی طرف پھینک دیا۔

یہودی سمجھ گئے کہ یہاں پہرے دار مقرر ہیں۔ پھر اُن میں سے کسی نے بھی قلعہ یا گھڑی کی طرف آنے کی جرأت نہیں کی۔

بنی غطفان

حضور علیہ السلام کے پاس سے منافقوں نے بہانے بنا کر اور چپکے سے جانا شروع کر دیا حضور علیہ السلام نے مسلمانوں کی حفاظت نے پیش نظر کفار کی جمعیت کو منتشر کرنے کے لیے بنی غطفان کے سرداروں عیینہ بن حصین اور ابو الحارث بن عمرو سے بات چیت شروع کی اور اُنہیں فرمایا کہ اگر تم محاصرہ اُٹھا کر چلے جاؤ تو مدینہ طیبہ کی کھجوروں کا تیسرا حصہ تمہیں دیا جائے گا۔ عیینہ بن حصین حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پاؤں پھیلائے بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے آپ نے آتے ہی عیینہ بن حصین کو ڈانٹا اور فرمایا کہ بندر کی آنکھوں والے کیا تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یوں پاؤں پھیلا کر بیٹھے ہو۔ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں نہ ہوتے تو میں نیزے سے تمہارا پیٹ پھاڑ دیتا۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ کے لیے طلب فرمایا۔ اِن دو حضرات نے مشورہ دیا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تو ہمیں مجال نہیں اور اگر آپ ہمارا مشورہ لینا چاہتے ہیں تو بطور تاوان ہم اِن کو ہرگز ایک کھجور بھی نہیں دیں گے۔ ہم اِن کو کبھی بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے اِن کو دینے کے لیے ہمارے پاس صرف تلوار ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اِن کے اور ہمارے درمیان اِس سے فیصلہ فرمادے۔

نصرت خداوندی

جب یہ لوگ چلے گئے تو بنی غطفان کا ایک نوجوان نعیم بن مسعود عامر بن غطفان چھپتا چھپاتا حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا اور عرض کرنے لگا کہ حضور علیہ السلام ارشاد فرمائیں کہ میں آپ کے لیے کیا خدمت انجام دے سکتا ہوں۔ کیونکہ ابھی تک میرے اسلام لانے کے متعلق میری قوم کو پتہ نہیں ہے آپ حکم ارشاد فرمائیں تو میں کوئی مفید کام انجام دے سکوں گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اکیلے ہو ہم سے علیٰحدہ ہی رہو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ الحربُ خُدْعَۃٌ یعنی جنگ ایک دھوکہ ہے۔ (یعنی کوئی تدبیر کر کے تم دشمن کی صفوں میں انتشار پیدا کر سکتے ہو۔)

حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کا خفیہ مشن

حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام سے اجازت لے کر بنی قریظہ کے پاس آئے اِن کے بنی قریظہ کے ساتھ بہت پرانے تعلقات تھے اور یہ نعیم کی بڑی عزت کرتے تھے یہ اِن سے کہنے لگے کہ تم لوگ جانتے ہو کہ میرے دل میں تمہاری کتنی ہمدردی ہے اگر تم کہو تو میں تم کو ایک نہایت مفید مشورہ دوں۔ بنی قریظہ کہنے لگے کہ ہاں آپ واقعی ہمارے بہت ہمدرد ہیں۔ ضرور فرمائیے۔ انہوں نے کہا کہ قریش اور بنی غطفان نے تمہارے ساتھ مسلمانوں پر حملے کا پروگرام تو بنا لیا ہے لیکن تم خود سوچو کہ تم یہاں اکیلے رہتے ہو تمہارے کاروبار تمہاری جائیدادیں تمہاری زمینیں تمہارے باغات اور تمہارے بیوی بچے سب کچھ یہاں ہے اس کے برعکس قریش اور بنی غطفان بہت دور سے یہاں آئے ہیں اور اُن کا سب کچھ یہاں سے بہت دور ہے فتح کی صورت میں تو یہ مال غنیمت سمیٹ لیں گے ورنہ شکست کی صورت میں یہ تمہیں مسلمانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں گے پھر اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ بہتر ہوگا کہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے تم اِن لوگوں سے ضمانت کے طور پر کچھ لوگ جو قریش اور بنی غطفان کے ہوں اپنے پاس رہن رکھو یعنی بطور ضمانت رکھو۔ اِسی طرح شکست کی صورت میں یہ تمہیں چھوڑ کر نہیں جا سکیں گے۔ بنی قریظہ اِن کی یہ تجویز سُن کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے قَدْ اَشَرْتَ بِنُصْحٍ یعنی تم نے بہت صحیح مشورہ دیا ہے۔

سرداران قریش کے پاس

یہاں سے یہ نکل کر ابوسفیان سرداران قریش اور ان کے چند بڑے لوگوں کے پاس گئے اور اِن سے کہا کہ تم جانتے

Marfat.com

ہو کہ ہمارے تم سے کتنے دوستانہ مراسم ہیں اور تمہیں ہماری پیغمبر علیہ السلام سے دشمنی کے متعلق بھی پتہ ہے۔ ابوسفیان اور قریش کے چیدہ چیدہ سرداروں نے انہیں کہا کہ ہاں واقعی آپ ہمارے بہت ہمدرد ہیں نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس آپ لوگوں کے لیے ایک نہایت خفیہ اطلاع ہے وہ سب لوگ جب ہمہ تن گوش ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ بنی قریظہ نے مسلمانوں سے عہد شکنی کی اس بات پر وہ بہت پچھتا رہے ہیں (یعنی اُن کو تمہاری فتح کی کوئی اُمید نہیں) اور قریش نے حضور (علیہ السلام) سے رابطہ کیا ہے اور اُن کو صلح کی پیشکش کی ہے اور اپنی وفاداری کا یقین دلانے کے لیے اُنہوں نے حضور (علیہ السلام) سے کہا ہے کہ ہم دھوکے سے قریش کے اور بنی غطفان کے لوگوں کو اپنے پاس بلا کر تمہارے حوالے کر دیں گے تم اِن کی گردنیں اُڑا دینا۔ پھر ہم مل کر کفار پر حملہ کر دیں گے اگر بنی قریظہ تم سے کچھ آدمی رہن رکھنے کے لیے مانگیں تو ہرگز ہرگز نہ دینا۔

قریش کے سردار اِن کی بات سن کر دم بخود رہ گئے اور اِن کے فتح کے ارادوں پر اوس پڑ گئی اور نعیم رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ بلاشبہ تم نے ہمیں ایک بہت بڑی خبر پہنچائی ہے انہوں نے کہا کہ برائے مہربانی تم اِسے خفیہ رکھنا قریش کے سرداروں نے اِسے خفیہ رکھنے کا وعدہ کر لیا۔

بنی غطفان کے پاس

قریش کے یہاں سے نکل کر حضرت نعیم رضی اللہ عنہ سیدھے بنی غطفان کے سرداروں کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ میرے پاس تمہارے لیے ایک نہایت خفیہ اطلاع ہے میں تمہارے ہی قبیلہ کا آدمی ہوں اور میرے دل میں تمہاری بہت ہی ہمدردی ہے اِس لیے تمہیں بتا رہا ہوں لیکن تم اِسے نہایت خفیہ رکھنا۔ بنی غطفان کے سرداروں نے اِن سے خفیہ رکھنے کا کہا تو انہوں نے جو بات قریش سے کی تھی بالکل وہی بات بنی غطفان سے بھی کی۔ انہوں نے بھی اِن سے وعدہ کیا کہ اگر بنی قریظہ کے یہود نے ان سے لوگ رہن رکھنے کے لیے مانگے تو یہ بالکل نہیں دیں گے۔

حضرت نعیم رضی اللہ عنہ کی تدبیر کی کامیابی

حضرت نعیم رضی اللہ عنہ کی یہ خفیہ تدبیر نہایت ہی کامیاب رہی۔ کفار اور اِن کے لشکر اتنے عرصہ سے محاصرے کے بعد تنگ پڑ گئے ہوتے تھے اور اِن کے حوصلے جواب دینے لگے تھے ایک دن ابوسفیان نے دوسروں سرداروں سے مشورے کے بعد مسلمانوں پر پھر یکبارگی حملے کا پروگرام بنایا اور اِس نے یہود کی طرف کہلا بھیجا کہ صبح ہفتہ کے دن ہم نے مسلمانوں پر حملے کا پروگرام بنایا ہے تم لوگ پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دینا اور ہم آگے سے مسلمانوں پر حملہ کریں گے تا کہ ہم اِن کا فیصلہ کر سکیں۔

یہود نے اِن سے کہا کہ صبح ہفتے کا دن ہے اس لیے ہم تمہارے ساتھ مل کر اِن پر حملہ نہیں کر سکتے اور ویسے بھی جب تک تم قریش اور بنی غطفان اپنے چیدہ چیدہ لوگ بطور یرغمال ہمارے پاس نہ بھیجو ہم کبھی بھی تمہارے ساتھ مل کر حملہ نہیں

Marfat.com

کریں گے کیوں کہ اِس طرح ہمیں یقین ہو جائے گا کہ شکست کی صورت میں تم لوگ ہمیں یونہی بے یار و مددگار چھوڑ کر نہیں چلے جاؤ گے۔

جب ابوسفیان وغیرہ کو بنی قریظہ کی یہ اطلاع ملی تو یہ کہنے لگے کہ نعیم نے بالکل سچی خبر ہمیں پہنچائی ہے اور ابوسفیان وغیرہ نے یہود بنی قریظہ کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ نے سبب پیدا فرما دیا اور یہ لوگ ایک دوسرے سے بدگمان ہو گئے اور حملے کا پروگرام ختم ہو گیا۔ (ضیاالنبی ۴/ ۵۴۔ ۵۳)

حضور علیہ السلام کی دعائیں

سخت سردی کا موسم تھا اور ایک بہت بڑے لشکر نے مسلمانوں کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ بنی قریظہ کے یہود کا پیچھے سے حملے کا الگ خطرہ تھا علاوہ بھوک سے مسلمانوں کا برا ہوا ہوا تھا اور کلیجے منہ کو آ رہے تھے حضور علیہ السلام مسلسل سوموار، منگل اور بدھ کو ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان مسجد احزاب میں تشریف لاتے رہے اور مسلمانوں کی فتح اور کفار کی شکست کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگتے رہے۔

ایک دن صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دل شدت خوف سے ہمارے حلق کو آ رہے ہیں کوئی ایسی دعا فرمائیے کہ ہمارے دلوں کو قرار و سکون نصیب ہو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یوں پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْعَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا۔

ترجمہ: اے اللہ ہمارے پردوں کی جگہوں پر پردہ ڈال دے اور ہمارے خوفوں کو امن میں بدل دے۔

ایک دن حضور علیہ السلام مسجد احزاب میں تشریف لائے اور اپنی چادر بچھائی اور دیر تک اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری فرماتے رہے آپ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ۔ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اِھْزِمِ الْاَحْزَابَ۔ اَللّٰھُمَّ ھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا۔

ترجمہ: اے اللہ! اے کتاب نازل کرنے والے! اے جلدی حساب کرنے والے۔ اے گروہوں کو شکست دینے والے۔ اے اللہ اِن مشرکین کو شکست دے اور ہمیں اِن پر فتح عطا فرما۔

تیسرے دن حضور علیہ السلام دعا کے بعد مسجد احزاب سے جب مسلمانوں کے پاس تشریف لائے تو (حضور علیہ السلام) کا رخ انور چمک رہا تھا اِس وقت سورج ڈھل رہا تھا حضور علیہ السلام نے صحابہ اکرام سے فرمایا:

"اے لوگو! دشمن سے ملاقات کی تمنا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگو اور جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو اور خوب جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔" (ضیاالنبی ۴/ ۵۵)

Marfat.com

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصار میں سے تھے یہ ایکدن اُس قلعہ کے باہر سے گزرے جہاں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت سعد بن معاذ کی والدہ بھی تھیں اور انہوں نے ایسی زرہ پہنی ہوئی تھی جس کی آستینیں چھوٹی تھیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اِن کی والدہ سے فرمایا کہ اِن کی زِرہ کی آستینیں اتنی لمبی ہونی چاہئیں تھیں کہ اِن کے ہاتھوں تک کو ڈھانپ لیتیں کہ کہیں کوئی تیر یا نیزہ وغیرہ اِس جگہ پر اِن کو نہ لگ جائے اِن کی والدہ محترمہ نے عرض کی کہ جو فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کرنا ہے وہ کر دے گا اور واقعی ایسا ہوا اِن کے بازو کی جگہ پر رگ اَشہل میں ایک تیر لگا جس سے اِن کا خون نہیں رُک رہا تھا یہ تیر حبان نے مارا تھا حضور علیہ السلام نے اِسے بد دعا دی کہ "اللہ تعالیٰ تیرے چہرے کو آگ میں غرق آلود کرے" حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی کہ اے اللہ اگر قریش کے ساتھ جنگ باقی ہے تو مجھے زندہ رکھ کیوں کہ اُنہوں نے تیرے رسول علیہ السلام کو اذیت پہنچائی اور اُنہیں وہاں سے نکالا اور اِن کو جھٹلایا اور اے اللہ اگر اِن کے ساتھ آخری جنگ تھی تو اِس زخم کو میرے لیے شہادت کا سبب بنا دے اور مجھے اُس وقت تک موت نہ دے جب تک میری آنکھیں بنو قریظہ سے نہ ٹھنڈی ہو جائیں۔

قرآن پاک کے ارشادات

سورہ احزاب میں اللہ جل شانہ نے جا بجا جنگ احزاب کے متعلق آیات نازل فرمائیں جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ﴿۹﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

Marfat.com

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ
اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ
كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى
الْخَيْرِ ۚ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾
يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي
الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ۚ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ
فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا
رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا
زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ
فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ
بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾
وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ
اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کے اِس احسان کو یاد کرو جب تم پر فوجیں چڑھ آئیں تھیں پھر ہم نے اِن پر ایک (تیز سرد) ہوا بھیجی اور ایسے لشکر (نازل کیے) جن کو تم نے نہیں دیکھا اور جو کچھ تم کرتے تھے اللہ اُسے دیکھ رہا تھا۔ جب تم پر مدینہ کے اوپر اور نیچے کی طرف سے (دشمن کے لشکر) آپڑے اور جب (لوگوں کی خوف و دہشت سے) آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور تم لوگ اللہ کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے (تو یہ مومنوں کی آزمائش کی گھڑی تھی) اس وقت اہل ایمان کا امتحان لیا گیا اور وہ سختی سے جھنجھوڑ دیے گئے۔ اور (وہ یہ وقت تھا) جب منافق لوگ اور جن لوگوں کے دلوں میں (اِسلام کی طرف سے) کدورت تھی کہنے لگ کہ ہم سے اللہ اور رسول نے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا اور جب اِن (منافقوں) کی ایک جماعت کہنے لگی کہ اے مدینہ کے رہنے والو! اب یہاں تمہارا ٹھکانہ نہیں۔ پس لشکر کو چھوڑ کر گھر لوٹ چلو اور نبی (علیہ السلام) سے اِن کی ایک جماعت اجازت مانگنے لگی کہنے لگی کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں (غیر محفوظ ہیں) حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے اِنہیں تو بس بھاگنا مقصود تھا۔ اور (اِن کا تو یہ حال ہے کہ) اگر (مدینہ) کے اطراف سے (دشمن کی) فوجیں اِن پر گھس آئیں پھر اِن سے فساد پھیلانے کو کہا جائے تو یہ (فوراً) کر گزریں گے اور ذرا توقف نہ کریں۔ حالانکہ یہی لوگ اللہ سے پہلے عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہ

Marfat.com

پھیریں گے اور اللہ سے جو عہد کیا جاتا ہے اُس کی باز پُرس ہو گی۔ آپ اِن سے فرما دیجئے اگر تم مرنے یا مارنے جانے سے بھاگتے ہو تو تمہارا بھاگنا تمہارے کچھ کام نہ آئے گا اِس صورت میں (دنیاوی) فائدے بھی بس چند روز ہی حاصل کر سکو گے۔ آپ فرما دیجئے کہ کون ہے جو تم کو اللہ سے بچا لے۔ اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرنا چاہے یا (کون ہے جو اِسے روک لے) اگر وہ بھلائی کرنا چاہے (سب کچھ اللہ تعالیٰ کے تابع ہے وہ جو کچھ چاہتا ہے ہوتا ہے) اور (اِن منافقین کو خبردار کر دیجئے کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا مددگار نہ پائیں گے۔ (اور) اللہ اِن لوگوں میں سے اُن کو بھی خوب جانتا ہے جو (لوگوں کو جہاد میں شریک) ہونے سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ (کہاں لڑائی میں تیر رہے ہو) ہمارے پاس چلے آؤ اور یہ خود لڑائی میں بہت کم شریک ہوتے ہیں۔ (کیونکہ یہ لوگ) تمہارے بارے میں بخیل ہیں پھر جب خوف کا موقع آتا ہے تو آپ اِن کو دیکھیں کہ وہ آپ کی طرف اِس طرح تکتے ہیں کہ اِن کی آنکھیں (اِس طرح) چکر کھاتی ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہوتی ہے پھر جب ڈر جاتا رہتا ہے تو عنقریب تم (مسلمانوں) کو تیز تیز زبانوں سے (باتیں بناتے اور بہادری کا اظہار کرتے ہوئے) کہیں گے وہ مال (غنیمت) پر گرے پڑتے ہیں (درحقیقت) یہ (منافق) ایمان ہی نہیں لائے تو اللہ نے اِن کے تمام اعمال اکارت کر دیے اور اللہ کے لیے یہ آسان (سی بات) ہے۔ یہ گمان کرتے ہیں کہ کفار کی فوجیں اَب تک نہیں گئیں اور اگر یہ فوجیں پھر آجائیں تو اِن کی تمنا ہو گی کہ کاش یہ کسی (طرف) دور دیہات میں نکل جاتے اور (وہیں سے) تم سب کی خبریں پوچھتے رہتے اور اگر (اِن کو بھاگنے کا موقع نہ ملے اور) وہ تم میں شامل رہیں تو بھی لڑائی میں برائے نام ہی حصہ لیں۔ (مومنو) بے شک تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ) (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے یہ اِس کے لیے جو اللہ سے ملنے اور یوم آخرت کے آنے کی امید رکھتا ہے اور اللہ کی یاد کثرت سے کرتا ہے۔ اور جب مومنوں نے کافروں کے لشکر کو دیکھا تو (نڈر ہو کر) بول اُٹھے یہ تو وہی (آزمائش ہے جس کا اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اُس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اِن حالات سے اِن کے ایمان اور طاعت گزاری میں اور ترقی ہی ہوئی۔ مومنوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جس بات کا عہد کیا تھا وہ سچ کر دکھایا۔ پھر بعض نے تو اپنی ذمہ داری کو (مکمل طور پر) پورا کر دکھایا (یہ شہید ہوئے اور اِسلام پر قربان ہو گئے) اور بعض وہ ہیں جو (شہادت کے) منتظر ہیں اور اپنے (عہد و پیمان میں) ذرا نہیں بدلے۔ (یہ آزمائش اِس لیے ہے) تاکہ اللہ سچوں کو اِن کے سچ کا صِلہ دے اور منافقوں کو چاہے تو عذاب دے یا اِن کی توبہ قبول فرمائے بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور (بڑا غفور و رحیم ہے) بڑا رحم فرمانے والا ہے۔ اور اللہ

Marfat.com

نے کافروں کو غصہ میں بھرا ہوا پھیر دیا اور اُنہیں کچھ بھلائی حاصل نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ لڑائی میں مومنوں کے لیے آپ ہی کافی ہے اور اللہ بڑا زور آور (اور) غلبہ والا ہے۔ صدق اللہ العظیم۔

(سیرت النبی، سیرت الرسول، ڈاکٹر طاہر القادری صاحب جلد ۸، صفحہ ۳۔۵)

زوردار آندھی اور لشکر کفار کی واپسی

سخت سردی کا موسم تھا۔ بیٹھے بیٹھے کفار کے حوصلے جواب دے چکے تھے۔ تمام کفار کے قبیلوں میں آپس میں نا اتفاقی پڑ چکی تھی ہر کوئی پہلے ہی واپسی کے بارے میں سوچ رہا تھا لیکن اِس لیے یہ لوگ واپس نہیں ہو رہے تھے کہ لوگ ہمیں طعنے دیں گے آپس کی پھوٹ نے اِن کو جھنجھلاہٹ کا شکار کر دیا تھا۔ پورے لشکر میں برہمی کے آثار پائے جاتے تھے اِن کا سامنا اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے تھا جس میں وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ نصرت خداوندی اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھی اور حضور علیہ السلام ایک نہایت ہی کامیاب جرنیل تھے۔ سپہ سالار تھے علاوہ عرب لوگ خندق وغیرہ کے واقف نہیں تھے یہ لوگ تو آندھی وطوفان کی طرح آتے قتل و غارت گری کرتے اور ایک آدھ دن میں ہی لڑائی کا فیصلہ ہو جاتا لیکن یہاں تو صورتحال ہی یکسر بدل چکی تھی اُن کے مُنہ زور گھوڑوں کو لگام لگ چکی تھی کوئی بھی خندق پار کرنے کی جرأت نہ کر سکا اور اگر کسی نے خندق پار کرنے کی کوشش کی تو موت نے اُس کا استقبال کیا اِدھر سے بنی قریظہ نے بھی اِن کو جب جواب دے دیا تو اِنکے حوصلے بالکل ہی پست ہو گئے ایک ماہ تقریباً کسمپرسی کی حالت میں بسر کرنے کے بعد اِن کے حوصلے بالکل ہی جواب دے چکے تھے اِن لوگوں کو ویسے بھی محاصرہ وغیرہ کرنے کی عادت نہ تھی۔ ایک دن سخت سردی کے موسم میں بہت زوردار آندھی اللہ رب العزت نے بھیجی جس نے اِن کے رہے سہے حوصلوں پر بھی اوس ڈال دی اور انہوں نے اِسے عذاب خداوندی سمجھتے ہوئے بھاگ جانے میں ہی عافیت سمجھی۔ یہ لوگ اِس سراسیمگی میں بھاگے کہ اِن کو کسی چیز کے اُٹھانے کی ہوش ہی نہ رہی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ

حضور علیہ السلام اِدھر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کی نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا کہ ''کوئی ہے جو دشمن میں پھوٹ کی خبر کی تصدیق کر کے آئے۔ ہم عہد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل کرے گا کوئی شخص بھی موسم کی سختی وشدت اور خوف و ہراس کی جو کیفیت چھائی ہوئی تھی نہ اُٹھ سکا۔ حضور علیہ السلام پھر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور سلام پھیرنے کے بعد پھر فرمایا: ''کہ جو دشمن میں پھوٹ کی خبر کی تصدیق کر کے آئے۔ میں اللہ تعالیٰ رب العزت جل شانہ سے درخواست کروں گا کہ اُس کو جنت میں میرا رفیق بنائے۔ سخت سردی میں لوگ خوفزدہ تھے کہ کوئی بھی جرأت نہ کر سکا۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول معظم وجہ کائنات حضرت محمد ﷺ فداہ اُمی وابی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو آواز دی۔ آپ فوراً

Marfat.com

لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو گئے۔ سبحان اللہ کیا انداز رسالت بیان ہے کوئی حضور علیہ السلام کے کلام کی گہرائی تک پہنچ ہی نہیں سکتا حضور علیہ السلام کا بلانا کسی کام میں بھیجنا کسی کو کوئی نصیحت فرمانا ہر ادا ہر انداز نرالا ہی تھا۔ صحابہ پاک فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہمیں اتنے پیارے انداز میں ایسے طریقے سے نصیحت فرماتے تھے تو وہ ہمارے دلوں میں نقش ہو جاتی تھی۔

جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں حکم دیا کہ ''تم جاؤ اور دیکھ کر آؤ کہ دشمن کیا کر رہا ہے۔'' سبحان اللہ نگاہ نبوت دشمن کی شکست اور سراسیمگی کے عالم میں اُن کو بھاگتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی تصدیق کے لیے بھیجا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ واپسی پر کسی سے کوئی بات نہیں کرنی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ دشمن کے لشکر میں دور تک اندر چلے گئے ہر طرف نفسا نفسی اور بھاگنے کا عالم تھا۔ ہانڈیاں اُلٹ گئیں تھیں۔ خیموں کی قناتیں ٹوٹ چکی تھیں خیمے اُڑ رہے تھے۔ ہاتھ کو ہاتھ سُجائی نہیں دے رہا تھا۔ اِن کے چولہوں میں آگ ٹھنڈی ہو چکی تھی جو جلنے کا نام نہیں لے رہی تھی ہانڈیاں اُلٹ چکی تھیں اور برتن اور دوسری چیزیں بکھری پڑیں تھیں۔ ابوسفیان اپنے لشکر کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا بنی قریظہ نے ہمارے ساتھ بے وفائی کی ہے۔ بھاگ چلو۔ ہر کوئی اِس سراسیمگی اور پریشانی میں بھاگ رہا تھا جیسے اِس نے ایک لمحے کی بھی دیر کی تو دشمن اُس کو ہلاک کر دے گا۔ ابوسفیان نے اِسی خوف کے عالم میں لوگوں کو پکارا کہ ہر آدمی اپنے ساتھ والے آدمی کا نام معلوم کر لے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے فوراً اپنے ساتھ والے آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے وہ بولا کہ میرا نام عمرو بن عاص ہے۔

ابوسفیان لوگوں کو کہہ رہا تھا کہ ہمارے مویشی ہلاک ہو رہے ہیں ہمارے چولہوں میں آگ تک نہیں جل رہی ہے اب یہاں ٹھہرنے کا کوئی فائدہ نہیں بھاگ چلو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابوسفیان کے اتنے قریب تھا کہ اُسے ہلاک کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا لیکن میں نے حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق کہ حضور علیہ السلام نے مجھے صرف حالات معلوم کرنے کا کہا ہوا ہے کوئی ایسی حرکت نہ کی ابوسفیان اس طرح بھاگا کہ اس کو اونٹ کی رسی کھولنی بھی بھول گئی جب اونٹ اوپر نہ اُٹھ سکا تو اُس نے سوار سوار اپنی تلوار سے اُس کو کاٹ دیا جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو حضور علیہ السلام ابھی تک مسلسل نماز پڑھ رہے تھے مجھ کو آتا دیکھ کر حضور علیہ السلام نے منقش لبادہ جسے اُوڑھ کر نماز ادا فرما رہے تھے آپ نے اُس کا ایک حصہ مجھے سردی سے بچانے کے لیے میرے اوپر دے دیا۔ سبحان اللہ اُمت کا کیا احساس ہے کیا چاہت ہے۔

القرآن - لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (التوبہ)

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں

Marfat.com

پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب
و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام نے رکوع اور سجدہ کیا تو میں اِس لبادہ سے باہر نکل آیا جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا تو میں نے کفار کے لشکر کی ہزیمت کا آنکھوں دیکھا حال حضور علیہ السلام کے آگے بیان کیا اور ابوسفیان کی بھاگتے ہوئے سراسیمگی بھی بیان کی کہ وہ اونٹ پر سوار ہوگیا اور اُس کی رسی بھی کاٹنی بھول گیا۔ سب کچھ بیان کیا تو حضور علیہ السلام ہنس پڑے اور حضور علیہ السلام کے سفید موتیوں جیسے دانت ظاہر ہو گئے۔

صبح کا اُجالا پھیلا تو مسلمانوں نے دیکھا کہ کفار کے لشکر کی کالی گھٹا ناپید ہو چکی ہے اور وہاں بکھرے ہوئے سامان ٹوٹی ہوئی خیموں کی طنابیں اُلٹی ہوئی ہانڈیاں و برتن اور دوسری چیزیں بکھری پڑی تھیں۔ کفار کے لشکر کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ حضور علیہ السلام نے مسلمانوں کو اَب مژدہ جان فزا سنایا:

اَلْاٰن نَحْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا نَحْنُ نَسِيْرُ اِلَيْهِمْ۔ (صحیح بخاری)

ترجمہ: اب ہم اِن پر حملہ کیا کریں گے وہ ہم پر حملہ آور نہیں ہوسکیں گے۔ اب ہم اِن کی طرف جائیں گے۔

دوررس نتائج

اللہ رب العزت جل شانہ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ کی پیشین گوئی کو پورا فرمایا اور واقعی کفار پھر مدینہ طیبہ پر اِس کے بعد حملہ آور نہیں ہو سکے بلکہ جہاں کہیں بھی کسی نے کسی قبیلہ نے سر اُٹھانے کی کوشش کی۔ مسلمانوں نے وہاں پہنچ کر اُن کا سر کچل دیا۔ مسلمانوں کی دھاک دور دور تک پورے خطہ عرب میں پھیل گئی۔ بلکہ آس پاس ملکوں میں بھی پھیل گئی۔

حضور علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا وَحْدَهٗ۔ اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُس نے اپنے لشکر کو فتح کی عزت بخشی۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام احزاب کو تنہا شکست دی۔

جب سب کفار بھاگ گئے تو حضور علیہ السلام نے مسلمانوں کو بھی اپنے گھروں میں جانے کی اجازت دے دی۔

(ضیاء النبی ۴/۵۸)

Marfat.com

شہدائے غزوہ خندق

۱۔ حضرت سعد بن معاذ، جن کے بازو کی رگ میں تیر لگ گیا تھا انہوں نے غزوہ بنو قریظہ کے بعد شہادت پائی۔
۲۔ انس بن اوس۔
۳۔ طفیل بن نعمان
۴۔ عبداللہ بن سہل
۵۔ کعب بن زید البخاری
۶۔ ثعلبہ بن عنمہ
۷۔ قیس بن زید بن عامر
۸۔ عبداللہ بن ابی خالد
۹۔ ابوسنان بن سیفی بن صحر رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

مقتولین کفار

کفار کے صرف تین آدمی مارے گئے۔
۱۔ عمرو بن عبدود جو کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار سے جہنم واصل ہوا۔
۲۔ نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ۔ اِس کو حضرت زبیر بن عوام نے جہنم واصل کیا۔
۳۔ عثمان بن منیہ۔

کفار نے عمرو بن عبدود اور نوفل بن عبداللہ اپنے مقتولین کی لاشوں کی واپسی کے لیے دس دس ہزار درہم کی پیشکش کی لیکن حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لَا تَأْكُلُ ثَمَنَ الْمَوْتٰى۔

ترجمہ: ہم مردوں کو بیچ کر اُن کی رقم نہیں کھایا کرتے۔

حضور علیہ السلام نے اِن کی لاشوں کو بلا معاوضہ واپس کرنے کا حکم دے دیا۔

غزوہ بنی قریظہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے ہی تھے اور سر مبارک دھونے کی تیاری فرما رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی کہ حکم خداوندی ہے کہ جب تک بنی قریظہ کا خاتمہ نہ کر لیا جائے اُس وقت تک

Marfat.com

ہتھیار نہ اُتارے جائیں اور جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ ہم فرشتوں نے بھی ابھی تک ہتھیار نہیں اُتارے ہیں اور میں کفار کے لشکروں کو روحاء تک بھگا کر آرہا ہوں۔

حضور علیہ السلام نے فوراً حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان دے اور بلند آواز سے اعلان کر دے کہ "ہر اطاعت گزار مسلمان بنی قریظہ میں عصر کی نماز ادا کرے۔"

تمام مسلمان یہ اعلان سنتے ہی باہر نکل آئے حضور علیہ السلام "لحیف" گھوڑے پر سوار تھے اور صحابہ اکرام کے گھڑ سوار دستوں نے حضور علیہ السلام کو گھیرا ہوا تھا اور باقی لوگ پیدل چل رہے تھے۔

لشکر اِسلام کا پرچم سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ کو مرحمت فرمایا گیا اور مدینہ طیبہ میں حضرت ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے امامت سنبھالی۔

جلد ہی یہ لشکر بنی قریظہ کے پاس پہنچ گیا انہوں نے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھتے ہی اپنے قلعے کے دروازے بند کر لیے اور اِن کی عورتیں اور مَرد قلعوں کے اوپر چڑھ گئے اور مسلمانوں کو گالیاں نکالنے لگے اور پتھر اور تیر برسانے لگ گئے۔ حضور علیہ السلام نے اِن کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ حضرت اُسید بن حفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِن سے کہا کہ اے اللہ کے دشمنو ہم تمہارے قلعوں کا ایسا محاصرہ کریں گے کہ تم بھوکے مَر جاؤ گے۔

آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا کہ کفار یہودی گالیاں دے رہے ہیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے دیکھ کر یہودیوں کو گالیاں دینے کی جرأت نہیں ہوگی۔ آقا دو جہاں مسلسل آگے بڑھتے گئے، اور اُن کے قلعوں کے قریب پہنچ گئے۔ یہودی صاف نظر آرہے تھے حضور علیہ السلام نے اِن کو مخاطب کر کے فرمایا: "اے بندروں اور خنزیروں کے بھائیو۔ بتاؤ کیا اللہ نے تمہیں ذلیل کیا ہے اور تم پر عذاب نازل کیا ہے کیا تم مجھے بُرا بھلا کہتے ہو۔" یہ لوگ حضور علیہ السلام کو دیکھ کر آپ کی تعریف کرنے لگے اور اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے لگے۔

یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ حضور علیہ السلام نے جب اپنے صحابہ اکرام سے فرمایا کہ بنی قریظہ میں جا کر نماز عصر ادا کرو تو کچھ صحابہ اکرام نے بنی قریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی نماز عصر کے فوت ہو جانے کے ڈر سے نماز عصر ادا فرمالی اور بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو گئے اور کچھ لوگوں نے نماز عصر نماز مغرب کے ساتھ سورج غروب ہونے کے بعد ادا فرمائی۔

حضور علیہ السلام کے آگے ذکر فرمایا گیا تو آقا علیہ السلام نے کسی سے کوئی تعرض نہیں فرمایا اور فرمایا کہ جنہوں نے نماز عصر اپنے وقت پر ادا کی اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ادا کی اور جنہوں نے سورج غروب ہونے کے بعد نماز عصر ادا کی انہوں میرے حکم کی تعمیل میں ایسا کیا دونوں کی نمازوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۸۔ ۵۳۹ از ڈاکٹر طاہر القادری، تاریخ ابن کثیر جلد ۳، ۴۔ صفحہ ۵۳۵)

علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کا تسمہ کسی وجہ سے ٹوٹ گیا تھا تو جبرئیل علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کو اپنے ساتھ بٹھالیا اور موضع

Marfat.com

جنائز کی مسجد تک دوسرے مسلمانوں کے پاس چھوڑ کر آئے۔

اس سے پہلے جب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک گھڑ سوار آیا۔ حضور علیہ السلام اِس کے لیے اُٹھے ہیں آپ کے پیچھے گئی۔ حضور علیہ السلام جب اِن سے باتیں کرنے لگے تو میں ایک طرف واپس ہوگئی۔ جب حضور علیہ السلام واپس گھر تشریف لائے تو میں نے پوچھا کہ یہ کون آدمی تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بھلا یہ کس کے مشابہ تھا۔ میں نے کہا کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ اُنہوں نے بنی قریظہ پر حملے کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا ہے۔

(دلائل النبوۃ البیہقی ۴۔۸) (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۳۳) (سیرت الرسول جلد ۸، صفحہ ۵۲۷، ڈاکٹر طاہر القادری صاحب)

ایک روایت کے مطابق اِس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بال گرد آلود تھے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت جبرئیل علیہ السلام ریشم کا عمامہ باندھے تشریف لائے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہتھیار اُتار دیے حالانکہ فرشتوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں اُتارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حملے کا حکم دیتا ہے۔"

ایک روایت کے مطابق جب حضور علیہ السلام بنی غنم میں پہنچے تو آقا علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ یہاں سے کیا کوئی گزر کر گیا ہے لوگوں نے عرض کی کہ حضرت دحیہ کلبی تھے اور جس گھوڑے پر سوار تھے اس کی زین پر دیباج پڑا ہوا تھا حضور علیہ السلام نے اُنہیں بتایا کہ وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں حضور علیہ السلام کو اِن بنی قریظہ کے جوان مردوں کو تیغ کرنے کا حکم دیا تھا؟ وجہ یہ ہے حضور علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے بڑے ہی پیارے محبوب ہیں اور حضور علیہ السلام کے ساتھ چونکہ اِن یہودیوں نے بہت بڑی غداری کی تھی۔ اُس کا جو قلق قلب نازک پر ہوا تھا اور جو تکلیت حضور علیہ السلام کے دل کو یہود کی طرف سے پہنچی تھی اللہ جل شانہٗ جل جلالہ اپنے پیارے محبوب کی اُس تکلیت کو گوارہ نہ کر سکا اور یہود پر حملے کا حکم دیا یہ یہود ہی تھے۔ جنہوں نے حضور علیہ السلام کے خلاف اِن کافروں کو اکٹھا کیا تھا اور وہ سب مل کر مسلمانوں پر حملے کے لیے آگئے تھے اور جب بنی قریظہ نے غداری کی تھی تو حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اِن کو سمجھانے کے لیے بھیجا تھا تو یہ لوگ مسلمانوں پر جنگ کرنے کی تیاری کر رہے تھے تو یہ کہنے لگے کہ ہم کسی معاہدے کو نہیں جانتے۔ اِن لوگوں کا اِس وقت خیال تھا کہ کفار کے لشکر باہر سے حملہ کریں گے اور ہم پیچھے سے حملہ کر کے مسلمانوں کو مسل کر رکھ دیں گے لیکن جن کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ خود لے اُنہیں کون گزند پہنچا سکتا ہے جس پودے کو اللہ تعالیٰ نے پروان چڑھانا ہو اُسے کوئی آندھی کوئی طوفان گزند نہیں پہنچا سکتا۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ

جب حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہ نے اِن یہود کا محاصرہ سخت کر دیا تو اِن کو ہوش آئی تو بات چیت کا سہارا ڈھونڈنے

Marfat.com

لگے۔ یہود نے اپنا ایک آدمی حضور علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمارے پاس بات چیت کے لیے بھیجیں حضور علیہ السلام نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا واضح رہے کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے اِس سے پہلے یہود کے ساتھ دیرینہ تعلقات تھے۔ یہود کے مردوں نے حضرت ابولبابہ سے پوچھا کہ حضور علیہ السلام ہمارے ساتھ کیا سلوک فرمائیں گے تو آپ منہ سے تو کچھ نہ بولے لیکن اپنے ہاتھ کے اشارے سے اپنے گلے پر بے اختیار ہاتھ پھیرا اگرچہ آپ کا ارادہ نہیں تھا لیکن یہ کام بے اختیار آپ سے ہوگیا آپ اِس بات پر بہت پچھتانے لگے کہ حضور علیہ السلام کے راز سے مجھ سے کیوں پردہ اُٹھ گیا ہے۔

یہود کی عورتوں نے رونا اور چلانا شروع کر دیا۔ اِن کے بچوں نے بھی ساتھ کہرام مچا دیا۔ حضرت ابولبابہ فوراً واپس آگئے اور بجائے حضور علیہ السلام کے پاس آنے کے وہ شرم کے مارے سیدھا مدینہ طیبہ آگئے اور مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ لیا اور فرمایا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے معاف نہیں فرمائے گا میں خود کو نہیں کھولوں گا۔ آپ کی بیوی حوائج ضروریہ وضوو نماز وغیرہ کے لیے آپ کو کھولتی اور پھر باندھ دیتیں۔ جب حضور علیہ السلام بنی قریظہ سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ اگر ابولبابہ سیدھا میرے پاس آجاتے تو میں اِن کو اللہ تعالیٰ سے معافی لے دیتا۔ اَب چونکہ انہوں نے ڈائریکٹ اللہ تعالیٰ سے رابطہ جوڑا ہے تو جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اِن کو معافی ملے گی۔ اِسی طرح چھ دن اور چھ راتیں گزر گئیں۔

ایک دن حضور علیہ السلام حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے کہ سحری کے وقت آپ کو مسکراتے ہوئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا تو عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو یونہی مسکراتا رکھے۔ کس بات نے حضور علیہ السلام کو ہنسایا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول فرمالی ہے۔

اُس وقت پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا آپ حضور علیہ السلام سے اجازت لے کر باہر تشریف لائیں اور لوگوں کو ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کے قبول ہونے کی بشارت دی۔ لوگ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو کھولنے کے لیے دوڑے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک حضور علیہ السلام اپنے مبارک ہاتھوں سے نہ کھولیں گے اُس وقت تک مجھے کوئی نہ کھولے۔

اتنے میں حضور علیہ السلام تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو کھولا۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی توبہ قبول ہونے کی خوشی میں اپنا سارا مال صدقہ کر دینا چاہا تو حضور علیہ السلام نے اِن سے فرمایا کہ ”تمہارے لیے اپنے مال کا صرف تیسرا حصہ صدقہ کر دینا کافی ہے۔“ (سبل الہدی والرشاد ۴، ۱۹۔ از سیرت الرسول ۸، ۵۴۶، ڈاکٹر طاہر القادری)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

مسلمانوں نے تقریباً پچیس دن تک بنی قریظہ کا محاصرہ کیے رکھا۔ یہودیوں نے حضرت ابولبابہ کے بعد کوئی اور آدمی تلاش کرنا شروع کر دیا جو کہ حضور علیہ السلام سے بات چیت کر سکے۔

یہود نے نباش بن قیس کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا اور حضور علیہ السلام سے عرض کی کہ جن شرائط پر آپ نے بنی نضیر کو جانے دیا

Marfat.com

انہی شرائط پر ہمیں بھی جانے دیا جائے اور ہم بھی اونٹوں پر جو کچھ لاد سکتے ہیں لے لیں اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ یہاں سے چلے جائیں۔لیکن حضور علیہ السلام نے اِنکار فرما دیا۔ پھر انہوں نے کہا ہم سارا مال و متاع یہاں چھوڑ جاتے ہیں صرف ہمیں جانے دیا جائے۔ اِس بات سے بھی اِنکار کر دیا گیا۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کو میرا فیصلہ قبول ہو تو بات چیت کی جا سکتی ہے۔

یہ لوگ قلعہ میں سَر جوڑ کر بیٹھ گئے اِن کے سردار کعب بن اَسد نے کہا کہ میرے لیے تمہارے پاس تین تجویزیں ہیں انہوں نے کہا کہ آپ ضرور ہمیں بتائیں یہ بولے کہ پہلی تجویز تو یہ ہے کہ جیسا کہ تم جانتے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول علیہ السلام ہیں۔اور اِن کا ذکر بھی تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو صرف تم لوگ اِس حسد کی وجہ سے کہ یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے کیوں نہیں آئے اِن کی مخالفت و حسد کرتے ہو۔اب یہ بہتر ہے کہ تم سب اِن پر ایمان لے آؤ۔تمہارے مال و اسباب بھی بچے رہیں گے۔تمہاری جان بخشی کے ساتھ ساتھ تمہارے بیوی بچے بھی محفوظ رہیں گے۔یہودیوں نے کہا کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے دوسری بات یہ ہے کہ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑو اور اِس سے پہلے اپنے بیوی بچوں کو خود اپنے ہاتھوں ہلاک کر دو۔اُنہوں نے کہا کہ اِن بے گناہوں کو مارنا کہاں کی شرافت ہے۔

اِس نے تیسری تجویز پیش کی کہ آج ہفتہ کی رات ہے آؤ مسلمان جانتے ہیں کہ ہم ہفتہ کو حملہ نہیں کرتے۔اِس لیے مسلمانوں پر بے خبری میں حملہ کر دو۔یہودیوں نے کہا کہ ہم سبت (ہفتہ) کے دن کی بے ادبی نہیں کر سکتے۔پہلے لوگوں پر جنہوں نے ہفتہ کے دن کی بے حرمتی کی تھی اُنہیں بہت بُری سزائیں ملیں۔سردار کعب نے کہا کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔آخر کار حضور علیہ السلام نے مسلمانوں کو حملے کا حکم دے دیا تو یہودیوں نے ہاتھ اُٹھا دیے اور قلعوں کے دروازے کھول دیے آخر کار انہوں نے چار و ناچار حضور علیہ السلام کے فیصلے کو قبول کیا۔تمام جوانوں کو رسیوں سے جکڑ دیا گیا۔عورتوں اور بچوں کو الگ مقامات پر منتقل کر دیا گیا۔مسلمانوں نے اِن کے قلعوں میں داخل ہو کر تمام اسلحہ قبضہ میں کر لیا اِس میں پندرہ سو تلواریں دو ہزار نیزے، پانچ سو ڈھالیں اور دوسرا اسلحہ تھا۔سب قبضے میں لے لیا گیا۔شراب کے سارے مٹکے اُنڈیل دیے گئے۔تمام مویشی و اونٹوں پر قبضہ کر لیا گیا۔

آقا دو جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما ہو گئے۔اتنی دیر میں اوس کے کچھ لوگ حضور علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کی کہ بنی خزرج کی سفارش پر آپ نے بنی نضیر کی جان بخشی فرمائی تھی، اَب آپ ہماری سفارش پر اِن کی جان بخشی فرمائیں۔اُنہوں نے بار بار حضور علیہ السلام سے اصرار کیا تو آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اوس سے ہی اگر کوئی فرد حکم مقرر کر دیا جائے تو کیا تم لوگوں کو قبول ہے یہ خوش ہو گئے اور انہوں نے فوراً کہا کہ ہاں قبول ہے، حضور علیہ السلام نے اوس قبیلہ کے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام پیش کیا تو انہوں نے خوشی سے قبول کر لیا اور اِن کے نام کو یہود نے بھی قبول کر لیا کہ جیسے یہ فیصلہ کریں ہمیں منظور ہے۔

آپ زخمی حالت میں گھر میں تھے یہ لوگ آپ کو بلانے گھر گئے اور بڑی عزت کے ساتھ ایک گدھے پر سوار کیا اور اپنے ساتھ لے کر حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ سب لوگ کھڑے ہو گئے

Marfat.com

اور اِن کی بہت تعظیم وتکریم کی۔ اِس سے پہلے یہ لوگ تمام راستے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہتے رہے کہ ہمارے یہود کے ساتھ دوستانہ تعلقات میں اِس لیے افہام تفہیم کا فیصلہ کرنا تو آپ نے جواب دیا تھا۔کہ ''اَب ایسا وقت آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تکمیل میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اِسے متاثر نہیں کرسکتی۔'' حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

اُحکُمْ فیھا یا سعد.

ترجمہ: اے سعد اِن کے بارے میں فیصلہ کرو۔

آپ نے عرض کی کہ اللہ اور اُس کا رسول ہی فیصلہ کرنے والے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اِن کے بارے میں فیصلہ کرو۔

حضرت سعد بن معاذ نے اتمام حجت کے لیے پھر اپنی قوم سے پوچھا کہ کیا میرا فیصلہ تم سب کو منظور ہے اُنہوں نے کہا کہ بے شک ہم کو قبول ہے۔

تو آپ نے فرمایا کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ

''اِن کے بالغوں کو قتل کر دیا جائے اور اِن کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا جائے اور اِن کے مال وزر و جائیداد ین مہاجرین وانصار میں تقسیم کر دی جائیں۔''

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''اے سعد رضی اللہ عنہ تم نے وہی فیصلہ کیا ہے جو سات آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔'' (ضیاالنبی جلد ۴۔ ۶۴)

یہودی مردوں کا قتل

مختلف مقامات پر گڑھے کھود دیے گئے اور یہودی مردوں کو ٹولیوں کی شکل میں لایا جاتا اور قتل کر کے اِن گڑھوں میں پھینک دیا جاتا۔ اِن خبیثوں کی تعداد چھ یا سات سو کے قریب تھی۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے فتنہ برپا کر رکھا تھا اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول علیہ السلام کو تکلیفیں دی تھیں اور اِن کے قتل کا فیصلہ آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی عبرت ہو سکے اِن لوگوں میں اِن کا سردار کعب بن اسد اور حی بن اخطب بھی تھا حی بن اخطب تمام سازشوں کا سرغنہ تھا اِس کے ہاتھ اِس کی گردن پر بندھے ہوئے تھے۔ اِس نے سُرخ رنگ کا قیمتی لباس پہنا ہوا تھا لیکن اِس نے اِس کو جگہ جگہ سے پھاڑ دیا تھا تاکہ یہ کسی مسلمان کے کام نہ آسکے۔

بنی قریظہ کے ایک سردار زبیر بن باطا نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوئی نیکی کی تھی۔ آپ نے حضور علیہ السلام سے سفارش کر کے اِس کی اور اِس کے اہل وعیال کی رہائی کروالی اور جاں بخشی کروالی اور اِن کی جائیدادیں بھی اِس کو دلوادیں لیکن اِس کی بدبختی عود کر آئی اور اس نے دوسرے سرداروں کے متعلق پوچھا اِس کو بتایا گیا کہ سب قتل کر دیے

Marfat.com

گئے۔ اِس نے کہا کہ مجھے بھی اُن سے ملاقات کے لیے اُن کے پاس ہی پہنچا دو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ "اُن سے ملاقات تو کرے گا لیکن جہنم کے اندر ہی ہمیشہ ہمیشہ اُن کے پاس رہے گا۔"

ایک یہودی عورت جس نے حضرت جلاد بن سوید الخزرجی کے سر پر چکی کا پاٹ دے مارا تھا اِس کو "بھی اِن لوگوں کے ساتھ قصاص میں قتل کر دیا گیا۔ اِس طرح مدینہ طیبہ سے اِن کے ناپاک وجود کو ختم کر دیا گیا۔ اِن کو اگر چھوڑ دیا جاتا تو یہ اور زور کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کرتے اور اِن کے خلاف سازشیں کرتے اور مزید بگاڑ کر مسلمانوں پر حملوں کے لیے اُکساتے رہتے اگر کینسر کا مرض کسی عضو میں پھیل جائے تو اُس پورے عضو کو ہی کاٹ دیا جاتا ہے تاکہ یہ دوسرے جسم میں نہ پھیل جائے۔

سب سے بڑھ کر یہ بات کہ اِن کے قتل کا فیصلہ آسمانوں پر رب العالمین نے فرمایا تھا تو اُس کے فیصلے کی مصلحتیں وہی خود ہی جانتا ہے۔

آج وہ یہودی اور عیسائی لابی جو حضور علیہ السلام کے اِس اقدام پر اعتراض کرتی ہے وہ بتائے کہ ہیروشیما اور ناگاساکی میں جاپان میں چند لمحوں میں اُنہوں نے کتنے نہتے بے گناہ عورتیں بچے جوان ہلاک کیے تھے ہاں اِن کی تعدادوں لاکھوں میں تھی جو ایٹم بم گرنے سے لمحوں میں لقمہ اجل بن گئے۔

دوسری جنگ عظیم میں لاکھوں کی تعداد میں یہودیوں کو ہٹلر نے مار دیا تھا۔ آج کل جو یہود و نصاریٰ نے دنیا پر کہرام مچایا ہوا ہے اور پوری پوری قوموں کو فتنوں میں مبتلا کیا ہوا ہے اور آپس میں لڑوا کر مسلمانون کو کمزور کر رہے ہیں اور ہزاروں لوگوں کو قتل کروا کر رہے ہیں کیا پھر بھی یہ لوگ مسلمانوں پر سخت دل ہونے کا الزام لگا سکتے ہیں یا یہ کہ وہ سزائیں جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو سدھارنے کے لیے قرآن پاک میں اُتارا ہے اُن کو سخت کہہ سکتے ہیں۔

اموال غنیمت کی تقسیم

پیدل مسلمانوں کو ایک حصہ دیا گیا اور گھوڑے والوں کو تین تین حصے دیے گئے۔ مال غنیمت سے پہلے خمس نکال لیا گیا اور باقی اموال کو انصاف کے ساتھ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا اِن کی زمینیں باغات جائیدادیں اموال سب سے خمس نکال کر باقی مسلمانوں مہاجرین و انصار میں تقسیم فرما دی گئیں۔ اِس طرح یہود کے بہت سے مال کا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وارث بنا دیا۔

بہت سی عورتیں اور بچے جو جنگی قیدی بنے تھے اُن کو بھی مسلمانوں میں بانٹ دیا گیا لیکن حضور علیہ السلام نے حکم دیا "کہ بچوں کو اُن کی ماؤں سے جدا نہ کیا جائے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائیں۔"

اِسی طرح اگر کوئی شخص اپنی لونڈی فروخت کرنا چاہے تو اُسے بھی لونڈی کو اپنے بچوں سے جدا کرنے سے منع فرما دیا جنگی قیدی جو خمس میں بیت المال کو ملے اِن میں سے کچھ قیدیوں کو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں شام بھیجا گیا۔ اُنہیں وہاں فروخت کر کے جو مال حاصل ہوا اُس سے اسلحہ و گھوڑے وغیرہ خریدے گئے۔ (امتاع الاسماع جلد ۱، صفحہ ۱۹۶، ماخذ از ضیاالنبی ۴/۶۸)

Marfat.com

آیات ربانی کا نزول

اللہ تعالیٰ نے سورہ انفال میں اور سورہ احزاب میں غزوہ قریظہ کے بارے میں آیات نازل فرمائیں۔

انفران — يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۲۷ (الانفال)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول سے (ان کے حقوق کی ادائیگی میں) خیانت نہ کرو اور نہ آپس کی امانتوں میں خیانت کیا کرو حالانکہ تم (سب حقیقت) جانتے ہو۔

انفران — اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ۝۵۶ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ۝۵۷ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَاۗىِٕنِيْنَ۝۵۸

ترجمہ: یہ (وہ لوگ ہیں جن سے آپ نے (بارہا) عہد لیا پھر وہ ہر بار اپنا عہد توڑ ڈالتے ہیں اور وہ (اللہ سے) نہیں ڈرتے۔ سو اگر آپ اُنہیں (میدان) جنگ میں پالیں تو اُن کے عبرتناک قتل کے ذریعے اُن کے پچھلوں کو (بھی) بھگا دیں۔ تاکہ اُنہیں نصیحت حاصل ہو اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو اِن کا عہد اُن کی طرف برابری کی بنیاد پر پھینک دیں بے شک اللہ تعالیٰ دغابازوں کو پسند نہیں کرتا۔ (الانفال)

انفران — وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا۝۲۶ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَــُٔوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا۝۲۷ (الاحزاب)

ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے جو اِن (کافروں) کے پشت پناہ ہوتے تھے (یعنی یہود) اللہ تعالیٰ نے اِن کو اِن قلعوں سے نیچے اُتار دیا اور اِن کے دلوں میں ایسی دہشت ڈال دی کہ وہ تمہارے مقابلہ کی ہمت ہی نہ کر سکے پھر بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید اور اللہ نے اِن کی زمینیں اور گھر اور اِن کے مال جس پر تم نے پاؤں بھی نہ رکھا تھا تم کو (اِس سب کا) مالک بنا دیا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔)

(ترجمہ القرآن از سیرت الرسول ۸۔ ۵۵۳)

دیگر شرعی احکام

عربوں میں رسم چلی آرہی تھی کہ اگر کسی کو اپنا متبنی بنا لیا جاتا یعنی منہ بولا بیٹا بنا لیا جاتا تو وہ اُس کی بیوی سے نکاح نہیں کر سکتا تھا وہ بیٹا وارث بھی ہوتا تھا جس طرح حقیقی بیٹے کی بیوی حرام ہوتی ہے نکاح نہیں ہو سکتا اِسی طرح منہ بولے بیٹے کی بیوی

Marfat.com

بھی حرام کر دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حکم نازل فرما کر اِس رسم بدکو ختم فرمادیا۔

حضرت سعد بن معاذ کی شہادت

حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق جب انہوں نے بنی قریظہ کے لیے فیصلہ فرمایا اور اِس پر عمل درآمد بھی دیکھ لیا تو اِن کی وہ دعا جو انہوں نے غزوہ قریظہ سے پہلے مانگی تھی قبول ہونی شروع ہوگئی اور اِن کے زخم سے خون پھر چالو ہوگیا۔

اِن کو مسجد نبوی کے پاس ہی ایک خیمہ میں ٹھہرایا گیا اور رفیدہ جو بنی اسلم کی ایک ماہر جراع تھیں نے اِن کا علاج شروع کیا مسجد کے قریب ہونے کی وجہ سے حضور علیہ السلام کے لیے اِن کی عیادت آسان تھی بہت علاج کیے گئے لیکن کسی صورت بھی اِن کا خون نہ رُکا اور ایک رات یہ اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ○

جب اِن کے گھر سے میت اُٹھائی گئی تو اِس کے اُٹھانے والوں میں حضور علیہ السلام بھی شامل تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ حضور علیہ السلام آج کون وفات پا گیا ہے کہ عرش کے دروازے کھول دیے گئے ہیں اور عرش کو سجادیا گیا ہے یہ جھومنے لگا ہے اور آسمان سے ستر ہزار فرشتے ایسے اُترے ہیں جو اِس سے پہلے نہیں اُترے تھے۔

جب اِن کو قبر میں رکھا گیا تو حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا اور آپ نے تین مرتبہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر پڑھا تمام صحابہ نے بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ پڑھا۔ جب حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک کیوں متغیر ہوا تھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قبر نے ان کو بھینچا تھا اگر کوئی بچ سکتا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے اللہ تعالیٰ نے پھر رحم فرمایا اور یہ تنگی دور فرمائی۔

یہودی ابورافع سلام بن الحقیق

ابورافع اُس یہودی وفد کا حصہ تھا جنہوں نے کفار مکہ اور دوسرے قبیلوں کو جنگ احزاب میں مسلمانوں پر حملے کے لیے اُکسایا تھا خزرج کے لوگوں نے یہ سوچا کہ اِس کا خاتمہ کر کے حضور علیہ السلام کے دل کو چین پہنچایا جائے اِس مقصد کے لیے وہ آقا علیہ السلام کے پاس گئے حضور علیہ السلام نے انہیں اجازت دے دی۔ بنی خزرج میں سے حضرت عبداللہ اپنے چند دوسرے ساتھیوں کے ساتھ اِس کی طرف گئے ابورافع کا خیبر کے مقام پر اپنا قلعہ تھا۔ انہوں نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو چھپا دیا اور خود چادر اوڑھ کر قلعہ کا دروازہ جب بند ہونے کو تھا کے پاس اِس طرح بیٹھے جس طرح کوئی پیشاب کر رہا ہوتا ہے۔ قلعہ کے دروازے کو بند کرنے والے نے قلعے کو بند کرتے ہوئے آواز لگائی کہ جلدی اندر آجاؤ میں دروازہ بند کر رہا ہوں یہ فوراً اُٹھے اور قلعے کے اندر جا کر چھپ گئے جب کافی رات ہوگئی تو چپکے سے چابیوں کا گچھا لے کر دروازہ کھول دیا پھر ابورافع کی طرف آئے اس کے محل کے بہت سے

Marfat.com

کمرے تھے یہ جس کمرے سے گزرتے پیچھے سے اُس کو اندر سے بند کر دیتے تاکہ باہر سے اُس کی مدد کو کوئی نہ آسکے۔ جب یہ اِس کے کمرے میں پہنچے تو دروازہ اندر سے بند کر دیا اور ابورافع کو آواز دی اُس نے کہا کون ہے یہ اُس کی آواز کی طرف لپکے چونکہ اِس وقت گھپ اندھیرا تھا اور اِس کے اوپر تلوار کا وار کیا یہ بچ گیا اور اِس نے شور مچا دیا تھوڑی دیر بعد اِس کی آواز رکی تو آپ نے جواباً آواز بدل کر کہا کیا بات ہے اُس نے آپ کو چوکیدار سمجھا اور کہا کہ کسی نے میرے اوپر تلوار سے حملہ کیا ہے آپ فوراً اِس آواز کی سمت اِس کے پاس گئے اور اُس کے پیٹ میں زور سے تلوار ماری اور واپس دروازوں کو کھولتے کھولتے آگئے آگے سیڑھیاں تھیں آخری سے پہلی سیڑھی سے اِن کا پاؤں پھسلا اور یہ نیچے آگرے اور اِن کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ انہوں نے فوراً اِس پر کپڑا باندھا باہر نکل کر اپنے ساتھیوں کو آواز دی اور ایک طرف چھپ کر بیٹھ گئے تاکہ اِس کی موت کی تصدیق ہو سکے سحری کے وقت ایک آدمی نے قلعے کی دیوار پر چڑھ کر ابو رافع یہودی کی موت کا اعلان کیا تو یہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو گئے اور ابو رافع یہودی کے قتل کی خوشخبری سنائی۔

آقا علیہ السلام اِن کی کامیابی پر بہت خوش ہوئے اور اِن کی ٹوٹی پنڈلی پر اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ بالکل اِسی طرح تندرست ہوگئی جیسے اِس کو کوئی تکلیف پہنچی ہی نہیں تھی۔ (ضیاالنبی ۴/ ۸۱۔ دلائل النبوۃ ۴/ ۳۸)

خالد بن سفیان ابن الہذمی

یہ بہت کینہ پرور انسان تھا اِس کا نام خالد بن سفیان بن نبیح تھا۔ یہ اب بھی لوگوں کو حضور علیہ السلام کے متعلق آمادہ جنگ کر رہا تھا اِس فتنے کو بھی سر اٹھانے سے پہلے کچلنے کی ضرورت تھی۔ حضور علیہ السلام نے اِس کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے حضرت عبداللہ بن انیس کی ڈیوٹی لگائی یہ اِس وقت اِس کے قریب پہنچے جب کہ نماز عصر کا وقت جا رہا تھا۔ انہوں نے اِس پر نظر رکھتے ہوئے کہ یہ نظروں سے اوجھل نہ ہو جائے چلتے ہوئے نماز کی نیت باندھ لی اور اشاروں سے ہی چلتے ہوئے نماز ادا کر لی۔ اِس طرح وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ کوئی مسلمان اُس کی طرف آرہا ہے۔

جب یہ اُس کے پاس پہنچے تو اِس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں ایک عربی ہوں اور اِس لیے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم جو مسلمانوں کے خلاف تیاری کر رہے ہو میں بھی کوئی کام سرانجام دے سکوں۔ وہ خوش ہو گیا اور کہا کہ ہاں واقعی میں مسلمانوں کے خلاف تیاری کر رہا ہوں وہ تھوڑی دور اِن کے ساتھ چلتا گیا جب وہ غافل ہوا تو انہوں نے فوراً تلوار بے نیام کر کے اِس کا سر قلم کر دیا۔

حضور علیہ السلام نے جب اِنہیں آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اَفْلَحَ الْوَجْهَ "یہ چہرہ کامیاب ہے۔" انہوں نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ ﷺ میں نے اُسے قتل کر دیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے انہیں اپنے ساتھ گھر لے گئے اور ایک عصا مرحمت فرمایا اور نصیحت فرمائی ہمیشہ اِسے اپنے پاس رکھنا جب عصا لے کر آئے تو لوگوں نے کہا کہ واپس جا کر پوچھ کر آؤ کہ یہ کس مقصد کے لیے

Marfat.com

عطا فرمایا ہے۔ یہ دوبارہ بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور اِسے کس لیے عطا فرمایا گیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ''یہ میرے اور تیرے درمیان قیامت کے روز نشانی ہوگی۔ اِس روز بہت ہی کم لوگ ایسے ہوں گے جو کولہوں پر ٹیک لگاتے ہوئے ہوں گے۔'' انہوں نے ہمیشہ عصا کو اپنے پاس رکھا اور وصیت کی کہ مرنے کے بعد عصا کو اِن کے اور اِن کے کفن کے درمیان رکھنا۔ (السیرۃ النبویہ ابن کثیر ۳/۲۶۷)

کاشانہ نبوت میں حضرت زینت بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ حضور علیہ السلام کی پھوپھی زاد تھیں حضور علیہ السلام نے خود اِن کا نکاح اپنے مُنہ بولے بیٹے جو پہلے آپ کے غلام تھے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرما دیا تھا حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا چونکہ بہت عالی نصب تھیں اِس لیے وہ مشیت الٰہی کی وجہ سے اِن کے ساتھ نبھا نہ کرسکیں تقریباً ایک سال تک اِن کی شادی رہی لیکن آپس کی ناچاقی اور اکثر تلخ کلامی رہی حضور علیہ السلام اِن کو اکثر سمجھاتے رہتے تھے کیونکہ اِن کے مزاج اور طبعیتوں میں تفاوت تھا۔ عرب میں مدتوں سے ایک رسم بد چلی آرہی تھی کہ جس کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا جاتا وہ بالکل اصلی بیٹے کی طرح ہو جاتا تھا اور اُس کے ساتھ سلوک اصلی بیٹے کی طرح ہوتا۔ اُس کی بیوی بھی حرام سمجھی جاتی اور مرنے کے بعد اُس کو وراثت بھی بیٹے ہی کی طرح دی جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے اِس رسم بد کو مٹانے کا اِرادہ فرمایا۔ اور مشیت الٰہی ہی کی وجہ سے یہ اپنی بیوی کے ساتھ نبھا نہ کرسکے اور انہوں نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ کرلیا۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا کا مطلب یہ ہے کہ جب زید طلاق دے دے اور وہ عدت گزار لیں۔ اور زید کا ان سے رابطہ کُلی طور پر منقطع ہو جائے اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ حضرت زید حضرت زینب کو جو طلاق دینے کے لیے آمادہ ہیں۔ اپنی خواہش جب پوری کرلیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کو اس علم سے پہلے ہی مطلع فرما دیا ہوا تھا کہ حضرت زید اپنی بیوی کو طلاق دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو حضور علیہ السلام کو شرفِ زوجیت میں دے دے گا۔

تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ۔

ترجمہ: جو چیز آپ اپنے دل میں چھپا رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر فرما رہا ہے۔

یعنی چونکہ لوگ اس رسم بد کی وجہ سے متبنی کی بیوی کو بھی طلاق کے باوجود اصل بیٹے کی طرح باپ کے لیے حرام سمجھتے تھے۔ اور اس رسم بد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے مٹانا تھا۔ اور حضور علیہ السلام چونکہ تمام نوع عالم کے لیے نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود حضور علیہ السلام کو اس رسم بد کو مٹانے کے لیے منتخب فرمایا اور چونکہ اس بات سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کو پہلے ہی مطلع فرما دیا تھا اور چونکہ ابھی تک لوگ اس رسم بد پر ہی قائم تھے اور یہ بات حضور علیہ السلام لوگوں پر ظاہر فرماتے ہوئے

Marfat.com

شرماتے تھے سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر وحی فرمائی تھی کہ زید رضی اللہ عنہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں گے اور حضور علیہ السلام ان کو اپنی شرفِ زوجیت میں لے لیں گے۔"

(علامہ قرطبی روح المعانی، ضیاء المعانی جلد ۴ صفحہ ۹۱)

تو جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہ کو ظاہری طور پر مختلف طبیعتیں ہونے کی وجہ سے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح آسمانوں پر حضور علیہ السلام کے ساتھ فرما دیا اور اسے قرآن پاک میں زَوَّجْنٰکَهَا سے تعبیر فرمایا (یعنی آپ کی زوجیت میں دے دی گئیں) اور اس طرح اس رسم بد کو مٹا دیا اور قرآن پاک میں فرما دیا کہ یہ تمہارے مونہوں کی باتیں ہیں۔ بیٹا وہی ہوتا ہے کہ جو تمہارا صلبی بیٹا ہو اور لوگ مدتوں سے اس رسم قبیح کی وجہ سے جو پریشان چلے آرہے تھے ان کی پریشانیاں ختم ہوگئیں۔

حضور علیہ السلام نے تمام صحابہ کرام کی دعوت گوشت روٹی سے فرمائی۔

عن امام بخاری، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شرف زوجیت بخشنے کے بعد حضور علیہ السلام نے تمام احباب کو ولیمہ میں شرکت کی دعوت فرمائی اور سب مہمانوں کو گوشت و روٹی سے تواضع فرمائی گئی۔

مجھے سب صحابہ کرام کو بلانے کے لیے مقرر فرمایا۔ ایک گروہ آتا تھا۔ کھانا کھا کر چلا جاتا تھا پھر دوسرا گروہ آجاتا تھا یہ سلسلہ سارا دن جاری رہا۔ شام کے بعد پھر مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ کافی رات گزر گئی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں نے حضور علیہ السلام کی طرف سے سب کو دعوت دے دی تھی۔ کسی کو نہیں چھوڑا تھا سب نے خوشی خوشی اس دعوت کو قبول کیا اور شریک ہو کر کھانا کھا لیا اور کوئی آدمی باقی نہیں رہا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کھانے کے برتن اٹھا لو اور دسترخوان بڑھا لو۔ ہم نے تعمیل کی۔ سب لوگ چلے گئے۔ لیکن تین آدمی بیٹھے آپس میں باتیں کرتے رہے۔ چونکہ حضور علیہ السلام انتہا درجے کے شرمیلے تھے۔ حضور ﷺ نے مناسب نہ سمجھا کہ ان کو چلے جانے کے لیے فرمائیں۔ حضور علیہ السلام کچھ دیر کے لیے گھر کے اندر تشریف لے گئے۔ اسی اثناء میں ازواجِ مطہرات سے ملاقات فرمائی۔ پہلے حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ وہاں گئے اور فرمایا: السلام علیکم اہل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ انہوں نے وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ جواباً فرمایا اور پوچھا کہ حضور علیہ السلام نے اپنی اہلیہ کو کیسے پایا۔ اللہ تعالیٰ کی برکتیں حضور علیہ السلام کے ساتھ شامل حال ہوں۔

اسی طرح تمام ازواجِ مطہرات کے حجروں میں قدم رنجہ فرمایا اور انہیں اپنی زیارت سے شرف فرمایا۔ حضور علیہ السلام پھر واپس تشریف لائے تو ابھی تک یہ لوگ واپس نہیں گئے تھے اور باتوں میں مصروف تھے۔ حضور علیہ السلام پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹ گئے۔ اسی اثناء میں یہ لوگ چلے گئے۔ حضور علیہ السلام کو ان کے جانے کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ واپس تشریف لائے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے) آپ کے ساتھ تھے۔ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ

Marfat.com

السلام نے ایک قدم اندر رکھا۔ دوسرا ابھی باہر تھا کہ حضور علیہ السلام پر آیات حجاب نازل ہوئیں پردہ لٹکا دیا گیا یہ آیت نازل ہوئیں:

قرآن - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ط اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ز وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ط وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ط وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ط اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو نبی کریم ﷺ کے گھر میں بجز اس صورت کہ تم کو کھانے کے لیے اجازت دی جائے (اور) نہ کھانا پکنے کا انتظار کیا کرو۔ لیکن جب تمہیں بلایا جائے اندر چلے آؤ پس جب کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ۔ اور نہ وہاں جا کر دل بہلانے کی باتیں شروع کر دیا کرو۔ تمہاری یہ حرکتیں (میرے) نبی (ﷺ) کے لیے تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔ پس وہ تم سے حیا کرتے ہیں اور چپ رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے میں کسی کی شرم نہیں کرتا۔ اور جب تم (ازواجِ مطہرات) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگ لیا کرو۔ یہ طریقہ پاکیزہ تر ہے تمہارے دلوں کے لیے۔ نیز ان کے دلوں کے لیے اور تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ اذیت پہنچاؤ اللہ کے رسول ﷺ کو۔ اور تمہیں اس کی بھی اجازت نہیں کہ نکاح کرو ان کی ازواج سے ان کے بعد کبھی۔ بیشک ایسا کرنا اللہ کے نزدیک گناہ عظیم ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا پہلے بَرہ نام تھا حضور علیہ السلام نے ان کا نام زینب رضی اللہ عنہا رکھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے جب فرمایا کہ

اسرَعُکُنَّ لَحُوْقًا بِیْ اطولکن یَدًا۔

ترجمہ: تم میں سے جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے وہ سب سے پہلے مجھے آ کر ملے گی۔

ہم آپس میں اپنے ہاتھ ملاتی تھیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں اور وہ کون خوش نصیب ہے جو بارگاہِ رسالت ﷺ میں شرف باریابی حاصل کرے گی۔ لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہ فوت ہوئیں تو ہمیں پتہ چلا کہ لمبے ہاتھوں سے مراد سخاوت اور فیاضی تھی۔

اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ اس لحاظ سے لمبے ہاتھ والی تھیں کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور صدقہ و خیرات کرتی تھیں۔ خلافت فاروقی میں ۲۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ (سیرۃ النبویہ ابن کثیر ۳/ ۸۴ تا ۲۷۱) (ضیاء النبی ۴/ ۹۳ تا ۸۳)

Marfat.com

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اسلام کے دشمن ابوسفیان کی بیٹی تھیں اوز اسلام آنے کے شروع میں ہی مسلمان ہوگئی تھیں۔ انہوں نے اپنے خاوند عبداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ ہجرت کی تھی۔ وہاں جا کر عبداللہ بن جحش نے عیسائی مذہب اپنا لیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد وہ مَر گیا۔ تو یہ اُس وقت سے اپنی چند کنیزوں کے ساتھ بیوگی کی زندگی بسر کر رہی تھیں۔

نجاشی بادشاہ مسلمان ہوگیا ہوا تھا اور حضور علیہ السلام کی بہت ہی زیادہ عزت و توقیر کرتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کے بدترین دشمنوں کے دلوں میں بھی اسلام کی محبت کی شمع روشن کرنے کا اہتمام فرمانا شروع کر دیا۔

حضور علیہ السلام نے ابوسفیان کی بیٹی جو بیوگی کی زندگی گزار رہی تھیں اور مدت سے اسلام لے آئی ہوئی تھیں، کی طرف نکاح کے لیے بادشاہ نجاشی کو پیغام بھیجا۔

جب بادشاہ کو حضور علیہ السلام کا پیغام ملا۔ تو اس نے فوراً اپنی لونڈی کو حضور علیہ السلام کی طرف سے نکاح کا پیغام دینے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ یہ دستک ان کی تقدیر بدلنے کے لیے ہوئی تھی۔ آپ فرماتی ہیں۔ میں نے دروازہ کھولا تو بادشاہ نجاشی کی خاص لونڈی جو اس کے لباس کا اہتمام کرتی تھی۔ وہ آئی اور بادشاہ نجاشی کی طرف سے پیغام دیا کہ حضور علیہ السلام آپ سے نکاح فرمانا چاہتے ہیں۔

آپ فرماتی ہیں کہ میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور میں نے فوراً اپنے دونوں کڑے، اپنی چاندی کی پازیبیں اور انگوٹھیاں بھی ہاتھوں سے اُتار کر اِس لونڈی کو دے دیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے خالد بن سعید بن عاص وکیل مقرر ہوئے۔ نکاح کی تقریب میں حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ دوسرے مسلمان بھی شریک ہوئے۔

چار سو درہم نکاح کا مہر مقرر ہوا۔ نکاح کا خطبہ خود نجاشی بادشاہ نے پڑھا اور مہر کی رقم نجاشی بادشاہ نے اپنی جیب سے حضرت خالد بن سعید بن عاص جو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے وکیل تھے کو ادا کی۔ نکاح کے بعد جب لوگ جانے لگے تو بادشاہ نے کہا کہ نکاح کے بعد کھانا کھلانا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ آپ لوگ کھانا کھا کر جائیں۔

پھر بادشاہ نے سب لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

الفرقان – عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الممتحنہ)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ پیدا فرما دے گا تمہارے درمیان اور اُن کے درمیان جن سے تم (ان کی رضا کے لیے)

Marfat.com

دشمنی رکھتے ہو محبت۔ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا اور غفور و رحیم ہے۔۔۔ اِس آیت کریمہ میں آپ کے والد ابوسفیان کے ایمان لانے کے بارے میں اشارہ ہے۔

ایک روایت کے مطابق آپ کا انتقال مبارک ۴۴ھ میں ہوا اور ایک روایت کے مطابق ۵۹ھ میں ہوا۔

(ضیاالنبی ۴/ ۹۵ تا ۹۳)

پانچ ہجری کے دوسرے واقعات

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ وفات پا گئیں اس وقت حضور علیہ السلام مدینہ طیبہ سے باہر غزوہ ذومۃ الجندل میں مصروف تھے۔ واپس تشریف لا کر حضور علیہ السلام نے اِن کی قبر پر عزت افزائی فرمائی اور ان کی روح کو خوش کیا اور ان کی مغفرت کی دعا فرمائی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں، فرمایا کہ ہاں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ فضیلت والا صدقہ کون سا ہے۔ فرمایا: پانی۔ انہوں نے اپنی والدہ کے نام پر کنواں کھدوایا اور فرمایا کہ یہ ام سعد کا کنواں ہے۔

آغازِ وفود

بلال بن حارث جو قبیلہ مزنیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اپنے ساتھ چودہ ساتھی لے کر حاضر خدمت ہوا اور اسلام کی غلامی کی زنجیر اپنے گلے میں ڈالی۔ سب لوگ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ یہ سب سے پہلا وفد تھا۔ جو کہ اِسلام کے لیے آیا۔ اسلامی تعلیمات سیکھنے کے بعد حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

"اپنے وطن واپس چلے جاؤ تم جہاں بھی رہو گے تمہارا شمار مہاجرین کے زمرہ میں ہوگا۔"

زلزلہ

۵ ہجری میں ہی مدینہ مبارک میں زلزلہ آیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ تم لوگ توبہ کر کے اس کو راضی کر لو پس تم اس کو راضی کرو۔

آج ایک ہم لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کسی نشانی سے عبرت نہیں پکڑتے۔ چاہے کتنے ہی خوفناک زلزلے آئیں۔ سیلاب آئیں۔ آندھیاں چلیں، ظالم حکمران مسلط ہوں، بے رحم لوگوں کے ہاتھوں میں لوگوں کی زندگیاں اجیرن ہو جائیں، اور لوگ اسلام کے نام پر گمراہ ہو رہے ہوں، ہمیں کسی چیز کی ہوش نہیں۔ حالانکہ یہ نہایت ہی توبہ کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کے مسکراتے چہرہ انور کے صدقے کہ جنکی خیرات پا کر بادل اُمڈ اُمڈ کر برستا ہے اور چاند جو اِن سے نور اور روشنی حاصل کرتا ہے اور جن کے سامنے سورج بھی شرماتا ہوا نکلتا ہے اور جن کی حسین زلفوں کے صدقے میں رات لوگوں کے گناہوں کو

Marfat.com

اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے۔ گناہوں کی معافی عطا فرما دے۔ درگزر فرما دے اُمت مسلمہ کے لیے آسانیاں پیدا فرما دے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ نبی کریم رؤوف و رحیم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

(نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ)

گھڑ دوڑ

حضیا ثنیۃ الوداع سے مسجد زریق تک تقریباً ایک میل گھوڑوں کی دوڑ مقرر ہوئی۔ یہ وہ گھوڑے تھے جن کو مضمر کہا جاتا تھا۔ ان کو پہلے خوب کھلاتے تھے۔ موٹا تازہ کرتے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ ان کی خوراک گھٹاتے جاتے تھے اور ان کو دوڑاتے رہتے تھے جب یہ خوب دوڑنے لگتے تھے تو ان کی دوڑیں لگتی تھیں۔ حضور علیہ السلام خود بھی گھوڑوں کی سواری کو پسند فرماتے تھے۔ گھوڑوں سے محبت کرتے تھے۔ (تاریخ الخمیس ۱/ ۴۷۰)

آج کل بھی دوڑیں لگتی ہیں۔ اور ان پر کروڑوں کا جوا لگتا ہے۔ کرکٹ کے کھیل پر اربوں کا جوا لگتا ہے۔ ہم نے اپنی کیا زندگی بنا لی ہے۔ ہر وہ کام جن سے خدا اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے ہمارے نفس اس کو کرنے کے لیے دوڑتے ہیں۔ ہر حلال چیز کے ساتھ ہم نے حرام چیز بھی شامل کر لی ہے۔

"کیا ایمان لانے والوں پر وہ وقت نہیں آپہنچا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے اُس کے خوف سے ڈر جائیں۔" (القرآن)

چاند گرہن

۵ ہجری میں چاند گرہن کے وقت حضور علیہ السلام نے نماز خسوف کا آغاز فرمایا اس طرح حضور علیہ السلام نے دوسرے لوگوں کو جو چاند گرہن کے متعلق جو دوسری لغویات باتیں گھڑ رکھی تھیں ان کو دور فرما دیا۔

صاحب تاریخ الخمیس کے مطابق ۵ ہجری ہی میں حج فرض ہوا۔ بعض نے اس کے متعلق لکھا ۶ ہجری ہے۔ ان میں امام رافعی اور امام نووی شامل ہیں۔ بعض نے ۷، ۸ اور ۹ھ بھی لکھا ہے۔ بہر حال حضور علیہ السلام نے زندگی میں ایک مرتبہ ۱۰ ہجری کو حج ادا فرمایا۔

ہجرت کا چھٹا سال

غزوہ بنی لحیان

اِن لوگوں نے دھوکہ سے حضور علیہ السلام کے پاس آ کر اسلام کی تبلیغ کے لیے کچھ آدمی مانگے تھے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت

Marfat.com

حبیب رضی اللہ عنہ سمیت چھ آدمی ان کے ساتھ کر دیے۔ ان کا مقصد ان لوگوں کو کفار مکہ کے ہاتھ فروخت کرنا تھا۔ ان کے مقصد کی خبر پا کر کچھ لوگوں نے تو اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا تھا اور کچھ کو انہوں نے گرفتار کر کے کفار کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔ ان میں حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، جن کو مکہ مکرمہ میں سولی پر چڑھایا گیا تھا۔

حضور علیہ السلام نے ان لوگوں کی گوشمالی کے لیے ایک لشکر تیار کیا۔ لشکر کی تعداد دو سو تھی۔ حضور علیہ السلام اپنا لشکر لے کر پہلے شام کی طرف گئے پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر بنولحیان کی طرف مُڑ گئے اور اپنی رفتار تیز کر دی۔ لیکن بنی بنولحیان کو کسی طریقہ سے پتہ چل گیا اور یہ لوگ پہاڑوں میں جا کر چھپ گئے۔ اس طرح ان لوگوں اور دوسرے قبیلوں کے دلوں میں اسلام کی دھاک بیٹھ گئی۔ واپسی پر بھی ایک قبیلے مسلمان ہوئے۔ مسلمانوں کو علاقے کے متعلق رہنمائی ملی، جو آگے چل کر بہت کام آئی۔

چودہ دن کے بعد حضور علیہ السلام واپس مراجعت فرما مدینہ طیبہ ہوئے۔

حضور علیہ السلام جب عسفان سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے تو فرمایا:

آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون۔

ترجمہ: ہم لوٹ کر آنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ (السیرۃ النبویہ ابن کثیر ۳/ ۲۸۵)

غزوہ الغابہ یا ذی قرد

مدینہ طیبہ سے کچھ فاصلے پر ایک چراگاہ تھی۔ جسے غابہ کہا جاتا تھا۔ حضور علیہ السلام کی شیر دار اونٹنیاں یہاں چرتی تھی۔ بنی غفار قبیلہ کے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیٹا اور اس کی بیوی یہاں ان کی نگرانی کرتے تھے۔ شام کو یہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں دودھ لے کر آتے تھے۔ عیینہ بن حصین کو اپنی شکست کا بہت غم تھا۔ مزید مدینہ منورہ کی پرانی کھجوروں کے حصہ سے بھی محروم ہو گیا تھا۔ جن کی اُسے غزوہ احزاب میں ملنے کی توقع لگی ہوئی تھی۔ عیینہ بن حصین نے ایک دن اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں حملہ کر دیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو شہید کر دیا۔ ان کی بیوی کو گرفتار کر لیا۔ اور بیس اونٹنیوں کو لے کر چل دیا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس دن صبح صبح طابہ جانے کے لیے نکلے۔ تیر کمان انہوں نے ساتھ لیے۔ جب یہ ثنیۃ الوداع پہنچے تو اُنہوں نے دشمن کے گھوڑوں کو اِدھر اُدھر حرکت کرتے دیکھا۔ عرب کے دستور کے مطابق اُنہوں نے زور سے نعرہ تین مرتبہ وَا صَبَاحَاہ کا لگایا۔ جب فوری مدد کی ضرورت ہوتی تھی تو یہ نعرہ لگایا جاتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضور علیہ السلام نے بھی اِس نعرہ کو سن لیا۔ حضور علیہ السلام نے فوراً آٹھ صحابہ کا دستہ حضرت ابوعیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بنو زریق سے تھے کی سربراہی میں روانہ فرمایا۔ ان میں مقداد بن اسود اور بنی اسہل انصار میں سے عباد بن بشر اور سعد بن زیاد۔ بنو اسد سے عکاشہ بن محصن اور محرز بن نضرہ اور ابوقتادہ الحارث بن ربعی رضی اللہ عنہم تھے۔ حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا: تم دشمن کے تعاقب میں نکلو۔ میں تمہارے پیچھے پیچھے

Marfat.com

اور لوگوں کو لے کر آرہا ہوں۔

حضور علیہ السلام نے حضرت ابوعیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اُن کا گھوڑا کسی اچھے سوار کو دینے کا کہا۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خود بہت اچھا سوار ہوں۔

آپ اِس پر بیٹھ کر بمشکل پچاس گز چلے ہوں گے کہ گھوڑے نے آپ کو پٹخا کر مارا۔ حضور علیہ السلام نے ان کا گھوڑا محاض بن ماعص کو عطا فرمایا اور یہ دشمن کے پیچھے روانہ ہو گئے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی زیادہ تیز رفتار تھے۔ کوئی بھی ان سے دوڑ میں مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ یہ اس طرح دوڑتے تھے گویا کوئی تیز رفتار گھوڑا دوڑ رہا ہو۔ "وا صباحا" کا نعرہ لگاتے ہی انہوں نے اکیلے ہی دشمن کی طرف دوڑ لگا دی۔

سبحان اللہ حضور علیہ السلام نے جو جوانمردی صحابہ کرام کے دلوں میں بھر دی تھی۔ ایک ایک صحابی کئی ایک کفار پر بھاری تھا۔ یہ حضور علیہ السلام کی برکت سے ایمان کی قوت تھی۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً دشمن کو جالیا اور ان پر تیر برسانے شروع کر دیے۔

جب یہ تیر مارتے تو فرماتے "اسے لو۔ میں اکوع کا بیٹا ہوں۔ آج کا دن تمہاری ہلاکت کا دن ہے۔" یہ غضب کے نشانہ باز تھے۔ ہر تیر ان کا نشانے پر لگتا۔ یہ درختوں اور پتھروں کی اوٹ لیتے دشمن کو آگے آگے بھگاتے رہے یہ اتنی تیزی سے جگہ بدل بدل کر تیر چلا رہے تھے کہ دشمن کو ایسے محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے بہت سے لوگ ان کے پیچھے ہوں۔ انہوں نے بہت ساری اونٹنیاں ان سے چھین لیں۔ سوائے چند اور اونٹنیوں کے جن میں غضباء حضور علیہ السلام کی اونٹنی بھی شامل تھی۔ یہ اونٹنیوں کو اپنی پشت پیچھے کرتے گئے۔ جو چیز بھی ان کو ملتی۔ یہ اس پر اپنا نشان لگانے کے لیے اس پر پتھر رکھ دیتے۔ دشمن نے اپنے پیچھے تیس چادریں اور تیس نیزے پھینک دیے۔

حضور علیہ السلام نے جن سواروں کو مدد کے لیے بھیجا ان میں سے محرز بن نضر اسدی سب سے پہلے محمود بن مسلمہ کا گھوڑا باغ میں سے لیا اس نے چکر کاٹ کاٹ کر کھجور کے تنے کے ساتھ اپنے آپ کو تنگ کر لیا ہوا تھا۔ کیوں کہ گھوڑے بھی خواہش تھی کہ یہ لوگ جہاد پر ساتھ لے کر جائیں، یہ گھوڑے کو لے کر دشمن پر جا پہنچے۔ اتنے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پہنچ گئے۔ اور انہوں نے عیینہ کے بیٹے حبیب کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور اس کے اوپر اپنی چادر ڈال دی۔

حضور علیہ السلام بمعہ صحابہ کرام یہاں پہنچے تو صحابہ کرام نے فرمایا کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر ہے اور یہ شہید ہو گئے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ابوقتادہ شہید نہیں ہوئے بلکہ یہ آدمی ابوقتادہ نے قتل کیا ہے اور اس پر اپنی چادر ڈال دی ہے۔ جب چادر ہٹائی گئی تو وہ مسعدہ کی لاش تھی۔ چادر ہٹانے والے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما تھے۔ انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور عرض کی: "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے یہ مسعدہ کی لاش ہے۔"

Marfat.com

اتنے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پہنچ گئے یہ اونٹنیوں کو اکٹھا کر کے لا رہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

"اے ابوقتادہ اللہ تعالیٰ تیرے چہرے کو کامیاب کرے۔ ابوقتادہ سواروں کا سردار ہے اے ابوقتادہ اللہ تعالیٰ تجھے برکتوں سے نوازے۔"

حضور علیہ السلام نے ان کو نزدیک کر کے ان کے چہرے سے تیر کا پیکان جو انہیں لگ گیا تھا۔ نرمی سے نکال کر اپنا دست مبارک ان کے چہرے پر رکھا تو ان کی تکلیف فوراً جاتی رہی۔

حضور علیہ السلام نے ان کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے اور تمہارے بالوں میں برکت دے۔

تو وصال کے وقت ستر سال کی عمر میں بھی ان کا چہرہ پندرہ سال کے نوجوان جیسا تھا۔

عکاشہ بن محصن نے اوبار اور اس کے بیٹے کو جو ایک ہی گھوڑے پر سوار تھے ایک ہی وار میں اپنے نیزے سے دونوں کو اکٹھا ہلاک کر دیا۔

حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کے ساتھ ان کے تعاقب میں چلتے رہے یہاں تک کہ ذی قرد نامی پہاڑ تک جا پہنچے۔

اِدھر سلمہ بن اکوع بھی حضور علیہ السلام سے آملے اور عرض کی کہ اگر مجھے سو آدمی مرحمت فرمائے جائیں تو میں ان سے باقی ماندہ اونٹ بھی واپس لا سکتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تو وہ غطفان پہنچ کر غبوق (رات کی شراب) پی رہے ہوں گے۔

اس معرکے میں اصرم الاسدی جو کہ محرز کے نام سے مشہور تھے نے بھی جامِ شہادت نوش کیا۔ انہوں نے ایک رات پہلے ہی خواب دیکھا تھا کہ ان کے لیے آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور وہ ساتوں آسمانوں سے ہوتے ہوئے اوپر سدرۃ المنتہیٰ جا پہنچے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خواب کی تعبیر کی تھی کہ ان کو عنقریب شہادت نصیب ہوگی۔

عضبا اونٹنی

حضرت ابوذر غفاری کے بیٹے کو تو کفار نے قتل کر دیا تھا۔ اور ان کی بیوی کو ساتھ لے جا کر انہوں نے باندھ دیا تھا اور وہ اونٹوں کو بھی رسی سے باندھ کر حویلی میں باندھ دیتے تھے۔ ایک رات جب لوگ سوئے ہوئے تھے تو انہوں نے خود کو رسی سے چھڑا لیا اور حضور علیہ السلام کی اونٹنی عضبا کو لے کر یہ بھاگ نکلیں۔ یہ اونٹنی پر سوار بہت تیز رفتاری سے مدینہ کی طرف بھاگیں۔ دشمن نے ان کا تعاقب کیا تو غصبہ اونٹنی کی گرد کو بھی نہ پا سکے۔ انہوں نے نذر مانی کہ زندہ صحیح سلامت مدینہ منورہ پہنچ گئی تو میں اس اونٹنی کو ذبح کر کے لوگوں میں بانٹ دوں گی۔ یہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں پہنچی اور سارا ماجرہ بتایا۔ اور ساتھ اپنی نذر کے متعلق بھی بتایا۔

حضور علیہ السلام ان کی نذر کے متعلق سن کر مسکرا دیے اور فرمایا کہ تم نے اس اونٹنی کو بہت برا بدلہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر تجھے سوار کیا اور تجھے نجات دی اور تم اسے ذبح کرنا چاہتی ہو اور فرمایا کہ اللہ کی نافرمانی میں جو نذر مانی جائے یا کسی ایسی چیز میں جو تمہاری ملکیت نہ ہو تو وہ نذر ناجائز ہے۔ اس نذر کو پورا کرنا ضروری نہیں۔ یہ میری ناقہ ہے تم اسے یہاں چھوڑ دو۔ اور

Marfat.com

خود اپنے گھر تشریف لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ (ضیا النبی ۳/ ۱۱۰ تا ۱۰۳)

سَریہ محمد بن مسلمہ الاشہلی رضی اللہ عنہ

حضور علیہ السلام نے حضرت محمد بن مسلمہ الاشہلی کی قیادت میں تیس سواروں کا ایک دستہ ضربہ گاؤں میں بنی بکر کے بطن القرطا کے لوگوں کی طرف بھیجا۔ حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق دس محرم ۶ ہجری کو روانہ ہو کر یہ لوگ رات کو سفر کرتے ہوئے اور دن کو آرام کرتے ہوئے اچانک ان پر حضور علیہ السلام کی ہدایت کے مطابق جا پڑے۔ ان کے کئی آدمی مارے گئے اور باقی بھاگ گئے۔ مسلمانوں کو اس سریے میں اُنیس روز لگ گئے۔ مال غنیمت میں مسلمانوں کو ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بکریاں ملیں۔ اس مہم میں ثمامہ بن اثالہ الحنفی کو بھی مسلمان بے خبری میں عام آدمی سمجھ کر پکڑ لائے۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو بتایا کہ یہ آدمی بنو حنیفہ کا سردار ثمامہ ہے۔

حضور علیہ السلام نے اس کی خدمت کی خاص تاکید فرمائی اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی جو بھی چیز پاس ہو۔ اس کو بھیجنے کی ہدایت فرمائی۔ نیز اپنی اونٹنی کے دودھ سے بھی اس کی تواضع فرماتے رہے۔

حضور علیہ السلام نے اس سے ملاقات فرمائی اور پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے۔ اس نے عرض کی کہ میرے پاس خیر ہے۔ اگر آپ مجھے قتل کر دیں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جو اس کا سزاوار ہے۔ اور اگر آپ مجھے معاف فرما دیں گے اور احسان فرمائیں گے تو آپ ایسے شخص پر احسان فرمائیں گے جو کہ عمر بھر آپ کا شکر گزار رہے گا۔ آپ جتنا چاہیں مَیں اپنی رہائی کے بدلے مین اتنا مال دے سکتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے اسے اسلام کی ترغیب دی اور تشریف لے گئے۔

دوسرے دن پھر حضور علیہ السلام اُس کے پاس تشریف لائے اور یہی مکالمہ فرمایا اور اُسے اسلام کی ترغیب دی اور تشریف لے گئے۔

تیسرے روز بھی حضور علیہ السلام اُس کے پاس تشریف لائے اور یہی مکالمہ اُس کے ساتھ ہوا۔ اور حضور علیہ السلام نے اُسے اسلام کی ترغیب دی اور حکم دیا کہ اس کو آزاد کر دیا جائے۔ اِس کو بغیر کسی مال وغیرہ کے آزاد کر دیا گیا۔

وہ چلا گیا۔ قریب ہی نخلستان میں ایک کنواں تھا۔ وہاں سے نہا دھو کر پھر حاضر خدمت ہو گیا اور کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

جب رات کو اس کو کھانا دیا گیا تو اس نے بہت کم کھایا اور سارا کھانا باقی بچا دیا۔ حضور علیہ السلام کے آگے یہ بات عرض کی گئی کہ پہلے تو یہ بہت زیادہ کھاتا تھا۔ اب اس نے بہت کم کھانا کھایا کیا وجہ ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کافر حرص اور لالچ کی وجہ سے گویا سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن سیر چشمی کی بنا پر صرف ایک آنت میں کھاتا ہے۔

اس نے حضور علیہ السلام سے عرض کی کہ میں عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جا رہا تھا۔ آپ کے لوگوں نے مجھے گرفتار کر لیا۔

حضور علیہ السلام نے اُسے عمرہ پر جانے کی اجازت دے دی۔

Marfat.com

مکہ پہنچ کر اس نے عمرہ کیا۔ جب کفار کو ان کے اسلام لانے کا پتہ چلا تو طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کر دی۔

انہوں نے کہا کہ حضور علیہ السلام کے اِذن کے بغیر میں تم لوگوں کو یمامہ کی گندم کا ایک دانہ بھی نہیں بھیجوں گا اور واپس جا کر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ کفار نے لاچار مجبور ہو کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں آدمی بھیجا کہ یمامہ میں ثمامہ کو حکم دیں کہ ہمیں گندم بھیجا کرے۔ (عیون الاثر ۲/ ۷۹) (تاریخ الخمیس ۲/ ۲۔ ۳)

حضور علیہ السلام کی رحمت العالمینی اور رؤوف و رحیمی کی شان نے یہ گوارہ نہ کیا کہ وہ لوگ جنہوں نے شعب ابی طالب میں ان کو مجبور کر دیا تھا اور گندم کا ایک دانہ بھی نہیں پہنچنے دیتے تھے اور بھوک کے سبب بچے تڑپتے تھے تو ان کے رونے کی آوازیں دور دور تک سنی جاتی تھیں۔ اور ایک دفعہ پورا مہینہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لیے کوئی ایسی چیز میسر نہ آئی جسے کوئی جاندار کھا سکتا ہو۔ باوجود کفار کی ان ساری حرکتوں اور ان کے مظالم کے اور ان کے حضور علیہ السلام پر مکہ کی گلیوں کو تنگ کر دینے کے حضور علیہ السلام نے اپنے غلام حضرت ثمامہ کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو فوراً گندم کی ترسیل شروع کر دی جائے۔ یہ ہے حضور علیہ السلام کی شان رحیمی جس نے پتھر دل لوگوں کو بھی گھائل کر دیا اور لوگوں نے اپنا تن، من، دھن ہر چیز حضور علیہ السلام کے قدموں پر نچھاور کر دی۔

سَریہ عکاشہ بن محصن الاسدی رضی اللہ عنہ

بنی اسد کے پاس ایک چشمہ تھا۔ اس کا نام غمر مرزوق تھا۔ یہ لوگ اسلام کے خلاف سازشیں کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی سرکوبی کے لیے ربیع الاول میں حضرت عکاشہ بن محصن الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں چالیس مجاہدوں کو بھیجا یہ مسلمانوں کے پہنچنے سے پہلے ہی یہاں سے بھاگ گئے۔ مسلمان ان کے اونٹ وغیرہ لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں بخیریت پہنچ گئے۔

سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس مجاہدین کو حضرت محمد بن مسلمہ کی قیادت میں مدینہ طیبہ سے چوبیس میل کے فاصلے پر ایک آبادی ذی القصہ کے لوگوں کی طرف بھیجا۔ یہ رات کے وقت یہاں پہنچے اور آرام کے لیے لیٹ گئے یہاں کے ایک سو لوگوں نے بے خبری میں ان کے گرد گھیرا ڈال لیا اور ان پر سوئے ہوئے حملہ کر دیا۔ سوائے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام لوگ شہید ہو گئے۔ اور یہ بھی شدید زخمی ہو گئے۔ ایک مسلمان جو ادھر سے گزر رہا تھا نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اونٹ پر سوار کر کے مدینہ طیبہ پہنچایا۔ (امتاع الاسماع ۱/ ۲۰۶)

سریہ حضرت ابی عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

حضور علیہ السلام نے ربیع الاول کے مہینہ میں حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو چالیس مجاہدین کے ساتھ ذی القصہ نامی بستی کی

Marfat.com

طرف بھیجا۔ کیونکہ یہ چند دوسرے قبائل کے ساتھ مل کر مدینہ طیبہ سے سات میل دور ایک چراگاہ پر حملے کا پروگرام بنا رہے تھے اِن کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا۔ آپ ساری رات سفر کرتے رہے اور صبح صبح ان لوگوں پر جا پڑے۔ یہ لوگ بھاگ گئے صرف ایک آدمی پکڑا گیا جو بعد میں مسلمان ہوگیا۔ (امتاع الاسماع ۱/۲۰۶)

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

۶ ہجری میں حضور علیہ السلام نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو ستر سواروں کا امیر بنا کر قریش کے ایک تجارتی قافلے کی طرف بھیجا۔ یہ قافلہ فرات بن حیان الحلبی کی سربراہی میں شام کی طرف جا رہا تھا۔ اس میں بہت سی چاندی اور دوسرا بہت سا سامان تھا۔ انہوں نے اس پر اچانک چھاپہ مار کر تمام ساز و سامان پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے علاوہ مغیرہ بن معاویہ بن العاص اور حضور علیہ السلام کی صاحبزادی کے شوہر حضرت ابوالعاص بن ربیع کو بھی گرفتار کر لیا۔ انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے پناہ مانگی۔ جس کو قبول کر لیا گیا اور ان کا سارا سامان ان کو واپس کر دیا گیا۔ یہ یہاں سے واپس مکہ مکرمہ گئے اور تمام لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کے مال و اسباب ان کو واپس کرنے کے بعد اعلان کیا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اور میں نے یہ اعلان مدینہ طیبہ میں اس لیے نہیں کیا تھا کہ شاید تم لوگ یہ نہ کہو کہ ڈر کے مارے مسلمان ہوگیا ہے۔ حالانکہ میں یہ اعلان مدینہ طیبہ میں کر کے تم سب لوگوں کے مال و دولت پر قبضہ کر سکتا تھا۔ انہوں نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

سریہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

حضور علیہ السلام نے چاہا کہ بنی کلب قبیلہ پر احسان فرمائیں اور ان کو اسلام کی طرف بلا لیں۔ یہ ایک بہت بڑا قبیلہ تھا جو زومتہ الجندل میں آباد تھا۔ حضور علیہ السلام نے ۶ ہجری شعبان کے مہینہ میں حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس قبیلہ کی طرف سات سو مجاہدین کے ساتھ روانہ فرمایا۔

جانے سے پہلے ان کو وعظ و نصیحت فرمائی اور ان کا عمامہ درست کر کے اپنے ہاتھوں سے باندھا اور اس کا شملہ پیچھے کی طرف ان کے دونوں کاندھوں کے درمیان نکالا اور فرمایا:

"اللہ کا نام لے کر اس کے راستہ میں رخصت ہو جاؤ۔ جو اللہ کا انکار کرے اس کے ساتھ جنگ کرو۔ اور کسی کے ساتھ دھوکہ نہ کرنا بدعہدی نہ کرنا اور کسی بچے کو قتل نہ کرنا۔"

پھر حضور آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

"پانچ چیزوں سے بچنا۔ اس سے پہلے کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو:

Marfat.com

۱- جب کسی قوم کا پیمانہ کم ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس قوم کو پیداوار کی کمی اور قحط سے دو چار کر دیتا ہے تا کہ وہ راہِ راست کی طرف لوٹ آئیں۔

۲- اور جب کوئی قوم اپنا وعدہ توڑ ڈالتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے دشمن کو اِن پر مسلط کر دیتا ہے۔

۳- اور جو قوم زکوٰۃ سے ہاتھ روک لیتی ہے تو اللہ تعالیٰ بارش کا نزول اس سے روک لیتے ہیں اور اگر بے زبان جانور نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ تو انہیں پینے کے لیے پانی کا ایک قطرہ بھی نصیب نہ فرمائیں۔

۴- اور جس قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسپر وبائی مرض طاعون کو مسلط کر دیتا ہے۔

۵- اور جو قوم احکام قرآنی کے بغیر فیصلہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ ان کی ملی وحدت کو پارہ پارہ کر دیتے ہیں اور وہ ایک دوسرے پر ظلم و تشدد کرنے لگ جاتے ہیں۔"

(ضیاء النبی جلد چہارم صفحہ ۱۱۵، از پیر کرم شاہ الازہری بھیرہ شریف)

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے قبیلہ پر پہنچ کر ان کو تین دن اسلام کی طرف بلاتے رہے۔ تیسرے دن ان کے سردار اصبغ بن عمرو الکلبی نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ یہ تمام لوگ نصرانی مذہب تھے۔ ان کے سردار کے اسلام قبول کرتے ہی تمام لوگوں نے اِسلام قبول کرنا شروع کر دیا اور سوائے چند بد بخت لوگوں کے تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا جو لوگ اسلام نہ لائے انہوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا۔

یہاں کے سردار نے اسلام لانے کی خوشی میں حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی صاحبزادی نکاح کے لیے پیش کی۔ جسے آپ نے قبول فرما لیا۔ اس کا نام تماضر تھا۔ یہ ایمان کر مدینہ طیبہ پہنچے۔ حضور علیہ السلام کی زیارت سے مستفید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے حضرت عبدالرحمان بن عوف کو فرزند عطا فرمایا۔ جن کا نام ابوسلمہ تھا اور حافظ تھے۔ بکثرت احادیث کی روایات آپ نے فرمائیں۔ (سیرۃ النبویہ از زینی دحلان ۲/ ۱۶۱)

سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

حضور علیہ السلام نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ربیع الثانی ۶ ہجری میں چند لوگوں کو بنی سلیم کے علاقہ جموم کی طرف بھیجا۔ یہ مدینہ سے چار میل کے فاصلے پر تھی۔ اِن لوگوں نے بنی مزینہ قبیلے کی ایک عورت اور اس کے خاوند کو گرفتار کر لیا اس عورت کا نام حلیمہ تھا۔ اس نے بنی سلیم کے ٹھکانے کی ان کو اطلاع دی جہاں سے ان کے بہت سے اونٹ بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ لگے ان کے بہت سے لوگ قیدی بنا لیے گئے۔ حضور علیہ السلام نے حلیمہ کی وجہ سے ان کے خاوند کو بھی آزاد فرما دیا۔

سریہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضور علیہ السلام نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پندرہ مجاہدین کی سربراہی میں مدینہ طیبہ سے چھتیس میل کی دوری پر

Marfat.com

طُرف کی طرف روانہ فرمایا۔ یہاں بنوثعلبہ رہتے تھے۔ یہ لوگ مسلمانوں کا سن کر بھاگ گئے۔ بہت سی بکریاں اور اونٹ قبضہ میں آئیں۔

سریہ کرز بن جابر رضی اللہ عنہ

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی اپنی صحیح بخاری میں اس واقعہ کو نقل فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ عکل یا عرینیہ کے چند لوگ حضور علیہ السلام کے پاس مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے۔ لیکن یہاں کی آب وہوا انہیں راس نہ آئی اور یہ بیمار ہو گئے۔ حضور علیہ السلام نے انہیں وہاں جانے کا حکم دیا۔ جہاں بیت المال کی اونٹنیاں چرا کرتی تھیں اور انہیں فرمایا کہ تم ان اونٹنیوں کا بول اور دودھ پیو۔ وہ وہاں چلے گئے اور ایسا کرنے سے جب وہ تندرست ہو گئے تو انہوں نے اونٹنوں کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹنیاں لے کر بھاگ گئے۔ صبح سویرے اس کی اطلاع حضور علیہ السلام کو ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے ان کے تعاقب میں سوار بھیجے۔ جب کافی دن چڑھ آیا تو سوار ان کو پکڑ کر لے آئے۔ حضور علیہ السلام کے حکم پر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیری گئیں اور انہیں دھوپ میں ڈال دیا گیا وہ پانی طلب کرتے تھے اور انہیں پانی نہیں دیا جاتا تھا۔ (کیونکہ اِنہوں نے بھی حضرت یسار رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہی سلوک کیا تھا۔) (صحیح بخاری)

ان لوگوں کو پکڑنے کے لیے جب حضور علیہ السلام نے زید بن جابر البزی کی قیادت میں بتیس سواروں کو روانہ فرمایا تو حضور علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام یسار رضی الہ عنہ نے معہ اپنے چند رفقاء کے ان کو جا لیا۔ ان لوگوں کی تعداد آٹھ تھی۔ اور مدینہ طیبہ سے چھ میل دور قبا کے قریب ذی الجدر کی چراگاہ میں مقیم تھے۔ ان لوگوں نے حضرت یسار رضی اللہ عنہ پر قابو پا کر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور ان کی آنکھوں میں کانٹے چبھو کر ان کو ایسے ہی ڈال دیا۔ حضرت یسار رضی اللہ عنہ نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ تو جب یہ گرفتار ہو کر آئے تو حضور علیہ السلام نے بھی ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک فرمایا۔

سریہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ

حضور علیہ السلام نے ایک سو مجاہدوں کے ساتھ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بنی سعد بن بکر کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ فدک کے علاقہ میں آباد تھے۔ اطلاع ملی تھی کہ ان لوگوں نے یہود کے ساتھ معاہدہ کیا ہے کہ یہود ان کو کھجوریں دیں گے اور یہ یہود کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف لشکر اکٹھا کریں گے۔ اور انہوں نے دوسو کے قریب لوگ بھی اکٹھے کر لیے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے راستے میں ایک آدمی کو پکڑا۔ جس نے اعتراف کیا کہ میں بنی سعد کا جاسوس ہوں۔ اگر میری جان بخش دی جائے تو میں ان لوگوں کی طرف آپ کو لے جاؤں گا۔ یہ آدمی فدک اور خیبر کے درمیاں عجع نامی چشمہ پر ان کے ہاتھ لگا تھا۔ چنانچہ اس کی جان بخشی کی گئی۔ اور یہ مسلمانوں کو بنی سعد کی طرف لے گیا۔

مسلمانوں نے ایک ہموار میدان میں سے ان کے اونٹوں اور بکریوں کو قبضے میں کر لیا۔ پھر یہ مسلمانوں کو لے کر ان کے جمع ہونے کی جگہ کی طرف گیا تو یہ لوگ مسلمانوں کے ڈر سے دور بھاگ گئے ہوئے تھے۔ (عیون الاثر ۲/۱۰۹)

Marfat.com

سریہ زید بن حارث رضی اللہ عنہ

حضور علیہ السلام نے یہ سریہ رمضان ۶ ہجری میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ام قرفہ کی طرف بھیجا۔ ام قرفہ ایک عورت کا نام تھا اور یہ ربیعہ بن بدر فزاری کی بیٹی تھی یہ بہت بہادر اور قوت والی تھی کہ اس کا نام عرب میں ضرب المثل بنا ہوا تھا۔ کیونکہ پچاس لوگ جو اس کے پوتے پوتیاں وغیرہ تھے۔ مسلح ہو کر اس کے گھر میں موجود رہتے تھے۔

ایک دفعہ اس عورت نے اپنے تیس پوتے پوتیوں کو مسلح کر کے کہا کہ مدینہ طیبہ جا کر حضور علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) قتل کر آؤ۔ یہ پرلے درجے کی گستاخ عمر رسیدہ عورت تھی۔

اس کے علاوہ ایک دفعہ حضرت زید بن حارث تجارت کی غرض سے شام جا رہے تھے کہ ان لوگوں نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو مارا پیٹا اور سارا سامان چھین لیا تھا۔

حضرت زید بن حارث اپنے رہبر کی معیت میں جب ان کی طرف گئے تو راستہ بھول گئے۔ اس دن یہ لوگ بھی مسلح ہو کر مسلمانوں کا انتظار کر رہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے لشکر کو دن کو آرام اور رات کو سفر کرنے کی نصیحت فرمائی تھی۔ قرفہ دوسرے دن جب یہ ان لوگوں پر پہنچے تو یہ بے خبری میں سو رہے تھے۔ مسلمانوں نے ان کو تہہ تیغ کیا اور کچھ کو گرفتار کیا۔ ام قرفہ اور اس کی بیٹی کو قیس بن عسر نے گرفتار کیا۔ جب حضور علیہ السلام کے پاس حضرت زید رضی اللہ عنہ واپس پہنچے تو حضور علیہ السلام تیزی سے ان کے استقبال کے لیے تشریف لائے ان کو گلے لگایا اور ان کو چوما۔ (امتاع الاسماع ۱/۲۰۹)

ام رومان رضی اللہ عنہا کا وصال

حضور علیہ السلام کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ محترمہ حضرت ام رومان بنت عامر بن عویمر رضی اللہ عنہا نے چھ ہجری میں ہی وفات پائی۔ ان کے بطن سے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بھی تھے۔ حضور علیہ السلام نے بذات خود ان کو ان کی قبر میں رکھا۔ اور فرمایا کہ

"جو شخص حوروں میں سے کسی خاتون کی زیارت کرنا چاہے وہ ان کی زیارت کر لے۔"

(تاریخ الخمیس ۲/۲۶۔ ضیاالنبی ۴/۱۲۱)

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم ابدًا ابدًا برحمتك یا ارحمین۔

شارالنبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ لاہور

Marfat.com

غزوۂ حدیبیہ

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ﴿۱﴾

ترجمہ: یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے۔ (سورۃ فتح، ۱)

پس منظر

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشاق کے قافلے میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا جا رہا تھا۔ حضور علیہ السلام کو مکہ مکرمہ سے تشریف لائے پانچ سال گزر چکے تھے اور اب یہ چھٹا سال بھی گزرا جا رہا تھا۔ غزوہ بدر، غزوۂ احد، غزوہ خندق، غزوۂ بنو قریظہ اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا۔

لیکن اس دوران نہ مسلمان حج کر سکے تھے اور نہ ہی عمرہ ادا کر سکے تھے۔ عرب کے تمام مشرک قبائل ہر وقت عمرہ کر سکتے تھے اور حج کے لیے جا سکتے تھے۔ لیکن مسلمان نہ حج کر سکتے تھے اور نہ ہی عمرے کے لیے جا سکتے تھے۔

زیارت کعبہ کا شوق اُن کے دلوں میں ہر وقت انگڑائیاں لیتا رہتا تھا۔

مسلمانوں سے بار بار شکست کھانے کے باوجود کفار کا جذبہ انتقام ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔ لیکن اب مسلمان اس قابل ہو چکے تھے کہ کفار سے بزورِ شمشیر کوئی بات منوا سکیں۔

حضور علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ اور ان کے صحابہ امن کے ساتھ کعبہ معظمہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ لیکن حضور علیہ السلام نے وقت کا تعین نہیں فرمایا تھا۔

صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کے خواب کے متعلق سنا۔ تو ان کے دل میں کعبۃ اللہ کی زیارت کے شوق کا جذبہ ایک منہ زور طوفان بن کر مچلنے لگا۔ حضور سرورِ کائنات علیہ السلام سے جب عمرہ کی تیاری کے متعلق صحابہ کرام نے سنا تو انہوں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فوراً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے زور و شور سے عمرہ کی تیاری شروع کر دی۔

حدیبیہ

مکہ مکرمہ سے نو کلو میٹر دور یہ ایک کنواں ہے جس کا نام حدیبیہ ہے۔ ارد گرد کے علاقے کو بھی اس کنوئیں کی مناسبت سے حدیبیہ ہی پکارا جاتا ہے۔ اس کا زیادہ حصہ حرم میں شامل ہے۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے ذیقعد ۶ ہجری میں صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے اس میں راویوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ مستند راویوں میں زہری، ابن عمرؓ کے غلام نافع، موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق بن یسار وغیرہ ہیں۔

منافقین

حضور علیہ السلام نے جب صحابہ کرام سے عمرے کی ادائیگی کے متعلق فرمایا۔ تو سب صحابہ کرام زور وشوق سے عمرہ ادا کرنے کی تیاری میں لگ گئے لیکن منافقین کہنے لگے کہ ہم لوگ اپنے اہل وعیال کی اور اپنے جانوروں کی حفاظت میں لگے ہیں۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے وہ مزید یہ کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ چاہتے ہیں کہ ہم ایسی قوم کے ساتھ جا کر جنگ کریں جو پوری طرح مسلح ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کے صحابہ صرف اونٹوں کا گوشت بھون کر کھانا چاہتے ہیں۔ (سبل الہدیٰ ۵/ ۵۷)

روانگی

حضور علیہ السلام نے ذیقعد ۶ ہجری میں سوموار کے دن صبح صبح غسل فرمایا۔ مدینہ منورہ میں محمیلہ بن عبداللہؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ اور بعض کے نزدیک حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ میں والی مقرر کیا۔ اپنے ساتھ ستر قربانی کے جانور لیے جن کے گلوں میں قلادے ڈالے۔ تاکہ یہ قربانی کے جانوروں کے طور پر پہچانے جا سکیں۔

حضور علیہ السلام کے ساتھ تقریباً چودہ سے پندرہ سو تک صحابہ کرام تیار ہوئے۔

ازواجِ مطہرات میں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جانے کا شرف حاصل ہوا۔ علاوہ حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ام منیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ام عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

ذوالحلیفہ کے مقام پر حضور علیہ السلام نے احرام باندھا۔ مدینہ طیبہ سے باہر مسلمان قبائل کو بھی اس مبارک سفر میں ساتھ جانے کی دعوت دی گئی تھی۔

بنو بکر، مزینہ اور جہینیہ کے قبائل نے مصروفیت کی بنا پر ساتھ جانے سے معذرت کر دی۔

ذوالحلیفہ کے مقام پر ہی دوسرے تمام صحابہ کرام نے عمرے کے لیے احرام باندھے۔ تاہم چند ایک صحابہ نے آگے چل کر احرام باندھنے کا قصد کیا۔ (ابن کثیر سیرۃ النبویہ ۳/ ۳۱۲)

انٹیلی جنس

حضور علیہ السلام کمال کے انٹیلی جنس کمانڈر بھی تھے۔ حضور علیہ السلام کا ہر طرف ہر ہر آدمی ہر چیز کی طرف دھیان رہتا تھا۔

بنو خزاعہ قبیلہ کی ہمدردیاں حضور علیہ السلام کے ساتھ تھیں۔ حضور علیہ السلام نے یہاں کے ایک شخص بشر بن سفیان کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے مکہ مکرمہ روانہ فرمایا۔ تاکہ قریش کی سرگرمیوں سے واپس آ کر مطلع کرے۔

Marfat.com

علاوہ عباد بن بشر کی سربراہی میں بیس لوگوں جن میں صحابہ کرام مہاجرین و انصار شامل تھے کو بطور طلیعہ لشکر اسلام سے آگے آگے چلنے کا حکم فرمایا۔

جحفہ

جب حضور علیہ السلام جحفہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں ایک سایہ دار درخت کے نیچے صفائی کا حکم دیا اور پھر یہاں آرام فرمایا گیا اور صحابہ کرام کے سامنے حضور علیہ السلام نے ایک حکمت و ایمان سے بھرا خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ بھی فرمایا کہ

''میں تمہارا پیشرو ہوں اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے۔''

قریش کی بے قراری اور جنگی تیاریاں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی خبر سن کر قریش کے اوسان خطا ہو گئے۔ اُن کے دل میں خیال جاگزین ہو گیا کہ اب مسلمان بیت اللہ پر قبضہ کر لیں گے۔

حضور علیہ السلام نے بشیر بن سفیان کو قریش کی تیاریوں کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا تھا۔ انہوں نے آ کر بتایا کہ قریش نے حضور علیہ السلام کی صحابہ کرام کے ساتھ آمد کے متعلق سُن کر فوراً جنگی تیاریاں شروع کر دی ہیں اور اُنہوں نے تہیہ کیا ہے کہ کسی قیمت پر بھی حضور علیہ السلام کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اور انہوں نے مکہ مکرمہ سے نکل کر ذِوالطوی کے مقام پر خیمے لگا دیے ہیں اور خالد بن ولید کو مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لیے دو سو سوار دے کر کراع الغمیم کی جانب روانہ کر دیا ہے۔ یہ عسفان سے آٹھ میل کے فاصلے پر تھا۔

حضور علیہ السلام کا ردِّ عمل

حضور علیہ السلام نے قریش کی جنگی تیاریوں کا سُن کر فرمایا:

''صد حیف قریش کو جنگوں نے کھوکھلا کر دیا ہے۔ لیکن پھر بھی اپنی ضد سے باز نہیں آئے۔ کیا حرج تھا کہ اگر وہ میرے اور دیگر قبائل کے درمیاں حائل نہ ہوتے۔ اگر عرب قبائل ہمارا خاتمہ کر دیتے تو ان کا مقصد پورا ہو جاتا اور اگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غلبہ بخشتا تو وہ اپنی عددی کثرت کے ساتھ اسلام میں داخل ہو جاتے۔ اگر اس وقت بھی وہ اسلام قبول کرنے کے لیے آمادہ نہ ہوتے۔ تو پھر مجھ سے جنگ کرتے۔ اس وقت وہ طاقتور ہوتے۔

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''قریش کیا سوچ رہے ہیں۔ بخدا میں اس وقت تک دین کے لیے جہاد کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ اس کو غالب کر دے۔ یا میری زندگی ختم ہو جائے۔"

حضور علیہ السلام کی مشاورت

حضور نبی کریم رؤوف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشاورت کی کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

"اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ ہم عمرہ ادا کرنے کے لیے آئے ہیں کسی سے جنگ کرنے کے لیے نہیں آئے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ ہم جس مقصد کے لیے آئے ہیں اسی کی طرف رواں دواں رہیں جس نے بھی بیت اللہ کے طواف سے روکا ہم اس سے جنگ کریں گے۔"

حضرت اُسید بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اِس رائے کی تصدیق کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فسیرو علی اسم اللہ۔

ترجمہ: اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ۔

حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ کوئی ایسا آدمی ہے کہ جو کسی اور غیر معروف راستہ سے ہمیں مکہ لے جائے ایک آدمی نے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ لہٰذا ایک غیر معروف دشوار گزار راستے سے وہ حضور علیہ السلام اور دوسرے صحابہ کرام کو حدیبیہ کے مقام پر لے آیا۔ اس طرح خالد بن ولید کے لوگوں سے بھی ملاقات نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی اور ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔

راستے کے واقعات

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہیں باندھا تھا۔ اچانک ایک حمار ابواء کے مقام پر صحابہ کرام کو نظر آیا۔ حضرت ابوقتادہ اپنی جوتی مرمت کرنے میں مصروف تھے۔ انہوں نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا۔ صحابہ کرام سوچنے لگے کہ کاش یہ اس حمار (جنگلی گدھے) کو دیکھ لیں۔ لیکن کسی نے اُن کو اس کے متعلق نہیں بتایا۔ اچانک انہوں نے اوپر دیکھا تو ان کو یہ نظر آ گیا۔ انہوں نے فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے پیچھے روانہ ہونا چاہا تو اپنا نیزہ و عصا بھول گئے۔ انہوں نے واپس آ کر صحابہ کرام سے کہا کہ یہ انہیں پکڑوا دیں۔ لیکن کسی نے بھی نیزہ اور عصا انہیں نہ پکڑوایا تو انہوں نے خود ہی جلدی سے اُتر کر اس کو پکڑ کر ہوا کی تیزی کے ساتھ جنگلی حمار کا پیچھا کیا اور اس کو شکار کر کے پھر اس کو ذبح کر کے اس کو پکایا اور صحابہ کرام کو بھی اسے کھانے کی پیشکش کی۔ لیکن کسی نے نہ کھایا۔ حضور علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا گیا تو آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا کسی نے ان کی امداد کی ہے یا جانور کی طرف اشارہ کیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ کسی نے ایسا کام نہیں کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے لیے حلال ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری ضیافت ہے۔ خوب کھاؤ۔ پھر پوچھا کہ کچھ گوشت بچا ہے۔ حضرت ابوقتادہ نے عرض کی۔ میں نے اس کا ایک بازو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بچایا ہوا ہے۔ حضور علیہ السلام نے احرام کی حالت میں اسے تناول فرمایا۔ (سبل الہدیٰ ۵/۵۸)

Marfat.com

روحا کے مقام پر بنونہد قبیلہ کے لوگ حاضر ہوئے۔ انہیں حضور علیہ السلام نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے قبول نہ کی۔ پھر انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں دودھ بھیجا۔ حضور علیہ السلام نے اسے واپس فرمادیا اور فرمایا:

لَا اُقْبِلُ هَدِيَّةً مِّن مُّشْرِكٍ۔

ترجمہ: میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔

اس کے بعد بنوغفار قبیلہ کا ایک فرد سو بکریاں اور دو اونٹنیاں لے کر حاضر ہوا۔ حضور علیہ السلام نے اسے قبول فرمایا اور ان کو دعا دی۔

اسی طرح ابواء کے مقام پر ہی حضور علیہ السلام نے حضرت کعب بن عجرہ کو دیکھا۔ ان کے بالوں سے جوئیں گر رہی تھیں اور آپ حالت احرام میں تھے۔ حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ کیا یہ تمہیں تکلیف دے رہی ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ بہت زیادہ تکلیف دے رکھی ہے۔ لیکن میں حالت احرام میں ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سر کے بال منڈوادو۔

قربان جائیں اللہ تعالیٰ کی حضور علیہ السلام کے ساتھ محبت پر۔ اُدھر حضور علیہ السلام کے منہ مبارک سے الفاظ نکلے۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات نازل فرمادیں کہ جس طرح میرا محبوب چاہتا ہے میں اس کی اُمت کو ویسے ہی سہولت دے دوں۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ

(سورۃ البقرہ: ۱۹۶)

ترجمہ: پس جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا اُسے سر میں کچھ تکلیف ہو اور وہ سر منڈالے تو وہ فدیہ دے دے روزوں سے یا خیرات سے یا قربانی سے۔

حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ ایک بکری صدقہ کر دو، تین روزے رکھو یا چھ مسکین کو کھانا کھلاؤ۔ انہوں نے بکری کی جگہ ایک گائے صدقہ دی۔ (امتاع الاسماع، جلد ۱، صفحہ ۲۱۵، از ضیاء النبی جلد ۴، صفحہ ۱۳۴)

ایک منافق تھا، جس کا سرخ اونٹ گم ہو گیا تھا۔ جب حضور علیہ السلام ایک ہموار میدان میں پہنچے تو تمام صحابہ سے فرمایا کہ سب کہو کہ

نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ نَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور اُس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

سب نے یہ جملے دہرائے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہی وہ بات تھی کہ جب بنی اسرائیل کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات پیش کی تو انہوں نے انکار کر دیا۔

صبح حضور علیہ السلام نے صحابہ کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ "تم سب کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ سوائے سرخ اونٹ والے کے۔"

Marfat.com

صحابہ کرام اُس کے پاس گئے اور کہا کہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر مغفرت مانگو۔لیکن اُس نے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ مجھے میرا اونٹ مل جائے۔ یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہے کہ آپ میرے لیے مغفرت کی دعا مانگیں۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اونٹ تلاش کرتے کرتے اس کا پاؤں ایک چٹان سے پھسلا اور وہ دور گہرائی میں گر کر ہلاک ہو گیا۔ درندوں نے اس کو چیر پھاڑ کھایا۔(متاع الاسماع ۱/ ۲۱۴)(ضیاالنبی ۴/ ۱۳۴ تا ۱۳۲)

حضور علیہ السلام کا قیام

آقا دو جہاں ﷺ جب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو آپ کی اونٹنی قصوا بیٹھ گئی۔لوگ حیران ہونے لگے کہ کیوں بیٹھ گئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے اس ذات نے آگے بڑھنے سے روک دیا ہے۔جس نے ہاتھیوں کو مکہ جانے سے روکا تھا۔

حضور علیہ السلام نے یہیں ٹھہرنے کا حکم فرما دیا۔لوگوں نے عرض کی کہ یہاں پانی کی نایابی ہے۔حضور علیہ السلام نے ایک تیر دیا اور فرمایا اسے کسی کنوئیں میں گاڑ دو۔صحابہ کرام نے جونہی تیر گاڑا پانی جوش مار کر ابلنا شروع ہو گیا اور کنواں پانی سے بھر گیا۔

باہمی مذاکرات

حضور علیہ السلام سے ملاقات کے لیے کفار نے اپنا نمائندہ جو بنی خزاعہ قبیلہ سے تھا اور جس کا نام بدیل بن ورقہ تھا، بھیجا۔ یہ اپنے قبیلے کا سردار تھا۔ یہ چند لوگوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔اور حضور علیہ السلام کے یہاں آنے کا مقصد دریافت کیا۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بیت اللہ کی زیارت کا شوق ہمیں یہاں لے آیا ہے۔ہمارا جنگ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔احرام کی دو چادریں ہمارے زیب تن ہیں۔ہم کسی بہانے مکہ پر قابض ہونے کا اِرادہ نہیں رکھتے۔کیا تم یہ سمجھ سکتے ہو کہ ہم اتنی دور سے صرف ایک ایک تلوار لے کر لڑنے کے اِرادے سے آتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کی ان باتوں سے اس کو اطمینان ہو گیا اور یہ واپس قریش کے پاس چلا گیا اور اُن کو بتایا کہ واقعی حضور (علیہ السلام) عمرے کی نیت سے آئے ہیں تم ان کو آنے دو۔

لیکن کفار نے اس کو جھڑک دیا اور کہا تم بَدو لوگ اِن باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتے۔

حلیس بن علقمہ

حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں قریش نے حلیس بن علقمہ کو بھیجا۔مکہ کے نواح میں چند قبائل آباد تھے۔جن کو احابیش کہا جاتا تھا۔ یہ ان کا سردار تھا۔ یہ لوگ زبردست تیر انداز تھے۔کفار کا خیال تھا کہ حضور علیہ السلام نے اگر اِس کی بات نہ مانی تو یہ بھڑک کر اپنے قبیلوں کو بلا لے گا۔

اس کو آتا دیکھ کر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے قربانی کے جانور اس کے سامنے سے قطار میں گزارو۔تمام قربانی کے

Marfat.com

جانور لائے گئے اور اس کے سامنے سے گزارے گئے۔ ان کے گلوں میں قلادے پڑے ہوئے تھے جس کا مطلب تھا کہ قربانی کے یہ جانور ہیں۔

جب اس نے یہ منظر دیکھا تو اس کو یقین ہوگیا کہ حضور علیہ السلام واقعی عمرے کی نیت سے تشریف لائے ہیں اور یہ بغیر کوئی بات کیے ہی واپس قریش کے پاس چلا گیا اور انہیں بتایا کہ حضور علیہ السلام کو آنے دو واقعی یہ عمرے کی نیت سے آئے ہیں۔

قریش مکہ نے اسے بھی جھڑک دیا اور کہا بدو۔ تمہیں ان باتوں کا کوئی پتہ نہیں۔

یہ بھڑک اٹھا اور کہنے لگا کہ ہم نے تمہارے ساتھ اس لیے دوستی نہیں کی کہ تم لوگ زائرین کعبہ کا راستہ روکو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میں اپنے لوگوں کو لے کر چلا جاؤں گا۔ کفار اس کی منت سماجت کرنے لگے۔

سفیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک بہت دور تک دیکھ رہی تھی۔ ہر کوئی آپ کی بات کی باریکی کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فراش بن امیہ الخزاعی کو اپنا سفیر بنایا اور حضور علیہ السلام کی طرف سے یہ قریش کی جانب گئے اور انہیں سمجھایا کہ حضور علیہ السلام جنگ کرنے نہیں آئے۔ بلکہ عمرہ فرما کر واپس تشریف چلے جائیں گے۔ مگر مکہ کے جاہل لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ مگر کچھ لوگوں نے ان کو بچا لیا اور ان کو واپس حضور علیہ السلام کی طرف بھیج دیا۔ (سیرۃ الرسول ۸-۵۷۳، طبقات ابن سعد ۲-۹۶، سیرت ابن ہشام ۲-۳۱۴)

بدیل بن ورقا

بدیل بن ورقا اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آیا اور آپ علیہ السلام کے آنے کی وجہ جانی۔ حضور علیہ السلام نے اسے سمجھایا اور یقین دلایا کہ ہم محض عمرے کی غرض سے آئے ہیں۔ ہمارا لڑنے کا یا کعبہ پر قبضہ کا کوئی ارادہ نہیں۔

لیکن اگر کفار نے ہمیشہ روکا تو ان سے جنگ ناگزیر ہے۔ بدیل بن ورقا واپس قریش کے پاس آیا انہیں سمجھایا کہ واقعی یہ لوگ عمرہ کی نیت سے آئے ہیں۔ اس نے قریش کے سامنے صلح کی پیشکش کی۔ جسے قریش کے نوجوانوں نے مسترد کر دیا۔ لیکن عروہ بن مسعود نے حضور علیہ السلام کی پیشکش کو عادلانہ قرار دیا اور اس نے کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

عروہ بن مسعود

عروہ بن مسعود کو قریش نے کہا کہ تم ایلچی بن کر جاؤ۔ لیکن یہ کہنے لگا کہ میں اس بات سے قاصر ہوں تم نے جو پہلے قاصدوں کے ساتھ سلوک کیا ہے وہ سامنے ہے۔ قریش نے اس کی منت سماجت کی اور کہا کہ اس کی شخصیت پر ہمیں اعتماد ہے اور ہمیں یقین ہے کہ تو بہت دانا شخص ہے۔

اس نے حضور علیہ السلام کے ساتھ بڑی عیاری سے گفتگو شروع کی اور کہنے لگا کہ مکہ آپ کی قوم کا مرکز ہے۔ اگر آپ ان آوارہ

Marfat.com

منش لوگوں کی فوج کو اکٹھا کر کے اس پر حملہ کر کے اس کو ویران کر دیں گے اور یہاں کے باشندوں میں قتل و غارت کا بازار گرم کریں گے تو یہ داغ پھر کبھی نہیں مٹے گا۔ اس نے قریش کی تیاریوں کے متعلق حضور علیہ السلام کو لغو باتیں بتائیں اور آخر میں یہ بھی کہنے لگا کہ اگر جنگ کی نوبت آئی تو یہ لوگ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ (اس کو شیشے میں اپنا عکس نظر آ رہا تھا) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق فوراً کڑک کر بولے:

"اولات کے غلیظ چیتھڑے کو چومنے والے۔ تم نے کیا کہا کہ ہم حضور علیہ السلام کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔"

اس نے جب آپ کے تیور دیکھے تو ہکا بکا رہ گیا۔

حضور علیہ السلام سے گفتگو کرتے کرتے وہ کبھی کبھی عرب کے دستور کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگانے کی کوشش کرتا تو اس کے پاس کھڑے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ جو خود پہنے چوکس کھڑے تھے اس کا ہاتھ جھٹک دیتے تھے۔ جب یہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آیا تو آپ نے غصے سے کہا کہ اے عروہ اگر تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک کو چھونے کی کوشش کی تو تمہارا ہاتھ واپس نہیں جائے گا۔ اس نے حضور علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا بھتیجا، مغیرہ ہے۔ (سیرۃ النبویہ (ابن کثیر) ۳-۳۱۷، ۳۱۶۔ ضیاء النبی جلد ۴، صفحہ ۱۳۷)

پھر عروہ بن مسعود یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کس طرح آپ کے صحابہ آپ کی عزت و توقیر کرتے ہیں۔ وہ کس طرح حضور علیہ السلام کے تھوک مبارک کو بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے اور اپنے چہروں پر مَل لیتے ہیں۔ وہ کس طرح حضور علیہ السلام کے وضو کے بقیہ پانی کو زمین پر نہیں گرنے دیتے اور اپنے چہروں و جسموں پر مل لیتے ہیں۔ آپ جس کام کا حکم فرمائیں، کس طرح ایک دوسرے سے وہ اس کام کے کرنے میں سبقت لے جانے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

عروہ بن مسعود نے واپس جا کر قریش کو بتایا کہ قیصر و کسریٰ کے بادشاہوں کی بھی اتنی شان نہیں۔ جتنی حضور (علیہ السلام) کی ہے اور تم یہ بالکل خیال نہ کرنا کہ جنگ کی نوبت آئی تو یہ لوگ حضور علیہ السلام کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

(ابن کثیر سیرۃ النبویہ ۳/ ۳۱۷۔ ۳۱۶)

قریش کی شرارتیں

ایک دفعہ مسلمان نماز ادا کر رہے تھے کہ قریش کے ۸۰ کے قریب لوگوں نے تنعیم کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے ان کو گرفتار کر کے حضور علیہ السلام کے روبرو پیش کیا۔ حضور علیہ السلام نے ان کو معاف فرما دیا اور چھوڑ دیا۔

ایک دفعہ رات کی تاریکی میں ان کے چالیس پچاس آدمیوں نے تیروں اور پتھروں سے مسلمانوں کے کیمپوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے انہیں بھی گرفتار کر کے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیا۔ حضور علیہ السلام نے انہیں بھی معاف فرما دیا اور واپس کر دیا۔

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بطور سفیر

حضور علیہ السلام نے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا تا کہ انہیں کفار کے پاس بطور سفیر بھیجیں۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کے آگے دست بستہ عرض کی کہ حضور علیہ السلام میری عداوت و بغض جو مشرکین کے ساتھ ہے۔ سب لوگ اس سے اچھی طرح باخبر ہیں۔ اور میرے خاندان بنی عدی کا کوئی آدمی وہاں موجود نہیں۔ جو آڑے وقت میری مدد کر سکے۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے نقصان پہنچائیں گے۔ اگر آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجیں تو کامیابی کے زیادہ امکانات ہیں۔ کیونکہ اُن کی قوم کے مشرک لوگ ابھی تک وہاں آباد ہیں جو آڑے وقت آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا۔ جب یہ حاضر ہو گئے تو ان کو فرمایا کہ کفار قریش کی طرف جائیں اور اُن کو اِس بات پر آمادہ کریں کہ وہ مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے نہ روکیں۔ ان کی غلط فہمیوں کو دور کریں اور نیز وہاں کے بے یار و مددگار مسلمانوں سے ملاقات کریں اور اُنہیں بتائیں کہ ان کی مظلومیت اور مقہوریت کے دن ختم ہونے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عنقریب مکہ کو فتح کر لے گا اور یہاں دین حق کا غلبہ ہوگا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں مکہ مکرمہ گئے۔ مکہ سے باہر ہی آپ کی ملاقات آپ کے چچازاد بھائی سے ہوگئی۔ اس کا نام ابان بن سعید تھا۔ اس نے آپ کو اپنی پناہ میں لے لیا اور فرمایا کہ اب آپ آزادی سے اپنا فرض ادا کریں۔

آپ نے قریش کے تمام لوگوں کو بہت سمجھایا کہ ہمارا اِرادہ یہاں صرف عمرہ کرنے کا ہے۔ ہم لوگ یہاں لڑنے کے لیے نہیں آئے۔ نہ ہی ہمارا ارادہ یہاں کعبے پر قبضے کا ہے۔ ہم قربانی کے جانور اپنے ساتھ لائے ہیں اور ہم نے احرام باندھے ہوئے ہیں اور ہمارے پاس سوائے تلوار اور کوئی اسلحہ نہیں ہے۔

لیکن کفار اپنی ضد پر اڑے رہے اور انہوں نے آپ سے کہا کہ آپ اس دفعہ واپس چلے جائیں اور آئندہ سال آ کر عمرہ ادا کریں۔ (السیرۃ النبویہ ۲/ ۱۸۵۔ ضیاء النبی ۴/ ۱۳۹ تا ۱۳۵)

Marfat.com

بیعت رضوان

مسلمانوں کو حالت احرام میں بیس دن سے زیادہ ہو گئے ہوئے تھے۔ نہ یہ ناخن کٹوا سکے تھے نہ بال ترشوا سکے تھے۔ حالت احرام میں اور بھی پابندیاں لگی ہوئی تھیں۔ مسلمانوں کو کفار پر بہت زیادہ غصہ آرہا تھا۔ لیکن یہ جانتے تھے کہ حضور علیہ السلام کے ہر قدم میں کوئی نہ کوئی مصلحت ہے۔ اس لیے یہ بھی خاموش تھے۔ ادھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی جانب سے بھی کوئی واضح خبر نہیں مل سکی تھی کہ یہ افواہ پھیل گئی کہ کفار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔

حضور علیہ السلام نے ان حالات کے پیش نظر تمام صحابہ کرام سے بیعت کا حکم فرمایا۔ حضور علیہ السلام ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہو گئے یہ ببول کا درخت تھا۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے حکم سے اعلان فرمایا:

"لوگو سنو! لوگو سنو! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے ہیں اور لوگوں سے بیعت لینے کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نکلو اور بیعت کرو۔" (فروع کافی ۳/ ۲۳۸۔ کتاب الروضہ)

ایک غلطی کا ازالہ

اہلِ مکہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بات چیت کو جاری رکھنے کے لیے روک لیا۔ اس دوران کفار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کعبہ شریف کے طواف کرنے کے متعلق پیشکش کی۔

تو آپ نے جواب دیا کہ

"میں اس وقت تک کعبہ کا طواف نہیں کروں گا۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف نہیں کریں گے۔"

مسلمانوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بڑے خوش نصیب ہیں۔ انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عثمان ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے تو حضور علیہ السلام نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ انہوں نے عرض کی: میں بیت اللہ کا کیسے طواف کر سکتا تھا۔ حالانکہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا طواف نہیں کیا تھا۔

صحابہ کرام نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے میرے بارے میں بہت برا گمان کیا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میں مکہ میں ایک سال بھی رہتا اور حضور علیہ السلام حدیبیہ

Marfat.com

میں تشریف فرما رہتے تو میں ہرگز کعبہ کا طواف نہ کرتا۔ جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ کرتے۔

جب کئی دن حضرت عثمان غنی واپس نہ آئے تو ان کے قتل کی افواہ بھی مسلمانوں میں پھیل گئی۔

اس خبر سے مسلمانوں میں اور بھی جوش وخروش بڑھ گیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت تھی۔ حالانکہ حضور علیہ السلام جانتے تھے کہ حضرت عثمان غنی کو شہید نہیں کیا گیا ہے۔

لوگ حضور علیہ السلام کی بیعت کے لیے دوڑے آئے۔ سب سے پہلے سنان بن ابی سنان بن وہب بن محصن نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ لوگ ایک دوسرے سے بیعت لینے کے لیے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے اس بات پر بیعت کروائی کہ

علیٰ اَنْ لَا یَضِرُّوْا۔

یعنی حالات چاہے جتنے مرضی سنگین ہو جائیں دشمن کا دباؤ چاہے کتنا بڑھ جائے وہ جان دے دیں گے سر کٹا دیں گے لیکن نہیں بھاگیں گے۔

حضرت سنان رضی اللہ عنہ نے بیعت کرتے ہوئے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہ اُبَایِعُکَ عَلٰی مَا فِیْ نَفْسِکَ۔

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ جو آپ کے جی میں ہے میں اُسی پر بیعت کرتا ہوں۔

تمام لشکر نے حضور علیہ السلام سے اسی بات پر بیعت کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے دست مبارک کو پکڑے رہتے۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے تین بار بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

اَب وہ بات جس شبہ کا ازالہ ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ عام لوگوں میں جو یہ بات پھیلی ہوئی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کی افواہ کے بعد حضور علیہ السلام نے بیعت لی۔ اُس کا ازالہ حضور علیہ السلام کے اس قول سے ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے سب لوگوں کو بیعت کرنے کے بعد سب سے آخر میں اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا:

اللھم ھذہ عن عثمان فانہ فی حاجتک و ھاجۃ رسولک۔

(السیرۃ النبویہ احمد بن زینی دحلان ۲-۱۸۵، ضیاء النبی ۴-۱۴۳)

ترجمہ: اے اللہ یہ ہاتھ عثمان کی طرف سے ہے۔ کیونکہ وہ تیرے اور تیرے رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل میں گیا ہوا ہے۔

علامہ احمد بن زینی دحلان فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے یہ بات اس لیے فرمائی کہ آپ کو علم تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر صحیح نہیں ہے۔

ویسے بھی اگر حضور علیہ السلام کو حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے متعلق یقین ہوتا تو حضرت عثمان غنیؓ کی طرف سے بیعت لینے کا جواز نہ تھا۔ (سیرۃ الرسول ڈاکٹر طاہر القادری ۸-۵۸۳)

Marfat.com

بیعت رضوان کی حکمت

بیعت لینے میں یہ حکمت تھی کہ کفار کو مسلمانوں کے پکے ارادوں کے متعلق کفار کو پتہ چل جائے کہ مسلمان مرعوب ہونے والے نہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور علیہ السلام کی برکت سے وہ ایک ایسی چٹانیں ہیں کہ جو کوئی ان سے ٹکرائے گا۔ اس کا سَر پاش پاش ہو جائے گا۔

اور واقعی اس بات کا اثر کفار پر اتنا ہوا کہ انہوں نے صلح کی بات چیت کرنا ہی مناسب سمجھا اور وہ اندر سے اور ڈر گئے۔ وہ پہلے ہی مسلمانوں سے ڈرتے تھے۔ بدر کی جنگ کا احوال اُن کو معلوم تھا۔ جنگ اُحد میں بھی وہ جانتے تھے کہ باوجود مسلمانوں کی اپنی ہی غلطی کی وجہ سے جب اِتنے مسلمان شہید ہوئے لیکن پھر بھی حضور علیہ السلام نے کفار کا تعاقب کر کے جرأت کی اقوام عالم میں ایک مثال قائم کر دی۔ تعاقب ہمیشہ جیتنے والا ہی کرتا ہے اور کفار نے بھاگ جانے میں ہی عافیت سمجھی۔

غزوہ بدر الاخر میں کفار ڈرتے ہوئے بدر میں دوبارہ نہیں آئے تھے۔ حالانکہ اُحد سے جاتے ہوئے اُنہوں نے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا تھا اور اُس وقت اُحد سے روانگی کے وقت ابوسفیان نے تسلیم کیا تھا کہ جنگ ڈول کی طرح ہوتی ہے۔ کبھی پانسہ اِدھر کبھی اُدھر۔ جنگ خندق میں بھی سب نامراد لوٹے تھے۔ یہودیوں کے ساتھ جنگ میں جب مسلمانوں نے اِن کو نکالا تھا۔ اور جب بنی قریظہ کو قتل کیا تھا۔ اُس کی دھاک بھی اِن کے دلوں پر جمی ہوئی تھی اور باوجود نہتا ہونے کے جنب کفار کے جاسوسوں نے مسلمانوں کی بیعت رضوان کی لڑ مرنے کی قسم کی اطلاع کفار کو دی تو ان کے اوسان خطا ہو گئے اور انہوں نے بات چیت کے لیے سہیل بن عمرو کو منتخب کیا اور اس کی مدد کے لیے حویطب اور مکرز کو ساتھ بھیجا۔

حضور علیہ السلام نے جب سہیل بن عمرو کو آتے دیکھا تو فرمایا:

قَدْ سَهَلَ اَمْرَكُمْ۔

ترجمہ: تمہارا کام آسان ہو گیا ہے۔

صلح کی بات چیت

حضور علیہ السلام نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تلبیہ کی آواز بلند کرو۔ مسلمانوں کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خیریت کی اطلاع بھی مل چکی تھی۔ اور وہ بات چیت کے دوران ہی واپس تشریف لے آئے۔ ویسے بھی مسلمان جنگ کی نیت سے نہیں آتے تھے۔ کفار نفسیاتی طور پر جنگ ہار چکے تھے۔ اَب اِن کی بہت بے عزتی تھی کہ اگر یہ مسلمانوں کو عمرے کے لیے مکہ میں آنے دیتے لہٰذا انہوں نے اس بات پر بہت زیادہ زور لگایا کہ مسلمان اِس سال عمرہ نہ کریں اور واپس چلے جائیں۔ اسی بات چیت کے لیے ہی وہ مسلمانوں کے پاس آئے تھے۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام چار زانو ہو کر بیٹھ گئے اور سہیل بن عمرو علیہ السلام آپ کی خدمت میں دو زانو بیٹھ گیا۔ حضور علیہ السلام نے سر پر زرد رنگ کا عمامہ مبارک باندھا ہوا تھا۔ دو مسلح شخص حضور علیہ السلام کے دائیں بائیں چوکس کھڑے تھے۔ یہ عباد بن بشر اور سلمہ بن اسلم رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ یہ سروں پر خود پہنے ہوئے تھے۔

حضور علیہ السلام کے باقی صحابہ بھی حلقہ بنا کر حضور علیہ السلام کے گرد کھڑے ہو گئے۔

جب بات چیت مکمل ہوگئی تو اُس کو تحریری شکل دینے کے لیے حضور علیہ السلام نے قلم دوات اور کاغذ منگوایا اور جب یہ آ گیا تو حضور علیہ السلام نے حضرت اوس بن حولی رضی اللہ عنہ کو صلح نامہ لکھنے کے لیے کہا۔ سہیل بن عمرو نے کہا کہ حضور (علیہ السلام) آپ کے چچازاد (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لکھیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے لکھنے کا حکم دیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ لکھو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل بن عمرو کہنے لگا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے۔ آپ بسمك اللهم لکھیں۔ مسلمانوں کو اِس کی بات بہت ناگوار گزری اور انہوں نے کہا کہ ہم یہ نہیں لکھیں گے۔

کافی بحث کے بعد سہیل بن عمرو کہنے لگا۔ اگر یہ بات ہے۔ تو میں صلح کی بات چیت بَس ختم کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بسمك اللهم ہی لکھو۔

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ لکھو کہ هذا ما اصطلح عليه محمدٌ رسول الله یہ وہ ہے۔ جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی ہے۔ اس بات پر پھر سہل بن عمرو تڑپ اٹھا اور کہنے لگا کہ اگر سارا جھگڑا ہی یہی ہے۔ اگر ہم آپ کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مان لیتے۔ تو آپ کی مخالفت ہی نہ کرتے۔ مسلمانوں کو اُس کی اس بات پر تو اور ہی غصہ آیا اور انہوں نے کہا کہ محمد رسول اللہ ہی لکھا جائے گا۔ حضور علیہ السلام دونوں طرف سے لوگوں کو خاموش ہونے کا حکم دیا۔ سہیل بن عمرو کے ساتھی حیرت میں مسلمانوں کے جوش و خروش کو دیکھ رہے تھے۔ اِن میں حویطب نے مکرز کو کہا کہ میں نے کسی قوم کو اپنے دین کے بارے میں اتنی شدت اختیار کرنے والا نہیں دیکھا۔ پھر حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں یہی لکھو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: حضور علیہ السلام مجھ سے یہ نہیں ہو سکے گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: مجھے بتاؤ کہاں لکھا ہے۔ حضور علیہ السلام نے خود یہ لفظ مٹا کر محمد بن عبداللہ لکھ دیا۔ (الامتاع الاسماع ۱/ ۲۲۷)

صلح نامے کی شرائط

اے اللہ تیرے نام سے۔ یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور سہل بن عمرو نے صلح کی ہے۔ انہوں نے اس بات پر صلح کی ہے کہ دس سال تک جنگ نہیں ہوگی لوگ امن سے رہیں گے اور کوئی کسی دوسرے پر دست درازی نہیں کرے گا۔ کوئی چوری اور خیانت کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ ہم ایک دوسرے کے راز افشاء نہیں کریں گے اور جس قبیلہ کی مرضی ہو۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کرے اور جس کی مرضی ہو۔ وہ قریش کے ساتھ معاہدہ کرے۔ مکہ والوں میں سے جو کوئی

Marfat.com

اپنے والی کی اجازت کے بغیر محمد (ﷺ) کے پاس آئے گا۔ تو آپ علیہ السلام اسے واپس کر دیں گے۔ اور اگر حضور علیہ السلام کے اصحاب میں سے کوئی آدمی قریش کے پاس آئے گا۔ تو وہ واپس نہیں کریں گے۔ اور محمد (ﷺ) اس سال اپنے صحابہ سمیت واپس چلے جائیں گے اور آئندہ سال اپنے صحابہ سمیت عمرہ ادا کرنے کے لیے آئیں گے اور مکہ میں تین روز قیام کریں گے اور تلوار کے بغیر ان کے پاس کوئی ہتھیار نہ ہوگا اور تلواریں بھی نیام میں ہوں گی۔" (ضیاالنبی ۴/ ۱۴۸۔ ۱۴۷)

اس معاہدہ پر حضور علیہ السلام کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عبدالرحمان بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عثمان بن عفان، ابوعبیدہ بن جراح اور محمد بن مسلمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دستخط کیے۔ صلح نامہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا۔ معاہدہ کا اصل حضور علیہ السلام کے پاس اور نقل سہل بن عمرو کو دے دی گئی۔ بنی خزاعہ نے اسی وقت حضور علیہ السلام کے عہد اور عقد میں داخل ہونے کا اعلان کر دیا۔ جبکہ بنو بکر نے قریش کے ساتھ معاہدہ کرنے کا اعلان کر دیا۔

مسلمانوں کا ردِّ عمل

مسلمانوں کو جب صلح نامہ کی شرائط کا پتہ چلا اور پتہ چلا کہ وہ اس سال عمرہ کیے بغیر واپس چلے جائیں گے تو ان پر غم و اندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ لیکن نبوت کی نظر جو دور تک دیکھ رہی تھی۔ ہر کوئی اس کو فوری اپنے جذبات میں نہ سمجھ سکا۔ حالانکہ اقوام عالم نے دیکھا کہ یہ فتح مبین تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو کہ تسلیم و رضا کے پیکر تھے۔ اور حضور علیہ السلام کے رنگ میں مکمل رنگے ہوئے تھے سے پوچھنے لگے کہ کیا حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ﷺ نہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: بیشک حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ﷺ ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور کیا وہ باطل پر نہیں؟ کیا ہمارے مقتول جنت میں نہیں؟ کیا ان کے مقتول دوزخ میں نہیں؟ آپ نے فرمایا بے شک ایسا ہی ہے۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ ہم دین کے معاملہ میں یہ ذلت کیوں گوارہ کریں اور عمرہ کیے بغیر لوٹ جائیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ان کے درمیان ابھی فیصلہ نہیں کیا۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے شخص حضور اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ ہیں وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ آپ علیہ السلام کا مددگار ہے۔ اس لیے حضور علیہ السلام کے رکاب کو آخر دم تک مضبوطی سے پکڑے رہو۔ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا: "اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضور علیہ السلام اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں۔" ایک اور بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھی کہ کیا حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کی زیارت کریں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں فرمایا تھا۔ لیکن کیا انہوں نے اس سال خانہ کعبہ کے طواف کے متعلق کہا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کعبہ شریف کے پاس جانے والے اور اس کا طواف کرنے والے ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو کلمات جذبات میں مجھ سے نکل گئے تھے۔ ساری زندگی میں ان کی تلافی کے

Marfat.com

لیے صدقے دیتا رہا۔ روزے رکھتا رہا۔ نوافل پڑھتا رہا۔ غلام آزاد کرتا رہا کہ جو لغزش اس دن مجھ سے ہوئی۔ وہ معاف کر دی جائے یہ سلسلہ میں نے جاری رکھا کہ یہاں تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے رحمت و بھلائی کی قوی اُمید ہوگئی۔

حضور علیہ السلام نے صحابہ کی بے چینی کو یہ فرما کر دور کر دیا کہ "جو شخص ہمیں چھوڑ کر ان کے پاس چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا اور جو ان میں سے ہمارے پاس آئے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے لیے کشادگی اور نجات کا راستہ پیدا فرما دے گا۔

ابھی ان شرائط پر دستخط نہیں ہوئے تھے کہ سہیل بن عمرو کے بیٹے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ جو زنجیروں میں مکہ مکرمہ میں قید تھے۔ کسی طرح زنجیریں تڑوا کر زنجیروں سمیت مسلمانوں کے پاس پہنچ گئے۔ مسلمان بہت خوش ہو گئے۔ سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو دیکھا تو ایک خاردار ٹہنی سے مارنا شروع کر دیا۔ وہ ان کے منہ پر ضربیں لگاتا اور انہیں پکڑ کر گھسیٹتا ہوا حضور علیہ السلام کے پاس لے آیا اور کہنے لگا: حضور (علیہ السلام) یہ پہلا آدمی ہے جو بھاگ کر آپ کے پاس آگیا ہے۔ اسے واپس کر دیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی معاہدے پر دستخط نہیں ہوئے کہ بغیر دستخط معاہدہ بے کار ہوتا ہے۔ اس کو ادھر ہی رہنے دو اور میرے لیے معاف کر دو۔ لیکن وہ اپنی بات پر مصر رہا کہ اگر یہ ادھر رہا تو پھر میں تمام معاہدہ کالعدم قرار کر دوں گا۔ حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ مجھے واپس کرنے لگے ہیں اور میرا باپ پہلے سے بھی زیادہ مجھ پر مظالم ڈھائے گا تو انہوں نے فریاد کرنی شروع کر دی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"اے ابو جندل رضی اللہ عنہ صبر کرو اور اس کے اجر کی اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تیرے لیے اور تیرے ساتھیوں کے لیے نجات کا راستہ بنانے والا ہے۔ ہم نے قوم کے ساتھ صلح کی ہے اور ان کے ساتھ عہد و پیمان کیا ہے۔ اب ہم عہد شکنی نہیں کر سکتے۔"

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو عمرے کا ارادہ کیا تھا وہ پورا نہیں ہوا تھا۔ وہ سب حیران و پریشان تھے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاموش اور گم سم بیٹھ گئے۔ حضور علیہ السلام اپنے خیمے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے آئے۔ کچھ دیر بعد حضرت ام سلمہ نے حضور علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا احرام کھول دیں اور قربانی کے جانور ذبح کریں۔

حضور علیہ السلام باہر تشریف لائے اپنے احرام کو کھول دیا اور اپنی قربانی کے جانور کو ذبح کیا۔ حضور علیہ السلام کے سارے صحابہ پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر اپنے احراموں کو کھول دیا اور اپنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا۔ اس دوران ابو جہل کا اونٹ مکہ مکرمہ میں بھاگ گیا۔ اس کے گلے میں کلاوہ تھا اور اس کا کندھا زخمی کیا ہوا تھا کفار نے اسے واپس دینے سے انکار کر دیا۔ سہیل بن عمرو کو پتہ چلا تو لوگوں کو کہا کہ اس کو واپس کر دیں۔ کفار نے اس کے بدلے میں سو اونٹ دینے کی پیشکش کی۔ لیکن حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں اس کو قربانی کے لیے نامزد نہ کیا ہوتا تو ہم ایسا کر لیتے۔ لیکن اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اونٹ واپس کر دیا گیا۔ ہر اونٹ میں سات آدمی شریک ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے بیس اونٹ مروہ بھیجے تاکہ حضور علیہ السلام کی طرف سے انہیں وہاں ذبح کیا جائے۔ پھر حضور علیہ السلام نے اپنے خیمہ میں جو سرخ چمڑے کا بنا ہوا تھا۔ اپنے حجام فراش بن امیہ الکعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کے سر کے بال مبارک اتارے یعنی حلق فرمایا۔ پھر یہ بال مبارک

Marfat.com

پاس ایک درخت پر ڈال دیے گئے۔لوگ آتے تھے اور یہ موئے مبارک لے جاتے تھے۔جس کے پاس زیادہ ہوتے وہ دوسروں کو بھی دے دیتا تھا۔حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کافی حاصل کر لیے اور جب کوئی بیمار ہوتا یہ اُس کو پانی میں دھوتیں اور اس کا دھوون بیمار کو پلاتیں۔اللہ تعالیٰ اس کو شفا عطا فرما دیتا۔حضور علیہ السلام یہاں سے ہی تقریباً انیس بیس دن کے بعد صحابہ کرام کے ساتھ واپس مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔

ایک دن حدیبیہ میں جب لوگوں کو ازحد پیاس لگی ہوئی تھی۔لوگ حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے۔حضور علیہ السلام سے لوگوں نے پانی کی قلت کا عرض کیا۔حضور علیہ السلام کے سامنے برتن میں تھوڑا سا پانی رکھا تھا۔حضور علیہ السلام نے اُس برتن میں اُس پانی میں اپنی انگلیاں مبارک ڈالیں تو انگلیوں مبارک سے پانی جوش مار کر باہر بہنے لگا۔تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیا اور اپنے برتنوں میں بھر لیا۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ یہ روایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر ہم ایک لاکھ آدمی بھی ہوتے۔تب بھی یہ پانی ہمارے لیے کافی تھا۔اسی طرح ایک دفعہ جب ایک کنوئیں میں پانی خشک ہوگیا تھا تو حضور علیہ السلام نے کنویں کی منڈیر پر بیٹھ کر پانی منگوا کر اس میں کلی کی۔تو وہ کنواں پانی سے لبالب بھر گیا۔کوچ کے وقت بھی یہ کنواں لبالب بھرا ہوا تھا۔(تاریخ الخمیس ۲-۱۸)

واپسی سفر میں عسفان کے مقام پر مرالظہران کے نزدیک خورد ونوش کا سامان ختم ہوگیا۔صحابہ پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سواری کے جانور ذبح کرنے کے متعلق پوچھا۔حضور علیہ السلام نے اجازت دے دی۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نہایت ادب سے عرض کی کہ حضور علیہ السلام ہر کوئی اپنے پاس پس ماندہ تھوڑا بہت ایک دسترخوان پر لے آئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برکت کی دعا فرمائیں۔چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔تو وہ ڈھیر ایک بیٹھی ہوئی بکری جتنا ہوگیا۔حضور علیہ السلام نے برکت کی دعا فرمائی۔ہر کوئی اُس سے آکر اس کو کھاتا اور بھر بھر کر لے جاتا رہا۔لیکن وہ ویسے کا ویسا ہی رہا۔حضور علیہ السلام یہ دیکھ کر ہنس پڑے اور آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوئے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا:''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خدا نہیں۔میں اللہ کا رسول ہوں بخدا نہیں ملاقات کرے گا جو ان جو دو حقیقتوں پر ایمان رکھتا ہو۔مگر اِس کو آگ کے عذاب سے بچا لیا جائے گا۔''

حضور علیہ السلام جب صحنان کے مقام پر پہنچے تو یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

القرآن - اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ﴿۱﴾

ترجمہ: یقیناً ہم نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی ہے۔

اور بعد کے حالات کے ثابت کر دیا کہ یہ واقعی فتح مبین ہی تھی اور یوں حضور علیہ السلام فتح مبین کے ساتھ خیر خیریت سے مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔(سبل الہدیٰ ۵/۸۷۔دلائل النبوۃ ۴۔۱۴۶۔خاتم النبیین ۲/۸۵۲)(ضیاالنبی ۴/۱۵۸ تا ۱۲۷)

اللھم صلِ علی سیدنا محمد و اصحاب سیدنا محمد و علی اُمت سیدنا محمد و علی آلہٖ اجمعین برحمتك یا ارحم الرحمین۔

احقر العباد نثارالنبی بن محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ، لاہور

Marfat.com

فتح مبین

صلح حدیبیہ دراصل فتح مبین تھی۔اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریف نازل فرما کر مسلمانوں کے دلوں سے غم کا بوجھ ہلکا فرمادیا اور لوگوں نے دیکھا کہ واقعی اسلام میں اس سے بڑی اور کوئی فتح واقعہ ہی نہیں ہوئی تھی۔اس سورت کے نازل ہونے کے بعد حضور علیہ اسلام نے فرمایا کہ

''چاشت کے وقت مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔آپ نے پھر فرمایا کہ چاشت کے وقت مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے اور پھر تیسری بار فرمایا کہ چاشت کے وقت مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔

صحابہ پاکؓ نے عرض کہا کہ حضور علیہ اسلام آپ کو ان گنت مبارکیں ہوں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو تو فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا آپ ﷺ فرمائیے کہ ہمارے ساتھ ہمارا رب کیا معاملہ فرمائے گا تو یہ سورت نازل ہوئی۔

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۙ﴿۵﴾

ترجمہ: ''یعنی تاکہ داخل کردے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو باغوں میں، رواں ہیں جن کے نیچے نہریں۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور دور فرمادے گا ان سے ان کی برائیوں کو اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔''

صلح حدیبیہ کا فوری فائدہ یہ ہوا کہ مکہ میں مقیم مسلمانوں کو معاشرتی تحفظ ملا ان کے گھربار محفوظ ہوگئے اور ان کی شہری آبادیوں کو لاحق خطرات دور ہوگئے۔علاوہ صلح حدیبیہ نے تمدن عرب پر گہرے نہ مٹنے والے نقوش چھوڑے۔اور جزیرہ نمائے عرب کو ایک سیاسی اکائی میں پرولیا۔اس طرح سے فریقین کو ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقع ملا۔کئی ایک بدگمانیوں کا خاتمہ ہوا ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع ملا کئی کئی ایک نامور سردار اسلام کی آغوش میں آگرے۔اور مسلمانوں کی قوت میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔

آئندہ سال جب حضور علیہ اسلام صحابہ کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ تشریف لائے اور طواف وسعی کے بعد حلق فرمایا تو فرمایا کہ یہ ہے وہ جس کا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام میں کوئی فتح صلح حدیبیہ سے بڑی نہیں لیکن لوگوں کی

Marfat.com

عقلیں اس راز کو سمجھنے سے قاصر تھیں جو حضرت محمد ﷺ اور ان کے رب کریم کے درمیان تھا۔ بندے جلد بازی کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بندوں کی طرح جلد بازی نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ سارے امور اپنے انجام تک پہنچ جائیں۔ حضور علیہ اسلام نے صلح حدیبیہ کا معاہدہ فرما کر حرم کعبہ کی سرزمین کو خونریزی سے بچالیا۔

حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد

مشرکین مکہ نے حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کر رکھا تھا یہ مکہ کے نوجوان تھے جو کفار کی مشق ستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے جرم یہ تھا کہ انہوں نے اسلام کیوں قبول کیا ہے ایک دن کسی طرح سے انہوں نے اپنے آپ کو رہا کرالیا اور چھپتے چھپاتے پیدل مکہ مکرمہ سے چل پڑے اور مسلسل سفر کے بعد بڑی مشکل سے حضور علیہ اسلام کے قدموں میں پہنچ گئے تو ان کے ساری مصیبتیں ساری سختیاں راحتوں میں بدل گئیں اور ان کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کو کبھی تکلیف پہنچی ہی نہ تھی۔ حضور علیہ اسلام کی خدمت میں آئے بمشکل تین دن گزرے تھے کہ ان کے قریبی رشتہ دار خنس بن شریف اور ازہر بن عبدعوف الزہری نے اپنا خط خنیس بن جابر کے ذریعے حضور علیہ اسلام کی خدمت میں بھیجا کہ ہمارا ایک عزیز ابو بصیر ہماری اجازت کے بغیر بھاگ کر آپ کے پاس پہنچ چکا ہے آپ معاہدے کی رو سے اسے ہمارے دو آدمیوں کے حوالے کر دیں۔

حضور علیہ اسلام نے حضرت ابو بصیر سے فرمایا

"اے ابو بصیر تم جانتے ہو ہم نے اس قوم کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے اور ہمارا دین ہمیں عذر کی اجازت نہیں دیتا اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اور جو مسلمان تمہارے ساتھ ہیں نجات کا راستہ ہموار کر دے گا۔

انہوں نے پھر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے مشرکین کے حوالے کر رہے ہیں۔

حضور علیہ اسلام نے پھر فرمایا

"ابو بصیر چلے جاؤ، اللہ تعالیٰ بہت جلد تیری نجات اور رہائی کا دروازہ کھول دے گا"۔

صحابہ کرام نے بھی اسے یقین دلایا کہ جب حضور علیہ اسلام نے اسے خوشخبری دے دی ہے اس سے بہت جلد اس کی رہائی کا انتظام ہو جائے گا۔ خنیس عامری کے ساتھ دوسرا آدمی کوثر اسے لینے آیا تھا حضور علیہ اسلام نے اسے دونوں آدمیوں کے ساتھ روانہ فرما دیا۔

ظہر کے وقت تک یہ ذوالحلیفہ پہنچ گئے ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد ابو بصیر نے اپنی زاد راہ کھجوریں نکالیں اور اور دوسروں کو بھی دعوت دی تو دوسرے بھی اپنا کھانا روٹی کے ٹکڑے وغیرہ ساتھ لے کر ان کے ساتھ بیٹھ گئے کھانا کھانے کے بعد خنیس عامری نے جو اپنی تلوار دیوار کے ساتھ لگائی ہوئی تھی نکال کر لہرائی اور کہنے لگا کہ میں صبح سے شام تک اوس وخزرج کا قتل عام کروں گا۔ ابو بصیر نے اسے کہا کہ تمہاری تلوار کاٹتی بھی ہے یا کہ یوں ہی شیخی بگھار رہے ہو۔ وہ کہنے لگا کہ نہیں اس کی دھار بڑی

Marfat.com

تیز ہے ابو بصیر نے کہا کہ مجھے بھی دکھاؤ جب اس نے تلوار ابو بصیر کو دی تو انہوں نے فوراً وار کر کے اسے جہنم واصل کر دیا۔

کوثر نے باہر دوڑ لگا دی یہ اس کے پیچھے اسے بھی قتل کرنے کے لیے بھاگے لیکن وہ بہت دور نکل چکا تھا اور وہاں سے سیدھا حضور علیہ اسلام کے پاس آیا اس قت حضور علیہ اسلام نماز عصر سے فارغ ہو گئے ہوئے تھے اور صحابہ کے ساتھ باتیں فرما رہے تھے کہ کوثر ہانپتا کانپتا ہوا حاضر ہو گیا۔ حضور علیہ اسلام نے اسے فرمایا "ویحک مالک" "یعنی کیا بات بنی" وہ کہنے لگا کہ آپ کے آدمی نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے اور میں بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر یہاں آیا ہوں وہ میرے پیچھے مجھے قتل کرنے کے لیے آرہا ہے آپ مجھے جان کی امان دے دیں۔ حضور علیہ اسلام نے اسے پناہ دیدی۔ اتنے میں ابو بصیر بھی عامری کے اونٹ پر سوار ہو کر پہنچ گئے۔ عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا میں اپنا دین بچا کر پھر حاضر ہو گیا ہوں۔

حضور علیہ اسلام نے اسے فرمایا کہ

وَيْلُ اُمِّهٖ مِسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ مَعَهٗ رِجَالٌ۔

اگر اسے آدمی مل جائیں تو یہ جنگ کی آگ خوب بھڑکا سکتا ہے۔ ابو بصیر نے مقتول کے کپڑے ہتھیار اونٹ حضور علیہ اسلام کو پیش کیئے اور عرض کیا کہ آپ خمس لے لیں حضور علیہ اسلام نے انکار فرما دیا اور فرمایا "اگر میں خمس لوں تو وہ کہیں گے کہ میں نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا تو جان اور یہ سامان یہاں سے جدھر تیرا جی چاہے چلا جا"

ابو بصیر یہاں سے نکل کر سیف البحر کے مقام پر چلا آیا۔ بعض کے مطابق سیف البحر کے نزدیک قبیلہ جہینہ کے علاقہ العیص اور ذی المروہ کے درمیان چلا آیا یہ جگہ مکہ کے تجارتی قافلوں کی آمد و رفت کے نزدیک تھی۔

جب یہ خبر قریش کے پاس پہنچی تو ابو سہیل بن عمرو نے کہا کہ حضور علیہ اسلام کے ساتھ ہم نے اس لیے معاہدہ تو نہیں کیا تھا۔ دوسرے قریش لوگ اسے کہنے لگے کہ حضور علیہ اسلام نے اپنا وعدہ پورا فرمایا ہے قتل کی ذمہ داری حضور علیہ اسلام پر عائد نہیں ہوتی ہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے حضور علیہ اسلام کے منہ مبارک سے نکلے الفاظ دوسرے مسلمانوں تک مکہ مکرمہ میں پہنچا دیئے اور انہیں ابو بصیر کی رہائش کی جگہ کے متعلق بھی بتا دیا۔

آہستہ آہستہ جس کا داؤ لگتا ہو بھاگ کر ابو بصیرؓ کے پاس آجاتا۔ حضرت ابو جندلؓ بھی دوسرے ستر لوگوں کے ساتھ ابو بصیر کے پاس پہنچ گئے اور آہستہ آہستہ ان کی تعداد تین سو تک پہنچ گئی۔ اور انہوں نے قریش کے قافلوں کا ناک میں دم کر دیا۔ یہ ان کو لوٹ لیتے اور لوگوں کو مار دیتے۔ مشرکین ان کے کارناموں سے بہت بیزار تھے۔ اب انہوں نے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ جو کہ قریشی تھے کو اپنا امیر بنا لیا تھا۔ ابو سفیان ایک دن اپنے لوگوں کے ساتھ حضور علیہ اسلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کہ کی آپ مہربانی فرمائیں اور ان شرائط کو منسوخ فرما دیں کہ اب جو کوئی چاہے آپ کے پاس چلا آئے ہم اس کو واپس لینے نہیں آئیں گے۔ اور آپ ابو نصیر وغیرہ کو اپنے پاس بلا لیں۔

Marfat.com

حضور علیہ اسلام نے ان کی طرف خط لکھا کہ اپنے مسلمان ساتھیوں کو لے کر مدینہ طیبہ چلے آئیں۔

جب یہ خط پہنچا تو اس وقت ابو بصیر رضی اللہ عنہ نزع کی حالت میں تھے خط پڑھنے کے بعد آپ کی روح قصر عنصری سے پرواز فرما گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ وغیرہ ہونے کے بعد یہاں آپ کی قبر مبارک کے پاس ہی ایک مسجد بنادی گئی اور پھر تمام لوگ حضور علیہ اسلام کی بارگاہ عالیہ میں مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

اہل بدر اور اہل حدیبیہ کی فضیلت

(قرآن) ۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

ترجمہ: بیشک راضی ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ مومنین سے جب وہ درخت کے نیچے آپ کے دست حق پرست پر سر دھڑ کی بازی لگانے کی بیعت کر رہے تھے۔

حضور نبی کریم روف الرحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

لا یدخل النار احد شھو بدرا والحدیبیہ (مسند الامام احمد بن حنبل ۶۔ ۳۶۲)

ترجمہ: جو لوگ (غزوہ) بدر کے اور حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے وہ جہنم میں نہیں جائیں گے۔

حضور علیہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ "جس نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ آگ میں داخل نہ ہوگا۔

اس طرح اہل بدر کے ساتھ اہل حدیبیہ کو بھی فضیلت عطا فرما دی گئی۔ جان نثاران مصطفی ﷺ نے اپنی شجاعت اور استقامت سے تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ اور تھوڑے عرصے بعد ہی ہر طرف توحید کے پرچم لہرانے لگے۔ مسلمانوں کی سلطنتیں دور دور تک پھیلنے لگیں۔ بنجر دل اور بنجر زمینیں آباد ہونے لگیں کفر و شرک کے اندھیرے دم توڑنے لگے اور آہستہ آہستہ اندھیریے روشنیوں میں بدلنے لگے۔ (امتاع الاسماع ۱/ ۲۲۷) (سبل الہدیٰ ۵/ ۹۶۔ ۹۵) (ضیاء النبی ۴/ ۱۶۴ تا ۱۶۱)

بنو ثقیف

عروہ بن مسعود نے سب سے پہلے مشرکین کے سامنے جو صلح کی تجویز رکھی تھی تو اس وقت مشرکین نے ان کی تجویز نہیں مانی تھی۔ ان کو اس چیز کا بہت غصہ تھا۔ اس بات پر انہوں نے مشرکین سے اپنے آپ کو جدا کرلیا۔ جب مشرکین نے صلح کی تجویز نہیں مانی تھی۔ تو عروہ بن مسعود نے ان سے کہا تھا کہ "اے مشرکین عنقریب تم پر مصیبت آنے والی ہے" اور واقعی آہستہ آہستہ قریش کی جھوٹی انا کا بت پاش پاش ہونے لگا بڑے بڑے مکہ کے سرداروں نے حضور علیہ اسلام کے قدموں میں اپنے سر ڈالنے شروع کر دیے اور وہ وقت بھی آیا جب فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک کر دیا گیا۔ اور میرے نبی علیہ علیہ اسلام ایک نرالی شان سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور عفو و درگزر کا عظیم باب سامنے آیا کہ اول و آخر دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی اور آج تک دنیا حضور علیہ اسلام کے اس عفو و درگزر کے آگے حیرت زدہ اور سرنگوں ہے۔

Marfat.com

دعوت حق

اس طرح دس سال تک عدم جارحیت کے معاہدے ہونے کی وجہ سے دعوت حق کے کام میں بہت تیزی آگئی مختلف قبائل کو مسلمانوں کو سمجھنے کا موقع ملا اور وہ لوگ جو سمجھ دار تھے۔انہوں نے دعوت حق کو غور سے سمجھا اور دیکھا کہ اس میں ہی دونوں جہانوں کی بھلائی ہے اور آنحضرت ﷺ کی تبلیغات میں فقط انسانوں کی اپنی ہی بہتری ہے اور وہ پاک نفوس جن کی قسمت میں ازلی سخاوت لکھی ہوئی تھی بے اختیار دائرہ اسلام میں شوق سے داخل ہونے لگے۔

اس طرح صلح حدیبیہ واقعی فتح مبین بنتی چلی گئی۔

صلح حدیبیہ کی بدولت دین حق کا کام عرب کی حدود سے نکل کر باہر کے ممالک میں بھی پھیلنے لگا۔حضور علیہ اسلام نے مختلف ممالک کے سربراہان کو خطوط لکھے۔اسلام انسانیت کے لیے مہکتے ہوئے پھولوں کی بہار لے کر آیا۔جس سے مرجھائی ہوئی زمینیں اور طبیعتیں کھلنے لگیں اسلام کے ابر کی گھٹا جب ہر سو چھانے لگی تو مردہ زمینوں پر بہار آنے لگی۔

جنگجو قبائل جو ہر وقت لوٹ مار اور ڈاکہ زنی میں مصروف رہتے تھے ان کی سرکوبی کی گئی علاوہ یہودی جو اب خیبر میں کل پرزے نکال رہے تھے ان کی بھی بیخ کنی کر دی گئی اس طرح چھ ہجری میں غزوہ حدیبیہ کے موقع پر جو مسلمانوں کی تعداد چودہ پندرہ سو کے قریب تھی فتح مکہ آٹھ ہجری کے موقع میں مسلمانوں کی تعداد قلیل مدت میں تقریباً دس ہزار سے بھی تجاوز کر گئی۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمان جن شرائط میں اپنی توہین سمجھ رہے تھے حضور علیہ اسلام کی چشم بصیرت دور تک دیکھ رہی تھی۔اور وہی شرائط کفار کیلئے عذاب بن گئیں اور خود ہی انہوں نے ان شرائط کو ختم کرنے کے لئے استدعا کرنی شروع کر دی مسلح جدوجہد کی وجہ سے مشرکین کے مسلمانوں کی شخصیت کو ایک الگ قوم کی حیثیت سے تسلیم کرلیا۔

حضور علیہ السلام کی صلح جوئی کی عادت کو بھی تمام قبائل عرب اور حتی کہ باہر عیسائیوں کے دانشمندوں نے بھی محسوس کیا کہ حضور علیہ السلام چاہتے تو مکہ مکرمہ پر قبضہ کر سکتے تھے لیکن آپ نے خونریزی سے اجتناب کیا۔اور سلیم الفطرت طبیعتوں نے محسوس کیا کہ حضور علیہ اسلام کوئی فاتح بادشاہ نہیں بلکہ یہ تو دلوں کو بھی فتح کرنے والے نبی علیہ السلام ہیں اور ہر کوئی حضور علیہ السلام کی شخصیت کا گرویدہ ہونے لگا۔

شجرہ بیعت

وہ ببول کا درخت جس کے نیچے بیٹھ کر بیعت رضوان لی گئی اس کو غائب کر دیا گیا اس میں اللہ تعالیٰ کی قیامت تک کے لیے کوئی نہ کوئی بہتری تھی۔اگلے سال جب لوگ حج وعمرہ کے لیے یہاں سے گزرے تو اس درخت کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو گئے اور مسلمانوں نے کسی اور درخت کو بیعت رضوان والا شجر سمجھ کر اس کے نیچے نماز پڑھنی شروع کر دی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درخت کو کاٹ دیا یہ الزام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غلط ہے کہ انہوں نے بیعت

Marfat.com

رضوان والے درخت کو کاٹا تھا۔ (تاریخ الخمیس ۲/ ۲)

سال چھ ہجری کے دیگر واقعات

اس سال حج فرض ہوا اور مسلمانوں کو استطاعت رکھنے والے کو حکم دیا گیا کہ وہ حج کرے۔

جتنی جلدی ہو سکے بندہ کو اپنی اولین فرصت میں حج کرنا چاہئے۔ کہ زندگی کا کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ کب اچانک موت آجائے اور ویسے بھی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری زندگی کے بعد میری قبر کو عیدین نہ بنالینا۔ یعنی سال میں دو عیدیں ہوتی ہیں اور تم صرف دو بار ہی سال میں میرے پاس آؤ بلکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے پاس بار بار آؤ۔

اور حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے حج کیا اور پھر میرے پاس (میری قبر) پر نہ آیا اس نے مجھے تکلیف دی۔

اور حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی میری زندگی کے بعد میرے پاس آیا وہ ایسے ہی ہے جیسے کہ وہ میری زندگی ہی میں میرے پاس آیا۔

کافی عرصہ سے ابر رحمت نہیں برسا تھا۔ لوگ پانی کے لیے پیاسے تھے زمینیں بنجر ہو چکی تھیں جانور گھاس اور چارے کے لیے ترس رہے تھے اناج کی شدید قلت ہو چکی تھی۔ لوگ اپنی جائے پناہ کی طرف دوڑ کر آئے۔ اولین آخرین لوگوں یہی جائے پناہ ہے بات یہ ہے کہ بات حضور علیہ السلام سے شروع ہو کر حضور علیہ السلام پر ہی ختم ہوتی ہے حضور علیہ السلام نے اپنے پیارے نرم و گداز ہاتھ اوپر آسمانوں کی طرف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اٹھا دیئے۔ وہ ہاتھ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ فرمایا ہے۔

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ

ترجمہ: آپ کے ہاتھ کے اوپر میرا ہاتھ ہے۔ (سورۃ فتح، ۱۰)

اور فرمایا:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (سورۃ انفال، ۱۷)

ترجمہ: اور میرے پیارے حبیب وہ کنکریاں جو آپ نے پھینکی وہ آپ نے نہیں بلکہ میں نے ہی پھینکی تھیں۔

ان ہاتھوں کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ سے کبھی محروم لوٹایا ہی نہیں۔

قیامت کو بھی جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مخلوق کی بخشش کے لیے یہ ہاتھ اٹھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو واپس محروم نہیں لوٹائیں گے۔

حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی:

"اے اللہ ہم پر (رحمت) کی بارش نازل فرما ایسی بارش سے ہماری مدد فرما جو مخلوق کو سیراب کر دے

Marfat.com

ایسی بارش جو تر و تازہ کرنے والی ہو جو خوشی و شادمانی لانے والی ہو جو اپنے دامن میں خیر کثیر لے کر آنے والی ہو۔ اور مسلسل ہو ہر قسم کے نقصان سے خالی اور اچھے اثرات والی ہو حسن فطرت کو نکھارنے والی اور جانوروں کی سیرابی کا سامان کرنے والی ہو موسلا دار ہو اور ہر طرف برسنے والی ہو جل تھل کرنے والی ہو اور ساری زمین کو محیط ہوئے بغیر ہو۔ مضر نہ ہو۔ جلد برسے۔ تاخیر سے نہ برسے۔ اے اللہ اس (بارش) کے ذریعے شہروں کو حیات نو عطا فرما اس کے ذریعے اپنے بندوں کی مدد فرما اسے ایسی بارش بنا۔ جو شہروں اور دیہات میں رہنے والوں کے لیے مفید ہو اور کافی ہو۔ اے اللہ ہماری زمین پر اس کا حسن اور اس کی برکت نازل فرما اے اللہ ہم پر آسمانوں سے پانی نازل فرما جس کے ذریعے تو مردہ زمینوں کو حیات بخشے اور اس پانی سے اپنی مخلوق میں سے کثیر تعداد میں انسانوں اور جانوروں کو سیراب کرے۔"

سبحان اللہ۔ لوگ ابھی بیٹھے تھے کہ بادل کے ٹکڑے آسمانوں پر نمودار ہونے شروع ہوئے پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ گھٹائیں بن کر برسنے لگے اور لگاتار سات دن اور سات رات تک برستے رہے۔

لوگ پھر حضور علیہ السلام کے پاس دوڑتے آئے یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیں کہ اس بارش کو ہم سے دور کر دے۔ لوگوں کے تنگ آنے پر حضور علیہ السلام ہنس پڑے یہاں تک کہ وہ موتیوں جیسے سفید دانت مبارک ظاہر ہوئے پھر بادل کی طرف اشارہ کرے فرمایا۔

حَوَالَيْنَا لَا عَلَيْنَا

ترجمہ: ہمارے ارد گرد برسو۔ ہم پر مت برسو

پھر فرمایا اے اللہ چٹانوں کے سروں پر درختوں کے جھنڈوں پر وادیوں کے اندر اور ٹیلوں کے پشتوں پر بارش نازل فرما۔

اسی وقت مدینہ طیبہ کے اوپر سے بادل چھٹ گیا بارش رک گئی اور ارد گرد کے پہاڑوں پر مینہ برستا رہا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے کائنات کا ذرہ ذرہ حضور علیہ السلام کا حکم مانتا ہے ہر کوئی آپ کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے پہلے انبیاء علیہ السلام اجمعین نے بھی جو کچھ خیرات پائی حضور علیہ السلام کے توسط سے ہی پائی اور آخر تک اور قیامت کے بعد بھی جس کو جو کچھ ملا اور ملتا رہے گا حضور علیہ السلام کے صدقے میں ملتا رہے گا۔

پہلے انبیاء علیہ السلام کو تو مخصوص کوئی نہ کوئی معجزہ عطا فرمایا گیا۔ لیکن جب حضور علیہ السلام کی باری آئی تو آپ ﷺ نے جو چاہا وہی آپ ﷺ کو عطا فرمایا گیا۔

کسی کے ذہن میں اگر سوال اٹھے کہ حضور علیہ السلام پھر اتنی تکلیفیں کیوں اٹھاتے رہے اتنی مشقتیں کیوں برداشت کیں کتنے کتنے دن اتنے فاقوں میں کیوں رہتے؟

Marfat.com

تو یہ عین اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق حضور علیہ السلام نے امت کی ترغیب و تربیت کیلئے سب کچھ برداشت فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ترجمہ: تمہارے لئے میرے رسول کا اسوۃ حسنہ قابل تقلید ہے۔ (سورۃ احزاب، ۲۱)

ہر ہر کام حضور علیہ السلام نے امت کی تربیت کے لیے فرمایا اور کسی کام میں بھی اپنی مرضی کو شامل نہ فرمایا۔ بلکہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہی مطلوب خاطر رہی۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجھے اختیار عطا فرمایا کہ چاہوں تو اللہ تعالیٰ کا نبی (علیہ السلام) اور بادشاہ بن جاؤں۔ اور چاہوں تو اللہ تعالیٰ کا نبی (علیہ السلام) اور بندہ بنوں تو میں نے اللہ تعالیٰ کا نبی (علیہ السلام) اور بندہ بننا پسند فرمایا۔

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کی کنجیاں مجھے عطا فرمادی ہیں اور میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلتے لیکن مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا سے حیا آتی کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما کہ میرے بعد اس جیسی کسی اور کو نہ ملے۔

حضور علیہ السلام نے تو چیزوں کی بادشاہی کے مقابلے میں خود خدا ہی کو چاہا۔ حضور علیہ السلام کی نظر تسلیم کے اس مقام پر تھی کہ معراج پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾

ترجمہ: اپنے مقصود سے نظر ذرہ برابر بھی ادھر ادھر نہ ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی۔ (سورۃ نجم، ۱۷)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کون ہے جو آج حضرت ابو طالب کے مجھے اشعار سنائے اگر آج وہ زندہ ہوتے تو یہ منظر دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور یہ اشعار پڑھے۔

وا بیض یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثَمَالُ الْیَتٰمٰی وَ عُصْبَةٌ لِلاَرَامِل

"وہ گوری رنگت والے جن کے رخ انور کے طفیل بادل پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ اور وہ یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کی عصمت کا محافظ ہے۔

یَعُوْذُبِهٖ الْهُلَّاكِ مِن اٰلِ هَاشِمٍ
فَهُمْ عِنْدَهٗ فِیْ نِعْمَةٍ وَّ فَوَاضِلِ

آل ہاشم کے ہلاک ہونے والے مساکین ان کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اور جنہیں ان کے پاس پناہ ملتی ہے وہ انعام و اکرام اور فضل و کرم میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔

Marfat.com

كذبتم و بيت الله يردى محمد
ولما نقاتل دونه نناصل

اللہ کے گھر کی قسم تم جھوٹ کہتے ہو کہ مصطفیٰ کو ہلاک کر دیا جائے گا جب تک ہم ان کے سامنے قتل نہ ہو جائیں اور جہاد نہ کریں۔"

ولسلمه حتى نصرع حوره
ونذهل عن ابناءِنا و الحلائل

وہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان کے حوالے کر دیں گے اس سے پہلے کہ ہماری لاشیں ان کے ارد گرد تڑپ رہی ہوں اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں سے بے خبر ہو گئے ہوں۔

اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے عشق حقیقی سے ہر دل کو منور فرما دے اور اس کی ایسی تڑپ عطا فرما دے جس کے سامنے دنیا کی ہر چیز ہیچ ہو ہماری زندگی کا مصرف و معنی مقصد ہمارا جینا ہمارا مرنا ہمارا دیکھنا نہ دیکھنا ان کی مرضی کے مطابق ہو۔ ہر طرف اللہ ہمیں ان کے جلوے دیکھنے والا بنا دے اور آپ کے حسن کی خیرات سے ہمیں بہرہ ور فرما دے۔ وہ حسن جو کسی میک اپ کا محتاج نہ ہو جس میں بناوٹ و تصنع نہ ہو۔ یا اللہ تو نے اپنی ساری کائنات کو ان کے حسن کی خیرات عطا فرمائی ہے تو ہم مسکینوں کے دلوں کو بھی ان کے حسن کی خیرات عطا فرما دے ہمارا خاتمہ بالایمان آپ ﷺ کے عشق پر فرما اور ہمیں جنت میں حضور علیہ السلام کی رفاقت عطا فرما کہ ہر دم ہماری نظریں حضور علیہ السلام کے حسن سے بہریاب ہوتیں رہیں یا اللہ امت مرحومہ کی بخشش فرما۔

ایمان سلامت ہر کوئی مانگے اور عشق سلامت کوئی
ہُو

میرا عشق سلامت رکھ لئیں باہو
ایمانو دیاں دہائی ہو

(حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ)

پہلا درجہ اسلام لانے کے بعد ایمان کا ہوتا ہے اور پھر وہ ایمان پھلتا پھولتا ترقی کرتا ہوا عشق حقیقی میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور علیہ السلام کی برکت سے اور پیر و مرشد کی نگاہ کرم سے عشق حقیقی میں بدل جاتا ہے۔

آمین بجاہ النبی کریم رؤف الرحیم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
احقر العباد نثار النبی بن محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ

Marfat.com

حرمت شراب

اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات پاک حکمت دانا ہے۔

شراب عرب لوگوں کی ایک عام سی عادت تھی اکثر لوگ شراب کے دلدادہ ہوتے تھے لیکن جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ز وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾

ترجمہ: وہ پوچھتے ہیں آپ سے شراب اور جوئے کی بابت آپ فرمائیے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور کچھ فائدے بھی ہیں لوگوں کے لیے اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے فائدوں سے۔

اس آیت شریف کے نزول کے بعد بعض لوگوں نے شراب پینا چھوڑ دی۔

ایک دن حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں کھانے کی محفل جمی کھانے کے بعد شراب پی کر جب اِمام نے نماز پڑھائی اور وہ تلاوت میں سورۃ کافرون میں 'لا' کہنا بھول گئے۔ اس طرح سے پوری سورۃ کا ترجمہ الٹ گیا اس کے معنی بھی بدل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو نہ قریب جاؤ نماز کے جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو جو کہتے ہو۔

(سورۃ نساء، ۴۳)

اب بعض لوگ اس وقت شراب پیتے جب کہ نماز کا وقت قریب نہ ہوتا۔ اکثر عشاء کی نماز کے بعد۔

ایک مرتبہ عتبان بن مالک کے ہاں محفل لگی اونٹ کا بھنا ہوا سر اور شراب پیش کی گئی۔ مدہوشی میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے اشعار پڑھے جن میں انصار کی ہجو تھی۔ ایک انصاری نے غصے میں اونٹ کے جبڑے کی ہڈی آپ کے سر پر دے ماری اور وہ سخت زخمی ہو گئے صبح حضور علیہ السلام کی خدمت میں معاملہ پیش کیا گیا اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ شراب کے بارے میں کوئی واضح حکم نازل ہو۔

اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور یہ سورۃ نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ

Marfat.com

وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾

ترجمہ: اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں سو بچو ان سے تاکہ تم فلاح پاؤ شیطان یہی تو چاہتا ہے کہ ڈال دے تمہارے درمیان بغض، عداوت شراب اور جوئے کے ذریعے اور روک دے تمہیں یاد الٰہی سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنیوالے ہو۔ (سورۃ مائدہ، ۹۱،۹۰)

اس آیت شریف کے بعد ہر آدمی کو کہنا چاہیے:

کہ اے ہمارے پروردگار ہم باز آگئے۔

سبحان اللہ صحابہ کرام کی کیا شان تھی۔ فوراً صحابہ کرام جن کے پاس شراب تھی۔ مدینہ کی نالیوں میں بہادی۔ اور فوراً ہی توبہ فرمائی اس دن مدینہ کی نالیوں میں شراب بارش کے زوردار پانی کی طرح بہہ رہی تھی۔

دیگر احکام، اظہار کا حکم

سال چھ ہجری میں ہی ظہار کا حکم نازل ہوا ایک صحابی اوس بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی حولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض ہوگئے اور انہوں نے اپنی بیوی کو کہا کہ تم میرے لیے میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو۔ زمانہ جاہلیت میں اس طرح کہنے سے عورت کو اپنے لیے حرام تصور کرلیا جاتا تھا۔

حضرت حولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ السلام کے آگے منت وسماجت کرنا شروع کردی ان کے خاوند بھی بہت پچھتاتے۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ السلام کا سر مبارک دھلا رہی تھیں۔ یہ کہنے لگیں کہ اگر میں اپنے چھوٹے چھوٹے بچے اپنے خاوند کے سپرد کرتی ہوں تو وہ ضائع ہونگے۔ اور اگر اپنے پاس رکھتی ہوں تو وہ بھوکے رہیں گے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تو حرام ہوگئی ہے وہ رونے اور چلانے لگی۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ المجادلہ نازل فرمائی۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۱﴾

ترجمہ: بے شک سن لی اللہ تعالیٰ نے اس کی بات جو تکرار کر رہی تھی آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں (اپنے رنج وغم کا) اور اللہ سن رہا تھا تم دونوں کی گفتگو بے شک اللہ تعالیٰ سب کی باتیں سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ (سورۃ المجادلہ ۱)

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے حضرت اوس کو بھی بلایا۔ اور انہیں فرمایا کہ کفارہ کے لیے غلام آزاد کرو۔ انہوں نے عرض کی حضور میرے پاس طاقت نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ دو ماہ لگا تار روزے رکھو انہوں نے عرض کی کہ اگر دن میں دو بار کھانا نہ کھالوں تو بینائی کمزور ہونے لگتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ انہوں نے عرض کی کہ اگر حضور علیہ السلام میری مدد فرمائیں تو پس حضور علیہ السلام نے ان کو پندرہ صاع غلہ دیا۔ اور انہوں نے غلہ لے کر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا۔
(تاریخ الخمیس ۲۔ ۲۵) (ضیا النبی ۴۔ ۱۷۱)

مومن و مشرک کے نکاح کی حُرمت

صلح حدیبیہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرما دیا کہ کوئی مومن مشرک عورت کے ساتھ نکاح نہیں رکھ سکتا یا کر سکتا۔ اور کوئی مومن عورت کسی کافر مرد کے ساتھ نکاح نہیں رکھ سکتی یا کر سکتی۔

یہ ایک دوسرے پر حرام قرار دے دیئے گئے۔

ہجرت کا ساتواں سال اسلام کی فتح مندیوں کا سال

غزوہ خندق کے بعد حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا۔

"اب ہم ان (کفار) پر حملہ کریں گے وہ ہم پر چڑھائی نہیں کر سکیں گے"

غزوہ حدیبیہ جو چھٹے سال کے آخر میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مسلمانوں کو ایک عظیم فتح عطا فرمائی۔ لوگ فوری طور پر اس کے سمجھنے سے قاصر تھے۔ لیکن آگے چل کر ہر ایک کو معلوم ہو گیا کہ یہ واقعی بہت عظیم فتح تھی۔ مسلمان اور مشرکین ایک دوسرے نے دس سال تک جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ جس سے مسلمانوں کو مکہ مکرمہ اور عرب کے دیگر علاقوں میں رسائی حاصل ہو گئی۔ اور اسلام کی فتح مندیوں کا سنہری باب شروع ہو گیا۔ اور بالآخر تین بڑے براعظموں ایشیاء افریقہ اور یورپ میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

حضور علیہ السلام نے کفار کی طرف سے فراغت کے بعد دوسرے عرب قبائل کی طرف توجہ فرمائی اور ان کو تسخیر کیا۔ اور اس کے علاوہ حضور علیہ السلام نے ارد گرد کے بڑے بڑے بادشاہوں کو اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور اپنی رسالت کا پیغام پہنچانے کے لیے قاصد روانہ فرمائے۔ اور ان لوگوں کی طرف اپنے خطوط بھیجے۔

مکتوب مبارک نجاشی بادشاہ کی طرف

حضور علیہ السلام نے حبشہ کے نجاشی بادشاہ کی طرف اپنے صحابی عمرو بن امیہ الضمری کو اپنا مکتوب گرامی دے کر روانہ فرمایا۔

Marfat.com

(مکتوب مبارک) بسمہ اللہ الرحمن الرحیم۔

من محمد رسول الله الى النجاشى ملك الحبشه اما بعد فانى احمد اليك الله الذى لااله الا الله هو الملك القدوس اسلام المومن المهيمن و اشهد انا عيسى ابن مريم روح الله و كلمته القها الى مريم البتول الطاهره المطهرة الطيبةِ الحصينة فحملت بعيسى مخلقه الله روحه و فنفخهٔ كما خلق ادم بيده وانى ادعوكَ الى الله وحده لا شريك له و الموا لا ة على طاعته فان تابعتنى و تومن بالذى جاء نى فانى رسول الله فانى ادعوك و جنودك الى الله تعالىٰ و قد بلغت و نصحت فاقبلو نصحى وقد بعثت اليكء ابن عمى جعفر و معه نفر من المسلمين و السلام على من تبع الهدى۔

ترجمہ۔شروع اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

یہ مکتوب محمد رسول اللہ کی طرف سے بنام نجاشی فرمانروائے حبشہ ۔اما بعد میں تیرے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس کے بغیر کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ حقیقی ہے ہر عیب سے پاک ہے سلامت رکھنے والا ہے امان دینے والا ہے نگہبان ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسی بن مریم روح اللہ ہیں اور اس کا کلمہ ہیں۔جو اس نے مریم کو القا کیا۔وہ مریم جو اللہ تعالیٰ سے لو گلائے ہے۔پاک ہے مطہر ہے خوشبو دار ہے پاک دامن ہے جو عیسی سے حاملہ ہوئی اللہ نے پیدا کیا اسے۔

اپنی روح سے اور پھونکا اس روح کو مریم میں جس طرح آدم (علیہ السلام) کو اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا۔

(اے نجاشی) میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ ایمان لاؤ اللہ پر جو وحدہ لا شریک ہے اور ہمیشہ اس کی اطاعت کرو۔اگر تو میری پیروی کرے گا۔اور ایمان لائے گا اس پر جو میں لے کر آیا ہوں تو بے شک میں اللہ کا رسول ہوں میں تجھے اور تیرے سارے لشکر کو اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں میں نے پیغام حق تجھے پہنچا دیا۔اور نصیحت کا فرض ادا کر دیا۔پس میری نصحیت قبول کرلو میں نے تمہاری طرف اپنے چچا زاد بھائی جعفر کو اور اس کے ساتھ چند مسلمانوں کو بھیجا ہے پس اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کا اتباع کرے۔

نجاشی ازراہ ادب یہ نوازش نامہ سننے کے لیے اپنے تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا تھا۔پہلے اس نے اسے اپنی آنکھوں سے لگایا تھا۔اور حضور علیہ السلام کا مکتوب گرامی سننے کے بعد کہنے لگا۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی وہ نبی امی علیہ السلام ہیں جن کا اہل کتاب انتظار کر رہے ہیں آپ ہی کے بارے میں موسی علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ آپ مراکب حمار ہیں اور آپ علیہ السلام ہی کے بارے میں عیسی علیہ السلام نے شہادت دی تھی کہ آپ شتر سوار ہیں۔''

Marfat.com

اس نجاشی بادشاہ کا نام اصحمہ تھا۔ اس نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ اس وفات 9ھ میں ہوئی۔ جب سرکار دو عالم علیہ السلام غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ اس نے اپنے بیٹے کو جوابی خط ے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ اگر میرے بس میں ہوتا تو حضور علیہ السلام کی خدمت میں خود حاضر ہوتا۔

(تاریخ الخمیس ۲/۳۰) (ضیاالنبی ۴/۱۸۲۔۱۸۱)

نجاشی کا جوابی خط

بسمہ اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ عریضہ اصحمہ کی طرف سے ہے۔ یارسول اللہ ﷺ آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام اور رحمتیں ہوں اور تیں نازل ہوں وہ اللہ جس کے بغیر اور کوئی معبود نہیں جس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی ہدایت دی۔

امابعد یارسول اللہ حضور علیہ السلام کا گرامی نامہ مجھے موصول ہوا۔

حضرت عیسی (علیہ السلام) کے بارے میں جو حضور علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے۔ اس سے ذرہ برابر بھی کم وبیش نہیں۔ آپ کے چچازاد بھائی جعفر رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگ یہاں پہنچ گئے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے سچے رسول (ﷺ) ہیں میں نے حضور علیہ السلام کی بیعت کی اور حضور علیہ السلام کے چچازاد بھائی کے ہاتھ پر خدا ایمان لے آیا ہوں۔ اپنے بیٹے ارھا کو حضور علیہ السلام کے پاس بھیج رہا ہوں اگر حکم ہو تو خود بھی حاضر ہونے کے لیے تیار ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور علیہ السلام کا ہر فرمان حق ہے۔

والسلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

(تاریخ الخمیس ۲/۳۰)

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے ایک اور نوازش نامہ ارسال فرمایا تھا۔ جس میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور علیہ السلام کے عقد یعنی نکاح کا حکم تھا۔"

نجاشی نے تعمیل حکم کیا۔

اور دونوں گرامی ناموں کو ہاتھی دانت کی ڈبی میں محفوظ کر کے نصیحت کی کہ حبشہ میں ہر طرح خیریت رہے گی جب تک کہ یہ دونوں گرامی نامے محفوظ رہیں گے۔

جب نجاشی حبشہ میں فوت ہوا تو حضور علیہ السلام نے مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کو اطلاع دی کہ نجاشی فوت ہوگیا ہے اس کی نماز جنازہ تمام صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کے پیچھے مدینہ طیبہ میں عیدگاہ کے مقام پر ادا کی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

قیصر روم کے نام مکتوب گرامی

حضور علیہ السلام وتسلمیات نے حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نہایت خوبصورت تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اکثر ان کی شکل میں ہی حضور علیہ السلام کے پاس تشریف لایا کرتے تھے کو قیصر روم کے پاس بھیجا۔

قیصر روم ان دنوں بیت القدس اپنی منت پوری کرنے کے لیے قسطنطنیہ سے ننگے پاؤں چل کر بیت القدس کی زیارت کے لیے آیا ہوا تھا۔ خسرو روم نے اس سے پہلے مملکت روم پر حملہ کر کے اِس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا اور مقدس صلیب بھی چھین کر لے گیا تھا۔ قیصر روم نے منت مانی تھی کہ اگر اس نے اپنے علاقے واپس لے لیے اور مقدس صلیب بھی واپس لے لی تو وہ ننگے پاؤں قسطنطنیہ سے پیدل چل کر بیت المقدس کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ نے اس کو فتح دی۔

اور اس نے اپنے علاقے اور مقدس صلیب واپس لے لی اور اپنی منت پوری کرنے کے لیے یا پیادہ چل پڑا۔

اس کی رعایہ اس کی منت پوری کرنے کے دوران اس کے راستے میں جگہ جگہ قالین اور پھول بچھاتی رہی اور اس کا استقبال کرتی رہی۔

حضور علیہ السلام نے حضرت وحیہ کلبی کو نصیحت فرمائی تھی کہ وہ بصری کے حاکم حارث بن ابی شمر کے پاس سے اس کا کوئی خاص آدمی ساتھ لے جائیں تا کہ قیصر روم کے ساتھ جلد ملاقات کا اہتمام ہو سکے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حاکم بصری نے اپنا خاص آدمی عدی بن حاتم ان کے ساتھ کر دیا۔

ایک دن بادشاہ قیصر روم بیت المقدس میں رات کو آسمان کے ستاروں میں غور کر رہا تھا۔ کیونکہ یہ ستاروں کے علم میں بہت ماہر تھا کہ اچانک اس کو ایک نیا ستارہ نظر آیا یہ اس کو دیکھ کر بہت مغموم ہو گیا کیونکہ اس کے علم کے مطابق اس ستارہ کے طلوع ہونے سے یہ مراد تھی کہ اس نبی (علیہ السلام) کا ظہور ہو چکا ہوا ہے اور عنقریب ان کے ماننے والے جو ختنہ کیا کرتے ہیں اس کی مملکت پر قبضہ کر لیں گے اپنی مملکت کے چھین جانے کے خوف سے یہ مغموم بیٹھا ہوا تھا۔

کہ اس کو حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کی اطلاع دی گئی۔ اس نے کہا کہ پہلے چیک کرو کہ کیا یہ ختنہ شدہ ہیں اس کو بتایا گیا کہ یہ واقعی ختنہ شدہ ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کا خط مبارک لے کر آئے ہیں۔ تو یہ کہنے لگا کہ یہ ستارہ اسی نبی (علیہ السلام) کی آمد کے بارے میں بتاتا ہے۔ اور یہ لوگ عنقریب تمہارے پاؤں کی جگہ کے مالک ہوں گے۔

تھوڑی دیر بعد حضرت وحید کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہمراہ عدی بن حاتم کو لیے تشریف لائے اور حضور علیہ السلام کا مکتوب مبارک قیصر روم کو دیا۔ حضور علیہ السلام کے خط کے مندرجات یہ تھے۔

خط مبارک:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

من محمد عبداللہ و رسولہ الیٰ ابی ہرقل عظیم روم سلامٌ علیٰ من اتبع الھدیٰ
اما بعد فا انی ادعوك بدعایة الاسلام اسلم تسلم و اسلم یعطك اللہ اجرك مَرتین فان تولیت فعلیك إثم العریسین، و یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمة سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ و لا تشرك بہ شیئًا و لا یَتَّخِذَ بعضنا بعضاً اربابا من دون اللہ فان تولو فقولو اشھدو بِانا مسلمون۔

اللہ
رسول
محمد

ترجمہ: یہ خط محمد (ﷺ) کی طرف سے ہے۔ جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ہرقل کی طرف سے جو روم کا بڑا ہے۔ سلامتی ہو ہر اس شخص پر جو ہدایت کا پیروکار ہے۔

امابعد! میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں تو اسلام لے آ۔ تو سلامت رہے گا اللہ تعالیٰ تجھے دو چند اجر عطا فرمائے گا۔ اور اگر تو نے اس دعوت کو قبول کرنے سے روگرانی کی تو تمہارے کسانوں کے انکار کا گناہ بھی تیری گردن پر ہوگا۔

اے اہل کتاب آجاؤ اس کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔ اور کسی چیز کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے اور ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایک دوسرے کو اپنا رب نہیں بنائیں گے اور اس دعوت کے باوجود بھی اگر وہ روگردانی کریں تو تم یہ کہو! کہ اے روگرانی کرنے والو گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔

(الوثائق السیاسیہ ۱۰۹)

ہرقل نے جب حضور علیہ السلام کا خط مبارک پڑھا تو نبوت کے جلال سے وہ مارے خوف کے پسینہ پسینہ ہو کر کانپنے لگا۔ اور حاضرین محفل نے آہ وفغاں شروع کر دی۔ اس نے حکم دیا کہ معلوم کرو کہ کیا ان کے علاقہ سے کوئی تاجر وغیرہ ادھر آئے ہوئے ہیں اس وقت صلح حدیبیہ ہو چکی تھی اور لوگ بغیر خوف کے ادھر ادھر تجارت کے لیے مختلف ممالک میں آجارہے تھے۔ اس کے لوگ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ کر لے آئے اس نے ابوسفیان کو آگے بیٹھا لیا اور دوسرے لوگوں کو اس کے پیچھے بٹھا کر دوسرے اس کے ساتھیوں سے کہا کہ اگر یہ جھوٹ بولے تو تم لوگ مجھے آگاہ کر دینا۔ اس نے ابوسفیان سے مختلف سوالات کیے ابوسفیان نے ان کے جوابات دیے۔ سوال و جواب کے بعد آخر میں ہرقل کہنے لگا کہ میں نے تم سے ان کا نسب پوچھا تم نے کہا کہ ان کا نسب عالی ہے اللہ کے رسول علیہ السلام ایسے ہی ہوتے ہیں تم نے مجھے بتایا کہ ان کے علاوہ کسی اور نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ہے اگر کوئی اور نبوت کا دعویٰ کرتا تو میں سوچتا کہ یہ اس کی اقتداء کر رہے ہیں

تم نے مجھے بتایا کہ ان کے آباؤ اجداد سے کوئی بادشاہ نہیں گزرا ہے اگر گزرا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اپنے باپ دادا کی

Marfat.com

بادشاہی کے خواہشمند ہیں۔تم نے مجھے بتایا کہ ان کے دعویٰ نبوت سے پہلے ہم ان پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگاتے تھے تو بات ایسی ہی ہے کہ جو لوگوں کے ساتھ جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ جھوٹ نہیں بول سکتا ہے۔

تم نے مجھے بتایا کہ کمزور لوگ ان کی پیروی کر رہے ہیں تو رسولوں کے تابعدار اکثر کمزور لوگ ہی ہوئے ہیں۔

میں نے تم سے پوچھا کہ اِن پر ایمان لانے والے لوگ کم ہو رہے ہیں یا بڑھ رہے ہیں تم نے کہا کہ بڑھ رہے ہیں۔ایمان کا یہی حال ہے کہ وہ بڑھتا ہی رہتا ہے۔حتیٰ کہ مکمل ہو جائے۔

تم نے مجھے بتایا کہ ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی مرتد ہو کر دین سے نہیں نکلا ہے ایمان کی حلاوت جب دل میں داخل ہو جاتی ہے سرایت کر جاتی ہے تو پھر نکلتی نہیں۔

تم نے مجھے بتایا کہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیتے ہیں کہ ہم کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بنائیں وہ ہمیں نماز پڑھنے، صدقہ کرنے، سچ بولنے، اور عصمت وصلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔

جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ سچ ہے تو وہ عنقریب میرے ان دونوں قدموں کی جگہ کے مالک بن جائیں گے۔میں یقیناً جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں لیکن مجھے یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم سے ہونگے۔اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں ان تک پہنچ سکوں گا۔تو ضرور ان سے ملاقات کے لیے سفر کی مشقت اٹھاتا اور اگر مجھے ان کے پاس حاضری کی سعادت نصیب ہوتی تو میں ان کے پاؤں دھوتا۔

ابوسفیان کہتا ہے جب وہ اپنی بات ختم کر چکا تو حاضرین کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور شور وغل بڑھنے لگا تو ہرقل نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو باہر نکل جانے کا حکم دے دیا۔میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابوکبشہ (حضور علیہ السلام کے رضاعی باپ) کے بیٹے کا کام بہت عظیم ہو گیا ہے۔اب ان سے رومیوں کا بادشاہ بھی خوف کھانے لگا ہے۔میں یہ یقین کرتا رہا کہ یہ عنقریب غالب ہو جائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے قبول اسلام کے دروازے کھول دیئے۔ہرقل حضرت وحید کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنہائی میں لے گیا اور کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں کہ حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ہماری کتابوں میں ان کی ساری صفات موجود ہیں لیکن مجھے ڈر ہے کہ اگر میں ان پر ایمان لانے کا اعلان کر دوں تو رومی مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

قیصر نے اپنا خط حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو دے کر کہا کہ روم میں عظیم مذہبی پیشوا صغاطر کے پاس لے جائیں حضرت وحید کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ خط صغاطر کے پاس لے کر گئے تو جب اُس نے دین اسلام کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کی تو بے اختیار بول اٹھے۔کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول علیہ السلام ہیں ان کی صفات جن کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ ہماری کتابوں میں موجود ہیں۔مجھے ان کی نبوت کے بارے میں کوئی شبہ نہیں۔پھر وہ وہاں سے اٹھ کر کلیسا گیا۔سارے عیسائیوں کو وہاں اکٹھا کیا اور کہا کہ ''اے میرے رومی بھائیو، کان کھول کر سن لو میرے پاس محمد عربی ﷺ کے بارے میں خط آیا

Marfat.com

ہے اس خط میں انہوں نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔ان کی رسالت آفتاب سے روشن تر ہے۔اٹھوتم سب یہ کہوکہ اللہ یک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ﷺ ہیں۔"

عیسائیوں نے جب ان کی بات سنی توسیخ پا ہو گئے۔اور صغاطر (مذہبی پیشوا) پر حملہ کر دیا اور تیروں کے اتنے وار کیے کہ ہ دم توڑ گیا۔حضرت وحید کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی مشکل سے وہاں سے بچ نکلے ہیں کامیاب ہوئے اور واپس ہرقل کے پاس آ کر اس کو احوال سنایا۔

ہرقل کہنے لگا کہ اتنے بڑے مذہبی پیشوا کا میری قوم نے یہ حال کر دیا ہے تو یہ میرا حال کیا کرینگے۔

اس کے بعد ہرقل قیصر روم واپس حمص چلا گیا حضور علیہ السلام جب غزوہ تبوک کی غرض سے تبوک پہنچے تو آپ نے دوبارہ قیصر روم کی طرف ایک خط لکھا اور دوبارہ حضرت وحید کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو خط لے جانے کے لیے منتخب فرمایا۔

(ضیاالنبی ۴/ ۱۹۱/تا ۱۸۷)

خط مبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول اللہ الی صاحب الروم ۔انی ادعوك الی الاسلام فإن اسلمت فلك مَا للمسلمین و علیك ما علیهم فان لم تدخل فی الاسلام فَاعطِ الجزیة فان اللہ تعالیٰ یقول (قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ۝۲۹) و الا فلا تحل بین افلاحین و بین الاسلام ان یدخلو فیه او یعطو الجزیةَ۔

اللہ
رسول
محمد

ترجمہ: شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔محمد رسول اللہ کی طرف سے بنام شاہ روم: میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں اگر تم اسلام لے آؤ تو تم پہلے مسلمانوں کی طرح ہو جاؤ گے تو جو حقوق ان کے ہیں وہی حقوق تمہیں حاصل ہونگے۔اور جو ذمہ داریاں ان کی ہیں وہ تمہیں بھی حاصل ہونگی۔اور اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے تو پھر جزیہ دینا قبول کرلو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (ترجمہ) آیت شریف (جنگ کرو ان سے جو نہیں ایمان لاتے اللہ پر اور روز قیامت پر،اور نہیں سمجھتے جسے حرام کیا ہے اللہ نے اور اس کے رسول علیہ السلام نے اور نہ قبول کرتے ہیں سچے دین کو ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب

Marfat.com

دی گئی ہے یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں۔اپنے ہاتھ سے اس حال میں کہ وہ مغلوب ہوں) اگر تمہیں یہ بھی منظور نہیں تو پھر اپنی رعایا کو آزاد چھوڑ دو۔ چاہے وہ مسلمان ہوجائیں۔چاہے وہ جزیہ دینا قبول کرلیں۔

حضرت وحید کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کا مکتوب گرامی لے کر جب دربار قیصر روم کے پاس حمص میں پہنچے تو قیصر روم نے حضور علیہ السلام کا گرامی نامہ پڑھنے کے بعد تمام بڑے مصائب لوگوں کو ایک ہال میں اکٹھا کرلیا اور حکم دیدیا کہ اس کے دروازے بند کردیئے گئے اور بادشاہ ان کے سامنے ظاہر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ یہ (حضور علیہ السلام) جس جگہ خیمہ زن ہیں تم جانتے ہو۔انہوں نے میری طرف لکھا ہے کہ کوئی ایک بات قبول کرلو۔

۱۔ ہم سب لوگ اسلام قبول کرلیں

۲۔ یا انہیں جزیہ دینا قبول کرلیں

۳۔ یا جنگ کے لیے تیار ہوجائیں۔قیصر روم کہنے لگا اے نصرانیت کے عالموتم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ وہ یہاں ضرور قابض ہونگے۔جہاں آپ ہمارے قدم ہیں۔پس آؤ ان کا دین قبول کرلیں یا ان کو جزیہ دینا قبول کرلیں۔

تمام لوگ بپھر گئے اور انہوں نے اپنی کلاہیں اتار کر پھینکنا شروع کردیں اور کہنے لگے کہ تم ہمیں نصرانیت کو ترک کردینے کا حکم دیتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ حجاز سے آنے والے ایک عرب کے غلام بن جائیں اور یہ لوگ شوروغل مچاتے ہوئے باہر کو بھاگے۔لیکن دروازے بند پائے۔

قیصر روم نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ باہر نکل کر انقلاب برپا کردیں گے۔اس نے ان کو واپس دوبارہ اکٹھا کیا اور کہنے لگا کہ خاموش ہوجاؤ۔میں نے تو یہ بات تمہیں آزمانے کے لیے کہی تھی کہ تم اپنے دین پر کہاں تک پختہ ہو۔

قیصر روم نے ایک آدمی منگوایا جو کہ عربی سخن میں ماہر تھا۔ان کا نام تنوخی تھا۔اور اسے اپنا خط دے کر کہا کہ حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں جاؤ اور جو وہ فرمائیں اسے ذہن نشین کرلینا۔لیکن فرض محال ساری گفتگو ذہن نشین نہ کرسکو تو تین باتیں خاص طور پر بالکل نہ بھولنا۔

پہلی بات یہ کہ کیا دوران گفتگو وہ کیا اپنے پہلے خط کا حوالہ دیتے ہیں؟۔

دوسری بات یہ کہ کیا دوران گفتگو وہ رات اور دن کا حوالہ دیتے ہیں؟۔

تیسری بات یہ کہ کیا پشت کی طرف غور سے دیکھنا کہ اگر کوئی تعجب آمیز چیز تمہیں دکھائی دے تو مجھے بتانا۔

تنوخی کہتا ہے کہ میں قیصر کا خط لے کر حضور علیہ السلام کے پاس تبوک کے مقام پر آیا۔حضور علیہ السلام نے مجھے شرف بازیابی کا موقع عطا فرمایا۔میں حاضر خدمت ہوا۔تو حضور علیہ السلام نے مجھے اپنے سامنے بٹھالیا۔میں نے ہرقل قیصر روم کا خط پیش کیا حضور علیہ السلام نے اسے اپنے پاس رکھ لیا۔اور مجھے پوچھنے لگے کہ میں کون ہوں۔میں نے عرض کی کہ قبیلہ تنوخ کا ایک فر

Marfat.com

ہوں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا اسلام لانا پسند فرماؤ گے کیوں کہ یہ دین تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے میں نے عرض کی کہ میں ایک قوم کی طرف سے سفیر بن کر آیا ہوں۔ میرا دین وہی ہے جو میری قوم کا دین ہے جب تک کہ میں اپنی قوم کے پاس لوٹ کر واپس نہ چلا جاؤں۔ میں اپنا مذہب نہیں بدلوں گا۔

حضور علیہ السلام میرا جواب سن کر ہنس دیئے اور فرمانے لگے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾

ترجمہ: بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند کریں البتہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو خوب جانتا ہے۔ (سورۃ قصص، ۵۶)

پھر فرمایا کہ میں نے ایک دعوت نامہ کسریٰ کی طرف بھیجا تھا اس نے اس کو پھاڑ کر پارہ پارہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے اس کی مملکت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ میں نے تیرے بادشاہ کی طرف دعوت نامہ بھیجا اس نے اسے عزت و احترام سے وصول کیا۔ لوگ اس کی قوت سے خائف رہیں گے۔ جب تک اس کی زندگی میں خیر ہوگی۔ تنوخی کہتا ہے کہ مجھے قیصر روم کا فرمان یاد آگیا کہ یہ بات ان تین باتوں میں سے ایک ہے۔ جن کو یاد رکھنے کا (حضور علیہ السلام نے) قیصر روم سے کہا اور میں نے بطور یاداشت اس کو تیر کی نوک سے اپنی تلوار کی میان پر لکھ لیا۔

حضور علیہ السلام نے قیصر روم کا خط اپنے پاس بیٹھے ایک شخص کو دیا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں قیصر نے اپنے خط میں کہا کہ قرآن پاک کی آیت شریف میں ہے کہ

عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ

ترجمہ: کہ سارے آسمانوں اور زمینوں کو ملایا جائے تو جنت اس کا عرض بنتی ہے۔ (سورۃ آل عمران، ۱۳۳)

قیصر نے پوچھا تھا کہ اس وقت دوزخ کہاں ہوگی۔ حضور علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا

سبحان اللہ ابن الیل از جاء النہار

ترجمہ: رات کہاں ہوتی ہے جب دن آجاتا ہے۔

تنوخی کہتا ہے کہ میں نے رات اور دن کے ذکر والی دوسری بات بھی لکھ لی۔

قیصر روم کا خط سننے سے فراغت کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تو ہمارے پاس قیصر کا قاصد بن کر آیا ہے۔ تیری خاطر مدارت اور تیری تکریم ہم پر فرض ہے لیکن ہم حالت سفر میں ہیں اور ہمارا زاد راہ بھی قریب الاختتام ہے۔ ورنہ ہم ضرور تمہیں انعام و اکرام سے نوازتے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ حضور علیہ السلام اگر مجھے اجازت دیں تو میں اسے انعام پیش کرتا ہوں انہوں نے منصوریہ کی بنی ہوئی ایک خلعت اپنے سامان سے نکالی اور میرے آگے رکھ دی میرے پوچھنے پر بتایا گیا کہ ان کا نام حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) ہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس شخص کا کون میزبان بنے گا۔ ایک انصاری شخص نے

Marfat.com

عرض کی حضور علیہ السلام میں اس کا میزبان بنوں گا۔

جب میں اس محفل سے باہر نکلا تو حضور علیہ السلام مجھے بلایا اور فرمایا کہ یہاں سے گزرو جیسے کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے۔

تنوخی کہتا ہے کہ مجھے قیصر کی تیسری بات یاد آ گئی۔ اور میں حضور علیہ السلام کے پیچھے آیا اور میں نے حضور علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت مبارک دیکھی جو بہت نمایاں تھی۔

اس طرح قیصر کی تیسری بات جو تنوخی بھول گیا تھا اسے حضور علیہ السلام نے یاد کروادی۔

آج حضور علیہ السلام کے علم غیب پر (نعوذ باللہ) اعتراض کرنے والوں کے لیے یہ بات مشعل راہ ہے۔ قیصر روم نے حضور علیہ السلام کے مکتوبات شریف کو سونے کی ایک نلکی میں محفوظ کر دیا اور قیصر کے وارث تمام رومی بادشاہ ان کی بڑی تعظیم تکریم کرتے رہے اس نے ان مکتوبات شریف کو سونے کی نلکی میں محفوظ کر کے سونے کے پتھروں سے بنے ایک صندوق میں رکھ دیا اور اپنے وارثوں کو نصیحت کی کہ اس وقت تک خیر ہوگی اور حکومت تمہارے پاس رہے گی جب تک کہ یہ گرامی نامہ تم عزت و اکرام سے محفوظ رکھو گے۔ (مدارج النبوۃ ۲/ ۲۹۸۔ ۲۹۷) (الوثائق السیاسیہ ۱۱۴ تا ۱۱۰)

گرامی نامہ بنام مقوقس شاہ مصر

آقا دو جہاں حضور علیہ السلام نے ایک گرامی نامہ مقوقس جو کہ مصر کا حاکم تھا کے نام لکھا اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ سکندریا مصر کے دارالخلافہ میں بادشاہ کے پاس بھیجا۔ حضور علیہ السلام کی برکت سے ان کو فوراً شرف بازیابی حاصل ہوگئی۔ اور مقوقس بادشاہ ان کے ساتھ بڑے عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا حضور علیہ السلام نے اس کی طرف تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد عبداللہ رسولہ الی مقوقس عظیم القبط سلام علی من اتبع الھدی۔

امابعد! فانی ادعوك بدعاية الاسلام! اسلم تسلم يعطيك الله۔ اجرك مرتين فان توليت فعليك إثْمُ القبط يا اهل الكتاب تَعَالَوْ على كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعبُدُ إِلَّا الله وَلَا تُشْرِكَ به شيئاؤ لا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولو فقولو اشهدو ابانامسلمون۔

اللہ
رسول
محمد

ترجمہ: شروع اللہ کے نام لے کر جو رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

یہ خط محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے مقوقس قبطیوں کے سردار کی طرف ہے سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کا پیروکار ہے۔

Marfat.com

اما بعد میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں اسلام لے آؤ۔سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تجھے دوگنا اجر عطا فرمائے گا۔اور اگر تم روگردانی کرو تو سارے قبطیوں کی گمراہی کا گناہ تیری گیری گردن پر ہوگا۔

اے اہل کتاب آجاؤ اس کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرینگے۔اور کسی چیز کو اس شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔اور ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی ایک دوسرے کو اپنا رب نہیں بنائیں گے۔اور اگر یہ لوگ روگردانی کریں تو کہو اے منکرو گواہ رہنا ہم مسلمان ہیں۔

اللہ
رسول
محمد

مقوقس شاہ مصر حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنہائی میں لے گیا۔آپ نے اس کو نصیحت کی اور منکر لوگوں کے احوال سنائے اور!اسے کہا کہ ان لوگوں سے تمہیں عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

مقوقس شاہ مصر کہنے لگا کہ ہمیں امید تھی کہ عنقریب ایک نبی (علیہ السلام) ظاہر ہونے والے ہیں لیکن ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ شام سے ظاہر ہوں گے۔عرب ایک ایسا ملک ہے جہاں افلاس اور قحط سالی ہے اگر میں آپ ﷺ پر ایمان لے آیا تو میری قوم اس دین کو قبول نہیں کرے گی۔اور مجھے تاج وتخت گنوانا پڑے گا جسے میں پسند نہیں کرتا۔(الوثائق السیاسیہ ۱۳۵)

اس نے ایک ہاتھی دانت کی ڈبیا میں بڑے عزت واحترام سے حضور علیہ السلام کے خط مبارک کو رکھا۔اس نے جواب تحریر کیا۔

جوابی خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لمحمد بن عبداللہ من المقوقس عظیم القبط سلام علیك

اما بعد قد قرات کتابت و فهمت ما ذکرت فیه و ما تدعو الیه و قد علمت ان نبیاً بقی و قد کنت اظن انه یخرج الشام و قد اکرمت رسولك و بعث الیك بجارتین لهما مکان فی القبط عظیم و بکسوة و اهدیت الیك بغلة ترکبها و السلام علیك۔

ترجمہ: شروع اللہ کے نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔محمد بن عبداللہ (ﷺ) کی خدمت میں
مقوقس عظیم قبط کی طرف سے آپ پر سلام

اما بعد! میں نے آپ کا مکتوب گرامی نامہ پڑھا اس کے مندرجات اور جس دین کو قبول کرنے کی آپ نے دعوت دی ہے اسے سمجھا مجھے اس بات کا علم تھا کہ ایک نبی کی آمد ہوگی لیکن میرا خیال تھا کہ وہ ملک شام سے ظاہر ہونگے میں نے آپ کے

Marfat.com

قاصد کی عزت وتکریم کی ہے میں حضور (علیہ السلام) کی خدمت میں دو کنیزیں بھیج رہا ہوں جن کی اہل قبط کی نگاہوں میں بڑی قدر ومنزلت ہے ایک خلعت اور ایک خچر حضور (علیہ السلام) سواری کے لیے پیش ہے۔ والسلام علیک۔ (تاریخ الخمیس ۲/۳۹)

اس نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک ہزار مثقال سونا اور بیس خلعتیں ایک سفید خچر اور یعفور نامی گدھا بھی بھیجا۔

حضور علیہ السلام نے جب اس کا جوابی خط اور اس کی باتیں سنیں تو فرمایا "خبیث نے اپنے ملک کے سلسہ میں بخیلی کی ہے لیکن اس کا ملک باقی نہیں رہے گا"

جو دو کنزیں اس نے بھیجی تھیں ان کا نام ماریہ اور سرین تھا۔ حضور علیہ السلام کے فرزند حضرت ابراہیم حضرت ماریہ رضی اللہ عنہما کے ہی بطن سے تھے۔ آپ نے بچپن میں ہی وفات پائی۔ آخری وقت یہ حضور علیہ السلام کی گود مبارک میں تھے۔ اور حضور علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے صحابہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کیا حضور علیہ السلام رو رہے ہیں؟ فرمایا دل غمزدہ ہے لیکن ہم اپنی زبان پر کوئی ایسا حرف نہیں لاتے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو۔ اے ابراہیم رضی اللہ عنہ ہم تیری جدائی پر غمگین ہیں۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فرزند پاک کی وفات کے دن سورج گرہن بھی لگا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سورج کسی کی موت اور زندگی سے گرہن نہیں لگا کرتا۔"

دوسری کنیز سرین تھی جو حضور علیہ السلام نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی جن سے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

مکتوب مبارک بنام حارث بن ابی شمر الغسانی

حضور علیہ السلام نے حارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس اپنا مکتوب گرامی حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ روانہ فرمایا۔ قیصر شاہ روم نے اس کو غسانی ریاست کا حاکم مقرر کیا تھا۔

حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو دن اس کی ملاقات کے لیے کوشش فرماتے رہے لیکن جب کوئی صورت نہ نکلی تو اس کے دربان سے رابطہ کیا۔ یہ اچھا آدمی تھا اس نے کہا کہ حارث فلاں دن باہر نکلے گا تب ہی اس سے ملاقات ہو سکے گی۔ میں نے جب اس کو حضور علیہ السلام کے متعلق بتایا تو اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور کہنے لگا کہ میں آپ پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔ کیونکہ میں نے انجیل میں جو آخری نبی علیہ السلام کی خصوصیات پڑھی ہیں وہ اِن میں موجود ہیں لیکن بادشاہ کا خوف نہ ہوتا تو میں اپنے ایمان کا اعلان کر دیتا۔ اس نے آپ کو بہت عزت وتکریم سے اپنے پاس رکھا۔ کئی روز کے بعد جب حارث باہر نکلا تو حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا گرامی نامہ اسے پیش کیا۔ حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا تھا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول اللہ ابی الحارث ابی شمر سلام علی من اتبع الھدی و امن و صدق و
إنی ادعوك ان تو مَن باللہ وحدہ لاشریك لہ یبقی لك ملكك۔

اللہ
رسول
محمد

ترجمہ: شروع اللہ کے نام لے کر جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

محمد رسول اللہ کی طرف سے حارث بن ابی شمر کے نام ہر اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کا پیروکار ہے اور اس پر ایمان لے آیا ہے۔ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ تم اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لے آؤ تمہارا ملک باقی رہے گا۔"

(الوثائق السیاسیہ ۱۲۶)

اس بد بخت نے حضور علیہ السلام کے گرامی نامہ کو غصہ سے بے قابو ہو کر زمین پر دے مارا اور کہنے لگا کہ کون مجھ سے میری مملکت چھیننا چاہتا ہے۔ میں اس پر حملہ کروں گا اور اس نے فوراً اپنے لشکر کو تیاری اور اپنے گھوڑوں کی نعل بندی کا حکم دیدیا۔

پھر اس نے قیصر شاہ روم کو اپنے ارادہ سے مطلع کرنے کے لیے قاصد بھیجا۔ قیصر نے اسے فوراً سختی سے حملہ کے ارادہ سے باز رہنے کا حکم دیا تو سارا فتور اس کے دماغ سے نکل گیا کہ قیصر بھی حضور علیہ السلام سے خائف ہے۔

پھر اس نے حضور علیہ السلام کے قاصد کو بلایا اور ان کو ایک سو مثقال سونا دے کر واپس بھیجا۔

حضور علیہ السلام کا ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کے نام خط مبارک

حضور علیہ السلام نے اپنا خط مبارک ایران کے شہنشاہ خسرو پرویز کے نام بھیجا یہ خط آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ روانہ کیا۔

خط کے مندرجات یہ ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول اللہ ابی کسری عظیم فارس سلام علی من اتبع الھدی وامن باللہ
ورسولہ و شھد ان لّا الہ اللہ وحدہ لاشریك لہ و ان محمد عبدہٗ ر رسولہ و ادعوك
بداعیۃ اللہ عزوجل فانی انا رسول اللہ عزوجل الی الناس کافۃ لا انذر من کان

Marfat.com

حیا ویحق القول علی الکفرین اسلم تسلم فان ابیت فعلیك اثم المجوس۔

الله
رسول
محمد

ترجمہ: شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یہ خط محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے کسریٰ شاہ ایران کے نام ہے سلامتی ہو ہر اس شخص پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لے آیا اور یہ گواہی دی کہ اللہ وحدہ لاشریک کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اے کسریٰ میں تمہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آنے کی دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں اللہ عزوجل کا رسول ہوں تمام لوگوں کی طرف تاکہ میں بروقت متنبہ کردوں جو زندہ ہیں اور تاکہ حجت تمام کردوں کفار پر اسلام قبول کرلے۔ سلامت رہے گا اور اگر تو اسلام قبول کرنے سے انکار کرے گا تو تیری گردن پر سارے مجوسیوں کی گمراہی کا گناہ ہوگا۔ (تاریخ الخمیس ۲/۳۹)

الله
رسول
محمد

جب کسریٰ کے پاس حضور علیہ السلام کا گرامی نامہ پہنچا اور اس نے اسے پڑھا تو فرط غضب کے پاگل ہوگیا اور گرامی نامہ کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ اور کہنے لگا کہ (نعوذ باللہ) میرا ایک غلام مجھے خط لکھنے کی جسارت کرتا ہے اس نے یمن میں اپنے گورنر بازان کو حکم دیا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تیرے علاقہ میں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے فوراً انہیں گرفتار کرکے میرے پاس بھیجو۔

بازان نے اپنے ایک وزیر سمی بانویہ کو ایک فارسی النسل شخص جس کا نام خرخسرہ تھا کے ساتھ مدینہ طیبہ اپنا خط دے کر روانہ کیا کہ فوراً ان دونوں کے ہمراہ کسریٰ کے پاس چلیں۔

جب یہ حضور علیہ السلام کے پاس پہنچے تو حضور علیہ السلام نے ان کو خوش آمدید کہا اران کی خاطر مدارت فرمائی اور انہوں نے حضور علیہ السلام کو اپنی آمد کے مقصد سے آگاہ فرمایا۔

حضور علیہ السلام نے ان کو دوسرے دن حاضر ہونے کا حکم فرمایا۔

جب یہ دوسرے دن حاضر ہوئے تو حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا

"کہ جاؤ اپنے صاحب کو جا کر بتادو کہ میرے رب نے اس کے رب کسریٰ کو آج رات قتل کردیا ہے۔

جب کہ رات کے سات پہر گزر چکے تھے اس کے بیٹے شیرویہ نے اس کی چھاتی پر چڑھ کر اس کا پیٹ پھاڑ دیا ہے جاؤ اور بازان کو جا کر اس کے شہنشاہ کی ہلاکت کی اطلاع کردو"

وہ کہنے لگے کہ آپ جانتے ہیں۔

Marfat.com

کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک اسے جا کر بتادو اور ساتھ یہ بھی بتادو کہ میرا دین اور میری حکومت کسری کی مملکت کی آخری حدود تک پہنچے گی۔ بلکہ وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کوئی کھر والا جانور یا سم والا جانور موجود ہے اور اسے یہ بھی کہہ دینا کہ اگر اسلام قبول کرلو گے تو تمہارا ملک اور ساز وسامان تمہارے پاس ہی رہنے دیا جائیگا۔

حضور علیہ اسلام نے باذان کے قاصد کو سونے اور چاندی سے مرصع کمر بند بطور تحفہ دیا جب یہ واپس باذان کے پاس پہنچے تو انہیں اسے حضور علیہ السلام کی پیش گوئی کے متعلق بتایا اور دوسری باتیں بھی بتائیں جب کچھ دنوں بعد کسری پرویز کے قتل کی خبر ملی تو اس نے اور باقی اور کئی لوگوں نے اسلام قبول کرلیا اور اپنے ایمان لانے کی اطلاع حضور علیہ السلام کو مدینہ طیبہ بھجوادی

(تاریخ الخمیس ۲/ ۳۷۔ ۳۶۔ مدارج النبوۃ ۲/ ۲۲۴۔ ابن سعد طبقات الکبریٰ ۱/ ۲۶۰) (ضیاالنبی ۴/ ۱۸۱ تا ۲۰۷)

Marfat.com

غزوہ خیبر

خیبر کا محل وقوع

خیبر مدینہ منور سے ۹۶ میل ۱۵۶ کلو میٹر پر شمال مشرق میں تیس کلو میٹر کے علاقے پر محیط سرسبز و شاداب حرہ تھا۔ حرہ اس علاقے کو کہتے ہیں جہاں سیاہ لاوے سے چٹانیں وغیرہ ہوں۔ (رحمت دارین۔ طالب ہاشمی ص۔ ۵۸۹) یہاں یہودیوں نے اپنی حفاظت کے لیے چھوٹے بڑے چودہ حصن (قلعے) بنائے ہوئے تھے جن کے نام۔

۱۔ناعم۔ ۲نطاۃ۔ ۳۔صعب۔ ۴۔زبیر۔ ۵۔الشق ۶۔البُر

۷۔ابی۔ ۸۔قموص۔ ۹الوطیع۔ ۱۰۔سلالم۔ ۱۱الکتیبہ۔ ۱۲۔قصارہ۔ ۱۳۔نزار

۱۴۔مربطہ۔ (سیرت رحمت دارین از طالب ہاشمی، صفحہ ۵۸۹)

یہودیوں نے اِن چودہ قلعوں کو تین حصون میں تقسیم کیا ہوا تھا اور ہر حصون میں متعدد قلعے تھے۔ اِن حصون کو حصون النطاۃ۔ حصون الشق اور حصیون الکتیبہ کہتے تھے۔ سب حصون میں کل چودہ قلعے تھے۔

ان چودہ قلعوں کو ملا کر خیبر کا علاقہ بنتا تھا یہاں یہ کھیتی باڑی کرتے تھے اور انہوں نے یہاں بہت سے باغات بھی لگائے ہوئے تھے اور یہاں کھجوروں کے جھنڈ بھی تھے۔

غزوہ خیبر کا پس منظر

یہود بنی قینقاع اور یہود بنی نظیر کی کثیر تعداد یہاں آ کر آباد ہوگئی تھی۔

یہ تمام لوگ مسلمانوں کے سخت مخالف تھے۔ اور آئے روز حضور علیہ السلام کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے اِن سے معاہدہ فرمایا تھا کہ ہر ایک کو مذہبی آزادی ہوگی اور ہر کوی اپنے مذہبی اشعار کو آسانی سے ادا کر سکے گا۔ ہر ایک کی عبادت گاہوں کا تحفظ کیا جائے گا اور کسی کی معاشی سرگرمیوں پر کوئی پابندی نہیں ہوگی جو ان کے اوس وخزرج کے ساتھ معاہدے ہیں۔ وہ برقرار رہیں گے۔ تمام لوگ ایک دوسرے سے دھوکہ اور غدر نہیں کرینگے گے نہ ہی وہ دشمن کے لیے جاسوسی کریں گے اور نہ ہی دشمن قبائل کی مدد کرینگے۔ وہ کسی پر دست تعدی دراز نہیں کرینگے۔

مسلمانوں نے ہمیشہ ان معاہدوں کی پاسداری کی لیکن یہودیوں کے دلوں میں ہمیشہ سے مسلمانوں کے خلاف نفرت رہی۔ اور وہ ان معاہدوں کو آئے دن توڑتے رہے مسلمانوں کی فتوحات ان سے ہضم نہ ہوسکیں اور وہ ہر دم حسد کی آگ میں جلتے

Marfat.com

جارہے تھے۔انہیں یہودیوں نے آس پاس کے یہودیوں کے سرداروں کو ساتھ ملا کر وفد کی صورت میں مکہ مکرمہ اور آس پاس کے دوسرے قبائل کو اکسایا اور انہی کے ورغلانے پر لوگ جنگ احزاب کے موقع پر کفار کا جم غفیر لے کر مسلمانوں پر آپڑے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام کی حفاظت فرمائی اور دشمن خائب و فاسر ہو کر واپس لوٹ گیا۔

غزوہ حدیبیہ سے جب حضور علیہ السلام واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے تو سرکار دو عالم ﷺ کو خبر ملی کہ خیبر کے یہودی اور بنی قریظہ کے وہ یہودی جو مدینہ طیبہ سے جا کر خیبر میں آباد ہو گئے تھے نے مدینہ طیبہ پر چڑھائی کا منصوبہ بنایا ہے اور اس مقصد کے لیے انہوں نے خیبر کے آس پاس بنو غطفان کو بھی ساتھ ملا لیا ہے۔اور وہ عنقریب مسلمانوں پر حملے کے لیے پر تول رہے ہیں۔

غزوہ خیبر کے واقعات

حضور علیہ السلام نے غزوہ حدیبیہ سے واپسی کے بیس پچیس دن کے بعد مسلمانوں کو خیبر چلنے کا حکم فرمایا۔اور ارشاد فرمایا کہ جو لوگ غزوہ حدیبیہ میں ہم رکاب تھے وہی خیبر کی طرف چلیں یا وہ جسے مال غنیمت کا لالچ نہ ہو وہ بھی جا سکتا ہے۔

مسلمان ۷ ہجری محرم شریف کے اوائل میں خیبر کی طرف روانہ ہوئے ان کی تعداد سولہ سو کے قریب تھی حضور علیہ السلام نے حضرت سباع بن عرفہ الغفاری کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا ابن ہشام نے غیلہ بن عبداللہ اللیثی کا نام لیا ہے۔لشکر اسلام میں چودہ سو کے قریب پیادے اور دو سو کے قریب گھڑ سوار تھے اور کثیر تعداد میں اونٹ بھی ساتھ تھے۔

۱۔مقدمہ الجیش کی کمان حضرت عکاشہ بن محصن الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد تھی۔میمنہ پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر تھے۔اور میسرہ پر ایک دوسرے صحابی مقرر تھے۔صحیح مسلم کے مطابق ام زیاد اشجیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری پانچ خواتین نے چرخہ کاٹ کر مسلمانوں کی مدد کی۔

۲۔ازواج مطہرات میں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ السلام کے ہمرکاب تھیں بنو اشجعہ قبیلہ کے دو آدمی راستہ دکھانے پر مقرر تھے۔

بنو غطفان کے یہودیوں کو جب مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ ایک جم غفیر لے کر خیبر کے یہودیوں کی حفاظت کے لیے نکلے لیکن صرف ایک ہی منزل طے کرنے کے بعد ان کو اپنے پیچھے سے شور سنائی دیا۔انہوں نے سمجھا کہ مسلمانوں نے ان کے اہل وعیال پر حملہ کر دیا ہے اور وہ ان کی حفاظت کے لیے یہاں سے ہی واپس لوٹ گئے۔

(الصح السیر ۱۸۵) (صحیح مسلم جلد ۲/ ۱۰۵)

"الحرکات العسکریہ" کے مصنف کے مطابق حضور علیہ السلام نے بنی عطفان کو خوفزدہ کرنے کے لیے مسلمانوں کی ایک ٹولی ان کی طرف گئی لیکن ان کے گھروں میں عورتوں و بچوں کے سوا کوئی نہ تھا۔جس سے یہ خوفزدہ ہو کر واپس گھروں کی طرف لوٹ گئے تا کہ اپنے اہل وعیال کی حفاظت کر سکیں۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے خیبر تک کا یہ تمام فاصلہ صرف تین رات میں طے فرمالیا۔ رات کے سناٹے میں حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدی خوانی کر کے اونٹوں کو تیز چلنے پر مجبور کرتے رہے۔ ان کی آواز میں بلا کا سوز تھا۔ اور اپنے اشعار میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے رہے اور مسلمانوں کے لیے دعا کرتے رہے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ حدی کون پڑھ رہا ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ یہ حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا رحمہ اللہ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کے لیے اب شہادت واجب ہوگئی ہے۔ اے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں ان سے متمع ہونے کا مزید موقع ہمیں کیوں نہ عطا فرمایا گیا۔

آقا دو جہاں ﷺ نے صہباء کے مقام پر جو خیبر سے قریب تھا۔ عصر کی نماز ادا فرمائی۔ یہاں پر دسترخوان بچھایا گیا سوائے ستو کے کھانے کے لیے اور کوئی چیز نہ تھی۔ حضور علیہ السلام اور تمام لشکر نے ستو تناول فرمائے۔

پھر راستہ دکھلانے والوں کو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسے راستے سے لے کر چلو کہ ہم خیبر اور بنو غطفان کے درمیان حائل ہو جائیں تا کہ وہ خیبر کے لوگوں کی مدد نہ کر سکیں وہ لوگ لشکر اسلام کو لے کر ایک ایسی جگہ پر پہنچے جہاں سے چار راستے خیبر کی طرف جا رہے تھے ان کا نام حزن، شاش حاطب اور مرحب تھا۔ حضور علیہ السلام ہمیشہ نیک فال لیتے تھے۔ اور بُرے ناموں اور بُری فالوں کا ناپسند فرماتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ وہ مرحب کے راستے سے چلیں۔ اس طرح لشکر اسلام خیبر کے قریب بنو غطفان اور خیبر کے درمیان وادی رجیع میں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔

اور اس طرح بنو غطفان خیبر کے یہود کی مدد کے قابل نہ رہے۔ حضور علیہ السلام جب خیبر میں داخل ہونے لگے تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

ترجمہ: اے اللہ! اے سات آسمانوں اور جن چیزوں پر یہ سایہ فگن ہیں کے رب اور اے سات زمینوں اور جو
انہوں نے اپنے اوپر بٹھایا ہوا ہے ان سب کے رب
اے شیطانوں اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے ان سب کے رب۔ اے ہواؤں اور جن کو وہ اڑا رہی ہیں ان سب کے رب ہم تجھ سے اس گاؤں کی خیر اور اس کے باشندوں کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور ہم اس گاؤں کے شر اور اس کے رہنے والوں کے شر سے پناہ مانگتے ہیں"

پھر فرمایا: اقدموا بسم اللہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آگے بڑھو
حضور علیہ السلام کسی بھی گاؤں میں داخل ہوتے وقت یہی دعا فرمایا کرتے تھے۔

(تاریخ الخمیس ۲/ ۴۵) (سبل الہدیٰ ۵/ ۱۸۴)

خیبر میں ورود مسعود

حضور علیہ السلام کی قیادت میں مسلمانوں کا یہ لشکر اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آگے بڑھتا ہوا رات کے اندھیرے میں خیبر

Marfat.com

کے پاس پہنچ گیا۔

حضور علیہ السلام کا معمول مبارک تھا کہ جب رات کے وقت کسی لشکر کو لے کر کسی قوم میں پہنچتے تو صبح ہونے کا انتظار فرماتے اگر آذان کی آواز اس قوم سے آتی تو حملے کا ارادہ ترک فرما دیتے۔ بصورت دیگر صبح کی نماز پڑھ کر حملے کا حکم فرماتے تھے۔

خیبر میں یہودی اپنے لشکر کو روز اکھٹا کرتے اور اس کو پریڈ کراتے تھے اور اپنے لشکر کو دیکھ کر بڑے فخر سے کہتے تھے۔

"کیا محمد (ﷺ) ہم پر حملہ کرینگے؟ ناممکن ناممکن"

لیکن جس رات حضور علیہ السلام یہاں لشکر لے کر پہنچے اس دن صبح سویرے سب پر نحوست طاری رہی۔ اور ان میں سے ہر کوئی دیر تک سورج چڑھے سوتا رہا۔ حتیٰ کہ ان کے مرغوں نے بھی اذانیں نہ دیں۔

صبح سورج چڑھے جب خیبر کے یہودی اپنی زمینوں وغیرہ کی دیکھ بھال کے لیے آلات وغیرہ لے کر جب باہر نکلے تو اچانک جب حضور علیہ السلام کے لشکر کو دیکھا تو مارے خوف کے ان کی چیخیں نکل گئیں اور وہ الٹے قدموں واپس بھاگ کر قلعے میں آئے اور اس دروازے کو بند کرلیا۔

حضور علیہ السلام نے جب یہودیوں کو بھاگتے دیکھا تو فرمایا

"اللہ سب سے بڑا ہے خیبر اجڑ گیا جب ہم کسی قوم کے میدان میں خیمہ زن ہوتے ہیں تو جن کو ڈرایا جاتا ہے انکی صبح بڑی خوفناک ہوتی ہے۔"

یہودیوں کا سردار سلام بن شکم یہودیوں کو کہنے لگا کہ میں تمہیں نہ کہتا تھا کہ پہلے جا کر محمد (ﷺ) پر حملہ کر دو۔ لیکن تم نے میری بات نہ مانی اب تم لوگ ثابت قدمی اختیار کرو۔"

حضور علیہ السلام نے نطاۃ کے قلعوں کے نزدیک ہی اپنے لشکر کو پڑاؤ کا حکم دیا۔ یہاں نشیبی علاقہ تھا اور کھجور کے درختوں کے جھنڈ بھی تھے۔

حضرت حباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ حضور علیہ السلام اگر یہاں پڑاؤ اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے ہے تو ہم یہاں ہی رہتے ہیں اور اگر اس میں مشورہ کی گنجائش ہے تو پھر ہمیں عرض کرنے دیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم مشورہ دے سکتے ہو۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نشیب میں قلعوں کے نزدیک ہیں۔ نطاۃ کے یہودی بلا کے تیر انداز ہیں اور ان کے تیر دور تک جاتے ہیں۔ دوسرا یہاں کھجوروں کے جھنڈ ہیں۔ یہودی یہاں شب خون مار سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہوگا کہ کسی اور جگہ پڑاؤ کیا جائے۔ حضور علیہ السلام نے ان کی عرض قبول فرمائی اور محمد بن مسلمہ کی ڈیوٹی لگائی کہ کوئی مناسب جگہ تلاش کریں۔

انہوں نے گھوڑا لیا اور تمام جگہوں کا معائنہ کیا۔ اور واپس آ کر عرض کی کہ حضور علیہ السلام رجیع کی وادی لشکر کے قیام کے لیے مناسب ہے حضور علیہ السلام نے ان کا مشورہ قبول فرمایا اور لشکر اسلام کو حکم فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر نئی قیام گاہ میں منتقل

Marfat.com

ہو جاؤ۔

وادی رجیع نام کا ایک علاقہ مکہ اور طائف کے درمیان بھی ہے۔ عضل اور قارہ کے لوگ دھوکے سے حضرت حبیب اور ان کے چھ ساتھیوں کو مدینہ طیبہ سے اپنی بستی میں تعلیم و تربیت کے لیے لے گئے تھے یہاں انہوں نے دھوکہ سے سب کو گرفتار کرنا چاہا تو انہوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ باقی شہید ہو گئے اور حبیب اور ان کے ایک ساتھی کو انہوں نے گرفتار کر کے مکہ مکرمہ میں کفار کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جہاں انہوں نے ان کو شہید کر دیا۔

حضور علیہ السلام نے لشکر میں سے چند چھوٹی ٹولیاں نکالیں اور ان کو مختلف دوسرے قلعوں کی طرف بھیجا۔ اِس طرح دوسرے قلعوں کے لوگوں کو اپنے دفاع پر مجبور کر دیا۔ اس طرح وہ سب اکٹھے ہو کر مسلمانوں پر حملہ نہ کر سکے اور زیادہ لشکر کا جم غفیر لے کر حضور علیہ السلام ایک ایک کر کے سب قلعوں کو فتح کرتے چلے گئے۔

سب سے پہلے حضور علیہ السلام نے نطاۃ کے قلعوں میں سے حصن ناعم کا محاصرہ کیا۔ عربی میں حصن قلعے کو کہتے ہیں۔

(سبل الہدیٰ ۵/ ۱۸۵) (تاریخ الخمیس ۲/ ۴۵)

جنگ کا قلعہ ناعم سے آغاز

حضور علیہ السلام نے دشمن کا محاصرہ کرنے سے پہلے مجاہدین اسلام کو نصیحت فرمائی۔

''کہ دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت اور سلامتی کا سوال کرتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ دشمن کے مقابلے میں تمہیں کس طرح آزمایا جائے گا۔ لیکن جب دشمن سے مقابلے کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔ اور آمنا سامنا ہو جائے تو یہ دعا مانگو۔ اے اللہ ہماری پیشانیاں اور ان کی پیشانیاں تیرے ہاتھ میں ہیں تو ہی ان کو موت کے گھاٹ اتارنے والا ہے۔ یہ دعا مانگنے کے بعد زمین پر جم کر بیٹھ جاؤ جب وہ تم پر حملہ کریں تو کھڑے ہو جاؤ اور نعرہ تکبیر بلند کرو۔ اور جنگ شروع کر دو۔''

سبحان اللہ حضور علیہ السلام کی کیا شان پاک ہے ہر ہر کوئی جو جس جس شعبہ زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ حضور علیہ السلام کی زندگی مبارک سے نمونہ حاصل کر سکتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ترجمہ: تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ) کے اسوہ حسنہ کی تقلید ہے۔ (سورۃ احزاب، ۲۱)

تمام صحابہ اکرام نے حضور علیہ السلام کی اجازت سے سے حصن ناعم یعنی قلعہ ناعم کا محاصرہ کر لیا۔

سارا دن جنگ ہوتی رہی۔ حضور علیہ السلام نے سر مبارک پر خود سجایا ہوا تھا اور دو زرہیں زیب تن فرمائی ہوئی تھیں۔ ہاتھوں میں نیزہ اور ڈھال لیے ''الطرب'' گھوڑے پر سوار تھے تمام دن جنگ ہوتی رہی۔ شام کو حضور علیہ السلام تمام لشکر کو لے کر واپس مقام رجیع پر تشریف لے آئے۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام کو کبھی کبھی درد شقیقہ ہو جاتی تھی۔ اور درد کے باعث حضور علیہ السلام دوسرے دن جنگ پر تشریف نہ لے جاسکے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم دے کر رخصت فرما دیا سارا دن صحابہ اکرام داد شجاعت دیتے رہے۔ یہود کے ساتھ بہت شدید جنگ کی۔ لیکن قلعہ فتح نہ ہوا۔ دوسرے دن حضور علیہ السلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ جنگ فرمائیں یہ بھی علم لے کر صحابہ اکرام سمیت سارا دن داد شجاعت دیتے رہے بہت شدید جنگ ہوئی۔ لیکن قلعہ فتح نہ ہوسکا شام کو یہ واپس تشریف لے آئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ "کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دونگا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس قلعہ کو فتح فرمائے گا۔ وہ شخص فرار نہیں ہوگا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے محبت کرنیوالا ہوگا۔ اور قوت بازو سے اس قلعہ پر قابض ہو جائے گا۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ آشوب چشم کی وجہ سے حضور علیہ السلام کے ساتھ تشریف نہیں لاسکے تھے جب لشکر اسلام چلا گیا تو دل بے چین ہوگیا۔ حضور علیہ السلام کی ہمرکابی کے شوق نے دل کو بے چین کر دیا۔ جلوہ جاناں کی دوری برداشت نہ ہوسکی ۔دکھتی آنکھوں کے ساتھ ہی منزل عشق کی طرف چل پڑے اور خیبر میں حضور علیہ السلام کے پاس اپنی اونٹنی بٹھائی آپ نے شدید تکلیف کی وجہ سے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔

حضور علیہ السلام نے اس دن نماز جمعہ ادا فرمانے کے بعد فرمایا کہ ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہاں ہیں؟ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر حضور علیہ السلام کے پاس لائے۔ پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ میری آنکھیں دکھتی ہیں اور مجھے اپنے سامنے سے بھی کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لٹا کر سر مبارک اپنی گود مبارک میں رکھ کر اپنا لعاب دہن مبارک ان کی دونوں آنکھوں پر ملا تو وہ فوراً ٹھیک ہوگئیں۔ گویا کہ ان کو کبھی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔ اور لعاب دہن کی برکت سے آپ فرماتے ہیں کہ مجھے پھر ساری زندگی کبھی بھی آنکھوں کی تکلیف نہ ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے اِس دن جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پکڑایا۔

جھنڈا پکڑ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ حضور علیہ السلام میں اس وقت تک ان سے لڑوں گا جب تک یہ اسلام نہ لے آئیں۔ حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ آہستہ آہستہ ان کے میدان میں جاؤ اور وہاں پہنچ کر انہیں اسلام کی دعوت دو۔ نیز انہیں بتاؤ کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں گئے تو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے کون سے حقوق ان پر واجب الادا ہونگے۔ اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بخدا اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے گا۔ تو وہ تمہارے لیے سُرخ اونٹوں سے بدرجہا بہتر ہے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعہ ناعم کے سامنے اپنا جھنڈا گھاڑ دیا۔ ایک یہودی نے قلعہ کے اوپر سے سوال کیا کہ آپ کون ہیں آپ نے فرمایا کہ میں علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں وہ چیخ اٹھا اس خدا کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی کہ آپ ضرور یہودیوں پر غالب آئیں گے۔

Marfat.com

مرحب کا بھائی حارث آپ سے مقابلے کے لیے آیا۔ آپ نے اس کا کام تمام کر دیا پھر ایک لمبے قد کا عامر نامی یہودی آپ سے لڑنے کے لیے آیا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پانچ گز کے کو تم دیکھ رہے تو اس کے ساتھ آپ نے خوب جنگ کی لیکن وہ ہر بار بچتا رہا۔ اچانک آپ نے اس کی پنڈلیوں پر وار کیا۔ اور انھیں کاٹ کر رکھ دیا۔ وہ دھڑام سے زمین پر آ گرا۔ آپ نے فوراً اس کا کام تمام کر دیا۔

اس کے بعد یاسر نامی ایک یہودی آپ سے مقابلے کے لیے نکلا تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہو کہ میرے اور اس کے درمیان حائل نہ ہوں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کو اس کے مدمقابل جاتے دیکھا تو بے چین ہوگئیں اور حضور علیہ السلام سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص میرے بیٹے کو قتل کر دے گا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا

بل ابنك يقتله ان شاء الله

اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ کا بیٹا اس کو قتل کر دے گا۔ حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق آپ نے فوراً اس کو قتل کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے فرط محبت سے ان سے فرمایا کہ میرا چچا اور میرا خالو تم پر قربان ہوں پھر فرمایا کہ ہر نبی (علیہ السلام) کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری میری پھوپھی کا لڑکا زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

اس کے بعد مرحب یہودی رجزیہ اشعار پڑھتا ہوا میدان میں نکلا اس کے مقابلے میں حضرت عامر بن اکوع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نکلے۔ یہ ایک دوسرے پر وار کرتے رہے۔ حضرت عامر بن کوع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اچانک ایک زوردار وار اس پر کیا۔ مرحب ایک دم فوراً پیچھے ہوگیا۔ آپ کی تلوار تیزی میں خود آپ کے گھٹنے پر آلگی اور اس طرح آپ شہید ہوگئے۔

حضور علیہ السلام نے آپ کی شہادت کا اشارہ اس وقت فرما دیا تھا جب آپ اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے حدی خوانی کر رہے تھے۔

مرحب کا غرور سر میں ملانے کے لیے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ تشریف لائے آپ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

"میں وہ ہوں جس کا نام اس کی ماں نے حیدر رکھا ہے جنگل کے شیروں کی طرح میں بڑا خوفناک ہوں
میں ان کو ایک صاع کے بدلے میں بہت بڑے پیالے سے ناپ کر دوں گا۔"

جب مرحب آپ سے لڑائی کے لیے آگے بڑھا تو آپ نے اپنی تلوار کا وار اس تیزی سے اس پر کیا کہ وہ سنبھل نہ پایا۔ اور آپ کی تلوار اس زور سے اس کے سر کو دو حصوں میں تقسیم کرتی اس کے دانتوں تک اتر گئی۔ اور وہ دھڑام سے زمین پر آ گرا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا سر کاٹ لیا۔ اور اسے لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں لائے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حدیث بریدہ بن الحصیب کے مطابق حضرت محمد بن مسلمہ نے مرحب کو موت کے گھاٹ اتارا

Marfat.com

لیکن صحیح مسلم کے مطابق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی مرحب کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اور یہ بات زیادہ قوی ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے۔ علامہ ابن کثیر کے مطابق بھی سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی مرحب کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

محمود بن مسلمہ کی شہادت

ایک روز آپ نے قلعہ ناعم کے محاصرے کے دوران گرمی کی شدت سے اپنے سر کا خود اتارا۔ قلعے کی دیوار کے سائے میں بیٹھے تھے۔ کہ یہودیوں نے جن میں مرحب بھی تھی اوپر سے چکی کا پاٹ ان کے سر پر گرا دیا۔ یہ فوراً یہاں ہی شہید ہو گئے۔

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرحب کو موت کے گھاٹ اتارا تو حضور علیہ السلام نے محمود بن مسلمہ کے بھائی محمد بن مسلمہ کو مبارک دی کہ "تمہارے بھائی کا قاتل قتل کر دیا گیا ہے۔ مرحب بھی اسی دن مارا گیا تھا۔ جس دن آپ شہید ہوئے تھے۔

سیاہ فام حبشی

یہ ایک یہودی کا غلام تھا اس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی روشنی سے بھر دیا۔ اور یہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو بھیڑیں بکریوں کا ریوڑ اس کے ساتھ تھا۔ اس نے حضور علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ کہو کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی خدا نہیں۔ اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت نہ کرنا۔ اس نے عرض کی کہ اگر میں یہ گواہی دے دوں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤں تو مجھے کیا ملے گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے جنت ملے گی۔ وہ مسلمان ہو گیا۔

اس نے عرض کی اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ میں ایسا شخص ہوں جس کی رنگت کالی ہے جس کا چہرہ بدصورت ہے۔ میرے پاس کچھ مال بھی نہیں اگر میں یہودیوں کے ساتھ جنگ کروں اور قتل کر دیا جاؤں تو کیا میں جنت میں داخل ہوؤں گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک اس نے عرض کی کہ ان بکریوں کا کیا بنے گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کو لشکر سے باہر نکال کر لے جاؤ اور ان کو کنکریاں مار کر ان کے مالکوں کی طرف بھگا دو اس نے ایسا ہی کیا۔ اور وہ بڑی تیزی سے قلعے کی طرف بھاگ گئیں۔ سبحان اللہ حضور علیہ السلام کی کیا شان ہے کہ اتنی زیادہ بکریاں اور لشکر میں بھوک کا یہ عالم تھا کہ کوئی چیز کھانے کو نہیں تھی۔ صحابہ کرام سخت بھوک میں لڑ رہے تھے۔ لیکن اس غلام کی امانت کو لوٹانے کیلئے حضور علیہ السلام نے اس کو حکم دیا کہ تمام بکریاں واپس لوٹا کر سرخرو ہو جاؤ۔ سوائے نبی علیہ السلام کے تاریخ عالم میں ایسا واقعہ کوئی نہیں بتا سکتا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام کے اس طرح کوئی کر سکتا ہی نہیں۔ بکریوں کو بھگانے کے بعد غلام بڑی بہادری سے یہودیوں سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو خیمہ میں لے جاؤ۔ حضور علیہ السلام اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اے حبشی

Marfat.com

غلام تیرے چہرے کو اللہ تعالیٰ نے خوبصورت بنا دیا ہے۔تیری بد بو کو خوشبو میں بدل دیا ہے۔اور تیرے مال کو بہت بڑھا دیا ہے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے دو حوروں کو اس کے چہرے پر لگے غبار کو صاف کرتے دیکھا ہے اور وہ کہہ رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو خاک آلود کرے۔جس نے تیرے چہرے کو خاک آلود کیا ہے۔اور اس شخص کو ہلاک کرے جس نے تجھے شہید کیا ہے۔

حضور علیہ السلام کی پیشین گوئی کے مطابق اس دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر قلعہ ناعم فتح ہوگیا اور یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔(سیرۃ النبویہ ابن کثیر ۳/ ۳۵۹ تا ۳۵۶۔امتاع الاسماع ۱/ ۲۳۸)

حصن (قلعہ) صعب

اب مسلمانوں نے دوسرے قلعے (صعب) کا محاصرہ کرلیا۔بھوک سے مسلمانوں کا برا حال ہو رہا تھا۔ایک یہودی اپنا ریوڑ لے کر باہر نکلا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کون ہے جو اِس ریوڑ سے بکریاں پکڑ کر لائے۔حضرت کعب بن عمر نے اپنے آپ کو پیش کیا۔حضور علیہ السلام کے حکم سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ گئے اور دو بکریوں کو اپنی بغل میں دبا کر اپنے لشکر میں واپس تشریف لے آئے۔حضور علیہ السلام کے حکم سے ان کو ذبح کیا گیا اور تمام لشکر میں ان کا گوشت تقسیم کیا گیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری مقدار بہت زیادہ تھی۔لیکن سب نے سیر کر کھایا۔یہ سب حضور علیہ السلام کی برکت تھی۔حضور علیہ السلام نے دعا مانگی کہ اے اللہ ان قلعوں میں سب سے بڑا قلعہ ان کے لیے فتح کردے۔جس میں خورد نوش کا سامان اور گھی اور چربی کثیر مقدار میں ہو۔قلعے صعب کا محاصرہ دو دن جاری رہا۔تیسرے دن حضور علیہ السلام نے اس روز جھنڈا حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا۔اور لوگوں کو آپ کے ساتھ جانے کی ترغیب فرمائی یہودیوں کی طرف سے "یوشع" آپ کے مقابلہ کے لیے آیا حضرت حباب رضی اللہ عنہ نے اس کو جہنم واصل کیا۔پھر "زیال" نامی یہودی مقابلے کیلئے آیا۔ حضرت عمارہ بن عتبہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا کام تمام کیا۔انہوں نے فرمایا یہ لو تلوار کا وار میں غفاری نوجوان ہوں۔بعض لوگوں نے کہا کہ انہوں نے اپنا نام لیا ہے۔اس لیے ان کا جہاد باطل ہوگیا۔لیکن حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو بلا شبہ اجر دیا جائے گا اور اس کی ستائش کی جائے گی۔یعنی جنگ کے موقع پر بعض ایسی چیزیں جائز ہوتی ہیں جو کسی اور موقع پر نہیں ہوتیں۔جیسے کفار کے سامنے اکڑ کر چلنا وغیرہ یا کوئی ایسی رجز وغیرہ پڑھنا۔

تیسرے روز یہود نے مسلمانوں پر اتنا شدید حملہ کیا تھا کہ مسلمان ادھر ادھر ہٹ گئے۔حضور علیہ السلام اپنے گھوڑے سے نیچے اترے کھڑے تھے آپ کے غلام "مدعم" نے گھوڑے کی باگیں پکڑی تھیں حضرت حباب رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے سامنے ڈٹ گئے۔حضور علیہ السلام نے مجاہدین کو پکارا تو وہ سب پروانوں کی طرح دوڑ کر پھر حضور علیہ السلام کے گرد اکٹھے ہوئے اور انہوں نے یہودیوں کو قلعے میں دھکیل دیا۔یہودیوں نے قلعے کے اوپر سے سنگباری شروع کردی۔پھر اچانک انہوں نے

Marfat.com

قلعے کا دروازہ کھول کر اکٹھے ہو کر پھر مسلمانوں پر حملہ کر دیا مسلمانوں نے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا حضور علیہ السلام نے ایک چلے میں تیر رکھ کر ان کی طرف مارا تو یوں لگا سب یہودیوں پر مسلمانوں کا خوف بھر گیا ہو۔ مسلمانوں نے ان کو بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا اور باقی یہودیوں کو قیدی بنا دیا اور قلعے پر قبضہ کر لیا۔ حضور علیہ السلام کی برکت سے یہ قلعہ تسخیر ہوا۔ تو اس میں سے گھی چربی، کھجور اور تیل وغیرہ اشیاء کافی مقدار میں دستیاب ہوئیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کھاؤ پیو اور اپنے جانوروں کو کھلاؤ اور اٹھا کر نہ لے جاؤ۔

علاوہ یمن کے کپڑے کی بیس گانٹھیں تانبے اور مٹی کے برتن بھی ملے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ان برتنوں کو خوب دھو کر استعمال کرلو علاوہ بھیڑ بکریوں اور ریوڑ اور گائے کے گلے اور کثیر تعداد میں گدھے بھی ملے۔ اور زیر زمین اسلحہ بھی ملا۔ شراب کے مٹکے بھی ملے جس کو دبا دیا گیا۔ اور مٹکے توڑ دیئے گئے ایک مسلمان جن کا نام عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا اس نے شراب پی لی حضور علیہ السلام نے اس کی جوتوں سے مرمت کی اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کی مرمت کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر لعنت کی تو اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔

حصن قلعہ الزبیر

یہ قلعہ سیدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آیا تھا۔ قلۃ پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں۔ اس کا نام قلۃ الزبیر پڑ گیا مسلمانوں نے اس کا تین روز تک محاصرہ کیئے رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی برکت سے مسلمانوں پر احسان فرمایا اور غزال نامی ایک یہودی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اسے اور اس اہل و عیال کو امان دے دی جائے تو وہ ایک ایسا راستہ بتا سکتا ہے جس سے قلعے کو فتح کیا جا سکتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس کو اور اس کے اہل عیال کو پناہ عطا فرما دی اس نے بتایا کہ اگر آپ اس قلعے کا ایک مہینہ بھی اس قلعے کا محاصرہ کرتے تو یہود کو پروا نہیں تھی۔ انہوں نے پانی کی سرنگیں بنائی ہوئی تھیں رات کی تاریکی میں نکل کر پانی پیتے تھے اور تازہ دم ہو جاتے۔ اگر ان کی سرنگیں کاٹ دی جائیں تو یہ پیاس سے بے قرار ہو کر باہر نکل آئیں گے۔

حضور علیہ السلام نے ان سرنگوں کو کاٹنے کا حکم دیدیا اس طرح سے یہود اپنے بل سے باہر نکل آئے۔ اور خوب جنگ کی یہودیوں کے دس لوگ مارے گئے اور کئی ایک مسلمان بھی شہید ہوئے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کیلئے اس قلعے کو فتح کر دیا اسی طرح یہ نطاۃ کا علاقہ جس میں تین قلعے تھے فتح ہوئے۔ (ضیاء النبی ۴/۲۳۹۔۲۱۳)

Marfat.com

شق کے علاقے کے قلعے

حصن ابی

اس قلعے کو فتح کرنے کیلئے حضور علیہ السلام نے قیادت حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپی تھی۔ یہودیوں میں سے ایک یہودی قلعے سے باہر آیا اور مقابلہ کیلئے للکارا۔ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مقابلے کیلئے نکلے اور کافی دیر تک لڑائی رہی۔ آخر حضرت حباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا کام تمام کر دیا۔

پھر ایک اور یہودی ھل من مبارز (سے کوئی بڑا مقابلہ کرنے وال) کا نعرہ لگا کر میدان میں آیا۔ اس کے مقابلے میں ایک اور مسلمان گیا۔ لیکن اس نے اس کو شہید کر دیا۔ پھر اس کے مقابلے میں حضرت ابو دجانہ اپنے خود پر سرخ رنگ کا دوپٹہ باندھ کر بڑے فخر سے چلتے ہوئے اس کے مقابلہ پر آئے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں۔ پھر اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے عام حملہ شروع کر دیا۔ اور قلعے کے دروازے توڑ کر اندر داخل ہوئے۔ یہودی ڈر کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے اور قلعے کی دیواریں کود کر دوسرے قلعے میں پناہ لینے کیلئے بھاگ گئے۔ مسلمانوں کو اس قلعے سے بھیڑ بکریاں اور کھانے کا کثیر مقدار میں سامان ملا۔ اس قلعے کو فتح کرنے کے بعد مسلمان دوسرے قلعے البرادی کی طرف متوجہ ہوئے۔

حصن البرادی

یہاں پر دوسرے فتح شدہ قلعوں کے یہودی اکٹھے ہو گئے تھے۔ مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ یہودیوں نے مسلمانوں پر اچانک پتھروں اور تیروں کی بارش شروع کر دی۔ کہ ایک تیر حضور علیہ السلام کی زرہ مبارک میں پیوست ہو گئے۔ خوب گھمسان کی جنگ ہوئی۔ پھر حضور علیہ السلام نے کنکریوں کی ایک مٹھی لی۔ اور قلعے کی طرف پھینکی۔ جس سے قلعے کی دیواریں لرزنے لگیں۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ بول دیا اور قلعے کی دیواریں توڑتے ہوئے اس میں گھس گئے۔ اور یہودیوں کو جنگی قیدی بنا لیا۔

حصون کتیبہ

سرور دو عالم ﷺ نے یہاں پر بھی یہودیوں کو جو ارد گرد سے اکٹھے ہو کر یہاں جمع ہو گئے تھے۔ جس سے بیٹھنے دیا اور ان قلعوں کو مختصر وقت میں فتح فرما لیا۔ اس سے پہلے آپ نطاۃ اور شق کے قلعے فتح فرما چکے تھے۔ اب حصون کتیبہ میں سے پہلے حصون القموس کی طرف متوجہ ہوئے۔

Marfat.com

حصن القموص

یہ کتیبہ کے علاقے کا سب سے مضبوط اور بڑا قلعہ تھا۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ سمیت اس کا محاصرہ فرمالیا۔ یہ بہت بڑا قلعہ تھا۔ مسلمانوں کو فتح کرنے میں اِسے بیس روز لگ گئے۔ آخرکار سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں یہ فتح ہوگیا۔ اس قلعے میں سے حضرت صفیہ جو ام المومنین بنیں اور جو صحابی اخطب یہودیوں کے سردار کی بیٹیں تھیں وہ ملیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی چچا زاد بہن کو لے کر ان کے باپ بھائیوں کی لاشوں کے پاس سے گزرے تو حضرت صفیہ خاموش رہیں اور آپ کی بہن نے شدت سے گریہ زاری اور سینہ کوبی شروع کردی۔ جب یہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے تو حضور علیہ السلام نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تمہیں رحم نہیں آتا ان عورتوں کو تم دوسرے راستوں سے لیکر آجاتے کہ ان کی نظریں ان کے رشتہ داروں پر نہ پڑتیں۔ حضور علیہ السلام نے باقی قلعوں کو فتح کرنے کا قصد فرمایا۔

حصن وطیح وسلالم

ان قلعوں میں چالیس ہزار کے قریب نخلستانوں میں کھجور کے درخت تھے۔ مسلمانوں نے خیبر کے باقی تمام قلعے فتح کیئے تو یہودی ان قلعوں سے بھاگ کر ان دو قلعوں میں آگئے۔ لیکن مسلمانوں نے یہاں بھی ان کا محاصرہ کرلیا۔ جو کہ چودہ روز تک جاری رہا۔ اس دوران کسی یہودی کو باہر نکل کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی مسلمانوں نے ان قلعوں کو فتح کرنے کیلئے منجقیں نصب کرلیں۔

جب یہودیوں کو یقین ہوگیا کہ مسلمان قلعے کی دیواریں توڑ کر ان سب کو قتل کردیں گے تو یہ مارے خوف کے بے قرار ہوگئے۔ اور انہوں نے مناسب سمجھا کہ حضور علیہ السلام سے بات چیت کرنے میں عافیت ہے۔

کنانہ بن ابی الحقیق نے بات چیت کی اجازت کیلئے شماخ نامی ایک یہودی کو بھیجا حضور علیہ السلام نے بات چیت منظور فرمالی اب کنانہ جو کہ حی بن اخطب کا داماد تھا۔ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ سے بیاہا ہوا تھا۔ اور خود حاضر ہوا۔ اور مندرجہ ذیل شرائط پر صلح ہوئی۔

۱۔ حضور نبی کریم رؤوف الرحیم ﷺ قلعے کے اندر یہودیوں کا خون معاف فرمادینگے۔

۲۔ ان کی اولاد ان کے حوالے کردی جائے گی۔

۳۔ وہ لوگ خیبر کے قلعے اور اس کے مزروعہ رقبوں سے باہر نکل جائیں گے۔

۴۔ سونے چاندی کے زیورات سواری کے جانور ہر قسم کا اسلحہ اور کپڑے کے تھان حضور علیہ السلام کے حوالے کردیں گے۔ صرف اتنا کپڑا ساتھ لے جائینگے۔ جو ان کی پشت پر لدا ہوا ہوگا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر ان کپڑوں میں کچھ چھپاؤ گے تو اللہ اور اس کا رسول اس صلح نامہ سے بری الذمہ ہونگے۔

Marfat.com

ان قلعوں میں سے چار سو تلواریں، سو زرہیں، ایک ہزار نیزے، اور پانچ سو عربی کمانیں ترکش کے ملے۔ حضور علیہ السلام نے کنانہ بن حقیق اور اس کے چچا زاد بھائی ربیع کو بلایا اور اس خزانہ کے بارے میں پوچھا۔ یہ مدینہ طیبہ سے روانگی کے وقت وہ ساتھ لایا تھا۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا کہ یہ جنگوں کے اخراجات پر خرچ ہو گیا ہے۔ اور وہ اس بات پر قسمیں کھانے لگے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر یہ خزانہ بازیاب ہو گیا تو اللہ اور اس کا رسول (علیہ السلام) بری الذمہ ہو جائینگے۔ اور وہ بولے کہ بے شک اگر خزانہ دستیاب ہو گیا تو۔

حضور علیہ السلام نے پھر فرمایا کہ تمہارے اس مال سے جو کچھ میں لوں گا وہ میرے لیے حلال ہو جائے گا۔ اور تمہاری جانوں کا میں مالک ہو جاؤنگا۔ تو انہوں نے کہا کہ بے شک۔

حضور علیہ السلام نے چند مسلمانوں اور چند یہودیوں کو بھی اس بات کا گواہ بنا لیا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ حضور علیہ السلام کی برکت سے "سعیہ" نامی ایک شخص نے جو کہ سلام بن ابی الحقیق کا بیٹا تھا نے حضور علیہ السلام کو اس خزانے کے بارے میں بتا دیا۔

یہ خزانہ پاس ہی ایک کھنڈر میں مدفون تھا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مع چند ساتھیوں کے یہاں بھیجا۔ انہوں نے اونٹ کے چمڑے میں لپٹا خزانہ یہاں سے نکال لیا۔ کنانہ کی مزید مرمت کرنے پر باقی ماندہ خزانہ بھی اس سے برآمد کر لیا گیا۔

حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قلعہ ناعم میں چکی کا پاٹ گرا کر ہلاک کرنے میں کنانہ بھی شامل تھا۔ حضور علیہ السلام نے کنانہ کو حضرت محمود بن مسلمہ کے بھائی محمد بن مسلمہ کے سپرد کر دیا گیا۔ تاکہ اپنے بھائی کے انتقام میں اس کا سر قلم کیا جا سکے۔ آپ نے اس کو قتل کر دیا۔ (غزوہ خیبر، شوقی ابو خلیل ۶۸۔ امتاع الاسماع ۲۴۲)

حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ام المومنین نے ایک دفعہ جب وہ کنانہ کی زوجیت میں تھیں تو خواب دیکھا تھا کہ آسمان کا چاند میری گود میں آ گرا ہے۔ جب ان کے خاوند نے ان کا خواب سنا تو غصہ سے بے قابو ہو کر ان کے منہ پر ایسا تھپڑ رسید کیا کہ ان کی ایک آنکھ میں سبز نشان پڑ گیا۔ اور کہنے لگا تم چاہتی ہو کہ میں حجاز کے بادشاہ محمد ﷺ کی ملکہ بنوں۔

جب تمام جنگی اسیران کو ایک جگہ اکٹھا کیا گیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور علیہ السلام کی اجازت سے وحید کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مانگ کر لے گئے۔ کہ کسی صحابی نے عرض کی کہ حضور علیہ السلام یہ یہاں کے سردار کی بیٹی حضور علیہ السلام کے شایان و شان تھی۔ تو حضور علیہ السلام نے حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد فرمایا۔ اور فرمایا کہ تم کوئی اور پسند کر لو۔ اور اس سے دستبردار ہو جاؤ۔ انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بہن کو پسند کر لیا۔ اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دستبردار ہو گئے

Marfat.com

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ حضور علیہ السلام نے ان کو آزاد فرمادیا اور فرمایا کہ اگر یہ چاہیں تو اپنے رشتہ داروں کے پاس جاسکتی ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند کرتی ہوں اور انہوں نے اپنے خاندان کے پاس جانے سے انکار کردیا۔

ان کا پہلے نام زینب تھا۔ حضور علیہ السلام نے ان کا نام بدل کر صفیہ رکھا اور ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کا خواب سچا کر دکھایا۔

شب زناف میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات حضور علیہ السلام کے خیمہ کے باہر پہرہ دیتے رہے۔ رات کو حضور علیہ السلام نے ان کو آہٹ سنی تو ان کا بلایا اور پوچھا کہ کیوں آس پاس پھر رہے ہو انہوں نے عرض کی کہ حضور علیہ السلام حضرت صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے اہل خاندان چچا، باپ اور اہل خانہ قتل ہوئے ہیں جن میں ان کا چچا، باپ اور خاوند شامل ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا ہے کہ یہ نومسلمہ خاتون کوئی ایسی ناشائستہ حرکت نہ کرے۔

حضور علیہ السلام نے حضرت ابو ایوب انصاری کو دعا دی کہ "یا اللہ جس طرح ابو ایوب رات بھر میری حفاظت میں جاگتا رہا یا اللہ تو بھی اس کی حفاظت فرما۔" (تاریخ الخمیس ۲/۵۷۔ محمد رسول اللہ ۲۸۲)

تورات کے نسخے

اس فتح میں مسلمانوں کو تورات کے نسخے بھی ملے یہودیوں نے عرض کی کہ برائے مہربانی ان کو ہمیں واپس کردیا جائے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے مسلمانوں کو ادب سے انہیں واپس لوٹانے کا حکم دے دیا۔ (محمد رسول اللہ ۲۴۱۔ محمد رضا)

ایک یہودی عورت کی سازش

ایک یہودی عورت جس کا نام زینب تھا۔ اور مرحب جو قتل ہوگیا تھا کی بہن تھی۔ اس کے باپ کا نام حارث تھا۔ اور یہ سلام بن شکم کی زوجہ تھیں اس نے حضور علیہ السلام کی قلعہ قموص میں دعوت کی حضور علیہ السلام کسی کی دعوت رد نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اس عورت نے لوگوں سے پوچھا کہ حضور علیہ السلام کو بکری کا کونسا گوشت پسند ہے۔ اس کو بتایا گیا کہ بکری کے بازو کا اس نے تمام گوشت میں زہر ملادیا۔ اور خاص کر بکری کے بازو میں زیادہ زہر ملایا اور اسے بھون کر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پیش کردیا۔ حضور علیہ السلام نے گوشت کا ٹکڑا لے کر منہ میں ڈالا اور اسے چبایا پھر اسے تھوک دیا اور فرمایا کہ "اس بازو نے مجھے خبر دی ہے کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے۔

دیگر ساتھ شریک صحابہ میں حضرت بشر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ گوشت کا ٹکڑا دوسرے صحابہ اکرام سے پہلے منہ میں ڈال لیا تھا۔ انہوں نے اسے چبا کر فوراً نگل لیا۔ ان رنگ متغیر ہونا شروع ہوگیا۔

انہوں نے پوچھنے پر بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے خدا کی قسم ہے کہ مجھے گوشت کا ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہی پتہ چل گیا تھا

Marfat.com

کہ اِس میں زہر ہے لیکن میں نے آپ علیہ السلام کے ادب سے کہ آپ ﷺ کو کراہت نہ ہو اس باہر نہ تھوکا۔

تھوڑی دیر بعد یہ شہید ہو گئے۔

اس یہودن کو بطور قصاص قتل کر دیا گیا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ۵/ ۲۱۰) (سیرت رسول علیہ السلام ۱۰/ ۶۴۹، ڈاکٹر طاہر القادری) (تاریخ الخمیس ۲/ ۵۲)

مال غنیمت

حضور علیہ السلام نے صرف اہل حدیبیہ کو اس معرکے میں شرکت کی اجازت فرمائی تھی۔ یا چند ایک اور لوگوں کو جن کو مال غنیمت کا شوق نہ ہو۔

اہل حدیبیہ میں سے جو لوگ یہاں شریک نہ بھی ہو سکے ان کو بھی مال غنیمت سے حصہ دیا گیا۔

پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو اسکے تین حصے دیئے گئے۔

عورتوں میں سے سترہ عورتیں بھی اس غزوہ میں شریک ہوئیں تھیں تاکہ پانی وغیر پلا سکیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کر سکیں ان کو بھی مال غنیمت سے حصہ دیا گیا۔

اس معرکے میں پندرہ مسلمان شہید ہوئے۔

جب حضور علیہ السلام نے یہودیوں کو یہاں سے نکل جانے کا حکم دیا تو انہوں نے آپ ﷺ کے آگے منت سماجت کرنی شروع کر دی اور عرض کی کہ ہم کھیتی باڑی میں ماہر ہیں۔ یہاں جو بھی ہم کھیتی باڑی کرینگے اس کا آدھا غلہ اور کھجوروں میں سے آدھی کھجوریں آپ کو ہر سال ارسال کیا کرینگے۔

چونکہ مسلمان دوسرے بہت سے کاموں میں مصروف تھے اور اتنا کھیتی باڑی کو بھی نہیں سمجھتے تھے اس لیے حضور علیہ السلام نے ان کو کھیتی باڑی کی اجازت مرحمت فرما دی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ ہر سال ان سے غلے کا حساب لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان یہودیوں نے آپ کو رشوت دینے کی کوشش کی۔ تو آپ نے سختی سے ان کو ڈانٹ دیا۔ تو یہ کہنے لگے کہ ایسے لوگوں کی وجہ سے ہی زمین و آسمان قائم ہے۔

حضور علیہ السلام نے تمام مسلمانوں کو سختی سے منع فرما دیا تھا کہ ان کی کوئی سبزی کوئی ترکاری کوئی چارہ وغیرہ ان کی اجازت کے بغیر نہ لیا جائے۔

اس غزوہ میں مسلمانوں کے پندرہ آدمی شہید ہوئے تھے۔ ان میں چار مہاجر اور گیارہ انصار تھے۔

حجاج بن غلاط رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں یہ خیبر کے مقام پر حاضر ہوئے جبکہ حضور علیہ السلام فتح یاب ہو چکے تھے۔ حضور

Marfat.com

یہ السلام کے چاند سے چہرے کو دیکھتے ہی آپ نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا۔کہ یقیناً ایسا رخ انور اللہ تعالیٰ کے نبی حضور یہ السلام کا ہی ہوسکتا ہے۔

وہ فوراً ایمان لے آئے اور کلمہ طیبہ پڑھ لیا۔

انہوں نے عرض کی کہ میں نے بہت سا مال مکہ مکرمہ میں لوگوں کو قرض کے طور پر دے رکھا ہے اور میرا کافی مال یری بیوی کے پاس بھی ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس مال کو نکالنے کے لیے کوئی حیلہ سازی کروں۔حضور علیہ السلام نے نہیں اجازت دیدی۔یہ یہاں سے سیدھے مکہ مکرمہ پہنچے۔

اس وقت تک مکہ مکرمہ میں خبر پہنچ چکی تھی کہ حضور علیہ السلام خیبر میں یہود کا مقابلہ کرنے کے لیے تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔کفار بہت خوش ہورہے تھے کہ یہود کی بہت بڑی طاقت ہے۔اور یقیناً یہود ہی اس جنگ میں فتح یاب ہونگے۔ یہاں کئی لوگوں نے یہود کی فتح یابی پر شرطیں بھی لگا رکھی تھیں۔

ان کے مکہ مکرمہ پہنچے ہی لوگوں نے ان کو گھیر لیا۔اور حالات پوچھنے لگے انہوں نے ان کو کہا کہ تم کو خوشخبری ہو۔کہ (نعوذ باللہ) محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کو شکست ہوئی ہے۔اور محمد (ﷺ) کو یہود نے زنجیروں میں (نعوذ باللہ) قید کردیا ہے۔اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم ان کو مکہ میں کفار کے ہاتھ میں دے دینگے۔تاکہ وہ ان سے اپنے مقتولوں کا حساب لے سکیں۔

اہل مکہ کے کفار تو خوشی کے مارے اچھلنے لگے۔اور یہود کی فتح کی اطلاع جنگل میں آگ کی طرح ہر طرف پھیل گئی۔ہر طرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔

لیکن حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دوسرے مسلمانوں پر غم واندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو جیسے سکت ہی نہ رہی ہو۔انہوں نے حجاج بن غلاط کے پاس اپنا غلام بھیجا اور کہلوا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ اس سے (پاک) ارفع واعلیٰ ہے کہ تمہاری یہ خبر سچی ہو"

انہوں نے کہا کہ اپنے آقا سے کہنا کہ خلوت میں ان کو ایک خوشخبری دینا چاہتا ہوں۔آپ نے یہ پیغام سنتے ہی اس غلام کو آزاد کردیا اور مزید کوئی اچھی خبر سننے کی خوشی میں نذر مانی کہ دس غلام آزاد کردونگا۔

حضرت حجاج بن غلاط نے لوگوں سے کہا کہ مسلمانوں کا بہت سا قیمتی سامان جو یہودیوں نے لوٹا ہے۔بہت سستے داموں مل رہا ہے۔مجھے جن لوگوں سے قرض لینا ہے وہ فوراً دے دیں۔تاکہ میں واپس جا کر انہیں خرید سکوں۔

کفار مکہ نے فوراً ان کو ان کا قرض لوگوں سے لے دیا۔

پھر یہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اسے بھی کہا کہ میری ساری دولت مجھے واپس کردے تاکہ مسلمانوں کا قیمتی مال میں نہایت سستے داموں خرید سکوں۔

Marfat.com

ان کی بیوی نے بھی ان کا سارا مال واپس کر دیا۔

پھر یہ خلوت میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے۔ اور کہا کہ خوشخبری ہو۔ محمد ﷺ اور ان کے رفقاء غالب آگئے ہیں یہود کو نہایت بُری شکست ہوئی ہے اور یہود کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی سے حضور علیہ السلام نے نکاح فرمالیا ہے۔ اور میں بھی مسلمان ہوگیا ہوں۔ لیکن اس خبر کو آپ تین روز خفیہ رکھنا تاکہ میں ان کی پہنچ سے دور نکل جاؤں۔ میں نے یہ سارا کھیل اس لیے کھیلا ہے تاکہ اہل مکہ سے اپنی دولت واپس لے سکوں۔ بصورت دیگر میری رقم نہ میری بیوی نے اور نہ ہی کفار مکہ نے واپس کرنا تھی۔ تین روز کے بعد آپ ان کو سچی خبر سے آگاہ کر دینا۔

تین رات بڑی مشکل سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاٹے۔ تیسرے روز آپ نے ایک خوبصورت لباس زیب تن کیا اور عصا ہاتھ میں لیے صبح کفار کی محفل میں حرم کعبہ میں تشریف لائے۔

کفار نے آپ کو اس انداز سے آتے دیکھا تو کہا کہ او ابوالفضل آپ ہمیشہ خیر وعافیت سے رہیں۔ اتنے المناک حالات میں اتنا صبر آپ کو ہی زیب دیتا ہے۔"

آپ نے فرمایا کہ میں ہر طرح سے خریت سے ہوں اور مجھے حجاج بن غلاط نے یہ بتایا ہے کہ مسلمان غالب آگئے ہیں یہود کو شکست فاش ہوئی ہے۔ اور یہود کے سردار کی بیٹی سے حضور علیہ السلام نے شادی فرمائی ہے۔ (سبل الہدیٰ ۵/ ۲۱۶)

اَب کفار مکہ پر یہ خبر بجلی بن کر گری اور کفار مکہ میں صف ماتم بچھ گئی۔

اخلاص عمل کا نمونہ

خیبر کی جنگ کے دوران ایک اعرابی (دیہاتی آدمی بدو) حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہوگیا اور عرض کی میں آپ کے ساتھ ہجرت کروں گا۔ حضور علیہ السلام نے تربیت کے لیے ان کو بعض صحابہ کے سپرد کیا۔ کسی قلعے کی فتح ہوئی تو مال غنیمت کی تقسیم کے وقت یہ اونٹ چرانے گئے ہوئے تھے۔ حضور علیہ السلام نے ان کا حصہ بھی نکالا جب یہ واپس آئے تو دوسرے صحابہ نے ان کا مال غنیمت کا حصہ ان کے سپرد کیا تو یہ اسے لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آئے اور عرض کی کہ یہ کیا ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمہارا مال غنیمت کا حصہ ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ میں نے مال غنیمت کی خاطر اسلام قبول نہیں کیا۔ بلکہ اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس لیے اسلام قبول کیا ہے کہ یہاں پر کوئی تیر لگے میری موت ہو اور میں جنت میں داخل ہو جاؤں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر سچے ہو تو یہ بھی اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

خیبر کے ایک اور قلعے کی فتح کے دوران ان کو ایک تیر لگا اور ان کی شہادت ہوگئی کو حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ کیا یہ وہی شخص ہے جس نے جنت کی آرزو کی تھی۔ عرض کی گئی کہ جی ہاں یہ وہی ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا ثابت ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی خواہش کو سچ کر دکھایا۔

Marfat.com

رسول کریم حضور ﷺ نے اپنے جبہ مبارک میں اس کی تکفین فرمائی پھر نماز جنازہ پڑھی اور ان کے لیے دعا فرمائی "الٰہی تیرا یہ بندہ تیری راہ میں ہجرت کے لیے نکلا تھا۔ اس نے تیری راہ میں شہادت پائی اور میں اس کا گواہ ہوں۔

(۱) زاد امعاد۔ ج ۱ ص ۳۹۴۔ اصح السیر ص ۱۸۹۔ ۱۸۸۔ رحمت دارین ص ۵۹۷۔

حضرت جعفر اور اشعری صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آمد

حضور علیہ السلام نے ابھی مال غنیمت تقسیم نہیں فرمایا تھا کہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت جن میں حضرت ابوموسی اشعری بھی اپنے ساتھیوں سمیت شامل تھے۔ حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے یہ حضور علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے اور عرصہ چودہ سال بعد یہ حضور علیہ السلام سے ملے تھے۔ حضور علیہ السلام کو ان کو دیکھ کر ازحد مسرت ہوئی آپ نے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا۔

ما ادری بایّهما انا آسرُّ بفتح خیبر ام بقدوم جعفر (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۴۳)

"میں نہیں جانتا کہ مجھے کس چیز کی زیادہ خوشی ہے خیبر کی فتح کی یا جعفر کے آنے کی"

حضرت موسی اشعری اپنے دو بھائیوں اور پچاس ساتھیوں کے ساتھ مکہ سے یمن چلے گئے ہوئے تھے۔ جب حضور علیہ السلام نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو یہ لوگ مدینہ منورہ آنے کے لیے کشتی میں سوار ہوئے۔ راستہ میں سمندر میں طوفان نے آگھیرا اور بادمخالف نے ان کی کشتی کو حبشہ کے ساحل سے آلگایا۔ یہاں ان کی ملاقات حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی آپ نے ان سے فرمایا کہ یہیں رہ جائیں۔

حضرت موسی اشعری اپنے ساتھیوں سمیت یہیں ان کے پاس رہ گئے اب یہ لوگ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ ہی ہجرت فرما کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلے۔ ان کے ساتھ حضور علیہ السلام کی بیوی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کا نکاح نجاشی نے ان کے خاوند کے مرجانے کے بعد حبشہ میں ہی حضور علیہ السلام کے حکم سے حضور علیہ السلام کے ساتھ فرمادیا تھا۔ تشریف لائیں۔ دوسری عورتیں مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد بھی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سمیت یہیں رہ گئیں اور ان کے دوسرے ساتھی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے پاس خیبر جانے کے لیے چل پڑے (حضور علیہ السلام کے ساتھ یہ ان کی ملاقات کی بے قراری تھی اور یہ بھی تھا کہ شاید جہاد میں حضور علیہ السلام کو ان کی ضرورت پڑ جائے) جب یہ خیبر میں حضور علیہ السلام کے پاس خدمت اقدس میں پہنچے تو خیبر فتح ہو چکا تھا۔ اور ابھی مال غنیمت تقسیم نہیں فرمائے تھے۔ تقسیم شروع ہوئی تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے سب ساتھیوں اور حضرت موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے تمام ساتھیوں کو بھی مال غنیمت سے حصہ عطا فرمایا گیا۔

(امام بخاری، الجامع الصحیح، سیرۃ النبویہ ابن کثیر ۳/ ۳۹۰۔ ۳۸۹)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے قبیلہ بنی دوس کی آمد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کے پاس اس وقت پہنچے جب کہ آپ ﷺ خیبر کے لیے تشریف لے جا چکے تھے۔ انہوں نے سباع بن عرفطہ الغفاری کے پیچھے اپنے اسی قبیلہ دوس کے ساتھیوں سمیت نماز فجر ادا فرمائی اور حضور علیہ السلام کی ملاقات کے اشتیاق میں حضور علیہ السلام کے پیچھے خیبر کی طرف روانہ ہو گئے حضرت صباع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں زاد راہ مہیا کیا۔ اور سواری کے جانور بھی دیے۔ جب یہ حضور علیہ السلام کے پاس پہنچے تو اس وقت تک حضور علیہ السلام نطاۃ کے قلعے فتح فرما چکے تھے۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے مشورہ فرما کر انہیں بھی مال غنیمت سے حصہ عطا فرمایا۔ (سبل الہدیٰ ۵/ ۲۱۲)

عینیہ بن حصین اور بنو فزارہ کی آمد

بنو فزارہ نے اہل خیبر کی امداد کرنے کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا تھا کہ اہل خیبر کی امداد نہ کریں۔ تو ان کو خیبر کی کھجوروں کے پھل میں سے حصہ عطا کیا جائے گا لیکن انہوں نے کہا کہ یہود تو ہمارے پرانے حلیف ہیں ہم ان کی مدد ضرور کرینگے۔ جب خیبر فتح ہو گیا تو یہ مال غنیمت سے حصہ لینے کے لیے حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا حصہ زوالرقیبہ ہے (یہ خیبر کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام تھا۔) انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے جنگ کرینگے۔ حضور علیہ السلام نے ان کا چیلنج قبول فرمایا۔ اور فرمایا کہ جتف کی مقام پر تمہاری ہماری جنگ ہوگی۔ اس بات کو سنتے ہی وہ دم دبا کر بھاگ گئے اور ان پر ایسا رعب طاری ہوا کہ مڑ کر نہ آئے۔

عینیہ بھی حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور مال غنیمت کا حصہ دینے کے لیے کہا اور کہنے لگا کہ ہم نے آپ کے لیے فتح کا راستہ ہموار کیا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس لیے واپس لوٹ گئے تھے کہ تم نے اپنے اہل وعیال کی طرف سے ایسا شور سنا تھا کہ جیسے ان پر کوئی حملہ کر رہا ہے۔

اب تمہارے لیے زوالرقیبہ ہے۔ وہ کہنے لگا یہ کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ ایک پہاڑ ہے جس کو تم نے خواب میں اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ یہ بھی اپنا سا منہ لے کر واپس آ گیا۔ واپس آ کر اس کی ملاقات حارث بن حوف سے ہوئی اس نے اسے کہا کہ میں نے تمہیں مسلمانوں پر حملہ کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔ کیونکہ مسلمان ضرور کامیاب ہوں گے اور مشرق و مغرب میں ان کی حکومت ہوگی۔ کیونکہ میں نے یہودی علماء سے سنا ہے کہ ہم ان کو بنی مرسل پہنچانتے ہیں۔ لیکن ان سے ہم اس لیے حسد کرتے ہیں۔ کہ نبوت بنی ہارون سے بنی ہاشم میں منتقل ہو گئی۔ ان میں سے ابو رافع نے کہا تھا کہ اگر یہود نے ہماری بات نہ مانی تو دو دفعہ ان کا قتل عام ہوگا ایک مدینہ میں اور دوسرا خیبر میں۔ (سبل الہدیٰ ۵/ ۲۱۳)

دیگر شرعی احکام

حضور علیہ السلام نے صحابہ اکرام کو مال غنیمت چرانے سے سختی سے منع فرما دیا تھا۔

Marfat.com

دوسرا فرمایا تھا "کہ جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہے اسے اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ دوسرے کی کھیتی کو اپنے پانی سے سیراب کرے۔"

یعنی اگر کسی کو مال غنیمت سے کوئی حاملہ کنیز ہے تو وضع حمل تک اس سے مقاربت نہ کرے۔

حضور علیہ السلام نے خیبر کے موقع پر جب لوگ ہانڈیوں میں گدھے کے گوشت کو پکا رہے تھے اعلان فرمایا تھا۔

"اللہ اور اس کا رسول تمہیں اس بات سے منع فرما رہے ہیں کہ تم گدھوں کا گوشت کھاؤ۔ کیونکہ یہ پلید ہے۔"

حضور علیہ السلام نے خچر کا گوشت بھی منع فرما دیا نیز جنگلی جانوروں میں سے درندوں کے گوشت کو بھی منع فرما دیا۔ اور تیز ناخنوں سے شکار کرنے والے پرندوں کا بھی شکار منع فرما دیا۔

نیز فرمایا کہ کھجور کا پھل جب تک قابل استعمال نہ ہو جائے فروخت کرنا جائز نہیں۔

نیز حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ الوصلۃ الموصولۃ۔ الوشمۃ اور الموشمۃ الخامشۃ وجھھا اور الشاقۃ جیبھا۔ ان عورتوں پر لعنت فرمائی الوصلۃ سے مراد وہ عورتیں جو دوسری عورتوں کے بال لے کر دوسری عورت کے بالوں سے پیوست کرتی ہیں۔

الموصولۃ جس کے بالوں کے ساتھ کسی دوسری عورت کے بال پیوست کئے جائیں الوشمۃ جو سوئی کی نوک سے کسی خاتون کے چہرے اور ہاتھوں وغیرہ پر نیلے رنگ کے نقش و نگار بناتی ہیں۔ اور الموشمۃ سے مراد وہ عورت جس کے جسم پر ایسے نقش و نگار گوندے جاتے ہیں۔

الخاشمۃ وجھھا وہ عورت جو کسی عزیز کی موت پر یا کسی دوسرے کے صدمہ کے وقت اپنے چہرے کو نوچتی ہے۔ اور الشاقۃ جیبھا جو کسی عزیز کی کی موت یا کسی عزیز کی موت یا کسی دوسرے صدمہ کے وقت اپنا گریبان پھاڑ ڈالتی ہیں۔

ان کے علاوہ المجثمۃ وہ جانور جسے میدان میں کھڑا کر کے اس پر نشانہ بازی کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کو ازیت دی جاتی ہے۔ اس لیے اسے حرام قرار دیا۔

الجلیۃ کو بھی حرام قرار دیا۔ یہ وہ جانور ہے جسے درندے نے اپنی گرفت میں لیا ہو اور درندے کی گرفت سے چھوٹنے کے بعد ذبح کرنے سے پہلے ہی مر جائے۔ اور النہبہ کو بھی حرام قرار دیا کہ کسی زندہ جانور سے گوشت کا ٹکڑا کاٹ لیا جائے۔

حضور علیہ السلام نے خیبر کے موقع پر عورتوں کو قتل کرنے سے بھی منع فرما دیا۔ (ضیاالنبی ۴/ ۲۶۱)

متعہ کی حرمت کا اعلان

مُتعہ سے مراد کسی عورت سے رقم کے بدلے مقرر میعاد تک بغیر ولی کے راز داری سے ایجاب و قبول سے میاں بیوی کے تعلقات ہیں۔ جو کہ زیادہ سے زیادہ دو حیض یا پینتالیس دن کے بعد خود بخود بغیر طلاق کے ختم ہو جاتے ہیں نیز مُتعہ میں کوئی وارثت نہیں ہوتی اور مرد لعان کے بغیر بھی انکار کر سکتا ہے۔

Marfat.com

ان سب امور سے حضور علیہ السلام نے منع فرمادیا۔

یاد رہے کہ حرمت کا حکم حضور علیہ السلام نے غزوہ خیبر کے موقع پر پندرہ سو مجاہدین کے سامنے بیان فرمایا۔

"حضرت زید بن علی نے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز پالتو گدھوں کے گوشت اور مُتعہ کے نکاح کو حرام قرار دے دینے کا اعلان کیا تھا۔" ضیاالنبی ۴۔ ۲۷۳۔

متعہ کی رسم زماہ جاہلیت سے چلی آرہی تھی ایک دفعہ مجاہدین اسلام جو کہ کافی عرصہ سے اپنی بیویوں سے دور تھے کو حالت اضطرار میں اس کا ازن ملا تھا۔ بعد میں یہ منسوخ کر دیا گیا۔ ضیاالنبی ۴۔ ۲۶۹۔

یہ اسی طرح ہے جیسے قرآن پاک میں حالت اضطرار میں محض زندگی بچانے کے لیے مردار یا حرام چیز کھا لینے کا حکم ہے۔ حرام چیزوں میں خنزیر۔ مردار۔ خون اور وہ چیزیں جن کو بتوں کے نام پر ذبح کیا جاوے شامل ہیں۔

(ضیاالنبی ۴۔ ۲۶۹)

اہل فدک کے ساتھ معاہدہ صلح

حضور علیہ السلام نے خیبر کے قلعوں کی طرف جاتے ہوئے اہل فِدک کے یہودیوں کی طرف حضرت محیصہ بن محمود کو روانہ فرمایا اور انہیں کہلا بھیجا اِن کو حکم دیا کہ پہلے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا اگر وہ قبول نہ کریں تو انہیں کہنا کہ نبی علیہ السلام تم پر اس طرح لشکر کشی کرینگے۔ جس طرح اہل خیبر پر کی ہے۔ اور تمہارے میدان میں آکر مجاہدین اسلام خیمہ زن ہوں جائیں گے۔ اس کا جو نتیجہ نکلے گا وہ تم سے پوشیدہ نہیں"

انہوں نے حضرت محیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس دو دن تک جواب دینے کے لیے ٹھہرائے رکھا۔ اور کہا کہ ہم آپس میں صلح و مشورہ کر رہے ہیں اصل میں یہ ٹال مٹول اِس لیے کر رہے تھے کہ حضور علیہ السلام خیبر کے قلعوں کی طرف گئے ہوئے ہیں اور وہاں پر مرحب سمیت جو کہ اکیلا ایک ہزار آدمی پر بھاری تھا اور بہت سے یہودی سورما اور بہترین لڑاکا دس ہزار کی فوج اور اسلحہ کے انبار سمیت موجود ہیں دیکھتے ہیں کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت محیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس جانے کی تیاری کر رہے ہیں تو آپ کی منت سماجت پر اتر آئے اور اس بات پر رضا مند ہو گئے کہ اپنے چند یہودی اکابرین حضور علیہ السلام کی خدمت میں صلح کے لیے بھیجتے ہیں اس دوران ان کو مرحب یہودی اور دوسرے سورما یہودیوں کے قتل کی اطلاع مل گئی تھی۔ اور نطاۃ کے قلعوں پر حضور علیہ السلام کے قبضے کی اطلاع بھی مل گئی تھی۔ ان کے آدمی لون بن یوشع کی سرکردگی میں حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پیش ہوئے۔

حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور صلح کی درخواست پیش کی جو حضور علیہ السلام نے قبول فرمائی۔

Marfat.com

اہل فدک کی شرائط صلح

۱۔ حضور علیہ السلام سارے یہودیوں کی جان بخشی فرمادینگے۔
۲۔ یہودی فدک کے علاقہ سے نکل جائیں گے۔
۳۔ تمام غیر منقولہ جائیدادیں، مکانات، نخلستان اور کھیت حضور سرور دو عالم ﷺ کے حوالے کر دینگے۔

انہوں نے شرائط پر عمل درآمد میں پس وپیش کیا۔ تو حضرت محیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو انجام سے ڈرایا تو یہ اس بات پر راضی ہوگئے کہ فدک کی نصف زمین یہود کی ملکیت رہے گی اور نصف زمین کے حضور علیہ السلام مالک ہونگے۔ (ضیا النبی ۴/ ۲۷۴)

حضور علیہ السلام کا مال فدک کا تصرف

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان عالی شان ہے۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

ترجمہ: جو مال پلٹ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان گاؤں کے رہنے والوں کو تو وہ اللہ کا ہے اور اس کے رسول (علیہ السلام) کا ہے۔ اور رشتے داروں یتیموں، مسافروں کے لیے ہے۔ تاکہ وہ مال گردش نہ کرتا رہے۔ تمہارے دولتمندوں کے درمیان۔ (سورۃ حشر، ۷)

مال غنیمت وہ ہوتا ہے جو کسی قوم پر لشکر کشی کے بعد حاصل ہو اس کا حکم اور ہے قرآن پاک میں ارشاد الٰہی ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا

ترجمہ: اور جان لو جو چیز تم غنیمت میں حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے رشتہ داروں یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ تعالیٰ پر اور اس (قرآن) پر جسے ہم نے اپنے بندے پر اتارا۔" (سورۃ انفال، ۴۱)

اس آیت شریف میں کھول کر بتادیا گیا ہے کہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے لیے ہے۔ اور اس کا مصرف حضور علیہ السلام کو بتایا کہ رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے پاس احد پہاڑ جتنا بھی سونا ہو۔ تو

Marfat.com

اسے تم لوگوں پر تین دن کے اندر اندر بانٹ دوں۔

حضور علیہ السلام کے پاس جو کچھ آتا تھا سب غریبوں وغیرہ میں بانٹ دیتے تھے۔ اور اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے تھے۔

ایک دفعہ کہیں سے کوئی لونڈی غلام آئے حضور علیہ السلام کی خدمت میں آپ کی پیاری و لاڈلی بیٹی خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرا بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں کہ والد پاک ﷺ کے پاس جا کر کسی لونڈی غلام کے لیے عرض کرتی ہوں۔ لیکن حیا نے بات کرنی کی اجازت نہ دی۔

حضور علیہ السلام کی خیر خیریت دریافت فرمانے کے بعد واپس تشریف لے آئیں سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ آپ تو لونڈی و غلام وغیرہ کے بارے میں دریافت کرنے کے لیے گئیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ حیا نے اجازت نہ دی۔ آپ ان کو لے کر حضور علیہ السلام کے پاس دوبارہ آئے اور عرض کی کہ حضور علیہ السلام ان کے آنے کا یہ مقصد تھا۔ لیکن بیان نہیں کر سکیں۔ حضور علیہ السلام نے ان کو کوئی لونڈی و غلام وغیرہ دینے سے انکار فرما دیا۔ اور فرمایا کہ میں ان کو بیچ کر پہلے اپنے اہل صفہ پر خرچ کرونگا۔ پھر حضور علیہ السلام نے اس سے بہتر چیز کا فرمایا کہ ان کو تحفہ دوں۔ تو حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ رات سونے سے پہلے تینتیس دفعہ سبحان اللہ۔ تینتیس دفعہ الحمدللہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آقا علیہ السلام کا ارشاد گرامی میں جنگ صفین کی رات کو بھی نہ بھولا۔

فِدک کوئی عام جگہ نہیں تھی بلکہ یہ ایک زرخیز وسیع اراضی تھی۔ جس میں زرخیز میدان اور شاداب باغات کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ جس میں نخلستان کھجوروں کے جھنڈ بھی تھے۔ اس کی سالانہ آمدنی چوبیس ہزار دینار یعنی اس وقت کے اڑھائی لاکھ روپیہ کے اوپر نیچے تھی۔ یہ ایک کثیر آمدنی تھی۔ لیکن حضور علیہ السلام اس میں سے تیز ہوا سے بھی زیادہ لوگوں پر تصرف فرما دیتے تھے۔ اور اپنی ضرورت کو بھی نہیں دیکھتے تھے۔ اور خود کئی کئی دن فاقے سے رہتے تھے۔ یہی حال ازواج مطہرات کا بھی تھا۔ کئی کئی دن چولہے میں آگ بھی نہیں جلتی تھی۔

آسان سنتیں

ہم لوگ آسان آسان سنتیں تو خدا کے فضل و مہربانی سے ادا کر لیتے ہیں لیکن یہ وہ سنت ہے جس کو کوئی قسمت والا ہی ادا کر سکتا ہے۔

حضور علیہ السلام کی سخاوت اور اہل بیت کی سخاوت کے بارے میں لکھا جائے تو کئی ابواب بھی کم پڑ سکتے ہیں۔

سیدنا حضرت علی اور ان کے گھر والوں کے بارے میں ہی جب ان حضرات نے تین دن تک روزہ افطار کے وقت جو کچھ تھا۔ ہر روز یتیم پھر مسکین اور پھر اسیر کو عطا فرما دیا۔ اور خود بھوکے رہے تو یہ آیت شریف نازل ہوئی:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝٨

Marfat.com

ترجمہ: (یعنی وہ محض رضائے الٰہی کے لیے) اپنا کھانا (اپنی ضرورت کے باوجود) مسکین و یتیم کو اور اسیر کو کھلا دیتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی سائل مانگنے کے لیے آیا۔ آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر بعد ایک ہزار سونے کی اشرفیوں سے بھری پوٹلی لے کر روتے ہوئے باہر تشریف لے آئے اور فرمایا کہ گھر میں یہی کچھ تھا جو کہ تھوڑی دیر پہلے ہی مجھے پہنچا ہے۔ لائے اور سائل کو دے دیا۔ اِس نے اشرفیاں قبول کیں اور عرض کی کہ رسول خدا ﷺ کے بیٹے آپ رو کیوں رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس لیے رو رہا ہوں کہ مجھے تیری حالت کا پہلے کیوں نہ پتہ چل گیا۔ اور تجھے سوال کی شرمندگی کیوں اٹھانا پڑی۔

آج کون اس سنت پر پورا اترتا ہے۔

یہ صحابہ اکرام پاک کی ہی شان پاک تھی۔ آج اگر ہم حضور علیہ السلام کی آسان سنتیں (حالانکہ یہ بھی آہستہ آہستہ کم ہوتی جارہی ہیں) چہرے پر یا جسم پر سجا لیتے ہیں تو ہم کو شیطان ورغلاتا ہے کہ تم سے بڑا نیک و پرہیز گار اور کوئی نہیں۔ حالانکہ یہ تو اس مکتب پاک کی ایک وردی ہے جسے ہم نے زیب تن کیا ہے۔ جب کوئی بچہ کسی سکول میں داخلہ لیتا ہے تو وہ پہلی کلاس کا طالبعلم اگر اس سکول کا لباس پہن لے تو کیا اس لباس سے اس کو سب کتابوں وغیرہ کا علم جو استاد کئی کئی سال لگا کر پوری زندگی حاصل کرتے رہتے ہیں پر حاوی تو نہیں ہو جاتا۔

یہ وہ راستہ ہے جس پر ساری زندگی چلنے کے بعد بھی آدمی طالبعلم ہی رہتا ہے۔ اور اس کا پہلا سبق ایمان ہے جو آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے عشق میں بدل جاتا ہے۔

"ایمان سلامت ہر کوئی منگے۔ عشق سلامت کوئی ہو۔ میرا عشق سلامت رکھیں باہو۔ ایمانو دیاں دَہائی ہو۔"

(حق باہو رحمۃ اللہ علیہ)

آج ہم پہلا سبق پڑھنے کے بعد ہی خود کو عالم و فاضل سمجھنے لگتے ہیں۔

"حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ورد۔ وظیفہ۔ نماز، روزہ، تو بیوہ عورتیں تم سے زیادہ کر لیتی ہیں کوئی مَردوں والا کام کرنا چاہیے۔؟

یہ وہ پرخطر سفر ہے اور یہ عشق کی وہ خاردار وادی ہے جس کو سوائے پیر کامل کی نظر کرم سے کوئی عبور نہیں کر سکتا ہے۔

ہمارے پیر و مرشد خواجہ گوہر دین موضع جیندڑ شریف کڑیانوالہ ضلع گجرات فرماتے تھے کہ لوگ آگ تو جلاتے ہیں لیکن پھر خود ہی اس کو سینکنے لگتے ہیں اور آپ فرماتے تھے کہ سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔ پیری فقیری۔ بھی مل جاتی ہے۔ دعا، بد دعا بھی قبول ہونے لگتی ہے کشف کرامت بھی حاصل ہو جاتی ہے لیکن ایک چیز مشکل ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی پہچان۔

اور آپ فرماتے تھے کہ سالک پر ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اس کے لیے غوثیت اور قطبیت بھی خدا کی راہ میں حجاب

Marfat.com

بن جاتی ہے یعنی وہ خدا کا بندہ جو کہ خالص اس کا ہوتا ہے وہ خدا سے خدا ہی مانگتا ہے۔ ان درجوں پر بھی اس کی نظر نہیں ٹھہرتی حالانکہ یہ بہت ہی بڑے درجے ہیں۔

بس جس کسی نے بھی حضور علیہ السلام کی شان بیان کی اس نے اپنا علم جہاں تک کہ اس کی نظر گئی کو ہی بیان کیا۔ ان کی شان اس سے بھی وراء الوراء ہے۔ حضور علیہ السلام کی صفات پاک کی بھی اللہ تعالیٰ کی ہی مہربانی سے کوئی حد نہیں۔ کو مخلوق میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا حضور علیہ السلام بزم رونق وجہ کائنات جیسا نہ کوئی آپ ﷺ سے پہلے ہوا اور نہ ہی کوئی بعد میں ہوگا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے۔

''الدنیا الزور'' دنیا ایک دھوکہ ہے۔

ہر کوئی اس میں کہیں نہ کہیں پھنسا ہوا ہے۔ عالم اپنی علمیت کے حجاب میں پھنسا ہوا ہے دولتمند اپنی دولت کے حجاب میں پھنسا ہوا ہے اور جاہل اپنی جاہلیت کے حجاب مس پھنسا ہوا ہے۔ کوئی عزت و وقار کے حجاب میں پھنسا ہوا ہے حالانکہ دوزخی لوگوں سے یہ بھی فرمایا جائے گا۔

ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾

ترجمہ: آج مزہ چکھ (دوزخ کا) تو دنیا میں بڑی عزت وتکریم والا تھا۔

کوئی کسی دنیاوی عورت یا کوئی عورت کسی مرد کے عشق میں مبتلا ہے حالانکہ محبت کے قابل تو صرف اس خدائے پاک کی ذات پاک ہے۔ یا اس کے رسول پاک ﷺ اور اس کے نیک بندوں کی محبت ہے جو کہ نہ ختم ہونے والی ہے۔

فانی چیز کی محبت سے بھی کیا دل لگانا۔

لیکن یہ کسی قسمت والے کو ہی نصیب ہوتی ہے پیر مہر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف والے فرماتے ہیں کہ

؎ کوئی ورلیاں موتی لے تریاں اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی انہی اشعار پر وجد کے عالم میں وفات ہوئی کہ

؎ کشتگان خنجر تسلیم را ہر زمان از غیب جانے دیگر است

یہ میں میں اور غرور بندے کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''غرور میری چادر ہے جس نے اس کو اوڑھنے کی کوشش کی میں اس کا سر پاش پاش کر دونگا۔''

حضرت بیدم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

؎ جو بنا یہاں وہی مٹ گیا جو مٹا یہاں وہی بن گیا

اور آپ فرماتے ہیں کہ۔

؎ بے ہوشی ہے ہوشیاری ہوشیاری ہے بے ہوشی
اب ہوش نہ لینے دے مجھ کو میری بے ہوشی

Marfat.com

غور طلب بات یہ ہے کہ ہم یہاں اس دنیا میں کس لیے آئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط

ترجمہ: ہم نے زندگی اور موت کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ تمہیں آزمائیں کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔

(سورۃ ملک، ۲)

ہر ایک کے لیے مختلف قسم کے حالات واقعات ترتیب دے دیے جاتے ہیں کہ کسی کو دولت دے کر آزمایا جاتا ہے کسی سے دولت لیکر آزمایا جاتا ہے۔کسی کو کچھ دیا جاتا ہے کسی سے کچھ لیا جاتا ہے۔یہ اس خدائے پاک کا نظام ہے جس کی باریکیاں وہی سمجھ سکتا ہے۔

کیونکہ وہ "لطیف خبیر" ہے نہایت باریک بیں جاننے والا ہے۔

حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عافیت کا میدان بہت وسیع ہے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا کرو ہم لوگ آزمائشوں کے قابل نہیں۔یا اللہ ہم تجھ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں ہم کو اور حضور علیہ السلام کی ساری امت کے مسلمانوں کو عافیت سے رکھ اور آزمائشوں کو دور فرما کر ہم پر حضور علیہ السلام کے صدقے عافیت و رحم کا معاملہ فرما اور یا اللہ تو اپنے پیارے محبوب رسول مکرم محترم آقا دو جہاں حضور علیہ السلام پر ہمیشہ ہمیشہ ایسا درود پاک نازل فرما تا رہ جس کی کوئی حد نہ ہو۔جو پاکیزہ ہو۔طیب ہو ظاہر ہو، ہم سب کو پاک کرنے والا ہو۔کیوں کہ آقا علیہ السلام کے در کے علاوہ ہمارا کوئی در نہیں ہے۔آمین ثم آمین۔(احقر العباد نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ)

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ اور ایک جگہ عنا کا لفظ فرمایا۔

ترجمہ: یعنی یا اللہ تو توبہ قبول کرنے والا ہے توبہ کو پسند فرماتا ہے پس مجھ کو اور ہم کو بخش دے۔

اصول کافی صفحہ ۱۸ پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

الحدیث: قال رسول الله ﷺ ان العلما ورثة انبياء لم يورثو دينار ولا درهما ولكن اوتو العلم ممن اَخَذَ مِنه اَخَذَ بحظ وافر۔(۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں بے شک انبیاء دینار درہم کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ علم کو ورثہ میں دیتے ہیں جس کو ان کے علم سے حصہ ملا اسے بڑا وافر حصہ ملا۔

(ضیا النبی جلد ۴ صفحہ ۲۸۷)

حضور علیہ السلام کی ظاہری زندگی کے بعد فدک کے اموال سے تصرف سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی

Marfat.com

اسی طرح فرماتے ہیں جس طرح حضور علیہ السلام فرماتے تھے۔ پھر ان اموال کو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی طرح تقسیم فرمایا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی طرح ان کو تقسیم فرماتے رہے۔ اور اس کے بعد سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح تقسیم فرمایا اس کے بعد سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور علیہ السلام کی سنت کے مطابق ہی دوسرے صحابہ اکرام کی طرح تقسیم فرماتے رہے پھر ان کے بعد آپ کے صاحبزادے امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں باری باری انتظام فرماتے رہے پھر زید بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خدمت سونپ دی گئی۔

بعض لوگوں نے من گھڑت باتوں سے فِدک کے معاملات کو الجھانے کی کوشش کی ہے حالانکہ یہ لوگ دوسرے لوگوں کی ضرورتوں کو اپنی ضرورتوں سے اہم سمجھنے میں فخر سمجھتے تھے۔ اور مالوں اور جائیدادوں کے جھگڑوں میں پڑنے والے نہیں تھے۔

یہ ہم دنیادار ہیں جو ان چیزوں میں الجھ کر اپنی دنیا و آخرت سب کچھ تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمینوں کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ (سورۃ آل عمران، ۱۸۰)

اور آخرت میں جنت کے بارے میں فرمایا ہے کہ ہم مومنوں و اس کا وارث بنا دینگے۔ ''یعنی مومن لوگ ہمیشہ ہمیشہ اس جنت میں رہینگے۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ اولاد کے لیے کیا چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ دو چیزیں ہیں یا تو میری اولاد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبردار ہوگی۔ تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ خود ہی کافی ہے۔

اور یا یہ نافرمان ہوگی۔ اور اگر یہ نافرمان ہوگی تو میری دولت و جائداد ان کی نافرمانی میں اور اضافہ کرے گی''۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝۲۰ (سورۃ فجر، ۲۰)

ترجمہ: اور مال کی محبت تمہارے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس کا مفہوم ہے کہ باوجود اس کی محبت کے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کے نیک بندے اس مال کو خدا اور رسول علیہ السلام کے حکم کے مطابق اس کے راستے میں اپنے عزیزوں رشتہ داروں (ان کا درجہ پہلے ہے) پھر مسکینوں، پھر یتیموں پھر اسیروں وغیرہ پر خرچ کرتے ہیں اور ایک جگہ فرمایا کہ مانگنے والوں پر اور قرضوں میں پھنسے ہوئے لوگوں پر (ان کی گردنیں چھڑانے کے لیے) خرچ کرتے ہیں۔ اور ایک جگہ فرمایا کہ ان نہ مانگنے والوں پر بھی خرچ کرتے ہیں کہ ان کے چہروں سے ان کی حاجتیں پہچان لی جاتی ہیں۔ کہ وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے ہیں''

Marfat.com

بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جسے وہ چاہتا ہے اپنے کرم میں ڈھانپ لیتا ہے۔اس کو عطا فرما دیتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل و کرم کا مالک ہے۔

(سورۃ جمعہ، ۴)

معجزات

حضور علیہ السلام سے غزوہ خیبر کے موقع پر متعدد معجزات کا ظہور ہوا۔حضور علیہ السلام نے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جب وہ حدی خوانی کر رہے تھے رحمہ اللہ فرما کر اشارہ فرما دیا تھا۔کہ وہ شہید ہونگے۔تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ان سے اور زیادہ کیوں نہ مستفید ہونے دیا گیا تو وہ واقعی غزوہ خیبر میں شہید ہوئے۔اِن کو اپنی ہی تلوار تیزی میں لگ گئی تھی۔

دوسرے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ان کو اتنا بڑا پنڈلی پر زخم لگا کہ ان کے بچنے کی امید ہی نہ رہی۔ لوگ اٹھا کر ان کو حضور علیہ السلام بارگاہ عالیہ میں ہے۔آئے حضور علیہ السلام نے اس پر تین مرتبہ دم فرمایا چشم زدن میں زخم بالکل ٹھیک ہوگیا۔

یہاں بھی ایک آدمی بہت بے جگری سے لڑ رہا تھا۔حضور علیہ السلام کے آگے کسی نے اس کی بہادری کا ذکر کیا۔تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جہنمی ہے۔ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں اس کے پیچھے ہولیا یہ لڑتے لڑتے خود بہت زخمی ہوگیا اس سے تکلیف برداشت نہ ہوسکی تو اس نے بھی تلوار زمین میں گاڑ کر اس کے اوپر اپنے سینے کو گرایا۔تلوار اس کے سینے کے پار ہوگئی اور اس طرح اس نے خودکشی کر کے اپنی زندگی کا خاتمہ کرلیا۔یہ صحابی دوڑتے ہوئے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں گئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔حضور علیہ السلام نے فرمایا بعض دفعہ اچھے عمل کرتا رہتا یہاں تک کہ اُس کے اور جنت کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اُس کی ازلی شقاوت اُس پر غالب آجاتی ہے اور وہ بُرے عمل کرنے شروع ہو جاتا ہے اور دوزخ میں جا گرتا ہے اور بعض دفعہ کوئی آدمی بُرے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے یہاں تک کہ اُس کی ازلی سعادت اُس پر غالب آجاتی ہے اور نیک کام کرنے لگ جاتا ہے اور جنت میں جا داخل ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر بسا اوقات بظاہر کوئی جنتیوں کا سا عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جہنمی ہوتا ہے اور بسا اوقات بظاہر کوئی دوزخیوں کا سا عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

یہ اس لیے فرما دیا کہ کوئی بڑے سے بڑے نیک کام کرنے والا بھی ان پر مغرور نہ ہو جائے اور کوئی بُرے سے بُرا

Marfat.com

کام کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جائے۔ (صحیح البخاری ۲۔کتاب المغازی ۵۔۶)

غزوہ وادی القریٰ

حضور علیہ السلام نے غزوہ خیبر سے واپسی پر ان کا قصد فرمایا یہاں بھی یہود آباد تھے۔ یہ وادی شام اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک وسیع وادی تھی ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی۔ جسے ان لوگوں نے مسترد کر دیا۔ اور جنگ کی تیاری شروع کر دی اور آس پاس بدو قبائل کو بھی ساتھ ملا لیا۔

حضور علیہ السلام نے بھی لشکر صحابہ کو صف آرا ہونے کا حکم دیا ہے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑا جھنڈا اور حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سہل بن حنیف عباد بن بشر رضوان اللہ علیہم اجمعین کو چھوٹے جھنڈے عطا فرماتے اور ان کو اپنے محاصرے میں لے لیا۔ چار دن تک محاصرہ جاری رہا اس دوران ان کے بڑے پہلوان یک بعد دیگرے گیارہ کی تعداد میں نکلے۔ جنہیں حضرت زبیر بن عوام اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابو دجانہؓ اور دوسرے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے تہہ تیغ کر دیا۔ جب بھی ان کا کوئی قتل ہوتا تو حضور علیہ السلام از سر نو ان کو اسلام لانے کی دعوت دیتے۔

آخر کار اگلے دن صبح ہی صبح ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔

اس جنگ میں رفاعہ بن زید نامی ایک سیاہ فام غلام جس کا نام "مدعم" تھا۔ جو کہ حضور علیہ السلام کی اونٹنی پر کساوہ کستا تھا۔ کو ایک تیر لگا اور اس کی جان نکل گئی۔ حضور علیہ السلام کے آگے کسی نے عرض کہ اس کو جنت مبارک ہو۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا" ہرگز ایسا نہیں اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس نے خیبر کے احوال غنیمت میں ان کی تقسیم سے پہلے جو چادر اچک لی تھی وہ آگ بن کر اس پر بھڑک رہی ہے۔"

حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی سن کر لوگ لرز گئے جس کسی کے پاس کوئی معمولی سی چیز بھی تھی۔ جو انہوں نے چرائی ہو فوراً واپس کر دی۔ حتیٰ کہ ایک آدمی نے چمڑے کی ایک یا دو دھری بھی واپس کر دی۔ حضور علیہ السلام نے یہاں حضرت حمزہ بن ہوزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جاگیر عطا فرمائی اور حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہاں والی مقرر فرمایا مسلمانوں کو بے شمار مال و دولت کے علاوہ قیمتی گھریلو سامان بھی ملا۔ حضور علیہ السلام نے مہربانی فرماتے ہوئے ان کو یہاں اِن کی زمینوں سے بے دخل نہیں فرمایا بلکہ اہل خیبر کی شرائط پر ان کو ان کی زمینوں میں رہنے دیا گیا۔ (خاتم النبیین ۲/ ۹۰۴) (سبل الہدیٰ ۵/ ۲۲۹)

وادی تیما

حضور علیہ السلام نے اب اس وادی تیما کا جہاں یہودی آباد تھے اور یہ آخری یہودیوں کی آبادی تھی۔ قصد فرمایا یہ مدینہ طیبہ سے سات کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع تھی۔ حضور علیہ السلام کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی لشکر اسلام کی دہشت ان لوگوں میں پھیل چکی تھی۔ ان لوگوں نے حضور علیہ السلام کو صلح کا پیغام بھیجا جو آپ ﷺ نے قبول فرمایا اور ان لوگوں نے بھی باغات کا خراج

Marfat.com

دینا منظور کرلیا۔ اور یہ سب لوگ بھی جزیہ دینے لگ گئے۔ (تاریخ الخمیس ۲/ ۵۸)

جزیہ

یہ ٹیکس اسلامی مملکت کے غیر مسلم شہریوں سے وصول کیا جاتا ہے۔ اور یہ اسلامی مملکت کی بالادستی قبول کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے زمینوں کے حقوق کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ اور ان پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے اس لیے ذمی معاہدے کو قبول کیا ہے تاکہ ان کے مال ہمارے مالوں کی طرح اور ان کے خون ہمارے خونوں کی طرح ہو جائیں۔

سبحان اللہ حضور علیہ السلام کی کیا شان پاک ہے کوئی بھی ملک کا بادشاہ اپنے ملک میں بسنے والے دوسرے مذہب کے لوگوں سے اس طرح روادی نہیں برتتا۔ جس طرح کہ اسلامی مملکت اپنے اندر بسنے والے غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور نرمی برتتی ہے۔

لیکن یاد رہے یہ جزیہ صرف عاقل اور بالغ مرد سے ہی لیا جاتا ہے۔ جو کہ آزاد ہو۔ کسی بھی اپاہج یا دائم مریض یا بوڑھے آدمی سے اندھے وغیرہ یا مفلس اور بے روزگار سے یہ وصول نہیں کیا جاتا۔

اور اس طرح ان کا دشمنوں سے دفاع کی ذمہ داری بھی اسلامی مملکت پر عائد ہو جاتی ہے۔ (الاحکام السلطانیہ ۳/ ۱۵۴)

سورج کا واپس پلٹنا

حضرت امام طحاوی نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واسطہ سے دو سندوں سے "مشکلات الحدیث" میں روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ خیبر سے واپسی کے وقت جب "الصہبا" کے مقام پر پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر استراحت فرما ہو گئے۔ اتنے میں حضور ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی تک نماز عصر ادا نہیں کی تھی۔ آپ اپنی گود میں حضور ﷺ کا سر مبارک لیے یونہی بیٹھے رہتے اور اس رخ زیبا کی زیارت سے مستفید ہوتے رہتے۔ جس کو سورج اور چاند بھی شرماتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ وقت یونہی گذرتا گیا اور تھوڑی دیر بعد سورج غروب ہو گیا۔

حضور ﷺ نے جب چشم مبارک کھولی تو فرمایا کہ کیا تم نے عصر کی نماز ادا کر لی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی کہ ابھی ادا نہیں کی۔ حضور ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ کَانَ فِیْ طَاعَتِكَ وَطَاعَۃ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَیْہِ الشَّمْسَ ○

اے اللہ علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں مصروف تھا پس ڈوبے ہوئے سورج کو لوٹا دے۔ حضرت اسماء

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے خود سورج کو ڈوبتے دیکھتا۔ پھر میں نے دیکھا کہ غروب ہونے کے بعد وہ پھر طلوع ہوگیا۔

یہ واقع خیبر سے واپسی کے وقت پیش آیا تھا۔

امام جلال الدین سیوطی، شہاب الدین خفاجی، ابن عابدین، ملا علی قاری امام سخاوی اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (کتاب الخراج، ۱۸) (ضیا النبی ۴۔ ۳۱۸)

قضاء نماز کی تربیت

حضور ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو امت کے لئے قابل تقلید ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی حکمت ہے۔ اس نے اس لیے انبیاء اکرام علیہ السلام کو انسانوں میں بھیجا تا کہ وہ ان کی تربیت کر سکیں۔ زندگی کے سارے کے سارے لوازمات انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق ادا کر کے دوسرے لوگوں کے سامنے اپنے آپ کا نمونہ پیش کیا۔ کہ اس طرح کے حالات میں اس طرح عمل کرو غزوہ خیبر سے واپسی پر یہ واقعہ پیش آیا۔

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ خیبر سے مدینہ طیبہ واپسی کے وقت ایک رات حضور ﷺ نے رات کے پہلے حصے میں سفر شروع فرمایا۔ جب رات ڈھل گئی اور نیند محسوس ہونے لگی۔ تو حضور ﷺ نے لشکر کو ٹھہرایا اور لوگوں کو سونے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ لیکن آرام فرمانے سے پہلے حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا کوئی صالح شخص رات بھر جاگ سکتا ہے تا کہ ہمیں سورج طلوع ہونے سے پہلے جگا دے اور ہم نماز فجر ادا کر سکیں۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ غلام حاضر ہے تمام لشکر استراحت فرما ہوگیا۔ آپ نوافل میں مصروف ہو گئے۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا نوافل میں مصروف رہے۔ طلوع فجر سے تھوڑی دیر پہلے انہوں نے سورج کے طلوع ہونے کی طرف منہ کر کے اپنے اونٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر پاؤں سیدھے کر دیئے۔ اچانک ان پر نیند مسلط ہوگئی اور یہ گہری نیند سو گئے کہ سورج طلوع ہوگیا جب تیز دھوپ ہوتی تو حضور ﷺ کی آنکھ سب سے پہلے کھلی۔ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

ما صنعت بنا یا بلال

اے بلال تم نے ہمارے ساتھ کیا کیا۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ جس ذات نے آپ کو سلائے رکھا۔ اس نے مجھے بھی جاگنے نہیں دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "صدقت" تو نے سچ کہا ہے۔

آقا دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب یہاں سے کوچ کرو۔

Marfat.com

کچھ دور آگے جا کر حضور سرور دو عالم ﷺ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا۔ سب صحابہ نے اپنی سواریاں بٹھا دیں اور سب سواریوں سے اترے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی۔ پھر اقامت پڑھی اور حضور ﷺ نے نماز ادا کی۔ اور ارشاد فرمایا۔

ازنسیتم الصلوٰۃ فصلوھا از ذکر تموھا فان اللہ عزوجل یقول اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ○

ترجمہ: یعنی اگر تم نماز ادا کرنا بھول جاؤ جیسے ہی تمہیں یاد آئے اس کو پڑھ لیا کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ادا کیا کرو نماز، مجھے یاد کرنے کے لئے۔

یہ واقعی اسی طرح ہے جیسے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے صحابہ پاک کی جماعت فرماتے ہوئے چار رکعتوں والی نماز میں دو رکعتیں ہی پڑھ کر سلام پھیر دیا اور اپنے حجرے میں تشریف لے گئے۔ صحابہ پاک حیران بیٹھے رہے کہ حضور ﷺ پر اب دو رکعتیں شاید فرض کر دی گئیں ہیں یا کہ آپ ﷺ بھول گئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد جب حضور ﷺ "واپس تشریف لائے تو صحابہ پاک نے عرض کی کہ یارسول خدا ﷺ کیا دو رکعتیں کر دی گئیں ہیں۔ یا کہ آپ ﷺ بھول گئے ہیں تو آقا دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہ ہی رکعتیں کم ہوئی ہیں اور نہ ہی میں بھولا ہوں۔ بلکہ بھلا دیا گیا ہوں اور حضور سرور کون و مکان ﷺ نے بقایا دو رکعتیں بھی صحابہ اکرام کو پڑھا دیں۔

اور امت کو نمونہ دکھا دیا۔ کہ بھول جاؤ تو سجدہ سہو کر کے اس طرح پڑھ لیا کرو۔

مدینہ طیبہ واپسی پر حضور ﷺ نے صحابہ اکرام کو منع فرما دیا کہ رات کے وقت اپنے گھروں میں اچانک نہ جاؤ بلکہ جانے سے پہلے انہیں اِطلاع کر لیا کرو تا کہ تمہاری بیویاں تمہاری آمد کی اطلاع پا کر غسل وغیرہ کر کے لباس تبدیل کر کے بالوں میں تیل لگا کر کنگھی وغیرہ کر کے (تمہارے استقبال کے لئے) تیار ہو جایا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری غیر حاضری میں اپنے لباس وغیرہ کے معاملہ میں بے پروا ہو گئی ہو۔ اور تم اچانک چلے جاؤ اور (اُنہیں گندھے مندھے) لباس میں دیکھ کر کراہت محسوس کرو"۔

حضور ﷺ نے واپسی پر اُحد پہاڑ کو جب دیکھا تو فرمایا۔

ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّہٗ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّمُ بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ۔

"یہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے۔ اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اے اللہ میں مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان سارے علاقہ کو حرم قرار دیتا ہوں"۔

حضور نبی کریم ﷺ غزوہ خیبر کے بعد خیر و عافیت سے مدینہ مبارک تشریف لے آئے اور موسم خزاں اور موسم سرما مدینہ مبارک میں گزارا۔ لیکن صحابہ اکرام کی سرکردگی میں مختلف فوجی مہمیں اطراف میں روانہ فرماتے رہے۔

(سبل الہدیٰ ۵/ ۲۳۱۔ ضیاالنبی ۴/ صفحہ ۲۱۳ تا ۳۲۰)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا مقدمہ

غزوہ خیبر کے کچھ عرصہ بعد حضرت محیصہ بن مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو حضور ﷺ نے یہود سے خراج لینے کے لئے مقرر کیا ہوا تھا۔ اپنے بھائی کے بیٹے عبداللہ بن سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ کسی کام سے خیبر میں گئے۔ یہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام سے اکیلے کسی گلی میں سے گزر رہے تھے کہ کسی نے ان کو شہید کر دیا۔ حضرت محیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر سن کر بہت تکلیف ہوئی۔ آپ نے ان کو خیبر ہی میں دفن کیا اور مدینہ طیبہ میں سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گئے اور سارا ماجرا عرض کیا اور اس شک کا اظہار کیا کہ عبداللہ بن سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہودیوں نے قتل کیا ہے یہ اپنے ساتھ اپنے بڑے بھائی کے دوسرے بھتیجے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ شہید ہونے والے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی تھے کو لے کر بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بھتیجے تھے نے گفتگو کا آغاز کرنا چاہا تو حضور ﷺ نے فرمایا۔

"کبر کبر"

(یعنی بڑے کو بولنے دو۔ بڑے کو بولنے دو)

ان کے یہودیوں پر شک کے اظہار کے بعد حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم لوگ اس بات پر قسم کھا سکتے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم کس طرح قسم کھا سکتے ہیں جبکہ ہم نے انہیں قتل ہوتے نہیں دیکھا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ (یہودیوں سے ان کی بیگناہی پر حلف لیا جائے تو) یہودی تو پچاس قسمیں کھا کر بری الذمہ ہو جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم یہودیوں کی قسموں پر کیسے اعتبار کریں؟

حالانکہ یہ کام صرف یہودیوں نے ہی کیا تھا کیوں کہ یہاں سوائے یہودیوں کے اور کوئی آباد نہیں تھا لیکن حضور ﷺ نے یہودیوں سے باز پرس نہ فرمائی اور ان کا خون بہا اپنے پاس سے دے دیا۔ (قتل کی دیت سو اونٹ ہوتی ہے)

(صحیح بخاری کتاب الجہاد صحیح مسلم کتاب القسامۃ۔ رحمت دارین۔ ۶۱۵)

وہ قومیں جو اپنے آپ کو آج کل مہذب کہلاتی ہیں آج کے دور میں اگر وہ کسی ملک کو مکمل فتح کر لیں اور ان کا کوئی آدمی وہ لوگ قتل کر دیں تو اس ایک کے بدلے میں وہ کتنے آدمیوں کو قتل کرتے ہیں۔ لیکن قربان جائیں آقا دو جہاں ﷺ کے کہ یقینی شک کے باوجود یہودیوں کے کسی آدمی کو تہہ تیغ نہیں کیا۔ بلکہ اپنے پاس سے حضرت عبداللہ بن سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دیت ان کے وارثوں کو ادا فرما دی۔

یہ ہے حضور ﷺ کا طرز عمل جس پر انسانیت ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔

Marfat.com

صلح حدیبیہ کے معائدہ سے خواتین کا اِستسناء

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے نور ایمان سے بہت پہلے ہی منور کر دیا تھا ان کا باپ عقبہ بن ابی معیط اسلام کے بدترین دشمنوں میں سے تھا اور ان کے بھائی بھی اس کے ہم نوا تھے لیکن انکی والدہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اِن کی ماں کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے منور کر دیا ہوا تھا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے باپ نے ان کو مدینہ نہ آنے دیا حضرت عاصم بن ثابت بن ابی الافلح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں جنگ بدر کے موقع پر ان کا باپ عقبہ بن ابی محیط جہنم واصل ہوا۔ تو ان کے بھائیوں نے ان کی نگرانی کڑی کر دی۔ لیکن ان کا دل ہر وقت حضور ﷺ کے پاس جانے کے لئے بے قرار رہتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کے کچھ عرصہ بعد ان کو یہ موقع فراہم کر دیا اور یہ بالکل اکیلے پا پیادہ مدینہ کی طرف چل پڑیں۔ اتفاق سے بنی خزاعہ کا ایک شریف النفس ان کو مل گیا اور اس نے ان کو حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا دیا۔

ان کے دونوں بھائی ولید بن عقبہ اور عمارہ بن عقبہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے مدینہ طیبہ حضور ﷺ کے پاس آ حاضر ہوئے اور اپنی بہن کی واپسی کا مطالبہ کر دیا۔ اور عرض کی کہ صلح حدیبیہ کی شرائط کو پورا فرمائیں۔ حالانکہ اصل میں صلح حدیبیہ میں عورتوں کے متعلق کوئی ذکر نہیں تھا۔

(حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فریاد کی یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنے در سے جدا نہ فرمایئے یہ مجھے واپس لے جا کر بہت ظلم کریں گے۔ جسے میں کیسے برداشت کروں گی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ پر قرآن پاک کا یہ حکم نازل فرما دیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ

ترجمہ: اے مومنو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو انکو جانچ لو اور اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ ایمان پر ہیں تو ان کو کافروں کے حوالے نہ کرو۔ (سورۃ ممتحنہ، ۱۰)

حضور ﷺ نے حکم خداوندی کے مطابق حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس کرنے سے انکار فرما دیا اور ان کے دونوں بھائی نامراد واپس آ گئے۔

ان کی والدہ بھی کچھ عرصہ بعد ہجرت کر کے مدینہ طیبہ چلی آئیں۔ ان کا نام حضرت اروٰی بنت کریز تھا یہ حضور ﷺ کی حقیقی پھوپھی ام حکیم بیضا بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں ان کا پہلا نکاح عفان بن ابی العاص سے ہوا تھا ان سے اروی کے بیٹے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تھے۔ عفان کی وفات کے بعد ان کا نکاح عقبہ بن ابی محیط سے ہوا تھا۔

اس طرح قرآن پاک کے حکم کے مطابق ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فیصلہ فرما دیا گیا کہ کوئی مسلمان عورت کافروں کو واپس نہ

Marfat.com

کی جائے اور کوئی مسلمان عورت کسی کافر کے نکاح میں نہیں رہ سکتی اور کوئی مسلمان مرد بھی کسی کافرہ عورت سے نکاح نہیں کر سکتا ہے۔

(سیرت طیبہ رحمت دارین۔ ۶۱۷)

دیگر مہمات ۷ ہجری

سریہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

یہ سریہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے بنو فزارہ کی طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں غزوہ خیبر کے بعد مدینہ طیبہ لوٹنے کے بعد روانہ فرمایا۔

امام احمد بن حنبل ؒ فرماتے ہیں کہ ان کے بعد بہز عکرمہ بن عمار ایاس بن سلمہ اور خود امام احمد بن حنبل کے والد صاحب نے بیان کیا ہے کہ ہم لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی قحاضہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور ﷺ کے حکم سے بنی فزارہ کے خلاف جنگ کے لئے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔

اس کے بعد امام احمد بن حنبل ؒ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کی زبانی بتاتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بنو فزارہ کی گوشمالی کے لئے حضور ﷺ کے حکم کے مطابق روانہ ہوئے۔ بنو فزارہ کے چشمہ پر ہم نے رات گزاری۔ صبح کی نماز کے بعد حضور ﷺ کی سنت کے مطابق ہم نے دشمن پر حملہ کیا۔ دشمن کے جو لوگ ہم سے لڑے ہم نے ان کو قتل کر دیا۔ باقی لوگ بھاگ گئے۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو پہاڑ کے اوپر چڑھتے ہوئے ہانک کر ہم واپس چشمہ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے آئے۔ ان میں سے ایک عورت کی بیٹی جو اپنی والدہ کے ساتھ تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے عنایت فرما دی۔ یہ لڑکی نہایت ہی خوبصورت تھی میں نے اس کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ جب ہم واپس لوٹ کر آئے تو حضور ﷺ مجھے بازار میں ملے۔ اور فرمایا سلمہ وہ لڑکی مجھے دے دو۔

میرے پس و پیش کو دیکھ کر حضور ﷺ خاموش ہو گئے اور تشریف لے گئے۔ دوسرے روز بھی میری ملاقات بازار میں حضور ﷺ سے ہوئی تو حضور ﷺ نے مجھے فرمایا۔ ''سلمہ وہ لڑکی مجھے دے دو''۔

میرے پس و پیش کو دیکھتے ہوئے حضور ﷺ خاموشی سے تشریف لے گئے۔

تیسرے روز پھر حضور ﷺ سے میری ملاقات ہو گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''وہ لڑکی مجھے دے دو''۔

اب میں انکار نہ کر سکا اور عرض کی کہ میں اسے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

حضور نبی کریم ﷺ رؤف الرحیم ﷺ نے اس لڑکی کو مکہ میں بھیجا اور اس کے بدلے میں مسلمان غریب مرد اور عورتیں جو کفار کے قبضہ میں تھیں کو رہا کروالیا۔ (۱)

Marfat.com

ابن کثیر۔ سیرۃ النبویہ ۳۔ ۴۱۷۔ ابوبکر احمد بن الحسین۔ دلائل نبوۃ ومعرفہ احوال صاحب الشریفہ جلد۔ ۴۔ صفحہ ۲۹۲ بحوالہ ضیاء النبی ۴۔ ۳۲۴

سریہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیہقی واقدی کے ذریعے کئی مستند حوالوں سے بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے تیس سواروں کا ایک دستہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں روانہ فرمایا۔ ان لوگوں کو بنی ہوازن کی ایک شاخ بنونصر بن معاویہ اور بنوجشم بن بکرہ جوتربہ کے موضوع میں رہائش رکھتے تھے۔ یہ صناء اور نجران کے راستے پر واقع مکہ مکرمہ سے چار رات کے فاصلے پر تھی۔ اطلاعات ملی تھیں کہ یہ لوگ سرکشی پر آمادہ تھے۔ رہبری کے لئے بنی ہلال کے ایک شخص کو مقرر کیا گیا۔ یہ دستہ رات کو چھپ کر سفر کرتا اور دن کو آرام کرتا تھا۔ لیکن بنو ہوازن تک پہنچنے سے پہلے ہی ان کو اطلاع مل گئی۔ اور یہ لوگ بھاگ گئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے عرض کی کہ خشعم قبیلہ یہاں سے قریب ہے ان کی گوشمالی فرمادیں آپ نے جواب دیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف حکم نہیں فرمایا تھا۔ اس لئے میں ان کی طرف نہیں جاؤں گا اور آپ واپس مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔

سریہ عبداللہ بن رواحہ

امام بیہقی ابراہیم بن لہیہ کی زبانی اور ابوالاسود عروہ، موسیٰ بن عقبہ اور زہری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو تیس سواروں کا رستہ دے کر یسیر بن رزام یہودی جس کے بارے میں خبریں مل رہی تھیں کہ وہ بنوغطفان سے مل کر سازش کر رہا ہے۔ کی سرکوبی کے لئے خیبر بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے یسیر سے خیبر میں ملاقات کی۔ اور اسے کہا کہ تم کو حضور ﷺ نے خیبر کے سارے علاقے کا گورنر بنانے کے لئے بلایا ہے پہلے تو اس نے آنے سے انکار کر دیا۔ لیکن بعد میں اس شرط پر آمادہ ہوا کہ اپنے ساتھ وہ بھی تیس آدمی حفاظت کے لئے لے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ لے لو۔

حضرت عبداللہ بن رواہ نے یسیر یہودی کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور دوسرے مجاہدین نے بھی اپنے پیچھے ایک ایک یہودی کو بٹھا لیا۔ جب یہ خیبر سے چھ میل دور قرقرہ نامی گاؤں پہنچے تو یسیر کے دل کو بہت خوف محسوس ہوا اور اس نے اچانک حضرت عبداللہ بن رواہ کی تلوار چھیننا چاہی لیکن اپ نے فوراً تلوار قبضے میں لیتے ہوئے اس کی پنڈلی پر وار کیا۔ وہ کٹ کر دور جا گری۔ اس کے پاس لکڑی کی مضبوط ڈھال تھی اس نے اس کا وار آپ کے چہرے مبارک پر کیا جس سے آپ زخمی ہو گئے۔ لیکن آپ نے پروانہ کرتے ہوئے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ سب مجاہدین نے اپنے پیچھے بیٹھے ہوئے اس کے ساتھیوں کو تہ تیغ کر

Marfat.com

دیا۔سوائے ایک یہودی کے کہ وہ بھاگ نکلا۔

یہ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں کامیاب واپس تشریف لائے حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بنی رواحہ کے چہرے کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا جس سے وہ بالکل ٹھیک ہوگیا اور اس طرح یسیر یہودی کی سازشوں سے نجات مل گئی۔

(دلائل النبوۃ ۴/ ۲۹۵)

سریہ بشیر بن سعد الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور سرور کون و مکان آقا دو جہاں ﷺ نے تیس سواروں کا ایک دستہ حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں فدک کے قریب قبیلہ بنی مرہ کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ وہاں دوبارہ سازشیں کر رہے تھے جب یہ لوگ یہاں پہنچے تو انہوں نے ان کے جانوروں کو پایا تو انہوں نے ان کو ہانکنا شروع کر دیا تو اطراف سے بنو مرہ نے ہلہ بول دیا اور مجاہدین کو شہید کرنا شروع کر دیا۔حضرت بشیر بن سعد بڑی مشکل سے جان بچا کر مدینہ طیبہ پہنچے۔اور حضور ﷺ کو سارا ماجرہ سنایا۔آقا ﷺ نے جلیل القدر مجاہدین کا ایک اور جتھہ ان کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا جس میں اسامہ بن زید ابن مسعود بدری اور کعب بن عجرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے لوگ بھی تھے۔

جب یہ وہاں پہنچے تو یہ لوگ اونٹ اور بکریاں چھوڑ کر بھاگ گئے۔لیکن مرداس بن نہیک سے حضرت اسامہ بن زید کی مڈبھیڑ ہوگئی۔جب آپ نے اس کو قتل کرنے کے لئے تلوار بلند کی تو اس نے جھٹ کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا لیکن آپ نے اس کو قتل کر دیا۔دوسرے صحابہ اکرام نے ان کی سرزنش کی کہ اس نے لا الہ الا اللہ پڑھا تو آپ نے کو کیوں قتل کیا۔یہ بہت شرمندہ ہوئے مسلمان ان کے اونٹ اور بکریاں ہانک کر مدینہ طیبہ لے آئے۔اور حضرت اسامہ بن زید حضور ﷺ کے آگے پیش ہوئے۔آقا ﷺ کو سارا ماجرہ سنایا۔حضور ﷺ نے بڑے غصہ سے فرمایا کہ

یا اسامہ من لك بلا الہ الا اللہ۔

اے اسامہ جو اس نے لا الہ الا اللہ پڑھا اس کلمے کا کیا جواب ہے۔انہوں نے عرض کی کہ حضور السلام اس نے اپنی جان بچانے کے لئے یہ کلمہ پڑھا۔حضور ﷺ نے پھر یہی جملہ فرمایا اور بار بار حضور ﷺ یہ جملہ ادا فرماتے رہے۔

حضرت اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ میں اتنا زیادہ شرمندہ ہوا کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں اور دل میں آرزو کرنے لگا کہ کاش میں نے اسے قتل نہ کیا ہوتا۔

میں نے عرض کی کہ حضور ﷺ آج کے بعد میں کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کروں گا جو یہ کلمہ پڑھے گا حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میرے بعد بھی ایسا نہیں کرو گے؟ میں نے عرض کی کہ حضور ﷺ کے بعد بھی ایسا نہیں کروں گا۔

اس معرکہ میں ہر مجاہد کو سو سو بکریاں اور دس دس اونٹ حصہ میں آئے۔حصوں کو بانٹنے سے پہلے حضور ﷺ کے لئے خمس

Marfat.com

یعنی پانچواں حصہ نکال لیا گیا۔ (سیرۃ النبویہ ابن کثیر ۳/ ۴۱۹)

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ

رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے رمضان مبارک میں ایک سو تیس مجاہدین اسلام کو حضرت غالب بن عبداللہ کی قیادت میں اہل منیعہ کی طرف بھیجا۔ یہ مدینہ طیبہ سے نجد کی جانب آٹھ برید کے فاصلہ پر اہل منیعہ آباد تھے۔ ان لوگوں نے یہاں سازشوں کا بازار گرم کر رکھا تھا۔

مسلمان مجاہدین نے یہاں پہنچ کر کچھ لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ باقی لوگ بھاگ گئے۔

یہ لوگ کثیر تعداد میں اونٹ اور بھیڑ بکریاں لائے۔ (محمد رضا محمد رسول اللہ ۲۸۵)

حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت دوسرا سریہ

حضور سرور دو عالم ﷺ نے تین سو سواروں کا ایک دستہ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے مشورہ کے بعد یمن اور جنوب کے علاقہ کی طرف روانہ فرمایا۔

حسیل بن نویرہ کی زبانی اطلاع ملی تھی کہ یہ لوگ مدینہ اور اس کے اطراف میں حملوں کا منصوبہ بنا رہے ہیں یہ بنو عطفان کے شر پسند لوگ تھے جو عینیہ بن حصین کے ساتھ مل کر ساز باز کر رہے تھے۔

حضور ﷺ کا طریقہ کار تھا کہ سازش کے شروع ہوتے ہی اس کو وہیں پر دبا دیتے تھے۔

لشکر اسلام تین سو آدمیوں پر مشتمل تھا۔ یہ لوگ میں یمن اور جنوب کی سمت میں پیش قدمی کرتے ہوئے سلاح نامی بستی میں آ کر ٹھہرے۔ یہ بستی خیبر اور وادی القری کے پاس ہی تھی۔

مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر یہ لوگ بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے کثیر تعداد میں ان کے اونٹوں اور بکریوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اور واپس مدینہ طیبہ لے آئے۔ راستے میں عینیہ کے ایک جاسوس کو قتل کر دیا گیا اور عینیہ کے دو آدمیوں کو جنگی قیدی بنا کر مدینہ طیبہ لایا گیا۔ یہاں پہنچ کر ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ آقا ﷺ نے ان کو آزاد فرما دیا۔

(ضیاء النبی ۴۔ ۳۲۷) (امتاع الاسماع ۳۵۲)

سریہ ابی حدرد الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ابی حدرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اور دو آدمیوں کو الغابہ کے مقام کی طرف روانہ کیا۔ یہاں بنی جسم قبیلہ کا رفاعہ بن قیس اپنے بہت بڑے قبیلہ کے ساتھ آ کر ٹھہرا ہوا تھا تا کہ مدینہ کے اطراف میں حملہ کر سکے۔ یہاں پر اس کا قبیلہ قیس کو بھی ساتھ ملانے کا ارادہ تھا۔

Marfat.com

ابی جدرد فرماتے ہی کہ ہمیں سواری کے لئے جو اونٹنی ملی تھی وہ بہت لاغر تھی۔لوگوں نے اسے دھکا لگا کر اٹھایا ہم نے اپنے ساتھ تیر اور کمان اور تلواریں بھی لے لیں۔حضور ﷺ نے اس اونٹنی پر سوار ہو کر ہمیں معلومات لانے کے لئے ارشاد فرمایا۔

غابہ کے مقام پر پہنچے پہنچتے سورج غروب ہونے کو ہو گیا۔ہم لوگ چھپ گئے اور میں نے ان سے کہا کہ میرا نعرہ تکبیر بلند ہوتے ہی تم لوگ بھی ان پر حملہ کر دینا۔اتفاق سے ایک چرواہا جو ان کے جانور چرا رہا تھا لیٹ ہو گیا۔تو رفاعہ بن قیس خود اس کی تلاش میں نکلا اس کے دوسرے لوگوں نے اسے اس کی تلاش میں جانے سے منع بھی کیا' لیکن اس نے ان کی بات نہیں مانی' جب یہ میرے پاس سے گزرنے لگا تو میں نے تاک کر اپنے تیر کا نشانہ لگایا جو سیدھا اس کے دل میں پیوست ہو گیا اور وہ کوئی آواز نکالے بغیر ہی ڈھیر ہو گیا۔میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور نعرہ تکبیر بلند کر کے ان لوگوں پر جا پڑا یہ لوگ ڈر کر بھاگ گئے۔

مسلمان مجاہدین ان کے بہت سے مویشی جن میں کثیر تعداد میں بھیڑ بکریاں اور اونٹ شامل تھے ہانک کر لے آئے۔تمام مسلمانوں کو تیرہ تیرہ اونٹ بھی ملے۔

اتفاق سے میں نے اپنی قوم کی ایک خاتون سے شادی کے لئے دو سو درھم مہر مقرر کیا ہوا تھا۔جس کی ادائیگی کے لیے میں اس معرکہ میں جانے سے پہلے آقا ﷺ کی خدمت میں آیا تھا حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم نے اتنا زیادہ مہر کیوں مقرر کیا ہے۔میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے۔پھر حضور ﷺ نے مجھے اس سریہ میں بھیجا تو جو اونٹ وغیرہ مجھے ملے انہیں بیچ کر میں نے اپنی بیوی کا مہر ادا کیا۔(السنن امام بیہقی ۴/ ۳۰۳۔ ۳۰۴)

سریہ حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت فوجی دستہ مدینہ کے اطراف میں روانہ فرمایا اور لوگوں کو اپنے امیر کی اطاعت کا حکم فرمایا۔

اس واقعے کو سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ نے صحیحین میں روایت فرمایا ہے۔

سفر کے دوران یہ امیر حضرت عبداللہ بن اسہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دوسرے لوگوں سے ناراض ہو گئے تو انہوں نے لشکر والوں سے کہا کہ سوکھی لکڑیاں اکٹھی کرو۔جب لشکر والوں نے انہیں اکٹھا کر لیا تو انہوں نے آگ جلانے کا حکم دیا جب آگ خوب بھڑک اٹھی تو انہوں نے لشکر والوں سے کہا کہ ایک ایک کر کے اس میں چھلانگ لگاتے جاؤ جب کوئی بھی آگ میں نہ کودا تو انہوں نے لشکر والوں سے کہا کہ کیا حضور ﷺ نے تم لوگوں کو اپنے امیر کی اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے۔

لوگوں نے کہا کہ حضور ﷺ پر ہم لوگ اس لئے ایمان لائے ہیں تا کہ ہم آگ سے بچیں۔پھر آگ میں ہی ہم اگر داخل ہو جائیں تو ہمیں ایمان لانے کا کیا فائدہ؟

Marfat.com

مدینہ طیبہ واپس آنے کے بعد حضور ﷺ سے اس واقعہ کو عرض کیا گیا تو آقا ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ آگ میں داخل ہو جاتے تو پھر تمہیں آگ سے نکلنا کبھی نصیب نہ ہوتا۔

پھر حضور ﷺ نے ایسی نصیحت فرمائی کہ یہ ہمیشہ کے لئے ایک نمونہ بن گئی۔ آقا ﷺ نے فرمایا۔

انما الطاعته فی المعروف

یعنی حاکم کے حکم کی اطاعت صرف اچھے اور صحیح احکام میں ہے۔ (دلائل النبوۃ ۴/ ۲۹۰)

غزوہ ذات الرقاع

حضور نبی کریم ﷺ کو ایک تاجر کے ذریعے اطلاع ملی کہ بنی انمار اور بنی ثعلبہ کے لوگ مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے لئے منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ یہ تاجر اپنے اونٹ گھوڑے اور دیگر سامان تجارت لے کر مدینہ طیبہ فروخت کرنے کے لئے آیا ہوا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ دس محرم کو چار سو یا سات سو مجاہدین کو ساتھ لے کر دشمن کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ مفیق کے گاؤں سے ہوتے ہوئے وادی الشقرۃ پہنچے یہاں سے چھوٹی چھوٹی لشکر کی ٹولیاں دشمن کی خبر لانے کے لئے بھیجیں۔ یہاں پر ایک روز قیام فرمایا۔ سارے علاقے میں دشمن کا کوئی آدمی نہ ملا۔ پھر حضور ﷺ یہاں سے نخل نامی منزل پر پہنچے۔ یہ لوگ اپنی بیویوں اور بچوں کو چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گئے اور کوئی بھی مقابلے کے لئے نہ آیا۔ اس غزوہ میں سنگلاخ پہاڑوں پر چلتے ہوئی اکثر صحابہ کے جوتے تک ٹوٹ گئے اور پاؤں میں زخم ہو گئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کے ناخن تک اکھڑ گئے اور کوئی نے جہاں سے بھی ان لوگوں کو چھیتڑ وغیرہ کپڑے کا ملتا اس کو پاؤں پر لپیٹ لیتے اس لئے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع (چھیتڑوں والا) پڑ گیا۔

سبحان اللہ دین اسلام کو پھیلانے کے لئے صحابہ پاک نے کتنی قربانیاں حضور ﷺ کی معیت میں اور بعد میں دیں۔ ایک ہم لوگ ہیں کہ ہم کو دین اسلام گھر بیٹھے بغیر کسی تکلیف کے حاصل ہو گیا لیکن ہم پھر بھی اس کی قدر نہیں کرتے۔ اور اس پر چلنا تو درکنار اس کو سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔

حضور نبی کریم علیہ السلام کی معیت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کی بہت سی برکتوں کو سمیٹا اور حضور ﷺ کے بہت سے معجزات سے بھی مستفید ہوتے رہتے۔

غزوہ ذات الرقاع سے واپسی پر ایک اونٹ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بڑبڑایا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹ مجھ سے مدد مانگ رہا ہے۔ جاؤ اس کے مالک کو بلا لاؤ۔ میں نے عرض کی حضور میں اس کے مالک کو نہیں جانتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ خود تمہاری اپنے مالک تک رہنمائی کرے گا۔ چنانچہ وہ اونٹ

Marfat.com

آگے آگے چلا اور مجھے اپنے مالک تک لے گیا میں نے اس کے مالک کو کہا کہ تمہیں حضور ﷺ بلاتے ہیں وہ مالک ہمارے ساتھ آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹ مجھے کہہ رہا ہے کہ میں نے سالہا سال اپنے مالک کی زمین میں ہل چلایا ہے اب یہ مجھے ذبح کرنا چاہ رہا ہے۔

حضور ﷺ نے اس کے مالک سے اونٹ کی سفارش فرمائی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ ذات الرقاع سے واپسی میں لشکر ایک سرسبز وادی میں اترا۔ اس وادی کے کناروں پر دو گھنے درخت تھے۔ ابن اسحاق کے مطابق حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ان درختوں کو کہوں کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ آپس میں ملنے کا حکم دیتے ہیں وہ درخت حضور ﷺ کا حکم سنتے ہی اپنی جھڑوں سمیت آ کر ایک دوسرے سے مل گئے۔ حضور ﷺ نے ان کے پردے میں رفع حاجت فرمائی اور وہ درخت دوبارہ اپنی جڑوں کو سمیٹتے ہوئے اپنی جگہوں پر چلے گئے اور ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ نے خود درختوں کی ٹہنیوں کو پکڑا اور ان کو اپنے پیچھے چلنے کا حکم دیا وہ فرمانبردار ہو کر اپنی جڑوں کو سمیٹتے ہوئے آپ کے پیچھے چل دیئے۔ آپ نے رفع حاجت فرمائی اور ان درختوں کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ درخت واپس اپنی جڑوں کو سمیٹتے ہوئے اپنی جگہوں پر چلے گئے۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ یَا جَابِرُ هَلْ رَاَیْتَ مَقَامِیْ۔

اے جابر کیا تم نے میرے مرتبے کو دیکھا میں نے عرض کی۔

ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا' کہ سب لوگ وضو کریں۔ آپ نے عرض کی۔ حضور ﷺ پانی نہیں ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا۔ فلاں فلاں انصاری کے پاس جاؤ اس کے پاس سے ہمیں تھوڑا سا پانی ملا حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پانی کے پیالے میں رکھا اور پانی اس پر انڈیلنے کو کہا تو آپ کے دست مبارک سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے اور سب لشکر نے پانی سیر ہو کر پیا اور بھر لیا۔ (سبل الہدیٰ ۵/ ۲۶۹ تا ۲۷۵) (ضیاالنبی ۴/ ۳۳۱ تا ۳۳۰)

سریہ بنی عطفان

حضور ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ بنی عطفان مدینہ پر حملے کا منصوبہ بنا رہے ہیں (یہ بہت سرکش قسم کے لوگ تھے اور بار بار شکست کھانے کے باوجود سازشوں میں مصروف رہتے تھے) حضور ﷺ اپنے مجاہدین صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے ان کے یہاں پہنچے۔ فریقین نے ایک دوسرے پر حملہ کرنے کیلئے ایک دوسرے کے سامنے صفیں بنالیں۔

مسلمانوں نے حضور ﷺ کی معیت میں نماز ادا کی۔ جب یہ نماز سے فارغ ہونے کے قریب تھے تو ان کو خیال آیا کہ کیوں نہ نماز کے دوران ان پر حملہ کر دیا جائے؟ کسی نے ان کو کہا کہ اگلی نماز (نماز عصر) مسلمانوں کو اپنے جگر کے ٹکڑوں سے بھی پیاری ہے۔ جب مسلمان اس کو ادا کرنے لگیں تو اس وقت تم لوگ فوراً ان پر حملہ کر کے ان کو تہ تیغ کرنا شروع کر دینا۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے سے حضور ﷺ پر وحی نازل فرمائی اور صلوٰۃ الخوف پڑھنے کا طریقہ سکھایا۔

حضور ﷺ نے یہاں پہلی نماز خوف ادا کی۔

حضور ﷺ نے چار کی بجائے دو رکعتیں ادا فرمائیں۔آپ نے حکم دیا کہ سب لوگ اسلحے سمیت دو حصے ہو جائیں۔ایک حصہ میدان میں ڈٹا رہے اور دوسرا حصہ میرے پیچھے ایک رکعت نماز ادا کر کے واپس اگلی صفوں میں چلا جائے اور دشمن کے مقابل رہے اور پہلا حصہ واپس آ کر میرے پیچھے دوسری رکعت نماز مکمل کر لے اور وہ واپس اپنی جگہوں پر چلا جائے اور بقیہ حصہ واپس آ کر دوسری رکعت بھی ادا کرے۔

اس طرح نماز ادا کرنے سے دشمن کو دخل اندازی کا موقع نہیں ملے گا اور باوجود اِدھر اُدھر حرکت کرنے کے نماز بھی نہیں ٹوٹے گی۔

مسلمانوں نے حضور ﷺ کی معیت میں اسی طرح نماز ادا کی اور دشمن اس طرح اپنی سازش کو عملی نمونہ پہنا سکا۔

دونوں لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے رہے لیکن کسی نے بھی ایک دوسرے پر حملہ کرنے کے لئے پہل نہ کی۔حضور ﷺ ویسے بھی کسی لشکر پر حملہ کے لئے پہل نہیں فرماتے تھے۔یہ جنگ بغیر کسی لڑائی کے ختم ہوگئی اور بنو عطفان واپس چلے گئے۔

واپسی پر حضور ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ ایک وادی میں اترے اور تمام لشکر آرام کرنے کے لئے گیا۔حضور ﷺ بھی ایک درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے اور اپنی تلوار درخت کے ساتھ لٹکا دی۔دشمن کا ایک بدو آدمی چپکے سے آیا اور تلوار کو درخت سے اتارا۔حضور ﷺ اس وقت استراحت فرما رہے تھے اور زور سے کہنے لگا کہ اے محمد (ﷺ) میرے ہاتھ سے آپ کو کون بچائے گا حضور ﷺ کی آنکھ مبارک کھل گئی۔دیکھا تو ایک بدو ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے ہے۔آپ ﷺ کو ذرا خوف محسوس نہ ہوا اور آپ ﷺ نے بغیر خوف کے بڑے رعب سے فرمایا کہ میرا ''اللہ'' مجھے بچائے گا۔

حضور ﷺ کی نبوت کے جلال کے خوف سے آپ علیہ السلام کے فرماتے ہی وہ شخص تھر تھر کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔حضور ﷺ نے وہ تلوار اٹھالی۔اور فرمایا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا وہ منت سماجت کرنے لگا۔حضور ﷺ نے صحابہ کو آواز دی۔سب اکٹھے ہو گئے لیکن حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دو۔(سبل الہدیٰ ۵/۲۶۹)

عمرۃ القضاء

حضور نبی کریم ﷺ نے ماہ ذیعقد سات ہجری میں پچھلے سال کی طرح دوبارہ عمرے کا قصد فرمایا کیونکہ کفار نے پچھلے سال عمرہ نہیں کرنے دیا تھا اور اگلے سال آنے کا کہا تھا۔آپ کے ساتھ پچھلے سال والے لوگوں کے علاوہ اور لوگ بھی تیار ہو گئے۔حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ میں حضرت ابو رہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نائب مقرر فرمایا۔

بعض لوگوں نے آ کر عرض کی کہ ہمارے پاس زادراہ نہیں تو آقا ﷺ نے دوسرے لوگوں سے فرمایا کہ ان سے

Marfat.com

تعاون کرو۔لوگوں نے عرض کی کہ ہمارے پاس بھی کچھ نہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ کرو چاہے نصف کھجور ہی ہو۔

حضور ﷺ نے اپنے ساتھ قربانی کے لئے ساٹھ اونٹ لئے اور ان کی دیکھ بھال کے لئے ناجیہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا اور ان کی مدد کے لئے قبیلہ اسلم کے اور چار افراد انہیں عطا فرمائے اور ان کے گلوں میں کلاوے ڈال دیئے۔(کلاوہ خشک چمڑے کا ٹکڑا ہوتا ہے جو قربانی کی غرض سے جانوروں کے گلے میں باندھا جاتا ہے۔حضور ﷺ نے اپنے قربانی کے جانور کے گلے میں خود قلاوہ باندھا۔

حضور ﷺ نے خود زریں نیزے اور سو گھوڑے بھی ساتھ لے لئے۔ہتھیاروں کی ذمہ داری بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور گھوڑوں کی دیکھ بھال محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپی۔

جب حضور ﷺ سے عرض کی گئی کہ کفار کے ساتھ معاہدے میں صرف ایک تلوار اور وہ بھی میان میں لے کر آنے کا معاہدہ ہوا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ہم اسلحہ حرم کی حدود میں لے کر نہیں جائیں گے۔بقیہ اسلحہ حدود حرم سے باہر رہے گا۔ہم صرف ایک تلوار اور وہ بھی میان میں لے کر عمرہ کے لئے حدود حرم میں داخل ہوں گے۔اگر کفار نے عہد شکنی کر کے ہم پر حملے کی کوشش کی تو ہمارا اسلحہ ہمارے قریب ہی حدود حرم سے باہر ہوگا۔

مدینہ مبارک سے چلتے وقت حضور ﷺ نے مسجد نبوی سے ہی احرام باندھا اور مسجد نبوی کے دروازے سے نکلنے سے پہلے لبیک اللھم لبیک کا ورد شروع کر دیا۔سب صحابہ اکرام نے آپ کی اقتداء کی اور یہی ورد باآواز بلند شروع کر دیا۔

مراظران میں یاجج کے مقام پر سارا اسلحہ رکھ دیا گیا۔قریش کو اسلحہ کا پتہ چلا تو وہ حواس باختہ ہو گئے اور گھبراتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی وعدہ شکنی تو کبھی آپ کا شیوہ نہیں تو پھر اسلحہ کیوں ساتھ لائے ہیں۔قریش کی طرف سے عکرز ابن حفص چند اور لوگوں کے ساتھ حاضر ہوا تھا۔

حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اسلحہ لے کر حرم میں داخل نہیں ہوں گا سوائے وعدہ کے مطابق ایک تلوار اور وہ بھی میان میں ہوگی مکرز مطمئن ہو کر کہنے لگا کہ ہمیں آپ سے یہی توقع تھی۔

لوگوں نے عرض کی کہ کیا ہم کھانے کیلئے سواری کے چند اونٹ ذبح کر لیں اور خوب تر و تازہ ہو کر کفار کے سامنے جائیں۔کیوں کہ کفار کہتے ہیں کہ یثریب (مدینہ طیبہ) کے بخار نے مسلمانوں کو کمزور کر دیا ہوا ہے۔

آقا ﷺ نے قربانی کے جانور ذبح کرنے سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ چمڑے کا دسترخوان بچھاؤ اور جس کے پاس جو ہو۔وہ اس پر پھیلا دو۔پھر حضور ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی۔اِس کو کھانے سے سب نے پیٹ بھر بھر کر کھایا اور اپنے تھیلے بھی بھر لئے۔پھر بھی بہت سا کھانا بچ گیا اس وقت ان کی تعداد دو ہزار کے قریب تھی۔

حضور سرور کائنات ﷺ اپنے دو ہزار صحابہ کی معیت میں ذوالحجہ چار تاریخ کو صبح سویرے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔عورتیں اور بچے اس دو ہزار کے لشکر کے علاوہ تھے۔

Marfat.com

زی طوی کے مقام پر تمام قربانی کے جانوروں کو اکٹھا کیا گیا۔

اور زی طوی کے مقام پر ہی حضور ﷺ اپنی اونٹنی قصوی پر سوار ہوئے۔ صحابہ کرام اپنے گلے میں تلواریں لٹکائے حضور ﷺ کے گرد گھیرا باندھے ہوئے تھے۔ اور سب لوگ لبیک اللھم لبیک کا ورد کر رہے تھے حضور سرور کائنات ﷺ حجون کی طرف سے حرم شریف میں داخل ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اونٹنی کی نکیل پکڑی تھی۔

حسد کے مارے قریش کے سردار مکہ چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گئے اور دوسرے کفار سے حضور ﷺ کی یہ شان برداشت نہ ہو سکی تو انہوں نے آنکھیں بند کر لیں لیکن کب تک آنکھیں بند کرتے اس حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ حضور ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے اشعار پڑھنے لگے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو منع کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کو اشعار پڑھنے دو۔ کیونکہ ان کے اشعار کفار پر تیروں سے زیادہ اثر کر رہے ہیں آپ کے اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

۱۔ اے فرزندان کفر میرے آقا (ﷺ) کے راستے کو خالی کر دو۔ آج ہم تمہارے ساتھ قرآن کے تنزیل کی جگہ پر جنگ کرتے ہیں۔

۲۔ ہم تمہیں ایسی ضرب لگائیں گے جو تمہاری گردنوں کو کندھوں سے جدا کر دے گی اور ہر پیارے دوست کو اس کے پیارے دوست سے غافل کر دے گی۔

۳۔ اے فرزندان کفر میرے آقا ﷺ کے راستے کو خالی کر دو۔ کیونکہ ساری بھلائیاں اس رسول (ﷺ) کی ذات پاک میں ہیں۔

۴۔ اے میرے پروردگار میں اِن کے ارشاد پر ایمان لانے والا ہوں اور میں اس بات کو جانتا ہوں کہ اِن کے ہر حکم کو قبول کرنے میں ہی اللہ کا حق ہے۔(۱)

آقا ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ سے فرمایا کہ تم کہو۔

لا الہ الا اللہ وحدہ نصر عبدہ واعز جندہ۔ وھزم الاحزاب وحدہ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے اپنے بندے کی مدد کی اپنے لشکر کو غالب کیا۔ اور تنہا اس نے (کفار کے گروہوں) کو شکست دی۔(۲)

حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا۔

رحم اللہ امراءً اراھم من نفسہ قوۃ

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو کفار کے سامنے اپنی قوت و طاقت کا مظاہرہ کرے۔

حضور ﷺ اور باقی صحابہ اکرام نے اضطباع فرمایا ہوا تھا یعنی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے بغل سے گزار کر بائیں

Marfat.com

کندھے پر ڈالا ہوا تھا۔

اور حضور ﷺ کے حکم پر تمام صحابہ اکرام پہلے تین چکروں میں رمل کر رہے تھے۔یعنی کندھے اٹھا کر سینے پھیلا کر اکڑ اکڑ کر چل رہے تھے۔(تا کہ کفار مرعوب ہوں) یہ اس کیلئے کہ آقا ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کفار کی یہ بات بتادی تھی کہ وہ کہہ رہے تھے کہ تم دیکھ لینا کہ مسلمان پچکے گال اور زرد رنگ لے کر یہاں اس طرح آئیں گے کہ ان سے چلا بھی نہ جائے گا کیونکہ یثرب (مدینہ) کے موسمی بخار نے ان کو کمزور کر دیا ہوا ہے۔(تاریخ الخمیس۔ ۲۔ ۶۳۔سبل الہدیٰ ۲۹۲۔ضیاالنبی ۳۳۹/۴)

صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم تمام وقت حضور ﷺ کو اپنے گھیرے میں لئے رہے۔

طواف سے فراغت کے بعد حضور علیہ السلام کعبہ شریف کے اندر ساری رات عبادت فرماتے رہے۔صبح کی اذان آقا ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کی چھت پر دی۔تو ابوجہل کا بیٹا عکرمہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوجہل پر کرم کیا۔کہ اس دن کے دیکھنے سے پہلے ہی وہ مرگیا۔

صفوان بن امیہ بھی اسی طرح کہنے لگا کہ اللہ کا شکر ہے کہ میرے باپ کو یہ منظر نہیں دیکھنا پڑا کہ ایک حبشی غلام کعبے کی چھت پر ہینگ رہا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق حضور ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان اپنی اونٹنی پر سعی فرمائی اور مروہ پہ قربانی کے اونٹ ذبح فرمائے عمرہ کے بعد حضور ﷺ نے دو سو صحابہ اکرام کو بھیجا تا کہ اسلحہ کی حفاظت کرنے والے جو حدود حرم سے باہر مقیم تھے کی جگہ یہ لے سکیں اور وہ حرم شریف میں آ کر عمرہ کر سکیں۔

مکہ مکرمہ میں تین دن گزار کر حضور ﷺ چوتھے دن ظہر کے وقت انصار کی محفل میں سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو فرما رہے تھے کہ سہیل بن خویطب کفار کی طرف سے آیا اور کہا کہ حسب وعدہ آپ ﷺ یہاں سے نکل جائیں اور مکہ خالی کر دیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں اور مہلت دو۔لیکن انہوں نے بڑے گستاخانہ لہجے میں انکار کر دیا۔تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصے میں بھر گئے اور کہا کہ سہیل یہ زمین نہ تیری ہے اور نہ تیرے باپ کی ہے۔بخدا حضور ﷺ یہاں سے اپنی مرضی سے ہی جائیں گے۔

حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا سعد رہنے دو۔اس کی دل آزاری مناسب نہیں کیونکہ یہ ہمارے پاس چل کر آیا ہے۔

آقا ﷺ نے سب کو کوچ کا حکم فرما دیا اور فرمایا۔

لا یمسین احد من المسلمین

یعنی کوئی مسلمان یہاں شام کے وقت موجود نہ ہو۔

جب قافلہ روانہ ہونے لگا۔تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بچی عمارہ دوڑتی دوڑتی یا عمی یا عمی میرے چچا۔میرے چچا

Marfat.com

کہتی ہوئی آئی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لپٹ گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اٹھا لیا اور آقا ﷺ سے عرض کی کہ ہم کب تک اپنے چچا کی یتیم بچی کو کفار کے پاس چھوڑیں رکھیں گے۔ اس کو ساتھ لے جانے کی اجازت فرما دیں۔ سرور دو جہاں ﷺ نے اجازت فرما دی۔ آپ نے اسے خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دیا۔

مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس بچی کو رکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ کیونکہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ السلام نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی بنایا ہوا تھا اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر اس بچی کی سگی خالہ تھیں۔

حضور ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا۔

الخالة بمنزلة الأم۔

ترجمہ: خالہ ماں کے قائم مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور ﷺ ماہ ذوالحجہ میں مدینہ طیبہ واپس خیر خیریت سے تشریف لے آئے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے خواب کو سچ کر دکھایا کہ وہ اپنے سروں کو منڈاتے اور ترشواتے ہوئے بغیر خوف کے مسجد حرم میں داخل ہو رہے ہیں۔

مکہ مکرمہ کو چھوڑنے کے سات سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب پاک ﷺ دو ہزار صحابہ سمیت کعبہ شریف کی زیارت سے مشرف فرمایا تھا۔

وہ کعبہ جو کہ حضور ﷺ کو بڑا عزیز اور مکرم تھا وہ جگہیں کہ جن کو دیکھے آقا ﷺ کو سات سال گزر چکے تھے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جس وقت آقا ﷺ کعبہ شریف سے چلے تھے کہ آپ اس شان سے واپس تشریف لائیں گے اور اس کے بعد تو فتح مکہ پر جس شان و شوکت سے حضور ﷺ کعبہ شریف میں تشریف لائے اس کو تو بیان ہی نہیں کیا جا سکتا۔

لا یمکن الثناء کما کان حقُّہٗ۔

بعد از خدا بزرگ توی قصہ مختصر۔ (ضیاء النبی ۴/ ۳۳۵ تا ۳۴۳) (سبل الہدیٰ ۵/ ۲۹۲ تا ۲۹۴)

از: نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ہجرت کا آٹھواں سال

دنیائے عرب کی تین عظیم شخصیتیں بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں

حضرت عمرو بن العاص

اللہ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کی برکت کے طفیل تین عظیم شخصیتوں حضرت عمرو بن عاص، حضرت خالد بن ولید اور عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کو اِسلام کی ہدایت عطا فرمادی۔

حضرت عمرو بن عاص اپنی کہانی خود بیان فرماتے ہیں کہ میں بدر اور غزوہ خندق میں شریک تھا۔لیکن ہر دفعہ قتل ہونے سے بچ گیا جنگ خندق میں شکست کے بعد میں نے سوچنا شروع کر دیا کہ باوجود ہماری تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے۔ہمارے پاس اسلحہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔لیکن پھر بھی ہم لوگ ناکام ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔میرے دل نے طویل غور وحوض کے بعد نتیجہ نکالا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور غالب آئیں گے۔صلح حدیبیہ ہوگئی تو میں ''رھط'' کے مقام پر چلا آیا یہاں میرا سارا ساز و سامان پڑا ہوا تھا۔کچھ دن میں یہاں رہا۔اس دوران میں نے کسی سے کوئی ملاقات نہیں کی۔میں سوچ بسیار میں مصروف رہا۔

پھر میں طویل غور وغوض کے بعد ایک نتیجہ پر پہنچا اور مکہ میں اپنے قبیلے کے پاس آیا اور ان سب کو جمع کیا سب لوگ میری بات کو غور سے سنتے اور مانتے تھے۔

میں نے ان سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کام دن بدن زور پکڑتا جارہا ہے اور وہ غالب آتے جارہے ہیں (کیونکہ میں نے نتیجہ نکالا تھا کہ صلح حدیبیہ کے بعد اگلے سال وہ ضرور فاتحانہ شان سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے) بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ حبشہ میں نجاشی کے پاس چلے جائیں اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غالب آ گئے۔تو ہم نجاشی کے پاس محفوظ ہوں گے اور ہمارا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا اور اگر قریش غالب آ گئے تو وہ تو ہماری اپنی قوم ہے۔

میری اس تجویز کے ساتھ سب نے اتفاق کیا۔اور ہم لوگ حبشہ کی طرف چل دیئے۔چلنے سے پہلے ہم نے نجاشی بادشاہ کے لئے بہت سے چمڑے کے تحائف لے لئے۔

جب ہم حبشہ میں بیٹھے تو کچھ دن قیام کیا مجھے پتہ چلا کہ عمرو بن امیہ بن ضمری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے قاصد بن کر آئے ہوئے ہیں۔میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں بادشاہ کے پاس جا کر ان کو قتل کرنے کیلئے

Marfat.com

مانگ لاتا ہوں سب خوش ہو گئے۔

جب میں بادشاہ نجاشی کے پاس حاضر ہوا تو اس وقت عمرو بن امیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن ضمری بادشاہ کے پاس سے نکل کر واپس جا رہے تھے۔ میں نے اندر داخل ہوتے ہی بادشاہ کو سجدہ کیا اور اُس نے خوش آمدید کہا اور اپنے پاس بٹھایا۔ میرے تحائف کو اس نے خوش دلی سے قبول کیا۔ اور ان میں سے چند ایک کچھ لوگوں کو دیئے اور باقی کو خزانے میں جمع کرانے کا حکم دیا میں نے جب دیکھا کہ بادشاہ خوش ہو گیا ہے تو میں نے کہا۔ بادشاہ ابھی ابھی ایک آدمی آپ کے پاس سے باہر گیا ہے۔ یہ (نعوذ باللہ) ہمارے دشمن کا آدمی ہے جس نے ہمارے بہت سے نامور شہسوار قتل کئے ہیں اگر تو اس شخص کو ہمارے حوالے کر دے تو اس کو قتل کر کے ہم اپنے غضب کی آگ ٹھنڈی کر لیں گے۔

میری بات سن کر بادشاہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور بادشاہ اپنے تخت سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے زور سے میرے چہرے پر تھپڑ مارا کہ میرے دونوں نتھنوں سے خون نکلنے لگا۔ میں نے اپنے کپڑے سے خون پونچھا تو کپڑا سرخ ہو گیا۔ میں اتنا شرمندہ ہوا کہ میرے دل نے چاہا کہ میں زمین میں سما جاؤں۔ میں نے کھسیانا ہو کر بادشاہ سے معافی چاہی۔ اور کہا کہ مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اتنا غصہ فرمائیں گے تو کبھی آپ سے یہ بات نہ کرتا۔ میری اس بات سے بادشاہ کچھ نرم ہوا۔

بادشاہ نے مجھے کہا کہ اے عمرو تم نے ایک ایسی ہستی کے قاصد کو اپنے قبضہ میں لینے کا کہا ہے کہ جس کے پاس ناموس اکبر (حضرت جبرئیل علیہ السلام) آتا ہے۔ جو کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا کرتا تھا۔

بادشاہ کی اس بات سے میں نے سمجھ لیا کہ یہ بادشاہ بھی مسلمان ہو گیا ہوا ہے اور میرے دل میں جیسے انقلاب آ گیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ عرب و عجم نے اس دین کو پہچان لیا ہے ایک تو ہے کہ اس سے محروم ہے اور اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہے۔ میں نے بادشاہ سے پوچھا کہ کیا تو بھی اس دین کے حق ہونے کی شہادت دیتا ہے۔ نجاشی بادشاہ بولا۔ ہاں میں بھی اس کے برحق ہونے کی شہادت دیتا ہوں وہ بولا اے عمرو میری مانو تو تم بھی ان کی غلامی اختیار کر لو۔ بخدا وہ حق پر ہیں اور اپنے جملہ مخالفین پر غالب آ جائیں گے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے حواریوں پر غالب آئے تھے۔

میں نے بادشادہ سے کہا کہ کیا تو ان کی طرف سے اسلام پر میری بیعت لینے کے لئے تیار ہے۔ اس نے کہا کہ بے شک اس نے ہاتھ بڑھایا اور اسلام پر میری بیعت لے لی۔ پھر اس نے طشت منگوایا اور میرا خون دھویا اس نے مجھے نیا لباس منگوا کر دیا تا کہ خون آلود کپڑے میں اتار سکوں۔ میں شاہی لباس پہن کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا بادشاہ نے تمہاری بات مان لی۔ میں نے بہانہ کرتے ہوئے کہا کہ پہلی ملاقات میں۔ میں نے بات کرنا مناسب نہ سمجھی۔

پھر میں بہانے سے اپنے ساتھیوں کے پاس سے نکلا اور سیدھا بندرگاہ پہنچا۔ وہاں مجھے کشتی تیار مل گئی اور وہ کشتی مجھے یمن کی شعیبہ نامی بندرگاہ پر لے آئی وہاں سے میں نے ایک اونٹ خریدا اور اس پر سوار ہو کر سیدھا "مدینہ" کی طرف چل پڑا۔

جب میں "مراظہران" سے گزرتا ہوا "حداۃ" کی بستی پر پہنچا تو وہاں میں نے ایک خیمہ لگا ہوا دیکھا۔ خیمہ کے اندر ایک

Marfat.com

آدمی تھا اور ایک خیمہ کے باہر تھا۔ جب میں نزدیک ہوا اور غور سے دیکھا تو وہ میرا پرانا دوست خالد بن ولید تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں سواری کے ''اونٹوں'' کی نکیلیں پکڑی ہوئی تھیں میں نے اس سے پوچھا کہ کدھر کا ارادہ ہے اس نے مجھے کہا کہ تمہارا کدھر کا ارادہ ہے۔ میں نے پھر اس سے پوچھا کہ کدھر کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں پناہ لینے کے لئے جا رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ میرا بھی یہی ارادہ ہے۔ اتنی دیر میں میں خیمہ کے اندر سے جو آدمی نکلا اسے میں نے پہچان لیا وہ عثمان بن ابی طلحہ تھا اس نے مجھے خوش آمدید مرحبا کہا۔ ہم تینوں آقا ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں غلامی اختیار کرنے کے لئے چل دیئے۔

''بیر ابی عینیہ'' کے پاس ایک آدمی نے ہمیں دیکھ کر بلند آواز سے کہا کہ ان دونوں کے چلے آنے کے بعد مکہ نے اپنی باگ دوڑ ہمارے حوالے کر دی ہے۔

اس کے بعد وہ ہمارے آنے کی اطلاع دینے مسجد نبوی کی طرف مڑ گیا۔

مدینہ منورہ میں ہم نے اپنی سواریاں ''حرہ'' میں بٹھائیں۔ پھر صاف ستھرا لباس پہن کر ہم حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضری دینے کے لئے چل پڑے۔ اس وقت عصر کی اذان ہو رہی تھی۔ پہلے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی۔ پھر عثمان بن طلحہ نے بیعت کی پھر میں آگے بڑھا تو فرط ندامت سے میری آنکھیں اوپر نہیں اٹھ رہی تھیں میں نے عرض کی کہ اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سارے پچھلے گناہ معاف فرما دے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

''اسلام پہلے گناہوں کو ملیا میٹ کر دیتا ہے اور ہجرت بھی پہلے گناہوں کو نیست و نابود کر دیتی ہے''۔

اسلام قبول کرنے کے بعد حضور سرور کون و مکان ﷺ ہم دونوں کو ہر موقع پر ترجیح عطا فرماتے تھے۔

(دلائل النبوۃ ۴/ ۳۴۳ تا ۳۴۸) (ضیاء النبی ۴/ ۳۴۸ تا ۳۵۲)

خالد بن ولید کا قبول اسلام

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی غلامی میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی تلوار بن کر چمکے اور مسلمانوں کے لئے ان مٹ فتوحات چھوڑتے چلے گئے۔ ہر مشکل سے مشکل وقت میں مسلمانوں کے لشکر کو نکال کر لے گئے غزوہ موتہ کے موقع پر جب یکے بعد دیگرے تین بڑے جرنیل صحابہ اکرام جام شہادت نوش کر گئے اور مسلمانوں کا لشکر ادھر ادھر ہونے لگا تو ایک انصاری نے پرچم اسلام آپ کو عطا کیا اور کہا کہ اس کی رہنمائی کرو تو دو لاکھ کے لشکر کے مقابلے میں آپ کے پاس صرف تین ہزار کا لشکر تھا لیکن حضور ﷺ کی نظر کرم کی وجہ سے اپ نے اپنے سے چھیاسٹھ گنا لشکر کو شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ سات دن لڑائی رہی اور مسلمانوں نے دو لاکھ کے لشکر سے ٹکر لی اور صرف بارہ آدمی شہید ہوئے سات

Marfat.com

دن تک لڑائی جاری رہی یہ تھی وہ غیبی مدد جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کی برکت سے سب کے ساتھ شامل حال تھی۔ اللہ تعالیٰ اس برکت عظیم کو ہمیشہ ہمیشہ سب مسلمانوں کے شامل حال رکھے۔

حضرت یحییٰ اپنے والد حضرت مغیرہ بن عبدالرحمان اور وہ اپنے والد اور وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خود بیان کرتے ہیں۔

کہ میں نے کفار کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف ہر جنگ میں شکست کھائی۔ ہر ہر بار میرے دل میں خیال آتا کہ میں وقت ضائع کر رہا ہوں۔ حضور حضرت محمد ﷺ ضرور غالب آئیں گے۔

حضور ﷺ جب اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ ادا فرمانے نکلے تو عفان کے مقام پر میں آپ کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا جب مسلمانوں نے ظہر کی نماز ادا کر لی تو میرے دل میں خیال آیا کہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے نماز سے اچھا موقع اور کوئی نہیں۔ میں نے دل میں سوچا کہ عصر کی نماز کے وقت میں ان پر حملہ کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے میرے ارادے سے آقا ہی حضور سرور کائنات ﷺ کو دے دی۔ اور آپ نے نماز خوف ادا کی۔ (کہ مسلمانوں کا آدھا حصہ نماز کے دوران بھی مدمقابل رہا) میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ خود ان کا محافظ ہے اور میں اپنا گھڑ سوار دستہ لے کر ان کے راستے سے دائیں طرف مڑ گیا۔

صلح حدیبیہ کے بعد میں نے دل میں کہا کہ حضور ﷺ ضرور غالب آ جائیں گے اب یہاں باقی کیا رہ گیا ہے مجھے یہاں سے چلا جانا چاہئے۔ لیکن میں کہاں جاؤں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اگر میں حبشہ جاتا تو وہاں بادشاہ۔ خود مسلمان ہو گیا تھا۔ اگر روم جاتا تو وہاں مجھے نصرانی یا یہودی دین اختیار کرنا پڑتا اور عجمیوں کا غلام ہو کر رہنا پڑتا۔ میری غیرت اس بات کو گوارہ نہیں کرتی تھی۔ میں مجبور ہو کر گھر میں پڑا رہا۔

جب حضور ﷺ صلح حدیبیہ کے اگلے سال مکہ مکرمہ میں عمرہ ادا کرنے کے لئے تشریف لائے تو میں چھپ گیا۔

میرا بھائی ولید بن ولید مسلمان ہو گیا ہوا تھا۔ اس نے مجھے بہت تلاش کیا تا کہ مجھے لے کر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو لیکن میں اسے نہ مل سکا۔ تو اس نے میرے لئے ایک خط چھوڑا جس میں لکھا تھا۔

''بسم اللہ الرحمن الرحیم ﷺ میرے لئے سب سے تعجب خیز یہ بات ہے کہ تیری سمجھ سے اسلام کی صداقت کس طرح مخفی رہی۔ حالانکہ تیری عقل و دانش اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ اسلام جیسا سچا مذہب تجھ سے کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے۔

تیرے بارے میں حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ خالد کہاں ہے۔ میں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ اس کو لے آئے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا'' کہ خالد جیسا زیرک انسان دین اسلام سے کیسے جاہل رہ سکتا ہے۔ اگر وہ کفار و مشرکین کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد کرتا تو اس کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ ہم اس کی قدر کرتے اور دوسروں پر اسے فوقیت دیتے''۔

اے میرے بھائی زندگی کے جو لمحے تو نے ضائع کئے ہیں ان کا فوراً تدارک کرو تو نے واقعی بڑے زریں مواقع ضائع کر دیئے ہیں۔''

Marfat.com

حضرت خالد بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی کا خط مجھے ملا۔ تو اچانک اللہ تعالیٰ نے میرے دل کی دنیا بدل دی۔ اسلام کے متعلق جو تنگی میرے دل میں تھی۔ وہ کافور ہوگئی اور سارا بغض وعناد جاتا رہا۔

انہی دنوں میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک تنگ و بنجر خطہ سے نکل کر ایک سرسبز اور شاداب و کشادہ علاقہ میں آ گیا ہوں دل میں خیال آیا کہ اس خواب کی تعبیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھوں گا۔

جو بعد میں انہوں نے اس کی تعبیر بتائی کہ تنگ و بنجر علاقہ کفر کا تھا اور سرسبز و شاداب علاقہ دین اسلام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے تجھے پہنچا دیا ہے۔

اب میرے دل میں خیال آیا کہ میرے سفر کا ساتھی کون بنے گا۔

صفوان بن اُمیہ

میں اسی سوچ میں جا رہا تھا کہ صفوان بن امیہ سے میری ملاقات ہوگئی میں نے اسے کہا کہ ہمارا کیا حال ہوگیا ہے۔ اس سے پہلے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمام عرب وعجم پر غالب آ جائیں۔ ہمیں خود جا کر ان کی غلامی کر لینی چاہیئے۔

میری بات سن کر اس نے شدت سے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ اگر ساری دنیا بھی ان پر ایمان لے آئے تو میں پھر بھی ان پر ایمان نہیں لاؤں گا۔

میں اسے چھوڑ کر یہ سوچتا ہوا آگے بڑھ گیا کہ جنگ بدر میں اس کا باپ اور بھائی قتل ہوئے تھے۔ پھر میری ملاقات عکرمہ بن ابوجہل سے ہوگئی۔ میں نے اپنی وہی بات اس کے آگے دہرائی تو اس نے بھی انکار کر دیا اور کہا کہ اگر ساری دنیا بھی ان پر ایمان لے آئے تو میں پھر بھی ان پر ایمان نہیں لاؤں گا۔

پھر میں نے عثمان بن طلحہ سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ اگرچہ مجھے اس سے بھی اتنی امید نہیں تھی کیونکہ جنگ احد میں اس کے بھی کافی قریبی رشتہ دار مارے جا چکے تھے لیکن میری توقع کے برعکس اس نے فوراً اسلام قبول کرنے کی حامی بھر لی۔

دوسرے دن صبح سویرے سویرے ہم نے "یاجج" کے مقام پر ایک دوسرے کے انتظار کرنے کا پروگرام بنایا۔

صبح صادق سے پہلے پہلے منہ اندھیرے ہم دونوں یاجج کے چشمہ کے پاس اکٹھے ہو کر مدینہ منورہ کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں پناہ حاصل کرنے کے لئے چل پڑے۔

"ہداۃ" کی بستی میں پہنچنے پر اللہ تعالیٰ نے ہماری ملاقات عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی کرا دی۔

میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ میں بھی اسلام میں داخل ہونے کی غرض سے مدینہ طیبہ جا رہا ہوں۔

جب ہم تینوں مدینہ منورہ میں حرہ کے قریب پہنچے تو وہاں ہم نے اپنی سواریوں کو بٹھایا اور خود اپنے خوب صاف ستھرے لباس پہن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شرف بازیابی کے لئے چل دیئے۔ راستے میں مجھے میرا بھائی ولید بن ولید

Marfat.com

ملا۔ وہ بولا ' بھائی جلدی چلو حضور ﷺ تمہارا انتظار فرما رہے ہیں۔ جب میں روبرو حاضر خدمت ہوا تو میں نے اسلام علیک یا نبی اللہ کہا۔

حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے بڑی محبت سے میرے سلام کا جواب فرمایا۔ میں نے عرض کی۔

انی اشهد لا اله الا الله و انك رسول الله

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

حضور ﷺ نے جواباً فرمایا۔

"کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں۔ جس نے تجھے ہدایت فرمائی۔ مجھے امید تھی کہ تیری عقل خداداد تجھے خیر تک پہنچائے گی"۔

میں نے عرض کی کہ متعدد مقامات پر میں نے آپ کی مخالفت کی۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری ساری غلطیوں کو معاف فرمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

الاسلام یجب ما کان قبله

اسلام لانے سے پہلے جتنے بھی گناہ کئے ہوں وہ اسلام لانے کے بعد سب ختم ہو جاتے ہیں۔

میں نے عرض کی کہ میری بخشش کے لئے دعا فرمایئے۔ حضور ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔

"اے اللہ خالد بن ولید نے جتنی بار تیرے راستے سے روکنے کی کوشش کی الٰہی اس کو معاف فرما دے"۔

اس کے بعد عمرو بن عاص اور عثمان بن ابی طلحہ نے بیعت کی۔ میں صفر ۸ ہجری کو داخل مدینہ ہوا۔ حضور ﷺ ہر مشکل موقع پر میری رائے کو دوسرے صحابہ سے فوقیت دیتے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِسلام کے بہت بڑے جرنیل تھے۔ غزوہ موتہ میں آپ نے صرف تین ہزار مجاہدوں کے ساتھ دو لاکھ کے لشکر کا مقابلہ کیا۔ اور چونکہ آپ کو حضور علیہ السلام نے "سیف اللہ" (اللہ کی تلوار) کا خطاب دیا تھا۔ اس لیے آپ کی شہادت کی خواہش پوری نہ ہوئی۔

(دلائل النبوۃ ۴/ ۳۴۹۔ السیرۃ النبویہ ابن کثیر ۴۴۶ تا ۴۵۳)

غزوہ موتہ

حضور نبی کریم ﷺ نے "موتہ" کی طرف جمادی الاول ۸ ہجری کو تین ہزار مجاہدین کے دستہ کو رومی لشکر کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا اور خود مجاہدین کو ثنیتہ الوداع کے مقام پر رخصت فرمایا۔

"موتہ" نامی قصبہ جنوبی اُردن کی سرحد پر بحر مردار کے جنوب مشرق میں بیت المقدس سے تقریباً ۳۵ کلومیٹر اور کرک سے بارہ کلومیٹر جنوب کی طرف واقع ہے۔

Marfat.com

عیسائی لوگ مسلمانوں کی ابھرتی ہوئی طاقت سے خائف تھے۔ اور اس طاقت کو کچلنے کیلئے قیصر روم نے ایک لاکھ کی فوج تیار کر رکھی تھی۔ اور قیصر روم کے گورنر نے یہ حکم نامہ جاری کیا ہوا تھا کہ جو شامی بھی اسلام قبول کرے اسے قتل کر دیا جائے۔

قیصر روم نے بصرہ میں حارث بن ابی شمر الغسانی کو اپنا گورنر مقرر کیا ہوا تھا حضور ﷺ نے حارث بن عمیر الازمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اپنا مکتوب مبارک دے کر اس کی طرف اسلام قبول کرنے کی دعوت دے کر بھیجا۔

اس بد بخت نے قاصد کے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔ اسے رسیوں سے جکڑ دیا گیا اور بعد میں قتل کر دیا۔

حضور ﷺ نے عمرہ القضاء ادا فرمانے کے بعد اپنے قاصد کا اِنتقام لینے کے لئے مجاہدین کو روانہ فرمایا۔ لشکر کو روانہ کرتے وقت ثنیتہ الوداع کے مقام پر آقا ﷺ نے مجاہدین کو وصیت فرمائی۔

''میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اپنے ساتھ مسلمانوں کی بھلائی کی تاکید کرتا ہوں۔ اللہ کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کے منکروں کے ساتھ جنگ کرو۔ کسی کے ساتھ دھوکہ نہ کرنا۔ بد دیانتی نہ کرنا۔ کسی بچے اور کسی عورت کو قتل نہ کرنا۔

کسی بوڑھے اور اپنی خانقاہوں میں گوشہ نشینوں کو قتل نہ کرنا۔ نہ کسی کھجور کے درخت کو اور نہ ہی کسی اور درخت کو کاٹنا اور نہ کسی مکان کو منہدم کرنا''۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس لشکر کا سپہ سالار حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کرتا ہوں اگر یہ شہید ہو جائیں تو پھر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس لشکر کی کمان سنبھالیں گے۔ اگر یہ بھی شہید ہو جائین تو پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اس لشکر کی سربراہی کریں گے اگر یہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر منتخب کر لیں''۔

حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسلام کے پرچم کو جو کہ سفید رنگ کا تھا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور سب مسلمانوں کو سب سے پہلے حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر حاضری کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ سب سے پہلے دشمن کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں اگر وہ اس دعوت کو قبول کر لیں تو بہتر ورنہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے دشمن سے جنگ شروع کر دیں''۔

سبحان اللہ عزوجل حضور ﷺ کے علم پاک کی کیا شان ہے۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان کی شہادت کا پہلے ہی بتا دیا تھا۔ اس لئے تو مسلمانوں کو وصیت فرمائی اور جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا۔

دوسرے مسلمانوں نے دعائیں دے کر اس لشکر کو رخصت کیا۔

اس دن جمعۃ المبارک تھا۔ دوسرے مسلمان روانہ ہو گئے لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رک گئے تا کہ حضور ﷺ کے پیچھے جمعہ ادا کر کے بعد میں رخصت ہوں۔ جمعہ ادا کرنے کے بعد حضور ﷺ نے جب ان کو دیکھا تو فرمایا کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے۔ انہوں نے عرض کی کہ جمعہ ادا کرنے کے لئے رک گیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ۔

Marfat.com

"اے عبداللہ اگر تو زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر دے تو اس درجہ کو نہیں پا سکتا جو انہوں نے صبح سویرے روانہ ہو کر پالیا ہے اور ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راستہ میں ایک صبح یا شام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

شرجیل بن عمرو الغسانی کو جب اسلام کے لشکر کی آمد کی اطلاع ملی تو اس نے بھی اپنی فوج کو منظم کرنا شروع کر دیا۔ آس پاس کے عیسائی قبائل کو بھی ساتھ ملا کر اس نے تقریباً ایک لاکھ کی فوج تیار کر لی اور ہرقل شاہ روم کو بھی مدد کے لئے پیغام بھیج دیا۔ ہرقل خود ایک لاکھ کی فوج کے ساتھ اس کی مدد کے لیے چل پڑا۔ اسلامی لشکر نے جب حدود شام میں داخل ہو کر "معان" نامی قصبہ میں پڑاؤ ڈالا تو انہیں دشمن کی کثیر تعداد کا علم ہوا اور یہ بھی پتہ چلا کہ ہرقل خود ایک لاکھ لڑاکوں کے ساتھ بلقاء کے ضلع مآب کے مقام پر موجود ہے۔

معان نامی قلعہ دمشق سے مکہ کے راستے پر پانچ روز کی مسافت پر واقع تھا۔ یہ علاقہ حجاز اور شام کے درمیان آتا ہے۔

مسلمانوں نے آپس میں صلاح و مشورہ شروع کر دیا کہ اتنے بڑے اپنے سے چھیاسٹھ گناہ زیادہ لشکر کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ آخر کار طے ہوا کہ سب حالات سے سرور کائنات ﷺ کو مطلع کر دیا جائے آپ جس طرح حکم فرمائیں اس پر عمل کیا جائے۔ اور اگر آپ ﷺ مناسب سمجھیں تو مزید کمک روانہ فرما دیں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیرت ایمانی اس چیز کو برداشت نہ کر سکی آپ نے فرمایا۔

"اے قوم بخدا جس کو تم لوگ ناپسند کر رہے ہو اسی (شہادت) کی طلب میں تم اپنے گھروں سے نکلے ہو۔ ہم لوگوں کے ساتھ عدد طاقت و کثرت کے بل بوتے پر جنگ نہیں کیا کرتے۔ ہم تو اس دین کے بل بوتے پر جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں مشرف فرمایا ہے۔ جنگ کیا کرتے ہیں۔ اے اللہ کے بندو چلو دو نیکیوں (فتح یا شہادت) میں سے ایک نیکی تمہیں مل جائے گی"۔

آپ کی ایمان افروز بات سن کر سب میں جوش بھر گیا اور سب لوگ پکار اٹھے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا ہے۔

مسلمان لشکر شام کے ضلع بلقاء سے ہوتا ہوا (بلقاء کے پاس مشارب نامی قصبہ میں رومی لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔) کے ساتھ موتہ نامی گاؤں میں آ کر ٹھہر گیا اور یہی مقام پھر میدان جنگ بنا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے قبل اتنی زرق برق پوشاکیں اور اتنے چمکیلے ہتھیاروں سے لیس اتنا بڑا لشکر پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا ان کی حیرانگی کو دیکھ کر حضرت ثابت بن ارحم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ بدر کی جنگ میں ہمارے ساتھ ہوتے تو آپ جان جاتے کہ ہم لوگ اہل کفار دشمن کی کثرت کی کبھی پروا نہیں کرتے۔

دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہو گئے مسلمانوں کی طرف سے حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے لشکر کی کمان کر رہے تھے اور مسلمانوں کا علم تھامے ہوئے تھے۔

Marfat.com

جب جنگ شروع ہوئی تو دونوں لشکر ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے اور بڑھ چڑھ کر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے۔ مسلمانوں نے داد شجاعت دیتے ہوئے کئی رومیوں کو قتل کر دیا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی علم ہاتھ میں لئے کئی بار اپنے لشکر سے نکلتے اور دشمن کی صفوں کو دور تک چیرتے ہوئے اندر تک گھس جاتے۔

اسی دوران جب آپ دشمن کی صفوں میں گھس کر اکیلے وار کر رہے تھے تو دشمن کے ایک دستہ نے آپ کو گھیر لیا آپ مردانہ واران سے لڑتے رہے۔ اچانک ایک آدمی نے تاک کر نیزہ آپ کے سینے پر مارا جو کہ آپ کے سینے کے پار ہو اور آپ شہادت کے مرتبے پر فائز ہو گئے۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے فوراً علم کو تھام کر مسلمانوں کے لشکر کی قیادت شروع کر دی اور وہ داد شجاعت دی کہ ہر کوئی عش عش کر اٹھا آپ بھی بڑی دیر تک مردانہ وار جوانمردی کے ساتھ دشمن کے ساتھ لڑتے رہے آپ سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار تھے۔ آپ نے محسوس کیا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر لڑائی میں دقت پیش آ رہی ہے تو آپ نے گھوڑے کی چھلانگ لگا دی اور اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں تا کہ یہ کفار کے کام نہ آئے۔ اور بڑی جوانمردی کے ساتھ دشمن کے لڑائی کرنے لگے۔ اچانک ایک کافر نے آپ کے دائیں ہاتھ یا دائیں شانے پر وار کیا۔ آپ کا بازو کٹ کر دور جا گرا۔ آپ فوراً بائیں ہاتھ سے جھنڈے کو پکڑ لیا۔ اس نے بائیں ہاتھ پر بھی فوراً وار کیا۔ وہ بھی کٹ کر دور جا گرا۔ آپ نے اپنے کٹے ہوئے بازوؤں سے اپنے سینے کے ساتھ دبوچ لیا۔ کفار نے اپنے نیزوں، تیروں اور تلواروں سے آپ پر وار کر کے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کے جسم پر تمام وار سامنے کی طرف ہوتے تھے۔ اور ان کی تعداد نوے تھی اور آپ کی عمر مبارک ۳۱ یا ۳۹ سال تھی۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

حضرت جعفر بن ابو طالب شہادت سے پہلے یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

کتنی بہترین ہے جنت اور اس کا قرب اس کی شراب بہت پاکیزہ اور ٹھنڈی ہے۔

روم تباہ ہو گیا اور اس کا عذاب قریب آ گیا۔ مجھ پر لازم ہے کہ جب میں اِن سے ملاقات کروں گا تو اِن سے جنگ کروں گا۔

حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے مشکل حالات میں اسلام کے پرچم کو تھاما کہ دشمن کی کثیر تعداد نے مجاہدین کو نرغے میں لیا ہوا تھا۔

حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے چند لمحوں کے لئے آپ کے دل میں خوف نمودار ہوا تو آپ نے اپنے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کہ تو کس لئے زندہ رہنا چاہتا ہے کیا تو اپنی بیوی کے لئے زندہ رہنا چاہتا ہے تو سن لو کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے کر اپنے اوپر حرام کر لیا۔ کیا تو غلاموں کو پسند کرتا ہے تو میں نے اپنے تمام غلام راہ خدا میں آزاد کر دیئے۔

Marfat.com

ں کو پسند کرتا ہے تو میں نے اپنے تمام باغات راہ خدا میں صدقہ کر دیئے۔

پھر اپنے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ۔

میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تمہیں میدان جنگ میں اترنا پڑے گا چاہے تم خوشی سے اترو یا تمہیں مجبور کر دیا جائے"۔

لوگ تو ہجوم کر کے آ رہے ہیں اور ان کے نعرے بلند ہو رہے ہیں تجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم جنت ناپسند رہے ہو۔

بہت عرصہ تک اطمینان اور سکون کی زندگی تم نے بسر کر لی ہے تم کیا ہو مگر ایک قطرہ پرانے مشکیزہ میں۔

آپ کئی دن کے بھوکے تھے۔آپ کے چچازاد بھائی نے آپ کو ایک گوشت والی ہڈی پیش کی۔آپ نے اس کو منہ ں لے کر اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹا۔کہ جنگ کا نعرہ بلند ہوا۔آپ نے فوراً باقی گوشت کو پرے پھینکا۔اور بڑی جرأت کے تھ دشمن کی صفوں میں گھس گئے آپ جدھر جاتے کشتوں کے پشتے لگائے چلے جاتے کافی دیر تک آپ بڑی جوانمردی سے تے رہے کہ ہر طرف سے دشمن نے آپ کو گھیر لیا اور نیزوں تیروں اور تلواروں کے اتنے وار کئے کہ آپ شہید ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ○

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ایک انصاری نوجوان جن کا نام ثابت بن ارقم تھا۔نے اسلام کے پرچم کو تھام کر مسلمانوں کو للکارا کہ اب تم اپنا امیر تخب کر لو۔آپ نے پرچم کو اٹھا کر سامنے کھڑے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ (ابا سلیمان) حضرت خالدؓ کی کنیت تھی) پرچم کو تھام لو۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اور آپ نے بدر کی جنگ میں بھی شرکت کی ہے آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ بھی لو۔اور مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امیر مانتے ہو سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ بے شک۔ان نازک لمحات میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کا پرچم تھام لیا۔حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مغرب کے وقت شہادت فرمائی تھی اور اب اندھیرا ہو چلا تھا دونوں لشکر واپس اپنی جگہوں پر آ بیٹھے۔

حضرت خالد بن ولید نے پرچم اسلام اٹھا کر مسلمانوں کو اکٹھا ہونے کے لئے آوازیں دی تھیں لیکن اس وقت لشکر اسلام تتر بتر ہو رہا تھا کسی نے توجہ نہ دی تھی تو میمینہ کے امیر قطبہ بن عامر نے لوگوں کو آوازیں دے کر اکٹھا کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میدان جنگ سے بھاگتے ہوئے دشمن کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اترنے سے یہ بدر جہا بہتر ہے۔

کہ وہ کفار سے جنگ کرتا ہوا شہید ہو جائے" اور اس طرح مسلمان دوبارہ اکٹھے ہو گئے تھے۔

دوسرے دن اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی دعا سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ان کی جنگی صلاحیتیں اور

Marfat.com

زیادہ اجاگر فرمادیں۔

آپ نے تمام لشکر کی ترتیب بدل ڈالی۔سب لشکر کو نئے سرے سے صف آراء کیا۔آگے کی صفیں پیچھے لے گئے اور پیچھے کی صفیں آگے لے آئے۔

صبح کا اجالا روشن ہونے کے بعد دشمن نے سب نئے چہروں کو سامنے دیکھا تو وہ ڈر گیا کہ شاید اور مسلمان ان کی کمک پہنچ گئے ہیں اور ان پر مرعوبیت طاری ہوگئی۔

جب جنگ کا آغاز ہوا تو رومی سخت سراسیمگی کی حالت میں تھے۔مسلمانوں نے نئے جوش سے حملہ شروع کر دیا۔

مسلمانوں نے آج اس جوش وخروش سے حملہ کیا کہ رومیوں کے اوسان خطا ہو گئے۔اصل میں پیچھے سے حضور ﷺ کے لئے مسلسل دغا فرما رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کے شامل حال ہو رہی تھی اور اللہ تعالیٰ نے رومیوں کے دلوں میں مسلمانوں کا خوف ڈال دیا تھا کہ صرف تین ہزار کے لشکر سے رومیوں کا دو لاکھ کا لشکر ڈر کر پیچھے ہٹنے لگا۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے اس دن نو تلواریں ٹوٹیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات قادر ہے اس پر یقین ہونا چاہئے وہ چاہے تو ابابیلوں سے ہاتھیوں کے لشکر کو شکست دے سکتا ہے۔

مسلمانوں نے بہت سارے رومیوں کو تہ تیغ کر دیا۔باقی بھاگ گئے اور بہت سا مال غنیمت مسلمانوں نے اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔

عین اس وقت کہ جب جنگ کی بھٹی خوب بھڑکتی ہوئی تھی۔حضور نبی کریم ﷺ جنگ کا آنکھوں دیکھا حال بیان فرما رہے تھے کوئی ان کے علم غیب سے کیسے انکار کر سکتا ہے۔(اللہ تعالیٰ کے حکم سے)

اللہ تعالیٰ جس چیز سے چاہے اپنے نبی ﷺ کو مطلع فرما دیتا ہے۔

نبی کا معنی ہی غیب کی خبریں بتانے والا ہے۔ہم سب کا اس پر ایمان ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ بذات خود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جس چیز کے متعلق چاہیں دوسروں کو مطلع فرماتے ہیں۔معراج شریف کے بعد جب آپ بیت اللہ میں تشریف فرما ہوئے اور کفار نے بیت المقدس کے متعلق مختلف سوال کئے تو حضور ﷺ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے ہر ہر چیز کا مکمل جواب عطا فرمایا۔

حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں ''الصلوٰۃ الجامع'' کے الفاظ کا اعلان فرمادیا۔

اس اعلان کا مطلب تھا کہ سب لوگ مسجد نبوی ﷺ میں جمع ہو جائیں۔

جب سب لوگ جمع ہو گئے تو حضور ﷺ نے منبر پر تشریف فرما ہوئے اور آپ ﷺ کی ماز اغ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتیوں نے جھانکنا شروع کر دیا۔

آقا ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

اے لوگو! میں تمہیں غازیوں کے لشکر کے حالات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں' یہ لشکر یہاں سے روانہ ہوا یہاں تک کہ دشمن سے ان کا آمنا سامنا ہوگیا۔لشکر اسلام کے پہلے علمبردار حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جام شہادت نوش کیا۔

وَقُتِلَ زَیْدٌ شَهِیْدًا فَاسْتَغْفِرُوْلَه ۔حضرت شہید ہو گئے ان کیلئے طلب مغفرت کرو۔

پھر حضرت جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے علم اسلام تھاما اور لشکر کفار پر پے در پے حملے کئے حَتّٰی قُتِلَ شَهِیْدًا فَاسْتَغْفِرُوْلَهٗ کہ وہ بھی شہید ہو گئے ان کے لئے بھی سب مغفرت طلب کرو"۔

پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اسلام کا پرچم اٹھالیا اور بڑی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔یہاں تک کہ ان کو بھی نعمت شہادت سے سرفراز کر دیا گیا۔فَاسْتَغْفِرُوْلَهٗ ان سب کے لئے مغفرت طلب کرو"۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جھنڈا پکڑا۔وہ اللہ تعالیٰ کے بہترین بندے اور قبیلہ کے بہترین بھائی ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انہیں کفار اور منافقین کی سرکوبی کے لئے بے نیام کیا ہے۔یہاں تک کہ ان کی قیادت میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔

اللهم انه سیف من سیوفك فا انصروهُ

"اے اللہ خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اس کی مدد فرما"۔

اس جنگ میں مسلمانوں کے صرف بارہ مجاہدین شہید ہوئے اور دشمن کے سینکڑوں لوگ موت کے گھاٹ اترے۔

یہ لڑائی سات روز تک جاری رہی اور صرف تین ہزار مسلمانوں نے اتنے دنوں تک اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کیا۔

جنگ کے شروع میں جب اس نے خوفناک صورت اختیار کر لی تھی اور یک بعد دیگرے مسلمانوں کے تین جرنیل شہید ہو گئے تھے تو چند ایک لوگ واپس مدینہ منورہ آ گئے تو مدینہ کے لوگوں نے ان پر مٹی پھینکنا شروع کر دی۔تو حضور ﷺ کے آگے ان کا ذکر فرمایا گیا آقا ﷺ نے فرمایا کہ یہ واپس پلٹ آنے والے نہیں بلکہ یہ پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

لَیسُوْا بِالْفِرَارِ وَلٰکِنَّهُمُ الْکُرَّارُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔

ترجمہ: یہ بھاگنے والے نہیں ہیں۔بلکہ یہ بار بار پلٹ حملہ کرنے والے ہیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔

غزوہ موتہ میں بارہ مسلمان شہید ہوئے۔ان میں حضرت زید بن حارثہ حضرت جعفر بن ابی طالب' حضرت عبداللہ بن رواحہ' سعود بن الاسود، وہب بن سعد بن ابی سرح' عباد بن قیس' حارث بن نعمان' سراقہ بن عمرو' ابوکلیب بن عمرو بن زید' جابر بن عمرو بن زید (یہ دونوں بھائی تھے) عمرو بن کند اور عامر بن سعد (یہ دونوں بھی بھائی تھے) رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(خاتم النبیین ۲/ ۹۵۷۔تاریخ الخمیس ۲/ ۷۰۔سیرۃ النبویہ احمد زینی دحلان ۲/ ۲۳۶) (البدایہ والنہایہ ۴/ ۲۴۳۔ضیاالنبی ۴/ ۳۶۱ تا ۳۷۹)

Marfat.com

خاندان حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور کائنات حضور ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے اور جعفرؓ کے بچوں کو لانے کا حکم دیا۔ میں انہیں لے کر حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے ان کو سونگھا اور آپ علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے جس سے آپ ﷺ کی داڑھی مبارک بھیگ گئی۔ میں نے عرض کی کہ کیا کوئی جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اطلاع ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں وہ شہید ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر میری چیخ نکل گئی۔ میری آواز سن کر ساتھ والی ہمسائی عورتیں بھی اکٹھی ہو گئیں۔

حضور ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

''اے اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کوئی بیہودہ بات زبان پر نہ لانا اور نہ ہی اپنے رخساروں پر طمانچے مارنا''۔

پھر آقا ﷺ نے فرمایا۔

''اے اللہ جعفر رضی اللہ عنہ کو بہترین ثواب عطا فرما۔ اور اے اللہ تو جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے لئے اس کا بہترین قائم مقام بن جس طرح اپنے بندوں میں سے اپنے کسی بندے کا ان کی اولاد کے لئے قائم مقام ہوا ہے''۔

اس کے بعد آقا ﷺ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ اور گھر والوں سے فرمایا کہ آج جعفر کے گھر والوں کو کھانا پکانے کا ہوش نہیں ان کے لئے کھانا تیار کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بھوکے رہ جائیں۔

تین دن کے بعد حضور ﷺ پھر حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ آج کے بعد تمہیں میرے بھائی جعفر رضی اللہ عنہ پر رونے کی اجازت نہیں۔ پھر حضور ﷺ نے دونوں صاحبزادے محمد اور عبداللہ کو بلوا کر ان کے سر منڈوائے اور فرمایا کہ محمد تو ہمارے چچا ابوطالب سے اور عبداللہ صورت و سیرت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ پھر آقا ﷺ نے عبداللہ کے لئے دعا فرمائی۔ کہ الٰہی جو یہ سودا کریں اس میں برکت عطا فرما''۔

حضور ﷺ کی دعا ایسی قبول ہوئی کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ میں نے جو سودا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت عطا فرمائی۔

ان کی والدہ حضرت اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو دیکھ کر فرمایا کہ تم اس لئے خائف ہو کہ اب یہ مفلس و نادار ہو جائیں گے میں دنیا و آخرت دونوں میں ان کا والی و سرپرست ہوں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو پَر عطا فرمائے ہیں۔

ایک دفعہ حضور ﷺ صحابہ پاک کی معیت میں بیٹھے تھے۔ معاً آپ ﷺ نے آسمان کی طرف منہ کر کے وعلیکم السلام فرمایا۔

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسار کرنے پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرشتوں کی معیت میں اڑتے ہوئے گزرے اور انہوں نے سلام کیا۔ میں نے انہیں وعلیکم السلام کا جواب دیا۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

ترجمہ: اور نہ کہو تم مردہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

؎ غافل اسے سمجھا ہے اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

(اقبال)

(اقبال) (الاکتفاء فی مغازی رسول اللہ ﷺ ۲/ ۲۸۶) (۲۸۶۔ السیرۃ النبویہ احمد ذہبی دحلان ۲/ ۲۴۱)

Marfat.com

سریہ ذات السلاسل حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ قضاعہ قبیلہ کی کثیر تعداد لوگوں نے اکٹھا ہو کر مدینہ منورہ کے اطراف میں لوٹ مار کا پروگرام بنایا ہے۔ حضور ﷺ نے ان کی سرکشی کو کچلنے کیلئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں تین سو مجاہدین کو روانہ فرمایا۔ ان میں تیس گھڑ سوار تھے۔

ایک روایت کے مطابق کفار نے اپنے آپ کو زنجیروں سے باندھ رکھا تھا تاکہ کوئی بھاگنے نہ پائے اور ایک روایت کے مطابق وہاں پر ایک چشمہ تھا جس کو سلاسل کہتے ہیں۔ اس لئے اس سریہ کا نام ذات السلاسل پڑھ گیا۔

وادی ''ذات القریٰ'' مدینہ طیبہ سے دس رات کے فاصلے پر تھی۔ اس کے پرلی طرف ''بلی'' اور ''عذرا'' کے قبیلے آباد تھے۔ یہ دونوں قبیلے ''قضاعہ'' قبیلہ کی شاخیں تھیں۔

مسلمان دن کو آرام کرتے اور رات کو سفر کرتے۔ جب یہ قضاعہ قبیلے کے پاس پہنچے تو ان کو دشمن کی کثیر تعداد کا علم ہوا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک تیز رفتار قاصد رفاعہ بن قیس کو الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے پاس مزید کمک کے لئے بھیجا۔ آقا ﷺ نے دو سو مجاہدین کے لشکر کی ایک اور جماعت حضرت عبدابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں بھیجی۔ اس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی جلیل القدر ہستیاں بھی تھیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دس خوش نصیبوں میں سے ہیں۔ جن کو حضور ﷺ اسلام نے دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری عطا فرمائی چلتے وقت آقا ﷺ نے خاص طور پر ان کو نصیحت فرمائی۔

''کہ دونوں متحد رہنا اور آپس میں اختلاف نہ کرنا''

جب یہ دستہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا۔ اور جب نماز کا وقت قریب آیا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت سے روک دیا اور کہا کہ میں لشکر کا امیر ہوں اور آپ کو میری مدد کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اس لئے میں امامت کراؤں گا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے حضور ﷺ نے متحد رہنے اور آپس میں اختلاف نہ کرنے کا حکم دیا ہے اس لئے اگر آپ میری نافرمانی کریں گے تو میں آپ کی اطاعت کروں گا تاکہ میں حضور ﷺ کا فرمان پورا کرسکوں''۔

سخت سردی کا موسم تھا۔ جب یہ دشمن کے قریب پہنچے تو صحابہ کرام نے سخت سردی کی وجہ سے آگ جلانے کی

Marfat.com

کوشش کی۔تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سختی سے تمام صحابہ کو کہا کہ جس نے آگ جلائی میں اسی آگ میں اس کو ڈال دوں گا۔صحابہ اکرام نے اس بات کی شکایت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضوان اللہ علیہم اجمعین کو لگائی تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے ہمیں اختلاف کرنے سے منع فرمایا ہے اور جنگی امور میں زیادہ تجربہ رکھنے پر حضور ﷺ نے انہیں ہم پر امیر بنایا ہے۔یہ وہ اقدار ہیں۔جن پر عمل کر کے صحابہ اکرام اور اولوالعزم مجاہدین نے اقوام عالم کو فتح کیا اور پوری دنیا میں نصرت کے جھنڈے گاڑھے۔آج ہم لوگ اختلافات کا شکار ہو کر آپس میں رواداری اور برداشت کا مادہ نہ ہونے کی وجہ سے اقوام عالم سے ذلیل ہو کر رہ گئے ہیں اور اختلافات کا نتیجہ ہے کہ غیر مسلم ہم پر حکمرانی کر رہے ہیں اور ہمیں آپس میں لڑوا رہے ہیں اور ہماری اختلاف کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو ہوا دے کر ہمیں آپس میں ہی لڑوا رہے ہیں۔

جب دشمن سے صبح جنگ ہوئی تو جلد ہی انہوں نے اپنے آپ کو زنجیروں سے آزاد کروا لیا اور ایک گھنٹہ ہی میں بھاگ کھڑے ہوئے۔جب صحابہ اکرام نے ان کا تعاقب کرنا چاہا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو تعاقب سے روک دیا۔

اس جنگ میں مسلمانوں کو کوئی خاص مال غنیمت ہاتھ نہیں آیا لیکن ایک روایت کے مطابق مسلمانوں کو مال غنیمت بھی ملا۔مسلمان اس علاقہ میں تین روز تک قیام پذیر رہے اور خیر و خیریت کے ساتھ واپس مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

واپسی کے بعد حضور ﷺ کے روبرو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے رویہ کے متعلق عرض کی گئی آپ نے ان کو بلایا انہوں نے عرض کی کہ میں نے آگ جلانے سے مسلمانوں کو اس لئے منع کیا تھا تا کہ دشمن کو ہماری تعداد کا علم نہ ہو جائے اور مسلمانوں کو بھاگتے ہوئے کفار کا پیچھا کرنے سے اس لئے منع کیا تھا کہ مبادا انہوں نے کوئی اور لشکر کہیں چھپایا ہوا نہ ہو۔یا کوئی اور قبیلہ ان کی مدد کو آ جائے اور ہم مشکل میں نہ پھنس جائیں۔

''حضور ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے طرز عمل کو سراہا''۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے بعد خیال ہو گیا کہ حضور ﷺ شاید دوسرے سب صحابہ سے مجھے زیادہ چاہتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ سب لوگوں سے آپ کو زیادہ کون محبوب ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے عرض کی کہ مردوں میں سے کون فرمایا۔عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باپ میں نے عرض کی کہ پھر فرمایا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے عرض کی کہ پھر حضور ﷺ دوسرے صحابہ پاک کا نام لیتے رہے۔میرے نام کی باری نہ آئی میں نے دل میں تہیہ کر لیا کہ اب اس موضوع پر میں بات نہیں کروں گا۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے' افضل کی موجودگی میں دوسرے کو قائد بنایا جا سکتا ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔جمعہ المبارک ۲۷ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ ۷ رجون ۲۰۱۳ء۔(السیرۃ النبویہ ۲/ ۲۴۵۔ ۲۴۴، احمد ذہبی دحلان)

(نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

سریہ ابی عبیدہ بن جراع رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں تین سو مجاہدین کا ایک دستہ روانہ فرمایا۔ یہ دستہ قبیلہ جہنیہ کی طرف ساحل سمندر کے پاس روانہ فرمایا گیا۔

اس سریہ کے بھیجنے کی تاریخ میں اختلاف ہے کہ یہ آٹھ ہجری ماہ رجب میں یا ۶ ہجری ماہ رجب میں بھیجا گیا۔

بہرحال حضور ﷺ نے یہ سریہ اس لئے بھیجا کہ قبیلہ جہنیہ کے لوگوں کی شرارتوں سے بچا جائے کیونکہ یہ اطلاع ملی تھی کہ یہ لوگ مدینہ کے قرب و جوار میں لوٹ مار کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ اس سریہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک تھے۔

اس سریہ کو مربہ سیف البحر یا جیش الخبط بھی کہتے ہیں سیف البحر اس لئے کہ یہ سریہ ساحل سمندر کے نزدیک بھیجا گیا تھا۔ اور جیش الخبط اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں درختوں کے پتے جھاڑنے پڑے تھے۔ خبط کے معنی درختوں کے وہ پتے ہیں جو کسی لاٹھی وغیرہ سے جھاڑے جاتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی رسد خوراک ختم ہوگئی تھی اور ان درختوں کے پتوں کو پانی میں بگو کر کھانا پڑا تھا۔

صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ساحل سمندر کی طرف حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت اِن کو جو زاد راہ عطا فرمایا گیا تھا۔

کہ ہم لوگ ابھی راستے ہی میں تھے کہ کھجوریں ختم ہونے کو ہوں گئیں اور امیر لشکر نے ہمیں تمام لوگوں سے سامان خوراک اکٹھا کرنے کا حکم دیا تو اس سے ہمارا ایک برتن بھر گیا یہ زیادہ تر کھجوریں ہی تھیں۔

امیر لشکر ہر ایک آدمی کو ایک مٹھی کھجوریں آٹھ پہر کے لئے دیتے تھے۔ جب یہ کھجوریں بھی ختم ہونے کو پہنچیں تو امیر لشکر نے ہر آدمی کو صرف ایک کھجور آٹھ پہر کے گزارنے کے لئے دینی شروع کر دی۔

حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ ایک کھجور پر کیسے گزارہ کرتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ ہم ایک کھجور منہ میں لے کر چوستے رہتے تھے جیسے شیر خوار بچہ ماں کا دودھ چوستا رہتا ہے اور ہم کو اس ایک کھجور کی قدر اس وقت آئی جب کہ ہمیں ایک کھجور بھی ملنی بند ہوگئی۔

پھر ہم نے اپنی کمانوں وغیرہ سے درختوں کے پتے جھاڑنے شروع کر دیئے۔ ہم ان پتوں کو پانی میں بھگو دیتے تھے جب یہ نرم ہوتے تو ہم ان کو کھا لیتے تھے۔ مسلسل پتے کھانے سے ہمارے ہونٹ زخمی ہوگئے اور سوج کر اونٹوں کے ہونٹوں جیسے ہو گئے ہمیں تین ماہ یہاں رکنا پڑا اور یہی پتے ہماری خوراک تھی۔

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بنو خزرج سے تھے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس خزرج کے فرزند تھے اس سریے میں شامل تھے آپ سے مسلمانوں کی اس حالت کو نہ دیکھا گیا اور انہوں نے قبیلہ جہنبہ کے ایک شخص کو اپنی

Marfat.com

شناخت کروا کر پانچ اونٹ ادھار لئے اور اس سے یہ طے کیا کہ مدینہ منورہ واپس جا کر ہر اونٹ کے بدلے میں ایک وسق اس کی مرضی کی کھجوریں اسے دی جائیں گی۔ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے چند مہاجر اور انصار گواہ مقرر ہوئے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گواہ نہیں بنوں گا۔ چونکہ تمہارے پاس اپنا کچھ پیسہ نہیں ہے۔آپ نے فرمایا کہ میرا باپ دوسروں کے قرضے اَدا کرتا ہے کیا وہ میرا قرضہ نہیں ادا کرے گا؟

آپ نے ایک اونٹ ذبح کر کے تمام مسلمانوں کی ضیافت کی۔ دوسرے دن آپ نے پھر ایک اونٹ ذبح کر کے تمام مسلمانوں کی ضیافت کی۔تیسرے دن پھر آپ نے ایک اونٹ ذبح کیا اور تمام مسلمانوں کی ضیافت کی۔

چوتھے دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے پر آپ نے امیر لشکر سے کہہ کر آپ کو اونٹ ذبح کرنے سے رکوا دیا اور باقی دو اونٹ واپسی پر مسلمانوں کی باری باری سواری کے کام آئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم ساحل سمندر پر آئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندری لہروں نے ایک بہت بڑی مچھلی جسے ''عنبر'' کہا جاتا ہے ساحل پر اچھال دی (یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کی ضیافت کے لئے ایک بہت بڑی نعمت تھی) دور سے یہ ایک بہت بڑا ٹیلہ دکھائی دیتی تھی۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم وہاں جتنا عرصہ رہے (اٹھارہ بیس دن یا مہینہ) ہم اس مچھلی کے گوشت کو بھون بھون کر کھاتے رہے اور اس کی چربی اپنے جسموں پر ملتے رہتے جس سے ہمارے جسم فربہ ہو گئے۔

ایک دن حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی پسلی کی ہڈی کو کھڑا کرنے کا حکم دیا اور ہمارا سب سے قد آور شخص سب سے بڑے اونٹ پر سوار ہو کر اس کے نیچے سے گزرا۔لیکن اس کے سر سے پھر بھی یہ اونچی تھی ہم نے واپسی پر اس کے گوشت سے اپنے تھیلوں کو بھر لیا اور اس کی چربی تھیلوں میں بھر لی۔(ہم نے اس گوشت کو حضور ﷺ کے لئے بھی بچا لیا تھا۔جسے آقا ﷺ کو پیش کیا گیا)

مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد ہم نے حضور ﷺ سے اس مچھلی کا ذکر کیا۔آقا ﷺ نے فرمایا۔

رزق اخرجه الله لكم

''یہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے سمندر سے نکال کر تمہیں دیا''۔

پھر فرمایا کہ اس کا کچھ گوشت تمہارے پاس ہے ہم نے پیش کیا۔تو حضور ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

حضور ﷺ کو جب قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایثار و سخاوت کے متعلق عرض کیا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ سخاوت تو اس خاندان کے افراد کی فطرت ہے۔(السیرۃ الحلبیہ ۲۔۳۱۵۔ضیاء النبی ۴۔۳۹۱)

سبحان اللہ صحابہ اکرام جو حضور ﷺ کی محبت میں رہتے تھے ان کی کیا شان ہے۔انہوں نے کس طرح اور کیسی کیسی تکلیفیں جھیل کر اس دین کو پھیلایا۔آج کس میں اتنی تکلیفیں جھیلنے کی طاقت ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ ان سے

Marfat.com

راضی ہوگیا۔

غزوہ فتح مکہ

حضور نبی کریم رؤف و رحیم رسول خدا آقا دو جہاں سرور کون و مکان محسن انسانیت' رہبر انسانیت ﷺ جب صرف آٹھ سال پہلے تن تنہا اپنے یار غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما رہے تھے کہ اُس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ صرف آٹھ سال میں ہی کفار کا بہت بڑا گڑھ مکہ مکرمہ فتح ہو جائے گا اور وہ بت جو کفار کو جان سے بھی پیارے تھے۔ زمین بوس ہو جائیں گے۔

وہ اکڑی ہوئی کفار کی گردنیں سرنگوں ہو جائیں گی۔ وہ لوگ جو حضور ﷺ کے جانی دشمن تھے آج حضور ﷺ کی شان کریمی میں پناہ ڈھونڈ رہے ہوں گے اور اپنی رشتہ داریوں کے واسطے دے کر حضور ﷺ سے اپنی جان کی امان مانگ رہے ہوں گے۔

کون جانتا تھا کہ وہ کعبہ معظمہ جہاں تین سو ساٹھ بت نصب تھے آج ان بتوں سے صاف ہو جائے گا وہ ہبل بت جس کی یہ لوگ قسمیں کھاتے تھے۔ منہ کے بل گرا ہوا ہوگا اور صرف آٹھ سال بعد ہی اس کعبہ معظمہ پر وہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو یہ کفار سخت چلچلاتی دھوپ میں مکہ کی گلیوں میں کھینچتے تھے اور مکہ کے لونڈے ان کو پیچھے سے پھبتیاں کستے اور پتھر مارتے تھے۔ آج حضور ﷺ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے کعبہ معظمہ کی چھت پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی توحید کو بلند کرنے کیلئے اذان دیں گے اور مکہ کی فضا میں جہاں شعب ابی طالب سے مسلمانوں کے بچوں کی چیخوں کی آوازیں مکہ میں گونجتی تھیں آج وہاں اللہ اکبر' اللہ اکبر کی آوازیں فضا میں گونجیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار کی آوازیں گونجیں گی اور اس کے رسول ﷺ کے نبی حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی صدائیں گونجیں گی۔ آج راستہ میں پتھر پھینکنے والا کوئی نہ ہوگا۔ آج راستہ میں کوئی کانٹے بچھانے والا نہ ہوگا اج اپنے گھر کا کوڑا اکٹھا کر کے آقا علیہ السلام کے گھر کے آگے پھینکنے والا کوئی نہ ہوگا اور آج نماز پڑھتے ہوئے اونٹ کی اوجری آپ پر رکھنے کی کسی میں جرأت نہ ہوگی۔

آج آپ کو کسی میں جھٹلانے کی طاقت نہیں ہوگی۔ ہر گردن حضور ﷺ کے آگے سر سلیم خم ہوگی۔

کون جانتا تھا کہ آج کفار کے بڑے بڑے جرنیل جن کو اپنی فن سپاہ گری پر بڑا ناز تھا۔ آج حضور ﷺ کے قدموں میں بیٹھنے پر فخر کر رہے ہوں گے۔

آج سے صرف چند سال پہلے ہی جب کہ ہر طرف کفر و شرک کے گھٹاٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔ ان اندھیروں میں حضور ﷺ غار حرا کی پہاڑیوں سے سورج بن کر ابھرے کہ آپ ﷺ کی روشنی میں ہر کوئی چکا چوند ہونے لگا ہر کوئی اس کو دیکھتا تو تھا۔ لیکن اس پر یقین وہی لایا۔ جو خدا کو منظور تھا۔ بہت سے لوگوں نے اس روشنی کو دیکھتے ہوئے بھی اس کیطرف

Marfat.com

سے اپنی آنکھیں موند لیں۔

آج فتح مکہ کے موقع پر وہی روشنی ہر گھر میں چھا گئی۔ صرف مکہ مکرمہ میں ہی نہیں۔ اس روشنی نے تو دور دور تک قیصر وقصریٰ کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا تھا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی ہی شان تھی اور اس کے سچے رسول پاک ﷺ ہی کی شان تھی کہ یہ روشنی پورے خطہ عرب بلکہ اس کے باہر پوری دنیا میں بھی پھیل گئی۔ اور مسلمان ایک ایسی قوم بن کر ابھرے کہ جس نے چند ہی سالوں میں اقوام عالم کے لوگوں کو فتح کر لیا نہ صرف ان کو فتح کیا بلکہ ان کے دلوں کو بھی فتح کر لیا۔

یا اللہ تو جسے چاہتا ہے ملک عطا فرما دیتا ہے کہ اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تو عزت عطا فرما دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دے دیتا ہے تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

یا اللہ حضور ﷺ کے قدموں کے طفیل اور فتح مکہ کی عظیم کامیابی کے طفیل تو اس مسکین ملک کے مسکین بندوں کو بھی اقوام عالم میں وہ فتح ونصرت و کامرانی عطا فرما۔ کہ یہ لوگ تیرے دین کا ہر طرف پرچار کر دیں۔ یا اللہ اقوام عالم میں ہم لوگ ذلیل ہو کر رہ گئے ہیں دوسروں کے لباس اور دوسروں کی زبان کو ہم اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں۔ ہمارا اپنا کوئی تشخص نہیں۔ یا اللہ حضور ﷺ کے حسن کے صدقے میں ہمیں اسلام کا وہ حسن عطا فرما کہ پوری دنیا میں ہمارے لوگ اسلام کے رہبر بن کر ابھریں اور دنیا کے مسلمانوں کی رہنمائی کر کے مسلمانوں کو ایک وحدت میں پرو سکیں۔ امین بجاہ نبی الکریم رؤف ورحیم ﷺ۔

(احقر العباد ابو عبداللہ ابو حبیب اللہ نثار النبی لاہور، پاکستان)

غزوہ فتح مکہ کے ظاہری اسباب

حضور نبی کریم رؤف ورحیم نے صلح حدیبیہ میں یہ طے فرمایا تھا کہ جو قبیلہ جس فریق کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کرنا چاہے وہ کر سکے گا اور فریقین کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور مزید یہ کہ فریقین دس سال تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے۔

اس معاہدے کی رو سے بنو کنانہ نے قریش کے ساتھ اپنے مستقبل کو وابستہ کر لیا یعنی دوستی کا معاہدہ کر لیا اور بنی خزاعہ نے مسلمانوں کے ساتھ اپنے مستقبل کو وابستہ کر لیا اور دوستی کا معاہدہ کر لیا بلکہ بنی خزاعہ نے آقا ﷺ کی خدمت میں حضرت عبدالمطلب کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ دوستی پیش کیا۔ جس میں آپ نے لکھا تھا کہ یہ معاہدہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک ثبیر کے پہاڑوں پر سورج چمکتا رہے گا۔

کوہ حرا اپنی جگہ پر قائم رہے گا اور جب تک سمندر کا پانی اون کو بھگوتا رہے گا یعنی یہ معاہدہ قیامت تک قائم رہے گا۔ اور اس معاہدہ کا ضامن خود اللہ تعالیٰ ہوگا۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ "زمانہ جاہلیت میں دوستی کا جو معاہدہ طے پایا تھا اسلام اس کو کالعدم قرار نہیں دیتا۔ بلکہ اس کو پختہ سے پختہ کرتا ہے"۔

Marfat.com

معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی

اصل میں مدتوں سے بنی خزاعہ اور بنی کنانہ میں دشمنی چلی آ رہی تھی۔لیکن اس معاہدہ کے بعد سکون آ گیا تھا اور دونوں فریق اس صلح حدیبیہ کی وجہ سے مطمئن ہو گئے ہوئے تھے کہ کوئی ایک دوسرے پر حملہ نہیں کرے گا۔

بنو کنانہ اور بنو بکر ایک دوسرے کے ساتھی تھے جب غزوہ موتہ سے مسلمان واپس آئے تو قریش وغیرہ لوگوں نے سمجھا کہ مسلمانوں کی قوت اب کمزور ہوگئی ہے۔اور ان کی توجہ منتشر ہوگئی ہوئی ہے۔اب یہ ہم پر حملہ کی جرأت نہیں کرسکیں گے ان میں اتنا دم خم نہیں ہے۔

چنانچہ بنو بکر بنو کنانہ اور قریش کے چند ایک سرداروں نے مل کر بنو خزاعہ کے قتل عام کا نہایت راز داری سے منصوبہ بنایا۔

قریش کے سرداروں میں میں سے صفوان بن امیہ' عکرمہ بن ابو جہل حویطب بن عبدالعزیٰ' شیبہ بن عثمان اور مکرز بن حفض اور ان کے بہت سے غلاموں نے مل کر چہروں پر نقاب وغیرہ ڈال کر اور عجیب قسم کے کپڑے پہن کر خود لڑائی میں حصہ لیا تا کہ کوئی ان کو پہچان نہ سکے۔

ایک روایت کے مطابق ابوسفیان کو اس کے متعلق نہیں بتایا گیا اور ایک روایت کے مطابق اس کو بتایا گیا لیکن اس نے اس اقدام کی حمایت نہیں کی۔

بنی خزاعہ اپنے علاقہ میں وتیر نامی کنویں کے پاس خواب خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ بنی کنانہ وغیرہ ہم پر حملہ کر سکتے ہیں کہ ان لوگوں نے اکٹھا ہو کر اور اپنے ساتھیوں کو ساتھ ملا کر ان پر حملہ کر دیا اور ان کا قتل عام کرنے لگے۔

ان ظالموں نے ان کے کمسن بچوں اور ان کی عورتوں کو بھی نہیں چھوڑا۔

بنی خزاعہ کے بچے کچھے لوگ دوڑ کر حرم کی حدود میں داخل ہو گئے اور ان کے خیال میں تھا کہ یہ لوگ ان کو حرم کی حدود میں بخش دیں گے۔لیکن ان کے سردار نوفل بن معاویہ نے اپنے ساتھیوں کو للکارا کہ خبردار تم لوگ حرم کی حدود میں چوری تو کر لیتے ہو۔اس وقت حرم کی تقدس کا خیال نہیں کرتے۔دشمن جہاں ہے اس کو تہ تیغ کر دو (نعوذ باللہ) آج کوئی خدا نہیں ہے۔"

بنی خزاعہ نے بدیل اور رافع کے گھروں میں داخل ہونا چاہا لیکن انہوں نے ان کو ان کے دروازوں پر ہی ڈھیر کر دیا۔

صبح کے اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قریش کے لوگ اپنے گھروں میں چپکے سے داخل ہو گئے۔

صبح حارث بن ہشام عبداللہ بن ابی ربیعہ صفوان اور عکرمہ وغیرہ کے پاس گئے اور اُنہیں بتایا کہ تم لوگوں نے صلح حدیبیہ کے معاہدہ کو توڑ ڈالا ہے۔اب اس کے نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہو۔

(سیرت الرسول علیہ السلام از ڈاکٹر علامہ طاہر القادری ۸/ ۶۴۱۔تاریخ الطبری ۱/ ۱۱۱۔ضیا النبی ۴/ ۴۰۴)

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آگاہی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت بنی خزاعہ پر بنی ابی بکر وغیرہ قبائل کے ظلم وستم سے آگاہی فرمادی۔ اس رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت میمونہ اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف فرما تھے۔

امام طبرانی حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ سحری تہجد کے وقت نفل ادا کرنے کیلئے آپ اٹھے اور وضو فرماتے ہوئے میں نے آپ کی آواز سنی۔ لبیک لبیک لبیک (میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں) پھر فرمایا نصرت، نصرت، نصرت (تمہاری مدد کی گئی۔ تمہاری مدد کی گئی۔ تمہاری مدد کی گئی)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کی کہ میں نے تین بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لبیک نصرت کہتے سنا ہے۔ کیا کوئی آدمی تھا جس سے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بات فرمارہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بنی کعب کا رجز خواں تھا۔ جو مجھ سے فریاد کر رہا تھا کہ قریش نے بکر بن وائل کی مدد کی ہے اور ہم پر حملہ کر دیا ہے حضرت ام المومنین فرماتی ہیں کہ ہم تین دن تک کسی واقع کی اطلاع ملنے کا انتظار کرتے رہے تین دن بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کر تشریف فرما تھے تو میں نے راجز کو اشعار پڑھتے ہوئے سنا۔

اسی دن صبح سویرے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ آج بنو خزاعہ پر بڑا ظلم وستم کیا گیا ہے۔ میں نے عرض کی کہ کیا قریش میں یہ ہمت ہے کہ وہ معاہدہ کی خلاف ورزی کر سکیں۔ حالانکہ تلواروں نے ان کو پہلے ہی تباہ و برباد کر دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے وہ معاہدہ توڑ دیا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں میں نے عرض کی کہ اس کا انجام تو بخیر ہوگا۔ فرمایا ہر طرح خیر ہی خیر ہے۔ (سہل الہدیٰ ۵۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔) (ضیاء النبی ۴۔ ۴۰۷)

Marfat.com

عمرو بن سالم خزاعی کی آمد

رسول خدا ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ عمرو بن سالم خزاعی اپنے قبیلہ کے چالیس افراد کے ساتھ آ حاضر ہوا اور آقا ﷺ کی بارگاہ میں فریاد پیش کی۔ دوسرے لوگوں نے بھی المناک حادثہ کی تفصیلات پیش کیں۔ عمرو بن سالم نے دردناک اشعار میں حضور ﷺ کی خدمت میں فریاد کی۔ اور آپ ﷺ کو آپ کے آباؤ اجداد کا معاہدہ جو ایک دوسرے کی مدد کے لئے کیا تھا۔ یاد دلایا اور کہا کہ آپ ہماری اولاد کی طرح اور ہم آپ کے والدین کی طرح ہیں۔ (کیونکہ حضور ﷺ) کے دو دادوں کا نکاح بنی خزاعہ کی دو خواتین سے ہوا تھا ان کے شکم سے جو اولاد ہوئی۔ یہ ان کے فرزندوں کی طرح تھی۔ اور آقا ﷺ کو صلح حدیبیہ کا معاہدہ بھی یاد دلایا۔ حضور ﷺ نے عمرو بن سالم کو کہا۔

''نصرت یا عمرو بن سالم''

اور یہ بھی فرمایا۔

''اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں ان کا ہر دشمن سے دفاع کروں گا جس دشمن سے میں اپنی ذات اپنی آل اور اہل خانہ کا دفاع کرتا ہوں''۔

اسی اثناء میں مجلس کے اوپر سے بادل کا ایک ٹکڑا گرجتا ہوا گزرا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بنی کعب کو بادل کا یہ ٹکڑا مدد کی خوشخبری سنا رہا ہے''۔

حضور ﷺ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر میں بنی کعب کی امداد نہ کروں تو اللہ تعالیٰ میری مدد نہ کرے۔

پھر آقا ﷺ نے فرمایا کہ بنی بکر تو بہت بڑا قبیلہ ہے ان میں سے کن لوگوں نے تم پر ظلم وستم کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ بنی ثقافہ نے۔ اور ان کی قیادت نوفل بن معاویہ کر رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ بنی بکر کا ایک خاندان ہے۔ میں اہل مکہ کی طرف احوال معلوم کرنے کے لئے اپنا ایلچی بھیجتا ہوں۔ (تاریخ الخمیس ۲/۷۷۔ سیرۃ النبویہ ابن کثیر ۳/۵۲۷)

قریش کی طرف ایلچی

سرور کائنات ﷺ نے ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نامی اپنے صحابی کو کفار کی طرف صحیح مجرموں کی نشاندہی کے لئے بھیجا۔ اور ان کو تین تجاویز بھی دیں۔

Marfat.com

بنوخزاعہ کے مقتولوں کی دیت ادا کریں۔ یا

بنوثقافہ سے اپنی دوستی کا معاہدہ ختم کردیں۔ یا

پھر صلح حدیبیہ کو علانیہ طور پر ختم کردیں۔

ضمرہ رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ پہنچے اور حرم شریف کے دروازے پر اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور حرم شریف میں قریش کے پاس جا کر انہیں کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے پاس کچھ تجاویز دے کر بھیجا ہے اور تینوں تجاویز ان کے سامنے رکھ دیں۔

انہوں نے کہا کہ اگر ہم دیت ادا کریں گے تو ہمارے پاس اتنی رقم نہیں ہے اور بنوثقافہ سے دوستی کا معاہدہ بھی ہم ختم نہیں کرسکتے۔ البتہ تیسری تجویز کو ہم قبول کرتے ہیں۔ یعنی صلح حدیبیہ سے ہم علانیہ دستبرداری کا اعلان کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کے صحابی ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا جواب لے کر آقا ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔

قریش کی ندامت اور مشورے

حضور ﷺ کے ایلچی کو قریش نے جواب تو دے دیا' لیکن پھر سوچ میں پڑ گئے کہ اب کیا ہوگا ان کے بڑے بڑے سردار سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ کہ اب کیا کرنا چاہئے حارث بن ہشام اور دوسرے لوگوں نے صفوان بن امیہ جس نے بنوخزاعہ پر حملے میں بنی بکر سے تعاون کیا تھا کی ملامت کی اور آخر میں طے پایا کہ ابوسفیان مدینہ منورہ حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر صلح حدیبیہ کے معاہدے کی تجدید کرے۔ (سبل الہدیٰ ۵/۱۰۹)

ابوسفیان کی آمد

رسول خدا ﷺ کی خدمت میں ابوسفیان حدیبیہ کے معاہدہ کی تجدید کیلئے بڑی تیزی سے سفر کرتا ہوا مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں عفان کے مقام پر اس کی ملاقات بدیل بن ورقہ سے ہوئی اس کو ڈر تھا کہ میرے معاہدے کی تجدید سے پہلے کہیں حضور ﷺ کو ہماری عہد شکنی اور بنوخزاعہ پر ظلم کی خبر نہ مل چکی ہو۔ اور وہ جلد از جلد حضور ﷺ سے معاہدہ کی تجدید کروالے۔

اس نے بدیل ورقہ سے پوچھا کہ کیا تم اور تمہارے ساتھی یثرب سے آرہے ہو۔ لیکن بدیل بن ورقہ نے کہا کہ ہم تو مدت ہوئی ہے کہ یثرب گئے تھے لیکن ابوسفیان کو اس کی بات پر اطمینان نہ ہوا تو اس نے پینترا بدلا اور کہا کہ تمہارے پاس یثرب کی کچھ کھجوریں ہوں تو مجھے دو کیونکہ وہ بڑی لذیذ ہوتی ہیں۔ بدیل بن ورقہ نے کہا کہ وہ ہمارے پاس کہاں۔

اب ابوسفیان ان کے اونٹوں کے پاس گیا اور ان کے لینڈنوں کو اٹھا کر توڑ کر دیکھا تو اس میں سے یثرب کی کھجوروں کی گھٹلیاں نکلیں تو کہنے لگا کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ تم لوگ یثرب سے ہو کر آئے ہو۔

Marfat.com

بہرحال وہ اپنے غلام کے ساتھ بڑی تیزی سے سفر کرتا ہوا مدینہ منورہ پہنچا اور سیدھا اپنی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچا اور رسول خدا ﷺ کے بستر مبارک پر بیٹھنے لگا تو ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے لپیٹ دیا۔ اس نے حیران ہو کر پوچھا اے میری بیٹی تو اپنے باپ کے ساتھ ایسا کرتی ہے۔

آپ نے فرمایا' اے میرے باپ تو مشرک ہے نجس ہے اس لئے تو رسول اللہ ﷺ کے بستر مبارک پر نہیں بیٹھ سکتا ہے۔

ابوسفیان کہنے لگا اے میری بیٹی تو نے مجھ سے جدا ہو کر شر کا راستہ اختیار کر لیا ہے آپ نے فرمایا۔

اے میرے ابا جان' میں نے شر کا راستہ اختیار نہیں کیا' بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی سعادت عطا فرما دی ہے۔ اے میرے ابا جان آپ تو اپنے قبیلہ کے سرداروں میں ہیں میں حیران ہوں کہ اتنی دانش و فراست رکھنے کے باوجود آپ اسلام سے اب تک کیوں محروم ہیں۔

ابوسفیان اپنی بیٹی کی طرف سے مایوس ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ میں معاہدہ کی تجدید کی خاطر حاضر ہوا ہوں۔

آقا ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے معاہدہ کی کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے۔

ابوسفیان نے بات کو ٹالتے ہوئے کہا۔ کہ ہم تو معاہدہ پر قائم ہیں اور اس میں کوئی تبدیلی و تغیر نہیں چاہتے ہیں۔ میں چونکہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حاضر نہیں تھا اس لئے اب حاضر ہوا ہوں۔

ابوسفیان نے دوبارہ کہا کہ میں صلح حدیبیہ کی تجدید کے لئے آیا ہوں۔ لیکن آقا ﷺ نے اس کی طرف سے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا۔

ابوسفیان مایوس ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور ان سے تجدید معاہدہ کا اعلان کرنے کو کہا اور کہا کہ آپ اپنی طرف سے لوگوں کو پناہ دینے کا اعلان کر دیں۔

لیکن آپ نے فرمایا کہ میری پناہ رسول خدا ﷺ کی پناہ کے تابع ہے۔

ابوسفیان اس کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا۔ لیکن سب نے یہی کہا کہ ہماری پناہ رسول خدا ﷺ کی پناہ کے تابع ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو اس نے اپنی قریبی رشتہ داری کا پاس بھی دلایا۔ لیکن آپ نے فرمایا اے ابوسفیان تیرا بھلا ہو جب رسول اللہ ﷺ کسی بات کا ارادہ فرما لیتے ہیں تو ہم میں سے کسی کی جرأت نہیں ہوتی کہ اس میں مداخلت کر سکے۔

پھر یہ مایوس ہو کر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے لوگوں کے پاس گیا سب نے یہی جواب دیا کہ ہماری پناہ حضور ﷺ کی پناہ کے تابع ہے۔

اس کے بعد ابوسفیان حضور ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اس وقت حضرت امام حسن

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاؤں گھسیٹ کر زمین پر چل رہے تھے۔ اَب ابوسفیان نے ان سے پناہ کے اعلان کی درخواست کی۔

آپ نے فرمایا کہ میں پردہ نشین عورت ہوں اور لوگوں میں پناہ کا اعلان کرنا میرا کام نہیں۔

ابوسفیان نے کہا تو پھر آپ اپنے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمادیں کہ ان کی طرف سے پناہ کا اعلان ہو جائے اس طرح تا قیامت یہ پورے عرب کے سردار بن جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا بیٹا ابھی اس عمر کو نہیں پہنچا کہ یہ لوگوں کے درمیان پناہ کا اعلان کر سکے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کی مجال نہیں کہ حضور ﷺ کی مرضی کے بغیر پناہ کا اعلان کر سکے۔

ابوسفیان سب طرف سے مایوس ہو کر دوبارہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور کہنے لگا اے ابوالحسن آپ ہی مجھے کوئی ایسی تجویز دیں کہ میں اس پر عمل کر سکوں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان تو خود بنی کنانہ کا سردار ہے تو خود ہی مسجد میں جا کر تن تنہا یہ اعلان کر دے کہ میں صلح حدیبیہ کی تجدید کرتا ہوں اور پھر چلا جا۔

اس نے عرض کی کہ کیا مجھے اس سے کوئی فائدہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے تجھے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

چنانچہ ابوسفیان مسجد نبوی ﷺ میں آیا اور تن تنہا اس نے یہ اعلان کیا کہ اے لوگو کان کھول کر سن لو کہ میں نے لوگوں کے درمیان امن و امان کو قائم کر دیا ہے مجھے امید ہے کہ تم لوگ میری اس امان کی بے حرمتی نہیں کرو گے۔

پھر یہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے لوگوں کے درمیان امن و امان کا اعلان کر دیا ہے۔ آقا ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر یہ یہاں سے اونٹ پر سوار ہوا اور پھر بڑی جلدی سے مکہ کی طرف روانہ ہوگیا۔

(دلائل النبوۃ ۵/ ۱۰ تا ۸) (سبل الہدیٰ ۵/ ۳۱۴۔ ۳۱۳)

ابوسفیان کی واپسی

حضور ﷺ کی خدمت مین حاضری کے بعد ابوسفیان ناکام و نامراد واپس مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑا اس کا ملازم اس کے ساتھ تھا اور وہ تیزی سے سفر کر رہا تھا چونکہ مدینہ منورہ میں مختلف لوگوں سے ملاقات میں اس کو کافی دن لگ گئے تھے اور وہ ڈر رہا تھا کہ مکہ کے لوگ کہیں اس پر مرتد ہونے کا الزام ہی نہ لگا دیں۔

وہ رات کو اپنی بیوی ہندہ کے پاس پہنچا تو اس نے بتایا کہ واقعی تم پر لوگوں نے تہمتیں لگانی شروع کر دی ہیں۔ اس نے تمام حالات اپنی بیوی کو بتائے وہ کہنے لگی کہ تم اپنی قوم کے بدبخت قاصد ہو۔

صبح ابوسفیان سیدھا اساف اور نائلہ کے بتوں کے پاس گیا۔ اور ایک جانور وہاں قربان کیا اور اپنا سر منڈایا اور جانور کے خون سے ان بتوں کے سروں کو رنگین کیا اور اعلان کیا۔

Marfat.com

''اے اباف و نائلہ میں تمہاری عبادت سے کبھی باز نہیں آؤں گا'' یہاں تک کہ اس عقیدہ پر میری موت آ جائے جو کہ میرے باپ کا عقیدہ تھا''۔

جب اہل مکہ اس کے پاس آئے تو اس نے اِن کو تمام حالات سے مطلع کیا۔ اور کہا کہ میں اپنے طور صلح حدیبیہ کی تجدید کا اعلان کر آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور باقی سب لوگوں نے بھی کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تابع ہی ان کی پناہ ہے اور میں نے آج تک کسی بادشاہ کے پیروکاروں کو بھی اتنا تعظیم کرنے والا نہیں دیکھا جتنی کہ محمد ﷺ کی ان کے صحابہ تعظیم کرتے ہیں۔ (سبل الہدیٰ ۵/ ۳۱۵ الاکتفاء ۲/ ۲۹۰_۲۸۹)

رسول اللہ ﷺ کا اپنے اصحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ

رسول خدا ﷺ نے ابوسفیان کے جانے کے چند ایک روز کے بعد اپنے اصحابہ اکرامؓ سے مشورہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ ایک دن اپنے حجرہ مبارک سے باہر نکل کر اس کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد صحابہ اکرام اکٹھے ہونے شروع ہو گئے اور وہ آپ سے دور ہی مودب ہو کر بیٹھ گئے کیونکہ جب تک آقا ﷺ خود کسی کو نہیں بلاتے تھے اس وقت تک صحابہ اکرام دور ہی مؤدب ہو کر بیٹھ جاتے تھے۔

حضور ﷺ نے اچانک فرمایا کہ (حضرت) ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بلاؤ۔ جب آپ تشریف لائے تو حضور ﷺ کے آگے مؤدب ہو کر آپ علیہ السلام کے قریب بیٹھ گئے۔ کچھ دیر تک حضور ﷺ ان سے مشورہ کرتے رہے۔ اور پھر اپنے داہنی طرف آپ کو بٹھایا۔

پھر آقا ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے کا حکم دیا۔ وہ بھی آقا ﷺ کے آگے مؤدب ہو کر بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ ان سے بھی کچھ دیر مشورہ فرماتے رہے اس دوران ان کی جوش میں آواز بھی بلند ہوئی کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ (اہل مکہ) کے سرغنہ ہیں۔ انہوں نے ہی آپ کو ساحر، کاہن اور کاذب نعوذ باللہ کہا۔ آقا ﷺ کچھ دیر ان سے گفتگو فرماتے رہے اور پھر ان کو اپنے بائیں جانب بیٹھنے کا حکم فرمایا۔

پھر دوسرے صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ میں تم لوگوں کو ان کی مثال بتاؤں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں گھی سے زیادہ نرم تھے۔ یہی حال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں پتھر سے بھی زیادہ سخت تھے اور یہی حال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اب تم لوگ جنگ کے لئے پوری طرح تیار ہو جاؤ اور ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ مجلس ختم ہو گئی تو لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا اور پوچھا کہ کیا مشورہ ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ یہ لوگ آپ ﷺ کی قوم کے افراد ہیں۔ ان پر حملہ کرنا مناسب نہیں۔ حضرت عمر

Marfat.com

فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ یہ بڑے نابکا لوگ ہیں۔ان لوگوں نے آپ کو پھر الزامات لگائے تھے چنانچہ حضور ﷺ نے مکہ پر چڑھائی کا حکم دے دیا۔

حضور ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے اور ان کو سامان جنگ تیار کرنے کا حکم دیا اور اس بات کو خفیہ رکھنے کا حکم دیا پھر اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔

''الٰہی اہل مکہ کو ہمارے بارے میں بہرہ اور اندھا کر دے۔تا کہ وہ ہماری تیاریوں کو نہ دیکھ سکیں۔اور نہ ہمارے بارے میں سن سکیں تا کہ جب ہم ان پر اچانک ہلہ بول دیں تو پھر اُس وقت ان کو علم ہو''۔

پھر آقا ﷺ نے مدینہ طیبہ کے راستوں پر پہرے دار مقرر کر دیئے تا کہ کوئی آدمی یہاں کی خبر اہل مکہ کو نہ پہنچا سکے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان پہرے داروں کے اوپر نگران مقرر فرما دیا۔

(سبل الہدیٰ ۵/۳۱۶۔السیرۃ الحلبیہ ۲/۱۳۹)

حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ بدری صحابہ تھے۔اور پکے سچے مسلمان تھے اِن کے اہل وعیال مکہ مکرمہ میں تھے۔انہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اب چونکہ اللہ تعالیٰ کے رسول پاک ﷺ نے ارادہ فرمالیا ہے اس لئے مکہ نے فتح تو لازم ہونا ہے تو میں کیوں نہ اہل مکہ کو آقا ﷺ کی جو مکہ پر چڑھائی کے بارے میں مطلع کر دوں تا کہ میری اس بات کا لحاظ رکھتے ہوئے وہ میرے اہل وعیال کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔جب اس خیال نے زور پکڑا تو انہوں نے ایک سارہ نامی عورت کو دس اشرفیاں اجرت دے کر ایک خط اہل مکہ کی طرف بھیجا اور اہل مکہ کو آقا ﷺ کے ارادہ کے متعلق لکھا اس خط کو اس عورت نے اپنے سر کی مینڈھوں میں چھپا لیا اور مدینہ منورہ کے معروف راستوں سے بچتی ہوئی پہرے داروں سے چھپ کر باہر نکلی۔ یہاں تک کہ عقیق کی وادی میں شاہراہ مکہ مکرمہ پر پہنچ گئی۔

خط کے مندرجات یہ تھے۔

''اللہ کے رسول ﷺ تم پر حملہ کرنے کے لئے متوجہ ہوئے ہیں آپ کے ساتھ لشکر رات کی مانند ہے۔اور وہ سیلاب کی طرح رواں دواں ہے اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر حضور ﷺ تنہا بھی تم پر چڑھائی کرتے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی مدد فرماتا اور اپنے وعدہ کو پورا کرتا۔بے شک اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کا مددگار اور دوست ہے''۔

جب یہ عورت خط لے کر چلی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو اس عورت کے متعلق مطلع فرما دیا۔

آقا ﷺ نے فوراً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ، حضرت زبیر اور حضرت مقدار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بلایا اور فرمایا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ۔روضہ خاخ پر تم لوگوں کو ایک عورت ملے گی جو اونٹ پر سوار ہو گی تم اس کی تلاشی لینا اور اس سے خط برآمد کر کے

Marfat.com

لے آنا"۔

یہ لوگ تیزی سے سفر کرتے ہوئے چلے اور روضہ خاخ کے مقام پر "بطن ایم" میں اِس عورت کو جا پکڑا اس کے سامان کی تلاشی لی گئی لیکن کوئی خط برآمد نہ ہوا۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اس عورت کو ڈانٹا اور فرمایا کہ اس خط کو برآمد کر دے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان سچ ہے ورنہ اس خط کو برآمد کرنے کے لئے تجھ کو ننگا کر دیں گے۔اس عورت نے ڈرتے ڈرتے یہ خط اپنی مینڈھیوں سے نکال کر ان کو دے دیا۔

یہ حضرات اس عورت کو خط سمیت لے کر واپس آ گئے اور ان کو حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں پیش کر دیا۔عورت نے عرض کی کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے دس اشرفیاں دے کر یہ خط اہل مکہ کی طرف بھیجا تھا۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ حرکت کیوں کی ہے؟ آپ بہت شرمندہ ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ مکہ میں میرے اہل وعیال کی خبر گیری کرنے والا میرا کوئی قریبی رشتہ دار نہیں۔میں نے یہ خط لکھ کر اہل مکہ پر احسان کرنا چاہا کہ وہ اس طرح میرے اہل وعیال کا خیال رکھیں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ وَاِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكُمْ۔

انہوں نے سچ کہا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو جھڑکا اور حضور ﷺ سے عرض کی کہ اگر اجازت دیں تو اس منافق کا سر قلم کر دیں۔حضور ﷺ نے ان کو منع فرمایا کہ یہ بدری صحابی ہیں اور بدری صحابہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "جو مرضی کام کریں میں نے تمہیں بخش دیا ہے"۔

حضور ﷺ کی یہ بات سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رقت طاری ہوگئی۔

پھر حضور ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے سورہ الممتحنہ کی پہلی تین آیات نازل فرمائیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ (الممتحنہ،۱)

ترجمہ: اے ایمان والو میرے دشمنو اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔تم ان کو دوستی اور محبت کا پیغام بھیجتے ہو۔ اور وہ اس دین ہی سے منکر ہیں۔جو تمہارے پاس آیا۔

دونوں جہانوں کے اور ہم سب کے اور میرے نثار النبی بن محمد ریاض بن محمد چراغ کے آقا ﷺ عربی آپ پر ہماری لاکھوں جانیں بھی ہوں تو قربان جائیں۔آپ کی ذات پاک کو یقینا علم تھا کہ کوئی بندہ مسلمان مکہ مکرمہ میں پیغام رسانی کی کوشش کرے گا۔اسی لئے تو مدینہ طیبہ کے راستوں پر پہرے بٹھا دیئے گئے تھے اور سارہ نامی عورت تو سب پہرے داروں

Marfat.com

سے تو بچی ہوئی نکل گئی تھی لیکن صاد زاغ کی آنکھوں سے نہیں بچ سکی تھی۔ آپ علیہ السلام نے صحابہ کرام کو بتایا کہ جاؤ فلاں جگہ ایک عورت تم لوگوں کو مکہ مکرمہ جاتی ہوئی ملے گی اور اس سے خط لے آنا۔ سبحان اللہ کیا شان پاک ہے ہر ہر بات میں شان رسالت ﷺ دکھائی دیتی ہے لیکن جس کو خدا دکھائے اسے ہی یہ دکھائی دیتی ہے اور جس کی آنکھوں پہ پٹہ ڈال دیا جائے وہ کہتا ہے کہ (نعوذ باللہ) آپ کو تو غیب کا علم ہی نہیں ہے۔ ہاں بالذات تو علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی جانتی ہے لیکن وہ اگر اپنے رسولوں سے جس کو چاہتا ہے وہ اس کو جتنی چاہے آگاہی فرما دیتا ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝ (سورہ جن)

ترجمہ: وہ (اللہ تعالیٰ) علم غیب کا جاننے والا ہے وہ اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا ہے مگر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے آگاہی فرما دیتا ہے تو ان کے آگے اور پیچھے اپنے حفاظت کرنے والے مقرر فرما دیتا ہے۔

اور نبی کا لغتی معنی ہی غیب بتانے والا ہے اور قرآن پاک بھی سارا ہی غیب ہی کا علم ہے اور یہ ہمیں کس نے بتایا ہے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ (سورۃ یوسف۔ ۱۰۲)

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یا رسول اللہ ﷺ آپ کی خوبیوں کی کوئی انتہا ہیں۔ ان کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ہے جس کسی نے بیان کیا اس نے اپنا علم ہی بیان کیا۔ آپ کی تعریف اس سے بھی وراء ورا ہے۔ اور آپ کا مقام بھی اللہ تعالیٰ ہی صرف جانتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات باصفات کے بعد سب سے بزرگ تر آپ کی ذات پاک ہے۔ (العبد مسکین۔ خاکپائے اولیاء اللہ ابو عبداللہ ابو حبیب اللہ نثار النبی)

(السیرۃ الحلبیہ ۲/۲۰۰) (ضیاء النبی ۴/۴۱۹) (سیرت الرسول از طاہر القادری ۸/۶۴۹)

مدینہ پاک سے سوئے حرم کی طرف

حضور ﷺ تن تنہا صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر آج سے صرف آٹھ سال پہلے جب مکہ مکرمہ سے نکلے تھے تو کوئی گمان بھی نہیں کر سکتا تھا کہ آپ کا اللہ تعالیٰ صرف آٹھ سال بعد ہی آپ ﷺ کو ایک لشکر عظیم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں واپس لائے گا۔ تمام تعریفیں اس رب العالمین ہی کے لیے ہیں جس نے اپنے رسول پاک ﷺ کو فتح و نصرت سے ہمکنار فرمایا۔

Marfat.com

حضور فخر موجودات ﷺ آٹھ ہجری مبارک اور رمضان المبارک کی دس تاریخ کو بدھ کے دن اور عیسوی سال کی یکم جنوری ۶۳۰ء کو مدینہ طیبہ سے سوئے حرم مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔

اس سے پہلے آقا ﷺ نے اعلان فرما دیا تھا کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں وہ ماہ رمضان میں مدینہ طیبہ پہنچ جائیں۔ حضور ﷺ نے ابو رہم کلثوم بن حصین غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔

سوائے چند ایک اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے کسی کو پتہ نہیں تھا کہ لشکر کا ارادہ کس پر حملہ کرنے کا ہے۔

حضور ﷺ نے احتیاط کے پیش نظر اپنی روانگی سے پہلے ابو قتادہ ربعی کو بطن اضم کی طرف پیش قدمی کا حکم دے دیا۔ تا کہ لوگ یہ گمان کریں کہ حضور ﷺ کا ارادہ اِس علاقہ پر چڑھائی کرنے کا ہے۔

ایک روایت کے مطابق یہ لشکر سات ہزار چار سو افراد پر مشتمل روانہ ہوا۔ حضور ﷺ نے دور کے تقریباً دو درجن قبائل کی طرف پیغام بھیجا تھا کہ وہ اپنے مقام پر ٹھہریں رہیں اور جب لشکر ان کے پاس سے گزرے تو اس میں شامل ہوتے جائیں سوائے اپاہج و معذور شخص کے ہر کسی نے اس لشکر میں شرکت کی اور اس لشکر کی تعداد دس یا بارہ ہزار تک پہنچ گئی۔

راستے میں مشہور قبیلوں میں غفار اشجع، بنو سلیم، خزاعہ اور بنو ضمرہ قبیلے تھے۔

آقا ﷺ نے مدینہ منورہ سے چلتے وقت اعلان فرما دیا تھا کہ جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے روزہ نہ رکھے۔

حضور ﷺ حالت روزہ میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔

"عرج" کے مقام پر لشکر اسلام کو ایک کتیا ملی جس نے ابھی ابھی چند بچے جنے تھے۔ آقا ﷺ رحمت العالمین ﷺ نے اپنے صحابی جمیل بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈیوٹی لگائی کہ کوئی لشکری اس کتیا کو اذیت نہ پہنچائے آپ لشکر اسلام کے گزرنے تک وہاں تشریف فرما رہے۔

گرمی کی شدت کی وجہ سے حضور ﷺ بار بار اپنے سر اور چہرہ مبارک پر پانی چھڑکتے تھے۔ عرج اور طلوب کے درمیان لشکر اسلام کو بنو ہوازن کا ایک جاسوس ملا۔ حضور ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں اس جاسوس کو دے دیا کہ وہ اس کی حفاظت کریں کہ کہیں وہ ہوازن کو جا کر خبر نہ کر دے یہاں سے مجاہدین کو سو سو کی ٹولیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ قدید کے مقام پر مختلف قبائل میں جھنڈے تقسیم کئے گئے۔ بنی سلیم کو ایک پرچم اور ایک جھنڈا بنی غفار کو ایک جھنڈا بنی اسلم کو دو پرچم بنی کعب کو ایک جھنڈا مزنیہ کو تین جھنڈے جہنیہ کو چار جھنڈے، بنو بکر کو ایک پرچم اور اشجع کو دو جھنڈے دیئے گئے۔

(السیرۃ الحلبیہ ۳/ ۷۶) (الزرقانی ۲/ ۲۹۸)

افطار روزہ

لشکر اسلام جب کدید یا کراع الغمیم کے مقام پر پہنچا تو اس وقت عصر کا وقت ہو رہا تھا حضور ﷺ نے پانی یا دودھ کا

Marfat.com

پیالہ منگوایا اور اپنے سامنے کجاوہ مبارک پر رکھا اور پھر اس کو نوش فرما کر روزہ افطار کر لیا۔

حضور ﷺ کو دیکھتے ہوئے دوسرے لوگوں نے بھی روزہ افطار کر لیا۔ کیونکہ اس وقت روزے کی شدت اور پیاس ناقابل برداشت ہو رہی تھی آقا ﷺ کو تو آپ کا رب اپنے پاس سے کھلاتا اور پلاتا تھا۔ آپ ﷺ چاہتے تو آسانی سے روزہ مکمل کر سکتے تھے۔ لیکن لوگوں کی تکلیف اور گرمی و پیاس کی شدت کو محسوس فرماتے ہوئے امت کے آرام کی خاطر آپ علیہ السلام نے لوگوں کو دکھا کر روزہ افطار فرما لیا۔ لیکن چند ایک لوگوں نے روزہ مکمل کرنا مناسب سمجھا کیونکہ ان کے خیال میں عصر کا وقت ہو رہا تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا کہ ان لوگوں نے بے حکمی کی ہے۔ (سبل الہدیٰ۔ ۵۔ ۳۲۴۔ ضیاء النبی ۴۔ ۴۲۴)

مقدر کا ستارہ چمکا

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ آدمی جو حالت کفر میں جنگ لڑتا ہوا اسیر ہو کر پابہ سلاسل ہو کر آئے۔ لیکن اس کی قسمت میں مسلمان ہونا لکھا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس زنجیروں میں جکڑے ہوئے کافر کو دیکھ کر ہنستا ہے یعنی اس کی خوش قسمتی اس کو اسیر کر کے لا رہی ہے جب اسلام کی سچی دلنشینی ہر دل میں اترنے لگی تو ابوسفیان بن حارث جو کہ پہلے اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا نے آغوش اسلام میں پناہ لینے کی خاطر اپنے چھوٹے بیٹے کو ساتھ لیا اور حضور ﷺ کی طرف مدینہ منورہ چل پڑا۔ یہ حضور ﷺ کا رضاعی بھائی تھا۔ ابوسفیان بن حارث نے چلتے ہوئے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی عبداللہ بن امیہ کو بھی اسلام قبول کرنے کے لئے اپنے ساتھ لے لیا اور عازم مدینہ ہوا۔ یہ حضور ﷺ کی پھوپھی کا لڑکا تھا۔ راستے میں ان کی ملاقات الابواء یا العرج اور اسقیا کے مقام پر لشکر اسلام سے ہو گئی۔

آقا ﷺ کی خدمت عالیہ میں ان دونوں کے آنے کی خبر دی گئی کیونکہ یہ آقا ﷺ کی ذاتی ہتک عزت کیا کرتا تھا۔ اور دوسرے عبداللہ بن امیہ نے کہا تھا کہ میں آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا یہاں تک کہ آسمان کی طرف آپ سیڑھی لگائیں اور میرے سامنے اس پر چڑھیں اور پھر وہاں سے آپ ایک تحریر لے کر آئیں اور آپ کی معیت میں چار فرشتے ہوں جو گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول ﷺ بنا کر بھیجا ہے۔ وغیرہ وغیرہ اس طرح کی ہرزہ سرائی کیا کرتا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۴/ ۹۰) (سیرت الرسول ڈاکٹر طاہر القادری ۸/ ۶۵۶)

آقا ﷺ کا دل بھر آیا

ابوسفیان بن حارث نے جب یہ بات سنی کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں تو اس کی دنیا تاریک ہو گئی اور اس کو ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آنے لگا۔ اس نے کہا کہ اگر حضور ﷺ نے مجھے قبول نہ فرمایا تو میں اس بچے کو ساتھ

Marfat.com

لے کر صحراؤں میں نکل جاؤں گا اور نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ پیئوں گا یہاں تک کہ باپ بیٹا ہم دونوں ہلاک ہو جائیں۔

ام سلمہ جو کہ عبداللہ بن امیہ کی بہن تھیں وہ بھی حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئیں اور اِن دونوں کی سفارش کی۔

حضور ﷺ کا دل ابوسفیان کی بات سن کر بھر آیا اور اس کو شرف بازیابی سے بہرہ مند فرمایا یہ دونوں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہونے کے لئے چلے تو سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ کے چونکہ یہ رشتہ دار بھی تھے۔ان کو فرمایا کہ حضور ﷺ کے سامنے سے حاضر ہونا اور عرض کرنا۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾

ترجمہ: کہ بخدا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور بے شک ہم ہی خطاوار ہیں۔

جب یہ دونوں حضور ﷺ کے قدموں پر گرے اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوئے تو آقا ﷺ نے ان کو اپنے دامن رحمت میں سموتے ہوئے فرمایا۔

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

ترجمہ: ”آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں۔معاف فرمادے اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں کو اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔“

ابوسفیان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے تو جب بھی آقا ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تو اپنی آنکھوں کو اوپر نہ اٹھا سکتے تھے۔

یہ بہت بڑے شاعر تھے اور اسلام قبول کرنے سے قبل حضور ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے آپ ﷺ پر ایمان لانے کے بعد انہوں نے حضور ﷺ کی شان پاک میں اشعار کہے۔جن کا ترجمہ یہ ہے۔

”آپ کی زندگی کی قسم جس روز میں اس لئے پرچم اٹھایا کرتا تھا کہ لات کے شہسوار حضور علیہ السلام کے شہسواروں پر غالب آجائیں تو میں اس آدمی کی طرح تھا جو اندھیرے میں حیران و ششدر ہو کر چل رہا ہو اور اس کی رات تاریک ہو پس یہ سہانی گھڑی ہے جب مجھے ہدایت دی گئی اور میں نے ہدایت قبول کرلی ہے۔(سیرۃ الرسول ڈاکٹر طاہر القادری صاحب ۸/ ۶۵۷)

Marfat.com

آخری ہجرت حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور ﷺ پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کافی پہلے کے ایمان لے آئے ہوئے تھے۔انہوں نے کئی بار ہجرت کی اجازت چاہی تھی لیکن حضور ﷺ نے فرمایا۔

يَا عَمِّ اَقِمْ مَكَانَكَ الَّذِى أَنْتَ فِيهِ۔

ترجمہ: اے میرے چچا آپ وہیں ٹھہرے رہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ کی ہجرت کے ساتھ سلسلہ ہجرت اختتام پذیر ہوگا جس طرح میری آمد نے نبوت کے سلسلہ کو ختم فرمایا۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب اپنے ساز و سامان کے ساتھ مدینہ طیبہ میں ہجرت کے لئے چل پڑے جب یہ جحفہ کے مقام کے پاس پہنچے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک قصبہ ہے جو مدینہ سے چار اور مکہ سے ساڑھے چار مراحل کے فاصلے پر ہے تو ان کی ملاقات حضور ﷺ اور ان کے لشکر سے ہوگئی۔

حضور ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے عم محترم تیری ہجرت آخری ہجرت ہے۔جس طرح میری نبوت سب سے آخری نبوت ہے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب نے اپنا ساز و سامان مدینہ منورہ روانہ کر دیا اور خود حضور ﷺ کے ہم رکاب ہو گئے۔

(وفاالوفا ۴/ ۱۳۲۵)

مراظہران میں پڑاؤ

حضور ﷺ لشکر اسلام کے ساتھ عشاء کے وقت مراظہران پہنچے یہ مکہ سے قریب ہی ہے۔آقا ﷺ نے لشکر اسلام کو یہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔اس وقت تک اہل مکہ حضور ﷺ کی لشکر کسی سے بالکل بے بہرہ تھے مجاہدین اسلام کو اپنے اپنے پڑاؤ میں آگ جلانے کا حکم دیا گیا جب دس ہزار چولہے جلائے گئے تو آگ نے بھی اس علاقہ کو منور کر لیا جس کو حضور ﷺ اپنے نور سے پہلے ہی منور فرما چکے تھے۔امام طبرانی حضرت ابو یعلی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ابوسفیان کے بارے میں پہلے ہی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ اراک نامی بستی میں ہے۔اس کو قتل نہ کیا جائے۔

Marfat.com

ابوسفیان اور حکیم بن حزام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ہم حضور ﷺ کی معیت میں مکہ مکرمہ پہنچ گئے ہیں۔ مکہ سے ایک کتیا بھونکتی ہوئی نکلی جب ہم اس کے قریب ہوئے تو وہ پیٹھ کے بل زمین پر لیٹ گئی اور اس سے دودھ بہنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اہل مکہ کی قوت دم توڑ چکی ہے کہ وہ اب اپنا دودھ پیش کر رہے ہیں ان میں سے کئی لوگ اب تمہارے ساتھ ملاقات کرنے والے ہیں۔ اگر تمہاری ملاقات ابوسفیان سے ہو۔ تو اسے قتل نہ کرنا۔

حضور ﷺ کی لشکر کسی کے متعلق اہل مکہ کو خدشہ لگا ہوا تھا انہوں نے ابوسفیان بن حرب جو کہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باپ تھا اور حکیم بن حزام کو سن گن لینے کے لئے بھیجا اور کہا کہ حضور (ﷺ) سے ملاقات پر اہل مکہ کے لیے اَمان طلب کرنا راستے میں ان کے ساتھ بدیل بن ورقاء بھی ہو لیا۔ جب یہ دونوں اراک نامی بستی جو مرالظہران کے پاس ہے وہاں پہنچے تو انہوں نے پورے علاقے میں آگ کے آلاؤ دیکھے اور اتنی بڑی فوج دیکھ کر وہ ڈر گئے۔ (سبل الہدیٰ ۵/ ۳۲۵)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ابوسفیان سے ملاقات

حضور ﷺ کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرالظہران میں عرض کی کہ اگلی صبح قریش کی بربادی ہے۔ اگر حضور ﷺ مکہ کو بزور شمشیر فتح کریں گے تو قریش تباہ و برباد ہو جائیں گے کاش وہ صبح سے پہلے حاضر ہو جائیں اور امان طلب کر لیں۔

حضور ﷺ کے ابوسفیان کے بارے میں اطلاع پانے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اراک نامی بستی کی طرف حضور ﷺ کے نیلگوں خچر پر سوار چلے۔ آپ ﷺ نے خیال کیا کہ اگر کوئی آدمی مجھے مل جاتے تو میں اسے مکہ بھیجوں تا کہ اہل مکہ امان طلب کرنے کے لئے حاضر ہو جائیں۔ جب یہ اراک نامی بستی میں پہنچے تو ان کو ابوسفیان کی آواز آئی۔ آپ نے اسے پہچان لیا ابوسفیان بدیل و رقاء سے کہہ رہا تھا کہ میں نے ایسی رات آج تک نہیں دیکھی کہ جس میں ہزاروں آگیں روشن ہوں اور اتنا لشکر جرار خیمہ زن ہو بدیل نے میرے خیال میں یہ بنو خزاعہ کا قبیلہ ہے جو یہاں خیمہ زن ہے ابوسفیان نے کہا کہ بھولے نہ بنو بنو خزاعہ کے پاس اتنے آدمی کہاں سے آئے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان کی آواز پہچان کر ابوسفیان کو آواز دی۔ "یا اباحنظلہ" (ابوسفیان کی کنیت) اس نے بھی میری آواز پہچان کر کہا "لبیک یا اباالفضل" (یہ حضرت عباسؓ کی کنیت تھی) کیا بات ہے میں نے کہا تیرا بیڑہ غرق ہو۔ یہ اللہ کے رسول علیہ السلام ہیں۔ جو ہزاروں صحابہ کے ساتھ پہنچ گئے ہیں ابوسفیان نے کہا کہ اب تو قریش تباہ ہو جائیں گے میرے ماں باپ تم پر صدقے ہوں۔ کوئی راستہ بتاؤ۔ میں نے کہا کہ تم میرے پیچھے خچر پر سوار ہو جاؤ میں آقا ﷺ سے تمہارے لئے امان طلب کرتا ہوں۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا اور کسی مسلمان نے تجھے دیکھ لیا تو قتل کر دیا جائے گا۔

Marfat.com

''ابن عقبہ کے مطابق ابوسفیان کے باقی دو ساتھیوں کو بھی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ لے آئے تھے اور ان کی پناہ بھی قبول ہوئی۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان کو اپنے پیچھے حضور ﷺ کے خچر پر سوار کر لیا اور حضور ﷺ کی طرف چل پڑا۔ راستے میں آلاؤ پر لوگ حضور ﷺ کے خچر کو پہچان کر ہم پر کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتے تھے لیکن جب ہمارا گزر اس آلاؤ پر ہوا جو کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا تو انہوں نے ہمیں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اور پوچھا کہ تمہارے پیچھے کون ہے۔ پھر بغور دیکھنے پر وہ ابوسفیان کو پہچان گئے اور فرمایا کہ اے اللہ کے دشمن تو اس وقت میرے قابو میں آیا ہے جب تجھے کسی کی پناہ میسر نہیں آپ پیدل ہی حضور ﷺ کی خدمت میں اس کے قتل کا حکم لینے کے لئے دوڑ پڑے میں نے بھی اپنے خچر کو ایڑی لگائی تا کہ ان سے پہلے آقا ﷺ کی خدمت میں جا کر ان کی پناہ لے سکوں حضور ﷺ کے خیمے کے دروازے پر ہم دونوں اکٹھے پہنچے میں پہلے داخل ہو گیا اور حضور ﷺ سے ابوسفیان وغیرہ کی پناہ کے متعلق درخواست کی۔ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ بھی داخل ہو کر بولے یا رسول اللہ ﷺ یہ اللہ کا دشمن ابوسفیان ہے اگر اجازت ہو تو اس کی گردن اڑا دوں۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ میں نے ابوسفیان اور اس کے دونوں ساتھیوں کو پناہ دے دی ہے۔ لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوسفیان کی قتل پر اصرار کرتے رہے۔ میں حضور ﷺ سے چمٹ گیا اور حضور ﷺ کے سر مبارک کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان کے قتل پر بہت اصرار کیا۔ تو میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ اِس کے قتل پر اس لئے اصرار فرما رہے ہیں کہ یہ بنو عبد مناف سے ہیں اگر یہ بنو عدی سے ہوتے تو آپ اتنا اصرار نہ کرتے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے کہ اے عباس اتنی زیادتی نہ کر دا ے ابوالفضل جب آپ اسلام لائے تو مجھے اِتنی زیادہ خوشی ہوئی کہ میرا باپ خطاب بھی ایمان لاتا تو اِتنی خوشی نہ ہوتی کیونکہ مجھے علم تھا کہ میرے باپ کے اسلام لانے سے آپ کا اسلام لانا حضور ﷺ کے لئے زیادہ خوشی کا باعث ہے۔

بہر حال حضور ﷺ نے ان سب کو حاضر ہونے کی اجازت دے دی۔ جب یہ حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کے آگے اسلام پیش کیا۔ انہوں نے اَشْهَدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ پڑھا اور محمد رسول ﷺ نہیں پڑھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میری رسالت پر ایمان نہیں لاؤ گے اس وقت تک مسلمان نہیں ہو گے۔ بدیل بن ورقاء اور حکیم بن حزام نے محمد رسول ﷺ پڑھ لیا لیکن ابوسفیان نے مہلت مانگ لی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عباس ابوسفیان کو اپنے خیمے میں لے جاؤ اور اسے صبح لے کر آنا۔

صبح ابوسفیان اذان کی آواز سن کر گھبرا کر اٹھ گیا۔ تمام صحابہ اذان کے کلمات دوہراتے جاتے تھے پھر ایک منظر نے تو اس کو حیران و ششدر کر دیا کہ حضور ﷺ وضو فرماتے تھے تو صحابہ اکرام آپ ﷺ کے وضو کا بقیہ پانی ادب سے اپنے چہروں

Marfat.com

اور اپنے جسموں پر مل رہے تھے اور اس پانی کو نیچے نہیں گرنے دے رہے تھے ابوسفیان بول اٹھا کہ اتنی اطاعت و اتنا ادب تو قیصر و کسریٰ کے لوگ بھی اپنے بادشاہوں کا نہیں کرتے پھر جب اس نے نماز کا منظر دیکھا تو سب صحابہ حضور ﷺ کی تقلید کرتے ہوئے نماز پڑھنے لگے۔ جب سلام پھیرا گیا تو ابوسفیان پکار اٹھا کہ اے عباس تیرے بھتیجے کی بادشاہت تو بہت بڑی ہوگئی ہے آپ نے فرمایا اے بے وقوف یہ بادشاہت نہیں بلکہ یہ نبوت ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو پھر حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے کر آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تو اسلام کی صداقت پر ایمان لے آئے ابن عقبہ اور محمد بن عمرو کے مطابق ابوسفیان نے فوراً کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔

اور ایک روایت کے مطابق ابوسفیان بولا۔ کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کتنے حلیم اور مہربان ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود ہوتا تو ضرور ہماری مدد کرتا میں نے ہر بار آپ کے مقابلے میں شکست کھائی اور آپ کے رب نے آپ کو فتح عطا فرمائی۔ آپ کا رب یقیناً سچا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا اب تک تجھ پر یہ حقیقت واضح نہیں ہوئی کہ میں اللہ کا رسول ہوں ابوسفیان کہنے لگا کہ اس بارے میں ابھی میرے دل میں کچھ شک ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے۔ اسلام قبول کر تیرا خانہ خراب ہو ورنہ تیری گردن اڑا دی جائے گی۔

ابوسفیان نے فوراً پڑھا۔

اَشْهَدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد ابوسفیانؓ اور حکیم بن حزامؓ نے حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں شکوہ کیا کہ آپ اپنے ساتھ اس قسم کے لوگوں کو لے آئے ہیں کہ وہ آپ کے خاندان اور رشتہ داروں کو تہ تیغ کر دیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ حدیبیہ کا معاہدہ تم لوگوں نے توڑ کر ظلم و فجور کی ابتداء کی اور حرم کی حدود میں قتل و غارت گری کی۔ انہوں نے عرض کی کہ اگر آپ یہی لشکر کشی بنو ہوازن کے خلاف کرتے تو وہ آپ کے جانی دشمن تھے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ مجھے دونوں پر فتح حاصل فرمائے گا۔

ابن ابی شیعبہ کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجویز پیش کی یا ایک روایت کے مطابق حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تجویز پیش کی کہ ابوسفیان نام و نمود کو پسند کرتا ہے آپ اعلان فرما دیں کہ جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اس کو امان ہے' اس کا گھر مکہ مکرمہ کی اوپر کی طرف تھا حضور ﷺ نے اعلان فرما دیا ابوسفیان کہنے لگا کہ میرے گھر میں کتنے لوگ سمائیں گے۔ حضور ﷺ نے حکیم بن حزام کے متعلق بھی یہی فرمایا اس کا گھر مکہ کی نشیبی طرف تھا پھر حضور ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا کہ جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا اس کو بھی امان ہے۔ابوسفیان کہنے لگا اس امان میں بہت وسعت ہے۔
(البدایہ والنہایہ ۷۱۲/ ۷۱۱۔سبل الہدیٰ ۵/ ۳۲۹ تا ۳۲۷۔ضیاالنبی ۴/ ۴۳۲ تا ۴۳۰۔سیرت الرسول ﷺ ڈاکٹر طاہر القادری جلد ۶ صفحہ ۶۶۲ تا ۶۵۹)

ابوسفیان اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء اہل مکہ کو آگاہ کرنے کے لئے اور امان کا اعلان کرنے کے لئے واپس مکہ مکرمہ کی طرف چل دیئے تو حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو لشکر کی طاقت کا مظاہرہ دیکھنے کیلئے روک لیں۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی سے ابوسفیان کو روکنے کے لئے چلے۔ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آتے دیکھا تو بولا اے ہاشمیو کیا تم وعدہ شکنی کرتے ہو۔آپ نے فرمایا نہیں خاندان نبوت عذر اور دھوکہ نہیں کیا کرتا۔ہم چاہتے ہیں کہ تم ٹھہرو اور لشکر اسلام کی قوت کا مشاہدہ کرو۔

لشکر اسلام کی شان وشوکت

حضور نبی کریم ﷺ نے رات کو ہی تمام لشکر اسلام کو یہ حکم جاری فرمادیا تھا۔

"صبح سویرے ہی تمام قبیلوں کے جوان اپنی سواریوں پر زینیں اور کجاوے کس لیں اور ہر قبیلہ اپنے قائد کے ساتھ اپنے جھنڈے کے پاس کھڑا ہو جائے اور اپنے اسلحہ اور جنگی سامان کی پوری طرح نمائش کرلے"۔

حضرت ابوعبید بن جراح مقدمہ الجیش پر۔حضرت خالدؓ میمنہ لشکر پر مقرر ہوئے۔میسرہ پر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور قلب پر حضور علیہ السلام خود تشریف فرما ہوئے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک نسبتاً بلند اور تنگ گھاٹی جہاں سے ہو کر لشکر اسلام نے گزرنا تھا کھڑا کر دیا گیا ساتھ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے تا کہ لشکر اسلام کی زیادہ سے زیادہ شان وشوکت کا مظاہرہ ان کے دل میں جاگزیں ہو سکے۔

سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو ایک ہزار بنو سلیم پر مقرر تھے۔اپنے سپاہیوں کو لیے اسلحہ سمیت ابوسفیانؓ کے پاس سے گزرے اور تین بار نعرہ تکبیر بلند فرمایا۔اس کے بعد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ پانچ سو مہاجرین کے دستے کو لئے ہوئے سیاہ رنگ کا پرچم اٹھائے۔اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے گزرے اس کے بعد حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جھنڈا اٹھائے تین سو بنی غفار کے نوجوان نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے گزرے اس کے بعد چند ایک اور قبیلے جھنڈے اٹھائے ابوسفیان کے پاس سے گزرے۔

بعد ازیں بنو کعب بن عمرو پانچ سو کی تعداد میں گزرے اس کے بعد بنو مزینہ اپنے تین پرچموں اور شہسواروں کے

Marfat.com

ساتھ گزرے۔

بعد ازیں قبیلہ جہنیہ کے آٹھ سو مجاہدین اپنے چار جھنڈوں کے ساتھ گزرے اور نعرہ تکبیر بلند کیا۔

اس کے بعد قبیلہ اشجع کے تین سو نوجوان جھنڈے اٹھائے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے گزرے۔

ابوسفیان بولے کہ ایک وقت میں یہ اشجع کے لوگ حضور ﷺ کے سب سے زیادہ دشمن تھے۔ حضرت عباسؓ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان فرمایا ہے اور ان کا دل نور اسلام سے منور کر دیا ہے۔ اس کے بعد کافی دستے جھنڈے اٹھائے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے گزرتے رہے۔

حضرت ابوسفیانؓ بار بار حضور ﷺ کے متعلق پوچھتے رہے۔ حضرت عباسؓ فرمانے لگے جب حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائیں گے تو تمہاری ہوش اڑ جائے گی۔

اتنی دیر میں حضور ﷺ اپنے سبز پوش دستے کے ساتھ تشریف لائے اس میں صرف مہاجرین اولین اور انصاری قبائل شامل تھے اس میں بہت سے جھنڈے تھے ہر ہر قبیلہ کو ایک ایک جھنڈا دیا گیا تھا اس میں ایک ہزار زرہ پوش تھے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جھنڈے کے ساتھ آگے آگے چل رہے تھے۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے کہ آہستہ چلو تاکہ پچھلے لوگ تم سے مل سکیں۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب گزر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا تو آپ نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ۔

"آج کا دن قتل و غارت کا دن ہے آج حرم میں خونریزی کی جائے گی اور قریش ذلیل ہوں گے"۔

پ کی بات سن کر ابوسفیان ڈر گئے اور کہنے لگے کہ اے عباس رضی اللہ عنہما تم پر میری حفاظت ضروری ہے۔

دستے کے آخر میں حضور ﷺ جب اپنی ناقہ پر سوار گزرنے لگے اس وقت حضور ﷺ کے دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف امیہ بن جفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ اے عباس رضی اللہ عنہ تمہارے بھتیجے کی بادشاہت بہت عظیم بن گئی ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ بولے کہ یہ بادشاہی نہیں ہے بلکہ نبوت ہے ابوسفیان نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہوگا سیرت رحمت دارین میں صفحہ ۶۶۱ پر طالب ہاشمی حافظ ابن حجر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اس سے پہلے جب ابوسفیان مسلمان ہونے سے پہلے رات کو خدمت نبوی میں پہنچے اور بعد میں جب دیکھا کہ مسلمان حضور ﷺ پر نوٹے گرتے ہیں (جب کہ آپ وضو فرما رہے تھے) تو خیال کہ میں بھی حضور ﷺ کے مقابلے کے لئے ایک لشکر تیار کروں گا حضور ﷺ نے ابوسفیان کے خیال کو پڑھ کر اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اگر تو ایسا کرے گا تو ذلیل و خوار ہوگا۔ ابوسفیان حیران رہ گیا اور بے ساختہ اس کے منہ سے توبہ و استغفار نکلی اور کہنے لگا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں اللہ تعالیٰ نے میرے دل کا احوال آپ پر ظاہر کر دیا۔ اس کے بعد پھر اس کے دل میں خیال آیا

Marfat.com

کہ نہ جانے کس سبب سے محمد (ﷺ) ہم پر غالب آ رہے ہیں حضور ﷺ نے پر اس کا خیال پڑھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے غالب ہوں"۔

ابوسفیان کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

اشهد لا اله الا الله واشهد ان محمد عبده و رسوله

ابوسفیان حضور ﷺ کی نبوت کی بادشاہت کا مشاہدہ کر رہے تھے کہ اتنے میں حضور ﷺ خود تشریف لے آئے۔

ابوسفیان نے فوراً حضور ﷺ کے آگے ہو کر عرض کیا کہ کیا آپ نے حکم دیا ہے کہ آپ کی قوم کو قتل کر دیا جائے آپ کو پتہ نہیں چلا کہ سعد بن عبادہ نے کیا کہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا کہا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ سعد بن عبادہ نے کہا ہے کہ۔

اليوم يوم الملحمة (یعنی آج کا دن قتل وخون ریزی کا دن ہے) پھر ابوسفیان نے کہا کہ میں آپ کو آپ کی قوم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیونکہ آپ سب سے زیادہ نیکوکار ہیں سب سے زیادہ صلہ رحمی والے ہیں۔ سب سے زیادہ رحیم وکریم ہیں۔

حضور ﷺ نے ابوسفیان کی بات سن کر فرمایا۔

اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَرْحَمَه اَلْيَوْمَ يُوْمُ يَعْظُمْ فِيْهِ الْكَعْبَةَ الْيَوْمُ يُوْمٌ تُكْسٰى فِيْهِ الْكَعْبَةُ

اَلْيَوْمُ يُوْمٌ اَعَزَّ اللّٰهَ فِيْهِ قُرَيْشًا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ سعد نے غلط کہا ہے کہ آج کا دن رحمت کا دن ہے۔ آج کا دن وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ کعبے کی عظمت کو ظاہر فرمائے گا۔ آج کا دن وہ دن ہے جس دن کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔ آج کا دن وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ قریش کی عزت کو چار چاند لگائے گا"(۱) (سبل الہدیٰ ۵۔ ۳۳۵۔ از ضیاء النبی (پیر کرم شاہ صاحب) ۴۔ ۴۳۶)

اس وقت آقا دو جہاں ﷺ نے ایک ایسا فیصلہ فرمایا اور اسے فوری طور پر نافذ العمل فرمایا کہ دنیا کا بڑے سے بڑا جرنیل بھی یہ فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔ حضور ﷺ کے فیصلے کی قیامت تک داد دینی پڑے گی۔ آقا ﷺ نے فوری طور پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان کو معزول فرما کر ان کے بیٹے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پرچم اسلام مرحمت فرما کر ان کو سردار بنا دیا تا کہ ان کو اپنی غلطی کا احساس بھی ہو جائے اور ان کی دلجوئی ان کے بیٹے کو سردار بنا کر کر دی گئی اور ساتھ حضرت ابوسفیانؓ کی دلجوئی بھی فرما دی گئی۔

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیانؓ کو فوراً لشکر اسلام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے پہلے مکہ کے باشندوں کو خبردار کرنے کے لیے مکہ بھیجا تھا کہ کوئی بھی لشکر اسلام سے ٹکر لینے کی جرأت نہ کرے۔

ابوسفیان لشکر اسلام کو پیچھے چھوڑتا ہوا فوراً مکہ مکرمہ پہنچا اور آتے ہی فوراً اعلان کیا۔" یہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھ اتنا بڑا لشکر لے کر آ گئے ہیں کہ ان کے ساتھ تم میں سے کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر کسی نے مقابلے کی کوشش کی تو وہ نیست و نابود ہو

Marfat.com

جائے گا۔

پھر اس نے کہا حضور ﷺ کے حکم کے مطابق جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اس کو امان ہے۔ لوگوں نے کہا کہ تیرے گھر میں کتنے لوگ سما سکیں گے پھر اس نے آقا ﷺ کا فرمان دہرایا کہ جو کوئی اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کے لئے بھی امان ہے۔

اس کی بیوی بہت تیز اور بدمزاج تھی اس نے ابوسفیان کی مونچھوں کو پکڑ لیا اور لوگوں سے کہنے لگی اس گھی کے مٹکے کو قتل کر دو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ یہ کبھی بھی قوم کے پاس اچھی خبر لے کر نہیں آیا۔ یہ ہماری قوم کا بدبخت پیشرو ہے!

ابوسفیان نے کہا کہ اس عورت کی باتوں میں نہ آنا۔ اور اس سے دھوکہ نہ کھانا ورنہ تم نیست و نابود کر دیئے جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کی ایسی دہشت پھیلا دی کہ ہر کسی کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے ذی طویٰ کے مقام پر لشکر اسلام کو اکٹھا فرمایا اور پھر ان کو مختلف اعراف سے مکہ میں داخلے کا حکم دیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو میمنہ پر مقرر فرما کر جنوب کی طرف سے مکہ میں داخلے کا حکم ملا۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو میسرہ پر مقرر فرما کر شمال کی طرف سے مکہ میں داخلے کا حکم ملا۔

سعد بن ابی عبادہ رضی اللہ عنہ انصار کی جماعت کو لے کر مغربی سمت سے مکہ میں داخل ہوئے۔

اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ مہاجرین کی جماعت کو لے کر شمال مغرب کی طرف سے جبل ہند سے گزرتے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

حضور ﷺ نے بروقت اور حکمت پر مبنی فیصلے فرما کر اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور نصرت کے ساتھ مکہ میں بہت بڑی خونریزی سے لشکر اسلام کو بچا لیا۔

کسی طرف سے کوئی بھی مزاحمت نہ ہوئی۔ سوائے چند ایک لوگوں نے اکٹھا ہو کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر پر حملے کی کوشش کی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بہت نصیحت کی کہ ہتھیار ڈال دو بچ جاؤ گے لیکن انہوں نے جب بات نہ مانی تو آپ نے ان پر حملے کا حکم دے دیا مسلمانوں کے دو آدمی شہید ہوئے۔ جبکہ کفار کے پندرہ آدمی واصل جہنم ہوئے۔

(سبل الہدیٰ ۵/ ۳۳۵) (ضیاالنبی ۴/ ۴۳۲)

رونق بزم کائنات ﷺ کا مکہ مکرمہ میں داخلہ

رونق بزم کائنات وجہ تخلیق دو جہاں سرور دو جہاں آقا و مولا حضور ﷺ اس شان سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ کائنات کی ہر شی دم بخود ہو کر رہ گئی۔ وقت ٹھہر گیا آسمانوں سے فرشتے جھانک جھانک کر دیکھنے لگے۔ وہ وَالضُّحٰی کا چمکتا ہوا چہرہ

Marfat.com

اور طہٰ کی جبین کا حسین مکھڑا اس ادا سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ کہ ان کا سر عاجزی سے قصوا اونٹنی پر اتنا جھکا ہوا تھا کہ اس کے کجاوے کو تقریباً چھو رہا تھا۔ یمن کی بنی ہوئی چادر سر مبارک پر بطور عمامہ رونق افروز تھی۔

لوگ آقا ﷺ کے حسین مکھڑے کو دیکھنے کے لئے بے تاب ہو کر ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ اردگرد کی چھتیں عورتوں اور مردوں اور بچوں سے بھری پڑی تھیں۔

آقا ﷺ کے دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چل رہے تھے ہاں وہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہی یار غار جب آقا ﷺ کے ساتھ یہاں کے باشندوں نے ان کو نکل جانے پر مجبور کر دیا تھا اور وہی یار غار جب یہ مکہ کے باشندے ان کو تلاش کرتے ہوئے ان کو قتل کرنے کے لئے غار ثور پر پہنچ گئے تھے اور جن الفاظ سے حضور ﷺ نے اپنے یار غار کو تسلی دی تھی ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دہرایا۔

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۚ

ترجمہ: اور جب آپ علیہ السلام نے اپنے صاحب سے فرمایا کہ غم نہ کھائیں اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

ہاں ان کو اپنی زندگی کا نہیں بلکہ آقا ﷺ کا غم تھا کہ کوئی میرے پیارے کو میرے محبوب کو تکلیف نہ دے ان کو ایک کانٹا بھی نہ چبھے۔ کوئی کافر ان کو نقصان نہ پہنچا سکے۔

بائیں طرف حضرت امیہ بن حفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری چل رہے تھے اور آقا ﷺ نے اپنے غلام کے بیٹے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔

اس سے پہلے آقا ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ہمارے لئے مکہ فتح فرمائے گا تو ہماری قیام گاہ ''حنیف بنی کنانہ'' میں ہوگی۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں قریش اور کنانہ نے مل کر قسمیں کھائی تھیں اور عہد کیا تھا کہ وہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ساتھ ہر قسم کا قطع تعلق کر لیں گے نہ ان کو رشتہ دیں گے نہ لیں گے نہ کوئی ان سے چیز خریدیں گے۔ نہ ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کریں گے''

کفار کے کچھ لوگوں نے بھاگ کر پہاڑوں کے اوپر پناہ لینے کی کوشش کی تو ابوسفیان اور حکیم بن حزام نے ان کو با آواز بلند منع کیا کہ کیوں اپنی جانوں کے دشمن بنتے حضور ﷺ نے اعلان فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے گھروں میں داخل ہو کر ہتھیار پھینک کر دروازہ بند کرے۔ اسے امان ہے اور یہ لوگ واپس لوٹ آئے اور اپنے ہتھیار اپنے گھر کے دروازوں کے باہر پھینک کر دروازوں کو بند کر لیا۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو ساتھی جابر رضی اللہ عنہ اور جیش رضی اللہ عنہ راستہ بھول گئے اور کافروں نے ان کو شہید کر دیا۔

خندمہ کے مقام پر کچھ کافروں نے اکٹھے ہو کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روکنے کی کوشش کی اور ان پر

Marfat.com

حملہ کر دیا اور تیر برسائے۔

آپ کے جوابی حملے پر ان کے چوبیس آدمی مارے گئے اور بنی ہذیل کے چار آدمی کام آئے۔

حضور ﷺ نے ازخر کی چوٹی پر سے جب تلواروں کی چمک دیکھی تھی تو فرمایا تھا کہ یہ چمک کیسی ہے۔ آقا ﷺ کو بتایا گیا تھا کہ مشرکین کے دستہ نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستہ پر حملہ کر دیا ہے تو یہ جوابی کارروائی کر رہے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔

"قَضَا اللّٰهُ خَيْرٌ" جو اللہ کا فیصلہ ہے وہی بہتر ہے۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۸۴، البدایہ والنہایہ جلد ۴ صفحہ ۳۹۳، سیرت الرسول ڈاکٹر طاہر القادری جلد ۸ صفحہ ۶۶۹)

حضور علیہ السلام حرم کعبہ میں

حضور سرور کائنات ﷺ نے اپنے تقریباً دس ہزار صحابہ کے ساتھ رمضان المبارک کی بیس تاریخ اور سوموار کے دن حرم کعبہ میں نزول فرمایا۔

آقا ﷺ نے رکن یمانی پر پہنچ کر استلام فرماتے ہوئے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ تو اس کے جواب سے مکہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔ صحابہ اکرام بار بار نعرہ بلند فرماتے رہے۔ جس سے کفار کے دل لرز لرز جاتے تھے۔ حضور ﷺ نے سب کو خاموش ہونے کا ارشاد فرمایا اور اپنی اونٹنی پر طواف کعبہ فرمانے لگے۔ حضرت محمد بن سلمہؓ نے حضور ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے حجر اسود کے پاس پہنچ کر اپنی چھڑی سے استلام فرمایا کعبہ شریف کے دروازہ کے پاس کفار کا بہت بڑا بت ہبل نصب تھا حضور ﷺ نے اس کو توڑ کر ریزہ ریزہ کرنے کا حکم دیا۔ جب اس کو توڑا جا رہا تھا تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان سے جو پاس ہی کھڑا تھا فرمایا تم اس کی مدد پر نازاں تھے۔ اور اس کے نعرے لگا رہے تھے ابوسفیان کہنے لگا۔ اے زبیر آج ان باتوں کو رہنے دو میں نے دیکھ لیا کہ اگر محمد (ﷺ) کے خدا کے بغیر کوئی خدا ہوتا تو حالات وہ نہ ہوتے جو آج ہیں۔

(سبل الہدیٰ جلد ۵، صفحہ ۳۵۴، ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۴۴۳)

حضور علیہ السلام اپنی زبان مبارک سے قرآن پاک کی آیت شریف وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ کی تلاوت فرما رہے تھے اور حضور ﷺ اپنی چھڑی مبارک سے حرم کے اندر جو تین سو ساٹھ بت قلعی کے ساٹھ مضبوطی سے نصب تھے کو ایک ایک کر کے اشارہ کرتے جاتے تھے اور وہ بت فوراً منہ کے بل گر پڑتا تھا اس کے بعد آقا ﷺ طواف سے فراغت کے بعد اپنی اونٹنی قصوا سے نیچے تشریف لائے۔ مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ پھر چاہ زمزم پر تشریف لے گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنویں سے ڈول نکال کر زمزم پانی پیش خدمت کیا۔ آقا ﷺ نے نوش فرمایا اور اپنے وضو کو تازہ فرمایا۔

Marfat.com

وضو کے بقایا پانی کو سمیٹنے کے لئے اور اپنے ہاتھوں اور چہروں پر ملنے کے لئے صحابہ کرام ایک دوسرے پر گرتے پڑتے تھے یہ ہے ادب یہ ہے محبت یہ ہے عقیدت۔ یہ ہے اطاعت کا وہ جذبہ جس کے سامنے بڑے سے بڑے پہاڑ ہیچ ہیں۔

اس کے بعد حضور ﷺ کعبہ معظمہ میں رونق افروز ہوئے۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پاس اس طرح تلوار بے نیام لے کر کھڑے ہو گئے کہ کفار پر دہشت طاری ہو گئی۔

حضور ﷺ نے کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ کو طلب فرمایا۔ اور دروازے کو کھولنے کا حکم دیا۔

حضور ﷺ نے ایک دن ہجرت سے پہلے عثمان بن ابی طلحہؓ کو کعبے کے اندر جانے کو کہا تا کہ اندر جا کر عبادت کر سکیں تو اس نے دروازہ جو پہلے کھلا تھا کو فوراً بند کر کے قفل لگا کر چابی پاس رکھ لی۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ دن آنے والا ہے جب وہ کعبہ کی چابی میرے پاس ہو گی اور میں جسے چاہوں گا۔ "اسے دوں گا" یہ کہنے لگا وہ دن قریش کی ذلت کا ہو گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ دن قریش کی عزت کا دن ہو گا یہ فوراً گھر چابی لانے کے لئے بھاگے۔ گھر میں ان کی ماں سلافہ جو مسلمان نہیں ہوئی تھی ان کو چابی نہیں دے رہی تھی اس نے دیر لگائی تو حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے بھیجا۔ اس نے والدہ سے سختی سے کہا تو اس نے چابی دی تو ان کو آج وہ دن یاد آ گیا۔ واضح رہے کہ یہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہو گئے ہوئے تھے اور مدینہ ہجرت کر گئے ہوئے تھے۔ آج یہ ڈر رہے تھے کہ اب چابی کسی اور خاندان میں نہ منتقل ہو جائے تو حضور ﷺ نے چابی ان کو دے دی اور خوشخبری سنائی کہ قیامت تک تیری ہی نسل کے پاس چابی رہے گی۔ اور اس کو تجھ سے وہی چھینے گا جو ظالم ہو گا۔

حضور ﷺ حضرت بلال اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کے ساتھ کعبہ مقدسہ میں داخل ہوئے۔

کفار نے کعبہ مبارک کے اندر حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی تماثیل لگائی ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ میں جوئے کے پر دکھائے گئے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدا انہیں غارت کرے یہ جانتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ فعل شنیع نہیں کیا کرتے تھے حضور ﷺ نے ان تماثیل کو صاف کروا دیا۔

حضور ﷺ نے کعبہ شریف کے اندر ستونوں کے درمیان نوافل ادا فرمائے۔ اس کے بعد آقا ﷺ باہر تشریف لے آئے اور فرمایا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی خدا نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اپنے بندے کی مدد فرمائی۔ تنہا دشمن کے لشکروں کو شکست دی"۔

(سبل الہدیٰ جلد ۵ صفحہ ۶۵۴، ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۴۴۴)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

Marfat.com

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(۱۵ شعبان المعظم بمطابق ۲۵ جون ۲۰۱۳ صبح ۷:۳۰ بجے۔)

حضور ﷺ کی شان رحمت اللعالمین فتح مکہ کے دن دیکھنے والی تھی۔اور جب حشر کا میدان برپا ہوگا اور لوگ ہر طرف سے مایوس ہو کر آپ علیہ السلام کے قدموں پر ہی آ گریں گے تو اس وقت حضور ﷺ کی شان رحمت اللعالمین کو تمام مخلوق دیکھے گی۔اس دن آقا ﷺ اللہ تعالیٰ سے امتی۔امتی پکاریں گے۔

حضور ﷺ جب کعبہ شریف میں نماز نوافل ادا فرمانے کے بعد صحن کعبہ میں تشریف لائے تو تمام گروہ قریش حضور ﷺ کے آس پاس اکٹھے ہو گئے۔حضور ﷺ نے گروہ قریش سے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے میں تم سے کیسا سلوک کرنے والا ہوں سب نے کہا کہ آپ کریم نبی علیہ السلام ہیں۔کریم النفس بھائی اور ہمارے کریم بھائی کے فرزند ہیں آج آپ بااختیار ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا آج تمہیں وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف (علیہ السلام) نے اپنے بھائیوں کے بارے میں کہی تھی کہ

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ز وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ (سورہ یوسف)

ترجمہ: آج میری طرف سے تم پر کوئی گرفت نہیں۔اللہ تعالیٰ تمہارے سارے گناہوں کو معاف فرمائے اور وہ سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔"

اس کے بعد حضور ﷺ نے ان سے فرمایا۔

"جاؤ چلے جاؤ' میری طرف سے تم آزاد ہو' حضور ﷺ پر کون سا ظلم نہیں تھا جو ان لوگوں نے نہیں کیا تھا اس کے باوجود حضور ﷺ نے ان کو معاف فرما دیا تو ان لوگوں کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔حضور ﷺ نے اپنے خون کے پیاسوں سے درگزر فرمایا۔ان لوگوں سے درگزر فرمایا جنہوں نے آپ کے راستوں میں کانٹے بچھائے تھے جنہوں نے آپ کو نعوذ باللہ ساحر و کذاب وغیرہ وغیرہ کہا تھا جنہوں نے حضور ﷺ اور دوسرے مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر دی تھی جو مسلمان غلاموں کو تپتی ریت پر لٹا دیتے اور گرم گرم دہکتے کوئلوں پر لٹا دیتے اور ان کی چربی پگھل پگھل کر ان کوئلوں کی آگ کو بجھا دیتی اور وہ ہل بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ ان کے اوپر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا تھا۔

جن لوگوں نے شعب ابی طالب میں حضور ﷺ اور ان کے حواریوں کو بند کر دیا تھا اور ان کے ہاتھ نہ کوئی چیز بیچتے نہ ان سے کچھ خریدتے اور یہ کام کوئی ایک دو دن نہیں کیا۔بلکہ پورے تین سال ان کو شعب ابی طالب میں بند رکھا اور بھوک سے بچوں کے بلکنے کی آوازیں پورے مکہ میں گونجتی تھیں اور آقا ﷺ کے بقول "میرے اور بلال رضی اللہ عنہ پر ایک مہینہ پورا ایسا بھی گزرا کہ ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی کہ اسے کوئی جاندار کھا سکے"۔

اس کے باوجود ان سب کو معاف فرما دیا۔ہاں ان کو معاف فرما دیا۔جنہوں نے حضور ﷺ کو مکہ سے نکل جانے پر

Marfat.com

مجبور کر دیا اور جو قبیلہ در قبیلہ حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لئے دروازے سے باہر کھڑے رہے۔

ہاں ان کو معاف کر دیا جنہوں نے آپ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر کے ان کے ناک کان وغیرہ کاٹ کر ان کی لاش کو چیر کر ان کے کلیجے کو چبانے کی کوشش کی جنہوں نے خدا تعالیٰ کو یکتا ماننے کی پاداش میں مدینہ منورہ کی چھوٹی سی بستی پر دس ہزار سے زیادہ کے لشکروں کے ساتھ چڑھائی کر دی۔ تا کہ اس کو تہس نہس کر دیں۔

ہاں آج حضور ﷺ بھی ان پر دس ہزار کا لشکر لے کر تشریف لائے تھے لیکن اپ نے ان پر قدرت پا کر ان کو معاف فرما دیا ان کے ہر ہر گناہ کو بخش دیا۔ (زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۴۴۲)

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے خواب میں مجھے حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف فرمایا حضور ﷺ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر مع اپنے چند صحابہ کے ساتھ بکھر کر تشریف فرمائیں اور کفار اکٹھے ایک جگہ بہت زیادہ تعداد میں جمع ہیں اچانک حضور ﷺ اپنی جگہ سے ہوا میں اڑتے ہوئے ان کفار کے سروں پر معلق ہو جاتے ہیں اور کفار نیچے سے اپنے نیزوں وغیرہ سے حضور ﷺ پر وار کرنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ ان کو (نعوذ باللہ) شہید کر سکیں لیکن آپؐ ان کی پہنچ سے دور ہیں۔ اور حضور ﷺ نہایت شفقت سے ان کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ وہ یا ان کی اولادیں ہی مسلمان ہو جائیں"۔

فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے مزید فرمایا کہ کافر کے بدلے میں کسی مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا دو مختلف مذہب والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے اور جس کے نکاح میں پھوپھی ہے اس کی بھتیجی سے نکاح جائز نہیں ہو گا اور جس کے نکاح میں کسی کی خالہ ہے تو اس کی بھانجی سے نکاح جائز نہیں ہو گا کوئی عورت تین دن سے زیادہ کا سفر محرم کے بغیر نہ کرے۔

عصر اور صبح کی نماز کے بعد نفلی نماز کوئی نہ پڑھی جائے اور عید الفطر اور عید الاضحی کے دن کوئی روزہ نہ رکھا جائے پھر خصوصی طور پر قریش سے فرمایا۔

"اے گروہ قریش تم سے زمانہ جاہلیت کی رعونت اور اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ تفاخر دور کر دیا ہے سارے لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

پھر یہ آیت شریف تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں مختلف قومیں اور خاندان اس لئے بنا دیا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے بیشک اللہ تعالیٰ علیم اور خبیر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ۔

Marfat.com

ترجمہ: برائی کو اچھائی کے ساتھ دور کرو۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر تو دیکھے گا کہ وہ اور تو جس میں عداوت تھی تجھ سے ایسا ہو جائے گا۔ جیسے کہ وہ تیرا گہرا دلی دوست ہے اور یہ بات اس کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ بات اس کو نصیب ہوتی ہے جن کی بڑی اونچی قسمت ہے"۔

حضور ﷺ سے زیادہ صبر کس نے کیا؟ اور حضور ﷺ سے زیادہ اونچی قسمت کس کی ہو سکتی ہے؟

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو وہ عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔

یہ ہے وہ نسخہ کیمیا جس نے کفار کے دلوں کو مسخر کر دیا۔ ہاں وہی پتھر سے بھی زیادہ سخت دل موم سے بھی نرم ہو گئے اور اپنی ہٹ دھرمی چھوڑنے پر مجبور ہو گئے اور کفر کو ترک کر دیا اور اسلام کے دامن میں آ کر پناہ لی اور پوری دنیا میں اسلام پھیلانے کے لئے اپنے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ (ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۴۴۷)

صدق العظیم و صدق رسول نبی کریم و نحن علی ذلك لمن الصادقین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین۔

رب اعنی علیٰ ذکرك و شکرك و حسن عبادتك۔ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ رسولہٖ خیر خلقہٖ و نور عرشہ و زینت فرشہٖ و قاسم رزقہٖ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

خاک پائے اولیاء اللہ نثار النبی داتا دربار لاہور

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ

۲۵ جون ۲۰۱۳ صبح نو بجے

شکرانے کی نماز

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کے وقت اپنی چچازاد بہن ام ہانی رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ غسل فرمایا اور پھر آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرمائی۔

نماز کے بعد حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ میں نے فلاں فلاں کو پناہ دے رکھی ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو قتل کرنا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ام ہانی رضی اللہ عنہا جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے پناہ دی۔

Marfat.com

بیعت عامہ

فتح مکہ کے دوسرے دن حضور ﷺ لوگوں سے بیعت لینے کے لئے صفا کی پہاری پر تشریف فرما ہو گئے اور لوگوں کا جم غفیر اردگرد اکٹھا ہو گیا اور لوگ جوق در جوق بیعت فرمانے لگے۔ حضور ﷺ نے پہلے مردوں سے بیعت لی اور بعد میں عورتوں سے بیعت لی۔ حضور ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور عورتوں سے اس بات پر بیعت لی کہ۔

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی چوری نہیں کریں گی' زنا نہ کریں گی اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور کسی پر بہتان نہیں باندھیں گی۔

اس کے بعد حضور ﷺ اپنا دست مبارک پانی میں ڈالتے اور نکال لیتے تھے پھر عورتیں اس پانی میں اپنا ہاتھ ڈالتیں اور نکال لیتی تھیں۔ (سیرۃ الرسول ڈاکٹر طاہر القادری جلد ۸، صفحہ ۶۸۳)

ہند بن عقبہ زوجہ ابوسفیان

یہ وہی ہند بن عقبہ ابوسفیان کی بیوی تھی کہ جس نے احد کے دن حضرت امیر حمزہ حضور ﷺ کے چچا کی لاش کا مثلہ کیا اور ان کے اور دوسرے شہداء کے ناک' کان وغیرہ کاٹ کر ان کا ہار بنا کر مکہ میں داخل ہوئی اور احد کے دن ہی اس نے آپ کے سینے کو چاک کر کے آپ کا کلیجہ نکال کر نگلنے کی کوشش کی لیکن نگل نہ سکی اسے تھوک دیا۔

آج یہ ندامت سے سر جھکائے چہرے پر نقاب ڈالے دوسری عورتوں کے ساتھ بیعت کرنے کیلئے اور مسلمان ہونے کے لئے حاضر ہو گئی۔

حضور ﷺ نے اس کی کارستانیوں کے باعث اس کو قتل کرنے کی اجازت مرحمت فرما دی تھی تو یہ اپنے گھر میں چھپ گئی تھی جب اسے پتہ چلا کہ حضور ﷺ اتنے کریم ہیں اور ہر ایک کو معاف فرما دیتے ہیں تو یہ نقاب اوڑھ کر دوسری عورتوں کے ساتھ مل کر حاضر خدمت ہو گئی۔ جب حضور ﷺ نے عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے فرمایا کہ عہد کرو۔ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤں گی تو یہ کہنے لگی واللہ یہ عہد آپ نے مردوں سے نہیں لیا تاہم ہمیں منظور ہے۔

جب حضور ﷺ نے فرمایا کہ عہد کرو کہ چوری نہیں کرو گی تو یہ کہنے لگی میں اپنے خاوند ابوسفیان کا مال وقتاً فوقتاً چوری چھپے بغیر اجازت لے لیتی تھی ابوسفیان وہاں موجود تھے کہنے لگے کہ جو مال تو نے لیا وہ سب میں نے تجھے معاف کیا۔ حضور ﷺ ابوسفیان کی بات سن کر ہنس پڑے اور آپ نے فرمایا کہ کیا تو عقبہ کی بیٹی ہندہ ہے عرض کی کہ میں وہی ہوں اے اللہ کے نبی ﷺ ہم سے غلطیاں ہوئیں انہیں معاف فرما دیں۔

جب حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "لا تزنین" یعنی بدکاری نہیں کروں گی۔

Marfat.com

ہندہ: بولی کہ کیا آزاد عورتیں بھی یہ جرم کرتی ہیں جب حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گی۔

ہندہ بولی کہ ہم نے جب وہ چھوٹے تھے انہیں پال پوس کر بڑا کیا آپ نے انہیں قتل کر دیا کیا آپ نے بدر کے میدان میں انہیں زندہ چھوڑا ہے۔ اس بات پر حضور ﷺ مسکرا دیئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اتنا ہنسے اتنا ہنسے کہ زمین پر لوٹ پوٹ ہو گئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی پر تہمت نہیں لگاؤں گی۔

ہندہ بولی کہ واقعی کسی پر جھوٹا بہتان لگانا بہت بری بات ہے اور آپ ﷺ تو ہمیں صرف ان پر باتوں کا حکم دیتے ہیں جو سراپا ہدایت اور اچھے اخلاق ہیں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری نافرمانی نہیں کروں گی۔

ہندہ نے عرض کی کہ ہم آپ کی اطاعت گزار بن کر یہاں حاضر ہوئیں ہیں آپ کی نافرمانی کا اب خیال تک بھی نہیں آ سکتا ہے۔

ہندہ رضی اللہ عنہا کا وصال حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا اور انہوں نے اپنے خاوند کے ساتھ یرموک فتح کرنے کے لئے لشکر اسلام میں شرکت کی۔ (السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۵، ۲۸۶) (سیرت الرسول ڈاکٹر طاہر القادری جلد ۸ صفحہ ۶۸۴)

اذانِ بلال

فتح مکہ کے پہلے دن ہی جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو آقا ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کعبہ شریف کی چھت پر چڑھ کر اذان پڑھنے کا حکم دیا۔ کفار مکہ آپ کی اذان کی آواز سن کر پیچ و تاب کھانے لگے۔

عتاب بن اسید اور حارث بن ہشام بھی ابوسفیان کے ساتھ حرم کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے عتاب بن اسید کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے باپ پر کرم فرمایا کہ اس کو موت دے دی' ورنہ آج اگر وہ زندہ ہوتا تو اسے بہت غصہ آتا۔ پھر بولا کہ محمد (ﷺ) کو اس کالے کوے کے علاوہ اور کوئی نہیں ملا۔ (نعوذ باللہ)

حارث بن ہشام کہنے لگا اگر میں جانتا کہ وہ حق پر ہیں تو ان کی ضرور پیروی کرتا۔

ابوسفیان بولا کہ میں کچھ نہیں کہتا اگر میں کوئی بات کروں گا تو یہ کنکریاں بھی حضور ﷺ کو بتا دیں گی۔

اتنی دیر میں حضور ﷺ تشریف لے آئے اور ہر ایک نے جو بات کہی تھی اسے بتلا دی ابوسفیان فوراً بولا کہ میں نے تو کوئی بات نہیں کی۔ حضور ﷺ اس کی بات سن کر مسکرا دیئے اور عتاب اور حارث کہنے لگے کہ اپ واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں کہ جو باتیں ہم نے کیں انہیں یہاں ہمارے علاوہ اور کسی نے نہیں سنا۔

Marfat.com

خطبہ مبارک

حضور ﷺ کو فتح مکہ کے دوسرے روز اطلاع ملی کہ بنو خزاعہ کے ایک آدمی نے بنولیث کے آدمی کو بدلے میں قتل کر دیا ہے جو زمانہ جاہلیت میں بنو خزاعہ کا قتل ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے اس انتقامی کارروائی کو سخت ناپسند فرمایا اور اپنی اونٹنی پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا۔

"لوگو! اللہ تعالیٰ نے مکہ کو اسی دن حرم (حرمت والا) بنایا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا گیا اس لئے وہ اللہ کی دی ہوئی حرمت کی وجہ سے قیامت تک حرمت والا رہے گا بے شک اللہ تعالیٰ نے مکہ سے اصحاب فیل کو روک دیا لیکن اس نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو اہل مکہ پر غالب کر دیا اچھی طرح سمجھ لو کہ نہ مجھ سے پہلے خونریزی کسی کے لئے حلال ہوئی اور نہ بعد میں ہوگی میرے لئے بھی اسے دن کے کچھ حصے (ساعت) کے لئے حلال کر دیا گیا لیکن آج پھر اس کی حرمت ویسی ہی قائم ہو گئی ہے۔ جس طرح کل تھی کوئی شخص جو اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتا ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ یہاں خون بہائے یا یہاں کا کوئی درخت کاٹے۔

یہاں کا کانٹا نہ کاٹا جائے نہ شکار کو بھگایا جائے نہ یہاں کی گری پڑی چیز کو اٹھایا جائے ہاں اس کا اعلان کرنے والا اس کو اٹھا سکتا ہے نہ یہاں کی گھاس اکھیڑی جائے اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اذخر گھاس کے کاٹنے پر اس حکم کا اطلاق نہ کیا جائے کیونکہ یہ لوہاروں اور گھروں کی ضرورت کی چیز ہے اس کے جواب میں حضور ﷺ نے کچھ دیر کے لئے توقف کیا پھر فرمایا مگر اذخر گھاس کے کاٹنے کی اجازت ہوگی۔

پھر حضور ﷺ نے بنو خزاعہ کو تنبیہ کی اور فرمایا کہ جو قتل تم نے کیا ہے میں اس کی دیت ضرور ادا کروں گا اگر آج کے بعد کسی نے کوئی قتل کیا تو مقتول کے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ قاتل کا خون بہائیں یا اس سے دیت لیں۔

(سیرۃ الرسول، از ڈاکٹر طاہر القادری، جلد ۸ صفحہ ۶۸۲)

Marfat.com

بت کدوں کو مسمار کرنے کا حکم

۱۔عزیٰ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عزیٰ کے مشہور بت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے نخلہ کی طرف بھیجا یہ نخلہ میں ایک مکان میں تھا آپ نے اس مکان کو بھی مسمار کر دیا اور بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لوٹ کر آ گئے۔آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے کوئی چیز دیکھی۔انہوں نے عرض کی کہ نہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دوبارہ لوٹ کر جاؤ یہ پھر گئے تو دیکھا کہ ایک کالے رنگ کی عورت بال کھولے واویلا کرتے ہوئے اس مکان سے نکلی۔آپ نے اسے قتل کر دیا اور واپس آ کر عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عزیٰ تھی اب کبھی اس کی پرستش نہیں کی جائے گی۔

۲۔سواع

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواع بت کو مسمار کرنے کے لئے حضرت عمرو بن عاص کو روانہ فرمایا۔وہاں اس بت کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔اس نے کہا کہ بہ خود اپنا دفاع کرے گا آپ نے فرمایا کہ نادان تم ابھی تک باطل پر آڑے ہوئے ہو۔یہ نہ کچھ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے آپ نے اس بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے آپنے خدا کا انجام دیکھ کر یہ خادم ایمان لے آیا۔

۳۔مناۃ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعید بن زید الاسہل رضی اللہ عنہ کو بیس سواروں کے ساتھ چوبیس رمضان کو اس بت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لئے بھیجا آپ اس کے پاس پہنچے تو اس بت سے ایک عریاں عورت جو سیاہ فام تھی اور بال بکھرے ہوئے تھے نکلی آپ نے اس کو قتل کر دیا اور بعد میں اس بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

(عیون الاثر فی فنون المغازی،الشمائل السیر جلد ۲ صفحہ ۱۸۴،۱۸۵)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار

انصار مدینہ نے دل میں خیال کرنا شروع کر دیا کہ اب مکہ فتح ہوگیا ہے اور شاید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو چھوڑ کر یہیں اقامت نہ اختیار فرمالیں۔آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان وسوسوں سے اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرما دیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہو کر اپنے

Marfat.com

ارد گرد کے انصار سے فرمایا کہ میں اس خیال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں تمہیں چھوڑ کر یہاں آباد ہو جاؤں میری زندگی اور میری موت تمہارے ساتھ ہوگی۔"

اور فرمایا کہ اگر ہجرت نہ ہوئی تو میں انصار کے قبائل کا فرد ہوتا اگر انصار ایک وادی میں چلیں اور دوسرے لوگ دوسری وادی میں چلیں تو میں اپنے لئے اس وادی کو اختیار کروں گا جس میں انصار چل رہے ہوں گے"۔

حضور ﷺ کے ارشادات کو سن کر تمام انصار میں زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی اور خوشیوں سے ان کے دل بھر گئے۔

عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ نے عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ کا والی بنایا۔ ان کی عمر اس وقت صرف اکیس سال تھی۔

آقا ﷺ نے انہیں فرمایا۔

"اے عتاب کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کن لوگوں پر مقرر کیا ہے پھر فرمایا کہ میں نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں پر والی مقرر کیا ہے۔ اگر میری نظر میں تم سے بہتر کوئی اور آدمی ہوتا تو میں اسے مقرر فرماتا اب جاؤ اور اپنے فرائض انجام دو میں نے اللہ کے خاص بندوں پر تمہیں والی مقرر کیا ہے میں نے اللہ کے خاص بندوں پر تمہیں والی مقرر کیا ہے تین مرتبہ فرمایا۔ ان کا ایک درھم یومیہ مقرر فرمایا گیا۔ حضرت عتابؓ کافروں کے لئے بہت سخت اور مسلمانوں کے لئے بہت نرم تھے امامت کے فرائض بھی ان کو سونپے گئے اس کے علاوہ حضرت معاذ بن جبلؓ کو مکہ میں معلم کی حیثیت سے متعین فرمایا۔ فتح مکہ کے پہلے دو دن کے اندر اندر دو ہزار قریشیوں مکہ کے باشندوں نے اسلام قبول کیا۔ ہر آدمی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آگے سے گزرتا، کلمہ شہادت پڑھتا اور ساتھ آئندہ زنا یعنی بدکاری سے بھی توبہ کرتا۔ کیوں کہ مکہ میں پہلے بدکاری عام تھی۔

فتح مکہ کے بعد

حضور ﷺ نے فتح مکہ کے بعد پندرہ روز تک مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا۔ کعبہ شریف میں اس وقت چار سو بیس مثقال سونا موجود تھا۔ حضور ﷺ نے اسے بیت اللہ شریف پر ہی خرچ کرنے کا حکم فرمایا۔ آج کے دور میں جب لوگ کسی علاقہ کو فتح کر لیتے ہیں تو وہاں قسم قسم کی محافل سجتی ہیں۔ قتل عام کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ انسانی خون ارزاں ہو جاتا ہے۔ املاک کو نذر آتش کر دیا جاتا ہے۔ کھیتوں کو برباد کر دیا جاتا ہے دشمن کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا جاتا ہے ان کے عورتوں اور بچوں کو سولی چڑھا دیا جاتا ہے پھر بھی ان کی آتش انتقام ٹھنڈی نہیں ہوتی تو حوا کی بیٹیوں کے ساتھ وہ وحشیانہ سلوک کیا جاتا ہے کہ آسمان بھی کانپ جاتا ہے۔

Marfat.com

آج مسلمان بزور شمشیر مکہ مکرمہ پر قابض ہوئے تھے۔ چاہتے تو کفار کے خون سے مکہ کی گلیوں کو رنگین کر سکتے تھے لیکن عام معافی کا اعلان کر دیا گیا اور کسی سپاہی کی بھی اتنی جرأت نہ ہوئی کہ کسی کو انگلی بھی لگا سکے یا کسی کی املاک کو لوٹ سکے نہ کسی املاک کو آگ لگائی گئی بلکہ اپنی املاک جو مہاجرین کی یہاں تھی جو کفار نے زبردستی ان پر قبضہ کر رکھا تھا اس سے بھی کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ اِن کو بھی جوں کی توں انہی کے پاس ہی رہنے دیا گیا کسی عورت کی چادر کی طرف بھی کسی سپاہی کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اسی لئے اہل مکہ کو "طلق" یعنی آزاد کہتے ہیں۔ اور یہ آزادی حضور ﷺ کی عطا کردہ ہے جو کہ قیامت تک کے انسانوں کے لئے رسول اور نبی اور رحمت اللعالمین ﷺ بنا کر بھیجے گئے ہیں اور جن کو آخری کتاب قرآن پاک دیا گیا ہے۔ تاکہ لوگ اس کو بار بار پڑھ پڑھ کر اور غور کر کے اپنا قبلہ درست کرتے رہیں۔ (سیرت الرسول ۸۔ ۶۸۲۔ ۶۸۱۔ ڈاکٹر طاہر القادری)

مباح الدم مجرمین

حضور ﷺ نے بعض لوگوں کو اُن کے سنگین جرائم کے نتیجے میں مباح الدم (یعنی قتل کے قابل) قرار دے دیا۔ لیکن پھر بھی ان میں سے جو کوئی حضور ﷺ کے دامن رحمت کی طرف لپکا۔ تو حضور ﷺ نے اس کی خطائیں معاف فرماتے ہوئے اس کو اپنے دامن رحمت میں چھپا لیا۔ اہل سیر نے ان کی تعداد پندرہ بتائی ہے بعض کے نزدیک سترہ بھی ہے۔ ان میں۔ ۱۔ عبداللہ بن ابی سرح۔ ۲۔ عبداللہ بن حنطل۔ ۳۔ ۴۔ دو کنیزیں۔ ۵۔ عکرمہ بن ابی جہل۔ ۶۔ حویرث بن نقید۔ ۷۔ مقیس بن سبابہ نیشی۔ ۸۔ ہبار بن اسود۔ ۹۔ کعب بن زبیر۔ ۱۰۔ حارث بن ہشام۔ ۱۱۔ زبیر بن ابی اُمیہ۔ ۱۲۔ سارہ۔ ۱۴۔ صفوان بن امیہ ۔ ۱۴۔ ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان۔ ۱۵۔ وحشی۔ (سیرۃ الرسول از ڈاکٹر طاہر القادری جلد ۸ صفحہ ۶۷۲)

عبداللہ بن ابی سرح

یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا۔ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو کر مدینہ سے چلا گیا۔ یہ حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں نعوذ باللہ ہرزہ سرائی کیا کرتا تھا اس لئے حضور ﷺ نے اس کے قتل کا حکم جاری فرما دیا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس معافی کے لئے آیا۔ آپ نے اسے چھپا دیا اور پھر حضور ﷺ کے پاس لے کر آئے۔ حضور ﷺ نے اس کو معاف کرنے سے انکار فرما دیا لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اتنا اصرار فرمایا کہ آپ کی بات کو حضور ﷺ رد نہ فرما سکے اور اس کو معاف فرما دیا اس کے بعد ان کا اسلام بہت اچھا ہو گیا انہوں نے مسلمانوں کی جنگوں میں حصہ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سعید مصر کے علاقہ میں گورنری دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں مصر کے علاقے میں ولایت دی۔ ۵۷ یا ۵۹ سال کی عمر میں صبح کی نماز پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے کے فوراً بعد داعی حق کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

Marfat.com

۲۔عبداللہ بن حنطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ ایمان لانے کے بعد مرتد ہوگیا تھا۔اس کا اصل نام عبدالعزی تھا۔حضور ﷺ نے اس کے اسلام لانے کے بعد اس کا نام عبداللہ لکھا اور اس کو بعض قبائل کی طرف صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا گیا۔راستے میں اس نے اپنے ساتھ انصاری جو حضور ﷺ نے اس کے ساتھ اس کی مدد کے لئے بھیجے تھے کو اتنی سی بات پر قتل کر دیا کہ انہوں نے اس کے لئے بروقت کھانا کیوں نہیں بنایا اور سو کیوں رہے۔اور خود یہ مرتد ہو کر مکہ مکرمہ واپس آ گیا یہ شاعر تھا اس نے حضور ﷺ کے متعلق ہجویہ اشعار لکھنے شروع کر دیئے اس کی دو کنیزیں ان کو لہک لہک کر پڑھا کرتی تھیں فتح مکہ کے دن اس نے قسم کھائی کہ میں بزور شمشیر محمد (ﷺ) کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔اس نے زرہ پہنی ہتھیار سجائے اور گھوڑے پر بیٹھ کر مقابلے کے لئے آ کھڑا ہوا۔لیکن اسلام کے لشکروں کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے اور بھاگ کر حرم شریف میں آ گیا اور زرہ اور ہتھیار وغیرہ اتار کر گھوڑے کو چھوڑ کر کعبہ شریف کے غلاف میں چھپ گیا۔کسی نے حضور ﷺ کو عبداللہ بن حنطل کے متعلق بتایا کہ یہ کعبہ کے غلاف میں چھپا ہوا ہے حضور ﷺ اسے قتل کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ کعبہ کسی مجرم بدکار کو پناہ نہیں دیتا اور نہ حد قائم کرنے سے روکتا ہے چنانچہ سعید بن حریث اور ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہم نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

۳،۴۔دو کنیزیں

اس کی دو کنیزیں جو تھیں ان میں سے ایک کو قتل کر دیا گیا۔دوسری نے معافی مانگ لی اور ایمان لے آئی اسے معاف کر دیا گیا۔

۵۔عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ

اس نے مسلمانوں کے خلاف بہت سی جنگیں لڑی تھیں۔اور فتح مکہ کے موقع پر بھی اس نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دستے کے ساتھ مزاحمت کی لیکن شکست کھا کر سمندر کی طرف بھاگ نکلا۔اس نے ارادہ کیا کہ سمندر میں ڈوب کر مر جائے گا یا یمن کی طرف جا نکلے گا۔راستہ میں اس کی کشتی کو سمندر کے طوفان نے آ لیا۔اس نے اپنے بتوں لات وہبل کو پکارا۔کشتی والوں نے اسے کہا کہ یہاں لات وہبل کی نہیں چلتی۔یہاں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارو وہی اس کشتی کو اس طوفان سے بچا سکتا ہے۔

اس نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر سمندر میں یہ لات وہبل کام نہیں آ سکتے تو پھر یہ خشکی پر بھی کام نہیں کر سکتے۔اس نے منت مانگی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ بچا لیا تو یہ اپنا ہاتھ حاضر ہو کر حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ میں دے دے گا مجھے یقین ہے کہ میں انہیں معاف کرنے والا۔بخشنے والا کریم پاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس پر کرم فرمایا اور اس کو نجات مل گئی۔ادھر اس کی بیوی ام حکیم جو مسلمان ہوگئی تھی آقا ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئی اور عکرمہ کی جان بخشی کی درخواست پیش کی۔حضور ﷺ نے اسے قبول فرمایا اور عکرمہ کو امان عطا فرما دی۔

Marfat.com

اس کی بیوی حضور کی طرف سے عکرمہ بن ابی جہل کے لئے امان لے کر ساحل کی طرف چلی بھی یہ ساحل پر بخیریت لوٹ آیا۔ساحل پر دونوں کی ملاقات ہوگئی۔اس کی بیوی نے اسے کہ اکہ میں ایک ایسے شخص کی بارگاہ سے آئی ہوں جو تم سب میں زیادہ نیکو کار اور سراپا خیر ہیں تم اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو اور میرے ساتھ آپ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں چلو یہ یہاں سے حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں پہنچنے کے لئے چل پڑا۔

ادھر حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ عکرمہ تمہارے پاس آنے والا ہے تم اس کے سامنے اس کے باپ کو برا نہ کہنا۔کیونکہ مرے ہوئے کو برا بھلا کہنے سے اس کے رشتہ داروں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

اتنی دیر میں عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھ حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں آ پہنچا۔آقا ﷺ کی شان کریمی کہ ابو جہل کے بیٹے کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ور اپنی چادر مبارک اتار کر اس پر ڈال دی اور فرمایا۔

مَرْحَبًا بِمَنْ جَاءَ مُؤْمِنًا مُهَاجِرًا۔

میں اس شخص کو خوش آمدید کہتا ہوں جو ایمان لایا اور ہجرت کر کے میرے پاس آیا۔

عکرمہ بولا کہ اس عورت نے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ نے مجھے امان عطا فرمادی ہے اس کی بیوی ام حکیم نے اس وقت نقاب ڈالا ہوا تھا۔حضور ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے تجھے امان ہے اس نے پوچھا کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس امر کی دعوت دیتا ہوں کہ تم یہ گواہی دو کہ لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔نماز قائم کرو۔زکوٰۃ ادا کرو وغیرہ اس نے کہا کہ آپ کی دعوت سراپا خیر ہے آپ دعوت نبوت سے پہلے بھی سچ بولنے والے تھے اور دعوت نبوت کے بعد بھی سچ بولنے والے ہیں۔

اس نے عرض کی کہ اور کیا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ کہو کہ اس بات پر اسلام لائے ہو کہ اسلام کے مجاہد ہو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے ہو ان امور پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بناؤ اور تمام لوگ جو یہاں حاضر ہیں ان کو گواہ بناؤ۔

عکرمہ نے اسی طرح کیا اور کہا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

یہ کہہ کر فرط حیا سے اپنا سر نیچے کر لیا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا اسلام بہت شاندار ہوا۔اور انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر بہت سی جنگوں میں حصہ لیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر مرتدین اور نبوت کے جھوٹے مدعیوں کے خلاف لڑے۔رومیوں کے ساتھ جہاد میں حصہ لیا۔یہ بڑے سرداروں میں سے تھے۔

شام میں جتنی فتوحات ہوئیں ان میں انہوں نے کارہائے نمایاں ادا کئے۔یہ ہر وقت جہاد میں شریک رہتے تھے اور واپس لوٹ کر نہیں آتے تھے یہ جب بھی کلام پاک کی تلاوت کے لئے قرآن پاک کھولتے تو ان پر غشی طاری ہو جاتی تھی اور یہ

Marfat.com

فرماتے تھے کہ یہ میرے رب کا کلام ہے۔ هُوَ كَلَامُ رَبِّي۔ یہ میرے رب کا کلام ہے۔

سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں حمص شہر کو رومیوں سے چھڑانے کے لئے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ان سے شدید جنگ کی اور بڑی بہادری اور جوانمردی سے لڑتے رہے کہ رومیوں کے بہت بڑے بطریق نے جس کا نام ہربیس تھا۔ نے اچانک آپ کے سینے میں نیزے کو گھونپ دیا اور آپ نے اپنی جان اپنے خدا کے لئے سپرد کر دی۔ شہادت سے پہلے آپ نے فرمایا کہ میں آہو چشم حوریں دیکھ رہا ہوں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس بطریق کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (ضیاء النبی ۴۔ ۴۵۷۔ ۴۵۶ از پیر کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

۶۔ حویرث بن نقید بن وہب

یہ شخص مکہ میں مسلمانوں کو سخت تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ام کلثوم کو لیکر مدینہ منورہ کی طرف چلے تو یہ راستے اُنہیں مل گیا اور اس نے اپنی لاٹھی سے ان کے کجاوں کو کچوکے دیئے اونٹ بدک گیا اور حضور ﷺ کی لخت جگر لاڈلی بیٹیاں زمین پر گر گئیں۔ فتح مکہ کے دن سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

(رحمت دارین ۶۷۸)

۷۔ مقیس بن صبابہ لیثی

فتح مکہ کے دن اس کو نمیلہ بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا کیوں کہ اس نے اپنے بھائی کے قتل میں جو کہ بھول کر ایک انصاری سے قتل ہوا تھا اور حضور علیہ السلام سے اس نے دیت بھی لے لی تھی۔ باوجود اس انصاری کو قتل کر دیا تھا اور بھاگ کر مکہ چلا گیا تھا اور اپنے دین سے منحرف ہو گیا تھا۔ (رحمت دارین صفحہ ۶۷۷)

۸۔ ہبار بن اسود

حضور ﷺ نے اسے بھی مباح الدم (واجب القتل) قرار دے دیا تھا یہ حضور ﷺ کی شان میں (نعوذ باللہ) ہجو کیا کرتا تھا۔ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آ رہی تھیں تو اس نے بھی اپنے عصا کے ساتھ اُن کے اونٹ کی بغلوں میں کچوکے لگائے اونٹ نے بدک کر ان کو گرا دیا آپ کا حمل ضائع ہو گیا اپ بیمار ہو گئیں اور اس بیماری میں آپ نے وفات پائی۔

یہ بھی بھاگ گیا تھا آقا ﷺ جب جعرانہ کے مقام پر تشریف فرما تھے تو یہ اچانک آ حاضر ہوا حضور علیہ السلام نے لوگوں کے بتانے پر فرمایا کہ میں نے اسے دیکھ لیا ہے ایک صحابی اس کا کام تمام کرنے کے لئے اٹھے تو آقا ﷺ نے انہیں بٹھا دیا۔ یہ حضور ﷺ کی خدمت دست بستہ کھڑا ہو گیا اور عرض کی اسلام علیک یا نبی اللہ۔

Marfat.com

اَشْهَدُ اَن لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّكَ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

اس نے عرض کی کہ حضور کی عفو و کریمی کا سن کر میں آپ کے پاس آ حاضر ہوا ہوں ورنہ میرا ارادہ عجمیوں کے ملک میں بھاگ جانے کا تھا۔ حضور ﷺ میری تمام باتیں جو میں نے آپ کی دل آزاری میں کیں۔ میں ان کا اعتراف کرتا ہوں۔ اپنی ساری غلطیوں کا اعتراف کرتا ہوں اور سچے دل سے آپ سے معافی کا طلبگار ہوں۔ آپ سراپا رحمت ہیں مجھے معاف فرما دیجئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے ہبار میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے کہ اس نے اسلام قبول کرنے کی تجھے ہدایت عطا فرمائی اور جب انسان اسلام قبول کر لیتا ہے تو اسلام اس کی سابقہ بد کرداریوں اور خطاؤں کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔

سبحان اللہ حضور ﷺ کی کیا شان کریمی ہے کہ اپنی پیاری بیٹی کو سخت تکلیف دینے والے اور اس کی موت کا باعث بننے والے اور حضور ﷺ کی شان پاک میں نعوذ باللہ ہجو کرنے والے ہبار بن اسود کو بھی معاف فرما دیا۔

۹۔ کعب بن زہیر المزنی

ان کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے۔ یہ دونوں بھائی کعب اور بجیر تھے ان کے باپ کا نام زہیر تھا اس نے خواب دیکھی کہ آسمان سے ایک رسی لٹکائی گئی ہے لیکن وہ اس کو نہیں پہنچ سکا۔ اس نے خواب کی یہ تعبیر کی کہ نبی آخر زمان کے متعلق ہم اہل کتاب سے سنتے ہیں کہ ان کا زمانہ قریب ہے کہ میں اپنی زندگی میں ان تک نہیں پہنچ سکوں گا اس نے اپنے بیٹوں بجیر اور کعب کو وصیت کی کہ جب حضور ﷺ تشریف لائیں تو بغیر توقف کے فوراً اسلام قبول کر لیں۔

ایک دن یہ دونوں بھائی البرق الغراب نامی چشمہ جو کہ مدینہ طیبہ اور ربذہ کے درمیان بنی اسد کے علاقہ میں تھا کے پاس اپنی بکریاں چرا رہے تھے یہ کافی دیر سے حضور ﷺ کی مدینہ طیبہ آمد کے متعلق سن رہے تھے بجیر نے اپنے بھائی کعب سے کہا کہ تم بکریاں سنبھالو میں اس نبی (ﷺ) کے پاس ملاقات کے لئے جاتا ہوں اور اس دین کے بارے میں جو معلومات مجھے ملتی ہیں تجھے بھی ان سے آگاہ کرتا ہوں۔

جب بجیر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچا تو روئے اقدس کو دیکھتے ہیں آپ پر فدا ہو گیا اور اس کی ازلی سعادت سے اللہ نے اس پر جو احسان فرمایا ہوا تھا اس کی دستگیری کی گئی اور اس کا دل حضور ﷺ کو دیکھتے ہی نور سے منور ہو گیا اور وہ فوراً حضور ﷺ پر ایمان لے آیا۔ اور کلمہ طیبہ لا الہ الا محمد رسول اللہ پڑھ لیا اس نے اپنے بھائی کو اپنے مسلمان ہونے کے متعلق بتایا تو اس کے دل کی سختی نے اس کو باز رکھا اور شقاوت قلبی کی وجہ سے اس نے حضور ﷺ کے متعلق ہجو یا اشعار لکھ کر اپنے بھائی کو بھیجے انہوں نے یہ اشعار حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے اس وقت بے شمار قادر الکلام شعراء تھے جن میں سے ایک

Marfat.com

کعب بھی تھا۔

حضور ﷺ نے اس کے قتل کے متعلق حکم جاری فرمادیا۔

کعب کو جب اپنی موت کی فکر لگی تو دنیا اس پر تاریک ہوگئی۔

اس کے بھائی کو اس پر ترس آ گیا اس نے اس کی طرف لکھا کہ اگر تو زندہ رہنا چاہتا ہے تو سچے دل سے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی طلب کر کے مسلمان ہو جا کیونکہ حضور ﷺ کے پاس جو معافی کے لئے حاضر ہوتا ہے آقا ﷺ اس کو معاف فرمادیتے ہیں۔

قبیلہ جہنیہ کا مدینہ منورہ میں اس کا ایک دوست رہتا تھا یہ اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کوئی طریقہ بتاؤ کہ حضور ﷺ کے سامنے پیش ہوں تو آپ مجھے معاف فرمادیں۔

اس کے دوست نے اسے بتایا کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے رحم دل ہیں اور حضور ﷺ ان کی بات بھی مانتے ہیں یہ کعب کو ساتھ لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور سارا ماجرہ سنایا۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے حضرت ابوبکر صدیق نے بیعت اور معافی کی درخواست پیش کی۔

کریم آقا ﷺ نے اس کو فوراً معاف فرمادیا۔ یہ اسلام لے آئے حضور ﷺ نے ان کو ہاتھ بڑھا کر بیعت فرمالیا۔

اسلام لانے کے بعد حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قصیدہ حضور ﷺ کی شان میں بیان کیا۔ جس کے ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ حضور رسول کریم ﷺ تو وہ نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور یہ اللہ کی تلواروں سے ایک بے نیام تلوار ہیں۔

حضور ﷺ نے اس شعر کو بہت پسند فرمایا اور اپنی چادر مبارک اتار کر ان کو پیش کی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں یہ چادر دس ہزار درھم کے عوض ان سے لینا چاہی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ ان کے وصال کے بعد ان کے وارثوں سے آپ نے حضور ﷺ کی چادر مبارک بیس ہزار درھم کے عوض خرید کی اور تمام بادشاہوں کو ان کے اقتدار سنبھالنے کے وقت یہ چادر اڑھائی جاتی رہتی۔ لیکن فتنہ تاتار کے وقت یہ چادر گم ہوگئی۔

۱۰۔۱۱۔ حارث بن ہشام المخزومی اور زہیر بن ابی امیہ

حارث بھی ہشام المخزومی ابوجہل کا سگا بھائی تھا۔ اس کو حضور ﷺ نے قتل کا حکم صادر فرمادیا تھا۔

دوسرا شخص زہیر بن امیہ تھا اس کے متعلق بھی آقا ﷺ نے قتل کا حکم ارشاد فرمایا ہوا تھا۔ یہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا سگا بھائی تھا۔

Marfat.com

فتح مکہ کے موقع پر یہ دونوں ام ہانی رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن کے گھر میں چھپ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنا چاہا لیکن انہوں نے ان دونوں کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ اور حضور ﷺ سے عرض کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمہاری پناہ ہماری پناہ ہے۔ حضور ﷺ نے ان کو معاف فرما دیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی ان کی سفارش آقا ﷺ سے کی تھی یہ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر آپ پر ایمان لے آئے اور نور اسلام سے ان کے دل منور ہو گئے۔

۱۲۔ سارہ

حضور ﷺ نے اس کو بھی واجب القتل قرار دے دیا تھا یہ بنی مطلب بن عبد مناف کی کنیز تھی جو کہ گانے والی تھی اسی عورت کے ذریعہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ پر حملہ کے بارے میں اہل مکہ کو مطلع کرنا چاہا تھا کہ یہ پکڑی گئی اس نے حضور ﷺ کے آگے اپنی تنگ دستی کا شکوہ پیش کیا۔ حضور ﷺ اسلام نے اس کو ایک اونٹ غلہ سے لدا ہوا مرحمت فرمایا۔ اس عورت نے حضور ﷺ کے احسان کا بدلہ یہ دیا کہ مکہ جا کر ابن خطل کے ہجویہ اشعار آقا ﷺ کے متعلق گا گا کر کفار مکہ سے داد وصول کرتی رہی۔

فتح مکہ کے دن یہ چھپ گئی اور کسی کے ہاتھ حضور ﷺ کی خدمت میں امان کی طلبگار ہوئی۔ حضور ﷺ نے اس کو امان عطا فرما دی۔ یہ حاضر ہوئی اور سچے دل سے حضور ﷺ پر ایمان لے آئی۔

۱۳۔ صفوان بن اُمیہ

حضور ﷺ نے اسے بھی مباح الدم یعنی واجب القتل قرار دے دیا تھا کیونکہ یہ اسلام اور حضور ﷺ جو داعی اسلام تھے کا زبردست مخالف تھا۔ مکہ مکرمہ میں بھی یہ حضور ﷺ اور ان کے حواریوں کو ہر وقت ستاتا رہتا تھا اور ہجرت کے بعد بھی اس کی شرارتوں میں کوئی فرق نہیں ایا تھا اس کا باپ امیہ بھی۔ اسلام کا سخت دشمن تھا۔

فتح مکہ کے روز یہ بھاگ کر ساحل سمندر کی طرف چلا گیا تا کہ سمندر میں کود کر خودکشی کر سکے۔ اس کے چچا کا بیٹا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ جو کہ مسلمان ہو گیا ہوا تھا آقا ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور ﷺ نے ہر سرخ و سیاہ کو امان دے دی ہے۔ اور اس کی معافی کے لئے امان طلب کی کریم آقا ﷺ نے اس کو امان عطا فرما دی۔

عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضور کوئی نشانی عطا فرمائی جائے کیونکہ میں نے اس کو پہلے بھی آنے کے لئے کہا تھا لیکن وہ ڈرتا ہے کہ کہیں قتل نہ کر دیا جائے اس لئے پہلے بھی اس نے کہا تھا کہ کوئی ایسی نشانی مجھے لا کر دو جو میں پہنچانتا ہوں۔

کریم آقا ﷺ نے اس جیسے بدکردار شخص کے لئے اپنے سر مبارک کا جبہ مبارک بھیجا تا کہ وہ اس کو پہچان لے اور واپس چلا آئے۔

Marfat.com

حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ اپنے چچا کے لڑکے کے لئے حضور ﷺ کا جبہ مبارک لے کر ساحل سمندر پر پہنچے۔ اس نے آپ کو دیکھتے ہی کہا کہ جاؤ میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میں ایک ایسے کریم النفس شخص (ﷺ) کے پاس سے تمہارے پاس آیا ہوں جو تمام لوگوں سے افضل ہیں اور میں تمہارے پاس آپ ﷺ کی نشانی بھی لے کر آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے تم کو امان عطا فرمادی ہے پھر انہوں نے حضور ﷺ کا جبہ مبارک نکالا اور اسے دکھایا۔

صفوان نے حضور ﷺ کے جبہ مبارک کو پہچان لیا۔ اور حضرت عمیرؓ کے ساتھ حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوگیا۔

صفوان بن امیہ نے عرض کی کہ اس شخص نے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے امان عطا فرمادی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا ہے۔

اس نے عرض کی کہ مجھے دو ماہ کی مہلت عطا فرمائی جائے۔ حضور ﷺ نے اسے چار ماہ کی مہلت عطا فرمادی۔

غزوہ حنین کی تیاری کے سلسلے میں حضور ﷺ نے اس سے چالیس ہزار درہم بطور قرضہ لیے اور جو زرہیں اس کے پاس تھیں وہ بھی عاریتاً اس سے لیں اس نے عرض کی کہ کیا یہ سارا مال بھی آپ مجھ سے لینا چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ تجھے واپس کیا جائے گا اور اگر کوئی زرہ ضائع ہوئی تو اس کی تجھے قیمت ادا کی جائے گی یہ غزوہ حنین میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک ہوا۔ فتح حنین کے موقع پر اس کو ایک سو اونٹ مرحمت فرمائے پھر ایک سو اونٹ اور دیے پھر ایک سو اونٹ اور عطا فرمائے۔ دو پہاڑوں کے درمیان بھیڑ بکریوں سے بھری ہوئی وادی تھی یہ اس کو للچائی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہیں یہ پسند ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اسے تجھ کو دے دیا یہ بے ساختہ پکار اٹھا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰه۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اس نے مزید کہا کہ کوئی بادشاہ اتنی خوشی سے کسی کو اتنا زیادہ نہیں دے سکتا۔ آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ہیں اور وہ دل سے حضور ﷺ پر ایمان لے آیا۔

وہ کہا کرتا تھا کہ حضور ﷺ کی سب سے زیادہ میرے دل میں دشمنی تھی وہ مجھے دیتے گئے دیتے گئے دیتے گئے حتیٰ کہ سب سے زیادہ وہ مجھے محبوب بن گئے۔

یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنی جان کے دشمنوں، اسلام کے دشمنوں اور اللہ وحدہ لاشریک کی شان پاک میں شریک بنانے والوں کو بھی معاف فرمادیا۔

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ ہم گناہ گاروں' روبہ سیاہ جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی شان پاک کے قابل کوئی بھی نیکی نہیں اللہ تعالیٰ سے مغفرت لے دیں تا کہ اس کی بارگاہ عالیہ میں ہم بھی سرخرو ہو جائیں۔ یارسول اللہ ﷺ آپ اتنے کریم ہیں تو آپ کا رب کتنا کریم ہو گا لیکن اس کے کرم کی خیرات ہمیں آپ علیہ السلام کے صدقے ہی مل سکتی ہے ہم گناہ گاروں کو اپنی محبت کی لذت عطا فرمائیں جس کی مٹھاس ہر وقت دل میں محسوس ہوتی رہے۔

جس کی چاشنی سے جسم مہکتا رہے اور ہماری آنکھوں کو ہر دم اپنے دیدار سے منور فرماتے رہیں اور ہمارے دل میں ایک ایسا روشن دان بنا دیں۔ کہ اس سے جھانک کر ہر دم آپ ﷺ کی زیارت سے بہرہ یاب ہوتیں رہیں اور یارسول اللہ ﷺ ہم گناہ گاروں کے دلوں میں اپنا بسیرا فرمالیں نہ ہم اس قابل ہیں نہ ہمارے دل اس قابل ہیں لیکن آپ ﷺ تو گناہ گاروں کے لئے سراپا رحمت ہیں اور اگر آپ ہمیں نہیں سنبھالیں گے تو ہم اور کس کے در پر جائیں گے ہماری کون سنے گا۔

یارسول اللہ ﷺ امت مسلمہ کی کشتی ہچکولے کھا رہی ہے اور خدا اور آپ ﷺ کے دشمن لوگوں کی بے رحم نگاہیں اور ہاتھ اس کو ڈبونے کے درپے ہیں اور نہ ہمارے عملوں اور نہ ہم میں اتنی طاقت ہے کہ ہم خود اس کو سنبھال سکیں۔

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اِسمع قالنا
اننی فی بحر غم من مغرق
خذیدی سهلنا اشقالنا

یارسول اللہ ﷺ جدھر دیکھتے ہیں تو ہر طرف آپ علیہ السلام کا جمال پاک ہی نظر آتا ہے اور یہ کاروبار کائنات آپ علیہ السلام کی وجہ سے ہی چل رہا ہے۔

احقر العباد
محمد نثار النبی بن محمد ریاض بن محمد چراغ

۱۴۔ ہندہ بن عتبہ زوجہ ابوسفیان رضی اللہ عنہم

اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس کو بھی حضور ﷺ نے اپنی شان کریمی میں جگہ عطا فرما کر معاف کر دیا اور یہ بھی سچے دل سے ایمان لے آئی۔

۱۵۔ وحشی بن حرب

یہ وہی شخص ہے جس نے حضور ﷺ کے سگے چچا اور اسلام کے شیر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا تھا حضور علیہ السلام اپنے چچا سے بہت زیادہ محبت فرماتے تھے۔

Marfat.com

فتح مکہ کے دوران یہ بھاگ کر طائف چلا گیا۔ حضور ﷺ نے غزوہ حنین کی فتح کے بعد جب طائف کا رخ کیا تو یہ اس وقت وہاں ہی تھا۔ اور جب طائف کے سرداروں نے اپنا شہر حضور ﷺ کے حوالے کرنے کے لئے اپنا وفد آقا ﷺ کی بارگاہ میں روانہ کیا تو اس نے شام یا یمن یا کسی اور ملک چلے جانے کا سوچا اس دوران کسی نے اس کو بتایا کہ جو آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر اسلام قبول کر لے۔ آقا ﷺ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔

یہ حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں پناہ لینے کے لئے چل پڑا اور اچانک حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

حضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو وحشی ہے اس نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے (حضرت) حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا واقعہ سناؤ۔

اس نے تمام واقعہ بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم جب بھی میرے پاس آؤ تو اپنے چہرے کو مجھ سے چھپائے رکھنا۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں انہوں نے مسلمہ کذاب کے خلاف جنگ لڑی اور اپنے اِسی حربے سے جس سے انہوں نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا سے مسلمہ کذاب کو قتل کیا یہ کہا کرتے تھے کہ میرے گناہ کی تلافی شاید مسلمہ کذاب کو قتل کرنے سے ہو جائے۔ (ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۴۵۱ تا ۴۶۷) (رحمت دارین صفحہ ۶۷۷ تا ۶۸۰)

اللہ جل شانہٗ کی شانِ کریمی

سبحان اللہ کیا حضور ﷺ کی شان کریمی ہے کہ اپنے چچا کے قتل کو بھی معاف فرما دیا اللہ کی رحمت کے اگر سو حصے تصور کئے جائیں تو اس دنیا میں اس کی رحمت کے صرف ایک حصے کا ظہور ہوا ہے جس سے ہر کوئی دوسرے سے محبت کرتا ہے ماں بچے سے محبت کرتی ہے چاند سورج ستارے ایک دوسرے کے گرد اسی محبت کی وجہ سے پھر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ جب اس محبت کو قیامت کے دن بھی اپنی طرف پھیر لیں گے تو قیامت قائم ہو جائے گی تمام نظام درہم برہم ہو جائے گا اور ہر طرف نفسا نفسی کا دور قائم ہو جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ کی آواز حشر کے میدان میں گونجے گی۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ۔

ترجمہ: آج کس کی بادشاہی ہے۔

تو کوئی نہیں بولے گا ہر طرف خاموشی ہی خاموشی ہو گی کتنی ہی دیر جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے یہ آواز گونجتی رہے گی پھر کافی دیر کے بعد اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائیں گے۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ آج صرف اکیلے خدائے قہار کی بادشاہی ہے۔ اور پھر لوگ سفارش کے لیے چیدہ چیدہ انبیاء کرام کے پاس جائیں گے۔ لیکن ہر کوئی معذرت کرے گا۔ اور جب ہر طرف سے تمام لوگ

Marfat.com

پھر پھرا کر حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں آئیں گے تو حضور ﷺ فرمائیں گے کہ ہاں میں ہی تمہاری شفاعت کروں گا مخلوق کو ادھر ادھر پھرانے سے بھی اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ لوگوں کو حضور ﷺ کی شان پاک سے آگاہی ہو جائے۔

اور جب حضور ﷺ کا سر مبارک اللہ تعالیٰ اپنے قدموں میں سجدہ ریز دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا غضب رحمت میں بدل جائے گا اور جب حکم ہو گا کہ حساب کے لئے کوئی آدمی پیش کیا جائے گا تو اس ذات پاک کے آگے جانے سے ہر کوئی ڈرے گا اور حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیش کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو دیکھنے سے اور زیادہ جوش میں آ جائے گی۔

اور حضور ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سو کے سو حصے مخلوق پر نچھاور فرما دیں گے۔

تو اس وقت کوئی بد بخت ہی ہو گا کہ جس کو حضور ﷺ کے خدا کی رحمت سے حصہ نہ ملے ورنہ حضور ﷺ کو حکم ہو گا کہ جس کی دل میں ایک رائی زرہ رہ برابر بھی ایمان ہے اس کو بھی دوزخ سے نکال لیجئے۔ اور اُس وقت شفاعت عام کر دی جائے گی اور دوسرے نیک لوگوں کو بھی شفاعت کا اختیار حضور علیہ السلام کے صدقے میں دے دیا جائے گا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

۱۶۔۱۵۔ ابولہب کے بیٹے

ابولہب کے دو بیٹے عتبہ اور معتب تھے حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کو لانے کے لئے فرمایا جب یہ حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا یہ دونوں سچے دل سے ایمان لے آئے حضور ﷺ ان کو ساتھ لے کر ملتزم (باب کعبہ) پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور حضور ﷺ کا چہرہ مبارک فرط مسرت سے کھل اٹھا سبحان اللہ کیا چہرے مبارک کی تازگی ہو گی اور کون کون اس کی زیارت کر رہا ہوں گا۔

من بندہ آں روے کہ دیدن نہ گزارن
دیوانہ زُلفے کہ کشیدن نہ گزارن

میں اس حسین مکھڑے کا غلام ہوں دیوانہ ہوں کہ جس کو دیکھنے کی مجھ میں تاب نہیں اور ان حسین زلفوں کا اسیر ہوں جن تک پہنچنے کی مجھ میں تاب نہیں۔

۱۷۔ سہیل بن عمرو

سہیل بن عمرو کے بیٹے حضرت عبداللہ پہلے مسلمان ہو گئے تھے انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں اپنے باپ کے لئے معافی اور امان کی درخواست پیش کی جو حضور ﷺ نے قبول فرمالی اور فرمایا کہ اسے چھپنے کی ضرورت نہیں سامنے آ

Marfat.com

جائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنی زندگی کی قسم سہیل بڑا دانشمند اور شریف النفس ہے اور سہیل جیسا آدمی زیادہ دیر اسلام کا انکار نہیں کرسکتا ہے جب حضور ﷺ کی باتیں سہیل بن عمرو کو پہنچیں تو کہنے لگا کہ حضور ﷺ جب بچپن میں تھے اس وقت بھی احسان فرماتے تھے اور جب بڑے ہوئے اس وقت بھی احسان فرماتے ہیں۔

اس نے فوراً اسلام قبول نہیں کیا بلکہ حالت کفر ہی میں حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شرکت کی اور آقا ﷺ فتح حنین کے بعد جب جعرانہ کے مقام پر تشریف فرما تھے تو اللہ تعالیٰ نے نور اسلام کی روشنی سے اس کے دل کو بھر دیا اور یہ سچے دل سے کلمہ طیبہ لا الہ الا محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

ان کا اسلام بہت اچھا ثابت ہوا اور حضور ﷺ کے وصال کے وقت جب کچھ لوگوں کی ایمان کی کشتی ڈگمگانے لگی تو یہ اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے انہوں نے بہت ایمان افروز خطبہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے یرموک کی جنگ میں بہادری کے بہت جوہر دکھائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہادت سے سرفراز فرمایا۔

۱۸۔ عثمان بن طلحہ کلید بردار کعبۃ اللہ

ان کا ذکر پیچھے کیا جا چکا ہے۔

شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ

یہ کفر پر بڑا سخت ڈٹا ہوا تھا اس نے اپنے دل میں تہیہ کیا ہوا تھا کہ چاہے ہر آدمی ایمان لے آئے میں ایمان نہیں لاؤں گا۔

جب مکہ فتح ہو گیا تو بنی ہوازن کی سرکوبی کے لئے جب آقا ﷺ روانہ ہوئے تو یہ ساتھ ہو لیا۔ شیبہ بن عثمان بیان کرتا ہے کہ میں اس لیے ساتھ روانہ ہوا کہ شاید کوئی موقع ملے تو آقا ﷺ کی (نعوذ باللہ) زندگی کا چراغ گل کر سکوں۔

اوطاس کے میدان میں جب پہلے پہل مسلمانوں پر سخت تیر اندازی کی گئی تو جب لوگ ادھر ادھر بھاگ گئے تو صرف چند لوگ ہی آقا ﷺ کے ساتھ رہ گئے۔

میں نے موقع کو غنیمت سمجھا اور حضور ﷺ کے نزدیک ہو گیا۔ دائیں طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف حضرت علی کرم اللہ وجہ تھے میں نے پیچھے سے وار کرنا مناسب سمجھا۔ حضور ﷺ اس وقت میرے بالکل نزدیک تھے میں نے آپ پر (نعوذ باللہ) وار کرنے کے لئے اپنی تلوار بے نیام کی اور وار کرنے لگا تو اچانک آگ کا ایک شعلہ بڑی تیزی کے ساتھ میری طرف لپکا۔ اس کی چمک سے میری آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور میں تھر تھر کانپنے لگا حضور ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا نزدیک ہو جاؤ اور آقا ﷺ نے اپنا دست شفقت میرے سینے پر رکھتے ہوئے فرمایا کہ الٰہی شیبہ کو شیطان کے شر سے بچا لے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کا دعا مانگنا تھا کہ میرے دل کی کایا پلٹ گئی اور اسی لمحہ حضور ﷺ مجھے میرے کانوں، میری آنکھوں سے بھی پیارے ہو گئے اور میرے دل میں جو حضور ﷺ کے خلاف جذبات جوش مار رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام و نشان مٹا دیا پھر حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میرے نزدیک ہو جاؤ اور کافروں سے برسر پیکار ہو جاؤ۔

بعد میں فراغت کے بعد جعرانہ کے مقام پر جب میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

''اے شیبہ تیرے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا وہ اس ارادہ سے کہیں بہتر تھا جو تو نے اپنے بارے میں کیا۔ اس وقت حضور ﷺ نے میرے دل میں چھپے ہوئے خیالات پر مجھے آگاہ فرمایا۔ حالانکہ میں نے کسی کو بھی ان میں سے مطلع نہیں کیا تھا یہ سن کر بے ساختہ میں کہہ اٹھا۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد عبده ورسوله۔

عبداللہ بن الزبیری کا قبول اسلام

حضور ﷺ نے جب مکہ مکرمہ پر اسلامی پرچم لہرایا اور اسے فتح فرمایا تو یہ بھاگ کر نجران چلا گیا۔ حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ کے مدح سرا حضرت حسانؓ نے اس کی طرف چند شعر لکھ کر بھیجے اور اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

اس نے یہ اشعار پڑھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں اسلام کی شمع روشن کر دی اور یہ اسلام قبول کرنے کے لئے چل پڑا۔

حضور ﷺ اس وقت مدینہ طیبہ میں واپس پہنچ چکے تھے۔

اس کو دیکھتے ہی حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے چہرہ پر اسلام کا نور چمک رہا ہے۔

اس نے آتے ہی حضور ﷺ کو سلام کیا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا یہ کہنے لگا کہ میں نے ہر جگہ حضور ﷺ کا پیدل سوار مقابلہ کیا۔ آج یہ سوچ کر میرا سر فرط ندامت سے جھک جاتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو اسلام قبول کرتا ہے تو اس کے پہلے سارے گناہ ملیا میٹ کر دیئے جاتے ہیں۔

(سبل الہدیٰ جلد ۵ صفحہ ۳۷۰)

خضالہ بن عمیر کا قبول اسلام

فتح مکہ کے موقع پر جب حضور ﷺ طواف میں مصروف تھے تو یہ حضور ﷺ کے نزدیک ہو گیا اور خنجر سے آقا ﷺ پر حملہ کرنا چاہا کہ اچانک حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم فضالہ ہو۔ عرض کی کہ ہاں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے دل میں کیا باتیں کر رہے تھے اس نے عرض کی کہ کچھ نہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا تھا۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے استغفر اللہ پڑھا اور فرمایا کہ فضالہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔ اور حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک فضالہ کے سینے پر رکھ دیا۔ تو حضور ﷺ اسے تمام دنیا سے پیارے دکھائی دینے لگے اور یہ بے اختیار کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔

(سبل الہدیٰ جلد ۵، صفحہ ۳۷۰)

والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ ابھی ایمان نہیں لائے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد کا ہاتھ پکڑ کر حرم کعبہ میں حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر تم اس شیخ کو گھر میں رہنے دیتے تا کہ میں چل کر خود اس کے پاس جاتا۔

حضور ﷺ نے ابوقحافہ کو سامنے بٹھایا۔ اور فرمایا ابوقحافہ اسلام قبول کرلو پھر ان کے سینے پر ہاتھ پھرا اور فرمایا کہ اسلام قبول کرلو انہوں نے فوراً کلمہ شہادت پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے۔

ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے حضور ﷺ نے ان کو بالوں کی رنگت تبدیل کرنے کا حکم فرمایا۔

(سیرۃ ابن ہشام قاہرہ، جلد ۴، صفحہ ۲۵) (ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۴۷۵)

غار حرا سے شروع ہونے والے سفر نے قلیل مدت میں کئی ہزار لوگوں کو اپنا اسیر بنا لیا تھا اور بدستور اپنا غلام بتا رہا تھا اور قیامت تک بناتا رہے گا اسلام کی چاشنی ہر دل میں گر کرنے لگی تھی اقوام عالم میں اس قسم کے اتنی قلیل مدت کے انقلاب کی مثال نہیں ملتی۔

یہ حضور ﷺ کا اخلاق کریمانہ تھا کہ ہر کوئی آپ کا گرویدہ ہو رہا تھا اور ہوتا رہے گا۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔

ترجمہ:۔ یقیناً آپ بہت بڑے اخلاق کے مالک ہیں۔

شہر مکہ کو پورے علاقے میں مرکزی حیثیت حاصل تھی یہ عربوں کا روحانی ہی نہیں ثقافتی مذہبی اور تجارتی مرکز بھی تھا۔ اہل عرب قریش کی عسکری طاقت سے مرعوب تھے مکہ کے فتح ہو جانے کے باعث تمام دنیائے عرب فرط حیرت میں گم ہوگئی اور سوچنے پر مجبور ہوگئی کہ واقعی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے بغیر کوئی طاقت نفع و نقصان کی استطاعت نہیں رکھتی۔ تمام جہانوں کا پالنے والا وہی خدا وحدہ لاشریک ہے تمام زمینوں آسمانوں کا مالک وہی ہے اور ہر کوئی اس کی قدرت کے آگے سرنگوں ہے۔ یہ بت وغیرہ جو ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں کوئی طاقت نہیں رکھتے نہ کسی کو نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی کسی کا نقصان کر سکتے ہیں اور حضور ﷺ واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مقام پر آپ کی مدد فرمائی ہے اسی لئے اسلام چھا گیا ہے۔

وہی لوگ جو اسلام کے جانی دشمن تھے آج حضور ﷺ کے قدموں میں نثار ہونے کے لئے تیار ہو گئے بلکہ نثار ہوتے

Marfat.com

گئے یا نبی اللہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں بھی آپ اپنے قدموں پر نثار کر لیجئے تا کہ حقیقی معنوں میں ہم بھی نثارالنبی بن جائیں یا نبی اللہ ﷺ حضور علیہ السلام کی ساری اُمت کو اپنے قدموں پر نثار کر لیجئے۔

لوگ تو تلواروں سے ملکوں کو فتح کرتے ہیں تو پھر بھی وہ لوگ بغاوت کر کے دوبارہ ملکوں پر قبضہ کر لیتے ہیں یارسول اللہ ﷺ آپ نے تو اپنی نظروں سے سب کے دلوں کو گھائل کر دیا تلوار کی ضرورت کب پڑنی تھی لوگ تو آپ ﷺ کی اداؤں کے اسیر ہو گئے ان کے دل تو آپ ﷺ کے زیبائے انور کو دیکھتے ہی گھائل ہو گئے ان کو گھائل کرنے کیلئے نیزوں کی ضرورت کہاں پڑنی تھی یہ لوگ ایسے گھائل ہوئے کہ مرغ بسمل کی طرح آپ کے قدموں میں لوٹنے لگے اور تا قیامت لوٹتے رہیں گے ان کے دلوں کا قرار آپ نے چھین لیا ان راتوں کی نیندیں آپ نے چرا لیں کون کہتا ہے کہ مکہ تلواروں سے فتح ہوا۔ یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کی بندہ نوازی سے فتح ہوا۔

فتح مکہ کا باب تمام ہوا۔ یارسول اللہ ﷺ ہم گناہ گاروں کے دلوں پر جو گناہوں کے مہیب اندھیرے چھائے ہوئے ہیں ان کو اپنے چہرے پاک کی ضیاؤں سے منور فرما دیں۔

اے میرے رسول پاک ﷺ کے رب حضور علیہ السلام کی تمام امت کی اصلاح فرما۔ اس پر رحمت کر اس کو مصائب و آلام سے نکال لے اس کی مدد فرما اور اس کو بخشش لے یا الٰہی ہماری بھول چوک پر ہمیں نہ پکڑ ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے امتوں پر تو نے ڈالے یا اللہ جس بوجھ کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں وہ بوجھ ہم پر نہ ڈال ہمیں معاف فرما۔ ہمیں بخش لے ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مولیٰ ہے اور کافروں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

اور درود ہوں حضور ﷺ اور آپ کی آل پاک پر جو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی رسول خیر خلقه و نور عرشه و قاسم رزقه محمد و آله وصحبه و بارك وسلم كثيراً كثير برحمتك يا ارحم الرحمين۔

(نثارالنبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ)

سوموار۔ ۱۰ بجے صبح

شعبان المعظم۔ ۱۴۳۶ھ

بمطابق ۲۰۱۳۔۷۔۱۔ لاہور

Marfat.com

غزوہ حنین

۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ

ترجمہ: بیشک مدد فرمائی اللہ تعالیٰ نے بہت سے جنگی میدانوں میں اور حنین کے روز بھی۔ (سورۃ التوبہ: ۲۵)

غزوہ حنین

حضور ﷺ ۶ شوال ۸ ہجری کو بنی ہوازن کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے اس کو غزوہ حنین کے علاوہ غزوہ اوطاس بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اوطاس کے مقام پر حنین کے نزدیک یہ غزوہ لڑا گیا اوطاس کا وسیع و عریض یہ میدان تھا جو کہ لڑائی کے لئے مناسب جگہ تھی کیونکہ یہاں نہ تو اتنی ریت تھی کہ گھوڑوں کے سُم اس میں دھنس جائیں اور نہ ہی بے ترتیب چٹانیں تھیں یا اتنے بڑے پتھر تھے کہ گھوڑوں کے سم زخمی ہو جائیں مکہ سے جانب شمال مشرق چودہ پندرہ میل کی مسافت پر حنین کی وادی واقع تھی یہاں بنو ہوازن کا قبیلہ آباد تھا جس کے لوگوں نے سمجھا کہ اَب مکہ کی فتح کے بعد ہماری ہی باری ہے اس لئے قبل اس کے کہ حضور ﷺ ہم پر حملہ کریں ہم بڑھ کر خود ہی حملہ کر دیتے ہیں ان کے نوجوان بلا کے تیر انداز تھے یہ اپنی تیر اندازی میں پورے عرب میں مشہور تھے علاوہ جب عزی کے بت کو گرایا گیا تو بھی یہ لوگ اپنے بُت کی توہین پر سیخ پا ہو گئے ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ یہ آخری موقع ہے۔ اگر اب بھی مسلمانوں کو فتح نہ کیا گیا تو پھر ان کو پورے عرب پر چھا جانے سے کوئی بھی نہ روک سکے گا۔

ہوازن قبیلے کا امیر درید بن صمہ تھا یہ ایک سو بیس سال سے بھی اوپر کا ہو گیا ہوا تھا اور یہ نابینا بھی ہو گیا۔ ہوا تھا لیکن چونکہ اسے جنگوں کا بہت تجربہ تھا اس لئے لوگ اس کی رائے کی بہت اہمیت سمجھتے تھے۔

اس کے علاوہ ہوازن قبیلے کا ایک پرجوش تیس سال کا جوان مالک بن عوف تھا۔ اس نے اپنے ساتھ بنو ثقیف، قبیلہ نصر، جشم، بنی ہلال اور حلیمہ سعدیہ کے قبیلہ بنو سعد بن بکر کو بھی اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں پر فیصلہ کن حملے کی تیاری شروع کر دی۔

مالک بن عوف نے حکم جاری کیا کہ سب لوگ اپنے بیوی بچوں کو بھی ساتھ لے لیں اور اپنا مال مویشی اونٹ بکریاں وغیرہ بھی اپنے ساتھ لے لیں تا کہ جنگ سے ان کو چھوڑ کر بھاگنے کا لوگ سوچ بھی نہ سکیں۔

لیکن قبیلہ ہوازن کے دو خاندانوں کعب اور کلاب نے اس کے لشکر میں شرکت نہ کی اور ان کے رئیس ابن ابی براء نے کہا کہ محمد (ﷺ) تم پر ضرور غالب آئیں گے چاہے جتنی مرضی دو رتم بھاگ جاؤ۔

جب یہ لوگ حضور ﷺ سے پہلے اوطاس کے میدان میں پہنچکر خیمہ زن ہو گئے تو یہ لوگ درید بن صمہ سے مشورہ کے

Marfat.com

لئے اُس کے پاس گئے۔

درید ایک ہورج میں بیٹھ کر ان کے ساتھ آیا تھا۔جب اسے بتایا گیا کہ یہ اوطاس کا میدان ہے تو اس نے لڑائی کے لئے اسے پسند کیا۔ پھر درید نے پوچھا کہ یہ اونٹوں بکریوں کی آوازیں کہاں سے آ رہی ہیں۔تو اسے بتایا گیا کہ مالک نے ان سب لوگوں کو اپنے بیوی بچوں اور مال مویشیوں کو بھی ساتھ لانے کا حکم دیا ہے۔

"درید کو مالک پر بہت غصہ آیا اور وہ مالک کو جھڑکتے ہوئے بولا کہ تم نرے بھیڑوں کے چرواہے ہو۔جنگی امور سے تمہارا دور کا بھی واسطہ نہیں کیونکہ شکست کھا کر بھاگنے والوں کو کوئی چیز بھی روک نہیں سکتی ہے اگر تم جنگ ہار گئے تو اپنی عزت و ناموس بھی گنوا بیٹھو گے تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارا مدمقابل وہ کریم النفس شخص ہے جس نے سارے عرب کو روند ڈالا ہے اور یہودیوں کو ان کے مضبوط قطعوں سے بھی نکال باہر کیا ہے۔"

مالک اپنی بے عزتی برداشت نہ کر سکا اور اپنے لوگوں سے کہنے لگا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو تلوار کو زمین میں گاڑ کر اس کی نوک پر اپنا سینہ گرا کر خود کو ہلاک کر لوں گا۔

درید کہنے لگا "لوگو اس کی باتوں میں نہ آنا یہ تمہیں ذلیل و رسوا کرنا چاہتا ہے اور تمہاری عورتوں کی عزت کو خاک میں ملانا چاہتا ہے اور تمہاری اولادوں کو غلامی سے دو چار کرنا چاہتا ہے جب گھمسان کی جنگ ہوگئی تو یہ تمہیں چھوڑ کر سب سے پہلے طائف کے قلعہ میں جا پناہ گزیں ہوگا تم سب لوگ گھر لوٹ جاؤ اور اسے تنہا چھوڑ دو"۔

لیکن لوگوں نے درید کی باتوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔

مالک اس سے کہنے لگا کہ جنگ کے متعلق کوئی مشورہ دو۔

درید نے کہا کہ کمین گاہوں میں اپنے تیر انداز چھپا دو تا کہ مسلمان اس راستہ سے گزریں تو یہ اچانک ان پر ہلہ بول دیں اور تمہارے لوگ پیچھے سے ان پر حملہ کر دیں۔مالک نے سب سے آگے شتر سوار پر ان کے پیچھے پیدل لوگ پھر عورتوں بچوں کو اونٹوں پر سوار کر کے پیچھے کھڑا کر دیا اور ان کے پیچھے بھیڑ بکریوں کو کھڑا کر دیا تا کہ میدان جنگ سے کوئی بھاگنے کا سوچ بھی نہ سکے۔

حضور ﷺ نے چھ شوال آٹھ ہجری کو مکہ سے روانہ ہونے سے پہلے اپنی فوجوں کو درست فرمایا۔صفوان بن امیہ کے پاس سے زرہیں عاریتاً لی گئیں اور اس کے شکوک کو دور فرما دیا نیز اس کا اسلحہ بھی عاریتاً لے لیا گیا اور اونٹوں پر لاد کر اوطاس کے میدان میں اسے پہنچانے کی ذمہ داری بھی اسے ہی سونپی گئی اور جنگی اخراجات کو پورا کرنے کے لئے پچاس ہزار درہم بھی اُدھار لئے گئے۔

علاوہ نوفل بن حارث سے تین ہزار نیزے عبداللہ بن ربیعہ سے چالیس ہزار درہم اور حویطب بن عبدالعزی سے چالیس ہزار درہم بھی عاریتاً لیے گئے۔

Marfat.com

سبحان اللہ کیا کوئی فاتح ایسا بھی کرتا ہے؟ اپنے مفتوحوں سے عاریتاً رقم اور اسلحہ بھی لیتا ہے؟

کہ تم لوگوں کو جنگ کے بعد واپس کر دیا جائے گا۔ یہ حضور ﷺ کی شان کریمی ہی تھی کہ آقا ﷺ نے ایسا فرمایا۔ کیونکہ ہر دور میں فاتحوں کی یہ ریت رہی ہے کہ مفتوحوں کا مال و اسلحہ وغیرہ سب کچھ چھین لو سوائے اللہ تعالیٰ کے نبیوں کے یہ اور کسی کی شان نہیں۔ واضح رہے جنگ کے دوران قبضے میں لی گئی چیزیں مالِ غنیمت کہلاتی ہیں اور بعد میں رعایا سے اگر کوئی حکمران چیزیں زبردستی قبضے میں لیتا ہے تو اُسے لوٹنا کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ کو آقا ﷺ نے دشمن کی ریکی کرنے کے لئے مقرر فرمایا تاکہ معلومات کر کے واپس آ کر دشمن کے حالات سے باخبر کرو۔

دشمن کی جنگی تیاریوں کے متعلق پوری معلومات حاصل فرمانے کے بعد حضور ﷺ نے عتاب بن امیہ رضی اللہ عنہ کو مکہ میں لوگوں پر امیر مقرر فرمایا۔ اور چھ شوال آٹھ ہجری بمطابق ستائیس جنوری سنہ ۶۳۰ عیسوی کو اوطاس کے میدان کی طرف روانہ ہوئے آقا ﷺ کے ساتھ دس ہزار کا بہادر لشکر تھا۔ علاوہ دو ہزار کا لشکر نومسلموں اور غیر مسلموں کا بھی جنگ کا تماشاہ دیکھنے کے لئے مکہ سے ساتھ ہولیا تھا۔

اس لشکر میں انصار کی تعداد چار ہزار اور مہاجرین، قبیلہ جہنیہ، قبیلہ مزنیہ، قبیلہ اسلم، قبیلہ غفار قبیلہ اشجع کے ایک ایک ہزار جان فروش تھے جنہیں کل ملا کر دس ہزار کا لشکر بنتا تھا۔

بعض مسلمانوں کو اپنی کثیر تعداد دیکھ کر گھمنڈ ہوا کہ آج ہماری تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے ہم ضرور بنی ہوازن وغیرہ پر غالب آ کر رہیں گے۔

مکہ کے کافی سارے لوگ جو مال غنیمت کے لالچ میں بھی ساتھ شریک ہو گئے تھے نے اپنے ساتھ اپنی عورتوں کو بھی ساتھ لے لیا تھا۔

حضور ﷺ دس شوال آٹھ ہجری کو اوطاس کے میدان میں زینت آرا ہو گئے۔

آقا ﷺ نے سحری کے وقت اپنے صحابہ کو صفیں بنا کر جھنڈے تقسیم فرمائے۔ مہاجرین کا ایک جھنڈا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تیسرا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمایا۔ قبیلہ اوس کا جھنڈا اسیر بن حضیر رضی اللہ عنہ اور خزرج کا جھنڈا حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا۔

مقدمۃ الجیش میں بنو سلیم قبیلہ کے علاوہ اہل مکہ کو بھی رکھا گیا سب سے آگے آگے یہی تھے اور سب سے پہلے تیروں کی بوچھاڑ میں یہی اہل مکہ تھے جنہوں نے دوسرے لشکر والوں کو بھی بے ترتیب کر دیا۔

اس کے علاوہ لشکر کا میمنہ اور میسرہ بھی بنایا گیا اور قلب میں آقا ﷺ خود تشریف فرما ہوئے اس طرح لشکر کے چار حصے فرما دیئے گئے۔

Marfat.com

ظہر کے وقت حضور ﷺ جب اوطاس کے میدان میں پہنچے تھے تو ایک لشکری حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میں نے لشکر کفار کے ساتھ ان کی عورتوں بچوں اور بھیڑ بکریوں کے علاوہ اونٹوں کی بھی بہت بڑی تعداد دیکھی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

تلك غنيمة بخدا ان شاء الله۔

یعنی کل یہ تمام چیزیں مسلمانوں کو بطور غنیمت مل جائیں گی گویا حضور ﷺ نے جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی مسلمانوں کو خوش خبری فتح عطا فرما دی۔

مالک نے بھی اپنے جاسوسوں کو مسلمانوں کے لشکر کی جاسوسی کے لئے بھیجا۔ جنہوں نے واپس جا کر اس کو بتایا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جنگ زمین والوں سے نہیں بلکہ آسمان والوں سے ہے اور یہ لوگ تھر تھر کانپ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہیبت طاری فرما دی تھی یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے سفید رنگ کے آدمی ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھے ہیں لیکن مالک نے ان کی بات کی پروانہ کی۔ (السیرۃ النبویہ احمد زینی دحلان جلد ۲ صفحہ ۳۰۷) (سبل الہدیٰ)

آغاز جنگ

حضور ﷺ نے آغاز جنگ سے پہلے جب بعض مسلمانوں کی اس بات کو سنا کہ آج ہم تعداد کی کمی کے باعث مغلوب نہیں ہوں گے اور یہ بھی سنا کہ بعض مسلمان یہ کہہ رہے ہیں کہ آج مدینہ اور مکہ کے بہادر اکٹھے ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں گے تب لڑنے کا مزہ آئے گا تو حضور ﷺ نے ان لوگوں کی باتوں کو سخت ناپسند فرمایا۔

القرآن ۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ (سورۃ توبہ ۲۱ تا ۲۵)

ترجمہ: ”بیشک تمہاری مدد فرمائی اللہ تعالیٰ نے بہت سے جنگی میدانوں میں اور حنین کے روز بھی جب گھمنڈ میں ڈال دیا تھا تمہیں تمہاری کثرت نے پس نہ فائدہ دیا اس دن تمہیں تمہاری کثرت نے کچھ بھی اور تنگ ہو گئی تم پر زمین باوجود اپنی وسعت کے پھر تم مڑے پیٹھ پھیرتے ہوئے پھر نازل فرمائی اپنی تسکین خاص اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (علیہ السلام) پر اور اہل ایمان پر اور اتارے وہ لشکر جنہیں تم نہ دیکھ سکے اور عذاب دیا کافروں کو اور یہی سزا ہے کافروں کی پھر اللہ تعالیٰ رحمت سے توجہ فرمائے گا اس کے بعد جس پر چاہے گا

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے مختصر اور جامع الفاظ میں تمام جنگ کا قصہ بیان فرما کر مسلمانوں کو جنگ میں فتح کی خوشخبری بھی دے دی ہے۔

کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جنگی عددی قوت سے نہیں لڑی جاتی بلکہ جنگ میں فتح اللہ تعالیٰ کی فقط مدد سے ہی ممکن ہوتی ہے۔

مسلمانوں کا ہراول دستہ جو کہ بنی سلیم پر مشتمل تھا اور اس مین مکہ کے نو مسلم اور غیر مسلم بھی شامل تھے جب یہ ان کمین گاہوں میں چھپے ہوئے بنی ہوازن وغیرہ قبائل کی زد میں آیا تو انہوں نے یک دم ان پر تیروں کی موسلا دھار بارش کر دی۔ ان لوگوں کو اچانک اس بات کی توقع نہیں تھی اور تیروں کی بارش تھی شدید تھی اور ادھر مکہ کے نو مسلموں میں ابھی اتنی ثابت قدمی بھی نہیں آئی تھی اس چیز نے مسلمانوں کے ہراول دستہ کے پاؤں اکھاڑ دیئے اور یہ واپس مڑ کر بھاگے۔ انہیں جب باقی لشکر نے بھی بھاگتے دیکھا تو وہ بھی تتر بتر ہونے لگا اس خوف و ہراس کی فضا میں حضور نبی کریم علیہ السلام محض چند صحابہ کے ساتھ اپنے خچر پر تشریف فرما رہے اور مسلسل خچر کو آگے بڑھاتے رہے آپ کے دائیں بائیں حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت علی کرم اللہ وجہ' حضرت عباس بن عبدالمطلب ابوسفیان بن حارث ان کے بیٹے جعفر' فضل بن عباس یا قثم بن عباس' ربیعہ بن حارث' اسامہ بن زید اور ایمن بن عبید اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ (تاریخ الخمیس ۲۔ ۱۰۳ تا ۱۰۱) (ضیاء النبی ۴۔ ۵۰۹)

بعض سیرت نگاروں نے حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عقیل بن ابی طالب کے ناموں کا اضافہ فرمایا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے مطابق میں ان اسی مہاجرین و انصار میں سے ایک تھا۔ جنہوں نے جنگ حنین کے روز پیٹھ نہیں پھیری تھی۔ اور حضور ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے اور یہی بات زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی خچر کی لگام پکڑی ہوئی تھی۔

ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ شدید جنگ میں' میں نے گھوڑے سے چھلانگ لگا کر حضور ﷺ کی ایک ہاتھ سے رکاب کو پکڑ لیا اور ایک ہاتھ میں ننگی تلوار پکڑ کر حضور ﷺ کے قدموں پر اپنی جان نچھاور کرنے کے لئے بے تاب ہو گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھ کر حضور ﷺ سے عرض کی کہ یہ حضور ﷺ کا بھائی ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ ہے آپ علیہ السلام اس پر راضی ہو جائیں۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ "جو مخالفتیں اور دشمنیاں اس نے میرے ساتھ روا رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو معاف فرما دے"۔

اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یا اخی (اے میرے بھائی) اس کلمہ کو سن کر میری خوشی کی حد نہ رہی اور میں نے رکاب میں حضور ﷺ کے قدم ناز کا بوسہ لے لیا۔

Marfat.com

سبحان اللہ وہ قدم پاک جن کا بوسہ لینے کی حسرت میں کئی لوگ انتظار کر کر کے اپنی جان اپنے خدا کے سپرد کر دیتے ہیں وہ آدمی جس نے اپنی ساری زندگی حضور ﷺ کی مخالفت میں گزار دی تھی آقا ﷺ کی کیا شان پاک ہے مسلمان ہو کر اس کو اپنے قدموں کے بوسہ لینے کا شرف عطا فرما رہے ہیں پھر حضور ﷺ نے ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا۔

''ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ اہل جنت کے جوانوں میں سے ہے''

یقیناً حضور ﷺ کو پتہ تھا کہ لڑائی میں یہ وقت آنا ہے اور حضور ﷺ کا اس لڑائی میں خچر پر بیٹھنا حضور ﷺ کی بہادری کی لاجواب مثال ہے ایسے گھمسان کے رَن میں جب اپنی زندگی کا خوف ہوتا ہے تو بہادر سے بہادر آدمی بھی گھوڑے کو پسند کرتا ہے کہ وہ گھوڑا اُسے مشکل وقت میں نکال کر لے جاوے لیکن حضور ﷺ کی بہادری کی مثال تو پوری دنیا میں نہیں مل سکتی ہے آپ علیہ السلام ایک سست رفتار خچر پر سوار بے جگری سے آگے ہی بڑھتے چلے جا رہے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے۔

انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبدالمطلب

میں اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوں اس میں ذرا جھوٹ نہیں مَیں فخر بنی ہاشم عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

''الٰہی جس نصرت کا تو نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے میں تجھے اس وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں الٰہی یہ تیری شان کے شایان نہیں کہ یہ مشرک ہم پر غالب آ جائیں۔ الٰہی تو ازل سے ہے ابد تک رہے گا تو زندہ و جاوید ہے تجھے موت نہیں آ سکتی آنکھیں سو جاتیں ہیں ستارے اپنی چمک کھو دیتے ہیں لیکن تو حی و قیوم ہے نہ تجھے اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند آتی ہے۔ یا حی و قیوم الٰہی کیا تیری یہ مرضی ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے سب تعریفیں تیرے لئے ہیں ہم تیری ہی جناب میں اپنے درد و الم کا شکوہ کرتے ہیں اور تجھی سے مدد کی درخواست کرتے ہیں''۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے وہ دعائیہ کلمات آپ کو آج القا فرمائے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو القا فرمائے تھے جب ان کے سامنے سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر تھا۔

حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جن کی آواز قدرتی اونچی تھی فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کرو۔

''اے گروہ انصار۔ اے بیری کے درخت کے نیچے بیعت کرنے والو۔ اے مہاجرین جنہوں نے درخت کے نیچے [illegible] دینے کی بیعت کی تھی اے انصار جنہوں نے اللہ کے رسول علیہ السلام کو پناہ دی تھی۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے خود دائیں اور بائیں منہ فرما کر پکارا ''یا معشر النصار''

حضور ﷺ کی آواز کو اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز کو جس جس نے سنا تھا حضور ﷺ کی طرف اس طرح دوڑے جس طرح اونٹنی اپنے بچے کی طرف بے تابانہ دوڑتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک جم غفیر حضور ﷺ کے گھر اکٹھا ہو گیا۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے ان کو کفار پر ٹوٹ پڑنے کا حکم فرمایا تو ہر کوئی بے جگری سے کفار کے ساتھ لڑنے لگا اور ان کو جہنم واصل کرنے لگا جب لڑائی خوب جوش پر پہنچی تو آقا ﷺ نے فرمایا۔

الان حمی الوطیس

اب لڑائی کا تنور بھڑک اٹھا ہے۔

آقا دو عالم حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کنکریوں کی مٹھی دینے کو کہا تو حضور ﷺ کے خچر نے بھی یہ بات سن لی اور اتنا نیچے ہوگیا کہ اس کا پیٹ زمین سے مس کرنے لگا حضور ﷺ نے نیچے ہو کر کنکریوں کی مٹھی بھری اور اسے کفار کی جانب پھینکتے ہوئے فرمایا۔

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ثم لَا يَنْصُرُوْن۔

دشمنوں کے چہرے بدنما ہو جائیں۔ ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔

حضور ﷺ کا معجزہ کہ کوئی بھی کافر ایسا نہ رہا کہ اس کی آنکھیں کنکریوں سے نہ بھر گئیں ہوں اور وہ فوری دیکھنے سے معذور نہ ہو گیا ہو درود و نزدیک سب کافروں کی آنکھیں کنکریوں سے بھر گئیں اس سے پہلے بدر کی جنگ میں بھی حضور ﷺ نے کفار کی طرف کنکریاں پھینکی تھیں۔

ادھر آسمان سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی نصرت کے لئے فرشتے اتار دیئے ادھر مسلمان کفار کو بے دریغ قتل کرنے لگے۔

کفار زیادہ دیر حضور ﷺ کے شیروں کے آگے نہ ٹھہر سکے اور انہوں نے بھاگنے میں عافیت سمجھی مسلمانوں نے بھاگتے ہوئے کفار کو بھی قتل کرنا شروع کر دیا بہت سے کفار نے بھاگ کر طائف کے قلعہ میں جا پناہ لی ان میں ان کا سردار مالک بن عوف بھی تھا۔

درید بن صمہ کو ربیعہ اسلمی نے قتل کر دیا اس نے قتل ہونے سے پہلے آپ کا نام پوچھا آپ نے بتایا تو اس نے کہا کہ اپنی ماں سے جا کر میرا پوچھنا جب انہوں نے اپنی ماں کو آ کر بتایا تو اس نے کہا کہ تم نے برا کیا اس نے تو تمہارے بزرگوں میں سے تین لوگوں کو آزاد کیا تھا۔

اس جنگ میں صرف چار مسلمان شہید ہوئے کفار کے ستر لوگوں کو قتل کیا گیا اور بھاگتے ہوئے تین سو سے زائد کافر قتل کئے گئے اس جنگ میں کفار کے چھ ہزار کے قریب لوگ جنگی قیدی بنے۔

مال غنیمت میں چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی ملی۔

معرکہ اوطاس

حضور سرور کون مکان ﷺ نے جنگ حنین میں بے مثال فتح حاصل فرمائی تو ہوازن کے لوگ تین حصوں میں بٹ کر

Marfat.com

بھاگ گئے ان مین سے ان کا سردار مالک بن عوف سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا تو اپنے پیچھے اسے کسی چیز کی فکر نہ رہی' نہ عورتوں کی نہ بچوں کی نہ اپنے مال و مویشی کی۔اس کے ساتھ اور بھگوڑے بھی طائف پہنچ گئے دوسرا حصہ بھاگ کر نخلہ کے مقام پر جا ٹھہرا تیسرے حصے نے اوطاس میں جادم لیا۔

حضور ﷺ نے حضرت ابو عامر الاشعری کو اوطاس میں ان کے ساتھ مجاہدین کا دستہ دے کر ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔

یہاں پہنچ کر جب لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے تو حضرت ابو عامر الاشعری نے ان کی دعوت مبارزت کے جواب میں خود تشریف لائے اور ان کو دعوتِ مبارزت دینے والے نو بھائیوں کو یکے بعد دیگرے قتل کر دیا دسویں بھائی نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت ابو عامر الاشعری خود بھی اس معرکہ میں شہید ہو گئے۔ پھر ان کے چچا زاد بھائی حضرت ابو موسیٰ الاشعری نے اسلام کا پرچم تھاما۔اور اس کو فتح سے ہمکنار کیا۔اس معرکہ میں بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا اور جنگی قیدی بھی بنے جو یہ ساتھ لے کر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔آقا ﷺ نے مال غنیمت کو جعرانہ کے مقام پر منتقل فرما دیا اور جنگی قیدیوں کے لباس و طعام کا خاص خیال رکھنے کا حکم فرمایا۔حضور ﷺ نے اموال غنیمت کو دو ہفتہ تک تقسیم نہ فرمایا کہ شاید بنی ہوازن تائب ہو کر آ جائیں تو ان کے اموال وغیرہ انہیں واپس کر دیئے جائیں۔

حضرت ابو موسیٰ الاشعری اپنے چچازاد بھائی کی شہادت کا واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

''جب ہم نے حنین کے بھگوڑوں کا تعاقب کیا تو اوطاس کے مقام پر ان کو جا لیا جب فریقین میں زبردست لڑائی شروع ہوئی تو حارث بن جشم کے دو بیٹوں علیمؒ اور اوفی نے ان کو تیروں کی زد میں لے لیا ایک تیر ان کے سینے میں اور ایک تیر ان کے گھٹنے میں لگا اور یہ زمین پر گر گئے میں جلدی سے ان کے پاس حاضر ہوا اور پوچھا کہ آپ کو کس نے تیر مارا ہے۔ انہوں نے اشارے سے مجھے بتایا میں اس آدمی کی طرف لپکا تو یہ بھاگ کھڑا ہوا میں اس کے پیچھے لپکا اور اس کو جا لیا اور اس کو غیرت دلائی کہ مردوں کی طرح مقابلہ کرو وہ واپس پلٹا تو میں نے اس کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس کو قتل کر دیا۔

واپس لوٹ کر میں نے حضرت عامر الاشعری کو اس کے قتل کی خوشخبری دی آپ نے تیر کو باہر نکالنے کیلئے کہا میں نے تیر باہر نکالا تو خون کا فوارہ نکلا اور اتنا خون نکلا کہ آپؓ پر نقاہت طاری ہو گئی۔جب آپؓ کو بچنے کی امید نہ رہی تو آپؓ نے مجھے فرمایا کہ میرا اسلام حضور ﷺ کو دینا اور میرے لئے مغفرت کی دعا کا عرض کرنا۔آپؓ نے پرچم کو میرے ہاتھ میں دیا اور اپنی جان کا نذرانہ اپنے رب کے حضور میں پیش کر دیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

ترجمہ: ہم سب خدا ہی کے لیے ہیں اور ہم سب کو اُسی (خدا ہی کی طرف) لوٹ کر جانا ہے۔

Marfat.com

اوطاس کی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی واپس مدینہ طیبہ آ کر میں آقا ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا اور لڑائی کا سارا حال احوال پیش کیا اور ابو عامر کا سلام بھی پیش کیا اور مغفرت کی دعا کے لئے بھی آپ کی استدعا پیش کی۔

حضور ﷺ نے یہ سن کر پانی منگوایا اور وضو فرما کر دو نفل پڑھے اور اس کے بعد دعا فرمائی کہ اے اللہ ابو عامر کی مغفرت فرما اور قیامت کے دن اپنی مخلوق میں اس کو سربلند فرما۔

اس کے بعد میں نے اپنے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے اللہ عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ الاشعری کا اصل نام) کی خطائیں بخش دے اور قیامت کے دن جنت میں اس کا باعزت داخلہ فرما"۔

(سیرت طیبہ رحمت دارین۔ ۶۹۵) (صحیح بخاری کتاب المغازی غزوہ اوطاس) (سیرت ابن کثیر ۳۔ ۴۶۰)

حضرت ابو عامر کی وصیت کے مطابق آپ کا گھوڑا اور دوسرا جنگی سامان آقا ﷺ کی خدمت میں پیش کرایا گیا آپ نے اسے ان کے بیٹے کو عطا فرما دیا' اس جنگ میں حضرت زبیر بن عوام اور حضرت سلمہ بن اکوع رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی حصہ لیا۔

ذوالکفین کی تباہی

حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ابھی تک ان کا قبیلہ ذوالکفین نام کے ایک بت کی پرستش کر رہا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس کو مسمار کر دوں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس کو منہدم کر دو۔

حضور ﷺ نے حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کو طائف روانہ ہونے سے پہلے اس بت کو مسمار کرنے کے لئے بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ اس بت کو مسمار کرنے کے لئے اپنے قبیلہ والوں سے مدد لینا اور پھر ہمیں طائف میں آ ملنا۔

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ پہنچے اور اپنے قبیلہ کے جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا وہاں سے ان کو بھی ساتھ لیا اور ذوالکفین جو کہ لکڑی کا بت تھا اس کو منہدم کر کے اس کو آگ لگا دی اور یہ اشعار پڑھے:

یا ذوالکفین لست من عبادکا
میلادنا اقدم من میلادکا
انی حشوت النار فی فوادکا

ترجمہ: اے ذوالکفین میں تیری پرستش کرنے والوں سے نہیں ہوں۔ میری پیدائش تیری پیدائش سے بہت پہلے کی ہے۔ میں نے تیرے دل میں آگ بھر دی ہے۔

آپ اس کام سے فارغ ہو کر طائف میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو گئے اس وقت حضور ﷺ کو طائف آئے چار دن گزر چکے تھے۔ ذوالکفین کی تباہی کا سن کر حضور ﷺ بہت خوش ہوئے۔ یہ اپنے ساتھ اپنے قبیلے کے چار سو آدمی اور بھی منجنیقیں

Marfat.com

اور دبا بے لے کر حاضر خدمت ہوئے۔

غزوہ طائف (شوال ۸ ہجری)

حضور ﷺ نے بنو ثقیف اور بنو ہوازن وغیرہ کو سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر طائف کی طرف پیش قدمی کا حکم دے دیا۔

طائف ایک بہت مضبوط قلعہ تھا جس کو سنگ خارسے تعمیر کیا گیا تھا ایک دوہری فصیل اس کے گرد اگرد تعمیر کی گئی تھی اور دفاعی نقطہ نظر سے یہ بہت اہمیت کا حامل تھا۔

آج حضور ﷺ کے قدم مبارک پھر اس وادی کی طرف اٹھ رہے تھے جہاں آپ ﷺ کے پاک قدموں کو اتنے پتھر مارے گئے تھے کہ وہ لہولہان ہو گئے تھے اور خون جوتوں میں جم گیا تھا۔

لیکن آج آپ تنہا نہیں تھے ہزاروں صحابہ اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کے لئے آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔

حضور ﷺ نے اپنے سے پہلے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار جانثار صحابہ کے ساتھ طائف کی طرف روانہ فرما دیا۔

آقا ﷺ خود پہلے نخلہ' یمانیہ اور ملیح کی بستیوں سے گزرتے ہوئے بحرۃ الرعاء میں رونق افروز ہوئے یہاں ایک مسجد تعمیر فرمائی گئی اور اس میں نماز ادا فرمائی گئی۔

یہاں قتل کا ایک مجرم پیش ہوا بنی لیث کے ایک آدمی نے بنی ہذیل کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا آقا ﷺ نے بطور قصاص اسے قتل کرنے کا حکم دیا یہ اسلام میں قصاص کا پہلا مقدمہ تھا۔

یہاں لیہ کے علاقہ میں مالک بن عوف کا ایک قلعہ تھا جس کو مسمار کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہاں سے حضور ﷺ تحب کی وادی اترے اور بیری کے ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا اس درخت کو "الصادرۃ" کہا جاتا ہے۔

یہاں بنی ثقیف کا ایک آدمی اپنے مکان میں قلعہ بند ہو گیا ہوا تھا۔

اس کو پیغام دیا گیا کہ باہر نکل آ ورنہ تیرے مکان کو جلا دیا جائے گا۔ وہ آدمی باہر نہ نکلا تو آقا ﷺ نے اس مکان کو جلانے کا حکم دے دیا۔ (بل الہدیٰ جلد ۵ صفحہ ۵۵۶، ۵۵۷)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے پہلے طائف پہنچ گئے تھے آپ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور اہل طائف کو بات چیت کے لئے دعوت دی۔

اور قلعہ سے باہر آ کر بات چیت کرنے والوں کی حفاظت کا یقین دلایا اور یہ فرمایا کہ اگر تم میرے پاس نہیں آتے تو پھر اسی شرط پر میں تمہارے پاس آنے کے لئے تیار ہوں۔

قلعہ والوں نے کہا کہ نہ ہم آپ کے پاس آئیں گے اور نہ آپ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیں گے۔

Marfat.com

پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کو لڑنے کی دعوت دی لیکن کوئی بھی باہر نہ آیا قلعہ والوں نے کہا کہ آپ جتنا مرضی ہم کو پکاریں گے ہم باہر نکل کر آپ سے مقابلہ نہیں کریں گے ہم نے کئی سال کا راشن اپنے اندر اکٹھا کر رکھا ہے ہم قلعہ بند ہی رہیں گے اور اگر راشن ختم ہو گیا تو سب لوگ یکبارگی آپ پر حملہ کریں گے اور جب تک ہمارا آخری آدمی بھی قتل نہیں ہو جائے گا ہم واپس نہیں جائیں گے۔

آپ نے فرمایا کہ تمہاری ان خالی خولی دھمکیوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ میرے آقا ﷺ نے اس سے پہلے یہود کے ناقابل تسخیر قلعوں کو بھی فتح کر دکھایا تھا اہل فدک کی طرف صرف ایک آدمی کو بھیجا گیا انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے میں تمہیں بنی قریظہ کے انجام سے خبردار کرتا ہوں اگر ہم تم پر حملہ نہیں بھی کریں گے تو ارد گرد کے قبائل ہی تم سے نمٹ لیں گے۔

جب حضور ﷺ تشریف لائے تو لشکر اسلام نے قلعہ کے نزدیک ہی پڑاؤ ڈال دیا اہل طائف نے قلعہ کے اوپر سے تیروں کی بارش شروع کر دی جس سے بہت سے مسلمان زخمی ہو گئے اور بارہ مسلمان شہید بھی ہوئے۔ آقا ﷺ نے تیروں کی پہنچ سے دور مسلمانوں کو اپنے خیمے نصب کرنے کا حکم دیا۔

حضور ﷺ کے ہمراہ اس غزوہ میں دو امہات المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت زینب رضی اللہ عنہ تھیں ان کے لئے بھی دو خیمے ساتھ ساتھ لگا دیئے گئے۔ حضور ﷺ ان خیموں کے درمیان نماز ادا فرماتے تھے۔

یہاں پر ہی حضور ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد ایک مسجد تعمیر کر دی گئی۔

یہ مسجد بھی بنو ثقیف کے ایمان لانے والوں نے ہی بعد میں تعمیر کی تھی اس کو تعمیر کرنے والا امیہ بن وہب تھا اس مسجد میں ایک ستون تھا اس پر جب صبح سویرے سورج کی روشنی پڑتی تھی تو اس سے ایک خاص قسم کی آواز نکلتی تھی۔

لوگ کہتے تھے کہ یہ ستون بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔

حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ پندرہ دن سے اوپر طائف کے قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا۔

مسلمان اپنے ساتھ دبابے اور منجنیقیں بھی لے گئے تھے جن سے قلعہ پر سنگباری کی جاتی رہی۔

دبابے میں بیٹھ کر مسلمان قلعہ کی دیوار کے پاس پہنچ گئے اور دیوار کو نقب لگانا شروع کر دی۔ اہل طائف وغیرہ نے قلعہ کے اوپر سے لوہے کی سلاخوں کو گرم کر کے دبابے کے اوپر پھینکا جس سے دبابے کی چھت جل گئی اور مسلمان دبابے سے باہر نکلنے پر مجبور ہو گئے۔

حضور ﷺ نے پھر صحابہ اکرام کو طائف کے انگوروں کے درختوں کو جلانے کا حکم دے دیا۔

جب درخت جلانے شروع کر دیئے گئے تو اہل طائف اور بنو ثقیف اپنے رشتہ داری و قرابت کا حوالہ دے کر خدا کے واسطے ڈالنے لگے کہ ہم پر رحم کیا جائے اور ہمارے باغوں کو نہ دبایا جائے۔

حضور ﷺ رحم میں آ گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

فانی ادعھا للہ وللرحم۔

ترجمہ: میں ان کو اللہ کے لئے اور قرابت کے لئے چھوڑ رہا ہوں۔

علامہ زرقانی کی تحقیق کے مطابق حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی والدہ برہ بنت عبدالعزیٰ بن قصی ان کی والدہ ام حبیب بنت اسد ان کی والدہ برہ بنت عوف اور قلابہ بنت حرث اور ان کی والدہ ہند بنت یربوع اقیس، ہند بنت پربوع بنو ثقیف کی عورت تھیں۔

حضور ﷺ کے حکم پر صحابہ اکرام نے انگوروں کے درختوں کو جلانا بند کر دیا۔

حضور ﷺ نے اعلان فرمادیا کہ جو کوئی غلام بھاگ کر ہمارے پاس آجائے اس کو آزاد کر دیا جائے گا۔

ایک روایت کے مطابق پندرہ اور ایک روایت کے مطابق بیس غلام دوڑ کر حضور ﷺ کے پاس آ گئے آقا ﷺ نے ان کو آزاد فرمادیا اور ان کو ایک ایک مسلمان کے خورد ونوش وغیرہ کے لئے سپرد کر دیا۔ (سبل الہدیٰ جلد ۵ صفحہ ۵۱۶)

عیینہ بن حصن

عیینہ بن حصن حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا اور اہل طائف سے بات چیت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضور ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی۔

یہ اہل طائف کے پاس گیا اور ان سے کہنے لگا کہ تم لوگ مسلمانوں کے باغات کاٹنے سے دل گرفتہ نہ ہونا یہ دوبارہ پھر لگائے جاسکتے ہیں اگر تم نے ہار مان لی تو غلاموں سے زیادہ ذلیل ہو جاؤ گے تم ثابت قدم رہنا۔

جب یہ واپس حضور ﷺ کے پاس آیا تو آقا ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا بات چیت ہوئی یہ کہنے لگا کہ میں نے ان پر اسلام پیش کیا ہے اور ان کو جہنم سے ڈرایا ہے اور جنت کی راہ انہیں دکھائی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو بلکہ یہ یہ باتیں تم نے ان سے کیں ہیں۔

اس نے بے اختیار کلمہ شہادت پڑھا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں اور یہ سچے دل سے مسلمان ہوگیا۔ (سیرۃ النبویہ ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۶۵۹)

حضور ﷺ کا خواب مبارک

حضور ﷺ نے ایک دن محاصرے کے دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ میں نے خواب

Marfat.com

دیکھا ہے کہ ایک مکھن سے بھرا ہوا پیالہ مجھے دیا گیا ہے اتنے میں ایک مرغ نے اس میں چونچ ماری ہے اور وہ مکھن بہہ گیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میرے خیال میں ابھی طائف نہیں ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔

نوفل بن معاویہ الدیمی رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ نے اس کے بعد نوفل بن معاویہ الدیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ فرمایا آپ نے عرض کی کہ ایک لومڑی بل میں گھس گئی ہے اگر اس کو پکڑنے کی کوشش جاری رکھی جائے گی تو اپ اس کو ضرور پکڑ لیں گے اور اگر آپ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں گے تو یہ آپ کو کوئی نقصان نہیں دے گی۔

ایک دن حضرت حویلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس سال مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے طائف فتح کرنے کا اذن نہیں ملا۔ دراصل حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قلعہ کو تسخیر کرنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی اور حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے تھے کہ یہ لوگ بھی انشاء اللہ تائب ہو کر حاضر خدمت ہو جائیں گے اور اسلام لے آئیں گے۔ اس لئے آقا ﷺ نے پہلے بھی جب کہ ان اہل طائف نے آپ پر سنگ باری کی تھی ان کے لئے بددعا نہیں فرمائی تھی۔

اور اب بھی ان کی ہدایت کے لئے ہی دعا مانگتے رہے۔

والی کونین حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے حضور ﷺ نے انہیں لشکر کی واپسی کے لئے حکم دیا۔

آپ نے جب تمام صحابہ کو واپسی کا حکم سنایا تو بعض صحابہ کرام دل گیر ہو گئے کہ بغیر فتح کے واپس ہو رہے ہیں۔

حضور ﷺ نے ان کی کیفیت کو بھانپتے ہوئے ان کو دوسرے دن پھر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

بہت سے مسلمانوں نے مل کر زور سے حملہ کیا لیکن نتیجے میں بہت سے مسلمان زخمی ہو گئے۔ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی آنکھ ضائع ہوگئی۔ یہ اپنی آنکھ کا ڈھیلا لے کر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ابوسفیان کیا تمہیں پسند ہے کہ اس کے بدلہ میں تم کو جنت میں آنکھ ملے۔ یا یہ کہ میں الہ تعالیٰ سے دعا کروں اور تمہاری آنکھ ٹھیک ہو جائے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ہاتھ پر رکھا آنکھ کا ڈھیلا پرے دے مارا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کہ جنگ یرموک میں عہد فاروقیؓ میں ان کی دوسری آنکھ بھی ضائع ہوگئی۔

"حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم انشاء اللہ اب لوٹ جائیں گے۔ یہ سن کر لوگوں کو بڑی خوشی ہوئی اور کوچ کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے حضور ﷺ یہ منظر دیکھ کر مسکرا دیئے۔"

Marfat.com

اس جنگ میں قریش کے مختلف قبائل سے سات آدمی شہید ہوئے۔ان میں سعید بن سعید عرفطہ بن حباب یزید بن سمعہ بن اسود عبداللہ بن ابی بکر عبداللہ بن عامر بن ربیعہ السائب بن حارث بن قیس رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔

اور علاوہ چار انصاری شہید ہوئے ان میں عبداللہ بن حارث صبیحہ ثابت بن الجذع ان کا اصل نام ثعلبہ اسلمی تھا حارث بن سہل صعصہ اور منذر بن عبداللہ بن نوفل رضوان اللہ علیہم اجمعین ان میں سے ایک آدمی بنولیث قبیلہ کا فرد تھا۔

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طائف سے واپسی کے موقع پر یہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کے شوق میں طائف پہنچے تو ان کو پتہ چلا کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس چلے گئے ہیں یہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے لپکے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری دیتے ہوئے عرض کی۔اگر آپ اجازت دیں میں اپنی قوم اہل طائف کو جا کر اسلام کی تلقین کروں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمہیں اہل طائف شہید نہ کر دیں۔انہوں نے عرض کی کہ اہل طائف مجھ سے اپنی کنواری بچیوں سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی یہ طائف تشریف لے گئے اور ایک بلند جگہ پر کھڑے ہو گئے اور اہل طائف کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔اہل طائف نے ان کو اپنے تیروں کا نشانہ بنا لیا اور ان کو شہید کر دیا۔شہادت سے پہلے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری عزت افزائی فرمائی ہے جو مجھے شہادت عطا فرمائی ہے مجھے دوسرے شہداء کے پہلو میں دفن کرنا۔

ان کو شہید کرنے کے بعد اہل طائف کی آنکھوں سے پردہ اتر گیا اور یہ خود کو تنہا محسوس کرنے لگے کہ ان کے ارد گرد تو سب قبائل نے اسلام قبول کر لیا ہے اور یہ بالکل تنہا ہو گئے ہیں انہوں نے عبد الیل کو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں جا کر حاضری دو عبد الیل نے کہا کہ تم لوگ میرے ساتھ بھی حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا سلوک کرو گے میں تمہاری بات اس وقت مانوں گا جب تم لوگ میرے ہمراہ اپنا وفد بھی مدینہ طیبہ بھیجو گے چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں مدینہ طیبہ میں عبد الیل اور ایک وفد کو مدینہ طیبہ روانہ کیا۔(خاتم النبین ۲۔ ۱۰۵۷۔ضیاء النبی ۴۔ ۵۳۳)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جعرانہ روانگی

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف سے روانہ ہو کر دھناء۔قرن المنازل اور خلہ سے ہوتے ہوئے جعرانہ جو مکہ سے دس میل کے فاصلے پر تھا۔میں رونق افروز ہوئے۔

راستے میں سراقہ بن جعشم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اور اپنا امان نامہ دکھایا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سراقہ کو میرے نزدیک کر دو اور فرمایا کہ یہ دن وعدہ پورا کرنے کا ہے سراقہ کہتے ہیں کہ مجھے کوئی بات یاد نہ پڑی اور میں نے صرف یہ ہی عرض کیا کہ میں جس حوض سے اپنے اونٹوں کو پانی پلاتا ہوتا وہاں دوسرا کوئی بھاگا ہوا۔اونٹ آ کر پانی پی لے تو کیا اس میں

Marfat.com

ثواب ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''ہاں ہر وہ جانور جس کا کلیجہ ہو اس کے پانی پینے سے تجھے ثواب ملے گا''۔

ہوازن کے وفد کی آمد

حضور رحمت دو جہاں ﷺ کی جعرانہ میں واپسی کے بعد بنی ہوازن کا چودہ رکنی وفد حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا' ان لوگوں میں حضور ﷺ کا رضاعی چچا ابو یرقان بھی تھا۔ یہ اپنے امیر رئیس بن صرد کے ساتھ حاضر ہوا اور اسلام لے آیا۔ان کے امیر رئیس بن صرد نے عرض کی کہ حضور علیہ السلام ہم پر جو مصیبت آئی ہے وہ آپؐ سے مخفی نہیں ہم پر احسان فرمایئے ان قیدیوں میں حضور ﷺ کی خالائیں' پھوپھیاں اور دائیاں بھی ہیں۔ اور حضور ﷺ کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا' اور حضور ﷺ سے عفو درگزر کی درخواست کی حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اب تک تمہارا انتظار کیا۔اور مال غنیمت کی تقسیم میں دانستہ تاخیر کی تھی۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یا تو اپنی عورتوں اور بچوں کو لے لو اور یا اپنے اونٹوں کو لے لو۔انہوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کی واپسی کو پسند کیا۔حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ان قیدیوں مین سے جو میرا اور عبدالمطلب کے کسی فرزند کا حصہ ہے۔تو وہ میں تمہیں واپس کرتا ہوں بقیہ قیدیوں کے بارے میں تم ایسا کرنا کہ جب میں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ چکوں تو تم کھڑے ہو جانا اور اس طرح کہنا کہ ہم ''اپنے بچوں اور عورتوں کی واپسی کے سلسلہ میں حضور ﷺ کو بطور شفیع پیش کرتے ہیں اور مسلمانوں کو بارگاہ رسالت میں اپنا شفیع پیش کرتے ہیں جب تم اس طرح کہو گے تو میں اپنے حصے کے جنگی قیدی تمہارے حوالے کر دوں گا اور دوسرے مسلمانوں سے ان کے حصہ کے جنگی قیدیوں کا مطالبہ کروں گا''۔

جب نماز کا وقت آیا اور حضور ﷺ نے دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز ادا کی۔تو یہ لوگ حضور ﷺ کے ارشاد مبارک پر عمل کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور آقا ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق انہوں نے اپنے جنگی قیدیوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔

آقا دو جہاں رحمت اللعالمین ﷺ مسلمانوں کے اجتماع میں اٹھ کھڑے ہوئے۔اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائی اور پھر فرمایا کہ یہ تمہارے بھائی ہیں جو کہ تائب ہو کر تمہاری خدمت میں حاضر ہوئے ہیں میں نے مناسب سمجھا ہے کہ ان کے جنگی قیدیوں کو واپس کر دوں جو شخص اپنی مرضی سے ایسا کرنا چاہتا ہے وہ بیشک ان کے قیدیوں کو واپس کر دے اور جو شخص اپنے حصہ کے قیدوں سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں تو وہ اپنے حصہ کے قیدی اپنے پاس رکھے اللہ تعالیٰ اموال فیٔ سے سب سے پہلے ہمیں جو عطا فرمائے گا۔اس میں سے ہر مجاہد کو جو حصہ ملے گا اس سے چھ گنا فی قیدی ہم اس کو معاوضہ دیں گے''۔

یہ سنتے ہی سب مہاجر یک زبان ہو کر بولے کہ ''جو جنگی قیدی ہمارے ہیں۔وہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کی نذر کرتے ہیں''۔

اور اسی طرح انصار نے بھی عرض کی کہ ''جو جنگی قیدی ہمارے ہیں۔وہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کی نذر کرتے ہیں۔

Marfat.com

مہاجرین و انصار ہمیشہ حضور ﷺ کی پسند و خواہش کو ہی اپنی پسند اور خواہش بناتے تھے۔

علاوہ بعض قبائل کے چند ایک لوگوں نے اپنے حصہ کے جنگی قیدی دینے سے انکار کر دیا ان میں بنو تمیم کا سردار اقرع بن حابس۔ بنو فرازہ کا رئیس عینیہ بن حصن اور بنو سلیم کا رئیس عباس بن مرداس سلمی تھا۔

لیکن بنو سلیم کے لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے حصہ کے قیدی حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں تو ان کے سردار عباس بن مرداس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم نے مجھے رسوا کیا ہے"۔

اقرع بن حابس نومسلموں اور مولفتہ القلوب میں سے تھا۔ عینیہ بن حصن بھی اجڈ بدوؤں میں سے تھا فتح مکہ کے بعد اس نے صرف اسلام زبان سے ہی قبول کیا تھا بعد میں یہ مرتد ہو گیا اور طلحہ اسدی جس نے بعد میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا یہ اس کے حلقہ بگوش ہو گیا۔

حضور ﷺ اس کے بعد اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے بدو حضور ﷺ کے پیچھے لپکے اور آقا ﷺ سے اموال فیئ کا مطالبہ کیا اور اپنے مطالبہ میں اتنی شدت کی کہ حضور ﷺ کو ایک درخت کے نیچے جانے پر مجبور کر دیا اور آقا ﷺ کی چادر تک اتار لی۔ لیکن اس کریم آقا ﷺ نے درگزر فرمایا اور اجڈ بدوؤں کی کسی بات کا برا نہ منایا اور ان سے فرمایا کہ "میری چادر تو مجھے واپس کر دو" مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میرے پاس تمہارے حصے کے اتنے اونٹ ہوتے۔ جتنے تہامہ کے درخت ہیں تو ان سب کو تم پر برابر تقسیم کر دیتا اور اتنے اونٹ ہوتے جتنے کانٹے ہیں تو میں پھر بھی ان کو تقسیم کر دیتا۔ تم مجھے اموال فیئ کی تقسیم میں نہ بخیل پائے اور نہ غلط بیانی کرنے والا بزدل پاؤ گے۔

آقا ﷺ نے اونٹ کی کوہان سے ایک بال لیا اور اس کو اپنی دونوں انگلیوں کے درمیان پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا کہ اے لوگو رضی اللہ عنہم تمہارے فیئ کے مال مین اس بال برابر بھی میرا حصہ نہیں ہے میرا حصہ صرف خمس میں سے ہے اور وہ خمس بھی میں تم میں سے تقسیم کر دیا کرتا ہوں۔

مال غنیمت میں سے کوئی دھاگہ یا سوئی بھی اگر کسی نے ناحق لی ہے تو اسے واپس کر دو۔ کیونکہ مال غنیمت میں خیانت قیامت کے دن باعث ننگ و عار ہو گی آتش جہنم کے عذاب کا سبب اور بہت بڑا سبب ہو گی"۔

(السیرۃ النبویہ ابن ہشام ۴۔ ۱۳۸۔ خاتم النبین ۲۔ ۱۰۴۸، ضیاء النبی ۴۔ ۵۲۷)

ناجائز مال لینا کتنا بڑا گناہ ہے۔ آج ہم کس بے دردی سے ایک دوسرے کا مال بھی ہڑپ کر جاتے ہیں اور مال کماتے ہوئے بھی ہمیں یہ پروا نہیں ہوتی کہ یہ جائز ہے یا ناجائز۔

حضور ﷺ نے ہر ہر پہلو میں عدل و انصاف فرمایا۔

جنگ حنین میں ساتھ چلتے ہوئے ایک مجاہد کی موٹی کھردی جوتی کا حصہ سختی سے حضور ﷺ کی نازک ننگی پنڈلی سے ٹکرایا جس سے آپ ﷺ کو بہت تکلیف ہوئی اور آقا ﷺ نے بے اختیار اپنی چھری مبارک سے اس آدمی کے پاؤں پر مار کر اسے

Marfat.com

پرے کیا اس وقت آپ ﷺ اور وہ آدمی دونوں اپنے اپنے اونٹ پر سوار تھے دوسرے دن حضور ﷺ نے اس آدمی کو بلوایا۔ اور اسے صرف ہلکی سی چھڑی مارنے کے عوض فرمایا کہ میں نے کل تمہیں جو اذیت دی تھی اس کے معاوضے میں تمہیں اسی بکریاں دیتا ہوں حالانکہ وہ آدمی آتے ہوئے خود ڈر رہا تھا کہ میں نے آقا ﷺ کو جو کل اذیت پہنچائی ہے اس پر کہیں آج آپ ﷺ مجھے سرزنش نہ فرمائیں۔ (سبل الہدیٰ جلد ۵ صفحہ ۵۷۵، ۵۷۶) (ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۴۳۸)

مؤلفۃ القلوب

حضور ﷺ نے اپنے خمس کے حصہ میں سے بعض لوگوں کو اس لئے حصہ عطا فرمایا تا کہ اسلام کے خلاف بغض وعناد ان کے دلوں سے دور ہو جائے۔ ان میں صفوان بن امیہ بھی داخل تھا۔

اپنے خمس کے حصہ میں سے بعض لوگوں کو اس لئے زیادہ مال عطا فرمایا گیا تا کہ ان کا عقیدہ اسلام پر اور زیادہ مضبوط ہو جائے۔ ان لوگوں میں ابوسفیان بھی شامل تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

انی لاعطی الرجل وغیرہٗ احبُّ الی منہ خشیۃ ان یکب فی النار علیٰ وجھہ۔

"میں بسا اوقات ایک شخص کو اموال کثیرہ دیتا ہوں۔ حالانکہ دوسرا شخص مجھے اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے اس لئے کہ وہ پھسل نہ جائے اور اسے دوزخ میں اوندھا منہ نہ پھینک دیا جائے"۔

اور حضور ﷺ نے اپنے خمس کے حصہ مین سے بعض لوگوں کو کثیر مال اس لئے عنایت فرمایا تا کہ ان کے شر سے اہل اسلام کو بچایا جا سکے۔ جیسے عیینہ بن حصین عباس بن مرداس اور اقرع بن حابس تھے۔

یہ کل ملا کر تیس لوگ تھے۔

باقی مجاہدین کی حضور ﷺ نے حضرت زید بن ارقم کو گنتی کرنے کو فرمایا اور اموال غنیمت کی گنتی کا حکم بھی فرمایا اور ہر پیدل مجاہد کے حصہ میں چار اونٹ اور چالیس بھیڑیں آئیں اور سواروں کے حصہ میں اس سے تین گنا یعنی بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بھیڑیں آئیں۔

جن لوگوں کو زیادہ مال عطا فرمایا گیا ان میں ابوسفیان بن ضرب بھی تھا اس کو چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دیئے گئے اور اس کے بیٹوں یزید اور معاویہ جو لشکر میں شامل تھے۔ اس کے مطالبے پر ان کو بھی چالیس چالیس اوقیہ چاندی اور سو سو اونٹ دیئے گئے۔ ابوسفیان حضور ﷺ سے بہت زیادہ خوش ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ صلح اور جنگ دونوں حالتوں میں بڑے کریم ہیں۔

آقا ﷺ نے حکیم بن حزام کو بھی سو اونٹ دیئے ان کے مزید مطالبے پر اور سو اونٹ دیئے۔ ان کے پھر مطالبے پر

Marfat.com

ان کو اور مزید سو اونٹ دیئے کل ملا کر تین سو اونٹ دیئے اور فرمایا کہ یہ مال بہت سبز اور میٹھا ہے جو اس کو سخاوت نفس کے ساتھ لیتا ہے تو اس کے مال میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور جو اس کو حرص و لالچ کے ساتھ لیتا ہے اس کے لئے اس مال میں برکت نہیں ڈالی جاتی اور وہ اس آدمی کی طرح بن جاتا ہے جو کھاتا ہے لیکن پھر سیر نہیں ہوتا۔ حکیم سنو! اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہت بہتر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح ارشاد فرماتے تھے کہ صحابہ اکرام کہتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں میں نقش ہو جاتا تھا۔

حکیم بن حزام پر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات کا اتنا اثر ہوا کہ اس نے باقی دو سو اونٹ واپس کر دیئے اور عرض کی کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور کوئی مطالبہ نہیں کروں گا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا۔ یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔ اور واقعی حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں بھی باوجود ان کے کہنے کے۔ انہوں نے ان سے بھی عطیات وصول نہیں کئے اور نہ ہی کبھی کسی اور سے بھی کوئی چیز مانگی یہاں تک کہ یہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

ان کے علاوہ نصیر بن حارث بن کلاء علاء بن حارثہ البقعی حارث بن ہشام، حویطب بن عبدالعزی بن ابی قیس، علقمہ بن علاثہ، جبیر بن مطعم، سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ بھی تھے۔ جنہیں کثیر تعداد میں مال عنایت فرمایا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان لوگوں "مؤلفۃ القلوب" کو اس لئے زیادہ عطا فرمایا ہے کہ ان کے قدم کسی وجہ سے پھسلنے نہ پائیں ایمان کا جو درخت ان کے دل کی سرزمین میں لگایا ہے وہ سوکھنے نہ پائے ان لوگوں نے کفر و شرک سے اور عہد جاہلیت سے ابھی ابھی اپنا ناطہ توڑا ہے پھر کسی وجہ سے حق سے پھر کر وہ باطل کی طرف نہ مائل ہو جائیں۔

(سبل الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۱۴)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصار

انصار میں سے بعض نوجوان لوگوں نے مؤلفۃ القلوب لوگوں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فیاضی کو دیکھا تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درگزر فرماتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کو تو فیاضی سے اموال عنایت فرما رہے ہیں اور ہمیں محروم چھوڑ رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک دشمنان اسلام کے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔

ان لوگوں کو دوسرے انصار نے جھڑکا کہ ایسی باتیں نہ کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ انصار کے لوگ دل ہی دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس وجہ سے ناراض ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیادہ مال اپنی قوم اور دوسرے عربوں میں تقسیم کر دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ تمہارا کیا خیال ہے انہوں نے عرض کی کہ میرا خیال بھی اپنی قوم کے لوگوں کے مطابق ہے۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا کہ سعد جاؤ اور تمام انصار کو اس چھپر کے نیچے لے آؤ اور سوائے انصار کے اور کوئی نہ آئے"۔
جب تمام انصار اکٹھے ہو گئے تو حضور ﷺ نے ان کے آگے اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلے حمد و ثناء کی پھر ان سے فرمایا۔
"اے انصار کہ یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھ کو پہنچی ہے یہ کیا ناراضگی ہے جو تم اپنے دلوں میں محسوس کر رہے ہو۔
پھر فرمایا کہ کیا ایسا نہیں کہ میں جب تمہارے پاس آیا تھا تو تم گمراہ تھے پس اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے تمہیں ہدایت عطا فرمائی۔
جب میں آیا تو تم مفلس و غریب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں غنی کر دیا"۔
تم لوگ ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی"۔
سب لوگ بے اختیار بول اٹھے۔
کہ "اللہ اور اس کے رسول سب سے زیادہ احسان کرنے والے اور بزرگ و برتر ہیں۔
حضور ﷺ نے فرمایا کہ گروہ انصار میری باتوں کا جواب کیوں نہیں دیتے۔
انہوں نے عرض کی آقا ﷺ ہم آپ کے ارشادات کا کیا جواب دیں۔ سارا احسان و فضل تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہے۔
حضور ﷺ نے فرمایا کہ بخدا تم چاہتے تو یہ جواب دے سکتے تھے اور تمہارا جواب سچا ہوتا اور سب اس کی تصدیق کرتے کہ
حضور (ﷺ) جب ہمارے پاس تشریف لائے تو حضور (ﷺ) کو جھٹلایا جاتا تھا ہم نے حضور ﷺ کی تصدیق کی"۔
"آپ کا کوئی معاون نہ تھا ہم نے آپ کی مدد کی" "آپ کو اپنے شہر سے نکال دیا گیا تھا۔ ہم نے حضور ﷺ کو پناہ دی"۔
"آپ ﷺ اس وقت تنگدست تھے۔ ہم نے آپ کی مالی امداد کی"۔
سبحان اللہ کیا شان کریمی ہے کہ حضور ﷺ نے ان کی طرف سے خود ہی جواب عطا فرما کر گفتگو میں بھی انصاف فرما دیا۔
پھر حضور ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا۔
"تم دنیا کی ایک معمولی چیز کے لئے مجھ سے ناراض ہو گئے ہو۔ حالانکہ میں نے ان لوگوں کو انعام و اکرام سے اس لئے نوازا۔ کہ ان کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا ہو جائے اور وہ اسلام قبول کر لیں اور میں نے تمہیں تمہارے اسلام کے سپرد کر دیا"۔
"اے گروہ انصار کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ وہ لوگ تو اونٹ اور بکریاں لے کر اپنے گھروں کو جائیں اور تم اللہ کے رسول (ﷺ) (دونوں جہان کے والی) کو لے کر اپنی اقامت گاہوں کو جاؤ"۔
"اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ جو نعمت عظمیٰ لے کر تم لوٹ رہے ہو وہ ان چیزوں سے بدرجہا بہتر ہے جو یہ لوگ لے کر جا رہے ہیں"

Marfat.com

''اگر ہجرت کا معاملہ نہ ہوتا تو میں قوم انصار کا ایک فرد ہوتا''

''دوسرے لوگ اگر ایک وادی یا ایک گھاٹی میں چلتے تو میں اس وادی میں چلتا جس وادی یا گھاٹی میں انصار چلتے''

''تم انصار میری چادر کا اندر والا حصہ ہو۔ اور دوسرے لوگ باہر والا حصہ ہیں۔

''اے اللہ انصار پر رحم فرما انصار کے بیٹوں پر رحم فرما۔ انصار کے لوگوں پر رحم فرما''۔

حضور ﷺ کے کلمات طیبات اور آپ کی دعا مبارک کا یہ اثر ہوا کہ سب انصار نے زار و قطار رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ ان سب کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہوگئیں اور سب لوگ یک زبان ہو کر بولے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مان کر راضی ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) نے جو تقسیم فرمائی ہے اور جو حصہ ہمیں عطا فرمایا ہے ہم اس پر راضی اور مطمئن ہو گئے''۔

اس کے بعد انصار اپنی اپنی جگہوں پر واپس چلے گئے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک دفعہ حضور ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آقا ﷺ اسلام نے اس وقت نجران کی بنی ہوئی موٹی چادر اپنے اوپر لی ہوئی تھی جو بہت کھردری تھی اتنے میں ایک بدو آیا اور حضور ﷺ کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا۔ یہاں تک کہ چادر کے کھینچنے کے نشان گردن مبارک پر پڑ گئے۔ اور کہنے لگا کہ ''اللہ تعالیٰ کا جو مال آپ کے پاس ہے حکم دیجئے کہ اس میں سے مجھ کو حصہ دیا جائے''

حضور ﷺ نے اس کی اس گستاخی پر برا نہیں منایا بلکہ ہنس دیئے اور کسی خادم کو اس کو مال غنیمت سے دینے کا حکم فرمایا۔

(زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۴۷۴)

مالک بن عوف نضری

حضور ﷺ نے بنی ہوازن کے وفد سے مالک بن عوف کے متعلق دریافت فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ وہ طائف میں قبیلہ ثقیف کے ساتھ اقامت پذیر ہے۔ اسے پیغام میری طرف سے پہنچاؤ کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ ہمارے پاس آ جائے اور اسلام قبول کر لے تو میں اس کے اہل و عیال اور مال مویشی اس کو واپس کر دوں گا اور مزید ایک سو اونٹ عطا کروں گا''۔

مالک کو جب یہ پیغام پہنچا تو وہ چپکے سے طائف سے بھاگ کر جعرانہ کے مقام پر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا اور اسلام قبول کر لیا۔ حضور ﷺ نے اسے اس کے اہل و عیال و مال و مویشی اور علاوہ سو اونٹ انعام عطا فرما دیئے۔

مالک بن عوف بن نفری نے حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں آپ کی تعریف میں اشعار پیش کئے اور حضور ﷺ کی بے پناہ تعریف فرمائی کہ آپ ﷺ اپنا وعدہ پورا فرمانے والے ہیں اور آپ کی مثل کوئی نہیں ہے اور جب کوئی عطیہ مانگتا ہے تو اس کو عطا فرماتے ہیں اور کل کے واقعات سے بھی آگاہ فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ نے مالک کو قبائل ثمالہ مسلم اور فہم میں اسلام لانے والے لوگوں پر امیر مقرر فرما دیا اور یہ ان کو ساتھ ملا کر بنی ثقیف کے ساتھ نبرد آزما ہونے لگا اور جب ان کے مویشی باہر نکلتے تو ان پر حملہ کرنے لگا۔

Marfat.com

آقا ﷺ کی شان کریمی کی کیا شان ہے۔

حضور ﷺ کے عفو و درگزر کی کیا شان ہے کہ وہ آدمی جو چند روز پہلے اپنے تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کو مٹانے کے لئے آیا۔ آج حضور ﷺ کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال کر مسلمانوں کے دشمنوں کے ساتھ نبرد آزما ہوگیا۔

ایک شخص ذوالخصیرہ نے حضور ﷺ کی جنگ حنین میں تقسیم پر اعتراض فرمایا تو آقا ﷺ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "تیرا خانہ خراب ہو اگر میرے پاس عدل نہیں تو تمہیں کس کے پاس عدل ملے گا"۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ حضور ﷺ اجازت دیں تو اس منافق کا سر قلم کر دیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا اس کو رہنے دو۔ اس کا بہت بڑا گروہ ہوگا اور یہ دین میں بڑی باریک بینی سے کام لیں گے۔ حتیٰ کہ یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر اپنے نشانے سے پار نکل جاتا ہے اور ان پر ان کے دین کا کوئی اثر نہ ہوگا"۔

(تاریخ الخمیس۔ ۲۔ ۱۱۵، السیرۃ النبویہ ابن کثیر ۳۔ ۶۸۷، ضیاء النبی۔ ۴۔ ۵۵۱)

حضور ﷺ کی رضاعی بہن شیما آقا ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ آقا ﷺ نے اس کو پہچان کر اپنی چادر اس کے لئے بچھا دی اور اس کو اپنے پاس رہنے یا مال و انعام کے ساتھ واپس جانے کا اختیار دے دیا اس نے واپس اپنی قوم کے پاس جانے کو پسند کیا۔ حضور ﷺ نے اسے اجازت دے دی۔

حضور ﷺ نے حنین کے اموال کی تقسیم کے بعد ماہ ذیعقد میں جعرانہ سے عمرہ ادا فرمایا۔ آقا ﷺ نے اپنی زندگی مبارک میں ایک حج فرمایا اور چار عمرے ادا فرمائے۔ ایک عمرہ حدیبیہ کے زمانہ میں دوسرا ماہ مدینہ طیبہ سے تیسرا ماہ ذیقعدہ میں غزوہ حنین کے بعد جعرانہ کے مقام سے اور چوتھا عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ ادا فرمایا۔

کعب بن زہیر کا قبول اسلام

اس کے بھائی نے بجیرین زہیر نے اسے لکھا کہ حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں تائب ہو کر آجاتا ہے آقا ﷺ اس کو قتل نہیں کرتے۔ اگر تو اس پر آمادہ نہیں تو ایسی جگہ چلا جا۔ جہاں تجھے پناہ مل سکے۔ یہ مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوگیا اور امان طلب کی اور تائب ہو کر مسلمان ہوگیا۔ حضور ﷺ نے اسے معاف فرما دیا اس نے آقا ﷺ کی شان پاک میں "اشعار" پڑھے۔

ترجمہ۔ "بیشک رسول اکرم (ﷺ) وہ نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور حضور (ﷺ) اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک بے نیام تلوار ہیں"۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دھمکی دی ہے لیکن اللہ کے رسول ﷺ سے عفو و درگزر کی امید کی جا سکتی ہے۔

حضور ﷺ نے خوش ہو کر اسے اپنی چادر عطا فرما دی اور لوگوں سے فرمایا کہ ان اشعار کو غور سے سنو۔

Marfat.com

یہ وہی چادر ہے جو خلفاء بنی عباس کو تاج پوشی کے وقت اوڑھائی جاتی تھی۔ (تاریخ الخمیس جلد ۳ صفحہ ۷۰۷)

قبیلہ ثقیف کا قبول اسلام

حضرت ﷺ سے لوگوں نے قبیلہ ثقیف کے لئے بد دعا کے لئے عرض کی لیکن حضور ﷺ نے ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ

اللھم اھد ثقیضا وائت بھم

''اے میرے اللہ ثقیف کو ہدایت عطا فرما اور ان کو میرے پاس لے آ''۔

اس سے پہلے بھی جب آقا ﷺ مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے طائف تشریف لے گئے تھے اور اہل طائف کے (بنی ثقیف نے حضور ﷺ پر ظلم وستم کی حد کر دی تھی اور اوباش لڑکوں کو حضور ﷺ کے پیچھے لگا دیا تھا اور سنگباری سے حضور ﷺ کے پاؤں مبارک خون آلود ہو کر جوتے میں جم گئے تھے اور آقا ﷺ نڈھال ہو کر ایک باغ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے اور اس وقت پہاڑوں کا فرشتہ حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تھا اور عرض کی تھی یا رسول اللہ ﷺ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اگر آپ اجازت فرمائیں تو اہل طائف کی بستی جو ان دو پہاڑوں کے درمیان ہے اس کو ان دو پہاڑوں میں پیس کر رکھ دوں۔ لیکن میرے کریم آقا ﷺ نے اس حالت میں بھی باوجود ان کے اتنے ظلم کے ان کی ہدایت کے لئے ہی دعا فرمائی تھی۔

اب بھی آقا ﷺ نے طائف کا محاصرہ اٹھانے کے بعد ان کی ہدایت کے لئے ہی دعا فرمائی تھی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور جب آقا ﷺ غزوہ حنین سے واپس مدینہ مبارک تشریف لے آئے اور پھر یہاں سے غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے گئے ار پھر جب غزوہ تبوک سے واپس مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو یہ بنی ثقیف (اہل طائف) کا وفد مدینہ طیبہ میں ماہ رمضان میں آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

مدینہ طیبہ میں حاضر ہونے والے لوگوں کا یہ وفد چھ لوگوں پر مبنی تھا اور عبد یالیل ان کا سربراہ تھا۔

حضرت ولید بن مغیرہ نے سب سے پہلے اس وفد کو دیکھا او رحضور ﷺ کی خدمت میں خوشخبری دینے کے لئے دوڑے راستے میں انہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے۔ اور ان کو یہ خوشخبری بارگاہ رسالت میں سنانے کے لئے فرمایا۔ انہوں نے ان کی بات مان لی۔ حضرت ابوبکر صدیق حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں خوشخبری سنانے کے لئے روانہ ہو گئے اور آپ ﷺ کو بنی ثقیف کے وفد کی آمد کے متعلق بتایا۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا۔ اور مسجد کے ایک کونے میں بنی ثقیف کے وفد کے لئے خیمہ نصب فرمانے کا حکم دیا اور حضرت خالد بن سعید العاص کو پیغام رسانی پر مقرر فرمایا۔ حضور ﷺ ان کیلئے جو کھانا بھیجتے یہ اس وقت تک اسے نہ کھاتے جب تک سعید بن العاص اسے نہ کھاتے تھے۔ اسلام قبول کرنے تک یہ ایسا

Marfat.com

ہی کرتے رہے۔

انہوں نے حضور ﷺ کو درخواست پیش کی کہ تین سال تک ان کے معبود لات کو منہدم نہ کیا جائے جو حضور ﷺ نے سختی سے ٹھکرادی پھر انہوں نے یہ مدت ایک سال کرنے کے لئے کہا پھر آہستہ آہستہ انہوں نے یہ مدت ایک مہینہ کرنے کے لئے کہا۔لیکن حضور ﷺ نے ہر بار ان کے اس مطالبہ کو سختی سے ٹھکرادیا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس بت کو گرانے کے لئے ان کے قریبی رشتہ دار ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا جائے گا۔

پھر انہوں نے نماز کی معافی کے لئے درخواست دی۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں نماز نہیں''۔

جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو حضور ﷺ نے ان کے لئے معاہدہ تحریر فرمایا اور ان سے کم سن عثمان بن ابی العاص کو ان پر قرآن سکھانے کے لئے مقرر فرمایا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ اور ابوسفیان ان کے ساتھ طائف میں لات کے بت کو گرانے کے لئے پہنچے۔حضرت مغیرہ بن شعبہ نے ابوسفیان کو پہلے آگے جا کر بت گرانے کے لئے کہا۔لیکن ابوسفیان بن حرب نے آگے جانے سے انکار کر دیا تو مغیرہ بن شعبہ آگے پہنچے اور کلہاڑے کے وار کر کے بت کو گرانے لگے معتب کے بیٹے آپ کی حفاظت کے لئے کہ کوئی ان کو نقصان نہ پہنچائے پاس کھڑے رہے۔بنی ثقیف کی عورتیں اس بت کو گرانے کے وقت ننگے سر بال کھولے باہر نکل آئیں اور رونے لگیں۔ابوسفیان بھی مغیرہ بن شعبہ کے پاس آ پہنچے اور بت گراتے وقت جب یہ اس پر کلہاڑے کے وار کر رہے تھے تو یہ پاس کھڑے واھاواھا لک کہہ رہے تھے۔

اس بت کو گرانے کے بعد جو نقدی اور زیور وغیرہ اس بت میں سے نکلے۔حضرت مغیرہ بن شعبہ نے وہ ابوسفیان کو بھیج دیئے۔

عرف کا بیٹا ابولیلیح اور اسود کا بیٹا قارب بنی ثقیف سے ناراضگی کے باعث ان سے پہلے ہی آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے تھے اور انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو اپنا والی مقرر کرلیا۔(خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۷،ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۵۵۵)

اللھم صل و سلم علی سیدنا و مولانا محمد نبی امی و علی آله الطاهرین طیبین و رحمه الله و برکاته۔ فداء امی و ابی و نفسی یارسول۔

۱۶ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

بمطابق ۲۷ جولائی۔ ۲۰۱۳ء۔صبح ۹ بجے۔

خاک پائے اولیاء اللہ گدائے اولیاء اللہ

احقر العباد نثار النبی بن محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ

Marfat.com

۸ ہجری دیگر واقعات

حضرت ابراہیم (فرزند رسول علیہ السلام) کی وفات

حضور آقا دو جہاں سرور کائنات ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اسی سال ۸ ہجری میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہ کے بطن سے تولد ہوئے اور تقریباً ایک سال کی عمر میں اسی سال آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی بیماری کی خبر سن کر آقا ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اس وقت یہ آخری سانسیں لے رہے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو اپنی گود میں لے لیا اور آقا ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی آنکھوں میں آنسو؟ آقا ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت کے آنسو ہیں۔

سورج گرہن

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر سورج گرہن لگ گیا لوگوں نے سمجھا کہ شاید آپ کے وفات پانے سے یہ لگا ہے کیونکہ لوگوں میں تو ہم تھا کہ سورج گرہن وغیرہ کسی بڑے آدمی کے مرنے سے لگتے ہیں۔

حضور ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں کسی کے مرنے یا جینے سے ان میں گرہن نہیں لگا کرتے اور آج کی سائنس کے لئے حضور ﷺ نے یہ بات پہلے ہی فرما دی۔

سبحان اللہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ایسا علم لدنی عطا فرمایا ہوا تھا کہ جن باتوں پر سائنس دان سر کھپا کھپا کر آج بڑی مشکل سے پہنچ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان سے چودہ سو سال پہلے آگاہی فرما دی تھی بلکہ بعض باتوں میں وہ اب تک بھولے ہوئے ہیں اور ان کی عقل ٹامک ٹوئیوں میں گری ہوئی ہے لیکن حضور ﷺ نے ان باتوں کی خبریں ہمیں پہلے ہی فرما دی تھیں۔

حضور ﷺ کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی سال وفات فرمائی۔

حرمت شراب

اسی سال شراب کی قطعی حرمت بھی نازل ہوئی اور لوگوں نے مدینہ کی گلیوں میں پانی کی طرح شراب بہا دی۔

چور کی سزا

اسی سال ایک آدمی نے چوری کی لوگوں نے حضور ﷺ کے بہت چہیتے اور لاڈلے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ سے سفارش کرنے کے لئے تیار فرمایا جب یہ آقا ﷺ کے سامنے آئے تو ان کے بولنے سے پہلے ہی حضور ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا کہ شاید تم اس شخص کی سفارش کے لئے ائے ہو تم سے پہلی قومیں اسی لئے ہلاک ہوئیں کہ اگر ان کا کوئی بڑا آدمی گناہ کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور اگر ان کا کوئی عام آدمی گناہ کرتا تو اس پر حد جاری کر دی جاتی تھی اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا"۔

قانونِ شریعت

سبحان اللہ یہ ہیں اسلامی قوانین اگر معاشرے میں اسلامی قانون کو رائج کر دیا جائے تو تمام برائیاں اور ناسور جو معاشرے میں پھیلے ہوئے ہیں جڑ سے ختم ہو سکتے ہیں۔ یہ اتنے قسم قسم کے دانشور لوگ جو میڈیا میں اتنی دیر مختلف موضوعات پر سر کھپاتے رہتے ہیں خدارا اس بنیادی بات پر غور کریں تو معاشرہ جنت بن سکتا ہے اور اس کی ہر ہر برائی ختم ہو سکتی ہے کیونکہ ایک اچھا حکیم بیماری کو جڑ سے ختم کرتا ہے۔

اگر کسی آدمی کا خون خراب ہو جائے تو پھوڑے پھنسیاں اس کے جسم کے مختلف حصوں سے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں اور اگر ان پھوڑے پھنسیوں پر وقتی مرہم لگا دی جائے اور اس آدمی کے خون کا علاج نہ کیا جائے تو یہ پھوڑے پھنسیاں ایک جگہ سے ختم ہو کر دوسری جگہ سے اپنا سر اٹھا لیں گے اور یہی حال ہمارے معاشرے کا ہے ایک برائی کو دبانے کے لئے کوئی قانون بناتے ہین اور تھوڑا بہت اس پر عمل بھی کرتے ہیں وہ برائی ادھر سے دب جاتی ہے اور دوسری جگہ سے سر نکال لیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں سورۃ مائدہ میں فرماتے ہیں کہ "جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی کافر ہیں"۔

اور ایک جگہ فرمایا "کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی لوگ فاسق ہیں"۔

یعنی کافر لوگ بھی خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلے نہیں کیا کرتے اور جو مسلمان لوگ ان کافروں کی پیروی میں خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی فاسق ہیں۔

خدارا اگر ارباب اختیار اس بات کی طرف دھیان کریں اور ملک میں اللہ تعالیٰ کے حکموں اور حضور ﷺ کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں تو جس طرح لوگ بے عزت کر کے ارباب اختیار کو حکومت سے نکال باہر کرتے ہیں کوئی ان کو نکالنے کی جرأت نہ کرے اور رہتی دنیا تک اس نیکی کا سہرا ان کے سر چڑھ جائے اور کروڑوں عوام الناس کی دعاؤں سے شاید دونوں جہانوں میں وہ سرخرو ہو جائیں۔ ورنہ بے شمار مظلوموں کی آہیں اور سسکیاں اور ظلم وستم کا قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے حضور وہ کیا جواب دیں گے؟

احقر العباد

نثار النبی بن محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ

Marfat.com

ہجرت کا نواں سال مبارک

سریہ عینیہ بن حصین رضی اللہ عنہ

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ محرم میں بشیر بن سفیان الکعبی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ خزاعہ کی طرف صدقات وغیرہ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ بنوکعب نے تو صدقات دے دیئے یہ لوگ اس وقت صحرا میں آباد تھے جبکہ قبیلہ خزاعہ کے بنوتمیم نے جب اتنے اونٹ و بکریاں صدقات کے دیکھے تو تلواریں سونت لیں اور بنوکعب کو کہا کہ ہم ان صدقات کو نہیں جانے دیں گے اور خود بھی صدقات دینے سے انکار کر دیا۔

حضرت بشیر بن سفیان رضی اللہ عنہ صورت حال بھانپ کر چپکے سے واپس مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں سارا واقعہ گوش گزار کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عینیہ بن حصین رضی اللہ عنہ کو پچاس سواروں کے ساتھ بنوتمیم کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ ان پچاس سواروں میں مہاجرین و انصار میں سے کوئی بھی شامل نہیں تھا اور یہ مختلف قبیلوں کے لوگ تھے یہ لوگ رات کو سفر کرتے اور دن کو آرام کرتے ہوئے اچانک ان کے سروں پر صحرا میں پہنچ گئے مسلمانوں کے لشکر کو آتا دیکھ کر بنوتمیم بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ان کے گیارہ مرد اور اکیس عورتیں اور تیس بچوں کو گرفتار کر لیا اور ان کے بہت سے اونٹ و بکریوں کو بھی لے کر واپس مدینہ طیبہ لوٹ آئے اور قیدیوں کو رملہ بنت حارث رضی اللہ عنہ کے مکان میں رکھا گیا ان کے پیچھے پیچھے ان کے سردار جن میں قیس بن عامر' عطارد بن حاجب' زبرقان بن بدر اور اقرع بن حابس جیسے لوگ بھی شامل تھے چلے آئے قیدیوں میں عورتوں نے جب اپنے سرداروں کو دیکھا تو رونے لگیں یہ سیدنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر آئے اور باہر کھڑے ہو کر آپ کا نام مبارک لے کر زور زور سے پکارنے لگے کہ آپ باہر آئیں ہمارا خطیب آپ کے خطیب سے اور ہمارا شاعر آپ کے شاعر سے مقابلہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کو ان کا اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لے کر پکارنا بہت برا لگا اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ حجرات کی آیات نازل فرمائیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورۃ الحجرات ۴.۵)

Marfat.com

ترجمہ: "بیشک جو لوگ پکارتے ہیں آپ کو ہجروں کے باہر سے ان میں سے اکثر نا سمجھ ہیں اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ تشریف لاتے ان کے پاس تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے"۔

حضور ﷺ ان کی اس گستاخی کو نظر انداز فرماتے ہوئے خندہ پیشانی سے باہر تشریف لائے اور یہ لوگ حضور ﷺ سے چمٹ گئے آقا ﷺ نے توقف فرمایا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت فرمائی۔ حضور ﷺ نے نماز ظہر ادا فرمائی اور مسجد کے صحن میں تشریف فرما ہوئے۔

حضور ﷺ نے ان کی ڈینگوں کے جواب مین سے فرمایا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی مدح کسی انسان کو معزز و محترم اور اس کی مذمت کسی انسان کو ذلیل و خوار کرتی ہے"۔

حضور ﷺ نے مزید فرمایا کہ میں شعر گوئی کے لئے مبعوث نہیں کیا گیا اور نہ ہی مجھے فخر و مباہات میں حصہ لینے کا حکم دیا گیا ہے لیکن تمہارا اصرار ہے تو اپنا خطیب لاؤ ان لوگوں کا خطیب عطارد بن حاطب اٹھا اور اپنی قوم کے فضائل وغیرہ بیان کئے۔

حضور ﷺ کے حکم سے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے ان کو ایسی وضاحت سے جواب دیا کہ یہ لوگ دنگ رہ گئے۔

پھر ان کے شاعر نے اپنی قوم کی فضیلت میں شعر کہے تو حضور ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جواب دینے کے لئے حکم فرمایا۔ آپ نے ان کے شعروں کے جواب میں ایسے فی البدیہہ شعر کہے کہ وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

ان کا شاعر اقرع بن حابس اتنا متاثر ہوا کہ فوری کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

اس کے بعد یہ تمام لوگ مسلمان ہو گئے"۔

حضور ﷺ نے ان کے تمام قیدیوں وغیرہ کی واپسی کا حکم دے دیا اور تمام لوگوں کو انعام و اکرام کے ساتھ واپس لوٹایا۔ (سیرۃ النبویہ زینی دحلان جلد ۲ صفحہ ۳۳۱)

سریہ علقمہ بن مجزد رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ نے ربیع الثانی نو ہجری کو حضرت علقمہ بن مجزد کو تین سو مجاہدین کے دستے کا امیر بنا کر جدہ کے قریب اکٹھے ہونے والے لوگ جن کا بظاہر ارادہ جدہ پر حملے کا لگتا تھا کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔

جب ان حبشیوں نے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو وہ بھاگ گئے۔ مسلمان ان کے پیچھے بھاگے انہوں نے ڈر کر سمندر میں چھلانگیں لگانی شروع کر دیں اور ایک جزیرے میں آ پناہ لی۔ مسلمانوں نے یہاں بھی ان کا تعاقب کیا یہ لوگ یہاں سے بھی بھاگ گئے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر کو روانگی سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ اپنے امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا۔

Marfat.com

واپسی پر امیر لشکر کسی بات پر مسلمانوں سے ناراض ہوگیا اور اس نے لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دیا۔ لکڑیاں اکٹھی ہوگئیں تو اس نے ان کو آگ لگانے کا حکم دیا۔ جب خوب آلاؤ روشن ہوگیا تو اس نے لشکریوں کو حکم دیا کہ کیا حضور ﷺ نے تم لوگوں کو میری بات کے سننے اور اسے ماننے کا حکم نہیں دیا تھا سب نے کہا کہ ہاں دیا تھا اس نے کہا کہ میں پھر تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس آگ میں کود جاؤ۔

مسلمانوں نے اس کو کہا کہ ہم نے حضور ﷺ کا دامن آگ سے بچنے کے لئے پکڑا تھا اور تم ہمیں آگ میں کودنے کا حکم دے رہے ہو اسی اثناء میں ان کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا اور بات آئی گئی ہوگئی واپس آ کر مسلمانوں نے اس واقعہ کے متعلق حضور ﷺ کو بتایا آقا ﷺ نے فرمایا کہ

لا طاعة فی معصية الله انما طاعة فی المعروف۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں اطاعت ہمیشہ نیک کاموں میں ہوتی ہے۔

اور حضور ﷺ نے فرمایا:

''جو لوگ امیر کی اطاعت کرتے ہوئے آگ میں داخل ہو جاتے تو پھر کبھی اس سے باہر نہ نکل سکتے''۔

(خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۰۶۸)

سریہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط

حضور نبی کریم ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنی خزاعہ کی ایک شاخ بن مصطلق کی طرف صدقات وغیرہ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔

اِن کی آمد کا سن کر بیس کے قریب یہ لوگ ان کے استقبال کیلئے باہر نکلے انہوں نے اپنے ساتھ اونٹ اور بھیڑ بکریاں جو زکوٰۃ کا مال تھیں، ساتھ لے لیں۔

زمانہ جاہلیت میں ان کی عداوت ولید بن عقبہ کے قبیلہ سے تھی۔

ولید بن عقبہ نے ان کو دور سے آتے دیکھا تو سمجھا کہ شاید یہ مجھ پر حملہ کی نیت سے آ رہے ہیں۔ یہ دور ہی سے واپس پلٹ گئے اور حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر سارا ماجرہ بیان فرمایا۔

آقا ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند سواروں کے ساتھ ان کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اپنی آمد کے بارے میں ان کو پتہ نہ چلنے دینا اور اگر ان کی مسلمانی کے بارے میں شواہد ملیں تو صدقات وغیرہ لے کر آ جانا۔ ورنہ بصورت دیگر ان سے کفار و مشرکین کا سا برتاؤ کرنا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کے پاس خفیہ پہنچے تو آپ نے ان کو مغرب اور عشاء کی اذانیں دیتے ہوئے پایا۔

Marfat.com

آپ ان سے صدقات وغیرہ لے کر واپس تشریف لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات کی یہ آیات نازل فرمائیں۔

ترجمہ: اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم بے علمی میں کسی قوم کو ضرر پہنچا دو پھر تم اپنے کئے پر پچھتانے لگو۔ (سورۃ الحجرات) (تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۱۹)

سریہ ضحاک بن سفیان الکلابی

حضور ﷺ نے قرطاء کی طرف ضحاک بن سفیان الکلابی کی سرکردگی میں ایک لشکر بھیجا۔ ان کا آمنا سامنا "زج" کے مقام پر دشمن سے ہوا۔ خوب گھمسان کی جنگ ہوئی۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

سریہ قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

حضور سرور کائنات ﷺ نے نو ہجری میں بیس مجاہدین کے ساتھ حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو مکہ کے گرد نواح میں "تبالہ" یا "بیشہ" کی طرف قبیلہ خثعم کی سرکوبی کے لئے بھیجا اور ان کو فوری حملہ کا حکم دیا ان کے پاس سواری کے دس اونٹ تھے اور یہ باری باری ان پر سوار ہوتے تھے خوب لڑائی ہوئی حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے لیکن مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور ان کے بہت سے اونٹ اور بھیڑ بکریاں مال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں ہر مجاہد کو چار اونٹ یا اونٹ کے بدلے میں دس بھیڑ بکریاں خمس نکال کر دی گئیں۔

سریہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ نے قبیلہ "طے" جو کہ حاتم طائی کا قبیلہ تھا کیطرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماہ ربیع الثانی نو ہجری ڈیڑھ سو مجاہدین کو ایک سو اونٹ اور پچاس گھوڑوں کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ لوگ عیسائی بھی تھے اور ان کا ایک بہت بڑا بت "فلس" بھی تھا بعض لوگ اس کی پوجا بھی کرتے تھے۔

آقا ﷺ نے اس بت کو پاش پاش کرنے اور اس کے استھان کو پیوند خاک کرنے کا حکم فرمایا۔

عدی حاتم طائی کا بیٹا تھا اس کی قوم اس کو اپنے مال سے چوتھائی حصہ دیتی تھی یہ عیسائیت کی طرف مائل تھا اور اس نے اپنے دل میں اس پر ثابت قدمی کا تہیہ کیا ہوا تھا حالانکہ اس کو حضور ﷺ کی اسلام کی فتوحات کے بارے میں خبریں ملتی رہتی تھیں۔ ساتھ اس کو مسلمانوں کے حملہ کے بارے میں خدشہ بھی تھا اور اس مقصد کے لئے اس نے اپنے ملازم کو اونٹ تیار رکھنے کا اور اسے بروقت اطلاع دینے کا حکم کیا ہوا تھا۔

جب اس کو مسلمانوں کے حملہ کی اطلاع ملی تو یہ جلدی میں اپنے بال بچوں کو اس پر سوار کرا کر شام کی طرف بھاگ گیا اور جلدی میں اپنی سگی بہن حاتم طائی کی بیٹی جس کا نام "سفانہ" تھا کو لینا بھول گیا۔

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ان پر حملہ کیا اور اِن کے بت کو پاش پاش کرنے کے بعد ان کے استھان کو خاک میں ملا دیا اور بہت سال مال غنیمت قبضہ میں لیتے ہوئے بہت سے جنگی قیدیوں کے ساتھ واپس مدینہ طیبہ خیر وخیریت سے تشریف لے آئے۔ جنگی قیدیوں میں حاتم طائی کی بیٹی ''سفانہ'' بھی تھی۔ (تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۲۰)

اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہوگیا ہے اور بڑا بھائی شام بھاگ گیا ہے۔ آپ مجھ پر احسان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر احسان فرمائے گا اس نے اپنے بھائی کے متعلق آقا ﷺ کو بتایا کہ وہ عدی بن حاتم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہی عدی جو اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام سے بھاگ گیا ہے۔ حضور ﷺ اس کو یونہی کھڑا چھوڑ کر واپس تشریف لے گئے۔

دوسرے دن پھر حضور ﷺ اس کے پاس سے گزرے۔ اس نے پھر ایسے ہی عرض کیا۔ آقا ﷺ پھر تشریف لے گئے۔

جب تیسرے دن حضور ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو نوجوان جو حضور ﷺ کے پیچھے کھڑے تھے نے ''سفانہ'' کو اپنی عرضداشت آقا ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کا اشارہ فرمایا۔

اور اس نے پھر پہلے کی طرح اپنی عرضداشت آقا ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھے آزاد فرمایا۔ لیکن جانے میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ تیری قوم کا کوئی قابل اعتماد شخص تجھے نہ مل جائے سفانہ نے لوگوں سے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا تو اِسے ان کا نام (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) بتایا گیا۔

عدی بن حاتم طائی کا ایمان لانا

حاتم طائی کی بیٹی کو ایک دن قبیلہ بلیہ اور قضاعہ کے چند لوگ ملے جو شام جا رہے تھے اس نے آقا ﷺ کی خدمت میں اجازت کے لئے جانے کے لئے عرض کیا۔ حضور ﷺ نے اسے اجازت دے دی اور اسے نیا جوڑا عنایت فرمایا اور جانے کے لئے اُونٹ اور خرچ کے لئے پیسے بھی دیئے اور یہ شام اپنے بھائی کے پاس پہنچ گئی وہاں جا کر اس نے اپنے بھائی عدی بن حاتم کو خوب جلی کٹی سنائیں کہ اپنے بیوی بچے تو تم ساتھ لے گئے اور مجھے بھول گئے۔

بھائی نے جب اس سے آقا ﷺ کے متعلق استفسار کیا تو اس نے اس کو مشورہ دیا کہ وہ بہت ہی کریم النفس ہیں تم ان پر فوراً ایمان لے آؤ۔ اس میں تمہارا بھلا ہے اور اگر وہ بادشاہ بھی ہوتے تو تم پھر بھی ان کے پاس جاتے تاکہ تمہارے جیسے زیرک لوگوں کو وہ اپنا مصاحب بنا لیتے۔

عدی کے دل پر اس کی بات کا بہت اثر ہوا اور اس کے دل میں یہ بھی آیا کہ حضور ﷺ نے اس کی بہن کے ساتھ بہت اچھا سلوک فرمایا ہے اور حاتم طائی حاضری کے لئے شام سے مدینہ طیبہ حضور ﷺ کی خدمت میں آ حاضر ہوا۔ اس وقت

Marfat.com

حضور ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آقا ﷺ نے اس کا نام پوچھا اس نے بتایا کہ وہ عدی بن حاتم ہے۔ حضور ﷺ اس کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر مبارک اتار کر اس کے بیٹھنے کے لئے بچھا دی۔ یہ آقا ﷺ کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا اس کے بعد حضور ﷺ اس کو ساتھ لے کر گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک بوڑھی کمزور عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آقا ﷺ اس کی عرضداشت سننے کے لئے کھڑے ہو گئے اور دیر تک اس کی عرضداشت سنتے رہتے۔

عدی نے اپنے دل میں کہا کہ بخدا یہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول (علیہ السلام) ہیں کیونکہ بادشاہوں کی نخوت وغیرہ کا ان میں نام ونشان بھی نہیں ہے۔

حضور ﷺ عدی کو لے کر اپنے گھر تشریف لے آئے اور خود زمین پر تشریف فرما ہوئے اور ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری تھی اس کو عدی کی طرف کھسکا دیا اور فرمایا: اِجْلِسْ عَلٰی هٰذَا۔ اس پر بیٹھ جاؤ۔ اس نے عرض کی کہ آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوں آقا ﷺ نے فرمایا کہ بَلْ اَنْتَ نہیں تم ہی بیٹھو گے۔

عدی نے اپنے دل میں کہا کہ بادشاہ ایسا نہیں کیا کرتے۔

حضور ﷺ نے عدی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ شاید تم عیسائیوں کے فرقہ "رکوسی" سے تعلق رکھتے ہو۔ اس نے عرض کی کہ ہاں۔

آقا ﷺ نے اِسے فرمایا کہ تم اپنی قوم سے چوتھا حصہ آمدن کا وصول کرتے ہو۔ حالانکہ تمہارے مذہب میں یہ حلال نہیں اس نے عرض کی کہ بخدا ایسا ہی ہے۔ عدی نے دل میں سمجھ لیا کہ یہ واقعی اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام ہیں جو ہر چیز جانتے ہیں۔

حضور ﷺ نے عدی سے فرمایا کہ تمہارے دین اسلام قبول کرنے میں شاید یہ چیز حائل ہے کہ مسلمان غریب لوگ ہیں اور محتاج ہیں بخدا وہ وقت آنے والا ہے کہ ان میں مال و دولت کی اتنی فراوانی ہوگی کہ کوئی لینے والا نہیں ملے گا۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ شاید تو اس لیے دین اسلام قبول نہیں کر رہا کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اے عدی تو عنقریب سنے گا کہ ایک عورت تن تنہا قادسیہ سے نکلے گی اور بیت اللہ کا آ کر طواف کرے گی اور خدا کے سوا اِسے کسی کا ڈر نہیں ہو گا۔

حضور ﷺ نے مزید فرمایا کہ اے عدی، شاید تو اس لئے دین اسلام قبول نہیں کر رہا کہ حکومت وسلطنت غیروں کے قبضے میں ہے۔

بخدا عنقریب تو سنے گا کہ بابل کے قصر ابیض کو یہ (مسلمان) فتح کریں گے اور اس میں داخل ہوں گے اور کسریٰ کی وسیع عریض سلطنت پر بھی ان کا قبضہ ہوگا۔

حضور ﷺ کے ارشادات نے اس کے دل پر اتنا اثر کیا کہ بے اختیار اس نے کلمہ طیبہ صدق دل سے پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ (امتاع الاسماع جلد ا، صفحہ ۳۲۵)

Marfat.com

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے آقا ﷺ کی دو پیش گوئیاں اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھی ہیں اور تیسری پیش گوئی کہ مسلمانوں میں بہت سا مال ہوگا اور کوئی لینے والا بھی نہیں ہوگا۔ بھی ضرور پوری ہوگی۔

یہ حضور ﷺ کا اخلاق کریمانہ تھا کہ آپ ﷺ کی باتیں دلوں میں گھر کر جاتی تھیں اور اسلام کی مٹھاس دلوں میں بھر جاتی تھی بلکہ آقا ﷺ کی باتوں کی شرینی اب بھی دلوں میں رچ بس جاتی ہے اور بے شمار دل آقا ﷺ کی راہوں میں اپنے دلوں کو نچھاور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر تو زندان مصر نے اپنی انگلیاں کٹوالیں تھیں یارسول اللہ ﷺ اگر آپ علیہ السلام کی آمد کا پتہ چل جائے تو لوگ اپنے سر کاٹ کر اور اپنے ہاتھوں میں لے کر آپ علیہ السلام کا استقبال کریں۔

نو ہجری کے دیگر واقعات

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں سنہ نو ہجری کو مختلف قبیلوں کی طرف سے بہت سے وفود آئے سنہ نو ہجری اور سنہ دس ہجری کو "عام الوفود" یعنی وفود آنے کا سال کہا جاتا ہے۔ عربی مین عام کے معنی سال کے ہیں ان کی تعداد ارباب سیر نے ایک سو پانچ تک بتائی ہے ان قبائل میں جنہوں نے اپنے وفود بھیجے بنو سلیم، بنو دوس، بنو ازدشنوا بنو غفار، بنو اوس بنو خزرج، بنو اشعر، بنو ارحب، بنو مزنیہ، بنو عطفان، بنو اشجع، بنو باہلہ، بنو حشین، بنو جذام، بنو جہنیہ، بنو خزاعہ، بنو ہوازن، بنو ثمالہ، بنو حدان، بنو ثعلبہ، بنو مہرہ، بنو صداء، بنو ربیعہ، بنو اسلم، بنو ہلال، بنو بکر بن وائل، بنو عبد بن عدی، بنو جرم، بنو سعد العشیرہ، بنو بنو ازد، بنو عقیل، بنو رواس، بنو جیشان، بنو تغلب، بنو قشیر بن کعب، بنو کلاب، بنو فزارہ، بنو طے، بنو حمیر، بنو کنانہ، بنو سعد ہذیم، بنو عریض، بنو صدف، بنو جعدہ، بنو مرہ، بنو شیبان، بنو بکا، بنو بارق، بنو اسد، بنو تجیب، بنو تمیم، بنو بلی، بنو عذرہ، بنو ثقیف، بنو سعد بن بکر، بنو کلب، بنو بہراء، بنو عبدالقیس، بنو لیث، بنو کندہ، بنو عامر بن صعصہ بنو رباب، بنو زبید، بنو مراد، بنو رہاء، بنو محارب، بنو خشعم، بنو حنیفہ، بنو عبس، بنو حارث بن کعب، بنو غسان، بنو غامد، بنو سلاماں، بنو حولان، بنو بجیلہ، بنو نخع اور ان کے علاوہ بعض کتابوں میں اور قبائل اور حبشہ میں سے آنے والے دو وفود کا ذکر ملتا ہے۔ (رحمت دارین ۱۲۷)

حضور علیہ السلام کی پیروی میں نجات

یہی لوگ تھے جو حضور ﷺ کی قدمت اقدس میں حاضری کے بعد کندن بن گئے اور پھر انہوں نے اور دوسرے اپنے قبیلہ والوں کو بھی کندن بنا دیا اور انہوں نے آقا ﷺ کے فرمانوں کی تابعداری کی اور کفار کے خلاف جہاد کیا اور حضور ﷺ کے اخلاق حسنہ اور آقا ﷺ کے اطوار و زندگی کے مطابق اپنی زندگیاں گزاریں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

Marfat.com

ترجمہ: تمہارے لئے میرے رسول (ﷺ) کی زندگی قابل تقلید ہے۔

اور جو یہ لوگ حضور ﷺ کی تقلید کرتے ہوئے دنیا پر چھا گئے قیصر و کسریٰ کے تخت ان کے پاؤں تلے روندے گئے اور عرب و عجم پر اسلام چھا گیا۔

آج ہم لوگ حضور ﷺ کے فرمانوں پر عمل نہ کر کے دنیا میں ذلیل ہو گئے ہیں۔ ذاتی طور پر تقریباً ہر آدمی کے دل میں روپیہ و پیسہ جمع کرنے کی حرص بھری ہوئی ہے اور یہ دنیا کا مال حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق ایسی سرسبز چراہ گاہ ہے جسے کوئی جانور اتنا کھائے اتنا کھائے کہ اِس کا پیٹ اُبھار ہو جائے اور وہ ہلاک ہو جائے۔

آج ہم لوگ اپنی قوم کے اجتماعی مفادات کو بھول گئے ہیں حالانکہ قومیں وہی سربلند ہوتی ہیں جو ذاتی مفادات پر اجتماعی مفادات کو ترجیح دیتی ہیں۔ ہمارے معاشرے میں رشوت اور اقربا پروری عام ہو گئی ہے۔ حالانکہ یہی ناسور ہمیں تباہ کر رہا ہے اور ہم غیروں کی جھولی میں گرتے جا رہے ہیں۔

پاکستان اسلام کا قلعہ اور سب سے پہلی ایٹمی طاقت ہے اور اس نے عالم اسلام کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور دنیا عالم پر چھانا ہے اور یہ خود ہی اپنے اندر کو ٹھیک نہیں کر سکتا تو یہ دوسرے اسلامی ممالک کو کیسے اپنی تقلید پر مجبور کرے گا۔ میں بمطابق سن عیسوی دو ہزار ایک میں شارجہ کپ دیکھنے کے لیے دوبئی گیا۔ بی بی سی کے ایک کیمرہ مین نے کیمرے کو ہماری طرف گھمایا تو میں نے ہاتھ میں لکھا کتبہ کہ مسلمز ٹو لیڈ دی ورلڈ یعنی مسلمانوں دنیا پر چھا جاؤ کو کیمرہ کے سامنے کیا۔ اسی بات کو شاید مسلم دنیا نے نہیں پڑھا۔ لیکن عیسائیوں کے امریکہ کے صدر بش نے پڑھ لیا۔ اور اُسی نے عیسائی دنیا کی حکمرانی کے لیے مسلمانوں پر حملے شروع کر دیے۔

اور بعض لوگوں نے الگ الگ اپنی جماعتیں بنا کر اقوام عالم کو سدھارنے کا فریضہ اپنے اپنے طریقہ کار کے مطابق بنا لیا ہوا ہے حالانکہ اجتماعیت ہی میں اسلام کی شان ہے اور حکومت اگر منہ زور گھوڑوں کے زور سے فائدہ اٹھا کر ان کے منہ میں لگام ڈال کر خود اسلام کی خدمت میں کمربستہ ہو جائے تو یہ لوگ خود بھی خوشی خوشی حکومت کے ساتھ مل کر کفار و یہود و نصاریٰ کو مطیع کرنے کے لئے ان کے پہلو بہ پہلو چلیں۔ یہ صرف افہام و تفہیم کی غلطیاں ہیں ایک دوسرے کو محبت کے ساتھ سننا اور سمجھنا چاہئے ورنہ یہود و نصاریٰ ہم میں تفرقہ پیدا کر کے ہمیں کمزور کرتے رہیں گے اور انگریز اپنے محاورے کے مطابق "تقسیم کرو اور ان پر حکمرانی کرو" کے اصول کے مطابق مسلمانوں پر چھاتے رہیں گے خدارا یہ سوچنے کا مقام ہے۔

سنہ نو ہجری میں ہی غزوہ تبوک وقوع پذیر ہوا۔ اس نو ہجری میں ہی سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تبوک سے اکیدر کی طرف اور حضور ﷺ کا گرامی نامہ تبوک میں ہرقل کی طرف۔ حضرت عبداللہ ذوالنجارین رضی اللہ عنہ کی وفات، مسجد ضرار کا انہدام۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے دو ساتھیوں کا قصہ۔ قصتہ اللعان۔ قبیلہ ثقیف کا مسلمان ہونا۔ شاہان حمیر کی طرف سے آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں خطوط سزائے رجم کا نفاذ نجاشی شاہ حبشہ کی وفات۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی ہلاکت۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں حجاج کی مکہ مکرمہ کی طرف روانگی۔ شہریار

Marfat.com

بادشاہ ایران کا قتل اور کسریٰ کی بیٹی بودان کا بادشاہ مقرر ہونا ہے۔

اللہ صل علی محمد نبی امی عالی القدر العظیم و علی آلہ و بارك وسلم۔ اللھم الصلح۔ اللھم النصر۔ اللھم فرج عن۔ اللھم الرحم۔ اللھم اغفر جمیع اُمت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

احقر العباد

نثار النبی بن محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ

۲۳ رمضان المکرم ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲ فروری ۲۱۰۳۔ جمعۃ المبارک صبح ۱۴:۴ لاہور

Marfat.com

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم۔ نحمدهٗ و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم و علی آله طیبین الطاهرین و بارك وسلم و صل مو تسلیماً کثیراً کثیراً برحمتك یا ارحم الرَّحمین۔

غزوہ تبوک

Marfat.com

غزوہ تبوک

رسول الکریم رؤف و رحیم کا یہ آخری غزوہ مبارک ہے یہ رومیوں کی سلطنت کے خلاف لڑا گیا۔ تبوک مدینہ منورہ سے تقریباً سات یا نو سو کلو میٹر دور دمشق اور مدینہ طیبہ کے درمیان ہے۔

قیصر روم اس وقت دنیا کی ایک بہت بڑی سلطنت تھی۔ اس نے ایرانیوں کو بھی شکست فاش دے دی تھی۔ اور یہ مسلمانوں کی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی ہوئی طاقت سے بھی خائف ہو رہا تھا۔ پہلے تو اس نے اس طاقت کو درخور اعتناء نہ سمجھا۔ لیکن جب مسلمانوں نے پے در پے فتوحات کر کے پورے عرب میں اپنی قوت کے پنجے گاڑ لئے تو اس کو چوکنا ہونا پڑا۔

غزوہ موتہ میں جب مسلمانوں کے دس ہزار کے لشکر نے رومیوں کے ایک لاکھ کے لشکر کو شکست دی تو اس نے مسلمانوں کی طاقت کو مدینہ طیبہ میں ہی کچل دینے کا ارادہ کر لیا اور اس مقصد کے لئے اس نے ایک عظیم فوج تیار کر لی۔ اور اس کو ایک سال کی پیشگی تنخواہیں پہلے ہی دے دیں اور علاوہ سرحدی عرب قبائل جو عیسائیت قبول کر چکے تھے۔ ان کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ یہ قبیلے لخم۔ جذام اور عاملہ وغیرہ تھے۔

ذاتی طور پر قیصر جانتا تھا کہ اس علاقہ عرب میں اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ تشریف لائیں گے اور اس نے کتابوں میں بھی پڑھا ہوا تھا۔ اور اس کو ستاروں کے علم سے بھی آگاہی حاصل ہو گئی تھی کہ آخری نبی ﷺ تشریف لے آئیں ہیں۔ اور حضور علیہ السلام ﷺ کا قاصد بھی اس کے پاس حضور ﷺ کا خط مبارک لے کر آ چکا تھا۔ اور یہ ذہنی طور پر آگاہ ہو چکا تھا۔ کہ ایک دن اس کی یہ عظیم سلطنت ان کے قبضے میں ہو گی۔ لیکن پھر بھی اپنے درباریوں وغیرہ کے اکسانے پر اس نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے تیاریاں شروع کر دیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ﷺ کو پورے جزیرہ عرب میں ہر جگہ فتوحات عطا فرمائی تھیں اور آقا علیہ السلام نے پورے خطہ عرب کو نہ صرف ظاہری طور پر فتح کیا تھا۔ بلکہ ان کے دلوں کو بھی مسخر فرما لیا تھا۔ اور ہر کوئی تن من دھن سے حضور ﷺ پر فدا ہو رہا تھا۔ ہر طرف نور کی روشنی چمکنے لگی تھی اور ظلمت کدے نور میں تبدیل ہو گئے تھے۔ وہ قوم جو اجڈ اور گنوار اور جاہل تھی ایک زبردست فاتح کے طور پر ابھر کر سامنے آئی تھی اور ہر طرف اللہ تعالیٰ کی توحید کا نور برسنے لگا تھا۔

مکہ مکرمہ کی فتح اور ہوازن کی شرمناک شکست کے بعد پورے جزیرہ عرب میں کوئی طاقت ایسی نہیں رہی تھی جو اسلام سے ٹکر لے سکے۔

قیصر روم نے مسلمانوں کو اپنے لئے بہت بڑا خطرہ سمجھا۔ اور اس کے سدباب کے لئے اس نے بلقاء شہر میں ایک

Marfat.com

بہت بڑی فوج اکٹھی کرلی۔

اس کے درباریوں نے اس کو بتایا تھا کہ آج کل عرب میں شدید قحط پڑا ہوا ہے۔ان کے مویشی وغیرہ مر رہے ہیں۔کھانے کی کوئی چیز ان کے پاس نہیں ہے۔اس سے اچھا موقع مسلمانوں کی سرکوبی کیلئے اسے پھر نہیں ملے گا۔

مسلمانوں کی فتح کی صورت میں اس کو اپنے قافلوں کے متعلق بھی خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔جو کہ شمال سے جنوب کی طرف جاتے تھے اور ان کے راستے جزیرہ عرب سے ہو کر گزرتے تھے۔

ادھر ایک ایسا واقعہ رونما ہوا کہ آقا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کے ساتھ قیصر روم پر دھاک بٹھانے کے لئے غزوہ تبوک پر جانے کے لئے اس اقدام کو ضروری سمجھا۔

واقعہ یہ ہوا کہ خروہ قبیلہ جذام کی ایک شاخ بنو نفاثہ کا سردار تھا۔اس کو قیصر نے اس کی قوم بنو فاضرہ پر سردار مقرر کیا ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو نور ہدایت کی روشنی عطا فرمائی اور مکہ مکرمہ فتح ہو جانے کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا۔اور حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں اور تحائف کے علاوہ سفید رنگ کا خچر بھی بھیجا۔

قیصر روم کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے ابوشمر غسانی کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا۔تا کہ اس کو سزا دی جا سکے۔اس نے اس کو پہلے عیسائیت پر اکسایا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو اسلام پر ثابت قدم رکھا۔

ابوشمر غسانی نے اس کو پکڑ کر پہلے اس کا سر تن سے جدا کیا اور پھر اس کو سولی چڑھا دیا۔

حضور ﷺ کو جب اس واقعہ کی خبر ملی تو آقا ﷺ کو بہت تشویش ہوئی۔

اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی یہ آیات نازل فرما کر حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس غزوہ پر جانے کا حکم فرما دیا۔

انفرن — اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ (سورۃ توبہ ۴۱)

ترجمہ: جہاد کے لئے نکلو (ہر حال میں) ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اپنے اموال اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں۔یہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم (اپنا نفع ونقصان) جانتے ہو۔

کسی بھی غزوہ وغیرہ کے لئے جانے سے پہلے حضور ﷺ اس اقدام کو خفیہ رکھتے تھے۔لیکن اس غزوہ پر جانے کے لئے آقا ﷺ نے سب مسلمانوں کو پہلے ہی بتا دیا۔تا کہ لوگ اچھی طرح تیاری کر لیں اور ذہنی طور پر بھی اس بڑے سفر کے لئے تیار ہو جائیں۔اور دوسرا جب قیصر روم کو اس کے جاسوس مسلمانوں کے خود چل کر اتنی دور آنے کی خبر دیں۔تو اس کے دل پر بھی مسلمانوں کی دھاک بیٹھ جائے۔(سبل الہدیٰ جلد ۵ صفحہ ۶۲۶)

علاوہ یہ کہ ان دنوں سخت گرمی اور لو کا موسم تھا۔اور کھجور کے پھل پکے ہوتے تھے۔اور مسلمان ان کو سمیٹ رہے تھے اور علاوہ بہت سخت قحط پڑا ہوا تھا۔جانوروں کے کھانے کی کوئی چیز میسر نہیں آتی تھی۔اور مسلمان شدید مشکل کا شکار تھے۔ایسے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد پر جانے کا حکم ہوا تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو اس غزوہ میں جانے کا حکم دیا اور اس کے لئے مال

Marfat.com

اکٹھا کرنے کی ترغیب دلائی اور تمام اردگرد کے مسلمان قبیلوں کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس غزوہ میں شرکت کے لئے اکٹھے ہو جائیں اور دیکھتے ہی دیکھتے اس غزوہ کے لئے مسلمانوں کا ایک بہت بڑا لشکر جس کی تعداد تقریباً تیس ہزار تھی۔ اکٹھا ہو گیا۔

جہاد کیلئے مسلمانوں کا بے پناہ ایثار

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب حضور پرنور سرورِ دو جہاں سرور کائنات ﷺ کو اپنے کمال کرم و مہربانی سے پورے عرب میں سرفرازی عطا فرمادی تھی۔ اور پوری دنیا میں آپ ﷺ کے پیغام کو عام کرنے کا کام جاری و ساری تھا۔ اور غزوہ تبوک اسی کی ایک کڑی تھی۔

وہ اللہ تعالیٰ کے رسول الکریم ﷺ تو اپنے پاس ایک پیسہ بھی نہیں رکھتے تھے۔ غزوہ حنین میں آقا ﷺ اربوں روپے مالیت کا مال اگر اپنے خزانے میں چاہتے تو جمع فرما سکتے تھے۔ لیکن آقا علیہ السلام کا خزانہ تو ایثار تھا۔ ادھر سے مال آتا تو ادھر فوراً اسے راہ خدا میں لٹا دیتے۔

غزوہ تبوک میں تیس ہزار کے لشکر کے لئے اسلحہ اس کی آمدورفت کے لئے سواریوں اور راستے کے زاد راہ کی ضرورت تھی۔ اور اس وقت مسلمان بھی زیادہ تر نہایت عسرت و تنگی میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس لئے آقا ﷺ نے مسلمانوں کو ایثار کرنے کی ترغیب دلائی۔

اور حضور ﷺ کے جاں نثاروں نے سخاوت کی ایسی لازوال داستانیں رقم فرمائیں کہ تاریخ عالم آج تک اس قسم کی مثال پیش نہیں کر سکی۔

اور نہ ہی اس طرح کے جذبہ جہاد کی مثال پیش کی جا سکتی ہے۔ تقریباً آٹھ نو سو میل کا پیدل سفر سخت ترین گرمی میں ریگستان اور سنگلاخ چٹانوں میں سامنے ہے۔ اور سواری کے لئے جو اونٹ ہیں۔ ان پر باری باری تین تین آدمی مقرر ہیں۔ اب اگر ایک آدمی پانچ میل سفر اپنے اونٹ پر کرتا ہے تو پھر اسے دس میل پیدل چلنا پڑتا ہے۔ اور پھر جا کر اس کی باری دوبارہ آتی ہے۔

اور اسی طرح سارا سفر طے ہوتا ہے۔ یہ سب جذبہ جہاد اور ایثار و محبت حضور ﷺ کے صدقے میں ہی ہے اگر ہم آج بھی سچے دل سے حضور ﷺ کے ارشادات پر عمل پیرا ہوں اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے اسی طرح اس پر عمل کریں تو جذبہ محبت و ایثار ایک دفعہ پھر ہم لوگوں میں موجزن ہو سکتا ہے۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کی ذات پاک پر فدا اور آقا ﷺ کے نقش نعلین پر قربان ہونے کے لئے صحابہ کرام نے ایک دوسرے

Marfat.com

سے بڑھ چڑھ کر مثالیں قائم کیں۔لیکن سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو سب سے بازی لے گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی ذات پاک میں اس طرح گم تھے کہ اپنی جان' اپنا مال' اپنا اہل وعیال اپنی ہر چیز حضور ﷺ پر قربان کی ہوئی تھی۔

آپ کی رفاقت ومحبت و جاں نثاری مکہ مکرمہ میں اعلان نبوت کے پہلے سے لے کر مدینہ منورہ میں آقا ﷺ کے وصال مبارک تک ہر گھڑی آپ علیہ السلام کے ساتھ رہی۔

جب حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ کے اندر پہلے پہل اللہ تعالیٰ کی توحید کو سرعام بلند فرمایا اور اللہ کے دشمن کافر ہر طرف سے حضور ﷺ پر پل پڑے اور لوگوں نے حضور ﷺ کے گلے میں پھندا ڈال کر اتنا کسا کہ آقا علیہ السلام کا دم گھٹنے لگا اور چاروں طرف سے کفار نے حضور ﷺ کو پکڑ لیا۔ایسے میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خبر پا کر دوڑتے ہوئے بیت اللہ میں آئے اور دیوانہ وار کفار کے مجمعے میں گھس گئے اور حضور علیہ السلام کو ان سے چھڑایا اور کافروں کو کہا "کہ تم ایک شخص کو صرف اس لئے ہلاک کر دینا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب ایک اللہ تعالیٰ ہے۔" کافروں نے حضور ﷺ کو چھوڑ کر ان کو مارنا شروع کر دیا اور نیچے گرا کر ان کے چہرے پر اتنے ٹھڈے مارے کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور چہرہ مبارک اتنا سوج گیا کہ آنکھیں بمشکل نظر آتی تھیں۔لوگ اٹھا کر ان کے گھر ان کو چھوڑ آئے۔شام کو جب ان کو ہوش آیا تو سب سے پہلا سوال انہوں نے کہا کہ میرے محبوب حضور ﷺ کا کیا حال ہے۔

اور جب سفر ہجرت پر روانہ ہوئے تو آقا ﷺ کے آگے پیچھے چل رہے تھے اور کبھی دائیں بائیں چل رہے تھے کہ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ "یہ کیا کر رہے ہو"۔عرض کی کہ جس طرف سے دشمن کے آنے کا ڈر ہوتا ہے۔میں اس طرف ہو جاتا ہوں۔

اور غار ثور کے اوپر آقا علیہ ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے گئے۔

۱۹۸۱ء میں جرمنی سے واپس پاکستان آتے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے حج نصیب کیا تو غار حرا پر زیارت کے بعد واپس لوٹتے ہوئے ایک نہایت ہی بوڑھی عورت کو جو زیارت کے شوق میں اکیلی ہی اوپر چڑھ گئی تھی خون میں لت پت پایا ایک پتھر سے سر کے بل گرتے ہوئے اسے۔بہت گہرا سر میں زخم آیا تھا۔اور اس کا خون رک نہیں رہا تھا اور وہ نیم بے ہوشی میں تھی کوئی اس کو پوچھ نہیں رہا تھا میں نے اس کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا۔لیکن میرے گلے میں اس نے اپنے ہاتھوں کا سخت پھندا ڈال لیا۔جب اس کو غشی آتی تو وہ پھندا سخت کر دیتی جس سے میرا دم گھٹنے لگتا۔

اوپر سے سر منڈوایا ہوا تھا اور ننگے سر بہت سخت دھوپ پڑ رہی تھی اور پاؤں میں پینچ کے جوتے تھے جن سے پاؤں پھسل کر باہر نکل نکل جاتا تھا ایک جگہ تو خدا کی ذات پاک نے ہم دونوں کو عمیق گہرائی میں گرنے سے بچایا کہ اس وقت میرے پاؤں کی انگلی ٹل گئی جو کبھی کبھار آج تک کسی وقت درد کرنے لگتی ہے۔لیکن مجھ کو وہ درد بڑی پیاری لگتی ہے کہ اس سے

Marfat.com

پرانی یادیں روشن ہو جاتی ہیں۔

اصل بات یہ کہ جب میری ہمت نیچے اترتے ہوئے جواب دے گئی تو سامنے غارثور کو دیکھتے ہوئے میں نے آسمان کی طرف دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے التجا کی۔کہ اے بارخدایا حضور ﷺ کے صدقے میں کرم فرما اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس غارثور پر آقا ﷺ کو اٹھا کر غارثور میں لے گئے تھے۔ان کے صدقے میں مجھے بھی اس امانت کو اٹھا کر نیچے لے جانے کی توفیق عطا فرما۔

اس کے بعد پھر مجھے پتہ بھی نہیں چلا کہ واپسی کا سفر کس تیزی سے طے ہو گیا۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر وقت آخر دم تک آقا علیہ السلام کے ساتھ ساتھ رہے اس غزوہ تبوک کے موقع پر حضور ﷺ کے ارشاد فرمانے کے بعد آپ نے اپنے گھر کا سارا مال و اسباب سمیٹا۔اپنی ہر ہر چیز کو لیا۔حتیٰ کہ اپنے کپڑے تک اتارے اور خود ٹاٹ کا معمولی لباس زیب تن فرمایا اور اپنی ہر چیز لے کر گھر میں جھاڑو پھیر دیا اور تمام مال و اسباب لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ساتھ کل پونجی چار ہزار دینار بھی حاضر خدمت کئے۔آقا ﷺ نے بڑی محبت سے آپ کے مال کو قبول فرماتے ہوئے فرمایا۔

هل ابقيت لاهلك شيا ء؟

کیا اپنے گھر والوں کے لئے کچھ چھوڑ کر آئے ہو؟

آپ نے وارفتگی سے جواب دیا:

ابقيت لهم الله و رسوله۔

ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول ﷺ چھوڑ آیا ہوں۔

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں اس طرح ٹاٹ کا لباس پہن کر حاضر ہوئے۔تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ نے ٹاٹ کا لباس پہنا ہوا ہے۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو ٹاٹ کا لباس آپ کے جان نثار صحابی کی تقلید میں پہننے کا حکم فرمایا ہے اور سب فرشتوں نے آج ٹاٹ کا لباس پہنا ہوا ہے۔

(سبل الہدیٰ جلد ۵ صفحہ ۶۲۸)

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

اتنے میں سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اپنے گھر کا سامان سمیٹے حاضر خدمت ہوئے۔آپ فرماتے ہیں کہ ان دنوں میرے پاس کافی دینار وغیرہ تھے۔میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس دفعہ تو میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی سبقت لے جاؤں گا اور میں نے اپنے گھر کا سارا سامان نکالا اور اس کے دو حصے کئے۔ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے رکھا

Marfat.com

اور دوسرا حصہ لے کر حضور ﷺ کے پاس حاضر خدمت ہو گیا۔

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو۔

آپ نے جواب عرض کیا کہ آدھا مال آقا ﷺ کے لئے اور آدھا مال اپنے گھر والوں کے لئے چھوڑ کر آ گیا ہوں۔

لیکن جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جذبہ ایثار کو دیکھا کہ اپنے گھر کی ہر ہر چیز کو اٹھا لا کر حاضر خدمت کر دیا ہے تو فرمانے لگے۔

ما استقبنا الی الخیر قط اسبقی الیہ۔ (سیرت رسول ﷺ ڈاکٹر طاہری القادری ۸۔ ۷۳۰)

ہم نے بھلائی کے جس کام میں سبقت حاصل کرنے کی کوشش کی (ابوبکر) مجھ پر سبقت لے گئے۔

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نقد دس ہزار درہم کا نذرانہ پیش کیا۔ اور ان کو آقا ﷺ کی جھولی مبارک میں ڈال دیا۔ آقا ﷺ ان کو الٹتے پلٹتے ہوئے فرمایا "اے اللہ عثمان سے راضی ہو جا۔ میں اس سے راضی ہوں۔

"اے عثمان اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے۔ اس دولت پر جو تم نے مخفی رکھی۔ اور جس کا تم نے اعلان کیا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے' عثمان کو کوئی پروا نہیں کہ آج کے بعد وہ کوئی عمل کرے"۔

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورے لشکر کے تیسرے حصے کے تمام اخراجات خود برداشت کئے۔ یعنی دس ہزار مجاہدین کے لئے سواری کے جانور' اسلحہ' زرہیں اور ان کی دوسری ضروریات پوری فرمائیں۔ (تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ

حضور ﷺ کے ہر کام میں حکمت ہوتی تھی جسے بعض لوگ سمجھ سکتے تھے اور بعض سمجھ نہیں سکتے تھے۔ آقا ﷺ نے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ کو مدینہ منورہ میں حفاظت کے لئے چھوڑ دیا۔ تو منافقین طرح طرح کی چہ مگوئیاں کرنے لگے۔ جب یہ باتیں سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنیں تو ہتھیار لئے۔ ابھی لشکر مدینہ سے تین میل دور جرف کے مقام پر ہی تھا۔ آپ یہاں لشکر میں جا شامل ہوئے۔ اور آقا ﷺ کی خدمت میں منافقوں کی طرح طرح طرح کی چہ مگوئیاں پیش کیں اور عرض کی کہ کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے ان کی دلجوئی فرمائی اور فرمایا:

"اے علی! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"۔ (صحیح بخاری کتاب المعازی باب غزوہ تبوک' ابدایہ انہایہ ج ۷ ص ۲۲۵۔ رحمت دارین ۷۴۲)

Marfat.com

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو بہت سے مال و دولت سے نوازا ہوا تھا۔ آپ ہر وقت فقراء و غرباء کی خدمت فرماتے رہتے تھے اور ہر مرتبہ آقا علیہ السلام کے ارشاد پر بھی لبیک فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ نے چالیس ہزار دینار اللہ کی راہ میں خرچ کئے۔ ایک مرتبہ چار ہزار درہم پیش کئے۔ ایک موقع پر پانچ سو گھوڑے پیش کئے۔ انہوں نے ۴۱ھ میں ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی تو آپ کی وصیت کے مطابق ایک سو بدری صحابی جو اس وقت زندہ تھے سب کو چار سو دینار دیے گئے، اور مجاہدین میں ایک ہزار گھوڑے تقسیم کئے گئے۔ اور آپ کی چار بیواؤں میں باقی بچا سونا کلہاڑوں سے کاٹا گیا اور ایک بیوی کو علاوہ حصے میں ۸۰ ہزار دینار آئے۔

غزوہ تبوک کے موقع پر انہوں نے دو سو اوقیہ چاندی حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں پیش کی اور اپنا سارا مال دو حصوں میں تقسیم کر کے آپ کو حصہ جہاد کی ضروریات کے لئے پیش کر دیا حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور ان کو دعا دی۔

"بارك الله لك فی ما انفقت و فی ما ابقیت"

"اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے اس مال میں جو تو نے خرچ کیا اور اس میں جو تو نے باقی رکھا"

حضرت ابو عقیل انصاری رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ اپنے ہر ہر صحابی کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔ یہ صحابی بہت مخلص تھے۔ اس وقت کے دور میں تصنع و بناوٹ و تکلف نہیں ہوا کرتا تھا۔ جیسا کہ رکھ رکھاؤ آج کل لوگ کرتے ہیں اور نہ ہی کہیں کوئی نمود و نمائش کا خیال ہوا کرتا تھا ان کا ہر ہر کام خدا اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرنے کے لئے ہوا کرتا تھا۔

انہوں نے اپنے پاس دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے لئے کچھ نہ پایا۔ ایک یہودی کے پاس گئے اور ساری رات اس کا باغ کنویں سے ڈول نکال نکال کر سیراب کرتے رہے۔ صبح یہودی نے آپ کو مزدوری میں دو فسق کھجوریں دیں۔ آپ ایک فسق اپنے اہل خانہ کو دے آئے اور دوسرا فسق کھجوریں لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں آ حاضر ہوئے۔

آقا ﷺ نے ان کی اتنی دلجوئی فرمائی کہ مال کے ڈھیر پر سب سے اوپر ان کی کھجوریں رکھنے کا حکم فرمایا۔

اس کے علاوہ اور صحابہ کرام نے بھی اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان میں سے حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کے عشر وسق پیش کئے۔ وسق ایک وہ وزن ہوتا ہے جو ایک اونٹ پر لادا جاتا ہے۔ (رحمت اللعالمین جلد ۱، صفحہ ۱۳۶)

بعض صحابہ کا رنج و غم

حضور ﷺ کے پاس ایک روایت کے مطابق سات ایسے نادار صحابہ کرام حاضر ہوئے کہ جن کے پاس کچھ بھی نہیں

Marfat.com

تھا لیکن ان کے دل میں جذبہ جہاد سمندر کی طرح موجزن تھا۔ اور اپنی بے سروسامانی کا ذکر کیا اور ساتھ جانے کے لئے سواریاں مانگی۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سواری کے جانور نہیں ہیں کہ جن پر میں تمہیں سوار کروں"۔

یہ حضور ﷺ کے پاس سے زار و قطار روتے ہوئے باہر نکلے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قرآن پاک میں ہمیشہ کے لئے ان کا ذکر فرما دیا۔

تولو و اعینھم تفیض من الدمع حزنا ان لا یجدو اما ینفقون○ (سورۃ توبہ ۸۱)

ترجمہ: وہ اس حال میں واپس ہوئے کہ شدید غم و اندوہ کے باعث ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے اور وہ اس بات پر رنجیدہ تھے کہ راہ حق میں خرچ کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی چیز نہیں۔

یہ کل سات صحابہ تھے۔

ان میں (۱) سالم بن عمیر اور (۲) علبہ بن زید (قبیلہ حارث) (۳) ابو یعلی عبدالرحمٰن بن کعب۔ (۴) عمرو بن حمام بن الجموع (بنو سلیم) تھا۔ عبداللہ بن مغفل المزنی۔ (۶) ہری بن عبداللہ (بنی واقف) (۷) عرباض بن ساریہ فزاری۔

(تاریخ الخمیس ۲۔ ۱۲۴۔ ضیاء النبی ۴۔ ۵۹۸)

ان میں سے عبداللہ بن مغفل الغزنی اور ابو یعلی عبدالرحمن بن کعب کو راستے میں حضرت یامین بن عمیر نفری رضی اللہ عنہ مل گئے۔ انہوں نے ان کے حال سے آگاہی پا کر ان کو دو سواریاں اور زادِ راہ دیا۔ ابن ہشام کے مطابق حضرت یامین رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک اونٹنی اور کچھ کھجوریں دیں۔ اسی زاد راہ سے دونوں تبوک پہنچ گئے۔ ایک روایت کے مطابق باقی پانچ جو رہ گئے تھے ان کو بھی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سواریوں کا انتظام کر دیا۔ اور ان کیلئے زاد راہ کا بھی بندوبست کر دیا گیا اور وہ بھی لشکر اسلام کے ساتھ تبوک روانہ ہو گئے۔

(سیرت ابن ہشام اردو ۲۔ ۶۲۳۔ البدایہ والنہایہ ۵۔ ۲۳۔ رحمت دارین ۷۳۸)

حضرت علیہ بن زید رضی اللہ عنہ

حافظ ابن قیم کے مطابق ان کا نام علیہ بن یزید رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ بہت نادار صحابی تھے۔ انہوں نے بھی آقا ﷺ سے سواری کی خواہش کی۔ آقا ﷺ نے معذرت فرمائی تو یہ گھر آ کر بہت روئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ میرے پاس صدقہ کرنے کے لئے کوئی چیز نہیں۔ میں اپنی زمین، اپنی جان اور اپنی عزت تیری راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔

جب یہ رحمت دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو آقا ﷺ نے دریافت فرمایا کہ آج کسی نے صدقہ کیا ہے یہ خاموش رہے۔ آقا ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا تو انہوں نے عرض کی کہ میں نے صدقہ کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرما لیا ہے۔

Marfat.com

خواتین کا ایثار

حضور سرور کائنات رحمت دو عالم ﷺ کے حکم کے مطابق خواتین بھی پیچھے نہ رہیں۔اور انہوں نے بھی اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اور جس کے پاس نقد رقم نہ تھی۔اس نے اپنا زیور دے دیا۔اور خواتین اپنی بالیاں' اپنے ہار اور اپنی انگوٹھیاں دینے لگیں' خواتین کی چیزیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کے حجرہ مبارک میں رکھی گئیں۔

منافقین مدینہ

اس موقع پر بھی انہوں نے اپنا کام دکھایا اور طرح طرح کی چہ مگوئیاں کرتے رہے۔جن صحابہ نے تھوڑی چیز پیش کی۔ اس کا استہزاء کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں تھی اور جنہوں نے زیادہ مال پیش کیا۔تو کہا کہ یہ انہوں نے نمود و نمائش کے لئے پیش کیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آیت شریف اتار کر ان کے منہ بند فرما دیئے۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۙ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ (سورۃ توبہ ۷۹)

ترجمہ: ''جو لوگ ریاکاری کا الزام خوشی خوشی خیرات کرنے والوں پر لگاتے ہیں۔مومنوں سے اور جو نادار نہیں پاتے بجز اپنی محنت و مشقت کی مزدوری کے۔تو یہ ان کا بھی مذاق اڑاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سزا دے گا۔ انہیں اس مذاق کی۔اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے''۔(ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۵۹۸)

معذرت کرنے والے

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جنگ سے پھر جانے سے معذرت کرنے والوں کے لئے قرآن پاک کی آیت اتاری:

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ (سورۃ توبہ ۴۴۔۴۵)

ترجمہ: نہ اجازت مانگیں گے آپ سے جو ایمان لائے ہیں۔اللہ پر اور روز قیامت پر کہ نہ جہاد کریں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔پرہیزگاروں کو' صرف وہی اجازت مانگتے ہیں آپ سے جو نہیں ایمان رکھتے۔اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر اور شک میں مبتلا ہیں ان کے دل۔تو وہ شک میں ڈانواں ڈول ہیں۔

Marfat.com

روانگی

حضور نبی کریم ﷺ نے محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اہل بیت کرام امہات المومنین اور مومنات طاہرات کی حفاظت کے لئے خصوصی طور پر مقرر فرمایا۔ کیونکہ سفر بہت طویل تھا اور اس میں کافی دن لگ سکتے تھے اور مقابلہ ایک بہت بڑی قوت کی لاکھوں کی فوج سے تھا۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق منافقین نے باتیں بنانی شروع کر دیں، تو آپ نے مقام جرف میں لشکر اسلام میں آقا ﷺ کو آگاہ فرمایا اور عرض کی کہ کیا آپ ﷺ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ رہے ہیں۔ لیکن حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"اے علی رضی اللہ عنہ کیا تم اس بات سے راضی نہیں تو کہ تم میرے لئے اس طرح ہو جاؤ جس طرح ہارون (علیہ السلام) (حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے تھے۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو واپس مدینہ منورہ بھیج دیا۔ لشکر کا بڑا جھنڈا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا گیا اور ایک حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا گیا۔ قبیلہ اوس کا علمبردار حضرت امیہ بن حضیر رضی اللہ عنہ کو اور قبیلہ خزرج کا حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

(ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۰۱)

پیچھے رہ جانے والے

چار قسم کے لوگ غزوہ تبوک میں شرکت نہ کر سکے۔

۱۔ یہ چار آدمی تھے۔ ا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بنی سلمہ سے۔ ۲۔ بلال بن امیہ رضی اللہ عنہ بنو واقف سے۔ ۳۔ مراد بن ربیع رضی اللہ عنہ خاندان عمرو بن عوف سے اور ۴۔ ابوخثیمہ رضی اللہ عنہ یہ لوگ باوجود چاہنے کے پیچھے رہ گئے۔

۲۔ بعض لوگ اپنی بیماری وضعف کی وجہ سے پیچھے رہ گئے۔ اور ان میں سے کچھ اتنے نادار تھے۔ جن کے پاس اتنے دور دراز سفر کے لئے سواری بھی نہ تھی۔ وہ بھی پیچھے رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا۔

۳۔ مدینہ کے منافقین نے جھوٹے بہانے تراش حضور ﷺ سے پیچھے رہ جانے کی اجازت چاہی۔ یہ لوگ خود بھی محروم ہوئے اور دوسروں کو بھی جہاد میں جانے سے روکا یہ اور لوگوں سے کہنے لگے۔

"ترجمہ القرآن" اس سخت گرمی میں نہ نکلو۔ ان سے کہو دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے۔ کاش ان کو اس کا شعور ہوتا۔ (التوبہ: ۸۱)

Marfat.com

۴۔ مدینہ کے اطراف کے وہ بدوی لوگ دیہاتی ارصحرائی باشندوں میں سے بعض لوگ بھی بہانے تراش کر پیچھے رہ گئے۔

(ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۰۱)

حضرت ابوحثیمہ رضی اللہ عنہ

پہلی قسم کے چارلوگوں میں سے حضرت ابوحثیمہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے لشکر سے جا ملے۔ یہ خود بیان کرتے ہیں کہ یہ جانے کے لیے آج کل کرتے رہے کہ لشکر اسلام چلا گیا۔ ایک دن سخت گرمی میں جب یہ اپنے باغ میں پہنچے تو ان کی دونوں بیویوں نے باغ میں اپنے اپنے چھپر لگا رکھے تھے اور ان کے آگے پانی کا چھڑکاؤ کر رکھا تھا اور ہر ایک مزیدار کھانا پکا کر ان کا انتظار کر رہی تھی۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ

''اللہ کے پیارے رسول ﷺ دھوپ اور لو میں ہوں اور ابوحثیمہ ٹھنڈے سائے میں ہو۔ جہاں ٹھنڈا پانی تیار ہے۔ لذیذ کھانا تیار ہے۔ اور خوبرو بیویاں موجود ہیں۔ یہ تو انصاف کا تقاضا نہیں''۔

پھر انہوں نے اپنی بیویوں کو کہا کہ میں تم میں سے کسی کے چھپیر میں قدم تک نہیں رکھوں گا بلکہ اپنے ہادی و مرشد ﷺ کے پاس جا ملوں گا تم میرے لئے زادراہ تیار کرو۔

ان نیک بخت بیویوں نے ان کے لئے فوراً زادراہ تیار کرنا شروع کر دیا اور یہ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور بہت تیزی سے سفر کرتے ہوئے جس دن آقا ﷺ تبوک میں پہنچے اسی دن یہ بھی جا پہنچے۔ راستے میں ان کو حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ مجھ سے ایک ایسا گناہ سرزد ہو گیا ہے کہ مجھے پہلے اپنے سے آگے چلے جانے دیں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ صحابہ کرام نے دور سے ایک سوار کو دیکھا تو آقا ﷺ سے عرض کی۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ کن اباخثیمہ ''خدا کرے یہ اباحثیمہؓ ہو''۔

کچھ دیر بعد صحابہ کرام نے آقا ﷺ سے عرض کی کہ یہ ابوحثیمہؓ ہی ہیں! حضور ﷺ نے کمال مہربانی سے ان پر توجہ فرمائی۔ اور فرمایا اے ابوحثیمہ تمہیں مبارک ہو پھر حضور ﷺ نے ابوحثیمہؓ پر جو بیتی تھی ابوحثیمہؓ کے بتانے سے پہلے ہی انہیں اس سے آگاہ فرما دیا اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ (الاکتفاء ۲۔ ۳۷۹۔ ضیاء النبی ۴۔ ۶۰۳)

سازش گاہ جلا دی

حضور سرور کائنات ﷺ کو غزوہ تبوک جانے سے پہلے خبر ملی۔ کہ منافقین کا ایک گروہ سویلم کے ایک مکان پر اکٹھا ہوتا ہے اور یہ لوگ اہل مدینہ کو غزوہ تبوک پر جانے سے روکنے کے لئے منصوبے بناتے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا کہ اس مکان کو آگ لگا دیں۔

Marfat.com

انہوں نے ایسا ہی کیا۔منافقین جو مکان کے اندر تھے۔انہوں نے دیواریں پھاند کر اور چھت سے کود کر جانیں بچائیں ایک منافق ضحاک بن خلیفہ کی چھلانگ لگانے کے نتیجے میں ٹانگ ٹوٹ گئی۔

(سیرت النبی کامل ابن ہشام ۴۶۲۔اصح السیر ۳۲۲۔رحمت دارین ۷۴۱)

مسجد ضرار کی تعمیر

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں غزوہ تبوک پر جانے سے پہلے منافقین حاضر ہوئے تھے اور بوڑھوں اور معذوروں کے متعلق عرض کیا تھا کہ سردی کی سخت راتوں میں مسجد قبا میں نہیں جاسکتے چنانچہ ان کے نزدیک ہی ایک اور مسجد ہم تعمیر کر دیتے ہیں۔

مسجد تعمیر کرنے کے بعد غزوہ تبوک پر جانے سے پہلے یہ پھر آقا ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس مسجد میں برکت کے لئے نماز ادا کرنے کے متعلق عرض کیا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت نہیں جاسکتا کیونکہ میں اس وقت رومیوں کے خلاف جنگ کی تیاری میں مصروف ہوں۔

دراصل منافقوں نے اپنی سرگرمیوں کے لئے یہاں جمع ہونے کے لئے یہ مسجد بنائی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو اس سے آگاہ فرمایا دیا اور غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ مسجد جلا دی گئی۔

پُرصعوبت سفر

حضور ﷺ نہایت بہادری اور جوانمردی سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تیس ہزار کا لشکر لے کر نہایت ہی تنگی کی حالت میں رومیوں کی لاکھوں کی فوج سے جنگ کرنے کے لئے نہایت ہی گرمی میں نکلے۔مسلمانوں کے پاس زادراہ کی بھی نہایت کمی تھی۔ پانی کی بھی شدید قلت تھی۔حتیٰ کہ راستے میں بعض جگہ اونٹوں کو ذبح کر کے ان کی آنتوں اور ان کے معدے سے پانی نکال کر پیا گیا اور بعض جگہ صحابہ کرام نے درختوں کے پتے تک کھائے۔اس لئے اس لشکر کو ''جیش عسرت'' کا نام دیا گیا یعنی ''تنگی کا لشکر'' کا نام دیا گیا۔(صحیح البخاری غزوہ تبوک ۱۲۶ ص غزوہ تبوک باشمیل صفحہ ۱۳۲)

عذاب کی بستی

دوران سفر وادی القریٰ کے قریب حجر نامی گاؤں کے پاس سے لشکر اسلام کا گزر ہوا۔ یہاں قوم ثمود کے مکانات تھے۔ لوگوں نے یہاں سے پانی اپنے برتوں اور مشکیزوں میں بھر لیا۔حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ اس پانی کو نہ پیا جائے اور نہ اس سے وضو کیا جائے اور اس پانی سے گوندھے آٹے کو اونٹوں کو کھلا دیا جائے اور اس سے اپنی روٹی نہ پکائی جائے۔

آقا ﷺ نے مزید حکم فرمایا کہ اس علاقے میں رات کے وقت کوئی آدمی اکیلا باہر نہ نکلے۔

سوائے دو آدمیوں کے سب نے اس حکم کی تعمیل کی ان میں سے ایک آدمی رفع حاجت کے لئے اکیلا ہی باہر نکلا۔تو

Marfat.com

اس کا کسی نے گلہ دبا دیا۔ آقا ﷺ کی بارگاہ میں اس کے متعلق عرض کیا گیا۔ آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی تو یہ ٹھیک ہو گیا۔ دوسرا آدمی اپنے اونٹ کی تلاش میں اکیلا ہی باہر نکلا تیز ہوا نے اسے اڑا کر بنی طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا۔ وہاں کے لوگ آقا ﷺ کے پاس آئے تو اس آدمی کو ساتھ لیتے آئے۔

حجر کے گاؤں سے گزرتے وقت آقا ﷺ نے اپنے چہرے مبارک پر کپڑا گرا لیا۔ اور تیز تیز یہاں سے گزرنے کے لئے حکم فرمایا اور اپنے اونٹ کو بھی تیز کر دیا۔ اور فرمایا کہ ظالموں کے گھروں میں مت داخل ہو۔ مبادا یہ کہ اللہ سے ڈرتے اور روتے ہوئے کہ کہیں تم پر عذاب الٰہی نہ آ جائے۔

یہاں سے آگے گزرے تو ایک ایسے چشمہ پر سے گزر ہوا۔ جہاں سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ معجزات کا مطالبہ نہ کیا کرو۔ تمہیں پتا ہے کہ صالح علیہ السلام کی قوم نے معجزہ کا مطالبہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو پھاڑ کر اس میں سے اونٹنی نکال دی۔ لیکن ان کی قوم نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر تیز آندھی کا عذاب بھیجا۔ اور یہ لوگ اس طرح ہو گئے جیسے یہ تھے ہی نہیں۔

ویستسق الغمام بوجه الکریم

یہ حضرت ابوطالب کے اشعار میں سے ایک شعر ہے کہ بادل حضور علیہ السلام کے چہرے کی خیرات پا کر برستا ہے غزوہ تبوک میں بہت بڑے صحرا کو عبور کرتے ہوئے جب پانی ختم ہو گیا۔ اور لوگ اپنی سواری کے جانور ذبح کرنے پر مجبور ہو گئے۔ تا کہ ان کے معدوں اور ان کی آنتوں سے پانی نکال کر اپنے جگروں کو تر کر سکیں تو سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور صورتحال عرض کی۔ اور مزید عرض کی کہ اللہ تعالیٰ آقا ﷺ کی دعاؤں کو قبولیت عطا فرماتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا فرمائیں۔ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں دعا کروں۔ انہوں نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ آقا علیہ السلام نے اپنے ید بیضا والے دونوں ہاتھ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بلند فرمائے اور بارش کے لئے دعا فرمائی۔ ابھی ہاتھ واپس نہیں آئے تھے کہ کالی گھٹائیں امڈ امڈ کر آ گئیں اور فوراً برسنا شروع کر دیا اور اس تیز کی بارش ہوئی کہ مسلمانوں نے اپنے سارے برتن وغیرہ بھر لئے اور مویشیوں کو بھی پانی پلا لیا اور سوائے مسلمانوں کے خیموں کے یہ بارش ادھر ادھر نہ برسی۔ باقی جگہ خشک رہی۔

چند منافق جو ساتھ تھے یہاں بھی اپنی کج روی سے باز نہ آئے ایک نے کہا کہ آسمان پر فلاں ستارہ طلوع ہوا اس لئے بارش ہوئی ایک اور کہنے لگا یہ تو بادل کا ایک ٹکڑا تھا جو گزرتے ہوئے یہاں برس گیا۔ آج بھی جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے۔ وہ بھی مختلف قسم کی تاویلیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راست باز لوگوں میں سے کرے اور حق کو حق کر کے دکھائے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور باطل کو باطل کر کے دکھائے اور اس سے باز رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الکریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ طاہرین اجمعین۔ (سبل الہدیٰ جلد ۵ صفحہ ۶۴۵)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت

راستے میں ایک جگہ لشکر اسلام کے پاس کھانا تقریباً ختم ہونے لگا۔ تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لشکر والوں سے جو تھوڑا بہت کھانا، کھجوریں وغیرہ بچی ہوئی تھیں جمع کرنے کو کہا۔ جب سب لوگ یہ لے کر آ گئے تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ایک دسترخوان پر ڈالا۔ اور اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ اور سب کو حکم دیا۔ جتنا چاہو لے جاؤ۔ سب لوگ بوریاں برتن وغیرہ بھر بھر کر لے گئے۔ لیکن کھانا جوں کا توں رہا۔

اونٹنی کی گمشدگی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی قصوا ایک جگہ گم ہوگئی۔ ساری رات صحابہ کرام اس کو تلاش کرتے رہے لیکن نہ ملی۔ منافقین اس وقت بھی باز نہ آئے۔ ایک منافق زید بن لعیت یہودی قبیلہ بنو قینقاع سے تھا۔ وہ کہنے لگا کہ یوں تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فدا امی و ابی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان کی خبریں دیتے ہیں اور اپنی اونٹنی رات سے گم ہے اور صحابہ کرام ساری رات سے تلاش کر رہے ہیں اس کے متعلق نہیں بتا سکے۔

ادھر یہ بکواس کر رہا تھا اور ادھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام میں بیٹھے یہ فرما رہے تھے کہ ایک منافق میرے متعلق یہ یہ باتیں کر رہا ہے "بخدا میں صرف وہ جانتا ہوں جو میرا رب مجھے سکھاتا ہے۔ میرے رب نے مجھے بتا دیا ہے کہ گمشدہ اونٹنی فلاں وادی کے فلاں گوشہ میں ہے۔ اور اس کی نکیل ایک درخت میں الجھی ہوئی ہے۔ جاؤ تم اونٹنی پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔

صحابہ کرام گئے اور اونٹنی کو اسی گھاٹی میں اسی طرح درخت کے ساتھ نکیل کو الجھے ہوئے پایا اور یہ اس کو لے کر آ گئے؟

اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں سے نہ کرے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ قرآن پاک بھی تو علم غیب ہی ہے اور ازل سے لے کر ابد تک کی تمام خبریں اس میں موجود ہیں۔ اور اس سے بھی حضور علیہ السلام ہی نے ہمیں آگاہ فرمایا ہے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ (سورۃ یوسف: ۱۰۲)

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں۔ جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کو اس منافق کے متعلق بتا رہے تھے تو حضرت عمارہ بھی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو سماعت فرما رہے تھے۔ انہوں نے واپس آ کر اپنے خیمے میں اپنے بھائی کو بتایا کہ آج آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک منافق کے متعلق یہ یہ باتیں بتائی ہیں۔ ان کے بھائی بولے کہ یہ یہ باتیں تو فلاں شخص زید بن لصیت نے ان کے خیمے میں کیں ہیں۔ آپ نے فوراً اس منافق

Marfat.com

کے متعلق آگاہی پا کر اس کو دبوچ لیا اور فرمایا کہ ''اے اللہ کے دشمن فوراً میری قیام گاہ سے نکل جا۔ میں تجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دوں گا۔'' (سبل الہدیٰ جلد ۵ صفحہ ۶۴۶،۶۴۵)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی امامت

حضور ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ قضائے حاجت کے لئے دور نکل جاتے تھے۔ حضرت مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ بسند صحیح روایت فرماتے ہیں کہ حجر اور تبوک کے درمیان ایک دن آقا علیہ السلام قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو میں بھی پانی کا لوٹا اٹھائے آقا علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چلا۔ آقا ﷺ فارغ ہو کر تشریف لائے تو میں آپ کو وضو کروانے لگا۔ ہاتھ اور چہرہ مبارک دھونے کے بعد جب آقا ﷺ بازو دھونے لگے تو آستین تنگ ہونے کی وجہ سے بازو اوپر نہ چڑھ سکے۔ اس دن حضور ﷺ نے رومی جبہ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔

حضور ﷺ نے قمیض مبارک کے نیچے سے بازو باہر نکال کر دھوئے۔ اس کے بعد میں نے پاؤں مبارک دھونے کے لئے جوتے اتارنے چاہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ رہنے دو میں نے پاؤں دھو کر کفین پہننی ہیں۔ حضور ﷺ نے کفین کے اوپر سے پاؤں کا مسح فرمایا۔ جب آقا علیہ السلام فارغ ہو کر واپس پہنچے تو صحابہ اکرام نے حضور ﷺ کا انتظار کر کے چونکہ کافی روشنی پھیل گئی ہوئی تھی۔ اور نماز قضا ہونے کے خوف سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے کھڑا کر دیا ہوا تھا۔ اور آپ نے ایک رکعت ادا بھی فرمالی ہوئی تھی۔ حضور علیہ السلام کی آمد کی خبر پا کر صحابہ اکرام نے تسبیح کہہ کر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔

آپ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا لیکن حضور ﷺ نے آپ کے پیچھے ہی نماز کی نیت باندھ لی اور آپ کے سلام پھیرنے کے بعد باقی ایک رکعت حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر ادا فرمائی اور سلام پھیرنے کے بعد فرمایا کہ احسنتھم۔ تم نے بہت اچھا کیا۔

پھر فرمایا کہ ''کوئی بھی نبی (علیہ السلام) اس وقت تک فوت نہیں ہوتا کہ جب تک کہ اپنی امت کے کسی صالح شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے۔ (سبل الہدیٰ صفحہ ۶۴۵ تا ۶۴۸۔ ضیاء النبی ۶۰۸)

انصاف کا فیصلہ

حضرت یحییٰ بن امیہ کے ملازم اجیر اور ایک مجاہد کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ مجاہد نے اجیر کے ہاتھ کو اپنے جبڑے میں کس لیا۔ اجیر نے بہت ہی زور لگا کر اس کے منہ سے اپنے ہاتھ کو نکالا تو مجاہد کے دو دانت بھی اکھڑ گئے۔

مجاہد نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اجیر نے میرے دو دانت اکھیڑ دیئے ہیں۔ مجھے معاوضہ دلایا جائے۔ حضور

Marfat.com

ﷺ نے اسے فرمایا کہ یہ اپنے ہاتھ کو تمہارے منہ میں رہنے دیتا تا کہ تم اس کے ہاتھ کو چبا ڈالتے۔ حضور ﷺ نے اس کو معاوضہ نہ دلوایا۔

حضور ﷺ اور حضور ﷺ کے خدائے پاک نے جس جس کسی کو جو جو کچھ عطا فرمایا ہے۔ وہ عین انصاف ہے۔ کائنات کی ہر ہر چیز کے ساتھ انصاف ہوا ہے۔ لیکن ہماری کمزور نظریں اس کو نہیں دیکھ سکتیں اور ہماری ناقص عقلیں اس چیز کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ کسی کو بھی خدا تعالیٰ کے فیصلوں پر چون و چرا کرنے کی طاقت نہیں۔ خدا تعالیٰ کے نبی علیہ السلام بھی اس کے آگے لرزہ براندام ہیں۔ وہ مالک ہے ہر ہر چیز کا مالک ہے۔ ہر ہر چیز کو پیدا فرمانے والا ہے۔ اس کی بارگاہ عالیہ میں سب سے فقیر ہیں اور اس کی ذات پاک غنی ہے۔

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ غنی ہیں اور تم سب فقیر ہو۔

یہ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے اپنے فقیروں میں ہی ہمیں پسند کر لیا ہے۔ ہم کیا ہیں۔ اور ہماری اوقات ہی کیا ہے۔ یہ ازل کے فیصلے ہیں۔ وہ ذات پاک بے نیاز ہے۔

ازل کے فیصلے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو رو کر دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ تعالیٰ ایک تو نے دائیں ہاتھ والے لوگ پیدا کئے اور ایک تو نے بائیں ہاتھ والے لوگ پیدا کئے۔ تو ہم دائیں ہاتھ والوں میں سے کرنا اور بائیں ہاتھ والوں میں سے نہ کرنا۔ یا اللہ تو نے کچھ لوگ جنت والوں میں سے پیدا فرمائے اور کچھ کو تو نے دوزخ کے لئے پیدا فرمایا۔ یا اللہ تو ہمیں جنت والوں میں سے کرنا اور دوزخ والوں میں سے نہ کرنا۔

جو اللہ تعالیٰ کرتے ہیں تو انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور جو مخلوق کرتی ہے اس کی پوچھ ہو گی۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ اپنے مریدین کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک گلی مڑتے ہی آپ ٹھہر گئے۔ سامنے ایک کتا کھڑا تھا۔ کچھ دیر آپ اس کو دیکھتے رہے اور کچھ دیر وہ آپ کو دیکھتا رہا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ یہیں سے واپس تشریف لے آئے۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ واپس کیوں تشریف لے آئیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کتے نے مجھ سے ایک سوال پوچھا تھا لیکن میں اس کا جواب نہیں دے سکا۔ وہ آدمی بہت حیران ہوا کہ ایک کتے کے سوال کا جواب ولیوں کا بادشاہ نہیں دے سکا۔ اس نے استفسار کیا۔ تو اپ نے بتایا کہ کتے نے مجھ سے پوچھا تھا کہ اے بایزید ازل میں تجھ سے کیا نیکی ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا نام ولیوں کے بادشاہ کے طور پر لکھ دیا۔ اور ازل میں مجھ سے کیا برائی ہوئی تھی کہ میرا نام اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کتوں میں لکھ دیا۔ تو کتے کے اس سوال کا میں جواب نہیں دے سکا۔

Marfat.com

ہم لوگ گنہگار ہونے کے باوجود خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام حضور علیہ السلام کی امت میں لکھ دیا ہے۔ یا الٰہی حضور ﷺ کی حسین زلفوں کے طفیل اور آقا ﷺ کے حسین والضحیٰ کے چہرے کے طفیل اور اس محبت کے طفیل جو تجھ کو اپنے پیارے محبوب علیہ السلام سے ہے اور حضور ﷺ کی رحمت اللعالمین کے طفیل اور آقا ﷺ کے اہل بیت اطہار اور صالحین امت کے طفیل ہم سب کو حضور ﷺ کی محبت میں ہی رکھنا اور اسی پر موت دینا اور محبت میں ہی اٹھانا۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قف اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ: اے زمینوں و آسمانوں کے پیدا فرمانے والے۔ دنیا اور آخرت میں تو ہی ہمارا وسیلہ ہے ہمیں اسلام پر موت عطا فرما اور قیامت کو ہمیں صالحین میں سے اٹھانا۔

(العبد المسکین احقر العباد نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ، لاہور، پاکستان)

استراحت فرماتے سورج کا طلوع ہو جانا

حضور ﷺ ایک دفعہ رات دیر تک سفر فرماتے رہتے۔ حتیٰ کہ سب لوگ بہت زیادہ تھک گئے۔ (کیونکہ دن کو بہت زیادہ گرمی ہو جاتی تھی اور رات کو سفر آسانی سے ہو جاتا تھا) آقا ﷺ نے نماز عشاء کے بعد سب کو آرام کرنے کا حکم دیا۔ رات کافی زیادہ بیت چکی تھی۔ حضور ﷺ نے سیدنا حضرت بلال رضؓ کی ڈیوٹی لگائی کہ جاگتے رہیں اور ہمیں صبح نماز کے وقت اٹھا دیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سب لشکر کے لوگ سو گئے تو میں نے نفل پڑھنے شروع کر دیئے جب میں تھک گیا تو میں نے اپنی پشت اونٹ کو لگا دی اور پاؤں سیدھے کر لئے تا کہ تھوڑا سا آرام کر سکوں اور جس طرف سے سورج نے طلوع ہونا تھا میں نے اپنا منہ اُدھر کر لیا۔

صبح دھوپ کی تمازت پھیلی تو سب سے پہلے حضور ﷺ جاگے۔ آقا ﷺ نے سب کو اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جگایا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیوں سو گئے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس چیز نے آپ ﷺ کو سلایا اسی چیز نے مجھے بھی سلا دیا۔

حضور ﷺ نے فوراً تمام لشکر کو یہاں سے کوچ کا حکم فرمایا۔ کچھ دور جانے کے بعد لشکر کو رکنے کا حکم فرمایا اور آقا ﷺ کی اقتداء میں سب نے ادا نماز بھی پڑھی۔ جمعۃ المبارک شوال ۱۴۳۵ھ بمطابق اگست ۲۰۱۳ء وقت نماز عصر۔

تبوک میں تشریف آوری

حضرت حذیفہؓ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کل

Marfat.com

انشاء اللہ ہم تبوک کے چشمہ پر ہوں گے۔لیکن پورے لشکر میں منادی کروادی جائے کہ مجھ سے پہلے چشمہ کے پانی کو کوئی ہاتھ نہ لگائے۔کیونکہ آقا علیہ السلام کو بتایا گیا تھا کہ یہاں پانی کی شدید قلت ہے۔دوسرے دن جب چشمہ پر پہنچے تو دو آدمی ایسے تھے۔ جنہوں نے چشمہ کے پانی کو استعمال کرلیا۔حضور ﷺ کو جب ان کے متعلق بتایا گیا تو آقا ﷺ نے ان کو جھڑکا اور چشمہ سے جو پانی رس رہا تھا اس کو مشک میں جمع کرنے کا حکم دیا چلو میں تھوڑا تھوڑا سا پانی جمع کر کے مشک میں ڈالا گیا اور اسے آقا ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا گیا۔حضور ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک دھویا۔دونوں ہاتھ مبارک دھوئے اور کلی فرمائی پھر کلی کا پانی چشمہ میں ڈال دیا گیا۔دیکھتے ہی دیکھتے زمین سے پانی بہت جوش سے باہر نکلنے لگا۔

آقا ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو تو دیکھے گا کہ یہاں ہر طرف باغات ہی باغات ہوں گے۔

اور واقعی آپ کی زندگی بہت لمبی ہوئی اور آپ نے اپنی زندگی میں ہی یہاں باغات ہی باغات دیکھے۔

حضور ﷺ جس کے متعلق جو فرما دیتے تھے وہ لوح محفوظ میں دیکھ کر ہی فرماتے تھے اور جس کی چاہتے خدا تعالیٰ کی ذات پاک اس کی تقدیر بدل دیتے تھے۔

خطبہ تبوک

حضور سرور کائنات ﷺ آقا دو جہاں ﷺ جب تبوک میں پہنچے۔تو ظہر کی نماز ادا کرنے کے لئے قبلہ کی سمت ایک پتھر رکھ دیا گیا۔اور تمام لوگوں نے حضور ﷺ کے پیچھے ظہر کی نماز ادا فرمائی اس کے بعد آقا ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”سب سے زیادہ سچی بات کتاب خدا قرآن کریم ہے۔اور سب سے مضبوط سہارا تقویٰ کا کلمہ ہے۔سب سے بہتر ملت ملت ابراہیمی ہے۔اور طریقوں سے بہترین طریقہ (خدا کے رسول) حضرت محمد (ﷺ) کا ہے۔ تمام باتوں میں بہتر بات اللہ کا ذکر ہے۔سب قصوں میں بہتر یہ قرآن ہے۔بہترین کام وہ ہیں جو انسان پوری تندہی سے اور عزم راسخ سے انجام دے۔اور بدترین کام وہ ہیں جو (دین خدا میں) از خود وضع کر لئے جائیں۔تمام راہوں میں سب سے عمدہ پیغمبروں کی راہ ہے۔سب سے بہتر موت جام شہادت پینا ہے۔سب سے بڑا نابینا پن ہدایت کے بعد گمراہی ہے۔بہتر عمل وہ ہے جو نفع دے اور بہتر ہدایت وہ ہے جس پر عمل کیا جائے۔بدترین اندھا پن دل کا اندھا پن ہے اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ جو چیز کم ہو وہ بہتر ہے اس چیز سے کہ وہ زیادہ ہو۔مگر غافل کر دینے والی ہو۔

بدترین معذرت موت کے وقت کی معذرت ہے۔بدترین ندامت قیامت کے دن ہو گی۔سنو بعض ایسے لوگ ہیں۔جو بہت دیر کر کے جمعہ میں آتے ہیں۔ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں۔جو خدا کا ذکر کرلا تعلقی

Marfat.com

میں کرتے ہیں۔

بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک جھوٹی زبان ہے۔ بہترین تونگری دل کی تونگری ہے۔اصلی کارآمد توشہ تقویٰ ہے۔دانائیوں کا سرتاج اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے۔دلوں کی سب سے پسندیدہ چیز یقین ہے۔شک کفر کا ایک جزو ہے۔میت پر چیخنا چلانا جاہلیت کا عمل ہے۔خیانت دوزخ کی آگ ہے۔شراب کا پینا دوزخ کی آگ سے داغے جانے کے مترادف ہے۔ بُرے شعر ابلیس کی طرف سے ہیں۔شراب تمام گناہوں کا منبع ہے۔سب سے بُری خوراک یتیم کا مال ہے۔

سعادت مند انسان وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔اور بدنصیب انسان وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہی بُرا لکھ دیا گیا ہو تم میں سے ہر ایک کو چار ہاتھ کے ایک گڑھے میں جانا ہے اور معاملہ آخرت پر منحصر ہو گا عمل کا مدار انجام کار پر ہو گا۔سب سے بُرا خواب جھوٹا خواب ہے ہر آنے والی چیز قریب ہے مومن کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

اس کا گوشت کھانا (اس کی غیبت کرنا) خدا کی نافرمانی ہے۔اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔جو اللہ کے مقابلے میں قسم کھائے گا۔اللہ اس کو جھٹلا دے گا۔جو دوسروں کی خطائیں بخش دے گا۔اسے بخش دیا جائے گا۔اور جو دوسروں کو معاف کر دے گا اللہ اس کو معاف کر دے گا جو غصہ پی جائے گا اللہ اسے اس کا اجر دے گا اور جو مصیبت پر صبر کرے گا۔اللہ اسے اس کا بدلہ دے گا جو سنی سنائی باتیں پھیلائے گا اللہ اسے رسوا کرے گا اور جو شخص مصنوعی صبر کا اظہار کرے گا اللہ اس کی تکلیف بڑھا دے گا۔

اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اللہ اس کو عذاب دے گا۔

میں اللہ سے مغفرت کا طلب گار ہوں۔میں اللہ سے مغفرت کا طلب گار ہوں۔میں اللہ سے مغفرت کا طلب گار ہوں۔

(سبل الہدیٰ جلد ۵، صفحہ ۶۵۲۔۶۵۱ ضیاء النبی ۴۔ ۶۱۳ تا ۶۱۰)

سبحان اللہ شان نبوت ﷺ اور شان رسالت ﷺ کو کون جان سکتا ہے۔اور لق و دق صحراؤں میں بے آب و گیاہ ریگستانوں میں وطن سے۔ہزاروں میل دور لاکھوں کے مقابلے میں چند ہزار فوج اور وہ بھی نہایت قلیل اسلحے اور نہایت ہی قلیل سواریوں کے ساتھ۔لیکن اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کو کسی چیز کا ڈر نہیں کسی قسم کا خوف نہیں۔سوائے خدا کی ذات کے کسی کا بھی ڈر نہیں۔اور آقا ﷺ وہ تاریخی خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور وہ پند و نصائح فرما رہے ہیں جن کو سن کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔قابلیتیں جواب دے جاتی ہیں۔اور حواس گم ہو جاتے ہیں۔ایسی مثال نہ پہلے کبھی دیکھی گئی اور نہ ہی قیامت تک کہیں دیکھی جائے گی۔اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ اتنی دور کی نظر رکھتے ہیں کہ آدمی کا خیال بھی وہاں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔یہ سوائے نبی

Marfat.com

ﷺ کے کسی کی شان ہی نہیں ہوسکتی کہ ایسے ناگفتہ بے حالات میں اتنی بڑی فوج سے مقابلے سے پہلے ایسے الفاظ میں اپنی فوج کو نصیحت فرمائے۔اور اس کو وہ اخلاق کریمانہ سکھائے کہ آئندہ نسلوں تک ان کی چاشنی کی آب وتاب قائم رہے۔

(سبل الہدیٰ جلد ۵ صفحہ ۶۵۱، ۶۵۲) (ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۱۰ تا ۶۱۳)

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر.ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم. اللهم صلى وسلم على سيدنا محمد و على آله وصحابه و بارك وسلم و سلمو تسليما كثيراً كثيرا برحمتك يا ارحم الراحمين.

ہرقل کی فوجوں کا فرار

حضور ﷺ کی خود بنفس نفیس آمد کی اطلاع پاک ہرقل نے اپنی فوجیں سرحد سے واپس بلالیں۔اس سے پہلے غزوہ موتہ میں وہ جانتا تھا کہ صرف تین ہزار کے مسلمانوں کے لشکر نے اس کی ایک لاکھ کی فوج کو بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔آپ ﷺ کی تیس ہزار کی فوج کے ساتھ خود تشریف لانے سے اس پر خوف طاری ہوگیا۔دراصل وہ خود پڑھا لکھا سمجھدار تھا اور اس کو پتہ تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے ٹکر نہیں لے سکتا۔اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ مسلمان ایک وقت میں اس کے نیچے کی سرزمین اور شاہ ایران کی سرزمین وغیرہ سب جگہوں پر قبضہ کرلیں گے اس نے اسی میں عافیت سمجھی کہ اپنی فوجوں کو سرحدوں سے ہٹالے۔

رسول خدا ﷺ بیس دن تک تبوک کے مقام پر تشریف فرمارہے اور ساتھ ساتھ ادھر ادر کے تمام علاقوں کو باجگاز اور مطیع فرمایا۔ان علاقوں میں ایلہ مقناجربا ازرح اور زمتہ الجندل شامل ہیں۔

حضور پُرنور علیہ السلام کا گرامی نامہ بنام ہرقل

رسول خدا ﷺ نے اپنے صحابہ اکرام سے دریافت فرمایا کہ جو شخص میرا خط لے کر قیصر روم کے پاس جائے گا۔اسے جنت ملے گی۔ایک شخص نے عرض کی کہ چاہے وہ اسے قبول کرے یا نہ کرے۔آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک۔چنانچہ حضرت وحیہ کلبی حضور علیہ السلام کا مکتوب مبارک لے کر ہرقل کے پاس پہنچے۔اس وقت ہرقل حمص میں تھا۔ہرقل نے آقا علیہ السلام کے مکتوب مبارک کی بہت تعظیم کی۔یہ تمام واقعہ پہلے تحریر کیا جاچکا ہے۔برکت کی غرض سے مختصراً دوبارہ تحریر کرتے ہیں۔

ہرقل نے اپنے تمام بطریقوں اور قسیسوں کو ایک ہال میں جمع کر کے اس کے دروازے بند کر دینے کا حکم دیا اور ان سے کہا۔کہ تم نے دیکھ لیا ہے کہ محمد (ﷺ) یہاں تک پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے مجھے خط لکھا ہے اور تین باتوں میں سے ایک بات قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔

ا۔ میں ان کا دین قبول کرلوں۔

Marfat.com

۲۔ ہماری زمینوں پر جو باغات یا مکانات ہیں وہ ہم ان کے حوالے کر دیں اور زمینیں ہمارے قبضے میں رہیں۔

۳۔ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔

ہرقل نے سامعین سے کہا۔کہ تم جانتے ہو اور تم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ ہماری نیچے کی زمینوں پر وہ نبی (ﷺ) ضرور قابض ہوں گے۔تو بہتر یہی ہے کہ ہم اس نبی (علیہ السلام) پر ایمان لے آئیں۔ پھر ہرقل نے ایک منادی والے کو کہا کہ تم اعلان کر دو کہ ہرقل محمد رسول اللہ (ﷺ) پر ایمان لے آیا ہے۔ یہ سنتے ہی اس کے لوگ بپھر گئے اور باہر کو دوڑے اور کچھ لوگوں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا۔جب ہرقل نے حالات کو بگڑتے ہوئے دیکھا تو لوگوں کو پھر اپنے پاس بلایا۔کیوں کہ باہر کے دروازے بند تھے۔لوگ دوبارہ اس کے پاس اکٹھے ہوئے تو یہ کہنے لگا کہ میں تو تمہاری اپنے دین پر ثابت قدمی آزما رہا تھا میں بھی تمہارے دین پر ہی ہوں پھر اس نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور کہا کہ میرا یہ زبانی پیغام اپنے آقا ﷺ کو دینا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوں لیکن از بس مجبور ہوں کچھ نہیں کر سکتا۔

ہرقل کا جوابی خط

پھر اس نے ایک ایسے آدمی کو بلانے کے لئے حکم کیا۔جو نصرانی ہو۔لیکن بہت اچھی عربی بول سکتا ہو۔ اور وہ زبردست قوت حافظہ بھی رکھتا ہو۔انہوں نے تنوخی نام کے آدمی کو ہرقل کے سامنے پیش کیا۔

حضرت امام احمد سعید بن راشد سے روایت کرتے ہیں کہ یہ حمص کے مقام پر تنوخی کے ہمسائے تھے۔اس وقت تنوخی کی عمر ایک سو دس سال سے تجاوز کر چکی تھی۔اب آگے کے واقعات تنوخی کی زبانی سنیئے۔

تنوخی کہتا ہے کہ ہرقل نے مجھے کہا کہ میرا یہ خط لے جاؤ اور اسے حضور (علیہ السلام) کے پاس پہنچاؤ' اور جو باتیں آپ فرمائیں اسے غور سے ذہن نشین کرنا۔خصوصاً کیا جو خط پہلے لکھا گیا تھا۔اس کا تذکرہ ان کی گفتگو میں ہے اور کیا میرے مکتوب کو پڑھنے کے بعد رات کا کہیں ذکر آتا ہے۔اور تیسری بات یہ کہ ان کی پشت (مبارک) کو غور سے دیکھنا کہ کیا کوئی خاص چیز اپنی طرف نگاہ کو کھینچتی ہے۔

تنوخی کہتا ہے کہ میں ہرقل کا پیغام و خط لے کر جب تبوک کے مقام پر حضور علیہ السلام کے پاس پہنچا تو آقا علیہ السلام صحابہ کرام کی محفل میں تشریف فرما تھے میں ان کی خدمت اقدس میں پہنچا اور ہرقل کا خط پیش کیا حضور علیہ السلام نے اسے لے لیا اور مجھے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔

میں نے کہا کہ میں تنوخ کا بھائی ہوں پھر حضور ﷺ نے پوچھا کہ دین اسلام جو ملت حنفیہ کی طرف دعوت دینے کے لئے آیا ہے۔کیا تم اس کو قبول کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں اپنی قوم کا قاصد ہوں اور میں ابھی تک اپنی قوم کے دین پر قائم ہوں اور جب تک کہ واپس نہ لوٹ جاؤں اس وقت تک اپنی قوم کے دین پر قائم رہوں گا۔

Marfat.com

حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ انك لا تهدی من احببت۔ پھر فرمایا: اے تنوخی بھائی! میں نے ایک خط کسریٰ کو لکھا تھا اس نے اسے پرزے پرزے کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حکومت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پھر میں نے نجاشی کی طرف خط لکھا۔ پھر میں نے تیرے صاحب ہرقل کی طرف خط لکھا۔ اس نے اس کو پکڑ لیا۔ اس کی برکت سے لوگ اس کا احترام کرتے رہیں گے اور اس کی ہیبت ان پر چھائی رہے گی۔

تنوخی کہتا ہے۔ کہ ہرقل کی نصیحت کے مطابق میں نے زبانی سابقہ خط کے ذکر کو یاد کر لیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیرے صاحب نے خط میں لکھا ہے کہ جب آسمانوں اور زمینوں کے عرض میں جنت ہے تو دوزخ کہاں ہو گی۔ اس کے لئے جگہ تک نہ ہو گی۔

سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ! ذرا یہ تو بتاؤ کہ جب رات آتی ہے تو دن کہاں جاتا ہے۔ ''لیل'' رات کا لفظ سن کر میں نے اسے بھی یاد کر لیا''۔

پھر آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تیرا حق ہے۔ تو قاصد ہے اور اس وقت ہم سفر میں ہے ہماری مالی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ورنہ میں تمہیں اعزازات اور انعامات کے ساتھ روانہ کرتا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وہ جانے لگا تو ایک آدمی نے اسے بلایا اور کہا کہ میں اسے انعام دیتا ہوں۔ اس نے اپنا کجاوہ کھولا اور صفوریا کی بنی پوشاک میری گود میں رکھ دی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ (حضرت) عثمان (غنی رضی اللہ عنہ) ہیں۔

جب میں جانے لگا کہ تو رسول خدا ﷺ نے مجھے دوبارہ بلایا اور فرمایا کہ اے تنوخ کے بھائی ادھر آؤ۔ میں آقا علیہ السلام کے پاس دوبارہ آیا تو حضور علیہ السلام نے اپنی چادر کو ڈھیلا کیا اور مجھے فرمایا کہ ادھر پیچھے سے گزرو۔ جو تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ میں آقا علیہ السلام کی پشت کی طرف پلٹا اور ''مہر نبوت'' کو آقا علیہ السلام کی پشت پر دیکھا اور مجھے ہرقل کی تیسری بات بھی یاد آ گئی۔

سبحان اللہ حضور ﷺ نے وہ باتیں بھی تنوخی کو بتا دیں جو ہرقل نے صرف تنوخی سے ہی کی تھیں۔

جب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو ہرقل کا زبانی پیغام یہ کہ ''میں آپ کے ساتھ ہوں لیکن از حد مجبور ہوں'' دیا تھا تو آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

''اللہ کے دشمن'' نے جھوٹ بولا۔ وہ مسلمان نہیں ہوا بلکہ اپنی نصرانیت پر قائم ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے علم کے مطابق حضور ﷺ کائنات کے ذرے ذرے کا علم جانتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ کو تمام کائنات کے ذرے ذرے کے لئے رحمت العالمین بنا کر بھیجا گیا ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فرمایا۔

Marfat.com

اسی طرح حضور علیہ السلام کے لئے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

جو تحائف ہرقل شاہ روم نے حضور علیہ السلام کے لئے بھیجے۔آقا علیہ السلام نے انہیں صحابہ کرام میں تقسیم فرما دیا۔

(سبل الہدیٰ جلد ۵ صفحہ ۶۵۸،۶۶۰)

شاہ ایلہ

حجاز کی آخری اور شام کی ابتدائی سرحد پر واقع اس چھوٹے شہر کا نام ایلہ ہے۔یہ شہر بحر قلزم کے ساحل پر واقعہ ہے۔ یہ لوگ زیادہ تر کھیتی باڑی کرتے تھے۔اور یہاں وہ یہودی آباد تھے۔جن پر ہفتہ کے روز شکار منع کر دیا گیا تھا۔لیکن انہوں نے اس حکم کی مخالفت کی۔اللہ تعالیٰ نے انہیں مسخ کر دیا۔اور بندر اور خنزیر بنا دیا۔

(سبل الہدیٰ جلد ۵،صفحہ ۶۶۱، معجم البلدان ۲۹۲،ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۲۲)

اس کے بادشاہ کا نام یحنہ بن روبا تھا۔یہ خود ہی ڈرتا ہوا حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش ہو گیا۔اس کے ساتھ جرباء' ازرح' اور مقنا کے باشندے تھے۔اور یہ اپنے ساتھ آقا ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے سفید خچر بھی لایا۔حضور ﷺ نے اسے اپنی چادر مبارک اڑھائی اور اس کے لئے ایک اَمان نامہ بھی لکھ دیا اس صلح نامہ میں لکھا تھا کہ ان کا ہر بالغ ایک دینار سالانہ ادا کرے گا۔اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔اور جس نے کوئی قانون شکنی کی تو اس کو اس کا مال سزا سے نہیں بچا سکے گا۔انہیں چشموں اور بحری و بری راستوں کے استعمال سے نہیں روکا جائے گا اس طرح اہل جرباء اور اہل ازرح کے لئے بھی صلح نامہ لکھا گیا"۔

ایلہ کا بادشاہ یحنہ بن روبا جب آقا علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں پیش ہوا تو اس نے گلے میں صلیب جو کہ سونے سے بنائی گئی تھی۔ڈالی ہوئی تھی۔

نبوت کی ہیبت کی وجہ سے اس نے اپنا سر جھکا لیا۔آقا ﷺ نے اسے دست مبارک سے سر اٹھانے کا اشارہ فرمایا تو اس نے اپنا سر اٹھایا۔

اس طرح اہل ازرح پر ماہ رجب میں ایک سو دینار جزیہ کی ادائیگی لازم قرار دی گئی۔اور اسی طرح اہل مقنا کے ساتھ مصالحت کی گئی۔اور انہیں اپنے پھلوں کا چوتھا حصہ ہر سال بھیجنے کا حکم دیا گیا۔

ازرح شام کی سرحد کے نزدیک ایک شہر ہے۔جو کہ بلقاء کے نزدیک بھی ہے۔

حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت ہی معمولی سا سالانہ جزیہ لے کر ان بے دین لوگوں کی جان و مال

Marfat.com

عزت و آبرو کا ذمہ اٹھالیا۔

آج ہماری حکومتیں اتنا اتنا زیادہ سالانہ و ماہانہ ٹیکس لے کر بھی اپنے مسلمان لوگوں کی عزت و آبرو مال و جان کی حفاظت نہیں کر سکتیں۔ یہ سب بے برکتیاں انگریزوں کے بنائے ہوئے کالے قانون کی ہیں۔ اور سبحان اللہ۔ ان لوگوں نے جو جو ہمیں لباس پہننے کی نصیحت کی۔ کہ انصاف کرنے والوں کی یہ وردی ہو اس لباس کے پہننے کو بھی ہم اپنا فخر سمجھتے ہیں ہم آزاد ہونے کے باوجود بھی ذہنی طور پر غلام ہی ہیں۔ حضور ﷺ نے ایک دفعہ اپنی ایک بالشت پھر بالکل برابر دوسری بالشت رکھ کر فرمایا کہ تم لوگ آخر زمانے میں اس طرح برابر برابر یہود و نصاریٰ کے ہر کام کی پیروی کرو گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کے صدقے (جس طرح کہ یہ ایک بالشت (ہاتھ) دوسری بالشت (ہاتھ) پر رکھی ہوتی ہے۔) میں معاف فرمائے اور ہمیں ان لوگوں میں سے نہ کرے۔

دومۃ الجندل

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار سو سواروں کے ساتھ دومتہ الجندل کی طرف بھیجا۔ یہ شام کی سرحد کے پاس ایک طاقتور ریاست تھی۔ اس کے لوگ رومیوں کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے عیسائی تھے۔ اس کا حکمران اکیدر بن عبدالملک عرب قبیلے بنو کندہ سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ اور اس کی ریاست میں بنو کلب کے جنگجو قبیلے کی کثرت تھی۔

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس قبیلے کے نزدیک پہنچے تو اکیدر اپنے بھائی حسان اور دوسرے بہت سے لوگوں کے ساتھ شکار پر نکلا ہوا تھا۔ جنگل ہی میں ان کا سامنا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہو گیا۔ حسان لڑائی میں مارا گیا۔ اکیدر کو گرفتار کر لیا گیا اور باقی لوگوں نے قلعہ میں جا پناہ لی۔

اکیدر کو گرفتار کر کے حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے حضور ﷺ کی اطاعت قبول کر لی۔ اور آقا ﷺ کو دو ہزار اونٹ، آٹھ سو گھوڑے چار سو زرہیں اور چار سو نیزے پیش کئے۔ آقا علیہ السلام نے ان کو قبول فرمایا۔ اور سالانہ جزیہ دینے کا وعدہ فرمایا: حضور علیہ السلام نے اس کو امان نامہ لکھ کر دیا۔

(اصح السیر ۲۳۰ تا ۳۲۹، غزوہ تبوک محمد احمد پانی پتی ۱۸۳ تا ۱۷۴، رحمت دارین ۴۶۷)

دم آخر نمائی جلوہ دیدار

وہ رب کائنات جو اتنا جمیل ہے کہ جو مصور ہے جو چیزوں کو حسن دینے والا ہے۔ کائنات میں حسن کے جلوے بکھیرنے والا ہے۔ پھولوں میں کلیوں میں بہاروں میں پہاڑوں کی بلندیوں میں، سمندر کی گہرائیوں میں، آسمان کی وسعتوں میں اور زمین کی گہرائیوں میں ہر ہر جگہ اسی کے جلوے ہیں۔ اس نے کائنات کی ہر ہر چیز میں رنگ بھر دیا ہوا ہے۔ ہر ہر چیز اس نے

Marfat.com

نہایت ہی خوبصورت انداز ے سے بنائی ہوئی ہے۔

اور یہ انسان کی خوش قسمتی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا۔ حالانکہ اس کی ذات پاک ہر چیز سے پاک ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت پر پیدا فرمایا' حالانکہ اس کی ذات پاک ہر صورت سے پاک ہے۔ اور جنت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ اسی صورت میں مومنوں کو اپنا جلوہ دکھائیں گے۔ اور حضور ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ مفہوم کے مطابق اور جس طرح چودھویں کے چاند کو تم دیکھنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی۔ اسی طرح آسمان پر اللہ تعالیٰ ہنستے ہنستے اپنا جلوہ اپنا رخ زیبا دکھائیں گے اور اس کو تم دیکھو گے"۔

کبھی اے حقیقت منتظر' نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

(اقبال)

اور اصل حقیقت میں جو مخلوق ایک دوسرے کو پسند کرتی ہے۔ ایک دوسرے سے محبت کرتی ہے تو وہ اسی خوبصورتی کی وجہ سے کرتی ہے۔ جو خدائے تعالیٰ کی ذات پاک نے اپنی مخلوق کو اپنے اور اپنے محبوب پاک کے حسن سے عطا فرمائی ہے۔

اور وہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی ذات پاک جس نے ہر ہر چیز کو نہایت ہی زیادہ خوبصورتی عطا فرمائی۔ اس نے اپنا محبوب کتنا خوبصورت بنایا ہوگا۔ کتنا دِلرُبا بنایا ہوگا۔ کتنا ملیح بنایا ہوگا۔

وہ محبوب کہ جن کی آنکھیں "مازاغ" کی ہوں۔ جن کی زلفیں "واللیل" کی ہوں جن کے ہاتھ "یدبیضا" ہوں۔ وہ جس طرف سے چل کر آئیں ادھر خوشبو ہی خوشبو پھیل جائے جو زمین پر قدم رکھیں تو اس سے پھول اگنے لگیں۔ جو کلام فرمائیں تو منہ سے موتیوں کی لڑیاں گرنے لگ جائیں جس طرف دیکھیں تو کونین ادھر ہو جائے۔

جن کا دل اتنا پیارا ہو کہ اس میں درد ہی درد بھرا ہوا ہو۔ تمام مخلوق اور تمام عالموں کے لئے وہ رحمت ہو' رحمت اللعالمین کا خطاب اُن کو اللہ رب العزت کی طرف سے ملا ہوا ہو اور خاص کر مومنوں کے لئے وہ۔

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

ترجمہ: تمہارا تکلیف میں پڑنا اُن کے لیے بہت گراں ہے اور تمہاری بھلائی کے لیے بہت حرص کرنے والے ہیں۔ اور مومن مسلمانوں کے ساتھ شفقت کرنے والے مہربان ہیں۔

یعنی کہ جب بھی کسی مومن کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس سے زیادہ اس کی تکلیف کو حضور علیہ السلام محسوس فرماتے ہیں اور حضور علیہ السلام کی حدیث پاک کے مطابق "کسی مومن کو کوئی کانٹا بھی نہیں چبھتا کہ اللہ جل شانہ اس کو اس کا ثواب عطا فرماتے ہیں"۔

اور جب اس طرف سے اتنا کرم ہے! مہربانی ہے عطا ہے۔ تو حضور علیہ السلام کی حدیث پاک کے مطابق "کوئی بندہ بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں (یعنی حضور علیہ السلام) اس کو اس کی ذات اس کی جان اس کے بیوی بچے اس کے ماں باپ وغیرہ اور اس کے مال اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ جاؤں"۔

Marfat.com

وہ رب کائنات جس نے اتنا پیارا محبوب بنایا کہ بنا کر خود ہی اس پر فریفتہ ہوگیا۔ اور اگر کسی کی جان اس کے قدموں پر نکلے اور اس کو قبر میں اتارنے والی ہستی بھی وہی محبوب ہو۔ تو اس کی خوش قسمتی کی کیا ہی بات ہے۔ ہر کوئی اس چیز کی حسرت ہی کر سکتا ہے۔

ایں چیز بزور باز و نیست

القرآن - ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ترجمہ: یہ اس کا فضل ہے جس کو وہ چاہے عطا فرماتا ہے اور وہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

یہ سعادت حضرت ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں بھی آئی۔

یہ اہل صفہ میں سے تھے۔ امام ابن اسحاق اور ابن مندہ' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ مزینہ قبلہ کے فرد تھے بچپن میں یہ یتیم ہو گئے تھے۔ اور کوئی میراث بھی نہیں تھی۔

ان کے چچا نے ان کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے چچا کا کاروبار اتنا چمکا کہ وہ بہت سے اونٹوں' بکریوں اور غلاموں کا مالک بن گیا۔ انہوں نے کئی بار حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کا سوچا لیکن اپنے چچا کی وجہ سے وہ حاضر نہ ہو سکے۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ فتح ہوگیا اور حضور ﷺ واپس مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔

ایک دن یہ اپنے چچا کے پاس گئے اور کہا کہ چچا میں نے آپ کا بہت انتظار کیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اسلام قبول کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ آپ مجھے اسلام قبول کرنے کی اجازت دے دیں۔ چچا غصہ سے لال پیلا ہوگیا اور کہنے لگا کہ اگر تم نے اسلام قبول کیا تو میں نے آج تک جو چیزیں تمہیں دی ہیں وہ سب چھین لوں گا۔ حتیٰ کہ جو کپڑے وغیرہ تو نے پہنے ہیں وہ بھی اتار لوں گا۔

انہوں نے کہا کہ تمہاری کوئی دھمکی مجھے اسلام قبول کرنے سے نہیں روک سکتی میں تمہیں تمہاری تمام چیزیں واپس کرتا ہوں۔ میں اب ان پتھر اور لکڑی کے بتوں کی مزید عبادت نہیں کر سکتا۔

جب اس کے چچا نے ان سے تمام چیزیں واپس لے لیں اور انہوں نے اپنے تن کے کپڑے بھی اتار دیے اور انہوں نے اپنی ماں سے چادر لے کر اسے دو ٹکڑے کر کے ایک تہبند اور قمیض کے طور پر پہن کر اس کے کپڑے وغیرہ سب کچھ اس کو واپس دیئے۔ اور خالی ہاتھ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے؟

انہوں نے رات مسجد میں گزاری اور صبح کی نماز حضور علیہ السلام کے پیچھے ادا کی۔

آقا ﷺ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو لوگوں کو غور سے دیکھتے۔ اس کو اجنبی دیکھا تو اس کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ میرا نام "عبدالعزیٰ" ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: نہیں بلکہ تمہارا نام عبداللہ اور لقب ذوالبجادین ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ تم میرے نزدیک قیام کرو اور یہ اصحاب صفہ میں شامل ہو گئے۔

Marfat.com

ان کی آواز قدرتی طور پر بہت بلند تھی اور یہ بلند آواز سے ہی تلاوت فرماتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے شکایت فرمائی کہ ان کی بلند آواز سے قرآن پڑھنے سے دوسرے لوگ اپنی تلاوت آسانی سے نہیں کر سکتے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

دَعَهُ يَا عُمَرُ فَإِنَّهُ قَدْ خَرَجَ مُهَاجِرًا إِلَى اللهِ تَعَالٰى وَإِلٰى رَسُوْلِهِ۔

''اے عمر اس کو کچھ نہ کہو کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کر کے آیا ہے''۔

حضور ﷺ کے غزوہ تبوک پر جانے سے پہلے یہ آقا ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ

''یارسول اللہ ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب کرے''۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ بیری کے درخت کا یا ایک روایت کے مطابق کیکر کے درخت کا چھلکا لے کر آؤ۔ جب یہ چھلکا لائے تو حضور علیہ السلام نے اِسے ان کے بازو پر اپنے دست مبارک سے باندھا۔ اور فرمایا کہ میں تمہارے خون کو کفار پر حرام کرتا ہوں''

یہ سن کر ذوالبجارین تڑپ اٹھے۔ اور عرض کی کہ میں نے اس مقصد کے لئے تو دعا نہیں کروائی تھی۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ذوالبجارین جب تم اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت سے نکلو اور دوران سفر اگر تمہیں بخار آ جائے اور تم فوت ہو جاؤ تو تم شہید ہو گے''۔

سبحان اللہ حضور ﷺ کی نظر کہاں تک دیکھ رہی ہوتی ہے۔

اس اللہ کے بندے کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا جب یہ غزوہ تبوک پر گئے ہوتے تھے اور تبوک کے مقام پر ٹھہرے کچھ دن ہو گئے تو ان کو بخار آنے لگا اور یہ شدید سے شدید تر ہوتا گیا اور یہ اس سے جانبر نہ ہو سکے۔

حضرت بلال بن الحارث المزنی فرماتے ہیں کہ میں ذوالبجارین کی تدفین کے وقت حاضر تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت بلال موذن) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روشنی کے لئے مشعل پکڑی ہوئی ہے اور حضور علیہ السلام ان کی قبر میں خود اترے اور میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کو ان کی میت پکڑا رہے ہیں اور حضور علیہ السلام ان سے فرما رہے ہیں کہ اپنے بھائی کو میرے قریب کرو اور فرما رہے ہیں۔

ادبا الیٰ اَخَا کُمَا۔ یعنی اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو۔

اور آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے بذات خود ان کو لحد میں دائیں پہلو پر لٹایا اور پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ سے التجا فرمائی۔

''اے اللہ میں آج کی شام تک اس تیرے بندے سے راضی تھا۔ تو بھی اس سے راضی ہو جا''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو پکار اٹھے۔ ''اے کاش میں اس لحد میں دفن ہوتا۔''

Marfat.com

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی خوشنودی میں دراصل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔ جو آدمی اپنے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے صرف ایک ہی راستہ حضور ﷺ کو خوش کرنے کا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۱)

ترجمہ: آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (النساء:۸۰)

ترجمہ: جس نے (میرے) رسول کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ کی اطاعت میں ہی زندہ رکھے اور اس پر موت دے اور اسی پر اٹھا کھڑا کرے۔

امین ثم امین بجاہ نبی کریم رؤوف الرحیم ﷺ۔

دمشق کی طرف پیش قدمی کے بارے میں مشورہ

حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے لشکر کے مقابلے میں رومی افواج کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ حضور ﷺ بیس دن تک تبوک کے مقام پر تشریف فرما رہے۔ ہرقل ذاتی طور پر نبی (علیہ السلام) کے مقابلے سے ڈرتا تھا اور اس کو یہ یقین تھا کہ اگر اس نے مقابلہ کیا بھی تو شکست ہی کھائے گا اس لئے اس نے اسی میں عزت سمجھی کہ مقابلے پر آیا ہی نہ جائے اس نے ایران جیسی سپر پاور کو بھی حال ہی میں شکست دی تھی۔ اب اگر وہ مسلمانوں سے مقابلے میں ہار جاتا تو اس کی عزت خاک میں مل جاتی تھی۔ اس نے حضور ﷺ کے پاس اپنا قاصد بھی تبوک کے مقام پر بھیجا اور تحائف بھی بھیجے۔ جنہیں حضور ﷺ نے قبول فرمایا۔ اور صحابہ اکرام میں تقسیم فرمادیا۔ اب تبوک کے اردگرد کی ریاستیں بھی فتح ہوگئیں تو یہاں قیام کرنے کا جواز ختم ہوگیا۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے صحابہ کرام کو مشورہ کے لئے بلایا اور دمشق کی طرف پیش قدمی کے بارے میں مشورہ مانگا۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے تو ضرور چلے چلیں حضور علیہ السلام نے جواب فرمایا کہ اگر مجھے پیش قدمی کا حکم ملتا تو میں مشورہ نہ کرتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ رومی ہم سے خوفزدہ ہو گئے ہیں۔ ہمارا مقصد پورا ہوگیا ہے اگر اس سال واپس چلے جائیں تو پھر تمام حالات کا جائزہ لے کر دوبارہ کوئی فیصلہ کریں گے کیوں کہ رومیوں کے پاس بے شمار فوج ہے۔ اور ملک شام میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہم پیش قدمی کرتے ہوئے قیصر روم کی قیام گاہ کے بالکل قریب پہنچ گئے ہوتے ہیں۔

اسی دوران اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن پاک کی آیت نازل فرما کر حضور علیہ السلام کو واپس لوٹنے کا حکم فرمادیا۔

Marfat.com

فیھا محیاك و مماتك و منھا تبعث۔

یعنی! اس شہر میں آپ کی زندگی بسر ہوگی اسی میں حضور علیہ السلام وفات پائیں گے اور اسی شہر کی خاک سے حضور علیہ السلام کو اٹھایا جائے گا۔ اس ارشاد الٰہی کے بعد حضور علیہ السلام نے مدینہ طیبہ لوٹنے کا ارادہ فرمایا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور علیہ السلام سے عرض کی کہ اپنے خداوند قدوس سے اس دعا کا سوال فرمائیں۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ (سورۃ بنی اسرائیل ۸۰)

ترجمہ: اے میرے رب جہاں کہیں تو مجھے لے جائے۔ سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے تو مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ لے آ اور عطا فرما اپنی جناب سے مجھے وہ قوت جو مدد کرنے والی ہو۔

(سبل الہدیٰ جلد ۵ صفحہ ۶۶۱، ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۱۹)

ناپاک سازش

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اٹھایا ہو تو کب کوئی دشمن کامیاب ہو سکتا ہے۔

وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔

منافقین مسلمانوں کی فتح در فتح سے بہت سیخ پا ہو رہے تھے۔ اب انہوں نے دل میں یہ خیال کر رکھا تھا کہ مٹھی بھر مسلمانوں کی فوج اور کہاں لاکھوں کی تعداد کا رومیوں کا لشکر۔ اب کے یہ بچ کر نہیں آ سکیں گے لیکن مسلمانوں کی فتح عظیم کی وجہ سے ان کے سب ارادے خاک میں مل گئے۔ اب انہوں نے نیا منصوبہ بنایا کہ واپسی کے سفر کے دوران گھاٹیوں میں سے گزرتے ہوئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کو بدکا دیں گے۔ اس طرح انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کو کفار کے ناپاک عزائم سے آگاہ فرما دیا۔

حضور علیہ السلام نے تمام لشکر کو آگے نکل جانے کا حکم فرمایا اور تنگ گھاٹی سے اکیلے اپنے ساتھ صرف تین ساتھیوں کے جن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے کے ساتھ گزرے۔ اس دوران منافقین کے چودہ ساتھیوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپے ہوئے اونٹوں پر سوار حضور علیہ السلام کی اونٹنی کو بدکانے کی کوشش کی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے اونٹوں کے مونہوں پر اپنی ڈھال سے ضربیں لگا لگا کر ان کو بھگا دیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کو ان کے ناپاک عزائم سے بچا لیا۔ (سبل الہدیٰ والرشاد۔ ۴۹۹)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت میں بارہ منافق ایسے ہیں جو نہ تو جنت میں داخل ہوں گے۔ اور نہ اس کی

Marfat.com

خوشبو سونگھیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ سے نہ گزر جائے۔ (دلائل النبوۃ ۵۔ ۲۶۲۔ سیرت الرسول ۸۔ ۷۵۲)

حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام نے عرض کی کہ ان کے ناموں کو ظاہر کر کے ان کو قتل کر دیا جائے تو آقا علیہ السلام نے فرمایا۔

"میں نہیں چاہتا کہ عرب پروپیگنڈہ کریں کہ محمد ﷺ نے کفار و مشرکین پر قابو پانے کے بعد آپ اپنے آدمیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا ہے۔

اس سازش کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ (التوبہ: ۷۴)

ترجمہ: "وہ اسلام لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہوئے اور انہوں نے وہ کچھ کرنے کا ارادہ کیا جسے کر نہ سکے"۔

اسی سفر میں حضور ﷺ نے صحابہ اکرام کو نصیحت فرمائی کہ اگر کسی علاقہ میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑے اور تم اس علاقہ میں رہائش پذیر ہو۔ تو وہاں سے نکل کر باہر نہ جاؤ اور اگر تم اس علاقہ سے باہر ہو تو پھر اس علاقہ میں مت داخل ہو۔

برکت کی دعا

حضور ﷺ کی غزوہ تبوک سے واپسی کے دوران صحابہ اکرام حضور ﷺ کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور اپنی بھوک کی شکایت کی۔ اور عرض کیا کہ سواری کے چند جانور ذبح کریں۔ تا کہ ان کا گوشت کھانے سے کچھ طاقت آ جائے اور ان کی چربیوں سے اپنے بالوں کو تر کر لیں۔ حضور ﷺ نے ان کو اجازت مرحمت فرما دی۔

جب یہ واپس آ رہے تھے تو ان کی ملاقات حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہو گئی۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کدھر سے آ رہے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ آقا علیہ السلام کے پاس اپنی بھوک کی عرض لے کر گئے تھے اور سواریوں کے جانوروں کے ذبح کرنے کے متعلق عرض کیا۔ تو آپ ﷺ نے اس کی اجازت فرما دی ہے۔

آپ نے ان کو روکا اور ان کو واپس آقا ﷺ کے پاس لے کر آئے۔ حضور ﷺ اس وقت تک خیمہ میں تشریف لے جا چکے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کیا آپ ﷺ نے ان صحابہ اکرام کی اپنی سواریوں کے جانور ذبح کرنے کی اجازت فرمائی ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا۔ "انہوں نے میرے سامنے فاقہ کشی کی شکایت کی تو میں نے انہیں اونٹ ذبح کرنے کی اجازت دے دی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ انہیں سواری کے جانور ذبح کرنے کی اجازت مرحمت نہ فرمائیں۔ کیوں کہ اگر ہمارے پاس سواری کے زائد جانور ہوں گے تو اس میں ہم سب کی بہتری ہے ہمارے اونٹ بھوک کی وجہ سے بہت کمزور

Marfat.com

ہو چکے ہیں۔اگر راستے میں چند اونٹوں کو کوئی حادثہ پیش آ گیا تو ان زائد سواریوں پر سوار ہو کر مجاہدین آرام سے مدینہ طیبہ پہنچ جائیں گے"۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ﷺ تمام مجاہدین کو اپنا بچا کچھا جو کچھ کسی کے پاس ہو لانے کا حکم فرمائیں اور جس طرح حدیبیہ سے واپسی پر آپ ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی تھی۔اسی طرح یہاں بھی دعا فرمائیں۔اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے"۔

حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات کو پسند فرمایا۔اور اعلان کر دیا گیا کہ ہر کوئی اپنا بچا کچھا کھانا لے آئے۔ایک دستر خوان بچھا دیا گیا اور جس کسی کے پاس کوئی روٹی کا ٹکڑا یا ایک مٹھی کھجوریں بھی تھیں۔وہ لے آیا۔کوئی ستو لے آیا۔یہ سارا سامان جمع کر کے ستائیس صاع بنا۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے وضو فرمایا۔اور دو رکعت نفل ادا فرمائے۔اس کے بعد دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ سے طعام میں برکت کی دعا فرمائی۔

حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اس کے ساتھ تشریف فرما ہو گئے اور سب کو فرمایا کہ جس کا جتنا جی چاہے لے جائے لیکن لوٹ کھسوٹ سے پرہیز کرے۔

ہر کوئی اپنے پاس بوریاں کپڑے و برتن وغیرہ بھر بھر کر لے جانے لگے۔لشکر میں لوگوں نے ہر ہر برتن اور اپنے کپڑوں کو اجناس سے بھر لیا گیا۔سب نے خوب پیٹ بھر کر بھی کھایا۔لیکن ڈھیر پھر بھی جوں کا توں ہی رہا۔یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا۔

اشهد ان لا اله الا الله و انی رسول الله

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں"۔

تمام لشکر واپسی تک یہ چیزیں کھاتا رہا۔لیکن یہ پھر بھی بچ گئیں۔

لشکر سیراب ہو گیا

حضور علیہ السلام نے ایک دفعہ دوران سفر جب لشکر کی ناگفتہ بہ حالت پانی کے نہ ملنے کی وجہ سے دیکھی۔تو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو پانی کا برتن لانے کو فرمایا۔پانی کے اس برتن کو یہاں لانے سے پہلے ہی حضور ﷺ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو پانی سنبھال کر رکھنے کا فرمایا ہوا تھا۔آقا ﷺ نے فرمایا تھا کہ اے ابو قتادہ اس برتن اور اس کے اندر جو پانی ہے کو سنبھال کر رکھنا اِس کی بڑی شان ہے"۔

یہ اس دن کا واقع ہے جس دن سوتے میں سورج نکال آیا تھا اور کوئی بھی نماز نہیں پڑھ سکا تھا کیونکہ لشکر کافی تھکا ہوا

Marfat.com

تھا اور رات دیر سے اترا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے کسی چشمے کے پاس اُترنے کا مشورہ دیا تھا لیکن لشکر نے تھکاوٹ کی وجہ سے یہاں ہی اترنے پر اصرار کیا تھا اور حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لشکر کو جگانے کی ڈیوٹی لگائی تھی لیکن نیند کے ہاتھوں بے بس ہو جانے کی وجہ سے وہ بھی سو گئے تھے اور صبح کے سورج نے پہلے حضور ﷺ اور پھر دوسرے لوگوں کو جگایا تھا۔ یہ واقع پہلے تحریر کیا جا چکا ہے۔

بہرحال آگے جا کر نماز ادا فرمانے کے بعد جب حضور علیہ السلام نے سواری کے جانوروں کو دیکھا کہ ان کی گردنیں پیاس سے لٹک گئی تھی اور لشکر کا پیاس کے مارے برا حال ہے تو اس پانی کے برتن اور پانی پینے کے پیالے کو لانے کا حکم فرمایا۔ اس برتن کا پانی پیالے میں انڈیل دیا گیا حضور ﷺ نے اپنی پیاری انگلیاں اس پیالے میں جونہی ڈالیں تو پانی زور مار کر انگلیوں سے فوارے کی طرح ابلنے لگا اور تمام لشکر نے اس سے پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی اس پانی سے سیراب کیا۔

اس وقت لشکر میں تقریباً بارہ ہزار اونٹ اور بارہ ہزار گھوڑے تھے مجاہدین کی تعداد بھی تیس ہزر تھی لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور ﷺ کی برکت سے سب کو سیراب کر دیا۔

یا اللہ جل شانہ تیری ذات پاک کی شان وہی ہے جو غزوہ تبوک کے موقع پر تھی اور تیرے رسول پاک ﷺ کی ہم امت ہیں یا اللہ تجھ کو تیرے محبوب کی امت بہت پیاری ہے اور حبیب پاک ﷺ کو بھی بہت پیاری ہے اے میرے خدایا تیرے محبوب پاک ﷺ بھی اپنی امت کا مشاہدہ اَب اسی طرح فرما رہے ہیں کہ یہ امت گناہوں میں گھری ہوئی ہے اغیار اس پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں اور ہم لوگوں کو شیطان اپنے دام فریب میں پھنسائے ہوئے ہے کوئی ہمارا پرسان حال نہیں کوئی ہمیں پوچھنے والا نہیں ہے۔ ہم تیرے آگے تیرے محبوب پاک ﷺ کو ہی وسیلہ بناتے ہیں۔ ہماری خطاؤں کو بخش دے اور اپنے پاس سے ہمیں امن و عافیت عطا فرما اور ہم سب پر اپنی بے پایاں رحمت کی برسات عطا فرما۔ ہم سب کی خطاؤں کو دھو کر برف کے اولوں کی طرح صاف وشفاف کر دے۔ ہمارے دلوں پر سے خطاؤں کی سیاہی کو اتار لے۔ ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے امتوں پر ڈالے گئے۔ ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں، ہمیں معاف فرما دے ہمیں بخش دے۔ ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مولا ہے۔ اور ہمیں کافروں کے خلاف مدد عطا فرما۔

(ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۲۶)

آمین بجاہ نبی کریم ﷺ۔

(احقر العباد نثار النبی بن محمد ریاض بن محمد چراغ)

مدینہ طیبہ میں واپسی

حضور علیہ السلام نے مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ کر فرمایا کہ یہ شہر طابہ ہے۔ یعنی یہ پاکیزہ شہر ہے۔ میرے رب نے مجھے

Marfat.com

یہاں بسایا ہے۔ یہ شہر اپنے باشندوں سے خبث کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح تارکول لوہے کے زنگار کو دور کر دیتی ہے۔
اور کوہ احد پر نظر پڑتے ہی حضور ﷺ نے فرمایا کہ "یہ ایک ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے" اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ بعض لوگ مدینہ میں ایسے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ نہیں گئے لیکن ثواب میں وہ ہمارے ساتھ شریک ہیں انہوں نے جہاد میں جانے کی بڑی کوشش کی۔ لیکن غربت اور ناداری کی وجہ سے ساتھ شرکت نہ کر سکے۔ سفر پر روانہ نہ ہو سکے۔

جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ کے بالکل قریب پہنچ گئے تو مدینہ کی بچیاں ہاتھوں میں دف لئے یہ گاتی ہوتی باہر نکل آئیں اور پردہ دار بیبیاں اپنی چھتوں پر چڑھ گئیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما داع للہ داع
أیھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

(احمد زینی دحلان "السیرۃ النبویہ" ۲۔ ۳۵۵۔ ضیاء النبی ۴۔ ۶۲۸)

اس کے بعد حضور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہوئے اور دو نفل ادا فرمائے۔

سرور دو جہاں ﷺ نفل ادا فرمانے کے بعد صحابہ اکرام کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں رونق افروز ہوئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں حضور علیہ السلام کی شان میں قصیدا پیش کرنا چاہتا ہوں آقا علیہ السلام نے اجازت فرمادی کہ آپ نے حضور ﷺ کی خوبیاں اور آپ کی ولادت سعادت کا بڑی خوبصورتی سے ذکر فرمایا۔

یہ عید میلاد النبی ﷺ کا پہلا جلسہ تھا۔ اور اس میں خود حضور ﷺ بنفس نفیس موجود تھے۔

اور دوسرے صحابہ اکرام کے ساتھ مل کر اپنی شان پاک میں قصیدہ سن رہے تھے۔

وانت لما ولدت اشرقت الارض فضاء ت بنورك الافق
فنحن فی ذلك الضیاء و فی النور و سبل الرشاد نخترق
وردت نار الخلیل مکتتما فی صلبه انت کیف یحترق

(ابن کثیر، السیرۃ النبویہ ۴۔ ۵۱، شرح المواہب اللدنیہ ۳۔ ۸۴ ضیاء النبی ۴۔ ۶۲۹)

ترجمہ: اے اللہ کے محبوب جب آپ کی ولادت با سعادت ہوئی تو زمین کا چپہ چپہ روشن ہو گیا اور آسمان کے کنارے بھی آپ کے نور سے جگمگانے لگے اور ہم آپ کے اس ضیاء و نور میں ہدایت لے کر راستوں کو طے کر رہے ہیں۔

Marfat.com

آپ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لئے بھڑکائی ہوئی آگ میں تشریف لے گئے ان کی صلب میں آپ کا نور تھا۔ آگ کی کیا مجال کہ وہ ان کو جلا سکتی"۔

مسجد ضرار کا انہدام

حضور اکرم ﷺ جب غزوہ تبوک پر جانے کے لئے تیاری فرما رہے تھے۔ تو منافقین جنہوں نے یہ مسجد اپنی سازش گاہ کے طور پر بنائی تھی۔ حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اس مسجد میں نماز ادا فرما کر اس مسجد کا افتتاح فرمائیں حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اس وقت تو مجھے مصروفیت ہے میں غزوہ تبوک پر جا رہا ہوں واپسی پر انشاء اللہ آؤں گا۔

یہ منافقین وہ تھے جو آپنے چہروں پر اسلام کا لباس پہنے ہوتے تھے۔ ہاتھوں میں لوگوں کو دکھانے کے لئے تسبیاں بھی رکھتے تھے۔ بظاہر اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا ورد بھی کرتے تھے۔ یہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ نماز میں پڑھتے تھے بظاہر نیکی کے کام بھی کرتے تھے لیکن ان ے دل اندر سے مُردہ ہو چکے تھے۔ ہر وقت حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام اور اسلام کے خلاف سازشیں بننے میں مصروف رہتے تھے۔ ان کا اولین مقصد اسلام کی جڑیں کاٹنا تھا۔ یہ من گھڑت افواہیں پھیلاتے رہتے تھے۔ بہتان باندھتے رہتے تھے اور اہل حق کی غیرت ایمانی پر ڈاکہ ڈالتے رہتے تھے۔ دشمنان اسلام کے ساتھ ساز باز کرتے رہتے تھے۔

ابو عامر فاسق بھی انہی لوگوں میں سے تھا۔ اس کا تعلق بنو غنم بن عوف سے تھا۔ ان منافقوں کی پوری تنظیم تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ سے تشریف لائے تھے تو بنو غنم بن عوف کے چچا کے لڑکے حضرت بنو عرو بن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محلہ عمرو بن عوف میں حضور علیہ السلام کو ایک قطعہ زمین مسجد کی تعمیر کے لئے دی تھی۔ حضور علیہ السلام نے یہاں مسجد قبا تعمیر فرمائی تھی۔

ابو عامر فاسق نے ہوازن کی شکست کے بعد روم کا رخ کر لیا تھا۔ اس نے اپنے حواریوں کو پیغام بھیجا کہ میں روم جا رہا ہوں اور عنقریب ایک لشکر لے کر آؤں گا اور یہ نعوذ باللہ مسلمانوں کا تہس نہس کر دے گا اس نے بنو غنم بن عوف کو کہا کہ تم بھی مسجد قبا کے نزدیک ہی ایک مسجد بناؤ۔ تا کہ تم لوگ یہاں اکٹھے ہو کر مسلمانوں کے خلاف ساز باز کر سکو۔

اور مسجد میں حضور علیہ السلام کو بلانے کا مقصد یہ تھا کہ حضور ﷺ کی تقلید میں اور سادہ لوح لوگ بھی یہاں آیا کریں گے اور ان کو ورغلانہ کوئی مشکل کام نہ ہو گا۔

حضور علیہ السلام غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد مدینہ طیبہ سے تھوڑی دور "زی اوان" کے گاؤں میں پہنچے تو یہ منافقین دوبارہ حاضر ہوئے اور مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے حضور ﷺ سے عرض کی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فوراً یہ آیت شریف نازل فرما دی۔

Marfat.com

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ

(سورۃ توبہ،۱۰۸)

ترجمہ: آپ نہ کھڑے ہوں اس میں کبھی البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے پہلے دن سے وہ زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں"۔

اور منافقین کی کے کر بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

(سورۃ توبہ، آیت:۱۰۷)

ترجمہ: اور (منافقین میں سے وہ بھی ہیں) جنہوں نے ایک مسجد تیار کی ہے۔ (مسلمانوں کو) نقصان پہنچانے کو اور کفر (کو تقویت دینے) اور اہل ایمان کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے کے لئے اور اس شخص کے لئے گھات کی جگہ بنانے کی غرض سے جو اللہ اور اس کے رسول سے (کے خلاف) پہلے ہی جنگ کر رہا ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے (اس مسجد کے بنانے سے) سوائے بھلائی کے اور کوئی ارادہ نہیں کیا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقینا جھوٹے ہیں۔

حضور ﷺ نے چار آدمیوں مالک بن دخشم، معن بن عدی، عامر بن السکن اور وحشی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھیجا کہ وہ فوراً جائیں اور اس مسجد کو آگ لگا دیں اور گرا دیں۔

یہ لوگ فوراً سالم بن عوف کے محلہ میں پہنچے اور پہلے اس مسجد کو آگ لگا کر خاکستر کیا اور اس کے بعد اس کو زمین پر گرا دیا۔ سب منافقین بھاگ گئے۔

حضورؐ نے یہاں کوڑا کرکٹ اور مردار جانور پھینکنے کا حکم دے دیا۔

(سیرت الرسول ۸۔ ۷۳۔ ۷۵۱) (تاریخ الخمیس، ۲، ۱۳۰، ضیاء النبی ۴۔ ۶۳۱)

مخلص مومنین جو بغیر عذر کے غزوہ تبوک میں نہ شریک ہوئے

حضور علیہ السلام جب مدینہ طیبہ کے نزدیک ہوئے تو لوگ آقا علیہ السلام اور لشکر اسلام کا استقبال کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ ان میں وہ بعض مخلصین مومنین بھی تھے جو بغیر کسی عذر کے غزوہ تبوک میں حاضر نہیں ہو سکے تھے۔

حضور ﷺ نے ان لوگوں سے بات نہ کرنے کا اعلان فرما دیا۔ ارباب سیر نے ان کی تعداد دس بتائی ہے ان میں

Marfat.com

سے سات لوگوں نے جن میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ۔اپنے آپ کو مسجد نبوی ﷺ کے ستونوں سے باندھ لیا۔اور نہ کھانے کا اور نہ سونے کا عہد کرلیا۔جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف فرمادیں۔

حضور ﷺ نے جب ان کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔آقا ﷺ سے ان کے متعلق عرض کی گئی۔تو آپ ﷺ نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں ہرگز ان کو نہیں کھولوں گا۔نہ میں ان کا عذر قبول کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود ان کو آزاد کرنے کا حکم دے چنانچہ یہ لوگ یونہی بندھے رہے۔یہاں تک کہ کئی دن گزر گئے۔حوائج ضروریہ کے لئے ان کو کھول دیا جاتا تھا اور یہ پھر اپنے آپ کو باندھ لیتے تھے۔ان میں سے بعض بے ہوش ہو کر گر پڑتے تھے۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن پاک کی آیات نازل فرمائیں۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ (سورۃ توبہ ۱۰۲)

ترجمہ: وہ کچھ لوگ ہیں جنہوں نے اعتراف کرلیا ہے کہ اپنے گناہوں کا انہوں نے ملا دیئے ہیں کچھ اچھے اور کچھ برے عمل امید ہے۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ان کی توبہ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو لوگ ان کو کھولنے کے لئے دوڑے۔حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خبردار سوائے حضور ﷺ کے کوئی مجھے نہیں کھولے گا۔

حضور ﷺ تشریف لائے اور اپنے پیارے ہاتھوں سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو کھولا۔

جب ان لوگوں کی توبہ قبول ہوگئی تو یہ اپنے اموال اٹھا لائے تا کہ حضور ﷺ ان کو ان کی طرف سے صدقہ کر دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمہارے مال قبول کرنے کا حکم نہیں ہوا۔چنانچہ پھر یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ (سورۃ توبہ)

ترجمہ: ”اے حبیب (ﷺ) وصول کیجئے ان کے مالوں سے صدقہ تا کہ آپ پاک کریں انہیں اور بابرکت فرمائیں انہیں اس ذریعہ سے۔نیز دعا مانگئے۔ان کے لئے بیشک آپ کی دعا ان کے لئے تسکین کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے“۔(سیرۃ النبویہ، زینی دحلان جلد ۲، صفحہ ۳۵۵)

Marfat.com

تین مخلص صحابہ کرام حضرت کعب بن مالک حضرت بلال بن امیہ انصاری اور حضرت مرادہ بن ربیع انصاری رضوان اللہ علیہم اجمعین

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان کے بارے میں قرآن پاک میں مختصر ترین اور نہایت ہی جامع الفاظ میں پورا احوال بیان فرمادیا۔

القرآن — وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

ترجمہ: ”اور ان تینوں پر بھی (نظر رحمت) فرمائی۔ جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب تنگ ہوگئی ان پر زمین باوجود کشادگی کے اور بوجھ بن گئی ان پر ان کی جانیں اور جان لیا انہوں نے کہ نہیں کوئی جائے پناہ اللہ تعالیٰ سے مگر اس کی ذات۔ تب اللہ تعالیٰ ان پر مائل بہ کرم ہوا۔ تاکہ وہ بھی رجوع کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے“۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آپ بیتی کو خود بیان فرماتے ہیں۔

”میں سوائے غزوہ بدر و تبوک کے باقی تمام غزوات میں شریک ہوا تھا۔ لیکن غزوہ بدر میں عدم شمولیت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے کسی کو عتاب نہیں فرمایا تھا۔ کیونکہ بدر کی طرف روانگی کے وقت جنگ کا ارادہ نہیں تھا۔

غزوہ تبوک میں شمولیت کے وقت میں جسمانی طور پر بھی تندرست و توانا تھا اور مالی لحاظ سے بھی ٹھیک تھا اور میرے پاس ایک کی بجائے دو اونٹنیاں بھی تھیں۔ جس روز غزوہ تبوک میں جانے کا اعلان ہوا ان دنوں سخت گرمی پڑ رہی تھی اور پھل پکے ہوئے تھے۔ اور نخلستانوں میں بیٹھنے کا موسم تھا۔

اس روز میں غزوہ میں جانے کی تیاری کے لئے باہر نکلا تو دوسرے کاموں میں پھنسا رہا۔ اور وہ دن گزر گیا۔ دوسرے دن بھی غزوہ میں جانے کے لئے باہر نکلا۔ اور یہ دن بھی یونہی دوسرے کاموں میں ضائع کر دیا۔ یہاں تک کہ جمعرات کا دن آ گیا۔ اور حضور علیہ السلام اپنے تیس ہزار صحابہ کے ساتھ غزوہ تبوک پر روانہ ہو گئے۔

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانے کے بعد بھی میں نے سوچا کہ میرے پاس تیز رفتار اونٹنیاں ہیں اور میں لشکر سے جا ملوں گا اور اسی آج کل میں جب کچھ دن گزر گئے تو میں نے سوچا کہ اب لشکر سے ملنا مشکل ہو گیا ہے اور میں نے جانے کا ارادہ ترک کر دیا میں

Marfat.com

جب بھی باہر نکلتا تو سوائے معذوروں اور منافقوں کے مجھے اور کوئی نظر نہ آتا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ غزوہ تبوک سے بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے۔

جولوگ حضور کے پاس اپنی معذرت بیان کرنے کے لئے گئے ان میں زیادہ تر منافقین تھے جو قسمیں کھا کھا کر اپنی بریت بیان کر رہے تھے۔

مجھے پتہ چلا تھا کہ حضور ﷺ نے تبوک میں میرے بارے میں بھی پوچھا تھا تو ایک آدمی نے میرے متعلق کہا تھا کہ اسے اس کی دو چادروں نے جو وہ اپنے کندھوں پر ڈال لیتا ہے نے جہاد میں شرکت سے محروم رکھا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے متعلق کہا تھا کہ میں سوائے خیر کے اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا ہوں۔

جب لوگ قسمیں کھا کھا کر حضور ﷺ سے اپنی بریت بیان کرنے لگے تو میں نے دل میں سوچا کہ میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا کہ دو گناہ اکٹھے کروں۔ ایک جھوٹ کا اور دوسرا غزوہ میں شرکت نہ کرنے کا۔ حالانکہ میں اپنی چرب زبانی سے دوسرے کو قائل کر سکتا تھا۔ لیکن میں جانتا تھا کہ میں کسی بادشاہ سے تو جھوٹ بول کر بری ہو سکتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے سامنے اگر جھوٹ بولوں گا تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مطلع فرما دے گا۔

میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ ان دنوں رمضان شریف شروع ہو گیا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا کہ اس میں ناراضگی کی جھلک تھی مجھے حضور ﷺ نے آگے بلوایا۔ میں آقا ﷺ کے قدموں میں بیٹھا تو حضور ﷺ نے اپنا رخ انور پھیر لیا۔ میں نے عرض کی۔ حضور میرے آقا و مولیٰ ﷺ میری طرف سے اپنا رخ انور کیوں پھیرا ہے۔ بخدا میں منافق نہیں ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ پھر تم جہاد سے کیوں پیچھے رہ گئے؟ کیا تمہارے پاس سواری کے لئے جانور نہیں تھا میں نے عرض کی کہ میرے پاس سواری کے لئے جانور بھی تھا اور میں جسمانی طور پر بھی صحت مند تھا۔ سچی بات یہ ہے کہ میرے پاس جہاد میں عدم شرکت کے لئے کوئی عذر نہیں ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے سچی بات کہی ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تم گھر چلے جاؤ یہاں تک کہ تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ حکم نازل فرمائے۔ میں اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھر کی طرف چل دیا۔

بنی سلمہ کے کچھ اور لوگ بھی میرے پیچھے اٹھ کر چلے اور انہوں نے آگے آ کر مجھے بہت سرزنش کی کہ تم دوسرے لوگوں کی طرح کوئی بہانہ تراش کر کے معذرت کر لیتے۔ تجھ نے بہت غلطی کی ہے۔ انہوں نے مجھے اتنا کہا۔ کہ میرے دل میں خیال پیدا ہو گیا کہ میں واپس جا کر حضور ﷺ سے کوئی بہانہ تراش لوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے باز رکھا۔

حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دوسرے مخلص صحابی حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک باغ تھا جس کے پھل پکے ہوئے

Marfat.com

تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں دوسرے تمام غزوات میں شریک ہوا اس میں اگر شریک نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ میں اس میں شریک نہ ہوا۔

جب کچھ دنوں بعد مجھے اپنی غلطی کا شدید احساس ہوا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ "جس باغ" نے مجھے جہاد سے باز رکھا ہے۔ میں اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں"۔

ہلال بن اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تیسرے صحابہ حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں جانے کے وقت میرے اہل و عیال میرے پاس نہیں تھے۔ ادھر ادھر گئے ہوئے تھے۔ جب یہ جمع ہو گئے تو میں نے کہا کہ اس دفعہ میں ان کے پاس ہی قیام کرتا ہوں۔ اور جب مجھے شدید ندامت کا احساس ہوا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ جن اہل وعیال کی وجہ سے میں جہاد میں شرکت سے محروم رہا۔ ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔

حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ جب مجھے پتہ چلا کہ میرے علاوہ دو اور لوگ بھی غزوہ میں نہیں جا سکے تو میں ان کی ملاقات کے لئے گیا۔

اسی دوران حضور ﷺ نے تمام صحابہ اکرام کو ہمارے ساتھ میل ملاقات سے منع فرما دیا۔ تو کوئی آدمی بھی ہم سے ملاقات نہیں کرتا تھا۔ دوسرے دو آدمی تو اپنے گھر میں بیٹھے روتے رہتے تھے اور میں چونکہ کم عمر اور توانا تھا۔ میں مسجد میں جا کر نماز بھی پڑھتا بازار بھی جاتا لیکن میری طرف کوئی بندہ بھی التفات نہیں کرتا تھا۔ جب میں نماز کے دوران ہوتا حضور ﷺ مجھے دیکھتے اور جب میں آقا ﷺ کی طرف دیکھتا تو رخ انور پھیر لیتے تھے جس سے میرے دل کو بہت کرب محسوس ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ چالیس راتیں گزر گئیں تو حضور ﷺ نے مجھے اور میرے دوسرے ساتھیوں کو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اپنی بیویوں سے الگ ہو جاؤ۔ میں نے عرض کی کہ کیا طلاق دے دیں تو مجھے بتایا گیا کہ نہیں صرف الگ ہو جاؤ۔

ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حولہ بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میرا خاوند بہت بوڑھا ہو گیا ہے اور اس کی بینائی بھی کمزور ہے۔ اس کی خدمت کے لئے مجھے اس کے پاس رہنے کی اجازت عطا فرمائی جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "دیکھنا اس کے پاس نہ جانا" میں نے عرض کی کہ اسے ان باتوں کی ہوش نہیں، سوائے رونے کے۔ رات نوافل ادا کرنے اور دن روزہ رکھنے کے اس کا کوئی کام نہیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے اہل خانہ میں سے کسی نے مشورہ دیا کہ میں بھی حضور ﷺ سے اپنی بیوی کو اپنے پاس خدمت کے لئے رکھنے کے بارے میں ازن طلب کر لوں۔ لیکن میں نے کہا کہ میں جوان ہوں اور خود کام کر سکتا ہوں لہٰذا میں نے اپنی بیوی کو میکے بھیج دیا۔

Marfat.com

جب پچاس راتیں گزر گئیں اس وقت حضور ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے۔ کہ رات کے وقت حضور ﷺ پر ان لوگوں کے متعلق توبہ کی آیات جو اولین بیان کر چکے ہیں۔ نازل ہوئیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ کیا میں ان کو خوشخبری نہ سناؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ صبح ان کو خوشخبری سنائیں گے۔ اس وقت لوگ مبارکباد کے لئے اکٹھے ہو جائیں گے اور تمہیں سونے نہیں دیں گے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

صبح سب سے پہلے میں نے جبل صلح کی چوٹی سے اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشخبری سنی تو میں سجدہ شکر میں گر پڑا۔

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے میں نے حمزہ اسلمی کی آواز میں توبہ کی قبولیت کی بشارت سنی تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر ان کو ہدیہ کر دیئے اور خود کپڑے عاریتاً لے کر پہن لئے۔

میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے دوڑا۔ راستے میں لوگ جوق در جوق مجھے مبارکباد دے رہے تھے۔ جب میں آقا ﷺ کے پاس پہنچا تو حضور ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حلقے میں تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھتے ہی آقا ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔

"بخیر یوما حر علیك منذ ولدتك امك"

"جب سے تیری ماں نے تجھے جنا ہے تیری زندگی میں اس سے بہتر دن کوئی نہیں گزرا تمہیں اس کی مبارک ہو"۔

میں نے عرض کی کہ یہ ارشاد حضور ﷺ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ حضور علیہ السالم نے فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے آگے سچ سچ کہہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق فرما دی"۔

میں نے عرض کی کہ میں اپنا سارا مال حضور ﷺ کی خدمت میں صدقہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ ایک تہائی میں نے عرض کی کہ خیبر کے مال کا حصہ میں اپنے لئے رکھ لیتا ہوں اور باقی سارا اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کر دیتا ہوں۔

حضرت براء بن ربیع اور حضرت ہلال بن امیہ کو بھی اس طرح معافی مل گئی۔

(سبل الہدیٰ جلد ۵ صفحہ ۶۷۹، سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۵۲۱، سیرت الرسول علیہ السلام ڈاکٹر طاہر القادری جلد ۸ صفحہ ۷۵۳)

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی موت

حضور ﷺ کے غزوہ تبوک سے واپس آنے کے کچھ دیر بعد شوال ۹ ہجری کے آخری دنوں میں ہی عبداللہ بن ابی جو منافقوں کا سردار تھا۔ مرض الموت میں مبتلا ہو گیا۔ بیس دن بیمار رہنے کے بعد ذیعقد کے مہینے میں جہنم واصل ہوا۔ اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت سچے اور پکے مسلمان تھے۔ انہوں نے اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے حضور ﷺ سے درخواست کی۔ یہ اتنے مخلص مسلمان تھے کہ ایک غزوہ سے واپسی کے وقت یہ مدینہ کے داخلی راستہ پر ننگی تلوار لے کر

Marfat.com

کھڑے ہو گئے اور جب باپ عبداللہ بن ابی مدینہ میں داخل ہونے لگا تو انہوں نے کہا کہ میں تم کو اس وقت تک مدینہ میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔ جب تک تو یہ نہیں کہے گا کہ میں ذلیل ہوں اور حضور ﷺ عزت والے ہیں۔ (یاد رہے کہ اس غزوہ میں واپسی کے دوران عبداللہ بن ابی نے کہا تھا کہ مدینہ واپس جا کر عزت والا ذلیل کو نکال دے گا) اور اگر تم نے یہ الفاظ نہ کہے تو میں ابھی تمہیں موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔

عبداللہ بن ابی نے جب اپنے بیٹے کے تیور دیکھے تو فوراً کہا کہ ''میں ذلیل ہوں' اور رسول اللہ ﷺ عزت والے ہیں''۔ تب انہوں نے اپنے باپ کو مدینہ میں اندر داخل ہونے کی اجازت دی۔

جب اس کی موت ہوگئی تو عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ کی نماز جنازہ کے لئے درخواست کی تو حضور ﷺ اس کی نماز جنازہ کے لئے تشریف لے گئے۔

اس سے پہلے حضور ﷺ نے ان کی درخواست پر عبداللہ بن ابی کو اپنی قمیض بھی دی۔ ایک روایت کے مطابق اس نے غزوہ بدر کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عم رسول اللہ ﷺ جو قمیض پہنائی تھی۔ حضور ﷺ نے اس کے احسان کا بدلہ چکایا۔

جب حضور ﷺ نماز جنازہ پڑھانے لگے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو اس کی باتیں یاد کرائیں کہ اس نے فلاں موقع پر یہ بات کی اور فلاں موقع پر یہ بات کی۔ کیا آپ ﷺ پھر بھی اس کا جنازہ پڑھائیں گے۔

حضور ﷺ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتیں سن کر مسکراتے رہے اور فرمایا۔ عمرؓ ان باتوں کو رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مغفرت کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اگر میں جانتا کہ ستر سے زیادہ اس کے لئے مغفرت کرنے سے اس کی بخشش ہو جائے گی تو میں اس کے لئے ستر سے زیادہ مرتبہ مغفرت کی دعا کرتا۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے نماز جنازہ پڑھا دی اور دیر تک اس کی قبر پر کھڑے رہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ (سورۃ توبہ ۸۴)

ترجمہ: (اور آئندہ ان میں سے) جو کوئی مرے اس کی نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھئے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں کیوں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور وہ اس حال میں مرے ہیں کہ وہ کافر تھے۔

اولیاء کرام

حضور ﷺ نے اس کے بعد کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔

Marfat.com

اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ منافقوں یا کافروں کی قبروں پر نہیں جانا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں اور مسلمانوں کی قبروں پر ضرور جانا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ولی اللہ تعالیٰ کے دروازے ہوتے ہیں۔ ان کے صدقے میں اللہ تعالیٰ اپنی برکتیں عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اس چیز پر قادر ہے کہ وہ بغیر ان کے پاس گئے برکتیں عطا فرما دے۔ اس کی ذات اس چیز پر بھی قادر ہے کہ بغیر اپنے رسولوں کے بھیجنے کے لوگوں کو ہدایت عطا فرما دیتی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ بغیر باپ اور ماں کے تمام مخلوقات پیدا فرما دیتی لیکن اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ اور طریقہ کار ہے۔ کہ اس نے لوگوں کی ہدایت کے لئے رسول بھیجے اور جب نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے طریقہ کار کو جاری و ساری قیامت تک رکھنے کے لئے اپنے اولیاء اکرام کی ڈیوٹی لگا دی کہ وہ لوگوں کو ہدایت عطا فرماتے رہیں ان کو اچھی نصیحتیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ترجمہ: اور تم میں ضرور ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے۔ جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے۔ نیکی کے کام کرنے کا حکم کرے اور برائی کے کاموں سے منع کرتی رہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے برصغیر پاک و ہند میں ۹۹ لاکھ لوگوں کو مسلمان کیا' اور ان کی ور دوسرے اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی کاوشوں کی بدولت ہی برصغیر پاک و ہند میں اسلام پھیلا۔ اور اسی طرح حضورؐ کے بعد اولیاء اللہ حضور ﷺ کے پیغام کو آگے بڑھاتے رہے۔ ان لوگوں نے خود کو حضور ﷺ کی عین سنت کے مطابق ڈھالا اور خود ساری زندگی آقا ﷺ کی سنتوں کے مطابق زندگی بسر فرمائی۔ اور ہر ہر کام میں وہ حضور ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرتے رہے اور جس طرح حصور ﷺ کی زندگی مبارک ہی میں سچے اور کھرے مسلمانوں میں منافقین بھی شامل ہو گئے۔ اسی طرح ان لوگوں کے گروہ میں بھی ان کی سی شکلیں بنا کر اور لوگ بھی دنیا حاصل کرنے کے لئے شامل ہوتے رہے۔ مسلمانوں میں اگر منافق شامل ہوئے تو کوئی بندہ منافقوں کو دیکھ کر مسلمانوں پر الزام نہیں لگا سکتا ان کا عمل ان کے لئے اور ان کا عمل ان کے لئے۔

اور اسی طرح سچے اولیاء اللہ میں سچے پیروں میں اگر جھوٹے لوگ جھوٹے پیر شامل ہوں تو کوئی بندہ سب اولیاء اللہ یا سب پیروں پر الزام نہیں لگا سکتا ان کا عمل ان کے لئے اور ان کا عمل ان کے لئے۔

غزوہ تبوک پر ایک نظر

حضور ﷺ کا غزوہ تبوک آخری غزوہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو فتح مبین عطا فرما دی تھی۔ اس وقت پورے عرب مین اسلام کا ڈنکا بج رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے نور کو ہر طرف پھیلا دیا تھا۔ یہاں تک کہ عرب سے باہر بھی اسلام کی چاشنی لوگوں کے دلوں میں گر کر رہی تھی حضور ﷺ نے لوگوں کے دلوں کو فتح فرمایا۔ اگر اسلام تلوار کے زور سے

Marfat.com

پھیلتا تو وہ اتنی تیزی سے نہ پھیلتا۔ اور لوگ اس میں اتنے جوق در جوق نہ شامل ہوتے۔ یہ اس کی پیاری تعلیمات تھیں کہ یہ لوگوں کے دلوں میں گر گئیں اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ اب تک گمراہی کے اندھیروں ہی میں بھٹک رہے تھے لوگ جب حضور ﷺ کی طرز زندگی کو دیکھتے تو بے اختیار کہہ اٹھتے کہ یہ کسی بادشاہ کا دربار نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا آستانہ ہے۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو ایثار و پاکیزگی کی تعلیم عطا فرمائی۔ اب ایک ایسے سفر کا آغاز ہو گیا جس میں جہالت کے اندھیروں کو رخت سفر باندھنا پڑا۔ اور اسلام ایک مضبوط سیاسی اور عسکری قوت بن کر ابھرا۔

جنوب مغرب کے دور دراز علاقوں میں چند ایسے سرکش قبائل بچے تھے جنہیں بعد میں حضرت خالد بن ولید اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے سر فرمایا اور زیر نگین کیا۔

اسلامی روشنی کا یہ سفر آج بھی جاری و ساری ہے۔ اور اس کی کشمکش ہر وقت انسان کے باطن پر بھی جاری و ساری رہتی ہے۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝۸

ترجمہ: (اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے دل پر) تقویٰ کا اور (شیطان کی طرف سے) اس کے دل پر برائی کا خیال آتا ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰

اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو سنوارا (یعنی اس نیکی کے خیال پر لگا اور اس نے اپنے آپ کو خراب کیا (تباہ و برباد کیا) جو برائی کے خیال پر لگ گیا۔

اب جبکہ لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہماری فلاح اسی میں ہے کہ حضور ﷺ کے دامن رحمت میں ہم سب پناہ لے لیں۔ تو ہی ہماری زندگیاں سنور سکتی ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ مرنے کے بعد تبھی ہم فلاح پا سکتے ہیں تو عرب میں دور و نزدیک ہر طرف سے مختلف قبائل اپنے وفود اپنی اصلاح کے لئے بھیجنے لگے۔

حضور ﷺ ان کو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات سے آگاہ فرماتے۔ ان کے گندے نفوس کو پاک فرماتے ان کو علم کتاب یعنی قرآن پاک کی تعلیم دیتے۔ وہ قرآن پاک جو سراسر رحمت اور حکمت سے بھرا ہوا ہے۔ اور اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں بھٹکے ہوئے تھے۔ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ پہلے میرے رسول (علیہ السلام) نے ان کے گندے نفوس کو پاک کیا اور بعد میں ان کو قرآن پاک اور حکمت کی تعلیم عطا فرمائی۔ یعنی پہلے برتن پاک کو صاف کرو گے تو پھر اس میں علم کا دودھ ڈالا جائے گا۔ آج بھی یہ بات ہمارے پیش نظر رہنی چاہیے۔

Marfat.com

مختلف وفود کی آمد

وفد نجران

حضور سرور کائنات علیہ السلام نے ہجرت کے نویں سال میں نجران کے عیسائیوں کو گرامی نامہ ارسال فرمایا۔
نجران مکہ مکرمہ سے یمن کی طرف سات مراحل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ روم کے زیر اثر تھا اور اس کے جنگجو لوگوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی اور یہ تہتر گاؤں پر مشتمل علاقہ تھا۔ (زاد المعاد ۶۳۱ سبل الہدیٰ ۶۔ ۶۴۱۔ ۶۴، ضیاء النبی ۴۔ ۶۴۹۔ ۶۴۸)
حضور علیہ السلام کے نامہ کا متن یہ تھا:

بسم اللہِ ابراھیم و اسحاق و یعقوب من محمد النبی رسول اللہ ﷺ الی السقف نجران واھل نجران۔ ان اسلمتم فانی احمد الیکم اِلٰہَ ابراھیم و اسحاق و یعقوب۔ اما بعد فانی ادعوکم انی عبادۃ اللہ من عبادۃ العباد و آدعوکم اِلیٰ ولایۃ اللہ من ولایۃ العباد فان آبیتم فالجزیۃ فان ابیتم فقد اٰذنتکم والسلام۔

ترجمہ: ”ابراہیم اسحاق اور یعقوب (علیہ السلام) کے پروردگار کے نام سے اس خط کا آغاز کر رہا ہوں۔ محمد نبی ﷺ کی طرف سے نجران کے بڑے پادری اور اہل نجران کے لئے اگر تم اسلام لے آؤ گے تو میں تم سب سے زیادہ ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہ السلام) کے پروردگار کی عبادت کرنے والا ہوں۔ امابعد، میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ بندوں کی پرستش چھوڑ کر اللہ کی عبادت کیا کرو۔ اور بندوں کی دوستی کو ترک کر کے اللہ کی دوستی اختیار کرو۔ اگر تم اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کرو تو پھر جزیہ ادا کیا کرو، اگر تم جزیہ ادا کرنے سے بھی انکار کرو تو پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ والسلام“۔

سبحان اللہ کیا جامع مختصر ترین اور حکمت پر مبنی گرامی نامہ تھا۔ جب یہ یہاں کے بڑے پادری جو یہاں کا لارڈ تھا کو وصول ہوا تو اس نے اپنے چند نہایت چوٹی کے دانشوروں کو اکٹھا کیا اور ان کے آگے اس خط کو پیش کیا اور ان کی رائے مانگی۔ ان کے دانشوروں میں شرجیل بن وداعہ سب سے بڑا تھا اس نے خط کو پڑھا۔ اور کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذریت سے ایک نبی (علیہ السلام) بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ میرے خیال میں یہ وہی نبی (علیہ السلام) ہیں میں دنیاوی معاملات میں تو مشورہ دے سکتا ہوں لیکن نبوت کے معاملے میں کچھ کہنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

اس پادری نے اس کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے دانشوروں سے مشورہ کیا۔ان میں جبار بن فیض عبداللہ بن شرجیل شامل تھے۔ان سب نے بھی یہی جواب دیا کہ نبوت کے معاملے میں ہم بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔

اس کے بعد پادری نے ناقوس بجا کر عام لوگوں کو اکٹھا کرلیا۔سب لوگوں نے مل کر متفقہ فیصلہ کیا کہ شرجیل بن مداح ہمدانی' عبداللہ بن شرجیل اور جبار بن فیض الحارثی کو دوسرے لوگوں کے ساتھ مدینہ طیبہ بھیجا جائے۔

ان کے ساتھ مزید چودہ رئیس شامل تھے یہ کل ساٹھ آدمیوں کا قافلہ تھا۔جو مدینہ طیبہ پہنچا۔

ان میں تین لوگ جو بہت دانشور سمجھے جاتے تھے بھی شامل تھے جن کا فیصلہ قطعی تصور کیا جاتا تھا۔ان میں عبدالمسیح العاقب لقب رکھتا تھا۔یہ قوم کا امیر بھی تھا۔دوسرا الایم السید تھا۔قافلہ کے انتظامات اس کے سپرد تھے۔تیسرا ابو حارثہ بن علقمہ تھا جو بنی بکر میں سے تھا۔یہی سب سے بڑا پادری لارڈ تھا۔یہ ان کا سب سے بڑا عالم تھا۔روم کے بادشاہ نے اسے بہت سا مال دے رکھا تھا۔(خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۱۳۹)

مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ کر ان لوگوں نے اپنے کپڑے تبدیل کئے اور بہت قیمتی لباس اور انگوٹھیاں وغیرہ پہن کر یہ مدینہ میں داخل ہوئے۔

حضور علیہ السلام اس وقت عصر کی نماز پڑھا کر فارغ ہو چکے تھے۔اور صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے۔

انہوں نے آتے ہی مشرق کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا کیں۔صحابہ اکرام نے ان کو منع کرنا چاہا۔لیکن حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو فرمایا کہ ان کو پڑھنے دو۔

اس کے بعد یہ بڑے فاخرانہ طریقے سے حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے۔ان کی چال سے بھی غرور نمایاں تھا۔نہایت قیمتی لباس اور ان انگوٹھیوں کی یہ نمائش کرتے ہوئے جب یہ غرور کے ساتھ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا تو آقا علیہ السلام نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

اس کے بعد جب ان لوگوں نے گفتگو کرنا چاہی تو حضور علیہ السلام نے اپنا چہرہ اقدس ان کی طرف سے پھیر لیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کے تجارتی روابط تھے۔یہ ان کے پاس حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔انہوں نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کے لئے ان کو کہا۔کیونکہ یہ رمز شناس نبوت تھے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو مشورہ دیا کہ اپنی قیمتی عبائیں اتارو۔اپنا قیمتی لباس اتار کر اور ہاتھوں کی قیمتی انگوٹھیاں وغیرہ اتار کر بڑے ادب کے ساتھ خدمت میں حاضری دو۔ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور پیش ہو کر باادب سلام عرض کیا۔حضور ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔اور ان سے گفتگو بھی فرمائی۔

حضور ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت پیش کی۔لیکن انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم تو

Marfat.com

پہلے ہی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ تین چیزیں تمہیں اسلام قبول کرنے سے روک رہی ہیں۔ ایک یہ عقیدہ کہ تم اللہ کا بیٹا مانتے ہو۔ دوسرے صلیب کی عبادت اور تیسرا خنزیر کھانا۔

ابو حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دل سے حضور ﷺ کی نبوت پر یقین رکھتا تھا۔ اس کا اظہار اس نے اپنے بھائی سے بھی کیا۔ تو اس کے بھائی نے اسے اسلام قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ اس نے کہا کہ اگر میں نے اسلام قبول کر لیا۔ تو شاہ روم تمام قیمتی اعزازات اور پیسہ وغیرہ ہم سے واپس لے لے گا۔ لیکن اس کی بات سن کر اس کے بھائی زین علقمہ نے اسلام قبول کر لیا۔

ان کے لوگوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ ان کا کوئی باپ نہیں۔ دوسرے نے کہا کہ وہ خدا ہیں کیونکہ انہوں نے مردوں کو زندہ کیا غیب کی باتیں بتائیں۔ تیسرے نے کہا کہ وہ لا علاج مریضوں کا علاج کرتے تھے اور مٹی سے پرندہ بنا کر زندہ کرتے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ

هو عبد الله و كلمته القها الى مريم۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور یہ اس کلمہ کن سے پیدا ہوئے جو اللہ تعالیٰ (خالق عظیم) نے (جبرئیل کے ذریعے) ان میں پھونکا تھا۔ (یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے بی بی مریم پاک کے سامنے آ حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو پھونک ماری تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیٹ میں پرورش پانے لگے۔

یہ لوگ بہت سٹپٹائے اور کہنے لگے کہ کوئی ایسا بندہ دکھائیں جو مردوں کو زندہ کرے مٹی سے پرندہ پیدا کرے یا لاعلاج مریضوں یا کوڑھیوں کو شفایاب کرے۔

حضور ﷺ نے ان کے جواب میں سکوت فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آیات نازل فرمائیں:

الفرقان۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

(سورۃ المائدہ: ۷۲، ۷۳)

ترجمہ: بیشک کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی تو ہے۔ حالانکہ کہا تھا خود مسیح (علیہ السلام) نے اے بنی اسرائیل عبادت کرو۔ اللہ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ یقینا جو بھی شریک بنائے گا اللہ کے ساتھ تو حرام کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور نہیں ظالموں کا کوئی مددگار۔ بیشک کافر ہو گئے۔ جنہوں نے کہا کہ اللہ تیسرا ہے۔ تین (خداؤں) سے اور نہیں ہے۔ کوئی خدا

Marfat.com

مگر ایک اللہ اور اگر باز نہ آئے تو اس (قول باطل) سے جو وہ کہہ رہے ہیں تو ضرور پہنچے گا جنہوں نے کفر کیا ان کو دردناک عذاب۔

پھر انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پوچھا کہ آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کا جواب انشاء اللہ میں کل دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت شریف نازل فرمائی۔

الفرقان - اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ (سورۃ عمران ۶۰_۵۹)

ترجمہ: بیشک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم علیہ السلام کی مانند ہے۔ اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا کہ ہو جا۔ وہ ہو گیا۔ یہ حقیقت تیرے رب کی طرف سے بیان کی گئی ہے (کہ عیسیٰ علیہ السلام انسان ہیں) پس (اے سننے والے) تو نہ ہو جا شک کرنے والوں میں سے"۔

جب انہوں نے اتنی واضح آیات کو بھی قبول نہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مباہلہ کا چیلنج دیا گیا۔

الفرقان - فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ
- وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ (سورۃ آل عمران ۶۱)

ترجمہ: پس جو شخص جھگڑا کرے۔ آپ سے اس بارے میں اس کے بعد کہ آ گیا آپ کے پاس (یقینی) علم تو آپ فرما دیجیے کہ آؤ ہم بلائیں۔ اپنے بیٹوں کو بھی اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی۔ اپنے آپ کو اور تم کو۔ پھر بڑی عاجزی سے (اللہ کے حضور) التجاء کریں۔ پھر بھیجیں۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر۔

حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے۔ اگر تم پھر بھی اتنی واضح تفصیل کے بعد اپنی باتوں پر اڑے ہوئے ہو۔ تو پھر آؤ تم سب اور ہم سب بھی اور پھر ہم مباہلہ کریں۔ کہ جو جھوٹا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کو تباہ و برباد کر دے۔

انہوں نے کہا کہ ہمیں مہلت دیجئے کہ ہم آپس میں اس بات پر مشورہ کر لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں مہلت ہے۔

ان میں سے بعض نے مشورہ دیا کہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) ہیں اور جب بھی کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) سے مباہلہ کرتی ہے۔ تو اس کو تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے اور کوئی ایک فرد بھی باقی نہیں رہتا۔

دوسرے دن حضور ﷺ صبح سویرے اپنے ہمراہ حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور علی کرم وجہ کو ساتھ لے کر مسجد میں تشریف لے آئے۔

ان کا بڑا پادری کہنے لگا کہ مجھے ایسے نورانی چہرے نظر آ رہے ہیں کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں کہ اس پہاڑ کو یہاں

Marfat.com

سے ہٹا دیں تو اللہ تعالیٰ اس پہاڑ کو یہاں سے ہٹا دے گا۔میرے خیال میں تم لوگ ان سے مباہلہ نہ کرو۔ورنہ تم سب لوگ ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔حضور ﷺ ان کا انتظار فرماتے رہے لیکن کوئی بھی حضور ﷺ سے مباہلہ کے لئے نہ آیا۔

آقا ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس روز یہ لوگ میرے ساتھ مباہلہ کرتے تو ان سب کو اسی وقت بندر اور خنزیر بنا دیا جاتا۔اور ان کی ساری بستی بھی اپنے بسنے والوں کے ساتھ صفحہ ہستی سے مٹ جاتی۔

آخر کار تھک ہار کر انہوں نے صلح کی پیشکش کی۔حضور ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔اور یہ طے پایا کہ یہ لوگ اہل نجران ایک ہزار پوشاک یعنی جوڑے ماہ صفر میں اور ایک ہزار پوشاک جوڑے ماہ رجب میں دیا کریں گے اور ساتھ کچھ مقدار میں چاندی بھی بطور جزیہ ادا کیا کریں گے۔(الوثائق السیاسیۃ،صفحہ ۱۷۵ تا ۱۷۹، ڈاکٹر حمید اللہ،ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۵۴ تا ۶۴۸)

وفد ابو تمیم الداری

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں مکہ مکرمہ میں ابو تمیم داری اور اس کا بھائی نعیم حاضر ہوتے تھے لیکن اسلام نہیں لائے تھے۔مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ نے ان کے مطالبے پر ان کو جاگیر عطا کرنے کا وعدہ عطا فرمایا تھا کہ تم جہاں سے بھی مانگو جب اللہ تعالیٰ مجھے دسترس عطا فرمائے گا تم کو عطا کروں گا اور حضور ﷺ نے ان کو ایک دستاویز تحریر کروا کر دی تھی۔

"یہ وہ تحریر ہے جس میں محمد ﷺ نے دارین کو جو جاگیر عطا فرمائی ہے وہ ذکر کی گئی ہے۔جب اللہ تعالیٰ اپنے حبیب (ﷺ) کو یہ زمین عطا فرمائے گا۔تو حضور (ﷺ) دارین کو بیت عینون (جرون۔مرطوم اور بیت ابراہیم کے علاقے عطا فرمائے گا اور یہ عطیہ تا ابد ہوگا"۔

اس پر حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔خزیمہ بن قیس شرجیل بن حسنہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بطور گواہ دستخط کئے تھے۔دوسری مرتبہ یہ لوگ اپنے ساتھ چار دوسرے قبیلہ کے لوگوں کو لے کر حاضر ہوئے تھے اور اسلام سے مشرف ہوئے تھے اور حضور ﷺ نے ان کو دی گئی دستاویز کی تجدید فرماتے ہوئے اس پر حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی حیدر کرار، حضرت عثمان غنی اور حضرت امیر معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دستخط بطور گواہ ثبت فرمائے تھے۔

اس کے بعد وفد کعب بن زہیر حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تھا۔اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اس کے بعد بنو ثقیف کا وفد حاضر خدمت ہوا۔(السیرۃ النبویہ جلد ۳ صفحہ ۱۵، احمد زینی دحلان)

وفد بنو ثقیف

حضور ﷺ نے طائف میں بنو ثقیف کا محاصرہ اٹھا لیا تھا۔کیونکہ آپ ﷺ نبوت کے نور سے مشاہدہ فرما رہے تھے کہ اب یہ سب لوگ کچھ عرصہ بعد خود ہی مسلمان ہو جائیں گے۔حضور ﷺ نے ان کے اسلام لانے کے لیے دعا فرمائی تھی عروہ بن مسعود

Marfat.com

ثقفی آقا ﷺ کے پاس مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور اپنی قوم کے پاس جا کر اسلام کی تبلیغ کے متعلق عرض کیا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ شاید تمہاری قوم تمہیں شہید نہ کرے۔ انہوں نے عرض کی کہ میری قوم میری بہت عزت کرتی ہے۔

یہ اپنی قوم میں گئے تو ان کی قوم نے ان کو تیروں کی بوچھاڑ سے شہید کر دیا۔ یہ لوگ کئی ماہ بعد بھی اپنے کفر پر اڑے رہے۔ کئی ایک صاحب سیر کے مطابق مکہ اور آس پاس کے مسلمانوں نے ان کا معاشی بائیکاٹ کر دیا اور حضور ﷺ نے صحر بن عیلہ رئیس احمس کو طائف کا محاصرہ کر لینے کی اجازت مرحمت فرما دی تھی اور اس نے حضور ﷺ سے ان کا محاصرہ ان کے اسلام لانے تک جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا تھا۔

آخر کار اہل طائف نے اسلام قبول کرنے کے لئے اپنا ایک وفد حضور ﷺ کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ آقا ﷺ نے اہل حمس کے لئے دس بار دعا فرمائی۔

(دائرہ معارف اسلامیہ اردو) (علامہ شبلی نعمانی) سیرۃ النبیؐ ۲۔ ۴۵ ضیاء النبیؐ ۶۵۸۔۶۵۷۔ سیرت رحمت دارین ۷۵۷)

ان لوگوں نے عبد یالیل اور پانچ دوسرے لوگوں کے ہمراہ وفد تیار کیا۔ اور اسے حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا بعض ارباب سیر نے وفد کی تعداد انیس بھی بتائی ہے کہ اس میں بنو ثقیف کے روساء بھی شامل ہوئے۔ ان میں شرجیل بن غیلان۔ کتانہ بن مبد یالیل اور عثمان بن ابی العاص بھی شامل تھے۔

مدینہ منورہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو دیکھا اور حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں خوشخبری دینے کے لئے دوڑے۔ راستے میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو ملے۔ تو آپ نے ان کو قسم دے کر فرمایا کہ یہ خوشخبری انہیں اپنے آقا علیہ السلام تک پہنچانے دو۔ انہوں نے قبول کیا۔ اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خوشخبری حضور ﷺ کو سنائی۔

حضور ﷺ نے اس وفد کے لئے مسجد نبوی کے ایک گوشہ میں خیمے نصب فرما دیئے تا کہ وہ قرآن سنیں اور مسلمانوں کو نماز ادا کرتے دیکھتے رہیں۔

وفد نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ ہمیں نماز سے مستثنیٰ قرار دیا جائے اور ہمیں زنا کی اجازت بھی دی جائے اور شراب نوشی کی اجازت بھی دی جائے۔ حضور ﷺ نے ان کے مطالبات قبول کرنے سے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ ''جس دین میں نماز نہ ہو۔ اس میں کوئی خیر نہیں ہوتی''۔

انہوں نے ایک اور مطالبہ بھی کیا کہ ''لات'' کے بت کو بھی تین سال تک یونہی رہنے دیا جائے۔ لیکن حضور ﷺ نے صاف انکار فرما دیا۔ آہستہ آہستہ انہوں نے اس مطالبے کو ایک مہینہ تک کر دیا۔ لیکن حضور ﷺ نے انکار فرما دیا۔

یہ سب لوگ حضور ﷺ کی شرائط اور پابندیوں کو مانتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے؟ حضور ﷺ نے ان کے ہی ایک شخص حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ اتنے دن حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھ کر قرآن پاک یاد کر

Marfat.com

چکے تھے کو مقرر فرمایا تا کہ وہ ان کو قرآن سکھایا کریں۔اس سے پہلے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے درخواست کی تھی کہ انہیں قرآن یاد نہیں ہوتا اور وہ بھول جاتے ہیں۔

حضور ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ "اے شیطان عثمان کے سینہ سے باہر نکل جا"

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کائنات کی ہر چیز کو حضور ﷺ کا حکم ماننے کا پابند فرما دیا ہوا ہے۔

شیطان فوراً ان کے سینے سے نکل گیا تھا۔اور یہ جو بھی قرآن پڑھتے وہ فوراً انہیں یاد ہو جاتا تھا۔

جب یہ لوگ حضور ﷺ کے پاس سے رخصت ہونے لگے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہماری قوم ان پابندیوں کو قبول نہیں کرے گی۔بہتر ہے کہ ان کے ساتھ حکمت سے بات چیت کی جائے۔جب یہ لوگ اپنی قوم کے پاس واپس گئے تو انہوں نے اپنے اسلام لانے کو خفیہ رکھا اور اپنی قوم کو کہا کہ حضور ﷺ نے نماز کی معافی بھی نہیں دی۔نیز زناء اور شراب خوری کی اجازت بھی نہیں دی۔اور نیز "لات" کے بت کو بھی پاش پاش کرنے کا حکم دیا ہے۔اس لئے ہم نے یہ پابندیاں قبول نہیں کیں اور ہم نے مسلمانوں سے لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔چنانچہ تم سب لوگ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔سب لوگ مسلمانوں کے خلاف نعرے لگانے لگے اور جنگ کی تیاری شروع کر دی۔لیکن ان کا جوش آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہونے لگا۔تیسرے روز انہوں نے پھر مجلس مشاورت مقرر کی اور اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ ہم مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لیں اور ان کی شرائط مان لیں۔آخر کار مسلمانوں کی اطاعت کا فیصلہ کیا گیا۔اور سب لوگ اس بات پر متفق ہو گئے کہ ہم سب بھی مسلمان ہو جاتے ہیں۔

اب اس وفد نے راز کھولا کہ ہم تو پہلے حضور ﷺ کی خدمت میں ہی مسلمان ہو چکے ہیں اور یہ تدبیر اس لئے کی تھی کہ شاید تم ان پابندیوں سے انکار نہ کر دو۔سب لوگوں نے کلمہ شہادت۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد الرسول ﷺ۔

پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے طفیل اس اس طرح ملک عرب سے کفر کا یہ آخری بڑا گروہ بھی ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔

مدینہ منورہ سے وفد کی روانگی کے چند دنوں کے بعد حضور ﷺ نے حضرت ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طائف بھیجا اور ایک روایت کے مطابق ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بھیجا تا کہ یہ "لات" کے بت کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیں۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے لات کے بت کو توڑنے کا آغاز کیا تو بنو ثقیف کی عورتیں سروں پر ہاتھ رکھے باہر نکل آئیں اور واویلا شروع کر دیا ان پر ابھی تک اس بت کی ہیبت چھائی ہوئی تھی۔اور جب بت ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد بھی کچھ نہ ہوا تو ان لوگوں کی آنکھیں کھلیں کہ ہمیں واقعی ایک خدائے واحد لا شریک کی عبادت کرنی چاہئے۔جس کے بغیر کوئی معبود نہیں اور اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور حضور ﷺ واقعی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ﷺ ہیں۔(شرح مواہب اللدنیہ جلد ۴ صفحہ ۶ تا ۹)

Marfat.com

وفد بنی عامر بن صعصہ

حضور ﷺ کی خدمت میں بنی عامر قبیلہ کا سردار عامر بن طفیل اربد بن قیس اور جبار بن سلمی دوسرے لوگوں کے ساتھ حاضر ہوا۔

عامر بن طفیل کی طرف سے عکاظ کے تجارتی میلہ میں یہ اعلان ہوتا تھا کہ اگر کسی کو سواری یا کھانے کی ضرورت ہو تو ہمارے پاس آئے۔ اور کوئی اگر دشمن سے خائف ہے تو بھی ہمارے پاس آئے ہم اس کی مدد کریں گے، لیکن اس کے دل میں حضور ﷺ کی عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس کے قبیلہ کے دوسرے ساتھیوں نے بھی اسے اسلام قبول کرنے کا مشورہ دیا لیکن اس نے قبول نہیں کیا۔ اس نے اپنے دوست اربد کے ساتھ مل کر حضور ﷺ کے نعوذ باللہ قتل کا پروگرام بنایا۔ اور اس مقصد کے لئے وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس آئے۔ حضور ﷺ نے اس کے بیٹھنے کے لئے تکیہ بچھایا اور اس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس نے کہا کہ میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں اور وہ حضور ﷺ کے پاس نزدیک ہو کر آپ پر جھک گیا۔ اور آقا ﷺ کو باتوں میں مشغول کر لیا۔ دراصل اس نے اربد کے ساتھ پروگرام بنایا تھا کہ میں آپ ﷺ کو باتوں میں مشغول کروں گا اور تم تلوار کا وار کر دینا۔

یہ دیر تک حضور ﷺ کے ساتھ باتوں میں مشغول رہا اور لایعنی باتیں کرتا رہا کہ آپ مجھے یا تو اپنا جانشین مقرر فرما دیں یا صحرائی علاقہ میں مجھے اپنا جانشین مقرر کر دیں ورنہ میں عطفان سے ہزار سرخ گھوڑے لا کر آپؐ سے جنگ کروں گا اور اتنے پیدل اور لڑا کے لاؤں گا کہ وادیاں بھر جائیں گی۔ حضور ﷺ نے اس کی تمام باتوں کو رد فرما دیا تھا۔

جب یہ حضور ﷺ سے مل کر واپس چلا تو راستے میں اس نے اربد سے پوچھا کہ میں نے کتنی دیر تک حضور ﷺ کو باتوں میں الجھائے رکھا تم تو پرلے درجے کے بزدل ہو کہ موقع سے فائدہ نہ اٹھایا اور (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کا کام تمام نہ کیا۔

اربد بولا میں نے جتنی بار جسارت کی کوشش کی تو ہر دفعہ کوئی نہ کوئی بات آڑے آ گئی۔ ایک دفعہ تو ایک مست اونٹ مجھے مارنے کے لئے دوڑا۔ دوسری دفعہ جسارت کی کوشش کی تو میرا ہاتھ شل ہو گیا۔ تیسری دفعہ کوشش کی تو میرے آگے تو آ گیا۔ کیا میں تجھے مار دیتا اور ایک دفعہ میرے اور آپ ﷺ کے درمیان لوہے کی دیوار کھڑی ہو گئی۔

جب یہ عامر نامراد ہو کر واپس پلٹا تو راستے میں اسے طاعون کی گلٹی نکل آئی اس نے بنو سلول قبیلے کی ایک خاتون کے ہاں پناہ لی۔ یہ قبیلہ بہت حسیس تھا۔ آخر اس نے اپنا گھوڑا منگوایا اور اپنا نیزہ ہوا میں لہراتے ہوئے اس پر بیٹھا۔ لیکن گھوڑے نے اس کو پٹخ کر زمین پر مارا۔ یہ فوراً مر گیا۔

(شرح مواہب اللدینہ ۴۔ صفحہ ۹ تا ۶ صفحہ ۲۱۔ ۲۔ سبل الہدیٰ ۶۔ ۵۵۰۔ ۵۵۳ خاتم النبین ۲۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ضیاء النبی ۴۔ ۶۶۶)

Marfat.com

اربد اس کا ساتھی واپس ہوا تو لوگوں سے کہنے لگا کہ ہم محمد (ﷺ) کے پاس گئے تو انہوں نے ہمیں ایمان لانے کا کہا۔ (جسے ہم نے قبول نہیں کیا) اگر آج بھی وہ ہمارے سامنے ہوں تو میں (نعوذ باللہ) اپنے تیر سے ان کا کام تمام کر دوں ۔خدا کا کرنا ایسا کہ کچھ دنوں کے بعد جب وہ اپنے اونٹ کو چرانے جا رہا تھا تو بالکل صاف مطلع میں بجلی کوندھی اور اس کو اور اس کے اونٹ کو جلا کر راکھ کر دیا۔البتہ ان کا تیسرا ساتھی جبار بعد میں مسلمان ہوگیا۔

(بل الہدیٰ جلد ۶ صفحہ ۵۵۰ تا ۵۵۳، خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۱۰۹، ۱۱۱۰)

یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر خاص ہے اس کی مشیت ہے جس کو چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔

وفد ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہم

حضور نبی کریم ﷺ رؤف الرحیم آقا دو جہاں رونق بزم دو جہاں ﷺ ایک روز تکیہ لگائے اپنے صحابہ کرام کی محفل میں جلوہ فرما تھے کہ اتنے میں ایک بدو ایک اونٹ پر سوار آیا۔اس نے اونٹ سے اتر کر اس کو بٹھایا اور اس کا گھٹنا عقال سے باندھنے کے بعد خود اندر آ گیا اور لوگوں نے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کیا وہ سیدھا آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ میں چند سوالات آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔میرے سوالات سخت ہوں گے۔آپ محسوس نہ فرمائیے گا۔کیا مجھے اجازت ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اجازت ہے۔

وہ کہنے لگا کہ ایک قاصد ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ (ﷺ) کا خیال ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بھیجے گئے رسول (ﷺ) ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا۔پھر اس نے پوچھا کہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور زمین پر یہ بڑے بڑے پہاڑ نصب فرمائے۔کیا واقعی اللہ جل شانہ نے آپ نے حکم دیا ہے کہ ہم صرف اسی وحدہ لا شریک کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔اور ان بتوں کی پوجا کو ترک کر دیں۔جنہیں ہمارے باپ دادا مدتوں سے پوجتے آئے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے۔اسی طرح اس نے زکوٰۃ' رمضان کے روزوں اور حج کے متعلق سوال کیا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللھم نَعَم۔ ہاں۔میرے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔

تو یہ بے اختیار پکار اٹھا۔

میں آپ ﷺ پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق کی۔میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔پھر یہ اپنی قوم میں واپس چلا گیا۔اور

Marfat.com

اس کو بتوں کی پوجا سے منع کرنا شروع کر دیا۔اس کی قوم نے اسے بہت ڈرایا اور کہا کہ لات وعزیٰ تم سے انتقام لیں گے۔تم ان کو برا نہ کہو ﷺ اس نے کہا کہ یہ بت نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نفع دے سکتے ہیں۔ایک روایت کے مطابق یہ وفد ۵ ہجری اور زیادہ صحیح روایات کے مطابق نو ہجری میں حاضر ہوا آخرکار اس کی قوم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا اور آہستہ آہستہ اس کا سمجھانا رنگ لایا اور ساری قوم ایمان لے آئی۔

(ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۶۷ تا ۶۷۸) (نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ جینڈ شریف گجرات)

Marfat.com

وفد عبدالقیس

حضور ﷺ ایک دن صحابہ اکرام کے درمیان جلوہ فرما تھے۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ ابھی مشرق کی طرف سے ایک وفد آنے والا ہے۔ اس طرف سے آنے والے وفود میں یہ سب سے بہترین ہے۔

ان لوگوں نے بغیر کسی دباؤ کے اتنی دور دراز مسافت طے کی ہے اور ان کی سواریوں کے جانور سفر کی طوالت کے باعث لاغر و دبلے ہو گئے ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے دعا فرمائی:

اللھم اغفر لعبد القیس۔

اے اللہ عبد قیس کو بخش دے۔

ان لوگوں کی تعداد تیرہ، بیس یا چالیس بیان کی گئی ہے اور یہ بحرین کے پاس سے حاضر ہوئے۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ انہوں نے آپ کو بتایا کہ ہم عبدالقیس قوم سے ہیں۔ آپ نے ان کو حضور ﷺ کے کلمات مبارک سے بشارت دی۔ انہوں نے آتے ہی حضور ﷺ کے مبارک ہاتھوں اور مبارک پاؤں کے بوسوں سے اپنی جانوں کو راحت پہنچائی اور حضور ﷺ کے قدموں میں بیٹھ گئے۔

حضور ﷺ نے ان کو مرحبا فرمایا اور خوشخبری عطا فرمائی کہ تم نہ کبھی رسوا ہو گے اور نہ کبھی نادم ہو گے۔

ان میں دو آدمی جارود اور سلمہ بھی تھے۔ انہوں نے آپس میں طے کیا تھا کہ ہم تین تین سوالات اپنے دل میں رکھ لیتے ہیں۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے نبی (ﷺ) ہوئے تو خود بخود ان سوالات کا جواب ہمیں عطا فرما دیں گے۔ یہ وفد ۱۰ ہجری میں حاضر ہوا۔ جارود نے آقا ﷺ سے دریافت فرمایا کہ آپ کے رب نے آپ کو کیا دے کر مبعوث فرمایا ہے۔

حضور ﷺ نے جواب فرمایا۔

بشھادۃ ان لا الہ الا اللہ و انی عبداللہ و رسولہ والبرائۃ من سے لے کر وماربك بظلام اللعبید تک۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ نیز مجھے حکم دیا گیا ہے کہ معبودان باطل سے میں اپنا تعلق منقطع کر لوں۔ اور بروقت ہر نماز کو ادا کرنے کا اس نے مجھے حکم دیا ہے اور زکوٰۃ دوں اور حج کروں۔ نیز مجھے اس حقیقت سے بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ جو نیک کام کرتا ہے اس کا فائدہ بھی اسے ملتا ہے اور جو برے کام کرتا ہے اس کا بوجھ بھی اسی پر ہو گا اور آپ کا رب بندوں

Marfat.com

پر ظلم نہیں کیا کرتا"۔

اس کے بعد جارود نے کہا کہ ہمیں بتائیں کہ ہم نے اپنے دل میں کیا مخفی کر رکھا ہے۔ حضور ﷺ نے تھوری دیر توقف کے بعد جیسے اونگھ آتی ہے۔ فرمایا جارود تم نے یہ تین باتیں اپنے دل میں مخفی کیں ہیں۔

ا۔ زمانہ جاہلیت میں مقتولوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔ تو زمانہ جاہلیت کے مقتولوں کا خون ہوا ہے۔ ان سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔

۲۔ زمانہ جاہلیت میں جو معاہدے طے پائے ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔

تو زمانہ جاہلیت کی قسمیں بھی مردود ہیں۔

۳۔ زمانہ جاہلیت کے عطیات کے بارے کیا حکم ہے۔ تو بہترین صدقہ یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کو اپنے اونٹ پر سوار کر لو اور اپنی بکری کا دودھ اسے پیش کرو۔ اور اے سلمہ تم نے یہ تین باتیں اپنے دل میں چھپائی ہیں اور پوچھی ہیں۔

ا۔ بتوں کی پرستش کا کیا حکم ہے تو بتوں کی پوجا قطعاً حرام ہے۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾

ترجمہ: تم اور اللہ کے سوا جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ سب جہنم کا ایندھن ہیں۔ اور تم اس میں داخل ہوں گے۔

۲۔ یوم سباب کی حقیقت کیا ہے؟

تو اللہ تعالیٰ نے یوم سباب کے بدلے تمہیں لیلۃ القدر عطا فرمائی ہے۔ اس کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

۳۔ عقل بجین کی کیا حقیقت ہے؟

اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کے خون کو برابر قرار دیا ہے۔ چھوٹے بڑے امیر و غریب کی کوئی تفریق نہیں ہے۔

جب حضور ﷺ نے ان کے دلوں کے اندر مخفی سوالات اور ان کے تسلی بخش جوابات عطا فرما دیئے تو یہ بے اختیار پکار اٹھے:

نشهد لا اله الا الله وحدهٗ لا شريك له و انك عبده و رسوله۔

اس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں انہوں نے عرض کی کہ ہمارا علاقہ دور دراز ہے۔ اور راستے میں چور ڈاکو وغیرہ کا بھی ہمیں ڈر ہوتا ہے۔ اس سے ہم صرف حرمت والے مہینوں میں ہی سفر کر سکتے ہیں۔ برائے مہربانی ہمیں نصیحتیں فرمائیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی اور معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) ہیں۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ ماہ رمضان کے روزے رکھو۔ اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرو۔

اور میں تمہیں چار چیزوں سے روکتا ہوں۔

ا۔ الربا۔ کدو کا گودا نکال کر اس کی جلد کو خشک کر لیا گیا ہو۔

Marfat.com

۲۔ختتم ۔وہ گھڑا جس پر سبز لیپ کر دیا گیا ہوتا کہ مسام بند ہو جائیں۔
۳۔نقیر۔درخت کے تنے کو کھوکھلا کر کے گھڑا بنایا گیا ہو۔
۴۔لزفت ۔جس برتن پر تارکول کا لیپ کیا گیا ہو۔

ان برتنوں میں وہ شراب بناتے تھے ۔ابتداء میں ان کی حرمت نازل ہوئی تا کہ ان کو دیکھ کر شراب کا شوق نہ ابھرے۔ بعد میں ان کی حرمت (جبکہ یہ لوگ احکام خدا کی بجا آوری میں مستحکم ہو گئے اور انہیں شراب کا شوق جاتا رہا تو) باقی نہ رہی۔(ضیاء النبی ۴۔ ۶۷۳ تا ۶۶۸۔السیرۃ النبویہ۔(احمد زینی دحلان) ۳۔ ۲۴۔زاد المعاد ۳۔ ۵۔ ۶)

Marfat.com

وفد بنی حنفیہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں بنی حنفیہ کا سترہ رکنی وفد نو ہجری کو حاضر ہوا۔ بنی حنفیہ کا علاقہ یمامہ تھا۔ اور نجد میں واقع تھا۔ یہ ایک بہت بڑا علاقہ تھا۔ انہی لوگوں میں ان لوگوں نے ایک شخص کو چادر میں چھپایا ہوا تھا اور یہ آدمی مسلمہ کذاب تھا۔

ان لوگوں کو مدینہ طیبہ میں ٹھہرایا گیا صحیحین کے مطابق حضور ﷺ ان مہمانوں کی ہدایت کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ کے پاس چھڑی تھی۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ کو بتایا کہ سلمہ کا خیال ہے کہ اگر اس کو نبوت میں شریک کر لیا جائے تو یہ (اور اس کے دوسرے پیروکار سب) حضور ﷺ کی اطاعت کر لیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو میری جانشینی کے خواب دیکھ رہا ہے اگر تو مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگے تو بھی میں اسے تجھ کو نہ دوں گا"۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں سو رہا تھا۔ میرے پاس روئے زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنائے گئے۔ یہ چیز مجھ پر بڑی گراں گزری۔ تو میری طرف وحی کی گئی کہ ان دونوں کڑوں کو پھونک مار کر اڑا دوں میں نے دونوں کو پھونک ماری۔ دونوں غائب ہو گئے میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ دو جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے اور میں ان دونوں کے درمیان ہوں گا۔ اور ان دو جھوٹے نبیوں سے مراد صنعا کا باشندہ اسود عنسی اور دوسرا یمامہ کا باشندہ مسلمہ کذاب ہے"۔

مسلمہ کذاب نے حضور ﷺ کو جا کر ایک خط بھی لکھا کہ اسے نبوت میں شریک کر لیا جائے جس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا اس شخص پر سلامتی ہو۔ جو ہدایت کی پیروی کرنے والا ہے امابعد زمین کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ اور متقین کے لئے ہی بہترین انجام ہے"۔

مسلمہ کذاب کا فتنہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں اپنے اختتام کو پہنچا اور وحشی جس نے سیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا۔ جب وہ اسلام لے آیا تو اس نے مسلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں شرکت کی اور اسی حربہ کو تاک کر مسلمہ کذاب کو مارا۔ جس سے یہ گر پڑا اور ایک انصاری نے اس کی گردن اڑا دی۔

دوسرا شخص اسود عنسی کذاب یمامہ کے شہر صنعا میں ظاہر ہوا۔ حضرت ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کے صحابی تھے ان دنوں صنعا گئے ہوئے تھے اس نے آپ کو طلب کیا اور کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہاری بات نہیں سن رہا۔ پھر اس نے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے رسول (علیہ السلام) ہیں۔آپ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول (ﷺ) ہیں۔اس نے تین دفعہ جب اپنے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں سن رہا اور جب حضور ﷺ کے متعلق پوچھا تو آپ نے حضور ﷺ کے سچا رسول ہونے کی گواہی دی اس نے اپنے پیروکاروں کو لکڑیاں اکٹھی کرنے اور ان کو آگ لگانے کا حکم دیا جب آگ خوب روشن ہوگئی تو اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ ان کو دہکتی آگ میں ڈال دو اور اِن کو پکڑ کر آگ میں پھینک دیا گیا لیکن لوگ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ آگ نے ان کا بال بھی بیکا نہ کیا اور ان کے کپڑے بھی صحیح و سالم رہے۔اس کے لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو یہاں سے نکال دو کہیں اور لوگ ان کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں۔لہٰذا ان کو یہاں سے نکال دیا گیا۔یہ واقعہ حضور ﷺ کے رحلت فرمانے کے بعد کا ہے۔

جب یہ صحابی مسجد نبوی میں تشریف لائے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو مل کر رونے لگے اور فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ "اس نے مجھے مرنے سے پہلے اس شخص کی زیارت کروادی جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح آگ میں ڈالا گیا۔لیکن آگ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکی"۔(سبل الہدیٰ جلد ۶ صفحہ ۴۹۸)

وفد طے

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں اس قبیلہ کا امیر زید الخیل قبیلہ بنی اسود کے ہمراہ حاضر ہوا۔اس کا قد اتنا لمبا تھا کہ وہ اپنے پانچ قد آور گھوڑوں میں سے سب سے بڑے گھوڑے پر بھی بیٹھتا تو بھی اس پاؤں زمین پر گھسیٹتے تھے حضور ﷺ نے اِس سے ملاقات فرمائی اور فرمایا کہ میرے سامنے جس کی بھی تعریف کی گئی جو کچھ اس کے متعلق سنا تھا اسے اس سے کم تر پایا' لیکن جو تمہارے متعلق سنا تھا تمہیں اس سے بڑھ کر پایا"۔

یہ بہت سخی آدمی تھا۔حضور ﷺ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا تو اس نے دعوت کو فوراً قبول کر لیا اور اسلام لے آیا۔حضور ﷺ نے اس کو بارہ اوقیہ چاندی اور دو جاگیریں عطا فرمائیں اور اس کے لئے سند تحریر لکھ دی۔

اسے دیکھ کر حضور ﷺ بہت خوش ہوئے تھے اور فرمایا کہ ساری تعریفیں اس خدائے پاک کے لئے ہیں۔جو تجھے دشوار گزار گھاٹیوں اور ناہموار میدانوں سے گزار کر لے آیا۔اور ایمان قبول کرنے کیلئے تیرے دل کو ہموار کیا پھر حضور ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ تم کون ہو۔اس نے عرض کی کہ میں زید الخیل ہوں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم بلکہ زید الخیر ہو"

حضور ﷺ نے اس کا نام زید الخیل کی بجائے زید الخیر رکھ دیا"۔

(زینی دحلان السرۃ النبویہ ۳۔۲۴۔سبل الہدیٰ ۶۔۵۴۵۔خاتم النبین ۲۔۱۱۱۳۔ضیاء النبی ۴۔۶۷۹)

اس کے علاوہ وفد عدی بھی حاتم طائی کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

Marfat.com

وفد عدی بن حاتم طائی

عدی بن حاتم طائی کے ایمان لانے کا واقعہ پہلے درج کیا جا چکا ہے۔

وفد عروہ المرادی

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ لوگ حاضر ہوئے ان کے قبیلے کا نام مراد تھا۔ اور ان کے امیر کا نام عروہ تھا۔ یہ پہلے کندہ کے شاہی دربار کا ساتھ دیتے تھے۔ لیکن اب یہ ان کو چھوڑ کر حضور ﷺ کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔

اسلام کے آنے سے پہلے ان کی ہمدان قبیلے کے ساتھ جنگ ہوئی تھی اور ان کے بہت سے آدمی مارے گئے تھے۔ حضور ﷺ نے اس نقصان پر اِن کو دلاسہ دیا اور حضرت خالد بن سعید کو اِن کے ہمراہ صدقات وغیرہ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔

وفد بنی زبید

حضور ﷺ کے پاس بنی زبید کا وفد عمرو بن معدیکرب اپنے سردار کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ یہ بہت بہادر تھا اور ''فارس العرب'' کے نام سے مشہور تھا۔ یہ سب لوگ حضور ﷺ کو دیکھتے ہی آپ ﷺ پر ایمان لے آئے۔ اس کا ایک بھتیجا قیس بھی تھا۔ جو اس کے ساتھ نہیں آیا تھا اور اس نے اس کی مخالفت کی تھی۔ لیکن بعد میں یہ بھی مسلمان ہو گیا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۹)

وفد کندہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں کندہ کا ساٹھ یا اسی رکنی وفد اپنے کمسن خوبصورت سردار اشعث بن قیس کی سربراہی میں حاضر ہوا۔ کندہ یمن میں ایک قبیلہ تھا جو اپنے دادا کندہ کے نام سے مشہور تھا۔ حضور ﷺ کی ایک دادی اس قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور وہ حضور ﷺ کے ایک دادا کی والدہ تھیں۔ یہ لوگ خوب تیاری کے ساتھ ریشمی کنارے والے جبوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے۔

حضور ﷺ بھی وفود سے ملاقات کے وقت بہترین لباس زیب تن فرماتے اور اپنے دوسرے صحابہ کرام کو بھی بہترین لباس پہننے کی ترغیب فرماتے تھے اس روز حضور ﷺ نے یمن کا بنا لباس زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ جسے ''حلہ زی یزن'' کہتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اسی قسم کے جبے پہنے ہوئے تھے۔

انہوں نے حضور ﷺ کو "ابیت اللعن" جاہلانہ سلام عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔ میں

Marfat.com

محمد بن عبداللہ (فدا و امی و ابی) (علیہ السلام) ہوں۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم آپ کو آپ کے نام سے پکارنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ ہمیں اپنا کوئی لقب ارشاد فرمایئے۔ حضور ﷺ نے انہیں اپنی کیفیت ابوالقاسم (علیہ السلام) بتائی۔ انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم (علیہ السلام) ہم نے آپ کے لئے ایک چیز چھپا رکھی ہے۔

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ ایسی باتیں تو کاہنوں سے پوچھی جاتی ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ پھر کیسے معلوم ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور فرمایا کہ یہ کنکریاں گواہی دیں گی کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

پس تمام کنکریوں نے حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ یہ سنتے ہی یہ سب فوراً پکار اٹھے کہ "نشهد انك رسول الله" ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کے رسول (علیہ السلام) ہیں۔

حضور ﷺ نے ان کے سامنے "سورۃ الصافات" کی تلاوت "رب المشارق والمغرب" تک فرمائی۔

پھر ان سے پوچھا کہ یہ ریشمی کنارے والے جبے کیوں پہنے ہیں۔ انہوں نے فوراً ان کناروں سے ریشم اتار دیا۔

وفد ازد شنوء

حضور ﷺ کے پاس قبیلہ ازد شنوء کا وفد صرد بن عبداللہ الازدی کے ساتھ حاضر ہوا۔

حضور ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے قرب و جوار میں مشرکین کے ساتھ جنگ کریں اور قبیلہ ازد پر صرد بن عبداللہ الازدی کو مقرر فرمایا۔

چنانچہ انہوں نے مشرکین کے شہر "جرش" کا محاصرہ کر لیا جو ایک مہینہ تک جاری رہا لیکن مشرکین نے لڑائی کی جرأت نہ کی۔ ایک مہینہ بعد جب یہ محاصرہ اٹھا کر واپس ہوئے اور وہ پہاڑ کے قریب پہنچے تو انہوں نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کو بے خبری میں جا لیا اور انہیں موت کے گھاٹ اتارنے لگے یہ پہاڑ شکر نامی تھا۔ ان کے دو آدمی اس وقت حضور ﷺ کے پاس حاضر تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ شکر نامی پہاڑ کہاں واقع ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ پہاڑ ہمارے علاقے کثر میں واقع ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کا نام شکر ہے انہوں نے عرض کی کہ آپ علیہ السلام اِس کا کیوں ذکر فرما رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کے اونٹ ذبح کئے جا رہے ہیں یعنی تمہاری قوم کے افراد کو قتل کیا جا رہا ہے۔

یہ بات سن کر وہ اٹھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ گئے۔ آپ نے انہیں واپس بھیجا اور فرمایا جاؤ اور حضور ﷺ سے اپنی قوم کی سلامتی کی دعا کراؤ۔ یہ واپس آقا ﷺ کے پاس گئے اور اپنی قوم کی سلامتی کی دعا کروائی۔ جب یہ واپس پہنچے تو دیکھا کہ اسی روز حضور ﷺ کے پاس حاضری کے وقت یہاں یہ لوگ قتل ہوئے تھے۔ (ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۸۳)

Marfat.com

حارث بن کلال

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حارث بن کلال، نعمان معافر اور ہمدان نے اپنا ایک قاصد حضور ﷺ کی خدمت میں اپنا ایک خط دے کر روانہ کیا اور اپنے اسلام لانے کے متعلق خوشخبری دی۔ حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور انہیں جوابی گرامی نامہ اپنی خوشنودی کے متعلق تحریر فرمایا۔

فروہ بن عمرو الجذامی

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں انہوں نے اپنا قاصد اپنے خط کے ساتھ روانہ کیا اور اپنے اسلام لانے کی خوشخبری سنائی اور ایک سفید فضہ نامی خچر ایک دراز گوش (گدھا) جس کا نام "یعفور" تھا۔ ایک "طرب" نامی گھوڑا حضور ﷺ کے لئے ایک پوشاک اور سونے کی تاروں سے مزین ایک قبا بھی بھیجی۔

فروہ معان شہر کا قیصر روم کا گورنر تھا۔ قیصر روم اس کے اسلام لانے کے سبب اس سے بہت ناراض ہوا اور عہدے سے معزول کر کے قید کر دیا اور دوبارہ ترغیب دی کہ اگر عیسائیت قبول کرو تو عہدے پر بحال کر دیئے جاؤ گے۔

خروہ نے قیصر روم کو جواب دیا کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ﷺ ہیں اور تم اس کا ذکر اپنی کتابوں میں بھی پڑھتے ہو اور تم صرف اپنی بادشاہی کے زائل ہونے کے خوف سے ان پر ایمان نہیں لا رہے۔

قیصر روم نے فروہ کی گردن کاٹ دی۔ انہوں نے بادشاہی دے کر شہادت کو قبول کر لیا اور حضور ﷺ اور اسلام کے دامن رحمت کو نہ چھوڑا۔ (ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۸۴)

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

(العبد سکین: نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ، دربار پیر خانہ آزجینڈر شریف نزد کڑیانوالہ ضلع گجرات، پاکستان)

Marfat.com

وفد حارث بن کعب

حضور ﷺ کی خدمت میں جب یہ حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں تم کس طرح فتح حاصل کیا کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم باہم اختلافات بھلا کر دشمن کے ساتھ جنگ کرتے اور کسی پر ظلم نہیں کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا۔ اس سے پہلے حضور ﷺ نے ان لوگوں کی گوشمالی کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا جس کے نتیجے میں ان کا وفد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گیا تھا۔

وفد رفاعہ بن زید الخزاعی

حضور سرور کائنات رونق بزم دو جہاں آقا دو جہاں ﷺ کی خدمت عالیہ میں رفاعہ بن زید الخزاعی حاضر ہوئے تھے۔ اپنے ساتھ ایک غلام لے آئے۔ اسے حضور ﷺ کی نذر کیا۔ یہ حضور ﷺ پر ایمان لے آئے۔ جب یہ واپس جانے لگے تو حضور ﷺ نے انہیں مکتوب گرامی ان کی قوم کی طرف دیا اس میں تحریر تھا۔

"یہ مکتوب محمد رسول اللہ (ﷺ) نے رفاعہ کے لئے تحریر کیا ہے۔ میں اسے امیر بنا کر بھیج رہا ہوں۔ تا کہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول (علیہ السلام) کی طرف بلائے۔ جو ان کی دعوت قبول کرے گا۔ تو وہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے گروہ میں داخل ہو جائے گا اور جو انکار کرے گا۔ اسے غور و فکر کے لئے دو ماہ کی مہلت دی جائے گی"۔

رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت اسلام پر سب قبیلہ والوں نے لبیک کہا اور کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے حضور ﷺ کے ذریعے اس کو ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔

وفد ہمدان

حضور ﷺ نے اس خوش قسمت قبیلہ والوں کے لئے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا:

نعم الحی الھمدان وما اسرعھا الی النصر۔

"قبیلوں میں ہمدان بہترین قبیلہ ہے۔ مدد کرنے کے لئے وہ کس تیز رفتاری سے آگے بڑھتے ہیں۔ اور جہد و مشقت کے وقت وہ کس صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس میں اسلام کے ابدال و اوتار ہیں۔ (ضیاء النبی ۶۸۷۔ سبل الہدیٰ ۶۵۷)

Marfat.com

ہمدان کے یہ لوگ حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں مالک بن نمط جو کہ ایک بہت بڑا شاعر تھا کے ساتھ حاضر ہوئے۔ یہ لوگ حضور ﷺ کی غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد حاضر خدمت ہوئے۔ اس آدمی نے حضور ﷺ کی خدمت میں اپنے چند شعر پیش کئے۔ اس وقت انہوں نے یمنی لکیر دار چادریں اوڑھی تھیں اور عدنی عمامے باندھے ہوئے تھے۔

(ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۸۵، ۶۸۶، سبل الہدیٰ جلد ۶ صفحہ ۶۵۷)

وفد نجیب

حضور سرور دو عالم ﷺ کی خدمت عالیہ میں ان کا تیرہ رکنی وفد حاضر ہوا۔ یہ لوگ بھی کندہ کے قبائل میں سے تھے۔ یہ لوگ اپنے ہمراہ اپنے مالوں کے صدقات اور زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ انہیں واپس لے جا کر اپنے ہی غرباء میں تقسیم کر دو۔

کتنا اچھا حضور ﷺ نے ہمیں طریقہ سکھایا ہمارا نظام مقرر فرمایا جس سے معاشرے میں سب کجیاں سب گمراہیاں دور ہو جاتی ہیں۔ ہر قسم کی محرومیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

دنیا کے تمام گروہوں اور فرقوں میں جس نے اسلام کے اس اصول کو اپنایا۔ وہ قوم دنیاوی لحاظ سے کامیاب و کامران ہوگئی۔ ان لوگوں نے قرآن پاک اور سنتوں کو سیکھنے میں بڑے ذوق و شوق کا مظاہرہ کیا۔ حضور ﷺ نے بھی ان پر خصوصی توجہ فرمائی۔

جب یہ جانے لگے تو ان کا دامن عطیات و نوازشات سے بھر دیا۔ اور ان میں ایک نوجوان تھا جس نے عرض کی کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے دل کو غنی کر دے اور مجھ پر رحم فرمائے اور مجھے بخش دے حضور ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔

اللھم اغفرله وارحمه واجعل غناه فی قلبه

اے اللہ اس کی مغفرت فرما۔ اس پر رحم کر (رحمت نازل فرما) اور اس کے دل کو غنی کر دے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور جس کے لئے بھلائی کا ارادہ نہیں فرماتا اس کی آنکھوں کے سامنے فقر و تنگدستی کو کرتا رہتا ہے۔ وہ اسے دیکھتا ہے اور پریشان رہتا ہے۔

حضور ﷺ نے بعد میں منیٰ میں جب ان کے لوگوں سے ملاقات فرمائی تو اس نوجوان کے بارے میں دریافت فرمایا۔ لوگوں نے اس کے استغناء کی بڑی تعریف کی۔ یمن میں جب اکثر لوگ منکر ہو گئے تو یہ نوجوان ثابت قدم رہا۔

(السیرۃ النبویہ احمد زینی دحلان جلد ۳ صفحہ ۳۵، ۳۶)

Marfat.com

وفد بنی ثعلبہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ چار لوگوں کا وفد مدینہ منورہ میں اس وقت حاضر ہوا تھا جب آقا ﷺ جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم فرما کر واپس لوٹے تھے۔

یہ اس وقت حاضر ہوئے جب نماز تیار تھی۔ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت شروع کی تو حضور ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے کیونکہ عموماً حضور ﷺ حی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کے الفاظ کے دوران اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لاتے تھے اور صحابہ کرام آقا ﷺ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جاتے تھے۔

ان لوگوں نے حضور ﷺ کو دیکھتے ہی عرض کی۔ کہ ہم لوگ اپنی قوم کے بھیجے ہوئے ہیں اور اپنے اسلام لانے کا اقرار کرتے ہیں۔ اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ ''لا اسلام لمن لا ھجرۃ لہ جس نے ہجرت نہیں کی اس کا اسلام معتبر نہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

حیث ما کنتم واتقیتم اللہ فلا یضر کم۔

جہاں کہیں تم ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ تمہیں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

یہ بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی۔ حضور ﷺ نماز ادا فرما کر گھر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد آقا ﷺ دوبارہ باہر تشریف لائے۔ اور ہم سے ہمارے علاقے کے متعلق پوچھا ہم نے عرض کی کہ ہمارا علاقہ نہایت زرخیز اور سرسبز ہے۔ کچھ دنوں کے بعد جب ہم جانے لگے تو حضور ﷺ نے ہمیں پانچ پانچ اوقیہ چاندی عنایت فرمائی۔

(ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۸۹)

وفد سعد ہذیم بن قضاعہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں بنی سعد بن قضاعہ کا وفد حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس وقت حاضر ہوا جب کہ حضور ﷺ کا تسلط سارے علاقہ پر پھیل چکا تھا اور جو لوگ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ بھی مسلمانوں سے خوفزدہ تھے۔

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حاضر ہوئے تو حضور ﷺ اپنے کسی صحابی کی نماز جنازہ پڑھا رہے تھے ہم لوگ ایک طرف ہو کر کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فارغ ہو کر ہم سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کون ہو۔ ہم نے عرض کی بنی قضاعہ کی شاخ سعد بن ہذیم سے ہیں۔

حضور ﷺ نے ہم سے دریافت فرمایا کہ تم نے نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی۔ ہم نے عرض کی کہ ہم نے آقا ﷺ کی

Marfat.com

بیعت کے بغیر جنازہ پڑھنا مناسب خیال نہیں کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایسا نہیں۔ بلکہ جب اور جہاں تم نے کلمہ شہادت پڑھا تم مسلمان ہو گئے۔

یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد ہم لوگ حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ پھر جب ہم واپس اپنی خیموں میں آئے جو ہم نے مدینہ منورہ کے ایک کونے میں لگائے تھے۔ تو حضور ﷺ نے ہمیں دوبارہ بلا بھیجا۔ ہم حاضر خدمت ہوئے تو اب ہم اپنے ساتھ سب سے کمسن آدمی جس کو ہم اپنے سامان کے پاس پہلے چھوڑ گئے تھے کو بھی ساتھ لے آئے۔ اس نے بھی حاضر ہو کر حضور ﷺ کی بیعت سے شرف حاصل کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "اصغر القوم خادمهم"۔ جو سب سے کم عمر ہوتا ہے وہ قوم کا خادم ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ بارک اللہ فیہ۔ اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں سے تمہیں نوازے۔ اس دعا کی برکت سے وہ علم و فضل میں ہم سب سے برتر ہو گیا۔ حضور ﷺ نے واپسی پر ہمیں پانچ پانچ اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی۔ ہم نے واپس جا کر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ تو سارا قبیلہ اسلام لے آیا۔

(ضیاء النبی ۴۔ ۶۸۹، السیرۃ النبویہ احمد زینی دحلان، ۳۷۔ سبل الہدیٰ۔ ۶۔ ۵۲۳)

وفد سلاماں

حضور سرور کائنات ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ وفد بعض علماء کے نزدیک ماہ صفر اور بعض کے نزدیک ماہ شوال دس ہجری میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور ﷺ مدینہ طیبہ سے باہر ایک صحابی کے جنازے کو ادا کرنے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے انہوں نے حضور ﷺ کو سلام عرض کیا۔ آقا ﷺ نے جواب دیا۔ حضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا۔

"من انتم؟ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کی کہ قبیلہ سلاماں سے ہیں۔ اور حضور ﷺ کی بیعت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو وفود کے ٹھہرانے کی جگہ ان کو ٹھہرانے کا حکم دیا۔ جب آقا ﷺ نماز ظہر کے بعد حجرہ شریف اور منبر شریف کے درمیان تشریف فرما ہوئے تو انہوں نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ یہ لوگ تین دن تک آقا ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر رہے۔ اس دوران ایک دن انہوں نے اپنے علاقہ میں قحط اور خشک سالی کی التجا کی۔ حضور ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اتنے بلند فرمائے کہ آقا ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔

واپسی پر حضور ﷺ نے ان کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے اس قلیل چاندی کی معذرت بھی کی۔ انہوں نے عرض کی کہ یہ تو بہت زیادہ اور پاکیزہ انعام ہے"۔

جب یہ وطن واپس پہنچے تو انہوں نے یہاں لوگوں سے سنا کہ جس وقت جس دن حضور ﷺ نے بارش کی دعا کی تھی اسی وقت اسی دن خوب بارش برسی۔

Marfat.com

وفد غامد

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ دس ہجری میں دس کی تعداد میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ سے دین کے مسائل سیکھے۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک تحریر بھی عطا فرمائی انہوں نے ایک آدمی بقیع مرقد میں اپنے خیموں میں اپنے سامان کی حفاظت کے لئے چھوڑا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا آدمی سو گیا ہے اور ایک آدمی تھیلا لے گیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا کہ یہ تھیلا میرا ہے تھوڑی دیر بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا تھیلا اسے مل گیا ہے جب یہ لوگ اس کے پاس گئے تو اس نے بتایا کہ میں واقعی سو گیا تھا اور کوئی میرا تھیلا لے گیا۔ میں باہر نکلا تو میں نے ایک آدمی کو میں نے دیکھا۔ میں اس کی طرف گیا تو اس نے دوڑ لگا دی۔ میں نے اس کو جا لیا اور اس نے تھیلے کو جہاں زمین میں دبایا ہوا تھا اس کو نکال لیا۔ واپس آ کر انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ ہو بہو جیسا آپ ﷺ نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا۔ حضور ﷺ نے واپسی کے وقت ان کو بھی عطیات عطا فرمائے۔ اور جب تک یہ مدینہ طیبہ میں رہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو قرآن پاک کی سورتیں یاد کرواتے رہے۔

(ضیاء النبی ۴۔ ۶۹۳ تا ۶۹۰) (السیرۃ النبویہ۔ احمد بن زینی دحلان ۳۔ ۴۶ تا ۳۷، زاد المعاد ۳۔ ۶۷۱)

Marfat.com

وفد آزد

حضور آقا ﷺ (فداوامی وابی) مکین لامکان ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں یہ لوگ بڑی خوبصورت شکلیں بنا کر اور پاکیزہ لباس زیب تن کر کے حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کو پسند فرمایا اور دریافت فرمایا تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے اپنے متعلق بتایا اور مزید کہا کہ ہم ایماندار لوگ ہیں۔ حضور ﷺ ان کی یہ بات سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا کہ ہر بات کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہے۔ تمہاری اس بات کی کیا حقیقت ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم میں پندرہ خصلتیں ہیں جن میں سے پانچ آپ ﷺ کے لوگوں نے پانچ خود آپ ﷺ نے سکھائی ہیں اور پانچ خصلتیں زمانہ جاہلیت سے ہم میں ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ کون سی

انہوں نے عرض کی کہ پانچ خصلتیں جو آپ ﷺ کے لوگوں نے ہمیں سکھلائی ہیں ان میں اللہ پر۔ اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور یوم قیامت اور قدر پر ایمان ہے اور جو خود آقا ﷺ نے ہمیں سکھلائی ہیں اُن میں اس بات کا اقرار کہ لَا اله اِلَّا الله۔ اور نماز کو قائم کرنا ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ اور استطاعت ہو۔ تو حج کرنا۔ اور زمانہ جاہلیت کی پانچ خصلتیں۔

خوشحالی کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔
مصیبت میں صبر کرنا۔
اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلہ پر راضی رہنا۔
دشمن سے مقابلہ کے وقت ثابت قدم رہنا۔
اور دشمن کو اس کی مصیبت پر مطعون نہ کرنا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ حکماء وعلماء ہیں آقا ﷺ نے فرمایا کہ میں ان میں پانچ مزید خصلتوں کا اضافہ کرتا ہوں تا کہ یہ بیس ہو جائیں۔

فلو تجمعو ما لا تاکلون ولا تبنو مالا تسکون ولا تنافسو فی شیءٍ و انتم عنًا عنه زائلون و اتقو الله الذی الیه ترجعون وارغبو فیما علیه تقدمون و فیه تخلدون۔

۱۔ وہ خوردنی چیزیں جنہیں تم نے کھانا نہیں ان کے ڈھیر نہ لگاؤ۔
۲۔ بغیر ضرورت مکانات نہ تعمیر کرو کہ جن میں تم نے رہنا نہیں۔

Marfat.com

۳۔ ایسی چیز کے حصول میں سبقت نہ لے جاؤ جس سے کل تمہیں دستبردار ہونا پڑے۔
۴۔ اللہ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے اور جس کے روبرو تمہیں پیش ہونا ہے۔
۵۔ اس چیز کی رغبت کرو جہاں تم نے جانا ہے اور ہمیشہ رہنا ہے۔

حضور ﷺ نے ان کو بہت سے عطیات دے کر واپس لوٹایا۔

(خاتم النبین ۲۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۱۔ زاد العاد ۳۔ ۶۷۲، ضیاء النبی ۴۔ ۶۹۴)

وائل بن حجر

حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی خدمت عالیہ میں وائل بن حجر اپنا تخت و تاج آرام و آسائش محلات باغات غلام وغیرہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جونہی اس کو حضور ﷺ کے متعلق اطلاع ملی چلا آیا۔ اور بخوشی حضور ﷺ کے دین میں داخل ہوگیا۔ یہ حضرموت کے بادشاہوں کی اولاد میں سے تھا۔

حضور سرور کائنات ﷺ نے اس کے لئے اپنے ہاتھوں مبارک سے اپنی چادر بچھائی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس پر اسے بٹھایا۔ اس کے بعد حضور ﷺ جب منبر پر تشریف فرما ہونے لگے تو منبر پر اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو بتایا۔

"اے لوگو یہ وائل بن حجر ہے۔ جو بڑے دور دراز کے علاقے حضرموت سے تمہارے پاس آیا ہے اور اپنی آزاد مرضی سے آیا ہے۔ کسی نے اس کو مجبور نہیں کیا۔ یہ اللہ کی رضا اور اس کے رسول (ﷺ) کی رضا کا طلبگار بن کر آیا ہے۔ یہ بادشاہوں کی باقی ماندہ اولاد سے ہے"۔

حضور ﷺ نے لوگوں کو اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا۔

اس نے عرض کی کہ حضور ﷺ میں نے اپنی بادشاہی اپنے محلات و باغات و آرام و آرائش صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے چھوڑے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا "صدقت" تو نے سچ کہا ہے۔ اس نے شکایت کی کہ اس کے خاندان والوں نے اس سے مملکت چھین لی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس سے دوگنی مملکت کا سربراہ تمہیں بنا دوں گا۔

صحابہ کرام نے وائل بن حجر کو بتایا کہ حضور ﷺ نے آپ کی آمد کے متعلق ہمیں تین دن پہلے ہی بتا دیا تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اِسے ایک مکان میں ٹھہرانے کے لئے ساتھ لے جانے کا حکم فرمایا۔ راستے میں وائل بن حجر کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ننگے پاؤں ہونے کی وجہ سے گرم گرم سنگریزوں کے اوپر چلنا پڑا تو انہوں نے حضرت وائل بن حجرؓ کو اپنی سواری کے پیچھے بٹھانے کے لئے کہا۔ وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو۔ جنہیں بادشاہ اپنے پیچھے بٹھاتے ہیں انہوں نے پھر عرض کی کہ تم اپنے جوتے ہی (تھوڑی دیر کے لئے) مجھے دے دو انہوں نے کہا کہ جوتے تو اب میں نے پہن لئے ہوئے ہیں۔ انہیں نہیں اتار سکتا۔ تم میری اونٹنی کے سائے میں چلتے رہو۔

Marfat.com

تمہارے لئے یہی شرف کافی ہے۔

(ضیاء النبی ۴۔ ۶۹۶ خاتم النبیین ۲۔ ۱۱۵۲، سبل الہدیٰ ۶۔ ۶۶۵۔ دلائل النبوۃ۔ ۵۔ ۳۴۹۔ اسرۃ النبویہ ۴۔ ۱۵۴)

حضور ﷺ نے اپنی نبوت کے نور سے وائل بن حجر کی طبیعت کو پہچان لیا تھا۔ اور اسی لئے ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس میں سے یہ بھی بات نکلتی ہے کہ بعض لوگ نیک ہونے کے باوجود اپنی طبیعت کے ہاتھوں بعض دفعہ مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان سے درگزر کرنا چاہئے بلکہ زندگی میں ہر ایک سے درگزر کرنا چاہئے۔ ایک دن میں صاحبزادہ بشیر الدین معظمی قمر العلوم گجرات میں جو کہ شیخ الحدیث اور عالم ہیں کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو آپ فرمانے لگے کہ آدمی کو چاہئے کہ اگلے کا پورا حق ادا کرے اور اپنا حق معاف کر دے۔

اور میرے پیر و مرشد خواجہ گوہر الدین قدس سرہ رضی اللہ عنہ کے پوتے خواجہ میاں محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا وصال فرما گئے ہیں کے پاس جب بھی کوئی بھی جاتا تو اس کی اتنی خاطر مدارت کرتے کہ وہ ان کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ اور ہمیشہ اس سے اتنی محبت سے پیش آتے اس کے مسائل بڑی ہمدردی سے سنتے اور بحر بے کراں کی طرح سخاوت فرماتے تھے اور اس کی کمزوریوں غلطیوں سے ہمیشہ درگزر فرماتے تھے۔ (السیرۃ النبویہ، ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۵۴) (از دربار جیلنڈ شریف گجرات)

وفد الخلع

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ دوسو افراد کا وفد جو یمن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر پہلے بیعت ہو گیا ہوا تھا۔ آقا ﷺ کی بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ یہ وفد محرم میں گیارہ ہجری کو حاضر ہوا۔ اس کو رملہ بن حارث کے گھر میں ٹھہرایا گیا۔ زیادہ تر مہمان انہی کے گھر میں ٹھہرائے جاتے تھے اس کو دارالاضیاف کہتے تھے یہاں تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد یہ وفد حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور سب نے حضور ﷺ کے دست مبارک پر دوبارہ بیعت کی ان میں سے ایک آدمی زرارہ بن عمرو نے آقا علیہ السلام سے اپنے ایک خواب کے متعلق عرض کیا کہ اس نے ایک خواب دیکھا ہے کہ اس کی گدھی نے ایک سیاہی مائل بچہ جنا ہے اور اس نے نعمان بن منذر کو بڑے خوبصورت لباس اور کانوں میں آویزے اور ہاتھوں میں کڑوں کے ساتھ دیکھا ہے اور ایک بوڑھی عورت کو زمین سے باہر نکلتے دیکھا ہے۔ اور زمین سے آگ نکلتی دیکھی ہے جو میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان حائل ہو گئی ہے۔

حضور ﷺ نے اس کو نزدیک کر کے پوچھا کہ کیا تمہارے جسم پر کوئی برص کا نشان ہے جسے تم ہمیشہ چھپاتے رہتے ہو۔ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ہیں۔ اس برص کا میرے سوا کسی اور کو پتہ نہیں تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی جو حاملہ کنیز چھوڑ کر آئے تھے اس نے تمہارا سیاہی مائل سرخ بچہ جنا ہے اور اس کی یہ

Marfat.com

رنگت تمہارے برص کے داغ کی وجہ سے ہے۔اور نعمان بن منذر کو جو تو نے شان وشوکت سے دیکھا ہے۔اس سے مراد ملک عرب ہے۔جو اپنی شان وشوکت سے ظہور پذیر ہوگا۔اور بوڑھی عورت جو زمین سے نکل رہی ہے یہ دنیا کی باقی ماندہ عمر ہے اور جو آگ تو نے زمین سے نکلتی دیکھی ہے۔وہ فتنہ ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا اور تیرے اور تیرے بیٹے کے درمیان حائل ہو جائے گا اگر تیرا بیٹا مرگیا تو تو اس فتنہ کو پائے گا اور اگر تو مرگیا تو تیرا بیٹا اس فتنہ کو پائے گا انہوں نے عرض کی کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں اس فتنہ کو نہ پاؤں حضور ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔"اے اللہ اس فتنہ سے اس کو بچانا" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس فتنہ سے بچالیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا اس فتنہ میں مبتلا ہوگیا۔اور وہ فتنہ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سے شہید کرنے کے بعد ہٹانے کا تھا اس کے متعلق حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ اپنے امام کو قتل کریں گے اور آپس میں ایک دوسرے سے لڑیں گے اور جو بدکار ہے وہ اپنے آپ کو صالح ترین سمجھے گا اور مومن کا خون مومن کے نزدیک پانی سے بھی ارزاں ہو جائے گا۔(ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۶۹۶،۶۹۷)

یارسول اللہ ﷺ کرم فرمائیں امت مرحومہ پر

اور اگر اس وقت یہ حالت ہوگئی تھی تو آج کا تو اللہ ہی حافظ ہے وہ تو حضور ﷺ کا قریب ترین زمانہ تھا اور آج تو چودہ سو سال سے بھی اوپر وقت گزر چکا ہے۔یارسول اللہ ﷺ اب ہم کس کے دامن میں پناہ لیں۔کون ہمیں بچائے گا۔ہم کس کے دروازے پر جا کر دستک دیں کون ہم بے کسوں' بے آسروں کو تھامے گا یارسول اللہ ﷺ آپ کی امت در بدر ٹھوکریں کھا رہی ہے۔اغیار اس پر ہنس رہے ہیں اس کے خون کے درپے ہیں۔اور ہم مسلمانوں کے لئے بھی ایک دوسرے کا خون ٹھنڈے پانی سے بھی مرغوب تر ہوگیا ہوا ہے ہم بدکار لوگ اپنے آپ کو نیک ترین لوگ سمجھ رہے ہیں۔سخت ترین طوفانوں کی آندھیوں میں ہم تنکوں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں وہ جدھر چاہتی ہیں ہمیں اڑا اڑا کر لے جا رہی ہیں۔یارسول اللہ ﷺ آپ ہی تو ہمارے آخری نبی ﷺ ہیں آپ کے ہوتے ہوئے ہم کس کے دروازے پر جائیں۔آپ یقینا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر ایک کو سنتے ہیں اور تمام حالات آپ کے سامنے ہیں۔اپنی امت کی بے کسی پر رحم فرمائیں اور اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری مغفرت کے لئے التجا فرمائیں۔یہ وہی امت مرحومہ ہے جس کے لئے آپ ساری ساری رات اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے رہتے ہوئے اپنے پاؤں سجا لیتے تھے۔

آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ یقینا آپ ﷺ کے صدقے میں ہمارے گناہوں کی ہمیں معافی عطا فرمائے گا اور اس امت مسلمہ کو ایک دفعہ پھر انشاء اللہ بلند فرمائے گا کہ ان کو دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو پھر خوش فرما دے گا اور یہ سب کچھ آپ ﷺ کی دعا کی وجہ سے ہی ہوگا اور قیامت کو آپ ﷺ کے صدقے میں ہی انشاء اللہ تعالیٰ اس گناہ گار امت کو بخش دے گا۔

Marfat.com

یا اللہ ہمارے آخری نبی حضرت محمد ﷺ جو ہمارے آقا و مولہ ہیں اور جن کے نام کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور وہ جو تیرے محبوب ﷺ ہیں کو ہمارا وسیلہ بنا دے اور ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرما اور قیامت کو حضور علیہ السلام کو اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہم کو قیامت کے دن ان کی شفاعت سے سرخرو فرما۔ تو یقینا اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا یا اللہ اگر ہم سے کوئی بھول چوک یا عمداً گناہ ہو جائے تو اس پر ہماری گرفت نہ فرما۔ یا اللہ جو بوجھ تو نے پہلی امتوں پر ڈالا تھا وہ بوجھ ہم پر نہ ڈال۔ اور یا اللہ جس بوجھ کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں وہ بوجھ بھی ہم پر نہ ڈال۔ ہمیں معاف فرما۔ ہمیں بخش دے۔ ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مولا ہے اور کافروں کے خلاف ہماری مدد فرما۔ آمین بجا۔ نبی کریم رؤ ف الرحیم ﷺ وصلما تسلیما کثیراً کثیرا برحمتک یا ارحم الرحمین۔ یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین۔

(احقر العباد نثار النبی بن محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ، از دربار جیندڑ شریف گجرات)

واثلہ بن اسقع

یہ حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں اس وقت حاضر ہوئے جب آقا ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ انہوں نے پچھلی صف میں نماز ادا کی۔ نماز کے بعد حضور ﷺ نے ان سے فرمایا ماحاجتک۔ تم کس مقصد کے لئے آئے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ اسلام قبول کرنے کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے پھر آقا ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم ہجرت کا ارادہ رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کی بیشک فرمایا کون سی ہجرت! کیا تم اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے اہل خانہ کے پاس واپس چلے جاؤ گے یا ادھر ہی رہو گے انہوں نے عرض کی کہا جو نسی اچھی صورت ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ہمیشہ ادھر رہو۔ یہ ہجرت بہتر ہے پھر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا۔

"علیك بالطاعة فی عسرك ویسرك ومنشك ومكرهك"

"تنگ دستی اور خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار رہو اور خوشی اور ناپسندیدگی کی حالت میں بھی" (اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار رہو) انہوں نے عرض کی کہ بیشک حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بیعت کے لئے بڑھایا اور فرمایا کہ کہو کہ "فیما استطعت" کہ جتنی میری طاقت ہوگی۔ (ضیاء النبی ۴۔ ۶۹۸۔ سہل الہدیٰ ۶۔ ۶۶۷)

اشعریوں اور اہل یمن کی آمد

صحیح بخاری شریف کے مطابق حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں قبیلہ بنی تمیم کے چند افراد حاضر خدمت ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اے بنی تمیم تمہیں بشارت ہو۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہمیں بشارت دی ہے تو مال بھی دیں۔ ان کے اس طرح گستاخانہ جواب کو سن کر حضور ﷺ کے چہرے کی رنگت تبدیل ہوگئی۔

Marfat.com

کچھ دیر بعد یہ اہل یمن کا وفد حاضر ہوا تو آقا ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں نے بنو تمیم کو بشارت دی۔لیکن انہوں نے اس بشارت کو قبول نہیں کیا۔اب میں تمہیں بشارت دیتا ہوں تم اس کو قبول کرو انہوں نے عرض کی کہ ہم بصد شوق حضور ﷺ کی دی ہوئی بشارت قبول کرتے ہیں۔

انہوں نے دین کی تعلیم حاصل کرنے کا شوق ظاہر فرمایا اور پوچھا کہ یارسول اللہ م یہ فرمائیں کہ اس کائنات کی تخلیق کی ابتدا کس طرح ہوئی؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ پہلے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ تھی۔اس کے علاوہ اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔اور اس کا عرش پانی کے اوپر تھا اور اس نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں تحریر کر دیا تھا۔

حضور ﷺ کو اہل یمن سے بہت محبت تھی۔کیونکہ مدینہ منورہ کے اصلی رہائشی اوس وخزرج قبیلہ والوں کا اصل مسکن یمن ہی تھا۔

اہل یمن کے آنے سے پہلے حضور ﷺ نے ان کے متعلق بشارت دی تھی۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایسی قوم آنے والی ہے جن کے دل تم سب سے زیادہ رفیق اور نرم ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

جاء اھل الیمن ھم ارق سے مطلع الشمس تک۔

اہل یمن آ گئے ہیں۔ان کے دل بڑے نرم اور رقیق ہیں۔ایمان بھی یمنیوں کا ہے اور حکمت و دانائی بھی یمنیوں کا حصہ ہے۔تسکین وطمانیت بکریاں پالنے والوں کا میں ہے اور اونٹوں کے مالکان میں فخر وغرور زیادہ ہوتا ہے۔اور ان کا مسکن مشرقی طرف ہے۔(زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۶۱۸، خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۱۱۵)

وفد دوس

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں قبیلہ دوس کا سردار طفیل بن عمرو دوسی مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا تھا۔یہ واقعہ پہلے مکہ مکرمہ کے حالات میں تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔مکہ کے کفاروں نے ان کو حضور ﷺ کے پاس جانے سے منع کیا کہ ان کا جادو (نعوذ باللہ) تم پر چل جائے گا تو انہوں نے کانوں میں روئی ٹھونس لی لیکن ایک دن حضور ﷺ کی تلاوت مسجد حرم میں نماز کے دوران سنی تو آقا ﷺ کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے آپ ﷺ کے گھر مبارک جا پہنچے اور حضور ﷺ سے اسلام کے متعلق سنا اور قرآن پاک کی تلاوت سنی تو اس وقت کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھ کر ایمان لے آئے۔اس کے بعد اپنے قبیلہ والوں کو اسلام کی دعوت دی اور حضور ﷺ سے قبیلہ والوں کی ہدایت کے لئے دعا کی درخواست کی۔آقا ﷺ نے ان کے لئے

Marfat.com

دعا کی تو سارا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔

پھر یہ غزوہ خیبر کے موقع پر اپنے قبیلہ کے ستر گھرانے والوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کو مال غنیمت سے بھی حصہ عنایت فرمایا۔

حضور ﷺ کی رحلت کے بعد قبیلہ دوس نے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر طلیحہ اسدی کو شکست دی۔ اور اس کے بعد یہ قبیلہ مسلمہ کذاب کے لشکر کے خلاف دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر معرکہ آراء ہوا۔ اور اس کو شکست دی۔ اسی جنگ میں حضرت طفیل بن عمرو دوسی شہادت کے منصب پر فائز ہوئے اور ان کے بیٹے کو شدید زخم آئے جو کہ بعد میں عہد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں جنگ یرموق میں شہید ہوئے۔

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنے لئے پسند فرما لیتے ہیں اور جو ان کی طرف رجوع کرتا ہے اس کو اپنی راہیں بتاتیں ہیں۔ ہدایت عطا فرماتے ہیں۔ (زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۶۲۲ تا ۶۲۸)

Marfat.com

وفد مزنیہ

آقا دو جہاں حضور سرور کائنات ﷺ کی خدمت عالیہ میں خزاعی بن عبد سہم دوسرے نو لوگوں کے ساتھ حاضر ہوا یہ کل دس افراد تھے جو ایمان لائے اور یہ اپنے قبیلہ میں جا کر تبلیغ کرتے رہے۔ پہلے تو ان کے قبیلہ والوں نے صاف انکار کر دیا لیکن پھر یہ آہستہ آہستہ مسلمان ہونے لگے۔ دوسری دفعہ چار سو کی تعداد میں اس قبیلہ کا وفد حاضر خدمت ہوا اور اسلام کی تعلیمات حاصل کیں اور حضور ﷺ کے روئے زیبا سے اپنی آنکھوں کو سیراب کیا اور اپنے دلوں میں ایمان کی حکمت کو بھرا۔

جب یہ واپس جانے لگے تو حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کو راستے کے لئے (زاد راہ کے طور پر) کچھ دینے کے لئے حکم فرمایا۔ آپ نے عرض کی کہ میرے پاس تو بہت تھوڑی کھجوریں ہیں۔ حضور ﷺ نے پھر ان کو حکم دیا کہ جائیں اور ان کے زاد راہ کا بندوبست کریں۔

یہ ان کو لے کر جب اپنے گھر کی دوسری منزل پر پہنچے تو کھجوروں کا ایک ڈھیر پڑا ہوا پایا۔ خاکروبی رنگ کا ایک اونٹ بیٹھا ہوا ہے۔ سب لوگوں نے اپنے تھیلے وغیرہ بھر لئے۔ اور اس ڈھیر میں سے گویا ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔ یہ حضور ﷺ کی برکت تھی۔ (خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۱۰۱، ۱۱۰۲)

یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ سے آج بھی ویسی ہی برکت کا سوال کرتے ہیں ہم سب کی جھولیوں کو بھر دیں۔ یا برکت النبی تعالِ وانزلِ ثم لا ترتحلی۔

"اے حضور ﷺ کی برکت تو آ اور ہم پر ایسی نازل ہو کہ پھر تو کبھی واپس نہ جا"۔

(نثارالنبی بن محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ، دربار جینڈ شریف گجرات پاکستان)

وفد فزارہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ وفد تقریباً دس یا پندرہ افراد کے ساتھ عیینہ بن حصن کے کمسن بھتیجے حسن بن قیس کے ساتھ حاضر خدمت ہوا اور اسلام لا کر اپنی روحوں کو سیراب کیا۔ اور حضور ﷺ کا دیدار کر کے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھائی۔ انہوں نے حضور ﷺ سے اپنے علاقہ کی قحط سالی کے متعلق عرض کی کہ مویشی ہلاک ہو رہے ہیں اور سبزے کا نام و نشان نہیں ہے۔ اور کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں۔ خدارا ہم پر رحم فرمائیں۔

ان کی حالت زار کو دیکھ کر رحمت اللعالمین ﷺ پر رقت طاری ہو گئی۔ آپ منبر پر تشریف لے آئے اور اپنے ید بیضاء

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کے لئے دراز فرمادیئے۔ رحمت الٰہی دوڑ کر آئی اور ان کے علاقوں میں اتنی بارش ہوئی کہ قحط کا نام و نشان مٹ گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللھم اسق بلادك و بھائمك وانشر رحمتك و احی بلادك المیتہ۔ اللھم اغثنا مغیثا مریعًا مریعًا و اسقا عاجلا غیر اجل نافعًا غیر ضارً اللھم اسقیًا رحمۃ الاسقیاء و لا عذاب ولا معدولا غرق ولا محق اللھم اسقنا الغیث وانصرنا علی الاعدآءِ۔

"اے اللہ اپنے شہروں اور مویشیوں کو سیراب فرما۔ اپنی رحمت کو اپنی مخلوق پر پھیلا دے اور قحط سالی سے مردہ بستیوں کو دوبارہ زندہ فرمادے۔ اے اللہ ہم پر ایسی بارش نازل فرما۔ جو فریاد رسی کرنے والی ہو آرام پہنچانے والی ہو سرسبز و شاداب کرنے والی وسیع خطے پر ہو جو جلدی ہو تاخیر سے نہ ہو۔ نفع دینے والی ہو ضرر دینے والی نہ ہو۔ اے اللہ یہ تیری رحمت کا باعث ہو۔ عذاب کا باعث نہ ہو۔ اس سے مکان نہ گریں۔ مویشی نہ ڈوبیں۔ اور کوئی چیز جل نہ جائے۔ اے اللہ ہمیں بارش سے سیراب فرما اور دشمنوں پر غلبہ عطا فرما۔"

یہ دعا خاص کر سیلاب زدہ علاقوں کے لوگوں تک پہنچانی چاہیے۔

سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ایسے جامع الفاظ میں دعا فرماتے تھے۔ ایسے محبت کے الفاظ استعمال فرماتے تھے کہ ہر ہر چیز کی تفصیل اس میں شامل ہوتی تھی۔ آج بھی ہماری قوم اللہ تعالیٰ کے حضور میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کا وسیلہ رکھ کر معافی مانگتی رہے اور گناہوں سے باز آجائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم پر بے اندازہ نازل ہو اور اللہ تعالیٰ ہمیں دشمنوں کے خلاف فتح عطا فرما دیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کے صدقے میں ہمیں آسمانی اور زمینی بلاؤں سے نجات عطا فرمائیں اور ہر قسم کے حادثات سے محفوظ رکھیں اور ہمارے دیہاتوں اور شہروں کو سیلاب اور ہر قسم کی آفتوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین بجاہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وفد بہرا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں یہ تیرہ افراد پر مشتمل یہ وفد حاضر ہوا۔ یہ سب سے پہلے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچے۔ آپ نے اسی وقت وہ حلوہ جو اپنے گھر والوں کے لئے بنایا ہوا تھا سارے کا سارا ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ انہوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ یہ پھر بھی بچ گیا۔ پھر ان کے تمام گھر والوں نے کھایا پھر بھی بچ گیا۔ پھر اس حلوے کو انہوں نے اپنی لونڈی سدرہ کے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بھیجا۔ اس وقت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کے ہاں تشریف فرما تھے۔ آقا ﷺ نے خود بھی نوش فرمایا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کھلایا۔ یہ پھر بھی بچ گیا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا ضباعہ نے بھیجا ہے اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ حضور ﷺ نے مہمانوں کے متعلق پوچھا انہوں نے عرض کی کہ وہ ہمارے ہاں تشریف فرما ہیں۔ حضور ﷺ نے بچا ہوا حلوہ مہمانوں کے لئے لے جانے کا حکم دیا۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے حلوے کا پیالہ اپنی مالکن کو پیش کیا جتنے دن مہمان ہمارے ہاں رہے۔ وہ یہ مزیدار حلوہ تناول کرتے رہے۔

لیکن وہ جوں کا توں رہا۔ آخر انہوں نے پوچھا لیا کہ اتنا لذیذ حلوہ آپ لوگ دن میں کئی دفعہ ہمیں کھلاتے ہیں۔ ہم تو یہ لذیذ کھانے کبھی کبھار کھاتے ہیں۔ ان کو بتایا گیا کہ اس حلوہ میں حضور ﷺ کی مبارک انگلیاں لگی ہیں اور یہ آقا ﷺ کی ہی برکت ہے کہ یہ ختم نہیں ہو رہا۔ یہ سن کر سب نے بے اختیار پڑھا۔

نشھد انه رسول الله۔

ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

وہ وقت جو ان کے مقدر میں حضور ﷺ کی حاضری کا لکھا تھا تمام کرنے کے بعد یہ حضور ﷺ سے رخصت ہونے لگے۔ تو آقا ﷺ نے ان کو بھی انعام و اکرام سے سرشار فرمایا۔

کتنے خوش قسمت تھے وہ جو لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور ایمان و حکمت کو اپنے دلوں میں بھرتے رہے۔ (خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۱۳۹)

Marfat.com

وفد بنی عذرہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں صفر نو ہجری میں بارہ افراد کا وفد حاضر خدمت ہوا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کس قوم سے ہیں۔ انہوں نے اپنے متعلق بتایا کہ وہ عذرہ کی اولاد سے ہیں اور عذرہ ماں کی طرف سے قصی کا بھائی تھا۔ حضور علیہ السلام نے ان کو مرحبا کہا اور فرمایا کہ تم اپنے گھر والوں کے پاس آ گئے ہو۔

حضور ﷺ نے ان کو شام کے علاقے کی فتح کی خوشخبری سنائی۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ یرموک میں یہ فتح ہوا اور ہرقل شاہ روم کو شکست فاش ہوئی۔

حضور ﷺ نے ان کو کاہنوں وغیرہ کے پاس جانے سے منع فرمایا۔ (خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۱۴۱)

وفد بلی

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ وفد ابوخبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ربیع الاول نو ہجری کو حاضر ہوا۔ اور یہ لوگ اپنے رشتہ دار رفیع بن ثابت البلوی کے گھر ٹھہرے۔ یہ اپنی قوم کے لوگوں کو ساتھ لے کر بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مرحبا بک و بقومک۔ میں تمہیں اور تمہاری قوم کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ان سب لوگوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت فرمائی اور اسلام قبول کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

الحمد للہ الذی ھدا کم للاسلام۔

میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس نے تم لوگوں کو دین اسلام کی ہدایت بخشی۔

آقا ﷺ نے مزید فرمایا "جو شخص بھی دین اسلام کو قبول کئے بغیر مرے گا وہ دوزخ کا ایندھن بنے گا"۔

ابوحبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے مہمانوں کی ضیافت کا بڑا شوق ہے۔ کیا مجھے اس پر ثواب ملے گا۔ آقا ﷺ نے فرمایا "ہر اچھا کام جو تم کسی امیر یا غریب کے ساتھ کرو۔ اس کا تمہیں ثواب ملے گا"۔

اس نے عرض کی کہ (مہمانی کی) ضیافت کی مدت کتنی ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ تین دن۔ اس کے بعد صدقہ ہے۔ مہمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمہارے پاس تین دن سے زیادہ قیام نہ کرے"۔ (تاکہ میزبان کو تکلیف نہ ہو)

پھر اس نے عرض کی کہ گمشدہ بھیڑ بکری اگر جنگل سے مل جائے تو کیا حکم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ گے یا تمہارا بھائی ورنہ بھیڑیا اسے اچک لے جائے گا۔ پھر اس نے گمشدہ اونٹ کے بارے میں جو جنگل سے ملے حکم پوچھا۔ آقا ﷺ نے فرمایا مالک ولہ "تیرا اس سے کیا واسطہ" اسے چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ خود اس کا مالک اسے پالے"۔

Marfat.com

جتنے دن یہ مدینہ میں رہے حضور ﷺ اکرم ان کے پاس کھجوروں کا تحفہ لے کر حضرت رفیعؓ کے گھر جایا کرتے تھے اور فرماتے کہ اپنے مہمانوں کی میزبانی میں ان کھجوروں کو بھی استعمال کرو۔ (ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۷۰۸، ۷۱۰)

وفد زومرہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں زومرہ کا تیرہ رکنی وفد بھی دوسرے وفود کے آگے پیچھے ہی حاضر خدمت ہوا۔ ان کا سردار حارث بن عوف تھا۔ ان لوگوں نے عرض کی۔ کہ ہمارا جد اعلیٰ غالب بن لوی ہی تھا اس طرح ہمارا نسب بھی آپ ﷺ سے جا ملتا ہے ہم لوگ بھی آپ ﷺ کے خاندان سے ہی ہیں۔ حضور ﷺ ان کی بات سن کر مسکرا دیئے۔ انہوں نے اپنے علاقے میں قحط کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے بارش کی دعا فرمائی۔

اللھم اسقھم الغیث۔

اے اللہ جل شانہٗ انہیں بارش سے سیراب فرما۔

اللہ تعالیٰ نے فوراً اپنے پیارے حبیب پاک ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور اسی وقت ان کے علاقے میں اتنی بارش ہوئی کہ پانی کے تالاب بھر گئے۔ ہر طرف جل تھل ہوگئی اور سبزہ ہی سبزہ اگ آیا اور قحط کا نام ونشان نہ رہا۔

واپسی پر حضور ﷺ نے ان سب کو دس دس اوقیہ اور ان کے سردار حارث بن عوف کو بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی۔

(خاتم النبیین جلد ۲ صفحہ ۱۱۴۳، زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۶۶۱)

وفد حولان

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں ان کا دس رکنی وفد ماہ شعبان دس ہجری میں حاضر خدمت رہا۔ ان کا قبیلہ پہلے ہی مسلمان ہوگیا تھا۔ یہ بڑی دور دراز کی مسافتیں طے کر کے حاضر خدمت ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کو ان کے اونٹوں کے ہر قدم کے بدلے میں نیکی کی خوشخبری عطا فرمائی۔ اور فرمایا کہ جو شخص بھی میری زیارت کیلئے مدینہ منورہ آئے گا وہ جنت میں میرے پڑوس میں ہوگا۔

حضور ﷺ نے ان سے ان کے بت "عم انس" کے بارے میں دریافت فرمایا۔

انہوں نے عرض کی کہ چند ایک بوڑھی عورتوں کے دلوں میں ابھی تک اس کی محبت ہے۔ ان لوگوں نے واپسی پر سب سے پہلے اس بت کو پاش پاش کیا۔

ایمان لانے سے پہلے یہ لوگ اس بت کے نام کے اور اللہ تعالیٰ کے نام کے الگ الگ مویشی ذبح کرتے تھے اور بت کے نام کا اور اللہ تعالیٰ کے نام کا کھیتی میں سے بھی حصہ رکھتے تھے۔ اور اگر بت کے نام کی کھیتی کا نقصان ہو جاتا تو اللہ کے

Marfat.com

نام کی کھیتی اس میں ڈال دیتے اور اگر بت کے نام کے مویشیوں کا نقصان ہو جاتا تو اللہ کے نام کے مویشی اس میں ڈال دیتے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نام کی کھیتی یا اللہ تعالیٰ کے نام کے مویشیوں میں وہ بتوں کے نام کی کھیتی یا بتوں کے نام کے مویشیوں کو نہیں ملاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سورۃ الانعام میں اس کا ذکر فرمایا۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿١٣٦﴾ (سورۃ الانعام، ۱۳۶)

ترجمہ: اور انہوں نے بنا رکھا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے اس سے اس سے جو پیدا فرماتا ہے۔ فصلوں اور مویشیوں سے مقررہ حصہ اور کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

ان کے خیال میں اور یہ شریکوں کے لئے ہے تو وہ حصہ جو ہو اِن کے شریکوں کے لئے وہ نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ کو اور جو حصہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لئے وہ پہنچ جاتا ہے ان کے شریکوں کو۔ کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں"۔

جب یہ ایمان لائے تو پھر انہوں نے یہ کام چھوڑ دیئے اور سچے دل سے تائب ہو گئے۔

حضور ﷺ نے انہیں وعدہ پورہ کرنے امانت کو جوں کی توں اپنے مالک کو واپس لوٹانے اور پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھنے کا حکم فرمایا۔

اور یہ بھی فرمایا کہ کسی پر ظلم نہ کریں کیونکہ جس پر ظلم کیا جائے گا تو روز قیامت وہ ظلم تہہ در تہہ اندھیروں میں ظاہر ہو گا واپسی پر حضور ﷺ نے ان کو عطیات عطا فرمائے۔ (ضیاء النبی ۴۔ ۷۱۴۔ خاتم النبیین ۲۔ ۱۱۴۴۔ زاد المعاد ۳۔ ۶۶۲)

وفد محارب

حضور ﷺ عکاظ کے میلے میں مکہ مکرمہ میں تبلیغ کے دوران جب اس قبیلہ والوں کے پاس گئے تو ان قبیلہ والوں نے نہایت سختی سے حضور ﷺ کی تبلیغ کو جھٹلا دیا اور ان میں سے ایک آدمی نے حضور ﷺ سے بدکلامی بھی کی۔ آج انہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ جل شانہ حضور ﷺ کے قدموں میں لے آیا۔

سن دس ہجری میں یہ سب وفود سے آخر میں آقا ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری کے لئے آئے۔ یہ سب قبیلہ بھی مسلمان ہو گیا۔ اور ان میں سے دس آدمی حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور آقا ﷺ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت بلال دوپہر اور شام کو سرکاری مہمان خانہ میں ان کی تواضع فرماتے رہے حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے ایک دن آقا ﷺ ان کے پاس عصر سے شام تک رہے اور ایک آدمی کو غور سے دیکھتے رہے۔ گویا اس کو کہیں دیکھا

Marfat.com

ہو وہ آدمی پہچان گیا اور عرض کرنے لگا کہ میں نے حضور ﷺ کو عکاظ کے میلے میں دیکھا تھا۔ جب آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تھے۔ اور ہم لوگوں نے حضور ﷺ کی تعلیم کو سختی سے ٹھکرا دیا تھا اور میں نے اپ سے بدکلامی کی تھی۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے میری اس بدکلامی کیلئے مغفرت طلب فرمائیں۔ میں اس خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہوں جس نے مجھے اتنی مہلت دی کہ میں آج آقا ﷺ پر ایمان لے آیا۔ میرے ساتھ جو دوسرے لوگ تھے وہ شرک کی حالت میں ہی مر گئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ "یہ دل اللہ تعالیٰ جل شانہ کے دست قدرت میں ہیں۔ اور "جب انسان کفر و شرک کو ترک کر کے سچے دل سے اسلام قبول کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے بڑے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے"۔

کچھ دنوں کے بعد یہ لوگ اپنے دامن میں حضور ﷺ کی برکتیں سمیٹے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

(زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۶۶۳)

وفد صداء

امام بغوی بیہقی صدائی وغیرہ نے بہ روایت حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدائی سے کی ہے۔ حضور ﷺ سرور دو عالم نے صدا کے لوگوں کی طرف ایک لشکر جس کی تعداد چار سو تھی۔ روانہ فرمایا اس کی قیادت حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے یہ لشکر آٹھ ہجری میں جعرانہ میں غنیمتیں تقسیم فرمانے کے بعد روانہ فرمایا۔ تو یہاں زیاد بن حارث صدائی حاضر خدمت ہوئے انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد عرض کی کہ لشکر کو واپس بلا لیں۔ میں ضمانت دیتا ہوں کہ میری قوم اسلام قبول کر لے گی۔

حضور ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور اس لشکر کو کہو کہ انہیں حضور ﷺ نے حکم دیا ہے کہ واپس آ جائیں۔ زیاد بن حارث نے عرض کی کہ میری سواری کا اونٹ تھکا ہوا ہے۔ چنانچہ آقا ﷺ نے ایک اور آدمی بھیجا جو انہیں قناۃ کے مقام سے واپس لایا۔ انہوں نے اپنی قوم کو اسلام لانے کے متعلق لکھا۔ تو ساری قوم نے اسلام قبول کر لیا۔ امام بغوی بیہقی اور ابن عساکر زیاد بن حارث صدائی سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا "کہ اے صدا قبیلہ کے بھائی کیا تیری قوم تیری اطاعت کرتی ہے"۔ میں نے عرض کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت دی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اپنی قوم کا امیر بنا دوں میں نے عرض کی کہ جیسے حضور مہربانی فرمائیں۔ حضور ﷺ نے میری امارت کے لئے فرمان لکھ دیا۔ پھر میں نے عرض کی کہ حضور ﷺ صدقات وصول کرنے کا بھی مجھے اختیار عطا فرما دیں چنانچہ آقا ﷺ نے یہ اختیار بھی مجھے عطا فرما دیا اور اس کے لئے الگ تحریر لکھ دی۔

مدینہ کی طرف واپسی کے وقت ایک آدمی نے اپنے عامل کے متعلق شکایت کی کہ وہ ہم پر بہت زیادتی کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کے متعلق تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ "لاخیر فی الدمارۃ یرجل مومن"۔

Marfat.com

مرد مومن کیلئے امارت میں کوئی بھلائی نہیں"

ایک اور آدمی حاضر خدمت ہوا اور اس منصب کے لئے عرض کی کہ مجھے عنایت فرمادیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "جو غنی ہو اور پھر لوگوں سے سوال کرے وہ اس کے سر میں درد اور شکم میں بیماری ہے"۔

حضور سرور دو جہاں ﷺ جعرانہ سے مدینہ منورہ واپسی میں ساری رات سفر کرتے رہے اور زیاد بن حارث کہتے ہیں میں آقا ﷺ کے ساتھ رہا صبح کی اذان میں نے دی۔ حضور ﷺ سفر فرماتے رہے جب صبح صادق طلوع ہونے لگی تو آقا ﷺ سواری سے نیچے تشریف لائے۔ قضائے حاجت سے فراغت کے بعد وضو فرمانے کے لئے مجھ سے پانی طلب فرمایا۔ میں نے عرض کی نہایت قلیل مقدار میں ہے۔ مجھے اسی کو لانے کا حکم دیا گیا۔ حضور ﷺ نے اس تھوڑے سے پانی میں اپنی انگلیاں رکھ دیں۔ تو اس میں سے پانی کے چشمے ابلنے لگے اور یہ چشمے حضور ﷺ کی انگلیوں میں سے ابل رہے تھے۔ تمام لشکر نے بھی اس سے وضو کیا۔ پھر اقامت کے لئے حضرت بلال نے عرض کی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اذان صداء قبیلہ کے بھائی نے دی ہے اور جو اذان دے وہی اقامت کہے"

جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو میں دونوں تحریریں لے کر حاضر خدمت ہوا جن میں حضور ﷺ نے مجھے امارت سونپ دی اور عرض کی کہ میں ان امارتوں سے استعفا دیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ میں نے عرض کی کہ میں نے سنا ہے کہ "مرد مومن کے لئے امارت میں کوئی بھلائی نہیں" اور میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا چکا ہوں۔ اس لئے امارت کو پسند نہیں کرتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جیسے تمہاری مرضی۔ چاہے تو ان عہدوں کو برقرار رکھ۔ چاہے تو استعفا دے دے۔ میں نے استعفا دیدیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایسا آدمی بتاؤ جو اس ذمہ داری کو قبول کر لے۔ میں نے ایک آدمی کے بارے میں عرض کر دی۔ پھر میں نے عرض کی کہ ہمارا ایک کنواں ہے جس میں سردیوں میں پانی ہوتا ہے اور گرمیوں میں نہیں ہوتا اور ہمارے قبیلہ والوں کو اردگرد کے کنواں پر جا کر ڈیرہ لگانا پڑتا ہے۔ اور دشمن قبائل سے ہمیں ڈر لگا رہتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سات کنکریاں لاؤ۔ میں سات کنکریاں لے کر آیا۔ آقا ﷺ نے انہیں ہاتھوں میں ملا اور دعا فرمائی اور فرمایا کہ ان کنکریوں کو اس کنویں میں ڈال دینا۔ چنانچہ واپس جا کر میں نے ایسا ہی کیا۔ اس کنویں کا پانی لبالب بھر گیا اور پھر ختم نہ ہوا۔

حضور ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد صدائی قبیلہ کے پندرہ آدمی حاضر خدمت ہوئے اور بیعت فرمائی اور دین اسلام سیکھا اور واپس جا کر اسلام کی تبلیغ فرمائی ان کے ہاتھ پر یمن کے بے شمار لوگوں نے دین اسلام قبول کیا اور پھر دس ہجری میں حجتہ الوداع کے سال انہی ایک سو لوگوں کا وفد بیعت کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ اور اپنی جھولیوں کو فیوض و برکات سے بھر کر واپس لوٹا۔ (سبل الہدیٰ جلد ۶، صفحہ ۵۳۲، زاد المعاد جلد ۳ صفحہ ۶۶۳)

Marfat.com

طارق بن عبداللہ اپنے ساتھیوں سمیت

حضور ﷺ کی طارق بن عبداللہ سے پہلی ملاقات مکہ مکرمہ میں سوق کے بازار میں ہوئی۔ حضور ﷺ نے اس وقت ایک جبہ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ اور اسلام کی تبلیغ فرمارہے تھے اور ابولہب پیچھے پیچھے آقا ﷺ پر پتھر برسا رہا تھا اور بک رہا تھا کہ ان کی بات کوئی نہ مانے جب بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا تو یہ مدینہ منورہ کی طرف اپنے ساتھ بہت سے لوگوں کو لئے ہوئے نکلے تا کہ یہاں سے کھجوریں خریدیں۔ جب یہ مدینہ کے نخلستانوں کے قریب پہنچے اور مدینہ منورہ میں داخلہ سے پہلے اپنے لباسوں کو تبدیل کرنے لگے کہ اچانک ایک بہت ہی نورانی صورت ظاہر ہوئی اور ہمیں سلام کیا۔ ہم نے جواب دیا۔ انہوں نے دریافت فرمایا کہ کہاں سے آئے ہیں۔ ہم نے عرض کی کہ ربذہ سے پھر انہوں نے دریافت فرمایا کہ کدھر کا ارادہ ہے۔ ہم نے عرض کی اس شہر میں جارہے ہیں انہوں نے دریافت فرمایا کہ کیا کام ہے ہم نے عرض کی کہ یہاں کی کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں۔ ہمارے ساتھ ایک سرخ رنگ کا اونٹ تھا۔ انہوں نے فرمایا کیا تم یہ اونٹ بیچنا چاہتے ہو ہم نے عرض کی کہ ہاں۔ ہم اتنے صاع کھجوروں کے بدلے اس کو بیچیں گے۔ انہوں نے اس قیمت میں سے ایک پیسہ بھی کمی کی خواہش نہ کی۔ اور ہمارے ہاتھ سے اونٹ کی مہار پکڑی اور اسے لے کر نخلستان کی کھجوروں میں ہماری نظروں سے اوجھل ہوگئے تو ہم آپس میں لڑنے لگے کہ ہم نے ایک ایسے آدمی کے ہاتھ اونٹ فروخت کر دیا جسے جانتے ہی نہیں۔ ایک خاتون جو ہمارے ساتھ سفر کر رہی تھی کہنے لگی کہ میں نے اتنی پاکیزہ اور نورانی چودھویں کے چاند جیسی صورت دیکھی ہے میں تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں"۔

تھوڑی دیر بعد ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا بھیجا ہوا ہوں یہ تمہاری کھجوریں ہیں۔ انہیں خوب شکم سیر ہو کر کھاؤ اور انہیں پورا پورا ناپ لو۔ ہم نے وہ ناپیں تو وہ بالکل پوری تھیں۔

جب ہم مدینہ منورہ میں مسجد میں داخل ہوئے تو ہم نے اسی نورانی صورت کو منبر پر جلوہ افروز دیکھا وہ لوگوں کو خطبہ فرما رہے تھے جو ہمارے دل میں اتر گیا ان اِن سے آپ ﷺ یہ بھی فرمارہے تھے" کہ صدقہ دیا کرو۔ صدقہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والا ہاتھ سے بہت بہتر ہے۔ ابتداء اپنی ماں سے کرو۔ پھر اپنے باپ سے پھر بہن سے پھر بھائی سے پھر دوسرے قریبی رشتہ دار درجہ بدرجہ ہیں۔ (ضیاء النبی ۴۔ ۷۲۰۔ زاد المعاد ۳۔ ۶۳۸۔ سبل الہدیٰ ۶۔ ۵۴۳)

وفد بنی اسد

حضور سرور کائنات ﷺ کی خدمت عالیہ میں بنی اسد کا دس رکنی وفد جن میں وابصہ بن معبد طلحہ بن خویلد بھی تھے حاضر ہوا اور یہ لوگ حضور ﷺ پر احسان جتلانے لگے کہ ہم لوگ آپ پر اور آپ کے خدا پر بغیر آپ کے بلانے کے ایمان لے آئے ہیں اور ہم اپنے پیچھے والے لوگوں کے بھی ذمہ دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً قرآن پاک کی آیت نازل فرمائی۔

Marfat.com

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: ''وہ احسان جتلاتے ہیں کہ وہ اسلام میں آئے فرمایئے مجھ پر مت احسان جتلاؤ اپنے اسلام کا بلکہ اللہ نے احسان فرمایا ہے تم پر کہ تمہیں ایمان کی ہدایت بخشی اگر تم (اپنے ایمان کے دعویٰ) میں سچے ہو۔''

(سورۃ الحجرات آیت ۱۷)

حضور ﷺ نے انہیں عیافہ یعنی پرندوں کے ناموں آوازوں اور گزرنے سے فال پکڑنا۔ کہانت یعنی مستقبل کے حالات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا۔ اور کنکریاں پھینکنے سے منع فرمایا۔ انہوں نے مباح چیز کے متعلق پوچھا تو آقا ﷺ نے ان سے رمل کے مباح ہونے کے بارے میں فرمایا۔ کیونکہ اس کی تعلیم اللہ کے نبی ﷺ کو دی گئی تھی۔ لیکن علماء اس کی تصریح میں فرماتے ہیں چونکہ ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں کہ ان خطوط کو اس نبی ﷺ کے خطوط سے مطابقت ثابت کر سکیں۔ اس لئے آج کی دور میں یہ مباح نہیں بلکہ اس کی ممانعت ہے۔ (ضیاء النبی ۴۔ ۲۱، زاد المعاد ۳۔ ۶۵۴)

ایک دفعہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ ایک لشکر پر حملہ کرنے لگے۔ تو کسی آدمی نے تیروں کی فال نکالنے کے لئے کہا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں فال نکالوں اور میرا تیر حملہ کرنے کے حق میں آئے۔ اور پھر مجھے فتح ہو۔ تو فوراً میرا یقین تیر پر آئے گا اور خدا تعالیٰ کی ذات پر نہیں آئے گا۔ اس لئے میں تیروں کی فال نہیں نکالوں گا۔

وفد غسان

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں غسان کے قبیلہ کے تین افراد حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ انہوں نے عرض کی کہ ہمارے لوگ قیصر کا قرب اور اپنی حکومت چاہتے ہیں اس لئے ہم ان کے اسلام لانے کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ واپسی پر آقا ﷺ نے حسب معمول ان کو بھی انعام و اکرام سے نوازا۔ جب یہ لوگ واپس ہوئے تو انہوں نے اپنی قوم کو اسلام کی نصیحت کی۔ لیکن ان کی قوم نہ مانی انہوں نے اپنے اسلام کو ان لوگوں سے خفیہ رکھا۔ (سبل الہدیٰ جلد ۶ صفحہ ۶۶۹)

وفد بنی عبث

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں یہ بھی تین لوگ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ ہم نے آپ ﷺ کے علماء سے سنا ہے کہ جس نے ہجرت نہیں کی اس کا اسلام قبول نہیں۔ اگر اپ ﷺ ہمیں حکم دیں تو ہم اپنا مال مویشی سب کچھ فروخت کر کے حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں آ حاضر ہوں۔ حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

اتقوا اللہ حیث کنتم فلن یلتکم من اعمالکم شیئا۔

Marfat.com

"جہاں کہیں بھی تم ہو۔ اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ تمہارے اعمال میں ذرا کمی نہیں آئے گی۔ (عیون الاثر جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

جریر بن عبد البجلی

طبرانی۔ بیہقی ابن سعد۔ اور امام احمد نے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ منبر شریف پر بیٹھے خطبہ فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب اس دروازے سے ایک ایسا آدمی داخل ہوگا جو تمام اہل یمن سے بہتر ہے اور اس کے چہرے پر جہانبانی کے آثار ہیں۔ تھوڑی دیر بعد فوراً جریر حاضر ہوئے۔

حضرت جریر بن عبد البجلی فرماتے ہیں۔ کہ مدینہ منورہ میں جب میں داخل ہوا تو میں نے اپنا لباس تبدیل کیا اور حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضری کے لئے آیا تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ آقا ﷺ نے تیرے بارے میں بڑے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے۔

جب میں آقا ﷺ کے پاس آیا تو حضور ﷺ نے میرے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ اور میرے سر، چہرہ اور سینے پر ہاتھ پھیرا اور مجھے بیعت فرمایا۔

حضور ﷺ نے مجھے فرمایا۔

"میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم یہ گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ گواہی دو کہ میں اللہ کا رسول (ﷺ) ہوں۔ اللہ تعالیٰ۔ یوم آخرت اور تقدیر خیر و شر پر ایمان لے آؤ فرض نماز ادا کرو۔ فرض زکوٰۃ ادا کرو۔ فرض رمضان کے روزے رکھو اور ہر مسلم کیلئے خیر خواہی کرو اور ہر والی کی اطاعت کرو اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو"۔

وفد رہاوین

آقا دو جہاں سرکار دو عالم رسول مکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں رہاوی قبیلہ کے تیرہ افراد حاضر خدمت ہوئے ان کے ساتھ قتادۃ الراوی بھی تھے ان کو رملہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ٹھہرایا گیا۔ جہاں اکثر وفود کو ٹھہرایا جاتا تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ کو چند تحائف کے علاوہ ایک گھوڑا بھی پیش کیا اس گھوڑے کے مالک کے حضور ﷺ کو گھوڑا کے چند کرتب اور رقص بھی دکھائے جنہیں آقا ﷺ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

حضور ﷺ نے قتادۃ الراوی کو ان کی قوم کا امیر مقرر فرمایا۔ ان سب کو انعام و اکرام سے نوازا ہر ایک کو پانچ سے لے کر بارہ اوقیہ چاندی تک مرحمت فرمائی اور ان کو دعاؤں سے نوازا۔ حضور ﷺ کے دست مبارک کو الوداع کے وقت قتادۃ الراوی نے پکڑ لیا تو حضور ﷺ نے ان کو دعا دی۔

جعل اللہ التقویٰ سے ماتکون تک۔

Marfat.com

''زندگی کے اس سفر میں اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تیرا زادراہ بنائے تیرے گناہوں کو الہ تعالیٰ معاف فرمادے اور جہاں کہیں بھی تم ہو۔تمہارے رخ کو خیر کی طرف پھیر دے''۔(ضیاء النبی ۴۔ ۷۲۵۔بل الہدیٰ ۶۔ ۴۷۵)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بطور امیر الحج

حضور ﷺ نے رمضان میں غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد نو ہجری میں ذی الحج کے مہینے میں تین سو افراد کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر الحج بنا کر بھیجا۔

حضور ﷺ نے قربانی کے لئے بیس اونٹ ساتھ بھیجے اور ان کے قلاوے خود اپنے دست مبارک سے ان کے گلوں میں ڈالے۔اس کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اپنے قربانی کے پانچ جانور بھی ساتھ لئے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تشریف لے گئے تو اس کے بعد حضور ﷺ پر سورہ براۃ نازل ہوئی۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝۲ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْۗءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ

(سورۃ التوبہ: ۳۔۱)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بیزاری (اور دست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے صلح دامن کا معاہدہ کیا تھا (اور وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے تھے) پس (اے مشرکو) تم زمین میں چار ماہ تک گھوم پھر لو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بے شک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔(یہ آیات) اللہ اور اس کے رسول (علیہ السلام) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حج اکبر کے دن اعلان (عام) ہے۔کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول (ﷺ) بھی (ان سے بری الذمہ ہے)۔

حضور ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ کسی اہم اعلان کے لئے کسی اہم آدمی کو اپنی کوئی خاص نشانی مرحمت فرما کر بھیجتے تھے۔

پس حضور ﷺ نے بھی اس اہم ترین اعلان کے لئے اپنے ہی گھر کے فرد سیدنا حضرت علی کرم اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرمایا اور انہیں اپنی خاص نشانی اپنی اونٹنی قصوا پر سوار فرما کر بھیجا تا کہ مسلمانوں کو سورۃ برآۃ کے نازل ہونے والے احکام سے آگاہ کریں اور ساتھ اور چار باتوں کے اعلان کا بھی حکم دیا۔

۱۔ مومن کے بغیر کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

Marfat.com

۲۔ کوئی بھی مرد یا عورت برہنہ ہو کر طواف نہیں کرے گا۔

۳۔ جس کے ساتھ حضور ﷺ کا کوئی معاہدہ ہے۔ مدت پوری ہونے کے بعد وہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔

۴۔ اس سال کے بعد کسی بھی مشرک کو حج کی اجازت نہیں ہوگی۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی ذاتی اونٹنی قصوا پر سوار ہوئے اور تیزی سے سفر فرماتے ہوئے مقام "عرج" یا "دجنان" پر قافلے سے جا ملے۔ اس وقت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز پڑھانے لگے تھے اور ابھی تکبیر تحریمہ شروع ہونے والی تھی کہ حضور ﷺ کی اونٹنی کی آواز سنائی دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ یہ آواز رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی ہے۔ تھوڑی دیر بعد سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹنی پر نمودار ہوئے۔ آپ اونٹنی سے اتر کر جب تشریف لائے تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ سوال فرمایا کہ "امیر او مامور"۔ امیر بنا کر بھیجے گئے ہیں یا مامور ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ بل مامور" بلکہ میں مامور ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ آپ کے تشریف لانے کے بعد حضور ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورۃ برآۃ نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے اس اہم اعلان کے کرنے کے لئے مجھے بھیجا ہے۔ تاکہ حج کے موقع پر لوگوں کو سورہ برآۃ کے احکام سے آگاہ کروں اور ساتھ چار اور باتوں سے بھی آگاہ کروں۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ تمام وقت مدینہ منورہ واپسی تک حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہی نمازیں ادا فرماتے رہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایام حج میں ہر روز ہر مقام پر خطبہ ارشاد فرماتے اور لوگوں کو حج کے مسائل سے آگاہ فرماتے اور بعد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو کر لوگوں کو سورۃ برآۃ پڑھ کر سناتے اور لوگوں کو اس کے احکامات سے آگاہ فرماتے اور حضور ﷺ کی چار باتیں بھی لوگوں نے ذہن نشین کرواتے کہ بغیر مومن کے کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ کوئی بھی برہنہ ہو کر طواف نہیں کرے گا۔ مشرکین کے ساتھ معیاد ختم ہوتے ہی تمام معاہدے فوراً ختم ہو جائیں گے اور آج کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا۔

(ضیاء النبی ۴۔ ۳۰۔ ۷۲۸، سیرت الرسول ڈاکٹر طاہر القادری ۶۔ ۳۷۰۔ ۳۶۹۔ رحمت دارین ۷۶۳ نبی رحمت ۲۔ ۱۱۸۔ اصح السیر بحوالہ ابن اسحاق ۴۰۰۔ سیرۃ ابن ہشام ۲۔ ۵۴۳ تا ۵۴۶۔ زاد المعاد ۲۔ ۱۲۶۔ ۱۔ تاریخ الخمیس ۲۔ ۱۴۰)

نجران کی طرف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا سریہ

حضور سرور کائنات ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کی طرف چار سو مجاہدین کے لشکر کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ربیع الاول دس ہجری میں روانہ فرمایا۔ آقا ﷺ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ ان سب کو تین تین بار اسلام قبول کرنے

Marfat.com

کی دعوت دینا۔ اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو وہیں کچھ وقت رہنا اور انہیں قرآن پاک کی تعلیمات اور سنت مطہرہ سے آگاہ کرنا۔ اور بصورت دیگر ان سے جنگ کرنا۔

نجران کے یہ سب لوگ عیسائی تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہاں پہنچے تو آپ نے اپنے لشکر کو چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں بانٹ کر ان کی مختلف بستیوں کی طرف بھیجا۔

حضور ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ان کو ہدایت نصیب فرمادی اور یہ سب لوگ ایمان لے آئے اور مسلمان ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہیں کچھ عرصہ تشریف فرما رہے اور ان کو قرآن پاک اور سنت مبارک کی تعلیمات دیتے رہتے۔ دریں اثناء انہوں نے حضور ﷺ آقا دو جہاں ﷺ کو ایک خط تحریر فرمایا اور تمام اہل علاقہ کے اسلام لے آنے کے بارے میں خوشخبری ارسال فرمائی۔ حضور ﷺ سن کر بہت خوش ہوئے اور جوابی خط تحریر فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائی اور ان کو یہ بھی تحریر فرمایا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بشارت دیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرائیں اور مدینہ طیبہ واپس آتے وقت ان کا ایک وفد اپنے ہمراہ لائیں اور تم سب پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت اور برکتیں ہوں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامیابی سے واپس تشریف لائے اور ان کا ایک وفد بھی ہمراہ لائے۔ حضور ﷺ نے بنو حارث بن کعب کے وفد پر قیس بن حسین کو امیر مقرر فرمایا۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو سیراب کیا اور واپس اپنے علاقے میں تشریف لے آئے۔ (محمد رسول اللہ، محمد رضا صفحہ ۳۴۳)

حضور ﷺ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات

حضور ﷺ نبی رحمت ﷺ کی خدمت عالیہ میں حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عمر ابھی صرف سولہ ماہ تھی کی بیماری کے متعلق عرض کیا گیا آقا ﷺ یہ سن کر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کی گود میں دیا گیا۔ اس وقت آپ آخری ہچکیاں لے رہے تھے ان کو دیکھ کر حضور ﷺ کا دل بھر آیا اور آنکھیں مبارک سے آنسو رواں ہو گئے۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر آقا ﷺ کی آنکھوں سے آنسوؤں کو بہتے دیکھ کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضور ﷺ کو روتا دیکھ کر لوگ بھی رونا شروع کر دیں گے۔ آپ ﷺ تو ایسے موقع پر رونے دھونے سے منع فرمایا کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تو لوگوں کو بین کرنے سے منع کرتا ہوں اور متوفی کی وہ خوبیاں جو اس میں نہیں ہوتیں بیان کرنے سے روکتا ہوں۔ آقا ﷺ نے فرمایا۔

وَاِنَّا عَلَيْهِ لَمَحْزُوْنُوْنَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزُنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُوْلُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ۔

ترجمہ: ہم ابراہیمؓ کی وفات پر غمگین ہیں۔ آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں۔ دل مغموم ہے۔ لیکن ہم اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکالتے جو ہمارے رب کی ناراضگی کا باعث ہو۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ اور اس پر پانی چھڑکا گیا۔
ان کی وفات پر سورج گرہن لگا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ گرہن الہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ یہ کسی کی وفات پر نہیں لگا کرتا۔ (محمد رسول اللہ، از محمد رضا صفحہ ۳۵۶)

حضرت ابوموسیٰ اور حضرت معاذ بن جبل کی یمن روانگی

حضور ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زبید اور عدن کا والی بنا کر بھیجا۔ ان کا نام عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ یہ اولین ایمان لانے والوں میں سے تھے اس کے علاوہ حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی یمن کی طرف والی بنا کر بھیجا اور حکم دیا کہ عنقریب تمہاری ملاقات جب اہل کتاب سے ہو۔ تو ان کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کی دعوت دینا۔ اگر وہ یہ دعوت قبول کرلیں تو ان کو بتانا کہ تم پر زکوٰۃ فرض ہے جو تمہارے غنی لوگوں سے لی جائے گی اور فقراء میں بانٹ دی جائے گی اور جب وہ یہ بھی مان لیں تو زکوٰۃ لیتے وقت ان کا بہترین جانور نہ لینا اور مظلوم کی بد دعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بد دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا۔

حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کسی مقدمے کا فیصلہ تم کس طرح کرو گے انہوں نے جواب دیا کہ کتاب الٰہی کے مطابق فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ تو پھر؟ عرض کی حضور ﷺ کی سنت کے مطابق۔ فرمایا اگر اس میں بھی اس کا جواب تلاش نہ کر سکو تو؟ عرض کی کہ میں خود اس کا جواب تلاش کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس نے اپنے رسول (ﷺ) کے فرستادہ کو اس بات کی توفیق دی جس سے اس کا رسول (ﷺ) خوش ہوتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور ﷺ کو بہت پیار تھا۔ آپ سے کئی ایک احادیث بھی مروی ہیں۔ آپ اٹھارہ سال کی عمر میں ایمان لے آئے تھے آپ انصار۔ خزرج قبیلہ سے تھے جن چار آدمیوں سے قرآن سیکھنے کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا آپ ان میں سے ایک تھے۔ اور بہت سخی تھے اس لئے اکثر مقروض رہتے تھے۔

حضور ﷺ ان کی یمن روانگی کے وقت ان کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے رہے۔ یہ اس وقت سوار تھے حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ شاید اس سال کے بعد تو مجھ سے ملاقات نہ کر سکے اور تمہارا گزر میری مسجد اور میری قبر پر ہو۔ یہ سن کر آپ رونے لگے۔

واقعی جس وقت آپ واپس آئے تو اس وقت مسند خلافت پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے یہ تھوڑے دن رہ کر شام تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔ (سیرۃ النبویہ ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۹۸)

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

سیدنا حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک دن حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ مسجد میں آتے ہی دو رکعت پڑھا کرو۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے چند سوالات پوچھے۔ حضور ﷺ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے راستہ میں جہاد سب اعمال سے پسندیدہ ہے وہ مومن جس کا اچھا اخلاق ہو۔ اس کا ایمان زیادہ کامل ہے۔ (مسلمانوں میں وہ افضل ہے) جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ (وہ ہجرت افضل ہے) جس نے بدی کو ترک کر دیا۔

(قرآن پاک میں) آیت الکرسی سب سے افضل ہے۔

(انبیاء کی تعداد) ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔

(رسولوں کی تعداد) تین سو تیرہ ہے۔

حضور ﷺ نے ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت فرمائی کہ اس کا تقویٰ تمہارے حالات کو مزین کر دے گا اور خاموشی اختیار کرنے اور زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرنے کی وصیت فرمائی کہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتے ہیں اور چہرے کی نورانیت جاتی رہتی ہے اور مسکینوں کے پاس بیٹھنے اور ان کی محبت کو محبوب رکھنے کا حکم فرمایا اور سچ بولنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے کی نصیحت فرمائی۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یمن کی طرف روانگی

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلی مرتبہ فتح مکہ کے بعد آٹھ ہجری میں یمن روانہ فرمایا تھا۔ دوسری مرتبہ حضور ﷺ نے ان کو دس ہجری میں تین سو سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا۔

آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے مسلمانوں پر تیروں اور پتھروں سے حملہ کر دیا مسلمانوں نے جب مذحج قبیلہ کے بیس جوانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو ان کی ہمت جواب دے گئی اور یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمدان قبیلہ کو دعوت اسلام دی تو سب لوگ ایمان لے آئے۔ حضور ﷺ نے ہمدان قبیلہ کے ایمان لانے کی بابت سنا تو بہت خوش ہوئے اور سجدہ شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی۔ اور قبیلہ ہمدان کے لئے سلامتی کی دعا فرمائی۔

اس معرکہ سے فراغت کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ شریف میں آ ملے۔ (محمد رسول اللہ از محمد رضا، صفحہ ۳۴۷)

Marfat.com

حضرت جبرائیل علیہ السلام

ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بہت خوبصورت شکل میں' بہت اچھا لباس زیب تن کئے حضور ﷺ کے پاس جب کہ آقا علیہ السلام صحابہ کی جامعیت میں تشریف فرما تھے حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے گھٹنے حضور ﷺ کے گھٹنوں سے ملا کر بیٹھ گئے اور حضور ﷺ سے چند سوالات دریافت فرمائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم ان کو نہیں پہچانتے تھے ان کے بال کالے سیاہ تھے اور ان کے چہرے پر سفر کا کوئی نشان نہیں تھا۔ اور ان کے کپڑوں پر کوئی گرد وغیرہ بھی نہیں تھی۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اسلام کے بارے میں ارشاد فرمایئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا

''اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفی (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو نماز ادا کرے، زکوٰۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھے اور استطاعت ہو۔ تو بیت اللہ کا حج کرے''۔

انہوں نے عرض کی کہ ''صدقت'' آپ نے سچ فرمایا مسلمان حیران ہوئے کہ اجنبی خود سوال کرتا ہے اور خود ہی اس کی تصدیق کرتا ہے۔

پھر انہوں نے پوچھا کہ ایمان کی حقیقت کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر اور اس کی خیر و شر کی تقدیر پر۔

انہوں نے عرض کی ''صدقت''۔

پھر انہوں نے احسان کی حقیقت کے بارے دریافت کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

''کہ اللہ تعالیٰ کی تو اس طرح عبادت کرے گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو (دل میں یہ یقین پختہ کرو) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ قیامت کب قائم ہو گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسئول (جس سے سوال پوچھا گیا ہے) سائل (سوال کرنے والے) سے زیادہ نہیں جانتا پھر انہوں نے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں پوچھا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''کنیز اپنی مالکہ کو جنے گی اور تو ان لوگوں کو دیکھے گا جن کے پاؤں میں جوتا نہیں جن کے جسم پر لباس نہیں وہ ایک دوسرے سے اونچی عمارتیں تعمیر کرنے کی کوشش کریں گے''

پھر جب یہ شخص چلا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) تھے جو تمہیں دین اسلام سکھانے کے لئے آئے تھے۔ صحابہ اکرام کی کیا شان تھی کہ خود جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں ان کو دین اسلام سکھانے کے لئے آقا ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ ''رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوعنہ''۔ (ضیاء النبی جلد ۴ صفحہ ۷۳۸)

Marfat.com

حجۃ الوداع

القرآن - اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لئے اپنا دین مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔

حضور سرور کائنات رحمت دو جہاں تسکین قلب حزین آسرا بے آسراں۔ دلیل ہستی باری تعالیٰ۔ رؤف الرحیم ﷺ کی ذات پاک کو اللہ رب العزت نے ازل میں ہمیشہ سے اپنا محبوب چنا ہوا تھا۔ اور کائنات کی ہستی کو آقا ﷺ کے لئے سجایا اور تمام انبیاء علیہ السلام کو حضور ﷺ کے متعلق سب کو خبر دینے کیلئے حکم فرمایا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۱)

ترجمہ: اور جب لیا (ازل میں) اقراء اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا کہ جو کچھ دیا میں نے تم کو کتاب اور علم۔ پھر آوے تمہارے پاس رسول (حضرت محمد ﷺ) کہ سچ بتا دے تمہارے ساتھ والی کو تو اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۸۱

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۱)

ترجمہ: فرمایا کہ تم نے اقرار کیا؟ اور اس شرط پر لیا میرا ذمہ بولے ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا اب شاہد (گواہ) رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہد (گواہ) ہوں۔

کسی نبی علیہ السلام کو کوئی خاص معجزہ اور کسی نبی علیہ السلام کے لئے کوئی اور خاص معجزہ تخصیص فرمایا لیکن حضور ﷺ کے لئے جس چیز کے متعلق حضور ﷺ نے چاہا اسے ہی معجزہ بنا دیا۔

حضور ﷺ کے نور مبارک کو سب سے اولین پیدا فرمایا گیا۔ اور حضور ﷺ کی بعثت سب انبیاء اکرام علیہ السلام اجمعین کے بعد ہوتی اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں کو حضور ﷺ کی آمد کی بشارت دیتے رہے۔

Marfat.com

پہلے پہل دنیا کی تمام قوموں میں سے زیادہ تر عرب لوگ اجڈ اور گنوار اور نہایت سخت خو تھے اور خاص کر بتوں کی پوجا ان کے دلوں میں گر کر چکی تھی زنا' چوری' بدکاری' شراب' جوا عام تھا۔ فاحشہ عورتیں دیدہ دلیری سے اپنے گھروں کی چھتوں پر جھنڈے نصب کرتی تھیں۔ کعبہ شریف کے اندر بھی تین سو ساٹھ بت نصب تھے کہ مرد و عورت برہنہ ہو کر بھی کعبے شریف کا طواف کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم لوگ دوزخ کے گڑے پر پہنچ چکے تھے تو تم کو (اپنی رحمت سے) بچا لیا۔ اور حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا تا کہ ان لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی توحید سے منور کریں ان کے نفوس کو پاک کریں ان کو قرآن پاک کی کتاب کی تعلیم دیں اور حکمت سکھائیں۔

اور آج جو پیغام حضور ﷺ اپنے رب کی طرف سے لے کر تشریف لائے تھے۔ وہ حجتہ الوداع کے بعد مکمل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پوری فرما دی اور دین اسلام کو لوگوں کے لئے پسند فرما لیا۔

آج کے دن حضور ﷺ نے لوگوں کو مخاطب فرما کر تین مرتبہ فرمایا۔ کہ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم سب لوگوں تک پہنچا دیا؟ سب نے فرمایا بے شک پہنچا دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو میری بات دوسروں تک پہنچا دے۔

ہجرت کے دسویں سال اور بعثت کے تیئسویں سال دن رات کی مسلسل جدوجہد کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے کام کو مکمل فرمایا اور انسانی زندگی میں اتنے تھوڑے سے وقت میں اتنے بہت بڑے انقلاب کی مثال اقوام عالم میں کہیں نہیں ملتی۔

جب حضور ﷺ نے ذیعقد دس ہجری میں لوگوں میں حج کے لئے جانے کے لئے اعلان عام فرمایا تو یہ خبر پورے عرب میں آناً فاناً پھیل گئی۔ اور ہر کوئی حضور ﷺ کے ساتھ اس حج کی سعادت حاصل کرنے ے لئے دیوانہ وار مدینہ منورہ کی طرف دوڑ پڑا اور جو کوئی مدینہ منورہ حاضر نہ ہو سکا تو ان کے قافلے راستے میں حضور ﷺ سے ملتے گئے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ حضور ﷺ کے ساتھ آ شامل ہوئے۔ مدینہ منورہ کے باہر ہر طرف خیمے ہی خیمے نظر آ رہے تھے اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ اے خوش قسمتی آج تیری بھی انتہا ہو گئی۔ حج اور وہ بھی حضور ﷺ کے ہم رکاب' سبحان اللہ' اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت حضور ﷺ کی معیت میں اور منیٰ عرفہ میں حاضری حضور ﷺ کے ساتھ۔ ہر ہر ایک کے دل میں خوشی کے اتنے جذبات تھے کہ بیان سے باہر ہے۔ وہ چیز جو انبیاء اور ملائکہ کو حاصل نہ ہو سکی۔ وہ حضور ﷺ کے امتیوں کو بغیر مشقت کے حاصل ہو گئی آج تو فلک حضور ﷺ کے امتیوں پر ناز کر رہا ہو گا۔

چیزے کہ انبیاء را ہرگز نہ شُد میسر
آں چیز بے مشقت حاصل شُد اَست مَارا

ذیعقد کی پچیس تاریخ کو حضور ﷺ نے غسل مبارک فرمایا۔ مبارک بالوں میں تیل لگایا۔ کنگھی فرمائی اور صاف ستھری

Marfat.com

چادر مبارک اور تہبند مبارک زیب تن فرما کر باہر جلوہ فرما ہوئے قربانی کے ایک سو جانوروں کو قلاوے پہنائے گئے اور آسمان کے ستاروں یعنی صحابہ کرام کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی اور مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف چل پڑے۔

تمام ازواج مطہرات کو ساتھ لیا۔ اور مدینہ منورہ میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نائب مقرر فرمایا۔ ازواج مطہرات کے لئے علیحدہ علیحدہ ہودج کا انتظام فرمایا گیا تھا۔ عصر کے وقت عشاق کا یہ قافلہ حضور ﷺ کی معیت میں ذوالحلیفہ پہنچا۔

ذوالحلیفہ مدینہ منورہ کا میقات ہے یہاں سے احرام باندھتے ہیں۔ تاکہ حج یا عمرہ ادا کر سکیں یہ مدینہ منورہ سے پانچ یا چھ میل کے فاصلے پر ہے یہاں ایک چشمہ تھا۔ جو قبیلہ بنو جشم کی ملکیت تھا اس کا نام ذوالحلیفہ تھا۔ اس مناسبت سے اس جگہ کا نام ذوالحلیفہ پڑ گیا۔

یہاں پہنچ کر عصر کی نماز قصر ادا فرمائی۔ مغرب کی نماز بھی یہیں ادا فرمائی اور عشاء کی نماز بھی قصر ادا فرما کر رات یہیں بسر فرمائی۔ دوسرے دن سب نے صبح کی نماز حضور ﷺ کی معیت میں ادا کی۔ اسی رات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

حسن ازل

ظہر کے وقت حضور ﷺ نے پھر غسل فرمایا۔ سر مبارک میں تیل لگایا۔ موئے مبارک میں کنگھی فرمائی، خوشبو لگائی اور احرام کی دو چادریں زیب تن فرمائیں اور باہر تشریف لائے۔ اے آسمان تو نے کیسا منظر دیکھا ہو گا۔ آج میرے اور تیرے رب کا محبوب ﷺ جب باہر تشریف لایا ہو گا تو تو نے اس کے جلوے کو کیسے اپنے اندر سمیٹا ہو گا۔

؎ چہ ہستت آنکہ در یکدم رُخت را صد نظر بینم
ہنوزم آرزو مندے کہ یک بار دگر بینم

اے میرے محبوب ﷺ تیرے حسن کی کیا ہی بات ہے کہ سو بار بھی تیرے حسن کی زیارت کے بعد دل چاہتا ہے کہ ایک بار پھر زیارت کروں۔

یہ شعر حضور حضرت عثمان بن علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے بائیں طرف قرآن پاک پڑھنے والوں کے اوپر کی طرف لکھا ہوا ہے۔ کیا ہی خوب شعر ہے اس کے مخالف طرف دربار شریف پر ایک اور بھی بہت پیارا شعر لکھا ہوا ہے۔

؎ جائے کہ زہدان ہزار اربعین رسند
مست شراب عشق بہ یک آہ می رسند

وہ فاصلہ جو اللہ جل شانہ کے قرب کے لئے زاہد لوگ چالیس ہزار سال میں طے کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی

Marfat.com

نظروں سے مست کر دینے والی عشق کی شراب پلانے سے دل سے جو ایک آہ نکلتی ہے وہ اس منزل سے بھی آگے پہنچا دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک جس کو اپنا اور حضور ﷺ کا عشق عطا فرما دیں تو اس کی قسمت کا کیا کہنا۔

محبوب ربانی حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خس و خاشاک اور جھاڑیوں وغیرہ سے بھرے جنگل کو صاف کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہاتھوں سے کلہاڑوں وغیرہ کی مدد سے اس کو صاف کیا جائے کہ اس میں مدت لگ جائے گی اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس جنگل کو آگ لگا دی جائے کہ منٹوں میں ہر چیز جل کر خاکستر ہو جائے گی۔

تو دل خواہشات نفسانی سے بھرا ہوا ایک جنگل ہے جس میں لذتوں کے فلک بوس درخت لگے ہوئے ہیں اور چاہتوں کی بے انداز کانٹوں بھری جھاڑیاں ہیں جن کو صاف کرتے کرتے عمر بیت جاتی ہے۔ بغیر عشق کے نماز روزہ وردوظائف کی مثال کلہاڑے یا دوسرے آلات وغیرہ ہیں جن سے صاف کرنا ہے۔

اور اگر اس بندے کے دل پر اللہ تعالیٰ کے کرم کی نظر ہو جائے اور اس کو صحیح پیر کامل میسر آ جائے تو اس کے علم کے دودھ میں چاہے وہ کتنی ہی دیر پک پک کر سرخی مائل ہی کیوں نہ ہو گیا ہو وہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے عشق کی جاگ لگا دے تو پھر اس میں سے اس کو خالص مکھن ملے گا۔ وہ پیر کامل اس کے دل میں عشق کی چنگاری لگا دے گا اور جب وہ شعلہ بنے گی تو اس کی خواہشات کے جنگل کو جلا کر خاکستر کر دے گی اور اس کے دل کا جنگل خس و خاشاک سے پاک ہو جائے گا۔

اپنے پیر کامل خواجہ گوہر الدین قدس سرہ کے صدقے میں گذشتہ رات ۱۳/ ۹/ ۳۰ خواب میں حضور ﷺ کے نور مبارک کی زیارت سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مشرف فرمایا۔

میں نے خواب میں حضور ﷺ کے نور مبارک کو آسمانوں میں چمکتے دیکھا؟ تمام آسمان منور تھے اور اس نور کی روشنی زمین پر بھی پڑھ رہی تھی اور ساتھ چودھویں کے چاند کی روشنی کو دیکھا وہ بھی زمین پر پڑھ رہی تھی اور جہاں جہاں حضور ﷺ کے نور کی روشنی پڑھ رہی تھی اس جگہ اور چودھویں رات کے چاند کی روشنی والی جگہ میں اس طرح کا فرق تھا جیسے دھوپ اور چھاؤں کا فرق ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام کا نور مبارک دھوپ کی طرح تھی چاند کی روشنی سایہ کی مانند تھی لیکن دھوپ میں تو تمازت ہوتی ہے اس روشنی میں ایسا نور اور سفیدی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنا اور اپنے پیارے محبوب ﷺ اور اپنے نیک بندوں کا عشق عطا فرمائے۔

حضور ﷺ کی ایک دعا ہے کہ۔

اَللّٰھُمَّ الرُزُقْنَا حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَ حُبَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْكَ وَ حُبُّ اِلَیْكَ اَحَبُّ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ لِاَتْشَانَ○

اے اللہ مجھے اپنی محبت عطا فرما اور جس سے تو محبت کرتا ہے۔ مجھے اس کی محبت عطا فرما اور ان عملوں کی محبت عطا فرما جس سے میں تیرے قریب ہو جاؤں اور اپنی محبت کو میرے لئے ٹھنڈے پانی سے جو ایک سخت پیاسے کو مرغوب ہوتا ہے سے

Marfat.com

بھی زیادہ کردے۔"آمین ثم آمین"۔(نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ)

حضور محبوب رب العالمین ﷺ تیار ہو کر کو باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام کو ظہر کی نماز قصر دو رکعتیں پڑھائیں۔حضور ﷺ نے حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا تھا اس کے بعد حضور ﷺ نے تلبیہ فرمائی۔

لبیك اللهم لبیك

لبیك لا شریك لك لبیك

ان الحمد وانعمته لك والملك

لا شریك لك.

حاضر ہوں۔اے اللہ میں حاضر ہوں۔

حاضر ہوں میں۔تیرا کوئی شریک نہیں۔

میں تیرے دربار میں حاضر ہوں۔

ساری تعریفیں تیرے لئے اور ساری نعمتیں تو نے عطا فرمائی ہیں۔سارے ملکوں کا تو بادشاہ ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

حضور ﷺ نے ان الفاظ کو دہرانا شروع فرمایا۔تو حضور ﷺ کے ساتھ لاکھوں لوگ بھی یہ الفاظ دہرانے لگے اور پہاڑ و جنگل ان صداؤں سے گونج اٹھے۔سواری پر سوار ہوتے وقت اور کھلے میدان میں بھی تلبیہ فرمائی۔

وقفے وقفے سے ان تلبیوں کو ادا فرماتے ہوئے حضور ﷺ اپنے قافلے کے ساتھ سوئے حرم چل پڑے۔بلندیوں پر صحابہ اکرام اللہ اکبر فرماتے اور اترایوں میں سبحان اللہ فرماتے۔نماز کے وقت حضور ﷺ رک جاتے اور نماز ادا کرنے کے بعد عشاق کا یہ قافلہ پھر چل پڑتا۔یہ قافلہ مقام عرج۔ابواء۔عسفان اور سرف وغیرہ سے ہوتا ہوا سات آٹھ دن کے بعد مکہ مکرمہ کے قرب و جوار میں زِی طویٰ ایک چھوٹے سے گاؤں کے پاس آ پہنچا۔

حضور ﷺ نے سفر وغیرہ کی تھکاوٹ دور فرمانے کے لئے یہاں رات بسر کرنے کا فیصلہ فرمایا اور بروز اتوار چار ذوالحجہ دس ہجری نماز فجر زِی طویٰ میں ادا فرمانے کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے۔

بیت اللہ پر پہلی نظر

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد جب آقا ﷺ کعبۃ اللہ کے اتنے قریب ہوئے کہ اس پر پہلی نظر پڑی تو فرمایا۔

اللهم انت السلام و منك السلام حینا ربنا با السلام۔ اللهم زد هذا البیت تشریفا و تعظیما و تکریما و مهابة.

ترجمہ: اے اللہ تو ہی سلام ہے۔تجھی میں سلامتی ہے اے ہمارے رب ہمیں سلامتی سے زندہ رکھ۔اے اللہ اس گھر کے شرف اور عزت اور تکریم اور رعب میں اضافہ فرما۔

Marfat.com

طواف

حضور ﷺ نے طواف شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کا بوسہ لیا اور کعبے شریف کو اپنے بائیں طرف رکھتے ہوئے طواف شروع فرمایا۔ طواف کے سات چکر لگانے کے بعد حضور ﷺ نے مقام ابراہیم پر دو رکعت نوافل اس طرح ادا فرمائے کہ مقام ابراہیم حضور ﷺ اور کعبہ شریف کے درمیان تھا یہ ہے وسیلہ کی انتہا کہ کعبہ شریف میں جا کر بھی اللہ تعالیٰ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقام کا بھی وسیلہ پکڑا۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ

ترجمہ: (اے میرے محبوب) مقام ابراہیم کو مصلا بنالیں۔ (سورۃ بقرہ، ۱۲۵)

(خاتم النبیین ۲/ ۱۲۰۶۔ ضیا النبی ۴/ ۷۵۰ تا ۷۴۵)

صفا و مروہ

حضور ﷺ اس کے بعد صفا کی پہاڑی پر تشریف لے گئے اور یہ آیت شریف تلاوت فرمائی۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾

ترجمہ: بے شک صفاء و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں۔ پس جو کوئی حج کرے اس گھر کا یا عمرہ کرے تو کچھ حرج نہیں اسے کہ چکر لگائے ان دونوں کے درمیان جو خوشی سے نیکی کرے۔ تو اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان اور خوب جاننے والا ہے۔ (سورۃ بقرہ، ۱۵۸)

صفا اور مروہ کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے دوست حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی محبوب بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ تھیں نے اپنے شیر خوار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیاس کی تڑپ کو دیکھتے ہوئے بے قراری میں صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگائے تا کہ ان کو کہیں پانی نظر آجائے اور اس سے وہ اپنے بیٹے کی پیاس بجھا دیں اللہ تعالیٰ کو اِن کی بے قراری اتنی پسند آئی کہ ان دو پہاڑیوں کے درمیان جس جگہ آپ دوڑیں تھیں وہاں دوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کو حکم فرما دیا اور حضور ﷺ کو بھی اسی طرح کرنے کا حکم فرمایا اور قیامت تک ہر ایک کے لئے جس نے بھی حج یا عمرہ کرنا ہو یہ طریقہ مقرر فرما دیا کہ کسی کا بھی حج یا عمرہ اُس وقت تک مکمل نہیں ہو گا جب

Marfat.com

تک کہ وہ میرے پیاروں کی سنتیں مکمل نہیں کرے گا۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ﴿۴﴾

ترجمہ: اے اللہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ (سورۃ فاتحہ، ۴)

لوگ اس چیز کا تو بڑے زور وشور سے پرچار کرتے ہیں لیکن اس چیز پر غور نہیں کرتے کہ آگے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کیا فرمایا ہے۔

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ

ترجمہ: ان لوگوں کے راستے پَر چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔

ان لوگوں کے راستے کو اپنا راستہ ہی فرمایا کیوں کہ ہم لوگ لا علم ہیں ہمیں پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تک پہنچنے کا راستہ کون سا ہے۔

تو قرآن پاک سے پوچھئے کہ اس کے انعام یافتہ لوگ کون سے ہیں۔

فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ

ترجمہ: وہ لوگ جن پر انعام ہوا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی اس کے صدیق۔ اس کی راہ میں ہونے والے شہید اور اس کے صالحین بندے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفا و مروہ کے درمیان سات چکر پورے فرمانے کے بعد چونکہ قرآن (عمرہ حج) کی نیت کی ہوئی تھی اس لئے احرام نہیں کھولا اور باقی جو لوگ جنہوں نے اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہیں لئے تھے اور قرآن یعنی عمرہ و حج کی اکٹھے نیت نہیں کی تھی کو حکم فرمایا کہ اپنے احرام کھول دیں۔

ان حضرات نے آٹھ ذوالحج کو دوبارہ حج کا احرام باندھا۔

Marfat.com

منیٰ میں تشریف آوری

حضور ﷺ آٹھ ذوالحج کو منیٰ میں تشریف لائے۔دوسرے صحابہ کرام بھی آقا ﷺ کے ساتھ ساتھ آئے۔ان میں سے بعض تلبیہ کہتے اور بعض تکبیر پڑھتے تھے۔حضور ﷺ نے کسی پر اعتراض نہیں فرمایا حضور ﷺ نے صحابہ اکرام کے ساتھ ظہر عصر مغرب اور عشاء کی نمازیں منیٰ میں ادا فرمائیں اور منیٰ ہی میں صحابہ اکرام کی معیت میں رات بسر فرمائی اور صبح سورج طلوع ہونے تک تشریف فرمارہے۔

عرفات میں تشریف آوری

حضور ﷺ سورج طلوع ہونے کے بعد عرفات شریف کے میدان کی طرف چل پڑے۔پیچھے پیچھے صحابہ اکرام کا جم غفیر بھی چل پڑا۔عرفات میں پہنچنے کے بعد حضور ﷺ کا خیمہ مبارک مسجد نمرہ کے پاس عرفات کے مشرقی جانب نصب کیا گیا اس دن جمعتہ المبارک تھا۔

(آج جمعتہ المبارک ۲۷ ذیعقد ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۳۔۹۔۴ رات خواب میں اذان دے رہا ہوں اور خاص کر اشھد عنا محمد رسول اللہ بہت زور سے ادا کر رہا ہوں)۔(نثارالنبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ لاہور پاکستان)

خطبہ حجتہ الوداع

بعد الحمد للہ سے بلد کم ھذا تک۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حمد وثناء کے بعد اے لوگو! تمہاری جانیں اور تمہارے اموال تم پر عزت اور حرمت والے ہیں۔ یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو یہ اس طرح ہے جس طرح تمہارا یہ دن حرمت والا ہے۔تمہارا یہ مہینہ حرمت والا ہے اور تمہارا یہ شہر حرمت والا ہے۔

وانکم ستلقون ربکم سے ولا تظلمون تک۔

بیشک تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔سنو اللہ کا پیغام میں نے پہنچا دیا اور جس شخص کے پاس کسی نے امانت رکھی ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اس امانت کو اس کے مالک تک پہنچا دے سارا سود معاف ہے لیکن تمہارے لئے اصل زر ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔

Marfat.com

قضی اللہ انہ لا ربا سے تکبر وقتلہ معزیل تک۔

اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ کوئی سود نہیں سب سے پہلے میں جس سود کو کالعدم کرتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ یہ سب کا سب معاف ہے۔ زمانہ جاہلیت کی ہر چیز کو میں کالعدم کرتا ہوں۔ اور تمام خونوں میں سے جو خون میں معاف کر رہا ہوں وہ حضرت عبدالمطلب کے بیٹے حارث کے بیٹے ربیعہ کا خون ہے جو اس وقت بنو سعد کے ہاں شیر خوار بچہ تھا اور ہذیل قبیلہ نے اس کو قتل کر دیا۔

ایہا الناس! سے علیٰ دینکم تک۔

اے لوگو! شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ اس زمین میں اس کی کبھی عبادت کی جائے گی لیکن اِسے یہ توقع ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ کرانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس لئے تم ان چھوٹے چھوٹے اعمال سے ہوشیار رہنا۔

پھر فرمایا: کہ جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ سال کو بارہ مہینوں میں تقسیم کیا۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ (ذی قعدہ۔ ذی الحج۔ محرم اور رجب) ان مہینوں میں جنگ و جدل جائز نہیں۔

(کفار اپنے مطلب کے لئے ان مہینوں کو آگے پیچھے کر لیا کرتے تھے)

ایہا الناس اتقوا اللہ سے بالمعروف فاعقلوا تک۔

اے لوگو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔ میں تمہیں عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمہارے زیر دست ہیں وہ اپنے بارے میں کسی اختیار کی مالک نہیں اور یہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہیں اور اللہ کے نام سے وہ تم پر حلال ہوئی ہیں تمہارے ان کے ذمہ حقوق ہیں اور ان کے تم پر بھی حقوق ہیں۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر کی حرمت کو برقرار رکھیں۔ اور ان پر یہ لازم ہے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب نہ کریں اور اگر ان سے بے حیائی کی کوئی حرکت سرزد ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم ان کو اپنی خوابگاہوں سے دور کر دو اور انہیں بطور سزا تم مار سکتے ہو لیکن جو ضرب شدید نہ ہو اگر وہ باز آ جائیں تو پھر تم پر لازم ہے کہ تم ان کے خورد و نوش اور لباس کا عمدگی سے انتظام کرو۔ اس بات میں ہوشیار رہو۔

ایہا الناس سے علیہ وسلم تک۔

اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو۔ بیشک میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے اور میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (یعنی قرآن حکیم) اور اس کے نبی ﷺ کی سنت

ایہا الناس سے المسلمین اخوۃ تک۔

اے لوگو! میری بات غور سے سنو اور اس چیز کو سمجھو یہ چیز معلوم ہونی چاہئے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔

Marfat.com

فلا یحل لا مری سے جماعة المسلمین تک۔

کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کی رضامندی کے خلاف اس کے مال سے کوئی چیز لے۔ پس تم اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔ دل ان تین باتوں پر حسد وعناد نہیں کیا کرتے۔ کسی عمل کو صرف اللہ کی رضامندی کے لئے کرنا حاکم وقت کو از راہ خیر خواہی نصیحت کرنا کرنا مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ شامل رہنا۔

فان دعوتهم سے منها الا ما کتب له تک۔

اور بیشک ان کی دعوت ان لوگوں کو بھی گھیرے ہوئے ہے۔ جو ان کے علاوہ ہیں جس کی نیت طلب دنیا ہو۔ اللہ تعالیٰ فقر وافلاس کو اس کی آنکھوں کے سامنے عیاں کر دیتا ہے اور اس کے پیشہ کی آمدن منتشر ہو جاتی ہے اور نہیں حاصل ہوتا اس کو اس سے مگر جتنا اس کی تقدیر میں لکھ دیا گیا ہو۔

ومن تکن سے وهی راغمة تک۔

اور جس کی نیت آخرت میں کامیابی حاصل کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اس کا پیشہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور دنیا اس کے پاس اس حالت میں آ رہی ہوتی ہے کہ وہ اپنا ناک گھسیٹ رہی ہوتی ہے۔

فرحم الله امراء سمع مقالتی حتی یبلغه غیره

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے میری بات کو سنا اور دوسروں تک پہنچا دیا۔

فرب حامل فقه وَلیس بفقیه و رب حامل فقه الی من هو افقه منه

بسا اوقات وہ آدمی جو فقہ کے کسی مسئلے کا جاننے والا ہے۔ وہ خود فقیہ نہیں ہوتا۔ اور بسا اوقات حامل فقہ کسی ایسے شخص کو بات پہنچاتا ہے جو اس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے۔

ارقاء کم سے انه سیورته تک۔

تمہارے غلام تمہارے غلام جو تم خود کھاتے ہو ان سے ان کو کھلاؤ۔ جو تم خود پہنتے ہو۔ ان سے ان کو پہناؤ۔ اور اگر ان سے ایسی کوئی غلطی ہو جائے جس کو تم معاف کرنا پسند نہیں کرتے تو ان کو فروخت کر دو اے اللہ کے بندو ان کو سزا نہ دو۔ ان کو سزا نہ دو۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ پڑوسی کے بارے میں (حضور ﷺ) نے یہ جملہ اتنی بار دہرایا کہ ہمیں اندیشہ ہو گیا کہ کہیں حضور ﷺ پڑوسی کو وارث نہ بنا دیں)

ایها الناس! یے والزعیم غارم تک۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے کہ اس لئے کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے کسی وارث کے لئے وصیت کر لے۔ بیٹا بستر والے کا ہوتا ہے یعنی خاوند کا' اور بدکار کے لئے پتھر۔ جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کے بغیر کسی طرف منسوب کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت ہو۔ نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے کوئی بدلہ اور نہ

Marfat.com

کوئی مال۔

جو چیز کسی سے مانگ کر لو۔ اسے واپس کر دو۔ عطیہ ضروری واپس ہونا چاہئے (یعنی دودھ کے لئے ہدیۃً لی گئی اونٹنی دودھ سے استفادہ کے بعد واپس ہونی چاہئے) اور قرضہ لازمی طور پر اسے ادا کرنا چاہئے۔ جو ضامن ہو اس پر اس کی ضمانت ضروری ہے۔

وانتم سے ونصحت تک۔

(اِس کے بعد حضور علیہ السلام نے لوگوں سے دریافت فرمایا) کہ تم سے میرے بارے میں دریافت کیا جائے گا تم کیا جواب دو گے۔ سب نے کہا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اس کو ادا کیا اور نصیحت (خلوص کے ساتھ) کی حد کر دی۔ (ضیاء النبی ۴۔ ۷۵۸) (سہل الہدیٰ ۸۔ ۱۲۶ تا ۶۴۴۶)۔

حضور ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا پھر لوگوں کی طرف موڑا اور فرمایا۔ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا۔ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا۔ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا عرفات کے میدان میں حضور ﷺ نے یہ عالیشان خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔

انہوں نے اذان پڑھی اس کے بعد اقامت پڑھی۔ حضور ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں (قصر) پڑھائیں اس کے بعد اقامت کی گئی۔ حضور ﷺ نے پھر عصر کی دو رکعتیں (قصر) پڑھائیں ان دونوں میں آہستہ دل میں قرأت فرمائی گئی اس روز جمعتہ المبارک تھا۔

نماز کے بعد حضور ﷺ اونٹنی پر سوار ہو کر موقف پر تشریف لائے اور غروب آفتاب تک اللہ تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ عالیہ میں بڑی عاجزی سے دعائیں مانگتے رہے۔ یہ دعائیں تمام امت کے لئے مشعل راہ ہیں۔

(ضیاالنبی ۴/ ۷۵۳ تا ۷۵۸۔ سبل الہدیٰ ۸/ ۶۴۴)

حضور سرور کائنات ﷺ کی دعائیں

عرفات کے میدان میں حضور ﷺ کی دعاؤں میں سے چند ایک دعائیں بیان کی جاتیں ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی۔

"اللھم انك تَسْمَعُ كَلَامِیْ

"اے اللہ تو میری گفتگو کو سنتا ہے"۔

و تری مکانی

اور میری قیام گاہ کو دیکھ رہا ہے

Marfat.com

و تعلم سری و علانیتی

اور تو میرے باطن اور ظاہر کو جانتا ہے۔

لَا یَخْفٰی علیك شئی من امری

میرے حالات میں سے کوئی چیز بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں۔

آنا بائس الفقیر۔ المستغیث۔ المستجیر۔

میں تیری جناب میں فریاد کرنے والا ہوں پناہ مانگنے والا ہوں اَلوَجَلَ الْمُشْفِق۔ اَلْمُقِرُّ۔ المعترف بذنبہٖ ڈرنے والا۔ خوفزدہ اپنے گناہوں کا اقرار کرنے والا ہوں۔ اسئلك مسئللة المسکین واسھل الیك میں تجھ سے ایک مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں اور ایک گناہ۔

ابتھل المذنب الذلیل

اور ایک گناہ گار ضعیف اور کمزور عاجز کی طرح تجھ سے عاجزی کرتا ہوں۔

و ادعوك دعا الخائف الضریر۔

اور میں اس طرح دعا کرتا ہوں جس طرح ایک نابینا ڈرنے والا مانگتا ہے۔

من خفعت لك رقبتہ و فاضت لك عبرتہ و زل جسدہ ورغم انفہ لَكَ

جس کی گردن تیرے لئے جھک گئی ہو جس کے آنسو تیرے ڈر سے بہہ رہے ہوں جس کا جسم عاجزی کر رہا ہو جس کی ناک تیری بارگاہ میں خاک آلودہ ہو۔

اللھم لا تجعلنی بدعائك رب شقیا۔

اے اللہ مجھے شقی نہ بنانا اور میری دعا قبول کرنا۔

و کن بی رووفا رحیما یا خیر مسئولین و یا خیر معطین"۔

اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک کرنا' اے ان سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے اور ان سب سے بہتر جو عطا کرتے ہیں"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی دعا فرمائی۔

ترجمہ۔"اے اللہ ساری تعریفیں تیرے لئے ہیں اس طرح جس طرح ہم تیری حمد کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی بہتر۔

اے اللہ میری نمازیں' میری قربانیاں' میری زندگی اور میری موت صرف تیرے لئے ہے۔ میرا لوٹنا بھی تیری جناب میں ہے۔ اور میری میراث تیرے حوالے ہے۔ اے اللہ میں عذاب قبر سے۔ سینہ میں پیدا ہونے والے وسوسوں سے اور کسی مقصد کے منتشر ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

Marfat.com

اے اللہ میں ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کا سبب ہوا ہو اور اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو رات میں داخل ہو۔ اور پر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو دن میں داخل ہو۔ نیز زمانہ کی تباہ کاریوں کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں"۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ بھی دعا مانگی۔

ترجمہ: کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارے ملک ساری تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ ساری بھلائیاں اسی کے دست قدرت میں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ میرے دل میں نور کر دے۔ میری آنکھوں میں نور کر دے اے اللہ میرے سینے کو اپنے لئے کھول دے۔ میرے ہر حصہ کو اپنے لئے آسان فرما۔ میں سینہ کے وسوسوں سے حالات کے پراگندہ ہونے سے قبر کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ تعالیٰ جو فتنہ رات میں داخل ہوتا ہے اور جو فتنہ دن میں داخل ہوتا ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کے ساتھ ہوائیں چلتی ہیں اور زمانہ کی ہلاکت انگیزیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اسی مقام پر یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط

ترجمہ: "آج کے دن میں نے تمہارے لئے اپنا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا"۔ (سورۃ مائدہ، ۳)

(ضیاء النبی ۴۔ صفحہ ۷۶۱ تا ۷۵۸۔ سہل الہدیٰ ۶۔ ۷ ۶۴۔ خاتم النبین۔ ۲۔ ۱۲۱۲)

ایک شخص کی وفات

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ اسی اثناء میں ایک آدمی اپنے اونٹ سے گر پڑا اور اونٹ نے اسے کچل ڈالا اور وہ احرام کی حالت ہی میں مر گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پانی میں بیری کے پتے ڈال کر ابالو۔ اور اس سے اس کو غسل دو اور انہی احرام کے کپڑوں میں اس کو کفن دو اس کی خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپو بے شک اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن "لبیک" پکارتا ہوا اٹھائے گا۔ (صحیح البخاری کتاب الجنائز الکفین سیرت رحمت دارین۔ ۷۷۹)

عرفات سے روانگی

حضور ﷺ جب شفق کی زردی ختم ہو گئی تو عرفات کے میدان سے روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ نے اپنی اونٹنی کی مہار کو

Marfat.com

سختی سے کھینچ رکھا تھا۔ رش بہت زیادہ تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ بٹھایا ہوا تھا۔ حضور ﷺ اشارے سے بھی لوگوں کو آہستہ آہستہ چلنے کے متعلق فرمارہے تھے اور زبان مبارک سے بھی فرمارہے تھے اے لوگو! سکون اور اطمینان کے ساتھ چلو۔ اے لوگو! سکون اور اطمینان کے ساتھ چلو۔ حضور ﷺ تلبیہ بھی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ مزدلفہ میں تشریف لے آئے۔

مزدلفہ میں قیام شب

حضور ﷺ نے مزدلفہ میں تشریف لانے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان پڑھنے کا حکم دیا اور سواری سے اتر کر وضو فرمایا اور اقامت کہی گئی اور حضور ﷺ نے تمام لوگوں کے ساتھ مغرب کی نماز ادا فرمائی اس کے بعد پھر اقامت کہی گئی اور حضور ﷺ نے تمام لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز قصر ادا فرمائی۔ اور تھوڑی دیر آرام فرمایا۔

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عرفہ کی رات حضور ﷺ کو میں نے دیکھا کہ دیر تک اپنی امت کی مغفرت اور رحمت کے لیے دعا فرماتے رہے اور التجا فرماتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ میں نے تمہاری دعا کو قبول کرلیا ہے جن کے لئے آپ (ﷺ) نے مغفرت کی دعا مانگی ان کو بخش دیا ہے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ایک دوسرے پر ظلم کئے۔ میں مظلوم کا حق ظالم سے ضرور لوں گا وہ گناہ جو میرے درمیان اور میرے بندوں کے درمیان تھے معاف کر دیئے۔

حضور ﷺ نے اللہ جل شانہ سے عرض کی۔

اے میرے پروردگار تو اس بات پر قادر ہے کہ مظلوم کو اس کے حق کے بدلہ میں جنت میں کوئی قطعہ دے دے اور اس ظالم کو بھی بخش دے۔ لیکن یہ دعا اس وقت قبول نہ ہوئی۔

مقام مزدلفہ میں حضور ﷺ ہنستے ہوئے اٹھے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو پاس ہی بیٹھے تھے نے آقا ﷺ کو ہنستے دیکھ کر عرض کی۔

"ہمارے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان ہوں ایسے لمحات میں حضور ﷺ کو کس چیز نے ہنسایا۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (میری بقیہ دعا کو جو ظالم اور مظلوم کے حق میں کی تھی) کو شرف قبولیت فرمالیا ہے۔ تو جب ابلیس نے دیکھا کہ میری یہ دعا بھی قبول ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے میری امت کو بخش دیا ہے تو وہ مٹی کی مٹھیاں بھر بھر کر اپنے سر پر ڈالنے لگا اور "ویدعو بالویل والثبور" اور میں تباہ ہوگیا۔ برباد ہوگیا کا واویلہ کرنے لگا اس کی اس حالت زار کو دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی۔ (ضیاء النبی ۴۔ ۷۶۳۔ تا۔ ۷۶۱۔ تاریخ المخیس ۔ ۲۔ ۱۵۱۔ کتاب البعث النشور۔ ابن ماجہ بیہقی)

Marfat.com

مزدلفہ میں صبح

حضور سرور کائنات ﷺ رات اور سحری میں مزدلفہ میں دیر تک اپنی امت کے لئے دعائیں مانگتے رہے۔ (یہاں پر اکثر لوگ تھکے ہوئے ہونے کی وجہ سے ساری رات سوئے رہتے ہیں حالانکہ یہ بہت ہی افضل رات ہے۔)

صبح کی نماز حضور ﷺ نے اول وقت میں تمام صحابہ کے ساتھ ادا فرمائی اور اعلان فرمایا کہ سورج طلوع ہونے کے بعد کنکریاں ماری جائیں۔

آقا ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مشعر الحرام تشریف لے آئے اور قبلہ رو ہو کر ذکر و تہلیل اور دعائیں فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ کافی سفیدی پھیل گئی۔ اس کے بعد آقا ﷺ روانہ ہوئے اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیچھے اونٹنی پر سوار فرمالیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے لئے کنکریاں چنتے رہے۔

حضور ﷺ نے بطن محسر سے گزرتے ہوئے اپنی اونٹنی کی رفتار تیز فرمادی۔ (یہ وہ وادی ہے جہاں ابرہہ کے ہاتھیوں کا لشکر اس کے سمیت اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تباہ و برباد فرمادیا تھا حضور ﷺ ایسی جگہوں سے تیزی سے گزر فرماتے تھے۔

منیٰ میں دوبارہ تشریف آوری

حضور ﷺ آقا دو جہاں منیٰ میں تشریف لائے اور سب سے پہلے جمرہ عقبہ گئے اور اونٹنی پر سواری کی حالت میں کنکریاں ماریں۔ سورج طلوع ہونے کے بعد جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد تلبیہ کو ختم کر دیا گیا۔

کنکریاں مارنے سے فراغت کے بعد حضور ﷺ واپس تشریف لائے اور منیٰ میں دوسرا خطبہ ارشاد فرمایا۔ مہاجرین کو قبلہ کے دائیں طرف اور انصار کو قبلہ کے بائیں طرف اور باقی لوگوں کو ان کے اردگرد بٹھا کر حضور ﷺ نے اپنی اونٹنی عصباء پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ جل شانہ نے حضور ﷺ کی آواز کو ایک ایک تک پہنچایا یہاں تک کہ لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے حضور ﷺ کی آواز مبارک کو بڑی آسانی سے سماعت کرتے رہے!

اس وقت حضرت عمرو بن خارجہ حضور ﷺ کی اونٹنی کی گردن کے نیچے کھڑے تھے اور اونٹنی کی رالیں اس کے منہ سے نکل نکل کر ان کے کندھوں پر ٹپک رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ منیٰ

ترجمہ خطبہ: حاضرین غور سے سنو!" زمانہ گردش کرتے ہوئے اس حالت پر پہنچ گیا ہے جب اس کا آغاز ہوا جس دن زمین و آسمان کو پیدا کیا گیا۔ سال کے بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ تین لگاتار ہیں ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ اور محرم اور رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے کیا تم سمجھتے ہو آج کون سا دن ہے ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا

Marfat.com

رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ حضور ﷺ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ ہم نے گمان کیا کہ حضور ﷺ اس دن کا نام بدلنا چاہ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہ یوم نحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ

پھر فرمایا کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں حضور ﷺ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے ہم نے خیال کیا کہ حضور ﷺ اس کا نام بدلنا چاہ رہے ہیں۔ فرمایا کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں؟ ہم نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ (ﷺ) پھر فرمایا کہ یہ کونسا شہر ہے ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ حضور ﷺ خاموش ہو گئے۔ ہم نے گمان کیا کہ حضور ﷺ اس کا نام بدلنا چاہ رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کیا یہ شہر مکہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ بیشک یہ وہی شہر ہے پھر فرمایا کہ تمہارے خون۔ تمہارے مال' تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جس طرح یہ حرمت والا دن۔ اس حرمت والے شہر میں اس حرمت والے مہینہ میں عزت وشرف کا مالک ہے۔

اور عنقریب تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے۔ وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا کان کھول کر سن لو۔ میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ۔ غور سے سنو۔ جو یہاں موجود ہیں وہ میرا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں۔ شاید جس کو تم میرا یہ پیغام پہنچاؤ۔ وہ میرے اس پیغام کو تم سے زیادہ سمجھے اور یاد رکھنے والا ہو پھر فرمایا کہ کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بیشک پہنچا دیا۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔ اے اللہ رب العزت گواہ رہنا"۔ (ضیاالنبی ۴/ ۷۶۶ تا ۷۶۵)

قربانی

حضور ﷺ خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد منیٰ میں اس مقام پر تشریف لے گئے۔ جہاں قربانی دی جاتی تھی جانور ذبح کئے جاتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قربانی پورے منیٰ اور مکہ کی ہر گلی میں ہو سکتی ہے قربانی کے جو اونٹ لائے تھے ان میں سے تریسٹھ اونٹوں کو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے ذبح فرمایا۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی ہر سال کے بدلے میں ایک اونٹ ذبح فرمایا گیا۔

بقیہ سینتیس اونٹ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذبح فرمائے قربانی کے وقت حضور ﷺ کے آگے پانچ پانچ اونٹوں کو اکٹھے پیش کیا جاتا تھا اور ہر ہر اونٹ خود دوڑ کر قربان ہونے کے لئے آگے آتا تھا اور اپنی گردن رکھ دیتا تھا۔

حضور ﷺ نے ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے ذبح فرمائی۔ (سبل الہدیٰ ۸/ ۶۵۵)

حجامت مبارک

حضور ﷺ نے قربانی سے فراغت کے بعد حجام کو یاد فرمایا۔ اس کا نام معمر بن عبداللہ بن نفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ صحابہ

Marfat.com

اکرام ارد گرد بال مبارک حاصل کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا کہ اے معمر تجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اجازت دی ہے کہ تو استرہ ہاتھ میں لئے حضور ﷺ سر (مبارک) کے پاس کھڑا ہے۔ معمر نے عرض کی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے اور اس کے رسول ﷺ کی مجھ پر مہربانی ہے) کہ مجھے یہ سعادت نصیب فرمائی گئی۔

حضور ﷺ نے حجام کو اپنے سر مبارک سے داہنی جانب حلق کرنے کا ارشاد فرمایا اور تمام بالوں کو حاضرین میں تقسیم فرمایا گیا پھر حجام کو حضور ﷺ نے بائیں طرف سے حلق کرنے کا حکم فرمایا۔ اور تمام بالوں کو حاضرین میں تقسیم کر دیا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

"اقسمہ بین الناس"

انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجام سے پیشانی کے بالوں میں سے کچھ لے لئے اور ان کو اپنی ٹوپی میں جو وہ پہنتے تھے سلوا لیا اور ہمیشہ اسے پہن کر جنگ کرتے رہتے اور اس کی برکت سے ہمیشہ دشمن پر فتح یاب ہوتے رہے۔

زیادہ تر صحابہ اکرام نے حلق فرمایا اور چند ایک صحابہ اکرام نے بال ترشوائے۔ حضور ﷺ نے حلق کروانے والوں کے لئے تین مرتبہ اور بال ترشوانے والوں کے لئے ایک مرتبہ بخشش کی دعا فرمائی۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے خوشبو لگائی، قمیض زیب تن فرمائی اور سارے لوگ حضور ﷺ کے ساتھ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو گئے۔ آقا ﷺ نے عبداللہ بن السہمی کو بھیجا کہ لوگوں میں اعلان کر دیا جائے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ "یہ کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے دن ہیں"۔

طواف زیارت

حضور ﷺ ظہر کے وقت اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف حرم شریف میں حاضری کے لئے چل دیئے۔ آقا ﷺ نے اس وقت اپنے پیچھے معاویہ بن ابی سفیان کو بٹھایا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے حرم شریف میں پہنچ کر بیت اللہ کا طواف فرمایا۔ اس کو طواف زیارت طواف افاضہ اور طواف صدر بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے زمزم کا پانی نوش فرمایا اور اس کے بعد دوبارہ منیٰ تشریف لے آئے اور تشریف لا کر نماز ظہر ادا فرمائی۔ بعض کے نزدیک نماز ظہر مکہ مکرمہ میں ادا کی گئی لیکن ابن قیم نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے واللہ اعلم۔ حضور ﷺ جمرۃ اولی کے پاس رمی کے لئے کافی دیر رکتے۔ اور رمی فرماتے پھر اس سے کم دیر جمرہ ثانیہ کے پاس رکتے اور رمی فرماتے اور پھر تھوڑی دیر جمرہ ثالثہ کے پاس رک کر رمی فرماتے تھے۔

Marfat.com

تیسرا خطبہ مبارک

حضور ﷺ پر گیارہ ذوالحجہ کو سورۃ النصر نازل ہوئی۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ (جل شانہ) کی نصرت آ پہنچی اور آپ ﷺ نے لوگوں کو دین میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھ لیا۔ پس آپ (ﷺ) اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح اور توبہ فرمائیں۔ یقیناً وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

حضور ﷺ کو خالق حقیقی کے پاس جانے کا واضح اشارہ مل گیا تو آقا ﷺ نے ایک دفعہ پھر اپنی امت سے رخصت ہونے سے پہلے لوگوں کو اکٹھے ہونے کا حکم فرمایا اور اونٹنی پر کجاوہ کسا گیا اور آقا ﷺ عقبہ کے مقام پر تشریف لے گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا۔

"اے لوگو! (کان کھول کر سن لو) تمہارا پروردگار ایک ہے۔ کان کھول کر سن لو تمہارا باپ ایک ہے۔ کان کھول کر سن لو عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے۔ نہ کالے رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر اور نہ سرخ رنگ والے کو کالی رنگت والے پر بجز تقویٰ کے"۔

اللہ تعالیٰ کی جناب میں تم میں سے وہی زیادہ معزز اور محترم ہے۔ جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ کان کھول کر سن لو۔ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کے پیغام تم تک پہنچا دیئے؟ سب نے کہا کہ بیشک اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے رب کے سارے پیغامات پہنچا دیئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو یہاں موجود ہیں وہ یہ باتیں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں بسا اوقات جس کو بعد میں یہ پیغام پہنچایا جائے گا وہ آج سننے والوں سے زیادہ عقلمند ہوگا۔ پھر فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے صحابہ خاموش رہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شہر حرام ہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کون سا بلد یعنی شہر ہے؟

سب چُپ رہے۔ فرمایا یہ حرمت والا شہر ہے۔ پھر فرمایا یہ کون سا دن ہے؟ لوگ خاموش رہے۔ خود ہی فرمایا یہ حرمت والا دن ہے۔ پھر فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے خونوں کو تمہارے اموال کو۔ تمہاری ابروں کو ایک دوسرے پر حرام کر دیا ہے۔ جس طرح یہ مہینہ اِس تمہارے شہر میں اِس مبارک دن میں بڑی عزت وحرمت والا ہے اور یہ حرمت اُس روز تک برقرار رہے گی۔ جب قیامت کے روز تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے۔ لوگو بتاؤ! کیا میں نے اللہ تعالیٰ کے پیغام تم تک پہنچا دیے ہیں۔ سب نے کہا کہ بے شک حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا۔ پھر فرمایا کہ لوگو تم اپنے پروردگار

Marfat.com

سے ملاقات کرو گے۔ وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ خبردار کیا میں نے تم کو اللہ کے پیغام پہنچے ہیں۔ سب لوگوں نے کہا بے شک! حضور علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا۔ خبردار جس کے پاس کسی کی کوئی امانت ہے وہ اِس امانت کو امانت رکھنے والے کو پہنچا دے۔ کان کھول کر سُن لو کہ تمام سود کالعدم کر رہا ہوں۔ تمام قتل معاف کیے جا رہے ہیں۔ سب سے پہلا قتل جو میں معاف کرتا ہوں وہ میرے چچا حارث کے بیٹے ربیعہ کا خون ہے۔ وہ بنی سعد میں شیر خوار بچہ تھا۔ ہذیل نے اُس کو قتل کر دیا تھا۔ خبردار کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے۔ سب نے کہا کہ بے شک۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ تو گواہ رہنا۔ پس جو حاضر ہیں ان پر واجب ہے کہ جو یہاں موجود نہیں اُن تک پیغام پہنچا دیں۔ کان کھول کر سن لو۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ پھر فرمایا کہ میری یہ بات اچھی طرح سُن لو ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ کسی مسلمان کا مال دوسرے مسلمان پر حلال نہیں۔ جب تک کہ وہ خوشی سے نہ دے۔ پھر فرمایا کہ اے لوگو! (حرمت والے مہینوں کو) ہٹا دینا کُفر میں اضافہ کرنا ہے۔ گمراہ کیے جاتے ہی اِس سے وہ لوگ جو کافر ہیں۔ حلال کر دیتے ایک ماہ کو ایک سال اور حرام کر دیتے ہیں اِسی کو دوسرے سال۔ تاکہ پوری کریں گنتی اُن مہینوں کی جنہیں حرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے۔ کان کھول کر سُن لو۔ زمانہ لوٹ کر اِس دن پر آگیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانون اور زمین کو پیدا فرمایا تھا۔ پھر یہ آیت پڑھی ترجمہ: ''مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں بارہ ہے۔'' پس عورتوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اِن کے بارے میں ایک دوسرے کو بھلائی کی وصیت کرو۔ خبردار کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے؟ سب نے کہا بے شک۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا۔ اے لوگو! شیطان اِس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ تمہاری اِس زمین میں اس کی پوجا کی جائے گی لیکن وہ اِس بات پر راضی ہو گیا ہے کہ تم چھوٹے چھوٹے گناہوں کا ارتکاب کرو۔ بے شک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ بے شک سارے مسلمان ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔ کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی کا خون اور مال حلال نہیں جب تک وہ خوشی سے نہ دے دے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں۔ یہاں تک کہ وہ لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہیں جب وہ (یہ کلمہ) کہیں گے تو اپنے خون اور اموال ہم سے محفوظ کر لیں گے۔ بجز اُن کے حق کے اور ان کے اعمال کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرنا۔ میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے رہو۔ میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو راہ راست سے نہیں بھٹکو گے۔ وہ ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید)

أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ کیا میں نے اللہ کا پیغام تمہیں پہنچا دیا سب لوگوں نے کہا۔ بیشک۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ۔

ترجمہ: اے اللہ تو گواہ رہنا۔

سبحان اللہ ایسے خطبات حضور ﷺ نے ارشاد فرمائے۔ کہ کوزے میں سمندر کو بند کر دیا۔ آج کل کے مفکر اتنی اتنی موٹی

Marfat.com

کتابیں لکھ کر بھی جو باتیں بیان نہیں کر پاتے۔ حضور ﷺ نے نپے تلے چند الفاظ میں وہ باتیں ذہن نشین کروا دیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے ظہر اور عصر کی نمازیں ابطح میں ادا فرمائیں اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق حضور ﷺ نے محصب وادی میں نزول فرمایا اس کو خیف بنی کنانہ بھی کہا جاتا ہے۔

حضور ﷺ نے ایام تشریق کے تین دنوں میں رمی جمار کی اور منگل کے دن ظہر کی نماز کے بعد یہاں سے وادی محصب روانہ ہوئے حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے لئے یہاں پہلے ہی خیمہ نصب فرما دیا تھا صبح سویرے مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ نے صبح کی نماز سے پہلے طواف وداع فرمایا۔ اس طواف میں رمل نہیں تھا۔

واپسی میں حضور ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو بہت درد کی تکلیف ہوگئی تھی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور ان کو خوشخبری دی کہ تم ابھی فوت نہیں ہو گے بلکہ اللہ تعالیٰ تم سے کئی نیک کام لے گا جس سے تمہارا درجہ اعلیٰ وارفع ہوگا اور تمہاری وجہ سے کئی قوموں کو نفع اور کئی کو نقصان پہنچے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ میں کافی امیر ہوں اور میری وارث صرف میری بچی ہے کیا میں اپنے مال سے دو تہایاں صدقہ نہ کر دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں عرض کی کہ کیا نصف مال صدقہ کر دوں۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ تیسرا حصہ صدقہ کر دو۔ اور وہ بھی بہت کافی ہے پھر فرمایا کہ اگر تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ جاؤ۔ یہ بہتر ہے کہ تم ان کو اس حالت میں چھوڑو کہ وہ محتاج و تنگ دست ہوں لوگوں کے سامنے ہتھیلیاں پھیلاتے رہیں۔ جو خرچ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تم دو گے اس کا تمہیں اجر دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو اس کا بھی تمہیں ثواب ملے گا۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے اٹھنے سے پہلے فرمایا کہ اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت کو جاری رکھ۔ وہ اپنی ایڑیوں کے بل نہ لوٹا دیئے جائیں۔ (ضیاء النبی ۴/ ۷۶۹ تا ۷۷۸)

مدینہ طیبہ کی طرف واپسی

حضور ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے بعد مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ واپسی میں روحا کے مقام پر ایک قافلہ ملا۔ حضور ﷺ نے انہیں سلام کیا۔ اور پوچھا کہ تم کون ہوں۔ وہ بولے ہم مسلمان ہیں۔ ان کے پوچھنے پر حضور ﷺ نے انہیں بتایا کہ میں اللہ کا رسول (ﷺ) ہوں۔ ایک عورت نے اپنے چھوٹے بچے کو بلند کر کے پوچھا کہ کیا یہ حج کر سکتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں کر سکتا ہے لیکن اسے حج کا ثواب نہیں ملے گا۔ (یعنی حج جو زندگی میں کم از کم ایک بار فرض ہے اس کی فرضیت اس سے ساقط نہیں ہو جائے گی)

اس کے بعد حضور ﷺ یہاں سے ذوالحلیفہ پہنچے یہیں رات بسر فرمائی۔ صبح کی نماز نشیب میں ادا فرمائی گئی اور مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ اس کے در و دیوار نظر آنے لگے تو تین بار اللہ اکبر فرمایا جب بھی آقا ﷺ واپس مدینہ

Marfat.com

منورہ لوٹتے تو یہ فرماتے۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد و ھُوَ علی کل شیءٍ قدیر۔ آئبون تائبون۔ عابدون۔ ساجدون۔ لربنا حٰمدون۔ صدق اللہ وحدہ۔ و نصر عبدہ و ھزم الاحزاب وحدہ۔

ترجمہ: کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بجز اللہ تعالیٰ کے جو یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ ساری بادشاہی اسی کی ہے۔ سب تعریفیں اس کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ ہم مڑ کر آنے والے ہیں ہم لوٹ کر آنے والے ہیں۔ ہم عبادت کرنے والے ہیں۔ ہم سجدے کرنے والے ہیں۔ ہم اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا اپنے بندے کی مدد کی اور کفار کے لشکروں کو اکیلے شکست دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو منع فرماتے تھے کہ آدھی رات کو اچانک گھر میں نہ جا دھمکیں۔ (یعنی پہلے اِطلاع دے دیا کریں۔)

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح مدینہ طیبہ میں حج کے بعد خیر و عافیت سے تشریف لے آئے۔ حج کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف تین سو لوگوں کا جو لشکر دے کر روانہ فرما دیا ہوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامیابی و کامرانی سے ان علاقوں کو فتح کرنے کے بعد اور ان علاقوں میں اسلام کا پرچم لہرانے کے بعد کثیر مال غنیمت جس میں سے خمس نکال لیا گیا تھا۔ واپس لوٹتے وقت مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آ ملے تھے۔ اور خمس کی حفاظت کے لئے حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ آئے تھے۔ اس میں یمن کے کپڑے کی گانٹھیں بھی تھیں۔

بعض صحابہ اکرام نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت کے بغیر چادریں احرام کے لئے لے لیں جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ میں اس امانت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کروں گا اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح چاہیں گے اسے تقسیم فرمائیں گے آپ نے کئی ایک سے واپس لے لیں تو بعض صحابہ نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف دل میں تنگی محسوس کی اور حج فرمانے کے بعد جب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑے تو مکہ کے پاس غدیر خم کے مقام پر جہاں قافلے جدا ہوتے تھے حضرت بریدہ بن حسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق شکایت کی۔ اور چادروں کے معاملہ کے متعلق عرض کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت سن کر متغیر ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الصلوٰۃ الجامع کے الفاظ کا تمام

Marfat.com

لشکر میں اعلان فرمادیا جب بھی لوگوں کو اکٹھا کرنا ہوتا تھا تو آقا ﷺ یہ الفاظ فرماتے تھے۔

جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو نماز ادا فرمائی گئی اور حضور ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے یہ دس ہجری ذوالحجہ کی اٹھارہ تاریخ تھی اور اتوار کا دن تھا اس وقت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ پر چادر کا سایہ کیا ہوا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

ألستم تعلمون؟ أولَستم تشهَدُون۔ إنّي أولیٰ بکل مومن من نفسه؟ قالو بَلیٰ۔ قال من کنت مولاہ فانا علیا مولاہ۔ اللھم وال من والاہُ وَعَادِ مَنْ عاداہ۔

(ضیاء النبی ۴۔ ۷۸۴۔ ابن کثیر سیرت النبویہ ۴۔ ۴۲۲۔ صحیح الترمذی)

(علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ سند جہد ہے اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ اور کتب سنن کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔ امام ترمذی نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔)

"فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے؟ کیا تم اس بات کی شہادت نہیں دیتے؟ کہ میں ہر مومن سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ سب نے عرض کی حضور ﷺ نے سچ فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "جس کا میں مددگار اور دوست ہوں۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کے مددگار اور دوست ہیں اے اللہ جو ان کو دوست بناتا ہے تو بھی اس کو اپنا دوست بنا اور جو ان سے عداوت کرتا ہے تو بھی اس سے عداوت کر"۔

حضور ﷺ نے قیامت تک کے مسلمانوں کو نصیحت فرمادی کہ اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنی ہے تو سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوستی کرو۔

اور حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں ہر مسلمان سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں سے حاضر ناظر کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ جہاں اللہ رب العزت تمام جہانوں کے "رب العالمین" ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے حضور ﷺ تمام جہانوں کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے "رحمت اللعالمین" ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اور اسی طرح قیامت تک بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے حضور علیہ السلام مومنوں کی جانوں سے بھی ان کے قریب ہیں۔ کیا لوگ نہیں چاہتے کہ ہمیشہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں رہیں؟ اور اگر چاہتے ہیں۔ تو پھر حضور علیہ السلام کو حاضر و ناظر ماننا ہوگا۔ کیونکہ حضور علیہ السلام ہی رحمت اللعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے لی: نَحْنُ اَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ فرمایا وہاں حضور علیہ السلام کے لیے اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ نبی علیہ السلام مومنین سے اُن کی

Marfat.com

جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں، فرمایا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

واللہ معطی وانا قاسمٌ

اللہ تعالیٰ کی ذات عطا فرمانے والی یعنی دینے والی ہے اور میں اس کا تقسیم کرنے والا ہوں۔

حضرت بریدہ بن محصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اس گفتگو کے بعد میرے دل سے فوراً تنگی نکل گئی اور اس دن سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے بہت زیادہ محبوب بن گئے۔

حضور ﷺ کے اس طرح فرمانے سے تمام لوگوں کے دلوں میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اور زیادہ بڑھ گئی اور جن لوگوں کے دلوں میں تنگی آئی تھی وہ بھی رفع ہوگئی حضور ﷺ مدینہ منورہ میں پچیس ذوالحج واپس تشریف لائے اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ اور حضور ﷺ سے محبت کرنے والوں کی محبت میں زندہ رکھے اِسی میں موت دے اور انکے ساتھ ہی اُٹھا کھڑا کرے اور جنت میں حضور ﷺ اور حضور ﷺ کے محبوبوں کی ہمسائیگی میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الکریم رؤف الرحیم ﷺ حجتہ الوداع کا بیان مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ بروز ہفتہ ۲۸ ذیعقد ۱۲۳۴ھ۔ صبح ۳۰۔۸۔ لاہور بمطابق ۲۰۱۳۔۱۰۔۴

نصیحتیں اور اشارے

حضور نبی کریم رؤف الرحیم حجتہ الوداع سے واپس مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد محرم اور صفر مدینہ طیبہ میں خیر و عافیت سے رہے۔ حضور ﷺ ذی الحجہ کی پچیس تاریخ دس ہجری کو مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ اس دوران ایک دن آقا ﷺ مقام احد پر شہدا کی قبروں پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔

انتم سابقون ونحن بکم ان شاء اللہ لاحقون۔

''تم ہم سے آگے جانے والے ہو اور ہم جلدی تم سے ملنے والے ہیں اس کے بعد مسجد نبوی شریف میں تشریف لا کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

اَنِّیْ بَیْنَ أَیْدِ کُمْ فَرَطٌ وَ أَنَا عَلَیْکُمْ شَهِیْدٌ وَّاِنَّ مَوْعِدَ کُمْ الْحَوْضُ وَإِنِّیْ لَأَنْظُرُ اِلَیْهِ مِنْ مُّقَامِیْ هٰذا وَ إِنِّیْ قَدْ أُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَإِنِّیْ لَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِ کُوْا بَعْدِیْ وَ لٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا أَنْ تُنَافِسُوْا فِیْهَا وَ تَهْلِکُوا کَمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ۔ (ضیاء النبی ۴۔۷۹۰۔ السیرۃ الحلیہ ۲۔۳۹۸ السیرۃ النبویہ ۶۵۶۔ الرحیق المختوم ۴۳۵)

ترجمہ: ''میں تمہارا پیشرو یعنی تم سے آگے جانے والا ہوں۔ اور میں تم پر گواہی دوں گا تمہاری اور میری ملاقات

Marfat.com

حوض کوثر پر ہوگی اور میں یہاں بیٹھا ہوا حوض کوثر دیکھ رہا ہوں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئی ہیں اور مجھے تمہارے بارے میں یہ اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے یہ خوف ضرور ہے۔ کہ تم دنیا حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے۔ جس طرح تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں تھیں۔"

امام ابن اسحاق کے مطابق ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے اپنے ایک غلام ابو مویہبہ کو آدھی رات کو یاد فرمایا جب وہ حاضر ہوئے تو ان سے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جنت البقیع میں مومن لوگوں کے لئے دعائے مغفرت کروں۔ حضور ﷺ اِن کے ساتھ جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور قبروں کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَهْلَ الْمُقَابِرِ لَيَهْنِ لَكُمْ مَا أَصْبَحْتُمْ فِيهِ مِمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ فِيهِ أَقْبَلَتِ الْفِتْنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يَتْبَعُ اٰخِرُهَا أَوَّلَهَا وَ الْاٰخِرَةُ شَرٌّ مِّنَ الْاُوْلٰى۔

"اے قبروں کے مکینوں تم پر سلامتی ہو جس حالت میں تم ہو وہ تمہیں مبارک ہو۔ کیونکہ تمہاری حالت اس حالت سے بہتر ہے جس میں آج کل لوگ مبتلا ہیں تاریک رات کی طرح فتنوں کی تاریکی چھا رہی ہے اگلے فتنے کے پیچھے دوسرا فتنہ ہے اور دوسرے کے پیچھے تیسرا اور بعد والا فتنہ پہلے سے زیادہ سخت اور شدید ہے"۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنے غلام مویہبہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

"اے مویہبہ! میرے سامنے دنیا کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئی ہیں پھر طویل زندگی اور پھر جنت میں نے ان طویل آسائشوں اور اختیارات کو مسترد کر دیا ہے اور اللہ کی ملاقات اور جنت کی ابدی بہاروں کو اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔"

ابو مویہبہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضور ﷺ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اور طویل زندگی کے بعد جنت قبول فرماتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

لَا وَاللّٰهِ يَا أَبَا مُوَيْبَةَ لَقَدِ اخْتَرْتُ لِقَآءَ رَبِّيْ وَ الْجَنَّةَ۔

"اے ابو مویہبہ! بخدا ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں نے اپنے لئے رب کی ملاقات اور جنت کو چن لیا ہے"۔

اللہ رب العزت سے ملاقات کی تڑپ

حضور ﷺ کو جو اپنے سچے رب سے عشق تھا۔ جو محبت تھی، جو چاہت تھی۔ جو الفت تھی وہ اپنا کام مکمل کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ سے ملاقات کے لئے مجبور کر رہی تھی۔ اور اللہ جل شانہ بھی اپنے محبوب (ﷺ) کی ملاقات کے لئے مشتاق تھے۔ یہ ملاقات کیسی تھی۔ اس کو خدا تعالیٰ اور اس رسول ﷺ ہی جانتے ہیں۔ اگر دنیا کی معمولی چیزوں میں اتنی لذت ہے۔

Marfat.com

اتنی چاشنی ہے اتنا عشق ہے اتنی چاہت ہے کہ سب لوگ اس میں گم ہو کر رہ جاتے ہیں اور اِن کو کسی چیز کا ہوش نہیں رہتا تو اس اللہ جل شانہ کے دیدار میں کتنی لذت ہوگی۔ جس نے ان سب چیزوں سب لذتوں کو پیدا فرمایا۔

جو ہر چیز کا ہر خوبصورتی کو پیدا فرمانے والا ہے وہ خود کتنا جمیل وخوبصورت ہوگا۔ جو ہر عشق کا پیدا فرمانے والا ہے اس کا عشق خود کتنا مست کر دینے والا ہوگا۔ اے جنت تیری چاہت بہت بڑی ہے۔ لیکن تجھ کو پیدا کرنے والے کی چاہت کیسی ہوگی۔ اے جنت تو بڑی حسین ہے۔ لیکن تجھ کو بنانے والا کتنا بڑا حسین ہوگا اے آسمان تو بہت بلند ہے لیکن تجھ کو بنانے والا کتنا بلند ہوگا۔ اے دنیا کی چاہت جس کے دل میں تو سما جاتی ہے اس کی حالت غیر کر دیتی ہے۔ لیکن جس کے دل میں تجھ کو پیدا کرنے والے کی محبت چھا جاتی ہوگی اس کی کیا حالت ہوگی یہ چیز وہی جانتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی ذات صرف اپنی چاہت صرف اپنی ہی لگن صرف اپنا ہی عشق صرف اپنی ہی لذت صرف اپنی ہی آشنائی اور صرف اپنا ہی درد عطا فرما دیتے ہیں۔

ان اولیاء اللہ کی شان ہی کتنی بلند ہے جن کو اللہ تعالیٰ کی ذات یہ چیزیں عطا فرما دیتی ہے اور ان صحابہ کی شان کتنی بلند ہوگی جن کے پاؤں کی خاک کو بھی اولیاء اللہ ترستے ہیں کیونکہ اس خاک نے بھی حضور ﷺ کی زیارت یا حضور ﷺ کی زیارت کرنے والے کی زیارت کی ہوتی ہے اور ان انبیاء اکرام کا کیا درجہ ہوگا۔

جو اللہ جل شانہ کے ذاتی صفاتی ناموں کے پرتو ہیں اور پھر حضور ﷺ کی شان مبارک کا کیا ہی کہنا۔ جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ذاتی نام "اللہ" کا پرتو ہیں جن میں سب صفاتی ذاتی نام شامل ہیں اور جن میں تمام انبیاء علیہم السلام کی صفات جمع کی جائیں تو آقا ﷺ کی صفات بنتی ہیں۔

تو حضور ﷺ کا عشق اپنے رب تعالیٰ جل شانہ سے کیسا ہوگا کیسی چاہت ہوگی، تمام دنیا کے خزانوں کی کنجیوں اور لمبی زندگی کو پسند نہ فرمایا صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ملاقات اور جنت کی ابدی راحتوں کو پسند فرمایا حضور ﷺ نے آخری وقت صرف یہی بار بار فرمایا۔

اللھم بل الرفیق الاعلیٰ۔
بلکہ اللہ تعالیٰ رفیق اعلیٰ (ہی چاہیے)

رفیق اعلیٰ سے ملنے کی تیاری کا آغاز

حضور ﷺ ایک دن اپنے ایک صحابی جن کا انتقال ہوگیا تھا جنت البقیع میں جنازہ پڑھنے اور دفنانے کے بعد واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں درد سر شروع ہوگیا۔ یہ ایک روایت کے مطابق انتیس صفر گیارہ ہجری اور سوموار کا دن تھا۔ حضور ﷺ جب گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وَ ارأَسَاہُ ہائے میرا سر ہائے میرا سر کہہ رہی تھیں۔ (حضور ﷺ) سے ان کی کتنی ہی زیادہ محبت تھی کہ حضور ﷺ کے سر میں درد شروع ہوئی تو آپ کے سر میں بھی درد

Marfat.com

شروع ہوگئی) حضور ﷺ نے فرمایا یہ بات نہیں ہے بلکہ میں خود شدید سر درد میں مبتلا ہوں (یعنی جدائی کیلئے تیار ہوں) میرا ارادہ تھا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بیٹے کو بلا کر وصیت کر دوں کہ میرے بعد نزاع نہ پیدا ہو۔ اور تمنا کرنے والے تمنا نہ کرنے لگیں پھر میں نے سوچا اس کی ضرورت نہیں۔ نہ اللہ ہی کسی کو منظور کرے گا اور نہ ہی مومنین کسی اور کو منظور کریں گے۔

(سیرت رحمت دارین۔ ۸۰۶۔ صحیح البخاری ۱۔ ۶۲۔ موطا امام مالک بن عطا بن بساص ۶۵)

حضور ﷺ کو اتنا شدید بخار ہوگیا اور اتنا شدید سر درد ہوگیا کہ جو کپڑا آقا ﷺ نے درد کے آفاقہ کے لئے سر پر باندھا' اتنا گرم ہوگیا کہ اس پر بھی ہاتھ نہیں لگایا جا رہا تھا حضور ﷺ اس دوران بھی مسجد میں باقاعدگی سے نماز ادا فرماتے رہے اور اس حالت میں بھی انصاف فرماتے ہوئے باری کے لحاظ سے اپنی بیویوں کے پاس آرام فرماتے رہے۔ جب ہر روز جگہ بدلنے میں آقا ﷺ نے تکلیف محسوس کی تو آقا ﷺ نے تمام بیویوں سے اجازت لے کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں منتقل ہونے کے لئے خواہش ظاہر فرمائی۔ تمام بیویوں نے خوشی خوشی اجازت دے دی۔ اس دن آقا ﷺ کی ایک روایت کے مطابق حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف فرما تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے آقا ﷺ اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجرے میں تشریف لائے کہ پاؤں مبارک گھسیٹ رہے تھے۔

''حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اس کھانے کا درد آج محسوس کر رہا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اس زہر کی وجہ سے میری رگ دل کٹ رہی ہے''۔

حضور ﷺ نے اسی اثناء میں مسلمانوں کے درد کو محسوس فرماتے ہوئے مسلمانوں کو نصیحت فرمانے کیلئے جمع فرمایا اور فرمایا۔

اے مسلمانو! مرحبا۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت میں رکھے۔ تمہاری شکستہ دلی دور فرمائے تم کو رزق دے۔ تمہاری مدد کرے تم کو رفع مراتب پر فائز فرمائے۔ اور تم کو امن و امان میں رکھے۔ اے بندگان خدا میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ ہی کو تمہارا خلیفہ بناتا ہوں اور تم کو اس سے ڈراتا ہوں کیونکہ میں نذیر مبین ہوں دیکھنا اللہ کی بستیوں میں اور اس کے بندوں کے ساتھ غرور و نخوت کو اختیار نہ کرنا اللہ تعالیٰ نے مجھے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾

ترجمہ: یہ آخرت کا گھر ہم مخصوص کر دیں گے (اس کی نعمتوں کو ان لوگوں کے لئے) جو خواہش نہیں رکھتے زمین میں بڑا بننے کی اور نہ فساد برپا کرنے کی اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ (سورۃ قصص، ۸۳)

Marfat.com

مہم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور ﷺ نے شام کی طرف حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں آٹھ ہجری میں لشکر روانہ فرمایا تھا اس کو غزوہ موتہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ موتہ ایک جگہ کا نام ہے جو شام کے پاس بلقاء شہر کے قریب ہے۔ حضور ﷺ نے اہل ابنی کی طرف بلقا شہر کے نزدیک یہ لشکر بھیجا تھا۔ اس مہم میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر زید بن حارثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لشکر اسلام کی کمان سنبھال لیں۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر اسلام کی کمان سنبھال لیں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان مل کر جس کو چاہیں امیر لشکر بنا لیں۔

اور واقعی حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق ہی ہوا تھا اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ حضور ﷺ کو بدھ کے دن تکلیف شروع ہوئی یہ سر درد تھا جس کے ساتھ شدید بخار بھی ہو گیا۔ جمعرات کے دن حضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر بنا کر بھیجا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پگڑی کو اپنے ہاتھ مبارک سے درست فرمایا۔ اور باوجود سخت بخار اور سر درد کے حضور ﷺ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ پیدل کتنی دور چل کر آپ کو نصیحتیں فرماتے رہے اور فرمایا کہ جس جگہ تمہارے والد کو شہید کیا گیا تھا اس جگہ کو گھوڑوں کے پاؤں تلے روند ڈالنا۔ حضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا جانے والا جھنڈا بھی اپنے ہاتھ مبارک سے باندھا تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی فرمایا کہ صبح سویرے اہل ابنی پر حملہ کرنا اگر تمہیں اللہ تعالیٰ فتح و نصرت عطا فرما دے تو وہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرنا۔ اپنے جاسوس اپنے آگے آگے روانہ کرنا۔ اور راستہ کے واقف لوگوں کو بھی اپنے ساتھ رکھنا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اس وقت صرف بیس سال تھی اور بہت سے اکابر صحابہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اس لشکر میں جس کی سربراہی آپ فرما رہے تھے میں شامل تھے۔ لشکر اسلام مدینہ منورہ سے تین میل دور جرف کے مقام پر آ کر ٹھہر گیا۔

چہ مگوئیاں

لوگوں میں اتنے اکابر صحابہ اکرام کی موجودگی میں ایک بیس سالہ لڑکے کو سپہ سالار بنانے کے متعلق جب چہ میگوئیاں جنم لینے لگیں اور اس کی خبر حضور ﷺ تک پہنچی تو حضور علیہ السلام نے لوگوں کو اکٹھا کرنے کا حکم فرمایا۔ حضور ﷺ باوجود سخت تکلیف کے سر مبارک پر کپڑا باندھے اور اوپر چادر مبارک اوڑھے تشریف لائے۔ حضور ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی اور فرمایا۔

Marfat.com

"اے لوگو! یہ کیا بات میرے کانوں تک پہنچی ہے کہ تم اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امیر بنانے پر اعتراض کر رہے ہو۔ اگر تم اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امیر بنانے پر معترض ہو۔ تو تم نے ان کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کیا تھا جب میں نے اس کو لشکر کا سپہ سالار بنایا تھا۔ بخدا زید رضی اللہ عنہ بھی اس منصب کا مستحق تھا اور اس کا بیٹا اسامہ رضی اللہ عنہ بھی اس منصب کا اہل ہے"۔

لشکر کا کوچ واپسی اور پھر کوچ

ہفتہ کے دن کئی ایک مسلمان جو اس مہم پر جا رہے تھے سلام کرنے حاضر خدمت ہوئے۔ اتوار کے دن جب حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رخصتی سلام کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے تو اس وقت حضور ﷺ پر غشی طاری تھی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھک کر حضور ﷺ کے سر مبارک کا بوسہ لیا۔ حضور ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو آقا ﷺ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رکھ دیئے گویا ان کے لئے اللہ سے دعا فرما رہے ہیں۔ یہ دعائیں لینے کے بعد حضور ﷺ سے رخصت ہو گئے۔ دوسرے دن جب انہوں نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور اپنی سواری پر سوار ہونے والے تھے کہ ان کی والدہ ام ایمن کا قاصد ان کے پاس پہنچ گیا اور اس نے بتایا کہ حضور ﷺ کا آخری وقت ہے۔ تو یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اکابر صحابہ کے ساتھ حضور ﷺ کی طرف دوڑے اور لشکر اسلام کا کوچ موقوف فرمایا۔ سوموار کے دن سورج ڈھلے جب حضور ﷺ نے سفر آخرت فرمایا تو لشکر اسلام واپس لوٹ آیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جھنڈا اٹھایا ہوا تھا انہوں نے یہ جھنڈا حضور ﷺ کے گھر کے دروازے کے آگے گاڑھ دیا۔

جب سب مسلمانوں نے مل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ نامزد فرمایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھر جھنڈا عنایت فرما کر لشکر اسلام کا امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ حضور ﷺ کے وصال فرما جانے کے بعد فتنہ ارتداد نے زور پکڑ لیا اور یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ مدینہ طیبہ کو خالی پا کر مرتدین اور مشرکین کہیں حملہ نہ کر دیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دینے کے لئے بھیجا کہ لشکر اسلام کو ابھی سردست واپس بلا لیا جائے اور بعد میں روانہ کر دیا جائے اس وقت لشکر اسلام خندق کے مقام پر خیمہ زن تھا آپ نے فرمایا۔

"بخدا اگر مجھے بھیڑیئے اور کتے اچک کر لے جائیں تو بیشک لے جائیں مگر جو فیصلہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے کیا ہے میں اس کو منسوخ نہیں کر سکتا"۔

اس کے بعد انصار اور دوسرے لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی بچے اور ناتجربہ کار ہیں آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کریں کہ کسی اور کو سپہ سالار بنا دیا جائے۔ آپ نے ایسا ہی کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ سخت غصے میں آ گئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک پکڑ لی اور غصہ سے فرمایا۔

''اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری ماں تجھے روئے اور تجھے گم کرے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سالار (امیر لشکر) مقرر فرمایا ہے اور تو مجھے یہ کہتا ہے کہ میں اس کو معزول کر دوں۔ یہ ناممکن ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

(ضیاء النبی پیر کرم شاہ صاحب بھیرہ شریف صفحہ ۷۹۷۔ تاریخ (الحنین ۲۔ ۱۵۸۔ ۱۵۴۔ السیرۃ النبویہ ۲۔ ۳۳۱)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دور رس نظر نے حضور ﷺ کے فیصلے کو منسوخ نہیں فرمایا۔ بلکہ آپ نے اپنی قوت ایمانی کے زور سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کے ساتھ لشکر اسلام کو روانہ فرما دیا۔

لشکر اسلام کی فتح

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور ﷺ کے صدقے میں لشکر اسلام کی بہت مدد فرمائی۔ آپ بیس دن میں یہاں پہنچے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر اسلام کی فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ آپ کے والد کو شہید کرنے والا آپ کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ ابنی اور آس پاس کے لوگوں پر آپ نے فتح مبین حاصل فرمائی۔ اور اَبنی کے بہت بڑے بڑے سردار قتل ہوئے اور بہت سے لوگ جنگی قیدی بنے اور بے شمار مال غنیمت حاصل ہوا اور لشکر اسلام کا رعب ہر طرف چھا گیا اور سب مرتدین کے حوصلے پست ہو گئے۔ (تاریخ الخمیس ۲/ ۱۵۵۔ ۱۵۴) (السیرۃ النبویہ ۲/ ۳۳۱)

وصال مبارک سے پانچ دن پہلے

حضور ﷺ کی تکلیف چارشنبہ یعنی بدھ کو جنت البقیع سے واپس آتے شروع ہوئی چارشنبہ کے روز ہی اچانک زیادہ شدت آ گئی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مختلف کنوؤں سے پانی کے سات مشکیزے بھر کر لائیں۔ حضور ﷺ ایک بڑے سے لگن میں جو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا میں بیٹھ گئے اور حکم فرمایا کہ مجھ پر پانی ڈالو۔ حضور ﷺ پر اتنا پانی ڈالا گیا کہ آقا ﷺ ہاتھ کے اشارے سے بس بس فرمانے لگے۔ آقا ﷺ نے غسل مبارک سے تکلیف میں افاقہ محسوس فرمایا۔ تو حجرے سے باہر مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ اس حالت میں کہ سر مبارک پر پٹی باندھی ہوئی تھی آقا ﷺ منبر مبارک پر تشریف لائے اور فرمایا۔

لعن اللہ الیھود و انصاریٰ إتخذوا قبور انبیآءِھِمْ مَّسَاجِدًا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔

امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ کیا کرتے تھے۔ اور نماز میں ان کو اپنا قبلہ بنایا کرتے تھے اور ان کو بت تصور کرتے تھے۔ اس لئے حضور ﷺ نے اپنے امتیوں کو اس سے منع فرمایا۔ لیکن کسی مرد پاک باز کے پڑوس میں مسجد تعمیر کرنا اور بطور تبرک اس کے قرب میں نماز پڑھنا اس وعید میں داخل نہیں کیوں کہ اس وقت نہ ان کو قبلہ

Marfat.com

بنا کر نمازی ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور نہ ہی نماز میں ان کی تعظیم مقصود ہوتی ہے"۔

علماء کبائر اس امر کی تشریح فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں کسی نبی کی قبر یا کسی ولی کی قبر کو سجدہ کرنا یا اس کو اپنا قبلہ بنانا۔ یا بتوں کی طرح ان قبروں کی پوجا کرنا اِس نیت میں کہ خدا کے مدِ مقابل اِن کو معبود سمجھتا ہو قطعی حرام اور ممنوع ہے۔

لیکن انبیاء اولیاء کے مزارات پر حاضری دینا اور ان کے ایصال وثواب کے لئے وہاں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرنا ممنوع نہیں ہے۔ دیکھیں حضور ﷺ کے مزار پرانوار کے ساتھ ہی مسجد نبوی شریف ہے اور لوگ اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ منع نہیں ہے۔ اسی تکلیف کے دوران ایک دن حضور ﷺ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ مبارک پکڑے مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے اور "الصلوٰۃ الجامع" کے الفاظ کے ساتھ لوگوں کو اکٹھا فرمایا اور منبر شریف پر جلوہ فرما ہونے کے بعد فرمایا:

اَیُّھَا النَّاسُ! مَنْ کُنْتُ حَلَدْتُہٗ ظَھْرًا فَھٰذَا ظَھْرِیْ فَلْیَسْتَقِدْ مِنْہُ وَمَنْ کُنْتُ شَتَمْتُ لَہٗ عِرضًا فَھٰذَا عِرْضِیْ فَلْیَسْتَقِدْ مِنِّیْ وَمَنْ اَخَذْتُ لَہٗ مَالًا فَھٰذَا مَالِیْ فَلْیَاْخُذ مِنْہُ وَلَا یَخْشَی الشَّحْنَاءَ فَھِیَ لَیْسَتْ مِنْ شَأْنِیْ۔

"اے لوگو! اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر درہ مارا ہے تو یہ میری پیٹھ حاضر ہے۔ وہ مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے۔ اگر میں نے کسی کو برا بھلا کہا ہے تو میری آبرو حاضر ہے وہ مجھ سے انتقام لے سکتا ہے۔ اور اگر میں نے کسی کا مال چھینا ہے تو میرا مال حاضر ہے وہ اس سے اپنا حق لے سکتا ہے۔ تم میں سے کوئی یہ اندیشہ نہ کرے کہ اگر کسی نے مجھ سے انتقام لیا تو میں اس سے ناراض ہو جاؤں گا۔ یہ میری شان نہیں" کہ مجھے یہ امر پسند ہے کہ اگر کسی کا حق میرے ذمہ ہے تو وہ مجھ سے وصول کرے۔ یا مجھے معاف کر دے تا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کروں کہ کسی کا حق میرے ذمہ واجب الادا نہ ہو۔"

ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ میرے تین درھم آقا ﷺ کے ذمہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہ تو میں کسی دعویٰ کرنے والے کو جھٹلاؤں گا۔ اور نہ ہی اس سے حلف لوں گا بس تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ تجھ سے میں نے یہ درھم کس مقصد کے لئے لئے تھے اس نے عرض کی کہ ایک سائل آقا ﷺ کے پاس سے گزرا تھا اور آقا ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ تین درھم اسے دے دو۔ حضور ﷺ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اس کے تین درھم اس کو دے دو۔ اس کے تین درھم اس کو دے دو۔ اس کے تین درھم اس کو دے دو۔ آقا ﷺ بار بار یہ جملہ دہراتے رہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اگر کسی نے مال غنیمت سے کچھ ناجائز لیا ہے تو وہ لوٹا دے ایک آدمی نے عرض کی کہ مال غنیمت کے تین درھم میرے ذمہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے یہ درھم کیوں لئے تھے اس نے عرض کی کہ اس وقت میں مفلس تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت فضل بن عباس کو حکم دیا کہ اس سے تین درھم لے کر بیت المال میں جمع کروا دو"۔ (فتح الباری ۱/ ۴۱۷)

Marfat.com

انصار کے لئے وصیت

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے قلب وجگر ہیں انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے لیکن ان کے حقوق باقی رہ گئے ہیں لہٰذا ان کے نیکو کاروں سے ان کی نیکیاں قبول کرنا اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرنا۔

اور ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار گھٹتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ آٹے میں نمک کی طرح ہوں گے۔ لہٰذا تمہارا جو آدمی نفع ونقصان پہنچانے کے کام کا والی ہو وہ ان کے نیکو کاروں سے ان کی نیکیاں قبول کرے اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرے۔

(صحیح بخاری ج۔ ۱ص۔ ۵۳۶۔ ضیاء النبی ۴۔ ۸۰۲ تا ۷۹۸ تاریخ الخمیس ۲۔ ۱۶۱ خاتم النبین ۱۲۱۸۰۲)

وصال مبارک سے چار دن پہلے

آقا دو جہاں زینت دو جہاں سرور کون ومکان تخلیق دوجہ کون ومکان ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ سے وصال مبارک سے چار دن پہلے تک تمام نمازیں مسلمانوں کو خود پڑھائیں اور اس دن بھی مغرب کی نماز خود پڑھائی اور سورۃ المرسلات تلاوت فرمائی۔ جب عشاء کی نماز کا وقت آیا تو آقا ﷺ پر بہت زیادہ نقاہت طاری ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد آقا ﷺ نے دریافت فرمایا۔ کیا لوگوں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے عرض کیا گیا۔ نہیں سب لوگ آقا ﷺ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ نے لگن میں پانی رکھنے کا حکم فرمایا۔ جب پانی رکھ دیا گیا تو حضور ﷺ نے اس سے غسل فرمایا اور جب باہر جانے کا ارادہ فرمایا تو غشی آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد حضور ﷺ نے پھر غسل مبارک فرمایا۔ لیکن پھر غشی آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد پھر غسل مبارک فرمایا اور جب باہر جانے کا ارادہ فرمایا تو پھر غشی آ گئی۔ ہر بار آقا ﷺ غسل سے پہلے مسلمانوں کی عشاء کی نماز کے متعلق دریافت فرماتے رہے کہ کیا انہوں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے لیکن جب آقا ﷺ کو بتایا جاتا کہ نماز ابھی نہیں پڑھی تو حضور ﷺ غسل فرماتے تاکہ آفاقہ ہوتو جا کر نماز پڑھائیں لیکن ہر بار غشی آ جاتی ایسا تین بار ہوا۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم

حضور ﷺ نے جب تین بار غسل فرمانے کے باوجود بہت زیادہ نقاہت محسوس فرمائی تو حکم دیا کہ

Marfat.com

"مرو ابابکر فلیصل بالناس"

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت رفیق القلب ہیں۔ جب وہ آپ (ﷺ) کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو اونچی آواز سے قرأت نہیں کر سکیں گے اس پر اگر آپ (ﷺ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں تو بہتر ہو گا۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا کہ

"مرو ابابکر فلیصل بالناس"

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیں کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ نہیں مان رہے تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنا ہم نوا بنا لیا اب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں نے بھی جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کے متعلق عرض کیا تو حضور ﷺ غصے میں آ گئے اور فرمایا۔

انکن صواحب یوسف مُرُوا اَبَابَکْرٌ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ۔

"تم تو زنان یوسف (علیہ السلام) ہو۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں"

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ در اقدس پر حاضر ہو کر عرض کی۔

السلام علیك یا رسول الله الصلوٰة یرحمك الله۔

"اللہ کے رسول ﷺ آپ پر سلامتیاں ہوں نماز کا وقت ہو گیا ہے" اور جب حضور ﷺ کا حکم سنایا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیں کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو آقا ﷺ کی جدائی کے تصور نے ان پر غموں اور مصیبتوں کے پہاڑ گرا دیئے اور یہ بے اختیار فریاد کر اٹھے۔

وَ اغْوَثَاهُ وَ انْقِطَاعُ الرَّجَاءِ۔ وَإِنْكِسَارُ ظَهْرَاه۔ یَسْتَنِیْ لَمْ تَلِدْنِیْ اُمِّی وَ اِذَا وَلَدَتْنِیْ لَمْ اشْهَدْ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ هٰذا۔

"ہائے میں کس سے فریاد کروں، ہائے میری امیدوں کا رشتہ ٹوٹ گیا۔ ہائے میری پشت دہری ہو گئی۔ اے کاش میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا اور اگر جنا تھا تو آج سے پہلے میں مر جاتا اور رسول ﷺ کو اس حالت میں نہ دیکھتا۔"

مسجد میں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کا پیغام ملا تو حضور ﷺ کی جدائی کے غم میں غشی کھا کر گر پڑے اور فرط غم سے مسلمانوں کی چیخیں نکل گئیں۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے مسلمانوں کی چیخوں کی آوازیں سنیں تو اپنی بیٹی خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ یہ شور کیسا ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ مسلمانوں نے حضور ﷺ کو نہ پایا تو ان کی چیخیں نکل گئیں۔

وفات سے دو روز پہلے

ہفتہ یا اتوار کو آقا ﷺ کو کچھ تخفیف ہوئی۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کروا رہے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد فرمایا اور ان کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے اس طرح مسجد میں تشریف لائے کہ پاؤں مبارک زمین پر گھسیٹ رہے تھے اور ان کی زمین پر لکیر بنتی جا رہی تھی انہوں نے حضور ﷺ کو آگے مصلے پر بٹھا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تو حضور ﷺ نے ان کو ہاتھ کے اشارے سے منع فرما دیا۔ اور حضور ﷺ نے اس حالت میں مسلمانوں کی امامت فرمائی کہ حضور ﷺ بیٹھ کر نماز ادا فرما رہے تھے اور آقا ﷺ کے دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کی اقتدا میں کھڑے ہو گئے۔ اور مسلمان حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا کرنے لگے اس کے بعد حضور ﷺ نے صحابہ اکرام کی طرف رخ انور پھیرا اور فرمایا۔

"اے گروہ مسلمانان! میں تمہیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تم پر میرے قائم مقام ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ اس کی اطاعت کرنا میں تو اب دنیا کو چھوڑنے والا ہوں۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کیلئے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ کی تائید

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے لئے آگے مصلے پر کھڑا کیا گیا تو اس کے متعلق جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ۔

قال قدم رسول سے و رسوله لديننا تک۔

(حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے نماز پڑھانے کے لئے کھڑا کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی تو میں اس وقت حاضر تھا۔ غائب نہ تھا میں صحت مند تھا بیمار نہیں تھا۔ اگر مجھے حضور ﷺ آگے کھڑا فرمانا چاہتے تو حضور ﷺ مجھے آگے کھڑا کر سکتے تھے لیکن حضور ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا اس لئے جس ہستی کو اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام نے ایسا نہیں فرمایا۔ اس لئے جس ہستی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا اس کو ہم اپنی دنیا کے لئے بھی پسند کرتے ہیں"

اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کرتے تھے۔

قدمك رسول الله ﷺ فی اَمرَ دیننا افلا نقدمك فی امر دنیانا۔

Marfat.com

اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ جل شانہ کے رسول ﷺ نے ہمارے دین کے معاملہ میں آپ کو آگے کیا ہے۔ ہم اپنے دین کے معاملات میں آپ کو آگے کیوں نہ کریں۔ جمعرات کے دن بیماری کی شدت کے دوران حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک تختی لانے کا حکم دیا تاکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں لکھ دیں تاکہ بعد میں کوئی نزاع نہ پیدا ہو اور کوئی اختلاف نہ کرے تو جب حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانے لگے تو حضور ﷺ نے فرمایا۔

ابی اللہ.....علیك یا ابابکر

اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ اور اس کے ایمان دار بندے اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ وہ تمہارے بارے میں کوئی اختلاف کریں"۔

اس سے زیادہ اور کیا روشن دلیلیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں پیش کی جا سکتی ہیں؟ حضور ﷺ نے بار بار آپ کو نماز کے لئے امامت کرنے کا حکم فرمایا۔

بروز ہفتہ اس کے بعد حضور ﷺ منبر شریف پر رونق افروز ہوئے اور حیات طیبہ کا آخری خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ چاہے تو وہ دنیا کی زیب و زینت کو پسند کرے اور چاہے تو جو انعام و اکرام اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کو اختیار کرے چنانچہ اس بندے نے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کو اختیار کر لیا ہے"۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سنتے ہی زار و قطار رونے لگے۔ بعض صحابہ اکرام حیران ہو کر کہنے لگے کہ دیکھو اس بوڑھے کو کیا ہوا ہے حضور ﷺ تو ایک بندے کے متعلق فرما رہے ہیں اور یہ زار و قطار رو رہا ہے۔

چنانچہ جب آقا ﷺ اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے تو ان لوگوں نے جانا کہ واقعی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سب سے زیادہ بھانپ والے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے حضور ﷺ سے عرض کی۔

"بابی سے یا رسول اللہ" تک

میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان ہوں ہم اپنے باپوں، ماؤں، اپنی جانوں اور اپنے اموال کو حضور ﷺ کے عوض بطور فدیہ پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ حضور ﷺ نے ان کی گفتگو سماعت فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

ان امن الناس سے ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک۔

"اپنی صحبت اور اپنے مال میں سے تمام لوگوں سے زیادہ ابوبکر احسان کرنے والا ہے اگر میں اہل زمین میں سے

Marfat.com

کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔لیکن اس کے درمیان اور میرے درمیان۔اسلامی اخوت کا رشتہ ہے (پھر فرمایا)

''مسجد میں کوئی دریچہ نہ رہنے دیا جائے سوائے ابوبکر کے دریچہ کے''۔

حضور ﷺ نے وصال شریف سے پہلے تین نصیحتیں فرمائی تھیں ایک یہ کہ مشرکین کو عرب سے نکال دینا۔دوسرا یہ کہ وفود کی اسی طرح (حضور ﷺ) کے معمول کے مطابق مہمان نوازی اور احترام کیا جائے اور ان کو انعام و اکرام سے نوازا جائے) تیسری بات راوی کے ذہن سے اتر گئی۔(صحیح مسلم۔کتاب الوصیۃ)

جب آقا ﷺ نے بیماری کے ایام میں قلم دوات اور تختی وغیرہ نصیحت کرنے کے لئے منگوائی تھی کہ تمہیں وصیت لکھ دوں تا کہ تم بعد میں گمراہ نہ ہونا۔تو غالباً حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پاس بیٹھے تھے انہوں نے منع فرما دیا کہ آقا ﷺ کو درد کی شدت اس وقت بہت زیادہ ہے اس لئے اس وقت آقا ﷺ کو تکلیف نہ دی جائے ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کافی ہے۔بعض پاس بیٹھے صحابہ نے اس حکم کی مخالفت کی اور کاغذ قلم دوات وغیرہ لانے کے متعلق زور دیا جب ان باتوں کا شور زیادہ ہوا تو آقا ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔

صحیح بخاری (۱۔۴۲۲۔=) (۲۔۶۳۸۔۲) (سیرت رحمت دارین۔۸۱۰)

وصال شریف سے ایک دن پہلے

وصال مبارک سے ایک دن پہلے لوگوں نے حضور ﷺ کو دوا پلانی چاہی۔لیکن حضور ﷺ نے منع فرما دیا۔اتنے میں حضور ﷺ کو غش آگیا۔تو لوگوں نے حضور ﷺ کا دہن مبارک کھول کر تھوڑی سی دوا اس میں ڈال دی آقا ﷺ کو جب ہوش آیا اور دوا کا ذائقہ اپنے منہ میں محسوس فرمایا تو حکم دیا کہ تمام لوگ جنہوں نے مجھے دوا پلائی ہے۔ان کے منہ میں دوا انڈیلی جائے (اس لمحات میں بھی حضور ﷺ کی رحمت تھی تا کہ اگر نہ چاہتے ہوئے بھی کسی سے بے حکمی ہوگئی ہو تو اس کو فوراً بدلہ مل جائے)

(سیرت النبی ۲۔۱۸۱۔بحوالہ طبقات ابن سعد وصحیحین۔سیرت رحمت دارین ۸۱۱)

اسی دن حضور ﷺ نے اپنے تمام چالیس غلاموں کو آزاد فرما دیا۔اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا کہ وہ آٹھ دینار جو تمہارے پاس ہیں لائے جائیں انہوں نے یہ دینار ''حاضر خدمت کئے۔حضور ﷺ کچھ دیر ان کو ہاتھ میں لئے پلٹتے رہے۔پھر فرمایا ان کو مساکین میں تقسیم کر دو فوراً حکم کی تعمیل کی گئی۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ اگر میں ان دیناروں کو اپنے گھر میں چھوڑ کر اپنے رب سے ملاقات کروں گا تو میرا رب مجھے کیا فرمائے گا۔کہ کیا میرے بندے کو مجھ پر اعتماد نہیں تھا؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا ﷺ کے وصال مبارک کی آخری شب میں نے اپنا چراغ اپنی ہمسائی کے گھر بھیجا تا کہ اس میں تھوڑا تیل ڈال دے تا کہ میں روشنی کر سکوں۔

Marfat.com

آقا ﷺ نے اپنے تمام ہتھیار بھی ہبہ فرما دیئے۔

حضور ﷺ کی ایک زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع یعنی پچھتر سیر جو کے عوض ہبہ رکھی تھی۔ حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو وصیت فرمائی کہ اس کو رقم ادا کر دی جائے اور بھولا نہ جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے وصال شریف سے ایک دن پہلے یہ آیت شریف پڑھی۔

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ (سورۃ النساء: ٦٩)

"(اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی)

وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ یعنی انبیاء اور صدیقین شہداء و صالحین اور کیا ہی اچھے یہ ساتھی ہیں۔

تو میں نے دل میں خیال کیا کہ جو میں نے سنا ہوا تھا کہ نبی اس وقت تک وفات نہیں پاتا کہ جب تک اسے دنیا یا آخرت کا اختیار نہ دے دیا جائے۔ میں سمجھ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ان دونوں چیزوں کا اختیار دے دیا ہے پس حضور ﷺ نے آخرت کو پسند فرما لیا ہے۔

آپ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر عظیم احسانوں میں سے ایک یہ بھی عظیم احسان مجھ پر ہے کہ وفات شریف کے وقت حضور ﷺ نے میرے حجرے میں میری گود میں میرے سینے اور میری گردن کی درمیان وصال فرمایا اور آخری وقت حضور ﷺ سے میرا لعاب دہن مل گیا۔ ہوا یہ کہ اس وقت حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے بھائی ایک سبز مسواک لئے حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غور سے دیکھا تو میں سمجھ گئی کہ حضور ﷺ مسواک فرمانا چاہتے ہیں میں نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مسواک لے لوں۔ حضور ﷺ نے سر مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ہاں لے لو میں نے وہ مسواک لی اور اجازت لے کر اس کو دانتوں میں دبا کر نرم کیا پھر وہ مسواک حضور ﷺ کو دی۔ آقا ﷺ نے وہ مسواک اپنے دانتوں پر فرمائی۔

ظاہری حیات مبارک کا آخری دن

اتوار ۷ ذوالحجہ۔

آقا دو جہاں سرور کونین و مکان حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ فِدا امی و ابی کو صبح سویرے کچھ آفاقہ محسوس ہوا تو آقا ﷺ اٹھ کر دروازے کے پاس تشریف لے آئی اور پردہ تھوڑا سرکا دیا۔ اس وقت مسلمان صبح کی نماز ادا کر رہے تھے۔

حضور ﷺ ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ حضور ﷺ نے جو اسلام کا ننھا سا پودا لگایا تھا وہ ایک تن آور درخت بن

Marfat.com

چاہے جس کی جڑیں زمین کی گہرائیوں میں پہنچی گئیں ہیں اور سرآسمان کی بلندیوں پہ پہنچ گیا ہے اور اس کی شاخیں پورے عالم میں پھیل چکی ہیں۔

مسلمان جو نماز ادا کر رہے تھے انہوں نے جب محسوس کیا کہ ان کے قبلے کا قبلہ ان کی طرف دیکھ رہا ہے تو انہوں نے نماز میں ہی اپنے چہروں کو حضور ﷺ کی طرف پھیر لیا۔ حضور ﷺ مسکراتے ہوئے صحابہ اکرام کو دیکھ رہے تھے۔ قریب تھا کہ نمازیں ٹوٹ جائیں مسلمانوں نے بھی محسوس کر لیا کہ نمازیں ٹوٹ جائیں تو دوبارہ پڑھ لیں گے لیکن محبوب رب العالمین کو شاید دوبارہ دیکھنا نصیب ہو کہ نہ ہو۔ حضور ﷺ نے جب محسوس فرمایا کہ مسلمانوں کی نمازیں ٹوٹ جائیں گی تو فرمایا اَتِمُّوْا صَلٰوتَکُمْ۔ اپنی نمازیں مکمل کرو حضور ﷺ نے پردہ دوبارہ برابر فرما دیا۔

تھوڑی دیر بعد سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں۔ آپ کی چال مبارک حضور ﷺ کے مشابہ تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا "مرحبا بنتی" اے میری بیٹی تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں" حضور ﷺ نے انہیں اپنے پاس بٹھایا اور ان کے کان میں کوئی بات فرمائی۔ یہ رونے لگ گئیں۔ حضور ﷺ نے دوبارہ ان کو قریب فرمایا اور ان کے کان میں کوئی بات فرمائی تو یہ ہنسنے لگ گئیں۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھوڑی دیر تشریف رکھنے کے بعد جانے لگیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے پوچھا کہ حضور ﷺ نے آپ سے کیا بات فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کے راز کو افشا نہیں کر سکتی۔

جب حضور ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ آپ سے دریافت کیا کہ میں اپ کو اس حق کا واسطہ دے کر پوچھتی ہوں جو میرا آپ پر ہے کہ حضور ﷺ نے اس وقت آپ سے کیا بات فرمائی تھی کہ ایک دفعہ آپ رونے لگ گئیں اور دوسری دفعہ آپ ہنسنے لگ گئیں آپ نے فرمایا کہ پہلی دفعہ حضور ﷺ نے مجھے قریب فرما کر سرگوشی فرمائی کہ ہر سال جبرئیل علیہ السلام سال میں ایک دفعہ قرآن پاک کا میرے ساتھ ورد کیا کرتے تھے۔ اس سال آپ نے دو دفعہ میرے ساتھ قرآن پاک کا ورد کیا میرا خیال ہے کہ میرا وصال قریب ہے۔ میری بیٹی اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہنا اور مصیبت پر صبر کرنا میں تمہارے لئے بہترین پیشرو ہوں یہ سن کر میں رونے لگی۔ دوسری دفعہ حضور ﷺ نے مجھے دوبارہ قریب کیا اور فرمایا۔

انك اول اهل بَيْتِيْ لُحُوْقًا بِيْ وَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَالَكَ۔

"اور اے فاطمہ! تم میرے تمام اہل بیت سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ اور میں تمہارے لئے بہترین پیشرو ہوں"۔ اور فرمایا۔

اَمَّا تَرْضِيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ اَوْ سيدةَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فضحِكتُ

"اے فاطمہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو تمام اہل ایمان کی عورتوں کی یا اس امت کی تمام خواتین کی

Marfat.com

سردار بنادیا ہے۔ یہ خوشخبری سن کر میں ہنسنے لگ پڑی۔" (نثار الہٰی بن محمد صوفی رباض بن صوفی محمد حسین انچارج دارالحمد پاکستان سوموار ۸ ذوالحجہ سعودی عرب سوموار ۹ ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ ۲۰۱۳۔۱۔۱۳ یوم عرفات۔)

اس کے بعد حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا فرمائی کہ یا اللہ میری جدائی میں میری بیٹی (حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو صبر کی توفیق عطا فرمانا۔ اس کے بعد ان سے امام حسن و حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو لانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ جب یہ شہزادے حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور ﷺ کو تکلیف میں دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔ ان کو روتے دیکھ کر سب گھر والے رونے لگ گئے۔ حضور ﷺ نے ان دونوں کو قریب فرما کر ان کے بوسے لئے اور اپنے صحابہ اکرام اور تمام امت کو ان کے ادب و احترام کی وصیت فرمائی۔ پھر حضور ﷺ پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونے کی وجہ پوچھی تو آقا ﷺ نے فرمایا کہ اپنی امت کے لئے رو رہا ہوں۔ کہ میرے بعد ان کا کیا حال ہو گا؟

اس کے بعد حضور ﷺ نے یکے بعد دیگرے تمام ازواج مطہرات کو یکے بعد دیگرے الوداع فرمایا۔ اور ان کو پند و نصاع فرمائے۔ اس کے بعد فرمایا کہ میرے بھائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلاؤ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو انہوں نے حضور ﷺ کے سر مبارک کو اپنے زانو پر رکھ لیا۔ حضور ﷺ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ جس یہودی سے قرضہ لے کر میں نے لشکر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیاری کی ہے اس کو رقم ادا کر دینا۔ بھولنا نہیں۔ اس کے بعد ان سے فرمایا کہ کاغذ دوات لے کر آئیں تا کہ وصیت لکھ دوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ڈر محسوس ہوا کہ اگر میں قلم دوات لینے گیا تو کہیں حضور ﷺ وصال نہ فرما جائیں آپ نے عرض کی حضور ﷺ مجھے نصیحت فرما دیں۔ میں انشاء اللہ اسے یاد رکھوں گا۔ حضور ﷺ نے آپ کو آخری وصیت یہ فرمائی۔

الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم۔

نماز کی پابندی کرنا اور اپنے غلاموں کے آرام و آسائش کا خیال رکھنا۔ علامہ ابن کثیر کے مطابق آقا ﷺ نے یوں وصیت فرمائی۔

اوصی بالصلوٰۃ و الزکوٰۃ و ما ملکت ایمانکم

میں تمہیں نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کی وصیت کرتا ہوں اور ان غلاموں کے بارے میں جن کے تم مالک ہو۔ (رضی اللہ عنہ)

حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو زہریلا کھانا مجھے خیبر کے روز دیا گیا تھا اس کا درد میں ہمیشہ محسوس کرتا رہا اور اس وقت اس زہر سے میری شہ رگ کٹ رہی ہے۔

(ضیاء النبی ۴۔ ۸۱۴۔ تا ۸۰۹) مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔۔ ۲۔ ۴۳۲ تا ۴۳۰۔ سیرت النبویہ ابن کثیر ۴۔ ۴۴۹۔ ۴۴۸)

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو یہاں حاضر تھے۔ وہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر ایک طرف چلے گئے اور کہنے لگے کہ میں خاندان عبدالمطلب کے چہروں کو خوب پہچانتا ہوں۔ میرے خیال میں حضور ﷺ اس بیماری سے صحت

Marfat.com

یاب نہیں ہوں گے چلیں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کریں کہ اس کام (خلافت) کی ذمہ داری اگر حضور ﷺ ہمیں سونپنا چاہیں تو ہمیں علم ہو جائے اور اگر یہ ذمہ داری کسی اور کو سونپنا چاہتے ہیں تو پھر اس سے ہماری سفارش فرمادیں کہ وہ ہر طرح ہمارا خیال رکھے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب فرمایا کہ اگر حضور ﷺ نے اس (خلافت) کے بارے میں نہ فرمادی تو پھر ہم کبھی بھی اس پر فائز نہیں ہوسکیں گے۔اس لئے میں اس (خلافت) کے بارے میں حضور ﷺ سے کوئی استفار نہیں کروں گا۔(تاریخ الخمیس ۲۔ ۱۶۵)

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق ایک رات بیماری کے دنوں میں سیدنا حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ آپ کو سلام فرماتا ہے۔

اِن اللّٰہَ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَیَعُوْلُ کَیْفَ تَجِدُکَ؟

اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔اور پوچھتا ہے کہ آپ کا کیا حال ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے درد کی شدید تکلیف ہے۔دوسری رات پھر حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پہنچایا۔اور حال پوچھا۔حضور ﷺ نے پھر وہی جواب فرمایا۔تیسری دفعہ پھر جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کا سلام پہنچایا اور مزاج پرسی فرمائی۔

حضور ﷺ کی آخری نصیحتیں

حضرت ابن عبداللہ بن سعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق حضور ﷺ نے مرض کی شدت کے دوران ہمیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں جمع فرمایا اور ہمیں دیکھ کر حضور ﷺ کی آنکھیں نم آلود ہوگئیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ جدائی کی گھڑی آن پہنچی ہے۔پھر ارشاد فرمایا۔

(مرحبا بکم سے قال لی ولکم تک۔

اَلْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾

(قصص، ۸۳)

میں تمہیں مرحبا کہتا ہوں۔اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ سلامت رکھے۔تمہیں ہدایت ارزانی فرمائے۔ ہر قدم پر تمہاری مدد فرمائے۔تمہیں نفع سے بہرہ ور کرے۔تمہیں راہ راست پر چلائے۔اللہ تعالیٰ تمہیں ہر شر اور تکلیف سے بچائے۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ تمہاری مدد فرمائے۔تمہارے نیک اعمال کو قبول کرے۔میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔میں اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ تمہارا نگہبان ہو۔میں تم پر اسے اپنا خلیفہ بناتا ہوں میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔خبردار اللہ تعالیٰ کے بندوں اور ان کے شہروں میں کبر وغرور نہ کرنا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اور تمہیں بھی یہ فرمایا ہے۔

Marfat.com

القرآن: کہ دار آخرت ہم ان لوگوں کو عطا کریں گے جو زمین میں تکبر نہیں کرتے اور فساد برپا نہیں کرتے اور نیک انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

ہم نے عرض کی کہ حضور ﷺ کا وصال مبارک کب ہوگا۔ فرمایا کہ مقررہ گھڑی بالکل نزدیک آ رہی ہے میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف لوٹ کر جانے والا ہوں اور سدرۃ المنتہیٰ میری منزل ہوگی۔ ہم نے عرض کی کہ حضور ﷺ کو غسل کون دے گا فرمایا میرے اہل بیت میں سے جو مرد میرے قریبی رشتہ دار ہوں گے ان کے ساتھ کثیر تعداد فرشتوں کی ہوگی۔ جو تمہیں دیکھیں گے مگر تم ان کو نہیں دیکھ رہے ہوگے پھر عرض کی گئی ہم حضور ﷺ کو کن کپڑوں میں کفن دیں گے؟ فرمایا یمن کی چادروں میں یا مصر کے سفید کپڑوں میں۔ پھر عرض کی کی گئی حضور ﷺ کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا؟

حضور ﷺ کی چشم مبارک سے آنسو بہنے لگے اور ہم لوگ بھی رونے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے اور اپنے نبی (ﷺ) کے ساتھ جو مخلصانہ اور جان نثارانہ برتاؤ تم نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جزائے خیر عطا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم مجھے غسل دے چکو اور خوشبو لگا کر کفن پہنا چکو تو میری قبر کے کنارے پر میری چارپائی رکھ دینا۔ پھر ایک ساعت کے لئے میرے پاس سے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے میرے دو دوست اور ہم نشین حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام میری نماز جنازہ پڑھیں گے۔ اس کے بعد حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام (ملک الموت) کثیر فرشتوں کے ساتھ نماز جنازہ کی سعادت حاصل کریں گے۔ پھر یکے بعد دیگرے فوج در فوج مجھ پر داخل ہونا۔ اور نماز جنازہ پڑھنا۔ کوئی رونے والی، کوئی چلانے والی اور فغاں کرنے والی مجھے اذیت نہ پہنچائے میرے صحابہ میں سے جو آج یہاں موجود نہیں انہیں میرا اسلام پہنچانا۔ اور میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں ہر اس شخص کو سلام دے رہا ہوں جو اسلام میں داخل ہوا۔ جس نے میرے دین میں آج سے قیامت تک میری پیروی کی۔

اور عرض کی گئی کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک میں حضور ﷺ کو کون داخل کرے گا؟ فرمایا میرے اہل بیت کے مرد۔ جتنا کوئی میرے قریب ہو ان کے ہمراہ ان گنت فرشتے ہوں گے جو تمہیں دیکھ رہے ہوں گے۔ مگر تم ان کو نہیں دیکھ سکو گے۔

(ضیاء النبی پیر کرم شاہ الازہری ۴۔ ۸۱۸۔ السیرۃ النبویہ ۴۔ تا ۵۰۳ (دلائل نبوۃ ۷۔ ۲۳۱)

آخری لمحات

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی آخری بیماری کے دنوں میں وصال مبارک سے پہلے کبھی بھی اپنی بیماری کے لئے شفا کی دعا نہیں مانگی۔

جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی۔ ملک الموت دروازے کے باہر کھڑا حضور ﷺ سے اندر آنے کے متعلق اجازت مانگ رہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کی کہ ملک الموت نے اندر آتے ہوئے آج تک کسی سے

Marfat.com

اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آج کے بعد وہ کسی سے اجازت طلب کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ملک الموت کو اندر آنے کی اجازت ہے۔ ملک الموت حجرہ شریف میں داخل ہوئے اور دست بستہ ہو کر ایک طرف کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ حضور ﷺ کے ہر حکم کی تعمیل کروں اگر حضور ﷺ مجھے حکم دیں گے تو میں روح قبض کروں گا اور اگر آقا ﷺ مجھے حکم نہیں دیں گے تو میں بغیر روح قبض کئے یوں ہی چلا جاؤں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم واقعی ایسا کرو گے؟ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں حضور ﷺ کے ہر حکم کو بجالاؤں۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں عرض کی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ آپ کے لئے بڑا مشتاق ہے۔ حضور ﷺ نے ملک الموت کو اجازت دے دی کہ حضور ﷺ کی روح مبارک کو قبض کر لے۔

اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو اپنی گود میں لٹایا ہوا تھا اور حضور ﷺ کا سر مبارک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ مبارک اور گردن مبارک کے درمیان تھا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ مبارک کو پکڑے حضور ﷺ کے جسم مبارک پر پھیرتے ہوئے یہ الفاظ جو حضور ﷺ عام بیماری کے دنوں میں ادا فرماتے تھے۔ دہرا رہی تھیں۔

اذهب الباس سے سَقَمَاتک (متفق علیه)

''اے سب لوگوں کے پروردگار اس تکلیف کو دور کر دے۔ اے شفا دینے والے مجھے شفا دے دے' تیری شفا کے بغیر کوئی شفا نہیں ایسی شفا جو بیماری کو نیست و نابود کر دیتی ہے''۔

حضور ﷺ نے اچانک اپنا ہاتھ مبارک میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور فرمایا۔

رب الغفرلی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ۔

''اے میرے پروردگار مجھے بخش دے اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے''۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ وصال شریف کے وقت جسم مبارک سے ایسی خوشبو نکلی کہ میں نے آج تک ایسی خوشبو نہیں سونگھی تھی۔

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا۔ کئی ہفتوں تک میرے ہاتھ سے خوشبو آتی رہی۔ کئی ہفتے میں نے نہ ہی کھانا کھایا۔ کیونکہ کئی ہفتے مجھے بھوک ہی نہ لگی اور نہ ہی وضو کی ضرورت محسوس ہوئی۔

(ضیاء النبی ۴۔ ۸۱۵ سیرۃ النبویہ ابن کثیر ۴۔ ۴۷۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مطابق حضور ﷺ شہید فوت ہوئے کیونکہ آقا ﷺ کی وفات مبارک خیبر کے زہر کی وجہ سے ہوئی۔ (اصح السیر۔ ۵۱۵۔ سیرت رحمت دارین ۸۱۳)

Marfat.com

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی گود میں لئے بیٹھی تھیں اور معوذات (آخری سورتیں) بھی پڑھ پڑھ کر آقا ﷺ پر دم کر رہی تھی۔ حضور ﷺ کے پاس ایک پانی کا پیالہ رکھا تھا۔ یہ لکڑی کا بڑا پیالہ "غلبہ" تھا۔ یا یہ چمڑے کا پیالہ "رکوہ" تھا۔ حضور ﷺ بار بار پیالے میں ہاتھ ڈال رہے تھے اور اسے چہرے مبارک پر پھیر رہے تھے۔ چہرہ منبارک کبھی سرخ ہو جاتا اور کبھی زرد پڑ جاتا تھا۔ چادر مبارک کبھی چہرے مبارک پر ڈال دیتے تھے اور کبھی ہٹا دیتے تھے اس وقت زبان مبارک پر الفاظ تھے۔

لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ موت میں سختی یا تلخی ہوا کرتی ہے"۔

اسی اثناء میں حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور زبان مبارک سے تین بار فرمایا۔

اللھم با الرفیق الاعلیٰ

اس کے ساتھ ہی حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک ایک طرف جھک گیا اور آنکھیں مبارک اوپر کو اٹھ گئیں اور روح پاک جسم اطہر سے نکل کر عالم قدس میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچ گئی۔ اور بے قرار روح کو قرار آ گیا۔ محبوب محبوب سے مل گیا عاشق نے اپنے معشوق کو اپنے پاس بلا لیا۔ ظاہری تکلیفیں ختم ہو گئیں۔ وہ وصال جس کے لئے روح مدت سے تڑپ رہی تھی۔ واقع ہو گیا۔ اور حضور ﷺ کی روح مبارک سکونت لا مکاں میں سدرۃ المنتہیٰ پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے پاس تشریف لے گئی۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ہم سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ آقا علیہ السلام در سکونت لا مکان۔ ہر جہت بے نام و نشان۔ محبوب جاناں ربانی کے پاس تشریف لے گئے۔

(سیرت دارین ۸۱۵۔ صحیح بخاری ۲۷۔ ۶۴۱ تا ۶۳۷ باب مرض النبیؐ۔ سیرۃ النوبیہ ابن کثیر۔ ۴۔ ۴۷۴)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ حضور ﷺ نے کس دن وفات پائی۔ آپ نے فرمایا کہ سوموار کے دن۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امید ہے میں بھی سوموار کے دن ہی وفات پاؤں گا اور ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو تمہارے نبی ﷺ کی پیدائش سوموار کو ہوئی آپ کی بعثت بھی سوموار کو ہوئی۔ مکہ مکرمہ بھی سوموار کو فتح ہوا۔ اور حضور ﷺ کا وصال مبارک بھی سوموار کو ہوا۔

جمہور ارباب سیر کے نزدیک حضور ﷺ کی وفات مبارک دوشنبہ (سوموار) کے دن چاشت کے وقت ۱۲ ربیع الاول گیارہ ہجری کو ہوئی۔ کسی نے شدت چاشت۔ کسی نے زوال اور کسی نے سہ پہر کا وقت بھی لکھا ہے۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک قمری حساب سے تریسٹھ سال اور چار دن تھی۔ اور جمور علماء کے نزدیک تریسٹھ سال تھی۔

Marfat.com

آج سوموار مورخہ آٹھ ذوالحجہ سعودی عرب نو ذوالحجہ یوم عرفات کے دن صبح دس بج کر سات منٹ پر لاہور شریف میں یہ بیان مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضور رحمت اللعالمین ﷺ کے صدقے میں اور اپنے نیک لوگوں کے صدقے میں اور میرے پیرومرشد خواجہ گوہر دین قدس سرہ موضع جنیڈ شریف نزد کڑیانوالہ کے صدقے میں قبول ومنظور فرمائے۔ اور اسے میری اور حضور ﷺ کی امت کی بخشش کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے عشق ومحبت میں زندہ رکھے اسی پر موت دے اور قبر کی سختیوں کو معاف فرمائے۔ اور اسی محبت پر اٹھا کھڑا کرے اور قیامت میں ہم سب کو حضور ﷺ کے حوض کوثر سے حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک سے پانی پینا نصیب فرمائے کہ جس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے۔ ہمیں پل صراط سے بجلی سے بھی تیز گزارے اور ہمارے نیک اعمال کو اپنی جناب میں قبول فرماتے ہوئے ہماری نیکیوں کا پلڑا بھاری فرمائے اور قیامت کو حضور ﷺ کے جھنڈے تلے جگہ عطا فرمائے اور جنت میں حضور ﷺ کے ساتھ داخل فرمائے اور جنت میں حضور ﷺ کی رفاقت میں ہمسائیگی میں ہمیشہ رکھے۔ کہ ہمارا دل حضور ﷺ کے چہرے مبارک کی ہر دم تلاوت کرتا رہے آمین ثم آمین۔

بجاہ نبی الکریم رؤف الرحیم ﷺ

(احقر العباد۔ العبد المسکین ابوعبداللہ ابوحبیب اللہ نثار النبی ولد صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ)

بیعت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید عالم سرور دو جہاں ﷺ نے اپنی زندگی مبارک میں ہی خود حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مصلے پر اپنا جاں نشین کھڑا کر کے آپ کی خلافت پر مہر ثبت فرمادی تھی اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قدمك سے امر دنیانا تک۔

(اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ کے رسول ﷺ نے ہمارے دین کے معاملے میں آپ کو آگے کیا ہے ہم اپنی دنیا کے معاملات میں آپ کو آگے کیوں نہ کریں۔ تاریخ الخمیس ۲۔ ۱۸۳۔ ضیاء النبی ۴۔ ۸۵)

اور بیماری کے ایام میں حضور ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ جاؤ ایک تختی لاؤ۔ اس پر میں ابوبکر کے بارے میں لکھ دوں۔ تاکہ اس کے ساتھ کوئی نزاع اور اختلاف نہ کرے۔ جب آپ تعمیل ارشاد کے لئے جانے لگے تو حضور ﷺ نے انہیں واپس بلا لیا اور فرمایا۔

ابی اللہ سے یا ابابکر تک۔ (ضیاء النبی ۴۔ ۸۰۶۔ تاریخ الخمیس جلد ۲۔ ۱۶۴)

"اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور اس کے ایماندار بندے اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ وہ تمہارے بارے میں کوئی اختلاف کریں"۔

Marfat.com

یہ الفاظ قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کے ایماندار بندوں کے لئے نشانی بن گئے کہ جو صحیح ایماندار ہوگا جس کا ایمان کامل ہوگا وہ آپ کی خلافت کے بارے میں اختلاف نہیں کبھی بھی نہیں کرے گا۔

اور یہ بات حضور ﷺ کے وصال کے وقت بھی نہیں ہوئی کوئی کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ ہم کس طرح تصور کر سکتے ہیں کہ اسلام کا وہ ننھا پودا جس کو توحید کا پانی دے دے کر حضور ﷺ نے پروان چڑھایا اور جب وہ ایک ایسا تن آور درخت بن گیا کہ اس کی جڑیں زمین کی گہرائیوں میں اور اس کی شاخیں اطراف عالم میں اور اس کا سر آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگا تو ہم کبھی نہیں مان سکتے کہ حضور ﷺ کے وصال کے وقت اس میں اختلاف پیدا ہو گئے کہ وہ ایک معمولی سی چیز خلافت جو کہ ایک کانٹوں کا تاج ہوتی ہے اور جس میں ایک ایسی ذمہ داری آن پڑتی ہے کہ خلیفہ وقت وہ خلیفہ جس کو خدا کا خوف ہوتا ہے وہ اپنی رعایا میں دجلہ کے کنارے پر کسی بکری کے مرنے سے بھی خوفزدہ ہوتا ہے۔ اس خلافت کے لئے وہ آپس میں جھگڑنے لگ پڑے ہوں۔ وہ کوئی عام آج کل کے لوگوں جیسے مسلمان نہیں تھے وہ تو صحابہ رسول ﷺ تھے۔ جن کی تعریفیں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن پاک میں فرمائی ہیں اور ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے فرمایا۔

القرآن۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ان سے راضی اور وہ اس (خدا) سے راضی۔ اور حضور ﷺ نے احادیث میں متعدد بار اپنے صحابہ کی تعریف فرمائی اور فرمایا جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی۔

ہماری حیثیت ہی کیا ہے ہمارا حق ہی کیا بنتا ہے کہ ہم ان لوگوں کے حالات و واقعات میں الجھ کر ان میں سے بعض کو (نعوذ باللہ) وہ برا بھلا کہہ کر اپنی عاقبت خراب کرتے پھریں اور یقیناً جن کی خاطر ہم نعوذ باللہ دوسروں کو برا کہتے ہیں۔ عالم برزخ میں بیٹھے وہ ہم کو بھی برا ہی تصور کر رہے ہوں گے کہ ہمارے تو آپس میں اختلاف نہیں تھے۔ ان لوگوں نے ویسے ہی پیدا کر لئے یا گڑھ لئے۔

اور جب حضور ﷺ نے بڑی سختی سے اپنے صحابہ کرام اور سب لوگوں کو یہ سبق سکھایا ہو۔

القرآن۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً والا تفرقوا۔

اور اللہ تعالیٰ کی رسی (یعنی قرآن اور حضور ﷺ) کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو۔

اور جب اللہ تعالیٰ جل شانہ اور حضور ﷺ نے سب کو یہ بھی سکھایا ہوا ہو۔ کہ اگر تم اختلاف کرو گے تو تم بکھر جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

تو ہم کس طرح یقین کر لیں کہ اسوقت خلافت کے معاملے میں آپس میں (نعوذ باللہ) دست و گریبان ہو گئے۔

یہ سب باتیں کجرد لوگوں کی پیدا کردہ ہیں۔ جو کوتاہ عقل ہوتے ہیں جن کی قسمت میں شقاوت ہوتی ہے جو خود بھی بھٹکتے ہیں اور دوسروں کو بھی بہکانے کی کوشش کرتے ہیں۔

Marfat.com

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز مسجد نبوی میں ادا فرمانے کے بعد مدینہ کے نواح میں تشریف لے گئے بہ ''سخ'' نامی ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ جہاں آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔ چونکہ صبح آقا ﷺ کی طبیعت کچھ سنبھلی ہوئی تھی اس لئے آپ اپنے گھر تشریف لے آئے۔

چاشت کے وقت اچانک قیامت صغریٰ برپا ہوگئی۔ وہ جان عالم ﷺ مسلمانوں کو روتا تڑپتا چھوڑ کر عالم فانی سے عالم جاوداں کی طرف کوچ فرما گئے ہر ہر آنکھ اشکبار ہوگئی۔ ہر دل میں غم بھر گیا۔ ہر جاں فغاں کرنے لگی۔ مسلمانوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ پیار کرنے والے ان کو چاہنے والے نبی ﷺ اپنے رب کے پاس چلے گئے اور اپنے رب تعالیٰ کو مسلمانوں میں خلیفہ بنا گئے۔

یقیناً اس میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کوئی حکمت تھی اور حضور ﷺ زندہ وسلامت وشادفرحاں اپنے رب تعالیٰ کے پاس موجود تھے۔ ورنہ اس کائنات کا نظام درھم برھم ہو جاتا۔ ستارے جھڑ جاتے آسمان و زمین پھٹ جاتے۔ چاند اور سورج ڈوب جاتے اور یہ دنیا اندھیر ہو کر مٹ جاتی۔

معراج شریف کے موقع پر جب حضور ﷺ اس مکان کی حدوں کو پار فرماتے ہوئے لا مکاں میں رب تعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو کائنات کی گردش رک گئی وقت تھم گیا جو کوئی جس حالت میں تھا ساکت ہوگیا۔ جس طرح کہ ایک سٹاپ واچ کا بٹن دبا دیا جائے تو وقت رک جاتا ہے کیونکہ کائنات کی گردش حضور ﷺ کے دم مبارک سے ہی ہے۔

اور اگر آپ واقعی اس کائنات سے چلے گئے ہوتے تو کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہر چیز تباہ و برباد ہو جاتی۔ اور قیامت برپا ہو جاتی۔ ہم لوگ تو شہدا جن کو اللہ تعالیٰ کے ہاں رزق دیا جاتا ہے کا شعور نہیں رکھتے۔ انبیاء کی اُخروی زندگی کا شعور کیسے رکھ سکتے ہیں؟

بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (البقرہ: ۱۵۴)

ترجمہ: بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم اُن کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

لیکن حضور ﷺ تو اس کائنات میں تھے۔ حضور ﷺ نے تو اپنا مقام ہی صرف بدلا تھا۔ اور آج بھی کائنات کا نظام حضور ﷺ کی موجودگی کی وجہ سے ہی چل رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک قیامت کو اس لئے برپا فرمائیں گے کہ وہ سب لوگوں کو اکٹھا کر کے اپنے محبوب ﷺ کی شان سب لوگوں کو دکھا سکیں کہ دیکھ لو صرف پوری کائنات میں یہی ہیں جن کو میں مقام محمود عطا کر رہا ہوں اور اولین و آخرین سب کی بخشش کا ذریعہ بھی یہی ہیں یہ وہ ہی ہیں جن کے لئے میں نے کائنات کو سجایا اس دنیا کو سجایا آسمان بنایا۔ زمین بچھائی۔ پہاڑ اور درخت پیدا کئے۔ آسمان کو ستاروں سے سجایا۔ اگر میرا محبوب نہ مسکراتا تو میں کبھی زمین پر پھول نہ اگاتا نہ ہوائیں چلتیں اور نہ ہی سبزہ پیدا ہوتا اگر میرا محبوب نہ ہوتا تو نہ ہی جنت پیدا کرتا اور نہ ہی دوزخ پیدا کرتا۔ اس کائنات میں کوئی بھی نہ ہوتا۔

Marfat.com

ایک آدمی دوڑا دوڑا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دینے کے لئے گیا۔ ادھر مسلمانوں میں کہرام مچا ہوا تھا اور بعض مسلمان تو بالکل اپنے حواس بھی کھو بیٹھے تھے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ننگی تلوار ہاتھ میں لہراتے ہوئے فرما رہے تھے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ حضور ﷺ فوت ہو گئے ہیں تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا ایسے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو یار غار بھی تھے اور جن کے متعلق حضور ﷺ نے خاص وصیت فرمائی تھی کہ مسجد نبوی میں سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب کے دریچوں کو بند کر دیا جائے تشریف لے آئے انہوں نے آتے ہی حضور ﷺ کے رخ انور سے چادر ہٹائی اور اس چہرہ والضحیٰ جن کی قسمیں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کی زیارت فرمائی وراس جبین مبارک کی جو خدا تعالیٰ کے حضور میں ہمیشہ نیاز مند رہتی تھی کے بار بار چادر ہٹا ہٹا کر بوسے لیتے رہے۔

میرے محبوب ﷺ یہ جدائی تو عارضی ہے ہم اس دنیا میں خدا نے چاہا تو ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور کبھی جدا نہیں ہوں گے آپ نے چہرہ مبارک پر سے کئی بار چادر ہٹائی۔ بوسے لئے اور دوبارہ چادر اڑھادی اور فرمایا۔ ''وَا مُحَمَّدَاہُ'' میرے محبوب آقا میرے محبوب آقا۔

پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا۔ وانبیاہ۔ اے ہمارے جلیل القدر نبی پھر فرمایا واصفیاہُ۔ اے میری جان سے پیارے محبوب پھر فرمایا۔

واخلیلاوہ بِاَبِی انت و اُمِّی طبت حیا و میتا۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے میرے خلیل آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور اب بھی پاکیزہ ہیں''۔ آپ کی شان اس سے بلند ہے کہ آپ پر آہ وفغاں کی جائے اگر زمام اختیار ہمارے ہاتھ میں ہوتی تو ہم حضور ﷺ پر اپنی جانیں فدا کر دیتے۔ اگر حضور ﷺ نے ہمیں رونے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اتنا روتا کہ میری آنکھوں سے اشکوں کے چشمے جاری ہو جاتے۔ پھر عرض کی۔ ''اے اللہ ہمارا اسلام محبوب کی بارگاہ میں پہنچانا اور یا رسول اللہ ﷺ ہم غلاموں کو اپنے خداوند قدوس کی بارگاہ میں یاد رکھنا۔

سید النساء حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے بے ساختہ نکلا۔

یا ابتاہ اجاب ربا دعا

اے میرے پیارے ابا جان آپ نے اپنے رب کی دعوت قبول کر لی۔

یا ابتاہ الی جنہ الفردوس ماواہ

اے ابا جان آپ جنت الفردوس میں تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگیں اے ابا جان حضور آپ کے بعد جبرئیل علیہ السلام کس کے پاس آئیں گے اے پروردگار فاطمہ کی روح کو اپنے حبیب ﷺ کی روح کے پاس پہنچا دینے۔ اے خداوند عالم مجھے اپنے پیارے رسول ﷺ کا ہم نشین بنا دے۔ اور میرے پیارے رب مجھے اپنے

Marfat.com

پیارے حبیب علیہ السلام کی جدائی کے غم کے ثواب سے محروم نہ فرمانا۔ مجھے روز محشر اپنے محبوب ﷺ کی شفاعت سے محروم نہ کرنا۔

حضور سرور کائنات ﷺ کے وصال مبارک کے بعد کسی نے سیدہ النساء حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہنستے نہیں دیکھا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگیں۔ صد افسوس۔ وہ نبی ﷺ جنہوں نے فقر کو غنا پر درویشی کو تونگری پر اختیار کیا۔ وہ دین پرور راہبر جو ساری ساری رات امت کے گناہوں کو بخشوانے کے لئے بے چینی میں گزار دیتے تھے جنہوں نے بڑی جرأت اور استقامت کے ساتھ مجاہدے کئے۔ جنہوں نے ممنوع چیزوں کی طرف کبھی التفات نہ کیا۔ اور کفار کی تکلیفوں کے باعث جن کا دل کبھی متاثر نہ ہوا اور ان کو دعوت حق دینے میں کبھی بیزاری اور تھکاوٹ کا اظہار نہ کیا۔ جنہوں نے مفلسوں اور محتاجوں کے لئے کبھی اپنا دروازہ بند نہ کیا۔

وہ نبی ﷺ جن کے موتیوں جیسے دانت پتھر مار کر توڑے گئے جن کی نورانی پیشانی کو زخمی کیا گیا جنہوں نے دو روز جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہ کھائی صد افسوس کہ آج وہ کریم آقا ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔

انا للہ و انا علیہ راجعون۔

اس کے بعد ایک کونے سے آواز آئی لیکن آواز دینے والا نظر نہ آیا۔

السلام علیکم اهل البیت و رحمته الله و برکاته. کل نفس ذائقة الموت و انما توفون اجورکم یوم القیامة۔

"اے اہل بیت! تم پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کی طرف سے تم پر رحمتوں کا نزول ہو۔ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور قیامت کے روز تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا اجر دیا جائے گا"۔

اور مزید آواز آئی کہ

"اور جان لو کہ ہر مصیبت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلی ہوتی ہے اور ہر فوت ہونے والی چیز کا کوئی قائم مقام ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین رکھو اور اس کی طرف توجہ کرو۔ جزع و فزع سے باز رہو۔ بے صبری نہ کرو۔ درحقیقت مصیبت زدہ شخص وہ ہے جسے ثواب سے محروم کر دیا جائے"۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین کو بتایا کہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جو تمہاری تعزیت کے لئے آئے تھے۔ (مدارج النبوت ۲۔ ۴۳۲۔ ضیاء النبی ۴۔ ۸۴۵ تا ۸۴۳)

حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں رقم طراز ہیں۔

"حضور ﷺ کی اچانک جدائی کے صدمہ نے تمام صحابہ اکرام کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ بعض صحابہ کی شدت گویائی صلب ہو گئی،

Marfat.com

ان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گزرتے ہوئے ان کو سلام کیا۔ لیکن ان کی زبان یارائے تکلم نہ کرسکی سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن میں جنبش کی طاقت نہ رہی۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیفیت ہی سب سے جدا تھی۔ بعض صحابہ کرام نے یہ دعا مانگنا شروع کر دی۔ یا اللہ ہماری آنکھوں کی بینائی کو صلب کر لے۔ تاکہ جن آنکھوں نے تیرے محبوب ﷺ کو دیکھا ہوا ہے کسی اور چہرہ کو نہ دیکھ سکیں"۔

منافقین کہنے لگے کہ نعوذ باللہ اگر حضور ﷺ نبی ہوتے تو وفات نہ پاتے۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو انہوں نے بے قابو ہو کر اپنی تلوار نیام سے باہر نکال لی اور فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ہے تو میں اس کے دو ٹکڑے کر دوں گا۔

اتنی دیر میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے حجرے مبارک سے باہر تشریف لائے اور تمام صحابہ کو خاموش کرایا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیٹھنے کا فرمایا۔ آپ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے شخص تم جانتے نہیں ہو کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ (سورۃ ازمر۔ ۳۰)

ترجمہ: بے شک آپ نے بھی دنیا سے انتقال فرمانا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے۔

نیز ارشاد الٰہی ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاْئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ (سورۃ الانبیاء۔ ۳۴)

ترجمہ: "اور نہیں مقدر کیا۔ ہم نے کسی انسان کے لئے جو آپ سے پہلے گزرا (اس دنیا سے) ہمیشہ رہنا۔ تو اگر آپ انتقال فرما جائیں۔ تو کیا یہ لوگ یہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں"۔

پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ (سورۃ آل عمران ۱۴۴)

ترجمہ: اور نہیں محمد (ﷺ) مگر (اللہ کے) رسول گزر چکے۔ آپ سے پہلے کئی رسول تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں۔ یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے پاؤں سے (دین اسلام سے) پھر جاؤ گے؟

لوگوں کو جیسے یہ آیات بینیات پہلی دفعہ سننے کو ملیں تھیں ان کو جیسے ہوش آ گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں مجھے یوں لگا کہ یہ آیت شریف میں اب سن رہا ہوں لوگوں کی حالت کافی سنبھل گئی اور ان کو سہارا مل گیا۔

Marfat.com

غسل مبارک

حضور ﷺ کو غسل مبارک کپڑوں سمیت دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بیٹے سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ غسل کے وقت ہم اس کشمکش میں تھے کہ کس طرح حضور ﷺ کو غسل مبارک دیں کہ اچانک ہم سب پر اونگھ طاری ہوگئی اور ہماری ٹھوڑیاں ہمارے سینوں سے لگیں اس وقت اچانک ہم نے حجرہ مبارک کے ایک کونہ سے آواز سنی کہ۔

ان غسلوا رسول اللہ ﷺ.....وعلیہ ثیابہ۔

رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دو۔

چنانچہ حضور ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا۔

حضور سرکار دو عالم ﷺ کے غسل مبارک کی سعادت سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ حضرت اسامہ، حضرت فضل بن عباس رضوان علیہم اجمعین کو حاصل ہوئی۔

غسل کے لئے پانی عرس نامی کنویں سے لایا گیا اس کے متعلق حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

عرس کا کنواں بہترین کنواں ہے۔ یہ جنت کے چشموں میں سے بہترین چشمہ ہے اس کا پانی نہایت پاکیزہ ہے"۔ اس پانی میں بیری کے پتے ملائے گئے؟ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسل دیتے ہوئے فرمارہے تھے۔

بابی وامی طیبا حیا ومیتا

میرے ماں باپ آپ (ﷺ) پر قربان ہوں۔ آپ زندگی میں بھی طیب و پاکیزہ تھے اور وصال کے بعد بھی طیب و پاکیزہ ہیں۔

قبر مبارک

مسلمان پریشان تھے کہ قبر مبارک کہاں بنائی جائے۔ اتنے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا ہوئے "کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ جو نبی (ﷺ) جہاں فوت ہوتا ہے اس کی قبر بھی وہیں بنتی ہے"۔ چنانچہ جہاں حضور ﷺ نے وصال فرمایا تھا وہیں آقا ﷺ کی قبر مبارک بنائی گئی۔

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو آدمیوں کی طرف دو آدمی قبر کھودنے کے لئے روانہ فرمائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔

اللھم خیر یرسویک

Marfat.com

اے اللہ اپنے رسول ﷺ کے لئے جس کو پسند کرتا ہے اس کو بھیج دے۔

ایک آدمی حضرت ابوعبیدہ بن جراع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف گیا یہ سیدھی قبر کھودنے کے ماہر تھے لیکن آپ اس کو نہیں ملے۔

دوسرا آدمی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف گیا یہ لحد کھودنے کے ماہر تھے۔ (لحد والی قبر کو پہلے سیدھا نیچے کھودا جاتا ہے پھر نیچے سے دائیں طرف جگہ بنائی جاتی ہے اور میت کو اس میں دائیں طرف رکھ دیا جاتا ہے) دوسرا آدمی حضرت ابوطلحہؓ کو ساتھ لے آیا اور حضور ﷺ کے لئے لحد والی قبر تیار کی گئی۔

کفن مبارک

حضور ﷺ کو یمن میں "سحول" نامی جگہ کے بنے ہوئے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ اس لئے ان کو "سحولیہ" کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں نہ قمیض تھی اور نہ عمامہ تھا۔

(سیرۃ النبویہ ابن کثیر۔ ۴۔ ۵۲۲۔ ضیاء النبی ۴۔ ۸۳۹ تا ۸۳۸)

نماز جنازہ

حضور ﷺ کی وفات شریف سوموار کو چاشت کے وقت ہوئی اور تدفین بدھ کی رات ہوئی۔ بعض نے منگل بھی لکھا ہے لیکن زیادہ علماء بدھ کی رات پر متفق ہیں۔

حضور ﷺ کو غسل مبارک کے بعد کفن پہنا کر حجرہ مبارک میں رکھ دیا گیا اور تمام لوگ حضور ﷺ کی وصیت کے مطابق باہر نکل گئے چونکہ حضور ﷺ خود امام تھے لہٰذا اور کوئی امام نماز جنازہ کے لئے مقرر نہیں کیا گیا سب لوگ داخل ہو کر حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھ کر باہر آ جاتے تھے۔ حضور ﷺ نے جیسے فرمایا تھا سب سے پہلے نماز جنازہ حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام نے پڑھی۔ اس کے بعد جوق در جوق فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھی۔

اس کے بعد اہل بیت اطہار کے مرد اور خواتین حجرے مبارک میں داخل ہوئے اور صلوٰۃ و سلام پیش کیا اور کچھ دیر بعد باہر تشریف لے آئے۔

اس کے بعد سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرے شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مہاجرین و انصار کے ساتھ داخل ہوئے اور حضور ﷺ کے روبرو کھڑے ہو گئے۔ اور نماز جنازہ ادا فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا ہوئے۔

Marfat.com

السلام علیك ایها النبی ورحمة وبرکاته

پھر فرمایا: ''اے اللہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تیرے محبوب نے وہ پیغام پہنچا دیا جو آپ ﷺ پر نازل کیا گیا تھا اور اپنی امت کو نصیحت کر دی۔ اللہ کے راستے میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت عطا فرمائی اور آپ (ﷺ) کی دعوت درجہ کمال تک پہنچ گئی اور ہم تیری ذات وحدہ لا شریک کے ساتھ ایمان لے آئے۔ اے ہمارے خدا ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم حضور ﷺ پر نازل کردہ قول کی پیروی کریں اور روز قیامت ہمیں حضور ﷺ کے ساتھ اکٹھا کر اور حضور ﷺ کو ہماری اور ہمیں حضور ﷺ کی پہچان کرا۔ بیشک تیرا محبوب مومنین کے ساتھ رؤف و الرحیم تھا۔ ہم آپ (ﷺ) پر جو ایمان لائے ہیں۔ اسے کسی قیمت پر تبدیل کرنے کے لئے تیار نہیں اور اس کے بدلے میں کوئی گراں بہا چیز لینے کے لئے تیار نہیں''۔

اس کے بعد یہ حضرات باہر تشریف لے آئے اور عام مومنین جوق در جوق اندر داخل ہوتے اور صفیں باندھ کر حضور ﷺ کے سامنے حضور ﷺ پر درود وسلام پیش کرتے اور باہر نکل آتے۔ اس طرح جب تمام مسلمان فارغ ہو گئے نماز جنازہ ادا کر چکے تو عورتوں کی باری آئی۔ اسی طرح تمام عورتوں کو حضور ﷺ کی نماز جنازہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

ایک دفعہ عورتوں میں سے کسی کی رونے کی آواز بلند ہوئی تو ایک دم حجرہ مبارک میں زور سے تھرتھراہٹ محسوس ہوئی کہ ہم سب خوفزدہ ہو گئے۔ پھر اس کے بعد کوئی نہ رویا نہ کسی نے آہ وفغاں کی اور نہ ہی کسی نے بین کیا۔

حضور ﷺ کے فراق کی مصیبت کے بعد اس سے زیادہ مصیبت والا دن مدینہ منورہ میں کبھی نہ آیا اس سے زیادہ مصیبت لوگوں نے کبھی نہ محسوس کی۔

حضور ﷺ کے ارشاد مبارک کے مطابق۔

دنا الفراق والمنقلب سے ولا رنة تک۔

''جدائی کی گھڑی نزدیک آ گئی۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف اور سدرۃ المنتہیٰ کی طرف رفیق اعلیٰ اور جنت الماوی کی طرف لوٹ کر جانے کا وقت آ گیا..... پھر میری نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے گروہ در گروہ میرے حجرہ میں داخل ہونا اور میری نماز جنازہ پڑھنا لیکن مجھے بے جا تعریف کر کے اور آہ وفغاں کر کے اذیت نہ پہنچانا''۔

تمام لوگوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح نہ ہی تعریف میں علو کر کے گناہ گار ہوئے جیسے کہ انہوں نے نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا اور جنہوں نے آپ ﷺ کو نہ مانا وہ بھی ہلاک ہوئے اور جنہوں نے آپ کو خدا کا بیٹا کہا وہ بھی ہلاک ہوئے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

قال رسول الله سے استغفرت لکم الله تک۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ جب میں

Marfat.com

تمہارے اعمال حسنہ کو دیکھتا ہوں تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جب میں تمہارے گناہوں کو دیکھتا ہوں تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

حضرت اوس بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

عن اوس بن انس سے معروضه علی تک۔

اوس بن انس روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔تمہاری زندگی کے دنوں میں سے افضل ترین دن جمعہ کا دن ہے اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اسی دن ان کا انتقال ہوا اسی دن حضرت اسرافیل (علیہ السلام) صور پھونکیں گے اسی دن لوگوں پر مدہوشی طاری ہوگی۔اس روز کثرت سے مجھ پر درود پاک پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔"

(یعنی خاص اس دن دردو پاک پڑھنے کی برکت سے تمہارے لئے یہ منزلیں آسان ہو جائیں گی) صحابہ پاک نے عرض کی:

کہ یارسول اللہ (ﷺ) سے ارمت" تک۔

یارسول اللہ ﷺ ہمارے دردو حضور ﷺ پر کیسے پیش کئے جائیں گے۔حالانکہ حضور ﷺ کا جسم مبارک بوسیدہ ہوگیا ہوگا"۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

ان اللہ قد سے علیہم اسلام تک۔

"(اے میرے صحابہ) اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء اکرام کے اجساد کو کھائے" اور حضرت ابو دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قال رسول اللہ سے یفرغ منہا تک۔

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے روز کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو۔کیونکہ اس روز فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور کوئی آدمی بھی مجھ پر درود شریف نہیں پڑھتا۔مگر اس کا دردو میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اس سے پہلے کہ وہ درود شریف پڑھنے سے فارغ ہو"۔

حضرت ابو درداء نے عرض کی کہ جب تک آپ زندہ ہیں اس دنیا میں تشریف فرما ہیں تو اس وقت تک تو بے شک فرشتے پیش کرتے رہیں گے۔لیکن موت کے بعد کیسے پیش کریں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

ان اللہ حرم علی الارض سے حی یرزق تک۔

بیشک اللہ تعالیٰ جل شانہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء اکرام ﷺ کے اجساد طاہرہ کو کوئی نقصان پہنچائے اللہ کا

Marfat.com

نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے"۔

سبحان اللہ کس طرح واضح طور پر حضور ﷺ نے انبیاء اکرام (علیہم السلام) کی برزخی زندگی کے متعلق ان کے زندہ و سلامت ہونے ان کے روزی دیئے جانے کے متعلق فرمادیا۔

اور اللہ تعالیٰ تو عام شہداء کے متعلق بھی فرماتے ہیں۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (سورۃ بقرہ: ۱۵۴)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو میرے راستے میں قتل کر دیئے جائیں گے۔ انہیں مردہ مت کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

اور ایک اور جگہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ

عند ربھم یرزقون۔

ترجمہ۔ اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔ جب واضح طور پر یہ ارشاد فرمادیا کہ تم لوگ ان کی زندگی کا شعور ہی نہیں رکھتے۔

تو پھر ان لوگوں کی جو انبیاء کی زندگی کے قائل نہیں حیثیت ہی کیا ہے ان کی عقل کا کیا کہنا۔ ان کی بدقسمتی کا کیا کہنا۔ خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور قیامت کو دوسروں کی گمراہی کا بوجھ بھی ان کے کندھوں پر ہوگا۔

آج کے ترقی کرتے ہوئے دور میں ایک چھوٹا سا آلہ موبائل فون اگر دنیا کے کونے کونے سے پیغام چند سیکنڈوں میں دنیا کے دوسرے کونے میں پہنچا سکتا ہے اور صرف کمپیوٹر کا ایک بٹن دبانے سے کوئی بھی پیغام بیک وقت تمام دنیا کے موبائل فونوں پر پہنچ سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک والا صفات تمام دنیا کے مسلمانوں کا سلام تو سب سے افضل طریقے سے حضور ﷺ کو پہنچا سکتی ہے اس کی شان پاک کا کیا ہی کہنا کہ اس نے "کن" فرما کر ہر چیز کو پیدا فرمادیا۔

خلیفۃ الرسول ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سقیفہ بنی ساعدہ

جب ایک روح فرسا واقع حضور ﷺ کی وفات مبارک کا واقع ہوگیا تو فرط غم سے بعض مسلمان اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے۔ کسی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ ہر طرف آہ و فغاں تھی کسی کو کچھ ہوش نہ رہی۔ تو ایسے میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام مسلمانوں کی ڈھارس بندھائی۔

اچانک ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے جمع ہونے کے متعلق بتایا کہ وہ حضرت سعد بن عبادہ (قبیلہ خزرج کے رئیس) کو امیر بنانے کے متعلق صلاح و مشورہ کر رہے ہیں۔

یہ سنتے ہی آپ نے حضرت عمر فاروق اور چند ایک چیدہ صحابہ کو ساتھ لیا اور ان کی طرف روانہ ہو گئے کیونکہ اگر ایسا ہو

Marfat.com

جاتا تو تمام مسلمان آپس میں پارہ پارہ ہوجاتے اور مسلمانوں کی قوت کا شیرازہ بکھر جاتا اور ہر کوئی اپنے اپنے قبیلے سے ہی سردار منتخب کر لیتا۔ ایسے میں تمام کام چھوڑ کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چند ایک صحابہ کو ساتھ لے کر فوراً بنی ساعدہ کی طرف چلے تا کہ صورتحال کو کنٹرول کر سکیں اور ان کو اصل حقیقت سے روشناس کرا سکیں۔

یہاں پہنچ کر حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گفتگو فرمانی چاہی لیکن آپ نے ان کو خاموش کرا دیا اور اس مجمع عام میں خود خطاب فرمایا۔ سب سے پہلے آپ نے انصار کے حق میں جو آیات قرآن پاک کی آیتیں تھیں وہ تلاوت فرمائیں۔ اور جو تعریفیں حضور ﷺ نے انصار کے بارے میں بیان فرمائی تھیں۔ وہ بیان کیں اور یہ بھی فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر سارے لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی کو اختیار کروں گا۔ پھر فرمایا۔

لقد علمت یا سعد !ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال و انت قاعد قریش ولاۃ ھذا امر فبر الناس تبع لبدھم و فاجرھم تبع لفاجرھم۔

اے سعد تم خوب جانتے ہو تم اس وقت وہاں بیٹھے ہوئے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خلافت کے حق دار قریش ہیں نیک لوگ قریش کے نیک لوگوں کے فرمانبردار رہوں گے اور بدکار لوگ قریش کے بدکار لوگوں کے فرمانبردار ہوں گے۔

(ضیاء النبی پیر کرم شاہ الازہری بھیرہ شریف سرگودھا۔ ۴۔ ۸۲۶۔ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی وہ یزان الاعتدال فی نقد الرجال ۴۔ ۱۹۹)

یہ سنتے ہی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے انصار کی آنکھیں حقیقت حال سے چمک اٹھیں اور انہیں حضور ﷺ کی وہ حدیث مبارک یاد آ گئی اور سب لوگوں نے فوراً اپنے دعوے سے دستبرداری ظاہر فرما دی'' تو ایسا کیوں نہ ہوتا وہ سب لوگ تو حضور ﷺ کے صحابہ تھے آقا ﷺ کے تربیت یافتہ تھے۔ کوئی آج کل کے لوگ نہین تھے کہ ہر کوئی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے پر تلا ہوا ہے۔

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے جب رحلت فرمائی اور سقیفہ کا واقع رونما ہوا تو تمام مہاجرین اور تمام انصار نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اتفاق کیا اور اس پر آپ کی بیعت فرمائی اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقتی طور پر لاعلمی یا بھولنے کی بنیاد پر) مخالفت کی۔ بشرطیکہ حضرت سعدؓ کا اختلاف صحیح سند سے ثابت ہو جائے (اور وہ بھی بعد میں متفق ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسرے انصار سمیت بیعت فرمائی۔)

اور امام احمد بن حنبل نے بھی اپنی مسند میں مخصوص سند کے ساتھ یہ روایت کیا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ ''اے سعد تم خوب جانتے ہو کہ تم اس وقت بیٹھے ہوئے تھے جس رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خلافت کے حق دار قریش ہیں۔ نیک لوگ قریش کے نیک لوگوں کے فرمانبردار ہوں گے اور بدکار لوگ قریش کے بدکار لوگوں کے فرمانبردار ہوں گے یہ سنتے ہی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً فرمایا کہ آپ نے سچ فرمایا کہ ہم لوگ وزیر

Marfat.com

ہیں اور آپ لوگ امیر ہیں"۔

اس طرح سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر کسی جھگڑے کے فوراً امیر المومنین چن لئے گئے اور آپ سب سے پہلے خلیفتہ المسلمین بنے کسی آدمی نے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر جا کر بتایا کہ مسلمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد نبوی ﷺ میں بیعت کر رہے ہیں یہ سنتے ہی آپ فوراً اٹھے اور اس وقت آپ نے ایک لمبی قمیض زیب تن فرمائی ہوئی تھی۔ اسی میں فوراً مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لے آئے اور فوراً آپ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور ساری زندگی آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ رہتے۔ اور ہر کام میں آپ کی معاونت فرماتے رہتے۔ اور آپ کی زندگی کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معاونت فرماتے رہتے۔ حتیٰ کہ جب سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے گھر میں قرآن پاک پڑھتے ہوئے شہید کیا گیا۔ تو اس وقت بھی دروازے پر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے اور جنہوں نے آپ کو شہید کیا وہ رافضی پچھلی دیوار پھاند کر اندر آ گئے تھے۔

چند ایک حضرات نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ان میں سے ایک ہشام بن محمد بن اسائب الکلبی ہے اس کے متعلق حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک قصہ گو اور نسب بیان کرنے والا انسان تھا میں یہ خیال نہیں کرتا کہ کوئی شخص اس سے روایت کرتا ہے۔

دارقطنی کہتے ہیں کہ وہ متروک ہے ابن عساکر کی رائے ہے کہ وہ رافضی ہے بخیر ثقہ ہے اور اس کا استاد ابومخنف جس کا اصل نام لوط بن محی تھا یہ شیعہ تھا اور آئمہ فن کے نزدیک یہ ضعیف الحدیث ہے۔

ان لوگوں نے چند ایک باتیں گھڑی ہیں لیکن جب حق آ جاتا ہے تو وہ باطل کا سر پھوڑ دیتا ہے۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ (الاسراء:۸۱)

ترجمہ: اور جب حق آ جاتا ہے تو باطل بھاگ جاتا ہے یقیناً باطل بھاگنے والا ہے۔

اللہ ہمیں حضور ﷺ کی حدیث کے مطابق حق کو حق دکھائے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور باطل کو باطل کر کے دکھائے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے" آمین ثم آمین بجاہ نبی الکریم رؤف الرحیم ﷺ الہ الطہرین طیبین رضوان اللہ علیہم اجمعین برحمت یا ارحم الرحمین ﷺ حبیب رب العالمین رحمت اللعالمین ابدا ابدا برحمتک یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ۔ وتب علينا انك انت التواب الرحيم۔

احقرالعباد

(نثار النبی ولد صوفی محمد ریاض ولد صوفی محمد چراغ لاہور جمعرات گیارہ ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۷ اکتوبر ۲۰۱۳۔ بعد دوپہر لاہور پاکستان)

Marfat.com

شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان ربی لیسھدین

ترجمہ۔ میرا رب مجھے راستہ دکھائے گا۔

اپنی کوتاہ علمی کے اعتراف کے باوجود دل ہے کہ مجھے مجبور کر رہا ہے کہ عشق کی گلی میں بڑھتا ہی چلا جاؤں اور میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری نظر کھول دی اور جمال مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عیاں فرمادے اور میں ہر دم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا رہوں۔ اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک ادا تحریر کرتا رہوں۔

لیکن کہاں ایک غریب، مسکین اور لاغر ناتواں گنہگار و عاجز بندہ جس کے پاس پھوٹی کوڑی نہ ہو جس کے پاس پھٹے پرانے بوسیدہ کپڑے ہوں اور جو کیچڑ میں لت پت ہو وہ خواہش کرلے کہ کسی بادشاہ کے دربار میں حاضری ہو جائے جب کہ اس کو کوئی جاننے والا بھی نہ ہو تو یہ اس کی حسرت ہی ہوتی ہے۔

لیکن ہمارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب دلوں کے خیالات کو جانتا ہے اور ہمارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم پاک سے ہر دل کا مشاہدہ فرمارہے ہیں ان سے کوئی بات پوشیدہ نہیں تو اگر کسی بوڑھی عورت کے گھر میں کوئی بادشاہ آ جائے تو اس میں اس بوڑھی عورت کا کوئی کمال نہیں یہ تو بادشاہ کی مہربانی ہے۔ اس کی بے نیازی ہے کہ وہ جس پر چاہے نظر التفات فرمادے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پاک میں آج تک جس نے جو لکھا جو بیان کیا۔ اس کی نظر جہاں تک گئی وہی اس نے بیان کیا۔ ان کی شان وراء الوراء ہے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ (کہف:۱۰۹)

ترجمہ: آپ فرمادیں کہ اگر سمندر (سیاہی بن کر) تیرے رب کے کلمات لکھیں لگیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے قبل اس کے کہ تیرے رب کی باتیں ختم ہوں چاہے ان کی مدد کے لئے اور سمندر لے آئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جل شانہ کے کلمات ہیں اور آپ کی تعریف دراصل اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی کی تعریف ہے۔

قرآن پاک میں اور ایک جگہ فرمایا کہ اگر یہ تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائیں تو قلم ختم ہو جائیں گے سیاہی ختم ہو جائے گی چاہے ان کی مدد کے لئے اور سمندر لے آئیں لیکن تیرے رب کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں رب العالمین ہوں اور میرے محبوب آپ رحمت اللعالمین ہیں میں تمام جہانوں کا رب ہوں اور تمام جہانوں میں ہر ہر چیز کے لئے آپ رحمت ہیں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا ایک ذاتی نام مبارک اللہ ہے اور اس کے بے شمار صفاتی نام ہیں جیسے وہ رحیم ہے۔کریم ہے۔غفور ہے۔ستار ہے۔وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کے ذاتی نام مبارک ''اللہ'' ہے۔اس کے تمام صفاتی نام مبارک ''اللہ'' میں سموئے ہوئے ہیں حضرت شاہ عبدالحق دہلوی مدارج النبوت کے آخری باب تکملہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضور تاجدار کائنات ﷺ جل شانہ کے ذاتی نام کے پرتو ہیں اور باقی تمام انبیاء اکرام اس کے صفاتی ناموں کے پرتو ہیں تو حضور ﷺ چونکہ اللہ کے ذاتی نام مبارک کے پرتو ہیں تو ان میں اللہ تعالیٰ کے تمام صفاتی نام بھی شامل ہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی تمام صفتیں شامل کی جائیں تو اللہ کی صفت بنتی ہے اور اسی طرح تمام انبیاء علیہ السلام اجمعین کی تمام صفتیں شامل کی جائیں تو حضور ﷺ کی صفت بنتی ہے۔

باقی تمام اولیاء اکرام اس کی صفتوں کی صفتوں کے پرتو ہیں جیسے چاند چودھویں کا چمک رہا ہو اس کی ذات کے گرد نور کا ایک ہالہ نظر آتا ہے تو اصل میں چمکتا ہوا چاند اس کی اصل ذات ہے اور چاند کے گرد ہالہ اس کی صفات ہیں۔

اور باقی تمام دنیا اس اللہ جل شانہ کی صفت فعلیہ کی پرتو ہے یعنی وہ لفظ کن سے جو اور جس طرح چاہے پیدا فرمادے وہ بے نیاز ہے وہ مالک ہے جس طرح چاہے زمانے کو چلائے جس کو چاہے امیر بنادے جس کو چاہے غریب بنادے جس کو چاہے صحت تندرستی عطا کئے رکھے جس کو چاہے بیماری میں مبتلا کئے رکھے جس کو چاہے اسلام کی دولت سے نواز دے جس کو چاہے کفر کی وادیوں میں بھٹکائی رکھے۔ جسے چاہے عزت عطا فرمادے جسے چاہے ذلت دے۔جسے چاہے بادشاہی عطا فرمادے جسے چاہے فقیر بنادے یہ سب اس کی بے نیازیاں ہیں اس کی ادائیں ہیں اس کا حکم ہے اس کا نظام ہے جسے چاہے جنت عطا فرما دے جسے چاہے دوزخ میں رکھے یہ سب عین اس کا عدل ہے وہ مالک ہے وہ آقا ہے وہ شہنشاہ حقیقی ہے کائنات میں سے کسی کو اس کے آگے مجال نہیں ہے وہ جس طرح چاہے زمانے کو چلائے کوئی چون و چرا نہیں کرسکتا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمانے کو برا نہ کہو کیونکہ زمانہ میں خود ہوں یہ سب تقدیر کے مسئلے ہیں۔ ہمارے لئے صرف حکم ہے اطاعت ہے۔بندگی ہے۔عاجزی ہے۔ مسکینی ہے اس کے در کی غلامی ہے اس کو سجدہ کرنا اس کے آگے جھکنا یعنی رکوع کرنا ہے اس کے ہر ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم ہے اس کی ہر ہر تقدیر کے آگے ہمارا سر خمیدہ ہے زندگی اور موت اللہ تعالیٰ نے اس لئے بنائی ہے کہ آزمائے تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے اور وہ زبردست بخشنے والا مہربان ہے جس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا فرمائے۔

اور ہمیں معمولی سا اختیار عطا فرمایا گیا اور وہ خدا کی ذات پاک ایک معمولی قطرے سے ایک انسان کو تخلیق فرمادیتی

Marfat.com

ہے اور جب وہ نہایت ضعف سے اپنی جوانی کو پہنچتا ہے تو وہ اپنے آپ کو دیکھ دیکھ کر اترانے لگتا ہے۔ اور خدا کی ذات میں باتیں کرنے لگتا ہے اور اپنی خلقت کو بھول جاتا ہے اور کہتا ہے کہ جب ہم گل سڑ کر ہڈیاں بن جائیں گے تو انہیں کون زندہ کرے گا آپ فرمادیں کہ ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے اس کو پہلے اٹھا کھڑا کیا۔ اس کا کام تو بس "کن" کہنا ہے جب وہ کن کہے گا تو ہر چیز موجود ہوگی بس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے۔ اور ہم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

جب ہم گنتی شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے ایک آتا ہے اور ایک میں ایک اور ایک تو ملاتے ہیں تو پھر دو کا ہندسہ وجود میں آتا ہے اور جب دو میں پھر اور ایک ملاتے ہیں تو تین کا ہندسہ وجود میں آتا ہے اور جب تین میں پھر اسی ایک کو ملاتے ہیں تو چار کا ہندسہ وجود میں آتا ہے۔ اور جب چار میں اسی ایک کو پھر ملاتے ہیں تو پانچ کا ہندسہ وجود میں آتا ہے۔

اسی طرح جو لاتعداد حروف وجود میں آتے ہیں ان میں ایک کو ملایا جائے تو ان کا وجود ظہور میں آتا ہے اور کائنات میں ایک حضور ﷺ کی ذات مبارک ہے اس کائنات کی ہر ہر چیز کو ظہور حضور ﷺ کی ذات پاک سے ملا ہے۔ اور ہر ہر چیز کو حضور ﷺ کی رحمت سے حصہ ملا ہے۔ حتیٰ کہ شیطان کو مہلت بھی حضور ﷺ کی وجہ سے ہی ملی ہے اور کافر کو بھی جو مہلت ملی ہے وہ بھی حضور ﷺ کی رحمت ہی کی وجہ سے ہے۔ اور ہم گناہ گاروں کو جو گناہوں سے معافی ملی ہے وہ بھی حضور ﷺ کی وجہ سے ہے۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو آدم علیہ السلام کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے پیدا فرمایا۔

یہاں سے یہ کوئی نہ گمان کرے کہ یہ نور اللہ تعالیٰ کے محض علم پاک میں موجود تھا اس کی پیدائش نہیں ہوئی تھی بلکہ یہ نور حضرت آدم علیہ السلام وجود میں آنے سے کئی ہزار سال پہلے وجود میں آچکا تھا۔

ایک دفعہ حضور ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ان کی عمر پوچھی انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ میری عمر کا اندازہ لگایئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا تو آسمان پر میں نے ایک اللہ تعالیٰ کے نور کا چمکتا ستارہ دیکھا۔ جو کہ ستر ہزار سال بعد میں دیکھتا تھا اور اس کو میں ستر ہزار مرتبہ دیکھ چکا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ نور میرا ہی تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور کیچڑ کی مٹی میں تھے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی کے بجنے والے گارے سے جو خشک ہو چکا ہو سے پیدا فرمایا یعنی کھنکتے ہوئے گارے سے اور پھر حضرت آدم علیہ السلام میں حضور ﷺ کے نور کو رکھ دیا گیا اور جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کو "ابو محمد" کہہ کر پکارا جائے گا۔

اور حضرت شاہ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کائنات کی مثال اگر گول دائرے سے تصور کریں تو اس کو پھر درمیان سے دو حصوں میں وتر سے تقسیم کریں۔

Marfat.com

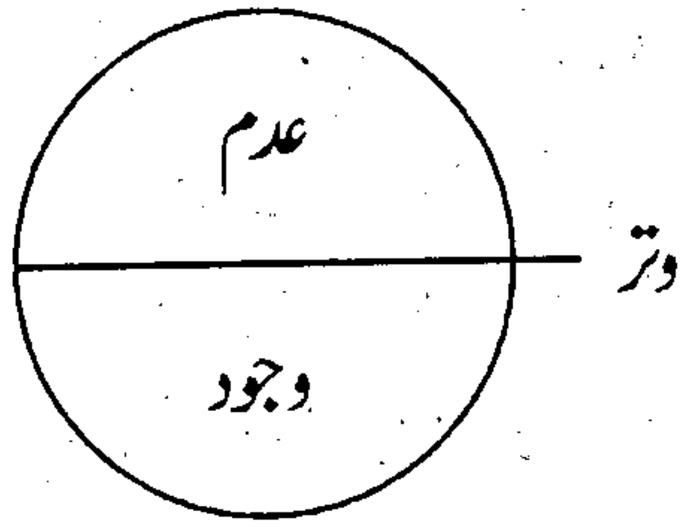

تو دو حصے وجود میں آئیں گے اوپر والا حصہ عدم اور نیچے والا حصہ وجود تصور کریں تو وجود سے عدم کی طرف جو جو چیز بھی جائے گی اس کو راستے میں وتر کا سہارا ضرور لینا پڑے گا یعنی وتر سے ہو کر ہی وہ عدم کی طرف جائے گی اور وتر حضور ﷺ کی ذات پاک ہے۔

تو جس کو جو ملا جو کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف بھی گیا اس کو حضور ﷺ کی وجہ سے ہی عدم میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی بازیابی حاصل ہوئی اور اگر کوئی کہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ذات تک بغیر حضور ﷺ کے پہنچ جاؤں تو اس کی سوچ بے کار ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

القرآن ﷺ لقد کان لکم فی رسل اللہ اسوہ حسنۃ فمن کان یرّجو اللہ ولیوم الاخرہ۔

ترجمہ۔ تم میں سے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور یوم آخرت میں اچھے مقام) کو چاہتا ہے تو اس کے لئے حضور ﷺ کی پیروی لازمی ہے۔ (صدق اللہ العظیم)

اللہ جل شانہ کی طرف سے حضور ﷺ پر نازل کردہ قرآن حکیم کا مختصر جائزہ۔

سورۃ فاتحہ

سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سات دہرائی جانے والی آیات نازل فرمائی ہیں جو ہر نماز میں دہرائی جاتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا حضور ﷺ کی امت پر خاص احسان ہے اس کے کئی نام ہیں اور اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے جب یہ سورت نازل ہوئی تو شیطان سر میں خاک ڈالتا ہوا چیخیں مارتا ہوا بھاگ گیا۔ یہ سب احسان اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور ﷺ کی وجہ سے ہی اہل اسلام پر فرمایا۔

یوں تو سارا قرآن پاک ہی حضور ﷺ کی شان پاک میں اترا ہے اور ہر ہر آیت پاک سے حضور ﷺ کی پاک شان ظاہر ہوتی ہے اور کوئی بھی قلم آقا ﷺ کی شان پاک کا احاطہ نہیں کر سکتی ہے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں کئی اونٹ کتابوں کے بھر سکتا ہوں حضور ﷺ نے ہمیں اس بات سے آگاہ فرمایا ہے کہ تمام تعریفوں کا مالک تمام تعریفیں رب العالمین کے لئے ہیں یعنی اس

Marfat.com

خدا کے لئے ہیں جو کہ تمام لوگوں کا رب ہے ہر ہر چیز کا رب ہے اور رب اسے کہتے ہیں جو چیزوں کو آہستہ آہستہ درجہ کمال تک پہنچائے جو رحم کرنے والا نہایت ہی مہربان ہے جو جزا کے دن کا مالک ہے اور اس میں لوگوں کو نصیحت فرمائی جارہی ہے کہ وہ کہیں کہ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں اور ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تیرا انعام ہوا نہ کہ ان لوگوں کے راستے پر جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ہی ان لوگوں کے راستے پر جو گمراہ ہوئے۔

سورۃ البقرہ سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کی جل شانہٗ نے حضور ﷺ کو الٓمّٓ کے نام سے پکارا ہے۔ یہ حروف مقطعات ہیں۔ جن کا صحیح علم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات پاک ہی کو ہے اور باقی جتنا جتنا علم جس کسی کو عطا فرمایا گیا حضور ﷺ کی بدولت ہی عطا فرمایا گیا۔ حضور ﷺ لوگوں کو سمجھا رہے ہیں کہ اس میں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ پر بن دیکھے ایمان لائے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں جو کلام پاک اے میرے رسول (ﷺ) تجھ پر اترا ہے اس پر ایمان لائے ہین اور جو پہلے رسولوں پر اترا ہے اس پر بھی ایمان لاتے ہیں اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اس کے بعد دوسرے گروہ کفار کے متعلق حضور ﷺ نے آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ کافر ہیں جنہوں نے انکار کیا ہے ان لوگوں کا جو گروہ ہے انہیں آپ ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان کے دلوں پر مہریں لگا دیں ہیں ان کے کانوں پر مہریں لگا دیں ہیں اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔

اور آپ تیسرے گروہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ﷺ کی معرفت ہمیں آگاہ فرما دیں کہ وہ منافقوں کا گروہ ہے جو کہ کہتا ہے کہ ہم ایمان لائیں ہیں حالانکہ وہ صرف زبان سے ایمان کا اعلان کرتے ہیں لیکن وہ دل سے خدا پر ایمان نہیں لائے اور نہ ہی اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاتے ہیں۔

وہ اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ وہ اپنے آپ کو اصل میں دھوکہ دے رہے ہیں اور وہ اس چیز کو سمجھ ہی نہین رہے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں مرض ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مرض کو ان کے کفر کی وجہ سے (غصے ہو کر) اور زیادہ فرما دیا ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔

حضور ﷺ نے لوگوں کو سمجھا دیا کہ خبردار نہ کافروں میں سے ہونا اور نہ ہی منافقوں میں سے ہونا ورنہ تمہاری آخرت برباد ہو جائے گی اور تم سیدھا دوزخ میں چلے جاؤ گے۔

اس کے بعد اللہ جل شانہ منافقوں کے متعلق جو باتیں ان میں پائی جاتی ہیں لوگوں کو آگاہ فرما دیتے ہیں کہ خبردار ہو جاؤں ان باتوں سے اور ان باتوں کے قریب بھی نہ پھٹکنا اور نہ ہی کوئی ایسا خیال ہی اپنے دل میں لانا۔

اس کے بعد مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ اپنے احسانوں کا ذکر فرماتے ہیں اور اپنی نعمتوں سے ان کو آگاہ فرما رہے ہیں اور

Marfat.com

خاص طور پر سب کو اس بات سے آگاہ فرمایا جارہا ہے۔کہ یہ جو قران پاک میں نے اپنے رسول ﷺ پر اتارا ہے اس پر تمہیں شک ہے تو اس جیسی ایک سورۃ ہی بنالاؤ اور ساتھ اپنے شاہدوں کو بھی بلالو اگر تم سچے ہو اور اگر تم سب مل کر بھی ایسا نہیں کر سکتے اور کر بھی نہ سکو گے تو پھر دوزخ کی آگ سے بچو جس کا ایندھن (کافر) اِنسان اور پتھر ہیں اور حضور ﷺ لوگوں کو سمجھا رہے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے کیسے انکار کر سکتے ہو کہ تم مردے تھے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے تمہیں اٹھا کھڑا کیا۔ پھر وہ تمہیں مارے گا اور پھر وہ تمہیں زندہ فرمائے گا پھر تم سب لوگ اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

اس کے بعد حضور ﷺ ہمیں کلام الٰہی کے ذریعے تمام کائنات جب انسان کی خلقت کے متعلق لوگوں کو آگاہ فرما دیتے ہیں اگر حضور ﷺ ہمیں کلام الٰہی کے ذریعے آگاہ نہ فرماتے تو ہمیں کون آگاہ کرتا اور انسان کی حقیقت کے متعلق لوگ قیامت تک ٹامک ٹوئیاں کرتے رہتے اپنے انداز سے جھگڑتے رہتے۔

لیکن رحمت دو عالم ﷺ نے ہمیں حقیقت حال سے باخبر فرما دیا کہ کس طرح جب اللہ جل شانہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ایک انسان پیدا کرنا چاہتا ہوں جس کو میں دنیا میں اپنا خلیفہ بناؤں گا جو زمین میں میری نیابت کرے گا فرشتوں نے عرض کی کہ یہ زمین میں فساد اور خون خرابہ کرے گا اور ہم تیری پاکی اور تسبیح بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی قدرت عظیم سے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ناموں سے آگاہ فرما دیا اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے سب چیزوں کے نام بتاؤ۔فرشتے بولے کہ تیری ذات پاک ہے ہمیں وہی علم ہے جس کو تو نے ہمیں سکھایا ہے بے شک تو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام بتانے کو کہا اور جب حضرت آدم علیہ السلام نے تمام چیزوں کے نام بتا دیئے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کہا کہ کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی تمام چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہوں اور جو باتیں تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو ان کو بھی جانتا ہوں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میں نے تمام فرشتوں کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو تمام فرشتوں نے انہیں سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا اور وہ حکم عدولی کی بناء پر کافروں میں سے ہو گیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کا ذکر فرما رہے ہیں کہ وہ دونوں جنت میں جب رہ رہے تھے تو ان کے پروردگار نے انہیں حکم کیا کہ اس درخت کے پاس نہ جانا باقی ہر چیز تم کھاتے پیتے رہنا۔تو شیطان نے ان دونوں کو جھانسا دیا کہ اس درخت کو کھالو تو تم ہمیشہ جیتے رہو گے اور انہوں نے جب بھول کر اس درخت کو کھالیا تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا اور فرمایا کہ ایک وقت مقرر تک تم لوگ زمین میں رہو گے اس زمین میں تم میں ایک دوسرے کے دشمن بھی ہوں گے اور اس زمین میں تم فائدہ بھی اٹھاؤ گے۔

Marfat.com

اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے کچھ باتیں سیکھ لیں اور ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں معافی طلب کی اور حضور ﷺ کے نام مبارک کا واسطہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرما لی۔ کیونکہ وہ توبہ قبول کرنے والا نہایت ہی مہربان ہے۔ یہ تھا زمین و آسمان کی خلقت اور حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے اور اولاد آدم علیہ السلام کے شروع ہونے کا واقعہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کا واقعہ ان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات وغیرہ ذکر فرما رہے ہیں۔

اور اس کے بعد فرعون کا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔ جا رہا ہے اور بنی اسرائیل کا واقعہ اللہ جل شانہ مفصل ذکر فرما رہے ہیں۔

اس کے بعد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بتایا جا رہا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ذکر فرمائی جا رہی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ تو میری اولاد میں سے ایک ایسا پیغمبر بھیج جو ان کے اوپر تیری آیتیں پڑھے اور ان کو کتاب اور حکمت کا علم سکھلائے اور ان کو پاک کرے یہ سب ذکر بنی اسرائیل کے یہودی جو مدینہ طیبہ اور اطراف میں آباد تھے ان کو خاص کر ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ تم اس نبی امی ﷺ کی پیروی کرو۔ یہ تمہارے آباؤ اجداد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہیں۔

اس کے بعد حضور ﷺ کا بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھانے کا ذکر فرمایا جا رہا ہے حضور ﷺ ایک مدت تک بیت المقدس کی طرف رخ فرما کر نماز ادا فرماتے رہے حضور ﷺ دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے کہ وہ گھر جس کو تیرے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا اس کی طرف منہ کر لے میں نماز پڑھا کروں۔ اصل میں اول گھر قبلہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہی بنوایا تھا۔

لیکن یہ خاص حضور ﷺ کے لئے رکھ دیا گیا اور دوسرے انبیاء اکرام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا اس میں اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت تھی اور جب وہ وقت مقرر آیا۔ جب کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ میں مسجد قبلیتین میں نماز عصر ادا فرما رہے تھے تو حضور ﷺ کو نماز کے دوران ہی اپنا رخ بیت المقدس سے کعبہ شریف کی طرف پھیرنے کا حکم دے دیا گیا اور حضور ﷺ نے دوران نماز ہی اپنا چہرہ بیت المقدس سے کعبہ شریف کی طرف پھیر لیا۔

پھر فرمایا جا رہا ہے کہ یہ یہودی حضور ﷺ کو اپنے بیٹوں کی طرح پہنچانتے تھے اور ان نشانیوں کے ساتھ جن کو یہ اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

ان یہودیوں کو بتایا جا رہا ہے کہ یہ وہی اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ ہیں جن کی دعا اللہ تعالیٰ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی تھی اور یہ تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی آیات بینات کو بیان فرماتے ہیں اور تمہارا تزکیہ نفس فرماتے ہیں اور تم کو کتاب اور حکمت کا علم سکھاتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں آپ نے ان کو پہلے کتاب و حکمت سکھلانے اور بعد میں

Marfat.com

پاک کرنے کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ یہاں پہلے ان کو پاک فرمانے اور بعد میں کتاب وحکمت کا علم سکھلانے کا ذکر فرمارہے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی خاص حکمت ہے۔

اس کے بعد اہل ایمان کو صبر اور نماز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کی تلقین کی جارہی ہے اور ان کو فرمایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو لوگ مارے جاتے ہیں ان کو تم مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم لوگ ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

اس کے بعد تمام لوگوں کو نظام کائنات اور تقدیر کے علم سے بات سمجھائی جارہی ہے کہ ہم تم لوگوں کو ضرور کچھ خوف بھوک اور مالوں جانوں اور پھلوں وغیرہ کے نقصانات سے آزمائیں گے تو جو صبر کرنے والے ہیں جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ہم سب کو اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور جو ایسا کہتے ہیں اور ایسا سمجھ جاتے ہیں ان کا رب ان پر درود بھیج کر رحمت فرماتا ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔

اور صفا اور مروہ کو اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں فرمارہے ہیں اور یہ یہودی لوگ جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو چھپاتے ہیں ظاہر ہونے کے بعد ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور سب لعنت کرتے ہیں مگر جو لوگ کہ توبہ کرلیں اور اپنے آپ کو سنوار لیں اور اِس کو بیان کر دیں تو ان کی توبہ قبول ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے مہربان ہیں اور جو لوگ کافر ہیں ان پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور سب لوگ لعنت کرتے ہیں وہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے ان پر عذاب کیا جائے گا اور نہ ہی وہ ڈھیل دیئے جائیں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے ذریعے توحید کا درس دے رہے ہیں اور ساتھ سمجھا رہے ہیں کہ یہ زمین و آسمان کے پیدا فرمانے اور رات اور دن کے آنے جانے اور دریاؤں سمندروں میں کشتیوں جہازوں کے چلنے جو لوگوں کے فائدہ کے لئے چلتی ہیں اور آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمینوں کو زندہ کرنے میں اور اس زمین میں ہر جانور کے رکھنے اور زمین و آسمان کے درمیان ہواؤں اور بادلوں کے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چلنے میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نشانیاں ہیں تم ان میں غور کرو۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ لوگوں کو سمجھا رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرنی چاہئے جو لوگ اس کے شریکوں سے محبت کرتے ہیں جب وہ قیامت کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھیں گے تو ان کے عمل ان کے لئے افسوس بن جائیں گے اور وہ چاہیں گے کہ کاش وہ دوبارہ دنیا میں لوٹ کر جائیں اور پھر اچھے عمل کریں لیکن وہ دوزخ میں سے باہر نہیں نکالے جائیں گے۔

آیات بینات در شان مصطفی ﷺ

یوں تو پورا قرآن پاک ہی حضور ﷺ کی شان پاک میں نازل ہوا ہے۔ قرآن پاک کی ہر ہر آیت شریف سے حضور ﷺ کی شان پاک عیاں ہوتی ہے کوئی بھی قلم اس کا احاطہ نہیں کر سکتی لیکن صرف حاضری لگوانے کے لئے یہاں حضور ﷺ کی

Marfat.com

شان پاک میں چند آیات کا ذکر کیا جا رہا ہے جس طرح یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لئے ایک بوڑھی عورت سوت کی چند اٹیاں لے کر آ گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس احسان کا ذکر فرما رہے ہیں جو مسلمانوں پر اپنا عظیم رسول ﷺ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے اتنی زیادہ نعمتیں عطا فرما کر قرآن پاک میں خاص احسان کے لفظ کا ذکر نہیں فرمایا۔ لیکن خاص حضور ﷺ کو بھیج کر مسلمانوں پر احسان فرمایا۔

القرآن - لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

(سورۃ آل عمران۔ ۱۶۴)

ترجمہ: یقیناً بڑا احسان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب بھیجا اس نے ان میں سے ایک رسول جو پڑھتا ہے ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے اور سکھلاتا ہے انہیں قرآن اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کے متعلق جو دعا فرمائی تھی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اسے قبول فرمایا۔

اللہ تعالیٰ بار بار قرآن پاک میں اپنی اطاعت اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کے متعلق فرماتے ہیں۔

القرآن - قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ (سورۃ آل عمران۔ ۳۲)

ترجمہ: آپ فرمایئے۔ اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی اور لوگوں کے شبے کو یہ فرما کر دور کر دیا۔

القرآن - مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (النساء:۸۰)

ترجمہ: جس نے اطاعت کی رسول اللہ ﷺ کی اس نے اطاعت کی اللہ کی۔

یعنی حضور ﷺ کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں بلکہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اس نے گویا حضور ﷺ کی ہی اطاعت کی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا۔

القرآن - قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ (آل عمران:۳۱)

ترجمہ: (اے محبوب) آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ تعالیٰ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور رحم

Marfat.com

فرمانے والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور ﷺ کی محبت کو اپنے سے جدا نہیں فرمایا کہ میری محبت کوئی اور چیز ہے اور حضور ﷺ کی محبت کوئی اور چیز ہے بلکہ یہ دونوں ایک ہی چیزیں ہیں۔ (بلکہ حضور علیہ السلام کی اطاعت کو ہی اپنی محبت کا ذریعہ بنایا۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنا نور فرمایا۔

- قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۱۵﴾ (المائدہ: ۱۵)

ترجمہ: بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب سچی۔

اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اسی نور یعنی حضور ﷺ کی ذات پاک سے اپنی توحید کو ظاہر فرمایا اسلام کو غلبہ بخشا اور شرک کو نسیت و نابود کیا۔

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد محترم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں۔

قال کنت ..... الف عام (علامہ ابن قطان ۱۳ الاحکام)

یعنی میں نور تھا اور حضرت آدم علیہ السالم کی آفرینش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کریم کے حریم قُدس میں تھا۔

اس کا یہ معنی نہیں کہ اس کے علم پاک میں موجود تھا بلکہ اس کے علم پاک میں تو ہمیشہ سے ہر ہر ہستی موجود تھی۔

کیونکہ حضور ﷺ خلقت میں سب سے اول ہیں ایک دفعہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی (ﷺ) کا نور پیدا فرمایا اور یہی نور حقیقت محمدی ﷺ ہے۔ اور یہی حقیقت محمدیہ ﷺ حقیقۃ الخضائق ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور ﷺ کو رسول بنا کر تمام لوگوں کی طرف قیامت تک کے لئے بھیجا ہے اور آقا ﷺ کے آخری رسول ﷺ ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ: آپ فرمائیں: اے لوگو! بیشک میں اللہ کا رسول تم سب کی طرف آیا ہوں۔ (قیامت تک کے لئے)

اس آیت شریف سے حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق بھی علم ہوتا ہے اس سے پہلے جتنے نبی تشریف لائے جتنے رسول تشریف لائے وہ صرف اپنی اپنی قوم کی طرف تشریف لائے اور آقا دو جہاں ﷺ پوری کائنات کی طرف قیامت تک کے لئے تشریف لائے۔ حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ بھی حضرت امام مہدی رحمتہ اللہ علیہ کے پیچھے حضور

Marfat.com

ﷺ کی شریعت کے مطابق نماز ادا فرمائیں گے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری مثال اس طرح ہے کہ ایک آدمی نے ایک عمارت تیار کی اور بہت خوبصورت تیار کی مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی اور وہ آخری اینٹ میں ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں (میرے بعد نبوت ختم ہے) میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اور ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ حضور ﷺ کی شریعت آخری شریعت ہے۔

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ آخری کتاب ہے جو حضور ﷺ پر نازلہوئی اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے لیا ہوا ہے قیامت تک نہ کوئی اس جیسی کوئی ایک آیت بھی بنا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اس میں رد و بدل کرنے کی جرأت کرسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

الفرقان - فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ (آل عمران:۱۵۹)

ترجمہ: پس صرف اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ہیں اور آگے فرماتے ہیں کہ اگر آپ تند مزاج سخت دل ہوتے تو یہ لوگ منتشر ہو جاتے آپ کے پاس سے تو آپ درگزر فرمالیتے اور بخشش طلب کیجئے ان کے لئے اور صلاح و مشورہ کیجئے ان سے اس کام میں اور جب ارادہ کرلیں کسی بات کا تو پھر توکل کریں۔ اللہ تعالیٰ پر بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ہر ہر قدم پر حضور ﷺ کی اعانت و نصرت فرمائی اور آپ ﷺ کا سینہ کشادہ فرمادیا۔

الفرقان - اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿۲﴾ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿۳﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ﴿۷﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾ (انشراح:۱ تا ۸)

ترجمہ: کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا اور ہم نے اتار دیا کہ اپ سے اپ کا بوجھ جس نے بوجھل کر دیا تھا آپ کی پیٹھ کو اور ہم نے بلند کر دیا ہے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو پس ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے بیشک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ پس جب آپ (فرائض نبوت) سے فارغ ہوں تو (حسب معمول) ریاضت میں لگ جائیں اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔

"الم نشرح" سے مراد نور الٰہی سے سینہ کا کشادہ ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسکین و طمانیت کا حاصل ہو جانا ہے

Marfat.com

ضیاء النبی جلد ۵ پیر کرم شاہ کی تحقیق مطابق علامہ سید محمود آلوسی اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ نفس کو قوت قدسیہ اور انوار الٰہیہ سے اس طرح نوید کرنا کہ وہ معلومات کے قافلوں کے لئے میدان بن جائے گوناگوں تجلیات کے لئے عرش بن جائے اور جب یہ حالت ہوتی ہے تو اس کو ایک حالت دوسری حالت سے مشغول نہیں کرسکتی اس کے لئے مستقبل و حال اور ماضی یکساں ہو جاتے ہیں۔

اور آپ مزید فرماتے ہیں:

کہ ''ریت'' کا معنی یہ ہے کہ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کر دیا۔ کہ غیب و شہادت کے دونوں جہاں اس میں سما گئے استفادہ اور افادہ کی دونوں مملکتیں اس میں جمع ہو گئیں۔ بلا لائق جسامنیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی ملکات روحانیہ کے انوار کے حصول میں رکاوٹ نہیں خلق کی بہبودی کے ساتھ آپ کا تعلق معرفت الٰہی میں اِستغراق کے راستے میں رکاوٹ نہیں''۔

مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔

کہ ''(حضور ﷺ) کے سینے میں اللہ تعالیٰ نے علوم و معارف کے سمندر اتار دیئے اور لوازم نبوت اور فرائض رسالت برداشت کرنے کا وسیع حوصلہ عطا فرما دیا ہے''۔

کہ امام ابو بصیری رحمتہ اللہ تعالیٰ کے مطابق دُنیا و آخرت آپ ﷺ کے جود و کرم کی مظہر ہیں اور لوح و قلم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور ﷺ کے ذکر کو بلند فرما دیا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ اپ کا رب کریم پوچھتا ہے کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے ذکر کو کیسے بلند کیا' میں نے جواب دیا کہ اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے رفع ذکر کی کیفیت یہ ہے کہ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر کیا جائے گا''۔

جتنی تعریف ازل سے لے کر ابد تک حضور ﷺ کی جا رہی ہے اتنی تعریف مخلوق میں سے کسی کی نہیں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے ساتھ اپنے حبیب محبوب ﷺ کا ذکر بار بار فرمایا۔ حتیٰ کہ کلمہ طیبہ میں بھی۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور (حضرت محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کے آخری نبی رسول ہیں۔

یہ کلمہ ہمیشہ ہمیشہ تک کے لئے ہے اور حضور ﷺ کی رسالت بھی ہمیشہ ہمیشہ تک کے لئے ہے جتنی محبت حضور ﷺ کو اپنی امت سے ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ۔

ترجمہ: بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت

Marfat.com

میں پڑنا بہت ہی خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا۔مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اور ایک جگہ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا۔

نمبر ۲ - يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (الاحزاب: ۴۵،۴۶)

ترجمہ: اے نبی مکرم ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں) کا گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا اور دعوت دینے والا۔اللہ کی طرف سے اس کے اذن سے اور آفتاب روشن کر دینے والا۔

شاہد کا معنی وہ گواہ ہے جو ہر واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو یعنی وہ جس واقعہ کی گواہی دے رہا ہے وہ وہاں موجود ہے اور اس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

ضیاء النبی جلد ۵ صفحہ ۷۷ کے مطابق علامہ راغب اصفہانی المفردات میں لکھتے ہیں۔

"شہادت وہ ہوتی ہے کہ انسان وہاں موجود بھی ہو اور اسے دیکھے بھی۔خواہ آنکھوں کی بینائی سے یا بصیرت کے نور سے"۔

حضور ﷺ کی ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ "تمہارا رکوع و سجود مجھ سے مخفی نہیں ہے۔میں جس طرح آگے دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے دیکھتا ہوں۔

اور علامہ ثناء اللہ پانی پتی کے مطابق عبداللہ بن مبارک حضرت سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ "ہر روز صبح و شام حضور ﷺ کی امت حضور ﷺ پر پیش کی جاتی ہے۔اور حضور ﷺ ہر فرد کو اس کے چہرے سے پہنچانتے ہیں اس سے حضور ﷺ ان پر گواہی دیں گے۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی توحید کے گواہ ہیں کہ اس کے بغیر اور کوئی معبود نہیں اور قیامت کے روز لوگوں کے اعمال پر گواہی دیں گے"۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ (سورۃ النساء ۴۱)

ترجمہ: تو کیا حال ہوگا ان نافرمانوں کا' جب ہم لے آئیں گے ہر امت سے ایک گواہ اور (اے حبیب) ہم لے آئیں گے آپ کو ان سب پر گواہ۔

ایک دن حضور ﷺ اس آیت شریف پر پہنچے تو اتنا روئے اتنا روئے کہ آنسوؤں سے حضور ﷺ کی داڑھی مبارک بھیگ گئی۔

Marfat.com

قیامت کے دن تمام انبیاء ﷺ اپنی اپنی امتوں کے احوال و اعمال کی شہادت دیں گے اور حضور ﷺ انبیاء کرام کی شہادت کے درست ہونے کی گواہی دیں گے اور ھولا کا شار الیہ امت مصطفویہ کو بھی قرار دیا ہے۔ یعنی حضور ﷺ اپنی امت کے احوال پر گواہی دیں گے۔

الفرقان ۔ لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ (سورۃ الحج ۷۸)

ترجمہ: تا کہ ہو جائے رسول کریم تم پر گواہ اور تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔

اللہ جل شانہ ''سورۃ قلم میں فرماتے ہیں۔

القرآن ۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾

ترجمہ: ن۔ قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں اور یقینا آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہو گا اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔

بعض حضرات نے قلم سے مراد وہ قلم لیا ہے جس نے امر الٰہی سے تقاد پر عالم کو لوح محفوظ میں تحریر کیا ہے جس کی ماہیت سے اللہ تعالیٰ ہی آگاہ ہے۔

اور اے نبی ﷺ اللہ کی نعمت سے جو آپ پر ازل میں ہو چکا ''اور جو ابد تک ہونے والا ہے سب کچھ جو کوئی بھی آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مجنون کا لفظ جن سے ہے اور جن کا معنی پوشیدہ پردہ۔ جو آنکھوں سے اوجھل ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے اپنا دست قدرت میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی اور میں ما کان ما یکون کو جان لیا''۔

یہ حدیث پاک امام ترمذی نے روایت کی ہے اور اس کو آپ نے حسن صحیح فرمایا ہے اور امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی تصدیق کی ہے۔

اور اللہ جل شانہ خود حضور ﷺ کے خلق پاک کے متعلق فرما رہے ہیں کہ ہم نے آپ کو عظیم خلق کا مالک بنا کر بھیجا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

ادبنی ربی تادیبا حسنا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا ہے اور اس کا ادب سکھانا بہت خوب تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن مومن کے پزان میں حسن حلق سے زیادہ وزنی اور کوئی چیز نہیں ہو گی اور اللہ تعالیٰ فحش کلام کرنے والے بدزبان سے بغض رکھتا ہے۔

اور فرمایا کہ میزان عمل میں جتنی چیزیں رکھی جائیں گی ان میں حسن خلق سب سے زیادہ وزنی ہو گا۔ انسان اپنے اخلاق

Marfat.com

کے باعث اس درجہ پر فائز ہوتا ہے جو رات بھر ذکر الٰہی میں کھڑے رہنے والے اور عمر بھر روزہ رکھنے والے کو نصیب ہوتا ہے۔

اور حضور ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے فوراً بعد نیکی کرو۔ وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کرو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ کے اخلاق میں سے عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آقا ﷺ کے لئے کافروں نے ریڑھی چوٹی کا زور لگا دیا کہ کسی طریقے سے حضور ﷺ کو حق سے باز رکھا جا سکے۔ انہوں نے ہر ہر طریقہ اپنایا جس سے حضور ﷺ کو ایذا دی جا سکے۔

حضور ﷺ کے راستوں میں کانٹے بچھائے جاتے رہے۔ آقا ﷺ کے گھر کے آگے کوڑا پھینکا جاتا رہا۔ حضور ﷺ صبح اٹھ کر اس کو ہٹاتے اور صرف اتنا فرماتے کہ تم لوگ اچھی ہمسائیگی کا مظاہرہ کرتے ہو کہ میرے گھر کے آگے کوڑا پھینک دیتے ہو۔

آقا ﷺ کو نماز پڑھنے سے روکا جاتا رہا' ایک دن حضور ﷺ سجدے میں تھے کہ ایک کافر بدبخت نے حضور ﷺ کے اوپر اونٹ کی بڑی سی اوجری لا کر رکھ دی۔

شعیب ابی طالب میں حضور ﷺ اور آپ کے حواریوں کو نظر بند کر دیا گیا اور یہ کوئی ایک دو دن نہیں یا ایک دو مہینے نہیں۔ بلکہ پورے تین سال حضور ﷺ کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ ہر طرح کی خوراک کی ترسیل بند کر دی گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شعیب ابی طالب میں مجھ پر اور بلالؓ پر تیس دن ایسے بھی گزرے ہیں کہ کوئی ایسی چیز ہمیں میسر نہ ہوئی کہ جسے کوئی جاندار کھا سکے۔

حضور ﷺ جب منیٰ وغیرہ میں جب لوگ اکٹھے ہوتے تو ان کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دیتے جاتے تو ابولہب لعین آقا ﷺ کے پیچھے پیچھے جاتا اور جب آپ اپنا خطاب فرما چکتے تو یہ پھر کہتا کہ ان پر (نعوذ باللہ) یقین نہ کرنا۔ اور نعوذ باللہ برا بھلا کہتا۔

حضور ﷺ سب کچھ برداشت فرماتے رہتے۔ اور ساری ساری رات اٹھ اٹھ کر عبادت فرماتے رہتے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں مانگتے رہتے اور اتنا غم فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن پاک میں فرمانا پڑا۔

- طٰهٰ ۚ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۙ﴿۲﴾ (سورۃ طٰہٰ ۲۔۱)

ترجمہ: طٰہٰ نہیں اتارا آپ پر یہ قرآن کہ آپ مشقت میں پڑیں اور یہ بھی فرمایا۔

- فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ﴿۶﴾ (سورۃ الکف ۶)

ترجمہ: تو کیا آپ (فرط غم سے) تلف کر دیں گے اپنی جان کو ان کے پیچھے اگر وہ ایمان نہ لائے اس قرآن حکیم پر افسوس کرتے ہوئے۔

اور طائف کے مقام پر حضور ﷺ کے ساتھ کیا کچھ نہ ہوا کہ پتھر مار مار کے حضور ﷺ کے پاؤں لہولہان ہو گئے اور جوتوں میں خون جم گیا کہ بڑی مشکل سے پاؤں باہر نکالے گئے۔ لیکن پھر بھی ان کے لئے بددعا نہ مانگی بلکہ دعا ہی مانگی کہ اے اللہ

Marfat.com

ان کو ہدایت عطا فرما۔

کبھی آقا ﷺ کو نعوذ باللہ ساحر کہا جاتا رہا۔ کبھی نعوذ باللہ دیوانہ کہا جاتا رہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ نے سب کچھ برداشت فرمایا اس قلب اطہر کا کیا حال ہوگا جس کو اس قدر تکلیف دی جاتی رہی بلکہ اتنی تکلیفیں اگر پہاڑ پر بھی آئیں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ یہ حضور ﷺ کا نازک دل مبارک ہی تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب کچھ برداشت کرتا رہا اور کسی کے لئے بھی بددعا نہ فرمائی۔ بلکہ سب کی ہدایت کے لئے ہی دعا فرمائی۔

حضور ﷺ نے اپنی ذات مبارک کیلئے کبھی کسی سے کوئی بدلہ نہیں لیا۔ بلکہ معاف ہی فرماتے رہتے جس انگلی سے آسمانوں میں چاند پلک جھپکنے میں دو ٹکڑے ہو سکتا تھا تو کیا یہ معمولی کافروں کا گروہ حضور ﷺ کو کوئی دکھ دے سکتا تھا؟ آقا ﷺ چاہتے تو ایک لمحے میں سب نیست و نابود ہو سکتا تھا۔

لیکن حضور ﷺ ان سب کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں فرمائیں جو رنگ لائیں اور قبول ہوئیں اور ایک وقت ایسا آیا کہ لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔

الف رزین - اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲ (النصر: ۱، ۲)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فتح آ پہنچی اور آپ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے دیکھ لیا اور کعبہ معظمہ میں جب فتح مکہ کے موقع پر تمام کافر حضور ﷺ کے نیچے تھے۔ اور تہہ تیغ کئے جانے کے قابل تھے تو پھر بھی حضور ﷺ نے ان سب کو معاف فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں ﷻ

الف رزین - اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳ (سورۃ الکوثر ۳۔۱)

ترجمہ: بیشک ہم نے آپ کو (جو کچھ عطا یا) بے حد و حساب عطا کیا۔ پس آپ نماز پڑھا کریں اپنے رب کیلئے ور قربانی دیں اس کی خاطر یقینا آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہوگا۔

ان آیات مبارک میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بے حد و حساب عطا فرمانے کے متعلق فرمایا ہے اور اس میں جو کچھ بے حد و حساب عطا فرمایا اس کا مالک بنا دیا کہ شرکاء یعنی ہے کہ کسی چیز کو اتنا زیادہ دینا کہ اس کی کثرت کا اندازہ نہ لگایا جا سکے۔ یعنی جو مقدار میں اپنی قدر و قیمت میں اور اپنی اہمیت کے لحاظ سے بہت زیادہ ہو اسے کوثر کہتے ہیں۔ حضور ﷺ کو اللہ جل شانہ نے جو جو چیز بھی عطا فرمائی۔ بے حد و حساب عطا فرمائی علماء نے کوثر کے کئی معنی فرمائے ہیں۔

۱۔ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے۔ جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں۔ موتیوں اور یاقوت کا فرش بچھا ہوا ہے اس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید شفاف ہے۔

Marfat.com

۲۔ مومن کوثر میدان حشر میں وہ مومن ہوگا جس سے حضور ﷺ اپنی امت کو سیراب فرمائیں گے اور اس کے آبخورے اتنی تعداد میں ہوں گے جتنے آسمان کے ستارے ہیں۔

۳۔ حضور ﷺ کے فیوض و برکات آقا ﷺ کا علم، حلم، جود و کرم عضو و درگزر وغیرہ وغیرہ ان سب کو بھی کوثر کہا جاتا ہے آپ کی نبوت کا دامن ساری نوع انسانیت کو سمیٹے ہوئے ہے اور حضور ﷺ ساری کائنات کے نبی ہیں اور ساری کائنات کے لئے رحمت اللعالمین ہیں۔

۴۔ کوثر سے مراد قرآن حکیم ہے اگر ساری دنیا کے درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائیں تو بھی اس کی تفسیر ختم نہیں ہوسکتی۔ چاہے ان کی مدد کے لئے ویسے ہی سمندر اور کیوں نہ لے آئیں۔

۵۔ اس سے مراد دین اسلام ہے۔

۶۔ اس سے مراد صحابہ کی کثرت ہے۔ جتنے حضور ﷺ کے صحابہ تھے اتنے اور کسی نبی ﷺ کے صحابہ نہیں تھے۔

۷۔ اس سے مراد رفع ذکر ہے۔

نفران۔ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ (الم نشرح:۲)

ترجمہ۔ اور ہم نے آپ کے ذکر کو بلند فرما دیا۔ اول سے آخر تک جتنی تعریف حضور ﷺ کی کی گئی اور جتنی کی جارہی ہے اور جتنی کی جاتی رہے گی اتنی کسی کی نہیں کی گئی۔

۸۔ امام جعفر صادق کے نزدیک کوثر سے مراد حضور ﷺ کا دل مبارک کا نور ہے۔

۹۔ کوثر سے مراد مقام محمود ہے۔

۱۰۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک کوثر سے مراد خیر کثیر ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجھے تمام انبیاء اکرام پر چھ باتوں میں فضیلت دی ہے۔

۱۔ مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے۔

۲۔ میری رعب سے مدد کی گئی۔

۳۔ میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا۔

۴۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد قرار دے دیا گیا۔

۵۔ تمام زمین کو طہارت کا ذریعہ بنایا گیا (یعنی تیمم کے ذریعے)

۶۔ مجھے تمام نبیوں کے آخر میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔

حضور ﷺ کی شان پاک میں اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ (سورۃ احزاب ۶)

Marfat.com

ترجمہ۔ (حضور ﷺ) نبی کریم ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں اور آپ ﷺ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

اللہ جل شانہ نے حضور ﷺ کی شان میں فرمایا۔

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (سورۃ توبہ ۱۲۸)

ترجمہ: یعنی جو چیز تمہارے لئے تکلیف دہ ہے وہ انہیں بھی گراں گزرتی ہے وہ تمہارے لئے حریص ہیں۔ اور اہل ایمان کے لئے بڑے مہربان اور رحیم ہیں۔

اولیٰ بالمومنین سے مراد حضور ﷺ مومنوں کی جانوں سے یعنی ان کے نفسوں سے بھی یہ زیادہ قریب ہیں۔ یعنی ان پر زیادہ شفقت فرمانے والے مہربان ہیں کیونکہ حضور ﷺ انہیں نجات کی طرف بلاتے ہیں اور ان کے نفس انہیں ہلاکت کی دعوت دیتے ہیں۔

حضرت سہل فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو حضور ﷺ کا غلام نہ سمجھے اور تمام حالات میں حضور ﷺ کی غلامی اپنے آپ پر تسلیم نہ کرے اس نے سنت کی شرین کا مزہ ہی نہیں چکھا۔

اور جس طرح اپنی ماؤں کا احترام کیا جاتا ہے جو کہ جسمانی مائیں ہیں اس سے بھی بہت زیادہ اپنی روحانی ماؤں یعنی ازواج مطہرات کا احترام ہم سب پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب ماؤں کی عزت و توحید کی توقیر عطا فرمائے اور ان کے قدموں کی دھول کے صدقے میں ہمیں دونوں جہانوں میں عزت عطا فرمائے اور ان کا ادب کرنے والا بنائے۔ آمین ثم آمین۔

حضور ﷺ کی شان پاک میں اللہ جل شانہ نے اتنی آیات نازل فرمائیں کہ ان کی تفسیر سے قلم عاجز بنے معراج شریف کے موقع پر جو قربت و رفاقت حضور ﷺ کو نصیب ہوا اور اللہ جل شانہ نے اپنے دیدار الٰہی سے حضور ﷺ کو مشرف فرمایا اس طرح کسی اور نبی ﷺ کو یہ میسر نہ ہوا اور قیامت کو جو مقام محمود اللہ جل شانہ حضور ﷺ کو عطا فرمائیں گے اور جس پر تمام انبیاء ﷺ اور تمام لوگ رشک کریں گے اور حضور ﷺ کی شفاعت ہی کی بدولت شفاعت عام کی جائے گی اور حضور ﷺ کو لواالحمد عطا فرمایا جائے گا اور اللہ جل شانہٗ حضور ﷺ کو اپنی دائیں جانب کرسی پر بٹھائیں گے حضور ﷺ کی شان پاک کا کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے جو کوئی لکھتا ہے اپنا علم لکھتا ہے جو کوئی بیان کرتا ہے اپنا علم ہی بیان کرتا ہے ان کی شان پاک وراء الوراء ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ کی محبت میں ہی زندہ رکھے اسی محبت پر وفات دے اور اسی محبت میں ہی اٹھائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ نبی کریم ﷺ ابداً ابداً برحمتک یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین۔

احادیث در شان مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن پاک میں حضور ﷺ کو فرمایا کہ جو نعمتیں آپ کے رب نے آپ پر فرمائیں ہیں ان کا

Marfat.com

ذکر کیجئے ویسے تو حضور ﷺ نے جتنی احادیث بیان فرمائی ہیں ان سب سے حضور ﷺ کی شان عیاں ہے اور آقا ﷺ کا بلند ترین مرتبہ ظاہر ہوتا ہے لیکن یہاں صرف چند ایک خاص خاص احادیث بیان کی جائیں گی حق تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کی شان پاک میں قرآن پاک کی ہر ہر آیت شریف سے حضور ﷺ کی شان کو بیان کیا جائے اور حضور ﷺ کی ہر ہر احادیث کی روشنی میں حضور ﷺ کی شان رفیع کا ذکر کیا جائے۔ لیکن اپنی کوتاہ علمی کا اور اپنی سستی کا اعتراف کرتے ہوئے صرف چند ایک احادیث کو بیان کیا جائے گا اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے اور جو لکھا ہے اسے قبول فرمائے اور حضور ﷺ کے جوتوں کے تلووں کی مٹی کے صدقے میں ہی ہمیں بخش دے کہ کتنی خوش قسمت وہ مٹی بھی ہوتی ہوگی جہاں آقا ﷺ کے جوتے پڑتے ہوں گے۔

چہ نسبت عالم پاک را بہ عالم خاک

عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قالت قال رسول اللہ ﷺ اتانی جبرئیل فقال قلبت شارق الارض و مغاربہا فلم ارہ رجلا افضل من محمد ﷺ ولم ارینی اب افضل من بنی ہاشم۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک روز جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور عرض کی کہ میں نے زمین کے شارق و مغارب کو چھان مارا ہے لیکن میں نے کوئی ایسا مرد نہیں دیکھا جو محمد ﷺ سے افضل ہو۔ اور نہ کوئی خاندان دیکھا ہے جو خاندان بنو ہاشم سے ارفع و اعلیٰ ہو۔ (رواہ۔ الطبرانی و ابونعیم والبیہقی)

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ ﷺ انا اکرم ولد ادم علیٰ ربی ولا فخر

(سنن ترمذی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اولاد سے میں اپنے رب کے نزدیک معزز و مکرم ہوں۔ اور میں یہ بات فخر و مباہات کی وجہ سے نہیں بلکہ اظہار حقیقت کے لئے کر رہا ہوں۔

رومی عن ابن معصب انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال قال اللہ تعالیٰ سل یا محمد و قلت ما اسئل یا رب اتخذت ابراھیم خلیلا و کلمات موسیٰ تکلسما و اصطفیت نوحا و اعطیت سلیمان مددگار لا ینجی احد من بعدہ۔

قال اللہ تعالیٰ ما اعطیت خیر ذلك .....لنبی غیرك۔ (الشفاء ۳۔ تا ۲۱۵)

ابن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اے میرے محبوب مجھ سے مانگو۔ میں نے عرض کی۔ اے میرے پروردگار تجھ سے کیا مانگوں تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا

Marfat.com

خلیل بنایا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلاواسطہ کلام کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو چن لیا۔ سلیمان علیہ السلام کو وہ عظیم سلطنت عطا فرمائی جو آپ کے بعد کسی کو نہیں دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے آپ کو وہ عطا فرمایا ہے جو ان سے ارفع و افضل ہے۔ میں نے آپ کو کوثر عطا فرمایا میں نے آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے جو ہر اذان و شہادت کے وقت گونجتا رہتا ہے۔ اور میں نے زمین کو آپ اور آپ کی امت کیلئے طہارت کا سبب بنایا اور آپ پر ہجرت سے پہلے اور بعد کے الزامات سے آپ کو بری فرمایا۔ آپ لوگوں میں اس حالت میں چلتے ہیں کہ آپ مغفور ہیں اور یہ مہربانی آپ سے پہلے میں نے کسی کے ساتھ نہیں کی اور میں نے آپ کے امتیوں کو قرآن پاک کا حامل بنا دیا ہے اور میں نے مقام شفاعت آپ کے لئے مخصوص کر رکھا ہے حالانکہ میں نے آپ کے بغیر کسی نبی کو یہ شان عطا نہیں فرمائی۔

عن حذیفه ..... علیهم حساب۔

واعفانی ان لا تجوع امتی ولا تعلب و اعطانی النصر والحذ۔ والرجب یسعیٰ هین یدی امتی شهترا و طیب لی ولا متی المغانم و اصل ان کثیرا عاشوره علی من قبلنا و لم یجعل علینا فی الدین من حرج۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب کریم نے مجھے بشارتیں دیں ہیں۔

ا۔ جنت میں سب سے پہلے میں داخل ہوں گا اور میرے ساتھ ستر ہزار امتی ہوں گے اور ہر امتی کے ساتھ ستر ہزار اہل ایمان ہوں گے جو سب میرے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے اور ان سے روز محشر کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ میری امت فاقہ سے فنا نہیں ہوگی اور نہ دشمن اس کو مغلوب کر سکیں گے اللہ تعالیٰ نے مجھے نصرت عزت اور رعب اس طرح عطا فرمایا ہے کہ میرا دشمن مجھ سے اور میری امت سے اگر ایک مادہ کی مسافت پر بھی ہوگا۔ تو خوفزدہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اور میری امت کے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا ہے اور بہت سی ایسی چیزیں جو پہلی امتوں پر حرام تھیں انہیں ہمارے لئے حلال فرما دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز نہیں رکھی جس سے ہمیں تنگی اور حرج ہو"۔

حضرت آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ایسے کلمات سیکھ لئے اور ان سے اپنے رب کو پکارا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی۔ وہ کلمات یہ تھے کہ اے اللہ مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں معاف فرما دے۔ اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ نام تو نے کہاں دیکھا ہے۔

آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے اللہ جب تو نے مجھے پیدا فرمایا تو جب میں عرش کی طرف سر اٹھا کر دیکھا تو وہاں لا

Marfat.com

الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا پایا تو میں نے جان لیا کہ ہستی جس کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ یکجا لکھا ہے اس کی قدر ومنزلت تیری بارگاہ میں بہت بڑی ہے اور عرض کی کہ میں نے جنت میں ہر جگہ یہ کلمہ لکھا ہوا دیکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ تیری اولاد میں یہی خاتم النبین ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو اے آدم میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

یعنی اے محبوب ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو آدم علیہ السلام بھی نہ ہوتے اور نہ ہی جنت و دوزخ کون مکان کوئی بھی چیز میں پیدا نہ کرتا نہ یہ ہنگامہ زندگی ہوتا۔ نہ ہی کوئی اور بشر پیدا ہوتا۔ یہ ہر ہر چیز دنیا و آخرت کی اے محبوب صرف تیری وجہ سے ہی پیدا فرمائی گئی ہے۔

اللھم ﷺ علی ابراھیم انك حمید مجید۔

اللھم بارك ..... انك حمید مجید۔

عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنه قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا یومن احد کم حتی اکون ..... اجمعین۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ میری محبت اس کے دل میں اپنے والد اپنے بیٹو اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

عن سلیمان فارسی ..... ما خلقت الانبیاء

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی بیشک آپ کا رب فرماتا ہے اگرچہ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ لیکن آپ کو میں نے اپنا حبیب بنایا ہے میں نے اج تک کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو آپ سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو میں نے دنیا اور اس کے رہنے والوں کو اس لئے پیدا کیا ہے تا کہ میں اپ کی کرامت اور آپ کے درجہ رفعیہ سے ان کو آگاہ کروں اگر آپ کی ذات نہ ہوتی تو میں دنیا کو بھی پیدا نہ کرتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور میں باہر آؤں گا۔ مجھے جنتی پوشاکوں سے ایک خلعت پہنائی جائے گی پھر میں عرش الٰہی کی داہنی جانب کھڑا ہوں گا۔ میرے علاوہ کسی اور کو اس مقام پر کھڑا ہونا نصیب نہیں ہوگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اذان کا جواب اسی کلمات سے دیتے جاؤ اور اذان کے بعد جو میرے لئے رب کریم سے مقام محمود کی دعا کرے گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔

امام بخاری رحمتہ اللہ اور امام مسلم رحمتہ اللہ سید نے اپنی صحیحین میں شفاعت کی حدیث کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

ترجمہ: جب لوگ میدان حشر میں جمع ہوں گے تو سورج ان کے سروں کے بالکل نزدیک ہوگا لوگ ناقابل برداشت تکلیف اور غم و اندوزہ میں مبتلا ہوں گے اور طویل مشورہ سے اِستفادہ کے بعد سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ آدم علیہ السلام ساری نوع انسانی کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اور آپ میں اپنی روح پھونکی آپ کو جنت میں بسایا تمام فرشتوں کو آپ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے ہمارے پدر بزرگوار ہمارے لئے اپنے رب سے شفاعت فرمایئے۔

حضرت اکرم ﷺ فرمائیں گے کہ میرا پروردگار آج بڑا غضبناک ہے نہ وہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک ہوا اور نہ ہی بعد میں اتنا غضبناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے پھل کھانے سے منع فرمایا تھا میں بھول کر کھا بیٹھا۔ نفسی نفسی اذھبوا الی غیری یعنی آج مجھے اپنی فکر ہے تم لوگ کسی اور کے پاس جاؤ۔

پھر ساری مخلوق حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائے گی اور ان سے شفاعت کے متعلق عرض کرے گی وہ بھی یہی جواب دیں گے پھر ساری مخلوق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس شفاعت کے لئے جائے گی۔ وہ بھی یہی جواب دیں گے پھر ساری مخلوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائے گی تا کہ وہ ان سب کی شفاعت کریں وہ بھی یہی جواب دیں گے پھر ساری مخلوق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائے گی وہ بھی یہی جواب دیں گے لیکن وہ حضور ﷺ کے پاس سب کو جانے کا مشورہ دیں گے جب ساری مخلوق ہر طرف سے پھر پھرا کر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوگی۔ تو آقا ﷺ فرمائیں گے انا لھا انا لھا یعنی آپ کا یہ کام آپ سب کے لئے شفاعت میں کروں گا۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے چل کر عرش الٰہی کے پاس حاضر ہوں اور اپنے رب سے شفاعت کرنے کی اجازت طلب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں گے جب میں اپنے رب کو عرش عظیم پر جلوہ فرما دیکھوں گا تو سجدہ ریز ہو جاؤں گا اللہ تعالیٰ مجھے شرح صدر کی نعمت مرحمت فرمائیں گے (یعنی اس قت اللہ تعالیٰ میرے دل میں وہ خاص کلمات القا فرمائے گا اور میں ان خاص کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کروں گا کہ آج سے پہلے وہ کلمات میرے دل میں القا نہیں ہوتے تھے اور میں دیر تک سجدہ ریز رہوں گا۔ (اللہ تعالیٰ کا غضب اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کو اپنے قدموں میں سجدہ ریز دیکھ کر ٹھنڈا ہو جائے گا اور اس کے غضب پر اس کی رحمت سبقت لے جائے گی۔)

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی یا محمد ارفع رَاْسَکَ۔ سَلْ تُعْطَہ۔ وَاشْفَعْ۔ تَشَفَّعْ

یعنی اے میرے محبوب اپنا سر مبارک سجدہ سے اٹھا ہے اور مانگیے جو آپ مانگیں گے عطا کروں گا۔ آپ شفاعت فرمائیں۔ آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

میں یہ سن کر سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا یا رب امتی۔ یا رب امتی۔ اے میرے پروردگار میری امت پر رحم فرمایئے۔ میری امت پر رحم فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔

Marfat.com

"جنت کے دائیں دروازے سے اپنے ان امتیوں کو داخل کرو جن سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا اور جنت کے دوسروں اور دروازوں سے بھی آپ کی امت داخل ہوگی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

پھر میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں سربسجود ہو جاؤں گا مجھے فرمایا جائے گا اے میرے حبیب اپنا سر مبارک اٹھایئے آپ فرمائیں سنا جائے گا آپ جو مانگیں گے آپ کو عطا کیا جائے گا آپ شفاعت کریں شفاعت قبول کی جائے گی میں عرض کروں گا۔ یارب میری امت کو بخش دے یارب میری امت کو بخش دے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا اے میرے محبوب تشریف لے جایئے جس کسی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے ان کو جہنم کے شعلوں سے نکال کر جنت میں داخل فرمادیں۔ میں ایسا ہی کروں گا۔

پھر حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہو جائیں گے اور اس کی تعریف وتوصیف فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے پھر ویسے ہی حکم ہوگا۔ اور یہ بھی فرمایا جائے گا تاکہ جن کے دلوں میں رائی کے برابر بھی ایمان ہے اس کو دوزخ سے نکال کر جنت میں پہنچائیں چنانچہ میں ایسا ہی کروں گا۔

میں پھر سجدہ ریز ہو جاؤں گا تو پھر حکم خداوندی ہوگا کہ جس کے دل میں رائی سے بھی کم ایمان ہے اس کو بھی دوزخ سے نکال لیں اور جنت میں پہنچا دیں۔ چنانچہ میں ایسا ہی کروں گا پھر چوتھی مرتبہ حضور ﷺ سجدہ ریز ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف بیان فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا اے میرے حبیب اپنا سر مبارک اٹھائیں آپ فرمائیں میں سنوں گا آپ سفاعت کرتے جائیں میں شفاعت قبول کرتا جاؤں گا آپ مانگتے جائیں میں عطا کرتا جاؤں گا۔

حضور ﷺ چوتھی بار عرض کریں گے

اے میرے پروردگار مجھے اجازت دیں کہ ہر اس شخص کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس کو جنت میں پہنچا دوں۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے حبیب یہ کام بڑا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم اپنی کبریائی کی قسم اپنے جبر وقہر کی قسم میں ہر اس شخص کو آتش جہنم سے نکال لوں گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا۔

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی (قاضی عیاض) ضیاء النبی ۵۔ ۲۴۴)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی شفاعت سے جن کو نجات مل جائے گی تو وہ پل صراط سے گزر کر جنت میں جائیں گے۔ بعض ان میں سے بجلی کی تیزی سے گزریں گے بعض ہوائی تیزی سے گزر جائیں گے اور بعض پرندوں کی طرح پرواز کرتے گزر جائیں گے۔ اور اس وقت بھی حضور ﷺ پل صراط کے پاس کھڑے اللہ تعالیٰ سے ان کی سلامتی کے ساتھ گزرنے کی دعا فرما رہے ہوں گے۔

سبحان اللہ اللہ جل شانہ نے اپنے کرم کے صدقے میں ہمیں کتنی شفیق کتنی دلربا کتنی پیاری کتنی دلکش شخصیت کی کتنے عظیم

Marfat.com

نبی ﷺ کتنے عظیم رسول مکرم ﷺ کی امت میں پیدا فرما کہ ہم پر کتنا عظیم احسان فرمایا ہے کہ ہم اس احسان کا بدلہ ادا ہی نہیں کر سکتے۔ یہ محض اس کی مہربانی اس کی عطا ہے وہ جس پر چاہے اس پر اپنا کرم فرما دے۔ ازل میں ہم سے کوئی نیکی تو نہیں ہوتی تھی کہ اس نے اپنے حبیب ﷺ کی امت میں ہمارا ہونا لکھ دیا؟ یہ تو محض اس کا کرم اس کی مہربانی اس کی رحمت ہے ورنہ ہم کہاں اور ہماری قسمت کہاں۔

اس نے جس طرح چاہا فرما دیا اور وہ جس طرح چاہے گا ہو جائے گا سب اسی کی عطا ہے اس کی مہربانی ہے اسی کا فضل ہے ہم کہاں ہیں ہمارے اعمال کہاں ہیں نہ وہ ہماری شکلوں کو دیکھتا ہے۔ نہ وہ ہمارے عملوں کی وجہ سے ہمیں بخشے گا محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں اپنی رحمت میں سموئے گا یہ سب کچھ حضور ﷺ کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔ حشر کی بزم کا بھی محض یہی سبب ہے کہ لوگوں کو حضور ﷺ کی شان رفیع و اعلیٰ دکھائی جائے گی۔ اور اولین و آخرین تمام لوگ حضور ﷺ کی بلند شان کو دیکھیں گے اس وقت تمام انبیاء علیہ السلام حضور ﷺ کی شان ارفع پر رشک فرمائیں گے اور دوسرے تمام امتیں حضور ﷺ کی امت کو دیکھ کر رشک کریں گی۔

''حضرت کعب بن مالک سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حشر کے دن جب سب لوگ حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ اکٹھا فرمائے گا تو اس وقت میری امت ایک اونچے ٹیلے پر ہو گی میرا پروردگار اس دن مجھے سبز پوشاک پہنائے گا پھر مجھے لب کشائی کی اجازت دی جائے گی۔ اور جو اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ میں کہوں گا یہی مقام محمود ہے''۔

وابعث مقام محمود الذی وعدته و ارزقنا شفاعه یوم القیامه انك لا تخلف المیعاد

اللهم صل و سلم علی سیدنا محمد و علیٰ آل محمد الذی تنحل عقد و تنفرج به الرغائب و یستسق الغمام بوجه الکریم و علیٰ آله و صحبه اجمعین ابداً ابداً أبرحمتك یا ارحم الرحمین۔

اللهم صل و سلم علی سیدنا محمدوَ علی آل سیدنا محمد صلوة تُنَجِّینا بها من جمیع احوال و الآفات و تقفیع لنا من جمیع الحاجات و تطهر لنا بها من جمیع السیئات و ترفع لنا بها عندك اعلی الدَّرجات من جمیع الخیرات فی الحیات و بعد الممات انك علی کل شیءٍ قدیر۔ بجاه نبی الکریم رحمت اللعالمین ﷺ اجمعین۔ ابداً ابداً۔ برحمتك یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین

احقر العباد نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ جمعرات صبح ۷۳۔۹۔

۲۵ ذوالحج ۱۴۳۵ بمطابق

۳۱ اکتوبر ۲۰۱۳۔ لاہور شریف پاکستان

Marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کی باتیں لکھا کرتے تھے۔ قریش نے اِن کو منع کر دیا کہ حضور علیہ السلام کبھی غصے اور کبھی رضا کی حالت میں ہوتے ہیں۔ انہوں نے یہ بات حضور علیہ السلام کو بتائی۔ حضور علیہ السلام نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

اُکْتُبْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا یَخْرُجُ مِنْہُ اِلَّا حَقٌّ۔

ترجمہ: لکھا کرو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ان لبوں سے حق کے بغیر کچھ نہیں نکلتا۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

ترجمہ: وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے وہ تو وہی فرماتے ہیں جو اللہ کی طرف سے اُن پر وحی کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُوْرِ ذَاتِ وَ جَمِیْعِ الْاٰثَارِ وَ صِفَاتِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

از طاعت الٰہی دیدن جمال احمد
و از حب مصطفائی دریافتم خدارا

خسرو تو بس بلند شوی در طریق عشق
گویا پا بائے بوس سگانش رسیدہ ای

Marfat.com

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

يَا أَبَا بَكْرٍ! وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ! لَمْ يَعْلَمْنِي حَقِيقَةً غَيْرُ رَبِّي۔

(فاسی مطالع المسرات ۱۲۹/سیرۃ رسول ۱۰۔ ۴۵۵ ڈاکٹر طاہر القادری)

ترجمہ: اے ابوبکر! مجھے اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میری حقیقت میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

Marfat.com

ابتدائے تخلیق

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے نورِ خداوندی سے

لفظ کن فرما کر بغیر تقسیم نورِ خداوندی سے تخلیق

نورِ محمدی ﷺ فرمایا

اور پھر نور محمدی ﷺ کی چار حصوں میں تقسیم فرمائی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قلت: یا رسول الله (ﷺ) بأبی أنت و امی أخبرنی عن اول شئ خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء، قال یا جابر إن الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہٖ فجعل ذٰلك النور یدور بالقدرة حیث شاء الله تعالیٰ ولم یکن فی ذٰلك الوقت لوح والا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ولا سماء ولا أرض، ولا شمس ولا قمر ولا جن ولا انس۔ فلما أراد الله تعالیٰ أن یخلق الخلق۔ قسم ذٰلك النور أربعة اجزاء!

فخلق من الجزء الاول من القلم۔ و من الثانی اللوح، و من الثالث العرش، ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء۔ فخلق من الاول حملة العرش۔

و من الثانی الکرسی۔ و من الثالث باقی الملائکة ثم قسم الجزء الربع أربة أجزاء، فخلق من الاول السموات، و من الثانی الارضین، و من الثالث الجنة والنار....

(قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۱-۷۱، زرقانی شرح المواہب اللدنیہ ۱-۸۹-۹۱، حلبی السیرۃ الحلبیہ ۱-۵۰، عجلونی نے، کشف الخفا (۱-۳۱۱، رقم ۸۱۱، امام عبدالرزاق سیرۃ الرسول از ڈاکٹر طاہر القادری، ۱۰-۴۵۱)

اس حدیث کو آج تک اتنے کثیر ائمہ و محدثین نے ذکر کیا ہے کہ یہ قبول عام کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ روایت فرماتے ہیں:

Marfat.com

"میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ) میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی علیہ السلام کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر وہ نور مشیت ایزدی کے مطابق جہاں چاہتا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم۔ نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتے تھے، نہ آسمان نہ زمین۔ نہ سورج تھا نہ چاند۔ نہ جن تھے نہ انسان۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے قلم۔ دوسرے سے لوح۔ تیسرے سے عرش پیدا فرمایا۔ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے عرش اُٹھانے والے فرشتے بنائے۔ دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتے بنائے۔ پھر چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا۔ تو پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمین۔ تیسرے سے جنت و دوزخ۔

عن أبي هريرة رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ سأل جبرائيل۔ فقال يا جبرائيل۔ كم عمرت من السنين فقال يا رسول الله ﷺ۔ لست اعلم۔ غير أن فی العجاب الربع نجما يطلع فی كل سبعين ألف سنة مرة، رايته اثنين وسبعين الف مره۔ فقال يا جبرائيل! و عزة ربی جل جلاله أنا ذلك الكواكب۔

(سیرت الرسول، ۱-۴۵۴، حلبی السیرۃ الحلبیہ، ۱-۳۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے دریافت کیا۔ جبرائیل ذرا یہ تو بتاؤ کہ تمہاری عمر کتنی ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اپنی عمر کا صحیح اندازہ نہیں۔ لیکن اتنا یاد ہے کہ ساری کائنات کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حجابات عظمت کے چوتھے پردہ میں ایک نورانی ستارہ چمکا کرتا تھا۔ جو کہ ستر ہزار سال بعد چمکتا (مجھے دکھائی دیتا) تھا۔ اور میں اُسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھ چکا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام مجھے اپنے رب ذوالجلال کی عزت کی قسم وہ چمکنے والا ستارہ میں ہی ہوں۔

حضور علیہ السلام کی ذات پاک ہی وجہ تخلیق کائنات ہے۔ لیکن کوئی بھی اس کا ادراک نہیں کر سکتا۔ حضور علیہ السلام نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يا ابابكر والذی بعثنی بالحق! لم يعلمنی حقيقة غير ربی۔

ترجمہ: اے ابوبکر! مجھے اُس ذات کی قسم، جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

علماء راسخین نے وحدت الوجود اور وحدت الشہود پر بہت بڑی بڑی کتابیں تحریر فرماتی ہیں اور ان پر بہت ہی زیادہ سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔

Marfat.com

آج جدید تحقیق میں سائنسدان یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ کائنات سب سے پہلے ایک یکجا قوت تھی۔ پھر یہ ایک زوردار دھماکے کے ساتھ پھٹ گئی۔

اور اس سے کائنات وجود میں آ گئی۔

لیکن یہ بیوقوف یہ نہیں سوچتے کہ یہ کس طرح پھٹی کس طرح ہر ہر چیز کا اندازہ مقرر ہوا۔ کس طرح ایٹم وجود میں آیا۔ اُس میں طاقتِ کس نے رکھی۔ کس طرح انسان تخلیق ہوا۔ یہ تمام مخلوق کس طرح وجود میں آئی۔ اس کو حسن کس نے دیا۔ کس نے اس کا اندازہ مقرر کیا۔ وہ اَن دیکھی طاقت کون سی تھی۔ کس نے اس قوت کو پھٹنے کا حکم صادر فرمایا۔

خلقت اور نبوت میں اول

وہ ایک خدائے پاک کی ذات پاک ہی تھی، جس کا نور ازل سے تھا۔ اور ابد تک رہے گا۔ جب اُس کو حب ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں تو اُس نے یہ خلقت بنائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

كُنتُ كَنْزًا مَخْفِيًّ فَاَحْبَبْتَ اَنْ اَعْرِفَ فخلقت محمد ﷺ۔

ترجمہ: میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے محمد ﷺ کو تخلیق فرمایا۔

تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے نور کو پیدا فرمایا اور پھر اسی نور پاک سے قلم، لوح، عرش، حاملانِ عرش، کرسی۔ باقی تمام فرشتے، آسمان، زمین اور تمام مخلوق اور جنت اور دوزخ پیدا فرمائی اور جس طرح حضور تاجدارِ کائنات ﷺ خلقت میں اول ہی۔ اِسی طرح آپ ﷺ نبوت میں بھی اول ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كنت اول النبيين فى الخلق و اخرهم فى البعث.

ترجمہ: میں تخلیق کے لحاظ سے تمام انبیاء سے اول اور مبعوث ہونے کے اعتبار سے سب سے آخری نبی ہوں۔

(سیرۃ الرسول، ۱-۴۵۳، دیلمی، الفردوس، بماثور الخطاب ۳-۲۸۲، رقم: ۴۸۵، ابن کثیر تفسیر القرآن، ۳، ۴۷۰، فتاویٰ فیض القدیر ۵-۵۳)

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان النبى و قال كنت نور بين يدى ربى قبل خلق آدم عليه الصلوٰة والسلام باربعة عشر ألف عام۔ (قسطلانی مواہب اللدنیہ، ۱-۷۴، زرقانی شرح مواہب اللدنیہ، ۱-۲۵ سیرۃ الرسول ۱۰-۴۵۳)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کی بارگاہ میں نور کی صورت میں موجود تھا۔

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا:

Marfat.com

كنت نبياً و آدم بين الماء والطين۔

میں اُس وقت بھی نبی ﷺ تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ میں اُس وقت بھی نبی تھا۔

قلت لرسول الله ﷺ متى كنت نبيا؟ قال: و آدم بين الروح والجسد۔

(سیرۃ الرسول، ۱۰-۴۶۱) (ابن ابی شیبہ ۷-۳۲۹، رقم: ۳۶۵۴۸)

عالم ارواح میں تصدیق رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ جل شانہ قرآن پاک بھی فرماتے ہیں:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ (آلِ عمران: ۸۱)

ترجمہ: اور (اے محبوب وہ وقت یاد کریں) جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کروں۔ پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول تشریف لائے۔ جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور اُن کی مدد کرو گے۔ فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا۔ سب نے عرض کیا کہ ہم نے اقرار کر لیا۔ فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں:

بیشک جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی علیہ السلام کو پیدا کیا تو اُن کو انبیاء علیہم السلام کی ارواح کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا تو اس نور نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے اِن سب ارواح کو ڈھانپ لیا۔ ان سب نے عرض کی: اے ہمارے رب! کس کے نور نے ہمیں ڈھانپ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ محمد بن عبداللہ (ﷺ) کا نور ہے۔ اگر تم ان پر ایمان لاؤ تو میں تم سب کو منصب نبوت پر فائز کر دوں گا۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم پر (اس حوالے سے) گواہ ہوں۔ انہوں نے عرض کی: جی ہمارے رب۔ قرآن کریم میں اِسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

حضور علیہ السلام سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام اجمعین تشریف لائے۔ وہ اپنے خاص علاقے اور خاص وقت کے لیے تشریف لائے۔ لیکن حضور علیہ السلام تمام بنی نوع انسان کے لیے تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

Marfat.com

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سورۃ سبا: ۳۴)

ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرسنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اور ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ①

ترجمہ: (وہ اللہ) بڑی برکت والا ہے۔ جس نے (حق و باطل میں فرق اور) فیصلہ کرنے والا (قرآن) کو اپنے (محبوب ومقرب) بندہ پر نازل فرمایا۔ تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرسنانے والا ہو جائے۔"

اور ایک جگہ فرمایا:

ارسلنك الى الخلق كافة۔ (سیرۃ الرسول، ۱-۴۶۷، احمد بن حنبل، المسند ۱-۲۵۰، کتاب المساجد، رقم: ۵۲۱)

مجھے (ازل سے ابد تک کی) تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔

قیامت کے دن حضور علیہ السلام کی طرف اس وجہ سے تمام مخلوق متوجہ ہوگی۔ حضور علیہ السلام کے دائرہ نبوت سے نہ کوئی انسان نہ کوئی جن اور نہ ہی کوئی فرشتہ کوئی بھی خارج نہیں ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

وكان النبى يبعث الى قومه خاصة۔ وبعثت الى الناس كافة۔

(دارمی السنن، ۱-۳۷۴، سیرۃ الرسول، ۱-۴۶۶)

ترجمہ: ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔ اور جبکہ مجھے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔

اور ایک جگہ فرمایا:

كان كل نبى يبعث الى قومه خاصة ويبعث الى كل احمر و اسود۔

ہر نبی علیہ السلام خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا۔ جبکہ مجھے ہر سرخ وسیاہ تمام انسانیت کی طرف مبعوث کیا گیا۔

نسبی شرف وفضیلت

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کو نسبی لحاظ سے بھی تمام بنی نوع آدم میں سے فضیلت عطا فرمائی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

عن عائشه رضى الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ أتانى جبرئيل فقال قلبت مشارق الارض و مغاربها فلم ارجلاً افضل من محمد ﷺ و لم ارنى ابٍ افضل من بنى هاشم۔ (رواہ الطبرانی وابونعیم البیہقی)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز جبرئیل علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو چھان مارا ہے۔ لیکن میں نے کوئی ایسا مرد نہیں دیکھا۔ جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہو اور نہ کوئی خاندان دیکھا ہے۔ جو خاندان بنو ہاشم سے ارفع و اعلیٰ ہو۔ (رواہ الطبرانی، وابونعیم، والبیہقی)

عن واثلة بن اسقع رضی اللہ عنہ قال، قال رسول الله ﷺ ان الله اصطفى من ولد ابراهيم اسماعيل، واصطفى من ولد اسماعيل بنى كنانه واصطفى من بنى كنانة قريشا واصطفى من قريش بنى هاشم و اصطفانى بنى هاشم۔

(محمد بن یوسف الصالحی الشامی، سبل الہدیٰ والرشاد، از قاہرہ ۱۹۷۲، جلد:۱، صفحہ:۲۷۰) (ضیاء النبی ۵-۲۱۶)

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو چن لیا۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنی کنانہ کو منتخب فرمایا۔ پھر بنی کنانہ کی اولاد سے قبیلہ قریش کو فضیلت بخشی اور قبیلہ قریش سے خاندان بنی ہاشم کو ممتاز کیا اور خاندان بنو ہاشم سے مجھے چن لیا۔

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

عن ابن عباس قال، قال رسول الله ﷺ انا اكرم اولين والآخرين ولا فخر۔

حضرت ابن عباس روایت فرماتے ہیں۔ میں تمام پہلے گزرے ہوئے، انسانوں اور بعد میں آنے والے انسانوں سے بارگاہِ الٰہی میں زیادہ معزز و مکرم ہوں۔ میرا یہ قول از راہِ فخر و مباہات نہیں بلکہ یہ اظہارِ حقیقت ہے۔

عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ انا اكرم ولد آدم على ربى ولا فخر۔ (سنن ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں اپنے رب کے نزدیک تمام آدم علیہ السلام کی زریت سے معزز و مکرم ہوں۔ میں یہ بات فخر و مباہات کے لیے نہیں بلکہ اظہارِ حقیقت کر رہا ہوں۔

حضور علیہ السلام کے نام مبارک

یہ قاعدہ و قانون ہے کہ کوئی جتنا بڑا آدمی ہوتا ہے۔ اس کے اتنے ہی زیادہ نام مبارک ہوا کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی جس طرح صفتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ اسی طرح آقا علیہ السلام کے ناموں کی کوئی انتہا نہیں۔ جس کی نظر جہاں تک گئی ہے۔ اُس نے اُسی قدر بیان کیا ہے۔

حضور علیہ السلام کی ذات مبارک جن پر اللہ تعالیٰ جل شانہ خود اور اس کے لاتعداد فرشتے جن کی گنتی صرف اللہ جل شانہ

Marfat.com

ہی جانتے ہیں۔ ہر وقت درود بھیجتے ہوں۔ ان کی تعریف کوئی کیا بیان کرسکتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو۔

اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد عبدك و رسولك و علی سیدنا محمد و علی اٰلہٖ و ازواجہٖ و بارك وسلم۔ کما تحب و ترضا لہ۔ اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی اٰل ابراھیم انك حمید مجید۔ اللھم بارك علی محمد و علی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی اٰل ابراھیم انك حمید مجید۔

قرآن پاک میں حضور علیہ السلام کے سات اسماء بیان کیے گئے ہیں۔ نقاش نے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کریم میں (اللہ تعالیٰ نے) میرے سات نام بیان فرمائے ہیں۔

محمد ﷺ۔ احمد ﷺ۔ یٰس ﷺ۔ طٰہٰ ﷺ۔ المدثر ﷺ۔ المزمل ﷺ۔ عبداللہ ﷺ۔

حضور علیہ السلام کو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ان القابات سے بھی یاد فرمایا ہے:

اَلنُّوْرُ۔ السِّرَاجُ۔ القَمُنِیْرُ۔ اَلْمُنْذِرُ۔ اَلنَّذِیْرُ۔ اَلْمُبَشِّرُ۔ اَلْبَشِیْرُ۔ اَلشَّاھِدُ۔ اَلشَّھِیْدُ۔ اَلْحَقُّ۔ اَلْمُبِیْنُ۔ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔ الرَّؤُفُ۔ الرَّحِیْمُ۔ الْاَمِیْنُ۔ قَدَمَ صِدْقٍ۔ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ، نِعْمَةُ اللّٰہِ۔ اَلقعُرْوَةُ الْوُثْقٰی۔ الصِرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ۔ اَلنَّجْمُ الثَّاقِب۔ الْکَرِیْمُ۔ اَلنَّبِیُّ الْاُمِّیُّ۔ دَاعِیَ اللّٰہِ۔

بعض بیمار اور کند ذہن لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ بعض اللہ تعالیٰ کے بھی وہی نام مبارک ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کے بھی وہی نام مبارک ہیں۔ علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں: ”(وہ لوگ یہ نہیں سوچتے) کہ توحید اُس کو کہتے ہیں کہ کسی ایسی ذات کا اثبات جو کائنات کی کسی چیز سے مشابہت نہیں رکھتی اور نہ وہ صفات و کمال سے عاری ہوتی ہے۔“

علامہ واسطی اس کی مزید تشریح فرماتے ہیں:

(یعنی اِس کی ذات کی طرح کوئی ذات نہیں۔ اس کے اسم کی طرح کوئی اسم نہیں۔ اس کے فعل کی طرح کوئی فعل نہیں۔ اس کی صفت کی طرح کوئی صفت نہیں۔ بجز اس کے کہ لفظ ایک جیسے ہوں۔ جو ذات قدیم ہے۔ وہ اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس کی کوئی صفت حادث ہو۔ جس طرح یہ امر محال ہے کہ وہ ذات جو حادث ہے کہ وہ ایسی صفت سے موصوف ہو جو قدیم ہو۔“

ایک شیخ فرماتے ہیں:

Marfat.com

"ہر وہ چیز جو تمہارے وہم وگمان میں آجائے۔ یا تم عقل وفہم سے اس کا ادراک کرسکو۔ وہ حادث اور فانی ہے۔"

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

وَاللّٰہُ مُعْطِیْ وَ اَنَا قَاسِمٌ۔

اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے اور میں اس کا بانٹنے والا ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

نمبر ۔ وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ۔

جس نے رسول (علیہ السلام) کی اطاعت کی، اس نے گویا اللہ کی ہی اطاعت کی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے رسول علیہ السلام کو بھیجا ہی اس لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُن کی اطاعت کی جائے۔

جس طرح کہ اصل خالق تو اللہ تعالیٰ کی ہی ذات پاک ہے۔ لیکن اس کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قرآن پاک کے مطابق مٹی سے پرندہ بنا کر اسے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ تو وہ زندہ ہو جاتا تھا۔ اور مردوں کو زندہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کرنے والے ہیں۔ تو قرآن پاک کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مردوں کو فرماتے تھے کہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ تو وہ زندہ ہو جاتے تھے۔ اور کوڑے اور برص زدہ بیمار کو بھی آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا عطا فرماتے تھے۔ حالانکہ مرض سے شفا اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتے ہیں:

نمبر ۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ

ترجمہ: اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی خدا مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔

اسی طرح ایک بادشاہ ہے کہ اُس نے اپنے وزیر کو کلی اختیارات سے بہرہ ور فرمایا ہوا ہے۔ اور پھر اُس وزیر نے یہ اختیارات بانٹے ہوئے ہیں۔

تو وہ بادشاہ عطا فرماتا ہے۔ اور وہ وزیر بانٹتا ہے۔ اور دوسرے لوگ اُس وزیر سے حاصل کرتے ہیں۔ تو اولیاء اللہ حضور علیہ السلام کے در سے سب کچھ پاتے ہیں۔ اور عام لوگ حضور علیہ السلام کے طفیل حضور علیہ السلام کی اُمت کے اولیاء اللہ سے جیسے جیسے کسی کی قسمت میں ہو پاتے ہیں۔ یہ عادت جاریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھر اُس سے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک چاہتی تو لفظ کن سے تمام مخلوقات کو پیدا فرما دیتی۔ لیکن اُس ذات پاک نے یہ نظام چلایا ہوا ہے تو اگر کوئی باپ اپنے کسی مرتے ہوئے بیٹے کو یا کبھی کوئی بیٹا اپنے کسی مرتے ہوئے باپ کو یا کوئی اور کسی اور کو کسی ڈاکٹر کے پاس ایمرجنسی میں لے کر جائے اور اُسے کہے کہ ڈاکٹر اس کو بچا لو تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ اگر وہ کہنے والا کوئی سچا مسلمان ہے تو اس کا یہ کہنا شرک نہیں ہوگا اور وہ کہنے والا اگر خدا کو مانتا ہی نہیں اور شفا دینے والا صرف ڈاکٹر کو ہی سمجھتا ہے تو وہ شرک کر رہا ہوگا۔ اور اسی طرح اگر لوگ اولیاء اللہ کے پاس یا اُن کے مزارات پر جا کر صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگتے ہیں تو یہ بالکل جائز ہے۔

Marfat.com

ہمارے پیر و مرشد خواجہ گوہر دین قدس سرہٗ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مرشد عینک کا کام کرتا ہے اور مزار پر جانے کا حق اس کا ہے جس کو مزار پر جا کر صاحب مزار بھی یاد نہ رہے۔

پاکستان کے ایک بہت بڑے عالم قبلہ پیر کرم شاہ صاحب جب مدینہ منورہ گئے تو وہاں کے قاضیوں نے آپ سے پوچھا کہ تم لوگ مدینہ منورہ کیوں آتے ہو؟ تو آپ نے اُن کو جواب دیا کہ اس کا حکم کو تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن پاک میں دیا ہے کہ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

ترجمہ: اے لوگو! جب تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو تو میرے نبی کے پاس آؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ اور میرا رسول بھی تمہارے لیے استغفار مانگے تو تم اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاؤ گے۔

علماء نے حضور علیہ السلام کے نام مبارک ۲۴۰۰ تک بیان فرماتے ہیں۔ احادیث نبوی میں جو نام مبارک ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

المصطفٰی۔ المجتبٰی۔ ابو القاسم۔ الحبیب۔ رسول رب العالمین۔ الشفیع۔ المشفع۔ المتقی۔ المصلح۔ الظاھر۔ الباطن۔ المھیمن۔ الصادق۔ المصدوق۔ الھادی۔ سید ولد آدم۔ سید المرسلین۔ امام المتقین۔ قائد الغر المعجلین۔ حبیب اللہ۔ خلیل الرحمٰن۔ صاحب حوض المورود۔ صاحب شفاعۃ والمقام المحمود۔ صاحب الوسیلۃ الوضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ صاحب التاج المعراج۔ واللوآء والقضیب راکب البراق البراق والناقۃ الحبیب۔ صاحب الحجۃ والسلطان الخاتم العلامۃ۔ البرھان صاحب الھراوۃ والنعلین۔

اور سابقہ انبیاء کرام کی کتابوں میں حضور علیہ السلام کو ان ناموں سے پکارا گیا۔ تورات میں المتوکل، المختار، احید اور مقیم السنۃ۔ اور اسی نام مقیم السنۃ سے زبور میں بھی پکارا گیا۔ اور انجیل میں المقدس، روح الحق، اور البارقلیط یعنی حق و باطل میں تفریق کرنے والا۔ ماز مازیعنی طیب و پاکیزہ اور حمطایا اور خاتم مذکور ہیں۔ حمطایہ کے معنی زمانہ جاہلیت کے محرمات سے منع فرمانے والا ہے۔

(الشفاء، ۱-۳۲۱، ضیاء النبی ۵-۲۵۰)

قرآن پاک میں اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الرؤف الرحیم، الحق المبین، النور الشھید، الکریم، الجبار، الخبیر، الشکور، الاول الاخر، الولی المولی سے یاد فرمایا ہے۔

حضور علیہ السلام کے دو ذاتی نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ زمین پر آقا علیہ السلام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام سے مشہور ہیں اور

Marfat.com

آسمانوں پر حضور علیہ السلام احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام مبارک سے مشہور ہیں۔ ان دونوں ناموں کا مادہ حمد سے ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہی خوبصورت نام مبارک ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وزن مفعل ہے۔ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے اور کثرت حمد پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی جس کی سب سے زیادہ حمد کی گئی ہو۔ یعنی مخلوق میں سے جس کی سب سے زیادہ حمد کی گئی ہے۔ وہ حضور علیہ السلام ہیں۔

احمد کا وزن افعل سے ہے۔ یہ مبالغہ پر دلالت کرتا ہے یعنی اپنے رب کی سب سے زیادہ حمد کرنے والا۔ اور یہ صفت حضور علیہ السلام کی ذات پاک میں پایہ تکمیل تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور میدان محشر میں آقا علیہ السلام صاحب لواء الحمد کے نام سے مشہور ہوں گے۔

(ضیاالنبی ۵/ ۲۵۸ تا ۲۴۵)

حسن سراپا

حضور علیہ السلام کا جسم مقدس

حسن یوسف، دم عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں، ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دم اور موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کا چمکنا۔ اگر تمام انبیاء کرام کی خوبیوں کو اکٹھا کیا جائے تو تنہا حضور علیہ السلام کی خوبیاں بنتی ہیں۔

وَاَحْسَن لم یتقطع عینی وَ اجمل مِنكَ لَمْ یَلِدِ النساءُ

یعنی آنکھوں نے آج تک جو سب سے خوبصورت دیکھا ہے اور عورتوں نے جو آج تک سب سے اچھا جنا ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک ہی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا۔ قلم و ذہن اس چیز سے قاصر ہے کہ کہاں سے حضور علیہ السلام کی تعریف شروع کرے اور انتہا تو ہے ہی نہیں۔

حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہوئے ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی یہ بات بالکل سچ بنے۔ آپ فرماتے ہیں:

"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن لامحدود کا احاطہ ممکن نہیں۔ آپ علیہ السلام کے حسن کی مثال تو بحر بیکراں کی سی ہے۔ جس میں کوئی ایک آدھ موج اُچھل کر اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے۔ اور دور تک پھیلے سمندر کی گہرائیوں میں اُترنا کسی کے لیے ممکن ہی نہیں۔"

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کے ظاہری جسم مبارک کو بھی نہایت ہی حسین اور ہر لحاظ سے مناسب پیدا فرمایا۔

چہ منت کہ ہزاروں بار رخت بینم
ہنوزم آرزو مندے کہ یک بار دِگر بینم

Marfat.com

کیا ہی حسین صورت پاک علیہ السلام ہے کہ ہزاروں بار دیکھنے کے باوجود دل چاہتا ہے کہ ایک بار پھر دیکھنا شروع کر دوں۔ (اور ہمیشہ دیکھتا ہی رہوں)

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوہریرہ، براء بن عازب، ام المومنین سیدنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ابن ابی ہالہ، ابن جہینہ، جابر بن سمرہ، ام معبد، حضرت ابن عباس، معرز بن معقیب ابوالطفیل، عدا بن خالد، حریم بن فاتک اور حکیم بن حزام وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین حضور علیہ السلام کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''حضور علیہ السلام کا رنگ مبارک سرخ وسپید تھا۔ چشم مازاغ بڑی بڑی تھیں۔ ان کا سفید حصہ بہت سفید اور سیاہ حصہ بہت سیاہ تھا۔ چشم ہائے مبارک بڑی تھیں۔ آنکھ کے سفید حصہ میں سرخ ڈورے تھے۔ مژگاں مبارک (پلکیں) لمبی تھیں۔ ابروں کا درمیانی حصہ بالوں سے صاف تھا۔ ابرو کمان کی طرح لمبے اور خمیدہ تھے۔ ناک مبارک اونچی اور پتلی تھی دندان مبارک پیوستہ نہ تھے۔ درمیان میں تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ رخ انور مبارک گول تھا۔ پیشانی مبارک فراخ تھی۔ ریش انور گھنی تھی۔ جو سینہ مبارک پر پھیلی ہوئی تھی شکم مبارک اور سینہ مبارک (قدرے ہموار تھے) سینہ مبارک قدرے اُبھرا ہوا فراخ خوبصورت تھا) یعنی صدر مبارک پرنور کشادہ تھا۔ کندھے مبارک بڑے بڑے تھے۔ جسم کی ہڈیاں بھاری بھرکم تھیں۔ کہنیوں سے کندھوں تک اور دونوں کلائیاں اور پنڈلیاں مبارک بہت مضبوط اور طاقتور تھیں۔ ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیاں مبارک اور دونوں پاؤں مبارک کشادہ تھے۔ انگشت ہائے مبارک ہموار تھیں۔ جسم مبارک نورانی تھا۔ سینہ مبارک کی وہ لکیر جو سینہ کی ہڈی سے ناف تک چلی جاتی ہے۔ وہ پتلی تھی۔ قامت زیبا درمیانہ تھی۔ حضور علیہ السلام زیادہ دراز قامت نہ تھے۔ اور نہ ہی از حد پست قامت تھے۔ بایں ہمہ اگر کوئی دراز قد انسان حضور علیہ السلام کے ساتھ چلتا۔ تو حضور علیہ السلام اس سے اونچے دکھائی دیتے تھے۔ گیسوئے مبارک زیادہ گھنگھریالے نہ تھے۔ جب حضور علیہ السلام ہنستے تو دندان مبارک یوں چمکتے۔ جس طرح بجلی کی چمک یا ژالہ باری کے وقت گرنے والے دانے ہوں۔ جب حضور علیہ السلام گفتگو فرماتے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ دندانِ مبارک سے نور نکل رہا ہے۔ حضور علیہ السلام کی گردن مبارک تمام لوگوں کی گردنوں سے زیادہ خوبصورت تھی۔ حضور علیہ السلام کا جسم مبارک نہ زیادہ فربہا اور نہ لاغر۔ بلکہ مضبوط اور بھرا ہوا تھا۔ جسم مبارک پر گوشت زیادہ نہ تھا۔

(ضیاء النبی جلد ۵، صفحہ ۲۶۳) (الشفاء، جلد:۱، صفحہ ۸۲)

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

''حضور علیہ السلام عظیم المرتبت اور بارعب تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس چودھویں کی رات کی طرح چمکتا تھا۔ قد مبارک متوسط قد والے سے کسی قدر طویل تھا۔ لیکن کسی بہت زیادہ لمبے قد والا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ سر اقدس مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔ بال مبارک قدرے بل کھائے ہوئے تھے۔ سر کے بالوں میں سہولت کے ساتھ مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے۔ بال مبارک جب لمبے ہو جاتے تو کانوں کی لو سے متجاوز ہو جاتے تھے۔ آپ کا رنگ مبارک چمکدار تھا۔ پیشانی مبارک کشادہ تھی۔ ابرو خمدار تھے۔ باریک اور گنجان تھے۔ ابرو مبارک جدا جدا تھے۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ

Marfat.com

تھے۔ دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو حالت غصہ میں اُبھر آتی تھی۔ بینی مبارک مائل بہ بلندی تھی اور اُس پر چمک اور نور تھا۔ جو شخص غور سے نہ دیکھتا تو وہ آپ علیہ السلام کو بلند بینی والا خیال کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک گھنی تھی۔ رخسار مبارک ہموار (اور ہلکے) تھے۔ دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی۔ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک اتنی خوبصورت اور باریک تھی۔ (جیسے کسی گوہر آبدار کو تراشا گیا ہو اور) وہ رنگ و صفائی میں چاندی کی طرح سفید اور چمکدار تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء مبارک پرگوشت اور معتدل تھے اور ایک دوسرے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھے (لیکن) سینہ مبارک فراخ (اور قدرے اُبھرا ہوا) تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھیں۔ بدن مبارک کا جو حصہ کپڑوں سے باہر ہوتا۔ روشن نظر آتا۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر بالوں کی طرح باریک دھاری تھی۔ سینہ اقدس اور بطن مبارک بالوں سے خالی تھا۔ البتہ سینہ مبارک کے بالائی حصوں بازوؤں اور کندھوں مبارک پر کچھ بال تھے۔ کلائیاں دراز تھیں۔ ہتھیلیاں فراخ تھیں۔ ہتھیلیاں اور دونوں قدم پرگوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی اُنگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ حضور علیہ السلام کے تلوے مبارک قدرے گہرے اور ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی اُن سے فوراً ڈھلک جاتا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے مگر تواضع کے ساتھ چلتے۔ زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور کے ساتھ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبک رفتار تھے۔ اور قدم ذرا کشادہ رکھتے اور یوں محسوس ہوتا گویا بلندی سے نیچے اُترے رہے ہیں۔ جب کسی طرف توجہ فرماتے تو مکمل متوجہ ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک اکثر جھکی رہتی اور آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی (اور کنکھیوں سے نہیں دیکھتے تھے بلکہ جس طرف توجہ فرماتے پوری طرح متوجہ فرماتے تھے) چلتے وقت اپنے صحابہ کرام کو آگے فرما دیتے تھے۔ جس سے ملتے سلام میں خود ابتدا فرماتے تھے۔ (ضیاالنبی ۵/ ۶۲ تا ۲۶۵)

چہرہ مبارک

حضور علیہ السلام کے ذکر جمیل کے متعلق حضرت ام معبد فرماتی ہیں:

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب دور سے دیکھا جاتا تھا تو آقا علیہ السلام سب سے خوبصورت دکھائی دیتے تھے۔ اور جب قریب سے دیکھا جاتا تو حضور علیہ السلام کے حسن خداداد کی مٹھاس اور دلربائی دلوں کو فریفتہ کر دیتی تھی۔"

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

جو حضور علیہ السلام کو اچانک دیکھتا تھا۔ وہ ہیبت زدہ ہو جاتا تھا۔ اور جو حضور علیہ السلام کے ساتھ میل جول رکھتا تھا۔ وہ حضور علیہ السلام کی محبت کا اسیر بن جاتا تھا۔

علامہ قرطبی حضور علیہ السلام کے حسن پاک کا ذکر فرماتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

"حضور علیہ السلام کے حسن و جمال کا آفتاب پوری طرح ہمارے سامنے نمایاں نہیں ہوا۔ اگر وہ پوری طرح نمایاں ہوتا۔ تو

Marfat.com

کوئی ہستی اُس کے دیکھنے کی تاب نہ رکھتی۔ آنکھیں چندھیا جاتیں۔ دل ہیبت زدہ ہو جاتے اور آقا علیہ السلام کی بعثت کا مقصد پورا نہ ہوتا۔"

اس لیے اللہ تعالیٰ جل شانہ جس طرح اپنے حسن کو پردوں میں چھپایا۔ اسی طرح اپنے محبوب کے حسن کو بھی لوگوں کی طاقت کے مطابق ان پر ظاہر فرمایا۔ کوئی بھی کماحقہٗ حضور علیہ السلام کے حسن کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ سید علی وفی رضی اللہ عنہ کے اشعار کا ترجمہ ہے کہ اے دلکش چہرے والے میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ میری آنکھوں سے اوجھل نہ ہوں کیونکہ آپ میری روح ہیں۔ میری نگاہوں سے اگر آپ کی ذات پوشیدہ ہو جائے گی تو جب آپ لوٹ کر آئیں گے تو صرف میری قبر ہی دیکھ سکیں گے۔ حضور علیہ السلام کے حق کی قسم اے میرے حبیب علیہ السلام اپنے غلام پر احسان فرمائیے اور میرا زخمی دل جو سوز محبت سے جل رہا ہے۔ اِس کا علاج فرمائیے۔ (بشکریہ ضیا النبی جلد ۵/ ۴۴۳۔ از پیر کرم شاہ صاحب الازہری بھیرہ شریف) ایک اور جگہ آپ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں کہ "اس کے مدہوش کر دینے والے حسن میں آنکھوں کے لیے کتنا سرمایہ ہے اور روحوں کے لیے اِس کی یاد ایک شراب نایاب کی طرح مدہوش کن ہے۔

مازاغ کی آنکھیں

حضور علیہ السلام کی آنکھوں کی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تعریف فرمائی:

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ﴿۱۷﴾

ترجمہ: نہ نظر اپنے مقصود سے اِدھر اُدھر ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی۔

شیخان حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نہیں دیکھتے۔ میرا قبلہ تو ادھر ہے جس طرف میرا منہ ہوتا ہے۔ لیکن خدا کی قسم تمہارا رکوع کرنا۔ تمہارا سجدہ کرنا۔ مجھ سے چھپا نہیں رہتا۔ میں تم کو پیچھے کی طرف سے بھی دیکھتا ہوں۔

ابن عدی ابن عساکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام رات کی تاریکی میں بھی دن کے اُجالے کی طرح دیکھتے تھے۔

ایک روایت کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا خشوع وخضوع (جس کا تعلق دل سے ہوتا ہے) اور تمہارا رکوع مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ (زینی دحلان، سیرۃ النبویہ، جلد ۳، صفحہ ۲۰، ضیاء النبی جلد: ۵، صفحہ ۴۴۷)

حضور علیہ السلام کی آنکھیں مبارک کشادہ تھیں اور ان کا سفید حصہ بہت سفید اور سیاہ حصہ بہت سیاہ تھا۔ اور سفید حصہ میں سرخ ڈورے تھے۔ پلکیں مبارک لمبی تھیں اور ابرو مبارک باریک اور باہم ملے ہوئے نہیں تھے۔

حضور علیہ السلام زمین پر بیٹھے جنت و دوزخ کو دیکھ لیتے تھے۔ فرشتوں کو دیکھتے تھے۔ او دنیا میں جہاں چاہتے دیکھ لیتے

Marfat.com

تھے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے آپ کو ایسی طاقت عطا فرمائی ہوئی تھی کہ سدرۃ المنتہیٰ پر اللہ تعالیٰ کا دیدار فرمایا۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اُٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا ہے۔ میں اس کو اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس کو اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ گویا میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔"

لب مبارک

حضور علیہ السلام کے لب مبارک گلاب کی پنکھڑیوں سے حسین و نازک تھے اور سرخی مائل تھے اور آخری وقت میں بھی بلکہ قبر مبارک میں رکھنے کے بعد بھی حضرت اس عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق ہل رہے تھے اور اللھم اغفر لامتی فرما رہے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق:

کان فی کلام ترتیل او ترسیل۔

حضور علیہ السلام کے کلام میں ایک نظم اور ٹھہراؤ ہوتا۔

(ابو داؤد، سنن جلد: ۴، صفحہ ۳۸، کتاب الادب، رقم: ۳۸-۴۸، سیرۃ الرسول، جلد: ۱۰، صفحہ ۱۴۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام اس قدر ٹھہر ٹھہر کر بات فرماتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔

(بیہقی، سنن الکبریٰ، جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۷)

دہن مبارک

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

ترجمہ: اور وہ اپنی خواہش سے بات ہی نہیں کرتے وہ تو (قرآن) وہی فرماتے ہیں جو ان پر وحی آتی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کی باتیں لکھا کرتے تھے تو قریش نے آپ کو منع کر دیا کہ آپ کبھی غصے اور کبھی رضا کی حالت میں ہوتے ہیں۔ انہوں نے یہ بات حضور علیہ السلام کو بتائی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اُکتب۔ فو الذی نفسی بیدہ اما یخرج منہ الا حق۔

(احمد بن حنبل، المسند جلد: ۵، صفحہ ۹۷، سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جلد: ۱۰، صفحہ ۱۴۳)

لکھو! اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے۔ وہ صرف حق ہی ہوتی ہے۔

حضور علیہ السلام صحابہ کرام کو خوش کرنے کے لیے کبھی مزاح اور دل لگی میں بھی حق ہی فرماتے تھے۔

حضور علیہ السلام کا دہن مبارک نہایت خوبصورتی کے ساتھ فراخ تھا۔

حضور علیہ السلام کے دہن مبارک سے جس چیز کا تعلق ہو جاتا تھا۔ تو اس میں سے کستوری کی خوشبوئیں آتی رہتی تھیں۔

Marfat.com

دندانِ مبارک

حضور علیہ السلام کے دندانِ مبارک بہت خوبصورت اور چمکدار تھے۔ سامنے کے دانتوں میں تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ تو جب آقا علیہ السلام مسکراتے تھے۔ تو دانتوں کی باریک ریخوں سے نور کی شعائیں نکلتی تھیں کہ در و دیوار چمک اٹھتے تھے۔ مسکراتے تو جیسے نور کی لڑیاں فضا میں بکھر جاتیں اور چہرہ انور گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھتا۔

لعابِ دہن

حضور علیہ السلام کا لعاب دہن شفا تھا۔ یہ آپ نے جس کو لگایا۔ اُس کو شفا مل گئی۔ جس صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھ کا ڈھیلا باہر آ گیا۔ اُن کو لگایا تو وہ آنکھ پہلے سے تیز ہوگئی۔ جس صحابہ کا بازو جسم سے جدا ہو کر لٹک گیا۔ اُس پر لگایا تو بالکل صحیح ہوگیا۔ جس بیمار پر پھونکا تو وہ ٹھیک ہوگیا۔ جس جلے ہوئے پر پھونکا تو وہ ٹھیک ہوگیا۔ جس کے بدن پر ہاتھ پھیرا اور پھونکا تو اُس میں سے خوشبو کی لپٹیں آنے لگیں۔ جس کے سر پر ہاتھ رکھا تو اُس جگہ کے بال مرتے دم تک سیاہ رہے۔

قوت سماعت وگوش مبارک

حضور علیہ السلام کی قوت سماعت سب مخلوق سے بڑھ کر ہے۔ آقا علیہ السلام آسمان کی چرچراہٹ کو سنتے تھے۔ قبروں میں مدفن مردوں کی آوازیں سنتے تھے۔ ایک دفعہ مکہ مکرمہ کے پاس بنوخزاعہ نے حضور علیہ السلام کو پکارا تو مدینہ منورہ میں صبح سویرے جب آپ وضو فرما رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پکار کا جواب دیا اور فرمایا:

لبیک لبیک لبیک۔

نصرت نصرت نصرت۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ حضور کس کو جواب دے رہے ہیں۔ فرمایا کہ بنوخزاعہ پر قریش اور بنوبکر نے حملہ کر کے اُن کے بہت سے افراد کو مار دیا ہے۔ انہوں نے مجھ سے فریاد کی ہے۔ میں نے اُس کا جواب دیا ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہادت کے بعد فرشتوں کے ساتھ آسمان پر پرواز کرتے ہوئے گزرے اور حضور علیہ السلام کو سلام کیا۔ حضور علیہ السلام نے اس کا جواب دیا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں وہ چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں وہ آوازیں سن رہا ہوں جو تم نے سن سکتے۔ آسمان چیں چیں کر رہا ہے اور اِسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ایسا کرے۔ کیونکہ آسمان پر چار انگلیوں کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں کوئی فرشتہ پیشانی رکھے اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔ (زینی دحلان "السیرۃ النبویہ" ۳/ ۲۰۲)

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں کہ جہاں کہیں درود پڑھتا ہے۔

الا بلغنی صوته حیث کان۔

Marfat.com

مگر جہاں کہیں ہو اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ کیا حضور علیہ السلام وصال کے بعد بھی سنیں گے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وفات کے بعد بھی سنوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ حضور علیہ السلام کے گوش مبارک نہایت ہی خوبصورت تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام کے دو کان گوش مبارک سیاہ زلفوں میں یوں لگتے تھے۔ جیسے سیاہ رات میں دو چمکدار ستارے ہوں۔

حضور علیہ السلام کی زبان مبارک

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کی زبان مبارک کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا ہے:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖؕ ﴿۱۶﴾ (سورۃ القیامۃ)۔

ترجمہ: اے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ (قرآن پاک کو) یاد کرنے کے لیے (نزول وحی کے وقت) اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔"

اور آگے فرمایا کہ اس کو یاد کرانا ہمارا کام ہے اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں کہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ۔

ترجمہ: یعنی ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول (علیہ السلام) کو مگر ان کی قوم کی زبان میں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کو تمام انسانیت کے لیے قیامت تک رسول ہادی و مرشد بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تمام اقوام عالم کی زبانیں سکھا دیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام دو ماہ کی عمر میں گھٹنوں کے بل صحن خانہ میں ہر طرف پھرتے۔ تیسرے مہینے میں آپ کھڑے ہونے لگے۔ چوتھے مہینے آپ دیوار کو پکڑ کر چلنے لگے اور پانچویں مہینے میں آپ چلتے پھرتے تھے۔ آٹھویں مہینے میں آپ کلام کرنا سیکھ گئے۔ اور نانویں مہینے میں آپ فصیح و بلیغ بولتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بڑے بڑے فصحا سے ملا ہوں۔ لیکن میں نے حضور علیہ السلام سے زیادہ کوئی فصیح نہیں دیکھا۔ حضور علیہ السلام نے جواب دیا کہ ادبنی ربی و نشأنی فی بنی سعد۔ میرے رب نے میری تادیب فرمائی اور میں بنو سعد قبیلہ میں پروان چڑھا۔

بنو سعد قبیلہ فصاحت و بلاغت میں تمام عرب قبائل میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔

ابن عساکر اور امام طبرانی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد حضور علیہ السلام کو حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے رونے کی آواز سنائی دی۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے بچوں کے رونے کے متعلق دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کی کہ پانی کی پیاس کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ تمام لوگوں سے پانی تلاش کیا گیا لیکن نہ ملا۔ حضور علیہ السلام نے سیدہ رضی اللہ عنہا سے ایک بچہ لیا۔ اُس کو اپنی چادر کے نیچے کر کے اپنے سینے سے لگایا اور اپنی زبان مبارک اُس کے منہ میں ڈال دی۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کی زبان مبارک چوسی۔ (اِن کی پیاس بجھ گئی) اور یہ خاموش ہو گئے۔ پھر آقا علیہ السلام نے دوسرے بچے کو لیا۔ اُس کو اپنی چادر کے نیچے کر کے اپنے سینے سے لگایا۔ اور اپنی زبان مبارک کو اُس کے منہ میں ڈال دیا۔ انہوں نے بھی حضور علیہ السلام کی زبان چوسی۔ (اِن کی پیاس بجھ گئی) اور یہ خاموش ہو گئے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ غلام تھے۔ حضور علیہ السلام نے ان کو اپنے مالک کے ساتھ مکاتب کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ چالیس اوقیہ سونا زر مکاتب مقرر ہوا۔ حضور علیہ السلام نے ان کو ایک سونے کا انڈا عطا فرمایا کہ اس سے اپنا زر مکاتب ادا کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ اتنے چھوٹے انڈے سے کیسے چالیس اوقیہ سونا زر مکاتب ادا کیا جا سکتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے ان سے انڈہ لے کر اس پر اپنی زبان پھیری۔ اور فرمایا جاؤ ادا کرو۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کی زبان کی برکت سے اس میں اتنی برکت ہوگئی کہ انہوں نے اپنے مالک کو اس میں سے چالیس اوقیہ ادا کر دیا۔ اور پھر بھی چالیس اوقیہ ان کے پاس بچ گیا۔ (ضیاء النبی ۵/ ۴۶۳)

حضور علیہ السلام کی آواز مبارک

حضور علیہ السلام کی آواز مبارک اِتنی شیریں، اتنی دلکش تھی اور اِس میں اِتنی مٹھاس تھی کہ جو کوئی اُس کو سنتا تو دنگ رہ جاتا اور اِس کی شرینی میں کھو جاتا۔

صحیحین میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شب آقا علیہ السلام نے نماز عشاء میں وَالتِّيْنِ وَ الزَّيْتُوْن کی تلاوت فرمائی۔ میں نے آج تک اِتنی دلکش و شیریں آواز کبھی نہیں سنی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز مبارک دور و نزدیک سے لوگ یکساں سنتے تھے اور طبرانی اور امام ترمذی کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت مطابق جب حضور علیہ السلام گفتگو فرماتے تھے تو آپ کے دانتوں سے نور نکلتا دکھائی دیتا تھا۔

حضور علیہ السلام کا انداز گفتگو نہایت باوقار اور بارعب تھا۔ حضور علیہ السلام ٹھہر ٹھہر کر اِس طرح گفتگو فرماتے کہ بات اگلے کے ذہن نشین ہو جاتی تھی اور اگر کوئی الفاظ گننا چاہے تو گن سکتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس نبی علیہ السلام کو بھی مبعوث فرمایا۔ خوبصورت چہرہ اور خوبصورت آواز دے کر مبعوث فرمایا حتیٰ کہ تمہارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اُنہیں بھی خوبصورت چہرے اور خوبصورت

Marfat.com

آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔"

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آقا علیہ السلام نے تقریباً سوا لاکھ مجمع سے خطاب فرمایا تو دور و نزدیک سب نے حضور علیہ السلام کی آواز مبارک یکساں سُنی۔

حضور علیہ السلام اکثر نماز کے دوران اپنی اُمت پر عذاب الٰہی کے خوف سے رویا کرتے تھے لیکن آواز اتنی اونچی نہیں ہوتی تھی۔ البتہ سینے میں سے رونے کی آواز اِس طرح آتی تھی جیسے دیگ جوش مار رہی ہو اور آنکھوں سے موسلا دھار آنسو ٹپکتے تھے کہ داڑھی مبارک بھی بھیگ جایا کرتی تھی۔ (ضیاالنبی ۵/ ۴۶۶) ("سیرۃ النبویہ" زینی دحلان۔ ۳/ ۲۱۱)

داڑھی مبارک

حضور علیہ السلام کی داڑھی مبارک اعتدال کے ساتھ گھنے بالوں کے ساتھ نہایت ہی خوبصورت تھی ریشمی ملائم بال سیاہ تھے اور عمر کے آخری حصے میں چند گنتی کے سفید بال کنپٹیوں۔ لب اقدس کے نیچے اور سر مبارک میں موجود تھے جن کی کل تعداد بیس سے زائد نہ تھی اور یہ بھی داڑھی مبارک اور سر مبارک میں چھپے ہوئے تھے۔ اِس لیے حضور علیہ السلام کو کبھی خضاب وغیرہ لگانے کی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوئی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ تم میں سے جس کے سر اور داڑھی کے بال ہوں تو اُنہیں سنوار کر رکھے آقا علیہ السلام اپنے سَر مبارک اور داڑھی مبارک کے بالوں کو نہایت سنوار کر رکھتے تھے۔

كان النبی ﷺ كان ياخذ من لحيته من عرضها وطولها۔

حضور نبی کریم ﷺ طول و عرض میں داڑھی مبارک کی تصحیح فرمایا کرتے تھے۔

(ترمذی، الجامع الصحیح ۲/ ۱۰۰، ابواب الادب رقم ۲۷۶۲، عسقلانی فتح الباری ۱۰، ۳۵۰، زرقانی شرح الموطا ۴/ ۴۲۶، سیوطی الجامع الصغیر ۱/ ۲۶۳، سیرت الرسول از علامہ طاہر القادری ۱۰، ۱۵۴)

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اعتدال کے ساتھ بڑے سر اور بڑی داڑھی مبارک والے تھے۔

گردن مبارک

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وكان احسن عباد الله عنقا۔ لا ينسب الى الطول ولا إلى القصر۔

(طبرانی، المعجم الکبیر، ۴/ ۴۹، رقم ۳۶۰۵، سیرۃ الرسول ۱۰، ۱۵۹)

"اور اللہ کے بندوں میں سے آپ ﷺ کی گردن مبارک سب سے بڑھ کر حسین و جمیل تھی۔ نہ زیادہ طویل اور نہ زیادہ چھوٹی۔"

Marfat.com

حضور علیہ السلام کی گردن مبارک نہایت ہی خوبصورت دست قدرت کا بہترین شاہکار تھی۔ چاندی کی طرح نہایت صاف و شفاف اپنے اندر سونے کے رنگ کا حسین امتزاج لیے ہوئے تھی۔ حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کان عنقه جید دمیة فی صفاء الفضة۔ (طبرانی، المعجم الکبیر ۴/ ۱۲۰، رقم ۳۷۵۷، سیرۃ الرسول ۱۰، ۱۵۸)

"حضور علیہ السلام کی گردن مبارک کسی مورتی کی طرح تراشی ہوئی اور چاندی کی طرح صاف تھی۔"

حضور علیہ السلام کے دوش (کندھے) مبارک

حضور علیہ السلام کے دوش یعنی کندھے مبارک نہایت ہی خوبصورت مضبوط قدرے فربہی لیے ہوئے اور خاص گولائی میں تھے۔ دونوں شانوں کی ہڈیوں کے درمیان فاصلہ تھا جس نے سینہ اقدس کو دراز اور فراخ کر دیا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فکانما انظر حین بدا منکبه الی شقة القمر من بیاضه علیہ السلام۔

ترجمہ: دوش اقدس سفیدی اور چمک کے باعث یوں چمکتے تھے جیسے ہم چاند کا ٹکڑا ملاحظہ کر رہے ہوں۔

(صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، جلد ۲ صفحہ ۴۳، سیرۃ الرسول ۱/ ۱۶۱)

بازوئے مبارک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم الساعدین۔ (ابن سعد، طبقات الکبریٰ ۱/ ۴۲۲، سیرۃ الرسول ۱۰، ۱۶۲)

ترجمہ: حضور علیہ السلام کے بازو مبارک (اعتدال کے ساتھ) بڑے تھے۔

اور حضور علیہ السلام کے بازوئے مبارک کی مچھلیاں سفید اور چمکدار اور کلائیاں مبارک بھی بڑی پیاری تھیں اور ان پر بال تھے۔ حضور علیہ السلام نے رکانہ جیسے پہلوان کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہی بازوؤں کے ساتھ تین مرتبہ زمین پر پٹخ دیا۔ رکانہ کے بیٹے محمد رضی اللہ عنہ کے مطابق اس کے باپ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

دست اقدس

جن ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اپنا ہاتھ کہے ان ہاتھوں کی برکت اور کیفیت کا کیا ہی کہنا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ط

ترجمہ: (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بلا شبہ جو لوگ آپ سے (آپ کے ہاتھ پر) بیعت کرتے ہیں۔ فی الحقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

Marfat.com

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ (سورۃ الفتح، آیت:۱۰)

ترجمہ: (گویا) اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (سورۃ الانفال، آیت:۱۷)

ترجمہ: اور اے (نبی علیہ السلام) جو کنکریاں آپ نے پھینکی وہ گویا اللہ تعالیٰ ہی نے پھینکی۔

حضرت ستودہ بن شداد رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور علیہ السلام کا ہاتھ مبارک تھام لیا۔ یہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کو ریشم سے زیادہ نرم وگداز اور برف سے زیادہ ٹھنڈا پایا۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مَا مَسَسْتُ حريراً ولا ديباجاً أعين من كف النبی ﷺ۔

ترجمہ: میں نے کسی ریشم یا دیباج کو نہیں چھوا۔ جو نرمی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے بڑھ کر ہو۔

حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک ہر وقت خوشبو میں رَچے بسے رہتے تھے بلکہ آقا علیہ السلام کا سراپا جسم مبارک ہر وقت خوشبو سے معطر رہتا تھا۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جس گلی میں سے بھی گزر جاتے تھے۔ ہم آپ علیہ السلام کی خوشبو سے آپ کا پتا چلا لیتے تھے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رخساروں پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں کی ٹھنڈک اور خوشبو یوں محسوس کی کہ یہ ہاتھ ابھی ابھی عطار کی صندوقچی سے نکلا ہو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اُن کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور آقا علیہ السلام نے محبت سے میرے سر اور سینے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ اِس سے یہ کیفیت پیدا ہوگئی۔ ''میں ہمیشہ اپنے جگر میں دست اقدس کی ٹھنڈک اور خنکی محسوس کرتا رہا۔ مجھے خیال ہے کہ اِس گھڑی تک وہ ٹھنڈک پاتا ہوں۔''

حضور علیہ السلام نے اپنا ہاتھ مبارک کسی بیمار کو لگایا تو وہ صحت مند ہوگیا۔ اگر کسی بکری کی پٹھی کو بھی لگایا تو اُس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ حتیٰ کہ حضور علیہ السلام شیر خوارگی کے عالم میں دائی حلیمہ سعدیہ کے اونٹنی پر تشریف فرما ہوئے اور وہ آقا علیہ السلام کو گود میں لے کر چلیں تو وہ فربہ ہوگئی اور سب لوگوں کی اونٹنیوں سے آگے نکل گئیں۔ حالانکہ مکہ مکرمہ آتے وقت وہ سب لوگوں سے پیچھے رہ رہ جاتی تھی۔ حضور علیہ السلام نے اپنا ہاتھ مبارک حضرت زید انصاری کے سَر اور داڑھی پر پھیرا تو سو سال کی عمر میں بھی اُن کے سر اور داڑھی کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔ غزوہ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور علیہ السلام نے اُنہیں ایک کھجور کی شاخ دی۔ حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کے لمس سے وہ تلوار بن گئی۔ حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کے لمس کی برکت سے کنکریوں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک میں کلمہ طیبہ پڑھا۔

حضور علیہ السلام نے ایک اندھیری رات میں گھر جاتے ہوئے حضرت قتادہ بن نعمان کو ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی اور

Marfat.com

فرمایا: ''اسے لے جاؤ یہ تمہارے لیے دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہو گے تو تمہیں ایک سیاہ چیز نظر آئے گی۔ تم اُسے مارنا کہ وہ نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہوئے تو وہ لکڑی روشن ہوگئی اور جب گھر میں داخل ہوئے تو ایک سیاہ چیز دیکھی۔ اُنہوں نے اُس کو اتنا مارا کہ وہ باہر نکل گئی۔

حضور علیہ السلام کے دست اقدس کی برکت سے بارہا تھوڑا سا کھانا بہت زیادہ ہوگیا اور سب لوگوں نے سیر ہو کر اُسے کھایا اور اپنے ساتھ بھی بھر لیا آقا علیہ السلام کے دست شفا سے ٹوٹی ہڈیاں جُڑ گئیں۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سینے مبارک پر پھیرا تو آپ کو کبھی بھی فیصلہ کرنے میں دشواری نہیں ہوئی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سینہ اقدس پر رکھا تو آپ کے چہرہ مبارک کی زردی کافور ہوگئی اور پھر کبھی آپ بھوکی نہیں رہیں۔ (السیرۃ النبویہ ۳/ ۲۱۲۔ زینی دحلان) (حجۃ اللہ علی العالمین۔ ضیاء النبی ۵/ ۴۶۹)

اُنگلیاں مبارک

حضور علیہ السلام کی اُنگلیاں مبارک نہایت ہی خوبصورت اور مردانہ وجاہت کی حامل تھیں۔ اُنگلیاں مبارک فربہ اور اعتدال کے ساتھ لمبی تھیں۔

یہ وہی اُنگلیاں مبارک تھیں جو چاند کی طرف اُٹھیں تو چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ① (سورۃ القمر)

ترجمہ: نزدیک آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔

اور اگر اِن مبارک اُنگلیوں نے درخت کی طرف اشارہ فرمایا تو وہ اپنی جڑوں کے ساتھ زمین کو چیرتا ہوا آقا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگیا اور جب اِسے واپس جانے کا حکم فرمایا تو اِسی طرح واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔

امام بیہقی نے روایت کیا ہے:

کان أصابحة قضبان فضه۔ (امام بیہقی، دلائل النبوۃ ۱/ ۳۵۱، سیرت الرسول ۱۰،۱۷۹)

''حضور علیہ السلام کی اُنگلیاں مبارک چاندی کی ڈلیوں کی طرح تھیں۔''

اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حجۃ الوداع پر دیکھا کہ آقا علیہ السلام کی شہادت والی انگلی جو انگوٹھے کے ساتھ تھی وہ درمیان والی انگلی سے دراز تھی۔ (سیرۃ الرسول ۱۰/ ۱۷۹)

امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ السلام کسی پانی کے کنارے پر تھے۔ وہاں ابوجہل کا بیٹا عکرمہ آنکلا اور حضور علیہ السلام کا نام لے کر کہنے لگا کہ اگر آپ سچے ہیں تو پانی کے دوسرے کنارے پتھر سے کہیں کہ تیرتا ہوا آپ کے پاس آئے۔ حضور علیہ السلام نے اِس پتھر کو اشارہ فرمایا تو وہ تیرتا ہوا آقا علیہ السلام کے پاس آیا اور بہ زبان فصیح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور

Marfat.com

علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دی۔ حضور علیہ السلام نے عکرمہ سے فرمایا کہ اَب مطمئن ہو گئے ہو۔ عکرمہ کہنے لگا کہ اگر یہ تیرتا ہوا واپس چلا جائے تو مان جاؤں گا۔ (ضیاء النبی ۵/ ۴۷۸)

حضور علیہ السلام کی اِنہی مبارک اُنگلیوں سے پانی کے چشمے مختلف موقعوں پر جب کہ پانی کی شدید قلت ہوگئی تھی۔ جاری ہو گئے تھے۔

امام احمد نے سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے اپنے ناخن مبارک کٹوائے اور انہیں لوگوں میں تقسیم فرما دیا۔

ہتھیلیاں مبارک

آقا دو جہاں سرکار دو عالم حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں مبارک فراخ اور پُر گوشت تھیں اور اِن میں نرماہٹ، اور ٹھنڈک کا اِحساس تھا۔ آقا علیہ السلام کی ہتھیلیاں مبارک ریشم سے بھی زیادہ ملائم اور خوشبو دار تھیں۔ بلکہ آقا علیہ السلام کا پورا جسم مبارک خوشبو دار اور ملائم تھا اور اُس کو ہاتھ لگانے سے بہت زیادہ پُرسکون ٹھنڈک کا احساس ہوتا تھا۔ (ضیا النبی ۵/ ۴۷۹)

بغل مبارک

عام لوگوں کے برعکس حضور علیہ السلام کی بغلیں مبارک سفید تھیں اور اِن کے پسینے سے بھی خوشبو آتی تھی۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے دعا مانگتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دست مبارک اٹھائے دیکھا۔ آقا علیہ السلام کی بغلوں کی سفیدی مجھے نظر آ رہی تھی۔

بنی خریش کا ایک شخص اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس وقت حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو رجم کیا جا رہا تھا۔ مجھے اِتنا ڈر لگا کہ خوف کے مارے قریب تھا کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔

فضمنی الیه رسول الله ﷺ فسال علی من عرق إبطه مثل ریح المسك۔

(دارمی، السنن ۱/ ۳۴، رقم ۶۴، سیوطی الخصائص الکبریٰ ۱/ ۱۱۶، زرقانی، شرح المواہب الدنیہ ۵/ ۴۶۱، عسقلانی الاصابہ ۲/ ۵۷، سیرۃ الرسول ۱۰/ ۱۸۲)

ترجمہ: کہ اچانک "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ لگا لیا۔ اِس وقت آقا علیہ السلام کی بغل مبارک کا پسینہ مجھ پر گرا جن میں سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔"

کلائیاں مبارک

حضور علیہ السلام کی کلائیاں مبارک نہایت ہی خوبصورت گول تھیں اور اِن پر تھوڑے تھوڑے نہایت باریک مبارک بال

Marfat.com

تھے اور یہ بہت طاقتور تھیں۔

ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ حضور میری بیٹی کی شادی ہے اور میں امداد چاہتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اِس وقت میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ تم ایسے کرو کہ ایک فراخ منہ والی شیشی لاؤ اور ایک ٹہنی کاٹ کر لاؤ۔ جب وہ لے کر آیا تو حضور علیہ السلام نے اپنی کلائی کے اوپر پسینہ اپنی انگلی مبارک سے نچوڑ کر اِس میں ڈال دیا۔ جس سے وہ بھر گئی۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ اِس کو لے جاؤ اور اسے جا کر اپنی بیٹی کو دو اور اُسے کہو کہ جب خوشبو لگانی ہو تو اِس لکڑی کو اِس شیشی میں ڈال کر نکالے اور جو نمی اِس لکڑی کے ساتھ لگ جائے اُس سے اپنے آپ کو معطر کرے۔ وہ پسینہ اتنا خوشبودار تھا کہ جب بھی وہ اِس مبارک پسینے کو لگایا کرتی تو اُس کا پورا گھر خوشبو سے مہک اُٹھتا تھا لوگوں نے اِس کے گھر کا نام بیت مطیبین یعنی خوشبو والوں کا گھر رکھ دیا۔

حضور علیہ السلام کی کلائیاں مبارک اتنی طاقتور تھیں کہ ایک مرتبہ ایک غزوہ میں جب صحابہ اکرام کو فتح حاصل ہوئی تو آقا علیہ السلام نے صحابہ سے فرمایا کہ کیا کچھ لوگ مفقود تو نہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کی کہ فلاں فلاں نظر نہیں آرہے۔ آقا علیہ السلام نے اِن کو تلاش کرنے کو کہا۔ تو صحابہ اکرام اِن (شہدا) کے جسموں کو لے کر آگئے تو آقا علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ کیا سب مل گئے؟ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جلیب کو نہیں دیکھ رہا۔ اِس کو تلاش کرو۔ ایک جگہ صحابہ اکرام کو اِن کی لاش مبارک سات دیگر کافروں کے ساتھ مل گئی اِنہوں نے اکیلے سات کافروں کو تہ تیغ کیا تھا اور پھر کسی کافر نے اِن کو شہید کر دیا تھا۔ حضور علیہ السلام اِس لاش مبارک پر تشریف لے گئے اور اِن کی لاش مبارک کو اپنے مبارک ہاتھوں کی کلائیوں پر اُٹھا لیا اور جب تک کہ اُن کی قبر تیار نہ ہوگئی اُن کو اپنی مبارک کلائیوں پر اُٹھائے رکھا اور فرمایا کہ یہ مجھ سے ہے اور میں اِس سے ہوں اور اپنے مبارک ہاتھوں سے ہی اِن کو لحد میں اُتارا۔ (ضیا النبی ۵/ ۴۸۵)

وہ لوگ کتنے ہی مبارک ہوں گے جن کو حضور علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے قبر میں اُتارا ہوگا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (سورۃ جمعہ)

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔

حضور علیہ السلام کا سینہ مبارک

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ (سورۃ الشرح)

ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا۔

اُس سینے کی کیا تعریف مخلوق کر سکتی ہے جس سینے کی تعریف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک خود فرمائیں۔

بظاہر سینہ اقدس فراخ خوبصورت اور قدرے اُبھرا ہوا تھا۔

Marfat.com

ایک روایت میں ہے:

كان رسول الله ﷺ فسيح الصدر۔

ترجمہ: اللہ کے رسول علیہ السلام کے سینے میں وسعت پائی جاتی تھی۔ (ابن عساکر، السیرۃ النبویہ ۱/ ۳۳۰، سیرۃ الرسول ۱۰/ ۱۸۴)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں:

و كان عريض الصدر ممسوحه كان المرايه فى شدتها و إستواتها۔ لا يعدو بعض لحمه بعضاً على بياض القمر ليلة البدر۔ (بیہقی دلائل النبوۃ ۱/ ۳۰۴ سیرۃ الرسول ۱۰/ ۱۸۴)

"حضور علیہ السلام کا سینہ اقدس فراخ اور کشادہ تھا اور آئینہ کی طرح سخت اور ہموار تھا۔ کوئی ایک حصہ بھی دوسرے سے بڑھا ہوا نہ تھا اور سفیدی اور آب و تاب میں چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔"

الحمدللہ راقم نثار نبی بن محمد ریاض بن محمد چراغ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف فرمایا اور میری بڑی دیر سے آقا علیہ السلام کو جس طرح دیکھنے کی خواہش تھی اُسی طرح دکھایا۔ حضور علیہ السلام اپنے جسم مبارک پر صرف ایک تہہ بند باندھے ہوئے تھے اور نہایت ہی بھرپور جوانی میں نہایت ہی خوبصورت شکل مبارک میں نہایت ہی خوبصورت قدرے گھنگریالے بالوں کے ساتھ اور نوعمری کے عالم میں آقا علیہ السلام کھڑے تھے۔

حضور علیہ السلام کا سینہ مبارک نہایت کشادہ دیکھا اور آقا علیہ السلام کا پیٹ مبارک بالکل ساتھ لگا ہوا تھا اور اُس پر بھوک کی وجہ سے اِتنے شکم پڑے ہوئے تھے کہ گنے نہیں جا سکتے تھے۔ میں خواب میں آقا علیہ السلام کی زیارت کرتے ہی آقا علیہ السلام کے پاؤں پر گرا اور پھر اٹھ کر باادب ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور علیہ السلام کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے عرض پیرا ہوا۔

اشهد ان لا اِلٰهَ اِلَّا الله و اشهد انك رسول الله۔

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اور اِس کے بعد میں آقا علیہ السلام کے پاس بیٹھ کر آقا علیہ السلام کی گفتگو سنتا رہا جو کہ اب مجھے یاد نہیں لیکن میں اُس وقت ذرا برابر بھی یہ محسوس نہیں کر رہا تھا کہ یہ خواب ہے، بلکہ حقیقت میں ایسے محسوس کر رہا تھا کہ میں حقیقی حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا ہوں۔

حضور علیہ السلام کا قلب مبارک

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے حضور علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝۱ (سورۃ النجم)

ترجمہ: قسم ہے ستارے کی جب وہ اُترا۔

Marfat.com

یہ حضور علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے جب وہ معراج کے بعد واپس تشریف لائے۔
قاضی عیاض حضرت جعفر بن محمد سے "وَ النَّجْمِ" کی تشریح میں لکھتے ہیں:
النجم هُوَ قلب محمد۔ (قاضی عیاض الشفا ۱/ ۲۳)
ترجمہ: نجم سے مراد حضور علیہ السلام کا قلب انور ہے۔
دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ (سورۃ النجم)
ترجمہ: جو (رسول علیہ السلام نے) دیکھا قلب نے اُسے جھوٹ نہ جانا (یعنی سمجھ لیا کہ یہ حق ہے۔)
اور ایک جگہ فرمایا:
اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ (سورۃ النور، آیت: ۳۵)
ترجمہ: اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اُس کے نور کی مثال (جو نور محمدی کی شکل میں دنیا میں روشن ہوا) اُس طاق (نما سینہ اقدس) جیسی ہے جس میں چراغ (نبوت روشن) ہے۔ (وہ) چراغ فانوس میں (یعنی قلب محمدی) میں رکھا ہے۔
حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
"مشکوٰۃ سے آپ کا سینہ اقدس مراد ہے۔ زجاجہ سے مراد آپ کا قلب اطہر ہے جب کہ مصباح سے مراد وہ صفت نبوت ہے جو شجرہ نبوت سے روشن ہے۔"
اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾
ترجمہ: کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا ہے۔
یعنی کیا ہم نے آپ کے سینہ اقدس کو کشادہ نہیں کر دیا ہے کہ غیب و شہادت کے دونوں جہان اِس میں سما گئے ہیں۔ استفادہ اور افادہ کی دونوں مملکتیں جمع ہوگئی ہیں۔ خلائق جسمانیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی ملکات روحانیہ کے انوار کے حصول میں رکاوٹ نہیں اور خلق کی بہبودی کا تعلق معرفت الٰہیہ میں استغراق میں رکاوٹ نہیں)۔
حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:
اِن عینی تنامان و لا ینام قلبی۔
ترجمہ: میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔
ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا کہ جس کے پاس سونے کا

Marfat.com

طشت تھا۔ اُس نے میرے سینہ کو چاک کیا اور میرے پیٹ میں جو چیزیں زائد تھیں اُن کو نکالا۔ پھر اس کو دھویا پھر اِس پر کوئی چیز چھڑکی۔ پھر فرشتے نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کا دل ایسا ہے کہ جو بات اِس میں ڈالی جاتی ہے حضور اِس کو سمجھتے ہیں اور یاد بھی رکھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی دو آنکھیں ہیں جو خوب دیکھتی ہیں۔ حضور علیہ السلام کے دو کان ہیں جو خوب سنتے ہیں۔ آپ کا اِسم مبارک محمد (ﷺ) ہے۔ آپ اللہ کے رسول علیہ السلام ہیں۔ ساری دنیا آپ کی پیروی کرے گی میدان حشر میں سب لوگ آپ کے پیچھے ہوں گے۔ آپ کا دل قلب سلیم ہے۔ آپ کی زبان سچی ہے۔ حضور علیہ السلام کا نفس مبارک مطمئن ہے۔ حضور علیہ السلام کا خلق عظیم ہے۔ آپ قیم (یعنی مستحکم) یعنی تمام اخلاق حمیدہ کے جامع ہیں۔

حضور علیہ السلام شق صدر کے نشان دکھاتے تھے۔ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا شق صدر ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک حضور علیہ السلام کے قلب اطہر کے طفیل ہم سب کے دلوں کو بھی اپنی اور اپنے حبیب پاک ﷺ کی معرفت عطا فرمائے اور ہمارے قلوب کو بھی حضور علیہ السلام کے نور پاک سے روشن فرمائے کہ روشنی کی خیرات ہر کسی کو اُسی در سے ملتی ہے اور اُن کے طفیل ہی ملتی ہے۔ آمین ثم آمین!

اللہ تعالیٰ جل شانہ ہم سب کو حق کو حق کر کے دکھائے اور اُس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور باطل کو باطل کر کے دکھائے اور اُس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور علیہ السلام کا بطن مبارک

حضرت ام بلال حضور علیہ السلام کے شکم اطہر کا ذکر کرتی ہوئی بیان کرتی ہیں:

ما رایت بطن رسول اللہ ﷺ قط إلا ذکرت القراطیس المشیة بعضها علی بعض۔

ترجمہ: میں نے حضور علیہ السلام کے بطن اقدس کو ہمیشہ اِسی حالت میں دیکھا کہ وہ یوں محسوس ہوتا جیسے کاغذ تہہ در تہہ رکھے ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے کبھی بھی مسلسل دو دن جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے کبھی پتلی روٹی نہیں کھائی۔

حضور علیہ السلام تو زمین و آسمان کے خزانوں کے بانٹنے والے ہیں۔ آقا علیہ السلام کا نام مبارک ''قاسم'' ہے قاسم کا معنی بانٹنے والا ہوتا ہے لیکن حضور علیہ السلام اور نہ ہی آپ علیہ السلام کی آل پاک کسی نے کبھی پیٹ بھر کر مسلسل نہیں کھایا۔ اکثر و بیشتر فاقہ رہتا تھا۔ آقا علیہ السلام کا یہ فقر اختیاری تھا۔

غزوہ خندق کے موقع پر صحابہ اکرام نے اپنی بھوک کی بے قراری ظاہر کی اور اپنے پیٹ پر باندھے پتھر دکھائے۔ آقا

Marfat.com

علیہ السلام نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا اُٹھایا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دیکھا کہ وہاں دو پتھر بندھے ہوئے ہیں۔
حضور علیہ السلام کے سینہ اقدس سے لے کر ناف مبارک تک بالوں کی ایک پتلی سی لکیر چلی گئی تھی۔ اِس کے علاوہ سینے اور پیٹ مبارک پر بال نہیں تھے۔ (واللہ اعلم) (سیرۃ الرسول ۱۰/ ۱۸۷۔ ترمذی الشمائل المحمدیہ ۱/ ۳۶)

ناف مبارک

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

اپنے والد گرامی سے روایت فرماتے ہیں:

ولد رسولُ الله مختونا مَسرورًا يعنى مقطوع السرة، فاعجب بذلك جده عبدالمطلب، وقال: ليكونن بسنى هذا شان عظيم۔ (ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۱/ ۵۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تو آپ کے جد امجد حضرت عبدالمطلب اِس بات پر متعجب ہوئے اور فرمایا میرا یہ بیٹا یقیناً عظیم شان کا مالک ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنی رسول الله ﷺ ولد مختوناً مسروراً يعنى مقطوع السرة۔

(ابن سعد، الطبقات الکبری ۱/ ۱۰۳، سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۰/ ۱۹۲)

پُشت اقدس

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝٢ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝٣

ترجمہ: اور ہم نے آپ کا (غم اُمت کا وہ) بار آپ سے اُتار دیا جو آپ کی پشت (مبارک) پر گراں ہو رہا تھا۔

(سورہ الم نشرح)

سیدنا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق:

وكان طويل سربة الظهر۔ (بیہقی دلائل النبوۃ ۱/ ۳۰۴)

اور آپ ہی کی ایک اور روایت ک مطابق:

وكان طويل سربة الظهر۔ (بیہقی دلائل النبوۃ ۱/ ۳۰۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریڑھ کی ہڈی لمبی تھی۔

Marfat.com

مُہر نبوت

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کو آخری نبی بنا کر مبعوث فرمایا اور مہر نبوت حضور علیہ السلام کی پشت مبارک پر دونوں کندھوں کے درمیان ثبت فرمادی۔

حضرت جابر بن سمرہ کی روایت کے مطابق:

کان خاتم رسول اللہ ﷺ یعنی الذی بین کتفیہ غدۃ حمراء مثل بیضۃ الحمامۃ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی جو کبوتر کے انڈے کی مقدار سُرخ اُبھرا گوشت کا ٹکڑا تھا۔

اور حضرت ابوزید عمرو اخطب انصاری نے فرمایا کہ یہاں بالوں کا ایک گچھا تھا۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فالتقمت خاتم النبوۃ بفی، فکان ینم علی مسکا۔

(سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۰/ ۱۹۲، ابن ابی شیبہ المصنف ۶/ ۳۲۸، رقم ۳۱۸۰۵)

ترجمہ: پس میں نے مہر نبوت اپنے منہ کے قریب کی تو اُس کی دلنواز مہک مجھ پر غالب آرہی تھی۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پوتے حضرت ابراہیم بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان علی و اذا وصف رسول اللہ فذکر الحدیث بطولہ و قال: بین کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم النبیین ﷺ۔

ترجمہ: سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب حضور علیہ السلام کی صفات گنواتے تو طویل حدیث بیان فرماتے اور فرماتے کہ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین تھے۔

(ترمذی، الجامع الصحیح ۵/ ۵۹۹، سیرۃ الرسول ۱۰/ ۱۹۶)

آقا دو جہاں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی علیہ السلام ہونے کی نشانی یہ مہر نبوت تھی اور اہل کتاب کو اِس کا پتہ تھا اور یہ اُن کی کتابوں میں لکھا ہوا تھا اور وہ آقا علیہ السلام کو اِس سے پہچانتے تھے۔ حضور علیہ السلام جب بچپن میں مدینہ منورہ اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ تشریف لے گئے تھے تو وہاں ایک بڑے یہودی نے آقا علیہ السلام کو جب دیکھا تو کہنے لگا کہ اِس اُمت کا یہ نبی ہوگا اور اِن کا دار ہجرت مدینہ ہے (مکہ واپسی پر ابواء کے مقام پر حضور علیہ السلام کی والدہ کا صرف بیس سال کی عمر میں انتقال ہوگیا تھا) یہی جگہ مدینہ ہوگا اور حضرت سلمان فارسی بھی اِسی مہر مبارک کو دیکھ کر ایمان لے آئے تھے۔

جب حضور علیہ السلام اِس دنیا میں تشریف لائے تو ایک یہودی نے قریش سے پوچھا کہ آج کی رات کیا کوئی بچہ پیدا ہوا ہے

Marfat.com

کیونکہ وہ آخری نبی ہے اور اُس کی پشت پر کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے جو بالوں کا گچھا ہے۔ یہودی حضور علیہ السلام کو دیکھنے کے لیے سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور بچے کو دیکھنے کی خواہش کی۔ آپ حضور علیہ السلام کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر باہر لے آئیں۔ یہودی نے حضور علیہ السلام کو اِن کی نشانیاں دیکھ کر جب پہچانا تو غش کھا کر گر گیا جب اِسے ہوش آیا تو کہنے لگا کہ یہ آخری نبی علیہ السلام ہیں اور افسوس کہ نبوت بنی اسرائیل سے رخصت ہو کر قریش میں چلی گئی۔

حضور علیہ السلام کے بچپن میں ایک دفعہ مدت تک بارش نہ ہوئی اور قحط پڑ گیا۔

ابن عساکر نے جہم بن عرفطہ سے روایت کیا ہے کہ میں مکہ مکرمہ آیا۔ لوگ اِس وقت قحط میں مبتلا تھے سارے قریش حضرت ابو طالب کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ وادیاں خشک ہو گئی ہیں لوگ بھوک میں مبتلا ہیں حتیٰ کہ جانوروں کے لیے گھاس تک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کریں۔ حضرت ابو طالب نے حضور علیہ السلام کو اپنے ہمراہ لیا اور کعبہ شریف کی طرف چل پڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت پاک میں بارش کی دعا کے لیے عرض کی اور حضور علیہ السلام کی پشت مبارک کو کعبہ شریف کے ساتھ لگا دیا حضور علیہ السلام نے آسمان کی طرف اپنی پیاری اُنگلی مبارک سے اشارہ فرمایا۔ اُس وقت تک آسمان پر بادل کا ٹکڑا تک نہیں تھا۔ حضور علیہ السلام کے اشارہ فرماتے ہی مختلف سمتوں سے بادل کے ٹکڑے نمودار ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اکٹھے ہو گئے۔ مطلع ابر آلود ہو گیا اور پھر اِتنی زور سے بارش ہوئی کہ وادیاں بہنے لگیں اور ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا۔

حضرت ابو طالب نے حضور علیہ السلام کی شان مبارک میں اشعار بیان کیے جن میں ایک یہ ہے:

و ابیض یستقی الغمام بوجهه ثمال الیتٰمی عصمة لِّلْاَرَامِلِ

ترجمہ: یہ سفید رنگت والا اِس کے من موہنے خوبصورت چہرے کے طفیل بادلوں کا سوال کیا جاتا ہے۔ یتیموں کا نگہبان اور بیواؤں کی عصمت کا محافظ ہے۔"

رانیں مبارک۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رانیں مبارک بھی جسم کے دوسرے حصوں کی طرح سفید چمکدار پُرگوشت اور متناسب تھیں۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام خیبر کے لیے گئے تو ہم نے آپ علیہ السلام کے ساتھ صبح کی نماز خیبر کے نزدیک اندھیرے میں ادا کی۔ پھر حضور علیہ السلام سوار ہوئے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے پیچھے بیٹھے اور میں اُن کے پیچھے بیٹھ گیا۔ حضور علیہ السلام خیبر کی گلیوں میں جا رہے تھے اور میرا گھٹنا حضور علیہ السلام کی ران مبارک سے لگتا تھا۔

لم حسر الازار عن فخذه حتی إنی أنظر الی بیاض فخد نبی الله ﷺ۔

(بخاری الصحیح ۱/ ۱۴۵، ابواب الصلوٰۃ فی الشہاب رقم ۳۶۴، مسلم الصحیح ۲/ ۱۰۴۴، کتاب النکاح رقم ۱۳۶۵، نسائی سنن ۶/ ۱۳۲، سیرۃ الرسول ۱۰/ ۱۹۹)

ترجمہ: پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ران مبارک سے تہبند ہٹائی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ران مبارک کی سفیدی دیکھی۔

Marfat.com

حضرت ابو امامہ حارثی رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام جب تشریف فرما ہوتے بیٹھتے تو رانیں شکم اطہر کے ساتھ لگی ہوتیں۔

گھٹنے مبارک

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے گھٹنے مبارک پُر گوشت تھے۔

كان رسول الله ﷺ فخم الكراريس۔

یعنی حضور علیہ السلام کے گھٹنے پرگوشت تھے۔

اور ایک جگہ روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ جليل المشاش۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔ (احمد بن حنبل مسند ۱/ ۳۱) (سیرۃ الرسول علامہ طاہر القادری ۲۰۰)

پنڈلیاں مبارک

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

كان فی ساقی رسول الله ﷺ حموشة۔

(ترمذی، الجامع الصحیح ۵/ ۶۰۳، ابواب المناقب رقم ۳۶۵۶، سیرۃ الرسول ﷺ ۱۰/ ۲۰۱)

ترجمہ: حضور علیہ السلام کی پنڈلیاں مبارک پتلی تھیں۔

سُراقہ جب ہجرت مدینہ منورہ کے موقع پر جب حضور علیہ السلام کے نزدیک پہنچا تو اُسے حضور علیہ السلام کی مبارک پنڈلیوں کی زیارت نصیب ہوئی تو وہ کہنے لگا:

فلما دنوت منه وهو على ناقة جعلت أنظر الى ساقه كانها جمارة۔

(ابن کثیر، شمائل الرسول ۱۲، طبرانی المعجم الکبیر ۷/ ۱۳۴، رقم ۶۶۰۲، سیرۃ الرسول ۱۰/ ۲۰۲)

ترجمہ: پس جب میں حضور علیہ السلام کے قریب پہنچا اُس وقت آپ اونٹنی پر سوار تھے تو مجھے آنحضرت ﷺ کی پنڈلی مبارک کی زیارت نصیب ہوئی یوں لگا جیسے کھجور کا خوشہ پَردے سے باہر نکل آیا ہو۔

راقم نثار النبی بن محمد ریاض بن محمد چراغ کو ایک دفعہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ خواب میں نہایت ہی کھلا کھلا سا علاقہ ہے جہاں سرسبز درخت ہیں اور کچھ کھجور کے درخت بھی ہیں اور وہ میرے مُرشد خواجہ گوہر الدین قدس سرہ رضی اللہ عنہ کے علاقے موضع جیندڑ شریف نزد کڑیانوالہ گجرات سے ملتا جلتا علاقہ ہے اور وہاں پر ایک چھوٹی چار دیواری ایک گیٹ اور اندر صرف ایک کمرہ ہے۔ میں چار دیواری کے ساتھ ساتھ چلتا اُس گیٹ میں سے اندر داخل ہوتا ہوں جب اندر کمرے کے پاس پہنچتا ہوں تو مجھے دل میں خیال آتا ہے کہ اِس دروازے کو نہایت ادب اور آہستگی

Marfat.com

کے ساتھ کھولنا ہے کیونکہ اندر حضور علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور شاید آقا علیہ السلام دروازے کے پاس ہی تشریف فرما ہوں۔ میں نہایت اَدب سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ واقعی حضور علیہ السلام دروازے کے پاس ہی نیم دراز تشریف فرما ہیں اور حضور علیہ السلام نے سفید تہبند مبارک پہنا ہوا ہے اور اپنی ایک مبارک ٹانگ دوسری ٹانگ مبارک پر رکھی ہوئی ہے اور آقا علیہ السلام کی نہایت ہی خوبصورت پنڈلیاں مبارک دکھائی دے رہی ہے۔ میں حضور علیہ السلام کے قدموں کے بالکل پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ آقا علیہ السلام نہایت محبت سے مجھے دیکھ رہے ہیں اور میرے دل میں حضور علیہ السلام کی محبت وارفتگی میں تبدیل ہوگئی ہے اور آقا علیہ السلام کی اِس محبت نے اور شفقت نے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر فرما رہے ہیں مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں حضور علیہ السلام کو راحت پہنچاؤں اور آقا علیہ السلام کی مبارک پنڈلیوں کو دباؤں۔ پس میں خواب میں حضور علیہ السلام کی پنڈلیوں مبارک کے گوشت والے حصے کو دبانا شروع کر دیتا ہوں۔ یہ پنڈلیاں مبارک جیسے چاندی سے ڈھلی ہوئی نہایت خوبصورت ہیں اور اِن پر چھوٹے چھوٹے نہایت ہی باریک باریک کالے سیاہ گھنگریالے بال نہایت ہی خوشنما محسوس ہو رہے ہیں اور آقا علیہ السلام کے جسم مبارک کی خنکی میرے ہاتھوں کو بہت زیادہ محسوس ہو رہی ہے اور میں آقا علیہ السلام کو دباتے ہوئے جب ٹخنے مبارک کے پاس پہنچتا ہوں تو دل میں خیال آتا ہے کہ جنگ اُحد کے موقع پر آقا علیہ السلام کو یہاں تکلیف پہنچی تھی۔ آقا علیہ السلام کے جسم مبارک کی نہایت ہی راحت انگیز خوبصورت خنکی میرے جسم کے رگ و پے میں سرایت کر رہی ہے تو دل میں خیال آتا ہے کہ جس طرح حضور علیہ السلام کے جسم مبارک کی خنکی میں محسوس کر رہا ہوں تو کہیں آقا علیہ السلام میرے ہاتھوں کی گرمی کو نہ محسوس کر رہے ہوں تو میں آقا علیہ السلام کی محبت میں کہ کہیں آپ علیہ السلام تکلیف نہ محسوس فرمائیں فوراً دبانا چھوڑ دیتا ہوں یہی حضور علیہ السلام کو دیکھتا ہوں کہ آقا علیہ السلام میرے دل کا خیال پڑھ لیتے ہیں اور مسکراتے ہوئے میرا نام فرماتے ہیں: ''نثار النبی'' اور میری دل کی آنکھ کھلی ہوئی بند ہو جاتی ہے یعنی خواب ختم ہو جاتا ہے اور اِسی وجہ سے میں نے اِس سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب کا نام ''نثار النبی'' رکھ رہا ہوں کہ یہ الفاظ حضور علیہ السلام کی مبارک زبان سے ادا ہوئے ہوتے حضور علیہ السلام کے سُرخ یاقوتی ہونٹوں سے نکلے ہیں۔

قدم مبارک

اَن مبارک قدموں کی شان کوئی کیا بیان کر سکتا ہے کہ جن مبارک قدموں کو عرش مبارک نے چوما ہو۔ حضرت عبداللہ بن برید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے قدم مبارک تمام انسانوں سے بڑھ کر خوبصورت تھے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ اور حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے قدم مبارک اعتدال کے ساتھ بڑے تھے اور حضور علیہ السلام کی ہتھیلیاں مبارک اور دونوں پاؤں پُرگوشت تھے۔

صحابہ کرام کے مطابق حضور علیہ السلام کے تلوے مبارک دیکھنے میں ہموار دکھائی دیتے تھے لیکن قدرے گہرے تھے اور حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام کی جب اِن کے والد کو زیارت نصیب ہوئی تو آقا علیہ السلام اُس اپنی اونٹنی پر سوار

Marfat.com

تھے اور ہاتھ میں چھڑی تھی اور میں اپنے والد کے ساتھ تھی۔ میرے والد نے حضور علیہ السلام کے قدم مبارک کو پکڑ کر حضور علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دی تو میں نے غور سے حضور علیہ السلام کے قدم مبارک کی زیارت کی۔ حضور علیہ السلام سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی) کا حسن طوالت دوسری انگلیوں کے مقابلے میں نہیں بھولی۔

اور حضرت جابر بن سمرہ حضور علیہ السلام کی ایڑیوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ منهوس العقبين۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایڑھیوں پر گوشت کم تھا۔ (مسلم الصحیح ۴/۱۸۲۰، کتاب الفضائل ۲۳۳۹، سیرۃ الرسول ۱۰/۲۰۶ تا ۲۰۲)

حضور علیہ السلام کے بعض پتھروں پر پاؤں مبارک کے نشان آج تک محفوظ ہیں۔ پتھر حضور علیہ السلام کے پاؤں مبارک کے نیچے نرم ہو جاتے تھے۔ ایک دفعہ مقام عرفہ سے تین میل دور ذی الحجار کے میلے میں حضور علیہ السلام اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ آپ کے چچا کو سخت پیاس لگی۔ اُنہوں نے اِس کا ذکر حضور علیہ السلام کے ساتھ کیا۔ حضور علیہ السلام نے زمین پر باریک چٹان پر اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری۔ فوراً پانی فوارے کی طرح نکلا۔ آپ کے چچا نے خوب سیر ہو کر پیا آپ فرماتے ہیں۔ میں نے ایسا میٹھا پانی کبھی نہیں پیا تھا۔ حضور علیہ السلام نے پھر ٹھوکر ماری تو وہ پانی غائب ہو گیا۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ سخت بیمار تھا کہ حضور علیہ السلام عیادت کے لیے تشریف لے آئے۔

فضرب نبی برجِله و قال۔ اللهم اشفه اللهم عافه فما الشتكيت وجعي ذالك بعد۔

(نسائی، سنن الکبریٰ ۶/۲۶۱، رقم ۱۰۸۹۷)

ترجمہ: پس حضور علیہ السلام نے اپنا مبارک پاؤں مجھے مارا اور دعا فرمائی: اے اللہ اِسے شفا دے اور صحت عطا کر اس کے بعد میں کبھی بھی اِس بیماری میں مبتلا نہ ہوا۔

غزوہ ذات الرفاع کے موقع پر حضور علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور دعا فرمائی تو وہ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ وہ پہلے اتنا تیز کبھی نہ تھا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق ایک آدمی نے اپنی اونٹنی کی سست روی کی شکایت کی کہ اِس نے مجھے تھکا دیا ہے حضور علیہ السلام نے اِسے اپنے مبارک پاؤں کی ٹھوکر لگائی تو وہ سب سے تیز رفتار ہو گئی۔

قد مبارک

حضور علیہ السلام کا قد مبارک حسن تناسب کا بہترین نمونہ تھا۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق:

Marfat.com

كان رسول الله ﷺ احسن الناس قواما و احسن الناس وجه۔

(ابن عساکر سیدۃ النبویہ ۳/۱۵۷، سیرۃ الرسول ۱۰/۲۱۰)

ترجمہ: حضور علیہ السلام قامت زیبائی اور چہرہ اقدس کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔

لوگوں کے ہجوم میں حضور علیہ السلام نمایاں نظر آتے تھے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے بھی حضور علیہ السلام کے کندھے مبارک سب سے اونچے دکھائی دیتے تھے۔ (جمع الوثائل ۱/۱۳)

حضور علیہ السلام کا قد مبارک اتنا طویل نہ تھا کہ آنکھوں کو چُبھے لیکن حضور علیہ السلام اپنے میانہ قد مبارک کے ساتھ سب سے منفرد نظر آتے تھے یہ آقا علیہ السلام کا حسن ظاہری اور حسن باطنی تھا۔

پَری پیکر نگار سر و قد لالہ رخسار سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم

شاعر کہتا ہ کہ میں نے رات حضور علیہ السلام کی زیارت کی کہ اُن کا چہرہ پریوں سے خوبصورت سرو کی طرح منفرد نظر آنے والے۔ سُرخ سفید رخساروں والے مجھے اِس طرح نظر آرہے تھے کہ اُنہوں نے میرے دل کو موہ لیا۔

حضور علیہ السلام کے جسم مبارک کے متعلق بہت سے مفسرین نے آقا علیہ السلام کی خوبیاں لکھی ہیں۔

ابن سبع اپنی کتاب خصائص میں بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا سایہ نہ دھوپ میں اور نہ ہی چاند کی روشنی میں زمین پر پڑتا تھا کیونکہ آقا علیہ السلام سراپا نور تھے۔

اور شفا قاضی عیاض کے مطابق حضور علیہ السلام کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت سلمی رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے غسل مبارک کا پانی پی لیا تو آقا علیہ السلام نے فرمایا:

حرم الله بدنك على النار۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تیرے بدن پر آگ کو حرام کر دیا ہے۔ (سیرۃ الرسول ۱۰/۲۰۹۔ ڈاکٹر طاہر القادری)

خون مبارک:

جنگ اُحد میں سعید خدری کے والد مالک بن سنان نے حضور علیہ السلام کے خون کو چوس کر نگل لیا تو آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا میں کسی جنتی کو دیکھنا ہو تو اِس شخص کو دیکھ لو۔ (زینی دحلان، السیرۃ النبویہ ۳/۲۲۸، ضیا النبی ۵/۴۹۸)

حضور علیہ السلام نے پچھنے لگوائے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ جاؤ اِس کو چُھپا دو۔ آپ اس خون کو لے گئے اور جا کر اِس کو پی لیا۔ حضور علیہ السلام نے اِس کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ میں نے اِسے اپنے خون کے ساتھ اِس لیے ملایا ہے تاکہ میرا جسم دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو جائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لا تمسك النار۔

Marfat.com

ترجمہ: تجھے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ (اور اپنا دست شفقت اِن کے سر پر پھیرا۔)

یہ فرماتے ہیں کہ اِس خون کا ذائقہ میں نے شہد سے بڑھ کر پایا اور پھر ہمیشہ اِن کے منہ سے کستوری کی خوشبو آتی رہی۔

پسینہ مبارک

حضور علیہ السلام کے پسینہ مبارک کی خوشبو اِتنی پیاری تھی کہ کوئی خوشبو اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

دارمی، بیہقی، ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کی خوشبو جب کسی راستے میں چلتے تو اُس میں بس جاتی تھی اور حضور علیہ السلام کو ڈھونڈنے والا با آسانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھونڈ سکتا تھا۔

حضور علیہ السلام اکثر حضرت ام سلیم کے گھر تشریف فرما ہوتے تھے یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں جب حضور علیہ السلام پر وحی نازل ہوتی تو بہت پسینہ آتا تھا جس کو یہ محفوظ کر لیتیں اور ایک چیز رامک میں ملا کر رکھتیں اور یہ چیز دلہنوں کے کام آتی تھی۔

(ضیاالنبی ۵/۴۹۹)

حضور علیہ السلام جن کو اللہ رب العزت نے اپنے نور مبارک سے بغیر تقسیم نور سب سے پہلے پیدا فرمایا کیونکہ اللہ جل شانہ کی ذات پاک تقسیم ہر قسم سے پاک و منزہ ہے اور پھر حضور علیہ السلام کے نور مبارک سے کائنات کی ہر ہر چیز کو پیدا فرمایا تو جن کے نور کی خیرات پا کر زمین و آسمان کی ہر چیز کو وجود مل رہا ہے وہ خود کتنی دلکش و دل نشین و خوبصورت اور دیدہ زیب ہوگی۔

ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہو گا

اور سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن مبارک جو دراصل حضور علیہ السلام کا ہی حسن مبارک بے نقاب تھا کو دیکھ کر تو مصر کی عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لیں تھیں اور اُن کو خبر ہی نہ ہوئی تھی۔

اللہ رب العزت نے حضور علیہ السلام کے حسن مبارک کو کئی پردوں میں چھپایا ہوا تھا۔

بے خود کیے دیتے ہیں انداز حجابانہ آ دل میں تجھے رکھ لوں جلوہ جاناناں

مَن بندہ آں روئے کہ دیدن نہ گزارن ریوانہ زلف کہ کشیدن نہ گزارن

میں اُس حسین من موہنی صورت کا غلام ہوں جس کو دیکھنے کی مجھ میں تاب ہی نہیں اور اُن حسین زلفوں کا دیوانہ ہوں کہ جن تک پہنچنے کی مجھ میں سکت نہیں طاقت نہیں۔

گلیاں دے وچ پھرن نمانے لعلاں دے ونجارے ہو

سلطان باہو صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مسکین لوگ گلیوں میں در بدر پھر رہے ہیں اور اُن کی آرزوئیں لعل موتیوں کی ہیں۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

بعثت لِاتمم مکارم الاخلاق۔ (بل الہدیٰ ۷/۱۷، ضیاء النبی ۵/۲۸۵)

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجھے اخلاق حسنہ کو درجہ کمال تک پہنچانے کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔

اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے حضور علیہ السلام کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

کان خلقہٗ قرآن۔ یرضٰی برضیاہٗ و یسخط بِسخطہ۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کا خلق قرآن تھا جس پر قرآن کا نازل فرمانے والا خدا راضی ہوتا اُس پر حضور علیہ السلام راضی ہوتے اور جس پر قرآن کا نازل کرنے والا خدا ناراض ہوتا اُس پر حضور علیہ السلام ناراض ہوتے۔

اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی فرماتی ہیں:

ما کان احدا احسن خلقا من رسول اللہ ﷺ کان خُلُقُہ القران یرضی برضاہُ و یخضب بغضبہ لم یکن فاحشا و لا متفحِشا و لا صحابا فی الاسواق لا یجزی باسئۃ السئۃ و لکن یعفو و یصفح۔ (بل الہدی، ۷/۱۶)

اس کے بعد آپ نے سورۃ المومنون کی پہلی دس آیتیں تلاوت فرمائیں۔

القرآن - قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿۴﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ﴿۷﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿۸﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۘ﴿۹﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾

(سورۃ المومنون ۱ر تا ۱۰ر پارہ ۱۸)

ترجمہ: بے شک دونوں جہانوں میں بامراد ہو گئے ایمان والے۔ وہ ایمان والے جو اپنی نمازیں عجز و نیاز سے ادا کرتے ہیں اور جو ہر بے ہودہ امر سے منہ پھیرے ہوئے ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ بجز اپنی بیویوں کے اور اِن کنیزوں کے جو اِن کی ملکیت ہیں۔ بے شک اُنہیں ملامت نہ کی جائے گی اور جس نے خواہش کی اِن دو کے علاوہ کسی اور کی تو یہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ نیز وہ (مومن بامراد ہیں) جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری

Marfat.com

کرنے والے ہیں اور وہ جو نمازوں کی پوری طرح حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں جو وارث بنیں گے فردوس بریں کے وہ اِس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ (سبل الہدیٰ، ۷/۱۶، ضیا النبی ۲۸۷)

ترجمہ: اللہ جل شانہ نے مجھے اِس لیے مبعوث فرمایا ہے تاکہ میں اخلاق حسنہ کو پایہ تکمیل تک پہنچا دوں۔

صحابہ پاک فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہم کو اِس طریقے سے بات سمجھاتے تھے کہ چیز ہمارے ذہن میں نقش ہو جاتی تھی۔ سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کی دس سال تک خدمت کی۔ آٹھ سال کی عمر میں آپ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ میں سفر و حضر میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں رہا۔ حضور علیہ السلام نے کبھی مجھے اُف تک نہ کہا جو کام نہ کرتا اُس کے بارے میں مجھے کبھی نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا۔

حضور علیہ السلام لوگوں سے جب سلام کرنے میں پہل فرماتے تھے اور اُس وقت تک مصافحے کے بعد اپنا ہاتھ پیچھے نہیں فرماتے تھے جب تک اگلا آدمی نہ پیچھے کرے اور نہ ہی صحابہ اکرام کی محفل میں اپنے پاؤں دراز فرماتے تھے۔

ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ اکرام کی دعوت فرمائی۔ دعوت کے بعد چند ایک صحابہ اکرام بہت دیر تک بیٹھے رہے اور آپس میں باتیں کرتے رہے حضور علیہ السلام کئی ایک بار ازواج مطہرات کے حجروں میں گئے اور واپس تشریف لائے لیکن یہ لوگ نہ گئے رات کافی دیر ہوگئی لیکن حضور علیہ السلام نے کسی کو جانے کا نہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کی تعظیم کے لیے سورہ الحجرات کی آیات نازل فرما دیں۔

مفہوم: کہ اگر میرے رسول علیہ السلام تم لوگوں کو دعوت کریں تو باتوں میں دیر تک نہ بیٹھا رہا کرو۔ اس سے میرے نبی کو تکلیف ہوتی ہے لیکن وہ تم کو نہیں کہتے اور اللہ تعالیٰ حق بات کرنے سے نہیں شرماتا ہے۔

ایک دفعہ ایک اعرابی حضور علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ مجھ پر اور حضور علیہ السلام پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے بڑی وسیع چیز کو بہت محدود کر دیا ہے۔ اِس کے بعد وہ اعرابی اُٹھا اور مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ اُس کو روکنے کے لیے دوڑنے لگے تو حضور علیہ السلام نے اِن کو سختی سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ اِس کو پیشاب تو کر لینے دو۔ تمہیں آسانیاں پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے اور لوگوں کو مشقت میں مبتلا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا تم لوگوں کو علم سکھاؤ۔ اِن پر آسانیاں پیدا کرو اِن پر سختی مت کرو۔ جہاں اِس نے پیشاب کیا ہے وہاں پانی کا ایک ڈول بہا دو۔"

پھر اعرابی کو بڑی محبت سے سمجھایا کہ "مسجد میں پیشاب نہیں کیا جاتا۔ اِن کو اِس لیے تعمیر کیا گیا ہے کہ اِن میں اللہ کا ذکر کیا جائے اور نماز پڑھی جائے۔"

Marfat.com

ایک نوجوان حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے زنا کرنے کی اجازت دیں۔ لوگ اُسے غصے ہونے لگے لیکن حضور علیہ السلام نے اُسے بڑے تحمل سے سمجھاتے ہوئے قریب کیا اور فرمایا کہ کیا اِس فعل کو تو اپنی ماں کے لیے پسند کرتا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ نہیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اِسی طرح دوسرے لوگ بھی یہ فعل اپنی ماؤں کے لیے پسند نہیں کرتے ہیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تو یہ فعل اپنی بہن کے لیے پسند کرتا ہے وہ کہنے لگا کہ نہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی طرح دوسرے لوگ بھی یہ فعل اپنی بہنوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ پھر حضور علیہ السلام نے اِسے پوچھا کہ کیا تو اِس فعل کو اپنی پھوپھی کے لیے پسند کرتا ہے وہ کہنے لگا کہ نہیں۔ حضور علیہ السلام نے اُسے فرمایا کہ اِسی طرح دوسرے لوگ بھی اِس فعل شنیع کو اپنی پھوپھیوں کے لیے پسند نہیں کرتے ہیں۔ اِس کے بعد آقا علیہ السلام نے فرمایا:

فاکرہ لھم ما تکرہ لنفسك و احب لھم ما تحب لنفسك۔

ترجمہ: اے نوجوان جس چیز کو تم اپنے لیے ناپسند کرتے ہو اسے دوسروں کے لیے بھی ناپسند کرو اور جو چیز تم اپنے لیے پسند کرتے ہو اُس کو دوسروں کے لیے بھی پسند کرو۔ (سبل الھدی ۷/۱۹، ضیا النبی ۵/۲۸۹)

حضور علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مکہ مکرمہ میں تبلیغ اسلام کرنے کا حکم فرمایا تو اِس کی مخالفت میں مکہ کے کافروں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ اُنہوں نے ہر ہر حربہ آزمایا۔ تاکہ آقا علیہ السلام تبلیغ اسلام سے باز آجائیں لیکن حضور علیہ السلام نے تمام مظالم کو خندہ پیشانی سے برداشت فرمایا اور باوجود قدرت اور طاقت کے بہت زیادہ بردباری اور حوصلے کا مظاہرہ فرمایا۔ برائی کا جواب اچھائی سے دیا۔ جس نے راستے میں کانٹے بچھائے آقا علیہ السلام نے اُس کو اِسلام کے پھول عطا فرمائے۔

مکہ کے قریش نے شعب ابی طالب میں حضور علیہ السلام کو تین سال تک کوئی بھی چیز کھانے پینے کی نہیں دی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ شعب ابی طالب مین مجھ پر اور بلال پر ایک مہینہ ایسا بھی گذرا کہ ہمیں کوئی ایسی چیز میسر نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے۔ کبھی کبھار چھپ چھپا کر کوئی چیز چلی جایا کرتی تھی اور شعب ابی طالب میں مسلمانوں کے بچے بھوک سے بلکتے تھے اور اُن کے رونے کی آواز مکہ مکرمہ میں سنی جاتی تھی۔ لیکن ان قریش پر قدرت پانے کے بعد کسی سے آقا علیہ السلام نے بدلہ نہ لیا۔

حضور علیہ السلام منیٰ میں جب مختلف اطراف سے حج یا میلے کے موقع پر آنے والے قبیلوں میں تبلیغ اسلام کے لیے تشریف لے جاتے تو ابولہب حضور علیہ السلام کے پیچھے پیچھے ہوتا تھا اور جب حضور علیہ السلام لوگوں کو توحید کا پیغام پہنچاتے تو ابولہب اُن لوگوں کو کہتا کہ ان پر (نعوذ باللہ) یقین نہ کرنا۔ ایمان نہ لانا۔ یہ تم لوگوں کو اپنے آباؤ اجداد کے دین سے (نعوذ باللہ) گمراہ کر رہے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن حضور علیہ السلام بہت زیادہ تحمل کا مظاہرہ فرماتے تھے اور بسا اوقات قبیلے والے جن کو حضور علیہ السلام توحید کی دعوت دیتے تھے۔ وہ بھی بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے۔ لیکن آقا علیہ السلام کے ماتھے پر اپنی ذات کے لیے شکن تک نہیں پڑتی تھی۔

حضور علیہ السلام اُن کی تمام باتوں کو بہت خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے تھے۔

ایک دفعہ حضور سرورِ کائنات علیہ السلام نے مجھے خواب میں اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چھوٹی

Marfat.com

سی پہاڑی پر صرف چند ایک صحابہ کرام کے ساتھ حضور علیہ السلام کھڑے ہیں اور کفار کا ایک بہت بڑا جم غفیر ہاتھوں میں بڑے بڑے نیزے لیے آقا علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہے۔ اچانک حضور علیہ السلام اپنی جگہ سے ہوا میں پرواز فرماتے ہوئے کفار کے سروں پر آ کر معلق ہو جاتے ہیں۔ کفار نیچے سے آقا علیہ السلام کو نعوذ باللہ مارنے کے لیے اپنے نیزے بلند کرتے ہیں۔ لیکن حضور علیہ السلام ان کی پہنچ سے باہر ہیں۔ اور آقا علیہ السلام باوجود ان کی نیتوں کو پہچانتے ہوئے درگزر فرما رہے ہیں اور شدت سے ان کے یا ان کی اولادوں کے اسلام لانے کے متمنی ہیں۔

جس ثابت قدمی اور استقلال کا مظاہرہ حضور علیہ السلام نے ساری زندگی فرمایا۔ تاریخ عالم میں اِس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جہان میں سب سے زیادہ تکالیف انبیاء علیہم السلام پر آئی ہیں اور تمام انبیاء میں سب سے زیادہ تکالیف مجھ پر آئی ہیں اور انبیاء کے بعد زیادہ تکالیف اولیاء اللہ پر آتی ہیں اور پھر جو کوئی اُن کے نزدیک تر ہوتا ہے۔ اُس پر زیادہ تکالیف آتی ہیں۔ رحمۃ للعالمین آقا دو جہاں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کے پاؤں میں چبھنے والے کانٹے پر بھی اُسے ثواب ملتا ہے۔ ہمارے پیر و مرشد خواجہ گوہر الدین احمد قدس سرہٗ رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تکالیف جب انسان پر آتی تو کچھ دے جاتی ہے اور آرام جب آتا ہے تو کچھ لے جاتا ہے اور ہم عام انسانوں کے حال کو اللہ تعالیٰ جل شانہ قرآنِ پاک میں بیان فرماتے ہیں کہ جب ہم انسان پر انعام فرماتے ہیں تو وہ ہم سے منہ موڑ لیتا ہے اور پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے اور جب اُسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہماری طرف رجوع کرتا ہے۔

حضور سرورِ کائنات علیہ السلام نے اپنے اخلاق کریمانہ سے مخلوق کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم چاہے جتنی مرضی دولت خرچ کر لو۔ کسی کو اپنا نہیں بنا سکتے۔ ہاں اپنے اچھے اخلاق سے تم لوگوں کے دل جیت سکتے ہو، اور اولیاء اللہ بھی یہی کام فرماتے آئے ہیں اور اسی وجہ سے لوگ ان کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔

اور اللہ جل شانہ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

القرآن — اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾

ترجمہ: برائی کو اچھائی سے دفع کریں۔ (برائی کے جواب میں اچھائی کریں) پھر تو دیکھے گا کہ تو اور وہ جس میں عداوت تھی۔ تجھ سے اِس طرح ہو جائے گا۔ جیسے تیرا گہرا دوست ہو۔ یہ چیز اُن کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ چیز اُس کو نصیب ہوتی ہے۔ جس کی بڑی اونچی قسمت ہو۔ (سورۃ فصلت، ۳۴، ۳۵)

حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کے ساتھ مل جل کر کام فرماتے تھے۔ ایک سفر میں کھانا پکانے کے لیے صحابہ کرام نے آپس میں کام بانٹے کوئی بکری ذبح کرے گا۔ کوئی اُس کی کھال اُتارے گا۔ کوئی اُس کا گوشت بنائے گا۔ کوئی اُس کو پکائے گا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر میں لاؤں گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کام بھی ہم کر لیں گے۔ لیکن حضور

Marfat.com

علیہ السلام نے فرمایا:

و ان اللہ یکرہ من عبدہٖ ان یراہُ متمیز بین الصحابہ۔

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ وہ اپنے احباب میں اپنے آپ کو ممتاز دیکھے۔

(سبل الہدیٰ، جلد:۷، صفحہ ۲۶، ضیاء النبی جلد:۵، صفحہ ۲۹۶)

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور علیہ السلام اور ان کے اہلِ خانہ کا زادِ راہ کا سارا سامان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک غلام کے سپرد کیا۔ انہوں نے اس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اونٹنی پر لادا اور چل دیے۔ راستے میں ایک مقام پر وہ سو گئے اور اونٹنی بھاگ گئی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اِس بات کا پتہ چلا تو آپ غلام کو سخت سست کہنے لگے اور اُسے مارنے لگے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا تبسم فرمایا اور فرمانے لگے کہ لوگو اُس آدمی کو دیکھو کہ جس نے احرام باندھا ہوا ہے۔ وہ کیا کر رہا ہے۔ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کی خدمت اور آقا علیہ السلام کے اہلِ خانہ کی خدمت میں حسیس (ایک کھانا جو کھجور، ترکاری اور پھل ملا کر پکایا جاتا ہے) بھیجا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ لو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے پاکیزہ کھانا ہمیں بھیج دیا ہے۔ اے ابوبکر فکر مت کرو۔ یہ نہ تمہاری ذمہ داری ہے، اور نہ میری یہ غلام تو از حد حریص تھا کہ اونٹ گم نہ ہو۔"

(سبل الہدیٰ، جلد:۷، صفحہ ۲۶، ضیاء النبی جلد:۵، صفحہ ۲۹۵)

(کچھ دیر بعد وہ اونٹ مل گیا)

اللہ تعالیٰ جل شانہ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

القرآن - خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾

ترجمہ: قبول فرمائیے معذرت خطا کاروں سے۔ حکم دیجیے نیک کاموں کا اور رخ انور پھیر لیجیے نادانوں کی طرف سے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے:

۱- ظاہر و باطن میں اخلاص کو اپنا شعار بناؤں۔
۲- خوشنودی اور ناراضگی دونوں حالتوں میں عدل کروں۔
۳- خوشحالی اور تنگدستی میں میانہ روی اختیار کروں۔
۴- جو مجھ پر ظلم کرے اُس کو معاف کر دوں۔
۵- اُس کو دوں جو مجھے محروم کرے۔
۶- جو مجھ سے قطع تعلق کرے اُس سے صلہ رحمی کروں۔
۷- میری زبان ذکر الٰہی سے گویا ہو۔
۸- خاموشی کی حالت میں مَیں اُس کی آیتوں میں غور و فکر کروں۔

Marfat.com

۹- میرے دیکھنے میں عبرت پذیری ہو۔

آقادو جہاں ﷺ کبھی کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیتے تھے۔

سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے کبھی کسی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا نہ کسی خادم کو مارا اور نہ ہی کسی عورت کو مارا۔

جب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کے لیے مکہ فتح فرما دیا اور تمام لوگ حضور علیہ السلام کے زیرنگین آ گئے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے کسی سے باوجود ان کی اتنی زیادتیوں اور ظلم کے کوئی بدلہ نہ لیا، بلکہ فرمایا کہ میں تم سے وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

القرآن- لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط

ترجمہ: آج کے دن تم پر کوئی سختی نہیں کی جائے گی۔

القرآن- يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ز وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اور فرمایا:

اذهبو و انتم الطلقاء۔

ترجمہ: چلے جاؤ تم آزاد ہو۔

غرض یہ کہ تمام کتابیں ختم ہو جائیں، روشنائیاں ختم ہو جائیں، لیکن حضور علیہ السلام کی شان کی باتیں ختم نہ ہوں۔

جود و کرم

جواد وہ ہے جو نہ مانگنے والے اور مانگنے والے سب کو کھلے دل سے عطا کرتا ہے اور اُس کو اپنے فقر و افلاس کا کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ جواد کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ اگلے کے سوال کرنے سے پہلے ہی اُس کی جھولی کو بھر دیتا ہے۔ اور کرم کے معنی ایسی چیز کو خرچ کرنا ہے جو بڑی قدر و منزلت اور نفع بخش چیز ہو اور اُس کو خوش دلی سے خرچ کرنے کو کرم کہتے ہیں۔ سخاوت بھی انہی معنوں میں آتی ہے۔ لیکن جود کا درجہ ان سب سے زیادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ ازل سے ابد تک ہر ایک کو بن مانگے بے انتہا عطا فرما رہے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

القرآن - وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط

ترجمہ: اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو تم ان کو شمار نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ہمارے پیدا ہونے سے پہلے ہی بے شمار نعمتیں ہمارے لیے پیدا فرما دیں۔ جن کے متعلق ہم

Marfat.com

نے اُس سے سوال نہیں کیا تھا۔

جب ہم پیدا ہوئے تو اُس کی سب سے بڑی نعمت ہمیں حضور علیہ السلام کی اُمت میں مسلمان پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اتنی زیادہ نعمتیں عطا فرما کر کوئی احسان نہیں جتایا۔ لیکن حضور علیہ السلام کی اُمت میں مبعوث فرما کر لوگوں کو احسان جتایا کہ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ اُنہی میں سے ایک رسول (علیہ السلام) مبعوث فرمایا جو اُن کو (قرآن پاک) کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور اُن کو پاک فرماتا ہے اور اُن کو کتاب اور حکمت کا علم سکھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ہمیں صحت و تندرستی عطا فرمائی اور ماں کے پیٹ سے لے کر موت تک ہمارے رزق کا بندوبست فرمایا کس طرح ہماری پرورش فرمائی۔ ہمارے جسم کا نظام قائم فرمایا۔ ہمیں سماعت کے لیے کان، دیکھنے کے لیے آنکھیں دیں اور دل بنایا۔ ہمیں صاف ہوا پانی اور ہماری ضروریات زندگی کی ہر چیز سے ہمیں بہرہ ور فرمایا۔ ہمارے لیے سورج اور چاند کی روشنی اور ہمارے کام کے لیے دن اور آرام کے لیے رات اور نیند عطا فرمائی اور ہواؤں اور بادلوں کو ہمارے لیے مسخر کر دیا۔ اور زمین و آسمان و ستارے ہمارے لیے پیدا فرما دیے۔ آسمان کو ستاروں سے مزین فرما دیا اور راستوں کے تعین کے لیے ان کو رہنما بنایا۔ اور زمین پر پہاڑوں کی میخیں گھاڑ دیں۔ تاکہ زمین ایک طرف نہ جھک جائے اور سمندروں سے مخلوق کی خوراک کا بندوبست فرما دیا۔ اور بڑی بڑی کشتیاں عطا فرمائیں تاکہ سامان کی ترسیل ایک جگہ سے دوسری جگہ ہو جائے۔

وہی رب العالمین کی ذات پاک ہے جو صبح و شام ہمارے رزق کا بندوبست فرماتی ہے اور ہمیں وہ بھی چیزیں عطا فرماتی ہے جو ہم مانگتے ہیں اور بغیر مانگے بھی بے شمار چیزیں عطا فرماتی ہے، اور بعض چیزوں کو حکمت کے تحت ہم سے روک دیا جاتا ہے، یا بعد میں وہ چیزیں ہمیں عطا فرما دی جاتی ہے۔ یقیناً ہمارا رب سب کچھ سنتا جانتا ہے اور حکمت والا باریک بین ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تمام خوبیاں بدرجہ اتم حضور علیہ السلام کو عطا فرمائیں، اور باقی مخلوق کو حضور علیہ السلام کی خوبیوں میں سے حصہ عطا فرمایا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی جود و عطا کی خوبی بھی حضور علیہ السلام میں دوسرے تمام لوگوں سے بدرجہ اتم موجود تھی۔ اس لیے حضور علیہ السلام کی ذات پاک تمام مخلوق سے بڑھ کر جود و سخا والی ہے۔ مخلوق میں سے جو کوئی بھی اَزل سے لے کر ابد تک جو کچھ بھی پائے گا۔ حضور علیہ السلام کے صدقے سے ہی پائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حبیب خدا سرورِ کائنات رسولِ اول و آخر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الا اخبرکم عن الاجود۔ اللہ الاجود و انا اجود ولد اٰدم۔

(سبل الہدیٰ، جلد:۷، صفحہ ۸۴، ضیاء النبی، جلد:۵، صفحہ ۳۲۶)

Marfat.com

فرمایا: ''کیا تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہے اور اولاد آدم میں سب سے زیادہ سخی میں ہوں۔''

اور پھر فرمایا کہ ''میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہوگا۔ جس نے علم پڑھا۔ پھر اپنے علم کو پھیلایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُسے قبر سے اٹھائے گا۔ تو وہ شخص فردِ واحد نہیں ہوگا۔ بلکہ پوری اُمت کی حیثیت سے حاضر ہوگا۔ نیز وہ شخص سب سے زیادہ سخی ہے۔ جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔''

حضور علیہ السلام کی قوت وشجاعت

حضور علیہ السلام کی روحانی قوت کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں لگا سکتا۔ علاوہ جسمانی قوت بھی اللہ جل شانہ نے آقا علیہ السلام کو بے پناہ عطا فرمائی تھی۔ رُکانہ جیسے عظیم پہلوان کو چشمِ زدن میں تین مرتبہ زمین پر دے مارا۔ جنگ خندق مین وہ چٹان جو کسی صحابہ سے نہیں ٹوٹتی تھی۔ اور اُن کی ہمتیں جواب دے گئی تھیں۔ آقا علیہ السلام نے ایک ہی ضرب میں ایک حصے کو پاش پاش کر دیا۔ دوسری ضرب میں دوسرے حصے کو اور تیسری ضرب میں چٹان کے تیسرے حصے کو پاش پاش کر دیا اور ہر بار ضرب لگانے سے چٹان میں سے ایسی روشنی نکلی کہ صحابہ کرام کو اُس روشنی میں مختلف فتوحات کی بشارتیں عطا فرمائیں۔ جن کو بعد میں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

حضور علیہ السلام کی شجاعت کا کیا کہنا کوئی آدمی اِس کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔

شجاعت بہادری کی اُس شکل کو کہتے ہیں جس میں عقل شامل ہو۔ جب آدمی عقل کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے خطرات کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو جائے اُسے بہادری کہتے ہیں۔ اور اسے ہی شجاعت کا نام دیا گیا ہے۔ (قاضی عیاض۔ ضیا النبی ۳۲۹/۵) کیوں کہ کوئی بھی احتیاط انسان کو تقدیر سے نہیں بچا سکتی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں:

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ (سورہ یوسف)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے امر پر غالب ہیں۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں:

''جب جنگ شدت اختیار کر لیتی تھی اور فرطِ غضب سے آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں تو ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن میں آ کر پناہ لیتے تھے۔ حضور علیہ السلام دشمن کے سب سے زیادہ قریب ہوتے تھے۔ میں نے معرکہ بدر میں حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ حضور علیہ السلام دشمن کے سامنے چٹان بنے کھڑے ہیں اور ہم حضور علیہ السلام کے قریب پناہ لیے ہوئے ہیں۔ اس روز حضور علیہ السلام کی قوت وشجاعت بے مثال اور بے نظیر تھی۔ ہم اُس کو شجاع کہا کرتے تھے جو حضور علیہ السلام کے قریب ہوا کرتا۔''

Marfat.com

جنگ حنین میں جب سب لوگ بھاگ گئے اور صرف چند ایک حضور علیہ السلام کے ساتھ رہ گئے اور آقا دو عالم علیہ السلام سست رفتار خچر پر بڑی بہادری سے سوار دشمن کی طرف تیروں، نیزوں اور تلواروں کے ہجوم میں پیش قدمی فرماتے رہے اس وقت حضور علیہ السلام بلند آواز سے فرما رہے تھے:

انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبدالمطلب۔

میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں (میں عرب کے سردار) عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

یہ حضور علیہ السلام کی بے مثال شجاعت ہی تھی کہ آقا علیہ السلام تن تنہا اللہ تعالیٰ جل شانہ کی توحید کو بلند کرنے کے لیے کفار کے مقابلے میں ڈٹ گئے اور برملا اُن کو توحید کا پرچار شروع فرما دیا۔ اور کسی کی بھی پروا نہ فرمائی۔

کسی بھی آدمی کو سب سے زیادہ اُس کا عقیدہ پیارا ہوتا ہے اور لوگ عموماً ایسے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی اُن کے خیالات کے خلاف کہے تو اُسے برا سمجھنے لگتے ہیں۔ چہ جائیکہ کوئی اُن کے عقیدہ کو چھیڑے۔

کوئی بھی آدمی جو کسی بھی عقیدے کا ہوتا ہے اُس کو اپنا عقیدہ چاہے وہ غلط ہی ہو، چھوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ آپ کسی پارسی کو لے لیں، کسی یہودی، کسی عیسائی اور چاہے کسی کافر یا دہریے کو ہی کیوں نہ لے لیں۔ ہر کوئی اپنے اپنے عقیدے پر جما ہوا ہوتا ہے اور کسی کو اُس کے غلط عقیدے سے ہٹا کر راہِ راست پر لانا بہت زیادہ مشکل اور جرأت کا کام ہے۔ اور بے شمار لوگوں کو اسلام اور توحید کا گرویدہ بنانا اور وہ بھی تن تنہا بغیر کسی لشکر کے یہ صرف انبیاء کرام کا ہی کام ہوتا ہے یا جو کوئی انبیاء کرام کے نقش قدم پر چلتا ہے اُس کا کام ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ مشکلات و تکالیف انبیاء کرام علیہم السلام پر وارد ہوتی ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے مجھ پر وارد ہوئی ہیں اور پھر اولیاء اللہ پر زیادہ تکالیف آتی ہیں اور پھر جوں جوں کوئی ان کے قریب تر ہو، اُس پر آتی ہیں۔"

اور سرورِ دو جہاں علیہ السلام سب سے زیادہ بہادر و قوی و شجاع تھے کہ آپ علیہ السلام نے تن تنہا تمام مشکلات کو برداشت کیا کہ ان مشکلات کو اگر پہاڑوں پر بھی ڈالا جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

قرآن پاک (وحی الٰہی) جب حضور علیہ السلام پر نازل ہوتا تو سخت سردی میں بھی حضور علیہ السلام پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے اور اگر کسی وقت حضور علیہ السلام کا سر مبارک نزول وحی کے وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ران مبارک پر ہوتا تو آپ فرماتی ہیں کہ اُس وقت مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کہیں میری ران ہی سر مبارک کے بوجھ کی وجہ ٹوٹ نہ جائے۔

یہ محبوب دو عالم علیہ السلام کا قلب اطہر ہی تھا کہ وہ وحی الٰہی کو برداشت فرما لیتا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک فرماتے ہیں:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

ترجمہ: اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل فرماتے تو تو دیکھتا کہ خشیت الٰہی سے وہ پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا ہے۔

(سورۃ الحشر)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مثالیں ہم اس لیے بیان کرتے ہیں۔ تاکہ تم فکر کرو۔

اللہ تعالیٰ بار بار قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا۔

ترجمہ: کیا وہ فکر نہیں کرتے۔

اور ایک جگہ فرماتے ہیں:

القرآن - وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی جو سوچے سمجھے (غور و فکر کرے)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

القرآن - اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْ وَهُمْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَقْفَالُهَا○

ترجمہ: کیا وہ فکر نہیں کرتے یا کہ اُن کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔

آج سائنسدانوں نے اتنی تگ و دو کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ تمام کائنات ایٹم کے ذرات سے مل کر بنی ہے اور ہر ایٹم میں اُس کا ایک مرکز نیوکلیس ہوتا ہے۔ جس کے گرد پروٹران گردش کر رہے ہوتے ہیں۔ ایٹم کا یہ ذرہ بہت بڑی بڑی خورد بینوں سے ہی نظر آسکتا ہے اور ان پروٹرانوں کی گردش اپنے مرکز نیوکلیس کے گرد اینٹی کلاک وائز ہوتی ہے اور آسمانوں میں تمام ستاروں کی گردش بھی ایک دوسرے کے گرد اینٹی کلوک وائز ہی ہے اور کعبے شریف کے گرد بھی تمام لوگ اینٹی کلاک وائز ہی گردش کرتے ہیں اور ایٹم بھی کچھ ذرات سے مل کر بنتے ہیں۔ جن کو کوارکس کہتے ہیں اور یہ بھی کچھ ذرات سے مل کر بنتے ہیں۔ جن کو لیپٹانز کہتے ہیں اور یہ بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک پر مثبت اور ایک پر منفی چارج ہوتا ہے اور ان کی چھ قسمیں ہوتی ہیں۔ اور اور تمام کائنات بنیادی طور پر ان سے ہی مل کر بنی ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے بنائے اور جو چیز تم زمین میں بوتے ہو اُس کے بھی جوڑے بنائے اور تم سب کے بھی جوڑے بنائے اور اُن چیزوں کے بھی جوڑے بنائے جن کو تم نہیں جانتے ہو۔

اور پاک ہے وہ زات جس نے ایک معمولی ذروں میں بھی ایسی قوت پوشیدہ کر دی ہوتی ہے کہ اگر U238 کے ایٹم پر الیکٹران پروٹران کی بارش کر کے اُسے پھاڑا جائے تو وہ اتنی قوت سے پھٹتا ہے کہ اُس سے ایٹم بم وجود میں آتا ہے اور اِسی طرح ہائیڈروجن بم وجود میں آتا ہے اور یہ سینٹر فیوژن کا عمل ہوتا ہے اور سورج میں کروڑوں ایٹم بم ہر وقت پھٹ رہے اور اُن کر پھٹنے کی ایک چین سی بنی ہوتی ہے اور اِسی وجہ سے زمین پر اِس کی گرمی پہنچ رہی ہے اور آپ سوچیں کہ اِن معمولی ذروں میں

Marfat.com

اتنی طاقت کس نے رکھی ہے۔

اور پاک ہے وہ ذات جس نے تمام کائنات کو سنبھالا ہوا ہے اور ہر چیز کی ایک ترتیب سائنسدانوں نے ثابت کی ہے کہ ایک اختتام کی طرف جا رہی ہے۔ یعنی ہر چیز نے فنا ہونا ہے اور وقت کی گردش کلاک وائز نے ایک دن ختم ہو جانا ہے۔

القرآن - كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ○

ترجمہ: ہر چیز نے فنا ہو جانا ہے۔

مگر اس کا منہ اِلَّا وَجْهَهٗ کی باریکیوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی جانتی ہے۔

اور جنت میں یہ وقت کی گردش کلاک وائز ہونے کی بجائے پنڈولم کی طرح ہو جائے گی۔ یعنی صبح ہوگی اور شام ہوگی اور رات چھانے سے پہلے پھر صبح ہو جائے گی۔ واللہ اعلم۔

یعنی وہ جنت کی زندگی آخرت کی زندگی کبھی نہ ختم ہونے والی ہے۔

القرآن - اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: تیرا رب جو چاہے فرما دیتا ہے (یعنی کر دیتا ہے۔)

اور یہ زمین ہے۔ اُس کا ایک چاند ہے اور مریخ سیارہ ہے۔ اُس کے تین چاند ہیں اور ہماری ایک کہکشاں ہے۔ جس میں لاتعداد ستارے ہیں اور روشنی کی سپیڈ ایک لاکھ چوبیس ہزار میل فی سیکنڈ ہے اور یہ کائنات اتنی بڑی ہے کہ ہم اس کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے کہ کچھ ایسے ستارے بھی ہیں کہ جب سے کائنات بنی ہے اُن کی روشنی نے زمین کی طرف اتنی سپیڈ سے سفر شروع کیا ہوا ہے۔ لیکن وہ اب تک پہنچ نہیں سکی ہے۔ اُن کی روشنیوں کو زمین تک پہنچنے کے لیے بے شمار نوری سال چاہئیں۔

اور وہ اِتنی بڑی کائنات کا رب ہے۔ اور ہمارے رسولِ پاک ﷺ اتنی بڑی کائنات کے لیے رحمت ہیں۔

القرآن - وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: ہم نے آپ (ﷺ) کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

القرآن - يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ط

اُس (قیامت کے) دن ہم آسمانوں کو کاغذوں کے تومار کی طرح لپیٹ دیں گے۔

القرآن - وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ط

اُس دن آسمان اللہ تعالیٰ کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔

القرآن - كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ط وَعْدًا عَلَيْنَا ط اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾

Marfat.com

ترجمہ: جس طرح ہم نے ان کو پہلے پیدا کیا تھا۔ اِسی طرح دوبارہ پیدا فرمائیں گے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں۔

اور حدیث پاک میں ہے کہ اللہ جل شانہٗ فرماتے کہ میں نہ زمینوں میں اور نہ آسمانوں میں سما سکتا ہوں۔ لیکن میں مومن کے قلب میں سما جاتا ہوں۔

اور جب آدمی اپنے نفس پر خدا تعالیٰ اور اُسی کے رسول ﷺ کے طفیل قابو پالیتا ہے اور پہلے نفس امارہ (برائی کا حکم کرنے والے نفس) سے نفس لوامہ (کبھی کبھی اپنی غلطی کو دہرانے والا) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور جب مزید اُس کو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ملتا ہے اور حضور علیہ السلام کی رحمت اُس کے شامل حال ہوتی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ وہ نفس مطمئنہ (اطمینان پانے والی روح) بن جاتا ہے۔ (اور یہ چیز بغیر شیخ کامل میسر نہیں ہو سکتی ہے۔)

القرآن - اِرْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾

ترجمہ: اے اطمینان پانے والی روح، چل اپنے رب کی طرف، تو اُس سے راضی، وہ تجھ سے راضی، تو میرے بندوں میں شامل ہو جا اور تو میری جنت میں داخل ہو جا۔

اور جب اُس آدمی کا نفس، نفس مطمئنہ بن جاتا ہے، تو پھر اُس کا سفر اللہ رب العزت کی طرف شروع ہوتا ہے۔ اُس کو سلوک کی منزلیں طے کروائی جاتی ہیں۔ اُس پر عالم کو آشکارا کر دیا جاتا ہے۔ وہ زمین و آسمان اور اپنی خلقت میں فکر کرتا ہے۔

القرآن - رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

ترجمہ: اے ہمارے رب تو نے کوئی چیز بھی باطل پیدا نہیں فرمائی۔ تیری ذات پاک ہے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت کے آخری باب تکملہ میں فرماتے ہیں کہ کائنات کو اگر ایک دائرہ تسلیم کر لیا جائے اور درمیان میں ایک خط اُس دائرے کو دو حصوں میں تقسیم کرے جسے وتر کہتے ہیں اور اوپر کے حصے کو عدم تسلیم کر لیا جائے اور نیچے کو وجود۔ تو وجود سے عدم کی طرف خدا تعالیٰ کی طرف اگر جو کوئی بھی جائے گا تو وتر کی وساطت سے ہی جائے گا۔ ورنہ وہ عدم کی طرف نہیں جا سکے گا اور یہ وتر حضور علیہ السلام کی ذات پاک ہے۔ یعنی جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہے حضور علیہ السلام کی وساطت سے ہی جاتا ہے۔

Marfat.com

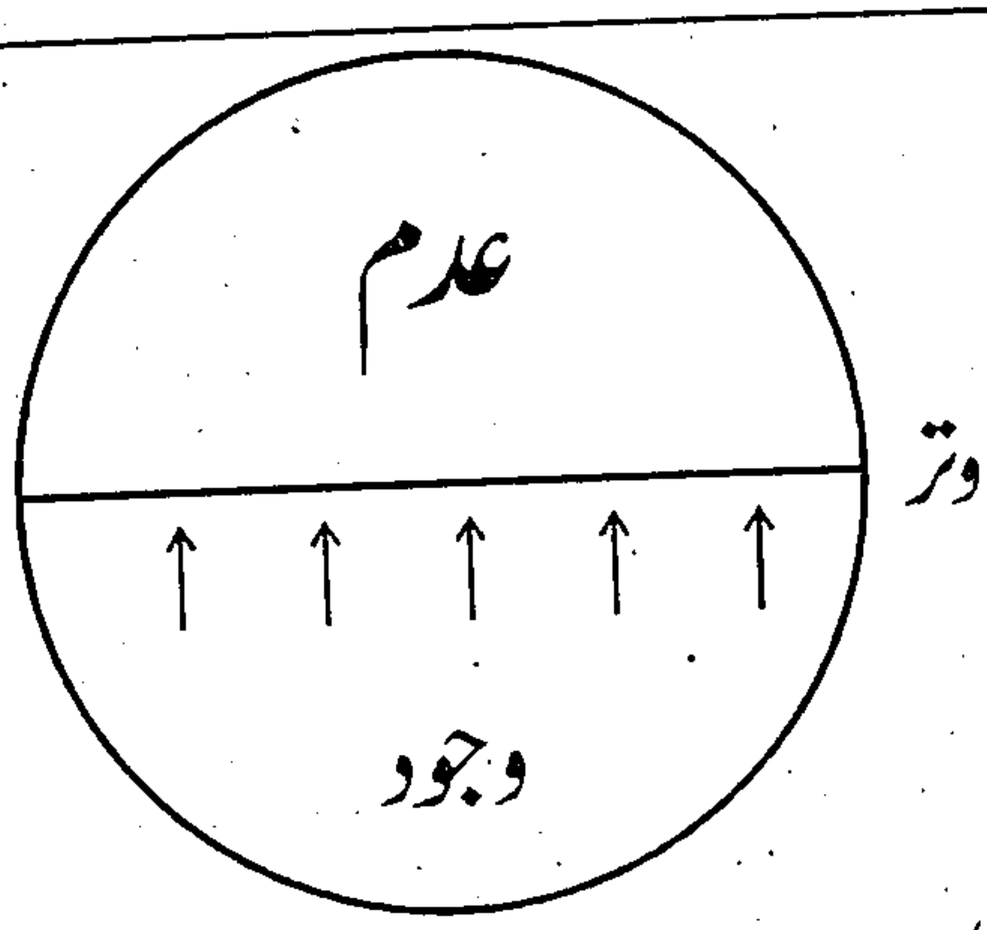

حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

یا ابابکر والذی نفسی بالحق لَمْ یعلمنی حقیقة غیر ربی۔

(فاسی مطالع المسرات، سیرۃ الرسول، جلد:۱۰، صفحہ ۴۵۵)

ترجمہ: اے ابوبکر مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میری حقیقت میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

رعب و دبدبہ

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کو وہ رعب و دبدبہ عطا فرمایا تھا کہ دشمن چاہے ایک ماہ کی مسافت کی دوری پر ہی کیوں نہ ہو۔ تھر تھر کانپتا تھا۔ قیصر جیسے بہت بڑے بادشاہ کو جب حضور علیہ السلام کا مکتوب شریف ملا تو وہ رعب نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کانپ اُٹھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

نصرت بالرعب میسرۃ شھر۔ (بخاری صحیح، جلد:۱، صفحہ ۱۲۸)

ترجمہ: رعب سے میری مدد کی گئی (چاہے دشمن) ایک ماہ کی مسافت جتنا دور ہی کیوں نہ ہو۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق:

نصرت بالرعب علی العدو۔ (مسلم:۱، صحیح، جلد:۱، صفحہ ۳۲۷)

ترجمہ: دشمن پر رعب سے میری مدد فرمائی گئی ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہی بعض جگہ روایت مطابق صرف نصرت بالرعب کے الفاظ آتے ہیں۔

حکیم ترمذی کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ علیہ السلام کی رعب کے ذریعے مدد کی گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے لشکر عطا فرمائے گئے جن کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

یوں تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ہر نبی علیہ السلام کی رعب کے ذریعے مدد فرمائی تھی۔ تاہم حضور علیہ السلام کو غیر معمولی رعب و دبدبہ

Marfat.com

عطا فرمایا تھا۔کوئی اجنبی اگر اچانک آقا علیہ السلام کو دیکھتا تو لرزہ براندام ہو کر رہ جاتا تھا۔سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

من راہ بدیعۃ ھابہ۔ (ترمذی، الجامع الصحیح، جلد:۵، صفحہ ۵۹۹، سیرۃ الرسول، جلد:۱، صفحہ ۵۵۹)

ترجمہ: جو شخص اچانک حضور علیہ السلام کے سامنے آتا مرعوب ہو جاتا تھا۔

مگر جب وہ قریب آ کر مانوس ہو جاتا تھا تو حضور علیہ السلام کی رفاقت میں قربت میں طمانیت محسوس کرتا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت مطابق حضور علیہ السلام نے یہ واقعہ خود سنایا کہ ایک دفعہ دورانِ سفر آقا علیہ السلام ایک درخت کے نیچے اکیلے آرام فرما رہے تھے کہ اچانک ایک اعرابی اِدھر آنکلا اور درخت کے ساتھ لٹکی۔آقا علیہ السلام کی تلوار بے نیام کر کے حضور علیہ السلام سے کہنے لگا:

من یمنعك منی۔

اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔

حضور علیہ السلام کی آنکھ کھل گئی۔حضور علیہ السلام نے بڑے اطمینان کے ساتھ اُسے جواب دیا کہ میرا خدا۔آقا علیہ السلام کے اِس جواب سے وہ اچانک اتنا مرعوب ہو گیا کہ وہ تھر تھر کانپنے لگا۔تلوار اُس کے ہاتھ سے گر گئی اور اِس کا سر درخت سے بڑے زور کے ساتھ جا ٹکرایا۔(سیوطی، الخصائص الکبریٰ، جلد:۱، صفحہ ۳۷۰)

حضور علیہ السلام نے تلوار اُٹھالی اور فرمایا کہ اَب تمہیں کون بچائے گا؟ وہ منتیں کرنے لگا۔حضور علیہ السلام نے اِسے معاف فرما دیا۔

حضور علیہ السلام کی شرم وحیا اور چشم پوشی

اللہ جل شانہٗ کی ایک صف "ستار" پردہ ڈالنے والا پردہ پوش ہے۔لوگ کتنے ہی گناہ کرتے ہیں۔وہ ان پر پردہ ڈال دیتا ہے اور یہ اللہ جل شانہٗ کی صفت مبارک بدرجہ اتم حضور علیہ السلام کی ذات پاک میں نمایاں تھی۔

چشم پوشی کے معنی کسی انسان کو ناپسندیدہ حرکت کرتے ہوئے دیکھ کر ازراہِ تغافل آنکھیں پھیر لیتا ہے۔

اور جب لوگوں کی شکایت بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کی جاتی۔تو آقا علیہ السلام علیحدہ اس کو شرمندہ نہ کرتے بلکہ بات جمع میں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے:

الحیاء من الایمان۔ والحیآء خیر کلہ۔

ترجمہ: حیا ایمان کا حصہ ہے اور حیا خیر ہی خیر ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب تم حیا کی چادر اُتار کر پھینک دو تو پھر چاہے جو مرضی کرتے پھرو۔تمہارا ضمیر پھر تمہیں ملامت نہیں کرے گا۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے۔تو اُس کے ضمیر پر ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے۔

Marfat.com

جیسے سفید کپڑے پر ایک سیاہ دھبہ۔ جب آدمی توبہ سچے دل سے کرے تو وہ دھبہ غائب ہو جاتا ہے۔ اور خدانخواستہ وہ گناہ پر گناہ کرتا چلا جائے تو وہ سیاہ ہوتا جاتا ہے۔ اور پھر خدانخواستہ اتنا سیاہ ہو جاتا ہے کہ اُسے اور گناہ کا احساس ہی نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ اس شقاوت قلبی سے ہم سب مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کے صدقے میں تادم مرگ بچائے رکھے۔

حیا کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک حیا کی قسم حیا بندگی ہے کہ بندہ اللہ رب العزت سے حیا کی وجہ سے گناہ سے باز رہتا ہے۔ ہمارے پیر و مرشد خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ علیہ سکنہ جینڈر شریف کڑیانوالہ گجرات فرماتے ہیں کہ ایک اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے گناہ سے باز رہتا ہے اور ایک اللہ رب العزت سے حیا کی وجہ سے گناہ سے باز رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے حیا سے گناہ سے باز رہنا اللہ تعالیٰ سے عذاب کے خوف سے باز رہنے سے زیادہ درجہ ہے۔

احیاء علوم الدین میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ اگر میں نہ دوزخ پیدا کرتا نہ جنت پیدا کرتا۔ تو کیا پھر بھی میں اس قابل نہیں تھا کہ بندے میرے حیا کی وجہ سے گناہ سے باز رہتے؟ بیشک اللہ جل شانہ کی ذات پاک اِسی قابل تھی۔

حضور علیہ السلام کسی کے منہ پر ایسی بات نہیں فرماتے تھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کوئی فحش بات زبان پر نہیں لاتے تھے۔ نہ بازاروں میں شور مچاتے تھے۔ حضور علیہ السلام برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیتے تھے۔ (ضیاء النبی، جلد:۵، صفحہ ۳۳۹)

حضور علیہ السلام کی تواضع

اللہ تعالیٰ جل شانہ قرآن پاک میں اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آقا و جہاں سرورِ کائنات علیہ السلام سے فرماتے ہیں:

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ○

ترجمہ: اور اپنے کندھے مومنوں کے لیے جھکائے ہیں۔

اور اللہ رب العزت جل شانہ خود فرماتے ہیں:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝۱۰۷

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اور فرمایا:

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝۱۲۸ (سورۃ توبہ)

ترجمہ: گراں گزرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمہارا مشقت میں مبتلا ہونا۔ وہ بہت ہی خواہشمند ہیں۔ تمہاری بھلائی کے۔ مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والے اور ہمیشہ رحم فرمانے والے ہیں۔

اور ایک جگہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ ○

ترجمہ: اور آپ مومنین کے ساتھ بڑے مہربان اور ہمیشہ رحم فرمانے والے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے۔ جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھا ہے۔ علامہ قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک کھانا خزیرہ لے کر حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی۔ آقا علیہ السلام اس وقت حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے۔ میں نے کھانا حاضر خدمت پیش کیا۔ حضور علیہ السلام نے تناول فرمایا۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی تشریف فرما تھیں۔ میں نے یہ کھانا آپ کو بھی پیش کیا۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ میں نے پھر تیسری بار کہا کہ کھائیں ورنہ یہ میں آپ کے چہرے پر مل دوں گی۔ تو انہوں نے پھر نہ کھایا تو میں نے برتن سے کھانا لے کر اُن کے چہرے پر مل دیا۔ آقا علیہ السلام خوب ہنسے۔ پھر حضور علیہ السلام نے مجھے قابو میں کر کے میرا رخسار اپنی ران مبارک پر رکھ دیا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اس سے اپنا بدلہ لے لو۔ انہوں نے بھی برتن سے کھانا لیا اور میرے چہرے پر مل دیا۔ آقا علیہ السلام ہنستے رہے۔

امام طبرانی نے صغیر اور اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک روز صحابہ کرام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے مبارک میں حضور علیہ السلام کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کھانے سے بھرا ہوا ایک پیالہ حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں بھیجا۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے بھی فرمایا کہ تم بھی کھاؤ۔ سب کھانے لگ گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب ام سلمہ کا کھانے کا پیالہ حضور علیہ السلام اور اُن کے صحابہ کو کھاتے دیکھا تو آپ بھی فوراً کھانا پکانے لگیں۔ اور پھر جلدی جلدی پکا کر حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں لے آئیں اور اُسے حضور علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پیالہ کو اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔ جس سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے کھانے سے کھاؤ۔ غارت امکم۔ تمہاری ماں کو بڑی غیرت آئی ہے۔ پھر اُس کھانے میں سے بچا ہوا ایک برتن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھیج دیا اور فرمایا:

اناء کاناء و طعامٌ کطام۔

برتن کے بدلے برتن اور کھانے کے بدلے کھانا۔

حضور علیہ السلام کے حسن خلق کا یہ بہترین نمونہ ہے۔ آقا علیہ السلام نے کسی بھی کھانے پر اپنی کسی زوجہ پر یا کسی اور پر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام زمین پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ بکری کی ٹانگیں باندھ کر اِس کو دوہتے اگر کوئی غلام دعوت کے لیے عرض کرتا اُسے قبول فرماتے۔ آقا علیہ السلام گدھے پر بھی سواری فرماتے تھے اور اگر کوئی غلام پیچھے بیٹھنا چاہتا تو اُسے اپنے ساتھ بھی سوار فرما لیتے۔

بنی قریضہ یہود پر حملے کے وقت حضور علیہ السلام ایسے گدھے پر سوار تھے۔ جس کی لگام کھجور کے پتوں سے بنائی گئی تھی اور اُس پر زین بھی کھجور کے پتوں سے بنائی گئی ہوئی تھی۔

ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے گفتگو فرمائی تو وہ ڈر اور خوف کے مارے کانپنے لگا۔ حضور علیہ السلام نے اُسے تسلی دیتے ہوئے

Marfat.com

فرمایا کہ گھبراؤ نہیں اطمینان کرو۔ میں بادشاہ نہیں میں تو قریش کی ایک ایسی خاتون کا بیٹا ہوں۔ جو دھوپ میں سکھایا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی۔

اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور ابونعیم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز جب کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو اچانک آسمان ایک کنارے سے پھٹا اور حضرت اسرافیل علیہ السلام اس میں سے تشریف لائے جو نہ اس سے پہلے کبھی کسی نبی پر تشریف لائے تھے۔ اور نہ ہی اس کے بعد وہ کبھی آسمان سے اتریں گے۔ انہوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو۔ آپ کا پروردگار بھی آپ کو سلام فرماتا ہے۔ میں آپ علیہ السلام کی خدمت میں اپنے رب کے قاصد کی حیثیت سے حاضر ہوں۔ میرے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اختیار دوں کہ آپ علیہ السلام ایسے نبی بنیں جو عبد ہے اور چاہیں تو ایسے نبی علیہ السلام بنیں جو بادشاہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف مشورے کے لیے دیکھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے تواضع اختیار کرنے کے بارے میں عرض کی۔ حضور علیہ السلام نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو فرمایا:

بل نبیاً عبدا۔

میں ایسا نبی بننا چاہتا ہوں جو اپنے خالق و مالک کا بندہ ہو۔ اور اے عائشہ اگر میں ایسا نبی بننا پسند کرتا جو بادشاہ ہو تو یہ پہاڑ سونا بن کر میرے ہمراہ ہوتے۔ (سبل الہدیٰ، جلد:۷، صفحہ ۵۴، ضیاء النبی، جلد:۵، صفحہ ۳۴۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پارچات خود سیا کرتے تھے جوتے کو خود گانٹھتے تھے۔ اپنے ڈول کو بھی درست فرماتے تھے۔ اپنی بکری کا دودھ خود دوہتے تھے اور اپنی خدمت خود کیا کرتے تھے۔

اور حضور علیہ السلام کو جب بھی کوئی پکارتا تو آقا علیہ السلام جواب میں لبیک میں حاضر ہوں۔ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے۔ ہر وقت مسکراتے اور ہنستے رہتے تھے۔ کسی نے حضور علیہ السلام کو کبھی اپنے صحابہ کی محفل میں پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھا۔

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب حضور علیہ السلام گھر تشریف لاتے تو بیکار نہ بیٹھتے۔ اگر کوئی کپڑا پھٹا ہوتا تو اسے سیتے۔ اپنے جوتے کی مرمت فرماتے۔ کنویں سے ڈول نکالتے اور اس کی مرمت فرماتے۔ اپنی بکری خود دوہتے۔ اپنے ذاتی کام خود انجام دیتے۔ کبھی کبھی کاشانہ اقدس کی صفائی بھی فرما دیتے۔

اپنے اونٹ کے گھٹنے باندھتے۔ اپنی اونٹنی کو چارہ ڈالتے۔ خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرما لیتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ (کبھی) آٹا گوندھ دیتے (یعنی گھر کے کاموں میں بھی ہاتھ بٹاتے) اور بازار سے اپنا سودا سلف خود لاتے تھے۔

جب آقا علیہ السلام مدینہ منورہ واپس تشریف لاتے تو مدینہ کے بچے حضور علیہ السلام کے استقبال کے لیے دوڑے آئے۔ آقا علیہ السلام ان کو اپنے ساتھ سوار فرما لیتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی ان کو سوار کر لینے کا حکم فرماتے۔

صبح صبح لوگ حضور علیہ السلام کی برکت لینے کے لیے گھروں سے پانی لاتے اور آقا علیہ السلام ان کے اندر اپنے ہاتھ مبارک ڈالتے تھے۔

کئی دفعہ دورانِ نماز حسنین کریمین علیہما السلام بچپن میں حضور علیہ السلام پر سجدے کی حالت میں سوار ہو جاتے تو آقا علیہ السلام اپنے

Marfat.com

سجدے کو لمبا فرمادیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خود اُتر جاتے۔ دورانِ نماز اگر کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز کو بہت مختصر فرمادیا کرتے تھے تاکہ اِس کی ماں اپنے بچے کو چپ کرا سکے۔ محب طبری سیرت نبوی میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام ایک ننگی پشت والے گدھے پر سوار ہو کر قبا کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آقا علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ کیا تمہیں اپنے ساتھ سوار نہ کرلوں؟ عرض کی: جیسے حضور علیہ السلام کی مرضی۔ حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ انہوں نے سوار ہونے کے لیے چھلانگ لگائی۔ وہ سوار نہ ہو سکے۔ حضور علیہ السلام کو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ دونوں یعنی حضور علیہ السلام بھی ساتھ ہی زمین پر آگئے۔ پھر حضور علیہ السلام سوار ہوئے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ فرمایا کہ تجھے سوار کرلوں۔ عرض کی: جیسے حضور علیہ السلام کی مرضی۔ فرمایا: میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ دوسری بار بھی انہوں نے سوار ہونے کے لیے چھلانگ لگائی۔ سوار نہ ہو سکے تو حضور علیہ السلام کو پکڑ لیا اور دونوں زمین پر آرہے۔ تیسری بار حضور علیہ السلام سوار ہوئے۔ پھر پوچھا: ابوہریرہ۔ کیا تجھے سوار کرلوں۔ عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں۔ مجھ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ سوار ہونے کی طاقت نہیں۔ میں تیسری بار حضور علیہ السلام کو نیچے لانے کا سبب نہیں بن سکتا۔

حضور علیہ السلام کو مدینہ منورہ کی گلیوں میں چلتے ہوئے کوئی بھی ضرورت مند، یا کوئی بوڑھی عورت بھی بیٹھا لیتی تو آقا علیہ السلام اُس کی حاجت براری کے لیے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب کہ حضور علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ تھیں۔ اُس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دبلی پتلی تھیں۔ حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ کیا میرے ساتھ دوڑ لگاؤ گی۔ انہوں نے عرض کی: ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کو آگے نکل جانے کو فرمایا۔ جب سب لوگ آگے چلے گئے تو آقا علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں۔

کافی عرصہ بعد ایک دفعہ پھر حضور علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آقا علیہ السلام کے ہمراہ تھیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا دوڑ لگاؤ گی؟ انہوں نے عرض کی کہ ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو آگے نکل جانے کا حکم فرمایا۔ جب تمام لشکر آگے نکل گیا تو اِس وقت حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی۔ آپ اس وقت چونکہ فربہ ہوگئی ہوئی تھیں۔ حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہنستے ہوئے فرمایا کہ یہ اُس دن کا بدلہ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل کو خوش کرنے کے لیے حضور علیہ السلام نے ایسا فرمایا۔

(زینی دحلان السیرۃ النبویہ، جلد: ۳، صفحہ: ۲۴۴، ضیاء النبی جلد: ۵، صفحہ ۳۵۳)

امام ترمذی سنن میں اور عبدالرزاق اپنی مصنف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آقا دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک زہیر رضی اللہ عنہ صحابی تھے جو صحرا میں رہتے تھے اور آقا علیہ السلام کے پاس باہر سے سبزیاں پھل وغیرہ لاتے تھے اور حضور علیہ السلام اُس کو شہر کی پسندیدہ اور قیمتی چیزیں عنایت فرماتے تھے۔ ایک دفعہ وہ بازار میں سبزیاں وغیرہ فروخت کر رہے تھے کہ حضور علیہ السلام پیچھے سے تشریف لائے اور اُن کو پشت کی طرف سے سینے سے لگا لیا (اور ایک روایت مطابق اُن کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا) اُنہوں نے حضور علیہ السلام کو پہچان لیا اور اپنی پشت کو حضور علیہ السلام کے سینہ مبارک سے حصولِ برکت کے لیے رگڑنے لگے۔ حضور علیہ السلام

Marfat.com

فرمایا کرتے تھے کہ زینبؓ ہمارا صحرا ہے اور ہم اُس کے شہر ہیں۔

حضور علیہ السلام کے ایک صحابی تھے۔(ضرورت پڑنے پر) حضور علیہ السلام اُن کے گھر جا کر اُس کی بکریوں کا دودھ دوہ دیتے تھے۔

اگر کوئی اعرابی یا گنوار حضور علیہ السلام سے بے ادبی سے بھی پیش آ کر کوئی چیز مانگتا تو حضور علیہ السلام اُس سے ناراض ہوئے بغیر اُسے وہ چیز عطا فرما دیتے تھے۔ حضور علیہ السلام کے عفو و درگزر، تواضع اور اخلاق کریمانہ کے اتنے نمونے ہیں۔ اتنے واقعات ہیں کہ آدمی اُن کا احاطہ ہی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ حضور علیہ السلام کے اخلاق کریمانہ کے سمندر سے چند قطرے ہم سب مسلمانوں کو بھی نصیب فرما دے۔ اور ہماری آخرت کو بھی سنوار دے۔ حضور علیہ السلام کے نور سے ہماری قبروں کو منور فرما دے۔ اور قیامت میں حضور علیہ السلام کی شفاعت سے ہم سب کو بہرہ ور فرمائے اور حضور علیہ السلام کے جھنڈے تلے جگہ نصیب فرمائے اور میزان کو بھاری فرمائے اور حضور علیہ السلام کے طفیل پل صراط پر سے بجلی سے بھی جلدی سرعت سے پلک جھپکنے میں گزار دے اور حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے حوض کوثر سے پانی نصیب فرمائے اور جنت الفردوس میں حضور علیہ السلام کی معیت میں رکھے۔ اور اللہ جل شانہٗ ہم سب کے لیے اپنی رضا لکھ دے۔ ہم سے دونوں جہانوں میں راضی ہو جائے۔ ہمیں معاف فرما دے۔ ہمیں بخش دے۔ ہم بے بس مجبور اور لاچار بندوں کی طاقت ہی کیا ہے۔ یا اللہ ہم مجبور اور لاچار بے کس و ناتواں بندے۔ ہماری جرأت ہی کیا ہے کہ ہم تیرے آگے تیرا کوئی گناہ کر سکیں کوئی ایسا کام کر سکیں جسے تو ناپسند فرماتا ہے۔ ہماری اوقات ہی کیا ہے۔ ہم کس بھروسے پر گناہ کر سکتے ہیں۔ ہاں ایک تیری رحمت حضور علیہ السلام کا بھروسہ ہے کہ تو غفار ہے۔ ستار ہے۔ یا اللہ اگر تیرے بندے گناہ ہی نہ کرتے ہوتے تو تیری خوبیاں۔ تیری پیارے پیارے نام، غفار، ستار وغیرہ کب ظاہر ہونے تھے۔ تیری تقدیر کا مسئلہ ہے۔ ہم کو اُن لوگوں میں سے فرما دے۔ جن سے تو کبھی ناراض نہیں ہوتا اور ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے راضی ہو جا اور حضور علیہ السلام کو بھی ہم سے راضی فرما دے اور جنت میں حضور علیہ السلام کی معیت میں اپنے دیدار سے بھی ہمیں منور فرما۔ آمین ثم آمین۔

اور اس دنیا میں بھی ہمیں ہمارے دلوں کو اپنے دیدار کی لذت سے بہرہ ور فرما دے۔ یا اللہ ہمارے دلوں کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مے خانے سے ایسی توحید کی لذت والی شراب طہور پلا دے کہ اُس کا ذائقہ ہمیں ہمیشہ یاد رہے اور اُسے پیہم پلاتا رہ۔

ساقی پلا دے جام بڑی دیر ہو گئی

آمین ثم آمین بجاہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

احقر العباد

ثارالنبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ

Marfat.com

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکیمانہ انداز نصیحت

اللہ جل شانہ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔

ترجمہ: اور (میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کو کتاب کا اور حکمت کا علم سکھاتے ہیں۔

صحابہ پاک فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اس طریقے سے تعلیم دیتے تھے کہ وہ ہمارے دلوں میں گر سما جاتی تھی۔

اور آقا علیہ السلام امت کے نفع کے لیے نہایت ہی زیادہ خواہشمند ہیں اور اُمت کا مشقت میں پڑنا آقا علیہ السلام کو بہت ہی گراں گزرتا ہے۔

عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (سورۂ توبہ)

ترجمہ: گراں گزرتا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر تمہارا مشقت میں مبتلا ہونا۔ وہ بہت ہی خواہش مند ہیں، تمہاری بھلائی کے۔ مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والے اور ہمیشہ رحم کرنے والے ہیں۔

ایک دفعہ ایک بدو حاضر خدمت ہوا اور حضور علیہ السلام سے کچھ مانگا۔ حضور علیہ السلام نے جو کچھ میسر تھا۔ اُسے عطا فرمایا اور اُس سے پوچھا کہ کیا میں نے تیرے ساتھ کوئی احسان کیا ہے۔ بدو کہنے لگا کہ نہ آپ نے مرے ساتھ کوئی احسان کیا ہے اور نہ ہی کوئی قابل تعریف بات کی ہے۔ صحابہ اُس کی بات سُن کر اُس کو قتل کرنے کے لیے دوڑے تو آقا علیہ السلام نے سختی سے اُنہیں روک دیا اور اُس اعرابی کو بڑے پیار کے ساتھ اپنے کاشانہ اقدس میں لے گئے۔ اور گھر سے بھی اُسے بہت زیادہ عطا فرمایا۔ حتیٰ کہ اس کی جھولی بھر گئی۔ آقا علیہ السلام نے پھر اُس سے دریافت فرمایا کہ کیا میں نے تیرے ساتھ کوئی بھلائی کی ہے۔ وہ کہنے لگا:

نعم یا رسول اللہ۔

ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آپ نے میرے ساتھ بہت احسان کیا ہے۔

و جزاك الله من اهل و عشيرة خيرا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ میرے اہل وعیال کی طرف سے بھی اور میرے قبیلہ کی طرف سے بھی۔

حضور علیہ السلام نے اُس سے فرمایا کہ تو نے پہلے جو بات کی تھی۔ اُس سے میرے صحابہ کو تکلیف پہنچی تھی۔ اُن کے دل میں

Marfat.com

خلش ہے۔ یہ بات جواب تونے کی ہے۔ اُن کے سامنے دہرا دے تا کہ اُن کا رنج ختم ہو جائے۔ اُس نے عرض کی کہ میں یہ بات دہرانے کے لیے تیار ہوں۔

دوسرے روز پھر صبح یا عشاء کے وقت وہ حاضر خدمت ہوا۔ آقا علیہ السلام نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس اعرابی نے کل جو بات کہی تھی تو پھر ہمنے اس کو مزید عطا فرمایا۔ اس کی جھولی بھر دی۔ تو اس نے بتایا کہ اب وہ راضی ہو گیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس بدو سے پوچھا کہ کیا یہ بات ٹھیک ہے کہ تم راضی ہو گئے ہو۔ وہ بدو کہنے لگا: نعم۔ میں راضی ہوں۔

جزاك الله من اهل عشيرة خيرا۔

اللہ تعالیٰ میرے اہل وعیال اور میرے قبیلہ کی طرف سے بھی حضور علیہ السلام کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ جو آپ نے عطا فرمایا ہے وہ ان کے فکر و افلاس کو دور کر دے گا۔

حضور علیہ السلام نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی شخص کی اونٹنی بھاگ نکلے۔ لوگ اُس کو پکڑنے کے لیے دوڑیں تو وہ اُن کے پاؤں کی آہٹ پا کر اور زیادہ دبکے اور تیزی سے دوڑنے لگے کہ اتنے میں اُس اونٹنی کا مالک آجائے۔ وہ لوگوں سے کہے کہ میں اِس اونٹنی کا مالک ہوں اور اس کا مزاج شناس ہوں تم لوگ پیچھے ہٹ جاؤ۔

خلو بيني و بينا ناقتي۔

میرے درمیان اور میری اونٹنی کے درمیان رکاوٹ نہ بنو اور اس کا تعاقب نہ کرو۔

اس کی بات سن کر لوگ رُک جائیں اور وہ اپنے دامن میں سبز سبز چارہ لے کر اونٹنی کی طرف جائے اور اسے پکارے۔ اونٹنی اُس کی مانوس آواز سن کر رک جائے اور اپنے مالک کی طرف چلی جائے۔ مالک اُس کی نکیل پکڑے اور اُسے بیٹھنے کا اشارہ کرے۔ اونٹنی بیٹھ جائے۔ مالک اُس پر کس کر کجاوہ باندھ کر اُس پر سوار ہو جائے۔

و انی ترکتم حيث قال الرجل ما قال و قتلتموه دخل النار۔

(الشفاء، جلد:۱، صفحہ ۱۶۰، ضیاء النبی جلد:۵، صفحہ ۳۵۹)

(کل اس شخص نے جو بات گستاخانہ کی تھی اور تم اس کو قتل کرنے کے لیے دوڑے تھے) اگر میں درمیان میں رکاوٹ نہ بنتا اور تم اس کو قتل کر دیتے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوتا۔

یعنی میں نے اس کی اپنے حکیمانہ انداز سے رہنمائی کی تو وہ جہنم سے بچ گیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق قرار پایا۔

حضرت ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہر روز وعظ نہیں فرمایا کرتے تھے تا کہ ہم اکتا نہ جائیں۔ بلکہ وقفے وقفے سے وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

وفائے عہد

اللہ جل شانہ سے بڑھ کر کون عہد کو پورا فرمانے والا ہے۔ اور اُس کے بعد اُس کے محبوب ﷺ سب سے زیادہ عہد کے وفا فرمانے والے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک فرماتے ہیں:

من کان لا الٰہ الا اللہ دخل الجنہ۔

جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اور حضور علیہ السلام نے اپنے امتیوں کو جنت میں داخل کروانے کا فرمایا ہوا ہے۔ انشاء اللہ وہ اپنے پیارے پیارے ہاتھوں سے اپنے امتیوں کو جنت میں داخل کروائیں گے۔

ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن ابی الحمساء تھا۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کے آگے آقا علیہ السلام کی بعثت سے پہلے کوئی چیز فروخت کی اور ساری کی ساری چیز آقا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر نہ کر سکے اور باقی چیز لانے کا وعدہ فرمایا کہ ابھی لے کر آتا ہوں۔ جا کر بھول گئے اور دوسرے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ تین دن بعد گئے تو آقا علیہ السلام کو انتظار فرماتے ہوئے پایا۔ حضور علیہ السلام نے کسی غصے کا اظہار نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا:

یافتی لقد شققت علی و انا ھھنا منذ ثلاث انتظرت۔ (الشفاء، جلد:۱، صفحہ ۱۶۵، ضیاء النبی جلد:۵، صفحہ ۳۶۴)

ترجمہ: اے نوجوان! تو نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ میں تین دن سے یہاں تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں۔

صلہ رحمی

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

ان احسن العھد من الایمان۔

یعنی پرانے تعلقات کو ملحوظ رکھنا اور جو تم سے محبت کرے اُس کا خیال رکھنا اور جو تیرے محبت کرنے والے سے محبت کرے اُس کا خیال رکھنا ایمان کی علامت ہے۔ (الشفاء۔ ۱/ ۱۶۵)

حضور علیہ السلام یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اللھم ارزقنا حبك و حب من یحبك و حب عملك من یقربنا علیك و حب علیك

احب من الماء بارد لا تشان۔

اے اللہ تو مجھے اپنی محبت عطا فرما اور ہر اُس کی محبت عطا فرما جس سے تو محبت فرماتا ہے اور اُن کاموں کے کرنے کی محبت عطا فرما جو تیرے نزدیک کر دیں اور اپنی محبت کو پیاسے کے لیے ٹھنڈے پانی سے زیادہ مرغوب تر بنا دے۔

آقا علیہ السلام اکثر ایک عورت جو حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی سہیلی تھی اُس کی طرف کوئی تحفہ بھیجتے رہتے تھے۔

Marfat.com

نجاشی کے وفد کی آقا علیہ السلام نے خود خاطر مدارات فرمائی۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ ہم کر لیتے ہیں۔ تو آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ نجاشی نے میرے صحابہ کی بہت قدومنزلت کی تھی۔ اس لیے میں خود اِن کی خاطر مدارت کروں گا۔

آقا علیہ السلام نے اپنی رضاعی بہن شیما کے بیٹھنے کے لیے اپنی چادر بچھا دی۔

صداقت و امانت، پاکدامنی

آقا علیہ السلام کو بعثت سے پہلے بھی تمام لوگ صادق و امین کہہ کر پکارتے تھے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

واللہ انی لامین من السماء امین فی الارض۔ (الشفاء، جلد:۱، صفحہ ۱۷۳، ضیاء النبی جلد:۵، صفحہ ۳۶۸)

ترجمہ: آسمان کے مکین بھی مجھے امین جانتے ہیں اور زمین کے بسنے والے بھی مجھے امین تسلیم کرتے ہیں۔

حضور علیہ السلام سے زیادہ سچا اور امین کون شخص ہو سکتا ہے؟

حتیٰ کہ ایک دفعہ ابوجہل نے تنہائی میں اخنس بن شریق سے کہا کہ خدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یقیناً سچے ہیں اور آج تک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جھوٹ نہیں بولا ہے۔ پھر اُس نے حقیقت سے پردہ اُٹھایا کہ سارے کے سارے منصب لواء سقایہ۔ حجابہ ندوہ پہلے ہی بنو قصی کے پاس ہیں۔ اگر نبوت بھی ہم اُن کے لیے مخصوص کر دیں۔ تو عزت و شرف کے مناصب میں ہمارے لیے کیا رہ جائے گا۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ تک کو نہ چھوا جو کہ حضور علیہ السلام کی زوجیت میں نہ تھی۔

زہد و قناعت

اللہ رب العزت نے حضور علیہ السلام کو تمام جہانوں کے خزانوں کی کنجیاں عنایت فرما دی تھیں اور آقا علیہ السلام کو اختیار عطا فرما دیا تھا کہ چاہے تو نبی بادشاہ بن جائیں اور چاہے تو نبی عبدہ بن جائیں تو آقا علیہ السلام نے نبی عبدہ بننا پسند فرمایا۔

حضور علیہ السلام کی شان مبارک کو کوئی کس طرح بیان کر سکتا ہے۔ باوجود ہر چیز کا اختیار رکھتے ہوئے جو اللہ رب العزت نے عطا فرمایا اُسے لے لیا۔

حضرت سید عثمان بن علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش اپنی کتاب کشف المحجوب مین فرماتے ہیں کہ سالک کے لیے دنیا اور آخرت دونوں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں مچھر کے پر کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔

خلاف طریقت بود اولیاء
تمنا کنند از خدا جز خدا

Marfat.com

اولیاء اللہ کی طریقت کے یہ چیز خلاف ہوئی ہے کہ خدا سے سوائے خدا کے کوئی اور چیز مانگی جائے۔

اور یہ تو ایک ولی کامل کی شان ہے تو پھر صحابہ کا مقام اس سے کتنا بلند ہوگا اور انبیاء کا مقام صحابہ سے کتنا بلند ہوگا اور انبیاء کرام علیہم السلام سے حضور علیہ السلام کا مقام کتنا بلند ہے۔ کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے اور آقا علیہ السلام کی شان غنا، زہد و قناعت کتنی بلند ہوگی۔

کئی کئی دن آقا علیہ السلام کے گھروں میں آگ تک نہیں جلتی تھی۔ کئی کئی دن پتھر حضور علیہ السلام اپنے پیٹ پر باندھے رکھتے تھے۔ غزوہ خندق میں کسی صحابہ کرام نے اپنے پیٹ پر باندھے ایک پتھر کو حضور علیہ السلام کو دکھایا تو حضور علیہ السلام نے اس کو اپنے پیٹ پر باندھے دو پتھر دکھائے۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کہ حضور علیہ السلام ایک مہینہ کے لیے اپنی بیویوں سے علیحدہ بالاخانے میں تشریف لے گئے تھے۔ حاضر خدمت ہوئے تو حضور علیہ السلام ننگی چٹائی یا چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ آقا علیہ السلام اُٹھے تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی پشت مبارک پر چٹائی یا چارپائی کے نشان دیکھے تو آنکھوں میں آنسو آگئے۔ حضور علیہ السلام کے دریافت فرمانے پر عرض کی کہ قیصر و کسریٰ تو نرم نرم قالینوں پر دراز ہوں اور دونوں جہانوں کے بادشاہ نبی علیہ السلام کھردری چٹائی پر۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لا عیش الا عیش الاخرۃ۔

ترجمہ: نہیں عیش مگر آخرت کی عیش۔

(یعنی وہ تو دنیا میں ہی اپنا حصہ لے لیں اور ہم کو اللہ جل شانہٗ آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ عیش و آرام میں رکھے)

خشیت الٰہی

جتنا کوئی بادشاہ کے نزدیک ہوتا ہے اتنی ہی مہربانی اس پر ہوتی ہے اور اتنا یہ زیادہ ڈر اور خوف بھی اسی کو ہوتا ہے۔

آقا علیہ السلام سے زیادہ اللہ رب العزت کے اور کوئی نہیں۔ اور اللہ رب العزت کی سب سے زیادہ مہربانیاں بھی حضور علیہ السلام پر ہیں۔ اور حضور علیہ السلام سب سے زیادہ اللہ رب العزت سے خوف رکھنے والے بھی ہیں۔

باوجود مغفور ہونے کے حضور علیہ السلام ساری ساری رات نوافل میں گزار دیتے تھے اور فرمانے تھے کہ

افلا عبدا شکورا۔

کیا میں اُس کا فرمانبردار بندہ نہ بنوں۔

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور علیہ السلام نماز کے لیے کھڑے ہوئے جب اس آیت شریف پر پہنچے:

قرآن — اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

ترجمہ: اگر تو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب اور دانا ہے۔

Marfat.com

تو اِسی آیت مبارک پر ساری رات اسے دہراتے ہوئے اور روتے ہوئے گزار دی۔
اور آقا علیہ السلام اس آیت شریف پر اتنا روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔
آقا علیہ السلام کے سینے مبارک سے رونے کی آواز اِس طرح آتی تھی جس طرح اُبلتی ہوئی ہنڈیا سے آواز آتی ہے۔
حضرت ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت حزن و ملال کی کیفیت میں رہتے تھے۔ ہمیشہ اپنی امت کے بارے میں فکرمند رہتے تھے۔ کبھی راحت و آرام نہیں پایا تھا۔
سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ
وغمی لاجل امتی۔
کہ میرا غم واندوہ محض اپنی امت کے لیے ہے۔
پیر کرم شاہ الازہری اپنی کتاب ضیاء النبی میں حضرت زینی دحلان کے تحریر کردہ ایک لطیف نکتہ کو بیان کرتے ہیں کہ عالم میں اہلِ ایمان کے دلوں میں جو اپنے رب کا ڈر ہوتا ہے۔ اُسے خوف کہتے ہیں اور علماء ربانیین کے دلوں میں جو ڈر ہوتا ہے۔ اُسے خشیۃ کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے عاشقوں کے دلوں میں جو ڈر ہوتا ہے اس کو ہیبت کہتے ہیں اور مقربین کے دلوں میں جو ڈر ہوتا ہے اُسے اجلال کہتے ہیں۔
اور حضور علیہ السلام کی شان رفیع کی بدولت آقا علیہ السلام کے دل میں جو ڈر تھا۔ وہ ہیبت و جلال کا جامع تھا۔ (ضیا النبی ۵/ ۳۹۲)

حضور علیہ السلام کا توبہ و استغفار

حضور علیہ السلام اُمت کی تربیت کے لیے توبہ و استغفار فرمایا کرتے تھے۔ آقا علیہ السلام کے تو اللہ تعالیٰ فرماتے کہ اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیے تھے اور اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام تو بالکل معصوم ہوتے ہیں۔ گناہ کا اُن کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور جو عام لوگوں کو کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی جناب میں حضوری میسر ہوئی ہے۔ وہ اولیاء اللہ کو ہر وقت رہتی ہے اور جو اولیاء اللہ کو کبھی کبھی خاص حضوری میسر ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام کو ہر وقت میسر رہتی ہے او روز مرہ کے معمولات انبیاء کرام علیہم السلام کی اللہ جل شانہٗ کے ساتھ مشغولی میں رکاوٹ نہیں بنتے۔ بلکہ وہ تو عین مخلوق خدا کی ہر وقت خدمت میں لگے رہتے ہیں اور راتوں کو اُس کی جناب میں حاضر ہوتے ہیں۔ بلکہ ایک دفعہ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ کیا ہمارا اپنی بیوی کے پاس جانا بھی ثواب ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم کسی غیر عورت کے پاس جاؤ تو گناہ نہیں ہے؟ عرض کی: ضرور گناہ عظیم ہے۔ فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی بیوی کے پاس جانا ثواب ہے۔ حضور علیہ السلام ہر وقت توبہ و استغفار فرماتے رہتے تھے۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح استغفار فرماتے دیکھا ہے۔ آقا علیہ السلام فرمایا کرتے:

Marfat.com

استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ۔

میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں وہ اللہ جس کے بغیر اور کوئی محبوب نہیں۔ وہ حی و قیوم ہے اور خود ہمیشہ سے ہمیشہ تک زندہ ہے۔ اور کائنات کی ہر چیز کو زندہ کرنے والا ہے۔ میں اُس کی جناب میں توبہ کرتا ہوں۔

آقا علیہ السلام مجلس برخواست ہونے سے پہلے سو مرتبہ توبہ فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن حضور علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ آپ ہر وقت کیوں توبہ فرماتے رہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے اور مجھے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے اس کی اتباع کر رہا ہوں۔

اور آقا علیہ السلام کے متعلق اللہ جل شانہ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝

اور حضور علیہ السلام کی ہر آنے والی گھڑی حضور علیہ السلام کی پہلی گھڑی سے افضل ہوتی ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ حضور علیہ السلام کی اپنی جناب میں ہر لحظہ شان بلند فرماتے رہتے ہیں اور ہر گھڑی حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی جناب میں اور قرب ملتا رہتا ہے اور حضور علیہ السلام اپنی پہلی گھڑی پر استغفار فرماتے تھے۔

ایک دفعہ ہمارے پیر و مرشد خواجہ گوہر الدین قدس سرہٗ نے شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث مولانا محب النبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت فرمایا کہ مولانا صاحب آپ یہ فرمائیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق یعنی سچا فرمایا اور آپ کا درجہ یہ ہے کہ تمام امت کی نیکیاں ایک طرف اور آپ کی نیکیاں تمام امت کی نیکیوں پر بھاری ہیں اور آپ اپنے متعلق فرماتے ہیں:

تعال یا ربی ذنوبی مثل رمل لا تعد۔

یا اللہ میرے گناہ ریت کے ذروں سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔

مولانا صاحب آپ فرمائیں وہ کون سے گناہ ہیں جن کا آپ ذکر فرما رہے ہیں۔

دونوں مولانا صاحب بالکل خاموش لاجواب ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص بندوں کو اللہ جل شانہ کی جناب میں ہر لحظہ خاص بلندی میسر ہوتی رہتی ہے اور جب وہ اوپر والے درجے پر پہنچتے ہیں۔ تو جب وہ اپنے پہلے درجے کو دیکھتے ہیں تو اُس کو گناہ سمجھتے ہیں اور اُس پر استغفار فرماتے ہیں (یعنی گناہ یہ سمجھتے ہیں کہ یا اللہ میں نے تیری ذات کی جو شان اپنے دل میں سمجھی تھی تو اس سے بھی بلند ہے اور اپنے دل کے پہلے حال کو گناہ سمجھتے ہوئے اُس پر استغفار فرماتے رہتے ہیں۔

اور حضور علیہ السلام کی حدیث پاک لیعان علیٰ قلبی بھی اسی طرف ہی اشارہ ہے۔ اِسی بات کے متعلق حضرت اصمعی علیہ رحمت نے اعتراف عجز کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام کے قلب کی حقیقت کے متعلق نہ میں سمجھ سکتا ہوں اور نہ ہی اُس کے متعلق بات کرنے کی مجھ میں جرأت ہے۔"

Marfat.com

یعنی وہ صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ہی ذات پاک ہے۔جس کو تغیر نہیں ہے۔حضور علیہ السلام کی تمام باتیں اور جملہ فعل امت کی تربیت کے لیے تھے۔ورنہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرماتے ہوئے فرمایا:

یا ابابکر والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقة و غیر ربی۔

اے ابوبکر مجھے اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔(سیرت الرسول ڈاکٹر طاہر القادری جلد ۱۰ر صفحہ)

پیر کرم شاہ صاحب ضیا النبی ۵ر جلد ۴۰۳ پر بڑی پیاری بات نقل فرماتے ہیں کہ استغفار جو بظاہر طلب مغفرت ہے۔ لیکن اِس کا مدعا اللہ تعالیٰ کی مزید محبت کی طلب ہے حضور علیہ السلام کا ہر لحظہ توبہ و استغفار میں مشغول ہونا درحقیقت ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اضافے اور زیادتی کی التجا ہے۔

حضور علیہ السلام کے حالات کے متعلق آگاہی کا مخلوق میں سے کوئی بھی دعویٰ نہیں کرسکتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے ایک دفعہ فرمایا:

لی وقت اللہ معا۔

یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا وقت میسر ہوتا ہے جو نہ کسی اور رسول علیہ السلام کو اور نہ ہی کسی مقرب فرشتے کو میسر ہوسکتا ہے۔

لمبی اُمیدوں سے اجتناب

حضور علیہ السلام نے ایک دفعہ اپنے صحابہ کے سامنے ایک لکیر کھینچی اور پھر اُس کو جگہ جگہ سے قطعہ فرمایا اور پھر اُس کے اردگرد ایک چوکور خط کھینچ دیا اور پھر اُس چوکور کے اوپر ایک چھوٹا سا خط کھینچا۔

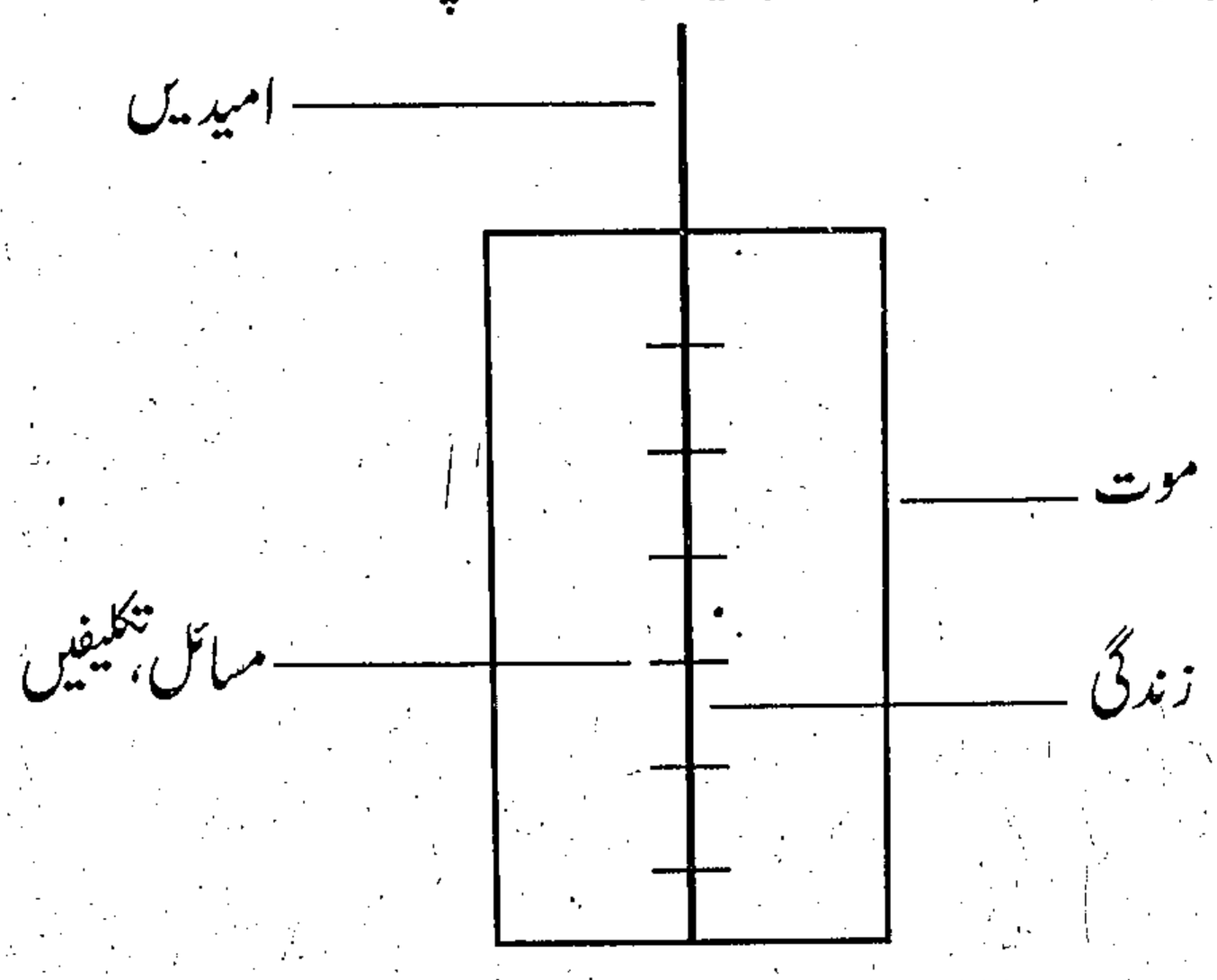

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ درمیانی لکیر زندگی کی ہے اور اس کو قطع کرتی ہوئی لکیریں تکالیف، مصائب و مسائل ہیں اور زندگی کے اردگرد موت کا دائرہ ہے اور موت کے دائرہ کے بعد جو لکیر کھینچی وہ خواہشات ہیں۔ زندگی میں ایک مسئلہ تکلیف سے آدمی نکلتا ہے تو کچھ عرصہ بعد دوسری تکلیف یا کسی مسئلے میں پھنس جاتا ہے اور پھر کچھ عرصہ بعد کسی اور میں پھنس جاتا ہے اِسی طرح زندگی گزرتی جاتی ہے اور پھر زندگی کے اردگرد موت کا دائرہ ہے اور اُس موت کے دائرہ کے باہر اُس کی خواہشات ہیں کہ آدمی اُن تک نہیں پہنچتا کہ اُس کو موت آلیتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

یٰبنی آدم ان کنتم تعقلون قعد و انفسکم من الموتی والذی نفسی بیدہ انما توعدون لات وما انتم بمعجزین۔

اے اولاد آدم اگر تم میں عقل ہے۔ تو اپنے آپ کو کرنے والوں میں شمار کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ ضرور آئے گا۔ اور تم اُس وعدہ کو ٹال نہیں سکتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام پانی کی تلاش میں نکلتے اور مٹی سے تیمم فرما لیتے۔ میں عرض کرتا کہ پانی بالکل قریب ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے:

وما یدری لعلی لا ابلغہ۔

مجھے کیا معلوم کہ میں وہاں تک پہنچوں گا یا نہیں۔

آدمی اکثر اوقات لمبی لمبی اُمیدیں لگائے رکھتا ہے۔ مختلف قسم کے منصوبے بنائے رکھتا ہے۔ اور جان بوجھ کر دیکھتے سمجھتے اپنی آنکھیں موت سے چھپائے رکھتا ہے۔ ہر روز لوگوں کو مرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ لیکن نہ جانے کون سی خوش فہمی اُس کو موت کی یاد سے روکے رکھتی ہے۔ ہاں وہ لمبی امیدیں دلانے والا اس کا نفس اور شیطان لعین ہے۔ وہ اس کو طول اَمل میں مبتلا رکھتا ہے اور توبہ کو پس پشت ڈالتا رہتا ہے کہ ابھی کافی وقت ہے پھر کرلوں گا اور موت کا فرشتہ اچانک اُس کو دبوچ لیتا ہے۔

حضور علیہ السلام کی شان عدل

آقا دو جہاں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک کے ساتھ عدل و انصاف فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنے سر کے بالوں کے ساتھ بھی عدل فرماتے تھے اور اپنی مانگ عین درمیان سے نکالتے تھے۔ اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ عدل و انصاف فرماتے تھے۔ ہر ایک کی باری مقرر تھی۔ اپنے اوقات کے ساتھ انصاف فرماتے تھے۔ اگر خدانخواستہ کسی بندے کو نہ چاہتے ہوئے بھی کوئی تکلیف پہنچ جاتی تو اُس کو انصاف کے ساتھ اپنا آپ بدلہ لینے کے لیے پیش فرما دیتے تھے۔ جنگ بدر کے موقع پر آقا علیہ السلام نے جب صحابہ کرام کو لائن میں کھڑا کر رہے تھے تو ایک آدمی آگے نکلا ہوا تھا۔ حضور علیہ السلام نے اُس کو تیر وغیرہ سے پیچھے کیا۔ اُس نے عرض

Marfat.com

کی کہ حضور علیہ السلام نے اُس کو تکلیف دی ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھ کو اجازت ہے تو مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے۔ اُس نے بڑھ کر آقا علیہ السلام کے جسم سے لپٹ کر آقا علیہ السلام کو چوم لیا یہ حضرت سواد بن یزید رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور علیہ السلام نے اِن سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو اِنہوں نے جواب دیا کہ جو مرحلہ ہمیں درپیش نے آپ علیہ السلام اِسے جانتے ہیں اور میں نے سوچا کہ شاید میری زندگی کی اخیر ہو جائے اور آخری وقت میں میرا جسم حضور علیہ السلام کے جسم مبارک سے مَس ہو جائے۔

غزوہ حنین کے موقع پر واپسی پر اُس میں ایک آدمی کے کھردرے جوتے وغیرہ سے حضور علیہ السلام کو تکلیف پہنچی تو آقا علیہ السلام نے بے اختیار چھڑی سے اُس کو کچوکا لگایا کہ پیچھے رہو۔ وہ آدمی واپس آ کر رات بھر پچھتاتا رہا کہ مجھ سے آقا علیہ السلام کو تکلیف پہنچی صبح ہوئی تو کوئی آدمی اُسے ڈھونڈ رہا تھا۔ اُس نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ اُس آدمی نے بتایا کہ حضور علیہ السلام نے اُسے بلا بھیجا ہے۔ اُس آدمی نے دل میں کہا کہ اب خیر نہیں مجھے ضرور اس کی سزا ملے گی۔ جب وہ آقا علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ تو حضور علیہ السلام نے اُسے فرمایا کہ جو میں نے تمہیں کل کچوکا لگا کر تکلیف پہنچائی تھی۔ اس کے بدلے میں اتنے اونٹ لے لو۔ آقا علیہ السلام نے تمام انسانوں کو بھی مساوات کا درس فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ان اکرمکم عند اللہ ھو اتقکم۔

ترجمہ: تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں بجز تقویٰ کے۔

حضور علیہ السلام نے لوگوں کو فیصلوں میں بھی عدل و انصاف کرنے کی نصیحت فرمائی۔ اور لوگوں کو امانتیں اُن کے اہلوں کو واپس کرنے کا حکم فرمایا۔ اور فرمایا کہ وہ بندہ جس کو اللہ جل شانہ کسی رعیت کا والی بناتے ہیں۔ اور وہ اس حالت میں مرتا ہے کہ وہ اپنی رعیت کے ساتھ دھوکہ اور فریب کر رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت اُس پر حرام فرما دیتے ہیں اور مزید فرمایا کہ جو حکمران ظالم اور خائن ہو اور جو شخص دھوکہ دینے والا اور دین کی حدوں کو توڑنے والا ہو اُس کو میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ (معاذ اللہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں شیطان مردود سے رکھے اور ہمیشہ ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھے۔ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر اللہ جل شانہ کا انعام ہوا اور نہ کہ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر اُس کا غضب ہوا اور نہ ہی اُن لوگوں کے راستے پر جو گمراہ ہوئے۔

آمین ثم آمین بجاہ نبی کریم رووٴف الرحیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کثیراً کثیراً برحمتک یا ارحم الرٰحمین۔

اور اِس دارِفانی سے رخصت ہونے سے پہلے آقا علیہ السلام بیماری کی حالت میں بڑی مشکل سے مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے اور تمام لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

اے لوگو! اگر میں نے کسی کی پیٹھ پر کوئی درہ مارہ ہے۔ تو یہ میری پیٹھ حاضر ہے۔ وہ مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے۔ اگر میں

Marfat.com

نے کسی کو برا بھلا کہا ہے تو میری آبرو حاضر ہے۔ وہ اس سے انتقام لے سکتا ہے۔ اگر میں نے کسی کا مال چھینا ہے۔ تو میرا مال حاضر ہے۔ وہ اس سے اپنا حق لے سکتا ہے۔ تم میں سے کوئی یہ اندیشہ نہ کرے کہ اگر اُس نے انتقام لیا تو میں اُس سے ناراض ہو جاؤں گا۔ میری یہ شان نہیں ہے۔

ایک دفعہ کسی پر چوری کی حد لگ گئی۔ حضور علیہ السلام نے اُس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ بعض لوگوں نے سفارش کی کوشش کی تو آقا علیہ السلام جلال میں آگئے اور فرمایا کہ تم سے پہلے قومیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ اگر اُن کا کوئی بڑا گناہ کرتا تو اُس کو چھوڑ دیا جاتا اور اگر کوئی عام آدمی گناہ کرتا تو اُس کو سزا دی جاتی۔ اگر میری بیٹی (حضرت) فاطمۃ (الزہرہ رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتیں تو اِن کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

آج ہمارا معاشرہ بھی اِسی انحطاط کا شکار ہے۔ ہر طرح کی برائی عام ہے اور بعض لوگ تو برائی کر کے پھر فخر سے اُس کو لوگوں کو بتاتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ شقاوت قلبی سے اپنی پناہ میں رکھے اور معافی عطا فرمائے اور درگزر فرما دے۔ یا اللہ ہم تیری جناب میں تیری پیارے رسول حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ جسے تو رد نہیں فرمایا کرتا ہے۔ ہماری اصلاح فرما ہمیں بخش دے اور حضور علیہ السلام کی معیت میں۔ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما دے۔ (ضیاالنبی ۵/۴۰۶) (سبل الہدیٰ ۷/۱۱۱)

آمین ثم آمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہٖ و ازواجہ و امہات المومنین تسلیماً کثیرا کثیر۔ برحمتك یا ارحم الرٰحمین۔

حضور علیہ السلام کی شانِ ظرافت

حضرت جشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کان افکہ الناس خلقا۔ آپ علیہ السلام تمام مخلوق سے بڑھ کر خوش طبع تھے۔ اور حضور علیہ السلام نے فرمایا:

انی لامزح ولا اقول الا حقا۔

یعنی میں مزاح تو کرتا ہوں لیکن ہمیشہ سچ کہتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آقا علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور سواری کے لیے کوئی اونٹ وغیرہ مانگا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

انا حاملوك علی ولد الناقۃ۔

ہم تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔

اُس نے عرض کی کہ میں اونٹنی کے بچے کو لے کر کیا کروں گا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

Marfat.com

هل تلد الابل الا النوق۔

کیا اونٹنیاں ہی اونٹوں کو جنم نہیں دیتیں۔

ایک دفعہ ایک بوڑھی عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کی کہ میرے لیے جنت کی دعا فرمائیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ وہ رونے لگی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ مفہوم کہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے لوگ جوان ہو جائیں گے۔

آقا علیہ السلام لوگوں میں گھل مل کر بیٹھتے تھے کہ بعض دفعہ کوئی ناواقف آتا تو لوگوں کو اُسے حضور علیہ السلام کے متعلق بتانا پڑتا تھا۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ جب حضور علیہ السلام گھر تشریف لاتے تھے تو آقا علیہ السلام کا کیا طریقہ کار تھا۔ آپ نے فرمایا کہ

اکرم الناس خلقا کان ضاحکاً بساما۔ (سبل الہدیٰ، جلد:۷، صفحہ ۱۹۱، ضیاء النبی جلد:۵، صفحہ ۴۲۵)

حضور علیہ السلام سب سے زیادہ کریم اخلاق تھے ہنستے بھی تھے اور مسکراتے بھی تھے۔

امام احمد روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنے ایک خادم جس کا نام زہیر تھا۔ اور وہ شکل وصورت بھی پوری سی رکھتا تھا تو جب کہ وہ اپنا سامان بازار میں بیچ رہا تھا جا کر چپکے سے اُس کو پیچھے سے اپنے سینے مبارک سے لگا لیا۔ اُس نے چونکہ حضور علیہ السلام کو نہیں دیکھا تھا اس لیے کہنے لگا کہ ارسلنی من ھذا کون صاحب ہو۔ مجھے چھوڑ دو۔ پھر جب اُس نے مڑ کر آقا علیہ السلام کو دیکھا تو اپنی پشت کو حضور علیہ السلام کے سینے مبارک سے رگڑنا شروع فرما دیا۔ حضور علیہ السلام فرمانے لگے:

من یشتری العبد۔

اس غلام کو کون خریدے گا۔ اُس نے عرض کی کہ اگر حضور علیہ السلام آپ مجھے بیچیں گے تو آپ علیہ السلام کو بہت کم قیمت ملے گی۔ کیونکہ میں کھوٹا ہوں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

ولکن عند اللہ لست بکاسد۔

لیکن تم اللہ کے نزدیک کھوٹے نہیں ہو یا یہ جملہ فرمایا کہ

ولکن انت عند اللہ غال۔

بلکہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک گراں قیمت ہو۔

ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز جب کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہلاک ہوگیا، تباہ ہوگیا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: خدا تیرا بھلا کرے۔ کیا بات ہے؟ اس نے عرض کی کہ میں نے رمضان کے مہینے میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ بطور کفارہ ایک غلام آزاد کر دو۔ اُس نے عرض کی کہ میرے پاس غلام نہیں ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ اس نے عرض کی کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا

Marfat.com

کھلانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ تھوڑی دیر بعد حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں بہت سی کھجوریں پیش ہوئیں۔ آقا علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ سائل کہاں ہے یہ حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کھجوریں لے لو اور اپنا کفارہ ادا کرو۔ اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان مجھ سے زیادہ نادار اور حاجت مند اور کوئی نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام ہنس پڑے یہاں تک کہ آقا علیہ السلام کی دونوں داڑیں مبارک ظاہر ہوگئیں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ساٹھ مسکینوں کا کھانا تم لے لو اور اپنے اہلِ خانہ کو کھلاؤ۔

(سبل الہدیٰ ۷/ ۱۸۱۔ ۱۸۰ شمائل رسول علیہ السلام ۸۲) (سیرت الرسول ۱۰/ ۱۶۵۰ از ڈاکٹر طاہر القادری) (بخاری الصحیح ۲/ ۶۸۴)

اندازِ گفتگو

امام معبد حضور علیہ السلام کے اندازِ بیان کے متعلق بیان کرتی ہیں۔

حضور علیہ السلام جب خاموشی اختیار فرماتے تو پیکر وقار معلوم ہوتے اور جب گفتگو فرماتے تو ایک خاص قسم کی چمک روئے اقدس پر رونما ہو جاتی۔ حضور علیہ السلام کی گفتگو بڑی حسین اور دلکش ہوتی تھی۔

دورانِ گفتگو اکثر تبسم فرماتے رہتے تھے۔ اور ٹھہر ٹھہر کر اس طرح گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص الفاظ گننا چاہے تو گن سکتا تھا۔ انتہائے گفتگو اکثر جملوں کو تین تین بار ادا فرماتے تھے تاکہ سامعین ٹھیک طرح سمجھ لیں۔

آقا علیہ السلام کا سکوت بہت طویل ہوتا تھا اور جب گفتگو فرماتے تو الفاظ میں نہ اتنی طوالت ہوتی تھی اور نہ ہی اتنا اختصار کہ آدمی مفہوم سمجھ نہ سکے۔

بعض دفعہ حضور علیہ السلام آنے والے کی بڑی محبت کے ساتھ تعریف فرماتے تھے۔ حسنین کریمین تشریف لاتے تو اُنہیں محبت سے چومتے اور اپنی گود میں بٹھاتے۔ لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیتے۔ اُنہیں بڑے پیار سے اپنے دائیں بائیں بٹھاتے۔ شرم وحیا کی باتوں کو اشارۃً کنایۃً بیان فرماتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطابق ایک دفعہ حضور علیہ السلام ایک جنازہ میں شریک ہوئے۔ آپ کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی۔ آپ اُس سے زمین کو اوپر نیچے کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ تم میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جس کے جنتی یا دوزخی ہونے کے متعلق فیصلہ نہ کر لیا گیا ہو۔ بعض لوگوں نے عرض کی: پھر کیا ہم اس فیصلہ پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اعملو فکل فیسر لما خلق لہٗ۔

عمل کیا کرو اور ہر شخص کے لیے وہ کام آسان بنا دیا جائے گا۔ جس کے لیے اُسے پیدا کیا گیا ہے۔

گفتگو فرماتے ہوئے آقا علیہ السلام کسی تعجب کی بات پر اپنے ہاتھ مبارک کو حرکت دیتے اور اپنے ہاتھ مبارک کو اُلٹا کر دیتے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر ضرب لگاتے۔

Marfat.com

کسی وقت دورانِ گفتگو سمجھانے کے لیے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال لیتے۔

(سبل الہدیٰ ۷/ ۲۰۴) (ضیاالنبی ۵/ ۴۲۹)

مختلف تماثیل سے سمجھانا

بعض دفعہ تمثیل بیان فرمانے کے لیے زمین پر لکیریں کھینچ کر سمجھاتے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے مطابق ایک دفعہ حضور علیہ السلام سے زمین پر ایک لکڑی کی کلی گاڑی اور پھر اُس کے پاس ہی ایک اور کلی گاڑی پھر بہت دوران دونوں سے ایک کلی گاڑی۔ فرمایا یہ پہلی کلی انسان ہے اور دوسری کلی اُس کے ساتھ اُس کی موت ہے اور بہت دور والی کلی اُس کی امیدیں ہیں۔ جس کے لیے وہ دوڑ دھوپ کرتا رہتا ہے۔ راستہ میں موت کی کلی آجاتی ہے۔ اور اُس کے سارے پروگرام دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ امام احمد ابی رزین العقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ میں آقا علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم کسی قحط زدہ زمین کے پاس سے گزرے ہو۔ جس کے درخت اور گھاس وغیرہ سب خشک ہو گئے ہوں پھر دوبارہ کبھی تم اُس زمین کے پاس سے گزرے جب بارش نے اُس کو ہرا بھرا کر دیا ہو؟ انہوں نے عرض کی: بیشک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس زمین کے پاس سے گزرا ہوں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی طرح زمین سے مردے نکلیں گے جس طرح بارش کے بعد زمین سے یہ گھاس پودے باہر نکل آتے ہیں۔

ایک دفعہ حضور علیہ السلام سردیوں کے موسم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں درختوں کے زرد رنگ کے پتے جھڑ رہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو پکارا۔ اُنہوں نے فرمایا:

لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ مسلم جب محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نماز ادا کرتا ہے۔ تو اُس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں۔ جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔

رزق کے بارے میں امام طبرانی سند جید سے حضرت ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ رزق ایسے ہے جس طرح ایک باغ ہو جس کے اردگرد فصیل ہے۔ اس فصیل میں ایک جگہ دروازہ ہے۔ دروازہ کے سامنے کا علاقہ ہموار ہے اور دیوار کے اردگرد کا راستہ بڑا پتھریلا اور دشوار گزار ہے جو اس باغ کے دروازے کی طرف سے آتا ہے اور اس باغیچہ میں داخل ہوتا ہے۔ پھل کھاتا ہے۔ ہر قسم کی رکاوٹوں سے محفوظ رہتا ہے اور جو اس کی فصیل کی طرف سے داخل ہونا چاہتا ہے۔ وہاں دشوار گزار راستے گرم ریتیلا علاقہ جس میں پاؤں دھنس جاتا ہے جو شخص اس طرف سے باغ میں آتا ہے وہ جب ان مشکل راستوں کو طے کرتا ہوا اس باغ تک پہنچتا ہے تو اُسے پھر وہی کچھ ملتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اِس کے لیے مقدر کر رکھا ہوتا ہے۔

(سبل الہدیٰ، جلد: ۷، صفحہ ۲۱۹، ضیاء النبی جلد: ۵، صفحہ ۴۳۶)

Marfat.com

واقعی آج ہم اپنے اردگرد ہزاروں لاکھوں ایسی مثالیں دیکھتے ہیں۔ایک آدمی اپنی جان داؤ پر لگا کر کہیں چوری کرنے جاتا ہے۔لیکن اِتنی تکلیفوں کے بعد بھی جو اُس کی قسمت میں ہو وہی ملتا ہے اور بعض بندوں کے حلال کاروبار میں اللہ تعالیٰ اِتنی برکت ڈال دیتے ہیں کہ اُس کی نسلیں تک کھاتی رہتی ہیں۔وہ پھر بھی ختم نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ جل شانہ ہم سب کو حق حلال کی طیب۔پاک روزی حضور علیہ السلام کی نعلین پاک کے طفیل عطا فرمائے اور اُس میں رہتی دنیا تک ایسی برکت ڈالے کہ ہم سب کی نسلیں بھی اُس پاک حلال روزی سے پلتی رہیں۔اور ہم سب کو اُس کا شکر ادا کرنے کی سعادت عطا فرمائے اور اپنے لکھے ہوئے رزق پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور اردگرد للچائی نظروں سے مختلف لوگوں کی طرف دیکھنے سے محفوظ رکھے۔اگر کسی کو کوئی ایسی چیز ملی ہے۔جو تم کو نہیں ملی۔تو شاید تم کو ایسی چیز ملی ہوئی ہو جو اُس کو میسر نہیں اور سب سے بڑی بات ہمارا خاتمہ بالایمان فرمائے اور ہمارے عشق کو قائم و دائم اور سلامت رکھے۔

ایمان سلامت ہر کوئی منگے عشق سلامت کوئی ہُو
میرا عشق سلامت رکھ لیں باہو، ایمانوں دیاں دہائی ہُو

قرآن پاک میں سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ کہیں تم سب بھی ان کافروں کے پیچھے ہی نہ لگ جاؤ تو میں ان کافروں کو اتنا عطا فرماتا اتنا عطا فرماتا کہ اُن کے بیٹھنے کے تخت ان کی سیڑھیاں ان کے چھت ان کے دروازے سونے چاندی کے اُن کو دے دیتا اور علاوہ بے بہا دنیا کے عیش و آرام کی چیزیں دے دیتا۔لیکن یہ سب دنیا کی زیب و زینت ہے۔

پھر اللہ جل شانہ ایک اور جگہ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ لوگوں کو پسند آئیں دنیا میں شہوات عورتوں کی۔اور بیٹوں کی اور سونا اور چاندی کے ڈھیر اور نشان لگے گھوڑے (آج کل نشان لگی گاڑیاں) اور مویشی اور کھیتی باڑی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سب دنیا کی زینت کی چیزیں ہیں (اس کی زیب و زینت ہے) اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ آؤ تمہیں ان سب چیزوں سے اچھی بات بتاؤں اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ۔

حضور علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے:

لا عیش الا للعیش الأخرۃ۔
نہیں عیش مگر آخرت کی زندگی کی ہی عیش ہے۔

اور ظاہری طور پر بھی اُس چیز کی کیا حقیقت ہے جس نے ختم ہی ہو جانا ہو۔

میرے دادا جان صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ بہت درویش انسان تھے انہوں نے ساری زندگی اپنے پیر و مرشد خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی چوکھٹ پر گزار دی ایک دفعہ فرمانے لگے کہ ہمارے پیر و مرشد نے ایک دفعہ فرمایا کہ

"وہ بھی کوئی عیش ہے۔جس میں مولیٰ ناراض رہے۔"

Marfat.com

اللہ جل شانہٗ ہمیں اپنی ناراضگی سے بچائے اور ہم سے دونوں جہانوں میں راضی رہے۔
آمین بجاہ نبی کریم رؤوف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا
برحمتك یا ارحم الرٰحمین۔

مورخہ ۳ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ بمطابق ۵ جنوری ۲۰۱۴ء کو آج رات آقا علیہ السلام نے کالی کملی کے رنگ کا ایک بہت ہی لمبا کوٹ مجھے خواب میں بھیجا ہے جس کی خوبصورتی اور لمبائی کو بہت محبت سے دیکھ رہا ہوں اور میری بیوی اُسے اِستری کرتی ہوئی مجھے کہہ رہی ہے کہ تو یہ بہت سستا (یعنی مفت ہی محض اُن کی مہربانی سے) مل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور علیہ السلام کی نوازشوں اور مہربانیوں سے بہرہ ور فرمائے۔

اٰمین ثم اٰمین برحمتك یا ارحم الرٰحمین۔

حضور حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دلربا ادائیں

اللہ رب العزت نے حضور علیہ السلام کو کامل و اکمل بنا کر بھیجا اور ہر ہر لحاظ سے حضور علیہ السلام کی تمام ادائیں قابل تقلید بنائیں اور اللہ رب العزت قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾

(سورۃ احزاب، ۲۱)

یعنی تم کو حضور علیہ السلام کے اسوہ حسنہ کی تقلید لازمی ہے۔ جو کوئی تم میں سے خدا سے ملنے کی اُمید رکھتا ہے۔
یعنی اللہ رب العزت تک پہنچنے کا راستہ صرف اور صرف حضور علیہ السلام کی ہر ہر پہلو میں تقلید ہے۔
زندگی گزارنے کے لیے حضور علیہ السلام کی ذات مبارک بہترین نمونہ ہیں۔
اور اگر حضور علیہ السلام کا ہر ہر امتی حضور علیہ السلام کی پیروی پر چل پڑے۔ تو یہ دنیا جنت کا ایک نمونہ بن جائے۔ اگر ہر ہر آدمی خدا اور اُس کے رسول علیہ السلام پر سچے دل سے ایمان لے آئے اور حضور علیہ السلام کے بتائے ہوئے قرآنی اصولوں کے مطابق اپنی زندگی کو بسر کرنا شروع کر دے۔ تو دُنیا سے یہ سفاکیاں ختم ہو جائیں۔ یہ بے ایمانیاں ختم ہو جائیں۔ یہ بے سکونی جاتی رہے۔ یہ قتل و خون ڈکیتیاں، چوریاں ختم ہو جائیں۔ یہ رشوت اقربا پروری جاتی رہے۔ ہر کوئی ایک دوسرے کے دُکھ درد کا ساتھی بن جائے۔
آج صرف ایمانداری سے لوگ زکوٰۃ ادا کرنا شروع کر دیں۔ اور یہ ایمانداری سے حق داروں پر پہنچنا شروع ہو جائے تو دنیا میں کوئی غریب نہ رہے۔ کوئی بے روزگار نہ رہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

ترجمہ: (اے اللہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں یقیناً ظالموں میں سے ہوں۔

Marfat.com

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۚ﴿۸﴾

ترجمہ: یقیناً انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے اور اس بات پر وہ خود گواہ ہے اور مال کی محبت اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

حضور علیہ السلام کی طبیعت مبارک

حضور علیہ السلام کی طبیعت مزاج مبارک کے متعلق:

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اجود الناس صدرا۔ واصدق الناس بهجة والينهم عريكلة۔ (ترمذی، الجامع الصحیح، جلد:۵، صفحہ:۵۹۹)

حضور علیہ السلام دل کے سب سے بڑھ کر سخی، زبان میں سب سے بڑھ کر سچے اور مزاج کے سب سے بڑھ کر نرم تھے۔

اللہ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کو دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ تو آقا علیہ السلام کے دل میں اپنے امتیوں کے لیے انتہا درجہ کی نرمی اور محبت اور احساس کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجود تھا جس کا احاطہ کرنا از حد مشکل ہے۔ آقا علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر اللہ جل شانہ کے جلال کی جھلک جمال کے اندر سموئی ہوئی تھی۔ اپنی مجلس زندگی میں مساوات کا کامل ترین نمونہ تھے۔ غریبوں اور مسکینوں میں یوں گھل مل جائے کہ ہر شخص بلاخوف وخطر اپنا مدعا بیان کر لیتا۔ مجلس مبارک میں کوئی خاص ممتاز جگہ پسند نہ فرماتے تھے۔ جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ ہر ایک سے حسنِ سلوک سے پیش آتے۔

حضور علیہ السلام کی قرأت مبارک

آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز میں طویل قرأت فرماتے۔ جبکہ دیگر فرائض میں قدرے کم قرأت فرماتے۔ نوافل میں طویل قیام فرماتے۔ خصوصاً رات کے قیام میں۔

حضرت ابووائل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھی۔ حضور علیہ السلام نے طویل قیام فرمایا۔ حتیٰ کہ میں نے بڑا ارادہ کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا کہ کیا بُرا ارادہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیام کی حالت میں چھوڑ کر خود بیٹھ جاؤں۔

حضرت ابوبرزہ اسلمی سے روایت ہے کہ

ان رسول الله ﷺ كان يقرا فى الصلوة الغداة من الستين الى المائة.

(مسلم الصحیح، جلد:۱، صفحہ ۳۳۸، سیرت الرسول، جلد:۱۰، صفحہ ۳۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز میں ساٹھ آیات سے لے کر سو آیات تک تلاوت فرماتے تھے۔

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کانت قراۃ النبی ﷺ باللیل یرفع طورا و یخفض طورا۔

(ابوداؤد السنن جلد:۲،صفحہ ۳۷،کتاب الصلوٰۃ،رقم:۳۲۸)(سیرت الرسول، جلد:۱۰،صفحہ ۳۳۳)

رات کے وقت حضور علیہ السلام کبھی بلند آواز سے قرأت فرماتے تھے اور کبھی آہستہ آواز سے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ کان لا یقرا القران فی اقل ثلاثہ۔ (سیوطی،الجامع الصغیر، جلد:۱،صفحہ ۲۵۳،رقم:۴۳۸)

حضور علیہ السلام تین رات دن سے کم وقت میں قرآن حکیم ختم نہیں فرماتے تھے۔

اندازِ نشست و برخاست

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان النبی ﷺ أو قر الناس فی مجلسہ لا یکادُ یخرُج شیئا من الطرفہ۔

(قاضی عیاض،الشفا، جلد:۱،صفحہ ۸۰)

مجلس میں حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ باوقار ہوتے تھے اور حضور علیہ السلام اطراف (یعنی منہ، ناک وغیرہ) سے کوئی چیز ظاہر نہیں فرماتے تھے۔

کئی دفعہ حضور علیہ السلام مجلس میں دونوں گھٹنے کھڑے فرما کر اُن کے گرد ہاتھوں کو لپیٹ لیتے تھے۔اس حالت میں بیٹھنے کو احتیاء کہتے ہیں۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام کو صحنِ کعبہ میں اس طرح بیٹھے دیکھا۔کبھی کبھی آقا علیہ السلام تکیے کے ساتھ بھی رونق افروز ہوتے تھے۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے حضور علیہ السلام کو ایک تکیے پر ٹیک لگائے دیکھا۔جو بائیں طرف رکھا ہوا تھا۔

حضرت جابر بن مخرمہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام صبح کی نماز کے بعد چارزانو ہو کر بیٹھتے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا۔اس حالت میں بیٹھنے کو تربع کہتے ہیں۔حضرت حنظلہ بن خریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام چارزانو ہو کر بیٹھے ہیں۔

حضرت مخرمہ کی صاحبزادی فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو اپنے پاؤں پر بیٹھے دیکھا۔اس حالت میں بیٹھنے کو قرفصاء کہتے ہیں۔اس حالت میں انسان اپنے پاؤں پر بیٹھتا ہے اور رانوں کو پنڈلیوں سے ملا دیتا ہے۔

آقا علیہ السلام کئی دفعہ کنویں کی منڈیر پر کنویں کے اندر پاؤں لٹکا کر بیٹھ جاتے تھے۔

امام طبرانی، اوسط میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام اعراف میں ٹھہرے۔حضرت

Marfat.com

بلال رضی اللہ عنہ آقا علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ حضور علیہ السلام نے اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا دے۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے عرض کی:

آقا علیہ السلام نے انہیں اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ

یابلال ائذن لہٗ وبشر بالجنۃ۔

اے بلال اُنہیں اندر آنے کی اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سناؤ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے اور حضور علیہ السلام کے ساتھ دائیں طرف کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

یابلال ائذن لہ وبشرہٗ بالجنہ۔

اے بلال اُنہیں اندر آنے کی اور جنت کی خوشخبری دو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے اور حضور علیہ السلام کے بائیں جانب کنویں کی منڈیر پر کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ائذن لہ یابلال وبشرہ بالجنۃ علی بلوٰی تصیبہ۔

کہ انہیں اندر آنے کی اجازت دو اور انہیں جنت کی خوشخبری سناؤ اور اس مصیبت کی بھی جو اُنہیں پہنچے گی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور حضور علیہ السلام کے ساتھ کنویں کی منڈیر پر کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔

حضرت امام احمد، عباد بن تمیم سے اور اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں اِس طرح لیٹے ہوئے دیکھا کہ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا۔

نشست مبارک پر بیٹھے ہوئے اگر آقا علیہ السلام نے اُٹھ کر واپس تشریف لانا ہوتی تھی تو عموماً آقا علیہ السلام انہیں کوئی چیز وغیرہ یا نعلین مبارک چھوڑ جاتے تھے۔ یہ اس بات کی نشان ہوتی تھی کہ آقا علیہ السلام دوبارہ وہاں تشریف لائیں گے۔ اکثر حضور علیہ السلام درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور باقی صحابہ کرام چاروں طرف بیٹھتے تھے۔ دورانِ گفتگو حضور علیہ السلام کبھی ایک طرف متوجہ ہوئے اور کبھی دوسری طرف متوجہ ہوئے تھے۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چونکہ ناواقف اعرابی جب آتے تو حضور علیہ السلام کے متعلق نہ سمجھ پائے تھے کہ کہاں تشریف فرما ہیں (کیوں کہ آقا علیہ السلام صحابہ کرام میں گھل مل جاتے تھے) اس لیے عرض کی گئی کہ آقا علیہ السلام کے لیے ایک تھوڑا سا اونچا تھڑا بنا دیں۔ تاکہ اعرابی آپ علیہ السلام کو آسانی سے پہچان لیں۔ (چنانچہ حضور علیہ السلام کی اجازت سے ایک تھڑا بنا دیا گیا) اور حضور علیہ السلام اس پر تشریف فرما ہوئے اور صحابہ کرام آقا علیہ السلام کے آگے ایک دوسرے کے پیچھے صفیں بنا کر بیٹھ جاتے تھے۔

مجلس کے اختتام پر حضور علیہ السلام یہ دعا فرماتے تھے:

Marfat.com

اللهم اقسم لنا من خشيتك ما يحول بيننا و بين معاصيتيك و من طاعتك ما تبلغنا به جئتك و من اليقين ما يهون علينا مصيبات الدنيا و متعنا با اسماعنا و ابصارنا و قوتنا ما احييتنا واجعلهٗ الوارث منا واجعل ثأرنا على من ظلمنا و انصرنا على من عادانا۔ ولا تجعل مصيبتنا فی ديننا ولا تجعل الدنيا اكبرهمنا ولا مبلغ علمنا ولا تسلط علينا من لّا يرحمنا۔

ترجمہ: اے اللہ ہمیں اپنا وہ خوف عطا فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانیوں کے درمیان رکاوٹ بن جائے اور ہمیں اس اطاعت کی توفیق عطا فرما جس کی وجہ سے تو ہمیں اپنی جنت میں پہنچا دے اور ہمیں ایسی قوت یقین ارزانی فرما جو دنیاوی مصیبتوں کو ہمارے لیے آسان فرما دے۔

جب تک تو ہمیں زندہ رکھے۔ ہماری قوت سماعت، بینائی اور ہماری بدنی طاقت سے ہمیں متمتع فرما اور ہمارا وارث بنا اور جو ہم پر ظلم کرے۔ اس سے تو ہمارا انتقام لے اور جو ہم سے عداوت رکھتے ہیں۔ ان کے خلاف ہماری مدد فرما اور ہماری مصیبت کو ہمارے دین میں نہ بنا اور دنیا کو ہماری سب سے بڑی مصیبت نہ بنا۔ اور یہ کہ ہمارے علم کی رسائی صرف دنیاوی امور تک نہ ہو اور یا اللہ ایسے دشمن کو ہم پر مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کرے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ میں پانی کا لوٹا لیے حضور علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آقا علیہ السلام قضائے حاجت کیے بغیر واپس تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کی کہ کیا وجہ ہے کہ آقا علیہ السلام قضائے حاجت کے بغیر واپس تشریف لے آئے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ جلدی اس لیے کی ہے کہ فرشتہ میرے پاس یہ پیغام (خوشخبری) لے کر آیا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾

ترجمہ: اور جو شخص برا کام کر بیٹھے یا ظلم کرے اپنے آپ پر۔ پھر مغفرت مانگے اللہ تعالیٰ سے وہ پائے گا اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا۔

اور یہ کہ اِس سے پہلے جو آیت شریف نازل ہوئی تھی جس سے کہ میرے صحابہ بڑے افسردہ تھے۔

من يعمل سوءً يجز به۔

ترجمہ: جو آدمی گناہ کرے گا۔ اس کی اُسے جزا دی جائے گی۔

اِس آیت شریف کے اُترنے سے صحابہ پاس اکرام بڑے افسردہ تھے۔ تو میں نے چاہا کہ اُن کو جلد خوشخبری دے دوں اور میں قضائے حاجت کیے بغیر ہی واپس آ گیا۔

حضرت ابو درداء نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ سارے گناہ معاف کر دے گا؟ خواہ اس نے زنا کیا ہو یا

Marfat.com

چوری کی ہو۔حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ہاں چاہے اس نے زنا کیا ہو یا چوری کی ہو۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف کر دے گا۔
انہوں نے پھر عرض کی:

وان زنا و سرق استغفر غفر لہٗ۔

حضور علیہ السلام نے پھر فرمایا: ہاں۔انہوں نے پھر تیسری بار یہی عرض کی۔حضور علیہ السلام نے پھر فرمایا:

نعم علیٰ رغم انف عویمر۔

بیشک اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔خواہ عویمر کی ناک ہی کیوں نہ خاک آلود ہو۔(ضیا النبی ۵/ ۵۲۳)

اور جب حضور علیہ السلام نے مجلس برخاست فرمانی ہوتی تھی تو یہ دعا بھی مانگتے تھے۔

سبحٰنك اللھم و بحمدك اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرك و اتوب الیك۔

ترجمہ: اے اللہ تو پاک ہے (ہر شریک اور ہر عیب سے) اور ہم تیری حمد کرتے ہیں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے بغیر اور کوئی معبود نہیں۔میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں۔

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کلمات مجھے جبرئیل علیہ السلام نے سکھائے ہین اور مجلس میں وقوع پذیر ہونے والی ساری خطاؤں کا کفارہ ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہیں کہ آقا علیہ السلام یہ الفاظ بھی ادا فرماتے تھے:

سبحانك اللھم و بحمدك لا الٰہ الا انت استغفرك و اتوب الیك۔

اے اللہ تیری ذات پاک ہے اور ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تیری جناب میں معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

حضور علیہ السلام کا چلنا۔پھرنا اور ٹھہرنا

حضور علیہ السلام جب چلتے تو پورے زور کے ساتھ جما کر قدم رکھتے اور اس میں کوئی سستی وغیرہ نہ ہوتی تھی۔اور یوں چلتے جیسے بلندی سے نیچے اُتر رہے ہوں اور ساتھ والے حضور علیہ السلام سے پیچھے رہ جاتے۔اور زمین حضور علیہ السلام کے قدموں کے نیچے لپٹی جاتی تھی۔

حضور علیہ السلام کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلتے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق ایک دفعہ وہ باہر سے گھر آئیں۔اس وقت حضور علیہ السلام نماز ادا فرما رہے تھے۔دروازہ بند تھا۔میں نے دروازہ کھولنے کی التجا کی۔حضور علیہ السلام نے دورانِ نماز آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور پھر اُلٹے پاؤں مصلے پر پہنچ کر باقی نماز مکمل فرمائی۔

کسی وقت چلتے چلتے حضور علیہ السلام اپنے کسی صحابی کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے۔حضور علیہ السلام نے ایک دفعہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا

Marfat.com

اور چلتے رہے اور فرمایا کہ ابوذر ہمارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے۔ اس پر وہی چڑھ سکیں گے۔ جن کے کندھوں پر گناہوں کا بوجھ ہلکا ہوگا۔

ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے حضرت بریدہ اسلمی کا ہاتھ پکڑا اور دور تک چلتے رہے۔

ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوامامہ کا ہاتھ پکڑا اور چلتے ہوئے فرمایا کہ بعض ایسے اہل ایمان ہیں۔ جن کے لیے میرا دل بہت نرم ہوتا ہے۔ (سبل الہدیٰ ۷/ ۲۵۲)

استراحت فرمانا

حضور علیہ السلام نرم وگداز بستر کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ آقا علیہ السلام کئی دفعہ بغیر بستر کے بھی کھجور کی بنی چارپائی پر لیٹ جاتے تھے۔ اور کھجور کی چارپائی کے نشانات جسم اطہر پر پڑ جاتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام جس بستر پر استراحت فرماتے تھے وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کے پتوں کو بھرا گیا تھا۔

ایک دفعہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے لیے بستر مبارک کی چار تہیں فرما دیں۔ تاکہ آپ آرام فرما سکیں۔ صبح حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ رات کو میرے لیے کیسا بستر بچھایا تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ علیہ السلام کے آرام کے لیے بستر کی چار تہیں مروی تھیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ردوہ لحالتہ الاولی فانہ منعتی وطاتہ صلوتی اللیلۃ۔ (ترمذی، الشمائل المحمدیہ، جلد:۱، صفحہ ۲۷۰، رقم:۳۳۰)

ترجمہ: بستر کو پہلی حالت پر ہی رہنے دو۔ کیونکہ اس کی نرمی میری تہجد کی نماز میں رکاوٹ کا باعث بنی ہے۔

حضور علیہ السلام سوتے وقت قل شریف اور معوذات تین دفعہ پڑھ کر ہاتھوں پر دم فرماتے اور سر مبارک سے شروع فرما کر پورے جسم مبارک پر ہاتھ پھیر لیتے۔

بستر پر لیٹتے وقت حضور علیہ السلام فرماتے۔ یا اللہ تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ رہوں گا۔ (یعنی سو کر اٹھوں گا) اور جب سو کر جاگتے تو یہ دعا فرماتے۔ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ جس نے موت کے بعد زندگی عطا فرمائی اور اسی پاک ذات کی طرف لوٹنا ہے۔

سفر مبارک

حضور علیہ السلام سفر مبارک پر جانے کے لیے پیر یا جمعرات کو پسند فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب ان یسامز یوم الاثنین والخمیس۔

Marfat.com

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کو سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔

اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کان النبی ﷺ یستحب یوم الخمیس ان یسافر فیه۔

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔

اونٹ پر سوار ہونے سے پہلے آقا علیہ السلام تین بار تکبیر بلند فرماتے پھر یہ دعا پڑھتے:

سبحان الذی سخر لنا هذا وما کنا له مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون۔

(ابن جوزی الوفا زاد العماد ۶۸۱ رقم ۱۳۳۱، طبرانی، المعجم الکبیر ۲۳، ۲۵۹-۲۶۰ رقم: ۵۴۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ سفر پر روانگی سے پہلے آقا علیہ السلام فرماتے تھے:

اللهم انت الصاحب فی السفر والخلیفة فی الاهل۔ اللهم انی اعوذبك من الصنبة فی السفر، والکآبة فی المنقلب، اللهم اقبض لنا الارض، وهون علینا السفر۔

(احمد بن حنبل، المسند، جلد: ۱، صفحہ ۲۹۹-۳۰۰، سیرت الرسول، جلد: ۱۰، صفحہ ۳۵۰)

ترجمہ: اے اللہ تو ہی سفر میں میرا رفیق اور مصاحب ہے اور قائم مقام ہے۔ میرے گھر میں۔ یا اللہ میں اپنے تمام ماتحتوں کو تیری پناہ میں دیتا ہوں اور واپسی پر غم و پریشان ہونے سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ ہمارے لیے زمین کو لپیٹ دے اور سفر کو آسان فرما دے۔

سفر کے دوران اگر آرام فرمانے کے لیے زیادہ وقت ہوتا تو سو جاتے تھے۔ لیکن اگر وقت قلیل ہوتا تو دست اقدس پر ٹیک لگا کر تھوڑی دیر آرام فرما لیتے تھے۔ آقا علیہ السلام دوران سفر جب کسی بلند ٹیلے پر چڑھتے تو اللہ اکبر فرماتے اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ فرماتے تھے۔

دوران سفر کئی دفعہ جان بوجھ کر پیچھے رہ جاتے تھے تاکہ اگر کوئی کمزور آدمی پیچھے ہو تو اسے اپنے ساتھ سوار فرما لیں۔

زیادہ بھیڑ میں آہستہ چلتے اور جب کھلی جگہ آتی تو اپنی سواری کو نص کی چال چلاتے جو آہستہ سے تیز ہوتی تھی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ ہم سفر تھے کہ ایک سوار اپنے اونٹ پر آیا اور اپنے اونٹ کو کبھی دائیں کرتا اور کبھی بائیں کرتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس اپنی سواری سے زائد سواری کا جانور ہو تو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری کا جانور نہیں ہے اور جس شخص کے پاس اپنی ضرورت سے زائد زاد سفر ہو تو وہ دوسرے اس شخص کو دے دے جس کے پاس زاد سفر نہیں۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام نے مال کی کئی اصناف کا ذکر فرمایا جس سے ہمیں یہ نظر آنے لگا کہ ہمارے پاس ضرورت سے زائد جو چیز بھی ہو اس پر ہمارا کوئی حق نہیں۔ یعنی اس زائد چیز کو ضرورت مند کو دے دینا چاہیے۔

Marfat.com

دورانِ سفر کسی آبادی سے گزر ہوتا تو اس میں داخل ہونے سے پہلے تین دفعہ فرماتے کہ اے اللہ ہمیں اس گاؤں میں برکت عطا فرما۔

اے اللہ! ہمیں اس کے باغوں کے چُنے ہوئے پھل عطا فرما۔ یہاں کے باشندوں میں ہماری محبت پیدا فرما اور ان کے نیک بندوں کو تو اپنی محبت کی دولت سے مالا مال فرمادے۔

اور یہ بھی فرماتے کہ اے اللہ تو ہمیں اس میں امن عطا فرما۔

دوران سفر اگر رات ہو جاتی تو اس رات کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے پناہ طلب فرماتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق اثنائے سفر جب آقا علیہ السلام صبح کی نماز ادا فرماتے تو اس کے بعد پیدل چلتے اور جب اثنائے سفر رات آجاتی تو حضور علیہ السلام فرماتے:

یا ارض ربی وربك الله اعوذبالله من شرك وشر مافيك وشر ماخلق فيه وشر ماذابّ عليك۔ اعوذبالله من شر كل اسدواسواد وحية وعقرب ومن شر ساكن البلد ومن والد وماولد۔

ترجمہ: اے زمین میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے میں تیرے شر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں اور جو چیز تیرے اندر ہے۔ اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور وہ چیز جو تجھ پر رینگتی ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور شیر سے اور ہر سیاہ رنگ والی چیز سے، سانپ سے اور بچھو سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور اس شہر کے باشندوں کے شر سے اور ہر والد اور اس کی اولاد کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

حضور علیہ السلام اثنائے سفر رات کے وقت قیام فرمانا چاہتے تو دائیں پہلو سو جاتے تھے اور اگر صبح کی نماز کا وقت قریب ہوتا تو حضور علیہ السلام اپنے دونوں بازو کھڑے کر دیتے اور سر مبارک اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر رکھ کر تھوڑی دیر آرام فرمالیتے تھے۔

اور سفر سے واپسی پر جب مدینہ طیبہ نظر آتا تو فرماتے تھے:

آئبون تائبون عابدون راكعون ساجدون لربنا حامدون۔

ترجمہ: ہم سفر سے واپس لوٹے توبہ کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتے ہوئے اس کو رکوع کرتے ہوئے اور اس کو سجدہ کرتے ہوئے اور اپنے پروردگار کی حمد کرتے ہوئے۔

واپسی پر حضور علیہ السلام کا استقبال کرنے کے لیے آئے ہوئے لوگوں میں سے ان کے بچوں کو اپنے آگے پیچھے حضور علیہ السلام اور دوسرے لوگ بھی سوار فرمالیتے تھے۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواریاں

گھوڑے مبارک:

حضور علیہ السلام کے گھوڑوں کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔اسکب:

یہ بڑا تیز رفتار تھا۔اس لیے اس کو اسکب کہتے تھے۔اسی گھوڑے پر سوار ہو کر حضور علیہ السلام نے جنگ احد میں شرکت فرمائی۔اس کا رنگ کمیت بیان کیا گیا ہے۔البتہ ابن کثیر نے اس کا رنگ مشکی بیان کیا ہے۔حضور علیہ السلام نے یہ گھوڑا بنی خزارہ کے ایک آدمی سے خریدا تھا اور دس اوقیہ چاندی اس کی قیمت ادا فرمائی تھی۔یہ گھوڑا پنج کلاں تھا یعنی اس کی پیشانی پر بھی سفید نشان تھا۔اور اس کے چاروں پاؤں بھی سفید تھے۔

۲۔سبحہ:

حضور علیہ السلام نے یہ گھوڑا بنی جہنیہ کے ایک اعرابی سے خریدا تھا۔یہ بھی بہت تیز رفتار تھا۔حضور علیہ السلام اس پر سوار ہو کر گھوڑوں کی دوڑ میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔اور یہ گھوڑا سب سے سبقت لے جایا کرتا تھا۔یہ سرخ رنگ کا تھا۔حضور علیہ السلام نے اس کی قیمت دس اونٹ اس کے مالک کو دی تھی۔

۳۔لزاز:

یہ گھوڑا مقوقس شاہ مصر نے حضور علیہ السلام کو بطور ہدیہ بھیجا تھا۔حضور علیہ السلام اکثر غزوات میں اس پر شرکت فرمایا کرتے تھے۔

۴۔الطرب:

حضور علیہ السلام کو یہ گھوڑا شام کے علاقے بلقاء سے فروہ بن عمرو نے بطور تحفہ بھیجا تھا۔

۵۔الورد:

حضور علیہ السلام کو یہ گھوڑا حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ہدیہ دیا تھا۔حضور علیہ السلام نے اس کو بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا۔

Marfat.com

۶۔لحیف:

مالک اپنے باپ اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہماری حویلی کے باغ میں حضور علیہ السلام کا یہ لحیف نامی گھوڑا تھا جس کی بڑی دم زمین کو ڈھانپ لیتی تھی۔ایک روایت کے مطابق حضور علیہ السلام کے گھوڑے لزاز۔الطرب اور لحیف اس حویلی میں ہوتے تھے۔

۷۔مرتجز:

مرتجز کا معنی ہنہنانے والا ہے۔اس کے ہنہنانے کی آواز بڑی دلکش تھی۔حضور علیہ السلام نے یہ گھوڑا ایک اعرابی سے خریدا تھا۔ابھی گھوڑا قبضے میں نہیں لیا تھا کہ وہ اعرابی انکاری ہوگیا تو حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے حق میں گواہی دی۔

اونٹ مبارک

۱۔غضبا:

حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد فراق میں اس اونٹنی نے کھانا پینا چھوڑ دیا حتیٰ کہ یہ وفات پا گئی۔آقا علیہ السلام اکثر اس پر سواری فرماتے تھے۔

۲۔قصواء:

حضور علیہ السلام اس پر سوار ہو کر فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تھے۔

۳۔جدعا:

اس پر بھی آقا علیہ السلام اکثر و بیشتر سوار ہوا کرتے تھے۔

خچر مبارک

۱۔شہباء

اس کو دلدل کے نام سے پکارا جاتا تھا۔حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے اس کو حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں ہدیہ بھیجا تھا۔ مدینہ منورہ میں آقا علیہ السلام اس پر اکثر سواری فرمایا کرتے تھے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے بعد اس پر سواری فرمایا

Marfat.com

کرتے تھے۔اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر سوار ہو کر خوارج کے خلاف جنگیں لڑیں۔اس کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس پر سواری فرمائی۔

۲۔فضہ:

حضور علیہ السلام کو یہ خچر حضرت فروہ بن عمرو جذامی نے ہدیہ پیش کیا تھا۔حضور علیہ السلام نے اس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادیا۔

اس کے علاوہ نجاشی نے حبشی سے ایک خچر اور ایک خچر زمتہ الجندل سے اور ایک خچر کسری شاہ ایران نے بھی ہدیتاً حضور علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں مختلف اوقات میں پیش کیے تھے۔

درازگوش مبارک

۱۔عفیر:

یہ درازگوش حضور علیہ السلام کو شاہ مقوقس نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اس کا نام عفیر تھا اور اس پر انبیاء علیہ السلام سواری فرماتے رہے۔

۲۔یعفور:

حضرت زامل بن عمرو کے مطابق حضور علیہ السلام کے اس درازگوش کا نام یعفور تھا اور اسے فروہ بن عمرو جذامی نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں پیش کیا تھا۔حضور علیہ السلام کے وصال کے دن اس درازگوش (گدھے) نے کنویں میں چھلانگ لگا کر اپنی زندگی ختم کرلی تھی۔

۳۔حمار (درازگوش):

ایک حمار (درازگوش) حضور علیہ السلام کو حضرت سحر بن عبادہ نے پیش کیا تھا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ۷/ ۴۰۵) (سیرت الرسول ڈاکٹر طاہر القادری ۱۰/ ۳۵۴)

حضور علیہ السلام ہادیٔ کائنات وانس وجان کے آداب خورد ونوش

آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر کھانا شروع فرماتے تھے اور جب پہلا لقمہ منہ میں ڈالتے

Marfat.com

تو واسع المغفرۃ یعنی اے وسیع اور کشادہ مغفرت والے فرماتے تھے۔حضور علیہ السلام اپنے گھٹنوں پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے۔جس طرح ایک بندہ اپنے مالک کے سامنے بیٹھتا ہے۔آقا علیہ السلام ایک دفعہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر بکری کا گوشت تناول فرمارہے تھے۔جبکہ وہ خدمت عالیہ میں پیش کی گئی تھی کہ ایک اعرابی آیا۔اس نے آقا علیہ السلام کو اس طرح گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کھاتے دیکھا تو کہنے لگا:

ماھذا الجلس۔

بیٹھنے کی یہ کون سی صورت ہے۔

آقا علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے عاجزی والا بندہ بنایا ہے اور مجھے جابر اور متکبر نہیں بنایا ہے۔

کبھی کبھی کوئی قلیل چیز حضور علیہ السلام تکیہ لگا کر بھی تناول فرمالیا کرتے تھے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق ایک دفعہ حضور علیہ السلام کو کھجور پیش کی گئی۔حضور علیہ السلام اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔آقا علیہ السلام نے اسی حالت میں اس کھجور کو کھایا۔

حضور علیہ السلام کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے تھے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے نزدیک زیادہ برکت والا کھانا وہ ہے جس کے دسترخوان پر زیادہ ہاتھ ہوں۔حضور علیہ السلام تین انگلیوں سے اپنے آگے سے کھانا کھاتے تھے اور درمیان کی چوٹی کو رہنے دیتے تھے صحابہ کرام کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے کہ درمیان میں برکت گرتی رہتی ہے اور دائیں ہاتھ سے کھانا تناول فرماتے تھے۔کیونکہ آقا علیہ السلام کے فرمان کے مطابق شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام نے بائیں ہاتھ سے کھانے پینے اور ایک جوتا پہن کر چلنے اور صرف ایک چادر اوڑھنے کی احتباء کی صورت میں بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔(کہ اس سے برہنہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام لین دین بھی دائیں ہاتھ سے کرنے کا فرماتے تھے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے لین دین کرتا ہے۔

امام بخاری عمرو بن امیہ سے وہ امیہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام بکری کے کندھے سے چھری سے گوشت کاٹ رہے تھے کہ نماز کی اقامت ہوئی۔حضور علیہ السلام نے اس بکری اور چھری کو رکھ دیا اور نماز ادا فرمائی۔

حضور علیہ السلام نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ دسترخوان اٹھانے سے پہلے آدمی کھانا چھوڑ کر اٹھ جائے۔

یعنی جب تک دوسرے لوگ بھی کھانے کو بس نہ کردیں۔وہ اپنا ہاتھ نہ اٹھائے کیونکہ اس سے دوسرے خجالت محسوس کرتے ہیں اور ابھی ان کی طلب باقی ہوتی ہے۔لیکن وہ اس کو دیکھ کر خود بھی ہاتھ اٹھالیتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کسی کھانے کی مذمت نہیں فرماتے تھے۔دل چاہتا تو کھالیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہ روایت فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے پاس کھانا آیا ہم نے عرض کی کہ ہمیں طلب نہیں۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ لاتجمعن کذ باوجوعا۔یعنی جھوٹ اور بھوک کو جمع نہ کرو۔

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور سرور کائنات علیہ السلام نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا اور اس پیالے میں ڈال دیا جس میں سے آقا علیہ السلام تناول فرما رہے تھے اور فرمایا:

کل ثقة باللہ وتوکلا علیہ

ترجمہ: اللہ پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔

کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد حضور علیہ السلام اپنے ہاتھ مبارک دھوتے تھے اور کھانا کھانے کے بعد دعا فرماتے تھے:

الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلین۔

کبھی کبھار حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر بھی چلتے پھرتے کھایا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ حضور علیہ السلام تازہ کھجوریں بھی تناول فرما رہے تھے اور چل پھر بھی رہے تھے اور میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔ (ضیا النبی جلد ۵ ر ۵۳۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام کبھی کھڑے ہو کر اور کبھی بیٹھ کر تناول فرماتے اور دائیں بائیں آتے جاتے۔ (یہ کبھی کبھار واقعات امت کی آسانیوں کے لیے تھے۔ عموماً حضور علیہ السلام بیٹھ کر تناول فرماتے تھے۔)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس خدائے پاک کے لیے ہیں جس نے کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان پیدا فرمایا۔

اور یہ دعا بھی روایت میں آتی ہے:

اللھم اطعمت اسقیت و اغنیت و اقنیت و ھدیت و احیت فلك الحمد علی ما اعطیت۔

ترجمہ: اے اللہ تو نے ہی مجھے کھانا کھلایا تو نے ہی مجھے پانی پلایا تو نے ہی مجھے غنی کیا تو نے ہی (مال) کو میرے پس انداز رکھا۔ تو نے ہی ہدایت دی اور تو نے ہی زندگی بخشی پس تو نے ہی جو انعامات مجھ پر کیے ہیں۔ میں ان کے لیے تیری حمد کرتا ہوں۔

آقا علیہ السلام نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر کو زینت بخشی۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کو روٹی اور زیتون پیش کیا۔ حضور علیہ السلام نے انہیں دعا دی۔

افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار و صلت علیکم الملائکة۔

ترجمہ: روزے دار تمہارے پاس افطار کریں نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لیے دعا کریں۔

حضور علیہ السلام کھانا کھانے کے بعد کبھی اپنے میزبان کے لیے یوں بھی دعا فرماتے تھے:

اللھم بارك لھم فیما رزقتھم واغفر لھم وارحمھم۔

Marfat.com

یا اللہ ان کے رزق میں برکت ڈال ان کے گناہوں کو معاف فرما اور ان پر رحم فرما۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ روٹی کی عزت کیا کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک فعہ حضور علیہ السلام حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔ازواج مطہرات سے پردہ کا حکم فرمایا اور کھانے کی کسی چیز کے متعلق پوچھا۔جو کی تین روٹیاں پیش کی گئیں۔حضور علیہ السلام نے ایک روٹی مجھے اور ایک اپنے آگے رکھی اور تیسری روٹی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ میرے آگے اور ایک حصہ اپنے آگے رکھا۔(سبل الہدیٰ، جلد:۷، صفحہ ۶۵ تا ۸۶، ضیاء النبی جلد:۵، صفحہ ۵۲۸، ۵۳۸)

مرغوب گوشت

حضور علیہ السلام بکری کے گوشت میں اس کے بازو کے حصہ کو پسند فرماتے تھے۔کسی نے بریرہ لونڈی کو صدقہ میں گائے کا گوشت بھیجا۔انہوں نے یہ گوشت حضور علیہ السلام کو بھیجا۔حضور علیہ السلام نے اسے قبول فرمایا۔عرض کی گئی کہ یہ گوشت بریرہ کو صدقہ بھیجا گیا تھا۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بریرہ کے لیے یہ صدقہ تھا اور ہمارے لیے جب اس نے بھیجا تو اس کی طرف سے ہدیہ ہے۔

امام بخاری حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایات کرتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی اور اس درزی نے جو کی روٹی خشک گوشت اور کدو کا شوربا پیش کیا۔

حضور علیہ السلام بکری کا گوشت کبھی کبھی بھون کر بھی نوش فرمایا کرتے تھے۔

حضور علیہ السلام نے اونٹ کا گوشت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کے موقع پر تناول فرمایا اور حضور علیہ السلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گوشت کا شوربا بھی پیا۔

ایک غزوہ سے مسلمان واپس حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آقا علیہ السلام کے لیے سمندر کی مچھلی کا گوشت لائے۔آقا علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق امہات المومنین انہیں بھیجتیں وہ مکڑی پکڑ کر لاتے۔امہات المومنین رضی اللہ عنہن اسے بھون کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھیجتیں آقا علیہ السلام اسے تناول فرماتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق حضور علیہ السلام جب کسی مرغی کے کھانے کا ارادہ فرماتے تو پہلے اسے چند دن باندھے رکھتے پھر اسے ذبح کر کے اس کا گوشت تناول فرماتے تھے۔

حضرت عدی حضور علیہ السلام کے آزاد کردہ ایک غلام کی روایت کے مطابق انہوں نے سرخاب پرندے کا گوشت حضور علیہ السلام کی معیت میں تناول کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مرالظہران میں ایک خرگوش کی ران حضور علیہ السلام کو پیش کی۔حضور علیہ السلام

Marfat.com

نے اسے تناول فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق ایک دفعہ حضور علیہ السلام کو ایک خرگوش بطور ہدیہ پیش کیا گیا وہ اس وقت سو رہی تھیں۔ حضور علیہ السلام نے ایک ران میرے لیے رکھ دی۔ جب میں جاگی تو حضور علیہ السلام نے مجھے دیا اور میں نے اسے کھایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک بھنا ہوا چکور پیش کیا گیا۔ حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی الٰہی ایسے شخص کو بھیج دے جو مخلوق میں سے تجھے بہت زیادہ محبوب ہو۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ حضور علیہ السلام نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تناول فرمایا۔

ایک دفعہ عمرہ کے لیے جاتے ہوئے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ جنہوں نے ابھی احرام نہیں باندھا تھا۔ مدینہ اور مکہ کے درمیان ایک جنگلی حمار کو شکار کیا اور اس کا گوشت حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا۔

ایک دفعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں دماغ کو پکا کر تھالی میں پیش کیا۔ آقا علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا اور حضرت سعد بن عبادہ کو دعائیں دیں۔ (سیرت الرسول ۱۰/ ۳۶۷۔ از علامہ طاہر القادری)

مرغوب حلویات

حضور علیہ السلام اہتمام سے کوئی کھانا نہیں پکواتے تھے بلکہ جو میسر آجاتا یا حاضر خدمت ہو جاتا اسے تناول فرما لیتے تھے اور آقا علیہ السلام کسی کھانے کی مذمت بھی نہیں فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا روایت فرماتے ہیں وہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں طفیشل حلوے کی ایک قسم پیش کی گئی۔ حضور علیہ السلام اِسے بہت رغبت سے تناول فرماتے تھے۔ اس لیے اکثر حضور علیہ السلام کے لیے یہ حلوہ تیار کیا جاتا تھا۔

علاوہ ہریسہ کو بھی پسند فرماتے تھے۔ خاص آقا علیہ السلام جب پچھنے لگواتے تو آقا علیہ السلام کے لیے یہ ہریسہ تیار کیا جاتا تھا۔ ہریسہ گندم کے دانوں کو کوٹ کر گوشت میں ملا کر پکایا جاتا ہے۔ عموماً رات کے وقت کھانے میں حضور علیہ السلام کے ساتھ پانچ یا دس آدمی کھانے میں دسترخوان پر شرکت کرتے تھے۔ حضرت سعد بن عبادہ اکثر رات کے وقت اسے حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں بھیجا کرتے تھے۔ جیس، حلوہ، کھجور، پنیر اور گھی کو ملا کر پکایا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق ایک دفعہ کسی صحابی کی طرف سے حیس حلوہ آیا اور صبح اسے حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے نفلی روزے کی نیت کی تھی۔ لیکن میں اسے توڑ رہا ہوں۔ پھر حضور علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا اور پھر فرمایا کہ نفلی روزے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اپنے مال سے نفلی صدقہ نکالے۔ پھر اسے چاہے تو مستحقین میں تقسیم کر دے اور چاہے تو اپنے پاس رکھ لے۔

وطیبہ ایک قسم کا حلوہ ہے جسے کھجور کی گٹھلی نکال کر دودھ کے ساتھ گوندھ کر پکایا جاتا ہے۔ ایک دفعہ حضور علیہ السلام حضرت عبداللہ

Marfat.com

بن بسر کے باپ کے ہاں آ کر ٹھہرے انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں یہ حلوہ پیش کیا۔ آقا علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا۔

جثیشہ یا وثیشہ بھی ایک قسم کا حلوہ ہے۔ اس میں گندم کو موٹا موٹا پیس کر پکایا جاتا ہی اور بعد میں اس میں کھجور اور گوشت کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں جب کہ آقا علیہ السلام ان کے گھر میں ان کی نماز کے لیے جگہ پر برکت کے لیے نماز پڑھنے تشریف لائے تھے تو خریرہ پیش کیا۔ ان کی نظر کمزور ہوگئی تھی اور دور مسجد میں جاتے ہوئے انہیں دشواری پیش ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ حضور علیہ السلام نے بھیدہ حلوہ جو کہ آتے سے تیار ہوتا ہی وہ بھی تناول فرمایا۔

علاوہ آقا علیہ السلام ثرید بھی بہت شوق سے تناول فرماتے تھے اور فرمایا کہ ثرید کو دوسرے کھانوں پر اس طرح فوقیت حاصل ہے جس طرح مجھے دوسرے انبیاء اکرام علیہ السلام پر فوقیت حاصل ہے۔

امام داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں فتح مکہ کے دوران پنیر پیش کیا گیا۔ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کس ملک میں بنایا گیا ہے؟ عرض کی گئی کہ یہ ملک فارس میں بنایا گیا ہے۔

نحن نری ان یجعل فیھا میتۃ۔

اور ہمارے خیال میں اس کے بنانے کے وقت کسی مُردار چیز کو (چربی وغیرہ) کو اس میں شامل کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ضغوا فیھا السکین واذکرو فیھا اسم اللہ تعالیٰ و کلو۔

اس میں چھری چلا دو اللہ کا نام لو اور کھاؤ۔

اور روایت کے مطابق اس کے علاوہ حضور علیہ السلام ایک کھانا تناول فرمایا جس میں گھی اور چربی بہت زیادہ تھی۔ ایک دفعہ روٹی اور پگھلی چربی نوش فرمائی اور مکھن اور کھجور بھی حضور علیہ السلام نوش فرماتے تھے جو کہ آقا علیہ السلام کو بہت پسند تھی اور دودھ اور کھجور بھی تناول فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ دو پاکیزہ چیزیں ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام کو حلوہ اور شہد بہت پسند تھا۔

حضرت عبداللہ بن علی رضی اللہ عنہ اپنی دادی سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو جو کی روٹی اور اس کا سالن یعنی اس کے اوپر زیتون کا تیل لگا کر اور روٹی پر تھوڑی تھوڑی کالی مرچ لگا کر کھانا بہت پسند تھا۔

اس کے علاوہ شہد گھی اور گندم کے آٹے سے ایک حلوہ جسے خبص کہتے ہیں حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پیش کیا اور عرض کی کہ یہ ملک عجم میں بنایا جاتا ہی۔ حضور علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا۔

اس کے علاوہ حضور علیہ السلام سرکہ کے ساتھ بھی روٹی تناول فرمالیتے تھے اور فرماتے تھے:

Marfat.com

نعم الارم انحل نعم الارم انحل۔

بہترین سالن سرکہ ہے۔بہترین سالن سرکہ ہے۔

امام ترمذی حضرت ہانی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس گھر میں سرکہ ہے۔اس گھر کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہاں کوئی سالن نہیں ہے۔

حضور علیہ السلام ستو بھی شوق سے تناول فرماتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام ایک گدھی پر حضرت سحر بن معاذ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔انہوں نے حضور علیہ السلام کو کھجور اور تل کی کھل اور ایک پیالہ دودھ پیش کیا۔حضور علیہ السلام نے تمام چیزیں تناول فرمائیں اور انہیں دعائے خیر سے نوازا۔

(سبل الہدیٰ ۷/ ۳۰۶ تا ۳۰۲)

حضور علیہ السلام کے پسندیدہ پھل

آقا علیہ السلام کو کھجور بہت پسند تھی۔حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب کھجور کا پہلا پھل گرے تو مجھے مبارک باد دیا کرو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس گھر میں کھجور نہ ہو اس کے رہنے والے بھوکے رہتے ہیں اور جس گھر میں سرکہ نہ ہو سالن سے محروم ہے اور جس گھر میں چھوٹا بچہ نہ ہو۔اس میں برکت نہیں اور فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے برکت والا ہو اور میں تم سب سے زیادہ اپنے اہل خانہ کے لیے خیر و برکت والا ہوں۔

امیہ بن زید العبس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام کو پھلوں سے تربوز اور انگور بہت پسند تھے۔حضور علیہ السلام نے انجیر بھی نوش فرمائی اور فرمایا کہ اگر میں یہ کہتا کہ اسے جنت سے نازل کیا گیا ہے تو انجیر کے متعلق کہتا اور یہ بواسیر کو ختم کرتا ہے۔اور نقرس پاؤن کے انگوٹھے کے درد کو دور کرتا ہے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں کشمش پیش کی۔حضور علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا اور انہیں دعاؤں سے نوازا۔

حضور علیہ السلام نے بہی دانہ (سفرجل) کو بھی تناول فرمایا اور فرمایا کہ اسے کھاؤ یہ دل کو صاف کرتا ہے اور سینہ کی گھٹن کو دور کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق عرفہ کے دن حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں انار پیش کیا گیا۔حضور علیہ السلام نے اسے تناول فرمایا۔حضرت براء بن عازب کے مطابق ایک دفعہ حضور علیہ السلام کے آگے شہتوت پیش کیا گیا۔حضور علیہ السلام نے پیلو کا پھل بھی تناول فرمایا۔حضور علیہ السلام اس وقت بکریاں چراتے تھے اور فرمایا کہ لال پھل توڑو۔یہ بہت لذیذ ہوتا ہے اور فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔حضور علیہ السلام نے سونٹھ اور فستق (پستہ) بھی تناول فرمایا۔

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام خربوزے اور کھجور کو ملا کر تناول فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک کی گرمی دوسرے کی ٹھنڈک کو دور کرتی ہے علاوہ حضور علیہ السلام کھیرا اور ککڑی (تر) بھی نمک لگا کر تناول فرماتے تھے۔

(ضیاالنبی ۵/ ۵۵۳)

حضور علیہ السلام کی پسندیدہ اور ناپسندیہ سبزیاں

پسندیدہ چیزیں

حضور علیہ السلام کو کدو کی سبزی بہت پسند تھی۔ حضور علیہ السلام کچے پیاز کو ناپسند فرماتے تھے کہ اس میں بدبو ہوتی ہے۔ علاوہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ

"میں اس لیے کچا پیاز نہیں کھاتا کہ مجھ پر فرشتے اترتے ہیں۔ تم کھاؤ کہ یہ خون صاف کرتا ہے اور اولاد صالح پیدا کرتا ہے۔"

حضور علیہ السلام پکا ہوا پیاز تناول فرمالیا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سالن پکاؤ تو کدو زیادہ ڈالا کرو کیونکہ یہ غمزدہ دل کو تقویت دیتا ہے۔

ناپسندیدہ چیزیں:

حضور علیہ السلام کو بکرے کی سات چیزیں ناپسند تھیں۔ پتہ مثانہ، حیاء، ذکر، اِنثین، غدود، خون، گردے۔

حضور علیہ السلام کو اِن پرندوں اور جانوروں کا گوشت ناپسند تھا جو مردار کھاتے ہیں۔

(سبل الہدی جلد: ۷۔ صفحہ: ۳۳۸، ضیاء النبی جلد: ۵، صفحہ: ۵۴۷۔ ۵۵۷)

پسندیدہ شرینی

عن عائشہ کان النبی ﷺ یحب الحلواء والحسل۔

(سیوطی۔ الجامع الصغیر، ۱۔ ۲۹۳، رقم: ۵۳۳، سیرت الرسول ۱۰۔ ۳۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کو میٹھا اور شہد بہت پسند تھا۔

پانی کھڑے یا بیٹھ کر پینا

حضور علیہ السلام عموماً بیٹھ کر پانی پیتے تھے۔ لیکن کبھی کبھی کھڑے ہو کر بھی خاص کر زم زم کا پانی آقا علیہ السالم نے کھڑے ہو کر بھی پیا ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پانی کھڑے ہو کر اس لیے پیتا ہوں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو کھڑے ہو کر پیتے دیکھا ہے اور میں پانی بیٹھ کر اس لیے پیتا ہوں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو پانی بیٹھ کر پیتے دیکھا ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

رایت رسول اللہ ﷺ یشرب قائماً وقاعدا۔

میں نے حضور علیہ السلام کو کھڑے اور بیٹھ کر دونوں حالتوں میں پانی پیتے دیکھا ہے۔ (سبل الہدیٰ ۷/ ۳۷۱)

پسندیدہ مشربات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

کان احب الشراب الی رسول اللہ ﷺ الحلو البارد۔

(ترمذی الجامع الصحیح ۴۔ ۳۰۷ سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ۱۰۔ ۳۷۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی بہت پسند تھا۔

حضور علیہ السلام کو تمام مشروبات میں دودھ سب سے زیادہ پسند تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ

کان احب الشراب الی رسول اللہ ﷺ اللبن۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام کو پینے میں دودھ بہت پسند تھا۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

کنت اسقی لرسول اللہ ﷺ فی ھذا القدح اللبن والعسل۔ والسویق والنبید۔ والماء البارد۔

میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پیالہ میں دودھ، شہد، ستو، نبید اور ٹھنڈا پانی پلایا کرتا تھا۔ (سبل الہدیٰ ۷/ ۳۷۶)

ظروف مبارک

حضور علیہ السلام کے کھانے پینے کے پیالے کا نام "ریان" تھا۔ ایک پیالے کا نام "معیت" تھا۔ ایک شیشے کا پیالہ تھا۔ ایک پیالے کا نام "عیدان" تھا۔ ایک پتھر کا پیالہ تھا۔ اس کا نام "نخب" تھا۔ ایک ایسا پیالہ بھی تھا جس پر تین جگہ چاندی کی پتریاں لگی ہوئی تھیں۔

اور ناپنے کے لیے حضور علیہ السلام کے پاس ایک ساع اور ایک "مد" بھی تھا۔

حضرت ابن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مٹی کا پیالہ دیکھا جو کہ ٹوٹا ہوا تھا اور اسے چاندی کے پترے یا تار سے جوڑا گیا تھا۔

حضور علیہ السلام کے زیر استعمال قینچی کا نام الجامع تھا۔

Marfat.com

آقا علیہ السلام کے مبارک ملبوسات

حضور علیہ السلام نے کرتا، تہبند، چادر، ٹوپی، عمامہ اور جبہ زیب تن فرمایا۔
حضور علیہ السلام سفید رنگ کی قمیض کو شوق سے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔
حضرت سمراء بن جندب سے روایت ہے کہ
قال رسول اللہ ﷺ ابسِرُ البیاض فانہا اطہر۔
حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو۔ کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ ہیں۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام کی ایک سوتی قمیص تھی جس کی لمبائی زرا چھوٹی تھی اور اس کی آستینیں بھی چھوٹی تھیں۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق حضور علیہ السلام ایسی قمیص زیب تن فرماتے تھی جو ٹخنوں سے اوپر ہوتی تھی اور اس کی آستینیں انگلیوں کے سروں کے برابر ہوتی تھیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کے لیے بٹنوں والی قمیص نہیں بنائی گی۔ (سبل الہدیٰ ۷/ ۴۶۴۔ ۴۶۳)

کملی مبارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام کو تمام کپڑوں میں یمن کی سبز رنگ کی چادر اوڑھنا بہت پسند تھا۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام اپنے درِ اقدس سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے باہر تشریف لائے۔ آقا علیہ السلام نے اس وقت قطری چادر جس پر کڑھائی کی ہوئی تھی زیب تن فرمائی ہوئی تھی۔ آقا علیہ السلام نے اسی حالت میں صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام ایک دفعہ کالے بالوں کا بنا ہوا کمبل جس پر پالان کا ڈیزائن بنا ہوا تھا اوڑھ کر باہر تشریف لائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے سیاہ چادر زیب تن فرمائی تو میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کے جسم مبارک پر خوب سج رہی ہے۔ آپ ﷺ کی رنگت کی سفیدی اس کی سیاہی کو اور اس کی سیاہی آپ ﷺ کی سفیدی کو حسین بنا رہی تھی۔ (سیرۃ الرسول ﷺ از ڈاکٹر طاہر القادری، جلد: ۱۰، صفحہ: ۳۸۶)

جُبہ مبارک

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق حضور علیہ السلام کا ایک جُبہ مبارک روم کا تھا۔ یہ صوف کا بنا ہوا تھا اس کی آستینیں بہت تنگ تھیں۔
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام کا ایک جبہ مبارک تھا جس کی جیب کے سوراخوں کے اوپر ایرانی ریشمی کپڑے کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔ جب کوئی بیمار ہوتا تو ہم اس کو دھو کر اس کا پانی مریض کو پلاتے اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کو شفاء عنایت فرماتے تھے۔

طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ کے مطابق انہوں نے ذوالمجاز کی منڈی میں حضور علیہ السلام کو سرخ جبہ زیب تن فرمائے ہوئے دیکھا۔

ابوالشیخ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا ایک جبہ اغار کی صوف کا بنا ہوا تھا۔ یہ حضور علیہ السلام کو بہت پسند تھا۔ ایک دفعہ ایک مجلس میں حضور علیہ السلام نے اِس پر ہاتھ پھیر کر صحابہ اکرام سے فرمایا دیکھو یہ کتنا خوبصورت ہے۔ ایک اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ مجھے عنایت فرمادیں۔ حضور علیہ السلام نے اسی وقت اسے اتارا اور اسے دے دیا۔

شاہ روم نے سندس کا بنا ہوا ایک جبہ حضور علیہ السلام کے لیے بھیجا تھا۔

کان جمیلا یتلالا وجھه فیھا۔

حضور علیہ السلام بڑے جمیل (خوبصورت) تھے۔ یہ جبہ حضور علیہ السلام کو بہت خوبصرت لگا اور آقا علیہ السلام کا چہرہ مبارک اور روشن ہوگیا۔

حضور علیہ السلام نے یہ جبہ حضرت جعفر بن ابی طالب کو دیا۔ وہ اسے پہن کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کے لیے نہیں دیا۔ بلکہ اسے اپنے بھائی نجاشی کو بھیج دو۔

شلوار مبارک

سوید بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں اور مخرمہ العبدانی ہجر سے بزاذی خرید کر لائے۔ مکہ میں منیٰ کے مقام پر حضور علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لائے۔ حضور علیہ السلام نے ہمارے ساتھ شلوار کا سودا فرمایا۔ ہم نے عرض کی کہ شلوار کے کپڑے کے وزن کے مساوی ہم درہم لیں گے۔ حضور علیہ السلام نے وزن کرنے والے سے فرمایا: زن وارجح وزن کر اور درہم والے پلڑے کو نیچے کر۔

حضور علیہ السلام نے شلوار کو پسند فرمایا اور اس کو ستر پوشی کرنے کے لیے بہترین فرمایا۔

ازار مبارک

حضور علیہ السلام کا ایک نام مبارک صاحب ازار لکھا گیا ہے۔ یعنی ازار تہہ بند پہننے والے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ و ازار من نسبح عمان۔ طوله اربعة ازرع و شبر فی ذراعین و شبر۔ (ابن سعد طبقات الکبریٰ، ۱-۲۵۰)

حضور علیہ السلام عمان کا بنا ہوا ازار مبارک جو چار ہاتھ اور ایک بالشت مبارک لمبا اور دو ہاتھ اور ایک بالشت چوڑا تھا۔

حضرت یزید بن ابی حبیب بصری سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ یرفی ازارہ من بین یدیه و یرفعه من ورائه۔

Marfat.com

رسول خدا حضور علیہ السلام اپنے تہبند کو آگے سے ڈھیلا اور پیچھے سے اونچا رکھتے تھے۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اخرجت علینا عائشه رضی الله عنها کساء ملبدا و إزار اغلیظا۔ فقالت قبض روح رسول الله ﷺ فی هذین۔ (ترمذی الشمائل محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱-۱۰۸، سیرت الرسول، ۱-۳۸۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں پیوند لگی ایک چادر اور ایک موٹا تہبند دکھایا پھر فرمایا ان دو کپڑوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا۔

عمامہ مبارک

حضور علیہ السلام سر مبارک پر عمامہ شریف زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ حضور علیہ السلام کا عمامہ شریف نہ تو بہت بڑا بھاری ہوتا کہ سر اقدس پر بوجھ ہو اور نہ اس قدر چھوٹا کہ سر مبارک پر تنگ ہو۔ بلکہ اعتدال کے ساتھ شرعی چودہ گز اور کبھی کبھی سات گز بھی ہوتا تھا۔

(مدارج النبوت ۱-۵۴۵، باب دہم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان النبی ﷺ إذا اعتم سدل عمامته بین کتفیه۔

حضور علیہ السلام جب عمامہ شریف باندھتے تو اُس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی محترم علیہ السلام عمامہ شریف باندھتے ہوئے اُسے سر اقدس پر گولائی میں باندھتے تھے اور آخری حصہ کو پشت اقدس کی جانب اس میں اڑس لیتے اور ایک کنارہ دونوں مبارک کندھوں کے درمیان لٹکائے رکھتے۔

حضور علیہ السلام نے سفید عمامہ کے علاوہ سیاہ عمامہ شریف بھی استعمال فرمایا اور زرد رنگ کا عمامہ شریف بھی زیب تن فرمایا۔

حضور علیہ السلام جس کسی کو کسی علاقے کا سربراہ مقرر فرماتے تو اس کا شملہ دائیں کان کی طرف نکالتے۔

ٹوپی مبارک

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق حضور علیہ السلام کبھی ٹوپی پہن کر اوپر عمامہ باندھتے اور کبھی ٹوپی کے بغیر عمامہ شریف باندھتے تھے۔

زاد المعاد میں علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کہ حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی عمامہ کے بغیر ٹوپی پہنتے اور کبھی عمامہ ٹوپی کے بغیر باندھتے تھے۔

ابن جوزی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام کی تین ٹوپیاں تھیں۔ ایک سفید رنگ کی مصری ٹوپی۔ دوسری ٹوپی یمنی کپڑے کی بنی ہوئی اور تیسری کانوں والی ٹوپی تھی جو آقا علیہ السلام عموماً سفر کے دوران زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام چونکہ اکثر عمامہ شریف زیب تن فرمایا کرتے تھے۔اس لیے عمامے کی فضیلت سے کسی کو انکار نہیں۔عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا تو میں نے مسلمانوں کو سروں پر اونچی ٹوپیاں اور چادریں اوڑھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور ہاتھ چادروں میں چھپے تھے۔(ضیاالنبی ۵/۵۷۹)

نعلین مبارک

متعدد احادیث مبارک میں مذکور ہے کہ ایک وقت میں حضور علیہ السلام کے پاس نعلین مبارک کا ایک ہی جوڑا ہوتا تھا۔ جسے آقا علیہ السلام پہنا کرتے تھے۔

حضور علیہ السلام اکثر اپنے نعلین مبارک خود ہی مرمت فرمالیا کرتے تھے۔

حضور علیہ السلام کے نعلین مبارک کی تصاویر آج کل اکثر دستیاب ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت رسول اللہ ﷺ یصلی فی نعلین مخصوفتین من جلود البقر۔

(صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، جلد ۷، صفحہ ۳۲۰)

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا۔اس طرح کہ آقا علیہ السلام نے گائے کے چمڑے سے بنے ہوئے پیوند لگے جوتے پہنے ہوئے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور سرورِ کائنات علیہ السلام کے نعلین پاک کی ایڑھیاں جوڑی۔درمیان سے پتلے اور دو تسمے تھے۔

ہشام بن عروہ کے بیان کرتے ہیں:

عندنا نعل رسول اللہ ﷺ معقبة مخصرة ملسنة۔

ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے نعلین پاک ہیں۔جن کی ایڑی چوڑی، درمیان سے پتلے اور اگلا حصہ نوکدار تھا۔

موزے مبارک

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو تحفتاً دو موزے پیش کیے۔آقا علیہ السلام انہیں پہنتے رہے یہاں تک کہ وہ پھٹ گئے۔

(ابوداؤد، جلد:۱، صفحہ ۳۱)

حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے حضور علیہ السلام کی بارگاہِ عالیہ میں تحفتاً دو سیاہ رنگ کے موزے بھیجے۔حضور علیہ السلام نے یہ دونوں پہن لیے اور وضو فرما کر ان پر مسح فرمایا۔

حضور علیہ السلام کے لباس مبارک کے مختلف رنگ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

Marfat.com

• علیکم بالثیاب البیض فالبسوھا احیآء کم و کفنوا فیما موتا کم۔

تم پر لازم ہے کہ سفید کپڑے پہنا کرو۔ اپنے زندوں کو بھی سفید کپڑے پہناؤ اور جو فوت ہو جائیں اُنہیں بھی سفید کپڑوں مین دفن کرو۔

حضرت ابی رمثہ سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے دو سبز چادریں لپیٹی ہیں۔ حضور علیہ السلام کا ایک سبز جوڑا تھا۔ جو وفود سے ملاقات کے وقت زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک صبح حضور علیہ السلام تشریف لائے۔ حضور علیہ السلام پر سیاہ رنگ کی کالے بالوں سے بنی ہوئی چادر تھی۔ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخلے کے وقت آقا علیہ السلام سیاہ رنگ کا عمامہ زیب تن فرماتے ہوئے تھے۔ آقا علیہ السلام کا ایک سیاہ جھنڈا بھی تھا جس کا نام عقاب تھا۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں بسا اوقات حضور علیہ السلام کی قمیض مبارک، چادر، تہبند مبارک سب کو زعفران یا ورس سے رنگتی تھی۔ اور حضور علیہ السلام انہیں زیب تن فرما کر باہر تشریف لاتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام کے لحاف مبارک کو بھی زعفران اور ورس سے رنگا ہوا تھا اور رات کو اُس پر تھوڑا سا پانی چھڑکتے تاکہ اس کی خوشبو زیادہ ہو جائے۔ ورس ایک گھاس ہے۔ جس سے زرد رنگ کے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام عیدین اور جمعہ کے موقع پر سرخ چادر زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

(سبل الہدیٰ ۷/ ۴۹۴ تا ۴۹۰)

حضور علیہ السلام کی خوشبو اور پھولوں سے محبت

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں محبوب بنائی گئی ہیں۔ عورتیں، خوشبو، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حضرت ابوخثیمہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولوں کے معمولات میں پانچ چیزیں ہیں۔ حیا، حلم، حجامتہ۔ خوشبو کا استعمال اور مسواک۔

اور حضرت ابوایوب انصاری بیان کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ چار چیزیں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہیں۔ ختنہ کروانا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا اور نکاح کرنا۔

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور علیہ السلام کون سی خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اعلیٰ درجہ کی خوشبو زکاوت، الطیب۔ میں نے پوچھا: زکاوت الطیب سے کیا مراد ہے۔ فرمایا کستوری و عنبر۔

اس کے علاوہ حضور علیہ السلام حنا کی کلیوں کو بھی پسند فرماتے تھے۔

حضور علیہ السلام نے تین چیزوں کو رد کرنے سے منع فرمایا۔ تکیہ، گھی اور خوشبو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کو پھول پیش کیا جائے وہ اسے رد نہ کرے کیونکہ اِس کا وزن بڑا ہلکا اور اُس کی خوشبو بڑی

Marfat.com

پاکیزہ ہوتی ہے۔(ضیاالنبی ۵/۵۸۷)

حضور علیہ السلام کی انگوٹھی مبارک

حضور علیہ السلام نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اُسے دائیں ہاتھ میں صرف تین دن تک پہنا اور اُس کے نگینے کو ہاتھ کی ہتھیلی طرف رکھا۔صحابہ کرام نے بھی حضور علیہ السلام کی اقتداء میں سونے کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے انگوٹھی کو اُتار کر پھینک دیا اور قسم کھائی کہ پھر کبھی سونے کی انگوٹھی نہیں پہنیں گی۔

پھر جب سلاطین کو خطوط لکھنے کا مرحلہ پیش آیا تو عرض کی گئی کہ وہ لوگ مہر کے بغیر کسی خط کو قبول نہیں کرتے۔تو حضور علیہ السلام نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اُس کے اوپر محمد رسول اللہ کنندہ کروایا۔اور اس کو بائیں ہاتھ میں پہنا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق اس کا نگینہ ایسے پتھر کا تھا جو حبشہ میں پایا جاتا ہے۔

(سبل الہدیٰ، جلد:۷،صفحہ ۵۲۷،ضیاء النبی جلد:۵،صفحہ ۵۸۵)

حضور علیہ السلام کی کنگھی، سرمہ اور آئینہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام ان پانچ چیزوں کو نظر انداز نہیں فرماتے تھے۔آئینہ سرمہ دانی، کنگھی، تیل اور مسواک۔

اور سفر کے وقت آپ انہیں حضور علیہ السلام کے سامان مبارک میں رکھوا دیتی تھیں۔

حضور علیہ السلام کی کنگھی ہاتھی دانت کی تھی۔حضور علیہ السلام بستر میں جانے سے پہلے تین تین سلائیاں اثمد یا کالے سرمہ کی اپنی آنکھوں مبارک میں لگاتے تھے۔حضرت ابن عباس کے مطابق حضور علیہ السلام جب آئینہ دیکھتے تو فرماتے۔اے اللہ تعالیٰ تو نے میری ظاہری صورت کو حسین بنایا ہے۔الٰہی میرے اخلاق کو بھی حسین بنادے اور میرا رزق میرے لیے وسیع فرمادے۔

(ضیاالنبی ۵/۵۸۹)

بال مبارک کٹوانا

حضور علیہ السلام جمعۃ المبارک کے دن اپنی مونچھوں کے بال مبارک کٹوانا اور اپنے ناخن مبارک اُتروانا مستحب سمجھتے تھے اور ناخنوں کو دفن فرمادیا کرتے تھے۔

امام احمد اور طبرانی کے روایت کرتے ہیں کہ منیٰ کے میدان میں قربانی کے جانور ذبح فرمانے کے بعد حضور علیہ السلام نے معمر کو حکم دیا کہ وہ حضور علیہ السلام کے بال مبارک کاٹے۔معمر اُسترا پکڑ کر حضور علیہ السلام کے قریب کھڑا ہوگیا۔اس وقت حضور علیہ السلام نے اپنی چشم مبارک سے معمر کو دیکھا اور فرمایا کہ اے معمر اللہ کے پیارے رسول (علیہ السلام) نے تجھے اپنے سر کے قریب کھڑا ہونے کی

Marfat.com

اجازت دی ہے۔اس حال میں کہ تیرے ہاتھ میں اُسترا ہے۔انہوں نے عرض کی کہ بخدا یارسول اللہ (ﷺ) یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہے۔حضور علیہ السلام دیکھیں گے کہ میں کس مہارت سے موئے مبارک مونڈتا ہوں۔پھر انہوں نے حضور علیہ السلام کے موئے مبارک کو مونڈا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت انہوں نے حجام کو حضور علیہ السلام کے سر مبارک کے بال مونڈتے ہوئے دیکھا کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے اردگرد کھڑے ہیں اور ان کا مقصد تھا کہ حضور علیہ السلام کا کوئی بھی بال مبارک نیچے نہ گرنے پائے۔

اور امام مسلم اور بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت مطابق حضور علیہ السلام نے اپنے سر مبارک کو منڈوایا اور پہلے دائیں حصہ کے بال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے اور پھر بائیں حصہ کے بال بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے اور فرمایا:

اقسمہ بین الناس۔ (سبل الہدیٰ، جلد:۷، صفحہ:۵۵۳)

ترجمہ: ان کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔

حضور علیہ السلام کی گھریلو استعمال کی چیزیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ان کے پاس حضور علیہ السلام کی ایک چارپائی، حضور علیہ السلام کا عصا مبارک، پیالہ مبارک، حضور علیہ السلام کا ایک تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ایک چادر اور ایک کجاوہ تھا۔جب لوگ آپ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوتے تو آپ فرماتے کہ ''یہ اس عظیم المرتبت ہستی کی میراث ہے، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے قریش کو مکرم ومحترم کیا ہے، اور جس کے صدقے میں تمہیں ان عزتوں سے سرفراز کیا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے تبرکات کو ایک کمرے میں رکھا ہوا تھا اور ہر روز اُس کی زیارت فرماتے تھے اور وفود کو بھی ان تبرکات کی زیارت سے مشرف فرماتے تھے، اور فرماتے تھے کہ ''یہ اس عظیم القدر ہستی کی میراث ہے، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو معزز ومکرم کیا، اور اس کی وجہ سے تمہیں عزت وناموری پر فائز کیا گیا۔

ان تبرکات میں کھردرے پٹھے سے بنی ہوئی چارپائی، کھجور کے پتوں سے بھری چمڑے کی گدی ایک بڑا پیالہ، ایک گلاس، چکی، ترکش جس میں تیر تھے۔اون کا کپڑا، صوف کے وہ ٹکڑے جہاں سر اقدس کے پسینہ کے نشانات تھے۔زیارت کرواتے تھے۔

ایک دفعہ ایک مریض نے آپ سے یہ کپڑا مانگنے کی درخواست کی تاکہ اس کا دھون اس کی ناک میں ٹپکایا جاسکے۔ آپ نے اُسے وہ کپڑا دیا۔اس نے اس کا دھون ناک میں ٹپکایا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے صحت عطا فرمادی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام کی ایک چٹائی مبارک تھی۔جو رات کو لپیٹ دی جاتی تھی اور دن کو حضور علیہ السلام کے آرام کے لیے بچھا دی جاتی تھی۔(سردی میں) رات کو بعض دفعہ حضور علیہ السلام اِس چٹائی کو اردگرد کھڑا فرما کر نماز ادا فرماتے تھے۔

Marfat.com

علامہ بلاذری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ قریش مکہ میں سونے کے لیے چارپایاں استعمال کرتے تھے۔ جب مدینہ منورہ میں حضور علیہ السلام حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر اقامت پذیر ہوئے تو آپ علیہ السلام نے چارپائی کے متعلق دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کی کہ بخدا ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہ بات اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے سُنی تو حضور علیہ السلام کے لیے ایک چارپائی بھیجی۔ جس کے بازو اور پائے ساگوان کی لکڑی کے تھے۔ حضور علیہ السلام اس پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ جب حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ ادا فرمائی گئی تو آقا علیہ السلام اِسی چارپائی پر تھے۔ اس کے بعد صحابہ کرام اِسی چارپائی پر اپنے مردوں کو دفن کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو بھی اِسی چارپائی پر دفن ہونے کے لیے لے جایا گیا۔

حضور علیہ السلام کے برتن مبارک

حضور علیہ السلام کے برتنوں میں ایک تھا۔ ایک پیالہ کا نام ریان تھا۔ ایک کا مغیث تھا اور ایک اور پیالہ تھا جس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاندی کی زنجیر چڑھائی ہوئی تھی۔

ایک بڑا پیالہ تھا۔ جس کے چار کنڈے تھے۔ اس کا نام غرا تھا۔ اس کو چار آدمی اُٹھا سکتے تھے۔ ایک ڈول پتھر کا تھا۔ جسے مخضب کہا جاتا تھا۔ چمڑے کا ایک چھاگل تھا جس کا نام سادرہ تھا۔ اور شیشے کا ایک پیالہ تھا۔ یہ مصر کے بادشاہ مقوقس نے بطور ہدیہ حضور سرورِ کائنات علیہ السلام کو بھیجا تھا۔ ایک پیالہ مٹی کا تھا۔ ایک چوکور برتن تھا۔ جس میں شیشہ، کنگھی رکھی رہتی تھی۔ ایک سرمہ دانی اور ایک قینچی تھی جس کا نام زراع تھا۔ علاوہ تولنے کے لیے صاع اور مد کا پیمانہ تھا۔

حضور علیہ السلام کا سامانِ جنگ مبارک

حضور علیہ السلام کی گیارہ تلواریں تھیں۔ ان میں الماثور، ذوالفقار، قلعیہ، البطار، الحتف، مخذام، رسوب، عضب، قضیب، محصامہ، اللحیف تھیں۔

حضور علیہ السلام کے چھوٹے پانچ نیزے تھے۔ النبعہ، البیضاء، العنزہ، الہد، القمرۃ۔

بڑے نیزے بھی پانچ تھے جن میں المنوی اور المثنی شامل تھے۔

حضور علیہ السلام کے پاس چھ کمانیں تھیں۔ ان میں الروحاء، شوحط، الصفراء، السداس، الزوراء، الکثوم تھیں۔

حضور علیہ السلام کی سات زرہیں تھیں۔

السغدیہ، فضہ، ذات الفضول، ذات الوشاح، ذات الحواشی، البتر آء، الخریق۔ (ضیاء النبی، جلد:۵، صفحہ ۵۹۷ تا ۶۰۰)

عصا مبارک

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے:

Marfat.com

التو کؤ علی العصا من اخلاق انبیاء، کان رسول اللہ ﷺ عصایتو کا علیھا و یامر بالتو کؤ علی العصا۔ (ابن جوزی، الوفا ۶۱۳، سیرۃ الرسول از علامہ ڈاکٹر طاہر القادری، جلد:۱۰، صفحہ ۴۲۶)

عصا مبارک کا سہارا لینا اور ٹیک لگانا انبیاء اکرام کی سنت ہے۔ حضور علیہ السلام کے پاس ایک عصا مبارک بھی تھا۔ جس پر آپ علیہ السلام ٹیک لگاتے تھے۔ اور صحابہ کرام کو بھی عصا رکھنے اور اس پر ٹیک لگانے کی تلقین فرماتے تھے۔

فتح مکہ کے روز بھی حضور علیہ السلام جس جس بت کی طرف خانہ کعبہ میں اشارہ فرماتے وہ دھڑام سے زمین پر جا گرتا تھا۔

قرآن پاک میں بھی سورۃ طٰہٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا ذکر آیا ہے۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ (سورۃ طٰہٰ، آیت:۱۷)

ترجمہ: اور اے موسیٰ (علیہ السلام) آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟

قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ (سورۃ طٰہٰ، آیت:۱۸)

ترجمہ: فرمایا: یہ میرا عصا ہے۔ میں اس کے اوپر تکیہ کرتا ہوں اور اس کے ساتھ میں پتے جھاڑتا ہوں۔ اپنی بکریوں کے لیے اور میرے لیے اس کے اور بھی فائدے ہیں۔

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات باوجود علیم وخبیر اور ذرے ذرے کو جاننے کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیوں پوچھ رہے کہ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ لیکن ہر ذی شعور جانتا ہے کہ یہ تو بات کرنے کا ایک انداز ہے۔

ہمارے ہاں بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو صرف قرآن پاک کے ظاہری معنوں کو لے کر بغیر سمجھے ہوئے حضور علیہ السلام کی شان پاک کو اپنی محدود عقلوں سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ اُن کی شان پاک کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا ہے۔

آقا علیہ السلام کا دوا استعمال فرمانا

آقا دو جہاں سرورِ کائنات روحِ کائنات حضور علیہ السلام نے جڑی بوٹیوں سے علاج فرمایا۔ جو کہ عین فطرت انسانی کے موافق ہے اور جس میں اونچ نیچ نہیں ہے۔

حضرت اسامہ بن شریک سے روایت ہے۔ دیہاتیوں نے عرض کی: کیا ہم علاج معالجہ نہ کیا کریں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: کیوں نہیں؟ اللہ کے بندو دوا کیا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی پیدا نہیں فرمائی جس کی شفا کسی علاج میں نہ رکھی ہو۔ (ترمذی الجامع الصحیح، جلد:۴، صفحہ ۳۸۳)

حضور علیہ السلام نے کلونجی کو موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا فرمایا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

تمہاری دواؤں اور علاج معالجہ میں سے کسی چیز میں بھلائی کا کوئی عنصر ہے۔ تو پچھنے لگانے اور شہد لینے میں ہے۔

(بخاری الصحیح، جلد:۵، صفحہ ۲۱۵۲)

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''اس عظیم کھجور عجوہ میں ہر بیماری کی شفا موجود ہے۔ اور اگر اِسے نہار منہ کھایا جائے تو یہ زہر کا تریاق ہے۔

اور حضرت عامر بن سعید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے صبح اُٹھتے ہی عجوہ کھجور سات دانے کھالیے۔ اس دن اُسے جادو اور زہر بھی نقصان نہیں دے سکتے۔

حضور علیہ السلام نے ذات الجنب یعنی (پسلیوں کے درد کے علاج میں) ورس اور زیتون کے تیل کی افادیت کی تعریف فرمائی ہے۔

حضور علیہ السلام کو خدانخواستہ اگر کوئی زخم لگتا، یا کانٹا وغیرہ چبھتا تو آقا علیہ السلام اُس پر مہندی لگاتے تھے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ (سنامکی) سنوت کو ضرور اپناؤ۔ کیونکہ اس میں تمہارے لیے ہر بیماری سے شفا ہے، سوائے سام کے۔ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ سام کیا ہے۔ فرمایا: ''موت''

حضور علیہ السلام نے بیماریوں کے جو قدرتی علاج تجویز فرمائے ہیں۔ اُن پر ایک کتاب طب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار میں آسانی سے دستیاب ہے۔

مسواک فرمانا

حضور علیہ السلام نے مسواک کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''مجھے مسواک کرنے کا حکم اِس تاکید سے دیا گیا کہ میں نے گمان کیا کہ اس کے متعلق قرآن مجید کی صورت میں احکام نازل ہوں گے۔'' (ابن حبان، الصحیح، جلد: ۳، صفحہ ۳۵۴، رقم: ۱۰۷۲)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سلمہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اگر مجھے اپنی امت پر بوجھ کا احساس نہ ہوتا تو میں ان پر حکماً ہر نماز کے وقت مسواک کرنا فرض قرار دے دیتا۔

(احمد بن حنبل المسند، جلد: ۱، صفحہ: ۲۳۷)

Marfat.com

المعجزات

معجزہ اس امر کو کہتے ہیں جو عادت کے خلاف وقوع پذیر ہو اور معجزہ دکھانے والا منکرین کو اس معجزہ سے چیلنج کرے کہ اگر تم مجھے اللہ کا سچا رسول نہیں سمجھتے تو میرے چیلنج کو قبول کرو۔

معجزہ کی یہ تعریف تو کافروں کے لیے ہے۔ اور جو معجزہ ایمان والے مسلمانوں کو دکھایا جاتا تھا۔ اُس سے غرض اُن کا ایمان اور زیادہ مضبوط کرنا ہوتا تھا۔

سائنسی ایجادات میں تو بنیادی چیزیں اُس چیز کے ایجاد کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔ لیکن معجزہ میں بغیر کسی بنیادی چیز کے اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام وہ چیز کر دکھاتے ہیں۔ جس کی ضرورت ہوتی ہے۔

اکثر انبیاء علیہم السلام کو کوئی نہ کوئی خاص معجزہ عطا فرمایا گیا۔ لیکن حضور علیہ السلام نے جو بات بھی فرمانی چاہی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے حکم سے وہ وجود میں آ گئی۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے چاند کے دو ٹکڑے کرنے کو کہا۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور علیہ السلام کی اُنگلی سے اشارہ فرمانے سے وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور بعد میں اُسی طرح جا کر جُڑ بھی گیا۔ آج کی سائنس کئی ایٹمی دھماکے کر کے بھی چاند کو ایک جیسا دو ٹکڑے نہیں کر سکتی اور نہ ہی اُس کو دوبارہ جوڑ سکتی ہے۔

اللہ جل شانہ کی ذات پاک اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ طاقت اس لیے عطا فرماتے ہیں۔ تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے رسول علیہ السلام یا انبیاء علیہم السلام ہیں اور جب وہ کوئی سچا معجزہ دکھاتے ہیں۔ تو اُن کی گردنیں اُن کی عقلیں اُس چیز کے سامنے سربسجود ہو جاتے ہیں۔ قرآن پاک میں کئی ایک واقعات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کے ذکر ہوئے ہیں۔ حضرت ابن عباس کے مطابق حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے آپ سے یہ معجزہ طلب فرمایا کہ اس چٹان سے سرخ رنگ کی اونٹنی نکلے جو دس ماہ کی گابھن ہو اور نکلتے ہی وہ بچہ جنے تو پھر ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول علیہ السلام مانیں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے چٹان کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھٹ جائے۔ اور اس میں سے مطلوبہ اونٹنی نکلے۔ ایسا ہی ہوا۔ چٹان پھٹی اور اُس میں سے مطلوبہ اونٹنی نکلی اور اُس نے فوراً بچہ جنا۔

اِسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اژدہا بن جاتا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حکم الٰہی سے اندھوں کو بینا کرنا اور مُردوں کو زندہ کرنا۔

اللہ جل شانہ انبیاء کرام کو ایسی طاقت عطا فرما دیتے ہیں کہ اُن کی زبان اللہ تعالیٰ کی زبان بن جاتی ہے کہ اُن کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہر لفظ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پورا ہوتا ہے۔

Marfat.com

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (سورۃ احزاب)

ترجمہ: اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو آپ نے کنکریاں پھینکیں۔ وہ آپ نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔

ترجمہ: اُن کے ہاتھ کے اوپر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا مقام تو بہت ہی عقل وخرد سے بلند ہے ہر کوئی اُس تک نہیں پہنچ سکتا حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بندہ مومن جب نوافل وغیرہ باقاعدگی سے پڑھتا رہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جب اُسے اپنا خاص قرب عطا فرما دیتے ہیں۔ تو اُس وقت اُس کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بن جاتے ہیں جن سے وہ کام کرتا ہے۔ اُس کی زبان اللہ تعالیٰ کی زبان بن جاتی ہے جس سے وہ بولتا ہے۔ اُس کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کی آنکھیں بن جاتی ہیں۔ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اُس کے کان اللہ تعالیٰ کے کان بن جاتے ہیں، جن سے وہ سنتا ہے۔ یعنی اُس کو بولنا اُس کا دیکھنا، اُس کا سننا اُس کا جانا آنا ہر ہر چیز عین حکم الٰہی کے مطابق ہو جاتی ہے۔ یعنی جس بات کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اُسے وہ کرتا ہے اور جس بات سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ اُس سے وہ منع ہو جاتا ہے اور یہ لوگ سچے اولیاء کاملین ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے ہاتھ سے خلاف عقل ہونے والے واقعات کو کرامات کہتے ہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد ختم ہوگئی اور معجزات بھی ختم ہو گئے لیکن اللہ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کی برہان کو قیامت تک جاری وساری رکھا۔ اور اس سے اولیاء اللہ کی کرامات اظہار پذیر ہوتی رہتی ہیں۔

اس سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور کسی سچے کے ہاتھ پر تو ہو سکتا ہے لیکن کوئی چھوٹا اس قابل نہیں کہ وہ قدرت خداوندی کے ظہور کا مظہر بنے۔

لیکن جیسے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا جوڑا تخلیق فرمایا ہے۔ اس طرح کرامات کے برعکس غیر مسلموں سے اُن کے نفس کے مجاہدے کی وجہ سے اور اُن کی غلیظ حرکات جادو ٹونے کی وجہ سے اُن سے بعض معاملات جو ظاہر ہوتے ہین اُن کو استدراج کہتے ہیں۔ لیکن یہ چیزیں حق کے سامنے نہیں ٹھہر سکتیں۔ جس طرح حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے وقت ایک ہندو جوگی نے ہوا میں اُڑنا شروع کر دیا تو آپ کے حکم سے آپ کے جوتے ہوا میں بلند ہو کر اُس کے سر پر پڑنے لگے اور وہ زمین پر آ کر آپ کے قدموں پر گر پڑا۔

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے اژدہا بننے کو جادو سمجھ کر جادوگروں کو اکٹھا کر کے نعوذ باللہ آپ کو شکست دینے کی کوشش کی۔ تو اُن جادوگروں کی رسیاں جو سانپ بن کر دوڑتا محسوس ہو رہی تھیں سب کو یہ اژدہا نگل گیا۔ اور جادوگروں نے سمجھ لیا کہ یہ جادو نہیں بلکہ عین حقیقت ہے اور وہ آپ کے آگے سربسجود ہو گئے۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝۸۱

ترجمہ: اور جب حق آجاتا ہے تو باطل بھاگ جاتا ہے، کیونکہ باطل بھاگنے والا ہے۔

Marfat.com

علماء کرام نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ معجزہ کو معجزہ اس لیے کہتے ہیں کہ عام انسان اس کو کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور جو عادت کے خلاف وقوع پذیر ہوتا ہے۔

اپنی ضرورتوں اور اپنے کاموں کے لیے ہر انسان دوسرے انسان سے جڑا ہوا ہے۔ اور کوئی بھی انسان اکیلے اپنے سارے کام نہیں کر سکتا ہے اور تمام انسانوں سے مل کر ایک معاشرہ وجود میں آتا ہے اور اس میں ہر ایک انسان کو دوسرے کا کام کرتا پڑتا ہے اور جب تمام انسانوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہو تو لازمی اُن کی اصلاح احوال کے لیے کسی نہ کسی ایسی شخصیت اللہ تعالیٰ جل شانہ بھیجتے ہیں۔ جس کو نبی (علیہ السلام) کہا جاتا ہے۔ تاکہ وہ اُن کے رہن سہن اور ایک دوسرے کے ساتھ تمام معاملات کے قانون وضع کر سکے۔ اور ہر کوئی سکون اور محبت سے رہ سکے اور یہی انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہوتا ہے۔

اللہ جل شانہ نے انبیاء کرام علیہم السلام میں تین ایسی خوبیاں رکھی ہوتی ہیں جو خاص ہوتی ہیں۔

یعنی اُن کی قوت عاقلہ بغیر غلطی کے صحیح نتیجہ پر پہنچ جاتی ہے۔ وہ حالت بیداری میں فرشتوں کو دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنتے ہیں اور غیب کی خبریں جن کا تعلق ماضی حال یا مستقبل سے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دیتے ہیں اور تیسری خوبی وہ اس جہان کے مادہ میں جس طرح کا تصرف چاہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کو طاقت عطا فرما دیتے ہیں۔ وہ کر سکتے ہیں۔ وہ چاہیں تو پہاڑوں کو سونا بنا دیں۔ چاہیں تو ایک عام ڈنڈے کو اژدہا بنا دیں وغیرہ وغیرہ۔

قرآن پاک سارے کا سارا غیب کی خبریں ہیں۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ (سورۃ یوسف)

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں۔ جو ہم نے آپ (علیہ السلام) کی طرف وحی کی ہیں۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ (سورۃ البقرہ: ۲۳)

ترجمہ: اگر تمہیں شک ہو۔ اُس میں جو ہم نے نازل کیا۔ اپنے (برگزیدہ) بندے پر تو لے آؤ ایک سورت اس جیسی اور بلا لو اپنے حمایتیوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

قرآن پاک سے بڑا اور کوئی معجزہ نہیں ہے۔ اس دنیا میں فلسفہ پر ہزاروں، لاکھوں لوگوں نے سیر حاصل بحث مباحث کیے ہیں اور بڑی بڑی کتابیں لکھیں ہیں۔ لیکن اس لاحاصل بحث و مباحثہ میں سب نے اپنی ہی عقل کے گھوڑے دوڑائے ہیں۔ مطلب یہ کہ جو جانا نہیں جا سکتا۔ اُس کو ہم جاننا چاہتے ہیں اور جو سمجھا نہیں جا سکتا۔ اُس کو ہم سمجھنا چاہتے ہیں۔ اس عالم محسوسات میں عقل و فہم کی کم عقلی اور بے بسی تو ہمارے سامنے صاف نظر آتی ہے۔ تو ماورائے محسوسات میں ہماری عقل و فہم ہمیں کیا بتا سکتی ہے۔

حضور علیہ السلام کو اللہ جل شانہ نے اس پوری کائنات کے ذرے ذرے پر حکومت عطا فرماتی ہے۔

Marfat.com

چاند تو ایک طرف حضور علیہ السلام نے سورج کو حکم فرمایا۔ تو وہ واپس لوٹ آیا یہ حضور علیہ السلام کا ایک بین معجزہ ہے۔

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت العمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور علیہ السلام آرام فرما رہے تھے اور آپ علیہ السلام کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ گود گور مبارک میں تھا۔ اسی اثناء میں نزول وحی شروع ہوگئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جنہوں نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ اٹھنے کی جسارت نہ کر سکے اور سورج غروب ہوگیا۔ جب آقا علیہ السلام اُٹھے تو پوچھا کیا تم نے عصر کی نماز پڑھی؟ عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! نہیں پڑھی۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کے حضور یوں دعا فرمائی:

اللھم انہٗ کان فی طاعتك و طاعة رسولِك فارُدُّ علیه الشمس۔

اے میرے اللہ (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) تیری اطاعت اور تیرے رسول (علیہ السلام) کی اطاعت میں تھے۔ مہربانی فرما کر سورج کو واپس لوٹا دے۔ (تاکہ یہ نماز ادا کر سکیں)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا۔ سورج غروب ہونے کے بعد دوبارہ (واپس آگیا) طلوع ہوگیا۔ اور اُس کی روشنی پہاڑوں پر چمکنے لگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اُٹھے، وضو فرمایا اور نماز عصر ادا کی۔ پھر سورج غروب ہوا۔ یہ واقعہ فتح خیبر سے واپسی پر صبہاء کے مقام پر رو پذیر ہوا۔ (زینی دحلان، السیرۃ النبویہ، جلد: ۳، صفحہ: ۱۱۸)

معجزہ معراج

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ①

ترجمہ: ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کروائی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ بابرکت بنا دیا ہے جس کے گرد و نواح کو تاکہ ہم دکھائیں۔ اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں، بیشک وہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ (پچھلے صفحات پر یہ واقعہ تفصیل سے درج ہے)

نزول بارانِ رحمت کے معجزے

حضور علیہ السلام نے بارہا دفعہ قحط اور خشک سالی میں دعا فرمائی۔ تو فوراً بارش اِس موسلا دھار کی ہوئی کہ ہر طرف جل تھل ہو گئی۔ اور یہ واقعہ تو حضور علیہ السلام کے بچپن میں بھی ہوا۔ جب ہر طرف مکہ مکرمہ میں قحط پڑ گیا۔ تو حضرت عبدالمطلب حضور علیہ السلام کو ساتھ لے کر کعبہ شریف میں تشریف لے گئے اور آقا علیہ السلام کی پشت مبارک کعبہ شریف سے لگا دی۔ اور حضور علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے اپنے پیارے پیارے ننھے ہاتھ دعا کے لیے اُٹھائے اور اُسی وقت بادل امڈ امڈ کر آئے اور ہر طرف بارش برسنے سے جل تھل ہوگئی اور اِس موقع پر حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار فرمائے۔

وَ اَبیض یستق الخمام بوجهه
ثمال الیَتٰمٰی عصمة لِّلاَرَامِلِ

ترجمہ: کہ یہ میرا بھتیجا گوری گوری رنگت والا جس کے چہرے کی خیرات سے بارش برستی ہے اور وہ یتیموں اور بیواؤں کا آسرہ ہے۔

پانی کا کثیر ہونا

کئی ایک غزوات میں پانی کی قلت کے دوران حضور علیہ السلام نے کسی برتن کے تھوڑے سے پانی میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا۔ تو اُس ہاتھ مبارک کی اُنگلیوں میں سے پانی کے فوارے پھوٹنے لگے اور تمام لشکر بمع ان کے جانوروں کے سب سیراب ہو گئے۔

تھوڑے کھانے کا زیادہ ہونا

کئی ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے تھوڑے سے کھانے پر برکت کے لیے دعا فرمائی تو یہ کھانا اِتنا کثیر ہوگیا کہ تمام لشکر اور تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور اُسے اپنے تھیلوں میں بھی بھر لیا۔

تھوڑے دودھ کا زیادہ ہونا

کئی ایک مواقع پر حضور علیہ السلام کی برکت سے تھوڑا دودھ بہت زیادہ ہوگیا۔ حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھ لگانے سے سوکھی خشک بکریوں کے تھنوں مین اتنا دودھ آگیا کہ تمام برتن بھر گئے۔

حضور علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا

۱ امام بیہقی دلائل نبوۃ میں روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اُس نے کہا کہ میں اُس وقت تک اسلام نہیں قبول کروں گا۔ جب تک آپ میری بیٹی کو قبر سے زندہ نہ کر دیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اُس کی قبر دکھاؤ۔ وہ حضور علیہ السلام کو اُس کی قبر پر لے گیا۔ حضور علیہ السلام نے اُس کو بلایا۔ اُس نے قبر میں مٹی کے نیچے سے جواب دیا۔ میں حاضر ہوں۔ ساری سعادتیں آپ کے لیے ہیں۔ اُس سے حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا تو اس دنیا میں واپس آنا چاہتی ہے۔ اُس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں واپس آنا پسند نہیں کرتی کیونکہ میں نے اپنے اللہ تعالیٰ کو اپنے ماں باپ سے کہیں زیادہ شفیق

Marfat.com

ومہربان پایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے وقت ایک آدمی عین جوانی میں کہیں وبا سے موت کے گھاٹ اُتر گیا۔ آقا علیہ السلام نے اِس کی وفات پر اِس کی آنکھیں بند کیں۔ اور اس کے غسل کا حکم دیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اس کی ماں کو بلانے کا حکم دیا۔ اُس کی بوڑھی ماں آئی اور اپنے بیٹے کی موت کے علم میں نڈھال ہوگئی۔ اور اُس نے حضور علیہ السلام کے وسیلہ جمیلہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں خلوص دل سے دعا کی: ''اے اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ میں خوشی سے اسلام لائی اور بتوں سے نفرت رکھتے ہوئے میں نے ان کی بندگی کا پٹہ اپنے گلے سے اُتار پھینکا۔ اور میں تیرے دربار میں حاضر ہوئی ہوں۔ تاکہ تو مجھے اپنی رحمت سے نوازے۔ اے اللہ میرے بچے کی موت سے بتوں کے پجاریوں کو خوش ہونے کا موقع نہ دے اور مجھ پر اس مصیبت کا بوجھ نہ ڈال جس کے اُٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں۔''

جونہی اُس نے دعا ختم کی تو بچے نے اپنے پاؤں ہلائے اور اپنے چہرہ سے چادر ہٹا کر اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ بہت دیر تک زندہ رہا۔

طبری، خطیب بغدادی، ابن عساکر، ابن شاہین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمائی ہے کہ ایک روز حضور علیہ السلام بڑے غمزدہ اور افسردہ خاطر تھے۔ آقا علیہ السلام حجون کی وادی میں تشریف لے گئے اور کچھ دیر وہاں ٹھہرے رہے اور کچھ دیر بعد واپس تشریف لائے تو چہرہ مبارک پر فرحت و شادمانی کے آثار نمایاں تھے۔ آپ علیہ السلام سے وجہ پوچھی۔ تو فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے ایک سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری التجا کو شرف قبولیت بخشا اور میری والدہ کو زندہ کیا۔ وہ قبر سے باہر آئیں اور مجھ پر ایمان لائیں اور وہ پھر اپنے مزار پر انوار میں چلی گئیں۔ اور ایک دوسری روایت کے مطابق جو وہ بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس میں صرف والدہ ماجدہ کا نہیں بلکہ والدین کریمین کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ کیا۔ وہ مجھ پر ایمان لائے اور اپنے مزارات میں واپس چلے گئے۔

ہر ذی شعور اور صاحب عقل کو حضور علیہ السلام کے والدین کریمین کے ایماندار ہونے پر یقین ہے۔ حضرت ابونعیم اپنی سند سے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں ایک دفعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے چہرہ انور کو متغیر دیکھا۔ تو گھبرا کر اپنی بیوی سے کہا کہ کیا کوئی چیز کھانے کے لیے ہے انہوں نے عرض کی کہ صرف تھوڑے سے جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور انہوں نے جو پیس کر روٹی پکائی اور روٹی کو شوربے میں ڈال کر ثرید بنا کر سارے کھانے کو حضور علیہ السلام کے پاس لے آئے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ساری قوم کو بلانے کا فرمایا۔ چنانچہ وہ سب کو بلا لائے۔ تمام لوگ ٹولی ٹولی بن کر اندر آئے اور کھانا کھا کر واپس چلے جائے۔ حضور علیہ السلام نے تمام لوگوں سے گوشت کھانے لیکن بکری کی ہڈیاں نہ توڑنے کا فرمایا۔ سب لوگ کھانا کھا چکے تو ہڈیوں کو جمع کیا گیا۔ حضور علیہ السلام نے ان ہڈیوں پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا اور کچھ پڑھا۔ ہم نے دیکھا کہ چشم زدن میں وہ ہڈیاں ساتھ ملیں۔ گوشت نے ان کو ڈھانپ لیا اور وہ بکری فوراً زندہ ہو کر کان ہلانے لگی۔

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس بکری کو لے کر اپنے گھر گئے۔ اُن کی بیوی نے بکری کو دیکھا تو کہنے لگی۔ کیا یہ وہی بکری ہے۔ جس کو ذبح کر کے ہم نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں یہ وہی بکری ہے۔ بیساختہ اُن کی زبان سے نکلا۔ اشھد انہ رسول اللہ۔ (سیرت الرسول ڈاکٹر طاہر القادری ۱۰/ ۶۶۱ تا ۶۵۸)

بچوں کا گفتگو فرمانا

ابن قانع سے مروی ہے کہ حج الوداع کے موقع پر مکہ مکرمہ میں حضور علیہ السلام تشریف لائے تو آقا علیہ السلام کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اہلِ یمامہ سے ایک شخص ایک بچے کو لپیٹ کر لایا جس کی اُسی روز پیدائش ہوئی تھی۔ حضور علیہ السلام نے اِس بچے سے پوچھا۔ یا غلام من انا؟ اے بچے بتا میں کون ہوں؟ اُس بچے نے فوراً جواب دیا کہ انت رسول اللہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ صدقت بارك الله فيك تم نے سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ اتنا کہہ کر بچہ خاموش ہوگیا۔ جب بڑا ہوا تو ہم اُسے مبارک یمامہ کہہ کر پکارتے تھے۔ (ضیا النبی ۵/ ۷۶۳)

بیماروں کا شفایاب ہونا

حضور علیہ السلام کی دعا برکت سے کئی ایک لاعلاج مریض چشم زدن میں شفایاب ہو گئے۔ کئی ایک کی ضائع شدہ آنکھیں دوبارہ اُن کی آنکھوں میں فٹ کر دیں اور اُس کی نظر دوسری آنکھ سے بھی تیز ہوگئی۔ اور کئی ایک کے ٹوٹے بازو جوڑ دیے۔ اور کئی ایک کی ٹوٹی ہڈیاں دوبارہ درست فرما دیں اور کئی ایک زخموں کو مندمل فرما دیا کہ دوبارہ نشان تک نہ رہا۔

حضور علیہ السلام کی دعاؤں کی برکت

اللہ جل شانہ قیامت کو بھی اُمت کے حق میں حضور علیہ السلام کی دعاؤں کو اپنی جناب میں یقیناً قبول فرمائیں گے کیونکہ آقا علیہ السلام نے جس جس کے لیے بھی دعا کی اُس کو قبول فرمایا گیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے مال کی برکت کے لیے دعا فرمائی۔ تو آپ مٹی کو ہاتھ ڈالتے تو سونا بن جاتی تھی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے ترکے کے سونے کو کلہاڑوں سے تقسیم کیا گیا اور آپ نے ایک ہزار گھوڑے پچاس ہزار دینار کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیا۔ اور اپنے ایک باغ کو امہات المومنین کے لیے وقف فرما دیا۔ یہ باغ چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا۔ اور ایک سو مجاہدین بدر جن میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ سب کو چار چار سو اشرفی دی گئی۔ (ضیا النبی ۵/ ۷۷۵)

چیزوں کی ماہیت تبدیل ہوگئی

جنگ بدر میں حضور علیہ السلام نے ایک صحابی کی تلوار ٹوٹ جانے پر اُسے ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی وہ تلوار بن گئی اور وہ

Marfat.com

ایسی تلوار تھی جو بڑی تیز دھار والی تھی۔ حضرت امام احمد، ابو یوسف خدری سے روایت کرتے ہیں ایک رات حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز ادا کی۔ رات بڑی تاریک تھی اور بادل بھی چھائے ہوئے تھے۔ حضور علیہ السلام نے اُنہیں ایک ٹہنی عطا فرمائی اور اُنہیں فرمایا کہ گھر جاؤ یہ ٹہنی تمہارے راستہ کو روشن کر دے گی۔ اس کی روشنی دس گز آگے اور دس گز پیچھے ہوگی۔ جب تم گھر میں داخل ہو۔ تو ایک سیاہ چیز نظر آئے گی۔ اُس کو مارنا اور گھر سے نکال دینا۔ کیونکہ وہ شیطان ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ چلے تو اِس ٹہنی نے ان کے راستہ کو روشن کر دیا۔ اور جب وہ گھر پہنچے تو ایک سیاہ ہیولہ نکلا آپ نے اُس کو مار دیا۔

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ذمہ چالیس اوقیہ سونے کا قرض تھا۔ وہ پریشان تھے۔ حضور علیہ السلام نے اُنہیں ایک سونے کا انڈہ مرحمت فرمایا تو اُنہوں نے عرض کی کہ یہ کیسے میرا سارا قرض اُتارے گا۔ حضور علیہ السلام نے اُسے اپنی زبان مبارک سے لگا کر دیا۔ تو وہ آپ علیہ السلام کی برکت سے اِتنا بھاری ہوگیا کہ اُس سے چالیس اوقیہ قرض بھی اُتر گیا اور وہ پھر بھی بچ گیا۔ (ضیاالنبی ۵/ ۷۶۹)

نباتات کا حضور علیہ السلام کا حکم ماننا

امام بیہقی، بزار اور دارمی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں وہ حضور علیہ السلام کے ہم رکاب تھے کہ اعرابی حضور علیہ السلام کے نزدیک آیا۔ حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ کدھر جا رہے ہو۔ اُس نے کہا: اپنے اہل وعیال کے ہاں۔ حضور علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ کیا تیرے دل میں کوئی بھلائی حاصل کرنے کا شوق ہے۔ اُس نے پوچھا کہ کون سی بھلائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے فرمایا کہ تو گواہی دے۔

ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ و ان محمدا عبدہٗ و رسولہ۔

اعرابی نے پوچھا کہ کوئی گواہ ہے جو آپ کی صداقت کی گواہی دے۔ حضور علیہ السلام نے وادی کے کنارے پر بیری کے درخت کو فرمایا کہ یہ گواہ ہے اور اُس کو اشارہ کیا۔ وہ اپنی جڑوں کو سمیٹتا ہوا حضور علیہ السلام کی طرف دوڑا چلا آیا اور آ کھڑا ہوا۔ حضور علیہ السلام نے اُس سے تین بار پوچھا کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ درخت نے جواب میں تین بار ہی آقا علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کی۔

پھر حضور علیہ السلام نے اُس کو واپس اپنی جگہ پر جانے کا حکم فرمایا۔ وہ فوراً واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اُس اعرابی نے فوراً ایمان لانے کے بعد کہا کہ میں اپنی قوم کو بھی جا کر ایمان لانے کا کہوں گا۔ اور اگر وہ نہ مانی تو میں واپس آ کر ہمیشہ حضور علیہ السلام کے ساتھ رہوں گا۔ (زینی دحلان "السیرۃ النبویہ" جلد: ۳، صفحہ ۱۲۱)

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت میں بیان کیا ہے کہ ایک سفر میں وہ حضور علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ حضور علیہ السلام ایک وسیع وادی میں اُترے میں حضور علیہ السلام کے ساتھ لوٹا لے کر گیا تا کہ حضور علیہ السلام قضائے حاجت فرما سکیں۔ وہاں کوئی اوٹ نہیں تھی۔ وادی کے کنارے پر دو درخت تھے حضور علیہ السلام نے ایک درخت کی ٹہنی کو پکڑا اور اُسے فرمایا کہ میرے سامنے باذن اللہ سر جھکا دو۔ وہ اس اونٹ کی طرح جس میں نکیل ڈال دی ہو۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ چل پڑا۔ اِسی طرح حضور علیہ السلام نے

Marfat.com

دوسرے درخت سے فرمایا۔ وہ بھی چلتا ہوا آیا اور دونوں درخت آپس میں مل گئے۔ حضور علیہ السلام نے ان کی اوٹ میں رفع حاجت فرمائی۔ اس کے بعد دونوں درخت حضور علیہ السلام کے حکم فرمانے سے دوبارہ جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ پہنچ گئے۔

(سیرۃ النبویہ زینی دحلان ۳/ ۱۲۱)

ستون کا رونا

حضور علیہ السلام مسجد نبوی میں جس ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو جب آقا علیہ السلام کے لیے منبر تیار کر دیا گیا تو آقا علیہ السلام اس پر آ کر خطبہ ارشاد فرمانے لگے تو وہ ستون بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگا۔ حضور علیہ السلام نیچے اترے اور اُسے اپنے سینے سے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے اُسے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو جنت میں تجھے گھاڑ دوں (وہ ستون کھجور کے تنے کا تھا) تاکہ اولیاء اللہ تیرا پھل کھائیں۔ حضور علیہ السلام نے اُس کا جواب سننے کے لیے اپنے کان مبارک اُس کی طرف لگائے۔ اُس نے عرض کی کہ مجھے جنت میں گھاڑ دیں۔ تاکہ میرا پھل اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے کھائیں۔

(سیرۃ النبویہ زینی دحلان ۳/ ۱۳۲)

جمادات کا بولنا اور اطاعت کرنا

امام احمد، بخاری اور ابن ماجہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ تو جلال نبوت کے باعث احد پہاڑ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے اُسے ٹھوکر لگائی اور فرمایا کہ

اُثبت اُحد فانما علیك النبی و صدیق و شهیدان۔

اے احد ٹھہر جا کہ تیرے اوپر ایک نبی (علیہ السلام) ایک اِس کا صدیق اور دو شہید ہیں۔

امام بیہقی، بزار، طبرانی، ابن عساکر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جس کا خلاصہ ہے کہ اُنہوں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک میں کنکریوں کو تسبیح کرتے ہوئے سنا۔ (السیرۃ النبویہ از زینی دحلان ۳/ ۱۲۸)

جانوروں کی اطاعت

امام احمد، نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس کا مفہوم ہے کہ ایک دفعہ ایک اونٹ نے سرکشی شروع کر دی اور وہ کوئی کام نہیں کرتا تھا اور نہ اپنے اوپر کسی کو سوار ہونے دیتا تھا۔ حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ حضور علیہ السلام تشریف لے گئے۔ اونٹ نے حضور علیہ السلام کو دیکھا تو دوڑ کر آیا اور حضور علیہ السلام کے سامنے سجدے میں گر پڑا۔ اور منہ کا حصہ حضور علیہ السلام کے سامنے سجدے میں گر پڑا۔ اور منہ کا حصہ حضور علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا۔ حضور علیہ السلام نے اس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر اس کو فرمایا کہ

Marfat.com

وہ اپنے مالک کا جو پہلے کام کرتا تھا۔اب بھی کیا کرے۔وہ تابع فرمان ہوگیا۔صحابہ کرام نے عرض کی کہ حیوانات کے مقابلے میں ہمارا زیادہ حق ہے کہ آپ علیہ السلام کو سجدہ کریں۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کسی انسان کے لیے درست نہیں کہ وہ کسی انسان کو سجدہ کرے۔اگر یہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔(سیرۃ النبویہ از زینی دحلان ۳/ ۱۳۳)

بکریوں کا سجدہ کرنا

امام احمد، بزار، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور ایک انصاری رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔وہاں پر بکریوں کا ریوڑ تھا۔حضور علیہ السلام کے نور نبوت کو دیکھ کر وہ سب سجدہ میں گر گئیں۔

بھیڑیے کا گواہی دینا

ابن مصعب سے مروی ہے کہ ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ایک بھیڑیے کو ایک ہرنی کا تعاقب کرتے دیکھا کہ ہرنی حدود حرم میں داخل ہوگئی تو بھیڑیے نے تعاقب چھوڑ دیا۔یہ لوگ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے تو بھیڑیا ان کو دیکھ کر اِن کے قریب آیا اور بولا کہ اس سے بھی تعجب خیز بات یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ابن عبداللہ تم میں موجود ہیں۔وہ تمہیں جنت کی طرف بلا رہے ہیں اور تم دوزخ کی طرف دعوت دے رہے ہو۔ابوسفیان نے صفوان کو کہا کہ لات و عزیٰ کی قسم! اگر یہ قصہ اہلِ مکہ کو جا کر سناؤں تو وہ اپنا دین چھوڑ کر اسلام قبول کرلیں گے۔

(زینی دحلان، السیرۃ النبویہ، جلد:۳، صفحہ ۱۳۶، ضیاء النبی جلد:۵، صفحہ: ۸۲۴)

گدھے کا گفتگو کرنا

ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ خیبر کے قلعوں کو جب حضور علیہ السلام نے فتح کیا۔تو حضور علیہ السلام نے وہاں ایک کالے رنگ کا گدھا دیکھا۔حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے۔اُس نے کہا: قال یزید بن شھاب۔ پھر اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا کیے۔ان میں سے ہر ایک پر اللہ تعالیٰ کے ایک نبی علیہ السلام نے سواری کی۔مجھے بھی توقع تھی کہ حضور علیہ السلام مجھ پر سواری فرمائیں گے۔کیونکہ میرے دادا کی نسل سے اب کوئی گدھا باقی نہیں رہا اور انبیاء میں سے حضور علیہ السلام کے بغیر اور کوئی نہیں رہا۔

اگر گدھوں تک کو پتہ ہے کہ حضور علیہ السلام آخری اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔تو وہ آدمی چوپایوں گدھوں سے بھی بدتر ہیں جو حضور علیہ السلام کو آخری نبی علیہ السلام نہیں مانتے۔(ضیاالنبی ۵/ ۸۲۴)

Marfat.com

گوہ کا گفتگو کرنا

بیہقی، طبرانی، حاکم، ابن عدی، دار قطنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ جس کا مفہوم ہے کہ ایک دفعہ ایک اعرابی ایک گوہ کو اپنی آستین میں چھپا کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ یہ کون سا گروہ ہے۔ اسے کہا گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام ہیں۔ اُس نے کوئی بدتمیزی کے الفاظ کہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اجازت دیں تا کہ اس کا سر قلم کر دیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کو پتہ نہیں کہ حلیم کا کتنا اونچا مقام ہے۔ اُس اعرابی نے گوہ باہر نکالی اور وہ اعرابی پھر کہنے لگا کہ میں آپ پر اُس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا۔ جب تک کہ یہ گوہ حضور علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتا۔

حضور علیہ السلام نے گوہ سے فرمایا: "یا صب" اے گوہ۔ اُس نے جواب دیا:

لبیك و سعدیك یا زین من وافی القیامه۔

میں حاضر ہوں۔ تمام سعادتیں اور ارجمندیاں حضور علیہ السلام کے قدموں میں ہیں۔ اے قیامت کے قریب آنے والوں کی زینت۔

حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا:

من تعبد۔

تو کس کی پوجا کرتا ہے۔

گوہ نے جواب دیا میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے۔ جس کی بادشاہی زمین میں ہے۔ جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ جس کی رحمت جنت میں ہے اور جس کا عتاب آگ میں ہے۔

حضور علیہ السلام نے اُس سے پوچھا:

وما أنا۔

میں کون ہوں؟

اُس نے جواب دیا:

رسول رب العالمین۔ خاتم النبیین قد افلح من صدقكَ وَ قد خاب من کذبكَ۔

آپ رب العالمین کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ خاتم النبیین ہیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی۔ وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہوا۔ جس نے جھٹلایا وہ خائب و خاسر ہوا۔

اپنی گوہ سے حضور علیہ السلام کی رسالت کی گواہی سُن کر وہ بدو مسلمان ہو گیا۔ اُس نے پڑھا:

اشهد ان لا اله الا الله و انك رسول الله حقا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

Marfat.com

جب میں حاضر ہوا تھا تو اُس وقت روئے زمین پر حضور علیہ السلام سے زیادہ (نعوذ باللہ) کوئی شخص ناپسند نہ تھا۔
اور اب اس وقت بخدا آپ مجھے میری جان میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

پھر اُس نے عرض کی کہ اس وقت میرے جسم کا ہر بال، میرے جسم کا چمڑہ، میرا داخل اور خارج باطن اور ظاہر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آیا ہے۔ حضور رحمت عالم سرورِ کائنات علیہ السلام نے فرمایا:

ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے تجھے اس دین حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جو دین ہمیشہ غالب و سربلند ہوتا ہے۔ اس کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا:

نماز کے بغیر اللہ تعالیٰ دین کو قبول نہیں فرماتا۔ قرآن کریم کی تلاوت کے بغیر نماز قبول نہیں۔ اگر تو ایک مرتبہ سورۃ قل ھو اللہ احد پڑھے گا تو تجھے قرآن پاک کے تیسرے درجے کا ثواب ملے گا۔ اگر دو دفعہ پڑھے گا تو دو تہائی ثواب ملے گا اور اگر تین مرتبہ پڑھے گا تو پورے قرآن پاک کا ثواب ملے گا وہ حیرت سے کہنے لگا:

نعم اللہ الھنا، یقبل الیسیر و یعطی الکثیر۔

ہمارا خدا بہترین خدا ہے۔ تھوڑی چیز قبول فرماتا ہے، اس کے بدلے میں بڑا اجر دیتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ کیا کوئی مال و دولت ہے۔

اس نے عرض کی کہ میرے قبیلہ بنی سلیم میں مجھ سے زیادہ اور کوئی مفلس و تنگدست نہیں۔

حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو اس کی مالی اعانت کے لیے فرمایا۔

صحابہ کرام نے اس پر اپنے عطیات کی بارش کر دی۔ یہاں تک کہ وہ دولت مند ہو گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی حاضر خدمت تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں اس اعرابی کو ایک اونٹنی دیتا ہوں۔ جو دس ماہ کی گابھن ہے اور غزوہ تبوک میں حضور علیہ السلام نے مجھے عطا فرمائی تھی۔ وہ اتنی تیز رفتار ہے کہ اگر آخر میں ہو تو سب سے آگے نکل جاتی ہے۔ کوئی اور اونٹنی اس کو مل نہیں سکتی۔ یہ اللہ کے راستہ میں پیش کر کے اس کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بختی اونٹ سے کم ہے اور عربی اونٹ سے اعلیٰ ہے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا کہ تم نے جو اونٹنی دی ہے اور اس کی خوبیاں کی ہیں۔ کیا آپ میں تجھے اُس کی خوبیاں نہ بتاؤں جو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تجھے عطا فرمائے گا۔ عرض کی ضرور مہربانی فرمائیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے ایسی اونٹنی عطا فرمائے گا۔ جو موتیوں سے بنی ہوگی۔ جس کے پاؤں سبز زمرد کے ہوں گے جس کی گردن زرد زبرجد کی ہوگی جس کے اوپر ہودج ہوگا۔ اور ہودج کے اوپر سندس اور استبراق کی چادریں ہوں گی۔ وہ تجھے اُٹھا کر پل صراط سے اس تیزی سے گذرے گی۔ جس طرح بجلی کوندتی ہے۔

جب یہ اعرابی رخصت ہوا۔ راستہ میں اسے بنی سلیم قبیلہ کے ایک ہزار نوجوان ملے۔ وہ سارے اونٹوں پر سوار تھے۔ ہر

Marfat.com

ایک کے ہاتھ میں نیزہ اور تلوار تھی۔ اس اعرابی نے پوچھا کہ کدھر جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی (علیہ السلام) ہے۔ اعرابی نے کلمہ طیبہ پڑھا کر انہیں بتایا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے اور اپنا سارا واقعہ تفصیل سے بتایا۔ اس کی بات سن کر سب نے کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہو کر حضور علیہ السلام کے حاضر خدمت ہو گئے۔ حضور علیہ السلام نے ان کا استقبال فرمایا اور عرض کی کہ کچھ فرمائیں۔ حضور علیہ السلام نے ان کو فرمایا کہ خالد بن ولید کے پرچم کے نیچے اکٹھے ہو جاؤ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام پر اہلِ عرب یا اہلِ عجم میں سے یک بارگی ایک ہزار لوگ صرف یہیں پر ایمان لائے۔ (ضیاء النبی ۵/ ۸۲۵ تا ۸۳۰)

ہرنی کا گفتگو کرنا

ابو نعیم، طبرانی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سرکار دو جہاں سرورِ کون و مکان حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحرائیں تشریف فرما تھے۔ اچانک آقا علیہ السلام نے آواز سنی یا رسول اللہ یا رسول اللہ یا رسول اللہ۔ حضور علیہ السلام نے آواز کی طرف توجہ فرمائی تو دیکھا کہ ایک ہرنی ہے۔ جسے ایک اعرابی نے باندھ رکھا ہے اور خود پاس کپڑا تان کر سو رہا ہے۔ حضور علیہ السلام نے ہرنی سے دریافت فرمایا:

ما حاق بك۔

تمہیں کیا تکلیف ہے؟

اُس نے جواب دیا کہ اس اعرابی نے مجھے شکار کیا ہے اور میرے دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ حضور علیہ السلام آزاد فرمائیں تو جا کر اُن کو دودھ پلا آؤں۔ پھر لوٹ آؤں گی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا واقعی لوٹ آؤ گی۔ اُس نے کہا کہ اگر لوٹ کر نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے اُس عذاب سے دوچار کرے۔ جو لگان وصول کرنے والوں کے لیے مقرر ہے۔ حضور علیہ السلام نے اُس کی رسی کھول دی۔ وہ دوڑتی ہوئی چلی گئی۔ جا کر اپنے بچوں کو دودھ پلایا۔ اور واپس لوٹ آئی۔ حضور علیہ السلام نے پھر اُسے باندھ دیا۔ اِتنی دیر میں وہ اعرابی بیدار ہو گیا اور حضور علیہ السلام سے پوچھنے لگا۔ میرے لیے کوئی حکم ہے؟ حضور علیہ السلام نے اُسے فرمایا کہ اِس ہرنی کو آزاد کر دو۔ اُس نے تعمیل کی اور اس ہرنی کو آزاد کر دیا۔ ہرنی شدت سے مسرت سے پاؤں مارتی ہوئی زبان فصیح میں کہہ رہی تھی۔

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد انك رسول الله۔ (سیرۃ النبویہ از زینی دحلان ۳/ ۱۴۰۔ ۱۳۹)

شیر کی اطاعت

حضرت امام بخاری اپنی تاریخ اور بیہقی اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا ایک غلام تھا۔ جس کا نام سفینہ تھا۔ حضور علیہ السلام نے اسے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ یہ اس وقت یمن کے امیر تھے۔ راستہ میں شیر سامنے آ گیا۔ انہوں نے

Marfat.com

اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے شیر! خبردار میرا نام سفینہ ہے اور میں حضور علیہ السلام کا غلام ہوں۔ میرے پاس حضور علیہ السلام کا گرامی نامہ ہے۔''

شیر حضور علیہ السلام کا نام مبارک سنتے ہی فوراً چلا گیا۔

اس کے علاوہ بے شمار واقعات میں سے صرف چند ایک پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی حضور علیہ السلام کے صدقے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری نصیب فرمائے۔ اس میں سراسر ہماری ہی ذات کا بھلا ہے۔

(ضیاء النبی از پیر کرم شاہ الازہری، جلد: ۵، صفحہ ۸۱۰ تا ۸۳۳)

امام بیہقی حضور علیہ السلام کے معجزات بارے لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے معجزات تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ہیں۔ بعض اہلِ علم نے اِن کی تعداد ایک ہزار بتائی ہے اور امام سیوطی فرماتے ہیں کہ ان معجزات کی تعداد ایک قول مطابق ایک ہزار اور ایک قول کے مطابق تین ہزار کے قریب ہے۔ قرآن کریم بھی حضور علیہ السلام کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ معجزہ وہ ہوتا ہے۔ یا اس کو معجزہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں عقل عاجز آجائے تو پھر قرآن پاک ایک ایسا معجزہ ہوا۔ جس کی تفاسیر تمام مخلوق مل کر بھی نہیں کر سکتی۔ بلکہ اُس کا ایک ایک حرف ایک ایسا معجزہ ہے۔ جس کے معانی میں سمندر پنہاں ہیں۔ اس صورت میں حضور علیہ السلام کے معجزات کو کوئی شمار ہی نہیں کر سکتا ہے۔

حالت نماز میں بھی حضور علیہ السلام کے حکم کی اطاعت سے نماز نہیں ٹوٹتی

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نماز ادا کر رہا تھا۔ حضور علیہ السلام میرے قریب سے گزرے اور مجھے آواز دی۔ میں نماز ادا کرنے کی بنا پر تاخیر سے حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''تمہیں کس چیز نے میرے پاس آنے سے روکا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے ایمان والو۔ جب بھی تمہیں رسول (علیہ السلام) کسی کام کے لیے بلائیں، جو تمہیں جاودانی زندگی عطا کرتا ہے تو اللہ اور اُس کے رسول (علیہ السلام) کو فرمانبرداری کے ساتھ جواب دیتے ہوئے فوراً حاضر ہو جانا چاہیے۔

حضور علیہ السلام کے چودہ نقباء یا وزیر

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھ سے قبل ہر نبی علیہ السلام کو سات نقباء یا وزیر دیے گئے تھے اور مجھے چودہ دیے گئے ہیں یہ چودہ لوگ سات قریش سے اور سات مہاجرین سے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ قریش سے حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق، حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت علی، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں مہاجرین سے حضرت مقداد، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوذر، حضرت حذیفہ، حضرت سلمان، حضرت عمار اور حضرت بلال رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

Marfat.com

اجنبی زبانوں کا ماہر بنانا

حضور علیہ السلام نے ایک دن میں مختلف اطراف میں چھ سفیر بھیجے۔ یہ تمام عربی بولنے والے عرب تھے۔ لیکن حضور علیہ السلام کے فرمانے کی برکت سے یہ جس بھی ملک میں گئے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے وہاں کی زبان اِن کی زبان پر فرفر رواں فرمادی۔

(ضیاالنبی ۵/ ۸۳۴)

امورِ غیبیہ

حضور علیہ السلام کے یہ بھی معجزوں میں سے امورِ غیبیہ کے متعلق آگاہ فرمانا ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور علیہ السلام نے منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے تمام واقعات کا ذکر فرمایا اور تمام فتنوں کے قائدین جن کے پیروکاروں کی تعداد تین سو یا اس سے زائد تک پہنچ چکی ہو۔ کا نام بتایا۔ اس کے باپ اور قبیلہ کا نام بھی بتایا اور اس کی ایسی شناخت کروائی کہ اس کے بارے میں کسی کو شبہ نہ رہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس دنیا سے رحلت سے پہلے ہمیں ہر اس پرندے کے بارے میں بتایا جو فضا میں اپنے پروں کو حرکت دیتا ہے۔

فتح مکہ کے بارے میں حضور علیہ السلام نے لوگوں کو پہلے بتا دیا تھا۔ بیت المقدس کے فتح ہونے کی خوشخبری عطا فرمائی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں یہ فتح ہوا۔

حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مدینہ پر چڑھائی کی جائے گی۔ چنانچہ یزید کے زمانے میں حرہ کے قتل عام کا واقع پیش آیا۔ مسجد نبوی علیہ السلام میں تین دن تک نہ اذان ہوئی اور نہ اقامت ہوئی۔ اس دوران بعض صحابہ کرام۔

حضور علیہ السلام کی قبر انور سے اذان و اقامت کی آواز سنتے رہے۔

فتح خیبر کے متعلق فرمایا تو وہ فتح ہوا قیصر و کسریٰ کے خزانوں کے متعلق خوشخبری سنائی۔ اللہ تعالیٰ نے وہ مسلمانوں کو عنایت فرمائے۔

امت کے تہتر فرقوں کا بتایا کہ صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا اور آج ایسا ہی ہوا ہے، اور نجات کا راستہ حضور علیہ السلام نے اپنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا راستہ بتایا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر چہ آج تم فقر و افلاس سے دو چار ہو۔ لیکن اس زمانے میں ہر چیز کی فراوانی ہوگی۔ آج تم بہتر ہو۔ کیونکہ وہ رزق جو تمہاری ضروریات پوری کر سکے اس کثرت رزق سے بہتر ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر

Marfat.com

دے اور تمہارے دل و دماغ کو بھی تھکا دے، اور بدن کو بھی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں مال و دولت کی اتنی فراوانی بخشے گا کہ تمہاری نشست گاہوں میں بہترین قالین بچھائے جائیں گے۔ صبح کے وقت ایک لباس پہنیں گے، اور شام کے وقت دوسرا لباس زیب تن کریں گے۔ کھانے کے وقت دسترخوان بچھائے جائیں گے مختلف کھانوں کی کثرت ہوگی۔ وہ یکبارگی دسترخوان پر نہیں سجائے جائیں گے۔ بلکہ پہلے ایک کھانا رکھا جائے گا۔ جب اس سے فارغ ہوں گے۔ تو دوسرا رکھا جائے گا اس کے بعد تیسرا، چوتھا۔

تمہارے مکانوں کی دیواروں پر کپڑوں کے غلاف لگائے جائیں گے۔ اُنہیں اس طرح ڈھانپ دیا جائے گا۔ جس طرح کعبہ کا غلاف ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے بنی امیہ کو برسر اقتدار آنے کی اطلاع اپنی امت کو دی اور پھر ان مظالم اور تباہ کاریوں سے بھی اپنی امت کو مطلع فرمایا جو ان سے ہوں گی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ اچھے اچھے لوگ اُٹھتے جائیں گے اور بدکار باقی رہیں گے۔ جس طرح تلچھٹ باقی رہ جاتی ہے۔ ایسے بدقماش لوگوں کی اللہ تعالیٰ کی جناب میں کوئی قدر و منزلت نہیں۔

امام ترمذی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے نزدیک ماہ و سال سے برکت اُٹھالی جائے گی۔ سال ایک ماہ کی طرح ہو جائیں گے۔ ماہ ایک ہفتہ کی طرح۔ ہفتہ ایک دن کی طرح اور ایک دن ایک گھڑی کی طرح ہو جائے گی اور ایک گھڑی چشم زدم میں ختم ہو جائے گی۔ یعنی سالوں اور دنوں سے برکت اُٹھالی جائے گی۔ علم قبض کرلیا جائے گا۔ اور فتنے رونما ہو جائیں گے۔

امام ترمذی حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضور آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت میں برپا ہونے والے فتنوں کا ذکر کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے۔ ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ جبکہ یہ مظلوم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے ایک قمیض پہنائے گا اور اس کے مخالفین اُس قمیض کو اُتارنا چاہیں گے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس قمیض کو ہرگز نہ اُتارنا۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قطرے قرآن کریم کی اس آیت پر گریں گے۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ ۚ

اور ایسا ہی ہوا۔ اس وقت آپ تلاوت فرما رہے تھے۔ دشمن آپ کے گھر کی پچھلی دیوار پھاند کر اندر آئے اور آپ پر حملہ کیا۔ اِس وقت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین باہر دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔ اور آپ کا خون مبارک اس آیت شریف پر گرا۔ حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اور سب سے آخری دجال کا ہوگا۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام کے صدقے میں اللہ تعالیٰ ہم سب کو دجال کے فتنے اور تمام آفات و بلیات سے دونوں جہانوں میں محفوظ رکھے اور حضور علیہ السلام کی محبت میں زندہ رکھے اُسی پر مارے اور اُسی میں اُٹھائے۔ آمین

حضور علیہ السلام نے غیب کی اتنی خبریں ہمیں دی ہیں کہ کوئی ان کا احاطہ نہیں کر سکتا ہے۔

(سیرت الرسول از ڈاکٹر طاہر القادری صاحب ۱۰/ ۵۴۸ تا ۵۴۳) (ضیاالنبی ۵/ ۸۳۴ از پیر کرم شاہ صاحب الازہری مدظلہ)

و صلی اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون و عدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون۔

درود و سلام

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۵۶

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے حضور علیہ السلام پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ پس اے ایمان والو تم بھی اُن پر درود و سلام بھیجو (جس طرح اُن پر بھیجنے کا حق ہے)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا یہ مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے ذکر کو بلند کر کے اس کے دین کو غلبہ دے کر اس کی شریعت پر عمل برقرار رکھ کر اس دنیا میں حضور علیہ السلام کی شان پاک بڑھاتا ہے۔ اور روزِ محشر امت کے لیے حضور علیہ السلام کی شفاعت قبول فرما کر اور حضور علیہ السلام کو بہترین اجر و ثواب عطا فرما کر اور مقام محمود پر فائز فرما کر اولین و آخرین میں حضور علیہ السلام کی بزرگی نمایاں فرما کر اور تمام تعریفوں پر حضور علیہ السلام کو سبقت بخش کر حضور علیہ السلام کی شان کو آشکارہ فرمائے گا۔

اللہ جل شانہ ہر ہر گھڑی اپنی رحمتیں حضور علیہ السلام پر نچھاور فرماتے رہتے ہیں۔ اور اسی طرح فرشتے بھی ہر وقت اُن پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ پس ہم سب کو بھی ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے چلتے پھرتے حضور علیہ السلام پر درود و سلام بھیجتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرا امتی جو مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھے گا۔ اُس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود شریف پڑھے گا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اُس پر لازم ہے کہ وہ مجھ پر درود شریف پڑھے۔

حضرت عبداللہ، حضرت زین العابدین، امام حسین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے روایت کیا ہے کہ بخیل ہے۔ وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

ہر محفل کے اختتام اور اذان شریف کے بعد بھی درود شریف پڑھنا چاہیے اور مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے درود شریف پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی رحمت کے دروازے کھولنے کی التجا کرے۔ اور مسجد سے باہر نکلتے وقت بھی پہلے درود شریف پڑھے اور بعد میں اللہ تعالیٰ سے اپنی رحمت کا سوال کرے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب تم نماز پڑھ چکو تو بیٹھو۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پڑھو۔ اور مجھ پر درود بھیجو۔ پھر دعا مانگو:

Marfat.com

دعا کے آخر میں بھی درود شریف پڑھنا چاہیے کیونکہ وہ دعا جس کے ساتھ درود شریف نہ ہو۔ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تشہد میں جب تو السلام علیك ایها النبی کہتا ہے۔ تو اُس وقت حضور علیہ السلام کو اپنے دل میں حاضر کر۔ اور حضور علیہ السلام کی ذات اقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ عرض کر۔ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں اس ناچیز کی طرف سے آپ پر ہوں۔ زبان سے یہ کہے اور دل میں قوی اُمید رکھے کہ مجھ ناچیز کی طرف سے حضور علیہ السلام کی بارگاہ عالیہ میں درود شریف پیش کیا جا رہا ہے۔

حضور علیہ السلام کا نام نامی سنتے ہی درود شریف کا پڑھنا ہر ایک پر واجب ہے۔ (ضیاء النبی ۵/ ۹۴۸ تا ۹۲۸)

اللهم صل وسلم علی سیدنا و مولانا محمد نبی امی عالی القدر عظیم الجاه و علی آله و صحبه و بارك وسلم اللهم صل وسلم علی سیدنا و مولانا محمد النور ذات و سِرّ اثرار سِرّ الآثار و جمیع اسماء الاثار عدد ما فی علمك مدامن بدوامك جمیع الاوصاف والصفات و علی آله و صحبه و بارك وسلم وسلمو تسلیماً کثیرا کثیرا برحمتك یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین.

احقر العباد نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ

Marfat.com

موت کے بعد زندگی

زندگی کا سفر موت سے ختم نہیں ہوتا بلکہ مَرنے کے بعد بھی جاری و ساری رہتا ہے۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴿۲۸﴾ (سورۃ البقرہ)

ترجمہ: تم کس طرح اللہ تعالیٰ کا انکار کر سکتے ہو۔ حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تمہیں زندگی بخشی پھر تمہیں موت سے ہمکنار کرے گا۔ اور پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تم اُس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

یہاں دو موتیں اور دو زندگیوں کا ذکر ہے۔ پہلی موت سے مراد اِنسان کے سفر زندگی سے آغاز سے قبل حالت ہے۔ جب وہ والد کی پشت اور ماں کے رحم میں نطفہ کی شکل میں تھا۔ دوسری موت وہ ہے جس کا نظارہ ہم اپنی روز مرہ کی زندگی میں کرتے ہیں اور اسی طرح دو زندگیاں ہیں۔

پہلی زندگی سے مُراد عالم شہادت کی موجودہ زندگی اور دوسری سے مراد عالم برزخ یعنی موت کے بعد سے قیامت تک کی زندگی ہے۔

امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ اُس زندگی میں بدکاروں کی مقید روحیں عذاب میں مبتلا رہتی ہیں اور نیکو کاروں پر باری تعالیٰ کی نعمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ وہ آپس میں ملتی ہیں۔ دنیا میں جو واقعات گذرے ہوتے ہیں۔ اُنہیں یاد کرتی ہیں اور اُن واقعات پر جو دنیا کو پیش آتے ہیں۔ تبادلہ خیال بھی کرتی ہیں۔ (ابن قیم) (سیرۃ الرسول از علامہ طاہر القادریؒ جلد:۱۰، صفحہ ۷۳۸)

کافر کی روح بھی زندہ ہوتی ہے۔ تو عذاب محسوس کرتی رہتی ہے اور یہ مقام سجین کا ہے۔

اور جو مومن و مسلمان ہیں۔ اُن کی روحیں علیین میں رہتی ہیں۔

اور شہدا کو تو مردہ کہنے کے متعلق بھی منع فرمایا گیا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴿۱۵۴﴾

ترجمہ: اور مردہ نہ کہو جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کر دیے جائیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم اُن کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

اور ایک جگہ فرمایا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴿۱۶۹﴾

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے جائیں۔ اُنہیں ہرگز مردہ خیال بھی نہ کرنا۔ بلکہ وہ اپنے رب کے

Marfat.com

حضور زندہ ہیں۔ اُنہیں جنت کی نعمتوں کا رزق دیا جاتا ہے۔

شہید کو یہ مرتبہ اُس کی بزرگی اور کرامت کے سبب دیا جاتا ہے۔ جس کی خاطر وہ اپنی زندگی کو آخری وقت میں اللہ تعالیٰ کی خاطر جانتے بوجھتے اُس کی راہ میں قربان کر دیتا ہے۔

پس اگر شہید رضائے الٰہی میں ایک لمحہ کی موت حاصل کرنے کے بعد ہمیشہ کے لیے زندہ ہو گیا۔ تو جس نے ساری زندگی اپنے آپ کو اللہ جل شانہ کی رضا کے خنجر تلے قربان کیے رکھا۔ ہمیشہ ہر ہر قدم پر اپنی خواہشات کو اُس کی رضا پر قربان کیا۔ اپنا آرام اپنا چین اپنا سکون اُس کی محبت میں قربان کیا۔ راتوں کی نیندیں گنوائیں۔ دل کا قرار گنوایا۔ ہر دم اُس کی یاد میں مضطرب رہا۔ نہ دن کا ہوش کیا۔ نہ رات کا خیال کیا۔ نہ سردی دیکھی۔ نہ گرمی نہ بارش کا خیال کیا۔ نہ سرد ہواؤں کے جھکڑ اُس کو قرار دے سکے۔

کشتگاں خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

اور ڈاکٹر علامہ اقبال صاحب اپنے اشعار میں فرماتے ہیں:

غافل اِسے سمجھا ہے، اختتام زندگی
ہے یہ شامِ زندگی، صبح دوامِ زندگی

اور شہید جب انتقال کرتا ہے۔ تو اُس کو اللہ جل شانہ کے حضور لے جا کر اُس کا دیدار کرایا جاتا ہے۔ جس کی بدولت اُسی حیات جاودانی ملتی ہے۔

احیاء علوم الدین میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جسم سواری ہے اور اُس کا سوار روح ہے۔ سواری بدل جاتی ہے اور سوار وہی رہتا ہے۔

تو اولیاء اللہ اجمعین بھی اللہ جل شانہ کی تسلیم کے خنجر سے ہر دم ذبح ہوتے رہتے ہیں اور ساری زندگی اپنی خواہشات کو مار کر اس کے حضور میں اپنا سر جھکا دیتے ہیں۔ تو اُن کا درجہ اُس شہید سے جس نے مرتے وقت خدا تعالیٰ ذات کے لیے اپنے آپ کو قربان کر دیا اور یہ جو ہمیشہ اُس کی راہ میں اپنے نفس کو قربان کرتے رہتے ہیں۔ بدرجہا زیادہ ہے اور اگر شہید اللہ جل شانہ کی راہ میں زندہ وسلامت اور رزق دیا جاتا ہے۔ تو یہ بدرجہا تم اُس کی راہ میں زندہ وسلامت اور رزق دیے جاتے ہیں اور اُس کے سچے دوست صدیقوں کی بات ہی کچھ اور ہے اور جہاں اولیاء کاملین کا درجہ ختم ہوتا ہے۔ وہاں سے صحابی کا درجہ شروع ہوتا ہے۔ اور جہاں صحابی کا درجہ ختم ہوتا ہے۔ وہاں سے نبیوں علیہم السلام کے درجات شروع ہوتے ہیں اور جہاں انبیاء کرام علیہم السلام کے درجات ختم ہوتے ہیں۔ وہاں سے حضور علیہ السلام کا درجہ مبارک شروع ہوتا ہے۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

Marfat.com

اللہ جل ثلاثہ نے قرآن پاک میں انبیاء کے درجے کے بعد صدیقوں کا اور پھر شہیدوں کا اور پھر صالحین کا ذکر فرمایا ہے:

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ

ترجمہ: اور وہ انبیاء اور صدیقوں اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔

تو پھر حضور علیہ السلام کی برزخی زندگی کے بارے میں کوئی کیا قیاس کر سکتا ہے۔ کوئی اتنا شعور ہی نہیں رکھتا۔ جو کوئی کچھ بھی بیان کرتا ہے۔ اپنا علم ہی بیان کرتا ہے۔ حضور علیہ السلام کی ذات پاک اس سے وراء الوراء ہے۔

حضور علیہ السلام اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ امت کے درود وسلام کو سنتے ہیں اور اُس کا جواب بھی دیتے ہیں کہ قبر مومن کے لیے جنت کے باغوں سے ایک باغ بن جاتا ہے اور کافروں کے لیے دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جاتا ہے۔

معراج شریف کی رات حضور علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور علیہ السلام کے پیچھے آپ علیہ السلام کی اقتداء میں بیت المقدس میں نماز ادا فرمائی۔ تو یہ اپنی قبروں میں زندہ تھے۔ تب ہی انہوں نے نماز ادا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کی روحوں کو ہر ایک جگہ جانے کی طاقت عطا فرما دیتے ہیں کہ وہ چشم زدن میں وہاں پہنچ جاتی ہیں۔ حضرت شداد بن اوس روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بیشک تمہارے دنوں میں افضل جمعہ کا دن ہے۔ کیونکہ اس دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اُسی دن پہلا اور دوسرا صور پھونکا جائے گا۔ لہٰذا اُس دن تم کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ بیشک تمہارے درود مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں۔

ایک صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ بعد از وصال ہمارے درود آپ علیہ السلام کی خدمت میں کیسے پیش کیے جائیں گے۔ حالانکہ آپ علیہ السلام کا جسم اطہر تو بوسیدہ (یعنی مٹی) ہو چکا ہوگا۔

حضور علیہ السلام نے جواب فرمایا:

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل أجساد الانبیاء (علیہم السلام)

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء (علیہم السلام) کے جسموں کو کھائے۔

انبیاء کرام علیہم السلام اجساد مثالی کے ساتھ حج ادا کرتے ہیں۔ جبکہ اُن کے اجساد حقیقی اُن کی قبروں میں ہی محفوظ رہتے ہیں۔ اجساد مثالی کو عربی میں ارواح متمثلہ بھی کہتے ہیں۔ اُن کی روحیں متمثل ہو کر جسم مثالی کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام پر جاتی ہیں۔ کیونکہ روح عالم امر سے ہے۔ اس لیے روح جہاں بھی جائے اُس کا تعلق اصل کے ساتھ برقرار رہتا ہے اور جس طرح ماں کے پیٹ میں بچہ کی کل کائنات ہوتی ہے جب وہ جنم لیتا ہے تو اُس کو ماں کے پیٹ کے مقابلے میں اِس دنیا کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اِسی طرح یہ کائنات ماں کے پیٹ کی طرح ہے اور عالم امر کے مقابلے میں یہ کائنات

Marfat.com

ماں کے پیٹ کی طرح ہے۔

آج کل کی برقی مقناطیسی لہروں نے قرب و بعد کا فاصلہ ختم کر دیا ہے۔ ہم اپنی ٹی وی سکرین پر دنیا میں ہر جگہ ایک ہی وقت میں ایک ہی پروگرام کو دیکھ رہے اور سن رہے ہوتے ہیں۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک جو لہروں کو اتنی طاقت بخش سکتی ہے۔ وہ روح کو اس سے زیادہ طاقت عطا فرما سکتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے ہمیں ایک دعا سکھلائی ہے کہ

اللھم رزقنا حبك و حب من یحبك و عملك من یقربنا الیك و حب الیك احب من الماء بارد لا تشان۔

ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنی محبت روزی فرما اور جس سے تو محبت کرتا ہے۔ اُس کی محبت عطا فرما اور اُن کاموں کی محبت عطا فرما۔ جن سے تیرا قرب نصیب ہو اور اپنی محبت کو میرے لیے ٹھنڈے پانی سے جو پیاسے کو بڑا عزیز ہوتا ہے، سے بھی زیادہ کر دے۔

تو اس رو سے ہمارے لیے حضور علیہ السلام کی محبت اُس کے انبیاء کرام علیہم السلام کی محبت۔ حضور علیہ السلام کے بیت اطہار آپ علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات ہماری مائیں جو ہیں۔ حضور علیہ السلام کے خلفاء راشدین حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تمام اولیاء کاملین جو حضور علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں اور تمام صالحین امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت لازمی ہے۔ اور اُن عملوں کی محبت بھی لازمی ہے۔ جن سے اللہ جل شانہٗ کا قرب نصیب ہو اور اللہ جل شانہٗ کی محبت کو سب چیزوں سے زیادہ کرنا لازمی ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کا ایمان اُس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کو اُس کی جان اُس کے مال اُس کی اولاد ہر ہر چیز سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔

اللہ ہمیں حضور علیہ السلام کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ جل شانہٗ حضور علیہ السلام کی تمام امت پر رحم و کرم فرمائے اور ہمیں حضور علیہ السلام کی محبت میں زندہ رکھے اُسی پر خاتمہ فرمائے اور اُسی پر زندہ فرمائے اور قیامت کو حضور علیہ السلام کی شفاعت نصیب فرمائے اور جنت میں حضور علیہ السلام کی رفاقت محض اپنی کریمی اور حضور علیہ السلام کی رحمت للعالمینی کے صدقے میں نصیب فرما دے۔ آمین ثم آمین

بجاہ نبی کریم رحمت للعالمین شفیع المذنبین و صلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین۔

احقر العباد نثار النبی بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ لاہور

Marfat.com

حضور علیہ السلام سے محبت

اعوذ باللہِ من الشیطن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی اٰل ابراھیم انك حمید مجید۔ اللھم بارك علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انك حمید مجید۔

یعقوب بن عبدالرحمٰن حضرت سہیل سے وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ میری اُمت میں سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے۔ وہ اس بات کو دوست رکھیں گے کہ ان سے ان کے اہل و عیال اور مال و منال کو لے لیا جائے اور اس کے عوض انہیں میری ایک جھلک نصیب ہو جائے۔ (ضیاء النبی جلد ۵ صفحہ ۹۶۱)

دراصل حضور علیہ السلام سے محبت ہی اللہ تعالیٰ عزوجل سے محبت کی علامت ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔

ترجمہ: اے حبیب آپ فرمائیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ والناس اجمعین۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی اُس وقت تک سچا مومن نہیں بن سکتا جب تک میں اُس کے نزدیک اپنی اولاد اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص میں تین باتیں ہیں وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔

ا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل اور حضور علیہ السلام سے محبت اس کی تمام لوگوں سے زیادہ ہو۔

Marfat.com

۲۔ وہ جس شخص سے محبت کرتا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کرتا ہے۔

۳۔ وہ کفر کی طرف لوٹنے کو اِس قدر ناپسند کرتا ہے جس طرح دوزخ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

(ضیاء النبی جلد ۵ صفحہ ۹۵۸)

اور اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو خوشخبری عطا فرمائی ہے جن کے دل حضور علیہ السلام کی محبت میں تڑپ رہے ہیں جن کی جانیں حضور علیہ اسلام پر فدا ہو رہی ہیں۔ جن کے شب و روز حضور علیہ السلام کے غم میں گزر رہے ہیں۔

؎ — تنم فرسودہ جاں پاراز ہجراں یارسول اللہ

یارسول اللہ ﷺ آپ کے فراق میں میرا جسم فرسودہ ہو چکا ہے اور میری جان میرے جسم میں پارے کی طرح پھڑک رہی ہے۔ اور وہ آپ علیہ اسلام کے پاؤں کے ذروں کو چومنے کو بے تاب ہے۔

؎ — نہ دارم جُز تو ملجا اے نہ دارم جُز تو ماوا اے
توی بس ساز و سامانم اغثنی یا رسول اللہ

اے میرے کریم آقا علیہ السلام آپ کے سوا نہ تو کوئی میرا ہمدرد ہے اور نہ ہی آپ کے سوا میرے درد کا کوئی علاج ہے۔ میرا صرف اور صرف سارا ساز و سامان پس صرف آپ علیہ السلام کی ذات پاک ہی ہے۔ پس بندہ نوازی فرمائیں اور میری مدد فرمائیں۔

؎ — خسرو تو بس بلند شوی در طریق عشق
گویا پابائے بوس سگانش رسیدہ ای

خسرو علیہ الرحمۃ کا مقام عشق میں بہت بلند ہو چکا ہے۔ جس دن سے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی گلی کے کتوں کے پاؤں کا بوسہ لیا ہے۔

عشق و محبت کی لزت کے مزے جو صحابہ کرام و رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لیے۔ اُن کا کیا ہی کہنا ہے۔

اُن کا عشق اُن کی محبت کے ساتھ اُن کو وصال بھی میسر تھا۔

ہر کسی کا اپنا نصیب ہوتا ہے۔ کسی کو عشق و محبت فراق کے ساتھ بھی ملتا ہے۔

لیکن اُن کے وصال میں بھی لذت ہے اور اُن کا فراق بھی وصال جیسا ہے۔

؎ — پیا اِس شرط پہ کھیلوں گی پیار کی بازی
جیتوں تو تجھے پاؤں ہاروں تو پیا تیری

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جب گنتی شروع کی جائے تو سب سے پہلے ایک آتا ہے اور جب ایک میں پھر ایک ہی ملایا جائے تو دو کا ہندسہ وجود میں آتا ہے اور پھر دو میں پھر ایک کو ملایا جائے تب ہی تین کا ہندسہ وجود میں آتا ہے اور اِسی طرح

Marfat.com

گنتی میں ایک کو ملاتے جائیں گے تو تب ہی اگلا ہندسہ وجود میں آئے گا اور جتنی بھی گنتی بنتی جائے گی ہر ایک میں ایک شامل ہوگا اور ہر ایک حضور علیہ السلام کی ذات پاک ہے کہ کائنات کی ہر ہر چیز نے حضور علیہ السلام کی وجہ سے ہی ظہور پایا ہے۔

کائنات کا ذرہ ذرہ حضور علیہ السلام کو پہچانتا اور آقا علیہ السلام کا ادب کرتا ہے سوائے ان لوگوں کے کہ جن کی قسمت میں اللہ جل شانہ نے ازل سے بدبختی نہ لکھ دی ہو۔

امام بخاری کے دادا اُستاد امام عبدالرزاق اپنی تالیف ''المصنف'' میں حضرت جابر بن عبداللہ سے ایک حدیث نقل فرماتے ہیں جسے آئمہ اور محدثین کی کثیر تعداد نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ اللہ جل شانہ نے سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جابر (رضی اللہ عنہ) بے شک اللہ تعالیٰ جل شانہ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی (علیہ السلام) کا نور اپنے نور سے (بغیر اپنے نور کو تقسیم کیے لفظ کن سے) پیدا فرمایا۔ پھر وہ نور مشیت ایزدی کے مطابق جہاں چاہتا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتہ تھا نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی نہ سورج تھا، نہ چاند نہ جن تھا نہ انسان۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا فرمائے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا۔ دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش اور چوتھے حصے کو پھر چار حصوں میں تقسیم فرمایا تو پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی فرشتے اور چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم فرمایا تو پہلے حصے سے آسمان، دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ۔

یہ حدیث قبولِ عام کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔

(بشکریہ سیرت الرسول از ڈاکٹر ظاہر القادری جلد ۱۰، صفحہ ۴۵۱، قسطلانی المواہب اللدنیہ جلد: ۱، صفحہ ۷۱)

ہر ذی روح کے دل میں اللہ جل شانہ کی محبت اور حضور علیہ السلام کی محبت ایک قدرتی چیز ہے اور کچھ نہ کچھ حصہ ہر ایک کو ملا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ (مفہوم) ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے تو اس کے ماں باپ اُس کو یہودی، پارسی، عیسائی وغیرہ وغیرہ بنا دیتے ہیں۔

تو جن جن لوگوں کو اللہ جل شانہ نے اپنی اور اپنے پیارحبیب محبوب علیہ السلام کی محبت کے لیے چن لیا ہے تو ان کے دلوں کو اس نورِ ازلی کی محبت سے اتنی آگاہی فرما دی ہے اور ہر کوئی اپنے حصہ کے مطابق اللہ جل شانہ اور حضور علیہ السلام سے محبت کرتا ہے۔

حضور علیہ السلام کی ایک دعا کا مفہوم ہے کہ یا اللہ تو میرے نور میں اضافہ فرما اور میرے حضور میں اضافہ فرما اور میرے عشق میں اضافہ فرما اور میرے سرور میں اضافہ فرما اور میری محبت میں اضافہ فرما۔ اور ایک اور دعا کا مفہوم ہے کہ یا اللہ تو مجھے اپنی محبت کی روزی عطا فرما اور جس سے تو محبت فرماتا ہے اُس کی محبت عطا فرما اور اُن عملوں کی محبت عطا فرما جن سے تیرا قرب نصیب ہو اور اپنی محبت کو ہمارے لیے ٹھنڈے پانی سے بھی مرغوب تر بنا دے۔ سب سے پہلے اس محبت سے تمام انبیاء علیہم السلام کو حصہ ملا، پھر صحابہ

Marfat.com

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پھر اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کو اور پھر لوگوں کو اپنے اپنے نصیب کے مطابق۔ جس طرح اللہ جل شانہ نے دنیاوی رزق و روٹی و روپیہ پیسہ کی تقسیم فرمائی ہے اسی طرح اپنی محبت کی روزی کو بھی تقسیم فرمایا ہے۔

اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنے اور اپنے حبیب علیہ السلام کے عشق حقیقی سے جو کہ دراصل اللہ تعالیٰ کا ہی عشق ہے بہت زیادہ حصہ عطا فرمایا تھا کہ اُن کی جانیں ہر دم حضور علیہ السلام پر فدا ہونے کے لیے تیار رہتی تھیں۔ اُن کا جینا اُن کا مرنا، اُن کا دن اُن کی رات اپن کا اُٹھنا اُن کا بیٹھنا اُن کا چلنا پھرنا سب حضور علیہ السلام کے لیے تھا۔ وہ ہر دم حضور علیہ السلام کی ذات پاک کے لیے تڑپتے رہتے تھے اور اس کے بعد اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کو یہ چیز درجہ بدرجہ ملی اور پھر عام مخلوق کو اُن کے حصے کے مطابق ملی۔ حضور علیہ السلام کی ذات باصفات میں اللہ جل شانہ نے ہر ہر خوبی تمام مخلوقات سے بدرجہ اتم عطا فرمائی۔ کیونکہ ہر ہر مخلوق کو حضور علیہ السلام کے حصہ میں ہی سے جو کچھ ملا وہ ملا۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام زندگی حضور علیہ السلام پر قربان کر دی۔ حضور علیہ السلام کی محبت کے جرم میں کفار مکہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرے مبارک پر ٹھڈے مار مار کر اتنا سجا دیا کہ آنکھیں بمشکل نظر آتی تھی اور آپ بے ہوش ہو گئے تو جب ہوش آیا تو سب سے پہلے یہ سوال کیا کہ میرے محبوب میری جاں میری جان کی جان حضور علیہ السلام کا کیا حال ہے؟ ہجرت کے وقت آپ حضور علیہ السلام کے کبھی آگے کبھی پیچھے کبھی دائیں اور کبھی بائیں چلتے۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) یہ کیا کر رہے ہو؟ عرض کی کہ مجھے جس سمت سے دشمن کے حملے کا خوف ہوتا ہے میں اُس طرف ہو جاتا ہوں۔ آپ نے اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام کے لیے اپنے گھر کا سارا مال و متاع ہر ہر چیز آپ علیہ السلام کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

القرآن — مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

ترجمہ: جس نے رسول (علیہ السلام) کی اطاعت کی اُس نے گویا اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت کی۔

تو اطاعت تب ہی ہوتی ہے جب دل میں عشق ہوتا ہے، شوق ہوتا ہے تڑپ ہوتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے سوائے میری جان کے دنیا کی تمام چیزوں سے پیارے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل پر توجہ فرمائی اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ نہ محبوب ہو جاؤں۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل کی دنیا ہی بدل گئی اور دست بستہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اُس ذات پاک کی قسم جس نے آپ ﷺ پر قرآن پاک نازل فرمایا ہے کہ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب تر ہو گئے ہیں۔

غزوہ تبوک کے موقع پر سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام کی محبت میں اتنا زیادہ

Marfat.com

مال دیا کہ حضور علیہ السلام خوش ہو گئے۔ حضور علیہ السلام محبت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مال کو اپنی جھولی مبارک مین اُلٹ پلٹ کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) چاہے جو بھی عمل کریں نقصان نہیں دے گا۔ (یعنی آپ اس کارخیر کی بدولت کوئی ایسا خدا اور اُس کے رسول علیہ السلام کو ناخوش کرنے والا کام ہی نہیں کرسکیں گے) جس طرح کہ حضور علیہ السلام نے اصحاب بدر کے متعلق ارشاد فرمایا تھا کہ آج کے بعد ان کو کوئی بھی عمل نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تو اپنی جان ہی حضور ﷺ پر فدا کی ہوئی تھی۔ حضور علیہ السلام کی ہجرت کے وقت جب کافر گھر سے باہر ننگی تلواریں لیے نعوذ باللہ حضور ﷺ کو قتل کرنے کے مضموم ارادہ سے جمع تھے تو آپ حضور ﷺ کے بستر مبارک پر حضور ﷺ کی چادر مبارک اوڑھ کر سو گئے کہ کافر یہی سمجھتے رہے کہ حضور ﷺ سوئے ہوئے ہیں۔ آپ کی اِس ادا کو دیکھتے ہوئے اللہ جل شانہٗ نے حضرت میکائیل اور حضرت جبرائیل ﷺ کو بلایا اور فرمایا کہ میں نے تم دونوں میں بھائی چارہ فرما دیا ہے تو تم میں سے کون ہے جو اپنے نفس کو اپنے بھائی کے نفس پر قربان کرسکتا ہے تو دونوں فرشتوں نے یہ وزن نہ اُٹھایا تو اللہ جل شانہٗ نے فرمایا کہ دیکھو میں نے (حضرت) محمد (ﷺ) اور (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کے درمیان مواخات (بھائی چارہ) قائم کر دیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو اپنی جان کو حضور علیہ السلام کے نفس پر یعنی حضور علیہ السلام کی جان پر قربان کرنے کے لیے آپ (علیہ السلام) کے بستر (مبارک) پر لیٹ گئے ہیں۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ حضور علیہ السلام ہمارے نزدیک ہمارے مالوں سے اولاد سے، ہمارے ماں باپ سے اور پیاسے کو ٹھنڈا پانی جتنا محبوب ہوتا ہے اُس سے بھی زیادہ محبوب تر تھے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک دفعہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جو ان دو بچوں سے محبت کرتا ہے اور ان کے والد اور والدہ ماجدہ سے محبت کرتا ہے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ اور میرے درجہ میں ہوگا۔ (ضیاء النبی جلد پنجم صفحہ ۹۶۰)

اَلْمَرْءُ مَاءَ مَنْ اَحَبَّ۔

آدمی اُسی کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اُس کی محبت ہے۔

ہمارے پیر و مرشد خواجہ گوہر دین رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۵۲ء جینڈڑ شریف کڑیانوالہ ضلع گجرات کی خدمت عالیہ میں میرے دادا حضور صوفی محمد چراغ رحمۃ اللہ علیہ دنیا کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر مارتے ہوئے ساری زندگی گزار دی۔ دادا جان فرماتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نیند میں بھی ایک سانس ہوا کا لیتے اور دوسرا سانس لینے سے پہلے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے وقت سحری فرمایا کہ میاں مرے رھسے کو جلا میور چٹاں ضلع گجرات لے جا اور رجا کر رفو کروا کے لے آ۔ جب میں دھسہ لیا تو آپ نے فرمایا کہ میاں اس کو اوپر لے لے جب میں نے دھسہ اپنے اوپر اوڑھا۔ کہ لگا پرے دل کی کشف کی دنیا کھلی گئی اور میں نے اس کشف میں حضرت صاب قبیلہ کے دل کو دیکھا کہ اس پر خدا اور اس کے

Marfat.com

رسول علیہ السلام کی محبت کے بڑے بڑے چیرے آئے ہوئے ہیں۔حضرت صاحب قبلہ جب حج کے بعد مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے اور جب حضرت سید عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری دی تو آپ بے اختیار اپنی اور بہت امت کی والدہ حجرت عائشہ صدیقہ کو عرض کرنے لگے کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ ہماری حضور علیہ السلام کے ساتھ بڑی محبت ہے لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حضور علیہ السلام کے ساتھ محبت دیکھ کر ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنی محبت کو بہت ہی کم تصور کرتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کے ایک جمالی جب بھی آقا علیہ السلام کے پاس حاضر ہوتے تو ٹکٹکی باندھ کر حضور علیہ السلام کو دیکھتے رہتے تھے حضور علیہ السلام نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ تو نے کیا حال نیا رکھا ہے۔اس نے عرض کی کہ میرا باپ اور میری ماں دونوں آپ پر قربان ہوں دل اداس ہوتا ہے تو حضور علیہ السلام کو دیکھ کر دل کو تسلی دے لیتا ہوں لیکن جب قیامت کا دن ہو ہوگا اور حضور علیہ السلام کا مقام بہت ارفع و اعلیٰ ہوگا۔تو میں کیسے حضور علیہ السلام کا دیدار کر سکوں گا۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

من احبنی کان معی فی الجنة (ضیاالنبی ۵۔۹۶۱۔ ۲۔۵۶۶)

حضور علیہ نے فرمایا ہے۔

القرآن ۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ (سورۃ النساء ۴۹)

اور زندگی کا مقصد بھی خدا اور اس کے رسول علیہ السلام کی محبت و اطاعت ہے۔اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

القرآن ۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾ (سورۃ توبہ ۲۴)

ترجمہ: حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرمایئے اگر میں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں او رتمہارے کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار اندیشہ کرتے ہو جس کیے مندے کا اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو۔تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور س کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو نافرمان ہو۔

داؤد علیہ السلام یہ لوگ مجھے ملنے کے لیے چاہتے ہیں کہ ہمیں موت آجائے (کیونکہ موت کے بغیر اللہ جل ثانہٗ سے ملاقات ہو سکتی ہے۔او موت محبوب کو محبوب سے ملا کے لیے ایک پل ہے تا کہ ہم اللہ جل ثانہ سے مل سکیں۔اور میں زمین و

Marfat.com

آسمان کا کوئی بھی کام کرنے سے ہچکچاتا نہیں ہوں لیکن ان کو موت دینے سے ہچکچاتا ہوں کیونکہ دنیا میں میری نظر کا محور صرف یہی لوگ ہوتے ہیں۔ اور اے داؤد علیہ السلام ان لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ جب اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اور رات آجاتی ہے۔ اور ہر کوئی اپنے محبوب کے قرار پکڑتا ہے۔ سرگوشیاں جنم لیتی ہیں تو میرے یہ عاشق گرم گرم بستر چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں کوئی ان میں کھڑا ہو کر مجھے یاد کرتا ہے۔ کوئی سجدہ میں یاد کرتا ہے اور اے داؤد علیہ السلام جب میں دیکھتا ہوں کہ میرے ان عاشقوں کے دل رو رو کر میری یاد میں گل گئے ہیں۔ تو میں ان کے دلوں میں سوراخ کر دیتا ہوں جب وہ مجھے دیکھنا چاہیں تو اس سوراخ میں سے جھانک کر میرا دیدار کر سکتے ہیں۔ مجھے دیکھ سکتے ہیں۔

اور اے داؤد علیہ السلام اگر تو میرے ان عاشقوں کی زیارت کرنا چاہتا ہے۔ تو تجھ کو یہ لوگ بہنان کی پہاڑیوں میں ایک چشمہ کے کنارے ملیں گے۔ انہیں پر اسلام کہنا۔ حضرسیدنا داؤد علیہ السلام ان کی زیارت کے لیے بنان کی پہاڑیوں میں چشمے کے کے کنارے تشریف لے گئے تو یہ لوگ آپ کو دیکھ کر اِدھر اُدھر چلنے لگے۔ تو آپ علیہ السلام نے ان کو آواز دی کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں وہ آپ کی آواز سن کر آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ اللہ جل شانہ تم لوگوں کو سلام دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ مجھ سے اپنی حاجتیں بیان کروں میں ان کو پورا کروں گا۔ اور اٹھارہ عاشق اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی حاجتیں بیان کرتے ہیں۔ جن ۔۔۔۔ کہ ہر خدا پاک کی زیارت پاک سے سوائے اس اور کوئی چیز بھی نہیں مانتا ہوں تو اللہ تو اللہ تعالیٰ حضرت داود علیہ السلام کو یہ وحی بھیجتے ہیں کہ تم علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ۔ میں تم میں ہر ایک اپنا دیدار عطا فرماؤں گا۔ واقعی ان لوگوں کی حشمت کا کیا کہنا جو دن رات ہر گھڑی خدا اور اس کے رسول علیہ السلام کی محبت میں غرق رہتے ہیں۔ اللہ اور س کے رسول کی محبت کا درس خود اللہ رب لعزت لوگوں کو رہے ہیں۔ اور بار بار حضور علیہ اسلام کی تعظیم کا فرما رہتے ہیں۔ ”کہ میرے پیارے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہاری آوازیں بھی اونچی نہیں ہونی چاہیں۔ کہ کہیں تمہارے سارے اعمال ہی نہ ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر ہی نہ ہو۔“

اور بدّو لوگ جو حضور علیہ السلام کے پاس آ کر حضور علیہ السلام کے گھر کے دروازے سے باہر زور زور سے آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا نام لے ک پکارنے لگے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن پاک میں سرزنشین فرمائی اور رفرمایا کہ وہ انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ وخود ان کے پاس تشریف لے آتے۔

حضور علیہ السلام کے تمام صحابہ اکرام بھی آقا علیہ السلام پر تن من دھن سے قربان تھے اور حضور علیہ السلام کے ہر ہر فرمان پر بلا چون و چرا عمل کرتے تھے۔ صحابہ اکرام کے بعد تابعین اور تبع تا اور س کے بعد اولیا عزام رضوان علیہم اجمعین تمام لوگوں نے اپنی زندگیاں حضور علیہ السلام کی نابعداری میں صرف فرمادیں سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کی محبت میں اپنا زندگی کا ایک ایک پل بسر فرمایا۔ جنگ احد میں جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ دندان مبارک کی شہادت کا سنا تو اپنے تمام دانت ایک ایک کر کے شہید کر لیے کہ حضور ﷺ کا نہ جانے کون سا دانت شہید ہوا ہے۔ اور میرا

Marfat.com

دانت سلامت ہے یہ عشق کی باتیں ہیں محبت کیا باتیں ہیں۔ وارفتگی کی باتیں ہیں یہ وہی سمجھ سکتا ہے جس کو عشق حقیقی کا مزہ لگا ہے۔ اگر دنیا کے محمول عشق میں لوگ اپنا تخت تک چھوڑ سکتے ہیں۔ اور اپنی ہر چیز مذاکر کر سکتے ہیں۔ تو وہ رب اعزت جس نے یہ دنیا کا عشق پیدا فرمایا ہے اس کے اپنے عشق اور اس کے رسول ﷺ کے عشق کی لذت کی کیا کیفیت ہوگئی۔ اس کا وہ ہی اندازہ کر سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی لذت سے روشناس کرایا ہے۔

لیکن یہ محبت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ ہر کوئی اس کو حاصل کر سکے۔ یہ تو اس کو ملتی ہے۔ جس کو اللہ رب العزت چاہتے ہی۔ اگر کوئی تمام دنیا کو اور جو کچھ بھی دنیا میں ہے اس کو خرچ کر کے بھی محبت کو حاصل کرنا چاہیے تو نہیں حاصل کر سکتا۔ اور اگر تمام دنیا مل کر بھی جس شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول پاک علیہ السلام کی محبت رکھ دی ہے کو نکالنا چاہیے۔ تو اس کو نکال نہیں سکتی ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ترجمہ: یہ اللہ جل شانہ کا فضل ہے جس پر چاہتا ہے او اللہ رب العزت بہت بڑے فضل کا مالک ہے جسے چاہا در پے بلا لیتا ہے۔ جیسے چاہے اپنا بنا لیتا ہے۔ (سورۃ جمعہ، ۴)

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت حباب بن آرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاور دوسرے اصحابہ اکرام کے مکہ مکرمہ میں تپتی ریت پر لیٹ کر اور کافروں کے سلگاتے ہوئے کوئلوں پر لیٹ کر اس محبت کو ثابت کر دیا۔ وہ کون سی لذت تھی۔ جس کے آگے دنیا کی تمام تکلیفیں ہیچ تھیں۔

جنہاں دکھاں تے دلبر راضی سکھ انہاں توں وارے ہو
دکھ قبول محمد بخشا راضی رہن پیارے ہو

میاں محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے یہ اشعار ہیں۔

یہ مقام تسلیم ہے کہ محبوب کے عطا کیے ہوئے غم بھی بھی بندہ پھولوں کا ہار سمجھتا ہے لیکن ہر کوئی س پر ثابت قدم رہ سکتا ہے۔ اور نہ ہی ہر کوئی اس چیز کا دعوی کر سکتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کلر کی دعا مانگو کرو۔

صحابہ اکرام نے بڑی مشکل سے یہ دین ہم تک پہنچایا ہے ہم کو یہ مفت میں مل گیا ہے۔ صحابہ اکرام نے اس کے لیے بہت قربانیاں دیں۔ ہم لوگوں کو بغیر قربانی کے یہ سب کچھ مل گیا ہے۔ یا اللہ حضور ﷺ کے صدقے میں تمام امت کو عافیت عطا فرما۔ اس پر رحم فرما اس کو بخش لے۔ اس کو مصائب و تکالیت اور بیماریوں سے نجات عطا فرما۔ اور جس جس شکل مین جو جو کوئی بھی پھنسا ہے اس سے اس کو نکال لے۔ یا اللہ تمام امت مرحومہ کو بخش لے اور اس کو قبر میں اور حشر میں راحت عطا فرما۔ اور

Marfat.com

نیکیوں کو سب کا اعمال نامہ پکڑانا اور رتمام امت مرحومہ کو پل صراط پر ثابت قدم رکھنا اور جنت میں حضور ﷺ کے ساتھ محض اپنے فضل و کرم اور حضور ﷺ کے صدقے میں سب امت مرحومہ کو داخل فرما۔ اور حضور ﷺ کی ہمائیگی میں رکھنا سوا ہمارا کوئی آسرہ نہیں ہے۔ کوئی تھکانہ نہیں ہے۔ ہمارا کوئی دعوی نہیں ہے۔ ہمارا کوئی بھی اعمال تیری جناب کے لائق نہیں ہے۔ کہ انہیں ہم تیری جناب میں پیش کرسکیں۔ ہمیں کوئی امید ہے تو یہ ہے کہ تو نے حضور ﷺ کی امت میں پیدا کیا ہے۔ اور حضور ﷺ کے صدقے میں ہی تو ہم پر اپنا رحم فرمائے گا۔ ہم تجھ سے حضور علیہ السلام کی وہ دعا مانگتے ہیں جو آقا ﷺ نے عرفات کے میدان میں مانگی تھی۔ اے اللہ میری گفتگو کو سنتا ہے۔ میری قیام گاہ کو دیکھ رہا ہے۔ میرے باطن اور رظاہر کو جانتا ہے۔ میرے حالات میں سے کوئی چیز بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں میں غمزدہ اور فقیر کی طرح تیری جناب میں فریاد کرنے والا ہوں۔ گناہوں کا اقرار و اعتراف کرنے والا ہوں۔ میں تجھ سے ایک مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں اور ایک گناہ گار ضعیف اور کمزور عاجز کی طرح عاجزی کرتا ہوں۔ اور تیری جنات میں اس طرح دعا کرتا ہوں جس طرح ایک ڈرنے والا نابینا دعا مانگتا ہے۔ جس کی گردن تیرے لیے جھک گئی ہے جس کے تیرے ڈر سے بہہ رہے ہیں جس کا جسم عاجزی کر رہا ہے۔ جس کی ناک تیری بارگاہ میں خاک آلود ہے۔ اے میرے اللہ مجھے شقی نہ بنانا اور میری دعا قبول کرنا اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک کرنا۔ اے ان سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے۔ اور ان سب سے بہت جو عطا کرتے ہیں۔ (ضیاالنبی ۴۔۷۵۹)

میں حضور ﷺ کی اس دعا کے ساتھ اپنی کتاب کا اختتام کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اسے حضور علیہ السلام ک صدقے میں اپنی جناب میں باریابی عطا فرما کے اور اسے امت سلمہ کی ہدایت کا موجب بنائے۔ اور راس کے صدقے میں ہمیں اپنا اور حضور ﷺ کا عشق و محبت اور درد عطا فرمائے۔ اور رخاتمہ بالخیر فرما کر ہمیشہ ہمیشہ ہمیں حضور ﷺ کے قدموں میں رکھے۔ اور حضور ﷺ کے دیدار کی زیارت عطا فرماتا رہے اور اپنے دیدار سے بھی ہمیں جنت میں سرفراز فرماتا رہے۔

آمین ثم آمین بجاہ نبی کریم روؤف الرحیم و علیہ آلہ وسلم و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین برحمتك یا الرحم الرحیمن یا ارحم الرحمین یا الرحم ابرحمین اللھم صلی علی سیدنا نبینا و مولا نا محمد نور ذات وسیر اسرار جمیع السماء و لاوثار و صفات وعلیہ آلہ وصحبہ و امہ تہ اجمعین برحمتك یا الرحم الرحمین یا ارحم الرحمین یا ارحم الرحمین

تمت بالخیر

آپ کی دعاؤں کا طلبگار، احقر الحباد العباد، خاکپائے اولیا اللہ

نثار النبی ابو عبداللہ ابو حبیب اللہ بن صوفی محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ لاہور پاکستان تمت بالخیر۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

القرآن ۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾

ترجمہ: اور جو نعمت تیرے رب نے تیرے اوپر فرمائی ہے اس کو بیان فرمائیں۔

مخلوق کو دکھا کر نیکی کا کوئی کام کرنا ریا کہلاتا ہے اور مخلوق کے خوف سے کسی نیکی کے کام کو نہ کرنا یہ بھی ریا ہے۔ اس چیز کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق مخلوق تمہارے لیے ایسی در و دیوار جیسی ہونی چاہیے کہ اس کی کوئی پروا تیرے دل میں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے باوجود گناہ گار ہونے کے اپنی بے پایاں نعمتیں عطا فرمائیں۔ کیوں کہ اس کی رحمت کی گھٹائیں خطا کاروں پر ہی کھل کر برسا کرتیں ہیں اگر اس کے بندے گناہ ہی نہ کیا کرتے تو ستار العیوب اور غفار الذنوب جو اس کے نام مبارک ہیں۔ ان کا ظہور کب ہونا تھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بندہ جان بوجھ کر سوچ سمجھ کر گناہ کرے بلکہ خدانخواستہ اس کے نہ چاہتے ہوئے بھی کبھی کبھار اگر اس سے شیطان کو گناہ کروالے تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ پیش کرے۔ سچے دل سے نادم ہو کر آگے سے گناہ نہ کرنے کا عہد کرے اور اس کے رسول پاک علیہ السلام کے صدقے کا وسیلہ اس کی جناب میں پیش کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ بعض نیک بندوں سے بھی بعض دفعہ کوئی گناہ اس سے سرزد ہو جاتا ہے کہ نیکی کرنے سے جو عجب دل میں پیدا ہو جاتا ہے جب وہ اپنے گناہ کی طرف دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تو گناہ گار ہی ہوں یہ سب نیکی صرف میرے رب کی طرف سے ہی ہے۔

اور حضور علیہ السلام کی ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اگر اس کے بندے گناہ نہ کریں تو ہو ان کو ہلاک کر دے اور نئے لوگ پیدا فرما دے۔ جو گناہ کریں اور پھر معافی مانگیں اور وہ ان کو معاف فرما دے۔

اور قیامت کو آقا علیہ السلام جب اپنی امت کو باوجود گناہ گار ہونے کے جب بخشوا لیں گے تو لوگوں کو پتہ چلے گا۔ کہ آقا علیہ السلام کی کتنی بلند شان پاک ہے۔

بچپن میں والد صاحب فرماتے تھیں کہ میں نے ایک دن تمہیں اپنی گود میں لیے یہ شعر پڑھے:

ے ــــ من بندہ آں روئے کہ دیدن نہ گزارن
دیوانہ زلف کہ کشیدن کا نہ گزارن

تو ان کو سن کر تو رو پڑا تھا۔

ان کا ترجمہ یہ ہے کہ میں اس صورت پاک کا غلام ہوں کہ جس کو دیکھنے کی مجھ میں تاب نہیں اور اس زلف کا دیوانہ ہوں کہ جس تک پہنچنے کی مجھ میں تاب ہی نہیں۔

Marfat.com

اس ترجمہ کی سمجھ تو مجھے نہ آئی ہوگی لیکن شاید والد صاحب کو روتا دیکھ کر میں بھی رو پڑا ہوں گا۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول پاک ﷺ کی محبت کی چاشنی اگر چاہیں تو بچپن میں ہی اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہیں عطا فرما سکتے ہیں۔

بچپن سے ہی ولی کامل میرے دادا حضور صوفی محمد چراغ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی شفقت و کرم شامل حال رہی لیکن ساری زندگی انہوں نے اپنے آپ کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔ میرے پیر و مرشد خواجہ گوہر الدین رحمتہ اللہ علیہ کی کامل نظر عنایت ان کے شامل حال تھی۔ اور وہ ہر دم اپنے پیر و مرشد اور حضور علیہ السلام کی تابعداری میں رہے۔ اور عین جوانی ہی میں اُنہوں نے دنیا کو خیر باد کہہ دیا تھا۔

اور ہر وقت انہوں نے ہم لوگوں کو اپنے ساتھ رکھا۔

اکثر وہ ہم کو ساتھ لے کر پیر خانہ تشریف لے جاتے۔ انبیاء اکرام کے مزارات پر ساتھ لے کر جاتے۔

۱۹۷۸ء میں تقریباً ۱۹ سال کی عمر میں مَیں جرمنی چلا گیا۔ تو والدہ نے خواب میں دیکھا کہ تم دونوں بھائی سمندر میں نہار ہے ہو۔ اور پیر و مرشد خواجہ گوہر دین رحمتہ اللہ علیہ کنارے پر کشتی لے کر کھڑے ہیں۔ کہ خدانخواستہ اگر ڈوبنے لگیں تو کشتی میں ان کو بٹھا کر بچالیں۔

بیس سال کی عمر میں جرمنی میں سب سے پہلے پاک محمدی مسجد فرینکفرٹ میں مَیں اعتکاف بیٹھا تو وہاں کی رنگینیوں سے میرا دل اچاٹ ہوگیا۔ ایک دِن خواب میں مجھے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت نصیب ہوئی اور میں ان کی زیارت کے لیے دل میں بہت رو رہا تھا۔

ایک دن خواب میں میں نے دیکھا کہ کعبہ شریف میں باب اسلام کی طرف سے میں اندر داخل ہوا۔ اور پھر کعبہ شریف پر میری نظر پڑی تو میں نے حضور علیہ السلام کی ساری امت کی اصلاح اس پر رحم اور اس کی مغفرت کے لیے دعا مانگی۔ اور پھر ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ کعبہ شریف کے صحن میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے اگلی سے پچھلی صف میں کھڑا ہوں اچانک اگلی صف میں ایک آدمی کی جگہ مجھے خالی نظر آتی ہے۔ اور میں نماز کی حالت میں ہی چلتا ہوا اگلی صف کے خلا کو پورا کر دیتا ہوں اور میرے اور کعبہ معظمہ کے دِرمیان کوئی چیز بھی حائل نہیں رہتی۔

۱۹۸۱ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے حج کی سعادت نصیب فرمائی تو میری دونوں خوابوں کو سچ کر دکھایا۔ اور میں ہو بہو جیسے خواب میں دیکھا تھا حقیقت میں ویسا ہی دیکھا۔

حج کے دوران عرفات شریف کے میدان میں حج کے دن کی ظہر و عصر کی نمازیں اکھٹی پڑھنے کے بعد جب میں حضور علیہ السلام کی جائے خطبہ کی جگہ پر پہنچا۔ تو جتنا کرم عرفات کے شریف کے میدان میں مجھ پر ہوا زندگی میں اتنا کرم کبھی نہ ہوا تھا۔

عرفات میں حج کرنے کے بعد جب میں مزدلفہ منا سے مناسک حج سے فراغت کے بعد ایکدن محلہ ملاوی میں اپنے گھر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اچانک مجھ کو کعبہ شریف اتنا یاد آیا۔ اتنا یاد آیا۔ اتنا یاد آیا کہ میں بیان نہیں کرسکتا اس وقت میں نے دوپہر کو کھانا کھانا

Marfat.com

شروع ہی کیا تھا۔کعبہ شریف کو دیکھنے کے لئے دل اتنا مچلا کہ میں کھانا بھول گیا۔کوئی نوالہ میرے حلق سے نیچے نہیں جا رہا تھا۔

میرا دل بچوں کی طرح زور زور سے رونے کے لیے چاہ رہا تھا۔میرے حالت میں تبدیلی نہیں آرہی تھی۔

اچانک ہمارے پانچ ساتھیوں نے ہم سے مدینہ منور جانے کی اجازت چاہی ہم ان کے گلے ملے اور وہ رخصت ہو گئے لیکن میرا دل اب بھی بہت بے قرار رہا۔ چند ہی منٹوں کے بعد ان میں سے ایک آدمی واپس آیا۔اور اس نے کہا کہ ہماری گاڑی کی بناوٹ اس طرح ہے کہ اس کی ڈکی اس کے اندر ہی ہے۔ یہ لڑکا جو جرمنی سے اکیلا حج کرنے آیا ہے۔اگر اِس نے مدینہ منورہ جانا ہے۔،تو پچھلی جگہ پر وہ آرام سے جاسکتا ہے۔

میں بے اختیار مدینہ منور جانے کے اٹھ کھڑا ہوا اور میرے بے قرار دل کو جو کعبہ کو دیکھنے کے لیے مچل رہا تھا کو قرار آگیا۔اور تب مجھے سمجھ آئی کہ کعبے کا کعبہ دراصل مجھے بلا رہا تھا۔دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

از طاعت الٰہی دیدن جمال احمد

واز حب مصطفائی دریافتم خدارا

اور واقعی جب میری گاڑی مدینہ طیبہ کے سفر پر روانہ ہوئی تو میرے بے قرار دل کو قرار آگیا۔

اس سفر کے لیے اس زیارت کے لیے میں کتنا تڑپا اور کتنا بے قرار ہوا تھا۔اور زندگی کے اکیس سال میں نے گن گن کر گزارے تھے۔اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے صدقے میں مجھ ناچیز پر کرم فرمایا تھا۔اور مجھے حج کی سعادت نصیب فرمائی تھی اس سے ایک سال پہلے میں نے اپنے والدین کے حج کے لیے جرمنی سے سپانسر بھیجے تھے۔اور وہ حج کر آئے تھے۔انہوں نے وہاں میرے حج کے لیے بھی بہت دعائیں کیں تھیں۔

اس حج کرنے کے لیے میں نے جرمنی میں اپنے سٹوڈنٹ ویزے کیلیے جو کہ ایک ماہ بعد لگنے والا تھا۔اور مجھ فرینکفرٹ یونیورسٹی میں داخلہ ملنے والا تھا۔ ہر چیز کو خیرباد کہہ دیا۔کیونکہ حکومت جرمنی نے کہا تھا۔کہ اگر تم اس وقت چلے گئے تو تمہاری ہر چیز ہر ویزہ وغیرہ کینسل کر دیں گے۔لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت اور حضور علیہ السلام کی زیارت کی خوشی میں میں نے ہر چیز کو ہیچ سمجھا۔اور کسی چیز کا میرے دل میں قلق بھی نہ ہوا۔مدینہ منورہ میں نو دن حاضری رہی۔صبح و شام اور ہر وقت آقا علیہ السلام کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا رہا۔ پورے نو دن ایک عجیب قسم کی خوشی دل میں چھائی رہی اور حضور علیہ السلام کی ظاہری و باطنی نوازیاں ہوئیں کہ بیان سے باہر تھیں۔آخر رو رو کر جدا ہوا۔مکہ مکرمہ واپس آیا۔محلہ ملاوی میں اپنے مکان کی چھت پر کھلے آسمان تلے سویا ہوا تھا کہ خواب میں اپنے آپ کو مدینہ منورہ میں پایا۔میں حضور علیہ السلام کے دروازے پاک کے آگے کھڑا تھا۔دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور آس پاس کوئی بھی آدمی نہیں تھا۔میں دروازے سے اندر چلا گیا۔آگے حضور علیہ السلام کی نورانی قبر مبارک کی زیارت کی اور واپس کھلے دروازے سے باہر آگیا۔

میں دوسرے دن سویا تو پھر ہو بہو پہلے دن والا خواب دیکھا لیکن اس میں فرق یہ تھا۔کہ آقا علیہ السلام کی قبر مبارک سے اس

Marfat.com

دن پردہ ہٹ گیا۔ اور آقا علیہ السلام اپنی قبر سے باہر تشریف لے آئے میں نے جی بھر کر حضور علیہ السلام کی زیارت کی۔ اس کے بعد آقا علیہ السلام میرے ساتھ باہر کو چلے میں آقا علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چلا حضور علیہ السلام کھلے دروازے سے باہر تشریف لائے اور مجھے رخصت کیا تو میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں واقعی چند دنوں کے بعد پاکستان کے لیے رخصت ہوگیا۔ پاکستان واپس آنے کے بعد جب اپنے پیر و مرشد کے پوتے پیر حبیب اللہ صاحب کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو انہوں نے کسی خواب وغیرہ کے متعلق پوچھا۔ میں نے آقا علیہ السلام کی زیارت کا خواب سنایا۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا کوئی بات بھی فرمائی میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے خوشخبری سنائی کہا انشاء اللہ پھر زیارت ہوگی۔ اور حضور علیہ السلام انشاء اللہ تم سے بات بھی فرمائیں گے۔

میں نے آپ کا شکریہ ادا کیا پیر و مرشد کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کچھ دنوں کے بعد مجھے پھر حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف فرمایا۔

میں نے دیکھا کہ تین قبریں ساتھ ساتھ ہیں۔ ایک میں حضور علیہ السلام دوسری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تیسرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ اچانک ان قبروں پر سے پردے ہٹ جاتے ہیں اور حضور علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ باہر تشریف لے آتے ہیں۔

آقا علیہ السلام نے سفید جوڑا زیب تن فرمایا ہوا ہے۔ اور سر مبارک پر سفید رنگ کے عمامے کا تاج سجایا ہوا ہے آقا علیہ السلام چہل قدمی فرماتے ہوئے آجا رہے ہیں۔ اور میں آقا علیہ السلام کی زیارت کر رہا ہوں۔ آقا علیہ السلام کے چہرے کی نورانیت کی رونقیں میں اپنے اندر سمیٹ رہا ہوں۔

اچانک میں دیکھتا ہوں کہ میں زمین پر وضو کے لیے بیٹھا ہوا ہوں اور میرے آگے پانی کا لوٹا بالکل خالی پڑا ہوا ہے۔ میرے دائیں طرف حضور علیہ السلام تشریف فرما کھڑے ہیں۔ اور میرے بائیں طرف میرے بالکل ساتھ سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ میں اپنے لوٹے کو خالی دیکھ کر بے اختیار حضور علیہ السلام کی طرف دیکھتا ہوں۔ آقا علیہ السلام میری نظروں کا مطلب سمجھ جاتے ہیں۔ اور نظر عنایت فرماتے ہیں اور جب میں دوبارہ لوٹے کی طرف دیکھتا ہوں تو وہ تین چوتھائی بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اچانک سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ''پانی؟'' میں کہتا ہوں ''ہاں پانی'' سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک خالی پوا ہے۔ لیکن جب وہ اس کو میرے لوٹے کے اوپر انڈیلتے ہیں تو اس سے صاف پانی نکلتا ہے۔ اور میرا لوٹا بھر جاتا ہے اور اس کے بعد میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

پھر زندگی کے کافی دن بیت جاتے ہیں۔ میرے دل کو یقین ہے کہ میرے پیر و مرشد کے جو بیٹے پیر حبیب اللہ صاحب نے مجھے آقا علیہ السلام کی بات کرنے کی کو خبری سنائی تھی تو آقا علیہ السلام مجھ سے خواب میں ضرور کوئی بات فرمائیں گے۔ اور اسی انتظار میں آقا علیہ السلام کی زیارت کے انتظار میں زندگی کے نشیب و فراز گزارنے لگا۔

ایک دن میں سویا تو قسمت بیدار ہوگئی اور میں نے دیکھا کہ بہت زیادہ مخلوق حضور علیہ السلام کی زیارت کے لیے بے

Marfat.com

تاب ہوئی ہے۔ اور ان کے لئے ایک حد قائم کر دی گئی ہے وہ آگے نہیں جاسکتے ہیں اور حضور علیہ السلام ان سے ذرا فاصلے پر ایک اونچی جگہ تشریف فرما ہیں اور اپنے پیرومرشد کے صدقے میں میں اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کے پاس کھڑے پاتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ آقا علیہ السلام کچھ فرما رہے ہیں میں کان آقا علیہ السلام کے نزدیک کرتا ہوں تو حضور علیہ السلام سرورِ کائنات ﷺ نہایت ٹھہر ٹھہر کر سورۃ والناس کی تلاوت فرما رہے ہیں۔

ایک ایک لفظ الگ الگ گنا جاسکتا ہے۔

تلاوت فرمانے کے بعد آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سورۃ والناس کا وظیفہ کیا کرو آقا علیہ السلام یہ الفاظ اردو میں ادا فرماتے ہیں۔

پھر یوں ہی زندگی بسر ہونے لگی دل میں بار بار یہ خیال آتا کہ کہاں میں اور کہاں حضور علیہ السلام کی ذات پاک مجھ ناچیز پہ اتنا کرم کیا واقعی مجھے آقا علیہ السلام کی زیارت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ ﴿۱۵﴾

ترجمہ: بلکہ انسان اپنے نفس پر بصیرت رکھتا ہے۔ چاہے وہ کتنے بہانے بناتا پھرے۔ (سورۃ القیامۃ)

اس دوران رمضان شریف آگیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام اور پیرومرشد کے صدقے مجھے اعتکاف کی سعادت بخشی ان دنوں چند دن ہی ہوئے میری شادی ہوئی تھی۔ اور میں اکثر جمعہ خواجہ پیر سیال خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت ہی زیرک اور درویش صفت مرید خاص شیخ الحدیث خواجہ بشر الدین معظمی صاحب کے پیچھے محلہ خواجگان میں یہاں میاں جلال دین کی مسجد میں پڑھتا تھا کہ اعتکاف میں سورہ یوسف کی تلاوت کرتا ہوا جب اس آیت شریف پر پہنچا۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾

ترجمہ: اے زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا والی ہے مجھے اسلام پر موت عطا فرما اور مجھے صالحین کے ساتھ ملا دے۔ (سورۃ یوسف)

تو رو رو کر میرا حال دگرگوں ہوگیا میں اتنا بے حال ہوا کہ بیٹھے ہوا کھلے قرآن پاک کو گود میں لیے مسجد میں اپنی اعتکاف کی جگہ میں مجھے اونگھ آگئی خواب میں دیکھتا ہوں کہ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام صاحبزادہ بشر الدین صاحب کی ملتی جلتی شکل میں تشریف فرما ہیں۔ اور مسجد میاں جلال دین میں کھڑے ہیں۔ اور یوں لگتا ہے جیسے جمعہ کی نماز ابھی ابھی ختم ہوئی ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرے کے ایک ایک پور پور سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔ میں خواب میں آپ علیہ السلام سے عرض کرتا ہوں کہ میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔

آپ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں آپ مسکراتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات کی جو تمہیں زیارت ہوئی ہے

Marfat.com

وہ سچ ہوئی ہے۔اور جو وظیفہ آپ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔اسے کیا کرو اور ساتھ ساتھ جو دعا میں پڑھتے پڑھتے میں مجھے اونگھ آتی تھی۔(جو میں نے اوپر درج کی ہے) اس کا بھی وظیفہ کا کیا کرو۔اور میری آنکھ کھل گئی قرآن پاک کی سورہ یوسف کی وہی آیت شریف میرے آگے کھلی ہوئی پڑی ہے۔

زندگی پھر یونہی بسر ہونے لگی۔ان دنوں مولانا محمد الیاس قادری صاحب مدظلہ کی جماعت آہستہ آہستہ پروان چڑھ رہی تھی اور آپ کا کافی چرچا ہو رہا تھا۔گجرات میں ان کے عقیدت مندوں نے ان کا ایک اجتماع رکھا میں نے ان کے آنے سے ایک دن پہلے خواب میں دیکھا کہ میں کچہری روڈ نارمل سکول کی گراونڈ میں (جہاں ان کا اجتماع ہونا تھا) داخل ہونے لگا ہوں تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا ہے کہ اس گراونڈ میں اس وقت حضور علیہ السلام بھی تشریف لائے ہوئے ہیں۔اس لیے اپنے جوتے گراونڈ کے باہر ہی اتار دوں۔میں جوتے باہر ہی اتار دیتا ہوں اور بڑے ادب واحترام سے گراونڈ میں داخل ہوتا ہوں۔اچانک حضور سرورِ کائنات ﷺ کو نہایت ہی جوانی کی حالت میں میں دیکھتا ہوں آقا علیہ السلام کو جوانی کی حالت میں صرف تہہ بند میں دیکھنے کا مجھے شوق حضور علیہ السلام کی ایک حدیث پاک کے مطاب جب ایک صحابی آقا علیہ السلام کے دروازے پر تشریف لائے تو آقا علیہ السلام ان سے ملاقات کے اشتیاق میں فوراً اپنے تہہ بند کو گھسیٹتے ہوئے اٹھے ہوا تھا حضور علیہ السلام نہایت ہی صحت مند جسم کے ساتھ نہایت ہی چوڑے سینے مبارک کے ساتھ کھڑے ہیں آقا علیہ السلام کے نیم گھنگھریالے بال اور آقا علیہ السلام کی داڑھی مبارک کی لیں زیارت کر رہا ہوں۔حضور علیہ السلام کا پیٹ مبارک بالکل ہی اندر ساتھ لگا ہوا ہے اور مسلسل بھوک کی وجہ سے آقا علیہ السلام کے پیٹ مبارک پر اتنے بل پڑے ہوئے اور وہ اتنے باریک اور ساتھ ساتھ ہیں کہ گنے نہیں جاسکتے۔

میں آقا علیہ السلام کو دیکھتے ہی حضور علیہ السلام کے قدموں پر گرجی ہوں۔ان کے بوسے لیتا ہوں اور اٹھ کر حضور علیہ السلام کے ہاتھوں مبارک کو بھی چومتا ہوں۔اور زبان سے کہتا ہوں۔

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد انك رسول الله۔

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

زمانہ کی مسافتیں ختم ہوجاتی ہیں اور میں اپنے آپ کو آقا علیہ السلام کے عین زمانے میں محسوس کر رہا ہوں۔آقا علیہ السلام کے پہلو میں بیٹھا ہوں آپ کی باتیں سن رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ حضور علیہ السلام کی جو باتیں دوسروں کو بتائی جاتی ہیں وہ حدیث کہلاتی ہیں۔اور میری آنکھ کھل جاتی ہیں۔لیکن خواب کے بعد آقا علیہ السلام کی کوئی بات مجھے یاد نہیں رہتی ہے۔

زندگی یونہی اپنی آب وتاب کے ساتھ گزرتی رہتی ہے۔

ایک دن سوتا ہوں یا تو قسمت جاگ اٹھی حضور آقا علیہ السلام کو اپنے چند صحابہ کے ساتھ ایک چھوٹی پہاڑی پر تشریف فرما دیکھتا ہوں۔اور کفار مکہ کو آقا علیہ السلام کے بالمقابل سامنے میدان میں بہت زیادہ تعداد مین ہاتھوں میں نیزے وغیرہ لیے ہوئے اکھٹے جمع دیکھتا ہوں۔اچانک حضور علیہ السلام اپنی جگہ سے پرواز فرماتے ہوئے کفار کے سروں پر آکر معلق ہو

Marfat.com

جاتے ہیں نیچے سے کفار آقا علیہ السلام کو اپنے برچھوں اور نیزوں سے نعوذ باللہ گھائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔لیکن حضور علیہ السلام ان کی پہنچ سے بہت اوپر ہیں ۔اور آقا علیہ السلام باوجود ان کی ان حرکتوں کے نہایت شفقت سے ان کی طرف دیکھ رہے ۔کہ شاید یہ یا ان کی اولادوں میں سے کوئی مسلمان ہو جائے ۔

پھر کافی دن گزر گئے ہیں ان کو شمار نہیں کر سکتا ۔ایک دن خواب میں حضور علیہ السلام نے کرم فرمایا اور اپنے گجرات گھر کے برامدے میں مجھے حضور علیہ السلام کی زیارت ہوگئی ۔حضور علیہ السلام برامدے میں تشریف فرما تھے ۔اور پاس تھوڑی دور میری والدہ بیٹھی تھیں ۔اور میری والدہ کے ہاتھ میں اعمال نامہ ہے ۔جس کے کاغذ کی دوسری طرف تمام زندگی کی نمازوں روزوں حج وغیرہ سب چیزوں کے نمبر اس کاغذ کی دوسری طرف نیم گول دائرہ میں چھوٹے سے لکھے ہوئے تھے اور میں نے دیکھا کہ میری والدہ پر جیسے نزع کی کیفیت اعمال نامہ کے فکر سے طاری ہے ۔میری والدہ مجھے اپنا اعمال نامہ دیتی ہیں میں وہ اعمال نامہ حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں پیش کرتا ہوں ۔آقا علیہ السلام وہ اعمال نامہ کے کر اللہ تعالیٰ کی ذات پاک جو صحن میں نہایت سفید داڑھی کے ساتھ نہایت ہی خوبصورت شکل میں تشریف فرما ہیں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ۔اور اپنی نظروں ہی نظروں میں سفارش فرماتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ اس سفارش کو اشارے سے ہی قبول فرماتے ہیں ۔اور حضور علیہ السلام وہ اعمال نامہ مجھے واپس والدہ کو دینے کے لیے لوٹاتے ہیں ۔اور میں وہ اعمال نامہ لے کر خوشی خوشی والدہ کے پاس آتا ہوں ۔اور مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے ۔کہ میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں ۔اور میں اپنی والدہ کو عرض کر رہا ہوں ۔امی جان اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخش لیا ہے ۔امی جان اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخش لیا ہے ۔

اور میں وہ اعمال نامہ اپنی والدہ کو واپس دے دیتا ہوں ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور مجھے موضع ہیڈ مرالہ کے پاس موضع شیخ چوگانی میں سیدنا حضرت طانوح علیہ السلام اور سیدنا حضرت آمنون علیہ السلام کے مزارات جو برلب دریا ہیں ۔ پر بند تعمیر کروانے کی سعادت عطا فرمائی ۔ یہ انبیاء اکرام یہاں کئی ہزار سال پہلے تشریف لائے ان کے مزارات کی نشاندہی ہمارے پیر و مرشد قبلہ حضرت خواجہ گوہر دین مدظلہ تعالیٰ نے جو کشف القبور میں بہت دسترس رکھتے تھے، نے فرمائی اور مزارات تعمیر کروائے ۔

آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق بخشی اور میں تقریباً آٹھ دس سال ان بندوں کی تعمیر کے لیے لاہور سے لے کر اسلام آباد تک بھاگتا رہا ۔ ۱۹۹۳ء میں اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا ارجلا پور جٹاں کے چوہدری گل نواز وڑائچ کے تعاون سے ان کی تعمیر مکمل ہوئی ۔تو سیدنا حضرت طانوح علیہ السلام کی خواب میں مجھے زیارت ہوتی ہے ۔اور آپ نے ایک سبز رنگ کی چادر مجھے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے جانے کا حکم فرمایا ۔جب میں نے وہ چادر لی ۔تو پھر اچانک میں نے اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کی خدمت میں پایا ۔میں نے آقا علیہ السلام کے ہاتھوں پیروں کے بوسے لیے اور وہ چادر آقا علیہ السلام کو پیش کی ۔آقا علیہ السلام نے اسے قبول فرمایا ۔

Marfat.com

اور انہی دنوں مجھے حضرت آمنون علیہ السلام کے مزار مبارک پر اپنے پیر و مرشد خواجہ گوجر دین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے اپنے سر پر سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تاج ولایت عمامہ مبارک سر پر سجا رکھا ہے۔ اس تاج مبارک کو دیکھ میرے دل میں کچھ خیال آیا۔ میرے سر پیر و مرشد نے میرا خیال دل میں بھانپ لیا۔ اور نہایت محبت سے میری طرف دیکھا اور مسکرائے۔

ایک دن میں نے خواب میں اپنے پیر و مرشد کی اپنے مزار مبارک میں زیارت کی مزار مبارک کے داخلی دروازے پر اونچے ہو کر خواجہ میرے پیر و مرشد اس طرح تشریف فرما ہیں کہ آپ کا سر مبارک اوپر محراب تک پہنچا ہوا ہے۔ آپ مجھے دیکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہم گوش برآواز مہربانی فرماتے ہیں۔ اور گوش برآواز یہ ہے کہ جب بھی کوئی جہاں بھی کوئی ہمارا تصور بھی کرتا ہے۔ ہم اس کی مدد کو پہنچے ہیں۔

ہاں واقعی اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو اپنی دسترس عطا فرمائی ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی ہر مصیبت زائل کر سکتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ ایک ڈاکٹر ایک سرجن کے ہاتھ میں کسی کی شفاء رکھ دیتا ہے اسی طرح سب کچھ کر سکنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی ہے۔ لیکن وہ اپنے بندوں میں سے اپنی مخلوق میں سے جس ہاتھ میں چاہے شفا رکھ سکتا ہے جس طرح قرآن پاک کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردے کو زندہ فرما دیتے اور بیمار کو شفا عطا فرما دیتے۔ اندھے کو بینائی دے دیتے۔ جتنا جتنا اختیار اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو عطا فرمایا ہے۔ وہ اسی دوسرے کی مدد کر سکتا ہے۔ کرتا اصل میں خود اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن وہ جس سے چاہے وہ کام کرواتا ہے۔ رازق تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے لیکن کسی کے منہ میں لقمہ کیا اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ مبارک سے بھی بھی ڈالا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی مدد اپنی مخلوق سے کرواتا ہے۔ حالانکہ وہ خود سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔ لیکن یہ سنت جاریہ ہے۔ اللہ ہمیں حق کو حق کر کے دکھاتے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور باطل کو باطل کر کے دکھائے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے آقا حضور علیہ السلام اسی طرح دعا مانگا کرتے تھے۔ یہ آپ کی سنت ہے۔

ایک دفعہ پھر میں سویا ہوا تھا کہ قسمت جاگ اٹھی اور میں نے اپنے آپ کو جینڈر شریف میں پایا۔ چند ایک کھجوروں کے درخت ساتھ ساتھ اگے ہوتے تھے اور دور دور تک کوئی مکان نہیں تھا۔ ان درختوں کے ساتھ صرف ایک بڑا سا کر تھا جس کے آگے چار دیواری امد باہر ایک بڑا دروازہ تھا۔ میں گیٹ کے راستے اندر داخل ہوا اور آہستہ سے دروازہ کھولا کہ کہیں آقا علیہ السلام کو تکلیف نہ ہو۔ حضور علیہ السلام دروازہ کے پاس ہی وہ تشریف فرما تھے۔ میں سلام کے بعد آقا علیہ السلام کے پیروں کے اپس بیٹھ گیا۔ آپ کو دبانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد دبانا چھوڑا تو آقا علیہ السلام نہایت حقیقت سے میری طرف دیکھ رہے تھے۔ اور آپ نے مسکراہٹ کے ساتھ میرا نام نثار النبی لیا اور میری آنکھ اس جہان سے بند ہو کر اس جہان میں آ کھلی۔

ایک دن میں سویا تو خواب میں آسمان پر جنت کو ایک چاند کی شکل میں چمکتے ہوئے دیکھا۔ میں نے جنت میں

Marfat.com

جانے کا ارادہ کیا اور ایک قدم اس میں جانے کے لئے اٹھایا تو دوسرا قدم جنت میں جا پڑا اور اس کی رنگینیوں میں خوبصورتیوں میں کھو کر سیر کرنے لگا۔ لیکن میرے دل میں خیال آیا۔ کہ میں جس راستے سے جنت میں آیا ہوں میں نے اِسی راستے واپس بھی دنیا میں جانا ہے۔ میں وہ راستہ نہ بھولوں۔ گو کہ میرا دل جنت میں سے جانے کو نہیں کر رہا۔ لیکن چونکہ میرے رب کی مرضی ہے۔ کہ میں ابھی دنیا میں رہوں۔ اور میں اپنی مرضی پر اپنے رب کی مرضی کو ترجیح دیتا ہوں۔

اب مدت ہوگئی ہے حضور علیہ السلام کی زیارت کے شوق میں۔ لیکن کوئی پیش نہیں جا رہی۔ میرا رب بھی کریم ہے۔ اور میرے آقا علیہ السلام بھی کریم ہیں کمی ہم میں ہی ہے۔ وہ جس وقت چاہیں کرم فرما سکتے ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ آپ کی عطا کے مقابلے میں ہمارے دامن کی حقیقت ہی کیا ہے۔ یارسول اللہ ﷺ آپ نے ہی فرمایا ہے کہ شیطان میری شکل نہیں بنا سکتا اور جس نے مجھے دیکھا۔ سچ دیکھا۔ یارسول اللہ ﷺ اپنا کرم فرمائیے اور بار بار مہربانی فرماتے رہیے۔ ایک بزرگ کو ایک رات خواب میں سترہ دفعہ دیدو زیارت ہوتی۔ سترویں دفعہ آقا علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ میری زیارت کے لیے اتنا بے تاب نہ ہوا کر۔

میرے پیر و مرشد کے دوسرے پوتے جناب محترم میاں محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے عاجزی سے ساری زندگی اپنے نام کے ساتھ کبھی پیر نہ لکھا بلکہ میاں لکھتے رہے اور جو نہایت ولی اکمل تھے۔ بلکہ وہ جس کو چاہتے ولی بنا سکتے تھے، کے پاس بہت پریشانی کی حالت میں گیا حضور نے شفقت فرمائی۔ اور رات آٹھ بجے چاندنی رات میں حضور پیر و مرشد خواجہ گوہر دین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لیے بھیجا۔ میں حاضری دے کر واپس لوٹا تو آپ انتظار فرما رہے تھے۔ آپ نے میرے لیے دعا فرمائی اور میں پیر کرم شاہ صاحب کی سیرت النبی ﷺ کی کتاب ضیاالنبی پڑھتے پڑھتے سو گیا تو اللہ تعالیٰ نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف فرما دیا۔ پھر میں اٹھ گیا۔ اور شکرانے کے اور تہجد کے نفل ادا کیے اور دوبارہ سویا تو اللہ تعالیٰ نے کمال کرم فرمایا اور حضور علیہ السلام اور میرے پیر و مرشد کے طفیل مجھے دوبارہ آقا علیہ السلام کے دیدار سے مشرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور اولیاء اسی طرح بندے کی مدد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کی تمام امت پر رحم فرمائے۔ اس کی مدد فرمائے۔ اس کو تکلیفوں مصیبتوں سے نجات عطا فرمائے اس کی مدد فرمائے اور ساری امت مرحومہ کو بخش دے۔

آمین بجاہ نبی کریم رؤوف الرحیم ﷺ۔

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انك حمید مجید۔ اللھم بارك علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انك حمید مجید۔

احقر العباد خاکپائے اولیاء اللہ
نثار النبی بن محمد ریاض بن صوفی محمد چراغ

Marfat.com

مآخذ و مراجع

قرآن مجید فرقان حمید
ضیاء النبی پیر کرم شاہ صاحب الازہری بھیرہ شریف
سیرت ابن ہشام سیرت ابن اسحاق
السرۃ النبویہ ابن کثیر
السیرۃ الجلیلہ امام محمد ابو زہرہ
انسان العیون
المرقع النبوت (اغا اشرف علی)
عیون الاثر
دلائل النبوۃ البیہقی
الوثائق السیاسیہ
سنن ابن داؤد
الطبقات
امتاع الاسماع للمقریزی
انساب الاشراف
کتاب الروح
فروع کافی۔کتاب الروضہ
مدارج النبوۃ
کتاب السلطانیہ۔کتاب الخراج
حجۃ اللہ علی العالمین
روح المعانی

بخاری شریف
رحمت للعالمین
سیرت الرسول ڈاکٹر طاہر القادری صاحب
معجم البلدان
السیرہ النبویہ سید سلیمان ندوی
البدایہ النہایہ
روح المعانی
الروض الانف
النساب الاشراف
الاکتفاء
معجم البلدان ا۔ ۳۹۹
اوتائق السیاسیہ
انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا ۱۹۶۲۔ ۳
رسول رحمت
فیض الباری
الوثائق السیاسیۃ
ابن سعد طبقات الکبری
فتح الباری
المفردات۔

Marfat.com

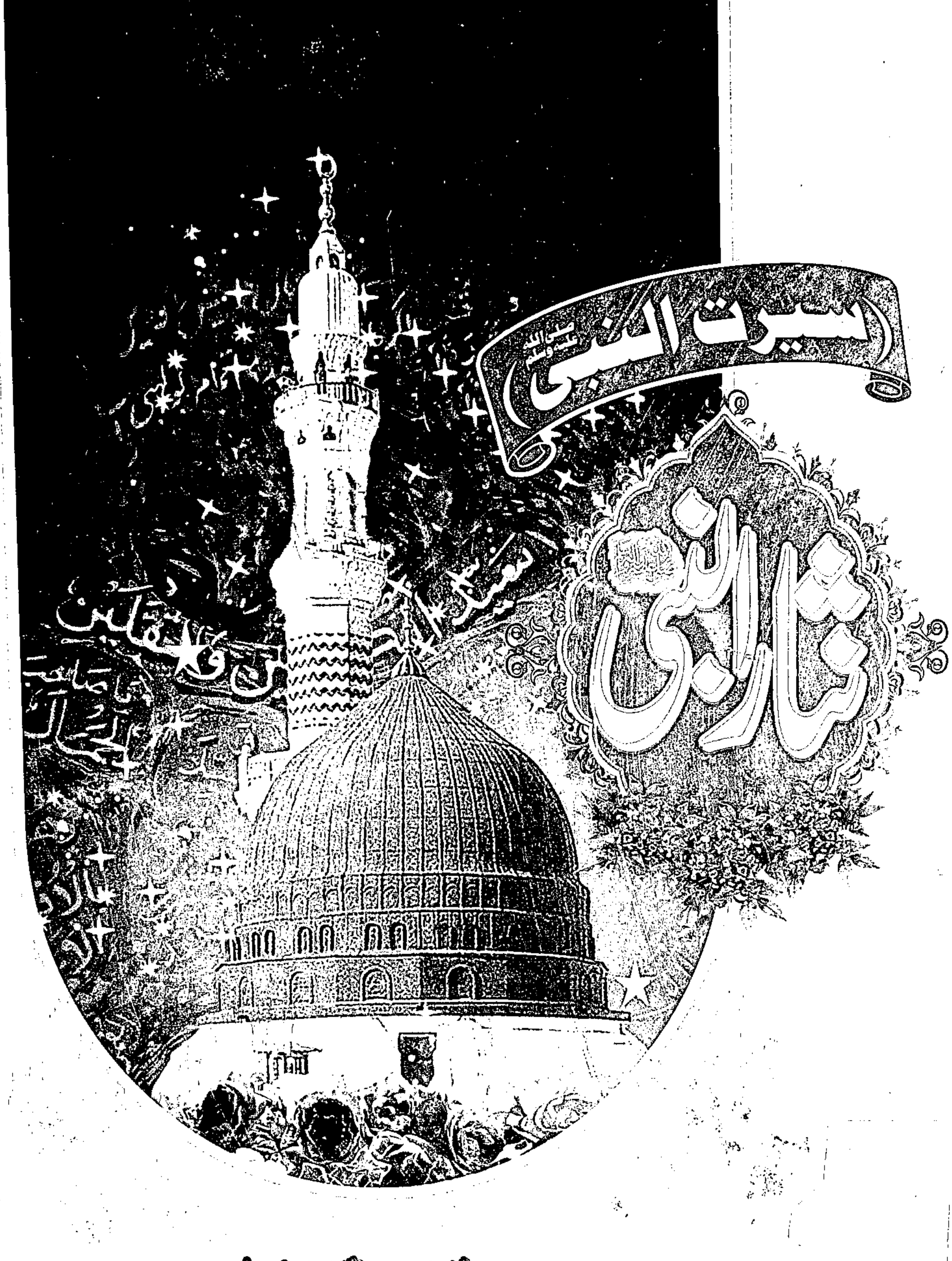
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
نثار النبی

غبار راہ مدینہ و خاکپائے اولیاء اللہ

مؤلف

ابو عبداللہ
ابو حبیب اللہ
نثار النبی چشتی اویسی

Marfat.com